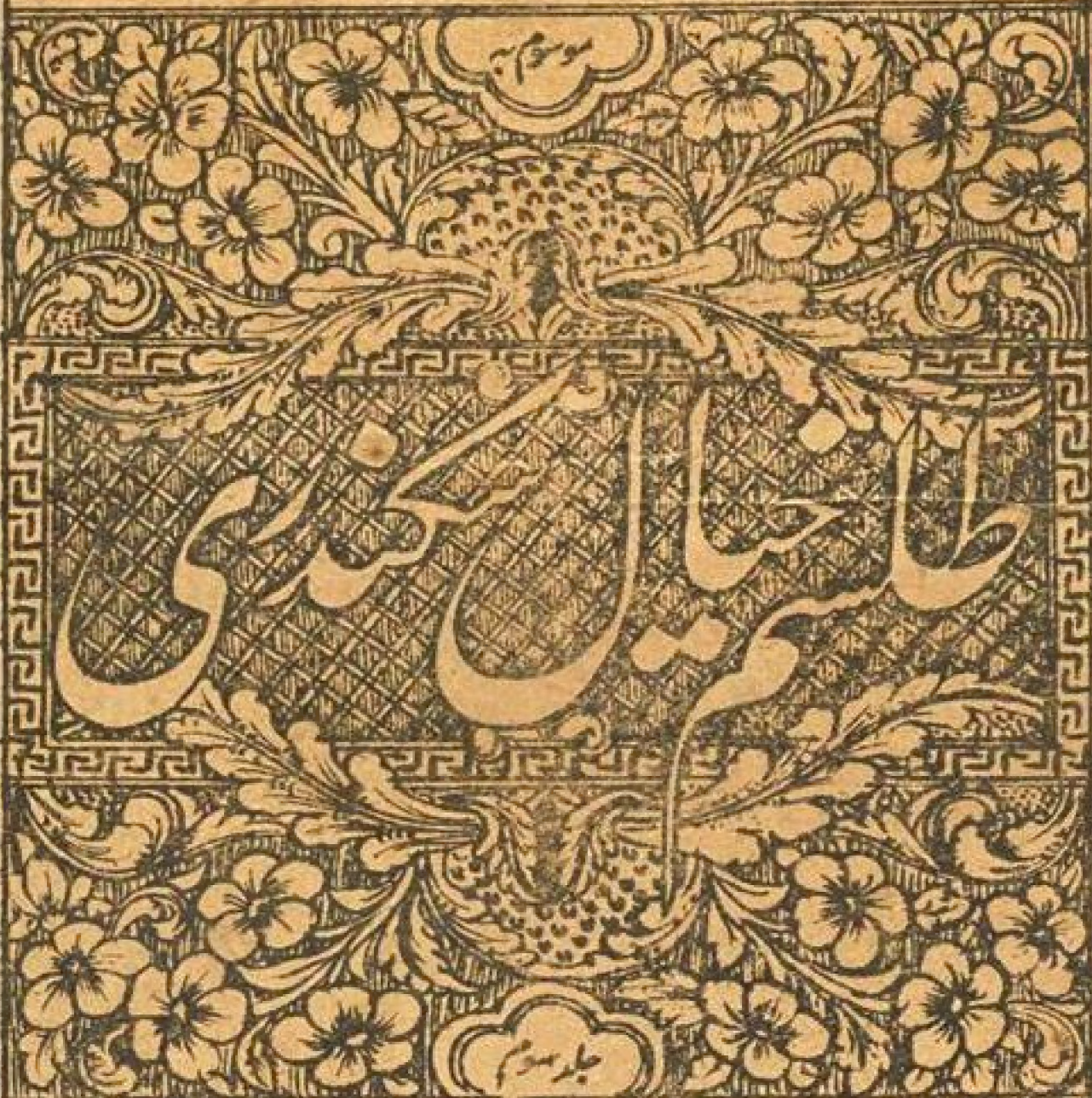


بخوان صنایع مکی مکانات فضل و سلازل و زما  
عین مع مین ن و ق مین ن

کل نویدۀ بوستان شیرین مقالی شکر نوری اخصان بلند خیالی گوهر درج بلاغت اختر بج فصاحت مهر پر نوری



مصنفه شاعر اکمال شمار عدیم المثال أسوة الفصحاء داح خامس آل عبا مقرر جادو اثر منشی احمد حسین صاحب

سطیع می منشی نو کشف واقع لکھنؤ مین بن طبع هوا



اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چاہیہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرنا سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے میل بیچ کے تین صفحہ جو ساوے ہیں انہیں بعض کتاب قصہ جات نشر و غیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	چاہتا تھا کہ دوسکا ترجمہ اردو میں ہو جائے لہذا مطبع منشی نو لکھنؤ میں دفتر اول سے دفتر ششم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہے جسکی قیمت درج ذیل ہے۔		کتب قصہ جات نشر اردو
عنا	۱۔ نو شیروان نامہ جلد اولی۔		داستان اسیر حمزہ صاحبقران - جسکی تہتیب و ترتیب آٹھ دفترون میں ہوا اور اٹھ ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہے۔
عنا	۲۔ " جلد دوم۔		
عنا	۳۔ کوچک باختر۔		
عنا	۴۔ بالا باختر۔		
عنا	۵۔ ایرج نامہ جلد اول۔		
عنا	۶۔ " جلد دوم۔		
عنا	۷۔ طلسم ہوش ربا جلد اول۔		
عنا	۸۔ " جلد دوم۔		
عنا	۹۔ " جلد سوم۔		
عنا	۱۰۔ " جلد چہارم۔		
عنا	۱۱۔ " جلد پنجم کا حصہ اول۔		
عنا	۱۲۔ " حصہ دوم۔		



# فہرست مضامین جلد سوم طلسم خیال سکندری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱ تا ۴	حمد و لغت و نقبت -		تیس ہزار فوج ہمراہ پڑھو پنچنا بر سر قلعہ میانکار
۵ تا ۱۱۲	دو کلمہ داستان حیرت بیان نور الدہرین بدیع الزمان چوری جاتا بستر خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر کا اور رکوش رہا ہونا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا -		و مقابلہ میانکار جادو سے اور دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا -
۱۱۳ تا ۲۰۰	دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ مجاہد عاشق ہونا عالم خواب میں ملکہ سر و دل کشا پر کہ دختر ملکہ اختر ہفت جوش جادو ہو و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا -	۵۰ تا ۵۰۵	دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا حکیم آغاز مصری سے دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا -
۲۰۱ تا ۴۰۴	دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام کا قید ہو کر پہونچنا مرحلون پر و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا -	۶۷ تا ۶۷۶	دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم کشا نور الدہرین بدیع الزمان -
۴۰۵ تا ۵۰۴	دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر مع قزاقوں کے	۸۶ تا ۸۶۷	دو کلمہ داستان صاحبقران زمان بڑھتے تھے تا بہ قصر مروارید نگار پہونچنا -

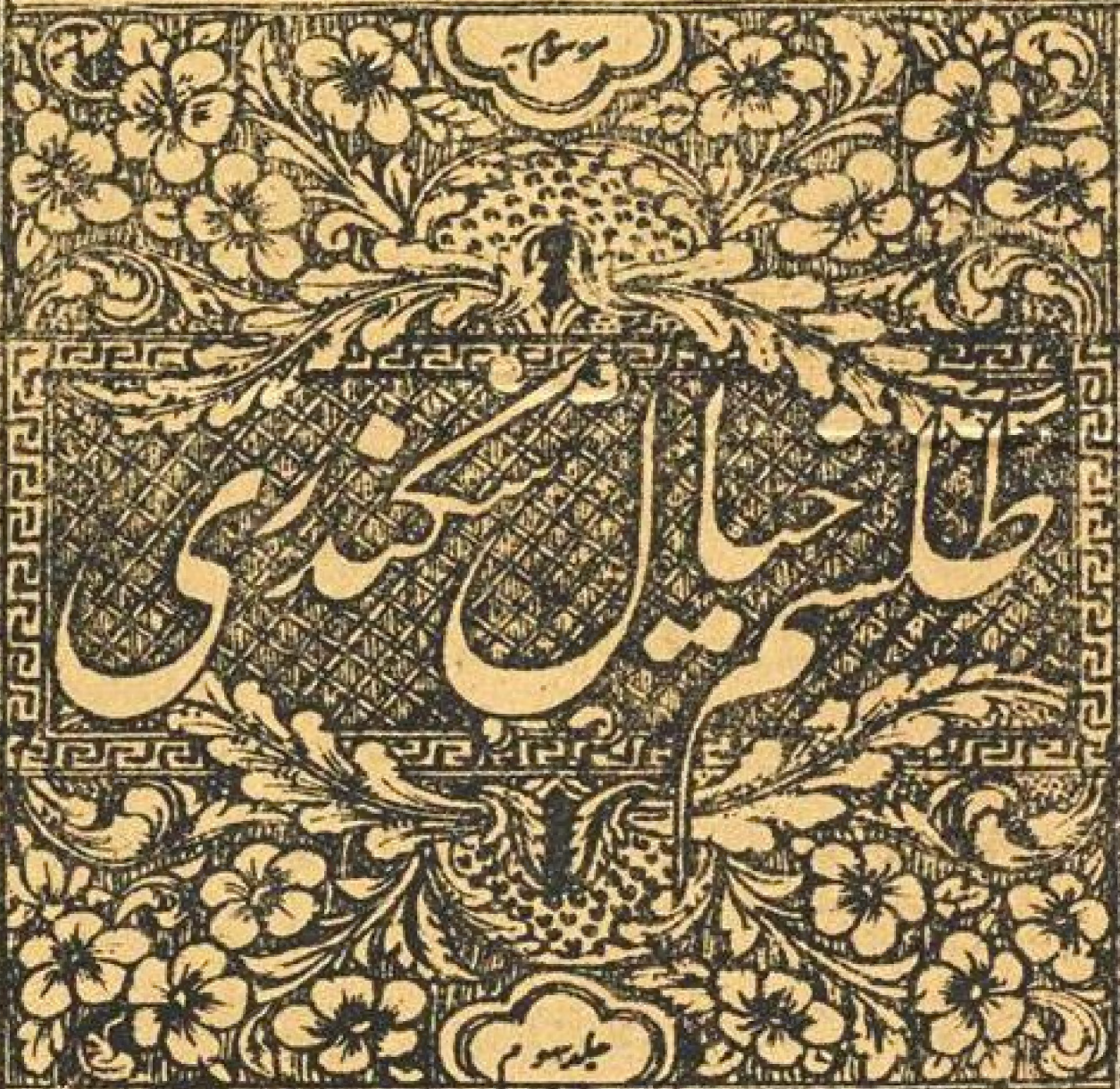






چون صنایع مکیان فصل سلا ز و زما  
چون صنایع مکیان فصل سلا ز و زما

کل نو دیده و نشان شیرین صفای نثر در من اخصان بلند خیالی گوهر درج بلاغت خورشید فصاحت مهر پر برتری



مصنفه شاعر اکمال مشار عدیم المثال ائسوة الفصحا ملاح خاص آل عباس قرد جاود نثر منشی و طبع حلیه

طبع می منشی نو کشف واقع لکهنویسین بن طبع هوا



بسم الله الرحمن الرحيم

بعد حمد خالق یکتا و لغت اشرف انبیاء حبیب خدا صاحب مراتب اسما و منقبت وصی مآل  
 مصطفیٰ زوج بتول عذر اور رندہ اثر و رکندہ و رخبر قاتل عمرو و مختر شیر بیشہ و اور پدر شیر  
 و شیر قاتل جنگ حنین و بدر بلکھا ہو کہ نہ مانہ خلافت جناب علی مرتضیٰ شہر مدینہ میں زلزلہ  
 آیا اور دریائے جوش مارا سب اہل مدینہ بقیعہ ہو کر حاضر خدمت فیضد رحمت ہوئے  
 عرض کی اے نفس رسول و امیر زوج بتول خلقت تباہ ہو شدت زلزلہ سے مکان اعراس  
 بین کل کو چھپا کے مدینہ میں پانی پہنچ گیا ہو جناب حبیب رکرا صاحب ذوالفقار دست  
 زبردست پروردگار اپنے مقام سے اٹھے عصا سے رسول خدا دست حق پرست  
 میں تھا اول آکر عصا زمین پر مارا اور زبان بجز بیان سے فرمایا کہ او زلزلے نہیں  
 جانتا ہو کہ میں مقبول بارگاہ کبریا خوشہ چین خرمن جناب محمد مصطفیٰ مدینہ میں موجود  
 ہوں جلد دفع ہوا اہل مدینہ کو نہ ستا زمین کا کانپنا موقوف ہوا اگر پانی اسی طرح جوش  
 مار رہا ہو سب نے عرض کی اے مولا اے گوینہ زلزلے سے تو مصلحت پانی نگر جوش پانی کا  
 نہیں موقوف ہوتا اب گھر ان میں اہل مدینہ کے پانی داخل ہوا چاہتا ہو لہذا حضرت کو



مناسب ہو کہ پانی سے بھی صحت دیکھیے اہل مدینہ کو پناہ پانی مشکل ہو آب و بجا یہ جناب  
 حیدر کرارہ طرہ دریا سے زخار کے روانہ ہوئے کنارے پر دریا کے چوٹے وہی عصا  
 جو دست مبارک میں تھا کنارے پر دریا کے مارا اور آواز دہی کہ کیون انور دریا سے  
 زخار پانی جو شایع ہوا ہوا اسکو اپنے شکم میں لیے اہل مدینہ کو پناہ ملے سب نریا و کر رہے  
 ہیں کہون پر دم ہو بحق اشرف انبیاء کل پانی اپنے شکم میں لیے اسی وقت سب پانی ہلکا  
 دریا میں آگیا اس بحر کرم کا دریا پر آنا اور واسطہ جناب اشرف انبیاء کا دلائل کافی ہو گیا  
 اور جناب احمد مختار بہر دعا میں فرماتے تھے کہ اگر رب نے نیا ز واسطہ علی مرتضیٰ کا خان  
 حاجت کو میری روا کر اور دوسرے راوی نے اس روایت کو یون بھی لکھا ہو کہ  
 زمانہ خلافت خلیفہ ثانی تھا سب اہل مدینہ نے آکر خلیفہ ثانی سے زلزلہ کی نریا کی اُنھوں  
 نے سلمان با ایمان سے فرمایا کہ حلال مشکلات صاحب معجزات جناب علی مرتضیٰ کو بلاؤ  
 اور سلمان فارسی میری طرف سے پیغام دینا کہ اسی معجز نما جلد تشریف لائیے خلقت دینہ  
 تباہ ہوتی ہو سلمان با ایمان نے جا کر در دولت پر آواز دہی حضرت نے اندر سے  
 جواب دیا اور سلمان تم چلو میں مسجد میں آتا ہوں خلیفہ ثانی نے مجھ کو بلایا ہو کہ کچھ معجزہ  
 دکھاؤ اہل مدینہ کو زلزلے سے صحت ہو پانی کو ہٹاؤ سلمان نے در دولت پر چہرہ سالی  
 کی اور عرض کی کہ لاکھ جان ہماری اس معجز نمائی پر قربان ہو اندر سے وہی جواب دیا کہ تم  
 چلو ہم آتے ہیں کہ حضرت اندر سے نکلے عامہ رسول مختار سر پر تھا عبا کے جناب  
 اشرف انبیاء زیب جسم عصا آنحضرت کا ہاتھ میں اس صورت سے مسجد میں تشریف  
 لائے خلیفہ ثانی نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور گر و پھر سے عرض کی یا علی مرتضیٰ  
 مشکل آسان کیجیے اہل مدینہ بہت بیقرار ہیں آپ کی معجز نمائی کے امیدوار ہیں حضرت  
 نے فرمایا تم خلیفہ وقت ہو یہ تحفہ جات مجھے لو اور خدا سے دعا کرو خلیفہ ثانی نے  
 عرض کی مجھ کو بخوبی یاد ہو کہ ایک دن جناب اشرف انبیاء نے ارشاد فرمایا تھا کہ دعا علی  
 کی واپس نہیں ہوتی رب اکبر قبول فرماتا ہو اور فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہو کہ خوش  
 یہ وقت کہ علی نے دعا کی مجھ کا خاطر علی کی بہت مد نظر ہی پھر فرمایا وہی میرا ہی خدا اسکو



سیرے سامنے زندہ رکھے ہر جنگ میں مدد کی ہر جنگ اُحد و د جانبازی کی کہ محکوم تھے  
سے کفار کے بچا لیا پس یا علیٰ مین کیونکر آپ سے التجا نہ کروں بسبح اللہ و عا کیچے حضرت  
نے اُسے طرح و خاک کی فوراً زلہ موقوف ہوا پانی سمٹ کر شکم و ریامین پر و بچا ایسے  
معجزانہ کے اوصاف کیا تحریر کروں بس یہی لفظ کافی ہو کہ دست نہ بروست پر و در و کار  
دھی بلا فصل احمد منتا رہ تمام کتب اوصاف علیٰ سے مملو ہیں ہماری کیا حقیقت کہ ایک  
شمہ و صف جناب میں لکھ سکیمیں باگہ تو سن کھاک کی روکتا ہوں مطلب ضروری  
میں مصروف ہوتا ہوں

دو کلمہ داستان حیرت بیان نور الدہرین بدیع الزمان چوری جانا بستر  
خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر کا اور کبوشش رہا کرنا و باقی حالات  
متعلقہ داستان ہذا

ایک غزل چذا شعاع عوین ساقی تا سے کے اس مقام پر تحریر کرتا ہوں غزل	نخل آفت کو فلک چھو لئے پھلنے نہ دیا دل کسی شغل میں افسوس بھلنے نہ دیا نالے نکلے نہ مرے سنہ سے تو کی آہ و فغان مجھے روئے بھی خفا بھی ہوئے آرزو بھی جب یہ تڑپا اُسے ہاتھوں سے دبا یا میں نے گھر پہ سو بار قدم رنج کیا اُس گل نے جان لیکر اُنھیں چھوڑا جو بہت تھے سزا او فلک تو نے ملایا نہ کسی گل و سے پاس اسلام کا اُس بت نے کیا گڑوا یا غیر کیا دیکھتے اُس پر وہ نشین کو میرے جیتے جی بجا اُنھیں جان کے برابر بیشک
کوئی ارمان مرے دل کا نہ کھلنے نہ دیا اپنے بیمار کو عیسے نے سنبھلنے نہ دیا پر کوئی حرف شکایت کا نہ کھلنے نہ دیا پراں نہیں میں نے برسی راہ پہ چلنے نہ دیا دل بیتاب کو پہلو سے نہ کھلنے نہ دیا آتش ہجر میں دل کو مرے جانے نہ دیا دھوکہ دے کوں تھا جس کو کہ اہل نے نہ دیا نخل امید مرا پھو لئے پھلنے نہ دیا لاش کو عاشق جانبا ز کی چلنے نہ دیا اجک میں نے اُسے گھر سے نہ کھلنے نہ دیا دل سے ارمان کوئی میں نے نہ کھلنے نہ دیا	



لاش عاشق کی جو کوچے سے چلے لیکے رقیب  
او قمر ناز جنم سے بحب یا آخر

گور تک یا رنے کا نہ تھا بھی بد لئے نہ دیا  
مچھکو مولا نے پس مرگ بھی جلنے نہ دیا

چہرہ سیاحان صحرا سے ہول خیز و فتاحان مرحلہ جات وحشت انگیز اس داستان حیرت  
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین و سخن را بہ کرسی نشاند  
این چنین و ناظرین پر واضح ہو گا کہ نور الدہرین بدیع الزمان مع سرواران نامی  
و ساحران گرامی صحرا سے تیہو مین فروکش ہیں اور یہ بھی خبر پائی ہے کہ یہاں سے دریائے  
قلزم بارہ منزل ہو و ز قصد کرتے ہیں کہ کوچ کر و ن مگر سکندر ثانی مانع ہوتے ہیں  
کہ دو چار دن یہاں تشریف رکھتے ہیں جب وقت آئیگا تو عرض کروں گا لیکن ہر کار سے  
بقراط ثانی کے جو براے خبر لشکر نور الدہرین تھے خبریں دریافت کر گئے بھاگے  
بقراط ثانی داخل قصر ہشت پہل ہونا زمینان مہ جبین حاضر ہیں گانا ہو رہا ہو یہ اشعار  
عبرت آثار گار ہی ہیں نظم

دل جلا ہوا سقدہ اپنا کسی کی یاد میں  
ہم صغیر و اسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ  
انکو پورا ہوتے ہوتے ایک مدت چاہیے  
کیا خبر کس دن خزان آئی گئی کب فصل گل  
دل سے باتیں وصل کی کرتا تھا مین ہنگام قتل  
و یکھکر اس گلاب کو کتنی ہو خلق خدا  
مین وہ بلبل ہوں کیا ہو اُسے جسد نے رہا  
او قمر آباد تھا جس وقت شہر لکھنؤ

آگ کے شعلے نکلتے ہیں مری فریاد میں  
زندگی جسکی بسر ہو خانہ صیا و مین  
سیکڑوں ارمان ہیں میرے دامن فریاد میں  
آنکھیں کھولیں جہنم آکر خانہ صیا و مین  
خون میرا کیوں نہ جھتا خنجر فولاد میں  
محل کھلا ہو کیا نیا یہ گلشن ایجا و مین  
خار غم ہر دم کھٹکتے ہیں دل صیا و مین  
لطف تھے جنت کے گویا اس بہار آباد میں

بقراط ثانی مہوت بیٹھا ہوا نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہے کہ چند طائر آسمان  
سے اترے سامنے بقراط کے آئے لوٹ مار کر بصورت انسان ہوئے اور بعد  
دعا و ثنا کے عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا لڑتے بھڑتے تا بہ صحرا سے تیہو پہنچے ہیں اب  
صحرا سے تیہو مین فروکش ہیں انکا ارادہ ہے کہ اپنے کو دریائے قلزم پر پہنچائیں



یہ سنکر بقراط گھبرا گیا اسوقت کئی سو ساحر و جادوگر بنیان ایک ایک ارسطو فطرت لقمان حکمت سب حاضر خدمت میں بقراط نے پکار کر اور اذی کہ یار و آجتک میں نے دریا قلمزم کا حال کسی پر ظاہر نہیں کیا ہو پس طلسم کشا طرٹ دریا سے قلمزم کے کیوں جاتا ہو یا روتقم میں سے کوئی ایسا ہو کہ جا کر سکندر ثانی کو پکڑ لائے ایک ساحر ہستے یہ مکارہ زمین کن اپنے مقام سے متحرک کر اٹھنی عرض کی یا خداوند کنیز وعدہ کرتی ہو کہ سکندر کوتاہ خدمت حضور پہونچا دوں گی بقراط نے کہا اے مکارہ تیری عقل مندی سے میں ماہر ہوں اور سحر بھی تیرا خوب ہو تو سامری و جمشید کی محبوب ہو لیکن سکندر بڑا ہوشیار ہو اگر سوتے میں گرفتاری کا ارادہ کریگی تو اسکے نگہبان موجود ہیں وہ ضرور روکین گئے جاگتے میں وہ کوئی دھوکا نہ کھائیگا پھر کیونکر گرفتار کریگی مکارہ نے کہا یا خداوند اب اسکا حال نہ پوچھیے جس طرح بن پڑیگا گرفتار کر کے آپ تک پہونچائیگی یہ کیکے مکارہ یکہ و تنہا روانہ ہوئی یہاں نور الدین کو جب کئی دن گزرے صبح کو جو نور الدین دربار میں آئے سکندر نے عرض کی آج غلام کا دل یہ چاہتا ہو کہ جا کے صحرائ میں شکار کھیلوں نور الدین نے کہا اے سکندر آج کل ہوشیار رہنا سکندر نے عرض کی کسکی مجال ہو کہ غلام کو بہ نگاہ تیز دیکھے اگر بقراط خود آئے تو اسکو بھی جواب دوں الغرض سکندر واسطے شکار کے چلے بارہ ہزار فوج ساتھ ہوئی چند سردار بھی ساتھ ہوئے صحرائ میں آکر شکار کھیلنے لگے ایک ہرن پر گھوڑا ڈالا دو کوس پر آ کے ہرن کو شکار کیا جب ہرن کو شکار کیا تو گھوڑے سے اتر کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا کہ خضر اے ایک ساحر روتی ہوئی آئی اگر سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا اے ساحر تو کون ہو اُسے دست بستہ عرض کی کہ سامنے ایک قریہ ہو اسلام جادو و میرا نام ہو میں ہمیشہ سے خدا پرست ہوں یہ خبر جو بقراط نے سنی اپنے مقام پر کہا کہ یہ مسلمان ہمارے عملدار ہی میں رہتی ہو جا کر لوٹ لو کئی ہزار جوان آئے قریے کو لوٹ لیا سو جوان اُن لوگوں کے ہاتھ سے مار گئے کوئی مرد ہمارے قوم میں باقی نہ رہا چونکہ سب ساحر آئے تھے اُن سب نے عورتوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا



جب مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی تو میں نے زیور اتار کر پھینک دیا اور زکھل بھاگی اُن لوگوں نے  
کھانوں کو مع مال و اسباب لوٹ لیا عورتوں کو گزند تار کر کے لٹکے اور جس جرم پر  
مجھکو لوٹا میں اُس نام سے بھی آگاہ نہیں کتنے تھے کہ تم مسلمانوں سے ملگنیں میں نہیں جانتی  
کہ مسلمان کون لوگ ہیں سکندر کو اُسکے حال پر رحم آیا ملازموں کو بلو اکر حکم دیا کہ اس  
عورت کو پہلو کنیروں میں اپنی درج کرینگے مراد یہ ہو کہ شکار گاہ سے عورت کو لیکر  
لشکر میں آئے اسطور سے اسنے خدمت کی کہ سکندر کے منہ لگ گئی ہر وقت سکندر  
اسی کو پکارتے ہیں کہ گلعدار صحرائی کو بلا لو صحرائی پتہ رکھا ہو کہ سمجھنے والے سمجھ جائیں  
تھوڑے ہی دنوں میں یہ نوبت پہونچی کہ شراب بھی اسی کے ہاتھ سے پینے لگے  
چونکہ ساحرہ جوان ہو جب تنہائی میں بیٹھتے ہیں اکثر ہوس و کسار بھی کرتے ہیں ایک روز کچھ  
اور دست و رازی کرنے لگے ساحرہ سکی لیکر چپ ہو رہی کئے لگی اور شہنشاہ نوٹدی  
کے ساتھ یہ حرکات کیا ضرور ہیں میں گستاخ ہوتی ہوں سکندر نے کہا کہ میں مجھکو  
خاتون محل بناؤنگا عہد و دولت میں کئی سو محل تھے جب فید ہوا تو نہیں معلوم بی بیان  
بھاگ کر کہاں گئیں آج تک کسیکا پتہ نہیں ملا بادشاہ کی خدمت میں سب طرح کی  
عورتیں ہوتی ہیں تیرا اندازہ مجھکو پسند ہو خوب تنہی ہوئی سامنے آتی ہو اور گلعدار  
سن تو تیرا کم ہو شوہر تیرا تجھے کیا خبر نہیں ہوا عرض کی اور شہنشاہ ایک دن میرے  
شوہر نے ارادہ کیا مگر میں نے استفادہ فعل مچانے کہ شوہر میرا ڈر گیا پھر اسدن سے  
مجھکو ہاتھ نہیں لگایا میں اب تک مرو سے ناواقف ہوں معلوم ہوتا ہو کہ تقدیر میری  
رہا ہو کہ حضور کو توجہ ہوئی اگر خدا نے یہ چاہا اور حضور نے نوٹدی کو سرفراز کیا تو  
عرض کرتی ہوں کہ گانوں میں میرے نام کا ضرور آباد ہو اکثر شوہر کو اپنے یا و کر کے ریا  
کرتی ہوں گانوں کی حکومت کی باتیں یاد آتی ہیں اسامیوں کی عورتیں میرے پاس  
آتی تھیں جو فریاد کرتی تھیں میں اُسکا انتقام کرویتی تھی گانوں کی حکومت میں شہر کا  
نزد تھا سکندر نے کہا اور گلعدار میں مجھکو شہر کا حاکم کرونگا صد ہا شہر ہمارے آقا کے  
تہنہ میں ہیں میرے پاس سب کا باج و خراج آتا ہو جس ملک میں چاہوں مقرر کردوں



آقا قبول فرمائیں گے بلکہ ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ جہان کی چاہو سلطنت قبول کرو  
مجھے سلطنت لشکر سے بڑا لطف ملتا ہو جو قلعہ تیغے میں آیا وہیں کا حاکم مقرر کیا مگر اب  
تیرے واسطے میں خیال رکھو نگاہ بارہ کوس پر دریا سے قلعہ ہم قلعے راہ میں ملین گے  
ابکی جو قلعہ تسخیر ہو گا آقا سے کہہ کر بھگو حاکم کرو نگاہ باتین سنگر گلعدہ اور پانوں دبانے  
لگی اس طرح پانوں دبانے اور یقین ہو کہ کچھ سحر بھی کیا کہ سکندر کی آنکھ بند ہونے لگی  
آنکھ کھو لکر کہا اے گلعدہ ایک جام پلا دے ناظرین آگاہ ہوئے ہونگے کہ یہ عورت  
وہی مکارہ زمین کن ہو اس مکارہ نے جام لبریز کیا اور سکندر کو پلایا سکندر کو  
غنودگی تو اول سے تھی اور کئی مہینے اسکو خدمت میں گزرے تھے کچھ نہ خیال کیا ورنہ  
سکندر کا یہ طریقہ تھا کہ جب شراب پیتے تھے کچھ سحر ضرور کرتے تھے مگر آج مکارہ نے  
اس طرح کی باتیں کہیں اور پانوں دبانے کہ سکندر نے اس غفلت میں جام پی لیا  
جام پیتے ہی سو گئے انتہا کے فاضل ہوئے مکارہ نے اول زبان میں سوندن دی  
اور سکندر کا پشتارہ باندھا دونوں پانوں زمین میں مارے پشتارہ لیکر غرق زمین  
ہوئی یہاں جب سکندر کو عرصہ ہوا نور الدہر نے فرمایا آج کیا ہو کہ سکندر دربار میں  
نہیں آئے خدمتکاروں نے عرض کی کہ وہی زن مہرائی ہمراہ ہو خیمے میں اکیلے ہیں۔  
نور الدہر نے شیرنگ سے اشارہ کیا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ سکندر کیا کرتے ہیں  
بھگو ترو و ہوتا ہو زن مہرائی کو لیکر آئے اس سے ایسی خلوت کہ عرصہ گزرے کوئی خدمتکار  
بھی اندر نہیں اگر وہ زن مطبوع خاطر ہو تو اس سے عقد کریں بلا عقد ہمارے مذہب  
میں فعل باطنی کی جانب توجہ نہیں کرتے اور اے شیرنگ وہ عورت جب میرے سامنے  
آتی تھی تو بہ نگاہ غور بھگو دیکھا کرتی تھی شیرنگ جست و خیز کرتا ہوا اس خیمے پر پہنچا  
دیکھا سب خدمتکار باہر ہیں کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی تب شیرنگ اندر آیا اندر  
آ کے مقام خالی دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا شیرنگ نے سر پیٹ لیا شراب  
میں بیوشی ملی ہوئی پانی شیرنگ روتا ہوا خدمت نور الدہر میں آیا عرض کی اے  
شہر بار آپ کا گمان ٹھیک نکلا وہ عورت سکندر کو لگی بیشک کوئی مکارہ تھی لیکن



سکندر ایسا ساحر کس دم میں آیا کیونکہ وہ ام تیز و بر میں پھنسا کہ ساحرہ لیکنی انتہا کی آنکی  
 ہوشیاری یہ تھی کہ جب صحبت تمام ہوتی تھی اور میں شراب پلاتا تھا تو وہ بہ غور ٹھکڑو دیکھتے  
 تھے اور کچھ سحر بھی کرتے تھے لیکن اس ساحرہ نے کیا فقرہ دیا کہ ہوشیاری بھی فراموش  
 ہوئی نور الدہر نے کہا مقام افسوس ہو سکندر کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہو یہ کلمہ سنکر  
 جمشید زمین ترکش اپنے مقام سے اٹھا کما اور شرپا ر غلام تلاش میں اپنے بھائی کی جانا  
 ہو اگر و رہا بقراط میں وہ ساحرہ لیکر پہنچ گئی ہوگی تو وہاں بھی ہنگامہ ڈال دیا ہنگامہ چنپ  
 کہ بقراط ثانی وہ ساحرہ ہو کہ میری کیا حقیقت ہو مگر جان دوں گا اور بھائی صاحب کو لاؤں گا  
 ٹھکڑو خوف یہ ہو کہ ایسا نہ ہو دیکھتے ہی قتل کا حکم دے یہ اسکو یقین ہو کہ یہ بہ دل اطاعت  
 اسلام میں ہو اب ٹھکڑو سجدہ نہ کرینگے اگر یہ ہمراہ طلسم کشا کے رہیں گے تو دریا سے  
 قلمزم پر جا کر آفتین برپا کرینگے اور غلام کو یہ بھی یقین کامل ہو کہ حضور کو جو بدایت  
 ہوئی ہو کہ دریا سے قلمزم پر جاؤ لوح ملیگی یقین ہو کہ دریا میں لوح ہو ہفت جوش جاؤ  
 دریا ہی میں رہتا ہو ہر چند نور الدہر نے روکا مگر جمشید نے نہ مانا اور پر پروانہ پیدا کر کے  
 چلا بعد جمشید کے شیرنگ بھی روانہ ہوا مگر مکارہ زمین کن سکندر کا پشتارہ اپنے  
 دوش پر لیے ہوئے جاتی ہو اور ہر مرتبہ پشتارہ بھاری ہو جاتا ہو یہ ہر مرتبہ سحر کر کے  
 ہلکا کرتی ہو کئی کوس تک اندر زمین کے آئی وہاں آکر سر نکالا ایک صحرائے سنہ زار  
 ملا دیکھا سامنے ایک باغ ہوا سمیں سے گانے کی آواز آرہی ہو کوئی شخص خوش آواز  
 بہ صد سوز و گداز یہ اشعار سحر ہا ہو

روحین و امن سے لپٹ جائیں نہ سایا ہو  
 طول کھینچا مرض عشق نے اچھا ہو کر  
 آڑ گئی گلشن ایجا و سے عنقا ہو کر  
 دل نازک کہیں بہ جا سے نہ چھالا ہو کر  
 کیسے پچھتاتے ہیں ہم آپ کے شیدا ہو کر  
 گر نہ جا سے یہ ہندو رہتے رہا لا ہو کر

بھاگیے مرقد عشاق سے عنقا ہو کر  
 آتے آتے جوڑ کا یا ر مسیحا ہو کر  
 بوئے الفت نہ رہی ولہین پر نیا د و نکے  
 شعلہ رو غیر سے ملکر نہ حبلا عاشق کو  
 ایک ارمان بھی پورا نہ ہوا و اے نصیب  
 آہ اس دور سے نہ کھینچی تہ افلاک کبھی



اٹھ گئے گلشن ہستی سے ہزاروں عاشق  
تھام کر ہاتھ کبھی پاس بٹھایا نہ ہمیں  
آنکھیں کتنی مین اگر یار سما سے ہم مین  
دیکھ کر گیسو سے دلدار کو دالبتہ ہوئے  
بوسہ لینے پہ جو وہ سرخ ہوئے غصے سے  
بھگو دھڑکا ہو کہ زندہ نہ کہیں ہوئے قریب  
بوسہ لیکر عرق شرم مین ایسا ہوا غرق  
گر جگر امن کی ملتی کہیں زیر افلاک  
اُسے چہرے سے اُلٹ دی جو نقاب زیبا  
درودل سُنکے مرا آپ کو غصہ آیا  
ایک دن وصل سے دلشاد و قہر کو کر دو

آپ کی جان سے دور آپ کے شیدا ہو کر  
دور ہی دور رہے آپ کے شیدا ہو کر  
سات پر دون مین رکھیں محل لیلا ہو کر  
وام مین پھنس گئے صیاد کے دام ہو کر  
رنگ رُخ اور دیکھنے لگا سونا ہو کر  
لاش ٹھکراتے ہیں وہ اُسکی سیجا ہو کر  
پہ گیا جسم کا خون میرے پسینا ہو کر  
بیٹھ رہتا مین وہاں تارک دنیا ہو کر  
بزم مین رہ گئے سب محو تماشا ہو کر  
بگئے قاتل جان آپ سیجا ہو کر  
بد نصیب آہ وہ کہلائے منتھارا ہو کر

یہ صد اسکر مکارہ سوچی کہ یہ باغ کسی ملازم خداوند کا ہی چلکر دیکھو ن کہ کون عبیش  
کر رہا ہی زمین مین نقب دیتے دیتے تھک بھی گئی تھی وہ بار اٹھائے ہو کہ شانے  
دکھ رہے ہیں دروازے پر باغ کے آئی بلا تکلف باغ مین گھسی باغ کی سیر کرتی  
ہوئی وسط باغ مین پہنچی دیکھا فرش بچھا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل مسند  
پر بیٹھی ہو سانسے گانا ہو رہا ہو جام شراب چل رہا ہو صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش  
بلند ہو جبوقت مکارہ سامنے آئی اس ساحرہ نے پکار کر آواز دی بی مکارہ کہانے  
آتی ہو آؤ تشریف رکھو یہ تو خانہ بے تکلف ہو مین نے سنا تھا کہ براے گرفتاری  
سکندر گئی تھیں آخر کیا کیا مکارہ نے کہا اے کافر و دش مین سکندر کو لائی اسوقت  
تھک گئی تھی مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ مقام منتھارا ہو صحرا مین جو پہنچی گانے کی آواز  
سُکر چلی آئی کافر و دش نے کہا آؤ بیٹھو مین تو دیکھو ن سکندر کون شخص ہو اسے قدرت  
کو بہت آزر دہ کیا ہو مکارہ نے کہا اے کافر و دش یہ ایسا ساحرہ زبردست ہو کہ قدرت  
سے مقابلہ کرتا ہو کبھی کسی مقام پر دبا نہیں کافر و دش نے کہا مین کیا نادان ہوں



اسکی زبان میں سوزن ہو کیا کر سکتا ہو تڑپ تڑپ کے رہیگا مکارہ نے پشتارہ رکھا  
گلفروش نے جو پشتارہ کھولا دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ حسین و جمیل خوش وضع خوش  
ترکیب مگر سحر سے مکارہ کے بیہوش و مدہوش ہو گلفروش عاشق ہو گئی دل کا پٹنے  
لگا جی میں کہتی ہو کہ اے گلفروش کیا تدبیر کروں لیکن وہ تیغ جو کمر سے لگا تھا اُسکو  
گلفروش نے نکال لیا مکارہ نے کہا اے گلفروش یہ کیا کرتی ہو جس حالت میں ہو گی  
حالت میں رہنے دو ایسا نہ ہو کسی طرح زبان سے سوزن نکلیاے تو پھر ہمارے اور  
تمہارے روکے سے نہ رے گا مگر گلفروش نے باتیں کرتے کرتے سحر مکارہ کا اتار  
اور ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہو کہ سوزن نکال لوں مکارہ منع کرتی جاتی ہو کہ خبردار  
سوزن نہ نکالنا اب دیکھو ہاتھ پانوں میں جنبش ہو گلفروش نے باتیں کرتے کرتے  
اپنی تدبیر سے بہ چالاکی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی سکندر ثانی کو ہوش  
آیا دیکھا میں اور مقام پر ہوں میرا خیمہ نہیں ہو اور ایک ساحرہ حسین و جمیل سینے  
پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہو بس سکندر اُسٹھے طرف مکارہ کے دیکھا کچھ انگلیوں پر شمار  
کیا کہا اولعونہ تو نے غضب کیا کہ مجھکو لے آئی اب کہاں جائیگی مکارہ نے کہا اے  
گلفروش تھے غضب کیا کہ سکندر کو ہوشیار کرو یا اب یہ کسے روکے رکھیگا مگر سکندر  
نے بے نگاہ غضب طرف مکارہ کے دیکھا کہا کیوں او مکارہ ہمارے اُس مہربانی کا یہی بدلہ  
تھا جو تو نے کیا مکارہ نے کہا حضور فراموش فراتے ہیں میں کبھی خدمت میں حاضر  
نہیں ہوئی اسوقت سامنا ہوا ہو اب سکندر طرف گلفروش کے متوجہ ہوئے کہا  
کیوں مہ جبین یہ کیا معرکہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ مجھکو گرفتار کر کے لائی تھیں روکا کیونکہ  
تمہارے طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ خیر خواہ دولت ہو لیکن مقام افسوس ہو کہ  
ہم نے جسقدر مہربانی صرف فرمائی اُسے اُسکا بدلہ یہ ہمارے واسطے کیا کہ ہمکو گرفتار  
کر لائی مگر اب کہاں جائیگی معلوم ہوا کہ قصداً اسکی دامگیری ہو یہی اسکے قتل کی تدبیر ہو  
سکندر نے یہ کہہ حکم دیا کہ پکڑ لو گلفروش نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سحر کیا کہ ہاتھ ملکہ  
گلفروش کا جگایا اور ابلہ پڑ گیا گھبرا کر ہاتھ ہٹا لیا کہا اے شہریار یہ بڑی مکارہ ہو حضور



خود اسکو گرفتار کرین سکندر نے ہنسکر ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سکندر پر بھی سحر کیا کہ شعلہ آتش بھڑکا سکندر نے شعلہ پلٹا یا کہ ہاتھ پر مکارہ کے پڑا آبلہ پڑ گیا مکارہ تڑپنے لگی دو تین مرتبہ جب سکندر نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے متواتر سحر کیا سکندر نے فی الفور ہی اُلٹا پلٹا دیا کئی آبلے اُسکے ہاتھ میں پڑ گئے کئی آبلے جو ہاتھ میں پڑے تو شرما گئی عرض کرنے لگی اموشن شاہ میری خطا معاف فرما ایسے مجھے بڑی خطا ہوئی چاہتی ہو کہ دم دیکر شہنشاہ کو نکلیاؤں مگر سکندر نے دھوکا اسکا نہ کھایا ہاتھ بڑھا کر جس ہاتھ میں آبلے پڑے تھے وہی ہاتھ تمام لیا اور سامنے کھینچ کر ایک طانچہ مارا کہ سر اُسکا اڑ گیا گل فروش نے لا کر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ اموشن شہریار یہ قول شاعر یہ معاملہ ٹھیک ہوا فرو بیل برواشت آشیان راہ گل گفت کہ جس کم و جہان پاک بہ اُردو والا کہتا ہو فرو قصہ کیا موت نے یہاں پاک بہ گل گفت کہ جس کم و جہان پاک بہ گل فروش نے جو ایسی باتیں کہیں سکندر کو گل فروش کی باتوں پر توجہ ہوئی مسند پر بیٹھے گل فروش پہلو میں آ بیٹھی گان جو سامنے حاضر تھی اُسے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دیکھیے کب ہونکلنا خانہ زنجیر سے  
اسقدر عاجز ہیں میرے نار شبگیر سے  
رشتہ اُلفت بھی شاید کنگیا شمشیر سے  
ہو یہاں ہر شب قیامت نہ نار شبگیر سے  
دل مرا جا کر لیٹ جاتا ہوا کے تیر سے  
یہ صدا آتی ہو گوش طوق میں زنجیر سے  
زخمی کرتا تھا ہزاروں کے گلے شمشیر سے  
خضر سے بد لین ابھی اب دم شمشیر سے  
پھول کب گلچین نے توڑے گلشن تصویر سے  
خون چھوٹیکا نہ میرا خضر بے پیر سے

قول دل ہو اُلفت زلف بت بے پیر سے  
کوئے دیتے ہیں مجھکو میرے ہمسائیکے لوگ  
لاش پر ٹھہرا نہ اپنے کشتے کی قاتل زور  
صور اسرافیل سے تو ہو گا محشر اکیڈن  
جہنم تک نکلے گا نکلے گھر سے وہ اللہ رستہ  
مجھے اکر دل ہوستا نے میں ہر اک مجھوس کا  
عالم طفلی میں بھی قاتل کو رہتا تھا فیصل  
میں وہ مشتاق فنا پائین اگر آب بقا  
نقل سے ہرگز کسی کا کام نکلا ہی نہیں  
آرزو سے وصل تھی دلہین ہوا جسوقت قتل



دل میں اس خورشیدِ رو کے اوقم کب گھر کیا | کام کچھ نکالنا اپنا آہیے ناشیر سے

یہاں یہ گانا ہو رہا ہے سکندر پہلو میں گل فروش کے خوش بیٹھے ہیں منتظر رہی کہ اسکو اپنے  
 بہراہ بیجا بیٹے سکندر شگفتہ ہو ہو کر باتیں کر رہے ہیں بقراط اپنے قصر میں بیٹھا ہوا تھا  
 کہ چند طائر سر پیٹے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند غضب ہوا مکارہ سکندر کو گرفتار  
 کر لائی تھی تاباں گل فروش پہونچی گل فروش نے عاشق ہو کر سکندر کو ہوشیار کیا  
 سکندر نے مکارہ کو مارا اب سکندر باغ میں گل فروش کے بیٹھا ہوا بقراط نے اس وقت  
 آواز دی کہ کوئی تم میں ایسا ہو کہ جا کر گل فروش کو ایسا دم دے کہ وہ سکندر کو گرفتار  
 کر لے شہکارہ آفت خیز بہن مکارہ کی اپنے مقام سے اٹھی کہا کنیز جاتی ہو یا تو دونوں کو  
 لاتی ہوں ورنہ سکندر کو تو ضرور ہی لاتی ہوں یہ کہنے شہکارہ روانہ ہوئی جا کر کنیزان  
 گل فروش میں ملی گل فروش جو کسی کام کو اٹھی شہکارہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او گل فروش  
 قدرت خود آیا چاہتے ہیں تمکو مناسب یہ ہو کہ سکندر کو دم دیکر بیوش کرو قدرت نے  
 فرمایا ہو کہ اگر گل فروش ایسا کر لگی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ساتھ گل فروش کے سکندر  
 کی بھونری پھر او دونگا شہکارہ نے جب گل فروش کو دم دیا گل فروش نے کہا ایسا نہ ہو  
 سکندر ہوشیار ہو جائے شہکارہ نے سمجھایا کہ تم جا کر جام پلاؤ میں چکے چکے سحر کرتی  
 ہوں اسکو گل فروش نے قبول کیا شہکارہ نے گوشے سے سحر کرنا شروع کیا سکندر  
 کو ایسی محویت ہوئی کہ گل فروش نے جو جام دیا سکندر پی گیا پیتے ہی بیوش ہو گیا  
 شہکارہ نے جھپٹ کر سکندر کو گرفتار کیا یعنی پنجے میں دبایا اور لے بھاگی گل فروش  
 حیران ہو کر رہ گئی دل سے کہتی تھی یہ میں نے کیا غضب کیا کہ اپنے معشوق کو گرفتار کر لیا  
 بیٹھی ہوئی افسوس کر رہی تھی کہ بڑا ستم ہوا اب سکندر کو بقراط زندہ نہ چھوڑیگا  
 ہاے کیا کروں کہ جمشید زرین ترکش آکر پہونچا دیکھا گل فروش سر جھکاے ہوئے  
 تڑو میں بیٹھی ہے جمشید نے آکر پوچھا او گل فروش کیا معرکہ ہوا میں نے راہ میں خیال  
 کیا کہ باغ میں گل فروش کے سکندر ہیں آکے یہاں دیکھا تو تمکو تنہا پایا سح کہو کہ کیا  
 سحر کر گزر اگل فروش رونے لگی کہا او جمشید عجب دھوکا کھایا شہکارہ نے آکر تمکو



دم دیا کہ خداوند آتے ہیں انھوں نے خبر پائی ہو کہ تیری مدد سے سکندر رہا ہو گیا ہو  
 اگر سکندر تیری مدد سے پھر گرفتار ہو تو قدرت تیرے ساتھ اسکی شادی کرونگے میں اس کے  
 دھوکے میں آگئی اُسے کنارے آکر سحر کیا میں نے جام شراب پلایا سکندر بیہوش  
 ہوئے وہ تڑپ کر گری پنچہ دیکر لے بھاگی اب میں سوچ رہی ہوں کہ میں نے کیا غضب  
 کیا جمشید نے کہا اے گافرویش نہ گھبراؤ میں جانتا ہوں اگر شہکارہ راہ میں ملی اور میں  
 پاگیا تو شہکارہ کو مارا اور اگر دوبارہ بقراط میں پہنچ گئی ہوگی تو وہاں جا کر ہنگامہ  
 برپا کرو ونگاہ کئے جمشید چلا شہکارہ تو اڑی ہوئی جا ہی رہی تھی کہ لغزہ ہوا خبر دینا  
 جمشید زربین ترکش اور شہکارہ ہنگامہ کھان جاتی ہو شہکارہ نے جو آواز جمشید کی  
 سنی ٹھہر گئی مگر جلدی میں زبان میں سوزن بھی نہیں دی تھی جمشید نے آگ برسانی  
 شعلہ ہائے آتش جو شہکارہ پر گرنے لگے شہکارہ گھبرائی دو چار ابلے بدن پر پڑے  
 کہ ایک طرف سے لغزہ ہوا کہ باش او جمشید الگ رہنا تم بقراط ثانی تم ایسوں کی  
 بھی یہ مجال ہو کہ میرے قیدی کو روکو یہ کئے سحر کیا کہ شعلہ ہائے آتش مجھے جب جمشید  
 نے سحر کیا بقراط نے اُسے دفع کیا مگر جمشید نے شہکارہ پر تلوا اگر انی بقراط کی  
 ذرا پلک جھپکی تھی کہ اس طرح کئی تلوا اگر گری کہ شہکارہ کا سر اڑ گیا ہاتھ سے سکندر چھوٹا  
 بقراط نے پنچے سحر کے پھینکے کہ سکندر کور وکین مگر سکندر کو ہوش آیا زبان میں  
 سوزن نہ تھی سکندر نے ہوشیار ہوتے ہی پنچوں کو جلایا اور دیکھا کہ بھائی میرا  
 بقراط سے رو بدل کر رہا ہو لکارا کہ او بقراط آج تیری قصا میرے ہاتھ سے ہو  
 یا مجھے قصا کھینچ لائی ہو آپس میں سحر ہونے لگے اب سکندر و جمشید ایک طرف دونوں  
 کے سحر بقراط روک رہا ہو اور دونوں پر سحر کرتا ہو جب تھوڑا عرصہ گزر بقراط نے  
 دیکھا کہ عرصے سے میں سحر کر رہا ہوں ہوا پر سحر کہ ہو رہا ہو ایک دستک دی اور آواز  
 دی کہ اے نسرین و لفریب جلد اُٹو اور اپنا رنگ جماؤ یہ دونوں جانے نہ پائیں ان  
 دونوں نے ایسا ہی عاجز کیا ہو کہ جو میں تھکوا بلاتا ہوں وہ نہ میں تھکوا نکلیت نہ دیتا یہ جو  
 بقراط نے آواز دی بائیں جانب سے ایک ہوا سے سرو چلی ایک نازنین نہایت



حسین و جمیل بقراط ثانی کی کفیل سامنے سے پیدا ہوئی سامنے آکر سکندر و جمشید کے  
 بہ ناز وادایہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظر

<p>شفا مرین محبت کو زینت ساز نہ ہو          کمال شہر حسن حبیب سنتا ہوں          اگر تو پھر اُسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا          درحرم کو ہو تشبیہ طاق ابرو سے          فقیر کو نہیں درکار طاق کسرا کا          پیادہ پا ہوں پر اڑتا ہوں باد کے مانند          صنم پرستی کو زاپہ روار کھے نہ رکھے          کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین کو          فراق یار میں احوال کیا کہوں اپنا          کمال موت کا مشتاق ہو دل بیمار          بہت اُسے دل بہت بلند رکھتا ہو          برنگ سایہ گذر شاہراہ ہستی سے</p>	<p>برنگ شمع نہ ہوں ہم اگر بزار نہ ہو          ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہ ہو          عناد و خشم دل یار کا غبار نہ ہو          سوا و کعبہ مقصود زلف یار نہ ہو          بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو          کمیت نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو          گلہ نہیں ہو جو صوفی شرا بخوار نہ ہو          خزان میں مرغ چین کو غم بہار نہ ہو          دل و دہیم مرا جان بقیہ دار نہ ہو          خزان کا باغ میں نرگس کے اعتبار نہ ہو          غم فراق کہیں شیر کا شکا نہ ہو          کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہ ہو</p>
---	--

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سامنے سکندر کے گائے سکندر و جمشید سحر کرنے سے  
 باز رہے اُس نازنین نے سکندر سے آنکھ ملائی اشارہ کر کے کہا کہ چلو قدرت  
 بلا تے ہیں سکندر نے کچھ عذر نہ کیا وہ نازنین سکندر کو لیکر سامنے بقراط کے آئی  
 بقراط نے کہا تم کھو لو میں زبان میں سوزن دوں گا سکندر نے بلا عذر منہ کھول دیا  
 بقراط نے سوزن دی جب سکندر کو گرفتار کر چکا تو اُسی نازنین سے اشارہ کیا  
 کہ جمشید کو بھی بلا لے اُسے جمشید نے آکر آنکھ ملائی اور ناز سے کہا کہ صاحب آؤ  
 تمہیں قدرت بلا تے ہیں نسرین و لفریب اسکا نام ہو اسکا سحر و پیر تاثیر کرتا جمشید  
 بھی سر جھکا کر سامنے بقراط کے آئے بقراط نے وہی لفظ کہکے اُنکی بھی زبان میں سوزن  
 دی کہا اے نسرین و وقفس آہنی چابیے ہیں اُسے بہت خوب کہکے ہاتھ بڑھایا پکار کر



کہا اور خدمت گزار دو قفس آہنی لا قدرت کو ضرورت ہو کہ سحر کے درختوں کے بیچ سے  
 دو پیچھے سنہری پیدا ہوئے دونوں میں دو قفس دیئے ہوئے تھے نسروین کو ان  
 پیچوں نے دیئے نسروین نے وہ قفس بقراط کو دیئے بقراط نے دونوں کو قفس  
 میں بند کیا اور دونوں کو لیکر چلا مگر قضا سے کار شبرنگ بن عمرو کہ جو چلا تھا اُسے سحر  
 میں یہ سب سحر کہ دیکھا جب بقراط جا چکا تو نسروین و قریب سحر کی سیر کرتی ہوئی چلی  
 شبرنگ کے خیال میں آیا کہ اگر نسروین کو لیا تو دربار میں بقراط کے گزر رہو گا ایک طرف  
 بھاگا مگر کلیجے پر پتھر رکھ لیا دل سے کہتا جاتا ہو کہ اتنی بڑی سکارہ پر کیونکر ہاتھ پڑیگا  
 ایک لڑکی کی شکل بنکر سحر میں پھر نے لگا دوپٹہ منہ پر رکھ کر نہ ارزار روتا شرح کیا  
 رونے کی جو آواز کان میں پہونچی نسروین نے پٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکی دس گیارہ  
 برس کی گلبدن کا پانچا مہ ایک ایک کالی پٹری ہوئی پہنے ہوئے ایک پاٹ کی دوٹیا  
 اوڑھے ہوئے ناک میں صرت ایک موتی کی نتھہ چہرے پر دو چار چھپک کے داغ ایک  
 نخل کے نیچے بیٹھی رہ رہی ہو نسروین کو دیکھ کر بڑا ترس آیا سوچی کہ شاید یہ اپنے مان  
 باپ سے چھوٹ گئی ہو انھیں کے فراق میں رہ رہی ہو قریب آکر کہا کہ کیوں بیٹی تم  
 کیوں روتی ہو لڑکی نے رو کر جواب دیا کہ حضور مان باپ میرے اس سحر کی سیر  
 کو آئے تھے عرصے سے غائب ہو گئے میں نے سارے جنگل میں ڈھونڈھا کہیں  
 نہ پایا اب منظور ہو کہ رو کر اپنی جان دون کوئی شیر بھیڑ یا آویگا مجھ کو کھا جائے گا  
 نسروین نے ہاتھ تمام لیا کہا جتنے تمکو اپنا فرزند کیا ہمارے ساتھ چلو اسی سحر میں  
 ہمارا مقام ہو تمکو متھائی کھلائیں گے کپڑے پھٹے بد لوائیں گے زیور پہنائیں گے  
 دھوم سے شادی کریں گے لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی نسروین کے ساتھ ہوئی نسروین  
 لڑکی کو لیکر نخلستان سے نکلی ایک دشت دی دیکھا اُس سحر میں ایک بارگاہ  
 استاد ہو چند کنیریں دربارگاہ پر کھڑی ہیں نسروین نے پکار کر آواز دی کہا اری  
 بختو تھنے کسی مرد اور عورت کو تو نہیں گرفتار کیا میں خوب جانتی ہوں اس سحر میں  
 جو کوئی آتا ہو تم اسکو ضرور ستاتی ہو صاف صاف بتاؤ اس لڑکی کے مان اور باپ کو



تو نہیں گرفتار کیا اُن سب نے قسین کھائیں کہ حضور کے نمک کی قسم کسی مرد اور عورت کو ہنسنے نہیں گرفتار کیا جیسے آپ گئی ہیں ہم آپ ہی کے انتظار میں تھے اسی مقام پر کھڑے ہیں یہاں سے ہٹے نہیں بلکہ ہنسنے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے جا کر بڑا کار نمایان کیا سکندر اور جمشید کو مبہوت کیا کہ اُن دونوں کو قدرت لیکر گئے نسیرین اُس بارگاہ میں آئی لڑکی کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ میں آکر کہا بی بی بیٹو تمہارے واسطے چیز منگائیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ بی بی کے لیے چیز لاؤ کنیزین جا کر مٹھائی وغیرہ لائیں لڑکی کو دی لڑکی مٹھائی کھانے لگی نسیرین مٹھتی ہوئی دربار گاہ پر آئی آکر دیکھا کہ ایک آہو بھاگا ہوا آیا تیرٹھے پر اُسکے پڑا ہوا بھجیا کر سامنے گر ا بعد تھوڑی دیر کے مہرا سے گرد آڑی دیکھا ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں لیے کہ جستجو میں اُس آہو کی تھا قریب آہو کے آیا قرولی کمر سے نکالی آہو کو ذبح کیا اب جو اٹھا مکان جو پہونچی نقاب چہرے سے جدا ہوئی نسیرین نے دیکھا کہ ایک آفتاب نعل آیا ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل تمہیار لگا ہے ہوئے قرولی سے خون ٹپکتا ہوا کھڑا ہو کر تیر و کمان جو کمان خانہ ابرو میں برائے شکار طائر دل بیس تھے سینے پر آکر نسیرین کے پڑے کہ تا بہ سو فار غرق ہوئے نسیرین نے کلیجہ مقام لیا پکار کر آواز دی او شسوار پسینے پسینے ہو رہے ہو دم بھر آکر یہاں ٹھہر جاؤ اُس نقابدار نے جواب دیا کہ او نسیرین و لفریب تمہاری باتوں سے بڑا لطف ملتا ہو مگر ہم مہرا نور درہنہ ہیں آہو ہمارے سامنے سے بھاگا اسیکی جستجو میں ادھر بھی گذر ہوا مگر تعجب ہو کہ ہم تمکو پہچانتے ہیں اور تم نے ہمکو نہیں پہچانا اور شل غیروں کے پکارتی ہو نسیرین نے حیران ہو کر کہا کہ یہاں تشریف لائے براے چند ساعت بیٹھ جائیے اپنا حال خیریت مال بیان فرمائیے کہ میں آگاہ ہوں مجھکو آپ سے ایک محبت ہوئی ہو میں کبھی مرد پر متوجہ نہیں ہوئی مگر آج تمہاری شہادت نے دل بیقرار کر دیا وہ نقابدار نقاب کو درست کرتا ہوا پاس نسیرین کے آیا نسیرین نے چاہا مٹھو مٹھاموں نقابدار نے ہاتھ ہٹا لیا کہا او نسیرین محبت پاک



اور صاف بہتر ہو بہت میل نہ کرو اگر مین زیادہ مل جل کر تم سے بیٹھو نگا تو عقب سے  
 ملکہ علامہ چادو میری زوجہ معشوقہ عاشق خصال آتی ہو گئی اُنکے خلاف ہو گا مگر  
 لشہرین اس جوان کو لیکر بارگاہ مین آئی مسند پر بیٹھا یا تھوڑا عرصہ گزر اٹھا کہ اٹھا  
 پر برق چمکی نقابدار کا پننے لگا کہا نو ملکہ لشہرین ملکہ علامہ آپہنچی وہ ساحرہ تخت کو  
 اتار کر لائی قریب نقابدار کے آکر بیٹھی زانو دبا لیا لشہرین سے کہا بواہٹ کر بیٹھو  
 آج ایسا فراموش کیا میرے شہریار کو نہیں پہچانتیں غواص دریا نشین کہ آج  
 اس طلسم مین مثل اسکے کوئی نہیں ہر صورت زیبا سحر مین یکتا قدرت نے میری  
 شادی اُنکے ساتھ کی مگر اپنی جان سے بیزار ہیں کہ صحرائے تہو ہمارا مقام ہو وہیں  
 آکر طلسم کشا اترے ہیں کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اُنکو گرفتار کر لین مگر جان کا خوف ہر  
 پھر علامہ نے ظرت لڑکی کے دیکھا پوچھا او لشہرین یہ کون صاحب ہیں لڑکی اٹھ کر  
 دوڑی علامہ سے امان امان کہہ کر پٹ گئی لشہرین نے کہا او علامہ غصہ نہ کر دشتیا  
 اسکی مان سے تمھاری صورت ملتی ہو اسوجہ سے امان امان کہہ کر پٹ گئی علامہ نے  
 کہا او لشہرین یہ زمانہ وہ ہر کہ ساحر چھپتے پھرتے ہیں گھروں سے نہیں نکلتے تنہا یہ  
 کیا غضب کیا کہ غیر شخص کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئیں آجکل سب کو جان کا خوف ہو بلکہ  
 شہریار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ لشکر طلسم کشا بردار کروں مین مانع ہوئی کہ ان لوگوں کا  
 ستانا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو یہ کہکے غواص کا ہاتھ تمام لپکا کہا نو  
 صاحب چلو دل گھبراتا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو آج تیسرا دن ہو کہ تمھیں یاد ہو گا  
 کہ قدرت کو وہ نیلگون پر آئے ہم تم سب جمع تھے ممبر پر جا کر وعظ کئی کچھ فقرے کہے  
 کہ مضمون اُن فقرات کا یہ تھا کہ آجکل ساحر عبادت کریں ہم کو نہ بھولیں ہولعب  
 و نیوی ہے ہاتھ اٹھائیں جو اسکے خلاف کریگا مارا جائیگا ہر چند لشہرین نے چاہا  
 کہ زن و شوہر کو بٹھاؤں مگر غواص گھوڑے پر سوار ہوا لشہرین سے اشارہ کیا  
 کہ اگر تم باغ جہان نما مین آؤ گی تو مجھے ملاقات ہو گی علامہ بھی تخت پر سوار  
 ہو کر روانہ ہوئی لشہرین کھڑی دیکھا کی کہ مرکب غواص کا نکلیا اب جو پٹ کر



بارگاہ میں آئی مقام جو معشوق سے خالی پایا بلک کر رونے لگی لڑکی نے آکر ہاتھ مقام  
 لیا کہا کیوں مادر مہربان کیوں روتی ہو مجھ سے تو مفصل حال کہو اب ہماری مالک اور ہنسر  
 آپ ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ خوش رہیں آپ کے خوش رہنے سے ہم کو بھی آرام ملیگا نسیرین  
 نے کہا بیٹا غواص و ریانشین پر مین مائل ہوئی دل کہہ رہا ہو کہ علامہ کیا صاحب نصیب  
 ہو کہ ہر وقت معشوق کے ساتھ رہتی ہو چلتے وقت غواص نے یہ اشارہ کیا کہ باغ جہان نما  
 میں آنا میں نہیں جانتی کہ باغ جہان نما کہاں ہو مگر جاتی ہوں لڑکی نے کہا اے مادر مہربان  
 میں ساتھ چلوں گی ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تو عالم خواب میں قدرت کو دیکھا فرماتے  
 تھے کہ اے کلپیر ہن نسیرین کی خوشی کا خیال رکھنا اسکو خوش رکھنے سے تم بھی خوش رہو گی  
 آپ ہی کی ذات سے اب ہمارا آرام و چین ہے کچھ تو قدرت نے مناسب جانا جو یہ ارشاد  
 فرما گئے اگر میں ساتھ رہوں گی تو بہت کام آؤں گی نسیرین نے اسی وقت ایک تخت سحر  
 تیار کیا لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا تخت کو سحر سے اڑایا ایک مقام پر پہنچی تھی کہ پشین  
 پھولوں کی داغ میں آئین سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہو اس میں غواص  
 ٹھل رہا ہو کبھی کسی نخل کے نیچے ٹھہر جاتا ہو طائران نخل سے متوجہ ہو کر کہتا ہو یا رومی  
 حال سے آگاہ نہیں ہو اب میں تم کو واقف کرتا ہوں نظم

طفلی ہی سے تھے ہمتو ثنا خوان محبت	مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلا دو ہمیں سرو گلستان محبت
اک دامن صیاد کے اک طوق بگردن	قمری و عنادل ہیں اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا میں نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامن محبت
یاد ابرو سے ولداری کی رہتی ہو قمر کو	ہر روز زبان مصرعہ دیوان محبت

یہ اشعار پڑھتا ہوا اور آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہو نسیرین نے جو غواص کو دیکھا  
 تخت اتار تخت سے کو کر ہاتھ مقام لیا کہا صاحب حقیقت میں باغ جہان نما کی  
 فکر میں صحرا بہ صحرا پھر مگردل نے ہدایت کی شمیم گل نے بلا لیا غواص نے جو نسیرین  
 کو انتہا کا مشتاق پایا گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان



میں تھکو دیکھتے ہی مائل ہوا تھا مگر ضبط کیا زبان سے نہ نکالا اور یہ بھی خیال تھا کہ علامہ  
 آتی ہوگی جب میں تم سے جدا ہوا تو رادہ میں بہت بگڑی کتنی تھی صاحب تم خیمے میں نشین  
 کے کیون گئے تھے نسیرین کا یہ حسن و جمال ظاہری ہو میں مدت سے تم پر جان دیتی  
 ہوں اگر کسی عورت پر توجہ کرو گے تو جان دید ونگی اسوجہ سے میں نے زیادہ تم پر  
 توجہ نہیں کی مگر تمہاری یاد میں رو رہا تھا کہ تم آگئیں دلو تسکین ہوئی چلو چلو بیٹھو  
 اب نسیرین پر حال گھلا کہ یہ بھی مجھ پر عاشق ہو لڑکی بھی کہتی ہو کہ اوما اور مہربان آجا  
 آپ پر خود جان دیتے ہیں اپنے کو روکیے ایسا نہ ہو کہ انکو آپ کی محبت ظاہر ہو جائے  
 تو وہ پھر کھینچیں گے نسیرین نے کہا آج وصل ہو جائے تو امید دل کی بر آئے  
 لڑکی کہتی ہو کہ اوما اور مہربان عورت کا کھینچنا ہی مناسب ہو کھینچنے سے آبر و بڑھتی ہو  
 خواص نے پٹ کر دیکھا کہ یہ لڑکی نسیرین سے کچھ باتیں کرتی جاتی ہو ہنسکر کہا کہ اوما  
 نسیرین یہ لڑکی بہت تمہارے متھ لگی ہو تم سے کیا کہتی ہو نسیرین نے کہا بچے کی بات  
 کا کیا اعتبار میں نے جو اسکے ساتھ محبت کی تو یہ بھی محبت کرتی ہو سمجھاتی ہو کہ علامہ  
 نہ آجائے خواص نے کہا اُنکے آنیکا وقت نہیں ہو اب وہ قصر معمار میں ہونگی یہ نوکر تھا  
 کہ آسمان پر برق چلی دیکھا علامہ جادو و نہایت غصے میں آتی ہو پکارتی ہوئی کہ اوما  
 خواص تو نے اپنی آبر و کھوئی اس شغل کو لیکر پہلو میں بیٹھا ہو میری کنیریں اس سے  
 بہتر ہیں میں نے تیرا مرتبہ بڑھایا تجکو خواص بحر اُلفت بنایا اب تو نے یہ حرکت کی میں  
 پہلے ہی سمجھ گئی تھی میں قصر معمار میں بیٹھی تھی جانتا ہو کہ میں کس ضرورت میں ہوں کتنا  
 بڑا کام قدرت نے میرے سپرد کیا ہو اس سوچ میں بیٹھی تھی کہ قفس کو جنبش ہوئی  
 میں نے پکار کر پوچھا کہ اوما خبر گیر جادو و مفصل خبر پہونچا کہ خواص کیا کر رہا ہو خبر گیر نے  
 خبر دی کہ خواص پہلو میں نسیرین کو لیے بیٹھا ہو تجکو تاب نہ آئی ہر چہ کہ قیدیوں کا  
 بڑا اہتمام ہو رات کا سونا موقوف کیا دن کے کھانا بیک وقت نہ رہا اس خدمت نے  
 مجھکو پریشان کر دیا اور قدرت کو منظور یہ ہو کہ ایک ہفتہ انکو ڈراؤ و صمکاؤ بعد ہفتے  
 کے قتل کیے جاویں گے اگر اطاعت کی تو خیر اور یہ بھی قدرت فرماتے تھے کہ اگر سکندر



قتل ہوا تو طلسم کشاکشا بہت زور کم ہو جائیگا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی لشہر میں تو خاموش ہو گئی  
کچھ سٹھ سے نہیں بولتی مگر غواص نے اٹھکر ہاتھ باندھے کہا اوی ملکہ عالم جو آپ کو گمان ہو  
اُسکا یہاں خیال بھی نہیں ہو آپ ایسی معشوقہ جب میرے قبضے میں ہو تو مجھے عورت  
کی کیا ضرورت ہو چونکہ یہ آفت میں تھی میں اسے لے آیا پہلو میں بٹھایا مگر معاف فرمائیے  
لڑکی دوڑ کر علامہ سے لپٹ گئی کہا امان جان کئی دن سے کہاں چھپ گئی تھیں میں  
آپ کو ڈھونڈھتی تھی علامہ یا تو غصے میں تھی لڑکی نے جو تھلا کر کہا بے اختیار رہن پڑی  
کہا کیوں لشہر میں یہ کون ہو لشہر میں نے کہا یہ وہی لڑکی ہو جسکو میں نے آپ سے بیان  
کیا تھا کہ یہ صحرائیں ماری ماری پھرتی تھی اور میں اسکو لے آئی کئی راتیں گزری ہیں  
میں اپنے سینے پر سلاتی ہوں مگر بڑی ضدن ہو جب بگڑتی ہو تو کیسی نہیں سنتی علامہ نے  
کہا اوی لشہر میں میں نے اولاد کے واسطے کیا کیا کوشش کی میان غواص نے بڑی  
بڑی مشقت کی مگر کچھ نفع ہوا اسکو میں پرورش کر ونگی لشہر میں نے سر جھکا لیا کہا  
حفور میں اس سے بہت مانوس ہوں اسکو تو نہ لیجائیے میں نے اسکے لیے بڑے  
بڑے سامان کیے ہیں اور لڑکی اب لشہر میں سے بات نہیں کرتی علامہ ہی کو لپٹے  
جاتی ہو علامہ نے گود میں اٹھا لیا کہا اوی لشہر میں تھنے بڑی خطا کی ہو مگر اس لڑکی کی  
وجہ سے میں معاف کرتی ہوں جاؤ بس بیٹو غواص سے ملو اب میں بنگوڑے کو  
آنے بھی نہ دوں گی اپنی صورت پر مفروضہ یہ صورت بھی ہمنے بنائی کہ جو دیکھے وہ بیقرار  
ہو جائے لڑکی کو گود میں اٹھا لیا کہا او غواص میں جاتی ہوں اب تو قصر معمار میں نہ آنا  
ورنہ بہت بچتا بیٹا بیٹا غواص منتیں کرتا ہو مگر لشہر میں نے جھولی پر ہاتھ ڈالا علامہ نے  
کہا اوشقتل جھولی پر ہاتھ ڈالتی ہو ابھی اشارہ کر دوں تو مثل سرو چراغان جل جاوے  
لشہر میں نے گولہ نکال کر مارا علامہ نے گولہ توڑا اور ہاتھ ہلا دیا کہ ایک برقی چمک کر  
گری لشہر میں کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا لشہر میں کا کہ غواص رونے لگا کہا اوی علامہ  
تو نے غضب کیا علامہ نے کہا یہ اسی کے لایق تھی لڑکی تو امان امان کہتی ہو وہ اپنی  
کے جاتی ہو اب تم اسکا جنازہ لیکر بیٹھو لڑکی علامہ سے لپٹ گئی کاندھے پر سر رکھ دیا



کہا امان جان اب میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گی یہ بتلائیے کہ ابا جان کمان میں علامہ نے  
 بہت پیار کیا اور کہا بی بی چلو میں تمہارے باپ کو بھی بلا دوں گی خواہ کو بھی نہ پوچھا لڑکی  
 سے ایسی مانوس ہوئی کہ لیکر تخت پر بٹھا لیا کہا بی بی چلو راجہ میں لڑکی تملاتا تملاتا کر بیٹھی  
 بیٹھی باتیں کرتی چلی علامہ ہر مرتبہ بلائیں لیتی ہوا اور کہتی ہوا نور نظر میں تھکو سحر سکھا لگی  
 یہ باتیں کرتی ہوئی قریب قصر پہنچی شہرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا  
 ہو مگر درجے اُس میں بہت ہیں ہنس کر کہا کیوں مادر مہربان یہ قصر آپ نے بنایا ہوا علامہ  
 نے کہا اے نور نظر یہ مکان پرانا بنا ہوا ہو مگر اب میں نے عجائب و غرائب زیادہ کر دیے  
 ہیں اسوجہ سے کہ سکندر و جمشید کی قید خداوند نے میرے سپرد کی اسوجہ سے ہوشیار  
 ہر وقت رہتی ہوں شہرنگ نے یہ بھی سنا کہ سکندر و جمشید یہاں قید ہیں اب و لکو  
 تقویت ہو کہ اسکو چل کے مارے لیتا ہوں علامہ لڑکی کو لیے ہوئے قصر میں آئی  
 دونوں قفس اتارے لڑکی نے دیکھا کہ دونوں کی زبانوں میں سونڈن گرفتار دام  
 رنج و محن ہیں مگر شہرنگ نے اسطور سے باتیں کیں کہ سکندر سمجھ گیا کہ شہرنگ لڑکی  
 بکر آیا ہو جمشید سے اشارہ کیا کہ اے بہادر مصلحتی رہو میرے دل کو یقین کامل تھا کہ  
 آقا سے نادر غفلت نہ کریں گے ہر ذرہ فکر کریں گے دیکھیے عیار آپہنچا اگر خدا نے چاہا  
 تو رہا ہوتے ہیں اور اگر قضا لیکر آئی ہو تو مجبور و ناچار ہیں جمشید یہ سنکر بہت خوش  
 ہوا اور عاجز مانگنے لگا کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کہ اس ظالم کی قید سے رہائی  
 دے شہرنگ پر آسانی ہو **تلم**

ترا بید بہر سو چشم بینا  
 نگندہ خلق در آفاق غوغا  
 زبان ہذا کرد مشغول دل ہا  
 چو آئینہ صلا و مصفا  
 تو لائانی توئی بے مثل و یکتا  
 تو ہستی کار ساز کار و دنیا

تراواند بہر جا رود انا  
 ز عشقت در زمانہ شور و بر پا  
 بحسنت و پیدہ ہا محو تاشا  
 تو کردستی دل صافی دلائلا  
 تو بیشک واحدی و لا شریکی  
 تو دروین رہنا کے بند گمانی



ز ہر شمع کہ شد دور و ہر روشن  
زمین و آسمان و عرش و کرسی  
گئے مجنون گئے فرہاد گشتی  
چو در یوسف جمال خود نمودی  
گئے پنهان شدی در صورت ہیر  
ز بوسے غنچہ بویت میدہ بود  
شو و اندر غرق چون ابر تر غرق  
غلامی رتبہ دار و اسد شہنشاہ  
تسلم ہر دم بہ تعریف تو جاری  
کست کو کو بہ محبت باغ قمری  
تو والی و کریمی و رسی

نمودی چہرہ پر نور خود را  
شد از حکم تو ای خلاق پدید  
گئے شیرین شدی و گاہ لبلا  
فدا جان کرد و عشقش زینہ  
گئے فی ہر شدی و در شکل را بجا  
ز رنگ گل شو و رنگ آشکارا  
چو بنامی بہ گل رخسار زریبا  
بہ در گاہت چہ اسکندر چہ وارا  
زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا  
کند بلبل بہ بستان شور بریا  
بلطف خویش بر بندہ می بہ بخشا

مگر شیرنگ نے اپنا رنگ جایا ہنسکر کہا امر ماور مہربان آپ کے ملنے سے مجھ کو  
بڑی خوشی ہو کہ میں آپ سے ملی میرا جی چاہتا ہو کہ میں کچھ گاؤں علامہ نے اشارہ  
کیا کہ بی بی گاؤں بجاؤ میں تمہیں خوش رکھوں گئی میں نے تمہارے واسطے معشوق  
سے فساد کیا اور یہ نوبت پہنچی کہ تمکو لیکر چلی آئی مگر شکر کرتی ہوں کہ تمکو گانے  
میں بھی دخل ہو لڑکی ڈھول بجانے لگی ڈھول کو جو لطف سے بجایا علامہ نے کہا  
بی بی ڈھول تو تم خوب بجاتی ہو لڑکی نے ہنسکر کہا ماور مہربان تمہیں نے تو مجھ کو  
سکھایا ہو وہ غزل جو یاد کرائی تھی وہ گاتی ہوں علامہ نے کہا ہاں بیٹا گاؤں تب تو  
شیرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سر سے حاضر منقبت میں بنے تامل ہو گیا  
زلف پہچان سے پریشان حال سنبھل ہو گیا  
جام بھرتے بھرتے خالی شیشہ مل ہو گیا  
انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہاں

مدح جید سے کبیت خامہ دل دل ہو گیا  
گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہو گیا  
مجلس جمشید برہم ہو چکی تسل ہو گیا  
ابتداء سے عشق میں چند سے تھل ہو گیا



<p>کون ہو جو اسکی جانب کو کھنچا جاتا نہیں نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یارین مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے تو نے رکھوائی جو کا کل اعریت بالابلند کافر و کوزل کے زنا سے پھپھاسی ملی تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ رنگ سرخ بے تکلف بند کھو لوں گا قبا سے یار کے بڑھتے بڑھتے تاکر پہونچے جو موئے شکبہ جوش پر آیا جو پھر یارین دریا سے شک خط نکلتے پر صفا چاہے جو یار آتش کمان</p>	<p>حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہو گیا گماہ پروانہ بنائیں گماہ بلبل ہو گیا پنچہ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا طرہ باغ حسینا ان حسن سنبل ہو گیا مومنوں کا مصحف رو سے ترے قل ہو گیا ٹھیک بلبل کے بدن پر جامہ گل ہو گیا جامے سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا رفتہ رفتہ مغز کو سو دا سے کا کل ہو گیا تہ ہو اسطرح زمین کا آسمان بل ہو گیا صاف ہونے میں ہمارے اب تامل ہو گیا</p>
--	--

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ علامہ کے کان کھڑے ہوئے منہ تو چوم لیا مگر  
سر سے پاتک دیکھنے لگی شہرنگ نے کہا اوراد و مہربان آپ نے جو ساقی گری  
بتائی تھی وہ بھی کمال دکھاؤں علامہ اور زیادہ کشکی مگر شہرنگ مطمئن ہو کہ میرے  
وامم مکر میں پھنسی فوراً جام شراب سے بھر بیڑ کیا اور گت ناچا جام کو سر پر رکھکر  
علامہ کے سامنے کیا علامہ نے جام لیکر اٹ کیا شراب چرخ مارنے لگی جام ٹوٹا  
شراب گرمی علامہ نے کہا ارمی تو کون ہو قفس سے سکندر و جمشید دیکھ رہے  
ہیں شہرنگ نے جو دیکھا کہ شراب اڑ گئی علامہ نے جھٹاکر ایک دو تھڑ زمین پر  
مارا کہ شہرنگ رڑکھڑا کر گرا علامہ نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا  
اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی علامہ نے کہا نگوڑی تو کون ہو شہرنگ نے کہا  
نم شہرنگ بن عمرو علامہ نے کہا اوموے ابھی تجھ کو قتل کر دنگی یہ کیلے آواز دی  
او جلا و جا و و جلا حاضر ہوا اسکو قتل کرگو شہر اسے ایک رنگی سیاہ و تیرہ درون  
خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے قریب آیا علامہ نے اشارہ کیا اُس جلا و نے  
ہاتھ پکڑ کر شہرنگ کا کھینچا گردن پر کوئے کا خط دیا مگر قصا سے کار یہاں جس



رات کو شبزنگ علامہ کے ساتھ آیا نور الدہر نے خواب پریشان دیکھا کہ شبزنگ  
قتل ہوتا ہے اور ایک ساحرہ حکم دے رہی ہے اور ایک زنگی خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہے  
نور الدہر نے صبح کو سامنے سرداروں کے بیان کیا نجم اختر شناس گھبرا کر اٹھا  
پوچھا اے شہریار ساحرہ نے کچھ نام بتایا نور الدہر نے کہا وہ فرے کر رہی تھی کہ تم  
علامہ جادو و نجم اختر شناس نے عرض کی اے شہریار علامہ جادو و بلا سے روزگار ہو  
قصر معمار میں رہتی ہو یہ ککے نجم اٹھا ارسطو نے ثانی نے کہا میں بھی چلوں گا ارسطو اور  
اختر شناس پر پرواز پیدا کر کے چلے مگر راہ میں نجم نے کہا اے ارسطو بہتر ہے جو کہ چلکر  
سکندر کو رہا کر وقفس توڑ ڈالو نہ بان سے انکی سوزن نکالو تب جا کر مطلب نکلے  
ارسطو نے کہا میں جمشید پر گرؤں گا اور وقفس توڑ ڈالوں گا نجم نے کہا کیا مضائقہ ہو یہ  
ککرو و نون جاتے ہیں یہاں وہ وقت ہو کہ جلا دسر پر کھڑا ہو علامہ حکم دے رہی  
ہے مہلا کر کتی ہے اے کیون تامل کرتا ہے لیکن شبزنگ بن عمرو بقیرا طرف آسمان  
کے دیکھ رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے کارسانہ و اے رب بے نیاز اس آفت سے بچھڑا  
علامہ سامنے بیٹھی ہے اور شبزنگ پکار رہا ہے اے خالق بے نیاز بچا لے نکلے

مگر دو انجند طیب مہربان ہر بار تلخ  
والقہ انجند بکام عذیب زار تلخ  
ہر کر ابا شد بہ دنیا طبع ناہنجب تلخ  
میگزار و عمر ناحق بسندہ نادار تلخ  
آدم خوش گو نہ گوید از زبان ز نہار تلخ  
زانکہ میگردد دہان زمین لذت آخر کار تلخ

دار زمین تلخی مزاج خود نہ اویہار تلخ  
جام مل بے لار و گل در گلستان جہان  
بہر کس ز لذت شیرین نمیکرد نصیب  
مغلس اندر مغلس ناحق پریشان خاطر  
از ترش روی و بد خوئی بہ پرہیز و خلق  
دل بدہ ہندی بہ شیرین لذت دنیا سے دل

لیکن نجم اختر شناس و ارسطو جو چلے تھے اول آسمان پر آکر تھمرائے دیکھا  
و نون وقفس رکھے ہیں سکندر و جمشید کی آنکھوں سے آنسو جاری اسبوا سے  
علامہ نے وقفس لاکر سامنے رکھے ہیں کہ سکندر و جمشید کو صدمہ ہوا و یہ  
بقیرا رہوں اسفین کے رہا کرنے کو یہ غیار آیا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ



یہی حال ہمارا بھی ہوگا اب زندہ نہ بچیں گے نجم اختر شناس دارسطون نے جو بالائے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بقیہ راہ ہو گئے نجم نے ارسطو سے کہا میں جانتا ہوں ارسطو نے کہا میں بھی آیا دونوں ایک جانب زمین پر اترے اور غرق زمین ہوئے مقام کو اول ہی سے تاک لیا ہی نقب سحر کا تھے ہوئے چلے علامہ نے جلاو کو اشارہ کیا کہ ارے کیوں دیر کرتا ہو ایک ہاتھ مار کہ سر اسکا اڑ جاے جلاو خنجر لیکر بڑھا کہ علامہ نے دیکھا برابر قفس سکندر کے زمین شق ہوئی اور دھواں نکلا علامہ سمجھ گئی کوئی آیا کہ یکا یک نجم نے سر نکالا آمادہ ہو کر تو آئے تھے نکلتے ہی قفس کو توڑا علامہ للکارتی ہوئی اٹھی کہ او نجم میں نے پہچانا اتنے عرصے میں ارسطو سے ثانی نے برابر قفس جمشید کے سر نکالا فوراً نکلتے ہی قفس توڑا زبان سے سوزن نکالی جمشید کو رہا کیا اور یکلمہ کہا کہ اموشہ ہمارے علامہ ہے مقابلہ کیجیے دیکھیے نجم اختر شناس آپ کے بھائی صاحب کورہا کر رہا ہو علامہ نے نجم پر کار و سحر کیسے ماری نجم کے ہاتھ قفس کے توڑنے میں پھنسے تھے سمجھا کہ یہ کار و سحر کیسی سینے کو توڑ کر پار گزارے گی گھبرا کر پکارا اٹھا کہ او رب بے نیاز واد خالق کار ساز اس کار و سحر سے بچاے **نظم بطور خمسہ**

اے موحّد صرف با ذات احد کن دوستی	ترک کن ہر یک تعلق با صمد کن دوستی
بگذر از بغض و حسد بانیک و بد کن دوستی	باہمہ وحش و طیور و دام و دکن دوستی

در جہان گنجینہ دار مخزن اسرار باشش	
خواہش و لہر و گریز واری ز خدمت سرستاب	زانکہ از خدمت بکام خویش باشی کامیاب
کن اطاعت تا توان و زن بود در جسم تاب	روز بہر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب
شب بہ شکل ماہ بہر بندگی بیدار باشش	

نجم نے تو بلک کر یہ دعا کی جمشید نے بڑھکر سامنے کار و کے اپنا سینہ سپر کر دیا بہ قدرت پروردگار کار و آکر شانے پر پڑی کہ شانہ جمشید کا زخمی ہوا اتنے عرصے میں نجم نے سکندر کو رہا کیا اور سوزن نکالی سکندر نے اُٹھتے ہی للکارا کہ او ملعونہ منہم سکندر شہنشاہ لشکر طلسم کشا بس اب بھاگ جا مگر علامہ کب بھاگتی ہو اسنے قصر پر سحر کیا اور



قصر تھرا یا دیکھا سکندر نے کہ قصر تصور نہ کر لگا اگر گرا تو ہم سب دب جاویں گے آواز دی  
 اے بر اور جمشید قصر کو رو کو جمشید نے زمین پر ایک دو تھڑ مارا کہ قصر کی جنبش موقوف  
 ہوئی جیسے ہی قصر کا علامہ نے آگ برسا دی تلواریں گرائیں خنجر گرائے گوشہ ہاے  
 قصر سے تیر چلنے لگے دو چار تیر سکندر پر پڑے سکندر نے تیر و نکو جسم سے نکال کر پھینکا  
 کئی دن سے قید تھے آب و دانہ بند نفس میں درد مند خون جو بدن سے جاری ہوا  
 تھرا نے لگے جمشید نے بڑھ کر بھائی کا ہاتھ تھا ما کھا اے شہر یار ہو شیار ہو جیسے کہ  
 سکندر نے پکار کر آواز دی اسی طاقت زاجلد اس مقام پر آکر جھک کر روک میں گرا  
 چاہتا ہوں کہ یکا یک پشت سے دونوں زمینیں پیدا ہوئیں ایک انہیں سے بڑی  
 شوخ و شنگ سامنے سکندر کے آئی دونوں بازو و تمام لیے علامہ سے آنکھ  
 ملائی اور آواز دی کہ بی علامہ صاحب یہ اشعار تو سنو میان آتش نے کیا خوب  
 ارشاد فرمائے ہیں **ظلم**

بزم میں رنگین خیالوں کی جو ہر روشن چراغ چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھیں روشن گہلین روشنی طور ہو بار و گر مسکن نہیں دن کو بیداری میں رہتا ہی خیال روئے بار سیکڑوں پروانوں کو اُس نے کیا خاک سیاہ دل ہمارا فروہ ہو سینہ ہمارا گور ہو یار کو بھڑکا کے مجھے کوئی پاتا ہو فروغ دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا گنج زر رنگ طلائی نے کیا سنجہ یا رسکا منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر دراغ دل کی روشنی کافی ہو آتش گور میں اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے علامہ نے بگوش ہوش سنے جب اشعار سن چکی چہرہ	سنبستان ہوشبستان لالہ گلشن چراغ پر تو مہتاب سے بنجاتے ہیں روشن چراغ تیرے صدقے کا کمانے لایک کارشن چراغ رات بھر میں دیکھتا ہوں خواب میں روشن چراغ موم کر سکتا نہیں اپنا دل آہن چراغ دراغ سینے کا ہو گویا گور پر روشن چراغ آتش افروزی سے ہونیکا نہیں دشمن چراغ واسطے تشبیہ کے ہو وین گل سوسن چراغ لعل لب کو میں نے دیکھا آل پر روشن چراغ رات ہو جاوے تو دکھلاوے تجھے رزن چراغ غم نہیں اسکا نہ ہوا اپنے سر مدفن چراغ
---	---



سرخ ہو گیا انگھین ابل آئین یا تو سحر کی بوچھاڑ کر رہی تھی یا خاموش ہو کر کھڑی ہوئی  
پکار کر آواز دی یا خداوند بقراط ثانی آکر مدد کیجے میں اس کے سحر میں پھنس گئی اور سحر کرنا  
بھول گئی جیسے ہی اس نے یہ پکارا قصر ہشت پہل سے آواز آئی کہ اے بندہ قدرت خبر دے  
نہ گھبرا نا منم خداوند بقراط ثانی سکندر گھبرا کر قصر سے نکلے مگر علامہ کو اشارہ کیا کہ تلوار  
کھینچ کر اپنے گلے پر پھیر لے علامہ نے جو تلوار اپنے گلے پر پھیری سر کٹ کر گرا عجیب  
ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ منم غواص جادو اے سکندر علامہ کو مار کر کہاں جاتے ہو  
سکندر نے باہر قصر کے نکل کر دیکھا کہ ایک دریا جوش مار رہا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی  
ہو دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہے نہنگ اُس میں سے نکل رہے ہیں پھلیاں تڑپ رہی ہیں  
کہ یکایک پھلیاں تڑپ کر ہنچم وارسطو پر گر نے لگیں یہ دونوں پھلیوں کو قتل کر رہے  
ہیں لیکن پھلیاں فائب نہیں ہوتیں ہنچم نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ میں اس  
دریا کی ماہیت سے آگاہ نہیں پھلیوں سے جان نہ پچھگی سکندر نے منہ سے شعلہ  
چھوڑا وہ آگ کا شعلہ جو دریا میں گرا پھلیاں جلنے لگیں دریا موج مار کر پٹا تھا کہ  
غواص نے سر نکالا پکار کر آواز دی اے سکندر جانے نہ دو نگا سکندر نے پکار کر  
آواز دی اے ماہیان دریا میں ہنچم سے حال سے واقف ہوں غواص کو لینا وہ  
سب پھلیاں غواص کو لپٹ گئیں اور بدن نوچنے لگیں نوچ کھونچ کر غواص کو کھینچ  
ہنچم نے اشارہ کیا کہ اے شہنشاہ نکل چلیے سکندر نے قصد کیا کہ نکلیاؤں کہ دیکھا سا  
ایک پہاڑ حائل ہو سکندر نے پکار کر آواز دی اے کوہ میں سمجھ گیا میں خود کوہ ہوں  
نچھو کاہ جانتا ہوں دم بھر میں شاؤنگا یہ کھڑکولہ مارا کہ کوہ میں دناٹا ہوا دیکھا  
سکندر نے کہ بقراط ثانی کھڑا ہوا اور للکار رہا ہو کہ اے سکندر منم خداوند بقراط  
ثانی کب تجھ کو جانے دیتا ہوں یہ کہنے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک ستون برقی کا از  
زمین تا چرخ برین ظاہر ہوا اور ایک دناٹا ہوا وہ ستون شق ہوا کئی سونا زینا  
مہ جبین رقص کرتی ہوئیں اور ساز و فریب بجاتی ہوئیں اُس میں سے نکلیں اور آواز  
دیتی تھیں کہ اے سکندر و جمشید و ہنچم وارسطو ذرا ادھر دیکھو ان چاروں نے جہر



<p>اُن نازنینوں کی جانب دیکھا دیکھا کہ بیچ میں اُنکے ایک نازنین حسین یہ غزل گارہی ہو نظم          خود سے اوساتی خدارا موسم برسات ہو          غیرت خورشید ہو منہ زلف کالی رات ہو          اُسکی چھپ تختی غضب ہو آفت جان گات ہو          چشم ساون کی جھڑی دن رات بان برسات ہو          ورنہ بان شطرنج ہستی تک اجل سے مات ہو          رات دن اوردوستوں اپنی یہی اوقات ہو          شافع روز جزا احمد ساعلی ذات ہو          کہنا وہ اُسکا گنوا ری میں کہ پیارا جات ہو</p>	<p>ہو جوانی کی ترنگ اور اپنا دلبر سات ہو          لطف ہو شام و سحر کار و سے تابان میں ترے          زندگی سے ہاتھ اٹھواتا ہو وہ حسن و جمال          در و دل ابرسیہ ہو نالہ ہو مانند برق          اپنے دیوانے کو رخ اپنا دکھا اوشا حسن          یاد میں اُس کا کل و رخ کی کٹی ہو اپنی عمر          پھر بتاؤ خون ہو عصبیان سے ہلکوکس لیے          یاد جب فرقت میں آئے کیوں نہ دل پہلے شفا</p>
--	--

اس طرح کے اشعار جو اُس مہ جبین نے اپنے سروں میں گائے بچھنے دیکھا کہ ان  
 عورتوں کو دیکھا کہ سحر فراموش ہونے لگا بس زمین میں پائوں مار کر یہ تو غرق ہوے  
 اور شہرنگ بھاگ کر ایک غار میں چھپا مگر سکندر و جمشید و ارسطو جھونے لگے  
 بقراط ثانی نے بڑھکر تینوں کی زبان میں سوزن دی ہاتھ بڑھایا طرف ستون برق کے  
 اُن نازنینوں نے تین قفس لاکر دیے اُن تینوں قفسوں میں تینوں کو بند کیا اور پر  
 پر واز پیدا کر کے چلا شہرنگ غار سے نکل کر چھپٹا کہ راہ میں کوئی عیار سی کروں مگر  
 بقراط مکمل گیا قصر ہشت پہل میں آیا تمام سروار اٹھ کھڑے ہوے نازنینان مجبین  
 بلا میں لینے لگیں کتنی ہیں یا خداوند آپ نے آج بڑی مشقت کی مگر ایک زندہ رکھنا  
 مناسب نہیں یہ تینوں باغی ہیں دیکھیے کس نگاہ سے آپ کو دیکھ رہے ہیں یہی چاہتے  
 ہیں کہ اگر چھوٹیں تو سحر کریں بقراط نے حکم دیا کہ بیرون قصر ہشت پہل میدان خوبی  
 کی تیار سی ہو ان تینوں کو دار پر کھینچو کئی ہزار افسر سا حرا ان زبردست حاضر تھے انھوں  
 نے نکل کر فوراً میدان تیار کیا جلا و بھی حاضر ہوے دارین بھی استاد ہو گئیں اب  
 بقراط ثانی باہر نکلا جلا و شنگین لگا رہے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو یہ وہ  
 بادشاہ عالیجاہ ہو کہ جسکے حکم کی سارا طلسم اطاعت کرتا تھا آج دیکھو کس حال میں



بتلا ہو کہ قفس میں بند مثل گنگارون کے آیا ہو آج قتل ہوتا ہو کوئی اسکا بچانے والا  
نہیں اب بھی اسکو مناسب ہو کہ قدرت کے سامنے کچھ عذر کرے کیا عجب ہو کہ  
خطا معات ہو جائے دنیا مقام عبرت ہو نہ جائے عشرت لفظ ہم

اے مقیمان تہ سقف سپر انداز  
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو  
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا  
رات دن چہلین رہا کرتی تھیں سردار بچین  
شاخ گل زمزمہ سنجو نکی نشیمن تھی مدام  
بار تھا وان پرخزان کو نہ کسی موسم میں  
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ  
جس پر پڑتا تھا پریزاؤں کے جھومر کا عکس  
چلیں منڈ لاتی ہیں اٹھتے ہیں گبولے سحر  
قصر کو جانے دو باشندہ و نکو دانکے دیکھو  
سینہ لبریز تمنا و لب مسر سکوت  
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

تا بہ کو حسرت فرزند وزن و شہر و دیار  
ہو خرابے میں اگر قصر فرید و نکے گزار  
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار  
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار  
ارغنون و ارسد اگو بختی تھی صوت ہزار  
کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لائے کی بہار  
واہ رمی تیری تنگ ظرفی بہ این عز و وقار  
آج کل وہ لب جو چغندہ کا ہو آئینہ دار  
میں خیابان میں پر زارغ و زغن کے انبار  
تکیہ گور و گوزن آج ہو ہر اک کا مزار  
نہ کوئی دوست نہ مولس نہ کوئی ماتم دار  
کنج تار یک ہو اور عالم تنہائی ہے

یہ جو جلاوون نے آواز دی سب رونے لگے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ یار و جلاوون  
نے دل رکھا دیا کیا اشعار پڑھے ہیں دل ہمارے دنیا سے ٹوٹ گئے حقیقت میں  
ایسا بادشاہ جلیل اسطرح قتل ہوتا ہو مقام افسوس ہو مگر شہزنگ نے یہ سب  
معرکہ دیکھا کہ سامنے قصر ہشت پہل کے میدان خوبی کی تیار ہو رہی ہو بیقرار  
ہو کر سجا گما بہان نور الدہر بن بدیع الزمان دربار میں بیٹھے ہیں شاہراویان ہلا  
رہی ہیں کہ رہی ہیں کہ اے شہر یار یقین ہو کہ نجم بخیر و عافیت آئین اور سکندر کورہا  
کر لائین ملکہ شعلہ جوالہ نے کئی مرتبہ کہا کہ کینتر جا کر خبر لے نور الدہر نے منع کیا حکم  
دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار کھڑا ہو نور الدہر سلاخ جسم پر لگائے ہوئے لوح محفوظ



گلے میں ناظرین کو یاد ہو گا کہ انکو پرچہ ملا تھا اسکو ملا حفظ فرما رہے ہیں کہ شبرنگ سے حاضر ہوا نور الدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا ہنس پڑے اور فرمایا ایسا وفادار خدا نے اپنا فضل کیا کہ تمکو جسے بخیر و عافیت دیکھا ہمکو تمھارے امید نہ تھی ظائر ان سحر نے خبر دی تھی کہ تم زیر تیغ بیٹھے ہو کہ زمین شق ہوئی نجم اختر شناس ظاہر ہوئے اور نور الدہر کو سلام کیا عرض کی اور شہر یار بڑا غضب ہوا کہ سکندر پھر قید ہو گئے خود بقراط ثانی آیا تھا غلام بہ کوشش نکلا غرق زمین ہو کر جان بچی عجب سحر بے حیائے کیا کہ کبھی یہ سحر نہ دیکھا تھا نور الدہر نے کہا اور نجم تم راز دان بقراط ہو تم ایسا کہتے ہو نجم نے کہا اور شہر یار اصل میں یہ سحر کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا اول ایک ستون برق پیدا ہوا اس ستون برق سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئیں اس دھن میں گاتی تھیں کہ قلب الٹا جاتا تھا نور الدہر نے کہا اور شبرنگ تم کیا دیکھ کر آئے شبرنگ نے کہا اور شہر یار وقت قتل سکندر و جمشید وار سطو قریب ہر جلا و شلنگین لگا رہے ہیں بقراط قعر سے باہر آچکا بس اشارے کی دیر ہو نور الدہر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے شاہراہ یون نے چاہا روکین کسی نے دامن پکڑا کسی شہزادی نے خاک پا تو تیاے چشم کی عرض کی اور شہر یار کینیزین جاتی ہیں سکندر کو چھڑا کر لاتی ہیں یا قدم اقدس پر نثار ہو جائیگی نور الدہر نے سب کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا اور فرمایا کہ میں یہ خبر وحشت اثر سنوں اور بیٹھا رہوں میں براے رہائی سکندر جاتا ہوں مقام افسوس ہو کہ آج لشکر کا چراغ گل ہوتا ہو سکندر ایسا بادشاہ نہ ہو یقین ہو کہ دریاے قلزم تک رسائی نہ ہوگی اسکی ذات سے لشکر میں بڑی رونق تھی شاہراہ یون نے جو دیکھا کہ نور الدہر برہم ہوتے ہیں دامن چھوڑ دیا پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر گئیں نور الدہر نے مرکب ہمیں کیا مرکب طلسمی طرار سے بھرتا ہوا چلا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا تھا اگر کوہ لگیا نور الدہر نے ایڑ کی مرکب نے طرارہ بھرا کوہ کو مرکب فرا گیا اسطرح پر جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں یہاں وہ وقت ہو کہ بقراط کھڑا ہو سکندر و جمشید وار سطو پر بہ غتاب خطاب



کر رہا ہو کہ کیوں سکندر اپنی جان کا خوف نہ تھا دیکھا تھے کیا قیامت برپا کی دم بھر  
میں تھک کر قتل کر لیا کوئی سحر نہ چلا ایسے ایسے ہزار ہا شعبہ جانتا ہوں کہ جن کا دفعیہ  
نہ ہو سکے سکندر جواب دیتے ہیں کہ او بیچیا کیوں گھبراتا ہو انشاء اللہ وہ وقت آتا  
ہو کہ تو بھاگتا پھر بگا اور ہم تیرے تعاقب میں ہونگے بے قتل کیے بیچیا نہ چھوڑینگے  
تیرا زمانہ مرگ قریب ہو او بیچیا کیوں بلبلا تا ہو وقت تیرے بلبلا نے کا گزر گیا تو نے  
خود کتاب سوانحیات میں لکھا ہے نور الدہر کی تصویر کتاب سوانحیات میں ہے  
اور قتل تیرا ہاتھ سے نور الدہر کے لکھا ہے اپنی تحریر تقدیر کو آپ بھول گیا ہے  
بقراط نے کہا اُس تحریر کا اعتبار نہیں روادی میں لکھ دیا ہزار برس یہ طلسم فتح  
نہ ہو گا میں تدبیر کر چکا یہ سکے اشارہ کیا کہ دار پر انکو لٹکا دے جلا دے تینوں کو  
تفس سے نکالنا نہ بخیر یا نوں میں باندھی دار پر کھینچ دیا بقراط نے اشارہ کیا کہ  
کیا بی و ترکش کا کیا کہ جسمیں کئی سو تیر تھے کسی نے ہاتھ میں دی بارہ سو کمانداریشت پر  
آئے یہ حال دیکھ کر سکندر مایوس ہوا اور اپنے بے نیاز سے دعا بین مانگنے  
لگا کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان و اے خالق کار ساز و اے رحیم و کریم  
بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اصل یہ ہو کہ الشان اپنا یہ شعار رکھئے خمسہ

شغل نیکی کن ورین دنیا پر پیراز بدی	تاری و منزل مقصد براہ حق رسی
دوست شوبانیک و بد اندر مقام دوستی	نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی
نیک خوی و نیک کردار و نیکو اطوار باش	
در جہان بیک رنگ شوبہا ہر کسی مانند گل	کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل
نوشت کن ہر دم زمیناے محبت جام گل	صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل
یک زبان بانیک و بد بیک دل بہ مور و مار باش	
نیک و بد را در جہان کن خوش دل از کردار خویش	ساز با خلق نیکو خلق جہان رہا یا ر خویش
دار با صلح و صفادرجلہ عالم کار خویش	مثل خور و دے زمین کن روشن از انوار خویش
سایہ گستر در جہان چون ابر گو ہر بار باش	



سکندر ثانی یہ دعا کر رہا ہو بقراط کا قصد ہو کہ تیر بھر کمان سے رہا کرے کشاکش کی صدا بلند ہو گوش ہوش تک چلے پہنچ چکے ہیں کہ سکندر نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ اے مہربان ہر چند کہ علم نجوم کا میں اعتبار نہیں کرتا مگر راز دانان اس طلسم نے جا بجا لکھا ہے اور حکم لکھ گئے ہیں کہ یہ حقیر بر وقت قتل بقراط ہمراہ طلسم کشا ہو گا غلام کو اسکا انتظار ہے آج تو ملک الموت سامنے کھڑا ہے رحم اپنا شریک کر یہ جو ملک کر سکندر نے دعا کی اسطو و جمشید آمین کہ رہے ہیں کہ لغز شیر کی آواز آئی تیر جو بھر کمان سے رہا ہو تھے وہ اُٹے پلٹے جن لوگوں نے قصد کیا تھا کہ سکندر کو مار لیں انہیں سردار بھی تھے باقی ملا زمان عام پلٹ کر تیر اُنکے سب کے سینوں پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گزرے بقراط نے حیران ہو کے طرف آسمان کے دیکھا کہ نازن بنان زہرہ جمال بدر آسمان کمال ہاتھ ہلا رہی ہیں ناظرین کو یاد ہو گا کہ شل شعلہ جوالہ و صریح نشین و ہماے مصرع پوش اور ملک گرداب و ریانشین وغیرہ چالیس شانہ را دیان آگ بر سار ہی ہیں بقراط نے سحر کیا کہ آگ بر سنا موقوف ہوئی اور شانہ را دیان تفرائین نہ بانین بند ہوئے لگین کہ فوج تلے اوپر ہوئی اور ایک طرف سے لغزے کی آواز آئی لغزہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مروی	کر شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ ہمیش	عدو دور رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرات ہند و اشم	نقار ایک دست برد اشم
ظفر بریلان عرب یافتہ	شہ نو جوانان لقب یا فتم

بقراط نے دیکھا کہ طلسم کشا کا چہرہ مثل آفتاب عالم تاب رعب و دبدبہ ہمراہ رکاب نصیرین شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہیں فوج کوتلے اوپر کر دیا اور پشت پر طہاس ایسا بہادر و دود کی گردن پکڑ کے لڑتا ہوا ہمراہ ہو جہان ساحرون نے سحر کیے وہاں نور الدہر نے فوج محفوظ کو گردش دی سب کے باطل ہوئے بقراط نے فوج کو لاکھا کہ ہاں یار و طلسم کشا کو مار لو چالیس لاکھ ساحر ملو اربین کھینچ کر جھپٹ لگے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی جرات میں لاثانی شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہیں چالیسوں جادو گر نیان پھر کھک گر گرین



زنجیرین کاٹین سکندر کو رہا کیا سکندر نے رہا ہوتے ہی بقراط کی طرہ رخ کیا بقراط  
نے کئی سحر ایسے کیے کہ سکندر تھکرا گئے ایک طرہ برقی گرمی کہ شانہ زخمی ہوا زخمی ہوتے  
ہی سکندر نے خون شانے کا بقراط پر پھینک مارا خون کے قطرات جو بقراط پر گرے  
بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر نور الدہر لڑتے ہوئے آتے تھے بقراط نے وہی  
سحر کیا کہ ستون برقی ظاہر ہوا وہ ستون پھٹا اٹھیں سے کئی سو شانہ زخمی ہوا دیان و دروگر  
مرصع پوش ہستی ہوئی نکلیں شانہ زخمیوں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار گانے لگیں نظم

مہوتا ہر اک بہشت کا دانہ انار میں  
صبیہ باغ باغ نہ ہو دے بہار میں  
رکتے ہیں طفل اشک کو مڑگان کنار میں  
عالم کو پھانسی دیتا ہر یہ جن حصار میں  
آمد کو شنگے یار کی فصل بہار میں  
وعدہ خلافی لاتی ہر فسق اعتبار میں  
بلبل چین میں مست ہر دم کو دے یار میں  
ایک ایک سے زیادہ ہر ان گنج دہار میں  
مانند گرد راہ ہوں نکر سوار میں  
مٹی خراب اپنی بھی ہوا اس دیار میں

نکلن نہیں ہو دوسرا تجھ سا ہزار میں  
بلبل نہ ہا تو آئے اتھی شکار میں  
خون جگر سے اپنے غم دل ہوں پالتا  
سو دانہ سر سے جائیگا گیسو دے یار کا  
کیا کیا گلون نے کانہین اپنے کھڑے کیے  
کدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے  
جام شراب عشق سے دونوں ہیں بے خبر  
گیسو و رو دے یار ہیں دونوں بلا جان  
اک آفتاب خانہ زین کا ہوا اشتیاق  
بر باد ہو رہے ہو کچھ آتش تمہیں نہیں

سب شانہ زخمیوں نے لگیں آنکھیں ابل آئین چہرے سرخ ہو گئے شعلہ جوال  
نے ہمارے مرصع پوش سے کہا کہ بوا یہ تو سرا سر خلافت ہو کہ قدرت سے لڑنے کو  
آئے ہیں وہ تقدیر کر کے سب کو مٹائیں گے اور جمشید نے بیقرار ہو کر چاہا کہ اس  
نازنین کے قدموں پر گویا ہوں اور سکندر پر بھی کسی قدر تاثیر ہونے لگی تھی مگر  
سکندر نے جھولی سے ایک آنجورہ پانی کا نکالا پانی چلو میں لیکر منہ دھو یا اور وہی  
آنجورہ خالی از آب کر کے طرف پشت کے پھینکا اور آواز دی کہ اے جو انسان ماہر و  
دلفریبی کو مٹاؤ جلد آؤ جمشید کا حال ابتر ہی تمہارا آنا بہتر ہو کہ گوشہ صحرایہ سے قہقہہ کی



آواز آئی دیکھا بہت سے کمسن جوان سولہ سولہ سترہ سترہ برس کے سن لباس فاخرہ  
 نریب جسم نیچہ ہائے ہلالی ہاتھ میں کلاہ ہائے زرین بر سر حسب قدر وہ نازنینان مر جبین  
 تھیں اتنے ہی وہ جوان آئے اور ان سب کے آگے ایک جوان تاجدار ہو کر نہایت  
 حسین و جمیل نیچہ چمکاتا ہوا سبکا افسر بنا ہوا سامنے ان نازنینوں کے آیا وہ افسر  
 نازنین جو سب کے بیچ میں تھی اُسپر تو اس تاجدار نے نگاہ ڈالی اور ہر ایک جوان  
 ہر ایک نازنین سے اشارے کرنے لگا وہ عورتیں گھبرا کر چاہتی ہیں کہ اپنے اپنے  
 طالب کے پاس جائیں کہ ستون برق کو جنبش ہوئی اور آواز آئی کہ خیردار پاس  
 سے ستون کے نہ جانا یہ جمال ظاہری ہو تمکو فریب دیتے ہیں وہ نازنینیں رکیں لیکن  
 ان جوانوں نے ہنس ہنس کر جو اشارے کیے عورتوں کو تاب نہ رہی جیتاب ہو کر  
 ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند ستون برق کو جنبش ہوتی ہو آوازین بھی آتی  
 ہیں کہ خیردار ہوشیار رہنا انکے دام مکرمین نہ آنا مگر وہ جوان ان نازنینوں کو ہمراہ  
 لیکر بوس و کنار کرتے ہوئے طرف محرا کے روانہ ہو گئے کوئی نہ سمجھا کہ کہاں سے  
 آئے تھے اور کہاں گئے نور الدہر کی تلوار نے آفت برپا کی طہماس بھی لڑتا ہوا  
 آتا جب وہ نازنینیں نگاہ سے مخفی ہوئیں تو یہ چالیسوں شانہرا دیان شعلہ جوالہ  
 وغیرہ اپنے ہوش بین آئین کڑک کڑک کر گرنے لگیں جس غول پر گرین نعرہ کیا کہ  
 منم ہما سے مرصع پوش وغیرہ ساحر و نکو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا کئی ہزار افسر لشکر  
 بقراط کے لڑ رہے ہیں جسکا نور الدہر کا سامنا ہوا اُسے سحر کے دریا بہا دیئے  
 اور صد ہا کو مٹایا مگر نور الدہر پر پنجہ قابض نہیں ہوتا اب اس عرصے میں لشکر  
 نور الدہر بھی کھل آگیا قرنا پھٹکی اور ردی بھی پلٹنوں کی بھی اس زور و شور سے  
 سب آکر گرے کہ کافر حیران و پریشان ہو گئے اربسطو برابر نور الدہر کے آیا کہا کہ اے  
 شہریار حقیقت میں آپ نے کیا جنگ کی ہو اس سے ثابت ہوتا ہو کہ آپ طلسم کشا  
 ہیں مگر سکندر نے عرض کی کہ جنگ کرتے ہوئے تابہ ستون برق جانیے وہاں  
 جا کے پرچے کو اور لوح محفوظ کو ستون سے مس کیجیے یقین ہو کہ بقراط ظاہر ہو گا



نور الدہر نے کہا بہتر ارسطو تو الگ ہوے مگر نور الدہر نے گھوڑا طرقت ستون  
برق کے بڑھایا پہلوان اور سا حرو و کئے لگے مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی سو  
پہلوانوں کو نور الدہر نے قتل کیا کہ ستون برقی سے آواز آئی اوار اک رعد آواز  
آ کے طلسم کشا کو روک ایسی چیخ مار کہ طلسم کشا لڑکھڑا کر گرے کہ حراسے گرد آڑی  
ایک جوان دیو خصال عفریت مثال کر گدن مست پر سوا پچنین مارتا ہوا آتا ہو  
آواز میں اسکی یہ تاثیر ہو سب کو معلوم ہوتا ہو کہ رعد گرج رہا ہو ملا زمان نور الدہر  
کئی ہزار آدمی خوف سے بیہوش ہو کر گرے بعض کے سر پھٹ گئے بعض صدا شکر  
دیوانے ہوئے اور پکارتے پھرتے ہیں کہ یارو کدھر جاوین کبھی قریب صحرے کے  
جاتے ہیں کوہ سے سرنگراتے ہیں کبھی روتے ہیں اور پکارتے ہیں نظر م

ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا  
ہمارے خون میں تم اپنے ہاتھ بھر لینا  
خدا کے سامنے سفاک تو مگر لینا  
شریک ہو لو جنازے کے پھر سنو لینا  
ہزاروں کروٹیں بستر پہ رات بھر لینا  
تو اس گھڑی میں بھولے سے یاد کر لینا  
جیسا سے آنکھوں پہ ہاتھوں کو اپنے دھر لینا  
گردن جو نشے میں مڑ کر مری خبر لینا  
نہ ہلکویا در ہا تو شہ سفر لینا  
کبھی تو بہر خدا آن کے خبر لینا  
جو پھر کون دام میں اچکے تو پر کتر لینا  
سحر کو آ کے سیجا مری خبر لینا  
لحد قریب رہے جب تو تم اتر لینا  
جہان وہ ملے دود و کلام کر لینا

کسی کا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا  
خانے نہ اگر تمکو وقت آرایش  
مکانہ عالم فانی میں قتل بندون سے  
تمہارے کوچے سے جاتی ہواش عاشق کی  
ترے فراق میں عاشق کو تیرے کام ہو  
ستم اٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عشق  
وہ خوب یاد ہو ہو سے کو دیکے وصل کی شب  
یہ دور بزم میں ساقی رہے خیال جدا  
عدم کے کوچ میں افسوس خالی ہاتھ  
جو دفن کر کے چلے دوست بھکومین نے کہا  
خدا کے واسطے بھکونہ فرج کر صیاد  
یقین مرگ یہ تھا اُنسے میں نے شب کو کہا  
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے  
نہ ہلکو طور کی حاجت نہ عرش عالی کی



ہماری لاش پر رونانہ اپنی آنکھوں سے  
قمر خیال ہوا اور دل سے عرض کرتا ہوں

کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا  
حسین حشر کے دن اسکی تخم خسر لینا

صد ہا چیتے پھرتے تھے کہ سکندر نے آواز دی کہ اے شہریار اس رعد آواز سے پیچھے گھا  
لوح محفوظ دکھا کر پیچھے کہ وہ رعد آواز چین مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا اول  
طہماس کے سامنے آیا اگر اس طرح کی چیخ ماری کہ طہماس ایسا شیر دل رستم خصال مثل  
پیر زال کے کاٹنے لگا سا طور ہاتھ سے چھوڑ دیا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا  
تب طہماس کے حواس درست ہوئے مگر نور الدہر نے کلیجہ اپنا پتھر کا کر لیا مگر آوازیں  
رعد آواز کی شکر تھراتے ہیں ہر مرتبہ قصد ہوتا ہو کہ لوح محفوظ گلے سے اتار کر پھینک دوں  
مگر نجم اختر شناس کہ قریب مرکب ہو جب چہرہ اُداس دیکھتا ہو عرض کرتا ہو کہ اے شہریار  
ہوشیار رہیے میں آپ کے حال کو دیکھ رہا ہوں آپ ایسا جری ہماری نگاہ سے  
نہیں گذرا اور یہ بھی بننے سنا ہو کہ صاحبقران فرماتے تھے اس عظم و شان سے فرزند  
میرا نور الدہر شکر میں آیا لقا کو آتے ہی بھگایا کسی فرزند کو یہ دن نصیب نہیں ہوا  
ہر چند کہ بدیع الزمان نے وہ طلسم جا کر توڑا کہ جس میں سے بارہ بادشاہتوں کا مال نکلا  
مگر شوکت نور الدہر انکی جلالت سے بڑھی ہوئی ہو نور الدہر فرماتے ہیں اے نجم  
خدا انجام بچ کرے دیکھیے اس رعد آواز سے کیا گذرتی ہو نجم نے پشت پر ہاتھ  
پیچھا اور بایان شانہ تمام کر کچھ اسمائے سحر بھی پڑھے کہ وہ رعد آواز سامنے  
پہنچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ گھوڑا نور الدہر کا بد لگامی کرنے لگا اُس حال میں  
نور الدہر پر نیزہ مارا نور الدہر نے ڈانڈ قلم کی ڈانڈ کا قلم ہونا تھا کہ رعد نے تلوار  
کا ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیون تلوار کی دھار سے لگی  
ہوئی ہو جب قریب سے تلوار پہنچی تھپکی دی کہ تلوار اسکی پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
ہم مار کر تلوار چینی رعد آواز نے اس زور سے چیخ ماری یقین تھا نور الدہر کو کہ  
تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑیگی مگر ہاتھ جا کر تلوار کو تھا تا تب طلسمی کا خبردار کیلے ہاتھ مارا  
اراک رعد آواز نے گردہ سپر کا اٹھایا چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈال دوں مگر وہ تینے



بید ریغ دست زبردست نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران سپر کے  
دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو چلی خود کو کاٹا یا تو قبۂ سپر پر چکی تھی یا زیر تنگ  
تلوار نے آکر بوسہ دیا ار اک کا مارے جانا وہ جوان جو ٹکڑا تے پھرتے تھے وہ  
سب راہ پر آئے اپنے انسروں سے عذر کرنے لگے کہ ہم اپنے ہوش میں نہ تھے جو کچھ  
ہم سے خلافت ہوا ہو وہ معاف کرنا انسروں نے سپاہیوں کو گلے سے لگایا پھر ٹنگ  
میں مصروف ہوئے نو لاکھ جوان چالیس لاکھ سے لڑ رہے ہیں پرے کے پرے  
خالی کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے نور الدہر ار اک کو مار کر بہ منہائش  
سکندر طرف ستون برق کے چلے جب قریب ستون پہونچے ہیں اُس وقت بلا کی  
تلوار چلی لما زمان بقراط کے کانوں میں آوازین آتی ہیں کہ یار و طلسم کشا کو قریب  
ستون برق نہ آنے دو افسر جم جکر لڑ رہے ہیں طلہاس نے جب سحر سے صحت  
پائی کہ ار اک مارا گیا پھر سا طور اٹھایا پشت پر نور الدہر کی لڑتے ہوئے آتے  
ہیں جب سا طور کو گردش دی دس دس کے سر اڑ گئے خون کا دریا بہ رہا ہونچھ نے  
بھی جان لڑائی سحر کر رہا ہے ارسطوے ثانی چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو قریب  
آقا سے نادر پہونچاؤں مگر وہ فوج کا بلوہ ہو کہ دس کو ہٹا دیا تو دوسرا اس مقام  
پر آکر جمع ہو گئے لما زمان نور الدہر بھی بہ جانباز می لڑ رہے ہیں نور الدہر نے  
گھوڑا بڑھایا چاہا کہ ستون برق سے ملجاؤں اور لوح محفوظ کو مس کروں کہ پہلو  
سے آواز آئی او طلسم کشا ابھی تک تجھے کسی مرد سے مقابلہ نہیں پڑا منعم علیہ ار لشکر  
خداوند نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو ہاتھی پر بیٹھا ہوا علم کو جلوہ  
دے رہا ہو نور الدہر پلٹ کر جا پڑے علیہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے  
تیغ طلسمی پر گانٹھا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ مع علم علیہ ارد ہاتھی کو کاٹ کر  
تلوار نے زمین میں آکر بوسہ دیا علم فوج کا گرنا اہالی فوج بقراط پر علم رنج و الم  
گرا اور نور الدہر کا ارادہ ہو کہ جس طرح ہوا اپنے کو قریب ستون برق کے پہونچاؤں  
مگر پہلوانان فوج بقراط نہیں بڑھنے دیتے اگر سوار ہٹے تو پیدل آگئے پیدل لوں نے



شکست کھائی تو سوار گھوڑوں کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہاتھ سے نور الدہر کے مارے جاتے ہیں پنجم اختر شناس وارسطو کے ثانی سر برہنہ جھولیوں کا ندھوں سے گر گئی ہیں اسباب سحر کی کاہش اور دشمن سے لڑنے کی خواہش نور الدہر کہتے ہیں ہاں یار وہی وقت وار و گیر کا ہوا فسر آواز دیتے ہیں کہ اے شہریار فرداں نہ سن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من بہ آن منم کاندہ میان خاک و خون بینی سر نہ غلامان جانبا ز کبھی جنگ سے قدم نہ ہٹائیں گے دل کی مرادین بر لائیں گے یہی آرزو ہے کہ سر ہمارے قدم اقدس پر نثار ہوں مگر سبحان اللہ حضور کس لطف سے لڑ رہے ہیں نور الدہر محبوب ہو کر سر جھکا لیتے ہیں فرماتے ہیں اے ساحران نامی و پہلوانان گرامی سمعون کی خواہش سے بھگو بھی کد ہوئی کہ اس دشمن خدا کو قتل کروں بڑھکر ارسطو کے ثانی نے بائیں پر سے گولہ مارا کئی ہزار جوانوں کے سینوں کو توڑ کر گولہ نکل گیا دابنے پر سے گولہ پنجم نے مارا کئی ہزار جوان اسکے گولے سے بھی گرے مگر نور الدہر نے قریب ستوں برق پہونچ کر فوراً لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح محفوظ مس ہوئی وہ دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر سر پیٹ پھٹ کر گرے واصل جہنم ہوئے لوح محفوظ جو الگ ہوئی نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا ایک کڑا کا ہوا ستون برق شق ہو گیا نور الدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی کھڑا ہو سپر ہاتھ میں چاہتا ہے وار کور و کون لیکن وہ تیغ برق تاب جو ٹرپ کر گرمی اول سپر کو کاٹا خود پر گرمی اسکے بھی دو ٹکڑے کیے وہاں سے تلوار جو گرمی سر پہ بقراط کے پہونچی تھی کہ بقراط نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر پر پر واز پیدا کیے اڑ کر بالائے آسمان پہونچا ساتھ والوں کو آواز دی کہ اے بندگان من ہٹ آؤ ان لوگوں کو نکل آنے دو وہ تدبیر کرونگا کہ تڑپا تڑپا کر مار ونگا مگر موقع اب ہٹ آئیگا ہر دندا نے جب دیکھا کہ قدرت گئے اور فوج نور الدہر کے وہی زور و شور ہیں طبل امان بجوا کر پلٹے ادھر نور الدہر سکندر وغیرہ کو لیکر یہ فتح و فیروز می پلٹے اگر داخل لشکر ہوئے لشکر کو تیار کیا سکندر نے کہا اے شہریار کوچ ہوا اپنے کو تباہ وریاے



قلزم پہونچا یہ نور الدہر نے کوچ کیا یہاں بقراط ثانی قصر ہشت پہل میں آکر ٹھہرا  
 سرداروں نے کہا یا خداوند طلسم کشا تو بہت گستاخ ہو گیا ہو لشکر بھی طلسم کشا کے پال  
 بہت ہو جب ہمارا لشکر آیا ہو تو ہم لوگ جانتے تھے جب لشکر جنبش کریگا تو لاکھوں لاکھوں  
 پال کر ڈالیں گے لیکن لشکر طلسم کشا نے لاکھوں لاکھوں ہلاک کیا اب کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ لشکر  
 طلسم کشا سے الگ ہو جائے اگر طلسم کشا اکیلا رہ جائیگا پھر کیونکر تباہ دریا سے  
 قلزم جائیگا مگر قدرت نے آج تک نہ ظاہر کیا کہ دریا سے قلزم پر کیا ہو کہ نجم وغیرہ  
 نے ہدایت کی ہو کہ دریا سے قلزم پر چلو اسکا کیا باعث ہو بقراط نے کہا یار و اب  
 تمہیں ظاہر کرتا ہوں کہ نشان لوح کا دریا سے قلزم سے متعلق ہو ہر چند کہ دریا سے  
 قلزم پر جا کر نہایت پریشان ہو گا دریا سے قلزم میں داخل بہت دشوار ہو وہ  
 شخص دریا سے قلزم میں ہو کہ دریا سے سحر بہا دیگا اگر لشکر بے شمار ہو گا تو بھی خاک  
 میں ملا دیگا مگر میں روکتا ہوں کہ تباہ دریا سے قلزم نہ جانے دون کوئی تم میں ایسا  
 نہیں ہو کہ طلسم کشا کو ان مترہون پر روکے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے آخر کشتان  
 اپنے مقام سے یکسر اٹھا کہ یا خداوند وہ لشکر میرے ساتھ ہو کہ اگر لشکر و آرا اور  
 کی قیاد ہو تو اسکو پر آگندہ کر دے یہ کہہ کر قصر سے باہر نکلا ایک آواز دی کہ ہاں  
 یار و وقت جنگ وجدل ہو جلد آؤ دیکھا کہ اسی فوج سے چار لاکھ آدمی جدا ہوئے  
 اور آکر جم گئے کشتان گنبد سے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا ایک درہ کوہ کے  
 قریب آکر اتر لشکر میں خوب روشنی کرائی ہو قضاے کار اسطرح کوہ کے غضنفر  
 بن اسد اتر ہوا سخت آج تیسرا دن ہو کہ قزاقوں نے کسی کو لوٹا مارا نہیں اور  
 قزاق عرض کر رہے ہیں کہ آقاے نادر کہیں چلیے غضنفر نے ہمارے دوندہ  
 کو ہلاک کر حکم دیا کہ ذرا خبر تو لاؤ ہمارے دوندہ روانہ ہوا درہ کوہ سے جو نکلا  
 ایک طرف صحرائیں دیکھا کہ بڑی روشنی ہو ہمارے دوندہ لشکر میں آیا دریافت  
 کیا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو ایک کے منہ سے نکلا کہ بربادی لشکر طلسم کشا کو ہم  
 غیبت میں ہمارے پوچھا کون طلسم کشا آئے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان یہ لشکر



ہما بھاگسا سائے غضنفر کے آیا کہا اور شہر یار لا تعداد مال ہمراہ ہو مگر چار لاکھ جوان ہیں  
 ذرا لوٹنا اٹکا دشوار ہو ایک امر کا نفع ہو کہ لشکر نور الدین ہر کور و کئے جاتے ہیں ارادہ  
 اٹکا یہ ہو کہ جا کر شجوں مارین سر میدان نرو کین یہ سنکر غضنفر نے بوق بجایا آواز  
 یہ تھی کہ او قزاقان تیار شوید وقت جنگ و جدل آگیا اسی وقت قزاق تیار ہو کر  
 سامنے آئے غضنفر اٹھا سپہاویا پر سوار ہوا تیغ روئین شکافت فیض میں کیا  
 لشکر کو لیکر چلا سامنے لشکر کھتان کے پہونچا بوق ترکی کو دم دیا کہ او قزاقان بنید  
 و بہ بندید و بکشید قزاقوں نے گھوڑے دوڑاے لشکر کھتان پر جا پڑے تھلکہ پڑ گیا  
 طلائین کاٹین خیموں میں آگ لگائی مال لوٹنا شروع کیا مگر کھتان کو جو یہ خبر پہونچی  
 گینڈے پر سوار ہوا مشعل آگے روشن گینڈے کو ٹھکراے ہوئے جاتا ہو غضنفر  
 نے لغزہ نور الدین ہر بن بدیع الزمان کیا وہ پکارتا آتا ہو کہ طلسم کشا کمان ہو کہ سامنے  
 سے غضنفر آیا اسے دیکھا ایک جوان کمن کہ اچھی طرح مرکب پر پیری منین جیتی مگر جو  
 سامنے آیا وہ مارا گیا کئی پہلوان سامنے کھتان کے مار گئے تیغ برق تاب جھپکرا  
 اسکے دو ٹکڑے کیے کھتان لٹکا کر سامنے آیا دیکھا کہ ہاتھ میں غضنفر کے وہ تیغ  
 برق تاب ہو کہ گر کر خالی منین جاتا یا سر اڑ گیا یا ہاتھ قلم ہوا اگر کمر پر پڑا تو مثل خیال  
 کے دو ٹکڑے کیے کھتان گھبرا گیا دیکھتا ہو کہ چار لاکھ فوج میں ہر مقام پر تلوار  
 چل رہی ہو صدائے فریاد و انیشت بلند ہو اور بازار غلہ فروشان کو تو خوب ہوتا  
 ہو جن عورتوں کے ہاتھ میں کڑے تھے انکے ہاتھ کاٹ لیے ہیں کھتان نے نیزہ  
 مارا غضنفر نے روک کر نیزہ مارا کھتان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا  
 نیزہ آنکھ پر گینڈے کی پڑا ہاتھ بھر نیزہ اتر گیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے  
 نے چرخ مارا غضنفر نے تلواریں مارنا شروع کیں اس قدر تلواریں ماریں کہ کھتان  
 گینڈے سے کود کر بھاگا گینڈے نے کئی کڑ کو پا مال کیا غضنفر بن اسد غازی  
 نے دور تک پیچھا کیا کئی تلواریں پشت پر ماریں پشت و پہلو سے کھتان کے خون  
 جاری ہوا آخر ایک غول میں جا کر منہ کے سبیل گر پڑا غضنفر نے جب سمجھا کہ ساتھ دوا



ہمارے خوب لوٹ چکے بوقت بجایا کہ او قزاقان بد روید سب قزاق کلکار چلے فوج  
کستان والے اپنی جان سے بیزار تھے ہر چند کہ کستان چنیا پٹیا لکھ کسی نے پیچھا نہ کیا یعنی  
سامنے کتے ہیں کہ او پہلو ان دور ان آپ کا تو یہ حال ہوا ہم لوگ کیا لقا قتب کرین  
اپنے کو ذلیل کرین کستان خاموش ہو کر پٹیا آکر زخم دوزی کرائی مگر غضنفر یہ مال لوٹ کر  
ایک درو کوہ کے قریب آکر اترے قزاقوں نے تیار سی کھانے کی کی چولھے سب  
جنگلوں میں بنگے کبیون نے جو معرکہ سنا کہ قزاق آج بہت مال لوٹ لائے اپنے  
مقام سے چلین سامنے قزاقوں کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

رکھتے ہیں خالی کیسہ دل سیم وزر سے ہم  
کیون طو کرین نہ عشق کی منزل کو سر سے ہم  
نکلے فقط امید پہ تیری ہیں گھر سے ہم  
ویدار کو صدم ترے کیا کیا نہ ترے ہم  
ہونگے شگفتہ خاک نسیم سحر سے ہم  
نفرت کرین نہ کس لیے شام و سحر سے ہم  
بدلی کا خون گھٹائیکے اس چشم تر سے ہم  
کب پھیرتے ہیں منہ تری تیغ دوسرے ہم  
بیٹھے اسی امید پہ ہیں دو پہر سے ہم  
ڈرتے ہیں زہر مار سر پا ضرر سے ہم  
امید رکھتے ہیں یہی خیر البشر سے ہم

مدت سے ہم بغل جو نہیں سیم بر سے ہم  
بیکار پانوں سر بسر اس راہ میں ہوے  
او جذب شوق تو ہی بتا راہ کوے دوست  
کیا رنج اٹھا رہے ہیں رقیبوں کے ہاتھ سے  
کھلا گیا ہر دل کا کنول سوز عشق سے  
دیکھیں جو روے صافی و زلف سیاہ یار  
برسات میں فراق رلائے گا گر ترا  
سینہ سپر ہوا بر و خمدار کے حضور  
اقرار اُسے شام کے آنے کا ہو کیا  
چھوٹے نہیں ہیں کاکل و لدا خوف سے  
بخشائیں او شفا مرے عصیان بروز حشر

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو قصاے کار سو فار تیر انداز اپنے قلعے سے شب کا  
وقت ہو سیر کو اٹھی ہو آسمان پر اڑتی ہو لی جاتی ہو کہ کان میں گانے کی صدا آئی  
پہاڑ پر اتر آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن تاج سر پر رکھے ہو  
بیچ میں بیٹھا ہوا ہو گورد جو انان صف شکن تیغ زن تلوار میں تول رہے ہیں سو فار  
نے جو جمال جہان آرا سے غضنفر دیکھا بھولا پن چہرے سے برستا ہو تلوار سامنے



رکھی ہوئی جو انون سے کہ رہا ہو آج تو لشکر اسکا بھاگ گیا کل ہم شجنون مار بیٹھے  
 بھائی صاحب تک پہونچتے پہونچتے ایسا مجبور ہو گئے کہ ان پر شجنون نہ مار سکے  
 سو فار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بے اختیار خواہش ہوئی کہ اس جوان  
 سے ملاقات کروں خیال میں آیا کہ کیونکر جاؤں یکایک لشکر میں ہنگامہ ہوا باعث  
 یہ تھا کہ کستان کا بھائی سمنان فیلسوار اُسے جو اپنے قلعے سے سنا کہ بھائی صاحب پر  
 قزاقوں نے شجنون مارا فوراً آپڑا اور امین جو خبر پائی کہ لشکر غضنفر فرود کش ہو اگر  
 قزاق بھی اسطرت ہوشیار بیٹھے تھے فوراً تیار ہو کر جا پڑے ملکہ کمکشان جادو  
 عاشق غضنفر ہنگامہ سُکر نکلی قصد ہوا کہ سحر کروں غضنفر نے منع کیا کمکشان تو مزاج  
 سے غضنفر کے واقف ہو کہ ذرا میں بگڑ جاتے ہیں یہ تو اپنے خیمے میں چلی گئی سو فار  
 نے جو بالائے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا کہ قزاق ماحق قتل ہو رہے ہیں تاب نہ آئی  
 یہ بھی خیال ہوا کہ جسطرح سے بے اس شہریار پر احسان کروں پکار کر آواز دی او  
 مغرور عقل و فراست سے دور ان پیچاروں نے تیرا کیا لیا ہو کیوں بیخداؤں کو  
 قتل کرتا ہو یہ کہکے موتیوں کا مالا پھینکا وہ موتیوں کا مالا جا کر گملا موتی جو کبھرے افسر  
 لشکر پر سحر نے تاثیر کی سمنان فیلسوار جھوٹے لگا بے اختیار پکار اُٹھا ظلم

روبرو ہی زلف جانان اندون	کیا تلادت میں ہو قرآن اندون
ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یا رکی	ملکئی مہر سلیمان اندون
اُنکے روئے آتشین کی یاد میں	آگ ہو فصل زمستان اندون
پنجہ دست جنون کے زور سے	چاک ہو جیب و گریبان اندون
تلوے کھلاتے ہیں ہوتا ہو یقین	دیکھنا ہو پھر بیابان اندون
خانہ تاریک روشن ہو شفا	ہم بغل ہو ماہ تابان اندون

پکار کر سو فار نے آواز دی اسی پہلو ان تیرے لیے یہی بہتر ہو کہ طرف صحرائے جا۔  
 یہاں کوئی صورت قیام نہیں غضنفر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا میں  
 پھولوں کے غوطہ زن آنکھیں رشک چشمان آہوان ختن سیمتن گلبدن سحر کر رہی ہو



کہ وہ لوگ طرف صحرا کے بھاگے جاتے ہیں اور قزاقوں نے جو دیکھا کہ حریف بھاگے  
 پیچھا کیا جسکو جہان پایا مار لیا تھوڑی دور تعاقب کیا تھا کہ پڑاؤ سمٹان کا ملا اتنا  
 قزاق زیادہ خوش ہوئے خزانے پر جا کر گرے توڑے اٹھا کر گھوڑوں پر رکھے  
 لڑنے بھڑتے نکلے سمٹان بھاگا ہوا جاتا تھا راہ میں لشکر کتتان ملا اسپر جا پڑا تو  
 بھائیوں بھائیوں میں خوب تلوار چلی آخر ہاتھ سے کتتان کے مار گیا جب سمٹان  
 قتل ہوا تو فوج نے سمٹان کی کتتان کی اطاعت کی اسنے سب سے حال پوچھا  
 سب نے بیان کیا کہ راہ میں ایک لشکر اتر آیا آپکی خبر شکست سے ایسے مضطر  
 تھے کہ اس فوج پر جا پڑے مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ خزانہ بھی لٹا خود بھی  
 جہنم واصل ہوئے کہ آپ پر آگرے وہ اپنے ہوش میں نہ تھے کتتان نے پوچھا کہ  
 لشکر طلسم کشا کہاں ہو قمنائے کار نور الدہر کوچ کیے ہوئے اسی صحرا میں آکر اترے  
 اور کتتان نے سب سے کہ دیکھا اب احوال معلوم ہوا کہ وہ جوان نبیرہ صاحبقران  
 ہو طلسم کشا یہ شخص آیا ہوا اب اسنے یہ قصد کیا کہ رات کو اسپر شیخون مارون و رہا  
 کوہ میں چھپ کر اتر سب سے کہ اسکا دوپہر رات گئے تیار ہو رہنا کہ چکر طلسم کشا  
 کے لشکر پر شیخون مارون یہ تو سب اس فکر میں ہیں مگر غضنفر کو ہمارے خبر دی کہ لشکر  
 آپ کے بھائی صاحب کا صحرا میں اتر آیا اور کتتان کا مقصد ہے کہ اسپر شیخون مارون  
 غضنفر نے بوقی ترکی بجایا سب تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر سوار ہوئے لشکر  
 کتتان و راہ کوہ سے باہر نکل کر اتر آیا انتظار کر رہے ہیں کہ زلف لیلے شب کمرے  
 گزرے تو حریف پر جا کر گرین کہ بوقی ترکی کی آواز آئی طنائین کٹنے لگیں خیمے بھی  
 جتنے گئے کتتان گھبرا کر نکلا مگر ایسا خائف ہو کہ سوار منین ہوتا افسر و لئے کتتا ہو  
 کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں ان سب کو گھیر کر مار لو اہل فوج فریاد کرتے ہیں کہ  
 او پہلوان ووران اس طریقے سے وہ لوگ جنگ کرتے ہیں کہ اسپر ہمارا ہاتھ  
 منین پڑتا ایک نے ٹوکا دوسرے نے نیزہ مار دیا ایک پر ہاتھ تلوار کا مارا  
 اس طرح ہزاروں کو مار چکے ہیں اور افسر لشکر ہزار و منین آپکی تلاش کر رہا ہے



کستان نے گنیڈا بڑھایا مگر سو فارتیر انداز پر کئی دن سے آب و دانہ بند ہو مفاقت  
 غضنفر میں دور و مند تنہائی بھاتی ہو فراق میں بہت گھبراتی ہو ہر شب کو کوہ سے اگر  
 جمال جہان آرا دیکھنا اور دل کو صبر و بیزارات کو اپنے باغ میں بیٹھے بیٹھے گھبرائی پھر  
 پہلے تو پکار اٹھی نظم

ہر غیرت خور شید کہ تو رشک قمر ہو  
 جز اپنے یہ دل کسکا ہو اور کسکا جگر ہو  
 جو اشک کا قطرہ ہو مرا رشک گمر ہو  
 یہ کون بلا شب ہو نہیں جسکو سحر ہو  
 ہو آہ میں تاثیر نہ نالے میں اثر ہو  
 وہ تیرے سینہ ہو وہ شمشیر یہ سر ہو  
 ناصح تجھے کیا عشق کی باتوں سے خبر ہو  
 ہوتا ہو ترا ہجر ہمیں پیش سفر ہو

تو قسم فرشتہ ہو دیا جس بستر ہو  
 ہم لیتے ہیں سینے پہ ترے تیر مرہ کو  
 روتا ہوں میں یا دور و ندان میں تھکا  
 کانٹے نہیں کھتی ہو شب ہجر الہی  
 کیا فکر کروں وصل کی اس بت کے خدایا  
 کسو جہ سے ہو دیر مرے قتل میں قاتل  
 لہ کبین چپ ہونہ بک بک کے پھر اس  
 رخصت ہو اڑھک یہ شفا مصرع مقتول

آخر گھبرا کر اٹھی اس وقت پہونچی کہ یہاں لشکر میں انتشار ہو اس وقت سو فار نے  
 اگر پہاڑ سے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من لشکر غضنفر کو قتل کر رہا  
 ہو ہر چند کہ قاعدے سے آگاہ نہیں مگر خیال میں گذرا کہ افسر لشکر نہایت جرمی و بہادر  
 ہو ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑ رہا ہو کئی پہلو ان میرے سامنے مارے شاید  
 خلاف گذرے حریف کو ہٹا دوں یہ سوچ کر سحر کیا ہوا اسے سر و چلی کستان نے اپنے  
 ساتھ والوں سے کہایا رو تم لوگ غالب نہ آئے اور تا بہ لشکر طلسم کشا نہ جاسکے  
 بیچ میں افتاد پڑی اب نکل چلو کل تدبیر کرو نگاہ کے ککے طرف صحرا کے بھاگنا سو فار  
 نے سحر کو زور دیا یہ فراق بڑھ بڑھ کے روکتے ہیں چاہتے ہیں مجھے مقابلہ کرے  
 قصا کے کار شبرنگ بن عمرو کہ شب کو فکر میں پھرتا ہو و پہر رات گئے دیکھا کہ  
 سامنے تلوار چل رہی ہو آگے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر غضنفر سے و لشکر  
 کستان سے تلوار چل رہی ہو اگر آقا سے کہا کہ کافر زیادہ ہیں اور لشکر غضنفر کے لوگ



کم بین مگر ماشاء اللہ اس لطفت سے لڑے کہ آخر کستان نکلا کر بھاگا ہو نور الدہر نام غصنف  
 سکر نکلے نکلا کر سوار ہوے جلدی میں دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے راہ میں لشکر  
 کستان ملا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ با شید اے کافران پییا وایوتا بکاران پر و غانم  
 شیر بیشہ صاحبقران پہلو ان نامی و نام آور فرزند امیر خوش سیر یہ ککے جا پڑے  
 کستان گھبرا یا ہوا بھاگا جاتا تھا لشکر نور الدہر نے جو روکا اور زیادہ گھبرا یا آخر  
 لڑنے لگا نور الدہر نعرہ کرتے ہوئے مقابلہ کستان میں پہونچے کستان نے جو جال  
 جہان آرا دیکھا اور ہر کارے نے خبر دی کہ یہ شخص طلسم کشا ہو کستان جا پڑا ہاتھ  
 تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تیغ طلسمی کا مارا تلوار چک کر گری کستان  
 کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے گھبرا ئے فریاد کرنے لگے چادر ہلائی آخر سب کے  
 سب مسلمان ہوئے نور الدہر ان سب کو لیکر پلٹے اپنے لشکر میں آئے مصروف  
 عیش و نشاط ہوئے مگر غصنف نے آج بھی سو فار کو دیکھا کہ عین گرمی جنگ میں  
 آکر شریک ہوئی بہت خیال ہوا جب صحبت میں آئے تو ساتھ والوں سے  
 بیان کیا کہ دودن سے ایک شاہراوی برابر آتی ہو اور بھپرا حسان کرتی ہو کہ  
 عین گرمی جنگ میں پہونچتی ہو نہیں معلوم وہ کون ہو سب نے عرض کی ظاہر اہلکو  
 ثابت ہوتا ہو کہ عاشق جال بے مثال ہو اس خیال میں شب بھر رہے جب میلی  
 شب نے نقاب چہرے سے الٹی اور ستارہ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالم تاب  
 مشرق سے نکلا چرخ زبردی پر جلوہ فرما ہوا غصنف حید شکار کا کر کے اس  
 بادشاہ پر سوار ہوئے صرف عیار کو ساتھ لیا چند بھلیے و قراول بھی ہمراہ رکاب ہو  
 صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی کو شکار کرنے لگے اور سو فار جاو  
 باغ میں اپنے بیٹھی تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کنیزوں سے بھی بات  
 منین کرتی کبھی ٹھنڈھی سالن بھرتی ہو کتنی ہو صاحبو ہمارے آرام کا زمانہ گذر  
 گیا اب رنج و الم کا سامنا ہو رہا جا کر خبر تو لاؤ کہ اس جوان نے کوچ کیا یا نہیں  
 کنیزین براے خبر گئیں سو فار بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی ہو کہ خبر ملے تو جاؤں کہ



آسمان پر برق چکی قصاے کارشید اے ابلق سوار ایک تاجدار ہو کہ اکثر اُسے  
 سو فار کو پیغام بھیجا یہاں سے جواب صاف ملا کہ ہم ہرگز تجھے شادی نہ کریں گے  
 یہ سُکر اُسکو بڑا ملال ہوا مگر خیال تھا کہ کہیں پتا پا جاؤں تو اُسکو لے آؤں اسی فکر  
 میں رات و دن رہتا تھا اُسوقت اُسکی نگاہ پڑی کہ ملکہ سو فار یکہ و تنہا اپنے  
 باغ میں سیر کر رہی ہیں اور یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

قید تا چند کنی او ستم ایجاب و مرا آنکہ لگا ہے بہ غلط ہم نہ کند یا و مرا نامحاک تو سرخو و گیر کہ دل در کف تست حیف آن وعدہ فراموش نہ یاد م فرمود من و تو ہستم و بزم طرب از غیب تری چون نہ از سر و چین آہ جگر و وز کشم روے گل پیرہن خویش چکو نہ بینم مہربان شد بت مفرد و بحال نہ ارم بوسہ باد و بہ غیر آن بت شیرین حرکات میناید بہ چین نغمہ سرا فی آن گل ہر کجای بر و عشقش غم او مہر و ماست او شفا ہست غم یار بقول صائب	یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا گو کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا گاہ یک پرچہ کاغذ نہ فرستاد مرا ہست این وقت خدا و او چہ ارشاد مرا در چین قامت دلدار و بد یا و مرا بند و ردام نمود دست چو صبا و مرا کار بانالہ و فریاد چو اُفتاد مرا گشت از دشتہ حسرت ستم ایجا و مرا ہمچو بلبل بہ چین نالہ و فریاد مرا آہ یادش نہ رود از دل ناشاد مرا کہ کشاید بہ چین خاطر ناشاد مرا
---	--

یہ دیکھ کر شیداے ابلق سوار سمجھا کہ میرے فراق میں بیقرار ہو تخت اتار لیا  
 وہ معشوق پر یہ چہرہ کہ یاد میں غصہ تنفر کی رو رہی ہوا سکا آنا ناگوار ہوا مگر شیدا نے  
 بلا تکلف آکر ہاتھ تنہا م لیا کہا اوجان جہان و او آرام دل مشتاقان ہمکو مدت ہوئی  
 کہ تمھاری یاد میں رہتے ہیں جفاے ہجر سنتے ہیں آج تک وہ دیکھ کر دل بیقرار ہوا راتیں  
 ہجر کی تڑپ تڑپ کے کشتی ہیں رات کو سوتے سوتے گہرا کر اُسٹھا تمھاری یاد میں  
 سرگمرا تا تھا ملازمون نے آکر سمجھایا اب مجھ کو اپنی غلامی میں قبول کرو سو فار



تیر عشق غضنفر کا کھاسے ہوئے ہو بموجب مضمون اس بیت کے آنکھوں کے نیچے  
 صورت پھر رہی ہو بیت اکڑ کے بچوں کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہوں اس ادا کا  
 سبب سبب یا کھنچا کھنچا یا یہ چپ تو دیکھو غضب خدا کا + آنکھوں کے نیچے یہ تصور پھر رہی  
 تھی اس سیاہ رو کا سامنے آنا بہت شاق ہوا جھلا کر آواز دی کہ اوتا جا رہا  
 بہار اس وقت جاؤ ہم ایک سوچ میں کھڑے ہیں اور ایسا سوچ ہو کہ جس کا دفعہ  
 ہو نہیں سکتا شیدا نے کہا اوجان جہان و او آراہم دل مشتاقان آج تو میں بے  
 حصول مطلب نہ جاؤنگا پلٹ کر سو فار نے کہا اوشیدا کیوں شامتین آئی ہیں  
 ایسا نہ ہو کہ یہاں سے ذلیل ہو کر جاؤ شیدا نے کہا مجھ کو جان دینا منظور ہو مگر  
 یوں آج محروم نہ جاؤنگا یہ سر ہو کاٹ لو جفا اٹھاتے اٹھاتے دل تپھر کا ہو گیا  
 آخر تکرار ہونے لگی شیدا سمجھا کہ یہ سحر میں کم ہو میں اسکو اٹھا لیجاؤنگا باغ میں  
 لیجا کر وصل حاصل کرونگا شیدا نے ہاتھ بڑھایا سو فار نے آف جو کی شیدا کے  
 ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اب تو گھبرا یا بغلیں جھانکنے لگا جی میں کتنا ہو کہ یہ سحر میں کامل ہو میرے  
 ساتھ نہ جائیگی آخر سحر کرنے لگا جو سحر کیا سو فار نے اُسے بہ آسانی دفع کر دیا جب  
 سو فار نے دیکھا کہ یہ نہیں مانتا جھولی پر ہاتھ ڈال کے سینک کی کان اور سینک  
 کا تیر نکالا تاک کر سینہ چرکینہ پر تیر مارا شیدا نے ہر چند چاہا کہ بچوں مگر وہ تیر ولد نہ  
 کب رکتا ہو سینے پر آ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شیدا و ہم سے زمین پر گرا  
 شیدا کو مار کر رنجیدہ غصے میں قصر پر آ کے بیٹھی کہ صحرائے گرد آڑی دیکھا کہ غضنفر  
 بن اسد گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہو آگے آگے ہرن ہو پیچھے اُسکے غضنفر گردور سے  
 جو آیا ہو پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے باغ کے ایک نخل تھا وہاں پر آ کر ہرن چو کرٹی  
 بھولا غضنفر نے تیر مارا آہو جو بھنبھا کے گرا بس بے اختیار ملکہ پچار اٹھیں بیت  
 تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست بہر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست +  
 غضنفر نے سر اٹھا کے دیکھا کہ وہی مہ جبین دل آراہم بالا سے قصر سے تعریفین  
 کر رہی ہو اور دل کو مسوس رہی ہو کتنی ہو کیا تیر مارا کاش اس آہو کے مقام پر



ہوتی یہ تیر پچھڑتا مین نہال ہو جاتی غصنفر خود بقیار و بیتاب ہیں پکار کر کہا اے جان  
 جہان ہم بھی آئین سو فار نے اشارہ کیا خاتمہ بے تکلف ہو تشریف لائے سرفراز فرمائیے  
 غصنفر اسی جانب چلے در باغ پر آگے گھوڑے سے اترے گھوڑا اسی مقام پر چھوڑ دیا  
 آہو بھی وہیں پڑا ہا گھوڑے سے کہدیا کہ اے مرکب و فادار ہم معشوق سے ملاقات کر کے  
 آتے ہیں کہیں جانا نہیں مرکب نے سر ہلا دیا مراد یہ تھی کہ جو آپ نے ارشاد فرمایا وہ  
 مین نے قبول کیا غصنفر تو اندر آیا قضاے کار اہل فوج کستان سے مہمان مرموم در  
 دوسرا بھائی کستان کا مع دس بارہ ہزار جوانوں کے اپنے ملک کو جاتا تھا اتفاقاً اوس  
 سے گذر ہوا دیکھا کہ ایک آہو سرا پڑا ہوا اور ایک مرکب باورفتار دروازے پر باغ  
 کے کھڑا ہو لوگوں سے اشارہ کیا اس مرکب کو گرفتار کر لو دو تین سو جوان ر سنین و  
 زنجیرین لیکر چلے گھوڑے نے تیور بد لے ر سنین و زنجیرین پڑنے لگین مگر مرکب  
 وہ باورفتار ہو کہ زنجیروں اور رسنوں سے مثل ہوا کے نکلیا تا ہی جیسر جا پڑا کسیکا سر  
 چا لیا کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا کسیکو پشتک مار دی کسی کے دولتی ماری مہمان سو فار  
 قہر سے اترین وسط باغ مین آکر غصنفر کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چاہتی ہیں بارہ دری  
 مین لیکر جاؤں غصنفر بھی خوشی خوشی ہمراہ معشوق ہیں سراپا دیکھ رہے ہیں حقیقت  
 مین معشوقی سمن بر پچھڑ رشک قمر گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے سیر باغ کر رہے ہیں  
 اکثر بوسہ بھی لے لیتے ہیں سو فار ہنس کر خاموش ہو رہتی ہو خیال کرتی ہو کہ سیطرح  
 یہ جوان رنجیدہ نہ ہو بلکہ بوسے سے تسکین دل ہوتی ہو سر جھکا لیتی ہو منظوریہ ہو کہ  
 سیطرح بوسہ بازی ہو کہ شہرہ مرکب کی آواز کان مین آئی غصنفر نے ہاتھ چھڑا کر کہا  
 ہمارے مرکب کو کسی نے ستایا بلکہ ہان ہان کرتی رہیں مگر غصنفر جست و خیز کرتا ہوا  
 بیرون باغ آیا دیکھا مرکب کو کئی سو جوان گھیرے ہوئے ہیں ایک افسر دیو خصال  
 عفریت مثال لینا لینا کر رہا ہو غصنفر تلوار کھینچ کر جا پڑا گھوڑا بھی جنگ کرنے لگا بتو  
 غصنفر جیسر جا پڑتے ہیں اسکے دو ٹکڑے کرتے ہیں مہمان نے آواز دی کہ یارو یہ  
 وہی جوان ہو جسکی وجہ سے بھائی صاحب مار گئے شیخون آکر مارا تھا اب تو اکیلا ملا ہی



گھیر کر مار لو کل فوج نے بلوہ کیا جب عرصہ ہوا تو سو قار بہت گھبرائی و روانہ سے پر  
 باغ کے اپنے کو پہونچا یا دیکھا کہ بارہ ہزار آدمی غضنفر کو گھیرے ہوئے ہیں اور غضنفر  
 شیرازہ لڑ رہا ہے بلکہ کوتاہی دیکھ کر بیکراہ ہو گئی مونیونکا مالاکے سے اتار اسماعیل  
 پر ہتھکڑی پہنچ مارا مہمان پر زیادہ بھڑکیا مہمان جھوٹا انگلیں سرخ ہوئیں چہرہ نہ رو ہو گیا  
 بے اختیار پکار اٹھا نظر

دیکھیے کس دن نکلتی ہو مرے دل کی ہوس  
 اک جہان رکھتا ہو اس زہرہ شمال کی ہوس  
 اسیلے رہتی ہو بھگو کو سے قاتل کی ہوس  
 کیون نہ اے حداد ہو طوق و سلاسل کی ہوس  
 منعمون سے بیشتر نکلی ہو سائل کی ہوس  
 دے تم جاتے ہو اور نکلی نہیں و نکلی ہوس  
 گرد رہتی ہو مرے شمشیر قاتل کی ہوس  
 بھگو کیا ہو دوسرے استاد کامل کی ہوس

اے مجھے برسوں سے رشک ماہ کامل کی ہوس  
 چشم بدور اختر اقبال ہو چکا ہو ۱۰  
 قتل ہو جاؤں تو ہو دنیا کے بھگڑنے نجات  
 پھر بہار آئی مرے سر میں جنون کا جوش ہو  
 کیا عجب بوسہ اگر بھگو وہ دین حسب الطلب  
 کون دیکھا ساتھ اب غربت میں اے ہوش و حواس  
 عشق جسدِ مرے ہو تیغ ابرو و خمدار کا  
 فیض سے ہمت کے شاعر ہو گیا ہوں اے شفیق

مہمان غل مچاتا ہوا سامنے قصر کے آیا اور پکار کر آواز دی اور شہنشاہ خوبی و اوسرہ  
 باغ محبوبی جو حکم ہو وہ بجالائون ملکہ نے اشارہ کیا کہ فوج کو اپنی منع کر دو سب کو لیکر  
 چلا جا طرف صحرائے جانان ہم بھی آویں گے مہمان نے سب کو منع کیا کہ خبردار کچھ  
 چشم زخم نہ پہونچنے پائے اگر کوئی تلوار اس شہر یا ریائے گھوڑے پر پڑ گئی تو ملکہ کے  
 خلاف ہو گا سب نے ہاتھ روک لیے سمت کر پاس مہمان کے آئے گھوڑے پر سوار  
 ہو کر مہمان طرف صحرائے بھاگا ملکہ نے قصر سے اتر کر غضنفر کا ہاتھ تمام لیا وریاے  
 خون میں مناسے ہوئے تھے و وپٹے سے خون پونچھتی ہوئی لیکر باغ میں آئی لاکر  
 بارہ وری میں بٹھایا کما صاحب لباس تبدیل کر ڈالو غضنفر نے زہرہ اتار سی ملکہ نے  
 زہرہ کو پانی سے دھو کر پھیلا دیا خون لباس سے چھڑایا کنیزوں نے اشارہ کیا کہ اسباب  
 عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کردین



غضنفر سے کہا نوش کرو غضنفر نے اٹھا رکھا ملک نے سبب پوچھا غضنفر نے کہا اگر مجھے  
 محبت ہو تو دین اسلام یہ دل قبول کرو ملک مع کئیرون کے مطیع اسلام ہوئی اب تو جام  
 چلنے لگا صد اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ہیں  
 کینزین مصروف خدمت گزار می ہیں قصاے کار شیدا کا بھائی ناپید اکناں اپنے باغ  
 میں بیٹھا تھا کہ کان میں آواز آئی کشتی مرانام من شیدا اے ابلق سوار بود آواز  
 سنتے ہی گمرا گیا طریقے سے معلوم ہوا کہ فلان باغ میں سو فارتیر اندازہ نے مارا  
 غصے میں یہ کہہ اٹھا کہ جھوٹے پکڑ کے گھسیٹ لاؤ لگا زبان سے بکتا ہوا راستہ لکھا ہوا  
 چلا تھوڑی دور آکر پوچھا کہ باغ سو فارتیر کہاں ہے لوگوں نے پتہ دیا رو رو کر تا  
 ہوا اس وقت باغ میں آکر پہونچا کہ عاشق و معشوق شگفتہ بیٹھے ہیں جام چل رہا ہے  
 اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں ناپید اکناں فوراً بارہ دوری کے اندر آیا آکر ملکا کہ  
 اس سو فارتیر مسلمان کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہو یہ لوگ وہ ہیں کہ قدرت انکے نام کے  
 دشمن ہیں اور تو نے شیدا کو کیوں مارا اسی میں بہتر ہو کہ اٹھ کر میرے ساتھ چلی آ  
 ورنہ ابھی خاک سیاہ کرو ونگا غضنفر تلوار ٹیک کر اٹھے ناپید اکناں نے کہا او جوان  
 تو کیا سمجھتا تھا ہو ایک اشارے میں دیوانہ ہو جائیگا تنگے چننا پھر یگا غضنفر نے کہا  
 ابھی تم بھلو رہی ملک عدم کرو ونگا سو فارتیر نے پکار کر کہا کہ او ناپید اکناں اپنی جان  
 بچاؤ انپر سحر تاثیر نہیں کرتا ناپید اکناں نے آگ بر سائی غضنفر نے انگشت کو گردش کیا  
 نگینہ جو چمکا شعاع ہاے آتش پانی ہو گئے پھر آنے تلوارین بر سائیں خنجر گرائے مگر  
 کسی شو سے تاثیر نہ ہوئی جھولی میں ہاتھ ڈال کے تیر و کان نکالا تاک کر تیرار اقرب  
 سینہ غضنفر آکر تیر کشکر گرا اب تو ناچار ہوا تلوار کھینچی سحر کرتا ہوا بڑھا سو فارتیر دعائیں  
 مانگ رہی ہو کہ او خالق بے نیاز و اور رب کار ساز اس ظالم کے ہاتھ سے اس شہر  
 غضنفر نادر کو بچالے نظم

بہ بخشد بندگان را رزق معلوم  
 بہر ملک و بہر ارض و بہر بوم

کند تقسیم قاسم جملہ مقسوم  
 حکومت میکند آن کار فرما



نہ فاسق ماند مایوس از عنایت بہر کمزوری بخشند از ور خدا حاجت روا و خلق محتاج از ان نقاش شد ہر نقش پیدا	نہ فاجر ماند از الطاف محروم نہ ہر ظالم ستاند و او مظلوم خدا فرمانروا و خلق محکوم نہ کلکش ہر رقم گردید مرقوم
--	--

ناپید اکنا رتلوار کھینچے ہوئے قریب غصنفہ کے پہونچا اور برس پڑا غصنفہ نے روکتے روکتے ایک ہاتھ تلوار کا مارا نا پید اکنا ر نے سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی نا پید اکنا ر کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا نا پید اکنا ر کا کہ ہنگامہ ہوا بہت سے طائر آسمان پر لہراے چھتے تھے غل مچاتے تھے ایک طائر کلان غل مچا کر گرا اور سو فوار کو اٹھا لیگیا غصنفہ نے تیر مارا تیر جلکر گرا طائروں نے آواز دی مثل انسان کے گویا ہوئے کہ اوجوان کف افسوس ملا کر اب سو فوار سے ملاقات نہ ہوگی غصنفہ نے ارزا روڑے لگا کلاہ سر سے اتار کر زمین پر دے ماری اور برہنہ سر ہو کر پکار اٹھا افسوس مہین معلوم اس جان جہان پر کیا گزری کون اسکو لیگیا مجھے داغ دے گیا اور سو فوار تیری فرقت نے بڑا قلق دیا طہم

دوش ولد ار سے بل کھا کے جو کا کل نکلے خط و کا کل کا نظارہ جو کرے تیرے حکیم داغ پر داغ جو ان لالہ رخون کا پایا وصل کی بات اگر آپ ہی کدے ساتی آہ کا آگے علم شکر نسیم پیچھے تھا ملتی وصل کا ہو نگا میں شفا تجھے آج	شاخ صندل سے عجب کیا ہو جو نبل نکلے پھر نہ یہ مسئلہ دور تسلسل نکلے ہم چراغ دل سو زندہ کو کر گل نکلے دہن شیشہ مو سے نہ یہ قتل نکلے ہم سو دشت بہ این شان و نخل نکلے منہ سے ای جان نہ کوئی لفظ تامل نکلے
--	---

غصنفہ رو رہے ہیں کہ ہمارے دوندہ آکر پہونچا دیکھا کہ آقا خاک اڑا رہے ہیں انے آکر پوچھا کہ او شہر یار خیر تو ہو یہ کیا معرکہ گذرا غصنفہ نے سب حال بیان کیا ہمارے کما حضور لشکر میں چلین غلام چلکر تلاش کرتا ہو اگر خدا نے چاہا تو تلاش کر کے لاؤنگا حضور تک انکو پہونچاؤنگا غصنفہ ناچار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے طرف



لشکر کے چلے گئے ہمارے دوندہ صحرا بھر اوشٹ بدشت پھر ہمارے ہر مقام پر پتہ لگاتا ہو مگر  
 پتہ نہیں ملتا ایک دن جو اسکو خیال آیا ایک نخل کے نیچے بیٹھا بیقرار ہو کر عرض کرتا تھا  
 کہ اے جناب قبلہ و کعبہ آپ نظر کر وہ ہفت پیغمبران ہیں اور سردار عیاران ہیں مجھکو  
 نشان سو فار بتائیے آقا بیقرار ہونگے روتے روتے ہمارے آنکھ بند ہوئی عالم خواب  
 میں دیکھا کہ خواجہ عمر و سائے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے فرزند کبھی ہمارے ساتھ  
 بھی نہیں بیٹھا کرتے ایسے فرزند دن سے کیا فائدہ لیکن آگے بڑھ کر صحرا سے رنگ آمیز  
 ملیگا اُسکے بائیں پر جاؤ مطلب حاصل ہو گا مگر سمجھ کے عیار میں کرنا نا پید اکنار ایسا  
 ساحر تھا کہ ظاہر میں مرا باطن میں یہ شعبہ ہوا اُسکا مارنا نہایت دشوار ہو اگر ہو سکے  
 تو پہلے میں پوچھنا کہ آپ کی جوت کا ہے میں ہو آسکی فکر کرنا چاہتا تھا ہمارا اور کچھ پوچھے  
 کہ آنکھ کھلگئی ایک شخص راہ گیر جاتا تھا اُس سے ہمارے پوچھا کہ صحرا سے رنگ آمیز  
 کس مقام پر ہو اُس نے کہا سائے جائے مگر اُس جنگل میں طاہر بہت ہیں ہمارے اُس سے  
 پوچھ کر اُسی جانب چلا بعد تھوڑی دیر کے ایک صحرا میں پہونچا دیکھا صحرا سے سبزہ را  
 نواح و لکشا ہر ہر نخل پر ہزار ہا طاہر بیٹھے ہوئے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے  
 ہیں ہمارے دیکھتا بھاتا اُس صحرا سے گذرا بائیں جانب پر دیکھا کہ ایک قصر بنا ہوا ہو  
 دروازے پر چند نگہبان ہیں بالائے قصر ایک ساحر تاجدار سرنگون بیٹھا ہوا ہو  
 زیر قصر ہزار دہزار عورتیں اور ہزار دہزار مرد ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہو  
 کہ ماہ و مہر کسوت و خسوف میں ہیں اور ایک قفس سامنے لٹکا ہوا سمیں ایک سمیں  
 زبان میں سوزن گرفتار دام رنج و محن سرنگون بیٹھی ہو وہ ساحر بہ قناب خطاب  
 کر رہا ہو کیون اے سو فار اپنے عاشق کو سرفراز نہ کرو گی ہمارا حال بہت ابتر ہو  
 سو فار کچھ جواب نہیں دیتی یا دغضت فرمیں سر جھٹکاے بیٹھی ہو آنکھوں سے آنسو دکھا  
 تار بندھا ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ مشاطہ تقدیر نے موتیوں کا صہرا چھڑا نور پر  
 راستہ کیا ہو ہمارے دوندہ اس فکر میں ہوا کہ بموجب ارشاد آقا کے نامہ اس سب  
 نشان ٹھیک ہیں اپنے کو کیونکر پہونچاؤں کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا



لگایا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر ایک نگہبان پر نگاہ ڈالی اس نگہبان نے جو اودھر دیکھا ایک عورت جو ان اشارے کر رہی ہو کلیجہ تنہا لیا اور ساتھ والوں سے اپنے کچھ جیل کر کے طرف نخل کے چلا نخل کے قریب آ کے پوچھا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہو ہمارے دوندہ نے کہا صاحب بیٹھ جاؤ میں کیا مصیبت کا حال بیان کروں اصل میں میرا یہ حال ہو طلسم

آئینہ چھوڑ سکندری گیا اور جام کو جم  
وام میں لائے دیدے کے دو دوام کو دم  
جام میں دیکھتا گرموت کے انجام کو جم  
رہنے دیتے ہی نہیں شعر میں ایہام کو جم  
نا خدا چاہیے یہ زور قیام کو جم  
جو کہ اچھے ہیں وہ کرتے ہیں برکام کو جم  
حاتم اس عصر کا کہتے ہیں براہام کو جم  
نہ تو اتقا کو سمجھتے ہیں نہ الہام کو جم  
کر گئے پھاڑ کے سب جاہل کو جم  
طو کرے وان نہ رہا وج لبہام کو جم  
شور رو باہ سے ہوتا نہیں ضرغام کو جم

رابط اسباب سے دو بیان دل ناکام کو جم  
وام تزویر میں آنیکا نہیں بین ہرگز  
حکم ضحاک سے مقتول نہ ہونا گا ہے  
صاف لکھ دیتے ہیں اوصاف وہاں پہاں  
یہ عجب کشتی ہوں رات ہو جے آب روان  
کرنہ تو اویں تم ایجا و بہت دل شکنی  
نخل فی الحال امیرون میں ہوتا روئے سوا  
بات اس بات کے ہو معدوم دہن کی بجزا  
حاجیو نکو بھی کیا شوق بتان نے وحشی  
زیر دیوار صنم زیر ہونا کی فضول  
جھکو کیا خوف ہو غوغاے ریشہ شفا

میرے شوہر سے مجھے لڑائی ہوئی آج تیسرا دن ہو کہ اب وہ اندھن نہیں ہوا  
اور میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی عصمت بچاؤں اور زندگی بسر کروں جس مرد سے  
بات کرتی ہوں وہ آبرو کا خواہاں ہوتا ہو مگر تمکو دیکھا کہ خداوند بقراط کے بندے  
ہو شاید تمکو رحم آئے یہ کہکے اس طرح روئی کہ وہ نگہبان بھی بیقرار ہو گیا کہا صاحب  
نہ رو مجھے کہو میں خدمت گزار سی کو موجود ہوں کسی خدمت میں عذر نہ کروں گا میرا  
گھر میں میری زوجہ ضعیف ہو تمکو بیٹی بنا کر رکھیگی میں جو کچھ کا کے لاؤں گا تمہارے ہی  
ہاتھ میں دوں گا یہ سنتے ہی وہ عورت بلائیں لینے لگی اور کہنے لگی میں تمہارے ہی



گھر میں رہونگی دو ایک مرتبہ بلائیں لیکر بیوشی منحہ پر بلد میں نگہبان بیوش ہو اٹانگ  
 پکڑ کے گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور کپڑے اسکے اُتار کر آپ پہنے اور ان  
 نگہبانوں میں آملہ تنقوڑی دیر میں آواز آئی ارے تمہارے خد متنگار یہاں حاضر ہو  
 ساتھ والوں نے کہا جاؤ تمکو آقا پکار رہے ہیں ہمارے شکل مذکور بالائے بام آیا  
 سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہوا قدموں سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ بچکیاں لگ  
 گئیں ناپید اکنار نے کہا کیوں اور خد متنگار غیر تو ہو کہا اے شہنشاہ مجھکو بڑا قلق ہو  
 آپ اس عورت پر عاشق ہیں اور مسلمانوں کے عیار بلائے روزگار میں کہیں  
 ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ تک پہنچے اور آپ پر عیاری کرے تو ہم کدھر کے ہونگے  
 مارے مارے پھر نیگے ساحرون کے ملک شتے جاتے ہیں مسلمانوں کی غلامی  
 بڑھتی جاتی ہو ناپید اکنار نے یہ سنکر خد متنگار کو گلے لگا لیا کہا اے خیر خواہ میں سمجھا کہ  
 تمھو مجھے زیادہ محبت ہو میرے باپ کے وقت میں بھی تو نوکر رہا مجھکو گودیوں  
 میں کھلایا لیکن کوئی عیار مجھکو قتل نہیں کر سکتا یہ جو صحرائے رنگ آبیرا ہر نخل پر  
 ہزار ہا طائر رہتے ہیں ایک طائر بشکل عقاب شام کو آکر زمرہ سرانی کرتا ہو اسی نخل  
 پر اُسکا آشیانہ ہو جو عیار آکر مجھ پر عیاری کرے پہلے طائر کو گرفتار کر کے مارے تب  
 میری موت ہو خد متنگار خوب ہنسنا بلائیں لینے لگا کہتا تھا اب میرے دکنو کیوں  
 ہوئی کہ میرے آقا کو کوئی مار نہیں سکتا مگر کیوں حضور جو کوئی طائر کو پکڑے اور  
 وہیں مار ڈالے ناپید اکنار نے کہا طائر کا شکم چاک کر ڈالے دل و گردہ نکالے  
 اپنے پاس رکھے تب مجھکو قتل کر سکتا ہو یہ سنکر خد متنگار بہت خوش ہوا کام کاج  
 کرنے لگا جب دیکھا کہ دن قلیل باقی ہو تو قصر سے اُترا صحرائے رنگ آبیر میں  
 آیا چار طرف پھرنے لگا کہ سب طائر بھاگ بھاگ کر اپنے اپنے آشیانوں میں  
 چھپنے لگے کہ آسمان پر فراٹا ہوا دیکھا ایک طائر بہ شکل عقاب سبز رنگ ایک نخل  
 پر آکر بیٹھا زمرہ سرانی کرنے لگا جس سے صاف یہ آواز آتی معلوم ہوتی تھی نظم

درد و فرقت کو سہا کرتے ہیں

خون دل اپنا پیا کرتے ہیں



اپنی لیلی کے تجسس میں سدا  
عطر ملنے کے بہانے ہم تو  
شمع و سیکڑوں اب گروتے  
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم  
بہ خدا کام بتوں کا ہو یہی  
یاد میں لارہ خون کی اکثر  
کہیں آجائے وہ گل ہکو نظر  
یاد جب آتا ہو وہ شعلہ خو  
یارت تک اپنی رسائی ہو محال  
ہاتھ سے کھو کے اب اس گل کو شفا

قیس بن زبکے پھر کرتے ہیں  
کھت افسوس ملا کرتے ہیں  
مثل پروانہ پھر کرتے ہیں  
اپنے ہم منہ پہ ملا کرتے ہیں  
فتنہ ہر روز بپا کرتے ہیں  
زخم دل داغ بنا کرتے ہیں  
اس تمنا میں پھر کرتے ہیں  
ہم دم سرد پھر کرتے ہیں  
آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہیں  
رات دن ہاتھ ملا کرتے ہیں

نمزمہ سرائی کر کے اور یہ اشعار گما کے وہ طائر آشیا نے مین گیا سرنکا لکر بیٹھا  
ہما نے اپنے کو بیخ نخل میں چھپایا اور روانہ سامنے ڈال دیا اور کندین لگا دین  
طائر نے جو روانہ پڑے دیکھا آشیا نے سے نکل آیا داس نے پر گرا ہما نے کندین چھپی  
وہ طائر پھنسا ہما نے جھپٹ کر خنجر کمر سے نکالا اور طائر کو توجہ کرنے لگا سب طائر  
آشیا نون سے نکل آئے غلغلہ کرنے لگے ناپید اکنار اپنے قصر سے آواز میں  
طائروں کی سن رہا ہو کہ ہما نے مار کر اس طائر کو گروے نکال کر اپنے پاس  
رکھے لیکن طائر جو تڑپا خون کی چھینٹیں بدن پر پڑیں مگر طرف قصر کے بھاگا سانسے  
ناپید اکنار کے آیا کہا او شہنشاہ آج میں نے نیا معرکہ دیکھا میں جو صحرا  
رنگ آمیز میں گیا اور وہ طائر آیا سب طائر آشیا نون سے نکلے اسکے گرد  
پھرتے تھے اور غل مچاتے تھے نہیں معلوم یہ کیا باعث آخر میں وہ طائر  
آشیا نے میں جا چھپا ناپید اکنار نے کہا کوئی عیار اس صحرا میں آیا ہو گا مگر  
میں ہوشیار ہوں آواز میں طائروں کی شکر ہو شیار ہوا تنہا مگر اب تیرے کئے  
سے تر و دفع ہوا خد متکار نے جھپٹ کر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کہا آج تو



آپ نے شراب بہت کم پی ہو چہرہ اُداس ہو رہا ہو میں نے آپ کو گودیوں میں  
 پالا ہر آپ کی اُداسی مجھے نہیں دیکھی جاتی ناپید اکٹار نے جام ہاتھ سے لے لیا  
 خدمتگار نے گنگنا کر کچھ اشعار بھی گائے ناپید اکٹار خوش ہو کر پی گیا قفس سے  
 ملکہ سو فار دیکھ رہی ہیں کہ خدمتگار نے خنجر کھینچا قریب قفس آ کر کہا ای ملکہ عالم میں  
 عیار ہوں غصہ منہ میں اسد کا اس بچیا کو قتل کرتا ہوں آپ قفس توڑ کر نکل جائیے گا  
 میں زبان سے سوزن نکال لوں ملکہ نے اشارہ کیا ہمارے زبان سے سو فار کی  
 سوزن نکالی مگر سو فار نے کہا ای ہمارا اسکو قتل کر دین تڑپ کر نکلتی ہوں سوزن  
 نکلتے ہی ملکہ کے ہاتھ پاؤں میں طاقت آگئی ہمارے وہ گروے طاؤر کے نکالے  
 شکم پر اُسکے رکھے اور خنجر تڑپ کر مارا جیسے ہی دو ٹکڑے ہوئے قصر تھرا یا ہمارا  
 نے پکار کر آواز دی ای سو فار دیکھو قصر گرا چاہتا ہو سو فار نے نکلتے ہی عرض  
 کیا کہ جنبش قصر کی موقوف ہوئی ادھر تو سو فار قصر سے نکل کر اڑتی ہوئی چلی  
 ادھر ہمارے دوندہ بھی پہنڈ کر جست و خیز کرتا ہوا چلا کہ دیکھا صحرائے رنگ آمیز  
 سے ہزار ہا طاؤر سر پٹتے ہوئے منقارین کھو لکر چیختے ہوئے آئے جیسے ہی قریب  
 قبر کے پہنچے کہ قصر نے قصور نہ کیا طاؤر اندر قصر کے جا چکے تھے کہ بیکار  
 قصر اڑاڑا کر گرا اور سب طاؤروں نے دب کر اپنی جان دی اب آواز آئی  
 کہ کشتی مرا نام من ناپید اکٹار جاو و بود سو فار نے کہا ای ہمارا اب اُسکا خاتمہ  
 ہوا اگر ماشاء اللہ تھنے بڑا کار نمایان کیا ایسے مقام پر پہنچنا تمہارا ہی کام  
 تھا یہ دونوں خوشیاں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور چند طاؤر جو پیچھے رہ گئے تھے  
 وہ پکارتے ہوئے آتے ہیں کہ ای ہمارا سو فار تھنے غصب کیا کہ ہمارے مالک  
 کو مارا ہم جا کر قدرت سے فریاد کرتے ہیں افسوس یہ ہو کہ ہمارے ساتھ  
 والوں نے جا کر ہمراہ مالک کے جان دی ہم چند شخص زندہ رہے طاؤران  
 صحرائین بدنام ہونگے طاؤر کہیں گے کہ یہ نمک حرام ہیں جس مالک کے ساتھ  
 رہے وہ قتل ہوا اور یہ زندہ واپس آئے سو فار نے جو دیکھا کہ طاؤر ہمارا



پیچھا نہیں چھوڑتے چنڈا ش کے وانے نکالے کچھ اسم سحر پڑھ کر طائرون پر بھیج مارا جس طائرون پر روانہ پڑا وہ جل کر خاک ہوا تھوڑے ہی عرصے میں جب سب طائرون جل کر خاک ہوئے تب آوازیں آنا موقوف ہوئیں سو فار نے کہا اے ہمارے طائرون مارو دے سحر بھولی اب جو یاد کرتی ہوں تو وہ سحر فراموش ہیں اسبوجہ سے میں تامل کرتی تھی غرض یہ دونوں لشکر غضنفر میں آئے غضنفر بن اسد اپنے عیار کے لیے پریشان بیٹھے تھے ہمارے جو دیکھا خوش ہو گئے پوچھا اے عیار وفادار تم نے کیا کیا ہمارے خوش ہو کر کہا آپ کے اقبال سے ناپید اکنار کو کنار دریا سے عدم کے پہونچایا ملک بھی آتی ہیں غضنفر خوش ہو کر باہر نکل آئے دیکھا سامنے سے سو فار تیر انداز چلتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا اے جان جہان وادی آرام دل مشتاقان تمہارے واسطے دل بیچین تھا مگر ہمارے جا کر خوب کام کیا سو فار نے کہا اے شہریار اگر تمام عالم چاہتا کہ ہم اُسکو قتل کریں تو وہ ہرگز قتل نہ ہو سکتا لیکن ہمارے یہ کمال کیا کہ اسی سے اُسکی موت کا حال پوچھا طائرون کو گرفتار کیا اُسکو مار کر ہمارے کیا اگر جلدی نہ کرتی تو قصر میں دب جاتی ہمارے یہ کمال کیا کہ قصر سے پھاند پڑا کئی ہزار طائرون قہر دے چنڈ طائرون نے پیچھا کیا تھا انکو میں نے راہ میں مارا لیکن یہ نقصان ہوا کہ جتنے طائرون نے مارے اتنے ہی سحر محکو فراموش ہو گئے اب میں انکو مشقت کر کے اپنے قبضے میں کرونگی غرض یہ کہ سو فار بھی غضنفر کے ہمراہ ہوئیں غضنفر کا وہی طریقہ ہی اگر کاروان پایا لوٹ لیا کوئی قریہ ملا اسپر قبضہ کیا اب حال نور الدین ہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ تو لشکر ظفر اثر لیکر چلے ہیں یہاں یہ ہوا کہ چنڈ طائرون جو باقی رہے تھے وہ پر وں سے سر پٹتے ہوئے قصرِ مہشت پہل میں پہونچے بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ طائرون آکر پہونچے طائرون نے اپنے اپنے سر پٹے اور عرض کی یا خداوند ناپید اکنار قتل ہوا یہ خبر وحشت اثر سنگر بقراط بہت گھبرایا اور پکار کر کہا یارو میں تم سب کا زور دیکھ چکا اب میں خود



کوشش کرتا ہوں یہ کہکے آواز میں اسی معمار قصر ساز جلد حاضر ہو دیکھا تو پہلو سے  
 قصر سے ایک ساحر و صوفی باندھے ہوئے ہاتھوں میں مٹی بھری ہوئی ایک  
 ہاتھ میں بسولی دوسرے ہاتھ میں اینٹ کا ٹکڑا لیے ہوئے سامنے بقراط کے  
 آیا سب ساحر حیران ہیں کہ خداوند کو کیا منظور ہے معمار کو ساتھ لیکر بقراط غائب  
 ہوا بڑے عرصے کے بعد آیا معمار ساتھ تھا مگر قصا سے کار شاہراہ نور الدہر  
 بن بدیع الزمان و وزیرین طوکر کے ایک صحرا میں آکر اترے اس صحرا میں ہزار ہا  
 طاؤر و ہزار ہا نخل بے شمار ہوئے ایک جوش مار رہا ہو نور الدہر کا لشکر طفراتروں  
 لاکھ ساحر و غیر ساحر جا بجا اترے نور الدہر بارگاہ میں آکر بیٹھے جادوگر نیاں  
 آفتاب جمال خورشید مثال پہلوون میں آکر بیٹھیں نظارہ جمال جہان آرا سے  
 نور الدہر کہہ رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ پروردگار آپ کو منظور و منصور  
 کرے اب مقدمات سخت درپیش ہیں یقین ہو کہ بقراط ثانی بڑی بڑی کوشش  
 کرے گا اور آپ کو تباہ و برباد کرے دیکھا بلائے روزگار ہی ساحر بہت  
 زبردست علم نیزنگ و شعبدے میں وحید عصر ہو جب تو اسے سلطنت کو خدائی  
 بنایا نجم اختر شناس عرض کر رہا ہو کہ سب کچھ ہو مگر انجام اس کا قتل ہو حقیقت میں  
 جو فتور اُسے کیے وہی اُسکو پیش آیا آپ نے ایسا دباؤ ڈالا کہ طلسم ظاہر سے  
 بھاگ کر طلسم باطن میں آیا یہاں بھی عیش کر رہا ہو اُسے باعث اپنے عیش کباب  
 رکھا ہو کہ ہر وقت نازنینان مہجین جمع رہتی ہیں ناچ ہوا کرتا ہو ایسا مصروف  
 ہو کہ کوئی وقت عیش سے خالی نہیں علم موسیقی کے کامل جمع ہیں وہی گایا کرتے  
 ہیں ارسطو سے ثانی نے عرض کی انشاء اللہ تعالیٰ سارا عیش و آرام بھولے گا  
 یہاں سے بھاگ کر کہاں جائیگا یقین ہو کہ مقابلہ کرے مگر یہ اُسپر خوب ظاہر ہو  
 کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا خدا نے یہ ایسا فخر آپ کو عطا کیا کہ کل اہل طلسم  
 آپ کے نام سے ڈرتے ہیں حقیقت میں وہ وہ ساحر آپ کے ہاتھ سے مار گئے  
 کہ جہکا قتل ہونا بہت دشوار تھا گو ہلکو گمان تھا کہ جب تمام عالم کے ساحر جمع ہونگے



تب بقراط پر زوال آئیگا مگر اب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس مقام پر حضور سے مقابلہ پڑ جا  
 بیشک مارا جائے کس کس مقام پر عجائب و غرائب دکھائیگا آخر کو عاجز آئیگا ضرور  
 آپ سے مقابلہ کریگا نور الدہر فرماتے ہیں بعد عنایت پروردگار تم لوگوں کا بڑا  
 خیال ہے سکندر ثانی کہ بلا سے روزگار ہو جو وقت مقابلہ پڑیگا بقراط ضرور عاجز  
 ہو جائیگا شب بھر یہی باتیں رہیں سرور ان تہمتن آمادہ ہیں سب کہ رہے ہیں  
 کہ دریا سے قلعہ سے منہ پھیرے طرف قصر ہشت پہل کے چلیے اگر اسکو مار لیا  
 تو تمام طلسم یون ہی پڑا رہ جائیگا نور الدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہے کہ مرحلہ جات  
 نہ ٹوٹیں اور بقراط مارا جائے نجم اختر شناس نے شبیرنگ کو اشارہ کیا کہ  
 اس وقت رنگ محفل اور طور پر ہے کچھ بیچکر گاؤ کہ رنگ مجھے شبیرنگ بن عمر و ج  
 محفل میں آ بیٹھا ساز مرصعی نکال لایا لہذا بجان بجانے لگا اور یہ چند اشعار قمر کے  
 گانا شروع کیے

مین پاؤں بے سرو پا کس طرح وہان کی خبر	پیمبروں کو نہ احوال ملی جہان کی خبر
وہ ولین رہتے ہیں پروردگار سے کام نہیں	یہ کیا غضب ہو مکین کو نہیں مکان کی خبر
لحد میں روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علی کیجیے	ضرور لیجیے اس اپنے مدح خواہ کی خبر

اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ اہل محفل تعریفیں کرنے لگے دو پہر است  
 گئے نور الدہر نے جا کر آرام کیا جب غنبد نہ آئی تو گھبرا کر بارگاہ سے نکلے  
 سرور ان نے جو خبر سنی کہ طلسم کشا برآمد ہوئے ہیں اپنے اپنے خیموں سے  
 نکل آئے ہر ایک نے عرض کی کہ او شہریار مزاج اقدس کیسا ہے نور الدہر نے  
 کہا کچھ ایسی طبیعت گھبرائی کہ غنبد نہ آئی تو میں گھبرا کر باہر نکل آیا کہ ایک طرف سے  
 آواز آئی کہ او ساکنان لشکر طلسم کشا ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوئی آفت  
 آئے نور الدہر نے جو پٹ کے دیکھا اسی صحرا میں ایک قصر بنا پایا کہ نہایت  
 بلند و مرتفع ہے مگر قصر میں ساٹا ہو کوئی انسان حیوان معلوم نہیں ہوتا نور الدہر نے



جو قصر کو دیکھا فرمایا کہ میں اس قصر میں جاؤنگا دیکھوں کہ اس قصر میں کیا ہو۔ نجم نے عرض کی حضور نہ جائیں غلام جا کر خبر لاتا ہوں سب نے عرض کی حضور رون کو یہ قصر نہ تھا اس وقت ظاہر ہوا ہو نجم نے نور الدہر کو روکا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلا جب قریب قصر کے پہونچا کھان لگا کر آواز سننے لگا جب کوئی آواز کان میں نہ آئی تو اندرون قصر داخل ہوا دیکھا قصر میں سناٹا ہو کچھ تصویریں جا بجا رکھی ہیں محفل تصویر ان ہو نجم یہ حال دیکھ کر پٹا آکر نور الدہر سے بیان کیا کہ اس شہر یا اس قصر میں چند تصویریں ہیں کچھ نازنینان مہجین کی کچھ ساحران مکار و غدار کی انکو دیکھ کر غلام چلا آیا لہذا حضور بھی تشریف لیچلین اسطو نے کہا ہو نجم ابھی تو تم منع کرتے تھے اب خود کہتے ہو۔ ہم بھی ساتھ چلین گے تمام شاہرا دیان بھی کئے لگین کہ اس قصر میں چلنا ضرور ہو سب سے پہلے شعلہ جوالہ پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی اور قصر میں جا کر داخل ہو گئی دیکھا کہ چند تصویریں نازنینان مہجین کی ایک گوشے میں رکھی ہیں مگر خاموش شعلہ جوالہ کو دیکھ کر ایک تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ اس شعلہ جوالہ آؤ بیٹھو قدرت نے حکم دیا ہو کہ جو آؤے اُسکو جگہ دو شعلہ جوالہ نے کہا میں تو خبر لینے آئی تھی اب پلٹی جاتی ہوں دوسری تصویر نے کہا یہ مقام سیرگاہ خداوند بقراط ثانی ہو اگر یہاں رہو گی تو بڑے لطف اٹھاؤ گی تیسری تصویر نے آواز دی کہ اس شعلہ جوالہ اصل کیفیت یہ ہے

دیکھا ترے سوال کا مرغ سحر جواب  
موسیقی کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب  
اسی شام بھر سوچ کوئی مختصر جواب  
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب  
دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب  
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

طالب کو وصل میں یہ ملے رات بھر جواب  
طالب ہوئے تھے دید کے غش کھا کے گر پڑے  
کرتی ہو ہمسری یہ سر زلفت یا ر سے  
طول شب فراق جو میں نے بیان کیا  
مبخر نایون پہ جو آئے مرا سچ  
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے

یہ اشعار جو اس تصویر نے گائے شعلہ جوالہ قریب اُسکے پہونچی کہا اے ابوا میں تو



اسی واسطے آئی ہوں کہ اس قصر میں رہوں اس تصویر نے ہاتھ بڑھایا زبان  
 میں شعلہ جوالہ کی سوزن دی جب زبان میں شعلہ جوالہ کی سوزن دیکھی تو حیران  
 حیران دیکھنے لگی چوتھی تصویر نے اٹھ کر ایک قفس اٹھایا اس میں شعلہ جوالہ  
 کو بند کیا جب شعلہ جوالہ بند ہو چکی تو یہاں مربع نشین گھبرائی نور الدہر سے کہا  
 اے شہریار دیکھیے شعلہ جوالہ جا کر بیٹھ رہیں میں اب تک کئی پھیرے کرتی اور خبر  
 لاتی ایسا نہ تھا کہ اتنا عرصہ لگاتی نجم نے کہا اے مربع نشین جلد جاؤ خبر لیکر آؤ  
 مربع نشین بھی مثل شعلہ جوالہ روانہ ہوئی قصر میں پہنچی دیکھا قفس شعلہ جوالہ  
 لٹکا ہوا ہے تصویر نے پکار کر آواز دی بی مربع نشین آؤ جس طرح شعلہ جوالہ  
 کو بلا کر قفس میں بند کیا اسی طرح تصویر دن نے مربع نشین کو بھی بلایا زبان  
 میں سوزن دیکر قفس میں بند کیا ہمارے مرصع پوش نے کہا اے شہریار اتنا عرصہ  
 ہوا کہ مربع نشین نہیں آئی اب کنیز جا کر خبر لاوے کہ دونوں پر کیا گزری  
 پھر آکر آپ سے حال مفصل بیان کرے نور الدہر نے کہا اے ہمارے مرصع پوش  
 میں ضرور جاؤنگا اور یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مجھ پر سحر تاثیر نہیں کرتا میں لوح محفوظ کو  
 اتارے ڈالتا ہوں شہر نگ کے پاس لوح رہیگی یہ کہکے لوح محفوظ گلے سے  
 اتاری ہر چند شہر نگ نے کہا کہ حضور یہ کیا غیب کرتے ہیں بڑی خرابی ہوگی  
 یہ تو ظاہر ہو کہ مقام سحر ہی نور الدہر نے جھڑکا اور کہا کہ یہ لوح تم ہیے رہو مگر  
 خبردار کسی بات میں دخل نہ دو اب تم بہت گستاخ ہو گئے ہو یہ گستاخی تم کو خراب  
 کرے گی وہ کام کرو کہ مجھے آزر دے گی نہ ہو ہم خود چاہتے ہیں کہ جب ہم قصر میں جائیں  
 تو ساحر کا سحر ہم پر تاثیر کرے سکندر ثانی نے دوڑ کر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار میں  
 آپ کو اس طرح نہ جانے دوں گا یہ سحر خاص بقراط ثانی کا ہے مگر خیال کرتا ہوں کہ  
 کوئی سحر اس پر کرون کہ حضور کے دل سے تاثیر ملے سکندر ثانی سمجھا رہے  
 ہیں کہ آپ کا جانا مناسب نہیں اور نور الدہر خند کر رہے ہیں کہ قصر سے ایک  
 تصویر نے سرنمک لا پکار کر آواز دی اے سکندر ثانی طلسم کشا کو تم نہ روکو ورنہ



اور متوجہ ہو یہ اشعار تو سن لو اس تصویر نے گنگنا کر بہ حسن مناصب یہ اشعار شروع کیے نظم

پہلے غماز ہی کو قصہ بیان کرنے دو  
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو  
شمع کا نور سی کو بھی چرب زبان کرنے دو  
ٹھیس سے کاسہ چینی کو فغان کرنے دو  
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو  
کا کل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو  
باغ میں تھم مری آہو نکو دھوان کرنے دو  
آسمان کو مجھے رسواے جہان کرنے دو  
میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو  
دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیان کرنے دو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو  
جانب وشت عدم خمیر روان کرنے دو  
سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہو ویگا  
کوہ غم ٹوٹنے پر آہ بیان کم ظرفی  
آخر کار تہ خاک ہو مسکن سب کا  
میں تو شاعر نہیں عاشق ہوں مجھے کیا ڈرو  
رنگ اڑ جائیگا رخسار کو نا فرمان سے  
آج تک آہ کے کوڑوں سے بدن نیلا ہو  
اہل اسلام ہوں غیبت نہیں شیوہ میرا  
پھوٹ بنے دو اسفین یار کے آگے آتش

یہ اشعار جو اس تصویر نے گائے سکندر ثانی نے ہاتھ نور الدہر کا چھوڑ دیا  
اور جھوٹے لگا کا جہان آپ نے لوح محفوظ گھلے سے اتاری ہی تیغہ طلسمی بھی  
رکھ دیکھے یہ لباس بھی جسم سے اتاریے نور الدہر نے فوراً تیغہ طلسمی زمین پر  
ڈال دیا لباس طلسمی اتارا شبرنگ کے آگے ڈال دیا کہا اور شبرنگ یہ تمہارے  
سپر دہریہ کیلے طرف قصر کے چلے شاہرا دیان رو رہی ہیں اور بقیار ہو ہو کے  
پکارتی ہیں اویا اور غریبان واو و اورس بیکسان ہکو آپ چھوڑے جاتے  
ہیں بے والی وارث بناتے ہیں ہر چند شاہرا دیان بلکین تڑپیں مگر شاہزادہ  
نور الدہر نے کسی کو جواب نہ دیا طرف قصر کے جاتے ہیں جیسے ہی زیر قصر  
پہنچے اور سایہ قصر کا پڑا وہی تصویر جو سامنے کھڑی اشعار گکار ہی تھی فوراً  
تڑپ کر گری نور الدہر کی کمر بین پنچہ دیا اٹھا کر قصر میں لائی قفس میں آنکھوں بھی  
بند کیا پھر اس تصویر نے پکارا اے سکندر ثانی تمہاری جگہ خالی ہو آپ بھی بہت  
جلد تشریف لائیے اور یہ اشعار گائے نظر



جلوہ حسن مری جان دکھاتے جاؤ  
دل تڑپتا ہو تمھارے لیے اے جان جہان  
منتظر کب سے تجھ کا ہے ہر دم سر پہنچا ہوں  
وصوم اعجاز مسیحا کی زمانے میں ہر  
کشتہ ناز کا تا بوت لیے جاتے ہیں  
بات مانو مری اے جان کہے دیتا ہوں  
طول شکوہ نہیں بس اتنا مناسب میر جان  
کل یہ کتنا تھا شفا اپنے شکر سے کہ یا

اپنی پا زیب کی جھنکار سناتے جاؤ  
چہرہ رشک فہراپنا دکھاتے جاؤ  
ٹھوکر اک پانوں سے مجھ کو بھی لگاتے جاؤ  
اپنے مردے کو بھلا تم بھی جلاتے جاؤ  
تم بھی لہو ذرا ہاتھ لگاتے جاؤ  
یا دعا صی کی نہ یوں دے بھلاتے جاؤ  
چار مصرع سے اٹھیں نام سناتے جاؤ  
میں بھی بس جان پہ کیلنگا ستاتے جاؤ

یہ اشعار جو اس تصویر نے گائے سکندر کی بھی آنکھیں ابل آئین طرف قصر کے  
چلے جیسے ہی سائے میں قصر کے پہونچے تصویر تڑپ کر گرمی سکندر کو بھی اٹھا  
لیگی شاہراہ یوں نے باہر سے دیکھا کہ نور الدین ہر قفس میں بند ہیں قفس لٹکا  
ہوا ہو معشوق کو جو اس حال سے دیکھا بیتاب ہو گئیں سب کے آگے آگے  
ہمارے مصرع پوش آواز دیتی ہوئی کہ اے شہر یار کنیزوں کی کون سر پرستی کریگا  
ہاں یہ کیا تمھو افلک نے کیا سامان دکھایا آپ کو قفس میں بند دیکھیں اور  
ہم رہا رہیں کاشکے اس قفس میں ہم بند ہوتے تو آپ ہمارے رہائی کی تدبیر کرتے  
یقین تھا کہ ہم قید نہ رہتے اب دیکھیں خدا کیا دکھاتا ہو ہم کو کون بچاتا ہوا تھے  
بڑے دشمن سے سامنا ہو وہ بھلا ہماری فریاد سنے گا ہم کو قتل کریگا ہم لوگ  
کیونکر جان بچائیں ایک طرف سے ارسطو سے ثانی بقیار ہو کر پچارتا ہو کہ  
اے ہمارے مصرع پوش میں بھی آتا ہوں میں شاہراہ کے نہ ہونے سے  
زندگی بسر نہ کروں گا ہم نے اُسکے ساتھ بہت برائیوں کیں اب وہ اُسکا بدلہ کریگا  
لہذا آپ کے ساتھ رہیں ہم بھی قید کی جفا سہیں ہمارے سر پر کون سر پرست  
ہو وہ سب ساحر و نین زیر دست ہو اس سے کون مقابلہ کرے دیکھیے کیا  
آفت برپا ہو کیا اب ہم زندہ بچ سکتے ہیں آپ کی یاد میں ہی وہ بکتے ہیں اگر



آپ کی جان پر بنے گی ہم جو قریب ہونگے ضرور سینہ سپر کرینگے خدا ہمیں اس  
دن کو نہ رکھے کہ آپ کی کوئی خبر وحشت اثر سنیں ہمارے مرصع پوش پکارتی  
ہو کہ اے ارسطوے ثانی جلد آؤ شاہراہ قفس میں مثل طائر نو گرفتار تڑپ  
رہا ہے ہمارا دل پھڑک رہا ہے جی چاہتا ہے اپنے کونٹا کرین ایسا مہربان شفیق  
معشوق کسکو ملتا ہو کسکا یون غنچہ آرزو کھلتا ہو ارسطو نوراً جھپٹ کر قریب  
ہمارے مرصع پوش کے پہونچا دیکھا کہ بکتے بکتے ہمارے مرصع پوش کا عجیب  
حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہوا پانچے  
چھوٹے ہوئے غبار چہرے پر چشم تر حال ابتر پریشانی سرا سر سب شاہراہیان  
پشت پر جیسے ہی یہ سب ساحر سائے میں قہر کے پہونچے کئی سو تصویریں  
سامنے آئیں تڑپ تڑپ کے گرین ایک ایک کو اٹھا لیگیں سبکو اسی طرح  
قفس میں بند کیا ایک تصویر نے آکر پکارا کہ اے نجم اختر شناس جلد آؤ کہ  
تمہارا آقا تمہیں بلاتا ہے تم تو صلاح کار ہو آکر صلاح دو شاہراہ دے کو  
سمجھاؤ اپنی اختر شناسی دکھاؤ یہ جو تصویر نے پکار کر کہا نجم نے کہا اے شہزنگ  
میں جاتا ہوں حقیقت میں اگر میں نہ ہونگا تو شاہراہ کس سے صلاح کریگا  
شہزنگ نے کہا کہ صدیعت ارسطو و سکندر ثانی و نور الدین جاکر قید ہونگے  
اور سکندر نہ سبغمل کے یا تو نور الدین کو روک رہے تھے یا خود جاکر قید  
ہوئے جمشید زرین ترکش و نجم اختر شناس بھی شہزنگ سے کہنے لگے کہ  
ہم لشکر میں نہ رہیں گے اپنے آقا کے پاس جاکر قید ہونگے رہائی کی صلاح  
دینگے جمشید نے کہا اے نجم تم تو شاہراہ دے کے ملازم ہو میرا بھائی ایسا  
مہربان قید ہوا اور میں نہ جاؤں اہل دنیا کیا کہینگے کہ بھائی نے بھائی سے  
منہ موڑا سختی میں ساتھ چھوڑا ان دونوں نے جو شہزنگ کے سامنے یہ  
حال بیان کیا اور بیتاب و بیقرار رہے ہیں اشکون سے منہ دھو رہے  
ہیں شہزنگ نے پریشان ہو کر لوح محفوظ گلے میں نجم کے ڈال دی اور تیغ



طلسمی کو اشارہ کیا کہ او جمشید زربین ترکش تم اٹھا لو نجم کے گلے میں لوح محفوظ والی اور تیغہ طلسمی جمشید نے اٹھا یا دو ونون کو ہوش آگیا چنچن مار کر رونے لگے نجم کہتا تھا اگر میں ہوش میں ہوتا تو آقاے نامدار کو جانے نہ دیتا قدموں پر گر کے روکتا مگر حلقہ ہفتم جو ہو جانا کمالک معمار قصر ساز نہ ہو اسکو بقراط نے بلایا راتی راتی یہ قصر بنوایا اسی معمار کا یہ سحر ہو انتہا سے تاثیر سحر یہ ہو کہ قلب پر ایسا قبضہ کیا کہ آقاے نامدار نے لوح گلے سے اتار ڈالی ورنہ یہ وہ شوگلے میں تھی کہ اگر تمام عالم لکڑ سحر کرتا تو اسی پر تاثیر نہ ہوتی مگر اُس نے دل پر قبضہ کیا کہ خود لوح کو گلے سے اتار ڈالا جمشید سکندر کا نام لیکر روتا ہوا کہتا تھا ہاے بھائی صاحب تم ایسا ساحر کس بلا میں پھنسا اگر میں ہوش میں ہوتا تو قدموں سے لپٹ جاتا ہرگز قصر میں نہ جانے دیتا میں نے اس قصر کا حال پڑھا ہو جب میں کتب خانے میں تھا تو ایک کتاب کہنہ مولوی نکال کر پڑھا کرتا تھا ایک دن مولوی صاحب پڑھتے پڑھتے سو گئے تو میں نے اس کتاب میں یہ مضمون دیکھا کہ معمار قصر ساز ایسا سحر کا قصر بناتا ہو کہ تصور نہیں کرتا اگر سامری اور جمشید بھی آئیں تو وہاں میں پھنسیں زیادہ رونا اس بات کا ہو کہ لوح طلسمی کی فکر کرنے چلے تھے بیچ میں اس بلا میں پھنسنے اور سب قفس سامنے ہی لٹکے ہوئے ہیں شاہراہیان حسین و جمیل طلسم کشا کی کفیل ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہیں چلا چلا کے روتی ہیں اور پکارتی ہیں کہ اچو کریم کار ساز و او بندہ نواز قلم

تاز آمد شد نہ پس گرو و نفس  
بار محنت سیکشد این بوالہوس  
مید و داند رتلاشش پیش و پس  
سر بہر پابند زندان ہوس  
مرغ بے پرماندہ و دام قفس  
میر و ہر جا کہ یابد دسترس

گو کند از مال دنیا و اربس  
بہر کہ شام و سحر بدوش خویش  
میرسد و رجب تو نزدیک و دور  
مبتلا اندر بلاے حرص و آرز  
مفلس و بے زر گرفتار بلا  
مال بیگانہ بہ صد مکر و فریب



یہ حال دیکھ کر خچم و جمشید سر پٹیتے ہیں کہتے ہیں کہ ایسی شانہراویان پرورد و فنا زخم  
 انہر یہ رنج و غم شانہراویان سب کی کیسی خاطر کرتا تھا و بار بار میں جھکا یہ مرتبہ ہو وہ یوں  
 آفت میں مبتلا ہوں بس لاکھ کا لشکر فروکش ہو یہ خبر جو اڑی کہ طلسم کشا قید ہو گئے  
 و دو چار چار حلیوں سے نکال کر بھاگنے لگے بعضے پیدل گھبراے ہوئے سامنے  
 کبیدان کے آئے کہا کبیدان صاحب گھر سے خط آیا ہے اس شخص کی زوجہ نہایت  
 بیمار ہے لہذا ہم رخصت ہوتے ہیں بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگے کبیدان نے  
 حکم دیا پر تل کاٹو کسے لگے دیکھے پتیلے اٹھا لے کبیدان نے پوچھا اسباب کیوں  
 لیے جاتے ہو کہا حضور خط سے معلوم ہوا کہ میری زوجہ کا حال ابتر ہے یہی چیرین  
 بچکر دفن و کفن کرینگے اگر اچھی ہو گئیں تو پھر لے آوینگے کبیدان خاموش ہوئے  
 یہ روانہ ہو گئے تھوڑے عرصے میں ہزار و ہزار آدمی لشکر سے نکل گئے اور  
 نکلے جاتے ہیں پہلے حیلہ کر کے اب صاف صاف کہکے جاتے ہیں یہاں  
 شہرنگ بن عمر و جمشید و خچم کو لیکر بارگاہ میں آیا بیٹھا ہوا ہے کہ ہر کار و ن نے  
 اگر خبر دی کہ لوگ بھاگے جاتے ہیں سارے لشکر میں تہلکہ ہوا اور اسی قصر سے  
 ایک لکڑا برسیاہ اٹھا ہوا بلند ہوتا جاتا ہوا ایسی ٹھنڈی چل رہی ہے کہ لوگ  
 لباس سرما نکال نکال کر پہن رہے ہیں اور فلان جانب کے ہزار آدمی سردی  
 سے بیقرار ہیں اور سردی بڑھتی جاتی ہے یہ سنکر شہرنگ گھبرا یا باہر نکلا مثل وہ  
 مثل پکارتا پھرتا ہے کہ یار و اسقدر نہ گھبراؤ باہر لشکر کے نہ جاؤ اگر وہاں بھی ٹھکو  
 موت گھیرے تو کیا کرو گے دنیا مقام عبرت ہے نہ مقام عشرت سو چو تو اپنے  
 دل سے کہ جمشید و دارا کیا ہوئے نظم

نہ سکندر ہونہ آئینہ حیرت افزا  
 کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا  
 گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا  
 جسکو گل کر نہ گئی جنبش و امان قضا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا  
 نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے  
 سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے  
 کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال



<p>وہ گل تازہ نہ اس یانع میں رہتے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم لیے پھرتی ہو صبا و دوش پہ آج اُنکے غبار ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں راحت میں بسر ہوئی کہ اید اگزی ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس</p>	<p>شخصی سالیسین نہ بھرے جسکے لیے باہر کھٹ افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا جھکی رفتار سے ہر کام تھے فتنے بریا ای یقینان عدم حال کہو کیا گزرا کیونکر تار یک گھر میں تنہا گزری کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گزری</p>
--	--

چاکر ذرا بچم اختر شناس سے بات کرو جانتے ہو کہ وہ کیسا اختر شناس ہو کہتا ہے  
کہ قتل بقراط موقوف ہو ہاتھ پر طلسم کشا کے کوئی صورت رہائی کی ضرور  
پروردگار پیدا کرے گا کلمات حسرت آیات شہزنگ سے لشکر والے رکنے  
لگے بعض جو تیار تھے گھوڑوں سے اتر پڑے کہتے تھے کہ لاکھ جان ہمارا  
ناخن پاے طلسم کشا پر نثار ہو انشاء اللہ اپنے آقا کا ساتھ دینگے کافر و نکو  
قتل کرینگے ایسا اتفاق اکثر ہوا ہے کہ طلسم کشا قید ہو گئے صاحب قرآن قید  
تھے کس زور و شور سے رہائی پائی ہمارے آقا بھی رہا ہو گئے شہزنگ  
سیج کہتا ہے کہ اگر موت آئی ہو تو نہ یہاں بچیں گے اور نہ لشکر سے نکل کر رہائی  
ہوگی پروردگار عالم ارشاد فرما چکا ہے اسی پر ہمارا یقین ہے کہ جب وقت موت  
آئیگا ایک ساعت تقدیم اور تاخیر نہیں ہو سکتی پس کیا ضرور ہے کہ ہم رفاقت  
کو چھوڑیں ایسے آقاے مہربان سے منہ موڑیں کل صفوں میں آواز غریبوں  
بلند ہوئی سب کلمات صبر کہنے لگے شہزنگ یہ اطمینان کر کے سپر بارگاہ میں  
آیا کبھی لوح محفوظ بچھ پھرتے ہیں کبھی جمشید زرین ترکش پہن لیتے ہیں لباس  
تین و سپر سامنے موجود ہے کبھی لوح محفوظ کو آتا کر سپر پر رکھ دیتے ہیں پروردگار  
سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ای پروردگار و اے خالق لیل و نہار اس مشکل کو  
آسان کر دے کوئی باعث ایسا ہو کہ ہم لوگوں کے دلوں کو تسکین ہو نظر

<p>عقل گم کر دست صد افسوس این دانا بہت</p>	<p>دیدہ حق میں بہ پوشیدہ است این بینا بہت</p>
--	---



<p>دل بہ بند و بر چین یا بر گل رغنا عبت          در ہوا و حرص میگرد و بہ شکل گرد باد          سعی اسکندر بنود اندر جهان بے فائدہ          اہل دنیا نقد عمر خود و عبت بر باد واد          صورت گردون زمین ہر روز بر و زمین          سر کشید اند بندگی این بندہ ناحق در جهان          ہند یا چون اختیار کار و دوست خدشت</p>	<p>مثل بلبل شور و درستان کند بر پا عبت          آہ این خاک کی بہ ہر کوہ و بہ ہر صحر اعبت          واد جان اندر حصول سلطنت واد اعبت          جلد سر مایہ تلفت کردہ و درین سودا عبت          ماند ہر گروان بہ دنیا طالب دنیا عبت          گرد پا بند تعلق ہر کسے خود را عبت          سعی مالا حاصل است و جستجو سے ما عبت</p>
---	--

بلکنے پر شہر بگ کے سب خود و کلان و در ہے ہین کہ یکا یک زمین شق ہوئی  
 جس مقام پر سپر و شمشیر اور لوح محفوظ رکھی ہو ایک عورت کی تصویر زمین سے  
 نکلی اُسے لوح محفوظ اور سپر و شمشیر لی اور پھر غرق زمین ہو گئی ہر چند کہ نجم ایسا ساحر  
 سامنے موجود تھا مگر کچھ نہ ہو سکا یہ اشیا لیکر وہ پہلی صاف نکلی اور چلتے چلتے یہ  
 آواز دگئی کہ احوال لشکر طلسم کشا بقراط ثانی کو سجدہ کر و ورنہ تھوڑے عرصے میں  
 وہ برف سے گئی کہ تم سب ٹھنڈے ہو جاؤ گے نجم بہت گھبرا یا کہ یا رب اب  
 طلسم کشا کا خدا حافظ و ناصر ہو اتنا کہ تو یہ امید تھی کہ اگر لوح محفوظ لیجا کر گلے  
 میں ڈال دینگے تو وہ ایسا شیر و لیر ہو کہ قید توڑ کر آفت بر پا کر یگا اب وہ امید بھی  
 نہ رہی دیکھیے کس ترکیب سے لوح محفوظ لی گئی تیغہ طلسمی و سپر طلسمی ساتھ گئی  
 اب اُسکو اطمینان ہوا بقراط ثانی اب اور زیادہ بدعتیں کر یگا اس فکر میں جسکے  
 سب متھے سب کا ارادہ یہ ہو کہ بھاگ کر نکلیا ہین یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں  
 ایک سے ایک صلاح کر رہا ہو کہ یا رب نکلیو طلسم کشا قید ہوے لوح محفوظ بھی  
 گئی تیغہ طلسمی بھی گیا مگر حبشید و نجم ہر ایک سے کہتے پھرتے ہین کہ یا رب اسے  
 خدا اپنے رحیم و کریم سے دعا کرو مگر لشکر کو نہ متفرق کرو ورنہ پھر ایسا لشکر جمع  
 نہ ہو گا کس جستجو سے آقا نے یہ لشکر جمع کیا اگر یہ پر آگندہ ہو گیا تو پھر کون اس طرح  
 جمع کر سکیگا کیسے کیسے پہلو ان زیر کیے کیسے نامیونکو مارا کیسی کیسی آفت



تھم لوگوں نے اٹھائی ذرا سی تکلیف میں گھبرا سے جاستے ہو وہ دستگیر مطلق  
 کار ساز برحق اس بلا کو دفع کر بچا خدا نے بھلو اسی واسطے بچا یا کہ تم سب کو میں  
 سمجھاؤں بھاگنے سے روکوں اگر تم لوگ بھاگو اور بقراط کو منظور ہو کہ سب کو  
 روک لوں تو تم لوگ مکل سکتے ہو ساحر جلیل کفار کا کفیل خدا رہے عدیل مکار و  
 مجیل ایسے سے خوف کرنا چاہیے ان باتوں پر جمشید کی اہل فوج و عاہلین و  
 رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تم کو سلامت رکھے ہم لوگ بھی سر کو ہتھیلی پر لیے  
 بیٹھے ہیں اب قدم نہ ہٹائیں گے جان اپنی لگائیں گے لشکر میں یہ ہنگامہ برپا  
 ہو قصر سے ہنکر نجم و جمشید و شبرنگ کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ پان  
 رسالہ جمع ہیں کوئی کہتا ہو بھاگ چلو بعض نجم سے کہ رہے ہیں کہ سحر و جھم  
 کہتا ہو میں کیا سحر کروں سکندر ایسے بادشاہ کا سحر نہ چلا تو میں کیا کر سکتا ہوں  
 جمشید بھی عذر کرتے ہیں کہ میں بھائی صاحب سے زیادہ نہیں ہوں  
 جب وہ اس سحر میں پھنس گئے تو میری کیا حقیقت ہو اور یہ تصویریں سب  
 سحر کامل کی بنی ہوئی ہیں کیا کیا کام کر رہی ہیں یہ ذکر ہیں کہ سحر اسے گرد آڑی  
 طبل سکندر کی آواز آئی نقار خانہ سلیمانی بجاسب بہ نگاہ غور دیکھنے لگے سامنے  
 آکر دامنه گرد و شکافہ ہوا آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی لندھو و مالک  
 وغیرہ آگے بڑھے ہوئے اہتمام لشکر کرتے ہوئے ایک طرف کئی ہزار  
 مرکب تازی ترکی بمبئی عراقی کچھ پاکھریں موتیوں کی پڑی ہوئیں دود و سائیں  
 لگس رانی کرتے ہوئے سامنے سے نکل گئے کہ دیکھا زلزلہ قات ثانی سلیمان  
 حمزہ صاحبقران امیر عالیشان پشت اشقر پر سوار کچھ سردار پشت پر اور  
 بادشاہ تخت پر بہ صورت نورانی سات سو تاجدار گھیرے ہوئے اس  
 شوکت و شان سے صاحبقران پیدا ہوئے شبرنگ نے بڑھکر امیر کو  
 سلام کیا صاحبقران نے پوچھا او شبرنگ خیر تو ہو شبرنگ نے عرض کی  
 حضور اتریں اب اسی مقام پر فروکش ہوں صاحبقران گھوڑے سے اترے



کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استاد ہوئی کل سردار صاحبقران  
 نامدار بارگاہ میں آکر بیٹھے شہزنگ حاضر ہوا خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہیں قدموں سے  
 صاحبقران کے لپٹ کر رونے لگا صاحبقران نے فرمایا اے فرزند خیر تو ہو  
 کہ نجم اختر شناس و جمشید زرین ترکش حاضر ہوے شہزنگ نے رو کر  
 سب حال بیان کیا کہ آقا سامنے قصر میں قید ہو گئے صاحبقران نے جو حال  
 قید نور الدہر سنا بہت رونے بادشاہ جمہاہ بیتاب ہو گئے جلد سردار و نہیں  
 شور گریہ و زاری بلند ہوا مگر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے تیغ عقرب  
 سلیمانی پر ہاتھ ڈال دیا حزر ہیکل گلے میں فرمایا میں ابھی جاتا ہوں نجم نے  
 دست بستہ عرض کی حضور یہ ارادہ نہ کریں جیتک معمار قصر ساز نہ مارا جائیگا  
 تب تک اس قصر میں نہ جائیگیے گا صاحبقران نے فرمایا میں اسم اعظم پڑھتا  
 ہوا جاؤنگا خبردار مجھ کو کوئی نہ روکے مقام افسوس ہو کہ ایسا فرزند میرا یوں  
 گرفتار ہوا اور میں بہ آرام بیٹھوں شہزنگ نے کہا اے شہریار پہلے ایک تدبیر  
 تو کیجیے ابرسیاہ آسمان پر چھایا ہوا ہو اے سرد چل رہی ہو اہل لشکر اور  
 سرداران نامی سردی سے بیقرار ہیں صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ  
 ایک شیشے میں پانی لاؤ مقبل نے فوراً شیشہ آب لا کر حاضر کیا امیر نے اس پر  
 اسم اعظم پڑھا کہا اے شہزنگ گرد لشکر کے حصار کرو و شہزنگ نے گرد لشکر  
 کے حصار کیا وہ جو سردار سردی سے بیقرار تھے انکو اطمینان ہوا صد  
 فریاد و الغیاث موقوف ہوئی صاحبقران زمان گرد لشکر حصار کرا کے اور  
 تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے چلے عمرو نے بھی منع کیا کہ اے شہریار  
 حضور تامل فرمائیے میں جا کر تدبیر کرونگا مگر امیر بات تو قیر نے کسیکا کہنا نہ مانا  
 لشکر سے نکلے چند تصویرین قصر پر آئین پکار کر صاحبقران کو منع کرتی تھیں کہ  
 اے شہریار ادھر نہ آئیے ورنہ بلا میں پھنسیے گا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا  
 اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں جب سامنے میں قصر کے پہونچے تو ایک پٹلی پھانڈ پری



صاحبقران زمان سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

<p>جور و جفا سے یار سے رنج و محن نہ ہو شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہو رواں قدر کہ آبرو و ابر تر رہے پہونچے نہ راستی میں ترے قدم پہ بلوغ وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی جسے بیمار مدقون سے ہو میرا دل حنین ہستی میں یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے عاشق ہونہیں معاف ہوں میرے سوا تجھے یہ رعب حسن یار سے محفل ہو دم بخود کس گھر میں روشنی نہیں اندھیر ہو دلا عالم پسند صورت نہ بیا سے یار ہو لکڑی ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی آتش جو بوسہ لیلے تو اُسکا بُرا نہ مان</p>	<p>دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو میری خوشی سے تنگ مرا پیر ہن نہ ہو اتنا نہ مہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو ہم پلہ ناز کی مین گل یا سمن نہ ہو معتشوق نوجوان شراب کمن نہ ہو اُسکا علاج بوسہ سبب ذقن نہ ہو وہ آدمی نہیں جسے حب الوطن نہ ہو عریان جو چاہے اُسکو میسر کفن نہ ہو ڈھونڈو تو عرض حال کو پیداؤں نہ ہو روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو یہ سکہ وہ نہیں ہو کہ جسکا چلن نہ ہو اسطرح بنے چراغ کوئی انجمن نہ ہو عاشق ہو اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو</p>
--	---

چونکہ اشعار یا مضمون تھے صاحبقران بہ گوش ہوش شننے لگے اسم اعظم کو  
پڑھنا موقوف کیا کہ پہلو سے ایک نازنین آئی اُسے قریب آکر کہا کہ اگر  
شہریار نور الدہر نے کہا ہو کہ حرز ہیکل اپنی میرے پاس سمجھ دیجیے تو پھر  
قید سے رہائی پاؤں اشعار شکر صاحبقران بہوت تو ہو ہی رہے تھے  
فوراً گلے سے حرز ہیکل اتار کر دیدی اُس نازنین نے حرز ہیکل لیتے ہی آواز  
دی او حمزہ منم معمار قصر ساز دیکھا تو نے کہ کیونکر اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل  
بھی چھین لی صاحبقران اُس نازنین کے پیچھے دوڑے کہ دوسری طرف سے  
آواز آئی اے شہریار آپ کیون تنکلیت فرماتے ہیں کیون اُسکے پیچھے جاتے  
ہیں منم دلفریب صنم شکار یہ کہکے وہ نازنین قریب آئی صاحبقران نے



جو سراپا دیکھا حقیقت میں ایسی صورت نہیبا نگاہ سے نہ گذری تھی سمیت غنچہ دہن سراپا  
خوب معشوق مرغوب قصہ زلف طولانی ہوا اسکے خیال سے پریشانی ہو عارض انور  
پر زلفین لہرار ہی ہیں صبح و شام کا تماشا دکھا رہی ہیں یا قریب چشمہ خورشید کے مارسیا ہ  
لہرار ہے ہیں عجب بیچ و تاب دکھا رہے ہیں جب وہ زلفین لہرا کر عارض پر آتی ہیں تو وہ  
مازنین مر جبین زلفون کو ہاتھوں سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر دیتی ہو جب زلفین  
عارضی سے ہٹ جاتی ہیں صبح وصال کا تماشا دکھاتی ہیں اعضا میں کل چیزیں موزون  
معشوق یا مضمون سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہو کہ نخل سرو میں ثمر آئے ہیں  
یا گوہر آبدار دریا سے حسن کہیے کیا خوب شاعر کتا ہو سہ گھاٹ انگلیا کا کم و بیش  
جو پایا اُسے ہنس کے خیاط کو چڑیا کا بنایا اُسے زیور پر تکلف زیب بدن  
گلا سے نشترین و نشترن زیب گلو موتیوں کی آبرو قریب آکر صاحبقران کو  
سلام کیا صاحبقران بہ حیرت دیکھ رہے ہیں کہ ایسی شعلہ جوالہ کبھی نگاہ سے  
نہ گذری تھی فوراً ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا سب اہل لشکر دیکھ رہے ہیں بخم نے  
بیقرار ہو کر پکارا کہ اے شہریار اپنے کو ہاتھ سے اس مکارہ کے بچائیے عمرو نے  
کئی مرتبہ پکارا مگر امیر نے کیسے جواب نہ دیا وہ نازنین صاحبقران کو لیچلی برابر  
دروازے کے جو پہونچی پہلو میں ایک گلی تھی اُس میں بیجا کر غائب ہوئی قصر میں  
نوبت نقارے بجنے لگے جس قصر میں کہ وہ قفس لٹکے ہوئے تھے صاحبقران کو  
اُس مقام پر نہ پایا بخم نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا صاحبقران کو اور کسی مقام  
پر لیگیا مگر نہیں معلوم کہاں لیجا کر رکھے اب بہ مشکل پتہ ملیگا سب سردار امیر  
کے روتے ہوئے پٹے سب نے آکر عمرو سے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یارو  
تم جانتے ہو کہ میں قرصدار ہوں ایسا نہ ہو مہاجن گرفتار کر لین تو میرے  
واسطے خرابی ہوگی میں نے سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا سب حال گھلا  
انشاء اللہ تعالیٰ اگر فکر کرونگا تو اپنے آقا کو رہا کر لاؤنگا جب آقا چھوٹیں گے  
تو سب رہا ہونگے اگر آپ لوگوں سے ہو سکے تو کچھ دستگیری کیجیے تو میں تدبیر



رہائی کی کروں تجھ و جمشید نے دس دس ہزار روپوں کا کرپیش کیے عمرو نے کہا  
میں سمجھا سب صاحب کچھ مدد کریں گے کسی نے پانچ ہزار کسی نے دو ہزار منگوا کر  
سامنے رکھے مبلغ خطیر جمع ہوئے خواجہ نے سب روپیہ اکٹھا کر نذر زنبیل کیا  
فرمایا کہ اب میں جاتا ہوں کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لکایا اور ایک  
کلا نوت کی شکل بنکر بارگاہ سے نکلے چکن کا کرتہ اگلی وضع کا مشروع کا پانچا مہ اور  
پانوں میں گھٹیل جوتہ آنکھوں میں دنبالہ وار سرمہ سرمہ سرخ چیرا بندھا ہوا  
ایک طنبورہ ہاتھ میں لگنا تے ہوئے چلے جب صحرائین آکر پہونچے تو اپنی  
قدیم فال دیکھی ایک طرف منہ اٹھ گیا اسی طرف چلے مگر یہ یقین ہو گیا ہو  
کہ صاحبقران اس قصر میں نہیں ہیں عمرو جنگل جنگل پھر رہا ہو کئی مقام پر بیٹھ کر  
گایا تیسرے دن سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا کچھ کنیرین باہر سے اندر  
جاتی ہیں اندر سے باہر آتی ہیں ایک محلدار کرسی پر بیٹھی ہوئی ہو خواجہ عمرو  
کنارے آکر ایک نخل کے نیچے بیٹھے طنبورے کو چھپ کر بہ آواز بلند یہ اشعار  
عاشقانہ گانے لگے نظم

دیوانگی نشانہ بناتی ہو سنگ کا  
رہتا ہو اسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا  
نازک مزاج شیشے سے پتلا ہو سنگ کا  
زراغ کمان ہو اس میں کہ طوطا تنگ کا  
ہوتا ہو تنگ حوصلہ یاں عار و تنگ کا  
اس کعبے میں ضرور نہیں فرش سنگ کا  
آنکھیں لڑاے جو کہ ارادہ ہو جنگ کا  
قابل ہو دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا  
یک رنگ آشنا نہیں ہوتا دورنگ کا  
رخسار یار ہو کہ حبزیرہ فرنگ کا

ہشیاری رنگ دیتی ہو قید فرنگ کا  
سودائی ہو جو تیرے خط سبز رنگ کا  
المدرے دماغ بت شوخ و تنگ کا  
کلمہ پڑھینگے دونوں مرے خانہ جنگ کا  
غیرت کا کوئے عشق جنو نہیں گز رہنیں  
ایک بت خدا کے واسطے دکنو نہ سخت کر  
سستا ہوں تختہ بھولا ہو نرگس کا باغین  
مرغ چین کے نالوئے ہو یہ صدا بلند  
وحدت پسند ہو تو زمانے سے کر گریز  
نیار رہتی ہیں صف مژگان کی پلٹین



رخسار صاف چاہیے نظارے کے لیے  
وہ چشم گھٹات مین دل پر دلخ کے نہیں  
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائے گا  
میری طرح ہوئی ہو نہ پیار چشم یار  
اس گنبد سپہر کو کیا مین کرونگا بار

آئینہ ہو حلیہ کا ویا ہو فرنگ کا  
آہو کو ہوا راودہ شکا رینگ کا  
تربت سے میری پیڑم اگیگا پتنگ کا  
کھلتا نہیں سبب کچھ اجل کے درنگ کا  
آتش ہمیشہ رنج رہا گور رنگ کا

خواجہ نے جو یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان گھائے نخلستان سے طائر اتر آئے  
ہر چو کڑیاں بھولے آکر گانا سننے لگے وہ کنیزین و وڑنے لگیں چار طرف  
دیکھتی تھیں کہ یہ گانے کی آواز کہاں سے آتی ہے ایک نوجوان ستر پڑھ کر تہی  
ہوئی اس طرف آئی ساتھ والیوں سے پکار کر کہا اویو اویو یہ بڑھا گارہا ہو دیکھو  
جانور بھی سن رہے ہیں اویو اویو تو ہر ن بھی بیٹھے ہیں وہ کنیزین و وڑ کر  
سب قریب آئیں نہ مین پر آ کے بیٹھ گئیں مگر سب شہر پر آپس مین چہلین کرتی  
تھیں ایک نے قریب آکر کہا کیوں بڑے میان تمہارے کوئی اولاد نہیں ہو  
عمر و نے کہا میرے تین سو ساٹھ فرزند ہیں اور سب کی مائیں الگ الگ ہیں  
روز نما جو رو میری بغل مین ہوتی ہے کنیزین ٹھٹھے مارنے لگیں کتنی ہیں ارے  
اس نگوڑے کے منہ مین نہ دانت اور نہ پیٹ مین آنت اور اتنی بی بیان یہ  
بتلاتا ہے سراسر دروغ گو ہو عمر و نے کہا میرا کتنا اگر خلافت ہو تو امتحان کیجیے  
جن صاحب کا جی چاہے تشریف لائیں مین ابھی اٹھا مقصد پورا کر دوں بلکہ دل  
بھر دوں کنیزین ہنسنے لگیں کہا نگوڑے دیوانہ ہوا ہے منہ مین دانت نہیں ہیں  
مگر پاں کھایا ہے ال جو ٹپکی واڑھی رنگین ہو رہی ہے خواجہ نے پوچھا بی بیو تم  
ہنسی دل لگی نہ کرو اس باغ مین کون رہتا ہے کنیزون نے کہا سمجھن جاؤ نگہبان  
صحرائے سمجھن یہاں رہتی ہیں اس باغ کے بائیں پر ایک صحرا ہے بڑے  
بڑے جادوگر رہتے ہیں ان سب کی افسر مین عمر و نے کہا بتایاں لون جا کر  
ہماری تقریب کرو کنیزون نے کہا آج کئی دن سے بڑے میان صاحب



ملکہ ایسی بقیار رہیں کہ آب و دانہ ترک ہو ناچ گانا بھی نہیں سنا ہو اب اس وقت بارہوری سے نکلا کر باہر چپو ترے پر بیٹھی ہیں نگہ کسی سے کلام نہیں کرتیں عمرو نے کہا تم جا کر ہمارے قریب کرو ہم شگفتہ کر لین گے کنیزوں نے آپس میں کہا حقیقت میں یہ بڑھا مسخرہ معلوم ہوتا ہے خوب مسخرہ پن کر گیا کیا عجب ہو کہ ملکہ بھی بہل جائیں یہ صلاح کر کے گئیں سمجھتی سرنگوں بیٹھی تھی کہ کنیزوں نے آکر عرض کی ایک بڑھا گویا آیا ہے مگر نہایت خوش آواز ہے آواز میں یہ سوز و گداز ہے کہ طائر آشیانوں سے نکل آئے انہوں نے صحرائی آکر گانا سننے لگے سب سرو نکو اپنے اپنے دھن رہے ہیں اگر حکم ہو تو اسکو لائیں ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا صاحبو کسی بات کو دل نہیں چاہتا دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے کیا تم سے کہوں کہ کیا دلکا حال ہے خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہے روز بروز جی نڈھال ہو نظم

ہوتی آفت ہو جو انہر و نکو تلوار کے ساتھ  
دھنگ اقرار کا ہو وصل کے انکار کے ساتھ  
مرد مرہ کیا ہوں مشابہ ترے رخسار کے ساتھ  
مجھ کو آفت ہو تری ابرو و خدار کے ساتھ  
کیون نہ ہو پھر ہمیں آفت تری رخسار کے ساتھ  
دوستی کرتا ہو ہر شخص طر حدار کے ساتھ  
کر سلوک اتنا مسیحا دل بیمار کے ساتھ

کیون نہ ہو عشق ہمیں ابرو و خدار کے ساتھ  
گو ہو بیزار مگر بولتا ہے پیار کے ساتھ  
یہ خط و خال کہاں اور کہاں یہ لب و چشم  
کاٹ کر تیغ ہلالی سے گلار کھد ونگا  
مرد مسلم کو ہو مصحف سے محبت ہوتی  
تم سے کی جتنی محبت تو بُرائی کیا کی  
اک نگہ میں نری ہوتی ہو شفا اسکو نصیب

کنیزوں نے عرض کی واری بہت بجا ہے کہ آپ کئی دن سے بہت اُواس رہتی ہیں مگر بڑھا ایسا گاتا ہے کہ آپ سُکر خوش ہو جاو نیکی طبیعت کا رنج و ملال دفع ہو گا سمجھتی نے کہا اری خیلاؤں تمہارا گانا سننے کو جی چاہتا ہے اچھا خوشی تمہاری بلا لاؤ کنیزیں دوڑی ہوئی خواجہ کے پاس آئیں کہا بڑے سیان چلو ملکہ نے بلایا ہو خواجہ کنیزوں کے ساتھ باغ میں آئے دیکھا چین سر سبز و شاداب نہروں کا پانی لا جواب کہ جسکے سامنے اب گوہر پانی بھرے حباب



چشم معشوق کو شرمندہ کرے عروسان چین کی بوباس ہر نخل سر و بلند می بین فلک  
 اس خواجہ یہ تماشا دیکھ رہے ہیں جب وسط باغ میں پہونچے دیکھا ایک چوترے  
 پر فرش بچھا ہوا اور ایک نازنین حور مثال پر می تمثال مسند پر سرنگون بیٹھی ہوئی  
 ہوا نگہوں میں آنسو بھرے ہوئے ہو خواجہ نے آکر سلام کیا کہا بلیان لون عالی  
 عالی مراتب رہیں ملک نے سر اٹھا کر دیکھا پوچھا بڑے میان صاحب تمہارا نام  
 کیا ہو خواجہ نے کہا اس حقیر کو استاد خور و بر و دکتے ہیں مسلمانوں کو بقرا طاشانی  
 غارت کریں جس ملک میں جاتے ہیں انھیں کی غلدار سی پاتے ہیں ہنسنے غور سے  
 دیکھا کہ مسلمان کسی کو ایک پیسہ نہیں دیتے یہ طریقہ سامری پرستوں کا تھا کہ جو  
 سائل آتا تھا اسکو کچھ نہ کچھ دیتے تھے مسلمانوں کا یہ طریقہ نہیں ہو ہم آٹھ پہر کو تے  
 ہیں ملک نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ استاد کیسی برائی نہ مناؤ اپنا اپنا طریقہ  
 ہو مسلمانوں کے یہاں تو براہِ فیض جاری رہتا ہے کوئی سائل انکے یہاں سے  
 خالی نہیں پھرتا صاحبقران زمان کہ سب کے افسر ہیں لاکھوں روپیہ سائلوں کو  
 دیتے ہیں اپنے مذہب کی ترقی چاہتے ہیں خانہ کعبہ بہت کچھ بھیجتے ہیں اس لطف سے  
 بیعتن نے صاحبقران کی تعریف کی کہ عمرو سمجھ گیا کہ یہ عاشق جمال بے مثال امیر  
 عمرو نے کہا اے ملک عالم سامری و جمشید انکو غارت کریں میں آٹھ پہر بھی بدعا  
 کرتا ہوں ملک نے کہا استاد یہ لفظیں نہ کہو ہکو ناگوار ہوتا ہو فی زمانہ قید ہو گئے  
 ہیں اسم اعظم اٹکا اور حرز ہیکل میرے پاس بھی گئی ہو آٹھ پہر انتظار کرتی ہوں  
 کہ اٹکا عیار طرار جسکا نام عمرو ہو وہ یہاں تک نہ آیا اگر وہ آتا تو میں اسکی تسکین و  
 دلجمی کرتی لہذا تم جہان گشت ہو اگر عمرو کو جانتے ہو تو اسکو بلا لاؤ میں ہر ایت  
 کرونگی مگر یہ چاہتی ہوں کہ کوئی عیار ایسا جرمی و بہادر ہو تاکہ میں جو سحر کرتی تو خوف  
 نہ کرنا کیا عجب ہو کہ صاحبقران رہا ہو جاتے عمرو نے کہا اے ملک عالم میں ابھی جاتا  
 ہوں عمرو کو بلا کر لاتا ہوں عمرو و مجھ میں بچپن سے یار نہ ہوا وہ یہ جو تھنے کہا کہ  
 عیار جرمی و بہادر ہو وہ لشکر میں عمرو کے مترقران ہو کہ بہرام فلک سے بھی وہ



خوف نہ کر لگا اور جو سحر کر وگی اسکی برداشت کر کے تمکو خبر دیگا اگر بن پڑے لگا عیاری  
 بھی کر لگا لکھ نے کہا اُستاد پھر گمانا سنانا پہلے تم جا کر عمر کو ڈھونڈو لاؤ عمر و قد موند  
 پر گر پڑا کہا منم مہر عیاری اب آپ کو اختیار ہو خواہ قتل کیجیے خواہ بخش دیجیے  
 ملک نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اوشہنشاہ اوج عیاری میرا ہی سحر تھا کہ میں نے  
 اس نازنین کو بھیجا تھا کہ جسے امیر کو تنخیر کیا اور اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل مانگ لی  
 لیکن جب صاحبقران قریب قعر پہونچے تو اُٹھا جمال ہیشال دیکھ کر نہایت  
 بیقرار ہوئی آٹھ پہر پہر کیوں کر آگے بچاؤن مگر وہ ایسے مہوت ہوئے کہ کیسے  
 روکے نہ سکے یہاں سے قریب ایک مقام پر کہ سرشار جاو دو ہاں پر رہتا ہو  
 بقرا طثانی نے قید صاحبقران کی اُسکے پاس روانہ کر دی ہو میں اسی فکر میں  
 تھی کہ تم میرے پاس آؤ تو میں حال بیان کروں لیکن جب طرح بنے متفرق قران  
 کو ڈھونڈھکر لاؤ تو میں سحر کروں وہ اُسکو پورا کرین خواجہ عمر و یہ کیسے نکلے کہ  
 متفرق قران کو ڈھونڈھکر لاتا ہوں بیرون باغ جو پہونچے ایک طرف سے  
 دیکھا کہ ایک ساحر کتا ہوا آتا ہو کہ مسلمانوں کو غارت کر اوسا مری و جیشہ  
 تو نے مسلمانوں کو ایسا زور دیا اب تو انکو مٹا دے کہ ایک طرف سے ایک  
 شیر سوار نعرہ کر کے اُسپر جا پڑا پکارتا ہوا کہ اوسا حرمسلمانوں نے تیرا کیا لیا  
 کہ جو انکو کوستا ہو یہ کیسے شیر سوار قریب پہونچا اور کہا دیکھو میرا میں آگ لگی ہو  
 جیسے ہی وہ ساحر پلٹا شیر سوار شیر سے کودا شیر تو بھاگ گیا شیر سوار نے بغدہ  
 مارا کہ سر جاو گر کا پھٹا عمر و نے پکار کر آواز دی اوجان بخش من ماشاء اللہ خوب  
 بد خواہ کو مارا متفرق قران نے جو اُستاد کو بعد عرصہ دراز کے دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا  
 کہا اُستاد آپ کہاں تھے عمر و نے کہا بیٹا تمہاری تلاش میں نکلے تھے بارے تم  
 لگے ایک ساحرہ عاشق صاحبقران تکو بلاتی ہو کتنی ہو کہ ایسا عیار کوئی جری  
 و بہادر صفت شکن تیغ زن ہو اور عیاری میں طاق شہرہ آفاق ہو تو پھر ایسا  
 سحر میں کروں کہ صاحبقران کی رہائی ہو متفرق قران نے کہا اُستاد میں موجود ہوں



خواجہ عمر و مترقران کو ساتھ لیکر باغ میں سمیٹن کے آئے سمیٹن نے جو مترقران کو دیکھا خوش ہو گئی کہا او مترقران میں سحر کرتی ہوں تم آئینہ سکندری لیکر بیٹھو آئین دیکھتے رہو کہ کیا گذرتی ہو مجھ کو خبر دیتے رہو جب وقت میرا سحر قریب برائے رہا لی صاحبقران پہونچے اس وقت مجھ کو خبر دینا کہ صاحبقران رہا ہوے میں انکو اپنے باغ میں لاؤنگی اور پھر انکو لیجانا جہان تک ہو سکیگا رہا لی طلسم کشا کی بھی تدبیر کرونگی مترقران نے کہا بسم اللہ سمیٹن نے اٹھکر کوٹھری کھولی ایک آئینہ بڑا نکالا جس پر گرد پوش پڑا تھا ملک نے قران کو ایک کمرے میں بٹھایا آئینہ سامنے لگا دیا مترقران اُسکو دیکھ رہے ہیں سمیٹن نے بیٹھکر جوڑا کھولا دو پتلے نکالے وہ دونوں پتلے نکلتے ہی غرق زمین ہو گئے مترقران نے کہا ایک صحرائے سبزہ زار میں دو جوان ٹپکتے ہوئے جاتے ہیں ایسے اور لطف دیکھیے ایک جانب سے چار شخص سپاہی پیشہ تلواریں کھینچے ہوئے آتے ہیں مگر یہ دونوں ایسے جرمی و بہادر ہیں کہ اُن چار پر جا پڑے خوب تلوار چلی دو نے چاروں کو مارا اب وہ دونوں جاتے ہیں لو اب سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا در قلعہ پر نگہبان بیٹھے ہیں اُن جوانوں کو وہ نگہبان روکنے لگے مگر وہ جوان مصروف جنگ ہوئے نگہبانوں کو مار کر قلعے میں گئے ایک مکان ہوا کے دروازے پر کئی سوسا حریٹھے ہیں ملک سمیٹن پہلو میں قران کے بیٹھی سحر کر رہی ہو خواجہ بیٹھے ہوئے یہ حالات سن رہے ہیں قران بیان کر رہے ہیں لو در قید خانہ پر خوب تلوار چلی مگر ان دونوں نے سب کو مار لیا دروازہ کھول رہے ہیں بجائے قفل دروازے پر مار سیاہ لپٹا ہو لیکن ایک جوان نے سر مار کا کھینچ کر پھینکا یعنی سانپ کو مارا دروازہ قید خانے کا کھلا یہ دونوں جوان دریا سے خون میں نہاے ہوئے اندر پہونچے قید صاحبقران توڑ رہے ہیں زنجیریں توڑ کر پھینک دیں صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کہا او شہریا چلیے صاحبقران اُٹھے اُن دونوں جوانوں سے باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں سمیٹن نے کہا لو خواجہ صاحبقران رہا ہوئے میرے بیٹھے ہوئے پتلون نے



بڑے کارہائے نمایان کیے کئی سو جوانوں کو قتل کر کے تباہ قلعہ پہنچے لگسبات کو  
 مار کر صاحبقران کو رہا کیا اب خوشی کرو صاحبقران آتے ہیں عمرو نے کہا شیشہ تم  
 اعظم مجھ کو دیکھیے کہ میں جا کر توڑ دوں سمیٹن نے کہا خواجہ یہ مناسب نہیں ہو امیر کو  
 یہاں آجانے دیجیے قرآن نے کہا وہ دونوں جوان قلعے سے بھی نکل آئے اب  
 تھے ہوئے آتے ہیں وہ دونوں جوان واسطے بائین تلواریں کھینچے ہوئے ہیں  
 قلعے سے نکل کر صاحبقران چلے گئے تھے کہ آسمان سے دتائے کی آواز آئی مہر قرآن  
 نے گھبرا کر کہا لو ملکہ غضب ہوا ایک ستون برقی کا آسمان سے اتر اسد راہ قائم  
 ہوا وہ ستون پھٹا ایک ساحر بہ شکل مہیب نعرے کرتا ہوا نکلا کہ منہ بقراطی  
 ایک طرف سے گرد و اڑی سرشار جادو روتا ہوا قریب بقراط کے پہنچا اور کہا  
 کہ یا خداوند یہ سحر کسکا ہو کہ جو صاحبقران کو لیے جاتا ہو بقراط نے کہا یہ سحر بی سمیٹن  
 نے کیا ہے میں اُن تلو تلوار کر صاحبقران کو قید کیے دیتا ہوں تم جا کر سمیٹن کو  
 لائو ان دونوں کو ایک ہی مقام پر قید کروں سرشار نے پر پرواز پیدا کیے  
 یہاں قرآن کہہ رہے ہیں کہ ملکہ بقراط نے اُن دونوں جوانوں پر برقی گرا لی  
 دونوں جوان مارے گئے مگر سرشار پر پرواز پیدا کر کے کسی جانب نکل گیا  
 سمیٹن نے منہ پیٹ کر کہا غضب ہوا بقراط خود آگیا اُن دونوں جوانوں کو مار کر  
 سحر کیا کہ صاحبقران بیوش ہوئے بقراط اٹھا کر لگیا صاحبقران کو اسی قید خانے  
 میں بجا کر قید کیا اور لگسبان مقرر کیے سمیٹن گھبرا کر کمرے سے نکلی بیرون کمرہ  
 ٹہل رہی ہو کہ سرشار تڑپ کر گر آسمیٹن کو اٹھا لیچلا سمیٹن نے پکار کر آواز دی  
 اور شہنشاہ اوج عیاری مجھ کو بچانا سرشار مجھ کو لیے جاتا ہو خواجہ جھپٹے لیکن  
 سرشار سمیٹن کو لیے ہوئے ایک صحرا میں پہنچا چاہتا ہو کہ طرف قلعے کے  
 جاؤں کہ روئے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی درو رسیدہ رو کر یہ کہہ رہا ہو نظم

اٹھاؤں صدمہ فرقت کہاں تک  
 کہ دشمن ہو ہمارا پاسبان تک

گئے گھل تن کے میرے استخوان تک  
 رسائی کس طرح ہو جان جان تک



چلے ہم حسرت دیدار لیکر تمہارے عشق میں او غیرت ماہ تمہارے وصال گلاب نین دکھا دیگی زمین اُسکو بھی اک روز نہ اتنا کر ستم بلبل پہ صبا و درد و لذت تک لیجائے گھا کو ان کے شعر و سخن جا کر سنا نہیں شفیق اب عشق خال و لہر باہین	نہ آنا تنہا نہ آئے وہ یہاں تک ہوے دشمن ہمارے مہربان تک ہوے برباد ہم چھوٹا مکان تک جو پہو پچی آہ میری آسمان تک کہ آجڑے فصل گل میں آشیان تک منہیں باقی رہی تاب و توان تک منہیں کوئی ہوا پنا قدر دان تک ہوا مشہور میں ہندوستان تک
--	---

یہ آواز سنکر سرشار زمین پر اتر آیا بیچتن کو ایک نخل کے سارے میں ڈال دیا  
خیال کر کے دیکھا کہ یہ کون در در سیدہ آہ و زاری کر رہا ہو ٹھنڈھی سالنہیں برابر  
بھر رہا ہو دیکھا قریب درہ کوہ کے ایک نازنین وواز وہ سالہ دریا سے خون میں  
غوطے مار رہی ہو اور ہر مرتبہ اٹھتی ہو اور گرتی ہو اور پکار پکار کر فریاد کرتی ہو کہ  
یا خداوند افراتھانی بدو کیجیے اس بلا کو روکیجیے کبھی پکارتی ہو کہ فلک نے ایسا  
لوٹا کہ مہربانوں کا ساتھ چھوٹا کر کیا سخت جان ہوں کہ کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا  
کہ بھلو کھا جاتا اس بلا سے نجات ملجاتی سرشار نے جو اُس نازنین کو دیکھا ایک  
آہ کی ٹھنڈھی سالنہیں کھینچنے لگا پکار اٹھا او ماہ فلک حسن و خوبی و احوال گلزار  
محبوبی حقیقت میں تیری کیا تعریف کروں نظم

بے مثل ہو بے نظیر ہو یہ  
واللہ غضب شریر ہو یہ  
زیب تاج و سریر ہو یہ  
گیسو کا ترے اسیر ہو یہ  
دے ڈال تر افقیر ہو یہ

دلدار ہو دلپندیر ہو یہ  
لاکھوں میں ہر شوخ و شنگ بیت  
اقلیم میں حسن و دیرمی کے  
ہو دامن بلا سے کب رہا دل  
کرتا ہو شفا سوال ہو یہ

یہ کہتا ہوا سرشار قریب آیا کہا او مہ جبین یہ کیا سانچہ گذرا اُس نازنین نے



ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجھ کو لیے جاتا تھا قزاقوں نے آکر لوٹا سب کا  
ساتھ چھوٹا تین دن سے اسی صحرا میں پڑی ہوں تڑپ رہی ہوں سرشار نے کہا  
میں تم کو اپنی خاتون محل بناؤنگا جن خداوند کو پکار رہی ہو میں انکا مشیر باتذیر  
ہوں اُس نازنین نے کہا خداوند بقراط تم کو خوش رکھیں مجھے تو اپنی اسید زندگی  
کی نہنیں سرشار نے کہا قدرت نے تم کو تین دن برابر اس صحرا میں بچا یا کوئی  
جانور ورنہ نہ آیا تمہارے بڑے مرتے ہو گئے یہ کہکے پنجہ کمر میں دینے لگا اُس  
نازنین نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے شخص تو کون ہو دیکھ کمر پر تلوار پڑی ہو  
ابھی روح قالب سے نکلیا نیکی احسان کیا ہو تو پورا احسان کرو کہ تم بیٹھ جاؤ  
میں تمہاری گردن پر سوار ہو لوں سرشار بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوا  
ہوئی سرشار لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ گلے میں معلوم ہوا اسپھالشی پڑی گھبرا کر  
کہا اے یہ کیا کیا وہ نازنین کاندھے سے کودی کند گلے میں والدی تھی لغو  
کیا کہ او بیچیا منم مہر سپر عیار سی و قطب فلک خنجر گزار سی شاہ عیار ان عیار لغو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہاں  
زمانے کا سکار و غدار ہوں  
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم  
نہ پائے مری گرد پا پوشش کو  
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

عمر و ہون میں عیار صاحبقران  
تراشندہ ریش کفار ہوں  
مرا تیز رفتار ہو گر قدم  
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو  
دوندہ جہانگیر و طراز ہوں

یہ لغو کر کے جھٹکا مارا کہ سرشار گرتے گرتے حباب مار دیا بیہوش کر کے  
اُسے قتل کیا تب سیمتن کو ہوش آیا سیمتن نے دیکھا خواجہ سرشار کے کپڑے  
اتار رہے ہیں کہا اے شہنشاہ اوج عیار سی تھنے بڑا کار نمایان کیا اگر تم نہ ہوتے  
تو میں کیونکر بچتی اب چلے متر قمران کی خبر لو کہ انپر کیا گزری خواجہ سیمتن و دونوں  
اُسی باغ میں آئے دیکھا متر قمران ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں گھر آئینے پر  
غبار چھا گیا سیمتن نے وہ آئینہ لیکر کوٹھری میں بند کیا کہا اے متر قمران اب تو



قلعہ سرشار تھنے دیکھ لیا برائے رہائی صاحبقران جاؤ یقین ہو کہ بقراط ثانی کو خبر پہونچے کہ سرشار مارا گیا شاید کوئی تدبیر کرے اور میں بھی تدبیر میں جاتی ہوں اب بقراط میری فکر کر لگا صاحبقران کو رہا کر کے آؤنگی یہ کہنے مہترقران و عمرو ایک جانب چلے مگر ملکہ سیجتن پر پرواز پیدا کر کے چلی گرفتاری صاحبقران کا دل پر صدمہ ہو گئی ہو کہ اسی سیجتن افسوس تیلون نے تو بڑا کار نمایان کیا تھا کہ جا کے صاحبقران کو رہا کر لائے تھے مگر بقراط کو خبر ہو گئی وہ خود وقت پر پہونچا مگر خواجہ نے بھی بڑا کام کیا قضاے کاریہ باتیں دل سے کرتی ہوئی سیجتن ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری اب سوچ رہی ہو کہ کیا تدبیر کروں اور کیونکر تباہ صاحبقران جاؤں کس طرح انکو چھڑاؤں اور یہاں بقراط ثانی جو پلٹ کر آیا آکر تخت پر بیٹھا شاہزادوں نے پوچھا کہ قدرت کہاں تشریف لیگے تھے بقراط نے کچھ بیان نہ کیا خاموش بیٹھا رہا پھر پکار کر آواز دی ایک ملک بے چراغ پڑا ہو کون حکومت کر لگا سرشار مارا گیا وہاں صاحبقران قید میں جسکو منظور ہو وہ جا کر انکی حفاظت کرے اور اپنی حکومت کا سکہ بٹھا دے جب کوئی وقت پڑے گا تو میں آؤنگا یہ سنکر گلنوش جادو پھول کر اٹھا یہ بھی بہت بڑا تاجدار ہو بقراط سے کہا اے خداوندیہ کام غلام کا ہو اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کر انتظام کرے بقراط نے فوراً اجازت دی اور کہا کہ اے گلنوش بہت ہوشیار رہی سے انتظام قلعہ سرشار کا کرنا ملکہ سیجتن کے عشق میں سرشار نہ ہونا کیونکہ وہ رہائی صاحبقران کی فکر کر رہی ہو یہ سب حالات سنکر گلنوش تاجدار طرف قلعہ سرشار کے چلا قریب اس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر سیجتن سرنگوں بیٹھی ہو گلنوش کی جو نگاہ پڑی یا تو اڑا ہوا جاتا تھا یا اتر آیا آکر کہا کہ اے نازنین کیون چپ بیٹھی ہو سیجتن نے آہ کھینچ کر کہا میں ایک کام کو گئی تھی اس مقام تک جو پہونچی کلیجے میں درد ہوا ٹھہر گئی اب اس وقت قوت نہیں کہ تباہ باغ جاؤں یہ سنکر گلنوش نے کہا اے ملکہ عالم یہاں سے قریب قلعہ سرشار ہو وہ کسی وجہ سے مارا گیا قدرت نے مجھے حال مفصل نہیں کہا لیکن مجھکو حکومت



دی ہو تم میرے ساتھ چلو میں وہاں تمہارا علاج کرونگا بعد صحت تمہارے باغ  
 تنکو پہونچا دوں گا سیچتن سمجھی کہ رسائی کا سبب نکلتا ہو کہا اچھا صاحب جو نوشی  
 تمہاری یہ ککے سیچتن گلنوش کے ساتھ ہوئی گلنوش سیچتن کو لیے ہوئے قلعہ  
 سرشار میں آیا اگر تخت پر بیٹھا نذرین گزرنے لگیں چند سا حرون کو حکم دیا کہ  
 حفاظت صاحبقران کرنا اگر کوئی افتاد پڑے تو فوراً میرے پاس آنا میں چکر  
 تدبیر کرونگا پھر ملازموں نے اشارہ کیا شراب و کباب لاؤ ملازموں نے فوراً  
 کشتیان شراب و کباب کی لا کر حاضر کیں گلنوش نے جام شراب سے بھر کے  
 سیچتن کو دیا سیچتن نے شراب جموٹی کر کے جام پھیر دیا گلنوش سینہ اندیشہ انجام  
 پی گیا سیچتن نے متواتر اس قدر شراب گلنوش کو پلائی کہ گلنوش آپ سے باہر  
 ہوا نشہ شراب سے بلبلانے لگا ملازموں کو حکم دیا کہ ایک طائفہ رنڈی کا جلد  
 بلا لاؤ ملازم دوڑے بیرون قلعہ آئے اتفاقاً ایک ٹیرہ رنڈی کا ملا رنڈی کو  
 لیکر حاضر ہوئے سازندوں نے ساز و دست کیے رنڈی نے یہ اشعار عاشقانہ  
 بتاتا کر بہ ناز و انداز گاتا شروع کیے نظم

<p>خاک ہو نیسے در و لدا نے جا دی مجھے          ایک دن میں منزل ہستی سے جا پہونچا عدم          کم نصیب ایسا ہواں گر ہو خرمی کو اذن عالم          یاد دلو اگر لڑکپن یا رسکا سہل کیا          روز و شب رہتی ہو مرغان مضامین کی تلم          بیعروس فاحشہ آتی نہیں مجھ کو پسند          حسن قاتل کے ازل سے دلو عشق پاک ہی          دل گزر گاہ حسینان تھا تصور سے کبھی          میں نے فن شعراے آتش پڑھایا ہو تجھے</p>	<p>ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے          راہزن سفتا تھا جسکو ہو گیا بادی مجھے          ہو یہ شادی مرگ ہو نیکی سوا شادی مجھے          تیغ چوبلی ہو گئی شمشیر فولادی مجھے          فکر سے کرنا پڑا ہو کار صبا دی مجھے          زال دنیا کی نہیں منظور وادی مجھے          خوبصورت کی پسند آتی ہو جلا دی مجھے          یاد اس ویرانے کی آتی ہو آبادی مجھے          تجھ کو شاگردی ہو زیبا اور استادی مجھے</p>
---	---

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو گلنوش لٹے میں جموم رہا ہو لیکن ضبط کر کے کہا کہ او



ملکہ عالم بلنگ پر چلو سیمتن نے کہا اٹھو گلنوش جو اٹھائے کاجوش تھا لڑکھڑا کر گرا  
بیوش ہوا سیمتن اٹھی طرف قید خانے کے چلی جب قید خانے کے پہونچی نگہبانوں  
سے کہا تم لوگ یہاں سے جاؤ ہمکو حکم دیا ہر ہم نگہبانی کریں گے نگہبان فوراً روانہ ہو  
سیمتن قید خانے میں گھسی جھولی میں حرز ہیکل اور شیشہ اسم اعظم ہوا کر شیشے کو توڑا  
حرز ہیکل امیر کے گھلے میں ڈال دی امیر با تو قیر ہوشیار ہوئے سیمتن نے جھک کر سلام  
کیا امیر نے بہت پسند فرمایا پوچھا کہ اوسہ جبین تیرا کیوں نکر آنا ہوا سیمتن نے حال  
اپنا بیان کیا کہ زمین سے مہرہ نقب کا ٹوٹا خواجہ نقب دیکر پہونچے امیر نے کہا  
خواجہ میں نے رہائی پائی اسم اعظم بھی یاد آیا صاحبقران و سیمتن و خواجہ عمرو  
باہر نکلے مگر گلنوش نشہ شراب میں بیوش پڑا ہوا سوراہی کہ ایک آواز مہیب  
کان میں آئی کہ او غافل اسبطرح حفاظت کرتے ہیں خواب خرگوش میں مبتلا ہو  
گلنوش کی جو آنکھ کھیرا کر کھلی دیکھا ایک شخص سیاہ روبرو چہانے کھڑا ہوا جگاہا  
ہر اور کہتا ہو کہ او گلنوش دشمن کو اپنے گھر میں لایا ایسا اُسکے عشق میں پھولوں  
نہ سمایا اُسے جا کر صاحبقران کو رہا کیا عمرو بھی راہ نقب سے آپہونچا اب تینوں  
باہر نکلے ہیں اپنے کو جلد پہونچا یہ سنکر گلنوش گھبرا کر اٹھا بیرون بارگاہ قلعہ آیا  
اور ایک چیخ ماری ارے یار و جلد حاضر ہو فوج والے حاضر ہوئے بارہ ہزار  
جادو گروں کو لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ یہ تینوں سرحد قلعہ سے باہر نکل چکے  
ہیں کہ نعرہ ہوا منم گلنوش جادو صاحبقران نے تلو اور کینچی سیمتن بھی سحر کرنے  
لگی جیسپر گول مارا وہ دیوانہ ہو گیا کوئی سر نہ کرتا پھرتا ہو کوئی نعرے مارتا ہوا اور  
کسی طرف سے آواز آتی ہی بار واپنی جان بچاؤ لڑ بھڑ کر نکلا ہوا لیکن تیغہ امیر  
سے ہنگامہ برپا ہو جیسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلنوش نے پکار کے  
آواز دی یا خداوند حمزہ میرے رو کے نہیں رکتا ہو جلد مدد کیجیے عمرو نے وہ  
حقہ مارے آتش بازی مارے کہ کئی ہزار جادوگر جل کر گرے ایک طرف عمرو اُسکے  
ٹھہرا سیمتن نے بھی خوب خوب سحر کیے یہ بھی ایک جانب گونستے ہیں آکر ٹھہری ہو



کہ ایک طرف سے آواز آئی اور شہر یار والا قدر زرا اس طرف متوجہ ہو جیسے امیر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین مثل شعلہ جو الہ یہ اشعار گاتی ہوتی آتی ہو نظر سے

فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے  
کوئی غربت میں جو آنکلا ہمارے شہر سے  
ذکر کیا اسکا کہ دیوانے سدھارے شہر سے  
سامنے ہوتی نہیں ہی آنکھ سارے شہر سے  
موسم گل کی ہوا تمکو ابھارے شہر سے  
جامہ سے باہر جو ہی باہر ہوا سارے شہر سے  
جانے والے گور کے پہونچو کنارے شہر سے  
میوہ مہرائی پرہین منہ پسارے شہر سے  
جسگری آتش نکلیا یگا پیارے شہر سے

اور جنون ہوتے ہیں مہرا پر اتارے شہر سے  
خوب روئے حال پر اپنے وطن کاشکے حال  
جان دوں گامین اسیر اور دوستو چکے رہو  
موسم گل میں رہا زندان میں آئی نہ موت  
پانوں بنجن جنون کے تو طاقت نہیں اور کو دو  
دشت گردی کی نہیں دیوانہ کو کچھ احتیاج  
جوش وحشت سے نہیں پہونچا میں مگر ایک ہنوز  
موسم گل آیا نیت سیر دیوانوں کی ہو  
اب تو آرزو ہو تو آخر کے گاما تھ پھر

اس رنگ سے اس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران چپ ہو گئے اس  
نازنین نے قریب آکر کہا کہ حرز ہیکل مجھ کو دیدیجیے امیر نے اتار کر دیدی نازنین  
حرز ہیکل لیکر ہٹی صاحبقران نے جو خیال کیا تو زبان میں لکنت پائی گلنوش نے  
اشارہ کیا ایک پہلو سے ایک رنگی پیدا ہوا سمجھن نے ہر چند روکا کہ یہ رنگی  
قریب امیر نہ جائے مگر وہ نہڑ کا سمجھن نے خواجہ سے کہا خواجہ اب نکلیں صاحبقران  
سے حرز ہیکل لے لیگی زبان میں لکنت آگئی مگر افسوس ہو کہ مطلب پورا نہ ہوا  
ہزار طرح پرہین نے روکا لیکن اس نازنین نے حرز ہیکل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا  
کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک غار مہیب پیدا ہوا نازنین حرز ہیکل لیکر اسی غار میں  
کو دگر غائب ہوئی اور وہ رنگی تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا امیر نے تلوار کا  
دار کیا رنگی نے باڑ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینک دی اور امیر کی  
کمر میں پنجہ ڈالکر اٹھا لیگیا قصر مشبک میں بیجا کر قید کیا سمجھن نے جو دیکھا کہ امیر  
کو رنگی لیگیا اک آہ سرد بھر کر فوراً غرق زمین ہوئی اسی پہاڑ پر اسکے ٹھہری



خواجہ کلیم اور صکر غائب ہو گئے مگر سیمتھن حیران ہو کہ کیا تدبیر کروں قصدا سے کار بہن  
 اسکی غنچہ دہن کہ محفل بقراط میں ستمی بقراط نے غنچہ دہن سے بیان کیا کہ سیمتھن  
 جسے باغی ہوئی اور غنچہ دہن تم جاؤ بہلا کر لاؤ غنچہ دہن نے پوچھا یا خداوند سیمتھن  
 کہاں ہو بقراط نے سوچکر اپنے علم میں دیکھا غنچہ دہن سے کہا فلاں پہاڑ پر بیٹھی  
 ہو مگر حیران ہو اور غنچہ دہن تم اپنے تئیں اسی مقام پر پہونچاؤ وہیں ملاقات ہوگی  
 غنچہ دہن چلی اسوقت پہونچی کہ سیمتھن کی آنکھوں سے آنسو جاری پہاڑ پر بیٹھی  
 ستمی کہ غنچہ دہن نے آکر ملاقات کی بقراط کا پیغام دیا سیمتھن نے جواب دیا کہ او  
 غنچہ دہن میں سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی مجھکو ذلیل کر لیا غنچہ دہن نے کہا کیا  
 مجال تیری ملاقات غنیمت جانیں گے اسکا مطلب یہ ہو کہ مجھے باغی نہ ہو میرے  
 ہمراہ رہو میں صفائی کراؤ ونگی سیمتھن نے کہا میں تو سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی  
 مجھکو اسکی صورت سے بھول آتا ہو وہ دشمن خدا کی صورت ہو کہ دیکھکر دل  
 کانپتا ہو بڑے بڑے دانت اسپر میل جا ہوا منہ سے باہر نکلے ہو سے ناک  
 بڑی سی گالوں میں گڑھے پڑے ہو سے صورت اسقدر تاریک کہ جس سے  
 خوف آتا ہو کہ کاٹ نہ کھا سے یا جست کر کے حملہ نہ کرے خدا اسکے سامنے  
 نہ لیجا سے خوف معلوم ہوتا ہو کہ کچھ حکم خلاف نہ دے غنچہ دہن نے کہا ہمیشہ  
 کیا مجال جو تمپر غصہ بھی کرے میں تمھاری دولت چاہوںگی اگر تمپر غصہ کرے گا  
 تو میں تمھاری جانب سے سینہ سپر کر دوںگی قصر ہشت پہل میں دریا سے خون  
 بہاؤنگی آخر دونوں بہنوں میں دیر تک باتیں رہیں سیمتھن نے کہا اگر کسی طور  
 سے صاحبقران رہا ہو جائیں تو میرے دل کو قرار ہو پھر میں قصد کروں کہ  
 جا کر بقراط سے ملوں اور جب تلک صاحبقران رہا نہ ہونگے میں بقراط سے  
 نہ ملونگی غنچہ دہن نے کہا یہ تو ہو سکتا ہو کہ میں جا کر گلنوش سے ملوں حزر پہل  
 لے لوں اسعمر اعظم کو پوچھوں شاید وہ بتا دے مگر تم اسکو دھوکا دے چکی  
 ہو ایسا نہ ہو کہ اسے اور صورت رہائی نہ بتا دے مگر میں جا کر بقراط ثانی سے



پوچھو ن غنچہ دہن پلٹ کر صحبت بقراط میں آئی عرض کی یا خداوند میں نے تمام  
 ڈھونڈھا مگر سیمتن سے ملاقات نہ ہوئی لہذا میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ اسم اعظم  
 گمانوش نے کہا ہے رکھا ہے بقراط نے کہا پہلو سے قید خانہ میں ایک قصر ہو کہ  
 اسکو قصر مشبک کہتے ہیں اس میں شیشہ رکھا ہے اگر اس قصر میں کوئی جائے تو  
 شیشہ و حوز ہیکل اٹھا لائے حمزہ کے سامنے لا کر توڑے تو حمزہ رہا ہو گا لیکن  
 ای غنچہ دہن خبردار کیسے سامنے بیان نہ کرنا غنچہ دہن نے کہا یا خداوند میں تو  
 خیر خواہ دولت ہوں میرے منہ سے یہ کلمہ نکلے گا یہ کلمہ خاموش ہو رہی جب  
 بقراط کھانا کھانے کو اٹھا تو غنچہ دہن اٹھی اسی پہاڑ پر آئی اور سیمتن سے  
 ملاقات کی اور کہا ای ہن سیمتن تم قصر مشبک میں جاؤ وہاں شیشہ اسم اعظم  
 رکھا ہے اور حوز ہیکل بھی اسی کے قریب رکھی ہے سیمتن یہ حال سُنکر غنچہ دہن سے  
 رخصت ہوئی کہا بوا تم جاؤ میں آؤنگی غنچہ دہن تو روانہ ہوئی سیمتن پہاڑ سے  
 اتر کر فرق زمین ہوئی قریب قصر مشبک پہنچی اب جو دیکھا قصر کا دروازہ  
 نہیں چار طرف قصر کے پھر دروازہ نہ پایا تب پیچھے ہٹ کر دیوار میں ایک  
 ٹنگہ ماری در تو پیدا ہوا مگر اندر سے آواز آئی کہ کون ہو کہنے یہ گستاخی یہاں  
 کی سیمتن نے یہ سُنکر کچھ جواب نہ دیا چاہا قصر میں داخل ہوں کہ گنبد سے ایک  
 ساحر نکلا آئے جو سیمتن کو دیکھا عاشق ہو گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل  
 مشتاقان تمہارے آنیکا کیونکر اتفاق ہوا سیمتن نے کہا منظور تھا کہ تم سے  
 ملاقات ہو یہ سُنکر وہ ساحر خوش ہو گیا کہا تشریف لائیے مکان خالی ہے آپ کو  
 جگہ دینگے خانہ بے تکلف ہو سیمتن نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے اور اس مکان  
 خالی میں کیوں رہتے ہو ساحر نے کہا مارا ان سیاہ رو میرا نام ہے اس مکان میں  
 مہری نوکری ہے اسم اعظم صاحبقران رکھا ہے مارا ان نے ہاتھ تمام لیا سیمتن کو  
 صاحبقران کے رہا ہونے کی ایسی خوشی تھی کہ خاموش ہو رہی مارا ان سیمتن  
 کو لیکر قصر میں آیا سیمتن نے دیکھا دو دالان ہیں ایک میں اسباب عیش و نشاط



چنانہو ایک دالان میں شیشہ رکھا ہوا اور اُسکے گلے میں حرز ہیکل لپٹی ہوئی ہوا شیشہ  
 کے گرد ہزار ہا ماراں سیاہ پھر رہے ہیں کچھ کھوکھلے پھنکارے مارے ہیں مٹھ سے  
 شعلہ ہارے آتش نکلے ہیں ماراں سیاہ رو سیختن کو لیے ہوئے جس دالان میں کہ  
 اسباب عیش و نشاط رکھا تھا وہاں لایا مقام صدر پر جگہ دی کہا اے ملکہ عالم آپ نے  
 غلام کو کہاں دیکھا ہو سیختن نے کہا میں نے تمکو عالم خواب میں دیکھا آخر دریافت  
 کیا زبانی بقراط کی خبر پائی کہ قصر مشک میں رہتا ہو میں جب یہاں آئی اور میں نے  
 دروازہ نہ پایا تب دیوار میں مکر ماری اُسوقت تمکو خبر ہوئی تو تم بیرون قصر نکلے  
 میں بڑا شکر کرتی ہوں کہ تم تک پہنچی جسدان سے خواب دیکھا تھا اُسدن سے  
 بہت بیقرار تھی کہ تمھاری صورت نہ دیکھوں رات کی نیند اڑ گئی تھی یہ کہکے  
 ملکہ سیختن نے جام ارغوانی لبریز کیا اور ماراں کو دیا مگر سحر کرتی جاتی ہو مراد اُس  
 سحر سے یہ ہو کہ بیہوش ہو جاوے ماراں خوش ہو کہ ایسی معشوقہ پر سی چہرہ مجھ پر  
 عاشق ہوئی جتنے جام سیختن نے دیے خوشی خوشی پی گیا جب دو چار جام پیے  
 تو بلبلا کر کہا کہ ملکہ عالم پلنگ پر چلیے آرام فرمائیے ماراں لڑکھڑاتا ہوا چلا تھا  
 کہ ملکہ سیختن نے پیچھے ہٹ کر کار و سحر جمولی سے نکالی اسم سحر پڑھ کر پشت پر ماراں کے  
 کیسے ماری ماراں لڑکھڑا کر گر سیختن نے بڑھ کر سرکاٹ لیا وہ سب ماراں سیاہ کہ  
 شعلہ ہارے آتش چھوڑ رہے تھے وہ سب پانی ہو کر بہ گئے ماراں سیاہ رو کو  
 مار کر اُس دالان میں سیختن آئی شیشہ اسم اعظم اٹھایا منظور ہوا شیشہ توڑوں  
 مگر خیال میں گذرا کہ سامنے صاحبقران کے چکر توڑنا چاہیے کہ اُنکو بھی معلوم  
 ہو کہ اسکی ذات سے اسم اعظم چھوٹا یہ سوچ کر زمین میں پائوں مارے غرق  
 زمین ہو کر طرف قید خانے کے چلی گوشہ قید خانے میں آکر سر نکالا دیکھا امیر  
 با تو قیر بیٹھے ہیں سامنے آکر سیختن نے شیشہ توڑا حرز ہیکل گلے میں صاحبقران  
 کے ڈالی دروازے پر جو نگہبان تھے اُنھوں نے جو آہٹ پائوں کی سنی  
 پکار کر کہا کون ہو صاحبقران نے فرمایا تمھارے سر کو ب نے رہائی پائی اب



بھاگو سمٹھا را وقت موت قریب آگیا نگہبان دوڑ پڑے دروازہ کھولا سمیٹن نے  
دیکھا کئی سو جوان ہیں بعض ساحران نہ بردست بادہ کبر و نخوت سے مست سحر کرنے  
لگے سمیٹن نے پیچھے ہٹ کر موتیوں کا مال لگے سے اتار اچھا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا  
عقرب جاوہر کہ سب کا افسر تھا اسی نے سحر کیا تھا ملک نے جو موتیوں کا مال مارا  
وہ جا کر پھٹا سر پر عقرب کے چنڈ موتی گرے جمو منے لگا آنکھیں سرخ ہوئیں  
چہرہ گلنار بقیار ہو کر پکار اٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ رو رو کے پڑھنے لگا نظم

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو مارا ہو ضبط نے مجھے عشق حبیب میں صورت کوئی صفائی کی اب امو منہم نہیں یار آنکھ بھی چڑھے تو ثابت نہ کر سکیں بابل ہزار فوج ہوں ٹوٹے نہ ایک گل گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام ویر و حرم میں شیخ و برہمن رہیں خراب نالوں کی بجٹ کا کسے آتش دماغ ہو +	خط یار کو لکھوں تو سیاہی روان نہ ہو مردہ مرا جلاؤں تو آسمین دعو ان نہ ہو جب تک ہمارے تیرے خدا اور بیان نہ ہو چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو سیا د ہو چین میں مگر باغبان نہ ہو اس باغ کی بہار اٹھی خزان نہ ہو ملتا ہو وہ کمان کہیں جسکا مکان نہ ہو یا ہم نہ ہو وین یا جس کا روان نہ ہو
--	---

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا سمیٹن نے کہا او عقرب جاوہر جا کے  
گلنوش کا سراؤ سب کو اپنے ساتھ لے جاو عقرب جاو و بلبلاتا ہوا سب کو  
ساتھ لیکر طرف قصر گلنوش کے چلا صاحبقران سے ملکہ سمیٹن نے کہا او شہریار  
میں تخت سحر تیار کروں اسپر سوار ہو کر چلیے صاحبقران نے فرمایا میرا یہ طریقہ  
نہیں ہو تم اڑتی ہوئی چلو میں آتا ہوں سمیٹن بلند ہوئی صاحبقران باہر نکلے اڑے  
ایک مرکب پھر رہا تھا اسپر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کر چلے جب در قلعہ پہنچے  
تو نگہبانوں نے کہا ہم دروازہ نہ کھولیں گے افسر نے کہا یہ تو وہی قیدی ہے  
بادشاہ باز پرس کرینگے گرفتار کر لو چہا ر طرف سے نگہبانوں نے گھیرا امیر کو  
غصہ آیا لڑنے لگے بہ شکل دروازہ کھولا وہاں گلنوش پڑا قصر میں سوراٹھا



کہ در بار گاہ پر ہڑ ہوا عقرب کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہوا اور پکارتا ہوا کہ اور  
گلنوش باہر نکل ملکہ عالم نے تیرا سراں گنا ہو گلنوش نکلا بلوہ دیکھ کر پیچھے ہٹا عقرب  
تو ارکینچے ہوئے بڑھا آواز دی کہ ادھیچیا باہر نہیں آتا اسنے جو خیال کر کے دیکھا  
کہ سب سحرین بتلایں پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ عقرب کے سینے پر پڑا تو گر کر  
پشت کو پار گذر ۱۲ اور ساو بڑھے کہ ہم گلنوش کو پکڑ لیں گلنوش نے برقین کرانا  
شروع کین سب کو مار کر سوار ہوا بارہ چودہ ہزار آدمی ہمراہ پہلے قصر قید خانہ  
پر آیا دیکھا قصر مشبک ٹوٹا پڑا ہوا اور قید خانہ خالی مارا ان سیاہ رو کا لاشہ دیکھا  
نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا سوچا کہ در قلعہ پر رو کے گئے ہونگے اسوقت پہونچا  
کہ صاحبقران باہر نکل چکے ہیں نگہبان کچھ قتل کیے کچھ گھیرے ہوئے لڑ رہے  
ہیں کہ ڈنکے پر چوب پڑی اور آواز آئی کہ منم گلنوش جادو بان یار و چہار جانب  
سے گھیر کر مار لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران نفرہ کر کے گرے  
منلو بہ کے طور پر لڑنے لگے مگر سیتن بہت آگے بڑھ آئی تھی صاحبقران جونہ  
آئے تو دلو ملکہ کے تردد ہوا سوچی کہ شاید کسی مقام پر رو کے گئے فوراً پلٹ  
پڑی اسوقت پہونچی کہ صاحبقران مجمع میں گھرے ہوئے ہیں مگر جیسر جا پڑے  
اُنکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جادو گر مار کر ڈال دیے ہیں مگر بلوہ دیکھ کر پروردگار  
سے دعائیں کر رہے ہیں پکار رہے ہیں کہ او پروردگار وادی میں و مددگار رہم  
اپنا شریک کرتیری ہی ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہو بقول ہندی نظم

چو خور بہ مطلع توحید جلوہ گریمہ اوست  
کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شریمہ اوست  
درین بہار گل و خار و خشک و تریمہ اوست  
چہ اہل جہل چہ نادان چہ بختیمہ اوست  
چہ مور و مار و چہ دام و رو و بختیمہ اوست  
بہر مکان و بہر جا و دار و دریمہ اوست

بہین بدید کہ باطن کہ در نظریمہ اوست  
جباب دور کن و پردہ و دوی بردار  
صدائے قمری و غوغائے بلبلان چین  
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر  
چہ وحش و طیر و چہ غلام و حور و جن و پری  
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار



صاحبقران دعائیں مانگ رہے ہیں سمیٹن نے جو یہ حال صاحبقران دیکھا کہ گرفتار  
دام رنج و محن صفہ و صفت شکن اسٹھ پڑتے جاتے ہیں اور لڑائی میں مصروف  
ہیں پس سمیٹن نے زمین پر اتر کر موتیوں کا مالا گلے سے اتارا اور اسٹھ پڑھکر  
کیٹھ مارا گلنوش نے تو اپنے کو بچا یا گمراہ اور کئی سو ساحر بلبلایا کر پکارا ٹھٹھے لٹھم

سُن رکھے شام ہوتی ہو میرا سخن چراغ یاد آگئی جو رات کو زلف رساے یار چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہاں ممکن نہ ہو دے کچھ بھی بہار شباب کو ہو گانہ روشنی میں رُخ یار سے فروغ عالم میں جلوہ گر ہو مرا یا را سطرچ دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرٹ او خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ	اُس شمع و کے آگے نہ ہو خذہ زن چراغ آنکھوں میں اپنی ہو گیا کالی کا من چراغ پیدا تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ گل ہو نہ تیرے حسن کا او گلبدن چراغ رکھتا ہوتا سخن آرزو و خار زن چراغ ہوتا ہی جیسے روشنی ابجمن چراغ سجد میں تو جلائیگا او برہمن چراغ چڑھ چاک پر کھار کے تو اور بن چراغ
---	---

اور آخر پہاڑوں سے سر ٹکرائے لگے لگے گلنوش ہر سر سے اپنے کو بچاتا ہی چاہتا  
ہو کہ سمیٹن کو گرفتار کر لوں مگر صاحبقران نے جو دیکھا کہ بلوہ کم ہوا اور ساحر  
حیران حیران پھر رہے ہیں بعض آپس میں لڑ رہے ہیں مرکب پر پٹری جانی  
مرکب اصیل تھا طرارہ بھر کے نکلیا مگر سمیٹن لڑائی میں مصروف سحر کر رہی ہو کہ  
گلنوش تخت سے اُتر اساحروں سے اشارہ کیا ہاں سمیٹن پر قبضہ کرو اور فوراً  
گرفتار کر لو ساحر بڑھے کہ سمیٹن کو گرفتار کریں لیکن سمیٹن مثل برق چمک رہی ہو  
کبھی واسنے پر کبھی بائیں پر گرتی ہو کہ پشت پر گلنوش پہونچا جیسے ہی زمین میں پاتوں  
سمیٹن نے قائم کیے اسکے پاس کمند سامری تھی وہ اُسے جھولی سے نکالی قریب  
آکر گلے میں سمیٹن کے ڈال دی سمیٹن چون چون تر پکڑ جاتی ہو کہ حلقے توڑ کر نکلوں  
کمند اور زیادہ کستی جاتی ہو آخر یہاں تک کہ ہاتھ دو گردن سمیٹن کا پھنسا گلے میں  
جو حلقہ پڑا گلنوش نے کھینچا زبان منہ سے نکل آئی گلنوش نے بڑھکر سوزن



زبان میں دی اتبوٹڑ پنا پچھڑکنا موقوف ہوا مگر صاحب خیران گھوڑا ڈالے ہوئے جاتے تھے خواجہ عمرو صحرا میں ایک مسافر کو لوٹ رہے تھے کپڑے اُسکے اتار رہے تھے بیوشی پلا کر مسافر کو بیوشی کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی صاحب خیران کو جو عمرو نے دیکھا کہ دریا سے خون میں نہاے ہوئے جاتے ہیں درگاہ کو وہ بین چپ گیا لیکن یہ سمجھا کہ کہیں سے لڑ بھڑ کر آئے ہیں اُس مسافر کے کپڑے لیکر ایک فقیر کی صورت بنائی ہوئی کرتا ہوا چلا سامنے قلعے کے آکر پہونچا اُس مجمع کو دیکھا کہ سب ساحرون کا سحر گلنوش اتار رہا ہوا اور قفس آہنی منگو آکر اُس میں سیمتن کو بند کیا عمرو نے کسی سے پوچھا با بایہ کیا معرکہ ہو لوگوں نے بیان کیا کہ صاحب خیران لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر سیمتن کو گرفتار کر لیا ہوا اب ہمارے شاہ اسکو قتل کریں گے خواجہ عمرو یہ حال دریافت کر کے ایک گوشے میں آئے ایک پیر کرامت کی قطع بنکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گاتے ہوئے سامنے گلنوش کے آئے نظم

مشت پر بلبل ہو فولادی قفس کی تیلیاں فصل گل میں یہ دعا ہو عند لب زار کی توڑ ڈالے میں نے ہن صیاد کے کتنے قفس قید اُس دم تک ہو مرغ روح دام حیم میں اوشفا فصل بہاری میں جو پھڑکے عند لب	کس طرح توڑے نہیں ہن اُسکے بس کی تیلیاں یا آہی توڑ دے میرے قفس کی تیلیاں پانچ کی بندش جو توڑی ہو تو دس کی تیلیاں اس قفس میں جسکو مری تاک ہیں نفس کی تیلیاں توڑ ڈالے سو قفس کی پیش و پس کی تیلیاں
---	---

گلنوش نے جو یہ اشعار سنے کہا ان بڑے میان کو بیٹھے آؤ بارگاہ میں اگر قفس لٹکا دیا اور کہا بڑے میان صاحب تمہارا نام کیا ہو عمرو نے کہا بھکو استاد نیزنگ کہتے ہیں گلنوش نے کہا ہمیں بھی گانا سناؤ عمرو نے کہا گانا تو آپ نے اکثر سنا ہوگا لیکن ایک کمال رکھتا ہوں کہ کبھی حضور نے سنا بھی نہ ہو گا پانوں سے بنا چوں ہاتھ سے بتاؤں سر سے شراب پلاؤں منہ سے گھاؤں گلنوش نے کہا استاد یہ تو مشکل ہو سیمتن قفس سے سُن رہی ہو جی میں کہتی ہو کیا تعجب ہو کہ جو خواجہ عمرو ہوں بانین تو ویسی ہی معلوم ہوتی ہیں بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو اور پروردگار سے



دعا میں کرتی ہو کہ اگر خواجہ ہوں تو اوماک کا ساز و اور بے نیاز اگلو نظر  
و منصور کرنا ایسا نہ ہو کہ ہوشیار رہو جائے عمر و نے کہا کلید میخانہ مجھ کو دیجیے لیکن  
میخانہ سے صبر کیجیے جب میں ساتھی ہوتا ہوں تو کوئی باقی نہیں رہتا گلنوش  
نے کلید میخانہ نیزنگ نقلی کو دی عمر و نے میخانہ میں آکر آواز دی یار و شراب  
لیجاؤ جب ہم ساتھی ہونے ہیں تو کوئی باقی نہیں رہتا کنیزین و وژین ملازموں  
نے آکر ہلڑ کیا عمر و سب شراب کو خراب کر چکا ہو کوئی گلابی اٹھا کر لگیا کوئی تپلا  
کیسچ رہا ہو کوئی قرابہ اٹھاتا ہو میخانہ میں ہلڑ ہو عمر و نے سب شراب تقسیم کر دی  
چالیس گلابیان و ارغوانی سے لبریز کر کے ایک کشتی میں لگائیں محفل میں لیکے  
آیا گلنوش نے کہا کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ اسکو  
پیچھے اگر نہ ابد صد سالہ ہو تو اسکی بھی رال ٹپک پڑے عمر و نے گھنگرو پانوں  
میں باندھے گت ناچنے لگا جام بلورین بھر کر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے  
آیا سر جھکا کر کہا ایسے بادشاہوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے گلنوش نے  
بہت سا انعام دیا کہا اُستاد حقیقت میں بے مثل و بے نظیر ہو تمکو میں خدمت  
خداوند میں لیچلو نگاہ یہ ککے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو عمر و نے  
دور ابا نہ تھا تھوڑے عرصے میں کل اہل محفل کو شراب پلائی بعد دم بھر کے  
دست درازیاں ہونے لگیں کسی نے کسی کی پگڑی اتار لی ایک نے دوسرے  
سے کہا ستھاری موچھ پر کو ا بیٹھا ہو اُسے کہا کہ بھائی اس حرا ادا سے نے  
کیا اڈا مقرر کیا ہو اُسفون نے موچھ پین پکڑ کے جھٹکا مارا موچھ پین ہاتھ میں گھن  
ایک نے کہا بھائی یہ کیا کہا تم دیکھو کو اڈا گیا پونچھ میرے ہاتھ میں رہ گئی ہو  
اور رنڈیاں جو محفل میں ناچ کر بیٹھی تھیں اُسفون نے دوپٹے اتار کر پھینک دیے  
سر پر ہنڈی و وڑی پھرتی ہیں کوئی ناٹکا سے کہتی ہوائی جان خاٹ صاحب سے  
بھرے کا وعدہ ہو دیاں تو لیچلو کچھری کا روپیہ تو وہ بھیج چکے ہیں ناٹکا نے جھٹکا  
کہا بیٹھنگوڑی میرے خاٹ صاحب خود آئے ہوئے ہیں میں اُسے دو دو باتیں



کر لون تب چلوں گی میرے خالصا حب کا یہ سونے کا وقت ہو نوچی نے کہا خیلاد یوانی  
 ہوئی ہو میں سر بر ہنہ کٹری ہوں محفل میں سب مرد بیٹھے ہیں جلدی گٹھری سے بھگو  
 کپڑے نکا لکروے ناکا نے جوتی اٹھائی ناکا و نوچی سے جوتی پینار چلتے لگیں  
 بعض سپاہی بھی بگڑے آپس میں لڑنے لگے ایک بگڑے دل لے جکی تلوار چار انگل  
 پیام سے باہر رہتی ہو پکار کر کہا رسالدار صاحب کیا ہنسے کوئی لونڈا رنڈی مقرر  
 کیا ہو میں منہ کاٹ ڈالوں گا رسالدار نے کہا کیوں دیوانہ ہوا ہو تجھ ایسے لونڈے  
 میں نے بہت سے تعلیم کیے ہیں دونوں نے تلوار کھینچی آپس میں تلوار چلتے  
 لگی گلنوش نے دیکھا بارگاہ میں عجب ہنگامہ ہو رنڈیاں ایک جانب لڑ رہی ہیں  
 دوسری جانب سپاہیوں میں تلوار چل رہی ہو پکار کر کہا یار و تنے بارگاہ کو میری  
 بازار بنایا ہو یہ ککے تلوار کھینچی کمیدان نے پکار کر کہا ابے بادشاہ بنگر بیٹھا ہو ذرا  
 اٹھ تو سہی وہ تلوار ماروں کہ بھنڈا رکھجاے گلنوش نے کہا ابے زبان لڑاتا  
 ہو یہ ککے اٹھا مگر گالیاں دیتا ہوا کہ ابے کمیدان تو بڑا پاچی ہو کمیدان نے کہا  
 تو پاچی تیرا باپ پاچی اٹھتے اٹھتے دونوں گرے تھوڑے عرصے میں سب برب  
 فرش فرش ہوئے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا کیسا پانچا سہ اتار لیا سمیٹن کے  
 قریب آکر کہا کہ اوی سمیٹن منم مہر سپہر عیار می نفس کھولا سمیٹن کی زبان سے سوزن  
 نکالی سوزن نکلتے ہی سمیٹن تڑپ کر بلند ہوئی ہاتھ ہلایا برقیں گرنے لگیں کئی سی  
 ساحرون کے سراڑ گئے لاشے تڑپ رہے ہیں خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم میرا  
 نقصان نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گی میں کپڑے سب کے اتار لون پھر ٹھہرین اختیار  
 ہو قتل میں جلدی نہ کرو سمیٹن رک گئی خواجہ نے جکے پہلے گلنوش کو قتل کیا  
 تاج اسکا لیکر زنبیل میں رکھا کسبیون کی گٹھریاں اٹھا لیں زیور سب کے اتارے  
 سب کے منہ کالے کیے گلے میں جوتیوں کے ہار ڈال دیے محفل کو خوب آراستہ  
 کیا سمیٹن سے کہا اب نکل چلو سمیٹن حال محفل دیکھ کر بہت ہنسی کہا خواجہ میں تمکو  
 پیچھے میں دبا کر لیچوں مگر حقیقت میں تم ایسا عیار ہمارے نگاہ سے نہیں گذرا



کس لطف سے پہونچے ہو تمہیں ہمارے گرفتاری کا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے  
 کہا ایک مسافر سے معاملہ درپیش تھا کہ میں نے آقاے نامدار کو دیکھا دریائے خون  
 میں نہاے ہوئے جاتے ہیں یہ تو میں سمجھا کہ کسی مقام پر مقابلہ پڑا مگر دریافت  
 نہ کر سکا کہ کس مقام پر لڑائی پڑی یہاں جو آیا تو آکر یہ سنا کہ تم گرفتار ہو گئیں اندر  
 بارگاہ کے آیا تو تم کو قفس میں بند پایا سب حال دریافت ہوا غرض بہ عنایت خدا  
 عیار می بن پڑی اور تم رہا ہو میں یہ باتیں کرتے ہوئے خواجہ وصیقتن جاتے  
 ہیں مگر صاحبقران زمان گھوڑا اٹاے ہوئے جاتے ہیں کئی کوس راستہ  
 طو کیا اور ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے کہ صحرائے گرد آری دیکھا ایک  
 پہلوان گئیڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر نہراہ جو ان تلوار بن کمر میں نیزے  
 چمکاتے ہوئے گھوڑے اٹاتے ہوئے آتے ہیں صاحبقران نے جو اس  
 پہلوان کو آتے ہوئے دیکھا راہ کو چھوڑ کر کنارے کھڑے ہوئے کہ اس  
 جوان کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب عالم تاب شہر یاری و کوکب شش جہت افروز  
 جہانداری زیر نخل کھڑا ہو عیار سے اشارہ کیا کہ نام تو دریافت کر کہ یہ کون  
 شخص ہو کہانے لڑ بھڑ کر آیا ہو عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا جب قریب صاحبقران  
 آیا رعب و داب صاحبقرانی دیکھ کر حیران ہو گیا سلام کر کے چپکا کھڑا ہوا آخر  
 صاحبقران نے خود فرمایا کہ اے عیار کیا چاہتا ہو کسیکا پیغام لایا ہو عیار نے  
 اتنے باندھکر عرض کی کہ ہمارا افسر شہباز فیلسوار دریافت کرتا ہے کہ حضور کا  
 نام نامی و اسم گرامی کیا ہوا میر نے فرمایا کہ جا کر کہدے صاحبقران زمان داماد  
 نوشیروان یہ سنکر عیار پٹا آکر شہباز سے کہا کہ حضور صاحبقران زمان ہیں  
 انصافین کا پوتا نور الدین ہر طلسم کشا قرار پایا ہو یہ سنکر شہباز نے کہا یارو یہ قدرت  
 بقراط ثانی ہو کہ یکہ و تنہا اس شخص کو پا گیا کہ جسکے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار  
 ہیں ایک ایک سردار حاکم اقلیم و ملک کا ہو لہذا چہار جانب سے گھیر لو قدرت  
 کا ناسہ بھی آیا تھا کہ مسلمانوں کو گرفتار کر کے لاؤ ان سب کے سر کر وہ مل گئے



چار طرف سے کمند دن میں گرفتار کر لیا یہ بھی ہم ٹکوا آگاہ کرتے ہیں کہ یہ شیر و لیر ہو کر لاکھوں میں اکبلا لڑنے والا ہو کوئی اسکو گرفتار نہ کر سکیگا نہ بخیرین اور کمندین چلین اس طرح گرفتار کرو صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ یکایک لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران زمان نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے نعرہ صاحبقران زمان

بحکم خداست شمشیر چار

یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء

سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار

یکے تیغ صمصام و تمقام نام

بن کا فران از جہان پاک کرد

تکو ار چلنے لگی مگر جیسے ہی صاحبقران بلوہے میں آئے چار طرف سے برابر کمندین پڑنے لگین صاحبقران نے کئی مرتبہ اپنے کو بچا یا صد ہا کو قتل کر ڈالا لیکن جس طرف جاتے ہیں اس طرف کمندین پڑتی ہیں کئی سو کمندین کاٹھین آخر کو گرفتار ہوئے شہباز نے اگر امیر کو سلسل کیا اور کہا کہ یار و اسبوقت پلٹ چلو خدمت میں قدرت کی اس قیدی کو پیش کریں یقین ہو قدرت بہت خوش ہوگی ساتھ والوں نے کہا حضور دو پہر آچکی ہو اب اتر پڑیے کل کوچ کیجیے گا یہ لشکر شہباز اسی مقام پر اتر پڑا ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ یارو کیا نیک وقت تھا کہ جو وقت میں نے کوچ کیا اس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی منہب شمشیر سے اہالی ہفت اقلیم کا نیتے ہیں ساتھ والے کہتے ہیں کہ حضور آپ کا اقبال کیسا یاوری آپ کی جرات کے کیسے شہرے ہیں جو وقت انکو لیکر قدرت کے پاس چلیے گا یقین ہو کہ آپ کو طرہ پیغمبری ملے غنچہ آرزو کھلے شہباز تو خوشی میں بیٹھا ہوا ہو مگر خواجہ و سمیٹن جو دربار لوٹ کر چلے تھے اس مقام پر پہونچے دیکھا ایک لشکر اتر ا ہوا ہو سمیٹن درہا کوہ میں مخفی ہوئین خواجہ سے کہا در یافت تو کرد یہ کسا لشکر ہو خواجہ فقیر بنکر لشکر میں آئے دیکھا جس مرکب پر صاحبقران زمان سوار تھے اس مرکب کو ایک سائیس لیے جاتا ہو عمرو دیکھ کر گھبرا گیا اس سے بڑھ کر پوچھا بابا یہ مرکب کسکا ہو سائیس نے کہا اس مرکب پر صاحبقران زمان



سوار تھے ہمارے آقا تیس مار خان انھیں نے ایسی کمند ماری کہ صاحبقران گھوڑے سے گرے سب نے گرفتار کیا یہ مرکب ہمارے آقا کو ملا ہو عمرو نے کہا صاحبقران کہاں گئے سائیس نے کہا وہ سامنے خیمہ استاد ہو اسمین قید ہیں عمرو یہ حال شکر پاس سیمتن کے آیا سب حال بیان کیا سیمتن نے کہا کہ اے خواجہ تم شہر دین ابھی اس لشکر کو مٹا دیتی ہوں یہ سب کے سب اپنے اپنے سرگرمائیں مارے مارے پھرین عمرو نے کہا اے ملکہ میں جاتا ہوں دو چار کوڑی کار و زرہ گار بھی کروں سیمتن نے کہا خواجہ تکلیف ہوگی میں ایک سحر میں انکو دیوانہ بنا دیتی ہوں کہو سب کو قتل کر ڈالوں عمرو نے کہا صاحبقران کے خلاف ہوگا سیمتن نے کہا اٹھو نہ کیسا مکر کیا کہ صاحبقران پر کمندین مارین اور گرفتار کر لیا یہ کیکے سیمتن بڑھیں موتیوں کا مالاکلے سے اتارا اسماء سحر پڑھکر موتیوں کا مالاکینچ مارا جیسے ہی موتیوں کا مالاکھٹا اہل لشکر غل مچانے لگے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے غل مچاتے تھے طلسم

موافق ہر زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی نہیں دیکھی چمن میں بننے شاخ مار و رسیدھی عدم کی راہ سب راہوں سے ہوئی بخیر سیدھی کرگی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار کمر سیدھی لحد میں کرتے ہیں پیران خم گشتہ کمر سیدھی ادھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ رفعت ادھر سیدھی کمر کہتے ہیں تلوار و کو آخر بشتیر سیدھی بس اب اے چرخ پیر اچھی نہیں تر چھی نظر سیدھی نہ اکٹی ہی سمجھتا ہوں نہ وہ رشک قمر سیدھی

جان تلوار کشتہ میں کرین بشتیر سیدھی

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہو اگر سیدھی زمین پر پانوں رکھکر آسمان پر ناز کرتا ہو سر مغرور کو جمعیت دنیا جھمکتی ہو نہ پستی و بلندی ہونہ ایسے بھیڑ کے رتنے نہیں زور و آوری میں بازو قاتل کو شک گز نہیں از مردن بھی باقی رہتی ہر حسرت جوانی کی اثر کرتی نہیں تعلیم تیز و زر گاروں کو محبت ہو ہمیشہ کا ملو نکور است بازو سننے غریب آزار کا انجام کچھ اچھا نہیں ہوتا جو ٹھو مین یار کے آتا ہو بکجاتا ہو آتش

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سب اہل لشکر دروازے پر شہباز کے جمع ہوئے اور



پکار کر کہنے لگے کہ یا تو افسر بنے تھے اب چپکری بیٹھے ہو ذرا باہر تو نکلو دیکھو تمہارا کیا حال کرتے ہیں شہباز یہ آوازین سنکر گھبرا گیا باہر نکلا دیکھا کل فوج کا جماؤ ہو بلبلار ہے ہیں کوئی شعر پڑھتا ہو کوئی گریبان چاک کیسے منہ پر خاک شہباز نے پکار کر کہا کہ یارو کیا چاہتے ہو سب نے کہا ہم کو بہت ناگوار گذرا کہ آپ نے صاحبقران کو مکر سے گرفتار کیا بہتر یہ ہو کہ آنکھوں پر ہاتھ کر دیکھیے شہباز سب کے ساتھ قید خانے میں آیا اگر دیکھا کہ سب آمادہ ہیں کہ تلوار پکڑ کے بھپڑا پڑیں شہباز نے بہ تعجیل صاحبقران کو رہا کیا ایک عمدہ مرکب منگو کر دیا صاحبقران اسپر سوار ہوئے ہتھیار کمر میں لگا شہباز نے کہا آپ بڑے صاحب اقبال ہیں صاحبقران نے فرمایا یہ کوئی باعث ہوا یہ کیکے گھوڑا اڑایا طرف سے درہ کوہ کے نکلے دیکھا خواجہ عمرو و سیمتن بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں سیمتن نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا او ملکہ ایسا سحر اب کبھی نہ کرنا مجھ کو ناگوار گذرا اگر سانسے بقراط کے لیجاتا تو وہاں جا کر قید توڑتا بارگاہ میں اسکی ہنگامہ ڈال دیتا شہباز مسلمان ہونے سے رہ گیا یقین تھا کہ یہ مسلمان ہوتا سیمتن نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری خطا معاف فرمائیے حضور منزل و منزل چلینگے میں تخت سحر بنا کر لیچلون امیر نے فرمایا مجھے کیا جلدی ہو اسی طرح لشکر میں پہونچ جاؤنگا یہاں اہل لشکر سب بقرار تھے سب سے زیادہ لذہور ہر وقت روتے ہیں اور صاحبقران کو یاد کرتے ہیں باہر نکلا بیٹھے ہیں لشکر کے گرد حصار اسم اعظم سانسے قصر سے جب ابراٹھتا ہو کنارے لشکر کے آکر پھٹ جاتا ہو معمار قصر ساز شرمندہ ہوتا ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو کہ ابرا جا کر ہر طرف نہیں برساتا آخر ایک نامہ لکھا بارہ کوس پر ایک پہلو ان رہتا ہو کہ اُسکا نام سلطان ابلق سوار ہو اُسکو یہ رقعہ لکھا کہ اے سلطان ابلق سوار لشکر کشی کرو کہ لشکر مسلمانان حصار سے نکلے ابرا سحر نہیں جاتا سلطان ابلق سوار کے پاس جو نامہ پہونچا اُسے جواب میں لکھا کہ غلام ایک شرط سے آتا ہو میں جرأت سے سب کو قتل کرونگا سحر نہ کیجیے گا ورنہ میں بدنام ہو جاؤنگا معمار قصر ساز نے فوراً



جواب لکھا کہ اس سلطان تم آؤ جو تم کہتے ہو وہی ہو گا سلطان نے کوچ کیا یہاں  
لندھور بیٹھے ہیں سب سردار گرد جمع ہیں ذکر رہائی صاحبقران ہو رہا ہو لندھور  
کہتے ہیں خواجہ گئے ہیں وہ صاحبقران کو لے ہی کر آؤینگے کہ صحرائے گرد آڑی  
سلطان ابلق سوار تین لاکھ فوج سے مقابلے میں آکر اتر لندھور کو خبر لی  
کہ سلطان برائے مقابلہ آیا ہو لشکر کو بڑھایا سلطان نے طبل جنگی بجوایا معمار  
دیکھ رہا ہو کہ دونوں لشکر مقابلے میں آتے۔ سلطان و لندھور کے لشکر میں  
طبل جنگی بجے تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر یہ قاعدہ قدیم میدان  
کارزار میں آئے سلطان نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنامرگ کی ہو  
وہ نکلے بہرام گرو نے مرکب نکالا معمار نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان حبشی بمقابلہ  
سلطان جاتا ہو ایک تصویر کو اشارہ کیا وہ تصویر چاک کر گری بہرام کو اٹھا کر  
لیگئی کئی پہلوان اس طرح نکلے لیکن سب کو وہ تپلی اٹھا لیگئی سلطان نے جو یہ معرکہ  
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر قریب قصر آیا پکار کر آواز دی کہ اے معمار تھمتے وعدے  
کے خلاف کیا میں بدنام ہوتا ہوں یہ پہلوان جو نکلے تھے ان سب کو قتل کرتا میرا  
نام ہوتا تھمتے کیوں اٹھو اٹھو یا ایک پتلی نے آکر جواب دیا کہ اس سلطان اب  
پلٹ جاؤ کل میدان کارزار میں آنا جو تم چاہتے ہو وہی ہو گا یہاں لندھور  
کمر باندھے ہوئے تھے کہ سلطان پلٹ گیا لندھور نے کھنکھار کر تقو کا کہا کہ او  
سلطان اسی منہ پر دعویٰ جرات اگر آگ کا دیر یا جوش مارتا تو ہم لوگ اس طرح  
بھگتے اور اپنے کو دیر یا آتش میں گرا دیتے سلطان نے کچھ جواب نہ دیا مگر  
پلٹ آیا شام کو طبل جنگی بجوایا لشکر لندھور میں بھی طبل جنگی بجاتا تیاریاں ہونے  
لگیں چار پہر رات اسی معرکہ میں گزری جب کہ شبانہ زترین بال اشیانہ مشرق  
سے اڑا نخل ککشان پر آیا آکر قائم ہوا نہ مزہ سرائی کرنے لگا سلطان میدان  
میں آیا اور آواز دی کہ جسکو تمنامرگ کی ہو وہ نکلے اور مجھے مقابلہ کرے یہ لشکر  
لندھور بن سعد ان نے فیصل پنا بڑھایا میدان کارزار میں آئے مقابلے میں



سلطان کے پہونچے آپس میں نیزہ چلا لندھو ر نے نیزہ سلطان کا نکالا پتلی نے  
 پکار کر آواز دی اے سلطان نماشتہ دیکھا بس اب دخل نہ دو ہمارا تماشتہ دیکھو یہاں  
 دونوں نے تلوار کھینچی ہو قریب ہو کہ لندھو ر ہاتھ مارا بن کہ معمار نے پتلی کو اشارہ  
 کیا پتلی تڑپ کر گرمی لندھو ر کو بھی اٹھا لیگئی ایتوا لشکر اسلام میں غریب ہو سلطان  
 نے پھر لغزہ کیا فرزند لندھو ر نکلے اول ارشیون پر نیزا و مقابلہ سلطان میں  
 پہونچے پتلی تڑپ کر گرمی ارشیون کو اٹھا لیگئی فرہاد خان یکضربی گینڈا بڑھا کر  
 مقابلہ سلطان میں پہونچے بھائی اور باپ کے گرفتار ہونے سے جھلا سے ہو  
 تھے آتے ہی چو بدست ماردی سلطان نے سپر اٹھا دی مگر چو بدست فرہاد خان  
 جو پڑی سپر ہاتھ سے سلطان کے چھوٹی شانہ ٹوٹا گینڈے سے گرا فرہاد خان  
 نے چاہا کہ پامال کر ڈالوں معمار نے فوراً پتلی کو حکم دیا کہ اس جوان کو اٹھا لاؤ  
 تڑپ کر گرمی فرہاد خان کو اٹھا لیگئی چاہیں سرور سب نکلے اور مقابلے میں  
 سلطان کے پہونچے سلطان سے مقابلہ بھی نہ ہونے پایا کہ پتلیاں اٹھا لیگئیں  
 مگر فرہاد خان نے شانہ سلطان کا توڑا سلطان رنجیدہ پلٹا کوئی افسر نامی باقی  
 لشکر میں نہ رہا سلطان نے دوسرے دن طبل جنگی بجوایا میدان میں آیا لکار رہا  
 ہو مگر یہاں سے کوئی نکلنے کے لایق نہیں ہو چند کمیدان رسالدار جی داری کر کے  
 نکلے پتلیاں اٹھا لیگئیں سات دن سلطان نے میدان داری کی سو سرداران  
 نامی گرفتار قصر ہوئے ساتویں دن سلطان نے صحت پائی شانہ اسکا درست  
 ہوا دسویں دن اسنے پھر طبل جنگی بجوایا اب جو میدان میں آیا تو یہاں کوئی  
 اس لایق نہ تھا کہ میدان میں نکلتا سلطان تو پکار رہا ہو کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو  
 وہ نکلے یہاں سے عیار حدادیتے ہیں کہ اے سلطان تیرے جو مقابلے کے لایق  
 تھے وہ پہلے ہی تیرے مقابلے میں جا کر پامال ہوئے ہر چند کہ جو براے مقابلہ نکلا  
 اُسکو پتلی اٹھا لیگئی مگر تو نے دیکھا کہ تار نہ موقوف ہوا تھا یہ وہ بہادر ہیں کہ اگر  
 آگ کا دریا ہو تو اُسچین پھاند پڑیں کسی مقام پر نہ رکیں تو پکارتا اور کوئی نہ نکلتا



سلطان کتنا ہوا تھے جسے ہوئے کھڑے ہیں فرداً فرداً آوین ورنہ میں خود آتا ہوں  
صفت پر آ کے قتل کرونگا یہ کلمات اس جیسا کے شکر اہل لشکر بدحواس بیتاب و بقیار  
و عائن مانگ رہے ہیں کہ اوی خالق کار ساز و اور رب بے نیاز فرشتوں کو واسطے  
بدو کے بھیج اور تو اپنا رحم شریک کر نظم

دل از غبار بکن صاف و سپند از وسواس بدل فقیر شوا و مرد اہل عقل و قیاس بکن بہ زندہ و لے کار تا قوی زندہ بذکر و فکر اکہی ہمیشہ عادت کن مشو بہ ملک جہان با وجود زر مشہور بیوش چہرہ روشن نہ چشم بد بینان بشغل کار عبادت ہمیشہ مشغول است شو بہ زندگی چند روزہ کو مفسد و برو چہ چیز دنیا سے دون غنی با خویش ز چارست کشاید در یقین ہند می	شود و گرنہ بہ جانت تسلط خستاس بہ فرق تاج بنہ زو بہ تخت کن اجلاس بدی بہ خالق کن تا قیام ہوش و حواس زبان خویش مجنباں بغیر حمد و سپاس بہنیل و انجسل و ولنگ مسک و کتناس بہ زریہ جامہ سلطانی و شہانہ لباس خدا پرست خدا دوست مرد کار شناس کے کہ ہست خداوند ہوش و اہل قیاس بغیر حسرت و افسوس و چند گز کر پاس چو ذات پاک کند و دراز دولت و سواں
--	--

لشکر میں ہنگامہ برپا ہو عیار چاہتے ہیں کہ ہم سلاح لگا کر جائیں اور اپنے کو آہر  
کر آوین جانتے ہیں کہ اُن تک نہ پہنچیں گے مگر اسکا غرور تو دور ہو گا سرور منع  
کر رہے ہیں کہ اوی عیار ان نامی تم بڑے جری و بہادر ہو مگر بدنامی ہوگی جسوقت  
اُٹھانے والا اُٹھالیا جائیگا جب وہاں قید کریگا تب صورت تبدیل ہوگی تب سرد  
گھبرا رہے ہیں آخر کو وہ سردار کہ جو نحیف و ضعیف ہیں وہ سلاح جسم پر آراستہ  
کرنے لگے سپاہیوں نے کہا یارو تم لوگ کبھی نکلے نہیں صاحبقران تمہاری  
نو کری معاف کر چکے ہیں لشکر کے ساتھ جو تم آتے ہو تو یہ تمہاری نمک حلائی ہو  
ہم تم لوگوں کو نہ نکلنے دینگے سلطان کئی آوازیں دیکر طرف فوج کے پٹیا کہا ان  
سب کو گھیر کر مار لو اور وہ ساحر سیاہ قاصد قصر پر اپنے کھڑا ہو ہزار ہا تصویریں گرد



اُسکے کٹری ہین سلطان سے اشارے کر رہا ہو کہ جب تم بلوہ کرو گے اور یہ لوگ  
بھی گھوڑے اٹھائیں گے اسوقت یہ سب تصویریں تڑپ کر گرینگی اگر دس کرو  
ہوں تو انکو اٹھا لاوینگی تو نے روز اول ایسا غور کیا جسکا یہ انجام ہوا کہ آج تک  
تو صبح و سالم نہین ہو خیال تو کر ایک فقط پسر لندھو رٹا تھا ایک ضرب بین تیرا  
شانہ اُسے توڑا اب تجھکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی جسپر قصد کریگا اُسکو تصویر اٹھا لائیں گی  
آخر سلطان نے کل فوج سے کہا کہ تمکو تکلیف نہ ہوگی ہر چند کہ تم کم ہو اور  
وہ بہت ہین مگر جسپر ہاتھ اٹھاؤ گے اُسکو تصویر اٹھا لیجا یں گی فوج کو اپنے قریب  
بلایا جاتا ہو کہ بلوہ کرے کہ صحرائے گرد و آڑی آسمان پر ابر نارنجی چھایا اُس سے  
برق چمک رہی ہو کس زور و شور سے وہ ابر آتا ہو آگے صاحبقران زمان اور  
خواجہ عمر و رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے امیر نے جو آکر لشکر کا انتشار دیکھا کہ  
ایک پہلوان میدان میں کھڑا لکار رہا ہو اور فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کیا جاتا  
ہو وہین سے لغرہ کیا کہ باش او کا فر خاصر خبردار آگے نہ بڑھنا منہ نہ لڑ لقات  
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان یہ لغرہ کر کے آپرے لغرہ امیر

منم ماہتاب سپہ کمال  
زمن دیو عفریت عاری شدہ  
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف  
کہ صاحبقران در جہان نام شد

منم اختر برج عذو جلال  
سمندون ز پیشم فراری شدہ  
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف  
ہمہ شہر آباد اسلام شد

گھوڑا بڑھا کر مقابلہ سلطان میں آئے مقبل نے اشقر بڑھایا صاحبقران پشت  
اشقر پر سوار ہوئے تیغہ عقرب وغیرہ مقبل نے حاضر کیا حرز ہیکل کو سینے پر اپنے  
آراستہ کیا اور مقبل نے سب خبر عرض کی اب صاحبقران مقابلہ سلطان میں  
آئے خواجہ زیر شکم مرکب ہین آگاہ کرتے جاتے ہین کہ اسم اعظم پڑھیے امیر کی  
اسم اعظم و روزبان ہو مقابلہ سلطان میں پہنچ گئے وہی پتلیان کنٹی تڑپ کر  
گرین جب صاحبقران نے حرز ہیکل کو ہلا دیا وہ پتلیان بھاگ گئیں آگے اُس



ساحر سیاہ فام سے بیان کیا کہ ہم کو خوف آتا ہے اگر حمزہ کی کمر میں پنجہ دینگے تو پھر قتل  
 ہو جائیں گے انکی تلوار کی چمک دیکھ کر دل تھراتا ہے ہم قریب نہ جاؤینگے اس ساحر  
 نے کہا دیکھو انجام کیا ہوتا ہو بڑا مقدمہ سخت ہو مگر وہ سحر کروں کہ حمزہ کو بھی جان  
 بچانا دشوار ہو یہاں امیر مقابلہ سلطان میں پہونچے لٹکار کر جا پڑے اسنے  
 نیزہ مارا امیر نے تیغ عقرب سے قلم کیا وہ تلوار کھینچ کر برس پڑا صاحبقران نے  
 وار اس کے رو کے روک کر لغزہ کیا کہ او بے حیا ایک وار مردان عالم کا قبول  
 کر یہ ککے ہاتھ تلوار کا مارا اس کن سے مارا کہ تلوار تڑپ کر گرمی سپر کو کاٹ کر  
 تابہ سینہ کا ٹامع گنبد چار ٹکڑے کیے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مر گیا  
 سب لینا لینا ککے آپڑے صاحبقران کو خود غصہ ہو فوج کو اشارہ کیا اسم اعظم  
 بہ آواز بلند پڑھ رہے ہیں وہ ساحر سامنے کھڑا ہوا ہر چند و تشکین دیتا ہوا اور  
 پتلیوں پر تاکید کرتا ہے تیلیاں اسکا حکم نہیں بجا لاتیں تھرا کر رہ جاتی ہیں لشکر  
 اسلام جو فوج کفار پر جا پڑا مارے تلواروں کے ٹکڑے اڑا دیے آخر کفار  
 تاب نہ لاسکے فریاد کرتے ہوئے بھاگے صاحبقران بہ فتح و فیروز پٹے لک  
 بیعتن کہ ابرہہ میں مخفی ہوا اسنے چاہا کہ میں سحر کروں ایک پتلی چمک کے سامنے آئی  
 چمک کر آواز دی اے بو اسیمتن چلو تمکو معمار بلاتا ہے بیعتن نے سر جھکا لیا اس پتلی  
 کے ساتھ چلی قصر میں آئی یہ بھی قفس آہنی میں بند ہوئی صاحبقران زمان کل  
 فوج سے فرماتے ہیں آپ لوگوں نے ہمارے بعد بڑے مددے اٹھائے  
 حقیقت میں اس قصر پر آ کے بڑے رنج اٹھائے سرداران نامی جسطور  
 سے مقابلے پڑے تھے اسکو بیان کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کوئی سردار نہی  
 آپ کے لشکر میں باقی نہ رہا دیکھیے سامنے قصر میں سب قفس ہا سے آہنی میں  
 لٹکے ہوئے ہیں صاحبقران نے فرمایا خواجہ میرا کلیہ منہ کو آتا ہو دیکھو سب  
 سردار کیسے خجیف و ضعیف ہو رہے ہیں ایک ہفتہ گزرا کہ سب اس بلا میں  
 مبتلا ہیں میں تو جاتا ہوں یا انکو رہا کرتا ہوں یا خود بلا میں پھنستا ہوں عمرو نے



عرض کی حضور آپ ایک ہفتہ تامل کرین مین اپنے کو قصرین پہونچاؤنگا اگر خدا نے  
 چاہا تو معمار کو مار ڈنگا مگر آپ کا آنا مناسب نہیں صاحبقران جو سامنے قصر کے آئے  
 دیکھا کئی نفس ٹکے ہوئے ہیں اور سب سردار سرنگون بیٹھے ہیں صاحبقران کا قلب  
 تھرا گیا گھوڑے کو بڑھایا ہر چند سرداروں نے روکا مگر صاحبقران کب مانتے ہیں  
 زلفین خلیلی بیچ و تاب کھا رہی ہیں رگ ہاشمی جوش و خروش میں گھوڑے کو بڑھا  
 ہوئے جاتے ہیں وہ ساحر ہر چند پتلیوں کو اشارہ کرتا ہو کہ جاؤ جا کر حمزہ کو اٹھا کر  
 لے آؤ مگر پتلیاں اسکا حکم نہیں مانتیں انکار کرتی ہیں کہتی ہیں دیکھو او معمار سنو  
 ہم کیا کہتے ہیں صاحبقران گھوڑا اڑاے ہوئے قریب قصر کے آئے و رقص پر  
 اگر گھوڑے سے اترے دامن گروانکر قصر کے اندر چلے جیسے ہی قدم اندر رکھا  
 پتلیاں جھپٹ جھپٹ کر پاس آنے لگیں جسے آکر قصد کیا کہ کمر میں پنجہ دیون امیر نے  
 ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو پتلیاں ہر دروازے پر صاحبقران کے  
 سامنے آئیں اور دست زبردست امیر سے قتل ہوئیں امیر دروازہ ٹکڑے کر کے  
 ہوئے اسماعظم پڑھتے ہوئے بالائے قصر پہونچے جیسے ہی قصر میں پہونچے وہ  
 ساحر سامنے سے بھاگا صاحبقران نے نفسہاے آہنی کو اتارنا شروع کیا اور بھی  
 کئی نفس توڑے جو سردار نکلا اُسے قدموں کو بوسہ دیا مگر جس طرف کہ وہ ساحر  
 بھاگ گیا تھا یکایک اُس طرف سے ایک روشنی معلوم ہوئی امیر نے دیکھا کہ ایک  
 معشوق پر یہ چہرہ کہ حسن و جمال کی جسکے تعریف ناممکن ہو خرامان خرامان سامنے امیر کے  
 آئی جھک کر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ میں تو مدت سے حضور کی مشتاق  
 تھی مگر کوئی وجہ ایسی نہ ہوئی کہ تابہ حضور پہونچتی آج بخت نے رسائی طالع نے  
 یاد دی کی چند اشعار مجھ کو میان آتش صاحب کے یا وہیں اُنکو سماعت فرمائیے  
 یہ کیکے آواز دی ارے سازندے کہاں ہیں اُسی پہلو سے ایک طبلہ بجانے  
 والی دوسارنگی والیاں حسن مین بے مثال آکر پہونچیں صاحبقران کے  
 سامنے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار گانا شروع کیے وہ نازنین ہاتھ بڑھا بڑھا کے



طرف صاحبقران کے اشارہ کرتی ہوتا نہیں مار رہی ہو نظم

مشتاق ہیں کس ماہ کے انجم سے زیادہ  
سنباب سے افزون ہو یہ قائم سے زیادہ  
ان چشموں میں بھی جوش ہو قلم سے زیادہ  
ہو سخت مرا کا سہ سر سہم سے زیادہ  
آنکھیں نہ لڑایا کرو مروم سے زیادہ  
کس جام میں یاں نشہ نہیں خم سے زیادہ  
شوق اندون اس گل کو ہو کلام سے زیادہ  
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ  
نالہ تری خلخال کا ہو قلم سے زیادہ  
ہو قلم دلدار ام کا قلم سے زیادہ  
گویا ہوں خموشی میں تکلم سے زیادہ  
شغل آجکل آنکو ہو تبسم سے زیادہ  
تم جسے زیادہ ہو تو ہم تنہ سے زیادہ

مشتاق نہیں کوئی حسین تنہ سے زیادہ  
کلی مری پشیمے سے رکھتی ہو مجھے گرم  
سیلاب کا کام اشک کرین خانہ تن میں  
تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھو کر  
اندھیر ہو دل پتے ہیں سرے کی طرح  
میخانہ اُلفت میں نہیں جائے تنک طرف  
منظور نظر ہو دل بلبل کو کھانا  
صوفی جوئے نالہ موزون کو ہمارے  
ٹھو کر ہو تری صاحب اعجاز سیجا  
غالب ہو غضب پر کرم اس بت کا آہی  
حسرت کی نگاہوں سے عیان حال ہو میرا  
بجلی کو جلا دینگے وہ لب و انت دکھا کر  
کتا ہو وہ شوخ آئینہ میں عکس سے آتش

اسطور پر یہ اشعار اس نازنین نے گائے کہ صاحبقران نے قفسوں کا توڑنا  
موقوف کیا ہر چند کہ عز ہیمل گلے میں ہو اسم اعظم بھی یاد ہو مگر جمال نے اس محبوب  
کے ایسا فریفتہ کیا کہ خاموش ہو کر اسی مقام پر بیٹھ گئے اس مہ جبین کا ہاتھ تھام  
لیا مسند پر وہ نازنین لا کر یہ ناز واد اپہلو میں آکر بیٹھ گئی باتوں کا تار باندھ دیا  
عمر و نے باہر سے یہ سحر دیکھا صاحبقران کو زفیل سے ہوشیار کرتا ہو مگر امیر متوجہ  
نہیں ہوتے اُسکی باتوں پر مہوت ہیں جمال اسکا دیکھ رہے ہیں اور فراتے  
ہیں کہ میں اب تکونہ جانے دوں گا وہ کتنی ہو مجھے بھی اسقدر آپ کا اشتیاق ہو  
ہر چند کہ شہنشاہ معمار جو ہمارا افسر ہو اسکا حکم نہیں کہ کسی کے پہلو میں بیٹھو مجھکو  
واسطے خداوند کے پرورش کیا ہو مگر میں خداوند کے نام سے بیزار ہوں صوت



انکی دیکھ کر ڈر جاتی ہوں کئی مرتبہ مجھ کو لیکر گئے جب سامنے پہونچی چیخ مار کر بیویوں  
ہو گئی انکی کالی کالی صورت منہ سے بو آتی ہوں دم گھبراتا ہو مگر آپ کی خدمت کے  
واسطے میں نے ملال شہنشاہ کا قبول کیا چاہتی ہوں کہ آٹھ پہر آپ کی خدمت  
میں حاضر ہوں اگر مجھے حضور کا وصل ہو گا تو بہت شاد ہوں گے وہ رنگ دکھانے  
کہ کبھی کسی معشوق سے یہ لطف نہ ملا ہو ہر مرتبہ صاحبقران ارادہ کرتے ہیں  
کہ اس سے وصل حاصل کروں مگر حرز سبیل کو جنبش ہوتی ہو رک جاتے ہیں اور  
فرماتے ہیں کہ اے ملکہ عالم کچھ حجاب بھی شرط ہو تمام سردار میرے قید ہیں پوتا میرا  
نور الدہر بن بدیع الزمان منین معلوم کب سے قید ہو یہ سب دیکھیں گے تو  
بھیر طعن کرینگے وہ نازنین ہنس کر جواب دیتی ہو کہ اے شہریار آپ کے واسطے  
پر وہ پوشی کروں کنیزوں کو ہٹاؤں سامنے پردے پڑ جائیں صاحبقران زمان  
فرماتے ہیں کیا جلدی ہو تم مجھے راضی میں تمہارا خواہاں تم کو لشکر میں لے چلوں گا  
وہاں سب طرح کا انتظام ہو گا نور الدہر کو تو رہا کروں اسکی حسرت دیکھ کر میرا  
کلیجہ پھٹا جاتا ہے جب صاحبقران اٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ نازنین ہاتھ تمام  
بیتی ہو صاحبقران کو شغل میں لگاتی ہو صاحبقران مصروف ہو جاتے ہیں جن  
سرداروں کو رہا کیا تھا انکو دیکھا کہ وہ اسی طرح نفس میں بند ہیں صاحبقران  
سے اشارے کر رہے ہیں کہ غلاموں کو رہا کیجیے ہم لوگ نوبت بجان و کار و برخواستہ  
ہیں یقین ہو اسی نفس میں تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں صاحبقران فرماتے ہیں کہ میں  
تم سب کی رہائی کو آیا ہوں ابھی اس نازنین کی مرضی منین ہو یہ منع کرتی ہو اگر  
رہا کروں گا تو کچھ باعث خرابی ہو گا یہ دل و جان سے میری مشتاق تھی حقیقت میں  
خیال جو کرتا ہوں تو اسکو عالم خواب میں دیکھا تھا اب اس خواب کا ظہور ہوا  
قلب کو سرور ہوا سردار سر جھکا ہے میں سوچ رہے ہیں کہ صاحبقران اپنے  
ہوش میں منین ہیں ورنہ ہم لوگوں کو رہا نہ کرتے کس زور و شور سے آئے اسقدر  
پتلیاں قتل کیں کہ قصر میں کوئی باقی نہیں رہی اب کیا دیر تھی ہم لوگ رہا ہو جاتے



اس کشاکش سے نجات پاتے عمرو یہ سب معرکہ باہر سے دیکھ رہا ہوں اسبطرح سامان  
 مین گذرہ اصاحبقران اسبطرح پہلو مین اس نازنین کے بیٹھے ہیں جب شام ہوئی  
 تو اس نازنین نے اشارہ کیا خوب اس قصر مین روشنی ہوئی پنج شانے طلائی و  
 نفرتی روشن ہیں امیر اسی طرح پہلو مین بیٹھے ہیں عمرو نے کنارے آکر زنبیل سے  
 تخت زبرجدی نکالا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بقراط ثانی بنا  
 گرد تخت کے کچھ پتلے نکا کر رکھے بہ شکل لات و منات و بہ صورت ساقری و جشید  
 ان مین بھی کچھ تدبیر کردی اور تخت اڑاتا ہوا سامنے قصر کے آکر ایک لغرہ کیا  
 کہ منہ خداوند بقراط ثانی او معمار مقام افسوس ہو کہ تجھے کچھ نہ ہو سکا امیر کو  
 گرفتار نہ کیا معمار یا تو پہلو سے قصر مین چھپا ہوا تھا بقراط کو جو آتے ہوئے  
 دیکھا سامنے نکل آیا اصاحبقران کے روبرو مسند بچھائی پکار کر آواز دی کہ او  
 خداوند آئیے آج تو بہت خداوند ساتھ ہیں بقراط نے آواز دی او معمار ان  
 سب نے خواہش کی کہ ہم بھی آج ساتھ چلیں کرامت خداوندی دیکھیں مین نے  
 کہا کہ تم سب چلو یہ سب چھوٹے بھائی ہیں تلے اوپر کے انکار بخیدہ کرنا مجھ کو ارا  
 نہ ہوا معمار نے دست بستہ عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے آپ تشریف لائیے  
 اس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے مگر دیکھ لیجیے اصاحبقران  
 اسی حال مین بیٹھے ہیں دیکھیے میرے سحر نے اٹھنے نہیں دیا لیکن انتظار کر رہا تھا  
 کہ کیونکر اسم اعظم بند کروں کوئی تدبیر نہ بن پڑی بقراط نے کہا آج ہم خود یہاں  
 کھا دیں گے اور ہمارے عمر بڑھا دیں گے اور اسم اعظم حمزہ کا ہمارے گانے سے بند ہوگا  
 اور شراب و کباب لیتے آئے ہیں شراب تمکو پلا مین ہمیشہ نو جوان رہو گے معمار  
 نے کہا یا خداوند اس شراب کا نام سنتا تھا مگر حیران تھا کہ کیونکر ممکن ہو لیکن  
 حضور نے بڑا کمال کیا کہ سب خداوندوں کو بھی لائے سب کے ساتھ ملکر تقدیر  
 کیجیے کہ حمزہ گرفتار ہو بقراط نے کہا اب کیا مین خالی پلٹو گا حمزہ کو گرفتار کر کے  
 لیجاؤ گا قصر ہشت پہل مین انکا داخلہ ہوو بانکی جبینین گلزار پوش انکے ہوش



اڑا دینگے حرز ہیکل بھی لیل و نگاہ ککے پہلو میں ہاتھ لیجا کر ایک چنگ مرصعی نکالایہ  
اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

<p>زیب ویتی نہیں اس کعبے کو پوشاک سیاہ دل کا فرسے ہو چشم بت بیباک سیاہ روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ سرخ ہو یا کہ ہو رنگ گنا پاک سیاہ بخت رکھتا ہو ہمارا دل صد چاک سیاہ اسپ مشکلی ہو ترا آہوے چالاک سیاہ گل سیہ بوئے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ کونٹے سے ہو سوار وے ہوشاک سیاہ خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ کوسون تک ہو گئے جگر خس و خاشاک سیاہ</p>	<p>استقدر دل کو نہ کراہت سفاک سیاہ پانی مانگے نہ کبھی تر چھی نگہ کا مارا یار سے وعدہ فرما ہو عجب کیا اسکا کسی حالت میں نہ ملا ہر ہو جو ہوا دل بخش نہ ہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گلہ نظر آیا ادھر آنکھوں نے اُدھر غائب تھا کون سے باغ میں لاتی ہو مجھے شامت بخت نگہ بد سے تجھے دیکھے جو احو عالم نور کون سا صید نہ بون صید فگن نے بازغا جس بیابان میں لگی نالہ آتش سے کو</p>
---	---

یہ اشعار جو بقرا لائے گائے معمار تعریفین کرنے لگا کتا ہوا خداوند میں نے تو  
کبھی ایسا گانا نہیں سنا آج تو آپ نے خوب گایا بقرا ط نقلی نے کہا اویار وفادار  
آج ہفت افلاک پر گیا وہ چیرین لایا کہ جو کبھی نہ اٹھائی تھیں کئی لاکھ فرشتے ساتھ  
ہیں اب کیا کوئی بات اٹھا رکھو نگاہ ککے طرف پہلو کے ہاتھ بڑھا یا معمار نے  
دیکھا قدرت نے وہ گلابی نکالی کہ جس میں شراب سرخ رنگ بھری ہوئی ہو اور  
جام بھی الٹا لٹکا لاکھا اوس معمار یہ جام دیکھ لوجب عرش اعلیٰ پر جاتے ہیں تو  
فرشتے اسی جام میں شراب پلاتے ہیں اس جام کا یہ انجام کبھی نہیں ہوا کہ زمین  
پر آتا مگر یہ شرف تمھارے واسطے ہو کہ تم بھی اس میں شراب پیو اور تم کو ناسب  
قدرت کرتا ہوں دو ہزار برس کی عمر دیتا ہوں دشمنوں کی عمر گھٹاتا ہوں کوئی  
زندہ نہ رہے جزہ تڑپ تڑپ کر مرے اسی نازنین کے ساتھ جان دے آخر میں  
افسوس کرے کہ میں نے قدرت کی اطاعت نہ کی اور میں اسکا قتل ہی مناسب



جانتا ہوں تمام طلسم میں تملکہ ڈال دیا پوتا طلسم کشا بتا کون کون سا حرام مارے گئے  
 آج ہی اُن سب کو پیدا کرونگا یہ ککے جام الحاس بھرا اور کھا اے معمار اسکو جلد  
 پی لو ایسا نہ ہو شراب ٹھنڈھی ہو جائے تھکو عجب لطف ملیگا اور یہ ثابت ہوگا  
 کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو فرشتے معلوم ہوئے نگین گئے ایسی تقریف کی کہ  
 معمار مہموت ہو گیا ہر چند کہ کئی تصویریں سامنے آئیں وہ اشاروں سے منع  
 کرتی ہیں کہ اے معمار جام نہ پینا مگر سامری و جمشید لات و منات تیتے بیتے دم خدینا  
 بڑی گھاسے کا پھڑا سب اشارے کر رہے ہیں کہ اے معمار یہ نذر کسیکو نصیب نہیں  
 ہوا قدرت نے تھکو عجب مرتبہ دیا اپنا مثل بناتے ہیں مراد یہ ہو کہ طلسم آباد  
 رہے رعایا و لشا و رہے ساحر آباد رہیں ہلکویا ذکرین یہ بھی ذکر کرو گے کہ ہلکو  
 قدرت نے ایسا بنا دیا کہ کوئی ہمارے مثل نہیں یہ حالات سُکر معمار نے جام  
 پیا عمرو نے اشارہ کیا کہ اے معمار یہ نازنین بھی جو پہلو سے حمزہ میں بیٹھی ہو بڑے  
 مرتبے کی عورت ہو اسکو بھی ایک جام پلاؤ ہر چند کہ معمار کے ہاتھ کاٹتے تھے  
 مگر جام لبریز کیا اُس نازنین کو اشارہ کیا اُسے ہاتھ بڑھا کر نگاہ صاحبقران  
 بچا کر جام اٹھایا منہ پھیر کر پی گئی عمرو نے کہا وہ مارا معمار نے بیٹھے بیٹھے کہایا  
 خداوند آج دل چاہتا ہو کہ آپ ساز بجائیے اور میں رقص کروں یہ نازنین بھی  
 نذر کرے کہ اگر میں گانے میں بے مثل ہوں تو معمار قصر ساز رقص میں بے نظیر  
 عمرو نے اشارہ کیا کہ تمھاری عرض قبول ہوئی معمار اپنے مقام سے اٹھنا نازنین  
 کو بھی اشارہ کیا نازنین بھی گاتی ہوئی اٹھی معمار اور وہ نازنین آوازین ملا کر  
 گانے لگے معمار کو بھی نشہ نازنین کو بھی سرور و دونوں باقصور اب معمار گت  
 پر ہاتھ نکالنے لگا کروے کے پانوں لگانے لگا ہر مرتبہ جھک جاتا ہو گردن کا  
 ڈورا ہلاتا ہو اپنے کو دیوانہ بناتا ہو دو تین مرتبہ چکر لیے تھے کہ نازنین نے دوشہر  
 گائے کہ آواز بند ہوئی دونوں کے دونوں لڑکھڑا کر گرے خواجہ نے نعرہ کیا  
 نعرہ کر کے صاحبقران کو اشارہ کیا امیر کو اسم اعظم یاد تھا فقط اُس نازنین کے



جمال پر مہوت تھے عمرو نے جو پکار کر کہا کہ منعم مہر سپر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری  
نعرہ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو بن مین عیار صاحبقران تراشندہ ریش کفار ہوں مرا تیز رفتار ہو گرفتار اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو دوندہ جہانگر و طرار ہوں	مرے مکر سے کانپتا ہو جہان زمانیکا مکار و غدار ہوں صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم نہ پائے مری گرد پا پوشش کو جہانگیر عالم کا عیار ہوں
--	---

یہ سُکر اب تو صاحبقران بھی بل کر کے اُسٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم و زرگار یکے تیغ صمصام و تمقام نام بن کافران از جہان پاک کرد	بحکم خدا بستہ شمشیر چار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء سر سرکشان جملہ در خاک کرد
---	---

جہشکر عمرو نے معمار پر خنجر مارا خنجر اچٹ گیا تب عمرو نے ہتھوڑا حضرت داؤد کا  
ٹکالا معلوم ہوا کہ یہ بھی سخت جان ہو نہائی پر سر رکھا اوپر سے ہتھوڑا مارا کہ  
سر معمار کا پچی ہوا تمام تصویرین جلنے لگیں قصر تھرا یا عمرو نے کہا یا امیر نکل چلیے  
ایسا نہ ہو قصر گر پڑے دیکھیے قصر تھرا رہا ہو تصور نہ کر لگا امیر نے فرمایا خواجہ عمر  
افسوس ہو کہ میرے آرام جان تو اس مقام پر قید ہیں اور میں نکلیوں خواجہ  
نے جھپٹ کر سب قفس توڑنا شروع کیے جو قفس ٹوٹا سرور نکلا تعریفین خواجہ  
کی کرنے لگا جو وقت عمرو نے نور الدہر کو رہا کیا تو نور الدہر نے عرض کی کہ  
خواجہ لوح محفوظ میری و سلاح طلسمی کہ میں نے جسم سے اتار ڈالا تھا وہ کہاں  
ہو پڑا سُکر شہزنگ و وڑا ہوا آیا اور عرض کی او قبلہ و کعبہ پتلی وہ چیرین اٹھا کر  
لائی تھی اسی قصر میں دیکھیے خواجہ سب طرف قصر میں پھرے ایک گوشہ میں  
آکر دیکھا ایک عقاب بلند پر واز لوح محفوظ نور الدہر منتقار میں دبا  
بیٹھا ہو مگر چپک رہا ہو عمرو نے لوح محفوظ اسکی منتقار سے لی پھر تلاش کی تو



لباس نور الدہر بھی اسکے زیر شکم تھا وہ بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا قصر معمار کو فتح کر کے صاحبقران جب سردار و نکو لیکر باہر نکلے تو قصر غائب ہو گیا امیر با توقیر نے فرمایا عجیب سحر عجائب و غرائب تھا کہ اسکے مرنے پر یہ شعبہ ہوا خواجہ نے کئی لاکھ روپے نور الدہر سے لیے تب لوح محفوظ اور لباس طلسمی و یا نور الدہر نے طلسم اس کو اشارہ کیا کہ لشکر تیار ہو آج ہی رات کو نکل چلیں ہم سب سے پہلے دریا سے قلزم پر پہنچیں غرض سب کے پہلے نور الدہر بن بدیع الزمان اپنا لشکر لیکر طرف دریا سے قلزم کے روانہ ہوئے صبح کو صاحبقران نے خبر سنی کہ نور الدہر روانہ ہو گئے اسی وقت لشکر تیار کر آیا سردار تیار ہوئے صاحبقران نے بھی اسی وقت طرف دریا سے قلزم کے کوچ کیا راہ میں پہنچا عیار سے فرمایا کہ خواجہ تم نور الدہر کے حالات کو دیکھتے ہو کہ کس قدر مزاج میں جلدی ہو کہ کل ہی رہائی پائی اور رات ہی کو روانہ ہو گئے جسے صلاح بھی نہ کی عمرو نے کہا او شہریار نور الدہر کو بڑا خیال ایرج نوجوان کا ہو کہ ایسا نہ ہو ایرج پہنچ جاوین ہر چند کہ نور الدہر کو وہ سردار ممکن ہوے ہیں کہ جو خبر آئندہ و گزشتہ سے آگاہ کر دیتے ہیں یہ بخوبی ظاہر ہو کہ جو سامان نور الدہر کو ممکن ہوا وہ کسی کو نہیں ملا اگر انکو میں خیال ہو کہ ایسا نہ ہو ایرج کو لوح لمبا نے اسی وجہ میں کوچ کر گئے صاحبقران زمان جلدی کرتے ہوئے مع سردار ان نامی و پہلو انان گرامی طرف دریا سے قلزم کے جاتے ہیں آگے نور الدہر ہیں اور عقب میں صاحبقران زمان اب دس منزل اور دریا سے قلزم باقی ہو پہنچنا اٹکا تحریر ہوگا

و کلمۃ داستان حیرت بیان بادشاہ حجاج عاشق ہونا عالم خواب  
میں ملکہ سرو و لکشا پر کہ دختر بلند اختر ہفت جوش جاوہری باقی حالات  
متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف



پلا سا قیا جام اُلفت مجھے  
 ترے دور میں ساتی مہ لقا  
 یہی وقت تو بادہ نوشی کا ہو  
 چھپا یا بہت جتنے پر ہم نشین  
 اٹھاتا ہو سر عشق خانہ خراب  
 کبھی نام سے غم کے ماہر نہ تھا  
 کیا عشق سرکش نے یہ انقلاب  
 رخ صاف آنکھوں تلے پھر گیا  
 ترقی پہ ہو نخل سرو بلند  
 وہ گیسوے پر ہیچ عنبر نشان  
 وہ سینہ حسینوں کی مد نظر  
 ہاتھ آئین کہیں جو عاشق کے  
 وصف ہوے کمر ہی حد سے فروز  
 وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا  
 طبع روشن نے بھید یہ پایا  
 ساق پامین تو نور کا ہو ظہور  
 پا بجائے مین یون ہو جلوہ فلک  
 لال سندی سے دونوں تھو کف پا  
 قد کی تعریف میں ہو حیرانی  
 سر پہ آنچل پڑا دو وپٹے کا  
 دل کو عاشق کے بیقرار کیا  
 لکھوں داستان مرصع بیان  
 دکھایا فلک نے عجب انقلاب

جو کچھ

جو کچھ

کہ گھیرے ہیں یہ رنج و کلفت مجھے  
 تعجب ہو محروم عاشق رہا  
 ترا کام اب عیب پوشی کا ہو  
 چھپاے سے آتش چھپی ہو کہیں  
 ہوا عین راحت میں یہ انقلاب  
 یہ احوال بھیر تو ظاہر نہ تھا  
 ہوا اُلفت زلف میں ہیچ و تاب  
 فروغ فخر آنکھ سے گر گیا  
 کیا قمری دل کو بھی درد مند  
 دکھاتے ہیں ظلمات کا بھی نشان  
 کہ ابھرے ہوئے دو تھے جیسے شتر  
 تو لگا لے وہ اپنے سینے سے  
 وروسر ہو جو منہ شگافی کروں  
 تار خط شعاع ہو سر کہا  
 آئے مین شکم کے بال آیا  
 یا تراشی ہوئی ہو شاخ بلور  
 شمع فانوس جیسے ہو روشن  
 ہاتھ ملتا تھا اپنے روز و صفا  
 کلک قدرت کہوں کہ سروسہی  
 پیار سی پیار سی وہ بانگی بانگی ادا  
 یار رنج فراق سر پہ دیا  
 کہ بچپن ہو باد شاہ جہان  
 دیا یاد نے زلف کی ہیچ و تاب



چہرہ شمسواران اشوب عشق و الفت و طو کنندگان مراحل صعوبت اس داستان  
عشق انگیز کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگاران شیرین بیان +  
چنین می نگارند این داستان + جب صاحبقران زمان نے کوچ کا ارادہ کیا  
تو بادشاہ ججھاہ نے کہا امیر شہریار اگر مناسب ہو تو آج کوچ نہ فرمائیے طبیعت بہت  
پریشان ہو صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار نہ ہو اسی مقام پر لشکر رہا  
دربار آراستہ ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ آج بادشاہ بہت مکدر ہیں خود سامنے  
آکر عرض کی کہ آج غلام کچھ گائے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاحبقران نے  
زمان نے اشارہ کیا خواجہ عمر و نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ہمارے گنجے میں باز می غلام نہیں  
ختم فلک سے کم اس سیکدہ کا جام نہیں  
بہشت کا فرید کیش کا مقام نہیں  
شکار تیر نہیں میں اسیر و ام نہیں  
نجات گل کو نہیں سرو کو قیام نہیں  
وہ خواجہ ہو وہ کہ جسکا کوئی غلام نہیں  
کلام بت ہو کچھ اللہ کا کلام نہیں  
شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں  
حلال مال ہو یہ دولت حرام نہیں  
لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں  
خدا کا قہر ہوا عیبت ترا خرام نہیں  
بنائے ظلم کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں  
خدا نہیں یہ پیہر نہیں ایمام نہیں  
نسیم بے سرو پا کا کمان مقام نہیں  
نشان قبر سے منظور بھکو نام نہیں

یہ قول قدیم کا اشارہ ہو کہ لاخیر فی فیضی - یعنی میرے غلام ہیں جو نہیں ہو ۱۲

یہ بزم وہ ہو کہ لاخیر کا مقام نہیں  
حریت ایسے تنگ مشربون کا کام نہیں  
سیاہ قلب کا کوئے منعم میں کام نہیں  
بتوں کے گیسو مٹر گائے بھکو کام نہیں  
چمن سے بلبل و فہری کا عشق حیرت ہو  
مطیع کوئی نہ جس حسن و فریب کا ہو  
وفا سے وعدہ کا کسکو یقین یار سے ہو  
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی  
دور و زہ حسن نہ کھور انگان غرور یار  
گدا و شاہ برابر ہو خاک کے نیچے  
لایا خاک میں کس کس جوان رعنا کو  
جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا  
بتوں کے قہر و غضب کا کسے ہوا اندیشہ  
بلند و پست سیکدہ و ش کو برابر ہو  
بلند ہونہ زمین سے مرا مزار آتش



خواجہ عمر و گار سے ہیں صاحبقران و جلد سردار تقریفین کو رہے ہیں مگر شاہ سعد صر  
 جھکا سے بیٹھے رہے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ مزاج اقدس کیسا ہو بادشاہ نے  
 فرمایا جناب قبلہ و کعبہ طبیعت استقدر سست ہو کہ سیراب بات کرنے کو دل نہیں چاہتا  
 خود بخود دل گھبراتا ہو طبیعت کا یہ حکم ہو کہ کوہ و دشت کی سیر کروں حضور کے لحاظ  
 سے عرض نہیں کیا طبیعت نہایت پریشان ہو رہی ہے کہ دل بھی ابھارتا ہو کہ  
 شیران دشت نبرد ایرج و نور الدہر کیسے کیسے نام پیدا کر رہے ہیں ہم دامن  
 کھینچے بیٹھے ہیں ہم بھی کسی کام میں مصروف ہوں صاحبقران نے فرمایا یہ سب  
 کام حضور ہی کے ہیں جو غلام سے سرزد ہوتے ہیں کس لڑائی کو کس نے  
 فتح کیا اس قصر کے فتح ہونے کی امید تھی حضور کے اقبال کی وجہ ہو کہ یہ مقام فتح  
 ہوا حضور نہ کچھ ارادہ کریں آپ کے ہونے سے لشکر میں رونق ہو جس دن آپ  
 نہیں ہوتے ہیں لشکر ویران معلوم ہوتا ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران  
 نے بہت بہت سمجھایا بادشاہ خاموش سنا کیسے دل میں اور زیادہ دلولہ ہوا خاصہ  
 زہن نش فرمایا جا کر چھپر کھٹ پر لیٹے دل کو خود بہ خود تڑپن ہو نیند نہیں آتی تڑپ رہے  
 ہیں جب دو پہر شب گزری تب آنکھ لگی دیدہ ظاہری بند ہوئے دیدہ باطنی واہین  
 عالم خواب میں دیکھا کہ میں ایک صحرا سے سبزہ زار میں جاتا ہوں مگر پیاس کی تہمت  
 ہو پانی بہت تلاش کیا مگر کہیں پانی نہ ملا آخر تلاش آب میں دروازے پر ایک باغ  
 کے پہونچے بیتا بانہ باغ میں داخل ہوئے دیکھا باغ بہشت آئین گملاہے  
 رنگارنگ و شگوفہ ہاے بو قلمون کھلے ہوئے ہیں غنچے چٹک رہے ہیں پھول  
 آنکھیں کھولے ہوئے نرگس شہلا کی دیدہ باز می سوسن صد زبان کی غازی ہوا  
 سرد چل رہی ہو صبا نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہو ہر مینا سے شجر سے سرگراتی  
 ہو ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہو کیفیت نظارہ باغ سے عجب سرور ہو  
 بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوئے وسط باغ میں پہونچے دیکھا ہزار ہا نازنینان مجہین  
 و مدجینان ہر تکیں جوڑے گلزار پہنے ہوئے باغ میں خرامان ہیں عیش و عشرت کے



سامان ہین بادشاہ کو سب نے سلام کیا ایک مہ جبین نہایت طرار و فرار آگے  
 بڑھی آکر کہا اے شہریار ملک سر و دلکش آپ کو یاد فرماتی ہین آج کئی دن سے ملول و  
 حزین ہین ہم لوگوں سے بات نہین کرتی متعین مگر اس وقت خوش ہو کر فرمایا غنچہ  
 دہن و اکیا کہ بادشاہ حجاجہ تشریف لائے ہین انکو استقبال کر کے لاو ہم لوگ  
 آپ کے لینے کو آئے ہین بادشاہ اُنکے ساتھ چلے دیکھا چو ترے پر فرش منجر  
 بچھا ہی مسند شاہانہ پر ایک نازنین خورشید جمال ماہ تمثال جلوہ فرما ہی کہ حسن کی  
 چھوٹ پڑ رہی ہو لباس فاخرہ زیب بدن غنچہ دہن رشک و شیرین دلسترن  
 گلزار کلبک رفتا رشیرین گفتار کسی کنیر پر غصہ کر رہی ہین اس غصے میں بھی  
 ایک ادا ہو ہاتھ اٹھا کر فرماتی ہین کہ اے دلفریب بادشاہ تشریف لائے باغ  
 میں تو آئے ہین یہ خبر تو مجھ کو پہلے ملی مگر یہاں نہین تشریف لاتے دلفریب  
 نے بڑھکر کہا دیکھیے سامنے بادشاہ کھڑے ہین اس نازنین نے سر اٹھا کے  
 دیکھا بڑی بڑی انکھریاں آنسو بھرے ہوئے گردش کرتی ہوئیں صاف  
 ثابت ہوتا تھا کہ جام حباب میں موتی بھرے ہین اشارے سے فرمایا تشریف  
 لائے مگر جمال بادشاہ دیکھکر بقیار ہو گئی آخر اپنے مقام سے اٹھی ہاتھ پکڑ لیا  
 کہا اے شہریار آئیے آپ کیا تامل فرما رہے ہین نظر

کیا تلوات میں ہی قرآن اندون  
 مل گئی نہر سلیمان اندون  
 آگ ہر فصل زمستان اندون  
 گرد ہین گبر و مسلمان اندون  
 چاک ہین جیب و گریبان اندون  
 ہر مقابل دمن جان اندون  
 بے اثر ہو آو سوزان اندون  
 دیکھنا ہو پھر بیابان اندون

رو برو ہی روے جانان اندون  
 ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یا نہ کی  
 اُسکے روے آتشین کی یا دین  
 دیکھکر گرد آیا جو بن یا نہ کا  
 پنچہ دست جنون کے زور سے  
 زبست کی اپنی کسے امید ہو  
 یار تک اپنی رسائی ہو محال  
 تلوے کھجلاستے ہین ہوتا ہو یقین



کوئی صورت اسکے آنے کی نہیں  
خانہ تار یک روشن ہو شفا

گھر مہوا ہی شکل زندان اندنوں  
ہم بغل ہر ماہ تابان اندنوں

ملکہ نے جو یہ اشعار پڑھے بادشاہ پہلو میں آکر بیٹھ گئے اس نازنین نے بھبت  
گلے میں ہاتھ ڈال دیے بادشاہ سے خوب اختلاط ظاہری ہوا جب دو چار بوت  
بادشاہ نے لیے تو وہ مدح بین پہلو سے اٹھی کہا میں ابھی حاضر ہوتی ہوں یہ کہکے  
وہ نازنین اٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ او جان جہان کہاں جاتی ہو اس نازنین  
نے کہا او شہریار میں بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی بادشاہ اپنے مقام سے  
اٹھے اس نازنین کے تقارب میں چلے وہ نازنین بھاگی بادشاہ جو دوڑ کر چلے  
راہ میں میر فرش تھا اسکی ٹھوکر لگی منہ کے بھل زمین پر گرے عالم خواب سے  
آنکھ کھل گئی بادشاہ نے ایک چیخ ماری فیروزہ بن عمرو و دوڑا قریب بادشاہ  
کے آیا عرض کی او شہریار خیر تو ہی بادشاہ نے آہ سر د بھر کر یہ اشعار پڑھے نظم

وصل ولبر میں جو اٹھ یا حفظ  
ہیج سمجھا وہ لذت و اندین  
عیش و عشرت کو تنے کیوں چھوڑا  
گذری فرقت میں اپنی عمر تمام  
کل شفا کو خود اس مسیحا نے

وہ کسی بات میں نہ پایا حفظ  
عشق سے جسے کچھ بھی پایا حفظ  
سوگ میں کسکے سب مٹا یا حفظ  
وصل کا زیست میں نہ پایا حفظ  
شریت وصل کا چکھا یا حفظ

بادشاہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی ایسے خاموش ہوئے کہ فیروزہ نے ہر چند پوچھا  
کہ او شہریار کچھ حال تو فرمائیے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور سردار حاضر  
ہوئے تاجدار جمع ہونے لگے ہر ایک یہی عرض کرتا ہی کہ او شہریار کچھ تو ارشاد  
فرمائیے بادشاہ جواب نہیں دیتے کلیجہ پکڑے بیٹھے ہیں صاحبقران کو خبر ہو چنی  
سرداروں نے عرض کی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کچھ خواب دیکھا ہی ایسے پریشان  
ہیں کہ کچھ کلام نہیں کرتے ٹھنڈھی سانس میں کھینچ رہے ہیں صاحبقران نے عمرو  
سے فرمایا کہ خواجہ جاکر دریافت تو کر کہ بادشاہ نے کیا خواب دیکھا ہی تھا خود



کنا کہ حضور نے کیا خواب دیکھا جو اس قدر پریشان ہیں شاید بیان کرین خواجہ  
خدمت شاہ میں آئے تھلیہ کرایا خواجہ نے ہر چند بہ محبت پوچھا کہ او شہریار کیا  
خواب پریشان دیکھا غلام سے بیان کیے مگر بادشاہ نے جھٹلا کر جواب دیا کہ  
خواجہ میں نے کوئی خواب پریشان نہیں دیکھا بھکو تنگ نہ کرو ورنہ تم بہت  
پچتاؤ گے پھر بھکو اس مقام پر نہ پاؤ گے رعب و دبدبہ تو سعد کا مشہور ہو گیا مگر  
جو بادشاہ نے جواب دیا خواجہ خدمت صاحبقران میں آئے تمام کیفیت کو  
عرض کیا کہ جو مراود شاہ کی ہو وہ تو میں سمجھ گیا لیکن زبان سے کچھ ارشاد نہیں  
فرماتے صاحبقران خاموش ہو رہے عمر و نے عرض کی کہ خاموشی بادشاہ کی  
یہ اشارے کر رہی ہو کہ میں نکل جاؤں اور معشوق کو تلاش کروں یقین ہو کہ  
یہ آوارہ کوہ و دشت ہونگے صاحبقران نے کلیجہ تمام لیا فرمایا کہ خواجہ یہ امر  
تو بھیر بہت شاق ہو کہ بادشاہ لشکر میں نہ ہوں اور میں زندگی کروں خواجہ  
برائے خدا جا کر دریافت کرو اور انکی فکر میں مصروف ہو مگر بادشاہ نے تمام  
دن تامل فرمایا اور ضبط کیا لیکن جب آفتاب عالم کتاب جانب مغرب غروب ہوا  
اور پہلی شب نے نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی تب بادشاہ اپنے حال پر روئے  
اور سوچے کہ او سعد تمہارے باپ نے کیا کیا کار ہائے نمایان کیے کیسے  
نیک نام رہے اول تو تھے خلافت جرات یہ سرزد ہوا کہ نکل گئے اور پھر  
لشکر میں چلے آئے اب نکلیو معشوق کو بھی تلاش کرو اور فکر کرو کہ شاید لوح  
طلسمی تمکو ملجائے اور تلاش معشوق بھی واجب و لازم ہو ویر تک اس مقدمے  
میں سوچا کیے مگر عقل نے ہدایت کی کہ نکلتا ہی بہتر ہو کلیفین سہتا ہوں یہ  
سوچ کر اپنے مقام سے اٹھے آکر مرکب خنک سیاہ قیطان کو کسافیر و زہ بن  
عمر و جاگ رہا تھا اسنے دیکھا کہ بادشاہ نے مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے  
فرمایا او مرکب اکیل تو ہمارے بزرگوں کا مرکب ہو اب باد یہ گردی دشت پیمانی  
ہو رفیق رہتا جفا بین سہتا مرکب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اشارہ



کیا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے مین ہمیشہ رفیق رہو نگاہ مین نے آج تک سوا سے  
 صاحبقران کے کسی کو سوار ہی نہیں دی حضور کا سوار ہونا سعادت جانتا ہوں  
 بادشاہ پشت مرکب پر سوار ہوئے فیروزہ نے آکر رکاب تمام بادشاہ آوارہ  
 دشت ادبار مصیبت مین گرفتار طرف صحرا کے روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت ایک  
 عرضی لکھ کر سرھا نے ڈال دی مضمون یہ تھا کہ جناب خداوند نعمت و ام اقبال  
 غلام خدمت والا سے رخصت ہوتا ہوں انشاء اللہ اگر حیات مستغفار باقی ہو تو پھر  
 آکر قدمبوس ہوں گا میری جستجو نہ کیجیے گا غلام آکر دریا سے قلعہ زم پر ملیگا یہ عرضی  
 ڈال کر روانہ ہو گئے شب ماہ ہی فیروزہ رکاب سے لیٹا ہوا ہی بادشاہ طرف صحرا کے  
 جاتے ہیں طائرون کی آواز سنی کہ سحر جانکر طائر آشیا نون سے چپک اُسکے ہیں  
 بہ قول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار نہ رخ پر تھا گمان بویسار نہ  
 بادشاہ صحرا کو طو کرتے ہوئے جاتے ہیں قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ  
 ستارہ سحری آسمان پر چمکا ماہ تابان قلعہ مغرب مین جا کر چھپا بادشاہ کو آثار عجیب  
 ظاہر ہوئے پشت مرکب سے اترے سامنے پہاڑ کے ایک جھیل نظر پڑی جھیل پر  
 وضو کیا چاہا کہ نماز واجب ادا کر کے پھر سوار ہوں فیروزہ کو حکم دیا کہ سجاوہ  
 زیر کوہ بچھا دو فیروزہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی بادشاہ صرف نماز ہوئے  
 کہ یکا یک صحرا سے گرد اُڑی ایک قزاقی مع بارہ ہزار جوانوں کے کسی قافلے  
 کو لوٹ کر پلٹا ہوا اسکی دور سے نگاہ پڑی کہ ایک مرکب معقول با ساز و یراق  
 مرصع کار زیر کوہ کھڑا ہوا اور سوار اُسکا نماز پڑھ رہا ہوا ایک سوار کو اشارہ کیا  
 کہ یہ مرکب ہمارے واسطے لاؤ مگر سوار کو قتل نہ کرنا وہ سوار گھوڑا اُڑا کر قریب  
 مرکب آیا چاہا مرکب کو گرفتار کروں مرکب نے دو لٹی ماری کہ سوار و مرکب دونوں  
 پامال ہوئے دوسرا سوار گھوڑا اُڑا کر آیا اُس نے بھی چاہا گرفتار کروں مرکب نے  
 سراسر سوار کا چپا لیا مرکب کو دو لٹی ماری جب کہ دوسوا مارے گئے وہ  
 افسر قزاقان موسوم بہ نجم بلند بالا گینڈا ٹھکرا کر قریب مرکب آیا اتنے عرصے مین



بادشاہ نے سنانہ سے فراغت پائی جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوئے بجھ سے  
 مقابلہ پڑا بجھ نے کہا اے جوان کیوں اپنی جان کا دشمن ہو پڑیاں پسلیاں توڑ ڈالو لنگا  
 بجھ بلند بالا کیرا نام ہو اسطرح جتنے بہادر ہیں سب مجھ کو جانتے ہیں اکثر بادشاہ  
 بروقت لڑائیوں کے مجھ کو بلاتے ہیں اور اسی صغیر امین ایک باغ ہو کہ نام اسکا  
 باغ و گلستا ہو ایک پہلوان اسمین رہتا ہو کہ نام اسکا فیروز زہر خواہ ہو نہایت جری  
 و بہادر ہو اکیلا قزاقی کرتا ہو دس بیس کو لوٹ لیتا ہو بادشاہ نے فرمایا یہ قصے کیوں  
 بیان کرتا ہو اس سے کیا مراد حاصل ہو تو مرکب کا خواہاں ہو مجھ کو قتل کر تو مرکب  
 سے بین بخوشی گھوڑا نہ دو لنگا بجھ نے کہا اب تو تیرے پاس اسباب دیکھا ہو یہ موتیوں  
 کے مالے میرے کوہ کے نیچے سے آ کے نکلیا میں اور میرے ہاتھ نہ آئیں اب تو  
 مجھ پر واجب و لازم ہو کہ تجھ کو قتل کروں اور اسباب لون دور سے خالی مرکب  
 کا خواہاں تھا اتنو سب چیزیں لونگا بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ میں بھی اسی کا  
 خواہاں ہوں کہ یا مجھ کو تو قتل کر لیا یا میں تجھ کو نہیر کر دوں لنگا بجھ نے نیزہ مارا بادشاہ  
 نے سنان نیزہ تیرے اڑا دی بادشاہ نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا لنگا بجھ نے ہاتھ  
 تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا لنگا بجھ لیٹ پڑا گنبد سے  
 کود پڑا بادشاہ پشت مرکب سے کودے کشتی ہو نے لگی بارہ ہزار قزاق قریب  
 آ کر کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ یہ جوان نہایت  
 پچھیت ہو حقیقت میں ہمارے سردار کو بڑی مشکل پڑی ہو دیکھیے کیا ہو اس  
 جوان سے جان بچنا دشوار ہو کیا کیا دانوں بیج کر رہا ہو کس زور شور سے لڑتا  
 ہے بادشاہ ریلکر لے دوڑے دس قدم تک ریلکر لائے وہاں پر لا کر ہزوا  
 کہہ مارا کہ دونوں گھٹنے بجھ کے آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر میں ہاتھ  
 ڈالا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ سعد یا و شاہ لشکر اسلام منم شاہ شاہان فریاد  
 حشم بہار گلستان کاؤس و جہم بہ نعرہ کر کے بجھ کو اٹھالیا ہاتھ پر لیکر حیرت دیا  
 قزاقوں نے چاہا جا پڑیں مگر بجھ نے جو نعرہ شاہ سنا پکار کر قزاقوں کو منع کیا کہ



خبردار دخل نہ دینا یہ نواسہ نوشیروان و نبیرہ صاحبقران عالیہ و قارہین بین انکی  
اطاعت کرونگا تم سب ملکر قدموں کو بوسہ دو پنج قدموں پر گر اکلمہ پڑھ کر بہ صدق  
مسلمان ہوا کہا حضور یہاں سے پانچ کوس پر میرا قلعہ ہو وہاں تشریف لے چلیے  
بادشاہ ہمراہ پنج قزاق قلعہ قزاقان پر تشریف لائے قزاق نے بری و مہوم سے  
دعوت کی روشنی کرائی طائفے عمدہ بلائے ایک نازنین نہایت شالیتہ یہ غزل  
عاشقانہ گمانے لگی نظر

<p>تیرتا چند کنی احوں ستم ایجا و مرا آنکہ گما ہے بغلط ہم نکستد یا و مرا نامہا تو سرخو و گیر کہ دل و رکفت تست حیف آن وعدہ فراموش نہ یاد م فرمود من و تو ہستم و بزم طرب از غیب تہی روسے گل پیرین خویش چگو نہ بینم مہربان شد بت مفرو رہ حال زارم تو سن خود بہ سر قبر منش جولان واد بوسہ یاداد بہ غیر آن بت شیرین حرکات میناید بہ چین نغمہ سرا لی آن گل اوشقا ہست غم یار بہ قول صائب</p>	<p>یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا کو کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا گاہ یک پرچہ کاغذ نہ فرستاد مرا ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا بند در و ام نمود دست چہ صیاد مرا کار بانالہ و فریاد چہ آفتاد مرا کرد و بر باد چہ سان شوق پر یزاد مرا کشت از دشتہ حسرت ستم ایجا و مرا ہمچو بلبل بہ چین نالہ و فریاد مرا کو کشاید بہ چین خاطر ناشاد مرا</p>
--	---

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط رہا صبح کو پنج خدمت سے جدا ہوا بادشاہ سوچے  
کہ اوسعد اس قزاق کی رفاقت سے کیا نفع ہو گا اپنے گھر کی سلطنت چھوٹے ہی ہر چند  
کہ آرام ملیگا مگر یہ آرام بدتر از غم عالم ہو یہ فرما کر مرکب پر سوار ہوئے قزاقوں نے  
پوچھا کہاں تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا میں شکار کھیل کر ابھی آتا ہوں  
شکار کے جیلے سے نکلے کوہ و درشت طوکر کے دن بھر اسی صحرائیں گزرا قریب  
شام سامنے ایک باغ کے پہونچے کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق و اتھا



اُس باغ میں تشریف لائے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہرچین لاجواب چہار  
 طرف سیر دیکھتے ہوئے بارہ درمی میں آئے دیکھا ایک منیر پر کھانا چنا ہوا ہو بلکہ  
 وٹھوان نکل رہا ہو کل سیود جات صراحیان پانی کی جام ہا سے بلورین شراب  
 محقول سب اسباب عیش اُس مقام پر موجود ہو بادشاہ نے بیٹھ کر خاصہ نوش کیا  
 مسند پر آ کے آرام کیا شب بھر سوئے صبح کو اٹھ کر نماز پڑھی چاہا مرکب پر سوار  
 ہو کر نکلوں کہ سامنے سے کڑا کے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک جوان  
 خوش رو و پشت مرکب باورفتار پر سوار گھوڑا اڑا سے ہوئے آتا ہو بادشاہ کو  
 دیکھ کر آواز دی او جوان تو کون ہو کہ بلا تکلف میرے مکان میں آیا اور کھانا  
 ہمارا کھایا کچھ تھکے خوف نہ آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ کھانا کسکا ہو منم فیروز نہ ہر خواہ یہ کہہ  
 نیز و مارا بادشاہ سے نیزہ چلتے لگا مگر بادشاہ نے خیال کر کے دیکھا کہ نیزہ بازی  
 پتکلت کر رہا ہو ہر مقام پر بادشاہ چاہتے ہیں کہ نیزہ نکالوں مگر فیروز اپنے کو  
 بچاتا ہوا اب بادشاہ کو یاد آیا کہ یہ وہی پہلووان ہو کہ نجم نے جکاؤ کر کیا تھا پھر بھر  
 کامل بادشاہ سے نیزہ چلا گئے تو فرزند صاحبقران ہیں گاتھک تھپیرا مارا کہ نیزہ  
 ہاتھ سے فیروز کے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی وہ گھوڑے سے پھانڈ پڑا کھا اسی شہریار  
 بھکوتا بت ہوتا ہو کہ آپ فرزند ان صاحبقران سے ہیں میں حضور سے کشتی  
 لڑو لگا بھیرتا بت ہوا کہ فنون سپاہ گری میں حضور سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا  
 ہا مرشاہ نے فرمایا میں بادشاہ لشکر اسلام ہوں سعد بن قبا و میرا نام ہی نام نامی  
 مسکر قدموں سے لیٹ گیا عرض کی اسی شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ  
 کر سکوں آپ ہی لوگوں کی ملاقات کی ہوس میں اپنے ملک سے نکلا ملک  
 موروثی میرا ملک سمرقند ہو بلند خان سمرقندی میرا چچا تھا جب شباب ہوا  
 تو اسکی دختر ماہ رخسار پر عاشق ہوا پر وہ بہ پردہ نامہ و پیام ہونے لگا ایک  
 روز ایک خط پڑا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ فیروز کا سر لاؤ میں خوف جان سے  
 نکل بھاگا اس باغ میں آکر سکونت کی ہمیشہ مشتاق رہتا تھا کہ فرزند ان امیر



مین سے کسی سے ملاقات ہو جس زمانے میں رستم فرنگ گئے ہیں اُنکا یہاں گذر  
 ہوا اُنھوں نے مجھے زیر کیا تھا اور یہ نصیحت کی تھی کہ کسی فرزند صاحبزادان  
 سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ زہر ہو گے مین نیزہ بازی کر کے آپ سے سمجھ گیا سالہا سال  
 بھگو تڑپتے ہوئے گذرے یہاں سے چند منزل پر ملک سمرقند ہو حضور تشریف  
 لے چلے پلین اول معشوق و لوائے مین یہ خواب مین دیکھ چکا ہوں کہ فرزند امیر  
 مدد کر گیا بادشاہ نے کہا اے فیروز زمین تیرے ساتھ چلوں گا اور تیری شادی بڑی  
 دھوم سے کروں گا یقین تو ہو کہ جس وقت بلند خان سمرقندی سٹے کہ بادشاہ  
 لشکر اسلام آتے ہیں فوراً آکر قدمبوس ہو کہ دادا جان اُس ملک کو فتح کر چکے  
 ہیں فاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی اُسکے عیار رہیں یقین ہو کہ میرے عیار  
 فیروزہ بن عمرو کی خاک پا کو اُنکھوں سے لگائیں کیونکہ یہ اُنکا استاد زادہ ہو  
 شکو بادشاہ اُسی باغ مین رہے فیروزہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی بیرون  
 باغ آکر آواز دی چالیں جو ان قوی من قوی تن اور آئے وہ بھی شریک  
 صحبت ہوئے رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ سوار ہوئے فیروز کو ساتھ لیکر  
 طرف سمرقند کے روانہ ہوئے بادشاہ سمرقند بلند خان سمرقندی تخت پر  
 بیٹھا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے کہا اے شہر یار سعد بن قبا و بادشاہ  
 لشکر اسلام ہمراہ فیروز زہر خوار تشریف لاتے ہیں نام بادشاہ سُکر بلند خان  
 تخت سے اُٹھا فوج کو ساتھ لیکر براے استقبال چلا راہ مین آکر بادشاہ کو  
 سلام کیا بادشاہ نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بلند خان سمرقندی  
 نے عرض کی کیونکر تشریف لائیکا اتفاق ہوا اور یہ پہلوان کہاں سے ساتھ  
 ہوا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ اے بلند خان مین خاص ایک  
 واسطے آیا ہوں ہر چند مین نے سنا کہ تم کو یہ فعل ناجائز بہت ناگوار تھا مگر اُسکو  
 بہ دامادی قبول کرو یہ ہمارا فرزند ہو بیٹی تمھاری ہماری بہو کہلائیگی بلند خان  
 نے عرض کی اگر حضور کا فرزند ہو تو مین اسکا بھی تابع رہوں فیروز زہر خوار



خوشی سے جاے میں نہ ساتا ستھا جی میں کتنا ستھا کہ ایسا بادشاہ جمہا و اور مجھ ایسے  
 حقیر کو اپنا فرزند کے ایسی ہی پرورش رستم بھی فرماتے تھے آخر فرزند قبا و ہین  
 بلند خان سے کیا کلمہ کہا کہ وہ انکار نہ کر سکا چالیسوں جوان چہار جانب سے  
 گھیرے ہوئے فیروزہ بن عمر و قنترہ زربفتی لگائے ہوئے رکاب سے لیٹا  
 ہوا ہی قریب قلعے کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے دناٹے کی آواز آئی  
 فاقولہ و مرغولہ مع تین سیپیک بچوں کے حاضر ہوئے فیروزہ کے گرد پھرنے  
 لگے اور ہاتھوں کو لیکر آنکھوں سے لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج بعد  
 مدت مدید نقشہ استناد کا دیکھا روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہے  
 بادشاہ جو قلعے میں آئے تمام دوکاندار و کل رہ عایا جھک جھک کے سلام  
 کرتے تھے بادشاہ و ونون ہاتھوں سے سب کا سلام لیتے ہوئے دارالامارہ  
 شاہی میں آئے بلند خان نے طائفے بلوائے بادشاہ تخت پر بیٹھے سامنے  
 بادشاہ کے ایک رنڈی خوش گلو و خوش الحان موسوم بہ بستی جان آئی اور  
 یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگی نظر

<p>خوف و ارم کہ نہ بدنام کند یا ر مرا          میکشد ورنہ ز جان حسرت ویدار مرا          دوستان گریہ گفت آید و لحم این بار مرا          کہ چہ ہا ہست بدل زان بت عیار مرا          نہ قرار است بہ خانہ نہ بہ گلزار مرا          مانع کشتن من کیست ستمگار مرا          لبکہ سوز لیست بدل از غم ولد ار مرا          غم ہمین ست کہ طعنہ و ہدا غیار مرا          بر سر خاک فگندست چو بیار مرا</p>	<p>احول زار میر بر و ولد ار مرا          بنامید بہن چہ سہ ولد ار مرا          باز ہرگز نہ وہم دل بکدامی و لبر          تا صہ این ہمہ غر و شش چہ میدانی تو          لبکہ ناخن بہ جگر سیرندم یاد کسے          غیر ہمدم شد و تیغ نگمش خون ریزت          جا بے دل پارہ آتش بہ کنارم گویاست          بہ خدا بر دل من نیست ز جورش رہنم          یاد آن نرگس بیمار شفا چہ کند کنی          ہنگامہ عیش و نشا طگرم رہا اسی ہنگامے میں بلند خان نے وزر اکو حکم دیا</p>
---	--



کہ سینے پر فیروز کے ترنج خوشبوئی لگاؤ بیٹی اسکی فتانہ زہرہ جمال جھروکوں سے  
 یہ سب معاملہ دیکھ رہی تھی اسکے سامنے جو فیروز کے سینے پر ترنج خوشبوئی پڑا  
 اور آواز مبارکباد بلند ہوئی جھک کر دیکھنے لگی فیروز کو دیکھا چہرہ سرخ ہو رہا  
 ہوا دھڑ سے نگاہ جو بیٹی بادشاہ جہاں کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر چار قتب  
 شہنشاہی دربر سپر و شمشیر حائل تخت پر جلوہ فرماہین حیران جمال محو دیدار ہوئی  
 کنیزوں سے کہنے لگی ماشاء اللہ کیا صورت زیبا پروردگار نے عطا کی ہو کس  
 رعب و دبدبہ سے بیٹھے ہیں دیر تک جمال جہان آرا دیکھا کی اب خیال میں ہو  
 کہ کیا تدبیر کروں کہ جو ان تک پہنچوں اس خیال میں اپنے مقام سے اٹھی اور  
 کوٹھے پر آ کے ٹہلنے لگی قصائے کار دیو نہ نکال کہ سامنے کوہ یر رہتا ہوا اڑا  
 ہوا جاتا تھا ملک کو دیکھ کر پسند کیا اٹھا کر لے چلا کنیزین غل مچانے لگیں ہر ایک کا  
 یہی قول تھا کہ اوصاحبو غضب ہوا دیو نہ نکال ملک کو لیے جاتا ہوا بادشاہ دربار  
 میں بیٹھے تھے یہ آواز کان میں فیروز کے جو پڑی بادشاہ اسکے بعد اٹھے پہلے  
 فیروز اٹھ کر باہر آیا دیکھا کہ دیو پنجے میں دباے ہوئے ملک کو لیے جاتا ہوا لکارتا  
 ہوا جھپٹا دیو پہاڑ پر آ کے اتر ا ملک کو ہاتھ سے رکھا کہ فیروز زیر کوہ پہنچا  
 لکارا کہ اوبھیجا میں ابھی بالائے کوہ آتا ہوں یہ کہکے گھاٹیان طوکر نے لگا کہ  
 نہ نکال نے کئی ہزار من کی سل فیروز پر پھینک ماری فیروز نے چاہا بھون  
 مگر وہ پتھر اسقدر گراں تھا کہ اسکے روکے سے نہڑ کا سر پر پڑا پراٹھا ہو گیا  
 بادشاہ نے جو دور سے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا وہیں سے لٹکے  
 کہ اونا معقول یہ کیا حرکت کی پہاڑ سے تو اتر تو نے میرے رفیق کو کیوں  
 مارا نہ نکال کو دپڑا بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے کلائی کپڑ کر ایک جھکا مارا  
 کہ منہ کے بھل زمین پر گرا اٹھ کر لپٹ گیا کشتی ہو جانے لگی تیسرے پیچ پر بادشاہ  
 نے آگیت کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے سوال  
 اسلام کیا نہ نکال نے کہا اے بادشاہ جہاں میں خداوند اس الشیاطین کو ہرگز



نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سینہ سے اٹھکڑیو کو چیر کر پھینک دیا بلند خان آیا بیٹی کو اپنی پہاڑ سے اُتار اُسکو گریبان پایا پوچھا کہ اے نور نظر ہر چند کہ میں نے بہ خوشی تجھکو منسوب کیا تھا مگر شوہر تیرا مارا گیا میں مجبور و ناچار ہوں مگر اب میں بادشاہ سے عرض کرونگا اگر اُنھوں نے خدمت میں قبول کیا تو انشاء اللہ شرف حاصل ہوگا یہ کلمات اپنے باپ سے سن کر فتانہ زہرہ جمال کا رونا موقوف ہوا ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کر یہ اشعار سنائے نظم

روئے جو کہیں دید وہ نمناک تہ خاک کشتے جو تری تیغ تغافل کے ہن قاتل کیا لگئے ساتھ اپنے بجز حسرت و امان آہوں کا دھواں قبر میں عاشق کی جو لگے ہو نوح کے طوفان کا یقین خلق میں سب کو اعجاز سے سوسن کا درخت اُس کو ہو پیدا کیا ڈر ہو شفا قبر کی تعذیب سے بھگو	نغم حشر تک اپنی بھی رہے خاک تہ خاک آرام سے سوئیں وہ بھلا خاک تہ خاک دارا و سکندر جم و منتاک تہ خاک پیدا ہوں یقین ہو ابھی افلاک تہ خاک روئیں جو کہیں دید وہ نمناک تہ خاک رکھے جو وہ مستی بھری مسواک تہ خاک حامی ہو مرا صاحب لولاک تہ خاک
---	---

بادشاہ چپ ہو رہے جب دربار میں آکر بیٹھے تو بلند خان دست بستہ اٹھا اور قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار آج مارے جانا فیروز کا کس قدر شاق ہوا لیکن اب کنیز حضور کی کہان بسم کرے آرزو کہتا ہوں کہ حضور اُسکو سرفراز فرمائیں بادشاہ نے سر جھکا لیا بلند خان نے اسی وقت تریخ فرمایا سینے پر لگایا آواز مبارک باد بلند ہوئی کنیزین و وڑی ہوئیں سانسے فتانہ زہرہ کے آئین عرض کی کہ مبارک ہو بادشاہ اسلام نے آپ کو قبول کیا اور بادشاہ چاہتے ہیں کہ بڑی دھوم سے شادی کروں دروازے خزانے کے کھول دیا تیار بیان ہو رہی ہیں بادشاہ نے فرمایا اے بلند خان تم تو یہ تیار ہی کر دواؤں میں برسرِ راہ ہوں چاہتا ہوں کہ طرف دریا کے قلعہ کے جاؤں اور بتلاؤں دام عشق بھی ہوں دیکھیے انجام کیا ہو بلند خان نے کہا میں تین دن میں سب



سامان کرونگا بہت جلد حضور کو فراغت ہوگی میں بھی اپنے مقام پر فخر کرونگا  
 کہ صاحبقران زمان کا سمدھی ہوں بہت جلد تدبیر کرونگا بڑی دھوم دھام  
 سے سامان مانجھا کیا بادشاہ لباس زعفرانی پہنکر تخت پر بیٹھے ہیں کہ چند ہر کارے  
 روڑے ہوئے آئے عرض کی اوشہریار ضرغام فیل در پہلو ان زبردست تین  
 لاکھ فوج سے قریب آکر اتر اہواور بلند خان سمرقند می کو اُسے پیام بھیجا ہو  
 کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو کہ ایلچی آیا نامہ دیا بادشاہ نے نامہ لیکر چاک کر ڈالا  
 ایلچی روتا ہوا سامنے ضرغام فیل در کے آیا عرض کی اوشہریار جن بادشاہ کے  
 ساتھ شادی ہوتی ہو اُسھون نے نامہ آپ کا چاک کر ڈالا مگر متر اندیشہ جہانگرو  
 اُسکا عیار اُسکو تسکین دے رہا ہو کہ میں دُلھن کو لے آؤنگا وہ چالیسوں جوان  
 بھی حاضر خدمت ہیں مگر واسطے فیروزہ کے بہت بیقرار ہیں چاہتے ہیں بادشاہ  
 پر جان نثار کریں بادشاہ یہ خبر سنکر تخت سے اُٹھے بلند خان سے کہا فوج  
 تیار کرو بارہ ہزار جوان تیار ہوئے سب کو لیکر بادشاہ مقابلہ ضرغام میں  
 آکر اترے عیار اُسکا متر اندیشہ جہانگرو اپنے مقام سے یہ کہہ کر اُٹھا کہ اوشاہ  
 میں نے سنا ہو کہ عیار بادشاہ کا فرزند عمرو ہی اُسکو دھوکا دون اور عروس کو  
 چوالاؤن یہ کہکے چلا لشکر اسلام میں آیا بادشاہ مقابلے میں آکر اترے ہیں  
 کہ اندیشہ جہانگرو لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ میں پہونچا بادشاہ کو تخت پر پایا  
 فیروزہ بن عمرو کیسی پر بیٹھا تھا اندیشہ نے آکر سلام کیا عرض کی اوشہریار  
 میں حضور کو اطلاع کرنے آیا ہوں کہ میں شب کو دُلھن کو چڑایاؤنگا فیروزہ  
 نے کہا کیا مجال انشاء اللہ تعالیٰ سرور بار آکر تجھکو جو تیان مارونگا اور لباس  
 تیرا اتر والونگا اندیشہ اُٹھا فیروزہ سے رخصت ہوا لشکر میں آکر ضرغام سے  
 ذکر کیا کہ فرزند عمرو سے مجھے شرط ہوئی ہوا اور اُسے وعدہ کیا ہو کہ سرور بار  
 آؤنگا کیا مجال ہو کہ یہاں آسکے یہ کہکے عیار ونگو حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے  
 رہو درخت سامنے کے کٹواؤالو کوئی سامنے سے اگر آئے تو تم اُسکو دیکھو



پہرا چو کی بہت قاعد سے سے رکھنا یہ کہہ کر آپ آ کے کو تو والی چبوترے پر بیٹھا مگر  
یہاں بعد جانے اندیشہ کے بادشاہ نے پوچھا اے فیروزہ کیا تدبیر کرو گے  
فیروزہ نے عرض کی حضور جو کہا ہی وہی کرونگا یہ کہنے فیروزہ اٹھا طرف لشکر  
کفار کے چلا فاقولہ و مرغولہ نے عرض کی مرشد زادے براے عیاری جانتے  
ہو ہم بھی چلین فیروزہ نے کہا آج شب کو میں نے قبلہ و کعبہ کو خواب میں  
دیکھا ایسی عیاری تعلیم کر گئے ہیں کہ سرور بار اسکو جوتیان مارونگا فیروزہ  
صورت بد لکر نکلا مگر یہاں اندیشہ کو تو والی چبوترے پر بیٹھا ہی سات سو  
پیک بچے پشت پر چند شاگرد و کنارے پر لشکر کے پہرہ رہے ہیں آئندہ  
روند کو آنے جانے نہیں دیتے جو لشکر سے نکلا اس سے کہدیا کہ اب پلٹکر  
آنا جنگو جانتے بوجھتے ہیں انکی بھی آمد و رفت موقوف ہے پہرہ دن آچکا ہے  
کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر ضعیف و نحیف ترنج ہاتھ میں چلا آتا ہے کہ  
عیاروں نے پکار کر کہا آپ کون صاحب ہیں اُسے جواب دیا کہ ہم تمہاری  
مدد کو آئے ہیں جس دشمن کا تمکو بہت بڑا خوف ہو میں اسکی فکر میں آیا ہوں  
وہم بھر میں گرفتار کر دوں گا مدت سے فکر میں تھا مگر موقع نہ ملتا تھا عیاروں  
نے جو یہ باتیں خیر خواہی کی سنیں قریب اس ساحر کے آئے اور اگر قدموں کو  
بوسہ دیا کہا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہے کہا میرا نام برقان جہان بیہا ہے  
علم نجوم و کائنات میں بھی دخل رکھتا ہوں کوئی مقام ایسا نہیں کہ جہاں پر  
میں نہیں گیا خداوند بقراط کا بچپنا یاد آتا ہے باپ قدرت کے میان مرزنجوش  
عابد کش زہد فریب والدہ انکی ایسی خانمان خراب کہ کسی بات میں بند نہیں  
میں مدت سے جانتا ہوں انکی بچپن کی کرامتیں لڑکوں میں کھیلنا اور لڑکوں  
کی شوخیان کسی نے وصول ماروی کسی نے لنگوٹی کھولدی کوئی لڑکا قدرت  
کو بہلا کر پیسہ دو پیسہ دیکر کسی کو نے میں لیجانے کا قصد کرتا تھا تو قدرت جانے  
سے احتیاط کرتے تھے لڑکوں میں آوارہ ہو جانے کا خیال تھا اسی باعث سے



لڑکے وصول مار کر لنگوٹی کھول دیتے تھے قدرت رونے لگتے تھے کونے کونے  
 چھپتے پھرتے تھے ہم اسوقت کے دیکھنے والے ہیں اب سامری و جمشید نے  
 یہ دن دکھایا کہ قدرت قصر عشرت میں بیٹھ کر خدائی کرنے لگے ہم ہمیشہ سے قدرت  
 کے ساتھ رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرغام فیل و ریشکر کشتی کر کے آئے ہیں  
 اور اندیشہ جہان پہا اُنکے ساتھ ہیں میرے پاس تمہارے اُستاد کی تصویر ہے  
 ہزار برس ہوئے کہ ایک روز غار افراسیاب میں ذکر آیا کہ مسلمانوں کا خاتمہ  
 کیونکر ہوگا غار افراسیاب میں اُس روز بڑے بڑے لوگ جمع تھے سینے  
 ملکر حکم لگایا کہ فلان سرزمین پر خاتمہ ہوگا جسکو خیال سکندر می کہتے ہیں اور  
 اندیشہ جہان پہا و ضرغام فیل و رُخروج کر کے آویں گے یہ بھی لکھا ہے کہ عمرو کا  
 ایک بیٹا دعویٰ کریگا دعویٰ اُسکا باطل ہوگا کیونکہ عجب محل بات کہی ہی کہ کپڑے  
 اتار لوں گا اور جوتیان ماروں گا سردار و سردار ایسا کوئی دیوانہ ہو کہ کپڑے  
 اتار دے اور سر جھکا دے کہ جوتیان مار دو اور پہچان نہ سکے عیاروں نے  
 کہا ہمارے اُستاد والا گمراہ چلتے کو پہچانتے ہیں عمرو کے فرزند کی کیا مجال  
 ہو کہ کوئی فقرہ کر سکے مگر آپ بیٹھ جائیے تو ہم گرسیان لائیں یہ ککے شاگر دوں  
 پڑے دو باتیں کرتے رہے دو کو تو اہلی چوتڑے پر پہونچے جا کر اندیشہ کو  
 سلام کیا کہا اُستاد غار افراسیاب سے ایک ساحر آیا ہے جو ہزار برس اُدھر کی  
 خبر دیتا ہے قدرت کا بچپنا اسے یاد ہو اور کہتا ہے کہ عمرو کی تصویر مجھے دکھاؤ تو  
 میں عمرو کو پکڑ لاؤں اور یہ لڑکا تو سب فرزندوں میں حقیر ہے اسکو تو ابھی  
 اٹھائے لاتا ہوں باپ اسکا طاع ہو یقین ہو یہ بھی طاع ہو اسی پہلو پر میں  
 گرفتار کروں گا اندیشہ نے جو یہ سنا شاگر دوں سے کہا یہاں کیوں نہ لائے  
 شاگر دوں نے کہا اُستاد آپ ہی کا حکم ہے کہ آج کوئی باہر سے اندر نہ آنے  
 پائے اسوجہ سے وہیں روکا مگر آپ ضرور تشریف لے چلیے اندیشہ جو اٹھا  
 تین سو پیک بچے اسکے ساتھ ہوئے گرسیان سمون نے اٹھا لہین لیکر چلے



اندیشہ کنار سے پر لشکر کے آیا دیکھا ایک ساحر سیاہ جام جٹا بین چھوٹی موہن  
 بہ سبب کیرین کے پلکین تک سفید جھولی بائین ہاتھ پر پری ہوئی ایک کنگ کھارو  
 کا باز سے اندیشہ کو جو آتے ہوئے دیکھا چہرہ جو گلے میں پڑا ہوا تھا  
 اسکو لگا کر دیکھا شاگردوں سے کہا لو متروالا گھر آتے ہیں اب سب کام مجھے  
 بن پڑیگا کھڑے کھڑے اس نوٹڈے کو لاؤنگا سرور بار قتل کیجیے کیا سمجھ کے  
 اُسے دعویٰ کیا ہو شاگرد کہ رہے ہیں حضور عیاروں سے مقابلہ کرتے کرتے  
 دبیر ہو گئے ہیں ساحروں کو مارا اب دیکھیے بادشاہ خروج کر کے نکلتے ہیں  
 کیا انجام کار ہو ساحر نے کہا اسی ملک پر انکا خاتمہ کر کے صاحبقران کو بھی  
 لاؤنگا عمرو کو بھی گرفتار کرونگا سب سن سکے خوش ہو رہے ہیں کہ اندیشہ اگر  
 پہونچا ساحر نے سلام کیا اندیشہ نے سر ہلا کر سلام لیا اُسے بڑھکر کہا صاحبزادے  
 ہاتھ نہیں اٹھاتے ہو بڑا شکو غرور ہو اسی غرور کی وجہ سے غلطی آباد تباہ  
 ہوا میں اس زمانے میں غار افراسیاب میں تھا ہوشربا کے زمانے میں  
 بھی قصد ہوا مگر نہ جاسکا آج کچھ ایسا دل میں خیال ہوا کہ اندیشہ جہان پیا  
 ایسے عیار سے مقابلہ ہو ضرور چلنا چاہیے اندیشہ نے کرسی پر بٹھا لیا اور کہا کہ  
 آپ نے اپنا نام کیا بتایا ساحر نے کہا اصل میں نام تو جہان گرد ہو کوئی  
 مقام ایسا نہیں کہ جہان نہیں گیا سب مقاموں پر پھرا مگر اب جوش و خروش  
 میں آیا ہوں برقان خلیفہ گلے سے ملا فیروزہ نے گلے کا اُسکے مالا اتار لیا مگر اسکو  
 خبر نہ ہوئی اندیشہ نے بہت تسکین دی کہا ہمارے افسر صاحب بڑی خاطر  
 کرینگے وہ صاحب زور پہلوان زبردست ہیں بھلا اُسے کون مقابلہ کر سکتا ہے  
 ایسے ایسے پہلوان مارے کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہیں کسی مجال ہو کہ اُسے  
 مقابلہ کرے یا اُنکو ملائے ساحر یسکرا اپنے مقام سے اُسے مگر بسبب کیرین کے  
 اُنہ نہیں سکتے کانتھکر کھڑے ہوئے کہا کہ اب جاتا ہوں اس چھو کرے کو  
 لیکر آتا ہوں تم اسی مقام پر ٹھہرو اندیشہ ٹھہرا رہا فیروزہ جست و خیز کرتا ہوا



لگایا شاہ راہ پر جا کر ٹھہرا اُدھر سے ایک گنوار آتا تھا لپک کر اسکو حباب مارا وہ  
 بیوش ہو کر گرا اُسی مقام پر بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کا  
 بنایا پشتارہ دوش پر لگایا اور لیکر چلا سامنے اندیشہ کے پہونچا عیارون نے  
 بڑھکر خبر دی کہ دیکھیے حضور فیروزہ کو پکڑ لائے حقیقت میں انکا کیا کہنا اندیشہ  
 نے حکم کیا کہ تخت روان لاؤ تخت روان پر اسکو سوار کرو جہانگرد کو تخت پر سوا  
 کیا اور پائے پر تخت کے ہاتھ رکھ لیا عیارون نے بڑھکر ضرغام کو خبر دی کہ  
 اس طرح پر غیب سے ایک ساحر آیا ہو نقطہ خداوند بقراط کا پرستار ہو لیکن ایسا  
 واقع کار ہو کہ قدرت کے بچنے کی خبر دیتا ہو ضرغام نے کہا میان دربار میں  
 لاؤ عیارون نے کہا آتے ہیں پردے بارگاہ کے اُٹھو ادبے ضرغام نے  
 دیکھا سوار و پیدل گھیرے ہوئے میان ساحر تھے بیٹھے ہیں پشتارہ فیروزہ کا  
 رکھا ہوا ہو مشکین اسکی بندھی ہیں مگر اس طرح بندھا ہو کہ کھل نہیں سکتا تخت کو لیے  
 ہوئے کہا راتے ہیں ہر سردار بڑھ بڑھ کے پوچھتا ہو میان ساحر صاحب یہ سکار  
 کہاں ملا ساحر نے جواب دیا کہ اپنے لشکر کی طرف سے اسی جانب آتے تھے  
 کہ میں اُٹھا لایا کئی سو پیکر بچے دوڑے نگر میں نے آواز دی کہ کیوں  
 تمہاری شامتیں آئی ہیں بس اپنے مقام پر ٹھہرو یہ کہکے ایک گول جو پھینکا تو  
 چند شخص اسخین سے تھمرا نے لگے بعض سخم کے بھل گئے چند کو چند نے قتل  
 کیا میں اسکو لیکر آیا ضرغام بھی اپنے مقام سے اُٹھا اور بارگاہ تک آیا تخت سے  
 اُٹار ساحر نے فیروزہ کا پشتارہ اُٹھا لیا اور ونکو منع کرتے ہیں کہ یار و تھم نہ  
 ہاتھ لگانا ورنہ ہوشیار ہو جائیگا یہ بلا سے روزگار ہو یہ بُرا عیار ہو سو و سو  
 سے لڑ کر نکلیا بیگیا پھر اسکو کون پائیگا ضرغام نے کرسی دی ساحر صاحب کرسی پر  
 بیٹھے اندیشہ نے کہا کیوں میان جہان گرد اب اسکو قتل کریں ساحر نے کہا  
 ایک بات مشکل کی ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار پیکر بچے اسکے بھائی بند ہیں  
 اگر وہ خبر سنیں گے تو فوراً آویگیے اور تو کسی کا خوف نہیں مگر ایک عیار شاگرد



عمر و بلا سے روزگار ہو اُسکے بغداد سے ساحر نہیں بچتے اور اندیشہ جہان پیمایا  
اسکی اور تدبیر ہو جب غار افراسیاب میں تھا تو ایک دن شب کو ایسا پوج  
یاٹ کیا کہ سامری و جمشید خواب میں آئے مجھ کو ایک بوتل دی اُس میں وہ  
روغن ہو کہ جو اسفند یار کے لگایا گیا تھا جس سے روغن تن ہوا اسیدو جہ سے  
میں وہ بوتل لیتا آیا ہوں ہر چند کہ اب تم لوگوں کو اعتقاد بقراط کا ہو مگر وہ  
خداوند قدیم ہیں بقراط اُسکے ندیم ہیں اس کمال کو دیکھیے کجا زردھشت نے  
یہ شیشہ بنایا اُس شیشے کو اٹھا لائے مجھے عنایت کیا تم مہتر صاحب کپڑے اتارو  
میں وہ روغن لگاؤن اگر دس مہتر قرآن فخر اور تلواریں ماریں تو تمہیں تاثیر  
نہ ہو اندیشہ نے خوشی خوشی کپڑے اتارے ساحر نے لیکر اپنے پاس رکھے  
اور جھولی سے بوتل نکالی سب نے دیکھا کہ اُس میں ایک روغن سرخ ہو اُسکو  
بدن پر اندیشہ کے لگایا سر میں بھی بہت سا ملا کہا زور اٹھلو ہوا لگے پکے ہو  
اندیشہ ٹٹلنے لگا ہوا جو لگی بدن میں کھجلی پیدا ہوئی اندیشہ نے کہا مرشد جی  
سر بہت کھجاتا ہو فیروزہ نے کہا ایک جوتہ اٹھا دو شاگردوں نے جوتہ اٹھا دیا  
فیروزہ نے جوتہ لیکر ایک دھڑا کا دیا پوچھا کچھ کھجلی کم ہوئی اندیشہ نے کہا  
استاد کھجلی کی ترقی ہوتی جاتی ہو فیروزہ نے اور پانچ سات جوتیاں سر پر  
لگائیں اور پکار کر کہا یارو سامنے سے ہٹ جاؤ ہوا کو نہ روکو عیار سامنے  
سے ہٹ گئے جب خوب جوتے فیروزہ بار چکا تو اٹھ کر کہا میں جنگل سے پتے  
لے آؤن مگر یہ پرچہ کاغذ کا دیے جاتا ہوں اسکو کسی وقت پر پڑھنا اندیشہ  
نے کہا جلد جائیے اب مجھے تاب نہیں ہو یہ سنتے ہی فیروزہ بہ سہولیت تمام  
در بار سے نکلا شاگردان اندیشہ خود کہہ رہے ہیں کہ جلد جا کر پتے لائیے ہمارے  
استاد بہت بیچین ہیں فیروزہ نے کہا تم لوگ کیا جانو یہ کھجلی نہیں ہو بدن بچتے  
ہوتا ہو کوئی لوہا اس بدن کو نہ کاٹے گا گھڑی بھر کی تکلیف سہی عمر بھر کو راحت  
ملتی ہو اور کپڑے یہ کھکر لے نکلا کہ ان کپڑوں پر پتیوں کا رس ڈالو لگا میں لباس



بجائے خود و بکتر کے ہو جائے گا کہ اس پر کوئی شوق تاثیر نہ کرے گی یہاں دربار میں چہچہ  
 ہو رہے ہیں کہ اب بڑے میان آتے ہو گئے فیروزہ تانتا ہوا طرے اپنے لشکر  
 کے روانہ ہوا یہاں اندیشہ نعرش خاک پر لوٹ رہا ہے پرچہ کا غلہ کا ہاتھ میں  
 دبا ہوا ہر ایک ساحر نے کہا اُستاد وہ پرچہ تو لایے پڑھیں شاید کچھ علاج نکلا ہوا  
 ہو اب جو کا غلہ لاپہ خط جلی مر قوم پایا کہ او اندیشہ یہ اندیشہ نہ کر کہ قبلہ و کعبہ یہاں  
 نہیں ہیں منہم فیروزہ بن عمرو لباس بھی تیرا لگیا سرور دربار جو تیاں بھی مارین مگر او  
 بے غیرت تجھ کو شرم نہیں آتی اب بہتر یہ ہو کہ اگر دین اسلام و ملت بیضا قبول کر دے  
 انشاء اللہ اس سے زیادہ ذلیل کر دے گا اگر چاہتا تھا تیرا سر کاٹ لیتا دن دہاڑے  
 یہ نوبت ہوئی کہ ہم کو کوئی نہ روک سکا تم آپ ہم کو لشکر میں لگئے اب اگر نہ آئیے گا  
 تو بڑا رنج اٹھائیے گا اندیشہ نے جو یہ مضمون سنا غصے میں کانپنے لگا اور صرغ  
 نے بھی حکم دیا کہ اس کو سامنے سے نکالو دیکھ او بیجا فیروزہ ندان عمرو ایسے ہیں کہ  
 جو زبان سے کہا وہی کیا اندیشہ منایا دھویا بدن پر سیاہ دھتے پڑ گئے منہ کا لا  
 ہو گیا اندیشہ جھلا کر یہ کہے چلا کہ یا غلام اپنی جان دیکھا یا فیروزہ کا سر لے گا  
 اگر ہاتھ پڑ گیا تو عروس ہی کو لاؤنگا یہ کہتا ہوا چلا یہاں بادشاہ اسلام دربار  
 میں بیٹھے ہیں کہ ہر کارے ہنستے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دیتا ہے بادشاہی  
 بجالائے قطعہ کہ تاسنہ روئیدہ باشد بہ باغ بہ گل سرخ تا بد چور و شن چراغ  
 نگین سعادت بنام تو باد بہ ہمہ کار عالم بکام تو باد بہ شہر یار کی عمر دراز ہو اور  
 دشمن کو سوز و گداز ہو آج تو شاطر نے حضور کے وہ عیار ہی کی کہ اگر خواجہ  
 ہوتے تو دودیتے دشمن کے عیار کو سرور یار ذلیل کیا جو تیاں مارین لباس  
 اسکا لے آئے اور لطف یہ تھا کہ عیار نے خود کہا کہ اب جانیے بہ فرحت وہ  
 رہاں سے نکل آئے کسی نے نہیں روکا یہ فکر تھا کہ رنگ کی آواز کان میں آئی  
 فیروزہ بن عمرو ہنستا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے خلعت منگو کر دیا اور فرمایا  
 کہ او فیروزہ آج تو بڑا کام کیا یہ عیار ہی تو خواجہ عمرو کو زینہ دیتی تھی کہ اُنکے پاس



تختہ جات موجود ہیں فیروزہ نے کہا انھیں کا تصدق تھا کہ یہ عیاری مجھے بن پڑی  
 حقیقت میں وہ نظر کر وہ ہفت پیغمبران ہیں شب کو اسی خیال میں خواب نہ آتا تھا  
 ذرا جو آنکھ بند ہوئی تشریف لائے یہ عیاری تعلیم کر گئے مگر فرمایا تھا کہ ای فرزند  
 بہت ہوشیاری کے ساتھ جانا اور بہت ہوشیار رہنا اور ای فرزند یہ کام بڑی  
 دلیری کا ہے تب یہ عیاری بن پڑی بادشاہ نے پھر بہت بھاری خلعت دیا افسر  
 سرہنگان خطاب دیا فیروزہ منال ہو گیا عرض کر چکا ہوں کہ بادشاہ لباس رنگ  
 زعفرانی پہنے ہیں مگر فیروزہ سے فرمایا کہ اتنا بڑا کام کر آئے ہو اب ذرا ہوشیار  
 رہنا مگر اندیشہ جہان پیا نہایت غصے میں لشکر اسلام میں آیا ایک ضعیفہ کی شکل  
 بنکے پھر نے لگا مگر فیروزہ بن عمرو سر شام دروازے پر عروس کے آیا فرزند  
 عمرو سے محلات میں کچھ پر وہ نہیں ہو کہا میں عروس سے کچھ کلام کرونگا محل میں  
 آیا چند ساعت ملکہ سے تخلیہ رہا محل سے نکلا اپنے خیمے میں جا کے سویا فاقولہ  
 و مرغولہ نے عرض کی کہ مرشد زادے آپ اتنا بڑا کام کر کے آئے ہیں عیار  
 دشمن ضرور آئے گا اگر حکم ہو تو انتظام کریں فیروزہ نے کہا بھائیو جا کر چین  
 سے آرام کرو پروردگار نگہبان ہو فاقولہ و مرغولہ طلا سے پر ہیں مگر اندیشہ  
 پھرتا ہوا اور دولت عروس پر پہونچا سا بچق اور منہدی کی آج تیار ہی ہو اور  
 ہزار ہا کنیزیں دروازے پر پھر رہی ہیں ایک کنیز کو اندیشہ نے تاکا اشارے  
 سے اسکو بلایا جب وہ قریب آئی کہا یو امین بھو کی پھر رہی ہوں کچھ کھانا بھجو  
 دلو او کنیز دوڑی ہوئی گئی اندر سے ایک رکابی پلاؤ کی لا کر دی کہا لو یہ تم  
 کھا لو کچھ اندیشہ نہ کرو یہ بھیوٹا کھانا نہیں ہو اندیشہ نے کہا ذرا کنارے آئیے  
 نخل کے نیچے بیٹھ کر کھاؤں جب وہ کنیز کنارے آئی تو اندیشہ نے حباب مار کر  
 اسکو بیوش کیا اور کنارے ڈال دیا اسی کنیز کی شکل بنکر دروازے پر آیا حکم  
 احکام کرنے لگا کنارے پار و خوان لاؤ تیار کر دو منہدی جائیگی چند ساعت  
 دروازے پر ٹھہرا مگر دل کانپ رہا ہو جو کنیز سامنے آتی ہو ڈر جاتا ہو کہ فیروزہ



نہ آجائے کیا کجنت بلا کے عیار رہیں غضب کی عیاری کر گیا دن و ہاڑے آیا جو تیان  
 مار گیا کہ اتناک بھیجا تپک رہا ہر سر سہلاتا ہوں آخر دل مضبوط کر کے اندر گھسا جس  
 خیمے میں لکھتے تھے وہاں کتنا ہوا آیا کہ صاحبو دلہن کی کسی کو فکر نہیں آج شام سے  
 کچھ خوش نہیں فرمایا حجاب میں آکر کچھ میوہ پیش کیا دلہن نے کھایا کھاتے ہی بیہوش  
 ہوئی اندر لپٹہ نے فوراً پشتارہ باندھا مگر اب حیران ہو کہ کدھر سے لیکر نکالوں یہ  
 سوچ کر چند دولاٹیاں رضائیاں کاغذ سے پر ڈالیں کتنا ہوا چلا کہ ڈولہیوں کے  
 پردے بندھ جائیں اس جیلے سے دروازے پر آیا کنیڑوں نے کہا واہ بوا  
 گلچمن آج تو خوب لدی ہوئی ہو جواب دیا کہ ڈولہیوں کے پردے لیے جاتی  
 ہوں کہار غل مچاؤ بیگے پہلے سے گنو اوون یہ جیلہ کر کے نکلا جس مقام پر پتہ  
 کفر کتا ہو سنبھل جاتا ہی جی میں کتا ہی آج تو میان فیروزہ پر جو تیان پڑیگی بعد  
 تھوڑی دیر کے محل میں ہلڑ ہوا کہ دلہن کا پتہ نہیں ملتا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی  
 بادشاہ نے فرمایا میان افسر سرسنگان کو بلاؤ اسی منہر پر دعوی عیاری کہ عیار  
 دلہن کو لیگیا اب مجھے صورت دکھائیگی لوگوں نے جا کر فیروزہ کو جگایا کہا  
 چلو بادشاہ بلا تے ہیں فیروزہ سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے بہت جھڑکا  
 اور فرمایا کہ او بے ادب تو نے حفاظت نہ کی اب سرور بارہ جاتا ہوں یا جان  
 روٹنگا یا عروس کو لاؤنگا فیروزہ نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور ذرا خیمہ عروس  
 میں چلیے خیمے میں لایا بادشاہ کا غصہ اتر گیا فیروزہ کو گلے سے لگا لیا میان تو  
 وہی سا بچق اور منہدی کا سامان ہو نے لگا اُدھر سے سا بچق آئی اُدھر سے  
 منہدی گئی بادشاہ نے پہر رات رہے آرام کیا کنیڑوں نے دلہن کے منہدی  
 لگائی تمام محل میں وہی چل پھل خوشیاں ہو رہی ہیں ڈولہیاں گارہی ہیں ناظرین والا  
 مقام پر واضح ہو کہ میان یہ معرکہ گذرا کہ فیروزہ بن عمرو نے دلہن کو ایک کوٹھری  
 میں علیحدہ بٹھا کے اور ایک ضعیفہ کو بشکل عروس بنا کر حجاب عروس میں بٹھا دیا تھا اور  
 وہ اسی کا پشتارہ باندھ کر لے جھاگیا میان اسی طرح ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو



لیکن اندیشہ رات بھر جنگل میں پھر اصرار ہوتے بارگاہ میں ضرغام کی پہونچا ضرغام  
نے پوچھا کیوں فیروزہ کو لائے عرض کی حضور جان لشکر نکال لایا یہ عروس موجود  
ہو ضرغام نے کہا اسے تھیلے میں لیجیو ابھی وصل حاصل کرونگا کوئی تو لطف لے  
برچند کہ وہ عیار کل ایسا ذلیل کر گیا مگر تو نے خوب بدلہ لیا اندیشہ نے پشتارہ لاکر  
تھیلے میں رکھا آپ دروازہ پر ٹھٹھنے لگا ضرغام خوشی خوشی اندر آیا پشتارہ کھولنے  
لگا جو اس میں بندھی تھی اسکی آنکھ کھلی کہا افریزند کیا بازار کا وقت آگیا مجھے کیوں  
جگاتے ہو! تمہے پاتوں میرے کیوں باندھے یہ آواز سنکر ضرغام بہت گھبرا یا اور  
پکار کر کہا صاحب یہ کیا کتنی ہو ہو شیار ہو یہ کہکے منہ کھولا دیکھا ایک بڑھیا ضعیفہ  
منہ میں دانت نہیں پیٹ میں آنت نہیں گالوں میں گرہے پڑے ہوئے اٹھتے  
ہی ایک طمانچہ مارا کہا نگید سے آج روٹی جو نہیں پکائی تو اسپر بگڑتا ہو صاحب  
صاحب کسے کہتا ہو میں تیری ان ہوں کچھ میرا حق دیکھ یا نہ دیکھالے وودھ پیلے  
یہ کہکے گرتی اٹھائی کالے کالے اُسے ہو سے بیگن منہ سے ضرغام کے لگا دیے  
ضرغام نے جو صورت دیکھی اور نفطین سنیں جھلا کر ایک لات ماری کہ ضعیفہ  
زمین پر گری چلا کے رونے لگی کتنی تھی کہ آج لٹو اکو کیا ہو گیا مہکا مارت ہو  
وودھ پلاوے کے نام و نہجار بگرت ہو ضرغام کھڑا ہو کر بگڑنے لگا گالیوں دینے  
لگا اندیشہ جو دروازے پر کھڑا تھا سوچا کہ یہ کیا جھگڑا ہو رہا ہو جیسے مان بیٹے  
ثر رہے ہیں اندر جو آیا ضرغام نے اندیشہ کو ایک طمانچہ مارا کہا اونا لابق یہ  
کسکو لایا میں تو معشوق جانتا تھا وہ فرزند کتنی ہو ضعیفہ وودھ برس کی نہ منہ  
بین دانت اور نہ پیٹ میں آنت اندیشہ خیمے میں آیا ضعیفہ کو دیکھا رو رہی ہو  
وہ لات کھائی ہو کہ کولہ اتر گیا کتنی ہو محلے والوں کو بلاؤ اندیشہ نے پوچھا اری  
بڑھیا تو کون ہو بڑھیا نے کہا بیٹا تو میرا چھوٹا بیٹا ہو بڑے بیٹے نے لات ماری  
کولہ اتر گیا میں پنچایت کو جمع کرونگی سب کو ماش بھات کے کونڈے کھلاؤنگی  
اس سے کو سنراؤ لو انگی تب اسکو حال معلوم ہوگا جب اسکا باپ مرا ہو



تو یہ پانچ برس کا تھا جب ہی سے شوخی کرتا ہی میں نے اسکو کس مشقت سے پالا  
 آخر اندیشہ نے باہر جا کر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے لشکر کی نجات  
 ہو لہذا اسکا بیٹا ہی اندیشہ کو ضرغام نے بہت باتیں سنائیں کہا اونا لایق عیاری  
 کرتا ہی ضعیف اور جوان کو نہیں پہچانتا کہا حضور جب میں نے بیوش کیا تو چہرہ  
 آفتاب عالم تاب تھا بین جو پشتارہ لیکر چلا رات بھر جنگل میں پھر طریقے سے  
 معلوم ہوتا ہو کہ رنگ و روغن اڑ گیا مگر کہاں جائیگا وہ عیاری کروں کہ فیروزہ  
 کو معلوم ہو آج بادشاہ کو چڑا لاؤں گا لشکر بے چراغ کروں گا یقین ہو کہ عیار  
 اپنی جان دے یہ کہنے کے باہر نکلا اسکے عیار و نکامتر متر سعید دروازے پر کھڑا  
 تھا اُسے کہا اُستاد یہ کیا ہوا اندیشہ رو نے لگا کہا اے سعید کیا کمون کیا مجھکو  
 صدمہ ہو اس بڑھیا کے لانے سے اور زیادہ ذلیل ہوا مگر آج جا کر بادشاہ  
 کو لاتا ہوں ایک خدمتکار کی شکل بنکر لشکر اسلام میں آیا دیکھا تیاری برات  
 کی ہو رہی ہی بادشاہ تخت پر ہیں چند طوائف مثل جَدَن و کبھی جان وادھا گن  
 دکالی امرا و وحید رجان وغیرہ سب حاضر ہیں باہم ملکر حلقہ باندھ کر کھڑے کے  
 پانوں لگا رہی ہیں اور یہ اشعار گارہی ہیں اہالی محفل کو بھاری ہیں نظم

نہ سبک ہو جو نہ سمجھے اے غافل بھاری  
 تو لیے مجھے تیرا زو میں تو بول بھاری  
 یا اکی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری  
 پھیر کھا کھا کے نہ کر پانوں کو منزل بھاری  
 ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری  
 اُسکی زنجیرون سے ہو میری سلاسل بھاری  
 نہیں اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہو غافل بھاری  
 کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری  
 ایک پر ایک ہوا سا کن محفل بھاری

صبر ہر چہ ہو سینے کے لیے سل بھاری  
 بوسہ خال کے سو دے میں ہوا ہون بیزا  
 بارہستی نہیں اب مجھے سنبھالا جاتا  
 صورتیں راہ میں ہیں سیکڑوں باز آسنے  
 بسکہ تھی کوچہ جلا دے آفت مجھکو  
 فوق مجنون سے رہے عشق و جنون مجھکو  
 نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان احوال  
 خاک کے پتے نے وہ بوجھ لیا گردن پر  
 شمع رونے مرے اُلٹی سر مجلس جو نقاب



نا توانی سے کہان ہرزہ وری کی طاقت بجھے ہر بات میں قرآن وہ اٹھو اتا ہو آتش اُلتے نہیں نگارہ کا لپکا چھٹا	گھر سے وروازے تلک ہی مجھے منزل بھلا گردن یار میں شاید ہی حائل بھاری میری آنکھوں کو ہو شاید کہ اول بھاری
---	---

بادشاہ دوپہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے براے رفع حاجت طرف خیمہ  
بیت الخلا کے چلے ہر چند کہ خدمتگار سپاہ میں گرانڈیشہ پشت پر آیا سراچہ چاک  
کر کے کھڑا ہوا جب بادشاہ رفع حاجت کر کے اُٹھے تو اندیشہ نے حلقہ ہائے کند  
مارے بادشاہ پلٹے اسنے حباب مار دیا بادشاہ بیہوش ہوئے اندیشہ نے  
پشتارہ باندھا لیکر بھاگا فیروزہ ٹھہرتا ہوا آیا اسنے دیکھا خدمتگار کھڑے ہیں  
پوچھا کیا معرکہ ہو سب نے عرض کی بادشاہ کو عرصہ ہوا مگر بیت الخلا سے برآمد  
نہیں ہوئے فیروزہ نے آواز دی جب آواز نہ آئی تو اندر آیا سراچہ چاک  
پایا پتیرا اندیشہ کا دیکھا گھبرا کر نکلا ایک چنچ ماری کہا یار و غضب ہوا کہ اندیشہ  
بادشاہ کو لے گیا مجھ کو اندیشہ ہو کہ قتل نہ کر ڈالنے یہ لشکر بلند خان سمرقندی نے  
فوراً حکم دیا لشکر تیار ہوا بلند خان سمرقندی چلا مگر فیروزہ بن عمرو راہ میں  
تلاش کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا خبر سنی کہ اندیشہ عیار بارگاہ میں پہونچ گیا  
فیروزہ کو پڑا اندیشہ ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ میں آیا دیکھا پشتارہ  
ساتنے رکھا ہو ضرغام نے مسلسل کرا کے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ نے  
ہوشیار ہوتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی اور فرمایا او پہلو ان  
اسی نسخہ پر دعویٰ جرات کہ عیار کے بھروسے پر کام کرتا ہو ضرغام نے جواب  
دیا کہ میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے جھٹلا کر جواب دیا  
کہ تجھ اے میرے بہت سے ملازم ہیں کتنا زمانہ گزرا کہ صاحبقران زمان نے  
سمرقند کو تسخیر کیا وہاں کے لوگ اسی طرح مطیع ہیں ایسے ایسے بادشاہ صدا  
حلقہ اطاعت کان میں ڈالے ہوئے ہیں تو کیا بادشاہ کریگا اب میں برابر  
تسخیر نکلا ہوں انشاء اللہ لوح طلسم خیال سکندری کی حاصل کرونگا ضرغام نے



بھلا کر حکم دیا کہ جلاؤ کو بلاؤ فیروزہ تیغ کھینچ کر سامنے آیا کہا اے بادشاہ میں اس زبان دراز کا سر کاٹنے لیتا ہوں آپ ایسا بادشاہ جلیل اس سے یہ گفتگو ضرغام نے اشارہ کیا کہ سر کاٹنے فیروزہ تیغ کھینچ کر قریب شاہ کے آیا اشارہ کیا کہ حضور نبی مکرم ﷺ میں آپ کا غلام ہوں یہ کہنے فیروزہ نے نیچے مارا بادشاہ نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اور فیروزہ نے نعرہ کیا کہ منہم فیروزہ بن عمرو تہو بادشاہ نے قید پر ہاتھ ڈالا خانہ زور میں آکر نعرہ کوہ شکاف کیا نعرہ بادشاہ اسلام

منہم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کا لوس و جسم +
اگر تیغ بر سنگ خارہ نہ خرم +	زگارہ بن بیچ و بن برکشم
اگر تیغ کین بر کشم از عنکاف	تر لزل فستد ورمیان مصاف

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا اور یہ اشعار زبان سے فرمائے نظم	گر می باز از عشق از قف خون من است
شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من	بشکنم این بند را وقت جنون من است
خانہ تاریک و تنگ بسترہ زنجیر عشق	باک ندارم زوار چوب ستون من است
بر سر وارفنا خانہ غوغا سے من	

فیروزہ نے نیچے ہاتھ میں دیا بادشاہ اٹھے اٹھتے ہی ایک پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلامی مقام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اڑ گیا شیرانہ لڑنے لگے مگر ضرغام مسلح ہو کر اٹھا فوج کو اشارہ کیا چار جانب سے گھیر لو فوج نے چار طرف سے بلوہ کیا بادشاہ لڑتے ہوئے باہر نکلے چار طرف سے بادشاہ پر فوج کا بلوہ ہو گیا بادشاہ شیرانہ جنگ کر رہے ہیں پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہیں بادشاہ نے جو فوج کا بلوہ زیادہ دیکھا اپنے پیچھے پید کرنے والے سے قلب کو رجوع کیا پکار اٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اورب کار ساتھ بھکواس آفت سے نجات دے نظم

کو بود و در ہر محتاج و در آزار دوست	ما لتجا پیش مسیحا کی بر و بیمار دوست
نہست با اہل محبت جو محبت کار دوست	دوست کو باشد کہ باشد و رہے آزار دوست



<p>چہرہ دلدار می آید نظر از حد حجاب ہندیار از محبت و رجک پو شیدہ وار</p>	<p>از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دست گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دست</p>
<p>بادشاہ نے جو بقیار ہو کر دعا کی تیر دعا بدت مراد پر پہونچا طرف سے صحر کے ایک گرو عظیم بلند ہوئی بلند خان سمرقند می آکر پہونچا دوز سے جو اسے دیکھا کہ بادشاہ گھر سے ہوئے ہیں مگر کس شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ رنگ جنگ صاحبقران دکھا دیا بلند خان نے کل افسران فوج سے کہا بھائیو یہ بادشاہ لشکر اسلام ہیں میری خوش نصیبی کہ میرے ملک میں تشریف لائے ایسے چلے کر وہ بین تو لڑتا ہوا بادشاہ تک پہونچون تم ہنگامہ ڈالو واسطو سے گھوڑے دوڑاؤ کہ کفار گھبرا جائیں سب نے دست بستہ عرض کی ہلک جان لڑا دینگے بلند خان سمرقندی نے مرکب بڑھایا بارہ ہزار جوانان سمرقند مرکب اٹھا کر نیزے چمکاتے ہوئے جا پڑے بقول شاعر نظم</p>	<p>چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ سوار و نکلے اک سمت کتے ہوئے فلک کا ہوا پر غبار آئندہ</p>
<p>ہر ایک سمت ہنگامہ گرم ہوا جوانان سمرقندی نیزے مار کر تلوار بین کھینچ کر سے جھپٹا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ نے جو اتنی ہمت پائی دیکھا سامنے سے عہدار لشکر کفار پھر ہرے پر تعریف بقرا طمرقوم ہاتھی آگے بڑھائے ہوئے آتا ہوا اہل فوج سے کہتا ہوا ہاں یار و چک کر لڑو مسلمانوں سے قدم نہ ہٹاؤ بڑے افسوس کی بات ہو کہ ایک شخص کو تھنے گھبرا کر گرفتار نہ کیا آخر اسکے مددگار آگئے اہل فوج آواز عہدار لشکر چمک چمک کے بلوہ کرتے ہیں مگر اہل سمرقند سے کسی کا زور نہیں چلتا ہو بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکب زبردان جس طرف جا پڑے وہاں خون بہا دیے بادشاہ نے طرف عہدار کے رخ کیا عہدار نے بھی ہاتھی</p>	<p>گئے مومن و گھبراہم لپٹ پیادوں سے کھلے بہ کھلے ہوئے تھاجیرت کے عالم میں چار آئے</p>



بڑھایا قریب آکر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سوئڈ بڑھائی بادشاہ نے بہ ضرب شمشیر  
سوئڈ قلم کر دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا صدمہ جو ان پامال کیے علحدار کو مع علم کے گرایا  
آخر صحرا میں جا کر گر اتر پتر پ کے جان دی اب اہل فوج بیدل ہوئے کہ اسی  
نشان پر لڑ رہے تھے ضرغام نے جو دیکھا کہ علم لشکر سرنگوں ہوا نقیبوں کو  
اشارہ کیا نقیب آوازیں لگانے لگے ہر غول میں جاتے تھے آوازیں اپنی سناتے  
تھے یہ اشعار پڑھتے تھے نظم

یہ تعلق باندھا غباروں نے طبع یار میں لے مبارک اوجہ خون قطع تعلق ہو چکا نہم دکھا کر قہر سے جھکڑا چکا اوجہ تند خو جوش وحشت میں ہوا میرا لہو اس طرح گر ہوں وہ بلبل عرض مطلب پرکٹی میری زبان گھر سے اٹھنے دیتا ہو کب وھیان چشم شونخ کا تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی کیا ڈرایا اوجہ پری برقی تبسم نے تری معر کے میں بخت اسعد نے مہم سر کی مری وہ کف رنگین دم سیر آیا کیا غیر و نکلے ساتھ دیکھیے اب دیکھنا کیونکر ملے مجھ نہ ار کو شریت مرگ احبا ہم اسی کو کہتے ہیں میں وہ بلبل ہوں کہ موزون ہیں مریختے تمام اگر صغیر اب رعب اُس قاتل کا عالمگیر ہو	ہوش میرے اڑ کے ٹکراتے ہیں سر دیو ہیں اڑتے ہیں تار گر بیان دامن کسار میں زہر تھوڑا سا ملا دے شربت دیدار میں چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خاتین خون بہا یا گلر خون نے کوچہ منقار میں واہ رے صبا دکیا باندھا نظر کے تار میں اونچے ہو کر جا گئے گل مہر کی دستار میں گل اچھل کر خون سے گر گر پڑے گلزار میں آبرو نے میری پانی دیدیا تلواریں شور ہو دزد حنا پکڑا گیا بانزار میں دھیلے آنکھوں کے اڑے ہیں روزن دیوار میں قاتل شیروں دہن پانی نہیں تلواریں ہو زمین شعر داخل کوچہ منقار میں آنہیں سکتا ہو دور سے مورچہ تلواریں
---	--

یہ آواز جو نقیبوں نے دی سب چمک چمک کر لڑنے لگے مگر بادشاہ لڑتے بھڑکتے  
قریب ضرغام کے پہونچے للکارا کہ او پہلو ان کمان جاتا ہو مردان عالم سے  
مقابلہ کر جرات تو تیری ظاہر ہو چکی کہ عیار کی معرفت و خاک کی ضرغام بادشاہ پر



جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے بادشاہ نے روکتے روکتے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 بغلی بیٹیکر کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا یا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ  
 ہوائی قلم کیا اوہا م تیغ نہ ان بھائی اسکا دور سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا بھائی کا  
 لاشہ جو دیکھا آنکھوں میں اندھیرا اگیا قلب تھرا گیا بادشاہ پر لکار کر جا پڑا اپنے  
 ساتھ والوں سے کہتا تھا کہ بھائی صاحب نے جان بھی دی اور مردوں میں بدنام  
 ہوئے ہر مقام پر یہی ذکر ہو گا کہ بادشاہ نے بھرات ضرغام کو مارا عیار نے وہ  
 کار نمایان کیا کہ دودن اندیشہ خوب ذلیل ہوا اس کلیجے کو دیکھو پر اسے دربار  
 میں آنا اور لباس اتروانا دشمن کو جو تیان مارتا اور پھر بہ آسانی نکلیا تا میں تو  
 بھائی صاحب سے کہتا تھا کہ سر میدان لڑیے مگر نہ مانتا اسکا مڑا اٹھا یا یہ کہتا ہوا  
 اس صفت پر پہونچا کہ جہاں بادشاہ لڑ رہے ہیں پکار کر آواز دی اوشہر بارہین  
 مشتاق امتحان ہوں مجھ پر بھی حال کھلجائے کہ میں نہ بردست ہوں یا کمزور بادشاہ  
 نے فرمایا بسم اللہ یہی گو یہی میدان اوہا م نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے  
 باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے  
 اٹھا لیا اوہا م نے پکار کر کہا میں نے اطاعت قبول کی اب حضور کو اختیار  
 ہو بادشاہ نے ہاتھ سے رکھ دیا اوہا م کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران  
 فوج نے آواز الامان بلند کی میں ہزار جو ان بصدق دل مسلمان ہوئے بہت  
 خزانہ دستیاب ہوا بادشاہ ان سب کو لیکر پلٹے سمرقند میں آئے بلند خان کی  
 عمارت میں اس قلعے میں کراہی و صوم سے برات لیکر مکان پر بلند خان کے آئے  
 تحریر حال برات موقوف رکھا گیا کہ اور مضمون عرض کرنا ہو بادشاہ و لسن کو بہا کہ  
 جلد عروسی میں لائے جمال بے مثال دیکھا مگر جس معشوق کو خواب میں دیکھا تھا اسکی  
 صورت آنکھوں کے نیچے پھری بیقرار ہو کر فرمانے لگے کہ اوجان جہاں وہ آرام  
 دل مشتاقان ہمارا تو یہ حال ہر قلم

تمام رات کا قصہ فراسنو تو سہی

تم اپنے ہجر کا چرچا فراسنو تو سہی



پھنسا ہوں زلف کے پھندے میں ہر موتازہ  
بگڑ بگڑ کے رخ مابوش پہ آتی ہو بہ  
نگاہ بھر کے نہ دیکھوں تمہیں خدا کی قسم  
ہمارے قتل کو ڈھونڈھو نہ اوجھنم تلوار  
شفیق رہتا ہوں مشتاق ایک مدت سے

بتاؤ مجھ کو کروں کیا ذرا سمنو تو سہی  
ہٹا لو زلف چلیپا ذرا سمنو تو سہی  
لڑاؤ آنکھ نہ اصلا ذرا سمنو تو سہی  
کرو تو آنکھ کا ایما ذرا سمنو تو سہی  
دکھاؤ روئے مصفا ذرا سمنو تو سہی

ملکہ نے جو کہ اشتیاق روئے انور بادشاہ تھا قدموں پر سر رکھ کے پوچھا کہ حضور  
مجھے کچھ خلافت ہوا میں تو کنیزان سرکاری میں سے ہوں اور اسکی مشتاق ہوں  
کہ آٹھ پہر میں ایک مرتبہ جمال جہان آرا دیکھ لوں حوصلہ دل کا نکل جائے وصل  
وغیرہ کی میں طالب نہیں ہوں بادشاہ نے تسکین دیکر فرمایا کہ صاحب تمہاری  
کوئی خطا نہیں میں دام رنج و الم میں پھنسا ہوں اسی سبب سے نکلا ہوں مگر  
افسوس کرتا ہوں کہ میں نے اپنے دل کو یہاں پھنسا یا لہذا چاہتا ہوں کہ اس  
محبوب کو تلاش کروں یہ فرما کر تلوار بیچ میں رکھی اور آرام فرمایا جیسے ہی آنکھ  
لگی عالم خواب میں دیکھا کہ وہی معشوق مہوش سامنے کھڑی ہو اور شکایت کرتی  
ہو کہ صاحب تمہارے فراق میں آب و دانہ ترک ہوا تم دوسری معشوق کو بلے  
ہوے آرام کر رہے ہو مجھے ملنے کی فکر کرو بادشاہ خواب میں اٹھے چاہا ہاتھ  
تھام لوں وہ نازنین سامنے سے ہٹی بادشاہ جھپٹے ٹھوکر لگی اور گرے آنکھ  
کھلگئی شکایت فلک کرنے لگے اپنے مقام سے اٹھے اصل میں جا کر مرکب  
خنگ سیاہ قیطاس کو کسا باہر نکلے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ آتا ہوا عرض کرتا  
ہوا کہ اے شہر پار اپنے غلام کو تو ساتھ لیجیے بادشاہ ٹھہر گئے فیروزہ نے آکر  
رکاب تھام لی یہ بھی ساتھ ہوا بادشاہ اسی اندھیری رات میں نکل گئے صحرا  
میں گھوڑا ڈالے ہوئے جاتے ہیں ایک کوہ کے نزدیک صبح ہوئی فرمایا کہ  
اے فیروزہ پانی تلاش کر کے لاؤ کہ وضو کر کے نماز پڑھیں فیروزہ سامنے سے  
ہٹا کہ ایک جانب سے گرواڑی ایک آہو جھول نہر بفت کی اسپر پڑی ہوئی



شکوئیوں پر خول طلائی چڑھے ہوئے خرامان خرامان آتا ہو بہ قول شاعر نظم

جگر زربخت پشت کے اوپر	واہ رے آمو پری پیکر
رم محبوب اس سے عاری تھا	دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا

بادشاہ نے جو آمو کو دیکھا رغبت ہوئی کہ اسکو گرفتار کر لوں اس غربت میں یہ بھی ہمراہ رہے گا جب اپنے مقام سے اٹھے تو آمو پیچھے ہٹا بادشاہ اور تیز ہوئے آمو جست کرنے لگا بادشاہ کو ناگوار ہوا پشت مرکب پر سوار ہو گھوڑا دوڑایا آگے آگے آمو جست کرتا ہوا پیچھے اُسکے بادشاہ گھوڑا ڈالے ہوئے جاتے ہیں کوس بھر برابر اُسکے تعاقب میں آئے اب بادشاہ کو قصہ آیا کہ ان کیانی دوش سے اُتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا آمو گرا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر قریب آمو آکر اترے دیکھا آمو اٹریاں رگڑ رہا ہوا بادشاہ نے قرولی کمر سے نکالی کہ آمو کو ذبح کروں کہ سامنے سے گرواڑی دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہوا روہین سے آواز دیتا ہو کہ خبردار اس آمو پر چھری نہ پھیرنا ورنہ دل پر چھری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا نیزہ ہلا کر قریب پہونچا نقابدار نے بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی پائی تلوار چھینکر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا مکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا بادشاہ نے دیکھا ایک محبوب دلجو آنکھ غیرت چشم آمو سیمت غنچہ دہن نازنین محبوب بہ دل مرغوب بہ قول شاعر نظم

بال زلفونکے پیچ کھائے ہوئے	پاچھے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے
زلف تنقی اسکی یا کہ واصل بلا	مرغ دل جو پھنسنا نہ پھر چھوٹا
دیکھ کر وہ جبین گیہان تاب	منعم چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابرو و خمدار	دست قاتل میں جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم زنگس کو	تنقی مژدہ تیر قلب مونس کو



تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار  
لب تھے مستی ملے کہ وصل کی رات  
وانت تھے یا عدن کے گوہر تھے  
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی  
حسن کی کیسی خود سنائی تھی +  
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہ بین  
آئینہ تھا حلب کا وہ سینہ  
اب ہو لازم یہی کمر کا حال  
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر  
حسن پانوں کا کس طرح ہو رقم  
پھر یہ کہتا ہو بار بار قسّم  
کیا خدا واد حسن پایا تھا

جان گل جسیہ ہو فردا سو بار  
یا نمایان تھا چشمہ ظلمات  
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے  
طور سینا پہ شمع روشن تھی  
غیرت ماہ نو کلائی تھی +  
دیکھے لاکھوں ہی گرچہ ماہ جبین  
نہ کدورت نہ جبین تھا کینہ  
نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال  
وصف اُسکا کرے بشر کیونکر  
دل پہ چلتا ہو اپنے فخر غم  
پانوں ہوں رکن عرش حسن رقم  
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

اب بادشاہ نے بہ نگاہ غور اُسے دیکھا کہ وہی محبوب و مطلوب ہی جسکو میں نے  
دو مرتبہ خواب میں دیکھا ہو ایک آہ کی ہاتھ جو کانپا خود گر پڑے وہ مہ جبین بھی  
جمال جہان آرا دیکھ کر مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان فرش خاک پر  
بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا چاہتی ہی بیدار کروں مگر بادشاہ انتہا کے بیہوش  
ہیں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اُس نازنین کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ہر چند  
کہ اُن اشکوں نے کام گلاب کا کیا مگر بادشاہ ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی  
اُس نازنین نے بہ ناز واداجوڑے کو کھولا کہ بوسے زلف مسلسل و معنبر کو  
سنگھاؤں شاید بیہوش میں آجائیں جوڑا کھو لکر قصد کیا ہو کہ دماغ پر زلف رکھوں  
کہ سامنے سے گرد آڑی فیروزہ بن عمرو پانی لیکر پلٹا اول نہیر کوہ آیا جب وہاں  
بادشاہ کو نہ پایا بدحواس نشان سم مرکب پر یہاں تک پہنچا اُس نازنین نے  
جو عیار کو آتے ہوئے دیکھا خائف ہوئی کہ یہ کون آتا ہو گھبرا کر اٹھی ہر چند



کہ دل نہ چاہتا تھا مگر حجاب نے نہ مانا مادیان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی فیروزہ قریب شاہ آیا اپنے بادشاہ کو بیہوش پایا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا بادشاہ جو اُسے فیروزہ کو قریب دیکھ کر گھبرانے لگے فیروزہ نے جو بادشاہ کو حیران دیکھا دست بستہ عرض کی کیون حضور غلام سے صاف صاف فرمائیے نظر ہم

کس پری رو سے دل لگائیے  
وجہ کیا ہو جو مثل بسمل ہو  
کسکائیے نظر نظر اہو  
کسکے کو چے مین ہو گئے بسمل  
حال کیا ہو دل شکستہ کا  
دل دیا جسمین کون سی ہو وہ راہ  
کسکے کو ٹھہرے کو آسمان سمجھے  
کون تازہ نہال دیکھا ہو

تیر کسکی مژدہ کا کھسا بیٹھے  
کسکی تیغ نگہ کے گھما ل ہو  
ترجیحی چتون نے کسکی مارا ہو  
کسکے چاہ ذقن مین ڈوبا دل  
دھیان ہو کس سر وہ ہفتہ کا  
کسکی اکفت مین حال ہو یہ تباہ  
مانگ کو کسکی کہکشان سمجھے  
کون سا خوش جمال دیکھا ہو

بادشاہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر فرمایا ایسا روفا دار و امی غمگسار کیا حال پوچھتا ہو کیا تیرے سامنے بیان کروں فلک نے عجب رنگ دکھایا جس محبوب کی تلاش مین نکلے تھے اُسکو پایا مگر فلک نے آوارہ رکھا نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمکو نیم بسمل چھوڑ کر چلی گئی یہ نوظاہر ہو کہ اس مقام پر بیٹھی سر مجھ کبخت کا زانو پر رکھا نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ غائب ہوئی اگر ہو سکے تو تم پر لگاؤ ورنہ صاف جواب دو ہم آپ تلاش کریں فیروزہ نے دست بستہ عرض کی غلام ابھی جا کر تلاش کرتا ہوا بادشاہ نے فرمایا مین زیر کوہ ٹھہرتا ہوں غیار نے بادشاہ کو لیجا کر زیر کوہ ٹھہرایا آپ نشان سم مرکب پر چلا تھوڑی دیر پر چلا تھا کہ دیکھا کہار ایک ڈولی لیے جاتے ہیں فیروزہ نے جو دیکھا عقل سے اپنی سوچا کہ ساز و غیرہ ڈولی مین رکھے ہیں کیا عجب ہو کہ گائے ہو فقیر بن کر قریب ڈولی کے آیا سوال کرنے لگا اُس نازنین نے کہارون سے کہا ڈرا ڈولی رکھو



میں رفع حاجت کرونگی کہارون نے ڈولی رکھی وہ نازنین صحرا میں واسطے رفع حاجت کے آئی فیروزہ بقیار ہو رہا تھا فقیر بنا ہوا اسطرت آیا اس نازنین نے پکار کر کہا اے فقیر اسطرت نہ آگے فیروزہ کب مانتا ہو جھپٹ کر قریب آیا قریب آکر ایک حباب مار دیا گائے بیہوش ہوئی اسکو کھینچ کر کنارے ڈال دیا اسی کی شکل بکر ڈولی میں آکر بیٹھا کہار ڈولی لے چلے سامنے دروازہ باغ کا معلوم ہوا کہارون نے ڈولی لا کر وہاں رکھی فیروزہ اتر اٹھا در نے جھپٹ کر کہا کیون نازہ بوکئی دن سے کہاں تھیں آج کئی روز کے بعد تمکو دیکھا ہم تمہارے مشتاق رہتے ہیں تم جو نہیں آئیں چو بدار کو بھیجا کچھ حال مفصل تو بیان کرو فیروزہ نے دست بستہ عرض کی خالا امان سر میں خلل تھا دیکھیے پٹا پھیکا ہو رہا ہے محلدار نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا اے نازہ بو تمہارا تو پٹا چھک رہا ہے جاؤ تمکو ملکہ نے یاو کیا ہو کل سے اسقدر بقیار ہیں کہ نہ رات کو سوئیں اور نہ خاصہ نوش کیا میں نے ہر وقت یاد کرنے کے فوراً چو بدار کو تمہارے پاس روانہ کیا اب خدمت میں جاؤ فیروزہ اندر چلا دیکھا ایک باغ بہشت آئیں ہو چمنہا سے طولانی لاجواب نہر میں پُر اند آب سنبھل کا بیج و تاب نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد نہ بان کی غمازی فیروزہ تنہا دیکھتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا چو ترہ معقول اسپر فرشت مشجر بچھا ہو مسند پر ایک نازنین آفتاب جمال سزگون بیٹھی ہو جیسے ہی نازہ بو کو دیکھا پکار کر کہا اری بے صورت کہاں تھی کیون بی بی نازہ بو جو ہم نہ بلائیں تو تم نہ آؤ آج کئی دن کے بعد صورت دکھائی ہو کچھ گانا سناؤ فیروزہ نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی نظم

نعرۃ اللہ اکبر نعرۃ ناقوس ہو  
چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہو  
عہد پیری میں جوانی کا مجھے افسوس ہو  
روح کو جیسے مزیت جسم کا ملبوس ہو

پوچنا بت کا نماز نہ ابد سا لوس ہو  
زلف و رخسار تیرے وابستہ جو ہر ماہوس ہو  
قدر نعمت بعد نعمت کے ہو کرتا آدمی  
خوشنما ہر یار کے اندام پر یون پیر ہو



بختے جاوینگے گنگا ران اُلفت اوصم  
دیکھیے آغاز اُلفت کا ہو کیا انجام کار  
باغ بین دکھلا رہی ہو اپنی نیرنگی بہار  
بادشاہ وقت ہو لیلی کا دیوانہ منہین  
موجیرت کر دیا ہو اُس صنم کے حُسن نے  
عاشقوں سے اُس پری رخسار کا ہی یہ کلام  
سر کو تیرے جیسے ہو سوداے پابو ہی یار

رحمت اللہ سے کافر جو ہو یا یوس  
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس  
کثرت گل سے جو بوٹا ہو دم طاؤس  
خاندانہ بخیر محبون کا صدائے کوس  
دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناغوس  
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس  
ہاتھ ملتا ہوں میں اہو آتش کمال فسوس

فیروزہ نے جو یہ اشعار گائے ملک کی ہچکلی لگ گئی فیروزہ قدموں پر گر پڑا کہا  
او ملک عالم ہر اے خدا حال اپنا مفصل ظاہر کیجیے میں آپ کو بہت بیقرار رہتی  
ہوں آزر دہ نہ ہو جیسے تو عرض کروں ملک نے کہا اونانہ بو تو کیا سمجھی فیروزہ نے  
کہا حضور کا دل کہیں اُلجھا ہو ملک کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا اونانہ بو  
کیا بیان کروں اول عالم خواب میں ایک تاجدار کو دیکھا کئی دن بیقرار رہی  
آہو میرا صحرائیں پھر رہا تھا کہ اُسی شکار افکن نے صید کیا میں جو سامنے پہونچی  
بڑا غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شہر یار جری بہادر نے قبضے پر ہاتھ ڈال کر تلوار  
چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر مچکوا اٹھا لیا جمال میرا دیکھ کر ایسا گھبراے کہ بیہوش  
ہو گئے مجھ کو حال نہاد پر رحم آیا زمین پر بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا ارادہ ہوا  
کہ ہوشیار کروں ایک عیار کو آتے ہوئے دیکھا شہر اکر چلی آئی اُسی خیال میں  
تمام رات تڑپ تڑپ کر کٹی کیترون نے بہت پوچھا میں نے کچھ نہ بیان کیا مگر  
تیری باتوں نے ایسی تاثیر کی کہ میں نے حال مفصل کہہ دیا اگر تو کہیں مجھ سے میں  
جانا تو انکو تلاش کرنا اور مجھ کو خبر پہونچانا فیروزہ نے کہا کنارے چلیے تو میں  
مفصل عرض کروں ملک گھبرا میں کہ یہ کیا مفصل کہیگی اٹھ کر کنارے آئیں فیروزہ  
کنارے لا کر قدموں پر گر پڑا کہا حضور میں اُس شہر یار کا غلام ہوں مہینہ بھر کا  
زمانہ گزرا کہ شہر یار آپ کی تلاش میں تھے ورہ کوہ میں آکر ٹھہرے ہیں آپ کی



جستجو میں گھر بار چھوڑا کل تو حضور نرج کر آئین یا تو خواب میں دیکھا تھا یا روبرو دیکھا  
اب غلام کو جلدی ہو کہ آپ سے وعدہ کر کے جاے یا شہر یا رکولائے یا آپ خود  
جکلیت فرمائیے ملک نے کہا یہ باغ میرا جو یہاں بلا تکلف تشریف لائیں لیکن او  
فیروزہ تھنے ناز بو کو کسان پایا کہ اسکی شکل پر آے فیروزہ نے بیان کیا کہ راہ  
میں ڈولی آتی تھی میں نے اسکو بیوش کیا درہ کوہ میں ڈال دیا ہو ملک نے اپنا منہ  
پیٹ لیا کہا او فیروزہ غضب کیا کہ میری گائے کو درہ کوہ میں ڈال دیا ایسا نہ ہو  
کوئی شیر بھیڑ یا کھا جاے فیروزہ نے کہا میں نے بہ احتیاط رکھا ہو آپ کسی کنیز کو  
ساتھ کریں میں اسے بھیج دوں ملک سے بخوبی وعدہ کر کے فیروزہ تو باہر نکلا  
چند کنیزیں ملک نے ساتھ کیں اول درہ کوہ میں آیا اگر ناز بو کو ہوشیار کیا اسکو  
دھرت باغ کے بھیجا راہ میں ناز بو کنیزوں سے کہتی ہو کرنگوڑے نے ایسی صورت  
دکھائی کہ میں بیوش ہو گئی یہاں بادشاہ درہ کوہ کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں مگر  
آٹھ پہر اسی مقام پر گزرے فرما رہے ہیں او فلک کج رفتارہ و او گرد و غبار  
تو نے عجب کج روی دکھائی ہو اتنو برسر رحم آ کہ ہم یہ کہیں اور شکر کریں نظر

ملا ہو با وفا دلدار اک ہمکو مقدر سے  
ملائیں سیل دیدہ چشمہ مہر منور سے  
نہ نکلا کام اپنا ایک بھی اس چرخ اخضر سے  
کرنیکے کوچہ دلدار کی ہم راہ طوسر سے  
یہاں حاجت ہو ساقی کی نہ کچھ مطلب ہو ساق  
بہت ہوتا ہو دل اپنا پریشان سبیل تر سے  
علاقہ زندگانی تک ہو بس خویش و برادر سے  
مشابہ کرتے ہیں جو مشک کو زلف معبر سے  
نہ کیوں چین بر چین وہ ناز میں ہو بار زیور  
اگر نسبت نہ دین خورشید کو رو سے منور سے

کرین کیونکر نہ شکر او ہنشین ہم نخت یاد سے  
آٹھائیں گوشہ دامن اگر ہم دیدہ تر سے  
نہ لایا راہ پر یہ بد چلن اس ماہ تابان کو  
ادب کب ہاتھ کو دیتی ہیں راہ عشق بازو میں  
بجای کو لو کو گھونٹ ہم فرقت میں پیٹے ہیں  
چمن میں یاد آتے ہیں جو الجھے بال اس گل کے  
یہ کیونکر ٹوٹ جاے بعد مردن رشتہ لغت  
سراسر یہ خطا ہو شاعروں کی موشگافی میں  
نراکت کے سبب سے بوے گل تک باز چوہر  
نہ آے ایک درہ بھی کبھی اسچین درخشانی



دیا جب حکم جانے کا گلستا نہیں نہ گلچین نے	کھڑے سر اپنا ٹکرایا کیسے ہم باغ کے درے
شفا کوئی اگر بھکونے اسکے در سے اٹھو گئے	ارادہ ہو کہ مر کر بھی نہ اٹھیں یار کے درے

آواز جب زنگ کی سنی تو آنکھ کھول کر پکار کر آواز دی اویار و فادار بھکو اٹھ پھر  
اسی مقام پر گزرے بے آب و دانہ رہے فیروزہ نے عرض کی غلام پہونچا معشوق  
سے ملاقات کر آیا جو حضور کا حال ہو وہی اُسکا بھی حال ہو میں ایسے وقت پر پہونچا  
کہ خوب گایا بجایا سب حال ملکہ سے کہ آیا بادشاہ فوراً سوار ہوئے کہا کہ اویار  
و فادار بھکو لیچل فیروزہ بادشاہ کو ساتھ لیکر چلا راہ میں باتیں کرتا ہوا کہ اوی  
شریاری آپ کا عشق صادق ہو جس طرح آپ نے خواب میں دیکھا اسی طرح اٹھون  
نے بھی خواب میں دیکھا اپنے پلٹ جانے پر بہت شرمندہ ہیں فرماتی ہیں کہ میں  
بھکو دیکھ کر چلی آئی اگر میں یہ جانتی کہ تو اُنکا عیار ہو تو میں ٹھہر جاتی بادشاہ نے  
فرمایا اوی فیروزہ فلک نے یہ رنج و غم دیا کہ اٹھ پھر بے آب و دانہ رہے فیروزہ  
نے کہا اب چلکر معشوق کے ساتھ کھانا کھائیے بادشاہ آتے آتے در باغ  
نک پہونچے ملکہ انتظار میں کھڑی تھیں اسقدر جوش تھا کہ بادشاہ کو جو آتے  
ہوئے دیکھا در باغ سے نکل آئیں پھر جو خیال معشوقانہ آیا سامنے سے بھاگین  
بہ قول شاعر بیت جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے بہ ہنس کے قاتل نے کہا  
یہ ناز معشوقانہ تھا بادشاہ نے دیکھا کہ دریاے جواہر میں غرق ہو پائے اپنے  
سنبھا لکر بھاگین کنیزوں نے بادشاہ کو اتر دیا باغ میں تشریف لائے ملکہ اگر  
سر جھکا کر بیٹھیں گلچہرہ کنیز کو پاس بٹھالیا اور کہا اوی گلچہرہ بلا تکلف شریار آتے  
ہیں میں تیری خاطر سے بیٹھی رہی ورنہ میں پردہ کرتی نہ جان نہ پہچان یہ چلے  
آئے میں نے کیا کیسے بھیجا تھا اپنے مقام پر پتھر اتر تھی اپنا علاج کرتی نگوڑا  
عید روڑا آیا ناز بو کو کیسا ذلیل کیا وہ نگوڑی روٹی تھی کہ بھکو برہنہ دیکھ  
لیا ان عیاروں سے ڈرنا چاہیے آخر میں اپنا حال ظاہر کر گیا گلچہرہ کہتی ہو کہ  
حضور بیٹھی رہیں جب سامنے آویں گے تو میں پردہ کر لوں گی یہ فکرتھا کہ بادشاہ اگر



پہونچے نگاہ پڑی جمال بے مثال نازنین خوشنویس منبرین مو خال ہند و چشم جادو بادشاہ  
کا استقبال کیا بادشاہ اگر گرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ نے جو دیکھا کہ رنگ رو  
متغیر ہو سمجھیں کہ بے آب و دانہ رہے کثیر سے اشارہ کیا کہ دسترخوان بچھاؤ کثیر  
نے نوراد دسترخوان بچھایا کھانا چٹا گیا ملکہ جا بٹھیں بادشاہ خود اٹھ کر آئے نوالہ  
بنا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں جب بادشاہ نے  
بہت اصرار کیا تو غنچہ دہن و اہوا بادشاہ نے نوالہ بنا کر دیا ملکہ نے ہنس کر نوالہ  
بنایا طرف بادشاہ کے اشارہ کیا بادشاہ نے منہ ہٹا لیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث  
بادشاہ نے کہا ہمارے ستھارے مذہب میں فرق ہو ملکہ نے کہا صاحب میں  
تو نہیں جانتی بادشاہ نے اوصاف خداوند کریم بیان کیے ملکہ کلمہ پڑھ کر بھلا  
مسلمان ہوئیں کثیروں نے بھی کلمہ پڑھا اب دونوں ایک جگہ بیٹھے ملکہ نے  
کہا صاحب نازبو کو تو آپ کے عیار نے خفا کر دیا اب گانا سننا چاہیے فیروزہ  
بن عمرو نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں  
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہیں  
اسکو بگاڑتے ہیں اسکو سنوارتے ہیں  
سوئے عدم کمر کے جو یا سدا ہارتے ہیں  
کرتے ہیں گنگ اشارے گویا پکارتے ہیں  
واغونکو میرے دکنے کیا کیا ابھارتے ہیں  
تقصیر وار تو بہ تو بہ پکارتے ہیں  
وہ جسے جیتتے ہیں ہم اتنے ہارتے ہیں  
بوسے کا نام سنکر ہم منہ پسارتے ہیں  
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہیں  
سودے میں گیسو ونگے سر دیدے مارتے ہیں

گل کو نظر سے اشکِ خونی اتارتے ہیں  
شانہ سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں  
مردے وہ زندہ کرتے زندہ نکو مارتے ہیں  
ہستی سے تنگ حلقہ اُس نات کا ہو کرتا  
وہ دلپسند عالم جب دیکھتے ہیں تجھکو  
قائل ہوں میں تو اپنے نالوں کی گرمیوں کا  
دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو  
دن رات کھیلتے ہیں باہم قمار اُلفت  
شیریں لبوٹکے اوپر رال اپنی ہو چسکتی  
اُس گل سے سُرخ کے اوپر کرتے ہیں گل کو مسکتی  
رہتی ہو اک پریشان حالی و بد و ماعنی



جانتے ہیں عاشق اسکے کوچے کے گرد پہرے	بہر طواف کعبہ حاجی سدھار رہتے ہیں
دم دے رہے ہیں وہ بت اُنکا بھی دل بچاؤ	نہا ہر کمال اپنی شیخی بگھا رہتے ہیں
مرد فقیر حق کرتے ہیں بورے پر	شیر اپنے نیستان میں آتش ڈکارتے ہیں

خیر وزہ بن عمرو گارہا ہو سنگامہ عیش و نشاط گرم ہو ملک سے و بادشاہ سے اختلاط  
ظاہری ہو رہا ہو کنیزین ہر کام کے چیلے سے ہٹ رہی ہیں بادشاہ ہجران دیدہ  
ملکہ آفت کشیدہ اب جو ملے ہیں شکوہ ہا سے گزشتہ آپس میں ہو رہے ہیں کہ ایک  
ابر گلزار سامنے پیدا ہوا ملک نے گھبرا کر کہا لو شہریار غضب ہوا کہ میری بہن  
ملکہ ماہ رخسار آتی ہیں اُنکے مزاج میں بڑا غصہ ہو بادشاہ نے کہا یہ تمھاری  
کون سی بہن ہیں ملک نے جواب دیا کہ میری حقیقی بہن ہیں صرف مجھ میں اسنہیں  
یہ فرق ہو کہ اُنھوں نے سہر سیکھا ہو میں نے سہر نہیں سیکھا اور ماہ رخسار سحر میں  
طاق شہرہ آفاق ہیں والد ماجد نے اُنکو خوب بتایا ہو خوب سہر کرتی ہیں یہ نہ کرتھا  
کہ وہ ابر اگر باغ پر لہرایا خود بہ خود شق ہوا دیکھا ایک نازنین زہرہ مثال قمر  
تمثال چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لا جواب جمولی بالین ہاتھ پر پڑی ہوئی  
ابر سے پیدا ہوئی سامنے آکر جو ٹھہری ملک نے سلام کیا ماہ رخسار نے کہا  
ہو ایہ مرد کون ہیں تمھاری صحبت میں کیونکر آئے یوں سر مبدان بیٹھی ہو  
تھکو خبر ہو کہ کیا حکم ہو خداوند بقراط ثانی نے والد نادر ہفت جوش جادو  
سے کہلا بھیجا ہو کہ طلسم کشا طرف دریا سے قلمزم کے آتے ہیں حفاظت رکھنا  
صد ہا ساحر اسی فکر میں نکلا ہو کہ طلسم کشا کو روکیں اگر کوئی ساحر اس طرف آجا  
اور تمکو اس حال میں دیکھ لے تو فوراً والد نادر کو خبر پہونچاے اور چھوٹی  
صاحبہ ہماری ملک قلمزم جادو کنی ہو ساحر و نکور و اندک چکی ہیں کہ طلسم کشا کو  
و کو ملک نے اٹھکراتے مقام لیا کہا ہوا بیٹھ جاؤ تو میں تم سے حال بیان کروں  
ماہ رخسار بیٹھی مگر جال بے مثال بادشاہ کو دیکھ رہی ہو جی میں کہتی ہو کہ  
فرشتہ کیا اس سے بہتر ہو گا بہن ہماری بڑی صاحب نصیب ہو کہ ایسے معشوق



کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہو ملک نے شہنشاہی سانس بھر کر کہا بوا ماہ رخسار اصل یہ ہو کہ یہ  
 بادشاہ لشکر اسلام ہیں میں نے بلایا ہی یہ بھی طرف دریا سے قلعہ کے جاتے ہیں  
 شہر قند پر لڑائی ان پرین بڑے بڑے پہلو ان مارے طلسم کشا بھی آتے ہیں لہذا  
 بہن اس راز کو چھپانا والد کے سامنے نہ کرنا لانا آنکھ خود اپنی جان کا خوف  
 ہو ماہ رخسار نے کہا نہیں بوا میں نہ کر دوں گی رات بھر انہیں باتوں میں گزری  
 ستارہ سحری جب آسمان پر چمکا مرغ سحر نے آواز دی ملک نے گھبرا کر کہا فرد  
 شب وصل غریبان ہو رہے ہمدم کسی ڈھب سے گریبان سحر کو ٹانگ رکھنا دامن  
 شب سے ماہ رخسار نے کہا تمکو بڑا اولوہ ہو عشق بڑا زور دکھا رہا ہو رات بھر  
 تنے نہ جانے دیا بتو میں رخصت ہوتی ہوں براے گشت جاتی ہوں اگر  
 طلسم کشا کو کسی مقام پر پاؤں تو لشکر انکا تباہ کروں ملک نے آنکھوں میں آنسو  
 بھر کر کہا اے بوا اتنے خوف معلوم ہوتا ہو ایسا نہ ہو کہ صحبت والد میں جا کے  
 ذکر کر دو تو پھر میں کیا کروں گی ماہ رخسار نے کہا بوا میں تمہاری بیوائی چاہوں گی  
 میں نہ کر دوں گی مگر ذرا ہوشیار رہنا ماہ رخسار چاہتی ہو کہ رخصت ہو کر جان  
 ملک ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں نہیں چھوڑتیں ماہ رخسار نے کہا بوا مجھے جانے دو  
 میں لشکر طلسم کشا کو جا کر برباد کروں ایسا نہ ہو کہ تباہ دریا سے قلعہ پہنچ جائیں  
 اب حال کھل گیا ہو کہ سینے میں ہفت جوش جادو کے بقراط ثانی نے لوح رکھی  
 ہو جسدن سے لوح اُنکے پاس آئی ہو دریا سے نہ سین نکلتے اگر کسی نے بلایا بھی  
 تو جواب لکھا کہ ہمیں سہلت نہیں ہو دریا کو جوش و خروش ہو آجکل موج پڑ رہا  
 ہو مگر جمال بادشاہ دیکھ کر پس گئی جی میں کہتی ہو کیا صاحب نصیب ہو کہ ایسا عشق  
 میری بہن کو دستیاب ہو امر تہ یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام ہیں سب انہیں کے  
 ملازم ہیں صاحبقران تک سلام کرتے ہیں یہ باتیں کر کے طاؤس پر سوار  
 ہوئی اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے ماہ رخسار کے ملک نے کہا اے شہریار مقام  
 خوف ہو کہ ماہ رخسار دیکھ گئی ایسا نہ ہو کہ جا کر صحبت ہفت جوش میں ذکر کر دو



تو قیامت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا ہفت جوش کی اب قضا قریب ہی یقین ہے  
 طلسم کشا پہونچے مگر ماہ رخسار جو باغ سے نکلی پلٹ پلٹ کے بادشاہ کو دیکھتی  
 ہوئی گئی دل پر رشک ہو کہ افسوس بہن کے کیا معشوق یا یا حقیقت میں اگر یہ  
 سب لوگ دریا سے قلعہ پر پہونچے تو قیامت برپا ہوگی ایک پہاڑ پر جا کر  
 ٹھہری دل میں سوچ رہی ہو کہ اب کیا کروں کہ نوبت نقارے کی آواز کان  
 میں آئی ایک گرد و غبار بلند ہوئی آمد لشکر کی شروع ہوئی سب کے آگے آگے  
 بخم اختر شناس بڑھا ہوا اور سطو سے ثانی و ملکہ مربع نشین وہاں سے مرصع پوش  
 و شعلہ جوالہ وغیرہ اہتمام کرتے ہوئے چار لاکھ ساحران کے بعد سکندر ثانی  
 تخت پر بڑے زور و شور سے اسی مقام پر اترنے لگے ماہ رخسار دیکھا کی بعد  
 لشکر ساحران کے ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے پر سوار سامنے  
 سے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے لشکر غیر ساحران کا افسر ہوا اسکے بعد دیکھا ایک کرب  
 باور رفتار پر ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا اور تنو مند و رشت چنگال  
 سلاح طلسمی زیب جسم تیغہ طلسمی حائل گلے میں جواہر کی ہیکل سب سردار گھیرے  
 خرامان خرامان ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ شوکت و شان  
 دیکھ کر یا تو صورت بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی تھی یا یہ تصویر صفحہ اول پر  
 نقش ہوئی جی میں کہتی ہو یہ جوان کس صاحب شوکت و لیاقت حقیقت میں  
 اسکا مثل نہیں اس سے دل لگاؤن کیونکر اسکے پاس جاؤں بے اختیار یہ  
 اشعار زبان سے نکل گئے

اشعار زبان سے نکل گئے

پناہ مانگتا سرخ آسمان نکلا  
 مکان یار میں دیوار درمیان نکلا  
 کمان سے جا کے یہ اب سلسلہ کہاں نکلا  
 عجیب لطف کا کھارے یہ اب کنواں نکلا  
 زمین شمر سے گنجینہ نہاں نکلا

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا  
 خراب پھر تھے عالم میں دلوں بھولے ہو  
 وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سووے کو  
 ملاحظت زقین یار کا ہو ہر سو شور  
 بندھے وہاں و کمر کے ہزار ہا مضمون



کھلا نہ آتش سودا سے عشق کا پردہ  
تلاش ہنسنے ہزاروں ہی لشکر و نین کی  
سین گے قصہ یوسف زباناں سے اگلی  
کہا جو شاعروں نے اسکو چشمہ شیریں  
سنا ہی شور سگ کو سے یار جب ہنسنے  
دکھائی دیتی ہیں آنکھوں کو صورتیں ہر سو  
شب فراق میں بے چہرہ منور یار  
کر لگا کیا کوئی دنیا میں سرکشی آتش

وہ کو ہوا جو مرے مغز سے دھواں نکلا  
قد بلند سا تیرے نہ ایک لٹکان نکلا  
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا  
کھلا ہمیں کہ اب اُسے ترادہاں نکلا  
خوشی سے پوست کے باہر ہی استخوان نکلا  
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا  
ہوا ہی داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا  
یہ وہ مقام ہی جھک کر کے آسمان نکلا

اس طرح چلا کر یہ اشعار پڑھے کہ نور الدہر نے بھی سر اٹھا دیا نگاہ پڑی کہ ایک  
مہجبین وریا سے جو اہر میں غوطہ زن غنچہ دہن اسی جانب دیکھ رہی ہو نور الدہر  
کی نگاہ سے نگاہ ملی دونوں جانب تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو میں لبس تھے  
دونوں کے تو وہ دل پر لب معشوق ہوئے اور نور الدہر تھراے لڑکھڑاکر  
گرے اور ملکہ کو غش آیا شبیرنگ بن عمرو جو ہمراہ رکاب تھا حیران ہوا کہ یہ کیا  
سر کہ ہوا جو آقا سے نامدار بیوش ہو گئے سر اٹھا کر دیکھا پہاڑ پہ ایک مہجبین  
غش میں پڑی ایڑیاں رگڑ رہی ہو لشکر میں تہڑ ہوا نجم اختر شناس دوڑ کر قریب  
آیا شبیرنگ نے کہا اوی نجم ذرا پہاڑ پر تو دیکھو ایک مہجبین ایڑیاں رگڑ رہی ہو  
نجم اختر شناس پر پر واز پیدا کر کے پہاڑ پر آیا ماہ رخسار کا سر اٹھا کر زانو  
پر رکھا پانی کے چھینٹے دیے ماہ رخسار ہو شیار ہوئی نجم کو خوب جانتی ہو سر  
اپنا جو زانو پر نجم کے دیکھا بہت گھبرائی شرمناکراٹھ بیٹھی نجم جانتا ہو کہ یہ دختر  
ہفت جوش ہو محبت میں نور الدہر کی مدہوش ہو پوچھا اوی ملکہ عالم کہاں سے  
تشریف لاتی تعین ہنسنے تو جب سمجھ لیا کہ طلسم نفع ہو گا اور بقراط کی تفصیلات سے  
نور الدہر کے ہوا سوچ سے آنکا ساتھ دیا ہمتو مسلمان ہوئے آقا سے نامدار  
نے وہ مرتبہ دیا ہو کہ سب لوگ رشک کرتے ہیں اب بارگاہ استاد ہوتی ہو



چلکر بیٹھو لطف صحبت اکٹھا و شاہزادہ ہمارا نہایت خلیق ہوا اس خلق سے پیش آئیگا  
 کہ نہال ہو جاوگی یہ کہکے ماہ رخسار کو ساتھ لیا استے عرصے میں بارگاہ استاد  
 ہوئی شاہزادیان نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئین گلاب وغیرہ چھڑک  
 رہی ہیں مگر شاہزادے کو ہوش نہیں آتا جیسے ہی ماہ رخسار آئین شاہزادیوں  
 نے ہنسر کہا اور ملکہ عالم لخت زلف معنبر سنگھائیے ماہ رخسار نے بیٹھکر جوڑا  
 کھولا حقیقت میں بوئے زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی شاہزادے نے  
 آنکھ کھولدی ماہ رخسار کو جو قریب بیٹھے دیکھا اٹھ بیٹھے پوچھا اور شاہزادہ خلی  
 و اور سرو باغ محبوبی تمہارا نام نامی کیا ہو کیا عنایت فرمائی کہ مجھ کو سرفراز کیا  
 ماہ رخسار نے کہا آپ بڑے اقبال مند ہیں میں براے بریادی لشکر حضور  
 آئی تھی مگر زلف عنبرین میں بچنی اب کیونکر سحر کروں لیکن اب آپ تشریف  
 رکھیں میں جا کر فکر کروں کہ لوح آپ کو ملے لوح میرے باپ کے پاس ہے  
 اور ایک صورت اور پیدا ہو چکی کہ آپ کے لشکر کے بادشاہ دوسری جو  
 بہن میری ہو اسکے باغ میں جلوہ فرماہیں نور الدہر نے کہا آپ تو رخصت ہو  
 میں بچم کو پاس بادشاہ کے بھیجتا ہوں تم دونوں صاحب ملکہ ایسی تدبیر کرو  
 کہ لوح ہمکو ملجاے ہر چند کہ سب صاحب یہی چاہتے ہیں کہ لوح ہمکو ملے لیکن  
 امید خدا کی ذات سے ہو کہ خواجہ زادوں نے بھی مجھ ہی کو فتاح طلسم قرار  
 دیا ہو یقین ہو کہ لوح طلسمی بھی کو ملے آج تک تو اشیاءے تحفہ جات طلسمی  
 مجھکو حاصل ہوئے تیغہ طلسمی و لباس طلسمی و مرکب طلسمی بھی کو ملا ایمرج نے  
 بڑی کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوا ماہ رخسار رخصت ہو کر روانہ ہوئی مگر بچم نے  
 سب پتہ ماہ رخسار سے ملکہ سرو و لکشا کے باغ کا پوچھ لیا اور تلاش میں اسی  
 باغ کی چلا مگر بقرا طثانی قصر ہشت پہل میں بیٹھا ہونا چہو رہا ہو شاہزادیان  
 گرد بیٹھی ہیں کہ آسمان پر برق چکی ایک ابر مختلف رنگ کہ کئی طرح کے رنگ  
 اُسمین شریک ہیں رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر کرکتا ہوا پیدا ہوا بقرا ط



خوش ہو کر کہا رنگ آمیز جاو آتی ہیں ہر سحر میں نئے رنگ پیدا کرتی ہیں یہ بیشک  
 لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگے وہ ابر قصر پر آ کے پھٹا دیکھا سب نے کہ ایک نشانہ راوی  
 والا قدر حسن میں رشک بدر سر و قامت خوبصورت تخت پر بیٹھی ہوئی آتی ہو اگر  
 بقراط کو دیکھ کر تخت اتار ابقراط کو سجدہ کیا بقراط نے اسکی پشت پر دست نجس  
 رکھ کر کہا ای رنگ آمیز میں تمہارا اشتاق تمہارا رنگ آمیز نے عرض کی او قدرت رت  
 سے بھگو اسکی فکر تھی کہ جب طلسم کشا آئے تو بھگو حکم لے اسطور سے لشکر تباہ  
 کروں کہ طلسم کشا کی جمعیت میں فرق آئے جب تنہا طلسم کشا رہا تو پھر اسکا  
 گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو یہ کہلے بقراط کے قدموں کو بوسہ دیا اور پھر تخت  
 پر سوار ہوئی طرف نور الدہر کے چلی پتہ پوچھ لیا ہو خبر ملی ہو کہ برابر کوہ زمرہ  
 کے لشکر اتر آ رہا دھڑ سے رنگ آمیز آ رہی ہو ایک جانب سے نجم اختر شناس اگر  
 ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا درق سامری نکالا اسکو دیکھ رہا ہو کہ  
 بادشاہ کس مقام پر ہیں ناگاہ ایک خانے پر نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ رنگ آمیز  
 بر اسے تباہی لشکر نور الدہر جاتی ہو اور اسی جانب گزر رہو گا چند پتلے بھولی  
 سے نکالے غلام بناے بوتل شرب کی نکال کر رکھی تاج سر پر رکھا تخت بچھا لیا  
 اسپر پہ تکلف تمام بیٹھے انتظار کر رہے ہیں مگر رنگ آمیز جو اس صحرا میں پہنچی  
 وہ ہوا سے فرحت آمیز آئی کہ مثل گل شگفتہ ہو گئی درختوں سے کہی نہراہ طائر  
 منقارین کھو لکڑی زمرہ سرائی کرنے لگے ان زمرہوں سے یہ آواز آتی تھی نظم

پاسنگ دھرون لعل کے میران سخن میں  
 مستی کی دھڑکی تلتی ہو میران سخن میں  
 درکان قیامت کے ہیں میران سخن میں  
 کیا شعلا آواز ہو فانوس دہن میں  
 کیا بات چھپاتا ہو شرارت سے دہن میں  
 اب لاکھ زبانیں ہیں تیرے ایک دہن میں

نگرین جو کرون وصف لب رشک چہن میں  
 مصروف ہو دل وصف لب غنچہ دہن میں  
 لکھتے ہیں تمہارے قدموزونکی صفت ہم  
 روشن سخن ختم ہوا سے شمع بجھی پر  
 سب حرف نظر آتے ہیں آئینہ رخ سے  
 اٹکار ہوا قرار ہو گالی ہے دعا ہو



وصف لب لعل و در زندان سے صغیر آج  
 تکتے ہیں جو اہر مری میران سخن میں  
 ان اشعار کی آواز جو کان میں رنگ آمیز کے آئی جموں نے لگی سر اٹھا کر دیکھا ہر سر  
 کوہ ایک تاجدار بیٹھا ہو کئی سو خادم دست بستہ خدمت میں حاضر ہیں چند کنیز ہیں  
 شراب پلا رہی ہیں جام ارغوانی گردش میں ہو وہ جوان بیٹھا جموں رہا ہو رنگ آمیز  
 حیران کہ یہ تاجدار کون ہو کہ جو اس شوکت سے بیٹھا ہو حیران پریشان کہ اے  
 رنگ آمیز یہ کون جلیل ہو آخر تخت سے اتر آئی جب قریب پہونچی تو پہچانا کہ نجم  
 ہو نجم نے جو اس نازنین کو دیکھا یہ بھی مدت سے فریفتہ تھے اٹھ کھڑے ہوئے  
 کہا آئیے تشریف لائیے اور رنگ آمیز ہم تمہارے مدت سے مشتاق تھے اب تو  
 رنگ آمیز نے شرما کر سر جھکا لیا نجم نے اٹھ کر ہاتھ تھاما جام ارغوانی دہن سے  
 لگایا کہا ایک جام تو ہمارے ہاتھ سے پیچھے رنگ آمیز کو ابکار نہ بن پڑا آخر  
 جام پیگنی جام پیتے ہی جوش محبت نجم اختر شناس ہوا پہلو میں آکر بیٹھ گئی اور  
 ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگی نجم نے کتاب بغل سے نکالی کہا اے ملکہ عالم جانتی  
 ہو کہ یہ کتاب بقراط نے لکھی ہو خود اپنے قلم سے لکھ چکا ہو کہ قصا سیری ہاتھ سے  
 نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہو دریا سے قلم زم پر لوح ملیگی شیر بیشہ صاحب قلم  
 نور الدہر بن بدیع الزمان بہ شوکت تمام آتے ہیں یہ مضمون جو رنگ آمیز نے  
 دیکھا رنگ ر و متغیر ہو گیا کہا اے نجم یہ تو میں بخوبی جانتی ہوں کہ فتح طلسم کا وقت  
 آگیا لیکن کوئی سلسلہ ملاقات کا طلسم کشا کی نہ تھا اب سبب پیدا ہوا مجھ کو چلکر  
 طلسم کشا کے قدموں پر گرا دو میں بقراط سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ براے  
 تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہوں مگر اب تم سے آنکھ ملی محبت طلسم کشا نے دل میں جگہ  
 کی نجم نے کہا اے ملکہ عالم تباہ کرنا لشکر نور الدہر کا اب بہت دشوار ہو چاہیں  
 شانہرا دیان ایک ایک بلا سے روزگار ہمراہ لشکر ہیں سکندر ثانی ایسا بادشاہ  
 کہ جو بقراط کے سحر کو دفع کر سکتا ہو جمشید زرین ترکش وہ بھی جان و مال سے  
 موجود ہو اگر جا کر لشکر طلسم کشا پر سحر کر میں تو پلٹنا دشوار ہوتا ملاقات طلسم کشا



کی کچھ شکل نہیں خُلق مجسم ہیں اور دوسرا ایک شردہ تمکو دیتا ہوں کہ ماہ رخسار و ختر  
ہفت جوش طلسم کشا پر عاشق ہو کے گئی ہو اور یہ وعدہ کیا ہو کہ لوح کی فکر کرتی  
ہوں رنگ آمیز نے کہا میں بھی جا کر اُسکی بات کی تائید کروں گی اور طرے سے بقراط  
کے ایک نوشتہ تیار کرو ہفت جوش کے نام روانہ کرو اور یہ مضمون ہو کہ لوح طلسمی  
طلسم کشا کو دید و ہم سمجھ لیں گے یہ سکر نجم نے قلم و دوات نکالی کاغذ عمدہ نکال کر طرے  
بقراط کے لکھا کہ او خیر خواہ دولت ہم تمہاری جانبازی سے بہت خوش ہوئے  
لوح کو تھنے خوب چھپایا اب مناسب یہ ہو کہ لوح طلسم کشا کو دید و یکم ہوں طلسم کشا  
لوح لیکر کیا کرتا ہو سکندر ثانی کو سٹاؤنگا طلسم کشا کو آوارہ کرونگا وہ لوح اب  
بالکل بیکار ہو میں نے اور لوح بنائی ایسا نہ ہو کہ دریا سے قلمزم تہ و بالا ہو جو وقت  
آمد طلسم کشا سنو فوراً جا کر ملاقات کرو لوح طلسمی دید و وہ لوح خبر نہ دیگی اُسی  
لوح سے سرگمراہینگے عاجز ہو کر جان دینگے یہ نامہ لکھ کر نجم نے رنگ آمیز کو دیا اور  
یہ کہدیا کہ خیال رکھنا ملکہ ماہ رخسار و سر و دلکش جو کلام کر میں اُنکی بات کی تائید  
کرتا بی سر و دلکش بادشاہ پر عاشق ہیں وہی ماہ رخسار ہمارے آقا سے نامدار  
طلسم کشا پر مائل ہو کر گئی ہیں مگر حال و رہا رہ بقراط ثانی تحریر کرتا ہوں کہ یہ قصر  
ہشت پہل میں بیٹھا ہوا و تمام اہالی طلسم اسکے دربار میں جمع ہیں و مبدع خبریں  
پہونچتی ہیں کہ طلسم کشا فلان صحرائین اترے ہیں اور فلان ساحر مارا گیا ہے خبریں  
سن سنکر بقراط ثانی گھبرا رہا ہوا اہل طلسم سے پوچھتا ہی کیوں صاحبو طلسم کشا دریا  
قلمزم پر کیوں جاتا ہو لوگ کہ رہے ہیں مشہور ہو کہ دریا سے قلمزم میں لوح ہوا ہی  
نکر میں طلسم کشا جاتا ہو بقراط کتا ہوا دیوانہ ہوا ہو لوح وہاں کجا ہفت جوش  
وہاں رہتا ہو شاید اسکے قتل سے پتہ ملے یہ ذکر تھا کہ اول ماہ رخسار آ کے  
پہونچیں اور جھک کر سلام کیا کہ یا خداوند میں برائے بربادی لشکر طلسم کشا  
گئی تھی مگر وہ سامان دیکھا کہ ہوش اڑ گئے میان نجم اختر شناس و ارسطو منتظم  
ہیں اور چالیس شانہ راویان کہ دعوی عشق طلسم کشا رکھتی ہیں جان و مال سے



حاضر میں ہر وقت علامت سحر دیکھا کرتی ہیں یہی خیال ہو کہ کوئی ساحر آئے تو اسکو بیان  
 سحر نہ کرنے پائے اور سکندر ثانی ایسا بادشاہ جمشید زرین ترکش آٹھ پہر گرد  
 لشکر پہرتا ہو ذرا کسی کا مزاج برہم دیکھا اور تدبیرین کرنے لگا آٹھ پہر ہی خیال  
 ہو کہ جیسے کوئی کار نمایان سرزد ہو ایک ایک جان سے خیر خواہ ہو سکندر خود  
 طلا سے کو اٹھتے ہیں اور دسبدم طلسم کشا سے عرض کرتے ہیں کہ طرف دریائے  
 قلمزم کے چلیے مگر قریب کوہ زمرد لشکر آکر ٹھہر گیا ہو میں کنیر کی شکل بنکر تین دن  
 لشکر طلسم کشا میں رہی سب انتظام دیکھا یہ یقین تھا کہ ذرا بھی زبان ہلاؤنگی تو  
 یہ سب ساحر ٹوٹ پڑینگے جان بچانا شکل ہوگی اسبوجہ سے چلی آئی نہ ٹھہر سکی  
 تین دن میں سب حال دریافت کر لیا بقراط بہ گوش ہوش باتیں ماہ رخسار کی  
 سن رہا ہو کہ دیکھا چند کنیرین دوری ہوئی آئین اور عرض کی یا خداوند اب ملکہ  
 سرو و لکشا آتی ہیں بقراط نے گھبرا کر کہا انکو تو ہمارے نام سے نفرت ہو وہ  
 آج کمان آئین یہ ذکر تھا کہ تخت سرو و لکشا کا کنیرین کا ندھے پر بیٹے ہوئے  
 اگر پوچھیں چونکہ کو چٹھ سحر سے ناواقف ہیں کنیرین تخت لیکر آئین سرو و لکشا  
 اتریں عرض کی یا خداوند میں آپ سے کچھ عرض کرنے آئی ہوں جس وقت سے  
 بقراط نے سرو و لکشا کو دیکھا ہو نگاہ اٹھا کے سب شانہرا دیون کو دیکھ رہا ہو  
 مگر اور سب شانہرا دیون میں ملکہ سرو و لکشا حسن و جمال میں بہتر معلوم ہوتی ہیں  
 مسکرا کر جو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند بوا ماہ رخسار بنے ایسی خبریں بیان کہیں کہ  
 ہوش اڑ گئے لہذا آپ سے یہ عرض کرنے آئی ہوں کہ سحر اے زمرد نگار تک  
 طلسم کشا پہنچ گیا کوئی تدبیر کیجیے یہ تو مشہور ہو کہ آج تک طلسم کشا نے جو ارادہ  
 کیا وہ پورا ہوا بقراط نے کہا اے سرو و لکشا کیا چاہتی ہو سرو و لکشا نے  
 کہا ایک نامہ لکھیے کہ جا کر والد کو دون کہ وہ انتظام کریں کوئی طلسم کشا کو روک  
 نہیں جاتا بہن ماہ رخسار کا آپ بیان سن چکے کہ سکندر ثانی ایسا بادشاہ اور  
 ایسا ساحر زبردست خود طلا یہ پھرتا ہو کسکی مجال ہو کہ اسکے سامنے سحر کرے یہ لشکر



بقراط نے کہا اب نامے کی کیا ضرورت ہو رنگ آمیز گئی ہوئی ہو ضرور سحر کر گئی  
 سرو و لکشنا نے وامن بقراط کا ختام لیا کہا یا خداوند آپ کو غفلت ہو ہم لوگوں کو  
 جان کا خوف ہو جس وقت آپ پر کوئی افتاد پڑے گی ہم لوگ دم شمشیر پر لگے رکھ دیں گے  
 کیا زندہ رہیں گے مسلمانوں میں ہمارے کیونکر بسر ہوگی بقراط نے نامہ میں یہ لکھا  
 کہ اڑھت جوش مسلمانوں کو یہ خیال ہو کہ لوح طلسمی دریا سے قلزم میں ہو بڑا بڑا  
 تمیز و الین گے لہذا بموجب کئے ملکہ سرو و لکشنا کے یہ نامہ تم کو پہنچتا ہو کہ انتظام  
 کرو اور اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دشمنوں پر کوئی سانحہ گذرے  
 تو بھلو بڑا ملال ہو گا ایسا نہ ہو کہ سکندر ثانی دریا میں گھس آئے لہذا قبل سے  
 انتظام واجب و لازم ہو سرو و لکشنا نے یہ نامہ لیا ماہ رخسار سے کہا ہوا اب  
 بخد مت والد نادار چلو ماہ رخسار نے کہا ہوا میں تو سحر جانتی ہوں فوراً پہنچ  
 جاؤ گی تم پہلے سوار ہو کئی دن میں پہنچو گی سرو و لکشنا سوار ہو میں بقراط  
 چاہتا تھا کہ سرو و لکشنا کو نہ جانے دوں کئی مرتبہ ہاتھ تھا ماتحت پر اپنے بٹھا لیا  
 مگر ماہ رخسار نے بہ قہر و غضب طرف بقراط کے دیکھا کہا یا خداوند افسوس اس  
 حسن پرستی نے آپ کو اس درجہ پر پہنچا یا کہ طلسم ظاہر چھوٹا طلسم باطن میں آئے  
 اب وہ انتظام کرو کہ طلسم کشا سے کچھ فیصلہ ہو بقراط نے سرو و لکشنا کو رخصت  
 کیا سمجھا کہ اگر اسکو روکو گا تو ماہ رخسار فساد برپا کرے گی اور بڑا افسوس یہ ہو کہ  
 سرو و لکشنا بھی رہتا مند نہیں خیر باسنے دو بعد انتظام طلسم کشا ہفت جوش  
 کو پیغام دوں گا یقین ہو وہ بہ خوشی منظور کر لیا اور بیٹی دیدے گا یہ سوچ کے  
 ہاتھ سرو و لکشنا کا چھوڑ دیا سرو و لکشنا سوار ہوئی کنیرین تحت لیکر چلیں بعد  
 جانے سرو و لکشنا کے ماہ رخسار بھی رخصت ہوئی مگر حیران ہو کہ اوماہ رخسار  
 یہ کیا باعث تھا کہ سرو و لکشنا طرف واری طلسم کشا کی کرتی تھی جس سے صاف  
 پایا جاتا تھا کہ مراد اسکی یہ ہو کہ ہفت جوش جادو شریک طلسم کشا ہو جائے  
 یہ سوچتی ہوئی روانہ ہوئی یہاں ہفت جوش دریا سے قلزم سے باہر کھلا



بارگاہ استاد کرائی ہو کئی سو ساگر گر دبیٹھے ہیں بعض بعض کہ رہے ہیں کہ اوی افسر دریا  
 قلم جو حکم ہو وہ بجالائیں گھر ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کسی ساحر کو حکم نہیں  
 دیتا یہی خیال ہو کہ جب طلسم کشا مقابلے میں آویگا تو طبل جنگی بجو اگر لڑو گناہی سب  
 سردار فردا فردا میدان میں نکلیں گے ایسا مقابلہ پڑیگا کہ طلسم کشا کو مشکل ہوگی  
 جب سکندر ثانی میدان میں آئے تو میں جا کر مقابلہ کروں اور لوح نکال کر  
 چمکاؤں سکندر ثانی ناچار ہو گا یہ سوچ رہا ہو کسی سردار کو جواب نہیں دیتا ہو  
 کہ آسمان پر برق چمکی اپنی بیٹی ماہ رخسار کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار آئی اگر اتری  
 باپ کو سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا کیوں بی بی کیا انتظام کیا کوئی صورت  
 تباہی لشکر طلسم کشا کی ہوئی ماہ رخسار نے کہا اوی والد تار تباہ کرنا طلسم کشا  
 کے لشکر کا نہایت دشوار ہو یہ کنیر آپ کی تین دن لشکر اسلام میں رہی گروہ  
 انتظام دیکھا کہ ہوش پر اگندہ ہو گئے سکندر ثانی خود انتظام لشکر کا کرتا  
 ہو اگر ہو اگر مچلتی ہو تو سکندر ثانی سحر کرتا ہو آٹھ پہر میں خیال ہو کہ اگر کوئی ساحر  
 آئے تو اُسے گرفتار کر کے خدمت طلسم کشا میں لیجاؤں انعام پاؤں ہر سال  
 کا یہی قصد ہو کہ کچھ کام کرین سامنے طلسم کشا کے نام کرین لہذا آپ اپنی تدبیر  
 کرین تین دن میں لشکر میں رہی اور کئی مقام پر سکندر ثانی کو تنہا پایا مگر حوصلہ  
 نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی میں خدمت خداوند میں بھی گئی تھی اسفون نے  
 بہن کو نامہ دیا ہو وہ بھی آتی ہو نگلی اب ہفت جوش مشتاق ہوا کہ دیکھوں  
 خداوند نے کیا لکھا ہو یہ ذکر تھا کہ چند کنیزوں نے آکر عرض کی کہ ملکہ سرو و لکشا  
 آتی ہیں آکے باپ کو سلام کیا مگر رنگ روڑا ہوا ماہ رخسار کا بھی یہی حال  
 ہو کنیزوں سے کہ رہی ہو صاحبو کیا بیان کروں ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا  
 دیکھیے اب بہن کے نامہ دینے پر کیا گذرتی ہو کہ سرو و لکشا قریب پڑ آئیں  
 ہفت جوش نے گلے لگالیا چونکہ نہایت حسین ہو دیر تک گلے لگائے رہا  
 اور پیشانی پر بوسے بھی دیے سرو و لکشا نے مسکرا کر کہا اوی باپ اسطرح



گئے نہ لگایا کیجیے لوگ طعن کرینگے ہفت جوش نے کہا ایو فرزند میں حیران ہوں  
تیرا وہ جمال ہو کہ اسکو دیکھ کر پریشان ہوتا ہوں ہر رگ کان دین نے منع کیا ہو ورنہ  
تجھ کو پاس لیکر سوتا مروت و لکشا نے منہ پھیر لیا اور وہ نامہ نکال کر پیش کیا وہ نامہ  
ہفت جوش نے پڑھا ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ایو فرزند میں کیا تدبیر کروں ہر ایک  
ساحر قتل طلسم کشا سے ہاتھ اٹھاتا ہے جس ساحر کو بھیجا وہ ناچار ہو کر پلٹا لیکن میں  
کچھ تدبیر کروں گا قتل سے کار یہاں و و نون مٹیاں سمجھا رہی ہیں کہ ایو الدنا مدار بہتر  
تو یہ ہو کہ چاکر طلسم کشا سے لمجائیے اور روح نذر دیکھیے یقین ہو طلسم کشا بہت سرفرا  
کرے ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کہ آسمان پر برقی چمک رنگ آمیز آکر پہونچی  
ہفت جوش کو آکر سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا ایو رنگ آمیز کہاں سے  
آتی ہو رنگ آمیز نے کہا عرض کرونگی ہفت جوش نے شراب وغیرہ پیش کی جب  
نشہ ہوا تو رنگ آمیز نے وہ نامہ جعلی نکالا اور ہاتھ میں ہفت جوش کے دیا  
ہفت جوش نے جو وہ نامہ پڑھا مثل گل شگفتہ ہو گیا اور کہا ایو رنگ آمیز میں  
کیا تدبیر کروں کچھ مجھ کو بن نہیں پڑتا اگر فوج بھیجوں تو طلسم کشا دس بارہ لاکھ  
فوج کی جمعیت رکھتا ہو ساحر کیسے کیسے نامی و گرامی ساتھ ہیں خود پہلوان و حید  
و بے نظیر چہرہ مثل ماہ منیر کون اسپر غالب ہو گا اگر اصلاح کروں تو مجھے کیا  
دعویٰ ہو اور کیا حق ہو کہ دوسرے فرائز کرینگے صورت دیکھتے ہی تیغ طلسمی کھینچیں  
اور مجھ کو قتل کریں ماہ رخسار نے کہا ایو الدنا مدار میں تو عرض کرتی ہوں کہ  
طلسم کشا آپ کے ساتھ اسطور سے نہ پیش آئیگا جیسا کہ آپ کو خیال ہو وہ  
بالکل خام ہو طلسم کشا کی مروت و خلق حد درجہ پر ہو دشمن سے یوں ملتا ہو جیسے  
دوست صادق سے کوئی ملاقات کرے کیسے کیسے سردار جرمی و بہادر جمع  
ہیں جس مہم پر گئے اسکو فتح کیا ابھی معرکہ پڑا تھا معمار قصر ساز کہ اسنے قیامت  
کا سحر کیا تھا کہ طلسم کشا کو قید کر لیا مگر ایسے صاحب اقبال ہیں کہ وہ ساحر بھی  
مارا گیا اور قصر بھی غائب ہوا اسی طرح جس ملک پر پہونچے اسکو فتح کیا اسکی



مجال ہو کہ اُسپر چڑھ کر جائے رنگ آمیز نے عرض کی کہ میں بھی وعدہ کرتی ہوں کہ اگر  
 طلسم کشا آپ کو سنے تو آپ کے استقبال کو آئے سرو اور جو انکا بڑا نامی و گرامی  
 نجم اختر شناس ہو کہ جسکی رائے پر کار بندی و انتظام لشکر ہوتا ہو وہ واسطے استقبال  
 کے ایک اس طرح ان تینوں شاہراہیوں نے سمجھایا بجھایا کہ ہفت جوش اُسٹھا  
 اور تیار رہی کرنے لگا کہ میں خدمت طلسم کشا میں جاؤنگا اور سب سے زیادہ  
 ماہ رخسار نے سمجھایا ہو کہ میں بڑے لطف سے آپ کو ملو اورنگی آپ ملاقات  
 طلسم کشا سے بہت خوش ہونگے اب ہفت جوش جاؤ کو بہت تسکین ہوئی  
 یقین ہو گیا کہ طلسم کشا سر فراز کر لیا جاتا ہو کہ روانہ ہو کہ آسمان پر برقی چمکی  
 ملکہ قلمزم جاؤ واپسی صحبت میں بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ انجام طلسم کیا ہوگا  
 کتاب سامری کھولی سوانحات دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے بھائی کے حال پر خیال  
 کیا معلوم ہوا کہ بھائی صاحب کو دو نوں بیٹیاں اور رنگ آمیز سمجھا رہی ہیں اور  
 ہفت جوش تیار ہو کہ خدمت طلسم کشا میں جائے اگر دیر ہوگی تو وہ چلا جائیگا  
 فوراً آہ کا غرہ کر کے روانہ ہوئی اُسوقت پر آ کے پہونچی مگر سرو و لکشا کہ  
 ساحرہ زنتھی اسکو کنیریں تخت پر بٹھا کر روانہ ہو چکی تھیں مگر ماہ رخسار و رنگامیز  
 سمجھا رہی ہیں ہفت جوش نے کئی سو کشتیاں جو اہر کی برائے نذر منگوائی  
 ہیں اور سحر کر کے اپنے شکم سے لوح نکالی ایک کشتی میں رکھی کہ طلسم کشا کو نذر  
 دینگا کہ قلمزم جاؤ و آکر پہونچی آتے ہی دیکھا کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز سمجھا رہی ہیں  
 اور ہفت جوش صند و تپے جو اہرات کے نکلوا رہے تھے ہی کہا بھائی صاحب  
 آپ کا کیا قصد ہے ہر چند کہ میں آپ کے قصد سے آگاہ ہوں کیون ماہ رخسار  
 یہ کیا حرکتیں ہیں بیوقوف کو سمجھاتی ہو کہ جو خود سے طلسم کشا کے کانپا کرتا ہو  
 آج اسکو تسکین ہوئی اور ماہ رخسار میں کیا تھکو جانے دوں گی اور رنگ آمیز  
 تو نے نت نہی آشنائی کی نجم اختر شناس سے پھنسی دیکھ قدرت بقراط ثانی کہ  
 مجھکو آگاہ کیا میں کتاب دیکھتا آئی ہوں اور ابی ماہ رخسار یہ اتفاق تھا کہ



بی سرو و لکشانکل گئین ورنہ انکی بھی گردن لیتی یہ سکنے ماہ رخسار و رنگ آمیز کو گرفتار کر لیا ہر چند اُسفون نے سحر کیے مگر کوئی زور نہ چلا اُنکو قید کر کے ایک قفس میں دونوں کو بند کیا اور لوح اُٹھالی ہفت جوش نے کہا اے ہمشیرہ میں توبہ کرتا ہوں کہ خدمت طلسم کشا میں اب نہ جاؤنگا اسی لوح کی وجہ سے میری آبرو ہو اگر یہ نہ رہی تو مجھے کون پوچھے گا اب عہد کرتا ہوں کہ ایسی حرکت نہ کرونگا یہ سنکر قلمزم بر سر رحم آئی کہا میں دونوں کو لیے جاتی ہوں مگر لوح کو اپنے کلیجے میں رکھو ہفت جوش نے کہا اب اس لوح کو شکم میں نہ رکھو لگا ہر وقت جھولی میں رہیگی کیا مجال ہو کہ کوئی اسپر ہاتھ ڈالے تینوں شانہرا دیوں نے مجکو بہت ناچار کیا تھا اب ہوشیار رہو لگا قلمزم جاوونے دونوں قفس اُٹھا لیے اور ہفت جوش کو خوب سمجھایا کہ لوح اپنی جھولی میں رکھو مگر حفاظت کرنا کسی کے فقرے میں نہ آنا ہفت جوش جاو و بیٹھا رہا قلمزم روانہ ہو گئی مگر سرو و لکشان بعد کئی دن کے خدمت شاہ میں آئی اور کنیزوں نے اُسکو خبر دی کہ قلمزم جاو وقت پر آگئی معاملہ بگڑ گیا ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہو گئیں یہ خبر جا کر سرو و لکشان نے خدمت شاہ میں دی اور رونے لگی اور بھی سب کیفیت گزشتہ بیان کی بادشاہ نے یہ حال سنکر فیروزہ سے کہا اے فیروزہ پاس نور الدہر کے جاؤ اور یہ سب حال بیان کرو کہ لوح کی فکر ہو گئی تھی لیکن قلمزم وقت پر پہونچی ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہو گئیں اب اسکی کوئی تدبیر کیجیے اے فیروزہ اُسے صلاح کر کے تدبیر انکی رہائی کی کرو اور میں ابھی اسی معشوقہ کے باغ میں ہوں فیروزہ خدمت نور الدہر میں پہونچا سب حال بیان کیا بخم نے جو حال گزرتا تھا معشوقہ سنا بیقرار ہو گیا کتنا تھا اے شہر پار غضب ہوا کہ ایسی معشوقہ چھوٹی اور گرفتار ہو گئی اے فیروزہ تم اور شہرنگ ملکر جاؤ میں بھی آتا ہوں اور میرا قویہ حال ہو قلب پر هجوم غم و ملال ہر نظم

دھل کی شب رنگ گردون نوح و بگر گیا	شام سے باد اور میں جاے سے باہر ہو گیا
-----------------------------------	---------------------------------------



عیسیٰ مریم وہ نعل روح پرور ہو گیا  
ظلم سے اپنے پیشمان وہ شکر ہو گیا  
اُس شہ خوبان کو جب لکھا عرفیہ شوق کا  
منتخب تو نے کیا لیکر تسلیم کو ہاتھ میں  
روح کو تفریح اُن دانتوں کے دیکھے سوئی  
کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم  
کو بکو پھرتا ہوں میں خانہ خرابی کی طرح  
قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر  
فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے  
کشور دل کو کیا غارت خط شیرنگ نے  
شوق خود بینی ہوا تھک جو اس سلطان حسن  
سامنے جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بچو ہوا  
ایک الف سے قد کو سو دھین ہوا نقش فقیر

روے زیبا کے سبب یوسف پیہر ہو گیا  
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا  
اس قدر لوٹا ہما اسپر کبوتر ہو گیا  
صدا و تیر اشعر کے چہرے کا زیور ہو گیا  
آب گوہر سے ہر اول کا صنوبر ہو گیا  
بوے سنبل سے دماغ جان موطر ہو گیا  
جیسے سودے کا ترے سر میں مرد گھر ہو گیا  
نقش جان بازی کا اپنی اس کے دلیر ہو گیا  
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا  
گرد لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا  
آئینہ تمثال سے تیری سکندر ہو گیا  
جام چشم یا رہیوشی کا ساغر ہو گیا  
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

فیروزہ و شیرنگ سب باتیں پوچھ کر طر تضر قلزم جاو کے چلے راہ کو طو  
کرتے ہوئے قریب باغ قلزم کے پہونچے گرد اُس باغ کے پھرے راستہ جاکا  
نہ پایا اور نہ وازہ پایا ناچار ہو کر کنارے پر باغ کے آکر ٹھہرے دونوں عیا  
تیز و طرار فیروزہ ایک بڑھا بنا شیرنگ نے ایک لڑکے کی صورت بنائی بڑے  
نے ڈھول بجانا شروع کیا لڑکا بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

جوش و خروش پر ہو بہار چین ہنوز  
پاتا مہین میں یار کو میل سخن ہنوز  
برسون سے رور ہا ہوں شب روز نقل  
رخسار یار پر مہین آغاز خط ابھی  
انجام کار کا مہین آقا خسیا لکھ

پیتے ہیں نوجوان شراب کن ہنوز  
معدوم ہے کمر کی طرح سے وہن ہنوز  
بہتے ہیں مدتوں سے مرے زخم تن ہنوز  
دیکھا مہین ان آنکھوں نے سورج گن ہنوز  
غربت میں ببولے بیٹھے ہیں یاد وطن ہنوز



عالم ان ابرو وون کی کچی سے جو ہو سو ہو  
خلعت کی کیا امید رکھیں آسمان سے ہم  
عالم حجاب یار کاتا حال ہے وہی  
اپنی صفا سے سینے کا حیران کار ہو  
ہر چند باغ و ہر مین مدت سے ہوں مقیم

بل کھا رہی ہو زلف شکن و رشکن ہنوز  
اسے تو داب رکھا ہو اپنا کفن ہنوز  
خلوت نشین ہو روشنی انجمن ہنوز  
دیکھا نہیں ہو آنے نے وہ بدن ہنوز  
آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذوق ہنوز

تھوڑی دیر کے بعد دیوار باغ شق ہوئی چند کنیزیں نوجوان نوجوان ہنستی  
ہوئی نکلیں قریب بڑے میان کے آئین بڑے میان ڈھول کے ٹکڑے باندر  
رہے ہیں وہ لڑکا اس طرح کی تانیں مار رہا ہو کہ اکثر آہوان صحر اکر چھالیں بہرتے  
ہوئے آئے ہیں اور گانا گبوش ہوش سن رہے ہیں اکثر طائر آشیا نون سے  
سرنکالے بیٹھے ہیں اور گانا سنکر مبہوت ہو رہے ہیں کنیزوں نے جو آکر یہ معرکہ  
دیکھا کہا بڑے میان صاحب اس لڑکے کو تو خوب بتایا ہو مگر تم تو اپنا گانا سناؤ  
بڑے میان نے گنگنا کر ایک تان لگائی کہ لڑکے کا گانا گرو ہو گیا کنیزوں نے  
کہا بڑے میان بیٹھو ابھی جاتا نہیں ہم جا کر ملکہ عالم سے ذکر کرتے ہیں یقین  
ہو کہ ضرور تمکو بلائیں ہر چند کہ ہماری بی بی آجکل مکدر رہتی ہیں لیکن آج بعد کئی  
دن کے بارہ درمی سے نکلا کر باغ میں بیٹھی ہیں تمہارے گانے کی آواز سنکر  
خوش ہو رہی ہیں ہلوگ بھی تمہارے گانے کی آواز سنکر چلے آئے حقیقت  
میں بڑے میان تم کامل و اکمل ہو مالک ہماری ضرور پسند فرماؤ بیگی بڑے  
نے پوچھا ترو کا کیا محل ہو کنیزوں نے کہا اس طلسم پر بڑی آفت ہو طلسم کشا  
رہتا بھڑتا آتا ہو صحرا سے زبردنگار میں مزدکش ہو دوشا ہرا دیون کو ملکہ نے  
قید کیا ہو ایک عاشق طلسم کشا ایک عاشق رفیق طلسم کشا اور یہ کتاب میں  
لکھا پایا کہ ایکا قید کرنا خلافت پڑے گا عیار ضرور آؤ بیگی اسی وجہ سے باہر نہیں  
نکلے تین بارہ درمی میں رہتی ہیں بڑے میان نے کہا تم جا کر عرض کرو ایسا انکو  
راضی کریں کہ بہت خوش ہوں کنیزیں دوڑی ہوئی گئیں قلمزم جاؤ و نکلا بیٹی



ہو سوچ رہی ہو کہ کتاب میں نکلا ہو کہ عیار آتے ہو گئے دیکھو ن کس رنگ سے  
 آتے ہیں کہ کنیرین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری ایک بڑھا اور ایک  
 رکھا دو گویے آئے ہیں حقیقت میں ایسا لگاتے ہیں کہ دل بقرار ہوتا ہو کنیرین  
 برمن کرتی ہیں کہ اگر حضور بلوا کر انکو سنیں تو بہت خوش ہوں قلمزم نے کہا  
 اری حرام زادو یو تم تو جانتی ہو کہ کتاب میں نکلا ہو عیار آئینکے میں نے دو دن  
 سے نکلا موقوف کر دیا اسوقت نور آنکھ بٹھی ہوں میرا دل یہی کہتا ہو کہ وہ  
 دونوں عیار ہیں سامری اُسے بچائے خداوند بقرا طثانی مدد کرین صاف صاف  
 قدرت نے لکھا ہو کہ قلمزم کے قاتل عیار ہیں میں ان دونوں کو قتل کرونگی  
 دیکھو ہفت جوش جادو جانے پر آمادہ تھا میں نے جا کر روکا ورنہ وہ  
 جا کر شریک مسلمانان ہو جاتا اب تم باہر نہ جاؤ قفس اٹھا کر ماہ رخسار و  
 رنگ آمیز کو لاؤ میں دونوں کو قتل کروں تو دل کو تسکین ہو غضب کی بات ہو  
 کر بی ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہو میں اور بی رنگ آمیز نے بخم سے پیغام  
 کیا ان دونوں عیاروں نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی پلٹ کر نہیں آیا تو یہ  
 گاتے بجاتے طرے باغ کے چلے در تو دیوار میں پیدا ہو چکا تھا باغ میں جس  
 آئے یہاں قلمزم نے قفس آہنی منگوا لئے سانسے قفس رکھے انکو سمجھا رہی ہو  
 کہ اطاعت کرو بقرا طثانی کو سجدہ کر کے مطیع ہو ماہ رخسار جواب دیتی ہو اور  
 قلمزم ہم تیرے سحر میں ہیں جو مزاج میں آئے وہ کر رہے جو کیا وہ کیا اپنی بہتری  
 سمجھ لی کہ اطاعت میں طلسم کشا کی ہمارے آبرو ہو اور جان بھی بچ جائے گی  
 اور اطاعت میں بقرا طثانی کی سراسر خرابی ہو قلمزم نے کہا میں تمکو ابھی  
 قتل کرونگی رنگ آمیز نے کہا خدا ہمارے وارثوں کو سلامت رکھے تو میں  
 قتل نہیں کر سکتی یہ سنکر قلمزم بہت جھٹائی دونوں کو قفس سے نکلوا یا زیر  
 تیغ بٹھایا دونوں نے جو دیکھا کہ دو جلاوسر پر کھڑے ہیں قتل کیا جاتے  
 ہیں بقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگیں کہ او خالق بے نیاز و اور بت کار ساز کے



ظلم سے مہلت دے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہو نظم

شویشیان تو بہ کن بعد از گناہ  
خاک بودی باز خاکستر شوی  
بندہ باشد نام تو در بندگان  
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر  
از خدا چیزے کہ حاصل میشود  
ز اب اشک از نامہ اعمال خویش  
زمینت و بنیاندار و اعتبار  
خیر و شر را کن تصور از خدا  
دور کن از خاطر خود و دور کن  
تاریسی بر منزل صدق و یقین

ز انکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ  
کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ  
گرچہ گروی در ولایت بادشاہ  
یا و کن حق را بہر شام و بچاہ  
در جہان از بندگان ہرگز نخواہ  
کن سیاہی و در ای نامہ سیاہ  
ہاں مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ  
منظر نور آئی کوہ و کماہ  
ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ  
از عنایت ہاے رب العالمین

قلزم بیٹھی ہو دو کنیزین تلوار کھینچے سر پہ کٹری ہیں کہ قلزم نے ڈھول کی آواز  
سنی سر اٹھا کر دیکھا دو نون چلے آتے ہیں قلزم نے پکار کر کہا ارے صاحبو یہ کیا  
غضب ہو کہ ہم نے منہیں بلایا اور گویے چلے آتے ہیں مگر دو نون تانہیں مارتے  
ہوے سامنے قلزم کے آئے عرض کی حضور ہمارا گانا سنیں یہ کمال اسی لیے  
حاصل کیا ہو کہ آپ ایسے سخی و اتاؤن کے سامنے گائیں انعام پائیں ہم دیرے  
دروازے پر حاضر تھے کیا عمدہ حضور کا سحر ہو کہ راستہ نہ ملتا تھا جب کنیزین  
نکلین تو پہنے اُن سے کہا کہ ہمارے گانے کا تذکرہ اپنی مالک سے کرو ہم کو انعام  
ملیگا کیونکہ ساحرون کے یہاں ہمارا جانا واجب و لازم ہو مسلمان کسی کو بھی  
ایک پیسہ نہیں دیتے کہتے ہیں ہمارے یہاں گانا حرام ہو مگر بڑے مہیاں نے  
سب باتیں کر کے وہ ٹکڑے باندھے کہ قلزم سننے لگی لڑکے نے یہ اشعار  
عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

آپ ہوتے ہیں کیون خفا صاحب

کچھ تو بتلائیے بھلا صاحب



<p>مجھ کو سو دا ہر زلف کا صاحب ہو گئے مفت میں ہزاروں خون قبر میں رکھ کے کو تے ہیں مجھے قتل منظور تھا سو قتل کیا کیون خفا ہو شفیق سے پیار</p>	<p>نہ کرو قید سے رہا صاحب جب ملی ہاتھ میں خا صاحب پھر تو کیسے کہا یہ کیا صاحب جو کہا تھے وہ کیا صاحب اُسے کسکا کیا گلا صاحب</p>
<p>اسطور سے لڑکے نے یہ اشعار گائے کہ قلمزم نے کہا تم بیٹھ جاؤ بیٹھتے ہی دونوں نے آفت برپا کی بڑے میان نے جیب سے نوکالی لڑکے نے کہا ہاں استناد کو کوئے طور سے بجائیے قلمزم نے کہا بڑے میان نور اقرب ۲ تو میں تمہارا امتحان لون یہ سنکر بڑھا پیچھے ہٹا کتا ہوا کہ حضور اگر کچھ اور شوق ہو تو یہ لڑکا خوب کام کر لگا آپ راضی ہو جائیں گی قلمزم کہتی ہو قریب ۲ بڑے میان پیچھے ہٹے جاتے ہیں کہا حضور مجھے آپ کی صورت سے خون آتا ہوا ایسا نہ ہو آپ نیچے ماریں لڑکا ہاتھ باندھتا ہو مگر قلمزم نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ ان دونوں کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارو کنیزوں نے جو پانی ہاتھ میں لیا دونوں رام رام کرنے لگے کتنے میں گستیان بنائے رکھے ہمیر جل نہ ڈالے گا ورنہ ہمارا مذہب خراب ہو گا ہم قوم کے برہمن ہیں مگر کنیزوں نے کچھ خیال نہ کیا دونوں کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیے رنگ و روغن عیا کا اڑ گیا صورتیں اصلی نکل آئیں قلمزم نے کہا دیکھو یہ بھاگتے نہ پائیں بیشک عیار ہیں کنیزوں نے گرفتار کر لیا قلمزم نے کہا تم دونوں کون ہو دونوں نے اپنے نام بتائے ایک نے کہا میں عیار طلسم کشا ہوں ایک نے کہا کہ میں عیار باو شاہ اسلام ہوں قلمزم نے کہا کیوں آئے ہو کہا حضور یہ دونوں شاہراویان قید ہیں ہکو حکم ہوا براے رہائی آئے تھے قلمزم نے کہا دیکھو کیسے بے خوف ہیں کہ میرے منہ پر کہتے ہیں کہ تمکو قتل کرنے آئے تھے میں جیران ہوں کہ اب کیوں دل دھڑکتا ہی یہ بھی دونوں گرفتار ہوئے اور دو</p>	



کیترون سے اشارہ کیا کہ انکو بھی قتل کرو دو حبشین تلوارین کھینچ کر اُنکے سر پر  
آئین کو لے کے خط گردنوں پر دیے بتویہ دونوں بقیہ قرار ہو کر وعائین مانگنے  
لگے کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

چو گل بگلشن عالم بہ بست رخت سفر	نہ برگ خشک بماند بہ صحن باغ نہ تر
بدار و ہر ہر آنکس کہ میشود شب باش	علی الصباح بہ بند و ازین سرا بستر
نہ غم بماند نہ راحت نہ مردماند نہ زن	نہ طفل ماند نہ بر تانہ اکبر و اصغر
نہ عرض ماند نہ جوہر نہ جسم ماند نہ جان	نہ نور ماند نہ ظلمت نہ خیر ماند نہ شر
نماند خویش نہ بیگانہ و سر اسے جہان	پسر نہ ماند نہ مادر بہ اور نہ پدر

دونوں وعائین مانگ رہے ہیں قلزم نے اشارہ کیا کہ چاروں کا سر قلم کرو  
انکا زندہ رہنا بہتر نہیں جلا دون نے چاہا ہاتھ مارین شاہرا دیوں نے جو  
دیکھا کہ عیار ہمارے واسطے آئے اور گرفتار ہو گئے بقیہ قرار ہو گئیں آپس میں  
کتنی ہین کیا غضب ہوا کہ عیار بھی اگر بچنے افسوس یہ ہو کہ بادشاہ و طلسم کشا  
کیسا افسوس کرینگے کہ عیار ہمارے مارے گئے ان عیاروں نے ساتھ  
میں پرورش پائی ہو بچپن کے اُنکے یار ہیں جلا و چاہین کہ ہاتھ مارین کہ آسمان  
سے برق گرمی چاروں جلا دون کے سراٹھ گئے اور نعرہ ہوا کہ منم نجم و نجم  
زمین پر آیا للکار کہ او قلزم تجھکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ عیار ان لشکر اسلام کو  
قتل کرتی ہو یہ کھکے برق گرائی چاروں جلا دون کے لاشے بھی جل گئے نجم  
نے پکار کر کہا او قلزم اٹھ جیسے مقابلہ کریہ شاہرا دیان لایق قید کے ہیں کہ  
جو تو نے قید کیا معشوق طلسم کشا پر یہ بدعت یہ دونوں عیار ان اسلام  
سیکڑوں جاو و گرا اُنکے ہاتھ سے مارے گئے قلزم نے اٹھ کر زمین پر دو تھپڑ  
مارا کہ دریا پیدا ہوا نجم نے ستارہ گرایا کہ دریا خشک ہو گیا گئی سحر قلزم نے  
کیے مگر نجم نے دفع کر دیے قلزم نے آگ بر سائی مگر نجم نے آگ کو پانی برسا کر  
بجھا دیا قلزم اپنے مقام سے اٹھی اور نیچے کھینچ کر طرف نجم کے چلی اگر نیچہ مارا



بنجم نے سپر سحر پر روکا کمر سے نیچے کھینچا رو نو نین نیچے چلا مگر بنجم نے کہ ساحر زبردست  
 ہوا ایک مقام پر جھکا ئی دیکر ایک طائر اڑایا اس طائر نے گرد سر قلزم چرخ مارا  
 طائر کے چرخ مارنے سے قلزم خاموش ہوئی اور ہاتھ روکا ہاتھ کاڑھتا کہ بنجم  
 نے نیچے مارا قلزم کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا قلزم کا کہ ہنگامہ گیر و وار بلند ہوا  
 آوازین مختلف آنے لگیں تنوڑی دیر میں آواز آئی کشتی مرا نام من قلزم  
 جادو و جادو قلزم کا مرنا کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز نے رہائی پائی ماہ رخسار سے  
 بنجم نے کہا اب خدمت ہفت جوش میں چلو اسکو لاکر شہزاد سے  
 ملو او ماہ رخسار نے کہا قبل میں میں چلتی ہوں مگر اب بنجم دونائے طرف سے  
 بقراط ثانی کے تیار کردہ مضمون انکایہ ہو کہ اب قلزم جادو و ان شہزاد کو  
 رہا کر دے یہ دل سے ہماری مطیع ہیں بنجم نے نائے تیار کیے اور اپنے اوپر  
 سحر کیا کہ یہ صورت قلزم جادو تیار ہوا یا عیار و ن نے رنگ و روغن لگا کر  
 بنا دیا اول ماہ رخسار خدمت ہفت جوش پہونچی جھک کر سلام کیا کہا  
 والدنا دار دیکھیے کنیز نے رہائی پائی یہ خداوند کا نامہ پہونچا یہ ذکر تھا کہ  
 رنگ آمیز بھی اگر پہونچی دونوں نے دونائے پیش کیے مہر بقراط مضمون  
 مذکور ہفت جوش بیٹی کے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا کہا اب نور نظر  
 تھنے قید سے رہائی پائی مجھے راحت ہوئی کہ رنگ آمیز نے کہا اب ہفت جوش  
 بھکو حکم خداوند ہو کہ خدمت ہفت جوش میں حاضر ہو ہفت جوش نے  
 اسکو پہلو میں جگہ دی رنگ آمیز اگر پہلو میں ہفت جوش کے بیٹھی آپس میں  
 اختلاط ہونے لگا کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی قلزم جادو آتی ہو ہفت جوش  
 نے کہا بڑی بات ہوئی کہ قلزم جادو آتی ہیں قلزم جادو و نقلی آکر اتری کہا  
 اب برادر میرا سحر خداوند کو شاق ہوا بھیمہ غصہ کیا کہ ان شہزاد یوں کو کیوں  
 گرفتار کر لائیں انکو رہا کر دو میں نے انکو رہا کر کے رفیقوں سے صلاح  
 کی کہ میں خدمت ہفت جوش میں جاؤں اس سے صلاح کروں ہفت جوش



کے لیے یہی بہتر ہو کہ خدمت طلسم کشا میں جاے کہ طلسم کشا کو اطمینان ہو کہ  
 ماہ رخسار و رنگ آمیز نے بھی خوب سمجھا یا ہفت جوش خود گھبرا رہا تھا یہی  
 ظاہر ہوا کہ ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہوا اور صحبت طلسم کشا میں ہو آئی ہو  
 اسی وقت سوار ہوا اور ماہ رخسار و رنگ آمیز و قلمزم نقلی اس طرح لگا کر  
 ہفت جوش کو لے چلین لوح اسکے پاس جھولی میں رہتی ہو کہ اتفاقاً راہ میں  
 نجم نے ایک منزل پر کہا اے ہفت جوش تم کو خبر بھی ہو کہ قلمزم جادو قتل ہو گئی  
 اب بہتر یہ ہو کہ لوح ہمارے حوالے کرو ورنہ باعث خرابی ہو ماہ رخسار پہلو  
 میں آ بیٹھی کہا والدہ نامہ اطاعت طلسم کشا سے بڑے لطف اٹھاؤ گے زمانہ  
 قتل بقراط قریب آ گیا تدبیر اسکی ہو رہی ہو طلسم کشا صاحب اقبال ہو ایک  
 طرف رنگ آمیز آ بیٹھی جھولی میں ہاتھ ڈال کر لوح نکال لی جب لوح نکل گئی تو  
 ہفت جوش بہت پر اگندہ ہوا نجم نے کہا اے ہفت جوش نہ گھبراؤ تمہارا  
 بڑا مرتبہ ہو گا اور مشہور رہی ہو گا کہ لوح ہفت جوش نے لاکے دی اور  
 یہی منو بات میں لکھا ہو کہ لوح طلسم ہفت جوش نذر دیگا اب بقراط  
 ناحق کے خزانے کر رہا ہو پہلے تو اپنے ہاتھ سے لکھ چکا کہ طلسم فلاں زمانے  
 میں فتح ہو گا اب چاہتا ہو کہ اپنی جان بچاؤن مگر حقیقت میں جسروز سحر کریگا  
 ہم سب عاجز ہو جائیں گے بنا سے اقبال مندی دیکھو کہ کون کون سے  
 ساحر و شاعر و دیان مطیع سرکار ہوئیں ہم لوگ چاہیں گے کہ وہ سحر کرے  
 اور طلسم کشا عاجز ہوں اپنی جان لگا دینگے رنگ آمیز نے کہا اے نجم لوح میرے  
 قبضے میں آئی اب میں خدمت طلسم کشا میں جاتی ہوں ہفت جوش نے  
 بنگاہ حسرت طرف نجم کے دیکھا نجم کو اسکی حیرانی پر رحم آ گیا لوح ہاتھ سے  
 رنگ آمیز کے لیے لی اور کہا اے ہفت جوش تم رنجیدہ نہ ہو ہم لوگ اسکے  
 خواہاں نہیں ہیں کہ لوح کا دینا تمہارے ہاتھ سے موقوف رکھیں جب سامنے  
 طلسم کشا کے پہنچو گے تو لوح تمہارے ہی ہاتھ سے دلوائیں گے ہفت جوش



رضا مند ہو انجم نے لوح لیکر پاس اپنے رکھ لی پھر لشکر تیار ہوا صحرا سے زمر ونگا  
 کے قریب پہونچا ہو لشکر طلسم کشا سے اتنا بعد ہو کہ نشان اڑتے معلوم ہوتے ہیں  
 تمام صحرا سرخ پھولوں سے بھرا ہو انجم نے کہا آج اسی مقام پر رہو صبح ہوتے ہی  
 پہونچ جاؤ گے لشکر اتر پڑا اگر نشانہ راویوں نے قصد کیا کہ ہم خدمت طلسم کشا میں  
 رات ہی کو جاؤین مگر انجم نے منع کیا کہ سب ساتھ ہی چلنا نشانہ راویان اور انجم  
 و ہفت جوش ایک ہی بار گاہ میں سوئے دو پہر رات گئے لشکر میں ہنگامہ  
 ہوا اہل لشکر چلنے لگے وہ جو پھول سرخ تھے شرار سے بگئے جیسے گرا وہ جلکر  
 خاک ہوا پہلے سب سے ہفت جوش کی آنکھ کھلی بار گاہ سے نکل کر دیکھا کہ  
 ملکہ یا قوت سرخ پوش دریا سے یا قوت میں غوطہ زن ایک نخل کے سائے  
 میں کھڑی سحر کر رہی ہو ہفت جوش نے جو یا قوت کو دیکھا دلیر ہوا سوچا کہ  
 اب کوئی کیا کر سکتا ہو لوح طلسم لیکر نخل چلون چکے چکے قریب انجم کے آیا لوح  
 جھولی سے نکال لی جب لوح نکال چکا تو گھبرایا ہوا باہر آیا آکر ایک دو تھڑہیں  
 پر مارا کہ دریا سے آب نے جوش کیا آپ دوڑا ہوا قریب یا قوت کے آیا  
 کہا اے یا قوت سرخ پوش تو نے اس وقت بڑا کمال کیا کہ لوح خدمت طلسم کشا  
 میں جاتی تھی اگر آج سحر ہو جاتی تو صبح تھی لوح طلسم کشا کو لجاتی میں لوح نکال  
 لایا اب تمکو اختیار ہو یا قوت نے کہا انجم جو بیدار ہو گا تو کیا فکر کریگا ایسا  
 نہ ہو طلسم کشا کو خیر ہو جاے مگر تم تو دریا سے قلمزم پر جاؤ میں ان سب کو  
 تباہ کر کے لشکر طلسم کشا پر جاتی ہوں ہفت جوش تو بھاگا لوح جھولی میں  
 رکھی دریا سے قلمزم میں جا کر چھپا لگیا قوت کھڑی سحر کر رہی ہو اسطوے  
 ثانی کہ بر سر طلا یہ لشکر نور الدہر میں تھے جانتے تھے کہ انجم اختر شناس اپنے  
 ہمراہ ہفت جوش کو لیے ہوئے آتا ہو سامنے اتر اہوا ہو کیا ایک ہنگامہ سنا  
 ایک بلند می پر آکر دیکھا کہ آگ پانی کا جوش ہو ایک طرف دریا ڈبو رہا ہو اور  
 ایک طرف آتش گر رہی ہو ہزار ہا آدمی جل گئے ہیں جست کر کے آیا آکر دیکھا



یا قوت سرخ پوش کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو لکارا کہ او مکارہ مخفی ہو کے  
 سحر کرتی ہو ذرا مردان عالم کے تو سامنے آا رسطو نے خد شکاروں سے پوچھا  
 کہ نجم اختر شناس کیا کر رہے ہیں خد شکاروں نے کہا آرام فرما رہے ہیں ارسطو  
 نے آکر چاہا کہ نجم کو بیدار کروں نجم نہ جاگے اور سحر نے ترقی کی ارسطو نے  
 نکلکر آگ کو پانی سے روکا پانی کو آگ سے دفع کیا یا قوت نے دیکھا کہ اب  
 لشکر میں انتشار نہ رہا قضاے کار نور الدہر بن بدیع الزمان سو رہے تھے  
 کہ شہر نگاہ نے آکر جگایا کہا او شہریار چلیے لوح محفوظ گلے میں ڈال لیجیے لہاں  
 طلسمی و سلاح طلسمی زریب جسم کیجیے نور الدہر نے اٹھکر اپنے کو آراستہ کیا  
 چاہا سوار ہوں کہ ہمارے مرصع پوش حاضر ہو میں عرض کی او شہریار کنیز جا کے  
 انتظام کرتی ہو یا قوت کی کیا حقیقت ہو کہ لشکر نجم کو تباہ کرے مگر زبانی شہر نگاہ  
 کی معلوم ہوا کہ یا قوت نے ایسا سحر کیا ہو کہ نجم بیدار نہیں ہوتے مگر تعجب ہو  
 کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز کیوں نہیں نکلکر ٹرین ملک ماہ رخسار اگر نکلتی تو ملک  
 یا قوت کے سحر کو دفع کر دیتیں یہ کہہ کر ہمارے مرصع پوش پہلے چلی اسکے بعد  
 نور الدہر سوار ہوئے شہر نگاہ ہمراہ ہو مگر ہمارے مرصع پوش اس وقت  
 پہونچیں کہ دور سے دیکھا یا قوت و ارسطو سے رو و قدح ہو رہی ہو مگر  
 یا قوت نے ران کاٹ کر خون اپنا چلو میں لیا طرف آسمان کے پھینکا ایک  
 ابر یا قوتی ایسا تیار ہوا کہ لشکر پر آگ پانی برسنے لگا اور دوسری تاثیر پیدا  
 ہوئی کہ اگر سوار و پیدل چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکلیں تو جس نے نکل جانے کا ارادہ  
 کیا اُسے سامنے دریا سے قہار دیکھا پھلی نے نکلکر اسکو کھینچ لیا کئی نہرا آدمی  
 دریا میں ڈوبے کئی نہرا کو شعلہ آتش نے جلایا لشکر میں ہنگامہ ہو نہ بھاگ کے  
 بچتے ہیں نہ اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہیں ارسطو سے ثانی ہر چند سحر کرتے ہیں مگر  
 پھلیان دریا سے نکل رہی ہیں جسپر گرین اسکو کھینچ کر لیکٹیں دریا میں گرا دیا  
 جو اپنے مقام پر بیٹھے ہیں وہ جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں ہر ایک



فریاد فریاد کر رہا ہو کوئی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہو کہ اے رب کار ساز  
و اے خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیری رحیمی اور کریمی کے امیدوار ہیں  
اپنی حقیقت کو خوب جانتے ہیں **نظم**

چہ بودی غور کن در ابتدا چہ ترا حاصل شود گنجینہ از خاک زالطاف خداوندی چہ دور است کنز گرج جمع دولت مند و دولت بغیر از بندگی چہ سزا باشد	چہ باشی بعد وقت انتہا چہ کہ هست این خاکساری کیلچہ اگر ساز و خدا ناچہ ساز بر و با خود چہ زین دولت سرا چہ متاع قیمتی و بے بہا چہ
---	--

ہمارے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا اور ابر پر نگاہ ڈالی کڑک کر بلند  
ہوئی برق بکر گری ابر کے ٹکڑے اڑا دیے جب ابر پھٹا تو دیکھا کہ ایک  
جادوگر چہرہ سرخ و سفید خون ہاتھ سے ٹپک رہا ہو اُسے لکارا کہ اے ہما  
غضب کیا کہ میرے سامنے آگئیں میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گی یہ ککے خون  
بھرے ہوئے ہاتھ ہلائے ہمارے مرصع پوش پر بارش شعلہ ہمارے آتش  
ہونے لگی مگر ہمارے پہلو سے منہ برس رہا ہو شعلے قریب نہیں آتے جو شعلہ  
گرا قطرہ آب نے اُسکو بجھا دیا شعلوں کو بجھا کر ہمارے مرصع پوش پھر کڑکی  
اور دھواں منہ سے چھوڑا ساحر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہمارے  
آنکھوں سے اشارہ کیا آنکھیں رشک دیدہ غزال خمیں آنکھوں نے جو گردش  
کی ساحر دیوانہ ہو گیا گریبان پھاڑ ڈالا پکارتا تھا کہ اے ماہ تمام اب امیدوار  
ہوں میرے پاس آئیے **نظم**

ولین گھر کر کے منہ آنکھوں سے چھپاتے ہوٹ چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہوٹ ای تو نکو بھی دعوائے اُتو ہیت ہی عاشقوں نے نہیں کیا سجدہ ادا ہو سکتا	تاز و انداز سے باہر ہوئے جاتے ہوٹ بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہوٹ توڑ کر دکھو مرے کعبے کو ڈھاتے ہوٹ داغ پیشانی زائد کو لگاتے ہوٹ
---	--



غافل و منزل دنیا ہو سداے فانی  
مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہتھتے ہیں  
جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہیں  
بوسے لیتا ہوں تو وہ کتا ہو رشک یوسف  
شاعر و نوکر و ہان و کمر یار نہ ہو +  
سایہ ان لگ چلو آتش نہ بہت یار سے تم

اس خطر گاہ میں تم بچاؤنی چھاتے ہو بٹ  
ہم کو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو بٹ  
انکھوں میں دختر رز کو پیے جاتے ہو بٹ  
گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو بٹ  
سیر مخفی ہیں زبان پر انھیں لاتے ہو بٹ  
دشمن و دوست کی انکھوں میں سماتے ہو بٹ

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ہمارے آگے آیا ہمارے اشارہ کیا کہ یا قوت  
کامر لاؤ یا تو یا قوت آسمان پر سحر کر رہی تھی یا دیکھا وہ ساحر آتا ہو لکاری ادنا لایق  
میں نے عمر بھر تجھ کو سمجھو گ دیا آج ایسا گبر ایہ صورت اصلی نہیں ہی خبردار پلٹ جا  
مگر وہ ساحر نہ رکا قریب یا قوت پہونچا جب یا قوت نے دیکھا کہ یہ ساحر نہیں  
رکنا کار و سحر جھولی سے نکالی اور آواز دی پلٹ جا ہر چند یا قوت نے اسکو  
منع کیا مگر ساحر زبردست کب مانتا ہو آخر ناچار ہو کر یا قوت نے خبردار خبردار  
لکے کار و سحر کھینچ ماری کہ ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گزری جب  
وہ ساحر زمین پر گرنا تو یا قوت نے زانو پیٹ لیا کہنے لگی ہاے یہ بڑا بیربار  
گیا اور ہمارے مرصع پوش آج میرا وہ سحر مٹا یا کہ سامری و جمشید نے اسکا ثانی  
نہیں تیار کیا لیکن میں اب نہ ہٹونگی اور تمھارے سحر کو کب مانتی ہوں ہمارے  
بھی سحر دفع کرنے لگی اور ہر مرتبہ چاہتی ہو کہ ارسطو سے ثانی کو ماروں کہ ایک  
طرف سے نعرے کی آواز شاہراہ نور الدہر کے آئی نعرہ کا نور الدہر

ہمارے اوج رفعت شاہراہ نور الدہر کز ہمیش  
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش  
ز طفلی بہ جرات ہنس و شتم دیگر  
ظفر بریلان عرب یا فتنم  
نعرہ نور الدہر کی صدا لشکر کاںپ گئی یہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی نور الدہر

کہ شاہان نش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ  
عدو در رزم کاہش صد ہزار ان الامان خواندہ  
نقار ابیک و ست ہر بہ شتم  
شہ فوجو انان لقب یا فتنم  
نعرہ نور الدہر کی صدا لشکر کاںپ گئی یہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی نور الدہر



لڑتے بھڑتے قریب یا قوت کے پہونچے یا قوت نے کئی پہلو ان مقابلے میں  
نور الدہر کے بھیجے عکس لوح محفوظ پڑا جلا کر رکھئے جب اس سے بھی عاجز ہوئی  
تو آواز دیکر دستک دی کہ اے فیلاں تھمتن طلسم کشا کو لینا صحرا سے ایک ڈھڑک  
کی آواز آئی دیکھا ایک فیل مست سوئدین ایک حربہ لپٹا ہوا اُسکو بلاتا ہوا  
قریب نور الدہر کے آیا اس طرح کا لغزہ کیا کہ ہر چند مرکب طلسمی نہ پر ران ہو لیکن  
گھوڑا بد لگامی کرنے لگا نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے فیل نے حملہ کیا مگر  
نور الدہر نے بھسونڈے پر ہاتھ ڈال دیا دونوں پاتوں اُسکے پاتوں سے  
اڑا کر ایک جھکا مارا مع زرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی کا مارے جانا تھا کہ  
یا قوت غصہ میں سرخ ہو کر جا پڑی تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے لوح محفوظ  
چمکائی یا قوت بھی رنگ بدلنے لگی آخر کو ایک مقام پر جب یا قوت کا رنگ  
بد رنگ ہو اکھری ہو گئی شاہراہ نور الدہر نے ہاتھ تیغ طلسمی کا چمکا کے  
مارا یا قوت جادو کے دو ٹکڑے ہوئے یا قوت کا مارے جانا کہ بچھ ہوشیا  
ہو اماہ رخسار و رنگ آمیز بھی ہوشیار ہو کر اٹھیں آکر طلسم کشا کے قدموں کو  
بوسہ دیا بچھ نہایت شرمندہ ہوا کہا اے شہریار بڑا افسوس یہ ہو کہ ہفت جوش  
کل گیا اور میں اسکے سحر میں تنہا حقیقت میں یا قوت کے سحر میں میں ایسا مبتلا  
تھا کہ ہوشیار نہ ہوتا تھا جب آپ نے یا قوت کو مارا تب ہوشیار ہوا اب  
دیر یا قوت قلمزم پر چلنا ضرور ہو گا نور الدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کل لشکر  
تیار ہوا جب نور الدہر یہاں آئے تھے تو سب مردار آکر موجود ہو گئے  
اب کل لشکر تیار ہو کر چلا مگر نور الدہر کو نہایت قلق ہوا فرمایا کہ اے ملکہ  
ماہ رخسار تمہاری مشقت ضائع ہوئی رنگ آمیز رونے لگی کہا اے شہریار کیا  
عرض کروں میں نے فرمان پیش کیا تب ہفت جوش راضی ہوا اُسکو لیکر  
جلی تھی ہر چند کہ بڑی بلا دفع ہو گئی کہ قلمزم قتل ہوئی قلمزم کی وجہ سے بڑا زور  
ہفت جوش کو تھا اب اُسکا بازو ٹوٹ گیا اب نور الدہر تو کوچ کیے ہوئے



جانتے ہیں مگر ہفت جوش لوح لیکر جو بھاگا سا سنے بقراط ثانی کے آیا لاکر لوح  
پیش کی کہا یا خداوندین نے بڑا کمال کیا جان اپنی لگا دی لوح لایا ورنہ مجھ کو تو  
میری بیٹیاں سمجھا کر لے چلی تھیں کئی منزلیں بھی میں نے طو کین مگر رادہ میں  
لکھ یا قوت سرخ پوش نے مجھ کو اطلاع کی کہ میں آکر سحر کر دوں گی تم لوح لیکر  
بھاگو تب میں لوح لیکر نکل آیا اب جو فرایے وہ بجا لاؤں آپ لوح اپنے  
پاس رکھیے غلام کو مہلت حاصل ہو اب سردار ان طلسم کشا میری فکر میں ہیں  
رکھیے میری جان کیونکر بچتی ہو بقراط اس وقت نشے میں بیٹھا تھا نازنینان چین  
کے ساتھ ہمیشہ کر رہا تھا کہا اے ہفت جوش تم جا کر دریائے قلزم میں رہو  
جو وقت طلسم کشا دریائے قلزم پہ پہونچے گا اس وقت میں خود آؤنگا طلسم کشا  
کے ہاتھ سے تم کو بچاؤنگا ہفت جوش مجبور و ناچار ہو کر خدمت بقراط کے  
پلٹا دریائے قلزم میں ایک قصر اسنے بنایا ہو گلچہرہ معشوقہ اسکی رہتی ہو مگر  
اسکو ہمیشہ سے اس سے نفرت ہو جب ہفت جوش آتا ہو تو اپنے مقام سے  
اٹھ جاتی ہو جہاں اسنے کیترون سے کہا کہ بلا لو تو کچھ جیلہ کر دیتی ہو آج جو آیا  
تو بہت برہم آیا گلچہرہ بیٹھی ہوئی تھی کیترون سے پوچھ رہی تھی کیوں صاحبو  
طلسم کا کیا انجام ہوا کیترون نے عرض کی کہ چمنے سنا ہو کہ ہفت جوش لوح  
لیکر بھاگ آیا ہو اور دونوں بیٹیاں اسکی کہ نہایت حسین و جمیل ہیں ایک دام  
عشق طلسم کشا میں پھنسی دوسری بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئی گلچہرہ بیٹھی  
سن رہی ہو اور کہتی ہو کہ جیسا اس نگوڑے نے غدر ڈالا تھا ویسا اسکا پھل  
پایا طلسم کشا کے ہاتھ سے نہ بچیکا یہ ذکر تھا کہ ہفت جوش آکر پہونچا مگر گھبرا  
ہوا بیٹھے ہی اختلاط کرنے لگا گلچہرہ نے جھلا کر کہا ارے بیٹیا سیدھا بیٹھ پہلے  
حال تو بیان کر کہ تجھ پر کیا گزری کیوں بھاگا بھاگا پھرتا ہو ہفت جوش نے  
کہا صاحب حسن نے طلسم کشا کے سارے طلسم میں غدر ڈال دیا ہو کون کون  
شاہراویان جا کر دام محبت میں نہیں پھنسیں ابھی جا کر ملکہ ماہ رخسار طلسم کشا



کے حسن و جمال پر عاشق ہوئیں اور رنگ آمیزِ نجم سے گرفتار ہوئی سرور و لکشا  
 بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی تینوں نے اگر بھگو دیوانہ کر دیا بھگو گھیر کر  
 لے چلی تھیں مگر راہ سے لوح لیکر بھاگ آیا ہوں اب وہ اسی طرف آتے ہیں  
 حیران ہوں کہ کہاں جا کر چھپوں بقراط نے تو یہی حکم دیا کہ دریا میں جا کے  
 رہو اور لوح اپنے پاس رکھو گلچہرہ نے کہا ارے اتنا تو ظاہر کر کہ ان کے  
 لشکر کا افسر اعلیٰ کون ہی ہفت جوش نے کہا ارے سطوے ثانی کہ بڑا ساحر  
 زبردست ہو یا قوت کے سحر سے اسی نے لشکر کو بچا لیا اُس نے اپنی جان دیکر  
 بھگو نکالا اور کچھ نہ ہو سکا میں صرف لوح لیکر نکل آیا گلچہرہ مشتاق ہوئی کہ  
 میں لشکر طلسم کشا دیکھوں گی ہفت جوش نے کہا لشکر طلسم کشا نے سحر اسے  
 محیط سے کہ چ کیا ہو اور راہ میں سحر اسے نہ بر جدی میں آکر اترے گا وہاں  
 لشکر دیکھ لینا گلچہرہ کا سہم پھول گیا غصہ آگیا ہفت جوش کو جھڑکا کہا آپ تو جا کر  
 دریا سے قلمزمین بیٹھیے میں ضرور جاؤں گی ہفت جوش دریا میں گیا اور ایک  
 گرداب میں چپکے بیٹھا لشکر نور الدہر سحر اسے نہ بر جدی میں آکر اترادیکھا  
 تمام سحر ادیران خاک اُتر رہی ہو سحر اسے ریگستان نخل کا کہیں نام نہ نشان  
 اگر کوئی نخل ہی بھی تو وہ فاصلے پر لیکن وہ بھی گرمی ریگستان سے جلا ہوا پتے  
 نذر و شاخیں مثل خنجر خم پنج بیدم نور الدہر نے ارے سطوے سے پوچھا کہ یہ سحر بہت  
 دیر ان معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آگے بڑھ چلو ارے سطوے نے  
 عرض کی کہ آج لشکر نے دن بھر ہر وہی کی ہر سب سرور ارتھک گئے ہیں آج تو  
 یہیں اُتر پڑیے صبح کر کو چ کیجیے گا غلام حفاظت کر لیکارے سطوے پر آیا  
 نور الدہر تو بارگاہ میں داخل ہوئے ارے سطوے گرد لشکر پھر رہے ہیں کہ شام  
 کو دیکھا ابر گھر کر آسمان پر آیا سہم برستے لگا تھوڑے عرصے میں تمام سحر کو  
 دیکھا کہ قدرت پروردگار سے چڑ بہار ہوا طائرانِ نعمت سر اور خنجرانِ پر آکر  
 بیٹھے انگلی چپچہ نہنی سے یہ صدا آتی تھی اہل لشکر کے دلوں کو لبھاتی تھی طلسم



کہاں تک کیجیے آہ و فغان روز  
غم و رنج و الم کی دل میں جا ہو  
جلا کرتا ہو سینہ سوز غم سے  
نہیں اچھا دل بیل جو کھانا  
اگر ہو غیر کی صحبت سے انکار  
غش بیل سے گلشن میں نہیں گر  
مرے گھر سے گئے غیروں کے گھر میں  
جلا نا ہو اگر بیل کو منظور  
کرو تیغ نگہ سے قتل مجھ کو  
ہمیں سوداے گیسو ہو وگرنہ  
سلامت ہو اگر صبا و بیل  
کبھی نکلا نہ ارمان شہادت  
جو وہ آئین تو اپنے دلچین جادوں  
تلاش یار سے آیا ہو عاجز

نہایت پریشان حال  
نہایت پریشان حال

نیا دیتا ہو غم اک آسمان روز  
میں رہتے ہیں گھر میں میہان روز  
ٹکٹا ہو مرے منہ سے دھواں روز  
نہ جا سوے چن تو باغبان روز  
کہو جاتے ہو آخر پھر کہاں روز  
یہ کیوں جاتے ہیں گلچین باغبان روز  
نیا آباد کرتے ہیں مکان روز  
کراہی گل جا کے سیر بوستان روز  
تڑپتا ہو نہایت میہان روز  
اڑاتے پیرہن کی دھجیاں روز  
بناے گی کہاں تک اشیان روز  
ہوا ہر چند میرا امتحان روز  
پڑا رہتا ہو خالی یہ مکان روز  
شفیق خستہ دل جائے کہاں روز

یہ آواز شکر ارسطو کے ثانی طرف طارون کے دیکھ رہے ہیں اور دل میں  
یہ خیال آ رہا ہو کہ بقرا طانی کو کیوں چھوڑا چاکر اسی کے پاس حاضر ہوں  
شاید مہربانی کرے اگر اس نے خطا معاف کی تو عہدہ جلیل ملیگا اس سوچ میں  
کھڑا ہو دل سے باتیں کر رہا ہو مگر قصاے کار گلچہرہ بعد جانے ہفت جوش  
کے اپنے مقام سے اٹھتی کنیزوں سے کہا میں لشکر طلسم کشا دیکھنے جاتی ہوں  
یہ کہکشاؤں پر سوار ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے چلی راہ میں جاتی تھی کہ  
زبرد جادو واسطے آباد کرنے جنگل کے جاتا تھا گلچہرہ نے پوچھا کہ اے  
زبرد جادو کہاں جاتے ہو زبرد نے جو گلچہرہ کو دیکھا بیتاب ہو گیا کہنے لگا  
کراہی جان جہان و او آرام دل مشتاقان کہاں جاتی ہو گلچہرہ نے کہا واسطے



دیکھنے لشکر طلسم کشا کے جاتی ہوں نہ برجد نے کہا اب لشکر کی کیا سیر کر دگی  
 میں جاتا ہوں وہ تدبیر کروں کہ ملا زمان طلسم کشا طلسم کشا کے دشمن ہو جائیں  
 سب ملکر قتل کریں بڑا تحفہ جو اُسکے پاس ہو وہ بھی نکال لیں گلچہرہ سوچی کہ وہ  
 لوگ تو ناواقف ہیں اسکو اپنا مشتاق بھی پایا اسی کے تخت پر آ بیٹھی مگر  
 دلو میں خیال ہو کہ لشکر طلسم کشا کو بچاؤں اور رہفت جوش نے جو ارسطو  
 کا ذکر کیا ہو کہ ارسطو سے ثانی کو بڑا مرتبہ حاصل ہو دیکھو اب کیا رنگ ہوا  
 میں نہ برجد سے کہا کچھ شراب کا چرچا کرو اُس نے جھولی سے بوتل نکالی نگینہ لگا  
 کا گلچہرہ کی انگوٹھی پر تھا انگوٹھی اُتار سی اسکو چبا کر شراب میں ڈال دیا اور  
 نہ برجد کو جام شراب پلایا متواتر کئی جام پلائے یہاں ارسطو سیر کرتے  
 پھرتے ہیں اور دلو ترو دہو سوچتے ہیں کیا تدبیر کروں کہ طلسم کشا کو پاس  
 بقراط کے پہونچاؤں ناگاہ ارسطو نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت آیا  
 اُسپر ایک ساحر سیاہ قام بیٹھا ہوا آتے ہی اُسکے تمام صحرا سبر ہونے لگا طائر  
 آشیانوں سے نکلے مگر ایک معشوق پر پچہرہ اسکو شراب پلا رہی ہو کئی جام  
 پلائے مگر ناگاہ ارسطو پر پڑ رہی ہو دیکھ رہی ہو کہ کیا جو ان با وضع ہو حقیقت  
 میں اب ارسطو کا بڑا زور و شور ہو ارسطو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ساحر بیٹھے  
 بیٹھے گھبرا یا کہا اے جان جہان میرا جی متلاتا ہو اُس سے جبین نے کہا پھر میں کیا  
 کروں جا کے تو کرو کیوں دیر کرتے ہو یہ کہہ کر اُس نے منہ جھکایا خون کے لختے  
 نکلنے لگے تھوڑی دیر میں لڑکھڑا کے تخت پر گر گیا گلچہرہ نے اسکو قتل کیا اور  
 چکار کر آواز دی اے ارسطو یہ احسان نہ بھولنا میں نے نہ برجد کو مارا خیال  
 تو کرو اُسکے سحر میں تم مبتلا ہو چکے تھے الفاظ دشمنی طلسم کشا سوچ رہے تھے  
 تھوڑے عرصے میں جانتے یقین ہو طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوتے  
 وہ ایسا جوان ہو کہ کسی سے رک جاتا لوح محفوظ گلے میں سلاح طلسمی زہ  
 جسم تیغ طلسمی سے جنگ کرتے ہیں ایسا ممکن نہ تھا کہ تھے رک جاتا ارسطو



جواب دیا اور معشوق پر پچھرہ تیرا بڑا احسان ہوا تو نے مجھ کو دشمنی سے طلسم کشا  
کی بچا لیا ورنہ حقیقت میں باعث خرابی تھا گلچہرہ نے کہا اور سطر و خیال رکھنا  
ہم اب جاتے ہیں اگر بن پڑتا ہی تو ہفت جوش کو لیکر آتے ہیں ہر چند کہ میں  
اسکی معشوقہ ہوں مگر آج تک اس سے ہم بستر نہیں ہوئی ہر روز کچھ نہ کچھ حیل  
کر کے ٹال دیتی ہوں اور سطر و اسکی باتوں سے بہت خوش ہوئے ہاتھ باز ہکر  
کہا اور معشوق خوب رو بہکو بھی اپنا چاہنے والا جانے ضرور سرفراز کیجیے گا نظم

لش و صل کی کوئی صورت نکالے  
اب ایسی و ایسی باتوں میں مجھ کو نہ ٹالے  
آنکھوں نے ہنسنے کتنے ہیں وریا بہا لیے  
گھر سے نہ اپنے بے سرو سامان نکالے  
ہاتھوں پہ اسنے داغ دیے ہنسنے کھالے  
دیکھیں نہ خضر آئین جو آب بقا لیے  
سو دایہ مول لیجیے اب سانپ پا لیے  
سمجھے کہ لکھنؤ کے ہیں محبوب چا لیے

بیتاب دل بہت ہو کہانتک سنبھالے  
دینا اگر ہی بوسہ تو دید بھی حضور  
فرقت میں تیری اور ہم خوبی شب فراق  
عاشق پر ایسا جور و قہر نہ چاہیے  
کیونکر گمان نہ ہو سب گدگد و ش کا  
ہم رند بادہ نوش ہیں رگتوں میں موز کام  
زلف و دوتا رکھا کے وہ کتنے ہیں ناز سے  
بوسہ ملا نہ ہو کو عوض دل کے جب شفیق

اس طرح یہ اشعار اور سطر و نے پڑھے کہ گلچہرہ کے دل پر تاثیر ہوئی کلیجہ پر ہاتھ  
رکھ لیا کہا اچھا صاحب رخصت ہو گلچہرہ گھبرائی ہوئی آئی ہفت جوش کو  
بلو ابھی ہفت جوش نے جو خبر سنی کہ معشوقہ نے بلایا ہو دوڑا ہوا آیا آکر  
دیکھا کہ معشوقہ رو رہی ہو بال نوح ڈالے ہیں سر ٹپک رہی ہو الماس کی  
انگوٹھی نکال کر رکھی ہو کہ کھالوں جیسے ہی ہفت جوش آیا واسن پکڑ کر کہا  
او بے حیا صاف صاف تو یہ ہو کہ میں بہت بیتقرار و بیتاب ہوں نظم

اب جو وہ آئین تو بگڑی ہوئی تقدیر بنے  
انکی سونے کی مری آہنی زنجیر بنے  
کھینچے مانی بھی تو پھر ایسی نہ تصویر بنے

وصل کی گو کہ نہ ہے کوئی تدبیر بنے  
انکی منت ہو جنوں جوش پہ اپنا یارو  
میں نے دلین جو تری شکل کا نقشہ کھینچا



تازہ عاشق ہوں دل زار بھی اب ڈرتا ہوں	مجھ کو پھانسی نہ تری زلف گر بگیر بنے
کیا تعجب ہو ہو وودھ اگر بنتا ہو	حکم خالق ہو تو پانی کا ابھی شیر بنے
عشق اس میدانِ گلن کا جو نہیں تھکوا شفیق	کو نکو پھرتے ہو کیوں صورتِ نحیر بنے

ای ہفت جوش مجھ کو خوفِ تمھاری جان کا ہی طلسم کشا تا بہ صحرائے زبرد ہو چرخ  
چکا ہو ہر چند کہ تھنے سحر کر کے متر لون کا بعد کر دیا مگر سکندر ثانی کہ بلا سے روزگار  
ہو اگر وہ جان جائیگا تو دریا سے قلعہ زم میں گھس پڑے گا تم کہاں چھپو گے اور  
مجھ کو سب سے زیادہ رونایہ ہو کہ مجھ کو کون پوچھے گا بہتر یہ ہو کہ پاس طلسم کشا کے  
چلے چلو آج میں نے وہ سامان دیکھا کہ میرے جوش اڑ گئے اس زور و شور  
سے آتے ہیں کہ اگر قلعہ آہن راہ میں حائل ہو تو اسکو بھی توڑ ڈالیں گے دریا  
کی کیا حقیقت ہو سکندر ثانی کہ بے مش و لا ثانی ہو اکثر بقراط کا سامنا پڑا مگر  
غالب نہیں آیا تو مغلوب بھی نہیں ہوا تمھاری کیا حقیقت ہو ایک سحر میں دریا  
کو خشک کر دیا بہتر یہ ہو کہ چلے چلو چکر ملاقات کرو اور لوحِ نذر دو یقین ہو  
کہ طلسم کشا خوش ہو جائے اس طرح کے گلچہرہ نے فعل مجا نے کہ ہفت جوش  
حیران ہو گیا اور گلچہرہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ جاؤ گے تو میں جاتی ہوں میں  
جا کر لمباؤنگی اور یہ بھی خوب جانتی ہوں کہ ارسطو سے ثانی میری سفارش  
کرے گا زبرد کو ایک سحر میں مارا ہونٹ نہ ہلا سکا آخر کار واصلِ جہنم ہوا اُسے  
سحر کیا تھا کہ سب لشکر کو دیوانہ کر دیا ارسطو سے ثانی نے اس سحر کو الٹا کر دیا  
کہ وہ خود بھی دیوانہ ہوا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا ہفت جوش یہ سنکر بہت  
گھبرایا کہا اے گلچہرہ تم چلو طلسم کشا سے صفائی کرو میں خدمتِ بقراط میں ہو کر  
آتا ہوں گلچہرہ نے کہا اگر وہاں جاؤ گے تو اُلٹے ہو کر آؤ گے وہ سمجھاے گا  
تم خوف کھا کر گھبراے ہوے آؤ گے مجھ کو تر و دو ہو گا میں کیا و نعیہ کرونگی مجھ کو  
خوف یہ ہو کہ میں تمنا نہ ہو جاؤں مجھ کو بیوہ ہونے سے بچاؤ یا سوار ہو یا مجھ کو  
جواب دو اس طرح جو گلچہرہ نے سمجھایا اور حمد الہی و لغت رسالت پناہی بھی



بیان کی رو خدائی خداوند قضا و قدر خوب تفریح سے بیان کی کہ یہ کیسا خداوند ہر کہ  
 بھاگتا پھرتا ہوا اور اہل اسلام نے پیچھا کیا ہو طلسم ظاہر میں کیا اسکے انتظام تھے  
 کس زور و شور سے مصروف عیش رہتا تھا ان باتوں سے گلچہرہ کی ہفت جوش  
 کو دور ہوا رنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا وعدہ کیا کہ چلو میں تمہارے ساتھ  
 ہوں مگر میرے لیے کوئی دولت نہ ہونے پائے یہ سنکر گلچہرہ تنہا مار کر رہی کہا  
 او ہفت جوش یہ انتظام میں نے پہلے کر لیا کہ اُنکا سردار رفیق جو ہوا رستو  
 اُس سے ملاقات کی وہ ہمکو بخوبی پہچانتا تھا تم چلو سردار استقبال کو آدین گے  
 طلسم کشا تمکو پہلو میں بٹھائیں گے ہفت جوش نے اُسی وقت دریا پر آ کے  
 آواز دی ہر راہ پھیلیاں نکلیں ہفت جوش نے اشارہ کیا اندر سے دریا کے  
 خیمے بارگاہین بڑے بڑے جاوگر کئی سر رفیق ہفت جوش کو پوچھتے ہوئے  
 نکلے کہا او شہنشاہ کیا ارادہ ہو ہفت جوش نے کہا صاحبو تم سب کی جان کی  
 حفاظت کرتا ہوں خوف یہ ہو کہ طلسم کشا یہاں آئیگا تو تم سب مارے جاؤ گے  
 کیکی جان نہ بچگی اُسی وقت ہفت جوش تیار ہوا سردار قریب اسکے گھوڑے  
 کے اسکو گھیرے ہوئے بہ اخفا پوچھ رہے ہیں کہ جسے صاف صاف کہیے کہ آپ کا  
 کیا ارادہ ہو ہفت جوش نے کہا اب میری زوجہ نے سمجھا دیا میں سمجھ گیا کہ حاضر  
 ہونا خدمت طلسم کشا میں ضرور ہی تم سب کو عہدے ملین گے غنچہ آرزو کھیلنے  
 سب سردار خوشی ہیں دو ایک منزل طو کی ہو گلچہرہ اسکو تسکین دیتی ہوئی جاتی ہو کہ  
 ایک مقام پر آکر لشکر اترادیکھا سا منے ایک لشکر اتر رہا ہو اور ایک سردار  
 نیلم پوش تلواری کا ندھے پر ٹھلتا پھرتا ہو ہفت جوش نے ہر کار سے بیجے  
 کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہو ہر کار سے گئے اور خبر لیکر آئے کہ نقد روح  
 روان قاسم عالیشان شاہنشاہ ابرج نوجوان ہیں یا قوت جتنی ہمراہ ہو ارادہ  
 ہو کہ جاتے ہی دریا پر بلوہ کرین ہفت جوش نے یہ خبر سنکر معشوقہ سے کہا کہ  
 یہ ہم چشم نور الدہر ہو اگر کو تو ایسے جا کر ملاقات کروں گلچہرہ نے کہا چلو میں



بھی ساتھ چلوں گی ان سے ملاقات کر لینا ضرور ہو جب آگاہ کرو گے کہ میں روح لیکر  
 خدمت نور الدہر میں جاتا ہوں تو وہ خوش ہو جائیں گے بلکہ کچھ لوگ بھی ساتھ  
 کروں گے کہ وہاں تک بخیر و عافیت پہنچ جاؤ گے ہفت جوش نے جموں کی اپنے بائیں  
 ہاتھ پر ڈالی گلیچہرہ بھی ساتھ ہوئی ہمراہ ہفت جوش کے چلی یہاں ایرج نوجوان  
 آکر بیٹھے کہ شاہ پور روڑا ہوا آیا خبر دی کہ اچھا شہر بار مبارک ہو کہ ہفت جوش  
 مالک دریا سے قلمزم ہوا اور روح اسی کے پاس ہو آپ کی خبر شکر آتا ہو یہ اعزاز شکو  
 بٹھائیے اور روح ایسے ایرج نوجوان خوش ہو گئے کہا اویا قوت جتنی دیکھو اب  
 خواجہ زادوں کا کہنا خلافت ٹھہرتا ہو بنے جو کہا تھا کہ دریا سے قلمزم پر چلو وہ ہی  
 مناسب ہوا اب روح مجھ کو ملیگی تم لشکر کو لیکر آنا میں براے طلسم کشائی جاؤنگا  
 مرحلہ جات فتح کرونگا ایک ہفتے میں پٹ آؤنگا مال طلسمی لیکر نکلوں گا پہلے آکر  
 نور الدہر سے ملاقات کروں اور سامنے دادا جان کے مال پیش کروں  
 اور بیان کروں کہ بے کوشش مجھ کو روح پہنچی نور الدہر نے سالہا سال کی  
 مشقت بیکار اٹھائی میں کہتا تھا کہ اس طلسم کا فتاح میں ہوں منازل عجائب  
 و غرائب کا سیاح ہوں اب یہ دن گل رستم کا نام نہ لین یقین ہو کہ نور الدہر گل  
 سے ہاتھ اٹھائیں اور دن گل مجھ کو ملجاے چند سرداروں کو اشارہ کیا کہ جا کر  
 استقبال کر کے ہفت جوش کو لاؤ اور راہ میں ہماری تعریفیں کرنا کہ ایسے  
 جو ہر شناس ہیں نیلیم رنگی و فیلم رنگی دیا قوت جتنی براے استقبال چلے راہ  
 میں ہفت جوش آتا تھا دیکھا اسنے کہ چند سردار واسطے استقبال کے آئے  
 اور بڑے خلق سے ملاقات کی کہا چلیے آپ کو ہمارے آقا نے بلایا ہو ہفت جوش  
 نے کہا میں خدمت طلسم کشا میں جاتا ہوں خبر پائی کہ لشکر ایرج نوجوان کا اُترا  
 ہوا ہو میں نے کہہ کر چلے آئے بھی ملاقات کروں کسی سردار کو میرے ساتھ  
 کر دین کہ بہ حفاظت بعد کو خدمت طلسم کشا میں پہنچا دے بنے کہا اوی ہفت جوش  
 تم دھوکا کھاتے ہو طلسم کہتا ہے میں ہمارے آقا نے کئی ملک فتح کیے چلکر روح



انگورو و عہدہ سپہ سالاری لو مال طلسمی کے متمین متکلم ہو گئے خزانہ طلسمی بھی  
 تمہارے ہی قبضے میں رہیگا ہفت جوش حیران ہو کر طرف گلچہرہ کے دیکھتے  
 لگا گلچہرہ نے کہا صاحبو ہم خوب جانتے ہیں کہ نور الدہر طلسم کشاہین یا قوت  
 جتنی نے کہا کیوں یہود وہ کہتی ہو لوگوں نے خلافت مشہور کیا ہو ہمارے آقا  
 جری و بہادر ہیں زیادہ جاوگر اپنے ہمراہ نہیں لیے زیادہ لشکر اپنے ساتھ  
 رکھنا عیب جانتے ہیں متمین ان باتوں سے کیا کام ہو لوح تو لیتے آئے ہو  
 ہفت جوش کے منہ سے نکلیا میری جھولی میں لوح ہو میں تو براے ملاقات  
 نور الدہر جاتا ہوں میں بخوبی سن چکا کہ وہی طلسم کشاہین اور گلچہرہ سے اشارہ  
 کیا کہ صاحب پلٹ چلو ایسا نہ ہو کہ وہ لوح مانگین لوح سے میری آبرو ہیں  
 لوح نہ دوں گا یہ شکر شا پور نے سرداروں کو اشارہ کیا تم لوگ خاموش ہو  
 میں ابھی لوح لیے لیتا ہوں یہ کہکے شا پور نے جیب سے ایک سیب نکالا  
 اسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا ہفت جوش کو دیا اور دوسرا گلچہرہ کو دیا  
 ان دونوں نے پوچھا او مترو الا گہرا سکو کیا کریں کہا لوح دینے دینے  
 کا تمکو اختیار ہو مگر ورنہ ان صاحبقران کا دستور ہو کہ جب انکے  
 سامنے کوئی ساحر آتا ہو تو پہلے سیب کھا لیتا ہو کہ وہ میں خوشبو رہے بدبو  
 جاتی رہے ایک ٹکڑا ہفت جوش نے کھایا دوسرا ٹکڑا گلچہرہ نے نوش  
 کیا چند قدم چلے تھے کہ رٹ کھڑا کر گرے عورت و مرد دونوں بیوش ہوے  
 شا پور نے لوح جھولی سے نکال لی اور لیکر سمجھا گا ان دونوں کو یہیں پڑا  
 رہنے دیا تھوڑی دیر میں جو ہوا چلی دونوں ہوشیار ہوے ہفت جوش  
 نے گلچہرہ سے کہا کہ لوح صاحب لوح طلسم لے گئے گلچہرہ نے سر پیٹ لیا اور  
 کہا کہ اب نور الدہر کو کیا منہ دکھائیں گے ہفت جوش نے کہا صاحب اب  
 کیا کریں گلچہرہ نے کہا خدمت میں آقا کی چلو آئے بیان کر دیجئے کہ اس طرح  
 پر لوح ہم لیے آتے تھے ایرج نوجوان کی ملاقات کو پہلے آنھوں نے چند



سر دار بر اسے استقبال بھیجے عیار اُٹکا ساتھ تھا اُسے ہمکو سبب کھلا کر بیوش  
 کیا ہم بیوش ہوئے وہ لوح نکال لیگئے رہ انتظام کر لین گئے مگر اب مناظر  
 مناسب نہیں ہفت جوش معشوقہ کو ساتھ لیکر لپٹا یہاں ایرج بیٹھے تھے  
 کہ شا پور خوشی خوشی آیا کہا اور شہر یار میں لوح لے آیا ایرج نے جلدی لوح  
 لیکر گلے میں ڈال لی چاہا کہ پڑھوں لوح کی پیشانی پر یہ تو لکھا ہو کہ لوح طلسم  
 خیال سکندری ہوا گئے کچھ حکم نہیں نکلتا ایرج نے حیران ہو کر کہا کہ اور  
 یا قوت جتنی لوح میں کچھ حکم نہیں نکلتا یا قوت نے کہا اور شہر یار یہ صحر اسے  
 مرجان مشہور ہے اسی صحر میں ایک چشمہ ہے کہ اُسکو چشمہ فیض کہتے ہیں آپ  
 اُس چشمے پر جائیے لوح کو چشمے میں غوطہ دیکھیے حروف ظاہر ہونگے ایرج اُسیدم  
 لوح کو گلے میں ڈال کر تیزی سے اُٹھے جب باہر نکلے تو شا پور عقب میں  
 ادھر ادھر دیکھتا ہوا جاتا ہوا ایرج بہت خوش ہیں طرف چشمہ فیض کے  
 جاتے ہیں ایرج گھوڑے کو مہینہ کر رہے ہیں کہ جلد چشمہ فیض پر پہنچوں  
 اور لوح کو غوطہ دوں تو اسی طرف سے بر اسے فتاحی مرحلہ جات جاؤں  
 تقوڑی دور راستہ طو کیا تھا کہ ایک نخل کی طرف سے رونے کی آواز آئی  
 پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین غرق دریا ہے جو اہر بیٹھی ہوئی رہ رہی  
 ہو و مہدم پکار رہی ہو کہ اور خالق بے نیازہ و اور رب کار ساز اپنی کریمی و رحیمی  
 آرزو میری پوری کر لکھ بطور مسدس

رفیق در و درخ دغم خدا باشد خدا باشد	بوقت بکسی ہمد م خدا باشد خدا باشد
بہر یک راندول محرم خدا باشد خدا باشد	نبا شد کس چو در عالم خدا باشد خدا باشد
ورین دنیا سے دون چیرے کہ باقی از قلماند	
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند	
بنائے قصر این عالم شود زیر و زبر و زور	شود پوشیدہ پستی و بلندی اند نظر و زور
شود و سمار و ریگ لحظہ ہر دیوار و در و زور	کند ہر خانہ دار از خانہ عالم سفر و زور



	درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند	
نباشد صر و مہ و ایم بہ اوج آسمان روشن نہ دور دور ان بود ہر لحظہ ہر نام و نشان روشن		نہیں ہر وقت ماند در شبستان جہان روشن نباشد از گل رنگین ہمیشہ بوستان روشن
	درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند	
بحال بیکسی و عاجزی جان مہید ہر آخر ز اقلیم عدم ہر کس کہ آمد مہید ہر آخر		گرفتار بلا سے مرگ گرو و نیک و بد آخر مسافر زین سرا رخت سفر بیرون برد آخر
	درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند	
<p>یہ آواز سنکر ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون درو رسیدہ ہوا اور کلام سے ظاہر ہوتا ہو کہ خدا پرست ہو کیا بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہو یہ سوچتے ہوئے قریب آئے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہ اونیازنین تو کون ہو کس مصیبت میں مبتلا ہو مجھے بیان کر ہم تیری فکر کرینگے اُس نازنین نے سر اٹھایا ایرج کی نگاہ پڑی ایک نازنین مہ جبین دریا سے جو ابہر میں غوطہ زن حسن و قریب بے صبر و بے شکیب سر اٹھا کر کہا صاحب تم کون ہو کہ جو مجھ درو رسیدہ کا حال پوچھتے ہو ایرج نے اپنا نام نامی بتایا اور سنہ سے تنگ کیا کہ اونیازنین جلد حال اپنا بتاؤ میں کار ضروری کو جاتا ہوں اُس نازنین نے کہا امو شہر یار آپ کس کام کو جاتے ہیں ایرج نے کہا میں چشمہ فیض پر جاتا ہوں لوح کو جا کر غوطہ دون کہ حروف پیدا ہوں اُس نازنین نے اٹھکر بلا میں لہین کہا امو شہر یار آپ نے عجیب شو کا نام لیا میں ابیدوار ہوں کہ فوراً لوح مجھ کو دیکھیے میں آنکھوں سے لگاؤں کہ میری آنکھیں روشن ہوں عجب پریشانی میں ہوں ایک جادوگر نے مجھ پر سحر کر دیا کہ میری آنکھیں بے نور ہو گئیں ایک فقیر نے بتایا تھا کہ لوح</p>		



جب آنکھوں سے مس کر گئی آنکھیں روشن ہو جائیں گی مگر میں حیران تھی کہ لوح طلسمی  
میرے پاس کون لائیگا مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ ایسے جری کے پاس لوح ہو  
وہ آنکھوں سے لگا دیکھے ایرج نے لوح کو گلے سے اتار لیا تھوین اس نازنین  
کے دیا جیسے ہی لوح ہاتھ میں نازنین کے آئی کچھ منٹ سے پڑھ کر ایرج پر سحر کیا  
ایرج اسی مقام پر رہ گئے وہ نازنین لوح لیکر یہ کتنی ہوئی چلی کہ منہ مرجان جادو  
دیکھ یوں لوح لیتے ہیں ایرج نے چاہا دوڑوں قدم نہ اٹھا گھوڑا غرق زمین  
ہو گیا ناچار ہو کر ایرج بہ حسرت دیکھ رہے ہیں اور مرجان جادو نے لوح  
جمولی میں رکھ لی جیسے ہی لوح اسکی جمولی میں ہوئی اب ایرج نے دیکھا کہ  
ایک ساحرہ یہ نام لباس سیاہ پہنے ہوئے طرف صحران کے جاتی ہو ایرج چند  
پہنچتے ہیں مگر وہ کب جواب دیتی ہو تھوڑی دور جا کر پر پرواز پیدا کیے جا کر آسمان  
پر غائب ہوئی ایرج سحر میں پھنسے ہوئے تڑپ رہے ہیں کہ احوال ایرج یہ کیا غیب  
ہوا مفت میں نور الدہر سے شرمندگی ہوئی ہفت جوش جا کر اب کئے گا  
کہ شاہ پور مجھے دھوکے سے لوح لے گیا تو میں کیا جواب دوں گا کہ بھی دعائیں  
مانگتے ہیں کہ پروردگار اس آفت سے نجات دے یہ دعا مانگ رہے ہیں  
کہ شاہ پور آکر پہونچا اُسے حال پوچھا ایرج نے کہا اے برادر غضب ہوا کہ لوح  
مرجان جادو آکر لیگئی مجھ کو سحر میں پھنسا گئی ملک بینا سے سر جوش اور بلقیس  
کو جا کر لاؤ کہ وہ سحر اتارین میں چل کر لوح کی تدبیر کروں میں حیران تھا کہ کیوں  
نہیں پڑھی جاتی مگر اے برادر لوح پھر مجھ ہی کو پہونچگی اکثر افتاد پڑ جاتی ہو لیکن  
انشاء اللہ لوح ہر پھر کے میرے پاس آئیگی شاہ پور نے لشکر میں آکر بینا اور  
بلقیس زعفران پوش سے سب حال بیان کیا سنتے ہی دونوں جادو گرنیاں  
دوڑیں آکر ایرج پر سے سحر اتار لیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر چلین راہ میں  
دونوں جادو گرنیاں حال پوچھنے لگیں کہ اے شہر یار یہ کیا معرکہ ہوا ایرج نے  
جھٹاکر جواب دیا اب اسکا حال نہ پوچھو جادو گرنیاں خاموش ہو رہیں اور



آپس میں کتنی ہیں کہ آقا کو بڑی شرمندگی ہو لوح کھو کر آئے اب نور الدہر سے  
کیسا حجاب ہو گا مگر ہفت جوش و گلچہرہ منزلین طو کر کے قریب لشکر نور الدہر کے  
پونچے تو گلچہرہ نے ہفت جوش کو ٹھہرایا ایک عرضی یون لکھی کہ جسکا مضمون  
یہ تھا کہ اوارسطو سے ثانی میں ہفت جوش کو سمجھا کر لائی ہوں ساحر آبرودا  
ہو دریا میں رہتا تھا اندازہ اعزاز پیش آنا اور لوح پر آفتا و پڑی لوح عیار ایچ  
نوجوان نے لیلی ہفت جوش بہت شرمندہ ہو آپ کو مناسب ہو کہ اُسکی آبرو  
کیجیے ہم لوگ لوح کا پتہ لگائیگی لوح اُسے پڑھی نہ جائیگی یہ قید لکھی ہوئی ہو کہ  
طلسم کشادہ شخص ہو کہ سلاح طلسمی زیب جسم ہو اور تیغ طلسمی سے کام کرتا ہو  
لوح محفوظ زیب گلو ہو تب لوح پڑھی جائیگی لوح وغیرہ کا سب حال مفصل لکھا  
وہ عرضی ایک طائر کو دی طائر اُڑتا ہوا چلا یہاں وہ وقت ہو کہ دربار شاہزادہ  
نور الدہر جمع ہو سب ساحران نامی و پہلو انان گرامی حاضر و بارہین کہ وہی  
طائر عرضی گردن میں بندھی ہوئی آکر شانے پر ارسطو کے بیٹھا زمرہ سرانی  
کرنے لگا کہ اُس زمرہ سے یہ آواز آتی تھی طلسم

<p>کشتہ اک عالم ہو چشم لعبت خود کام کا او تپ غم گور میں لیچل جوانی میں مجھے تختہ میت فراق یار میں معراج ہو بادشاہی ہو گدائی کو چہ دلدار کی خاتم دست سلیمان قدر کیا کہتی ہو بیان ہست عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی ہو سیہ مستی میں اپنی عالم دیوانگی سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہو شکست یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ</p>	<p>استخوانون میں مزا پاتے ہیں سگ با دم کا روپہر ہو موسم گرما میں وقت آرام کا وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا زیر پا ہر اک قدم ہو بیان محل آرام کا لوح محفوظ اک نگینہ ہو ہمارے نام کا گر ہو اسبرہ بھی میں تو سبرہ پشت بام کا حلقہ چشم پر ہی خط ہو ہمارے جام کا ٹوٹا ہی پختہ ہو انجام خشت خام کا حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا</p>
<p>زمرہ سرانی کر کے طائر نے طرف گردن کے اشارہ کیا ارسطو نے دیکھا کہ</p>	



نامہ گردن میں بندھا ہوا نامہ کھول لیا اب جو نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر نور الدہر سے سب حال بیان کیا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور لوح اُن سے لیتا ہوں آج ایرج سے خوب تلو اور چلیگی سرور ہمارے پاس آتا تھا اُس سے کیوں تعرض کیا ارسطو نے عرض کی حضور ابھی غصہ نہ کریں غلام پہلے استقبال کر کے ہفت جوش کو لے آئے اُس سے مفصل حال دریافت کر لیں پھر حضور کو اختیار ہو نور الدہر نے اشارہ کیا ارسطو چند شانہراویان برائے استقبال ہفت جوش گئیں اور ہفت جوش کو بڑے عظم و شان سے لائیں نور الدہر کا جاہ و جلال دیکھ کر ہفت جوش رنگ ہو گیا کیسی کیسی شانہراویان بیٹھی ہیں نجم اختر شناس کرسی پر سکندر ثانی ایسا بادشاہ تخت پر جمشید زرین ترکش و نگل وزارت پر ناچ ہو رہا ہو اور محفل عیش و جمیش آراستہ ہو ہفت جوش نے آکر قدموں کو بوسہ دیا سکندر کو سلام کیا گلچہرہ قریب ارسطو کے آکر بیٹھی سب حال بیان کرنے لگی کہ شہریار نے جو یہ امر سنا کہ لشکر ایرج نوجوان اُترا ہوا ہو ہم کو اشتیاق ہوا کہ اُسے ملاقات کریں اُنہوں نے عیار کو برائے استقبال بھیجا عیار نے سیب کھلا کر ہم کو بیوش کیا لوح نکال کر لیگیا ہم نے لوح کو مثل جان کے رکھا تھا مگر مجبور ہیں کہ ہم کو بیوش کر دیا پہلے سمجھایا تھا ہم نے یہی جواب دیا کہ لوح طلسم کشا کو دیکھو مگر اوی شہریار وہ لوح پڑھی نہ جائیگی جو قیدیوں لگی ہیں وہ اشیاء آپ کے پاس ہیں مجبور ہیں گے نجم اختر شناس نے انگلیوں پر شمار کیا کہا پیچھے مرجان لوح اُن سے لیگئی راہ میں ایک نازنین بنکر بیٹھی ایرج کو خوب دھوکا دیا کہ لوح لیلی ایرج خود نگین ہیں آپ اگر جائیں گے ناحق کو تکرار ہوگی اگر تلو اور چلی تو دشمنوں کے لیے بھی باعث خرابی ہو نور الدہر نے قصد ملتوی کیا اب ہفت جوش حیران ہو رہا ہو جی میں کہتا ہوں کہ اگر میں لوح لا کر دیتا تو کیا اعزاز و اکرام ہوتا خالی آنے پر تو یہ خاطر ہو کہ قریب اپنے جگہ دی شہر نگاہ اپنے مقام



سے اٹھایا یہ کہہ کر غلام جا کر لوح لاتا ہر ہفت جوش نے کہا میں بھی ساتھ چلوں گا  
 شبیرنگ باہنہ سے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مرجان جاو و میں چلا اور  
 ہفت جوش آسمان پر اڑتا ہوا شبیرنگ کو دیکھتا ہوا جاتا ہر شبیرنگ ایک  
 صحرا میں آکر ٹھہرا دیکھا ایک جاو و گر بھاگا ہوا جاتا ہر شبیرنگ نے ساحر بکر اسکو  
 آواز دی کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر قریب شبیرنگ کے آیا  
 شبیرنگ نے کہا اے بھائی یہ دھوپ پڑ رہی ہے ابھی ایک جاو و گر کو لو لگ چکی  
 ہے اسکو اٹھا کر لوگ لیگے خوف ہو کہ تمکو بھی ٹونہ لگجائے دم بھر بیان ٹھہر و سنا  
 میں آرام کرو بعد تھوڑی دیر کے جانا دو پہر ذرا ڈھلجائے ساحر نے کہا بھائی  
 نوکری بڑی چیز ہو ملک مرجان جاو و نے لوح لی ہے اور عرضی بہ خدمت خداوند  
 لکھی ہے بھکو حکم ہو کہ جلد نامہ خدمت خداوند میں پہونچاؤ اسوجہ سے وڑا ہوا  
 جاتا ہوں شبیرنگ نے کہا پانی پیو ذرا تسکین رہے ساحر نے پانی پیاتے ہی  
 بیوش ہوا شبیرنگ نے ساحر کی ٹانگ پکڑ کے درہ کوہ میں ڈال دیا اور نامہ  
 اسکی جمولی سے نکال لیا پشت پر جواب طرف سے بقراط کے لکھا کہ اے ملک  
 عالم تھنے بڑا کار نمایان کیا ہماری طبیعت تم سے بہت خوش ہوئی مگر ابھی لوح کو  
 اپنے پاس رکھو قدرت خود و تشریف لاؤنگے لیکن اس ساحر تمھارے قاصد  
 کو ایک سحر بتا دیا ہو وہ سحر تم کو دینا باغ تمھارا غنی ہو جائیگا یہ جواب لکھا کہ  
 شبیرنگ اسی ساحر کی شکل بنا اور نامہ لیکر چلا مگر ہفت جوش نے آسمان سے  
 دیکھا کہ شبیرنگ نے ایک ساحر کو بیوش کر کے درہ کوہ میں ڈال دیا اور آپ  
 اسی کی شکل بکر چلا پتہ تو قصر مرجان کا نام ہے پر مرقوم تھا اسی پتے کو دیکھتا ہوا  
 راہ کو طو کرتا ہوا چلا جاتا ہر تعاقب میں ہفت جوش دیکھتا ہوا چلا آتا ہو کہ  
 دیکھا شبیرنگ راہ کو طو کر کے قریب قصر مرجان پہونچا لیکن دروازے پر  
 آکے بلا تکلف اندرون قصر چلا نگہبانوں نے کہا کیوں اے نامہ دار و بار  
 خداوند میں کیا چرچا ہے شبیرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ حقیقت میں قدرت



آنا وہ جنگ ہیں وہ فوجیں جمع ہیں کہ لشکر طلسم کشا بھاگتا پھرے گا وہ ساحر  
 قدرت نے جمع کیے ہیں کہ ایک ایک بلا سے روزگار ہو جب وہ سحر کریں گے  
 پہلے سب سے سکندر کو گرفتار کر لیں گے سب سے ہنس ہنس کے باتیں  
 کرتا ہوا سامنے مرجان کے پہونچا مرجان تخت پر بیٹھی تھی حاکم اول تخت  
 کو بوسہ دیا نامہ نکال کر ہاتھ میں دیدیا مرجان پڑھ کر بہت خوش ہوئی کہا لو  
 صاحبو اب خداوند آدینگے قدرت کے آنے سے بڑی برکت ہوگی اور تو  
 شمیم جاوہر قدرت حال لوح سنکر بہت خوش ہوئے ہوئے شہزنگ نے  
 جواب دیا اے ملکہ عالم آپ کی بڑی تعریفیں ہو رہی ہیں سب ساحر کہتے ہیں کہ  
 مرجان نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا مرجان  
 نے بڑا کار نمایاں کیا ہفت جوش بڑا ملک حرام ہو کہ خدمت طلسم کشا میں جا  
 حاضر ہوا ہم اول اسیکو گرفتار کرینگے سامنے قدرت کے سنا دینگے اب میان  
 ہفت جوش کی تدبیر ہو رہی ہے مرجان جاوہر نے کہا اے شمیم وہ صندوق  
 تو اٹھا لاؤ جس میں تصویریں ہیں وہاں بہت سے صندوقچے ہیں خوب سمجھ کر لانا یہ سنکر  
 شہزنگ دوڑا ہوا گیا ایک صندوقچہ اٹھا لایا جیسے ہی دوسرا صندوقچہ لاکر  
 دیدیا مرجان جاوہر کھٹکی کہ شمیم واقف کار ہے کیا باعث ہوا کہ دوسرا صندوقچہ  
 اٹھا لایا ہے اے مرجان کہیں یہ قول خداوند کہ مسلمانوں کی جہان کوئی شوائبی اور  
 عیاروں کا تانتا لگ جاتا ہے کوئی عیار نہ ہو یہ خیال کر کے دوسری کنیز سے  
 کہے وہ صندوقچہ منگوایا جتنے ملازم اسکے پاس ہیں سب کی تصویریں کھینچ کر  
 ہیں شمیم کی تصویر نہ لی ایک گوشے میں دیکھا تصویر پڑی ہو مگر صورت بدلی  
 ہوئی مرجان نے انکو ٹھنی اتار کر پینکی شمیم سے کہا اٹھا لاجیسے ہی شہزنگ نے  
 دوڑ کر انکو ٹھنی اٹھا لی انکو ٹھنی سے شعاع چمکا ہاتھ میں زنجیر آہنی لپیٹ گئی پانوں  
 زمین نے تمام لیے اب تو مرجان نے اشارہ کیا ایک برق چمک کر گری کہ  
 وہ مجھ پر پڑی رنگ روغن عیاری کا چہرے سے اڑ گیا مرجان نے پکار کر



آواز دی اونا لائق مین نے پہچانا کیڑون نے شہزنگ کی مشکبیں باندھیں اتوں  
مرجان نے کہا اسکے قتل کرو ایک حبشن خنجر کھینچ کر سر پر آئی گردن پر کولے کا  
خط کھینچا پکار کر آواز دی اونا ملک عالم یہ عیار لشکر اسلام ہو ذرا حکم قتل اسکا جو  
کے دیکھے گھا شہزنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا بلک کے وعائین مانگنے لگا کہ اوقاق  
بے نیاز و اور بکار ساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ببین بدیدہ باطن کہ در نظر ہمہ اوست حجاب دور کن و پردہ دولی بردار صدائے قمری و غوغائے بلبلان چمن چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری بہر دیار و بہر شہر و کو چہ دُبا زار	چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست کہ نار و نور و بد و نیک و غیر و شر ہمہ اوست درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست چہ اہل جہل چہ نادان چہ پخیر ہمہ اوست چہ مور و مار چہ دام و دود و بشر ہمہ اوست بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست
---	---

جلاؤن سر پر کھڑی ہو چاہتی ہو ہاتھ مارے مرجان تاکید کر رہی ہو کہ دیر کیوں  
کرتی ہو ہاتھ مار دے خبردار ایک ہی ہاتھ مین سرکٹ جاے حبشن ہر مرتبہ  
قصہ کرتی ہو شہزنگ کہتا ہوا حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا بھکو ہاتھ مار گئے گی  
تو تیرا سرکٹ جائیگا حبشن رگ جاتی ہو جی مین کہتی ہو یہ عیار ہو شاید کوئی تیر  
ایسی کر رکھی ہو کہ مین اسکو ہاتھ ماروں اور خنجر بھیر پڑے تو سرکٹ جاے  
مرجان آواز دیتی ہو ارمی کیوں ڈرتی ہو عیار ہو تجھکو ڈراتا ہو قصائے کار  
ہفت جوش کہ نقاب مین شہزنگ کے چلا آتا تھا آسمان پر آکر چپکا دیکھا  
کہ شہزنگ زیر تیغ بیٹھا ہوا اور حبشن قتل کیا چاہتی ہو بیقرار ہو گیا جی مین کہتا  
ہو کیا بلا کے عیار مین کہ فوراً اسکے سامنے پہنچ گیا مگر اسنے سحر مین گرفتار کر لیا  
سوچ رہا ہو کہ کیا کروں آخر سوچا کہ کڑک کر گردن حبشن کی دو ٹکڑے کروں  
اور شہزنگ کو لے بھاگوں جیسے ہی حبشن نے چاہا کہ ہاتھ ماروں ہفت جوش  
کڑک کر گردن حبشن کے دو ٹکڑے کیے اور شہزنگ کی کمر مین پنجہ دیا جلد ہی مین



لے اڑا اپنے نام کا نفرہ کیا کہ او مر جان منم ہفت جوش جادو مر جان یہ  
عجائب و غرائب دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی اور للکار کر آواز دی کہ اونٹنکرام  
ہفت جوش کیوں تیری شامتین آئی ہیں قدرت سے باغی ہوا طلسم کشا  
سے جالامین تجھ کو کیا جانے دونگی صبح کا وقت ہی ہفت جوش بھاگا ہوا جاتا  
ہو شیرنگ کو پنجے میں دباے ہوے لشکر طلسم کشا پر پہونچا ہو کہ مر جان جادو  
نے آکر نیچے مارا ہفت جوش نے پٹ کر اُت کی کہ سر پر ایک سپر تھرا لی  
وہ سپر کٹی مگر ہفت جوش بچا ہفت جوش کے ایک ہاتھ میں شیرنگ ہو مگر  
دوسرے ہاتھ سے سحر کیا کہ مر جان پر پانی برسے لگا ہفت جوش کے سحر  
سے مر جان اپنے کو بچاتی ہو دونوں میں سحر ہو رہے ہیں ہفت جوش اپنے  
کو بچاتا ہو مگر خوف یہ ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی تلوار شیرنگ پر پڑ جاے یہاں تو  
سحر ہو رہے ہیں وہاں نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے  
کہ منہیں معلوم شیرنگ پر کیا گزری کہ کچھ لوگ دوڑے ہوئے آئے کہا او  
شہریار باہر چل کر ملاحظہ فرمائیے ہفت جوش جادو شیرنگ کو اٹھا کر لایا  
ہو اور ایک ساحرہ سے سحر چل رہا ہو نور الدہر کمان کیا فی لیکر اٹھے باہر  
آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ نیچے کھینچے ہوئے ہفت جوش پر گری ہو جسم  
شیرنگ کا راوہ کرتی ہو تو ہفت جوش آواز دیتا ہو کہ او بیچیا خبردار سپر  
ہاتھ نہ مارنا مر جان کہتی ہو کہ تجھ کو اور اسکودونوں کو قتل کر دوں گی تو میرے  
قتیدی کو کہیں بجا سکتا ہو نور الدہر نے ترکش سے تیر نکالا اب جو باہر نکلے  
بحم و ارسطو وغیرہ بھی باہر نکل آئے سکندر ثانی کو خبر پہونچی یہ بھی تاج  
پہنے ہوئے باہر آیا سکندر ثانی نے منع کیا کہ او شہریار آپ تامل فرمائیے  
تیر نہ مارے میں اس ملعونہ کو ابھی مارے لیتا ہوں مگر نور الدہر تیر بحر  
کمان میں پیوست کر چکے تھے تاک کہ مر جان تو ہٹ گئی وہ تیر سینے  
پر ہفت جوش کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا لاشہ ہفت جوش اور



شیرنگ بن عمرو طرقت زمین کے چلے نور الدہر کو بڑا قلق ہوا مرجان نے  
چاہا کہ میں نکلیجاؤں دم بھر میں اسے دیکھا کہ مربع نشین وہاں سے مرصع پوش وغیرہ  
چالیں جاوے گرنیاں و بجھ واسطو سے ثانی وغیرہ نکل آئے سکندر کھڑا ہوا ہو  
لکار رہا ہو کہ او مرجان کیوں شامت آئی ہو مگر مرجان کڑک کر چلی سکندر نے  
آواز دی اے ولفریب لینا مرجان چاہتی ہو کہ نکلیجاؤں پہلو سے آواز آئی کہ  
ہوا ٹھہر جاؤ خبردار آگے نہ بڑھنا نظر

اک جا کہین میں مثل ریگ روان نہ ٹھہرا  
اللہ رمی جذب الفت یوسف کو چاہ بیچ  
اور زلف یا رتیری تعریف کیا کروں میں  
پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے  
تیرنگ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے  
اور چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی  
برباد کر نہ ناحق اے باد صرا سکو  
غزلت گزینی کا جو میں نے کیا ارادہ  
پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل  
سیری ہی خاک پر کی سجد زوری اُسے آتش

گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا  
باہر نکالتے ہی پھر کماروان نہ ٹھہرا  
قیمت میں مشک و عنبر تجھے گران نہ ٹھہرا  
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا  
تو صید گاہ میں اے ابرو کمان نہ ٹھہرا  
خوش تیرے گھر میں دو دن اک یہاں ٹھہرا  
بلبل کا آشیانہ برگ نخران نہ ٹھہرا  
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا  
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا  
پہرون سمند قاتل ورنہ کہاں نہ ٹھہرا

اُس نازنین نے اس طرح یہ اشعار گائے کہ مرجان جاوے گھبراہٹ اُس نازنین نے  
سامنے آکر آنکھوں کو گردش دی آنکھوں پر مرجان کی جو نگاہ پڑی قلب الٹ گیا  
بال نوچنے لگی اُس نازنین نے کہا شہریار کے سامنے چل کہ تجھ کو شہنشاہ طلسم  
خیال سکندری بلاتے ہیں یہ کہے کہ مرجان کا ہاتھ تھامنا سامنے سکندر کے لیکر  
آئی عرض کی حضور یہ سکارہ حاضر ہو سکندر نے کہا اے مرجان مقام افسوس ہو  
کہ تیرے بزرگوں نے ہمارا نمک کھایا اور اسی سرکار سے پرورش ہوئے مگر  
تو نے کچھ خیال نہ کیا بقراط سے ایسی ملی کہ جان و مال غریزہ کیا بتا کہ روح طلسمی



کہاں ہو کہا حضور میرے پاس ہو میں تو خاص اسبوا سٹے آتی تھی کہ لوح جا کر اپنے  
 بادشاہ قدیم کو درون ہفت جوش نے مجھ کو روکا سکندر نے کہا سامنے دیکھ  
 طلسم کشا کھڑے ہیں لوح آنکو نذر دے مرجان نے لوح جھولی سے نکالی  
 نور الدہر کو یہ طور نذر دی نور الدہر نے لوح اٹھا کر گلے میں پہنی سکندر نے  
 کہا کہ او مرجان یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لے مرجان تو حکم سکندر میں تھی نیچے  
 گلے پر رکھا سکندر نے کہا اب دیر نہ کر اسکو کیمنج لے مرجان نے نیچے کھینچا گردن  
 کٹی تشہ لگا رہ گیا لڑکھڑاکے گری طائر روح قفس جہنم میں گیا آواز آئی کشتی مرا  
 نام سن مرجان جاو و بو و نگر لاشہ ہفت جوش نور الدہر نے بڑے اعزاز  
 سے اٹھوایا خود تاپہ شہر خوشنشان گئے سب سرداروں نے کاندھا دیا مگر  
 فرماتے تھے کہ والدہ مارے جاتا ہفت جوش کا بھیر بہت شاق ہوا مگر  
 ارسطو سے ثانی بعد دفن ہفت جوش کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ  
 او شہر یار غلام امید وار ہو کہ گلچہرہ مجھ کو عطا ہو نور الدہر نے کہا بعد فتح طلسم  
 خیال سکندر می انشاء اللہ شادیاں ہونگی اُس وقت ستھارا ابھی کہنا کیا جائیگا  
 مجھ کو ستھارے عشق کا حال معلوم ہو انشاء اللہ تعالیٰ خدا وقت خوشی بھی دکھائیگا  
 یہ فرما کر گلچہرہ سے فرمایا کہ او گلچہرہ بہ خدا ہم نہ چاہتے تھے کہ ہفت جوش مارا  
 جائے مارے جانا ہفت جوش کا ہیر شاق ہوا مگر جتنے تمکو مرتبہ کو تو والی لشکر  
 دیا گلچہرہ نے جبک بر سلام کیا نور الدہر نے گلچہرہ کو خلعت دیا اول خلعت  
 ماتم پر۔ بعد اسکے خلعت عمدہ بہت بھاری دیا سرداروں کو بڑا خیال ہوا کہ  
 گلچہرہ بہت سرفراز ہوئی ارسطو نے کہا صاحب صاف صاف تو یہ ہو کہ وہی  
 ہفت جوش کو لگا کر لائی تھی نور الدہر نے جو لوح پائی سردار ان لشکر  
 نذرین لیکر آئے نور الدہر نے کہا او برا دران جب خدا فضل کریگا اور ہم  
 طلسم توڑ کر آدینگے تب نذرین دینا اب تو مصائب اعلیٰ کا سامنا ہو مرحلہ جات پر  
 جانا ساحران مرحلہ سے مقابلہ ہونا یقین ہو کہ وہ لوگ بڑے بڑے مکر کریں



شب کو صحبت عیش و حبش آراستہ ہوئی نور الدہر نے شبرنگ سے اشارہ کیا  
کہ آج صحبت آخر ہو کل ہم طرف مرحلہ جات کے جاؤ گے کچھ گانا سنتا چاہتے ہیں یہ  
شکر شبرنگ خوشی خوشی سامنے آکر بیٹھا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بعد  
غزہ و ناز گانے لگانا نظر

<p>مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہی مقام انسوس کا دل نہیں لگتا کسی صورت تڑے مانوس کا سر میں سو دالے چلے ہیں یار کے پاؤں کا کرنے لگتا ہوں اپنا ذکر یا قدوس کا اپنی آنکھوں پر قدم پڑتا ہوں اس طاؤں کا پر وہ ہوا و شمع رو پر وہ تری فانوس کا عید ہی جبر و زچشکا ہوا ہوا محبوبس کا سینہ کو بی مین ہمارے غلغلہ ہو کوس کا چاہتا ہوں دل کرے حاصل شرف پاؤں کا صورت انکی ہو سنی کی دل مگر کنجوس کا پر وہ گھلجاتا ہوا آتش زاپہ سالوس کا</p>	<p>دوستان لازم ہو ماتم ٹکومچہ مایوس کا خار آنکھوں میں گل باغ جہانکے تجھ بغیر مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ پاکد امن کا ترے جدم گذرتا ہوا خیال عالم مستی میں چلتا ہوا جو تیری چال یار چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہو ہر طرف آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہو خوشی ایک شاہ حسن کی فرقت میں دل تیاہ ہو ٹھونڈ مٹی میں آنکھیں اُس محبوب کا نقش قدم بوسہ جب مانگوں تو شمع کو پھیر لیتے ہیں بیت موسم گل کی ہوا کرتی ہو تکلیف شراب</p>
--	--

اس رنگ میں شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ تمام سردار رو رہے ہیں کوئی  
سرنگون بیٹھا ہو کوئی یا د معشوق کر رہا ہو کوئی ٹھنڈھی سالنہیں بھر رہا ہو لیکن  
نور الدہر نے یہ فرمایا کہ کل ہم بعد نماز صبح لوح دیکھیں گے جو حکم دے وہ بجا  
لائین شبرنگ نے عرض کی غلام ضرور ساتھ رہیگا نور الدہر نے کہا یہ ناگن  
ہو جو لوح حکم دیگی وہ کیا جائیگا مگر ہمیشہ لوح میں حکم ہی دیکھا کہ طلسم کشا کے  
ساتھ کوئی نہ ہو طلسم کشا اکیلا طلسم کشائی کرے سکندر ثانی نے کہا اوشہ پار  
میں جانتا ہوں کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو مگر مرحلہ جات پر نامے پہونچکے  
جس زمانے سے حضور آئے ہیں مرحلہ جات والے بلائے گئے تھے ان سے



تاکید ہوئی انھوں نے جماؤ کر لیے اس قدر جماؤ ہونگے اور حضور کے پہونچتے ہی انکو معلوم ہو جائیگا وہ فوجین لیکر آویں گے کہ حضور کو قدم جمانا مشکل ہوگا لوح نہ دیکھنے دینگے غلام مخفی ساتھ رہیگا ایسے مقام پر آکر شریک ہوں کہ جب حضور کو سب سنا گھیریں تو میں وقت پر پہونچ جاؤں مجمع متفرق کروں جب خاص مقام پر پہونچے تو الگ ہو جاؤں راہ بتاؤں مقام پر پہونچاؤں ہدایت کروں حاکم مرحلہ کو ماروں یا گھیر کر آپ کے سامنے کروں اب سب سرداروں نے اس بات پر صلاح دی کہ حضور انکا جانا واجب و لازم ہو یہ بادشاہ سابق ہیں انکے نام سے ارباب مرحلہ تنخیر ہونگے مرحلہ جات پر بہ آسانی رسائی ہوگی نور الدہر نے ان سب صلاحوں کو قبول کیا دو پہر رات گئے دربار برخواست کیا مگر یہ حکم دیا کہ ہم بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کریں گے لشکر میں جا بجایا یہی چرچا ہو کہ کل آقا سے نامدار ضرور مرحلہ جات پر جائیں گے معشوقان پر بچہ سب بیقرار اپنے اپنے مقام پر کہہ رہی ہیں اور وعائین کر رہی ہیں کہ خداوند انجام بخیر کیجیو آقا سے نامدار کا یکہ و تنہا جانا تو رحم کریگا تو سب آسان ہوگا نظم

منقل شد از گلستان چون مکان عندلیب شد بہار آخر شد آخر شور بلبل و رحمن خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن گل نمیدار و نہ سوز باطن بلبل خسب از گہر پیکر و دامن گل اندر بوستان	برزبان ہامند باقی داستان عندلیب موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب مسکن زراغ و زغن شد آشیان عندلیب گرچہ تا گردون رود شور فغان عندلیب مثل شبنم دیدہ گوہر فشان عندلیب
--	--

سب شانہراویان وعائین مانگ رہی ہیں اہل لشکر کو انتشار ہو ہر خرد و کلان بیقرار ہو کہ صبح کو شانہراوہ ہر اسے طلسم کشائی جائیگا دیکھیں ہم لوگوں پر کیا گزیرے اس انتظار میں سارے لشکر ہو مگر ہمارے مرصع پوش اپنے خیمے میں روکر کنیزوں سے بیان کر رہی ہو نظم

میری محفل میں نہ لانا کبھی زہنہار چراغ	داغ دل سے مرے روشن ہویمان یار چراغ
--	------------------------------------



کیا مگر ہو ترے رخسار سے یہ شرمندہ ہاتھ آئیگا نہ مجھسا کوئی دلسوز تجھے وصل کی شب بین جو چہرے اٹھائی تھی لقا ذکر گیسو سے معبر کا شفا کرتا ہوں	دیکھ کر تجھکو جو بڑھ جاتا ہر بار چراغ لیکے ڈھونڈ میگا جو سو مرتبہ اویار چراغ شعلہ رخ سے ترے ہو گیا بیچار چراغ جل کے ہو جاتا ہو ٹھنڈا ہر بار چراغ
--	---

الشکر کا یہ حال ہو نور الدہر کر وین لے رہے ہیں نیند مہین آتی دل کو انتشار ہو کہ  
دیکھیے مرحلہ جات پر کیا گزرے جسکا طلسم ظاہر ایسا تھا اسکا طلسم باطن کیسا ہو گا  
خدا انجام بخیر کرے نور الدہر اس خیال میں ہیں صبح کو لوح ملاحظہ ہو گی وقت پر  
یہ حال تحریر کیا جاے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام  
پہونچنا امیر کا بہ مدد ساحر کے قریب نور الدہر و پہونچنا بادشاہ اسلام  
کا قید ہو کر مرحلون پر و باقی حالات متعلقہ داستان ساتی نامہ مصنف

بدہ ساقیا جام آتش نشان بدہ ساقیا جلد مارا جواب کہ من شوق دیدارم بہ دل من آشفته تارے موئے توام چو بشتید ساتی من حال من بہمن گفت اے عاشق و لنوار کہ سوز فراق ت بہمن دادہ رنج فریدون و ضحاک گشتند خاک سکندر چو بشتید این حال زار ہر شہر ہا کردہ در زیر حکم	کنم داستان مرصع بیان کہ بیتاب ساز و مرا اضطراب شد و جسم من در غمت مفصل کہ مشتاق دیدار وے توام شدہ مست و مخمور و نیال من سیا کنم جام و صباے ناز بہ چو بلبل بو صفت شدہ منغمہ خج ز تیغ اجل گشت دارا ہلاک شدہ بہر تیغ عالم نزار بفرید اطرافہا شیر حکم
--	--



حکومت جلالت چو مشہور شد بسمت زمان گشت ہر باداو سکندر شد چون چراغ سحر منان شد تہ خاک آن ارجمند ہمہ عاشقان شگفتہ مزاج کہ نہیں ہنرمند آشفٹہ حال چرا ساقی مہروش غم کنی بدہ یک و دو جام شراب کن قمر داستان مرصع بیار	بزیر آندہ ہر کہ مغرور شد کے نار سیدہ ہر باداو درون لحد رفت شوریدہ سر مگر نام نیکویش گشتہ بلند بمروند پڑ حسرت و لاعلاج ہمہ عمر محروم ماند از وصال کہ این صحبت عیش بر ہم کنی کہ روشن شود از جالش سخن چہ حاصل ترا ہم ازین گیر و دار
---	--

چہرہ مرحلہ پیا بیان دشت کربت و غربت و طو کنندگان مسافت رنج و مصیبت  
اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف کجا ہست آن  
شیخ نیرم قمر کہ روشن شود از جالش سحر ہمہ نویسم یکے قصہ و فریب ہمہ بگیرم ز عشاق  
صبر و شکیب ہمہ قہنائے کار ز زلالت ثانی سلیمان کہ صحراے مراوین فروکش  
تھے کہ ایک تاجر اگر پہونچا امیر نے اسکا کچھ مال خرید اعلیٰ و زرقعت کے انعام  
و اکرام بھی دیا اس تاجر نے شکریہ صا حقران کا دیا اور کہا حضور ایسا سخی  
و قدردان میری نگاہ سے نہیں گذرا مگر البتہ جس جگہ سے میں آتا ہوں حضور  
کے مثل ایک شخص حسین و جمیل غریبا کا کفیل خدا انکو منظر و منصور کرے اسبطح  
آنہوں نے بھی مجھ پر سرفرازی فرمائی تھی صا حقران نے فرمایا انکا نام کیا ہے تاجر  
نے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان نام ہو براے فتاحی مرحلہ جات گئے ہیں اور  
روح بھی انکو دستیاب ہو گئی انکے کل سردار آنا وہ تھے کہ ہم ساتھ نہ چھوڑینگے  
مگر وہ جری و بہادر بجر جرات کا بے بہا و ر سب کو منع کرتا تھا کہ میرے ساتھ  
کوئی نہ آئے میں اکیلا ہی جاؤنگا صا حقران نے تاجر کو رخصت کیا خواجہ سے  
فرمایا کہ تمہنے سنا نور الدہر براے فتح مرحلہ جات گئے فیض و سخا نے انکی تمام



عالم میں ہنگامہ ڈال دیا جو خواجہ نے کہا حضور مرحلہ جات پر نہ پہنچیں گے ایرج  
نوجوان نے اس قدر کدو کاوش کی مگر انجام کیا ہوا آخر ایک طرف پڑے ہوئے  
ہیں بھگو خوت ہو کر ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر اگر گرفتار کر لے اور وہ بھی مرحلہ جات پر  
پہنچ نہ سکیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اب کوچ کرو یہاں صحرا سے مراد  
میں کئی مہینے گزرے لیکن کوئی مقابلے کو نہیں آیا خواجہ بولے آج تو دن چڑھ گیا  
کل کوچ کیجیے گا یہ ککے صاحبقران باہر نکلے صحرا پر نگاہ ڈالی دیکھا کوس بھر آگے  
بڑھ کر صدا آہو چرا کر رہے ہیں صاحبقران نے فرمایا اے مستقبل مرکب لاؤ دیکھو  
کیا عمدہ شکار ہو میں ابھی پلٹ کر آتا ہوں مقبل نے گھوڑا حاضر کیا امیر پشت  
اشقر پر سوار ہوئے واسطے شکار کے صحرائین آئے تیر اندازی کرنے لگے  
خواجہ نے جو خبر سنی کہ صاحبقران برائے شکار گئے خود بھی آکر موجود ہوئے  
دیکھا صاحبقران نے کئی ہرن شکار کیے ہیں وہ آہو زمین پر پڑے تڑپ رہے  
ہیں خواجہ نے انکو بہ قربانی پہنچایا عمر و تو گوشت صاف کرنے لگا مگر امیر نے  
سامنے دیکھا کہ ایک آہو وحشی نہایت چست و چالاک ہو چند مادہ آہوان  
وحشی اس مقام پر چرا کر رہی ہیں وہ آہوے نہ بصد ہنراں سب پر مستی کر رہا  
ہو جب کسی مادہ آہو پر جا پڑتا ہو وہ چو کڑی بھر کر بھاگ جاتی ہو نزدیکی پر چھٹتا ہو کہ  
نے جو یہ معرکہ دیکھا اس آہو پر گھوڑا بڑھایا ماوا میں ایک جانب بھاگ گئیں  
مگر وہ نہ سامنے بھاگا صاحبقران نے اسکا پیچھا کیا آہو بھاگتا ہوا کئی کوس  
نکل گیا وہاں پر آکر چو کڑی بھولا نذر اڑ کا نوا کہ صاحبقران نے تیر مارا آہو گرا  
کہ صحرا سے آواز آئی اے نوجوان غضب کیا کہ میرے آہو کو مارا صاحبقران زمان  
نافل ہیں اسم اعظم و روزبان نہیں ہو گھوڑے سے کودے آہو کو ذبح کرنے  
لگے کہ ایک لکڑا بر آسمان پر آیا کڑک کر گر صاحبقران کی آنکھ بند ہو گئی لیکن  
خواجہ نے جو پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران تعاقب میں آہو کے گئے بیقرار  
ہو کر دوڑے صحرائین آکر دیکھا کہ اشقر کو تل کھڑا ہوا اور لاشہ صاحبقران زمین پر



تڑپ رہا ہو عمرو بن قیرار ہو گیا خاک اڑاتا تھا اور آواز دیتا تھا کہ اے شہر یار غلام  
 کو بے آقا کر گئے عمرو و رو رہا تھا کہ ایک آواز آئی اے عیار مکار کیوں زیادہ شور  
 کرتا ہو اب صاحبقران سے ہاتھ اٹھا صاحبقران نے میرے آہو کو مارا مین نے  
 اُسکا بدلہ یہ کیا کہ اُنکو مار ڈالا اب صاحبقران سے تاقیامت ملاقات نہ ہوگی یہ  
 آواز سُکر عمرو گھبرا یا پشت اُشقر پر ہاتھ رکھا کہا بیٹا تم تو لشکر میں چلو مقبل آکر  
 تمکو لیجا بیگا مین اسی صحرا میں اپنے آقا کی تلاش کرونگا عمرو اسی صحرا سے ویران  
 مین ایک ساحر کی شکل بکر پھر نے لگا وہاں امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک قصور  
 اُس مین ایک ساحر بیٹھا ہوا اور کہہ رہا ہو کہ کیوں او شخص آہو نے تیری کیا خطا کی  
 تھی کہ تو نے اُسکو تیرا رائجمکو اپنی جرات کا بڑا جوش ہو مگر مین تجھکو بہادر جا مگر  
 لایا ہوں اگر تو وعدہ کرے تو مین تجھکو لیچلون مرحلہ اول کہ جسکو مرحلہ قسطاس  
 کہتے ہین قسطاس جاودہ ہانکا حاکم ہو اور غیر لگائی کہ لوح طلسم کشا کو دستیاب  
 ہوئی اب وہ مرحلہ اول پر آئیگا قسطاس نے لشکر جمع کیا ہو اگر تو طلسم کشا سے  
 مقابلہ کر تو مین تجھکو لیچلون صاحبقران نے سنبھل کر فرمایا مین طلسم کشا سے  
 مقابلہ کرونگا اور نہ یر بھی کر لونگا اُس ساحر نے پوچھا آپ کا نام کیا ہو صاحبقران  
 نے فرمایا مریخ تیغ زن میرا لقب ہو مین اکثر لشکر مسلمانان پر لشکر کشی کر کے گیا وہ  
 چار پہلو ان میرے مقابلے مین آئے اُنکو زہر کیا مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ پھر مین  
 پلٹ آیا وہ سب میرے نام سے کانپتے ہین صاحبقران نے کہا تمہارا نام کیا  
 ہو ساحر نے کہا ندیم جاوہ میرا لقب ہو صاحبقران نے فرمایا چلنے کی تیاری  
 کر دیے تھے ہی اسی وقت ندیم جاوہ نے صاحبقران کو تختہ پر سوار کیا اور  
 طرف مرحلہ قسطاس کے لیچلا راہ مین کہتا ہوا کہ اے مریخ تیغ زن جب مین تجھکو  
 بیہوش کر کے اٹھا چکا تو ایک عیار مہلا پہلا بہت ہلک ہلک کے روتا تھا مین نے  
 آواز دی کہ یہاں سے بھاگ جاوہ نہ تیرا بھی یہی حال ہو گا وہ عیار یقین ہو اسی  
 جنگل مین ہو گا صاحبقران نے فرمایا اے ندیم جاوہ اگر اُس عیار کو بھی ساتھ لیلو



تو خوب مطلب بن پڑے وہ میرا عیار ہو نہایت تیز و طرار ہو ندیم نے کہا میں اسی  
 طرف تخت پھیرتا ہوں ندیم جادو نے تخت پھیرا تھوڑی دیر چلا تھا کہ دیکھا  
 جنگل میں خواجہ عمرو ایک ساحر بنے ہوئے پھر رہے ہیں خواجہ نے جو دیکھا کہ  
 ہمارے آقا سے تار تخت پر سوار ہیں اور اس تخت کو ساحر لیے ہوئے میری  
 جانب آتا ہو فوراً پشت کر کے کھڑے ہو گئے مگر ایسے غافل بن کر کھڑے ہوئے  
 کہ بالکل اعضا کو حرکت نہیں جب تخت قریب آیا امیر نے فرمایا اے ندیم جادو  
 اس کو بھی اٹھا لے خواجہ عمرو تو غافل کھڑے تھے ندیم کڑک کر گرا عمرو کو بھی  
 اٹھا لایا اب امیر کے پہلو میں عمرو بیٹھا ہو ندیم تخت اُڑا لے ہوئے جاتا ہو بعد  
 پر بھر کے ایک صحرا سے سبزہ زار میں دیکھا کہ اس میں ایک قصر ہو گر قصر چالیس  
 پچاس ہزار ساحر اترے ہیں پوچھا پاٹ کر رہے ہیں گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند  
 ہو کچھ ساحر پھر رہے ہیں مگر قصر میں ایک ساحر زبردست و سنگل پر بیٹھا ہو پکار پکار  
 کر کہ رہا ہو یارو یہ سحر کیوں تیار کرتے ہو طلسم کشا صاحب لوح ہو اُس پر سحر تاثیر  
 نہ کر لگا فنون سپاہ گری آغاز کرو وہ ساحر تلواریں نیزے درست کرنے لگے  
 کہ ندیم نے صاحبقران کو قصر میں اتار اقسطاس سے کہا اے شہنشاہ ساحر  
 یہ جو ان نہایت جرمی و بہادر ہو مریخ تیغ زن اسکا لقب ہو اب آپ تامل کریں  
 چلکر بارگاہ میں بیٹھے جس وقت طلسم کشا آئیگا یہ انگور پر کر لئیگا انپر کچھ زور نہ چلیگا  
 قسطاس نے صاحبقران کی بڑی خاطر کی مگر عمرو کو دیکھ کر کانپ گیا ندیم سے  
 پوچھا یہ دوسرے کون صاحب ہیں ندیم نے کہا یہ انکا عیار ہو اگر طلسم کشا  
 زور کو نہ مانئیگا تو یہ بہ عیار ہی گرفتار کر لائیگا تمہارا مطلب حاصل ہو گا ندیم نے  
 صاحبقران کا ہاتھ تھام لیا باتیں کرتا ہوا قصر سے اُتر بارگاہ میں آیا اب  
 لشکر میں مشہور ہوا کہ ندیم جادو ایسے پہلوان کو لایا ہو کہ وہ طلسم کشا سے  
 لڑیگا وہ معرکہ پڑیگا کہ دیکھنے والے حیران ہونگے افسران فوج آتے ہیں امیر  
 کو دیکھ کر بہت پسند فرماتے ہیں قسطاس نے سر اچھے بارگاہ کے اٹھا دیے



سیر صحرانگرا رہا ہو قضا سے کار و خیر بلند اختر قسطاس جادو و ملک نمکین شیرین ادا اپنے  
 قصر میں بیٹھی تھی کیترون سے کہ رہی تھی کہ اب بڑی مشکل پڑ گئی طلسم کشا کی آمد آمد ہو  
 دیکھیے کیا ہو کہ ایک کیترون وڑی ہوئی آئی عرض کی کہ اے ملک عالم آج بخوبی انتظام کیا  
 مریخ تیغ زن نامے ایک پہلو ان کو ندیم جادو لایا ہوا ایسا قوی تن قوی من اور  
 بہادر و جری ہو کہ طلسم کشا سے لڑ لیکھا نمکین شیرین ادا یہ کہہ کر اٹھی کہ میں تو جا کے  
 اس پہلو ان کو دیکھ آؤں پھر دیکھا جائیگا فوراً طاؤس پر سوار ہوئی ابر گلنار میں  
 چھپ کر سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ اے نمکین شیرین ادا اگر لایق مقابلہ طلسم کشا ہو تو بڑا  
 سزا ہو اگر یہ غالب آیا تو پھر گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو اول لوح پر ہاتھ ڈالینگے  
 اگر لوح قبضے میں آگئی تو طلسم کو کون شکست کر سکتا ہو اور نہ کہ طلسم خیال سکندری  
 کہ جس میں ہزار باعجاب و غرائب بھرے ہیں اٹھی ہوئی ابر پر جاتی ہو کہ سامنے سے  
 لگا ابر نیلو فری پیدا ہوا سوچی کہ یہ کون ہو کہاں جاتا ہو ابر کو اپنی جانب کھینچا جب  
 ابر قریب آکر پھٹا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ اندام نیلو فر جادو نام ابر کو اڑا لے  
 ہوے جاتا ہو نمکین شیرین ادا نے نیلو فر کو روکا پوچھا کہ اے نیلو فر کہاں سے  
 آتے ہو سچ بتاؤ اور کہاں جاتے ہو نیلو فر نے کہا اے ملک عالم صاف صاف تو  
 یہ ہو کہ ایک مزدادہ خوشخبری لایا ہوں بادشاہ اسلام سعد بن قبا و باغ میں ملک  
 سرود لکشا کے کئی دن سے صحبت آراہین اور باپ ملک کا ہفت جوش مارا گیا  
 اگر کوئی ساحر جاتا تو انکو گرفتار کر لاتا جس طرح آپ سے نوکر کیا آپ کے والد نامدار  
 قسطاس ابلق سوار سے عرض کر دیکھا نمکین نے کہا اے نیلو فر آج کل والد نامدار  
 انتظار طلسم کشا میں مصروف ہیں ہم سب لوگ اسی فکر میں ہیں کہ طلسم کشا آئیں  
 تو انکو گرفتار کر لیں لوح طلسمی اُسے لیکر پاس گسترہ گوشہ نشین کے بھیجیں اسکے  
 برابر کوئی نگہبانی نہ کر لیا کہ گوشے سے نکلتا نہیں معشوقہ اسکی ملک شہرت جادو  
 ہر وقت عیش میں مصروف رہتے ہیں انکا قول ہو کہ ہم کہیں نہ جائیں گے معشوق  
 مودہ ہر سال ان عیش و نشاط میں ہوا کہیں جا کر کیا کریں اسباب عیش و نشاط ممکن



کنیزان باد فامعشوق شہرت ایسی کہ آٹھ پہر کہا کرتی ہوا گشتہم تجھ کو مجھے بڑی  
محبت ہو مگر مجھے تجھے نفرت ہو گشتہم آٹھ پہر خد متگزار می میں مصروف رہتا ہو لیکن  
چاہتا ہو کہ معشوق کو رضا مند کروں مگر شہرت کے مزاج میں سرکشی ہو یہی کہا کرتا  
ہو کہ اسکو رضا مند کر کے قبضے میں کروں اس معشوق سے بہتر کوئی معشوق نلیگی  
اسکے رضا مند ہونے سے کلی آرزو کی کمالیگی مگر اونیلو فر اگر مناسب ہو تو تم میرے  
ساتھ چلو باپ سے میرے کوئی امید نہ رکھو وہ بڑی فکر میں ہیں چاہتے ہیں میں  
طلم کشا کو گرفتار کروں لوح بہ خدمت گشتہم بھیجوں مگر نہیں معلوم کیا وجہ ہو کہ  
کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی نیلو فر نے منہ پھیر لیا کہا اے ملکہ عالم ہم دیکھو جا کر آگ  
لگاتے ہیں مرحلہ ثانی سے ساحر لاتے ہیں وسواس جاو و مالک مرحلہ دوم ہو  
وہ ضرور انتظام کر لگایا یہ سُنکے تمکین نے نیلو فر کو رخصت کیا نیلو فر طرف مرحلہ  
ثانی کے چلا کہ وہاں کا حاکم وسواس جاو ہو کئی سو ساحر جسکے مصاحب ہیں وہ  
بھی آجکل اسی انتظام میں ہو یہاں وہ وقت ہو کہ صاحبقران دربار قسطاس  
میں بیٹھے ہیں قسطاس کہ رہا ہو کہ اے شہریار طلم کشا بڑا مرو سپاہی ہو صاحبقران  
فرماتے ہیں بروقت مقابلہ حال کھل جائیگا یہ سُنکر قسطاس خاطرین کر رہا ہو ساتی بچے  
موجود ہیں جام ارغوانی گردش میں ہو مگر صاحبقران نے کہہ دیا ہو کہ میں شراب  
نہیں پیتا کوئی ساتی بچہ انکے قریب نہیں آتا مگر ایک مہ پارہ شوخ و شنگ یہ  
اشعار عاشقانہ گارہی ہو

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچو ورا آفتاب	اُس پری کو آگے ہو کہ قرص کا نور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب رو سیاہ	دیدہ خفاش کو کرتا ہو بے نور آفتاب
سُخہ نہیں دیکھا تر اس رشک کو جلتا ہو بن	اے صنم جب پوچھتے ہیں گبر مغرور آفتاب
نیش سے لگتے ہیں ہجریا زمین تار شعاع	آسمان نیالگوں چھتہ ہو زنبور آفتاب
داغ پہلو ہو جو پہلو میں وہ بہ پیکر نہ ہو	چشم جہا میں پری بنجا سے یا حور آفتاب
حسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہو آگے	تا بے آہن ہو پیش رو سے پر نور آفتاب



بام پر وہ سرووش آتا ہو صبح عید ہو  
سر بلندون کے لیے ہو عیب اور آتش نہر  
محفل میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو قسطاس نشے میں جمجوم رہا ہو کہ ابر گلنار اسکو  
دکھائی دیا ہنس کر کہنے لگا کہ صاحبزادی آتی ہیں رقصہ سے منع کیا کہ اب گانا موقوف  
کر و ملکہ آ کے جا لیں تب گانا کہ سامنے ابر آ کر پھٹا نکلیں شیریں ادا معشوق با وفا  
دریا سے جو اہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سرو باغ خوبی غنچہ آرزو سے محبوبی سامنے  
آ کر پہونچی نگاہ جمال جہان آرا سے صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا  
غفص گردن بلند بالاتنومند و رشست چنگال چہرہ آفتاب عالمتاب سلاح لا جواب  
ونکل شوکت پر جلوہ فرما ہیں جیسے ہی نکلیں ابر سے نکلی نکلا ہیں آپس میں چارہوں  
تیر مرگان جو کمان خانہ ابر و میں ہمیں تھے تو وہ دلیر لب معشوق ہوئے نکلیں  
نقرا تھی ہوئی باپ کے پاس آ بیٹھی مگر پسینے پسینے و زویدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہو  
کبھی جمال بے مثال پر نگاہ چارون تلوارین حامل تیغ مصاصم و مقام اور شمشیر  
سہرا بیل تیغ عقرب سلیمانی سپر گر شاسپ نو جو ان گرز سام بن نریمان خنجر ستم  
زیب کمر نیزہ نوح ہاتھ میں خود زرین بالائے سر زرد وہ زیب جسم ہو کہ جس سے  
نور جسم چھن چھن کر نکل رہا ہو علی قدر حال یہی جمال بے مثال اس مہ جبین کا ہر نظم

معجز عیسوی سے ہیں منسوب  
پی رہا دم کو اسکے سن کے سخن  
ملک زلفون سے عالم شبنون  
چاہ میں جسکی پڑ گئی بلبیل  
تیرگی کی وہاں خال نہیں  
یہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے  
قصد کرتے ہیں چوم لینے کا  
مرد وہ ہوئیں جس سے شرمندہ

یعنی اسکے کلام خوش اسلوب  
ہیں بیچ آگے اسکے پنہ دہن  
ہو ذقن یا ستارہ گلگون +  
وہ زخداں ہو یا کہ دستہ گل  
اسکے چاہ ذقن میں خال نہیں  
وہ گلا نور کا گلا کیے + +  
شکے عشاق جسکی نرم صدا  
حسن سے وہ گلا درخشندہ



باہون مین یون نمود ہو گردن  
 بات رنگین جو تابلپ آئے  
 عید مین وہ اگر معافق ہو  
 شانہ دونون مین سبب باغ جنان  
 مثل گل نرم نرم اور گداز  
 کچھ ٹھکانہ ہو اس نزاکت کا  
 گنیاں عقد نور مین پسیدا  
 گنبدون سے لگا کلائی تک  
 جسکے ہاتھون مین وہ کلائی ہو  
 چوڑیاں دیکھنے کو آئی ہن  
 انگلیاں پور پور نورانی  
 ناخن اسکے ہلال تابندہ  
 شکل آئینہ پشت دست صفا  
 گات آفت بلا ہر چپ تختی

جیسے سنبل مین ہو ہزار سمن  
 اس گلے مین صفا دکھائی دے  
 کیون نہ قربان اُسپر عاشق ہو  
 صاف وہ آفتاب جس سے عیان  
 استخوان انہیں جیسے دلین راز  
 بار نقوید اس سے آٹھ نہ سکا  
 یا وہ مین شعلہ دل شیدا  
 اک چھری پھول کی ہو قمر لچک  
 بیگل مین اسے کل آئی ہو  
 روپ پر یان بدل کے پہونچی ہن  
 گرہ انگشت سلیمانی  
 نور مہ کی طرح درخشندہ  
 شہ پہ فانوس دست شمع حنا  
 یا ہوگی کسیکو جملگی سی

صاحبقران زمان بھی سراپاے معشوق و کبیر رہے ہن گلپینی گلشن جمال کی  
 کر رہے ہن جانبین سے نگاہن لڑ رہی ہن مگر تمکین نے دل سنبھا لکر پوچھا کہ  
 آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہو صاحبقران نے وہی نام اپنا مرغ تیغ زن  
 بتا دیا مگر پہلو پا کر امیر نے بھی نام نامی پوچھا ملکہ نے ہنس کر کہا تمکین شیرین ادا  
 کتے ہن مسکرا کر جو کہا بھلی چکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جانبین مین برابر  
 اشارے کنا یے ہو رہے ہن قسطاس نے پوچھا اے نور نظر اس وقت کیونکر آنیکا  
 اتفاق ہوا تمکین نے کنا نیلو فرنے ایک اور نئی خبر سنائی مگر مین نے اسکو بھی  
 سمجھا دیا کہ ہمارے والد نامدار کو فرصت نہیں اب وہ مرحلہ ثانی پر گیا ہوا ہے  
 قسطاس نے کہا مین کسی امر مین مصروف نہ ہونگا مقدم گرفتاری طاسم کشا



منظور ہو اور یہی قدرت کا بھی قول ہو کہ جسے طلسم کشا کو گرفتار کیا اُسے قدرت کی جان بچائی قدرت کو اپنی جان کی پڑی ہو قدرت طلسم کشا سے بہت خائف ہیں کہتے ہیں کہ لوح محفوظ اُسکے پاس ہو لوح طلسمی بھی اُسکو ملگنی ہو بہت بڑا جبری و بہادر ہو فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق ہو اور نظر میں نے وہ فکر کی ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں انکو طلسم کشا سے لڑواؤں تمکین نے خوش ہو کر کہا خداوند آپ کے ارادے کو پورا کریں یہ بیشک ایسے ہی بہادر و معلوم ہوتے ہیں ضرور طلسم کشا سے لڑینگے کیون صاحب طلسم کشا کی جرأت تو مشہور ہو کیونکہ لاکھوں ہیں اکیلے لڑے کیسے کیسے پہلوان آئے یا نہیر ہو کر مسلمان ہوئے یا مارے گئے صاحب قرآن نے فرمایا وقت پر موقوف ہو تمکین ان جیلوں سے بائین کر رہی ہو مگر دل چاہتا ہو کہ اگر تنہائی ہوتی تو دل کو خوشی ہوتی اب تو یہ

کیفیت ہے نظم

گردن یا ربا صفا کیا ہے  
اُسکی تقصیر کچھ خطا کیا ہے  
ناز و اندازہ کے سوا کیا ہے  
دل لگانا بھلا بُرا کیا ہے  
کیا گنہ ہو مری خطا کیا ہے  
پڑیوں کے سوا رہا کیا ہے  
گھر اخفات چاند سا کیا ہے  
آپ کے دل کا مدعا کیا ہے  
سنین معلوم یہ ادا کیا ہے  
سچ تو کہ کام یاب تر کیا ہے  
کیا ہوا ہو تجھے شفا کیا ہے

رُخ دلدار پر منیا کیا ہے  
مٹھ چھپاؤ نہ اپنے عاشق سے  
اُس بت تنہا خو میں نام خدا  
نامہا کہ تجھے خدا کی قسم  
خفگی کیا ہو سبب معلوم  
جسم ہیا و غم میں تیرے سیج  
قامت آفت تو قد قیامت ہو  
آستین آپ کیوں چڑھاتے ہیں  
شوق سے جب گئے ہیں ہم اسیل  
بولا ہو تیور یان چڑھا کے دھین  
بارے کشا ہو شکے حال سرا

ق

سنندھی سالنیں کھینچ رہی ہو دزد و بد نگاہ سے صاحب قرآن بھی دیکھ رہے ہیں



قسطاس کتا ہر صاحب حقیقت یہ ہو کہ آتشک ایسا جوان حسین و شکیل ہماری نگاہ سے  
 گزرا تھا ہتھیار کیا بے نظیر ہین حقیقت میں صاحب جاہ و توقیر ہین کہ صحرا سے گرد آئی  
 سب سے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار غرق و ریاسے آہن ساتھ ستر ہزار  
 جوان پشت پر سانسے آکر پہونچا لشکر کو صحرائین اتار آپ ٹھہتا ہوا لشکر قسطاس  
 میں آیا قسطاس نے چند لوگ برائے استقبال بھیجے بہ اعزاز و اکرام اس پہلوان کو  
 بارگاہ میں قسطاس کی لائے وہ پہلوان آکر ونگل پر بیٹھا صاحبقران سب سے بالا  
 دست بیٹھے تھے بہ نگاہ غضب طرف امیر کے دیکھا اور کمر سے نامہ نکال کر قسطاس کو  
 دیا قسطاس نے نامہ پڑھا نامہ پڑھ کر مضمون سے آگاہ ہوا بقراط نے لکھا ہوا  
 قسطاس آگاہ ہو یہ پہلوان چٹھا ہوا طلسم کا ہونا نام نامی و اسم گرامی اس پہلوان کا  
 شہباز بلند پرواز ہوا سکو بہ عزت و آبرو بارگاہ میں رکھو جب طلسم کشا آدین تو یہ  
 مقابلہ کر کے بہ فنون سپاہ گری زیر کر لیگا یہ نامہ جو قسطاس نے پڑھا صاحبقران  
 نے ہنس کر کہا او شہباز تم الگ جا کر اتر دو جب میں طلسم کشا سے زیر ہو جاؤ نگاہ  
 شکو اختیار ہو شہباز نے کہا پہلے میرے ہتھار سے امتحان ہو جائے جو غالب آوے  
 وہ طلسم کشا سے لڑے تم تو میری تلوار کا بار نہ اٹھا سکو گے صاحبقران نے فرمایا  
 او شہباز بہت غور نہ کرو یا تو میدان کارزار میں آؤ حال جرات کھلبائے گا  
 یا جو حربہ چاہو لگاؤ ملکہ تمکین نے بھی منع کیا کہ او شہباز آپس میں تکرار نہ کرو کہ  
 ہمارے کام کو تم بھی آئے ہو انکو بھی بلو کر رکھا ہو والد نے قدر کی ہو لہذا انکا  
 سے کیا فائدہ ہو جب طلسم کشا آئیگا تب دونوں ملکر اس سے لڑنا صاحبقران نے  
 فرمایا او ملکہ عالم ہم عیب جانتے ہین کہ ایک شخص پر دو شخص جا پڑین اگر رستم  
 قبر سے اٹھ کر آئے تو اکیلے ہی مقابلہ کریں ہم اس امر معیوب کو گوارا نہ کریں گے مگر  
 شہباز یہ کہہ کر اٹھا کہ ہم جا کر طبل جنگی بجواتے ہین میدان کارزار میں آویں گے حال  
 جرات کھلبائیگا اور طلسم کشا کے ابھی آنے میں دیر ہو ابھی اس طرف روانہ نہیں  
 ہوئے ہر چند قسطاس نے روکا مگر شہباز نے قسطاس کو جھڑک دیا اور کہا



بادشاہ عالیجاہ تھنے ہنگو ذلیل کیا اس جوان کے ماتحت بٹھایا اب جب تک ہم اسکو  
 نہ مار لیں گے ہنگو چین نہ آویگا قسطنطاس خاموش ہو گیا شہباز اٹھ کر اپنے لشکر میں  
 آیا آتے ہی طبل جنگی بجوا دیا ہر کارون نے آکر قسطنطاس سے خبر کی قسطنطاس نے  
 کہا شہباز بھی عجب دیوانہ ہو کہ آپس میں فساد کو بڑھاتا ہو زیر دست و زبردست  
 بیٹھنا کیا چھنے انکو مہمان کیا ہو کیونکہ آپرو نہ کریں ملکہ نکمیں نے کہا میں جا کے  
 سمجھا دوں گی صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم تم کیوں جاؤ میدان کارزار  
 میں آنے دو سمجھا جائیگا سب غور نہ کیا بیگا قسطنطاس نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تو  
 دو دنوں لشکر دن میں تیار رہا ہوئے لگبہن چار پہر رات اسی سامان میں  
 گزری جب کہ شہباز زہین بال خورشید درخشان اشیاء مشرق سے اُڑا اور شاخ  
 کشتان پر آکر زمرہ سرائی کرنے لگا شہباز لشکر لیکر میدان میں آیا فوراً  
 قسطنطاس بھی صاحبقران کو میدان میں لیکر پہونچا مگر شہباز نے میدان رزم میں  
 آکر فرہ کیا کہ وہ جوان کہاں ہو اگر میرے مقابلے میں آوے تو احوال معلوم  
 ہو صاحبقران نے مرکب نکالا قسطنطاس سے رخصت ہو کر ساتھیوں نے ملکہ نکمیں کے  
 آئے کہا اے ملکہ عالم اجازت میدان ملے ملکہ نے ہنس کر کہا خداوند بقراط آپ کو  
 منفرد منظور کریں صاحبقران گھوڑا بڑھا کر مقابلہ شہباز میں آئے شہباز  
 نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنوں میں  
 نیزہ اسکا ہوائی کیا جب نیزہ ہاتھ سے نکل گیا شہباز نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا  
 جب تلوار اُسے اٹھائی تو صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جا کر تلوار  
 کا نشون ومان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا ہٹا  
 خود سے گردہ سپر پر امیر کے تلوار پڑی کہ زخم کاری آیا امیر نے خون پونچھ کر  
 ہاتھ مارا شہباز نے گردہ سپر کا اٹھا دیا سپر کو کاٹ کر تلوار سے خود کو کاٹا  
 اسبقہ زخم سر پر شہباز کے بھی آیا فوج شہباز آپڑی صاحبقران دل فوج میں  
 در آئے تلوار چلنے لگی قسطنطاس نے اپنی فوج کو حکم دیا ساحرون نے آکر گولے



ترج مارے ہزار ہا لوگ شہباز کے مارے گئے سوار گھوڑوں سے گرے  
پیدل دیوانے ہو گئے غل چاٹتے تھے کہ وہ ملک عالم الامان آخر یقیناً ہو کر بیکار اٹھے نظم

جواپنے پہلو میں وہ آج میری جان ہوتا ہمارے سوز و درون میں اگر دعوان ہوتا کل ہی رہتی کوئی گھات دیکھنے کی ضرور ذلیل و خوار نہ اس طرح سے کبھی ہوتے نثار کرتے اسی بُت پر ہم بھی دل بخدا تمام حوصلہ و عوت کا ہم نکالتے آہ ہنسی کی تیرے نثار ہی ہزار بہین کسی رقیب کو آنے کبھی نہ دیتا میں وہ گل چین میں جو ملتا تو میں لپٹ جاتا کبھی جو نرگس شہلا سے چار ہوتی آنکھ جو موت آتی بہین یا در شک گل میں شفا	تو کیوں نہ یہ دل ناشاد و شادمان ہوتا تو آسمان کے تلے اور آسمان ہوتا قریب اسکے مکان کے اگر مکان ہوتا ہمارا یا اگر ہم پہ مہر بان ہوتا جو تجھے ایک بھی بہتر کوئی جوان ہوتا وہ خود پسند اگر اپنا میہمان ہوتا یہ تجھے کھلے کھلے تو میری جان ہوتا ستھارے ورکا اگر یا ریا سبان ہوتا بلا سے اس میں اگر کوئی بد گمان ہوتا تو ناتوان کے مقابل میں ناتوان ہوتا تو اپنی قبر پہ بلبل بھی نوحہ خوان ہوتا
--	--

ہر چند کہ نکمیں نے سحر کر کے ہنگامہ ڈال دیا مگر صاحبقران کو غش آنے لگا آخر  
روٹوں ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈال دیے فرمایا کہ او مرکب اھیل مجھ کو  
لے نکل گھوڑا صاحبقران کو لیکر نکلیا نکمیں نے ہاتھ روکا کہ دیکھو اب کیا  
ہنگامہ ہوا ہاتھ روک کر دیکھا کہ سب لڑ رہے ہیں مگر صاحبقران نہیں ہیں بقرار  
ہو کر چہار طرف سے لوگوں کو بھیجا کہ تلاش کرو لوگوں نے ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا  
ناچار ہو کر پلٹے قسطنطاس سے کہا انکو گھوڑا نکال لیگیا مگر شہباز نے جو خبر سنی  
کہ وہ جوان نہیں ملتا زخم کو باندھ کر سامنے قسطنطاس کے آیا کہا او بادشاہ مجاہد  
تھنے دیکھا کہ میں نے اُسکو مار ڈالا گھوڑا اُٹھوڑا اُٹھوڑا کو لیکیا ہر ایک سے یہی کہتا  
ہوا بارگاہ میں آیا اور اسکے بیٹھا مگر نکمیں بہت بیقرار ہو کنبزوں سے کہتی ہو  
اُس جوان کو تلاش کرو یہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ گھوڑا انکو نکال لے گیا لیکن



ایسا نہ ہو کہ کچھ اُفتاد پڑے میں کیا کروں کہ وہ ہمارا مہمان تھا اسپر یہ اُفتاد پڑی قلم

جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی  
ہمیں دُرد شراب ارغوانی  
قلم بھولے سیاہی کی روانی  
رہے ہر فرد پر تیرمی نشانی  
یہ یوسف گرگ کی ہر بیہمانی  
کیا ب طائران بوستانی  
عیان ہو جائیگا راز نہانی  
رہی مشتاق گوش اپنے کہانی  
سلامت ہو جو اپنی ناتوانی  
رہے روشن چراغ مہربانی  
فراق اپنا لہو کرتا ہر پانی  
کلام اپنا ہر ہاتھ کی زبانی  
زمین پکڑی بلا سے آسانی  
مگر کالے تلوونکی بے گرائی  
خدا کے واسطے ہو غیب دانی  
دکھا کر داغ طاؤس جوانی  
ہر اک بیت اُسمین ہو گنج معانی

وہ افسون ہو ہماری شعر خوانی  
مبارک ابر کو دریا کا پانی  
لو سے اپنے لکھون گر خط شوق  
دل عالم ہو عشق حسن سے داغ  
فراق یار کو دل نوش جان ہو  
وہ ترک آیا لگا امو آتش گل  
کرینگے یار سے شکوہ شب وصل  
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ  
اُڑا دیگی صبا مثل پر کاہ  
ہماری قبر پر وہ شمع رو آے  
رلاتا ہو وصال یار کا شوق  
خدا کے حکم سے ہو قوت نطق  
بڑھی اٹری سے چوٹی اُس پر ہی کی  
نہیں دیتا وہ دلبر بوسہ خال  
نہیں واقف ہم اُس بت کی کمر سے  
رلاتی ہو مثال ابر پیرمی  
مرا دیوان ہوا و آتش خزانہ

چند کنیزوں کو حکم دیا کہ جا کر تلاش کرو کہ گھوڑا اُنکو کہاں لیگیا چند کنیزیں ڈھونڈھتی  
ہوئی چلبین مگر نمکین کو آٹھ پہر بھی خیال ہو کہ اُس سمت کو ساحران سکار رہتے ہیں  
ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکو گرفتار کر لے دوسرے یہ کہ حسین و جمیل جادو گر نیاں پڑی  
خاطر کریں گی اس خیال میں بیمار ہو گئی ہو کئی مرتبہ قسطاس نے آکر پوچھا کہ اے نور نظر  
بناؤت سنج و لال کیا ہو نمکین نے جو اب دیا کہ سر میں خلل رہتا ہو پنڈا پھیکا رہتا ہو مگر



شہباز ہر وقت بلبلا کر رہتا ہو قسطاس سے کہتا ہو کہ تنھے ہمارے جرات دیکھی ہے  
 کس طرح اس جوان کو مار لیا قسطاس کو بھی ملال ہو بلبلا تا شہباز کا ناگوار ہوتا ہو  
 اُدھر گھوڑا صاحبِ حقراں کو لیے ہو سے ایک صحرا سے سبزہ زار میں پہونچا چند  
 پتے گھاس کے کھا کر بدن کو جنبش دی صاحبِ حقراں پشتِ مرکب سے گرے لیکن  
 اس صحرا کا مالک نعمان قزاق ہو وہ ہر اسے سیر نکلا تھا گھوڑے کو دیکھ کر پسند کیا  
 ایک قزاق نے کہا اسکا سوار بھی پڑا ہو نعمان نے قریب آکر صاحبِ حقراں کو  
 اٹھوایا اپنے قلعے میں لیکر آیا علاج کیا زخم میں ٹانگے دلو اسے صاحبِ حقراں زنا  
 دوسرے دن ہوشیار ہوئے نعمان کو دیکھ کر فرمایا او جوان تیرا نام نامی واسم  
 گرامی کیا ہو تو ہمارا محسن ہو کہ تو نے علاج کیا نعمان نے کہا میں سپاہی دوست  
 ہوں آپ کو سپاہی جانکر لایا یہ ظاہر ہوا کہ کسی قزاق نے آپ کو زخمی کیا مگر اپنے  
 مالِ منہین دیا اس جرات پر میں عاشق ہو گیا اب آپ آرام سے اس مقام پر ٹھہر  
 رکھیں صاحبِ حقراں نے فرمایا قزاق کی کیا مجال ہو کہ ہمکو گھیرتے لیکن شہباز جاے  
 پہلوان سے مقابلہ پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی ہم زخمی ہوئے گھوڑا ہمکو  
 اسطرح نکال لایا یہ کلمہ شکر نعمان نے کہا آپ صحت پالیں تو میں آپ سے امتحان  
 کروں اگر میں غالب آیا تو اپنا رفیق بناؤنگا اور اگر آپ غالب ہوئے تو میں  
 آپ کی اطاعت کرونگا قلعہ موجود ہو اس میں رہیے بارہ ہزار قزاق کا مالک  
 ہوں جو قافلہ ادھر سے نکلے اسکو لوٹ لیجیے بالائے کوہ قلعہ ہو کوئی قلعے  
 میں آئیں سکتا صاحبِ حقراں یہ باتیں شکر بنے فرمایا کہ او نعمان تو مجھے اگھا  
 نہیں کہ ایسی باتیں کہتا ہو ایسے ایسے صد ہا قلعے میرے قبضے میں ہیں بڑے بڑے  
 قزاق زیرِ کیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی حاکمان قلعہ حلب کہ انپر رنگ  
 جرات آئینہ ہو وہ ماتحت ہیں یہ شکر نعمان نے کہا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا  
 ہو صاحبِ حقراں نے فرمایا شاید ذکر سنا ہو داماد نوشیروان صاحبِ حقراں زمان  
 شوہر معز نگار پد رقباء و عالیو قارہ مسخر کن پر وہ قاف صاحبِ سخا و انصاف یہ نام



سکر نعمان قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ خوش نصیبی میری کہ آپ میرے مہمان  
ہوں میں نے بدل آپ کی اطاعت کی حقیقت میں عبدالجبار و عبدالقہار ایسے  
آدمی ہیں کہ جنہوں نے شاہوں کو لوٹ لیا اور کبھی کوئی کچھ نہ کر سکا اب تو یہ  
نوبت ہو کہ اپنے قلعے میں بیٹھے ہیں آپ کو درعائین دیتے ہیں خراج معاف اور قلعہ  
پُر از عدل و انصاف آپ نے کس لطف سے انکو رکھا ہو یہ سیکے نعمان پھر قدموں پر  
گرا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی میں اب حضور کے ساتھ رہوں گا لیکن  
یہ سرحد طلسم خیال سکندری ہو حضور کا کس وجہ میں داخل ہوا صاحبقران نے  
تمام کیفیت ظاہر کی اور فرمایا کہ شہباز سے مجھے مقابلہ کرنا منظور ہو وہ اپنے مقام  
پر بلکلاتا ہو گا اور میں قسطنطس کے ہمراہ ہوں بیٹی سے اسکی عشق لگا ہو نہیں  
سماوم اسکا کیا حال ہو اچھے آٹھ پہر اسکی یاد ہو مقام نعمان دفریاد ہے قلعہ

کو سے قاتل سے مدعا کیا تھا  
مرہی جانا مجھے برا کیا تھا  
عاشق زار نے کیا کیا تھا  
گروہ بیجا تھا تو بچ کیا تھا  
سر جھکا سے تھے ماجرا کیا تھا

کیون گیا دل تجھے ہوا کیا تھا  
گر نہ ہوتی اسید و مسل منہم  
کیون کیا منع در پہ رہنے کو  
بہنے جو کچھ کہانا مانا کچھ ہ  
یار کے پاس کیون تاسعت تم

نعمان نے عرض کی حضور صحت پالین تو پھر تشریف لیجلیں صاحبقران نے  
جواب دیا کہ اے نعمان مجھے بہت ضرورت ہو شہباز بہت بلکلاتا ہو گا اور باعث  
خرابی یہ ہو کہ دختر بلند اختر قسطنطس کی نہایت بچپن و بیقرار ہوگی نعمان نے  
پھر عرض کی آج جو ان آئے تو اس سے پوچھا جائے کل جو بیٹی اُسے اتاری تھی  
تو زخم حضور کا صاف ہو چکا تھا اب صرت بھرنا باقی ہو یقین ہو کہ آج خشک  
ہو جائے صاحبقران نے فرمایا اے نعمان ایک شخص ہمارے ساتھ کرو وہ میں  
راستہ بتا دے تا بہ دربار قسطنطس پہونچا دے سب سے زیادہ خیال اس  
حریق آتش اشتیاق و غریق بحر فراق اسیر طرہ گیسو و ذریعہ خنجر ابر و صاحب مہر و وفا



ملکہ نکمبین شیرین ادا کا ہو کہ وہ کس حال میں ہوگی جسوقت شہباز بلبلاتا ہوگا  
اسوقت اسپر کیا گزرتی ہوگی بیقرار ہو ہو کر کنیرون سے کتنی ہوگی نظر

لا غری سے ہو گئے ہیں صورت بیمار ہم  
مطلب دل کر نہیں سکتے ابھی اظہار ہم  
یا اتنی کس طرح ہوں فایض و یدار ہم  
روز و شب رہتے ہیں پیش ابو و دلدار ہم  
جان و دل سے تم پر عاشق ہیں پر خیار ہم  
پھر نکلیا بیگے کو سون جانب کسار ہم  
اسیے جاتے نہیں ہیں جانب گلزار ہم  
عاشقانہ کے سوا کتنے نہیں اشعار ہم

عشق کا رکھتے ہیں سینے میں نہان از اہم  
مشفق من تازہ تر ہیں عاشق رخسار ہم  
رکھتے ہیں روز و شب حیرت سے زلف یار ہم  
ہوگی کیونکر جانبری ہو سا سنا تلوار کا  
بیجا بانہ الٹ دور وے انور سے نقاب  
پھر بہار آئی جنوں اپنا ہو و انگیر حال  
فصل گل میں ہو عدوے جان ہمارا باغبان  
عشق و انگیر ہو اپنا ترکین ہو شفیق

جوش و خروش دیکھ کر صاحبقران کا نعمان گہرا گیا عرض کی حضور تشریف لیجیے  
غلام آپ کے ساتھ رہیگا تا حیات و اس نے نہ چھوڑیگا نعمان نے پانچزار قراق  
اپنے تیار کیے اپنے بھائی ہامان کو بر سر قلعہ مقرر کیا آپ صاحبقران کے ساتھ  
کوچ کیا صاحبقران نے زخم کا بھی خیال نہ کیا اور کوچ کر دیا قلعہ سے کار یہاں  
قسطاس ابلق سوار تخت پر بیٹھا ہو کہ ملکہ نکمبین شیرین ادا باپ کے پاس آئی  
مگر قسطاس نے دیکھا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سر جھکا ہوا باپ کو  
آ کے سلام کیا کرسی پر بیٹھی قسطاس نے پوچھا او نور نظر میں تمکو بہت مال و  
خرین پاتا ہوں نکمبین نے کہا امروالدنا مدار آمد طلسم کشا کا ذکر سنتی ہوں مقام  
انسوس ہو کہ ایک خیر خواہ ملا تھا اسکو بھی فلک نے چھین لیا کچھ آجتک خبر  
نہ معلوم ہوئی کہ اس جوان پر کیا گزری یہ ذکر تھا کہ شہباز تنہا ہوا آیا اور اگر  
ونگل پر بیٹھ گیا کہا ام قسطاس تو نے دیکھا میں نے اس جوان کو ٹوک کر  
مارا مگر گھوڑا اسکا بہت تیز تھا میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہیں رہتا جس پر  
ہاتھ مارا اس کے روکڑے ہوئے یہ زخمی ہو کر نکلیا کہیں گر کر مر گیا ہو گا خواجہ عمر



جو میٹھے میٹھے انگوتاب نہ باقی رہی کہا اس شہباز اسقدر باند پر وازی نہ کرو تم ابھی حال سے اس جوان کے آگاہ نہیں ہو گرا ب واقف ہو جاؤ گے یقین ہو حال کھلیگا نکمین شیرین اور انے پہلو سے کلام پایا کہا اس شہباز حقیقت میں یہ آنکے بہت پرانے رفیق ہیں انگو سب حال معلوم ہو شب کو کہتے تھے کہ ایسی آفتادین انپر اکثر پڑی ہیں اور پھر زندہ آئے ہیں شہباز نے جھلا کر جواب دیا کہ میری تلوار کی تاثیر کہاں جائیگی جسے میرے ہاتھ کا زخم کھایا پھر زندہ نہیں بچا سیان عیار صاحب اپنے آقا کی تعریفیں کر رہے ہیں یہ تو کہ تھا کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہوا شہباز نے گھبرا کر پوچھا کیوں یار ویہ کیا ہلڑ ہو ایک ہر کار سے آنے آکر کہا کہ وہی جوان جو آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہ آپ کے لشکر پر آ پڑا اور ایک مرتبہ نعمان قزاق بھی ساتھ ہو آپ کا لشکر تہہ بالا کر دیا یہ سکر شہباز اپنے مقام سے اٹھا چاہتا ہو کہ باہر جاے کہ دیکھا ورنہ سالار کا سر ڈھالکتا ہوا آیا کہا ارے میرے بھائی کو کسے مارا کہ پر وہ بارگاہ کا آٹھا دیکھا آفتاب عالم تھا عربستان ہشتاب آسمان شوکت و شان نمایان ہوا اور آواز دی کہ اس شہباز اٹھ تو تجھ کو حال گھلے بیٹھا بلبلار ہا ہو شہباز یہ سکر تلوار کھینچ کر اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا عمرو نے دیکھ کر کہا اس شہباز بہت سمجھ کے وار کرنا پہلے جو بلبلانے تھے اب تو وہ باتیں منہ سے نکالو نہ بان تیغ سے تمکو جو اب ملیگا امیر نے پتیرہ بد لکر ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور فرمایا کہ اس شہباز کیا کہتا تھا تو سمجھا تھا کہ چنے مار لیا دیکھ نعمان قزاق کو ساتھ لیکر آیا ہوں تیرے لشکر کو قزاقوں نے بھگا دیا سچ ہو تجھ ایسے نامزد شخص کا لشکر بھی نامزد تھا سب بھاگے وامن صحرا میں جا کے چھپے ہیں اب تو انگو بلایا پنچنزار نے پچیس ہزار کو شکست دی اب میرے تیرے مقابلہ ہو شہباز نے دوسرا ہاتھ مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر کھلائی یہ ہاتھ ڈال دیا شہباز کمزور سمجھ کے لپٹ گیا صاحبقران نے کوئلے پر لاد کے مارا کہ چاروں شانے چٹ گرا کو دکر چھاتی پر سوار ہونے چکے سے کہا اس شہباز



شناخت میں پروردگار کی کیا کتا ہو شہباز نے چاہا غل مچاؤن کہ اے قسطاس شخص  
 مسلمان ہو صاحبقران نے ایک ہاتھ سے منہ بند کیا اور سینے کو شہباز کے ایک  
 پاؤں سے دبایا اور ایک پاؤں کو دوسرے ہاتھ سے دبایا مگر شہباز پکار اٹھا کہ اے  
 قسطاس یہ تو مسلمان ہو خواجہ نے غل مچانا شروع کی کہ ہڈی میں کسی نے آواز نہی  
 صاحبقران نے چیر کر شہباز کو پھینک دیا شہباز کے ساتھ کے چند پہلوان جو  
 بیٹھے تھے چپکے اٹھ کے باہر چلے گئے آپس میں کہتے ہوئے کہ یا روپہ بڑا بزدل  
 ہو کہ شہباز کو چیر کر پھینک دیا ہم لوگ بول کر اپنی جان دین لہذا مثل چلو اب یہ  
 بارگاہ پیشنے کے لایق نہیں ہو قسطاس نے دخل نہ دیا بڑے افسوس کی بات  
 ہو چلو اُسکے بھائی ہربر کا شانی سے اطلاع کریں وہ آکر خون کا بدلہ لیگا اس طرح  
 وہ اسکو چیر کر پھینک دیا وہ ہمیشہ شہباز پر غالب رہا آخر یہ مشکل لاشہ شہباز کا  
 رفقا لیکر بھاگے طرف ہربر کا شانی کے چلے یہاں صاحبقران مار کر شہباز کو  
 دنگل پر بیٹھے نکمیں شیریں ادا کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا طرف صاحبقران  
 کے متوجہ ہوئی عرص کی حضور شمع گزینہ زین عجب نیست بہ کز خوبی خود خبر  
 نذاری بہ صاحبقران نے ہنس کر فرمایا فرو بدل ز دیا بسر نہ دیا بہ بازو بہ چہ داند  
 کس محبت بر کجا ز وہ دیگر کارم اُقتا و بیک آہ سحر گاہ و گریہ آہ اگر سینہ تحمل نہ کند  
 آہ و گریہ آہ روز کن شب این رنج دیدہ راہ و امن بسوز این شب تار  
 کشیدہ راہ نکمیں نے مسکرا کر سر جھکا لیا مگر قسطاس کانپ رہا ہو جب امیر نگاہ  
 ڈال کر فرماتے ہیں کہ اے قسطاس تم نے بے ادبی اس نامرد کی دیکھی قسطاس  
 ہاتھ باندھ کر کتا ہوا شہریار یہ اسی لایق تھا صاحبقران تو یہاں دربار میں  
 بیٹھے ہیں نکمیں نے باپ سے کہا اگر آپ کی خوشی ہو تو مرغ تیغ زن کو اپنے  
 باغ میں لیجاؤن قسطاس نے کہا بیٹا لیجاؤ خوب انکی خاطر مدارات کرو غرض  
 نکمیں نے باپ سے اپنے جو یہ نژدہ شیریں پایا ہاتھ صاحبقران کا تمام کر کہا  
 آپ باغ میں چلیے صاحبقران ساتھ نکمیں کے باہر آئے چند کنیریں ہمراہ ہوتیں



نمکین صاحبقران کو لیکر باغ میں آئی دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہین  
 لا جواب گھوما سے رنگارنگ و شکوفہ ہا سے بو قند و ن کھلے ہوئے غنچے ہنس رہے  
 ہیں سنبھل بیچان نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا نرگس نے آنکھیں کھولیں لالے  
 نے اپنا وارغ دکھایا ہر غنچہ گل مسکرایا نمکین نے لاکر صاحبقران کو مستند پر بٹھایا  
 جام شراب لیکر پیش کیا ہر چہ کہ صاحبقران غصے میں تھے مگر فرمایا اے ملکہ عالم  
 تھنے دربار میں بھی دیکھا کہ میں کھانے اور پینے کی چیزوں میں شریک نہیں ہوا  
 اسکا باعث تمہارے ذہن میں نہیں آیا میں بقراط پر لعنت کرتا ہوں اور اس  
 خالق بے نیاز کی پرستش میں ہوں کہ جس نے ایک کلمہ کن بین زمین و آسمان کو  
 پیدا کیا وہ لایق پرستش ہو خیال کرو کہ بقراط مکار و غدار ہو ہمارے ہی ہاتھ  
 سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن میں آیا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں بھی اسکو  
 شکست دینگے نمکین نے گھبرا کر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہوا میرے  
 فرمایا اے ملکہ عالم میرا پوتا طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہوں میں برا سے قتل قسطاس  
 آیا ہوں چاہتا ہوں کہ جا بجا نور الدہر کی مدد کروں حقیقت میں طلسم سخت و  
 صعب ہو لیکن وہ شیر و لیر اسکا فتاح ہو کہ جسے بچپن میں طلسم گوہر بارسلیمانی  
 جا کر فتح کیا اور مکمل خان ایسے ساحر کو مطیع و منقاد کیا میرا نام صاحبقران  
 ہو یہ مسکرا کر نمکین مثل گل کے شکفتہ ہو گئی کنیزوں سے کہا میں نہ کہتی تھی کہ یہ  
 کوئی عالی خاندان ہیں آخر ثابت ہوا کہ طلسم کشا کے جدا مجد ہیں جب تو شہباز کو  
 آکر مارا بڑا غرور تھا اسکو یہی و مہدم کہتا تھا کہ میں نے اس جوان کو مار ڈالا  
 گھوڑا مردے کو لگیا کہیں جا کر گرا دیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے صاحبقران نے  
 فرمایا اس کے غرور کا جواب تو ہوا صاحبقران صحبت نمکین میں بیٹھے ہوئے  
 ہیں خواجہ عمر و اسکی وزیر زادی کی صورت زیبا پر مائل ہوئے گل رنگ اسکا  
 نام ہوا کہ سنانے کو یہ اشعار گارے ہیں نظم

لگا دے پھر وہی اوج گنج زر شاخ	ہوئی ہو دست مال کو بے ثمر شاخ
-------------------------------	-------------------------------



چمن کی سیر کو کر پی کے چلیے  
 یہ خوش چشمونکے سودے میں ہوں سوکھا  
 قدم سے تیرے ادا کر کر است  
 تریبون کی جدائی کے الم سے  
 کھڑے ساے تلے جسکے ہوئے تم  
 تماشا نخل ہو نخل تو نخل  
 جوانی کو غنیمت جان غافل  
 نہال حسن جو بننے کسا ہے  
 وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جسکی  
 مقدر میں اگر ہو میوہ چکھنا

بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ  
 ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ  
 پھولی پھولی برابر خشک و تر شاخ  
 ہوا ہوں سوکھ کر بے برگ و بر شاخ  
 نکالی اس شجر نے شاخ و تر شاخ  
 ہر اک میوہ ہو رکتی اسکی ہر شاخ  
 ہر می ہوئی نہیں پھر سوکھ کر شاخ  
 لگائی جاتی ہو روان شاخ پر شاخ  
 ہرے پن سے ہوا شاخ تیر شاخ  
 لیگی جھک کے آتش بار و تر شاخ

یہاں تو صا حبقراں صحبت عیش و حبش میں مصروف ہیں معشوق پر پھر  
 پہلو میں خواجہ ایسا عیار ساتھ ہو اب ذکر نور الدہر سینے کہ یہاں نور الدہر  
 نے تمام رات صحبت عیش و حبش میں بسر کی صبح کو نماز پڑھ کر لوح کو ملاحظہ کیا تو  
 نوشتہ پایا کہ اوقات طلسم و احوال عجاہبات اگر پروردگار فضل کرے اور  
 لوح طلسم حاصل ہو تو مناسب ہو کہ صحراے کوہستان میں جاؤ و اس کوہ میں  
 ایک چشمہ ہو کہ اُسکو چشمہ فیض کہتے ہیں اسم حاشیہ لوح پڑھ کر چشمے میں پھاند پڑو  
 ہر چند کہ نہنگان خون آشام و ماہیان یا قوت رنگ مثل انسان گویا ہو گلی  
 اور منع کرنیکی لیکن کسی کا کہنا سماعت نہ کرنا بہر اُت و جلالت چشمے میں پھاند  
 پڑنا پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے  
 مگر سکندر ثانی بادشاہ لشکر قبل برآمد ہونے طلسم کشا کے تخت سے اٹھا اور  
 بہ صورت سپید کبوتر آسمان پر جا کر چپکا تمام شاہراہ دیان بقیرار ہو گئیں نجم اور  
 ارسطو بھی روانہ ہوے جب موقع ہو گا عرض کیا جائیگا ناظرین پر واضح ہو گا  
 نور الدہر بموجب تعلیم لوح قریب چشمہ فیض پہونچے دیکھا چند نہنگان خون آشام



و ماہیان سرخ نے چشمے سے سڑکالے اور پکار کر آواز دی اور طلسم کشا خبردار چشمے کے قریب نہ آنا ورنہ بڑا صدمہ اٹھائے گا گے نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا مگر جیسے ہی اسم و در زبان ہوا مچھلیوں اور نہنگان خون آشام نے سرپائی میں کھینچ لیا نور الدہر بسم اللہ کہہ کر سچا ند پڑے تھوڑے عرصے میں پانوں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا سامنے ایک قصر عالیشان ہوا اور لاکھوں جادوگر آترے ہوئے ہیں ہر کارون نے جو شاہراہ نور الدہر کو دیکھا پلٹ کر بھاگے سامنے قسطنطاس کے آئے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قطعہ اور سرت سبز تاخزان بچہ بندہ شکست طبل تما سگان بدر بندہ گرز آتش ہزار رنگارنگ بدر سر تو مو کلان بن بندہ شہر یار کی عمر کوتاہ ہو یہ لشکر تباہ ہو طلسم کشا آپہونچا قسطنطاس نے ہر کارون سے کہا جا کر اس جوان کو اطلاع دو ہر کار سے طرف صاحبقران کے چلے مگر یہاں نور الدہر نے جو وہ لشکر دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اس لشکر پر جا پڑو نور الدہر لشکر پر جا پڑے تیغ طلسمی ہاتھ میں لوح کو جنبش دیتے ہوئے جیسے جا پڑے اسکے دو ٹکڑے کیے نور الدہر اس زور و شور سے لڑ رہے ہیں کہ ہر کارون نے جا کر خبر صاحبقران کو دی کہ طلسم کشا آپہونچے صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے نمکین نے صاحبقران سے پوچھا کہ او شہر یار آپ کیا کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا میں جا کر قسطنطاس کو ہاتھ سے نور الدہر کے قتل کراؤں کہ مرحلہ فتح ہو صاحبقران یہ فرما کر لشکر میں پہونچے آکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار  
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء  
سر سر کشان جلد در خاک کرد

اسیر عرب ضیغم روزگار  
یکے تیغ مصاصم و تمقام نام  
بن کافران از جہان پاک کرد

نور الدہر نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی حیران ہوئے کہ جد عالی تبار یہاں کیونکر پہونچے صاحبقران ساحرون کو قتل کرنے لگے قسطنطاس سے اگر کہا ہاں اور قسطنطاس بڑھ کر بحر و قسطنطاس نے بڑھ کر بحر کیا کہ آگ برتنے لگی مگر



اُس آگ سے ساحر جل رہے ہیں صاحبقران بھی ساحرون کو قتل کر رہے ہیں اُدھر  
 نور الدہر لڑتے ہوئے آتے ہیں ساحر بھاگتے پھرتے ہیں لڑتے بھرتے سانس  
 قسطاس کے پہونچے قسطاس نے تلوارین بر سائیں لیکن نور الدہر پر سحر  
 تاثیر نہیں کرتا لوح کے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے  
 ہیں قسطاس نے پلٹ کر دیکھا کہ مرغ تیغ زن جا دو گرون کو قتل کر رہے ہیں  
 کہا کیوں ام مرغ تیغ زن تم ہمارے ہی فوج کو قتل کر رہے ہو صاحبقران نے  
 فرمایا او قسطاس تیرے قتل کی فکر ہو مگر تم بھکو طلسم کشا قتل کر لیا گھیر کر قسطاس  
 کو سامنے نور الدہر کے کیا نور الدہر نعرہ کر کے قسطاس پر جا پڑے قسطاس  
 نے جو دیکھا کہ طلسم کشا کا سامنا ہوا ایک دستک دی آواز دی اور گلنا ز شیریں ادا  
 یہی وقت ہو کر اگر طلسم کشا کو گھیرے ایک طرف سے ایک نازنین مہ جبین یہ  
 اشعار پڑھتی ہوئی سامنے آئی قسطاس

ایک گھر میں گل محبت ایک گھر میں داغ ہو  
 دیکھ لے جو چاہے آنکھوں کی نظریں داغ ہو  
 یہ وہ آتش ہو کہ جس سے خشک و نمین داغ ہو  
 لالہ رو شاید کوئی تیری کمر میں داغ ہو  
 بوے گل دیتا ہو جو جو اپنے برین داغ ہو  
 گرمیوں سے سوزش دلی جگر میں داغ ہو  
 منزل مقصود کی دوری سفر میں داغ ہو  
 مشک چین و عنبر سار انظر میں داغ ہو  
 زخم باہر اپنی قسمت کا ہو گھر میں داغ ہو  
 دوڑتی ہو روح اسپر جس شرمین داغ ہو  
 داغ جب بیل میں لگا عین شجر میں داغ ہو

زخم دلیں تیری فرقت سے جگر میں داغ ہو  
 رخ ترا بیدار ہو روئے قمر میں داغ ہو  
 عشق کی دلسوزیوں سے بحر و بر میں داغ ہو  
 دیدہ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہیں  
 آجکل ہوتا ہو ہم آغوش وہ رشک بہار  
 اشک کے پانی سے نہلا دے مجھ کو چشم تر  
 اشتیاق گور میں دیتی ہو اندا طول عمر  
 زلف و خال یار پر جیسے پڑی ہو اپنی آنکھ  
 دان تماش اینداوی کی اوریاں شوق دھال  
 داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہو عشق میں  
 عیب شاعر کو لگا دیتا ہو نقش نقص شعر

ہر چند اُس نازنین نے اشارے کیے ناز و کرشمہ دکھائے مگر نور الدہر جب بوج کو



گرویش دیتے ہیں اور سایہ اُسکا پڑتا ہو تو معلوم ہوتا ہو کہ ایک رنگین سیاہ رو تیرہ  
درون رقص کرتی ہوئی آتی ہو چاہتی ہو کہ راحہ ترو پر بین پھنساؤن مگر نور الدہر پابند  
احکام لوح جب قریب پہونچے تو لوح کو چپکا دیا اُسکے بدن میں آگ لگ گئی  
کئی سحر قسطاس نے اسی طرح کیے تانہ نینان مہ جبین آئین خوب خوب گکائین آخر  
ایک نے ہاتھ تھام لیا نور الدہر نے بحکم لوح عکس تیغہ طلسمی ڈالا جب عکس  
تیغہ طلسمی پڑا تو اُس تانہ نینان نے ایک چیخ ماری کہ شمعہ سے شعلہ آتش نکلا جب  
سحر نے قسطاس کے تاثیر نہ کی تو تلوار کھینچ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے  
نور الدہر نے خالی دیے آخر کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی جو چپکا قسطاس  
نے سپر اٹھا دی مگر آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں چپک پڑ تلوار کی نگاہ منہیں ٹھکتی  
تلوار جو چپک کر گرمی سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر کو تراش کر چہرہ گرون  
پر پہونچی قسطاس کے دو ٹکڑے ہوئے قسطاس کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا تو  
آوازین مہیب نے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں قسطاس  
جاو و بود بعد مر نے قسطاس کے نور الدہر صاحبقران کو لیکر پلٹے اور بارگاہ  
میں لا کر داخل کیا قسطاس کے یہاں خزانہ بہت بڑا تھا وہ عمرو نے اپنے  
قبضے میں کیا صاحبقران نور الدہر سے رخصت ہوئے باغ میں نکلیں کے  
آئے دیکھا کہ نکلیں رو رہی ہو صاحبقران کو دیکھ کر شگفتہ ہوئی کہا یا صاحبقران  
میں آپ کے واسطے بہت پریشان تھی مجھ کو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ سحر میں  
قسطاس کے پھنس جائیے مگر چونکہ طلسم کشا موجود تھا کوئی سحر نہ چلا قسطاس  
مارا گیا جس وقت بیرون نے آواز دی میں سمجھ گئی کہ طلسم کشا غالب آیا لوح اُسکے  
پاس موجود تیغہ طلسمی قبضے میں اُپر سحر کیا تاثیر کر سکتا ہو صاحبقران قریب نکلیں  
آکر بیٹھے نکلیں نے کنیزوں کو اشارہ کیا شراب و کباب کا چرچا ہوا محبت  
عیش و حیش مہیا ہوئی صاحبقران کا دماغ تر ہو پہلو میں معشوق پر چہرہ مگر نیلوفر  
مرحلاتانی پر پہونچا و سو اس جاو و تخت پر بیٹھا ہو سرور سب جمع ہیں طلسم کشا کا



ذکر ہو رہا ہے کہ ہر کار و دن نے آکر خبر دی اور شہر پار غضب ہوا کہ قسطنطس مالک مرحلہ  
 اول قتل ہو گیا طلسم کشاکشا کا داخلہ ہوا اب یقین ہو کہ طلسم کشاکشا آپ کی طرف رخ کرے یہ سکر  
 و سو اس تخت سے اٹھا بیٹھی اسکی روشن جبین نہایت حسین و جمیل ہو اُسکو تخت پر  
 بٹھایا آپ فکر میں نور الدہر کی نکلا یہ فکر میں کر رہا ہو روشن جبین تخت پر بیٹھی ہو کہ  
 نیلو فر نے آکر خبر دی اور ملکہ عالم ایک بڑی بات دریافت ہو گئی ہو وہ یہ کہ بادشاہ  
 لشکر اسلام سعد بن قبا و پہلو میں سرود لکشاکشا کے بیٹھے ہیں تاج راگ رنگ بھی  
 ہو رہا ہو کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ دونوں کو گرفتار کر لائے ایک عزیز تو مسلمانوں کا  
 قتل ہو کہ طلسم کشاکشا کو صدمہ پہونچے مرنے سے بادشاہ اسلام کے طلسم کشاکشا بہت  
 بدحواس ہو جائیگا روشن جبین نے وضع پوچھی نیلو فر نے سراپا بیان کیا کہ ایسے  
 حسین و جمیل ہیں کہ سرود لکشاکشا نا دیدہ عاشق ہوئی تھی البتہ یہ تو اکثر کنیزوں کی زبانی  
 سنا تھا کہ ملکہ نے ایک بادشاہ کو خواب میں دیکھا ہو اُسکی تلاش میں ہیں آخر یہ مشکل  
 اپنے باغ میں لائی باپ اُسکا ہفت جوش قتل ہوا لیکن مزاج میں ہفت جوش  
 کے قرار نہ تھا ہر چند کہ مطیع اسلام ہو اٹھا مگر اسی فکر میں تھا کہ طلسم کشاکشا کو شکست  
 دلو اؤں آپ ہنستا ہوا نکلیا اؤں اسی نیت کا یہ انجام ہوا کہ بے خطا مارا گیا ہاتھ  
 سے طلسم کشاکشا کے قتل ہوا سب حال سکر روشن جبین کو بھی خیال ہوا کہ میں بھی اس  
 جوان کو دیکھوں ذکر جو سراپا کا سنا اور نا دیدہ عشق ملکہ سرود لکشاکشا کا تعجب ہوا  
 ایک کنیز شوخ ویدہ پہلو میں بیٹھی تھی کہا اور شوخ ویدہ جاؤ بادشاہ و سرود لکشاکشا  
 کو گرفتار کر لاؤ شوخ ویدہ یہ حکم سکر چلی اسوقت پہونچی کہ یہاں عاشق و معشوق  
 تنہا بیٹھے ہیں ہاتھ گلاؤں میں پڑے ہوئے اختلاط ظاہری ہو رہا ہو کہ شوخ ویدہ  
 تڑپ کے گرمی عاشق و معشوق کو پیچے میں دبا لیا اڑتی ہوئی چلی قصائے کار اس  
 راہ سے گزری جہاں صاحبقران زمان بیٹھے ہیں سناٹا جو ہوا امیر نے سراٹھا کر  
 دیکھا کہ ایک ساحر بادشاہ و ایک مر جبین کو پیچے میں دباے ہوئے لیے جاتی ہو  
 صاحبقران نے تاک کر تیر مارا شوخ ویدہ کے سینے کو توڑ کر پار گزارا بادشاہ و



سرو و لکشا پنچے سے چپوٹے صاحبقران نے اٹھکر بادشاہ کو گود میں لیا نکمکین نے  
 سرو و لکشا کو روکا دو نوں ہو شیار ہوے بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا  
 جھمک کر سلام کیا صاحبقران نے سر سینے سے لگایا پوچھا اے نور نظریہ کیا معرکہ  
 تھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا اب ہمارا اور تمہارا  
 ساتھ ہو گا بادشاہ نے سر جھکا لیا عرض کی جو بادشاہ ہو وہ بجا ہو صاحبقران نے  
 بارہ درمی میں بادشاہ کو جگہ دی بادشاہ بارہ درمی میں اگر بیٹھے سرو و لکشا بھی  
 آئیں کہا اور شہریار مقام بہتک ہو کہ حضور صاحبقران کے ساتھ رہیں اگر مناسب  
 ہو تو نکل چلیں الگ اپنا عظم و شان پیدا کیجیے تاکہ نور الدہر کو بھی معلوم ہو  
 کہ بادشاہ نے الگ ہو کر یہ کام کیا لشکر سے نکلا خوب نام کیا بادشاہ نے فرمایا  
 ہر چند کہ عقل عورت کی ناقص ہوتی ہو مگر اے معشوق کیا معقول بات کہی ہو یہ  
 فرما کر رات ہی کو اٹھے ایک مادیان اور ایک مرکب اصطلیل سے لیا مرکب  
 کی پشت پر سوار ہوے مادیان پر ملک سوار ہوئیں بادشاہ و ملک نکلے دو نوں  
 گھوڑے اڑاتے ہوے جاتے ہیں وقت شب چاندنی نکل ہوئی زمین تمام  
 عکس گھلما سے رنگارنگ سے بو قلمون ہو رہی ہو بادشاہ تماشا دیکھتے ہوے جاتے  
 ہیں زیر کوہ گذر ہوا بادشاہ کو آثار جمع ظاہر ہوے ستارہ سحری آسمان پر چپکا آوا  
 مرغ سحر کان میں آئی بادشاہ گھوڑے سے اتر پڑے فرمایا کہ اے ملک عالم نما جمع  
 پڑھ لین تو پھر چلیں بادشاہ نے جھیل پر وضو کیا ملک نے فوراً زمین پوش بچا دیا  
 بادشاہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ملک ٹھل رہی ہیں قضا سے کار پہاڑ پر ایک  
 قزاق موسوم بہ قفنگ پر ان لوٹ مار کر آیا تھا حصہ تقسیم ہو رہا تھا کہ قفنگ  
 کی نگاہ اس محبوب پر پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ تمام لیا کتا تھا کیا تدبیر کروں ایک  
 شخص اس محبوب کے ساتھ ہو ضرور دیکھا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اے برادر  
 جاؤ اس عورت کو لیکر چلے آؤ اس جوان کو نہ قتل کرنا اگر کچھ مانع ہو تو سمجھا دینا  
 کہ بارہ ہزار قزاقوں سے قفنگ بالائے کوہ بیٹھا ہو وہ جوان آپ خوش ہو کے



دیدیگا سو چنگیا کہ میری جان بچے یہ سُکر وہ سوار پہاڑ سے اُتر اگھوڑا اُتاتا ہوا چلا  
 بادشاہ فرض خدا اور اکر چکے ہیں کہ اُس سوار نے اکر کہا اے نازنین تو بڑی صاحب  
 نصیب ہو کہ ہمارا افسر جسکے بارہ ہزار قزاق قبضے میں ہیں وہ تم پر عاشق ہوا لہذا چلو  
 پلکر قدمبوسی کرو بادشاہ نے جھٹاکر کہا او بے حیا عورت سے کیا بات کرتا ہو مردوئے  
 بات کر یہ فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے سوار نے نیزہ ہلایا کہا اے شخص اگر تو  
 سپاہی بھی ہو تو سانسے بارہ ہزار جوان بیٹھے ہیں کیون عورت کے واسطے جان  
 دیتا ہو عورت کو دیدے اور تو چلا جاتجھے قرض نہ کریگے ہمارا افسر بہت ہی  
 رحمدل ہو بادشاہ نے فرمایا قزاق دغا باز بند گمان خدا کا آزار رسلمان وہ رحم کو کیا  
 جانے بس بہتر یہی ہو کہ چلے جاؤ اُس سوار نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا  
 اُسے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی مقام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر چیر گردن  
 سے اُڑ گیا تفتنگ نے جو بالائے کوہ سے یہ سکر دیکھا خود گنبد اطلب کیا سوار  
 ہو کر پہاڑ سے اُتر اشل دیو چنگھاڑتا ہوا سانسے بادشاہ کے آیا کہا او دیوانے  
 تو نے غضب کیا یہ میرے رفیق ہیں کہ اکثر بارہ ہزار سے بچا س ہزار کا قافلہ لوٹا  
 اُسہیں کا یہ سوار تھا کہ تو نے مار ڈالا مجھ کو بڑا قلق ہوا اب بھی اسی میں خیر ہو کہ  
 عورت حوالے کر اپنی راہ لے اور بلکہ کچھ کہ تو خرچ دون خیر و عافیت سے چلا جا  
 بادشاہ نے فرمایا کیا بیوہ بکتا ہو کوئی مرد یہ گوارا کر لگا کہ اپنی عورت دوسرے  
 شخص کو حوالے کر دے پہلے ہمارا سر کاٹ لے تب تجھے اختیار ہو بڑی شرم کی  
 بات ہو کہ عورت تیرے حوالے کریں اور آپ زندہ چلے جاوین یہ سُکر تفتنگ  
 پیچھے ہٹا تیر ترکش سے نکالا کہا یہ تیر دل کو توڑتا ہو طائر وہم و خیال شکار کرتا ہوں  
 میرے تیر سے بچنا دشوار ہو بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اُسے تیر مارا  
 بادشاہ نے قلم کیا تفتنگ اچھل پڑا کہا اے جوان تو فنون سپاہ گری میں طاق  
 ہو بلکہ شہرہ آفاق ہو اب بھی چلا جا زیادہ جہالت نہ کر میں کئی حربے رکھتا ہوں  
 یہ کیکے نیزہ ہلاتا ہوا سانسے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو پہلے سے اڑا دیا



وہ قہقہے پر ہاتھ ڈال کے بادشاہ پر برس پڑا بادشاہ نے سب وار خالی دینے جب کہی  
وار وہ کرچکا تو بادشاہ للکارے کہا ایک وار تو ہمارا بھی قبول کر یہ فرما کر تلو اور پنی  
عروس ظفر تھی کہ جلا نیام سے نکلی خبر وار کیکے ہاتھ مار آتلو ارچک کے گرمی سپر کو  
کاٹ کر قنگ و مرکب کے چار ٹکڑے کیے تمام قزاق تھرا گئے کہ افسر اعلیٰ  
مارا گیا سب قزاقون نے اطاعت کی بادشاہ اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر آگے  
بڑے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد و اڑی دیکھا ایک پہلوان گنبد  
پر سوار پشت پر بارہ چوہ ہزار جوان آتا ہوا ہر کھیلے معشوق نے عرض کی  
او شہریار اگرچہ میں سحر نہیں جانتی مگر انکو تسخیر کر سکتی ہوں سعد نے کہا تم داخل نہ دینا میں  
تلوار کھینچ کر ان پر جاتا ہوں اُس پہلوان کی نگاہ جمال جہان آرا سے سعد شہر  
پر پڑی ساتھ والوں سے کہا یہ کوئی مرد مسلمان ہو چند قزاق ساتھ ہیں تم سب  
ملکر انکو مار لو گے سب نے کہا خداوند انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہو اُسے کل فوج  
کو اشارہ کیا بادشاہ نگرہ کر کے جا پڑے سب قزاقون نے بھی حملہ کیا وہ لوگ  
جنگی یہ قزاق وہ بلوہ ہوا کہ بادشاہ گھبرا گئے دل کو طرف پروردگار کے رجوع  
کیا پکار اُسے کہ ای بے نیاز و امور بکار ساز رحم اپنا شریک حال کر قلم

زہینا وار خلق آمد خریدار  
بہر شایق نمود از پر وہ ویدار  
گئے گردید بیدل گاہ ولد ار  
گئے مستانہ گشت و گاہ ہرشیار  
گئے بلبل بہ عشق گل گرفتار  
چو شد حاضر بدان و رہا رہا رہا رہا  
خدا سے رنگ و بوی بلبل زار  
کرم فرما بہ حال ہندی زار

یہ حسن یوسفی شد گرم باز ار  
چو آن واحد شد از کثرت نمودار  
گئے معشوق گشت و گاہ عاشق  
گئے دیوانہ گشت و گاہ وانا  
گئے سرو چین از ہر غم آزاد  
گدا کرو از گھر پر دامن خویش  
شدہ اندول بہ گلزار زمانہ  
کریبی وریچی ای خداوند

وہ پہلوان موسوم بہ نہنگ ابلق سوار لڑتا بھرتا قریب بادشاہ کے آیا



ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر کو بٹا کر سر پر ہاتھ مارا نہنگ  
 کے دو ٹکڑے ہوئے مارے جانا اُسکا کہ فوج میں فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر ایک  
 آواز دیتا تھا کہ اوصفت شکن ہم پناہ مانگتے ہیں بادشاہ نے سب کو پناہ دی یہ  
 لوگ بھی بصدق دل مسلمان ہوئے اس پہلو ان کے قتل کرنے سے خبیثے خرگاہ  
 بارگاہ میں ممکن ہوئیں بارگاہ استاد ہوئی بادشاہ نے معشوق کو ایک خبیثے میں  
 داخل کیا ارادہ ہو کہ کوچ کر کے جہان نور الدہر پہنچیں وہاں میں بھی پہنچیں  
 تیس ہزار آدمی ساتھ ہیں اس ارادے پر صحرا سے منہنگان میں فروکش ہیں لیکن  
 نور الدہر بن بدیع الزمان کہ مرحلہ اول فتح کر چکے ہیں مقام پر قسطاس کے  
 آکر اترے ہیں منظور یہ ہو کہ صاحبقران کو اب ساتھ رکھوں جد عالی تبار کو  
 اب کہیں نہ جانے دون گھر صاحبقران زمان شب کو جو بیٹھے خواجہ عمرو قریب  
 ہیں فرمایا او شہنشاہ اوج عیاری اب کہو کیا صلاح ہو ہمراہ نور الدہر سیرا رہنا  
 مناسب نہیں عمرو نے کہا بہتر تو یہی ہو کہ نکل چلیے الگ کام کیجیے صاحبقران  
 پلنگ سے اٹھے خواجہ سے فرمایا گھوڑا تیار کرو عمرو نے مرکب تیار کیا لیکن  
 عرض کی کہ او شہر بار شب تیرہ و تارہ ہو راستہ نہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا کہ او  
 خواجہ وہ رہبر کامل ساتھ ہو ضرور رہبری کریگا یہ فرما کر سوار ہوئے خواجہ  
 بھی ساتھ ہیں اُس اندھیری رات میں گھوڑا ڈالے ہوئے جاتے ہیں ہر تہہ  
 فرماتے ہیں کہ او خواجہ کیسی اندھیری رات ہو عمرو کہتا ہو میں تو عرض کرتا تھا  
 مگر حضور نے کہنا نہ مانا اب پلٹ چلیے صاحبقران نے فرمایا یہ تو سراسر خلافت  
 ہو یکا یک سفیدہ سحری آسمان پر ظاہر ہونے لگا طائر آشیا نون سے نکلے اور  
 زمرہ سرابی کرنے لگے اُنکے زمرہوں سے یہ آواز آتی تھی او رہروان جاوہ حسرت  
 ویاس ہو شیار رہو دنیا نا پائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو بڑے بڑے شاہان  
 جہان حسرت ویاس لیکر پردہ دنیا سے اٹھ گئے خالی ہاتھ گئے دنیا سے کیا  
 لے گئے سکندر نے سب کو تماشہ دکھا دیا **طلسم**



دست دعا بلند تو کر ہی دعا قبول حاضر یہ گنج ہو جو کرے اثر وہا قبول ہوتی نہیں محال طلب کی دعا قبول سب کچھ قبول ہی یہ نہیں مہ نقا قبول کرتا ہی بندگی کو جو انکی خدا قبول جو کچھ کہوں کرے وہ مراد لہر با قبول کرتی نہیں ہی انکی طبیعت دعا قبول دل کو نہیں ہی کوئی تمہارے سوا قبول کرتے ہیں آشنا سخن آشنا قبول	در گاہ میں کریم کے ہی التجا قبول باندھے گرہ میں اپنی مرے دل کو زلفیا شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش راغ فراق دیکے نہ جا قبل صبح کے یہ وقت لہو و لعب میں کھو وے نہ آدمی ایسا اثر زبان میں مری امی کریم وے وہ لوگ ہیں جو در و محبت سے آشنا عالم سے کچھ غرض نہیں امی جان جان ہمیں کنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب
---	---

ظانروں نے یہ آواز جو دی خواجہ تو پیچھے بٹے مگر صاحبقران زمان اسی طرح  
گھوڑا بڑھاے ہوئے جاتے ہیں بخوبی صبح ہو گئی عمرو دور سے دیکھ رہا ہو  
کہ صاحبقران گھوڑے سے اترے زمین پوش بچھایا کہ واجب خدا ادا  
کروں پہلو سے آواز آئی کہ او غافل ہم تیرے مشتاق بیٹھے ہیں رات بھر  
ترپتے ہوئے گزری ہو امیر نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک تاجدار پہلو سے  
صحرا سے پیدا ہوا اگر صاحبقران کو سلام کیا کہا امی شہر یار میں فریادی آیا  
ہوں امیدوار ہوں کہ میری التجا قبول ہو صاحبقران نے فرمایا تمہر جاؤ  
ہم نماز پڑھ لیں اس تاجدار نے کہا بہتر القصد نماز پڑھ کے صاحبقران انکے  
ساتھ ہوئے عمرو دور سے تقارب میں دیکھتا چلا آتا ہو کہ کہ آقا کہاں جاتے ہیں  
کوئی کوس بھر راستہ طو کیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک لشکر اتر رہا ہو اس تاجدار  
نے پکار کر آواز دی یارو میں صاحبقران زمان کو لایا کئی جوان اس فوج سے  
نکلے قریب صاحبقران کے آئے رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا امی شہر یار اترے  
در بار میں آپ کی طلب ہو عمرو نے دیکھا صاحبقران گھوڑے سے اتر پڑے  
عمرو حیران ہو کہ غیر لوگوں کا سامنا اور صاحبقران اسم اعظم نہیں پڑھتے خیر



جن لوگوں نے رکاب پر ہاتھ رکھا تھا امیر اُنکے ساتھ چلے عمرو و ور سے دیکھ رہا ہی  
 کہ صاحبقران اُنکے ساتھ لشکر میں پہونچے ایک بار گاہ اشتاد تھی امیر اندر بارگاہ  
 کے گئے خواجہ عمرو درخت کی بیچ میں چھپے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لشکر میں ہلچل  
 ہوا ہر شخص یہی کہہ رہا ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کر لیا اب مطلب پورا ہوا عمرو نے  
 دیکھا کہ اہالی لشکر امیر بات تو تیر کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ سے لیکر نکلے مگر اس سخت  
 سے کہ زبان بند حرز ہیکل کسی نے گلے سے اتار لی اب صاحبقران کو ایک اراہ  
 پر سوار کیا صاحبقران سر جھکا کر بیٹھے کل فوج تیار ہوئی اراہ لیکر چلے خواجہ عمرو  
 حیران ہیں کہ پرو و دگاریہ کیا ہوا آقا ایسے مجبور ہوئے وہی تاجدار تخت پر سوار  
 ہو فوج کو حکم دے رہا ہو کہ جلد اس صحرا سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجائے  
 جلدی جلدی جاتے ہیں اراہ کو بڑھا رہے ہیں قضاے کار یہ تاجدار کہ جسکا  
 تاجدار جاو و نام ہو سو اس کا بھیجا ہوا ہو دربار میں صلاح ہوئی تھی اس تاجدار نے  
 کہا کہ میں جا کر صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہوں مگر طلسم کشا سے خوف ہو ایسا  
 نہ ہو وہ آپرے و سو اس نے کہا تم یہاں تک لاؤ ایسے مقام پر قید کروں کہ  
 تا قید حیات نہ چھوٹ سکیں عمرو دیکھتا ہوا چلا آتا ہو کہ وہ فوج صاحبقران کو  
 لیے ہوئے سامنے ایک قلعے کے پہونچی و سو اس جادو کو خبر ہوئی کہ تاجدار  
 صاحبقران کو گرفتار کر لایا اٹھکر باہر آیا صاحبقران کو دیکھا تاجدار سے پوچھا  
 کہ اُنکے تحفہ جات لے لیے تاجدار نے کہا حرز ہیکل میرے پاس موجود ہوا اسم اعظم  
 فراموش کرایا دیکھ لو کہ خاموش بیٹھے ہیں و سو اس نے جو صاحبقران کو دیکھا  
 آکر کہا کیوں حضور کچھ آپ کو خیال نہ ہوا آپ مرحلے پر چلے گئے اب کون صورت  
 رہائی کی ہو یہ کہکے تاجدار جادو کو حکم دیا کہ لیجا کر زندان ویر گاہ میں قید کرو  
 تاجدار جادو نے صاحبقران کو اراہ سے اتار چند رنگیان سیاہ روائے  
 سر زنجیر کو تمام کر صاحبقران کو لے چلے یہ حال دیکھ کر عمرو بہت بیقرار ہوا  
 پہلو میں قلعے کے قصر تھا اُس میں لیجا کر صاحبقران کو قید کیا عمرو گھر و قصر کے



چرخ مارتا پھرتا ہو یہی سوچ ہو کہ خدمت میں آقا کی جاؤں مگر زندگی بیدار ہیں حاضر شاہ  
 و ناظر باش کر رہے ہیں جو کوئی اس راستے سے گزرتا ہو اسکو ہٹا دیتے ہیں عمرونا چا  
 ہو کر ایک نخل کے سائے میں اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا دو پہر رات آئی تھی کہ پہلو  
 سے روشنی معلوم ہوئی عمرو نے دیکھا فنس میں کوئی سوار ہو آگے آگے و مشعلی  
 شعلین روشن کیے ہوئے اس عظیم و شان سے سوار ہی آتی ہو دو کھاریاں  
 راہنی بائیں جانب فنس کی پٹی پر ہاتھ رکھے ہوئے رنگیوں نے بڑھکھچکا را  
 کون آتا ہو کھاریوں نے آواز دی ملکہ گلگونہ رنگین پوش کی سوار ہی ہو منظور  
 ہو کہ قیدی کو دیکھیں رنگیوں نے دروازہ کھول دیا گلگونہ اتوی قید خانے میں  
 آئی دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل سرنگون بیٹھا ہو مگر بلول و خرین ہو  
 گلگونہ بیقرار ہو گئی ساتھ والیوں سے کہا صاحبو مقام افسوس ہو کہ ایسا شیر  
 بیشہ جرات یکہ تازہ میدان جلالت یوں قید ہو جائے مگر تعجب ہو کہ افکار رفیق  
 و شفیق عمرو کہاں گیا خیر چلو باغ میں چلین یہاں ٹھہر کر اور اس آفتاب جمال  
 کو دیکھ کر کلیجہ جلتا ہو قلب کو قلق ہوتا ہو والد کو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسے شخص کو  
 یوں قید کیا کہ جسکا اس وقت پر یہاں کوئی سعین و مددگار نہیں یہ کہتی ہوئی  
 قید خانے سے نکلی ساتھ والیوں نے کہا حضور آپ کو کیا مطلب مالک محل  
 ہیں حسب طور سے چاہتے ہیں انتظام کرتے ہیں گلگونہ نے کہا اب اس وقت تو  
 میں باغ میں چلتی ہوں مگر صبح کو البتہ والد سے کہو گی کہ انکا مرتبہ ایسا نہیں ہو  
 کہ جٹلو آپ نے یوں قید کیا مناسب یہ تھا کہ کوئی قصر رفیع ہوتا اس میں بہ طور  
 نظر بند کے رہتے یہ کہہ ملکہ فنس پر سوار ہو میں ایک کھاری چند قدم آگے بڑھی  
 دوسری ملکہ کی فنس کے ہمراہ ہوئی کھاریوں نے فنس اٹھائی لیکر چلے لیکن  
 عمرو تو یہ سانحہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی وہ کھاری آگے آگے عمرو کی جانب سے  
 گزری فوراً عمرو نے حباب بیہوشی مارا کھاری بیہوش ہو کر گری عمرو نے  
 ہاتھوں پر روک کر داخل زنبیل کیا جب فنس ملکہ کی چند قدم آگے نکل گئی



تب عمرو نے کہاری کو زنبیل سے نکالا اسیکی شکل بنے کپڑے اسکے اتار کر پہن لیے  
 رنگ روغن سے درست ہوئے کہاری کو پھر داخل زنبیل کیا اب خواجہ دوڑتے  
 ہوئے تعاقب میں غنس کے چلے ملک نے غنس سے آواز دی اری شیرنگ  
 خواجہ توجہ قدم پیچھے پیچھے آئے تھے کہارون نے کہا حضور وہ پیچھے آتی ہو  
 ملک نے حکم دیا کہ شیرنگ کو پکار لو کہارون نے پکار کر آواز دی بی مہری صاحب  
 تمکو ملک عالم بلاتی ہیں خواجہ دوڑ کر قریب غنس کے آئے کہا آج حضور نے بڑی  
 تکلیف فرمائی گلگونہ نے جواب دیا کہ اوشیرنگ میں کیا کہوں کہ میرے دل کا  
 عجیب حال ہوا اپنا قول یہ نظر

<p>باغبان انصاف پر بلبل کے آیا چاہیے          نریش گل بلبل کی نیت سے بچایا چاہیے          پان بھی کھاؤ جمائی ہو جو مستی کی دھڑی          آئینہ میں خط نورس کا نظارہ کیجیے          بوسہ اس لب کا ہو قوت بخش ریح ناتون          عشق میں حد ادب سے آگے رہتا ہو قدم          دیکھیے کرتا ہو کیونکر یار سے گستاخان          ہو گیا ہو ایک مدت سے دل نالان خموش          فصل گل ہو چارون ساتی تکلف ہو ضرور          غم میں جوش ہو سے محکویہ صدا ہو آری          شیر سے خالی نہیں رہتا نیستان زہنار          خاطر آتش لکھی میں چند بیتیں اور بھی</p>	<p>پینچنی اسکو زر گل کی پنہایا چاہیے          شمع پروانوں کی خاطر سے جلایا چاہیے          شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے          آہوان چشم کو ایجان چہرہ آیا چاہیے          ایسی یا قوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے          شاخ رنگین پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے          شوق کے بھی حوصلے کو آزمایا چاہیے          باغ میں چاکر اسے بلبل ستایا چاہیے          پھر جواہر کی ربط کو لگایا چاہیے          طرف عالی ہو تو کیفیت اٹھایا چاہیے          بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے          بے نشان ہوں نام باقی چھوڑ جایا چاہیے</p>
--	--

خواجہ بولے حضور نے جو فرمایا بجا ہو حقیقت میں آپ رتبہ شناس ہیں یہ باتیں کرتے  
 ہوئے قریب دربار پہنچے ملک اتریں لڑکھڑاتی ہوئی باغ میں آئین مسند پر  
 آکے بیٹھیں خواجہ بھی قریب آکر بیٹھے کہا اے ملک عالم غم و الم دل سے دور کیجیے



گائین بلاؤن گانا ہو ملک نے جواب دیا اور شہزنگ کسی بات کو میرا دل نہیں چاہتا  
 طبیعت پریشان ہو جی چاہتا ہو میں جا کر قید خانے میں بیٹھوں انکو رہا کروں وہ  
 کیسے خاموش بیٹھے ہیں انکو غم ہو میرے دل کو صبر کیونکر آئے مگر صبح کو دربار میں  
 والد نادار کے جاؤنگی اُسے ضرور کہو نگلی کہ آپ نے مرتبہ شناسی کو فراموش کیا  
 اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ یہ آقا پر عاشق ہوئی یقین ہو کہ اپنے باپ سے  
 لکھ رہا کرانے شب بھر یہی باتیں رہیں جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا ملک نے کہا  
 اور شہزنگ میں خدمت میں والد نادار کی جاتی ہوں بہت سمجھاؤنگی اگر میرا کنا  
 مان لیا تو مطلب نکل آیا اور اگر نہ مانا تو انھیں اختیار ہو کچھ اور تدبیر کیجائیگی خواجہ  
 حیران ہیں کہ دیکھیے فلک کیا دکھائے یقین تو ہو کہ اسکی ذات سے مطلب نکلے  
 گلگونہ اپنے مقام سے اٹھی خواجہ جو کہاری بنے ہوئے تھے انھیں کا ہاتھ تھا  
 لیا کہا اور شہزنگ اب چلو تم بھی سن لینا کہ والد سے کیا گفتگو ہوتی ہو خواجہ نے  
 ناچار ہمراہ ہوئے ملک گلگونہ رنگین پوش شہلتی ہوئی دربار گاہ پر پہونچی و سوال  
 کو دیکھا تخت پر بیٹھا ہو وزیر اصرار آتے جاتے ہیں سب سے کتنا ہویا رورات کو  
 غضب ہوا ملک گلگونہ رنگین پوش کہ میری سلطنت کا دار و مدار اسی پر موقوف ہے  
 وہ امیر پر مال ہوئی یہ ذکر تھا کہ گلگونہ سامنے آئی جھک کر باپ کو سلام کیا و سو اس  
 نے کہا اوشو خدیوہ تو نے غضب کیا میں نے خبر سنی کہ رات تو قید خانے میں گئی  
 یہ وہ شخص ہو کہ جسے بڑے بڑے ساحر و نکو مارا ہمارا اسکے ہاتھ سے ناک میں  
 دم ہوا اب اُسکو گرفتار کر لیا اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا طلسم کے بچانے کی  
 تدبیر بن کر رہے ہیں آگے قدرت کو اختیار ہو گلگونہ نے جواب دیا والد  
 نادار مناسب یہ ہو کہ اس شخص کو قید سے چھوڑ دیجیے طلسم کشا کی فکر کیجیے یہ سنکر  
 و سو اس نے کہا تجھے ان مقدمات میں کیا دخل ہو ہمیں اختیار ہو اور جو مناسب  
 جانیں گے وہ کریں گے گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہو گلگونہ نے چاہا پٹون و زر  
 کہا اور شہزادہ اگر یہ جائیگی تو آفت برپا کر لیگی اُسکو گرفتار کر لیجیے و سو اس نے قریب



بلایا کہا اور نور نظر ذرا زبان نکالو تو میں سحر کر دوں جیسے ہی گلگونہ نے زبان نکالی  
 و سو اس نے سوزن دیکر کہا اس شوخ دیدہ کو لیجا کر اسی قید خانے میں قید کرو  
 خواجہ نے دیکھا گلگونہ کو کشان کشان لیچے اُس وقت گلگونہ بہ نگاہ حسرت چہر  
 جانب دیکھتی تھی خواجہ کا دل ٹکڑے ہو گیا مگر ناچار بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ سینے  
 لیجا کر گلگونہ کو بھی اسی قید خانے میں قید کیا خواجہ کھڑے دیکھا کیے مگر کثیران  
 گلگونہ روتی ہوئی پلیٹین خواجہ بھی اُن سب کے ساتھ باغ میں آئے کثیرین رو  
 لگین کتنی ہیں صاحبو غضب ہوا کہ ہمارے مالک کو قید کر لیا خواجہ نے کہا صاحبو  
 اس رونے سے کیا فائدہ کچھ تدبیر رہائی کی کرو سب نے کہا اور شیرنگ تمہیں بتاؤ  
 کہ کیا تدبیر کریں عمرو نے کہا نقب لگاؤ سب نے اس بات کو منظور کیا گوشے  
 میں آکر خنجر ہاتھ میں لیے نقب کنی میں مصروف ہوئیں چند کثیرین کھودتی ہیں  
 چند مٹی نکال رہی ہیں خواجہ تدبیریں بتا رہے ہیں نقب کھود رہی ہو دن بھر نقب  
 کھودی شام کو مہرہ نقب کا قید خانے کے گوشے میں پہونچا خواجہ اُن سب کے  
 ساتھ تھے آکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی گلگونہ نے قید توڑ ڈالی قریب  
 صاحبقران کے آئی چاہا کہ صاحبقران سے کلام کرے مگر صاحبقران خاموش  
 بیٹھ ہی خواجہ نے پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم صاحبقران کیوں نہیں کلام کرتے  
 گلگونہ نے کہا اسم اعظم بند ہو جب تک اسم اعظم نہ کھلے گا صاحبقران کلام نہ کریں گے  
 تم لوگوں نے بڑا کمال کیا کہ مجھ کو رہا کر لیا اب میں اسم اعظم رہا کرونگی کیونکہ ایک  
 ساحر سنی کیوس آؤ مخوار کے پاس اسم اعظم و حرز سیکل ہو خواجہ نے کہا پھر کیونکر  
 چلیں گلگونہ نے کہا وہ مدت سے مجھ پر عاشق ہو مجھ کو دیکھتے ہی غنیمت جانے گا  
 خواجہ نے کہا میں ضرور ساتھ چلوں گا گلگونہ نے کہا اور شیرنگ مفصل بتا کہ تو  
 کون ہو ان کثیروں کو یہ عقل نہ تھی کہ مجھ کو رہا کر تین مجھ کو طریقے سے معلوم ہوتا  
 ہو کہ تو عمرو عیار ہو بھی قاعدے میں لکھا تھا کہ عمرو تیرے باغ میں آویگا اسی  
 کی ذات سے رہائی ہوگی اور اسی وجہ سے میرے باپ نے مجھ کو قید کیا تھا یہ نوشتہ



ہو کہ گلگونہ کی ذات سے آفت برپا ہوگی چاہا تھا کہ بھٹک و قید کر رکھے جیتک طلسم کشا کو گرفتار کرے حقیقت میں ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہیں کہ زمین ہلا دین رات کا دن کرین اور دن کی رات کرین خواجہ گلگونہ کے ساتھ باغ میں آئے کنیزوں سے کہا نقب کو بند کرو فوراً کنیزوں نے نقب کو بند کر دیا گلگونہ نے خواجہ سے کہا اوشبرنگ میں نے پہچان لیا تم خواجہ عمرو جیسے ہی خواجہ نے یہ کلمہ ملک کی زبان سے سنا فوراً قدموں پر گر پڑے کہا اے ملک عالم حقیقت میں میں عمرو ہوں ملک نے سر سینے سے لگایا کہا خواجہ اب چل کر کیوس کو مارو تب اسم اعظم رہا ہو ملک نے فوراً خواجہ کو ایک تخت پر سوار کیا طرف قصر کیوس کے لئے چلی ملک نے راہ میں پوچھا خواجہ جسکی صورت پر تم آئے تھے اس کنیز کو کیا کیا خواجہ نے کہا میں اُسکو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کر کے تمہارے باغ میں چھوڑ آیا اور کیوس اپنے دربار میں بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ اب بی گلگونہ آتی ہوگی اپنی مصیبت پڑی ہو آنے دو دیکھو میں کیا تدبیر کرتا ہوں کہ دیکھا تخت اُڑتا ہوا آتا ہو اُسپر گلگونہ نہایت تکلف سے بیٹھی ہو ایک کنیز پہلو میں کتنی ہوئی آتی ہو کہ حضور چل کر گانیکا انتظام کرین میں لگا کر اُسکو ایسا راضی کروں کہ خوش ہو جائے کیوس نے ملک کو جو آتے ہوئے دیکھا اٹھ کھڑا ہوا کہا ملک عالم آئیے خواجہ نے اُترتے ہی کیوس کا ہاتھ تھام لیا کہا تم بڑے صاحب نصیب ہو ملک تمہارا ذکر کرتی ہیں میں انکو لگا کر لائی ہوں کیوس نے بہ نگاہ غور طرف عمرو کے دیکھا کہا اے عمرو کیا فکر کریگا میں تیرے آتے ہی آگاہ ہو گیا میں کہ رہا تھا کہ خواجہ آتے ہیں اور گلگونہ ساتھ ہو خواجہ قدموں پر گر پڑے گلگونہ نے یہ دیکھا کہ کیوس نے ہاتھ ہلا دیا کہ رنگ و روغن خواجہ کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی اور کیوس نے خواجہ کو گرفتار کیا گلگونہ حیران دیکھ رہی ہو جانتی ہو کہ یہ ساحر نہ بردست ہو پہلے ہی آگاہ ہو گیا اسی مضمون کو کتاب میں دیکھ رہا تھا بقراط نے سب کچھ لکھا ہو مگر اب ایسا مغرور ہو کہ اپنی تحریر کو بھولا جو لوگ اُسپر عمل کرتے ہیں وہ دھوکا سنیں



کھاتے دیکھو اسے کیونکر عمر و کو گرفتار کیا عمر و کو گرفتار کر کے طرمت گلگونہ کے منوجہ  
ہوا کہا بی گلگونہ بین تمھارے کل حال سے آگاہ ہوں یہ مجال نہیں ہو کہ بین دھوکا  
کھاؤں اور تم اسم اعظم لیجاؤ اب بہتر یہ ہو کہ خداوند بقرا ط کو اپنا خداوند جانو اور  
مذہب قدیم پر قائم ہو تو بین تمکو جانے دن گلگونہ نے سر جھبکا کر کہا اے کیوس میں  
اس خیال سے آئی کہ کیوس مجھ پر مڑتا ہی میں چل کے ملاقات کر آؤں نہیں معلوم کہ  
فلک کیا دکھائے آد طاسم کشا مشہور ہو نہیں معلوم کون مارا جائے کون زندہ  
بچے یہ سکر کیوس نہال ہو گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری تو  
یہ نوبت ہو کہ تمھارا نام لیکر جیتا ہوں راتین تڑپ تڑپ کے کشتی ہیں خیال تو کر و نظم

پر نہ دانہ اشک چشم نم کا اے ہمد ام آگھا  
مجھکو مہوتا ہی یقین یہ دانہ شبم آگھا  
اس چین میں گل بہ شکل نیر اعظم آگھا  
نخل قدیار نخل حلقہ ماتم آگھا  
نخل گندم خلد میں تھا دشمن آدم آگھا  
بید مجنون سرو بستان دیکھ لو تو ام آگھا  
سبزہ رخسار جانان اسکے حق میں ہم آگھا

جو گرا دانہ زمین پر ہو کے آخر نم آگھا  
نخل فوارہ نظر آتا ہی ہر سو باغ بین  
ہر دل پر داغ میں اے مہر تیرے رخ کی یاد  
وہ کھڑا ہو اور عاشق نوحہ گر ہیں گرد گرد  
ایک دانہ کھا گئے باہر باغ جنت سے ہو  
مجھ خمیدہ قد سے لپٹا ہو وہ سرو بلخ حسن  
مر گیا لیکر شفا بھی بوسہ خط صنم

اے گلگونہ میں نے عمر اپنی تیرے فراق میں گزاری آج تیرے منہ سے ایک کلمہ  
محبت کا نکلا دل باغ باغ ہو گیا غم سے فراغ ہو گیا گلگونہ نے کہا اے کیوس میں  
تجسے وعدہ کرتی ہوں کہ تمھکو عہدہ جلیل ملیگا صاحبقران کی رفاقت میں بہت بڑا  
مرتبہ حاصل ہوگا رہائی صاحبقران کی ترکیب کرو ایسا نہ ہو کہ قید خانے میں اپنے  
کچھ گزر جائے ایسے جلیل کا قید ہونا جائے افسوس اے اے کیوس فکر کرو اسم اعظم  
انکا کھوند و کیوس نے کہا یہی باتیں خلافت ہیں میں جو خیال کر کے دیکھتا ہوں  
تو مجھکو معلوم ہوتا ہو کہ تم محبت صاحبقران میں مبتلا ہو میں نے عمر و کو پکڑ لیا ہی  
میرے یہاں قید ہو اسی کی شکل بنکر جاؤنگا طاسم کشا کو بھی گرفتار کر لوں گا گلگونہ نے



کہا اے کیوس یہ خیال خام تصور ناتمام ہو اُسکا عیار شبیرنگ نامے بیٹا عمرو کا بلا سے  
روزگار ہو کسکی مجال ہو کہ اُسکے سامنے مکر کرے جب تو کیوس نے کہا اے ملک عالم میں  
تھواری محبت سے ناچار ہوں نہایت بیقرار ہوں جو تم کو وہ بجا لاؤں مگر خواجہ  
کو جو کنیزین لیکر چلین غنچہ وہن نامے کنیز کوڑا ہاتھ میں خواجہ کو لیے ہوے جاتی  
ہو خواجہ رونے لگے غنچہ وہن نے پوچھا خواجہ کیوں روتے ہو عمرو نے کہا  
اے ملک عالم اپنی جان کو روتا ہوں کہ اب کیونکر جان بچے گی مجھکو اسکا خوف ہو کہ جو  
رقم میرے پاس ہو یہ کون لیگا غنچہ وہن نے کہا تیرے پاس کیا ہو عمرو نے کہا آپ  
کنارے چلیے تو میں دکھاؤں غنچہ وہن عمرو کو لیکر کنارے آئی عمرو نے کچھ روپی  
نکال کر دیے اور کہا اس میں میرا دفن و کفن کرادیں گے گا دوسری پوٹلی نکالی کہا  
یہ آپ کا حصہ ہو کئی چیزیں عمرو نے نکالیں آخر میں ایک ڈبہ نکالا کہا اس میں جو اہر  
ہو نگر اسکو ملاحظہ نہ کیجیے ہوا لگنے سے جو اہر کی آب جائیگی تو مجھکو قلق ہو گا یہ سنکر  
غنچہ وہن نے کہا میں دیکھ کے بند کر دوں گی عمرو نے ہر چند منع کیا مگر غنچہ وہن کو  
ایک جوش تھا اُس ڈبے کو کھولا اُس میں سے بیہوشی نکلی غنچہ وہن بیہوش ہو کے  
گری عمرو نے غنچہ وہن کو زنجیل میں رکھا آپ اُسکی شکل نیکر محفل میں آئے کیوس نے  
پوچھا کیوں غنچہ وہن عمرو کو قید کیا کہا حضور قید خانے میں بڑے فساد کر رہا ہو  
آپ کو گالیاں دیتا ہو مجھکو ہزاروں گالیاں دین لیکن میں نے ہلک کر قدرت کو  
پیارا گوشتے سے روزگی پیدا ہوے عمرو کو چیر سچاڑ کر کھا گئے میں ڈر کے بھاگ  
آئی بڑیاں قید خانے میں پڑی ہیں یہ سنکر کیوس نے کہا قدرت نے ملا زمان  
ملک الموت کو بھیجا کیوں اے گلگو نہ تھنے قدرت نہائی شنی کہ کس طور سے عمرو کا  
کام تمام ہوا بڑا سکار تھا قدرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عمرو کا خاتمہ کرادیں گا  
آخر آج رنگی اُسکو کھا گئے چند رنگیاں آدھنوار ہمیشہ فرخار میں رہتے ہیں اُس میں  
سے دو آنے وہی عمرو کو کھا گئے گلگو نہ کو کمال قلق ہوا عمرو نے بائیں آنکھ کا اپنی  
تل دکھایا اشارہ تھا کہ تم کیوں گھبراتے ہو میں ابھی اُسکو لیتا ہوں یہ کہنے عمرو نے



کہا اور شہنشاہ ساحران اُسہین سے ایک رنگی میرے پاس آیا میری پیشانی پر  
ہاتھ رکھنے کے کہہ کہ تجھ کو قدرت نے کمال علم موسیقی مرحمت کیا ہے اور ساتی گرمی بھی خوب  
کر گئی یہ ککے غنچہ وہن نقلی نے بایان کہینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقان  
بہ ناز و انداز گانا شروع کیے نظم

گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے  
کمر ٹکنے کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے  
علاقہ اس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے  
بہم پہونچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہے  
تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے  
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے  
خیال بد اگر گزرے تو استغفار بہتر ہے

ناتشاے چین سے سیر کوے یار بہتر ہے  
جہین سالی کو سنگ آستان یار بہتر ہے  
یہی آواز آتی ہو درمہر و محبت سے  
اٹبا دیکھ کر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہیں  
کہا کرتے ہیں عاشق لوگ اکثر پیار سے کہتے ہیں  
بہار پیخزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا  
سوال بوسہ پر ہنس کر وہ بت کہتا ہے اور آتش

اسطور سے یہ اشعار غنچہ وہن نقلی نے گائے کہ کیوس خوش ہو گیا تعریفین کرنے  
لگا کہا اور غنچہ وہن حقیقت میں قدرت نے تمکو یہ کمال عطا فرمایا آواز بھی عمدہ  
ہو گئی حقیقت میں رنگینان سامنے آتی ہیں صورت دکھاتی ہیں ادھر گلگونہ نے  
تعریفین کہیں کہا اور کیوس غور کر وہ یہ شرف تمکو قدرت نے مرحمت فرمایا ہو کہ  
تمہاری کنیز کو کمال عطا فرما گئے کیوس نے کہا اور ملکہ گلگونہ اگر بھکو قبول کرو  
اور اپنی غلامی میں تو تو میں صورت بتاؤں رہائی اسم اعظم میں چند تدبیریں ہیں  
میں نے ایسے مقام پر رکھا ہو کہ اب میں خود بھی جا نہین سکتا گلگونہ نے کہا اور  
کیوس جلسہ جاؤ اسباب عیش کو طلب کرو غنچہ وہن ہنسنے لگا تو کیا عجب ہو کہ تیر  
رغبت ہو مجھے ہر مرتبہ یہ خیال ہو کہ ایسا نہ ہو حصول مطلب کر کے فقرہ بتاؤ یہ کلمہ  
شکر کیوس نے کہا عمر بھر غلامی کرونگا اب میرے دل سے وہ خیال نکلتا جاتا ہو در  
میرے دل کو یہ گمان غالب تھا کہ تم صاحبقران پر عاشق ہو اسی کی فکر میں آئی ہو  
مگر اب دل یہ کہتا ہو کہ تم کو میرا بھی خیال ہو اگر تمکو میرا خیال ہو تو میں بھی دل سے



تا بعد از ہون کس خدمت میں غدر نہ کرونگا گلگونہ نے سر جھکا کے کہا رہائی امیر کا جو  
 میں نے نام لیا یہ فقط تمہارے افر و خستہ کرنے کو کہا تھا مجھے انکی رہائی سے کیا کام  
 جب دربار میں والد کے سنا کہ کیوس ایسا معتبر ہو کہ اسم اعظم و حرز ہیکل اسکے سپرد  
 ہوئی دل کو یقین ہوا کہ مرتبہ اعلیٰ رکھتا ہو دل تو بیقرار تھا فوراً چلی آئی لیکن ایک  
 خیال رہے کہ میرا مقدمہ و سوا اس سے چھپانا ورنہ وہ ایسا بدگمان ہو کہ تمام دنیا میں  
 مشہور کرونگا تمہارے بھی قتل کا درپڑ ہو تو عجب نہیں کیوس نے کہا اوشن شاہ  
 خوبی و اوسرو باغ محبوبی میں تمہارے حکم سے گردن نہ ہٹاؤنگا جو حکم کروگی وہ  
 بجا لاؤنگا کیوس نے کہا اہو ملکہ عالم خیال تو کرو اول مجھ کو بیہوش کرے جس تخت پر  
 بیٹھتا ہوں اس تخت کو اٹھائے فرش کو ہٹائے و سہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب کو  
 طو کرے ایک قصر رفیع میں پہونچے گا ایک دیو اس قصر میں دکھائی دیکھا وہ شنگین  
 لگا رہا ہوگا اسکی واد ووش پر خیال نہ کرے والا ان میں ایک میر پر شیشہ رکھا ہو  
 گلے میں اسکے حرز ہیکل لپٹی ہو وہ دیو دوڑے گا مگر چالاک یہ ہو کہ اس شیشے کو  
 جلدی اٹھائے اور توڑ ڈالے ایک طائر اسمین سے نکلیگا اس دیو پر بیٹھ جائیگا  
 اسوقت مناسب ہو کہ وہاں سے نکلے تب آکر مجھ کو قید کرے اہو گلگونہ مجھ کو خیال  
 ہو کہ کون ایسا جری ہوگا میرا بیہوش ہونا و دشوار ہو اگر بیہوش بھی ہوا تو تخت  
 نہ اٹھیکر قصر میں جب جائیگا تو دیو کو دیکھ کر کلیجہ پانی ہو جائیگا ایتو عمرو خاموش ہوا  
 اور سوچا کہ وہ مشقت ہو جسکا ہونا غیر ممکن ہو کیوس نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ  
 کو اپنے پہلو میں بٹھایا جب ہاتھ بڑھاتا ہو تو گلگونہ منع کرتی ہو کہ اہو کیوس جلدی نہ کرو  
 کینزین سامنے بیٹھی ہیں مجھ کو شرم آتی ہو عمرو نے گاتے گاتے جام آغشتہ ہارو  
 بیہوشی بھرا پنچہ لگا رہیں پر رکھ کر پیش کیا کیوس نے دونوں ہاتھ بڑھائے ملکہ  
 گلگونہ نے کہا پہلے ہم پین بعد تم پینا اس جلدی میں کیوس بی گیا پیتے ہی حرکت  
 اٹھو کرنے لگا کبھی ہاتھ بڑھاتا ہو کبھی سہم جاتا ہو کبھی غصہ کرتا ہو کبھی سنتین کرنے  
 لگتا ہو کبھی ہاتھ باندھ کر کہتا ہو اہو جان جہان و اہو آرام دل مشتاقان میں بیقرار



ہوں اب مجھے صبر نہیں ہو سکتا ملک نے کہا دیوانے نے نہ بنو کیا مجھ کو بدنام کرو گے  
 اگر میرے باپ کو یہ خبر پہونچے گی تو بہت برہم ہونگے جب گلگونہ ڈرائی ہو تو یہ سہم  
 جاتا ہو مگر دم بدم بلبلاتا ہو یہی کہتا ہو کہ اے آدم جان و روح آج تو مجھ کو تم ضرور  
 سرفراز کرو گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے ہنسر کہا اے کیوس تو مبارک  
 ہو کہ مشوق بھی راضی ہو تخیلے میں جو پلنگ بچھا ہو وہاں جاؤ یہ شکر کیوس اٹھا  
 ملک کا ہاتھ تمام لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گرا خواجہ  
 نیچے پکڑ کے جھپٹے تھے کہ گلگونہ نے کہا خبردار یہ حرکت نہ کرنا خواجہ اگر یہ مارا جا گیا  
 تو رہائی میں اسم اعظم کی فتور پڑیگا پہلے تخت آہن اٹھاؤ خواجہ نے ایک پایہ  
 میں کمند آصفا سے باصفا کو باندھا اور دوسرا کعبے میں قصر کے باندھا آواز  
 دی کہ اے کمند اس قدر کھینچنا کہ دونوں گوشے مل جائیں کمند نے کشش کی تخت اپنے  
 مقام سے ہٹا خواجہ نے آکر فرش چاک کیا دیکھا ایک تختہ سنگ لگا ہوا اس  
 تختے کو ہٹایا سیڑھیاں ظاہر ہوئیں آگے آگے خواجہ پیچھے ملک گلگونہ مگر اسباب  
 سر سے ہوشیار گولے وغیرہ ہاتھ میں ہیں آہستہ آہستہ چلی جاتی ہیں سیڑھیوں کو  
 طر کر کے ایک قصر میں پہونچے دیکھا حقیقت میں ایک طرف ایک دیو مہیب بیٹھا  
 ہوا شراب پی رہا ہو ایک طرف دالان میں ایک میز رکھا ہوا سپر شیشہ اسم اعظم و  
 مرزہ پیکل اسکے گلے میں پٹی ہو گلگونہ نے کہا اے شہنشاہ اوج عیار سی اب آپ  
 جھپٹکر شیشہ اٹھائیے میں دیو کا خیال کروں خواجہ نے جھپٹ کے شیشہ اٹھایا  
 دیو نے ایک نعرہ کیا کہ قصر ہل گیا چوبدرست لیکر دوڑا گلگونہ نے گور مارا سینے  
 پر جو دیو کے پڑا لٹکا کر آواز دی کہ اے کیسو بریدہ میں نے تمھ کو پہچانا یہ کلکے  
 چنگل مارا گلگونہ کو چنگل میں اٹھا لیا گلگونہ نے تڑپ کر آواز دی کہ اے خالق  
 بے نیاز و اے رب کار ساز تو مالک و مختار ہی اس ظالم کے پنجے سے بچالے نظم

خدا کار فرما و بندہ نواز  
 نباشد از وہیچ پوشیدہ راز

خداوند ملک جهان کار ساز  
 بہر حال دانا و بینا خداست



<p>ہمیشہ خدا مر بافی کنند +          چو خواہد گس را ہما میکند +          کند اہل افلاس را مال دار +          بہ بخشد بد ریوزہ گر ملکوت +          کسے را بخواند بہ قسرب وصال +          و بدوار وے و دیوار را +          کند عجز ہر مرد عاجز قبول +          بہر حیل حق کار ساز می کنند +</p>	<p>در فیض او ہست ہر وقت باز          بہ بخشک بخشد پرو بال باز          گدار او ہر سسند عز و نانہ          کند صاحب ملک و سامان و ساز          رہا ساز و از بند زندان آرز          بہ بیچارہ بخشد روا چارہ ساز          پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز          بہر بندہ بندہ نواز می کند</p>
---	--

جیسے ہی گلگونہ نے تڑپ کر دعا کی خواجہ نے بڑھکر تھوڑے حضرت و او کا کمال  
 اور پانوں پر ویو کے مارا استخوان ویو ٹوٹے ویو ٹکڑا کے گرا عمرو نے  
 شیشہ توڑ ڈالا اس میں سے ایک طائر نکلا گرو سرو ویو کے چرخ مارنے لگا ویو  
 کے بدن سے آگ پیدا ہوئی جلکر خاک ہوا وہ قصر گرا عمرو نے حوز ہیکل کو  
 اپنے پاس رکھا وہاں سے باہر نکلے دیکھا کیوس اسی طرح بیوش پڑا ہو عمرو  
 نے آ کے قتل کیا گلگونہ خواجہ کو پنجے میں دبا کر لے آئی اپنے باغ میں  
 آئی وہ نقب جو کنیرون نے تیار کی تھی اسی نقب کو پھر صاف کیا اسی نقب کی راہ  
 سے قید خانے میں پہنچی صاحبقران زمان سرنگون بیٹھے تھے شیشہ اسم اعظم  
 ٹوٹ چکا تھا امیر کے ہوش درست ہو چکے تھے پوچھا کون ہو گلگونہ نے  
 خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے بڑھکر عرض کی اے شہریار شیشہ اسم اعظم توڑا کہ  
 ہوش درست ہوے یہ کیکے حوز ہیکل امیر کے گلے میں ڈال دی جیسے ہی حوز ہیکل  
 گلے میں آئی صاحبقران اٹھے عمرو نے نیچے ہاتھ میں دیا امیر لغزہ کر کے اٹھے  
 نگہبانوں نے جو صاحبقران کو دیکھا سحر کرنے لگے مگر تڑپا کہ صاحبقران  
 پر سحر تاثیر نہیں کرتا سو اس جاو و پڑا سورہا تھا آواز سنکر باہر نکلا دیکھا کہ ملک  
 گلگونہ ہمراہ امیر ہی پکارا کہ او گیسو بریدہ تو یہاں کہاں آئی میں پہلے ہی سمجھ



گیا تھا کہ یہ شوخ دیدہ ہاتھ سے گئی گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا و سواس نے جھپٹ کے گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر میں پتھر دیا اور لے آٹا امیر نے جو دیکھا کہ گلگونہ کو لیے جاتا ہو اور گلگونہ نے بہ حسرت آواز دی کہ اے شہریار یہ کتنی رخصت ہوتی ہو امیر تیرا کمان تلاش کرنے لگے اتنی دیر میں و سواس بلند ہو گیا اب حیران ہو کہ کہاں جاؤں سوچا کہ مرحلہ حکما پر چلوں وہ لوگ اسکو قید کرینگے جب تکلیف اٹھائیگی راہ پر آجائیگی یہ سوچتا ہوا طرف قصر حکیم کے چلا یہاں امیر نے نگہبانوں کو مار کر بھگا دیا خواجہ عمر و سے کہا خواجہ تم نے دیکھا کہ و سواس گلگونہ کو لے گیا اب دیکھیے کیا انجام ہو یہ فرما کر قلعے میں تشریف لائے عمارت کی دیر گھڑوائے مسجدوں کی بنا ڈال دی ہر کو و برزن میں صدائے صلوٰۃ بلند ہوئی امیر تو قلعہ و سواس میں ہیں مگر و سواس قصر حکما میں پہونچا جالینوس ثانی اُس قصر کا حاکم ہو جالینوس سے آکر و سواس نے ملاقات کی جالینوس نے پوچھا کیا معرکہ گذرا طلسم کشا کو کیوں نہ گرفتار کیا سب کیفیت و سواس نے بیان کی کہ میں نے صاحبقران کو قید کیا تھا مگر اس گیسو بریدہ نے رہا کیا جالینوس ثانی نے ایک ملازم کو آواز دی وہ قفس آہنی لیکر آیا گلگونہ کو قفس میں بند کر کے وہ قفس قصر میں لٹکا دیا گلگونہ فراق صاحبقران میں بیتاب تھی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نہ بان پر جاری تھے نظم

منہدی سے لال لال نہیں دست دیا کوتاہ	خون شہید ناز ہوا ہوا خا سے دوست
جسے میں دوستوں کے ہو جو رجفائے دوست	دشمن خدا نخواستہ ہوں خاک پا سے دوست
دل کو ہو سے ہیں معنی توحید و شکست	آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سوا سے دوست
لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال	کیا کیا نہ فل مجائیگی خلخال پاسے دوست
کیا مال ہو ہزار کوئی مالدار ہو	ہم بھی ہیں سائل در دولت سراے دوست
زندہ سے تو مردہ ہو ہو جاے دم فنا	مردے کو زندہ کرتی ہو آواز پاسے دوست

جالینوس ثانی یہ آواز سنکر اپنے مقام سے اٹھا کما اے و سواس تم تو یہاں تک انتہا کر دین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہوں و سواس نے کہا میں اس شوخ دیدہ کی حفاظت کروں گا



جالینوس ثانی اپنے مقام سے اٹھا ایک صحرا میں آکر حصار کھینچا کچھ تصویریں اپنی جھولی سے نکالیں انکو جابجا مقرر کیا اور آپ غائب ہو گیا مگر نور الدہر نے مرحلہ قسطاس پر انتظام کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے حکم نکلا کہ مرحلہ وسواس بر باد ہوا وہاں صاحبقران زمان پہونچے اب انتظام جالینوس ثانی ہر ذرہ بہت سمجھ کر انتظام کرنا قدم با قدم لوح کو دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوئے طرف صحرا کے گلگون حصار کے چلے گلگون حصار قصر جالینوس ثانی کا لقب ہی نور الدہر ہر وی کرتے ہوئے آتے ہیں ساتھ ایک صحرا کے سبزہ زار ملا دیکھا نہرا رہا نخل بہرہ و شاداب جھیلیں لا جواب ہیں طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہیں اپنی آوازوں میں حال عبرت و حسرت آشکار کر رہے ہیں ہانکی صدا سے صاف صاف یہ پیدا ہوئی

تباہ کو حسرت فرزند و زن و شہر و دیار  
ہو خرابے میں اگر قصر فرید و بگے گزار  
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار  
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار  
ارغنون و ارسد آگونی تھی صوت نہرا  
کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار  
واہ رہی تیری تنگ ظرفی بہ این عز و وقار  
آج کل وہ لب جو چند کا ہو آئٹ دار  
مسکن فاخہ ہو قصر کا ہر نقش و نگار  
ہیں خیابان میں پر زار غوغا کے انبار  
تکیہ گور و گوزن آج ہو ہر اک کا نزار  
نہ کوئی دوست نہ مولیٰ نہ کوئی ماتم دار  
گنج تار یک ہو اور عالم تنہائی ہو

ایو مقیمان تہ سقف سپر خندار  
آیہ فاعبر وایا اولی الا بصار پڑھو  
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا  
رات دن چہلین رہا کرتی تھیں سردارین  
شاخ گل زمزمہ سخن کی نشین تھی دام  
بار تھا وہاں تو خزان کو نہ کسی موسم میں  
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ  
جن پہ پڑتا تھا پریزاؤں کے جھومر کا عکس  
گھوٹلے سقف میں ہیں لاکھوں ابا بیلو کے  
چیلین منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولہ ہمت  
قصر کو جانے دو باشند ونگووانکے دیکھو  
سینہ لبریز تما ولب لب مہر سکوت  
نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو

یہ صدا جو سنی نور الدہر بہوت ہو گئے تھوڑے عرصے میں وہ طائر اُڑے



اور غائب ہو گئے نور الدہر آگے بڑھے مگر مزاج مبہوت بھی سوچ رہے ہیں کہ دنیا تو  
مقام عبرت ہو نہ جاے عشرت حقیقت میں یہ شاہان گذشتہ بڑے نام کر گئے آخر وہی  
دو گز کفن اور گوشہ تنہائی کسی نے ساتھ نہ دیا مال و اسباب چھوڑ گئے خزانے پڑے  
رہے ایک دن اپنا بھی یہی حال ہو گا اس سوچ میں ایک نخل کے سارے میں کھڑے  
ہیں کہ صحرائے گرد آڑی دیکھا صاحبقران زمان خواجہ عمر و رکاب پر ہاتھ رکھے  
ہوئے مرکب سے چٹنی پر سوار ہیں نور الدہر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پشت پر امیر  
کے کئی جوان ہیں نور الدہر نے جو سلام کیا صاحبقران نے بر خوردار فرمایا اور  
فرمایا کہ اے نور نظر تم یہاں تک کیونکر پہنچے و سو اس ہمارے مقابلے سے بھاگا  
یہ کہے ارشاد کیا کہ بارگاہ استاد کرو اسی وقت بارگاہ استاد ہوئی صاحبقران نے  
فرمایا اے فرزند چند ساعت چل کر شہر و ہم تم ہمراہ چلیں گے صاحبقران آکر مسند پر بیٹھے  
نور الدہر پہلو میں صاحبقران نے فرمایا اے نور نظر میں لوح تو دیکھو نور الدہر  
نے لوح اتار کر صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا اے نور نظر تیغ طلسمی تو میں  
دیکھوں نور الدہر نے تیغ طلسمی بھی نکال کر دیا امیر نے تیغ طلسمی و لوح جب ہاتھ  
میں لی تو فرمایا اے نور نظر ذرا باہر شل آؤ دیکھو فوجوں کی آمد میں ہیں نور الدہر اٹھ کر  
باہر چلے مگر سوچتے ہوئے کہ میں نے لوح کیوں دیدی بیرون بارگاہ جو آئے دیکھا  
وہ مجمع فوج نثار و نور الدہر پلٹے کہ دادا جان سے عرض کروں کہ مجمع فوج کیا ہوا  
وہ لوگ سب کہاں گئے پلٹ کے جو اندر آئے دیکھا صاحبقران بھی نہیں ہیں وہ  
بارگاہ بھی غائب ہوئی اب یقین کامل ہوا کہ لوح نکل گئی اے نور الدہر یہ مکر تھا اب  
حیران حیران پلٹے کہ جا کر بارگاہ میں بیٹھوں یہاں بارگاہ بھی اڑ گئی متوجش کھڑے  
ہیں کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص حکیم وضع ظاہر ہوا پکارتا ہوا کہ اے طلسم کشا چلو  
تمہارے دادا جان تم کو بلاتے ہیں نور الدہر اس حکیم کو ساتھ لیکر چلے وہ انکو  
لیکر اس قلعے میں آیا جس قلعے میں گلگونہ قید ہو گلگونہ کی نفس سے نگاہ پڑی کہ  
طلسم کشا ساتھ جالینوس ثانی کے چلے آتے ہیں مگر سوچتے ہوئے کہ اے نور الدہر



یہ کیا کیا لوح کو ہاتھ سے کھویا اب کیا ہو گا کس مشکل سے لوح ملی تھی دیکھو ان یہ بیٹھا  
 کہاں لیجائے قصر میں لا کر نور الدہر کو بیٹھایا مگر چالیس سو ہاتھ مل رہا ہو کہ میں نے  
 تیغہ اور لوح لیلی کیا نادانی کی کہ لوح محفوظ نہ لی مگر خیر لیلو نگا نور الدہر خاموش بیٹھے  
 ہیں حکیم نے آواز دی اوس سردار ان نامی دایو پہلوانان گرامی آقا تمہارے آئے ہیں  
 دیکھا نور الدہر نے ایک طرف سے طہماس اور پانچ چار سردار حاضر ہوئے کہ  
 طہماس نے آکر کہا اوشہر یار آپ نے لوح کو کھویا مگر لوح محفوظ کی حفاظت کیجیے  
 ایسا نہ ہو یہ بھی قبضے سے نکلے نور الدہر نے کہا اوشہر یار ایسا دھوکا کھایا کہ  
 جسکو بیان نہیں کر سکتے صاحبقران کی شکل بن کر کسی نے لوح لی اور تیغہ بھی لے لیا  
 طہماس نے کہا لوح محفوظ بھکو دیجیے کہ میں اسکی حفاظت کروں گا نور الدہر نے  
 لوح محفوظ گلے سے اتار کر طہماس کو دی طہماس نے جیسے ہی لوح محفوظ پائی  
 چکار کر آواز دی حکیم صاحب اب تشریف لائیے لوح محفوظ بھی اب قبضے میں آگئی  
 نور الدہر نے چاہا طہماس کا ہاتھ تمام لون طہماس جست کر کے نکل گیا وہ حکیم فتح  
 سامنے آئے آکر عرض کی اوشہر یار زندان دیر گاہ میں چلیے نور الدہر کو حکیم صاحب  
 نے ساتھ لیا نور الدہر گویا بستہ زنجیر حکیم ہیں ایک قید خانے میں لا کر پہونچایا  
 ایک نوجوان اور حکیم کے ساتھ ہو وہ کہتا ہوا کہ انکو قید خانے میں چھوڑیے آپ  
 چلکر انتظام کیجیے حکیم صاحب نے جواب دیا اوشہر زندہ مشکل یہی امر تھا کہ میں نے خود  
 انکو تہلا کیا اب گرفتاری اور ونکی کیا بات ہو کل سرداروں کو گرفتار کر لاؤنگا ایک  
 قصر میں آئے دیکھا وہ قصر سجا ہوا ہوا اسباب عیش و نشاط مہیا ہو چھپو ان میں چند شخص  
 بیٹھے ہیں نور الدہر نے دیکھا کہ ایک طرف طہماس تھکڑیاں بیٹھیاں پہنے ہوئے  
 بیٹھا ہے اور ایک طرف نجم اختر شناس اور ایک جانب ارسطوے ثانی اور ایک  
 سمت ہمارے مرصع پوشش یہ چند سردار سلسل بیٹھے ہیں جو صغی کہ خالی تھی حکیم نے  
 اشارہ کیا کہ آپ یہاں تشریف رکھیے نور الدہر اس صغی میں بیٹھے حکیم اور وہ  
 نوجوان تو غائب ہو گئے چند زنگی تھکڑیاں بیٹھیاں لیے ہوئے آئے نور الدہر کو



سلسل کیا جب رنگی آئے تو نجم نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ نے بڑا وضو کا کھایا کہ  
 آپ کے گرفتار ہوتے ہی ہم سب لوگ گرفتار ہو گئے لشکر بھی سارا پا بند ہو گیا  
 نور الدہر نے کہا اے نجم نگہبر اوپر در و در گار معین و مدد گار ہو وہی صورت رہائی نکالے گا  
 لیکن جالینوس ثانی و دونوں لوحین لیکر اور تینہ اپنے قبضے میں کر کے ایک باغ  
 میں آیا ملک شبنم کو ہر پوش نہایت حسین و جمیل اسکی دختر اُس باغ میں تھی اُس سے  
 آکر کہا کہ اے نور نظرمین نے طلسم کشا کو قید کر لیا لوح طلسمی و لوح محفوظ و تینہ طلسمی  
 چھین لیا چند سردار بھی لایا ہوں باقی کی فکر میں جاتا ہوں تم ان قیدیوں کے کھانے  
 پینے کی فکر رکھنا یہ کیکے ایک قصر میں آیا و دونوں لوحین و تیغہ زمین پر رکھا ایک اڑوا  
 بنایا کہ وہ اڑوا وورہ کر کے بیٹھا تینوں تحفوں کو اپنے دور میں لے لیا پکار کر کہا  
 اے اڑور طلسمی یہ تحفے تیرے سپرد ہیں اُس اڑور نے سر بلایا یہ تو کیکے غائب ہوا  
 شبنم نے شام کو ایک کینٹر شمشادونا لے آسکو بلایا کہا ان قیدیوں کے واسطے کھانا  
 لیجا شمشادو نے خوان سر پر رکھا قید خانے میں آئی سب کے آگے کھانا رکھا جب  
 قریب نور الدہر پہونچی تو کہا اے طلسم کشا ہماری بی بی کے تصدق سے یہ کھانا ملتا  
 ہے نور الدہر نے منہ پھیر لیا کہا تمہاری ملک بڑی مغرور ہیں صدقہ اپنا کسی فقیر کو  
 دین ہم نہیں قبول کرتے شمشادو نے کھانا اٹھا لیا بڑا بڑا تھی ہوئی جلی کہ یہ قیدی  
 ابھی نیا قید ہوا ہے اسوجہ سے موانا نہ کرتا ہے بعد و دون کے کھانا بیٹھے ورنہ آپ  
 تڑپیں گے اپنی جان و بیٹھے کون انکی مدد کرے شبنم نے دسترخوان بچھوایا ہوا اور  
 کہ رہی ہو کہ شمشادو پٹ کر آئے تو میں کھانا کھاؤں یہ قیدی آفت کے مارے  
 کس بلا میں مبتلا ہیں انکو کھانا کھلانا تو اب ہو گا کہ شمشادو سامنے سے آئی  
 مگر کبھی جھکتی کبھی ہوتی کہ واری اور قیدی تو نہایت بھوکے تھے کھانے پر  
 گر پڑے مگر جبکو دعویٰ طلسم کشا ثانی ہو وہ بڑا جھلا ہوا ہم تو حضور کے خیر خواہ ہیں  
 میں نے جو کھا ملک کا صدقہ ہو اس لفظ پر بگڑ گئے کہا ہم کھانا نہ کھا و بیٹھے ہم صدقہ  
 نہیں دیتے تمہاری ملک بڑی مغرور ہیں خود کھانا لیکر نہ آئیں میں نے کہا انکی پاپوں



آتی ہر شب ہم نے کہا اور گویا ایسے کلمات کوئی شرفا کو کہتا ہو ہم ثواب کے واسطے کھلاتے  
ہیں صدقہ کوئی کاہیکو قبول کریگا طلسم کشا خاندان عالی سے ہو مجھ کو بھی اشتیاق تھا کہ  
میں اُسکو دیکھوں کھانا سب طرح کا ساتھ لو ہم خود چلین گئے اور عذر کر کے اُسکو کھانا  
کھلا دینگے اُسکے سامنے مجھ کو ذلیل کرینگے اور کہہ دینگے کہ یہ لفظیں اسنے اپنی طرف  
سے کہیں پھر بھی چلے آئینگے مگر اُسکو کھانا کھلا دینگے اگر وہ کھانا نہ کھاویگا تو ہم بھی  
نہ کھاوینگے شکو بھی تو معلوم ہو کہ کسی شریف کو سحت لفظ کہا اُسکا یہ انجام ہو اگر  
کئی دہائی کھانا نہ لیگا طلسم کشا پروردہ ناز و نعم اسپر یہ رنج و غم تم ایسی شفتلون کی  
بانتیں وہ کیونکر سن سکتے ہیں شمشاد پر ملک بہت خفا ہو میں شمشاد تو بڑا بڑا ہی ہوئی  
سامنے سے ہٹ گئی مگر ملک نے اور کنیزوں کو بلایا خوان کھانے کے ساتھ لیے  
طرف قید خانے کے چلین یہاں بچم وغیرہ نور الدہر سے کہ رہے ہیں کہ اچھا شہر  
پر اے بس میں ہیں جب طرح کھانا دین اُسکو غنیمت جانیے ایسا نہ ہو وہ کھانا دینا بند  
کر دین نور الدہر کہ رہے ہیں کہ رزاق مطلق ہو چکا لیگا اور اگر اسی طور میں قید  
ہماری ہو تو تڑپ تڑپ کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ دروازہ قید خانے کا کھلا رہا دشتی  
ظاہر ہوئی چند خواص میں خوان سر پر رکھے ہوئے قصر میں آئیں انکے بعد دیکھا  
ایک نازنین و مہجبین گوہر پوش سراپا دریا کے گوہر میں غوطہ مارے ہوئے  
خرامان خرامان آتی ہو مگر صورت نہ پایا عابد کش زابد فریب جسکے دیکھے سے  
دل ناشکیب نظر

بال زلفون کے بیج کھاے ہوئے	پائے ہاتھ میں اٹھاے ہوئے
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے	تھی خرامان بڑی نزاکت سے
یون نمایان تھے ابرو و خمار	دست قاتل میں جیسے ہو تلوار
انکھ سے شرم چشم نرگس کو	تھی مژہ تیر چشم مونس کو
پاس انکھوں کے بینی پر منوہ	یون نمایان تھی جیسے شمع کی کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ خسار	جان گل جیسے ہو خدا سو بار



لب تھے متلی ملے کر وصل کی رات  
 دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے  
 تنہا فصاحت کا گرچہ بھر دہان  
 واقعی تنہا وہی یہ چاہہ زرقن  
 صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی  
 حُسن کی کیسی خود نمائی تھی +  
 ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین  
 آسنہ تنہا حلب کا وہ سینہ  
 تنہا شکم رشک نعل و سنجاب  
 اب ہو لازم تجھے کمر کا حال  
 چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر  
 حُسن پاؤں کا کس طرح ہو رقم  
 پر یہ کتنا ہو بار بار تسلیم  
 کیا خداداد حُسن پایا تنہا

یا نمایان تنہا چشمہ ظلمات +  
 چرخ خوبی کے پاؤں اختر تھے  
 ماہی بحر حُسن تھی وہ زبان  
 جسمین یوسف نے کھینچے رخن و من  
 طور سینا پہ شمع روشن تھی  
 غیرت ماہ نو کھلائی تھی +  
 دیکھے لاکھوں اگرچہ ماہ جبین  
 نہ کدورت نہ جسمین تنہا کہینہ  
 مات بھی بحر حُسن کا گرداب  
 نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال  
 وصف اُسکا کرے بشر کیونکر  
 دل پہ چلتا ہوا ہے خنجر غم  
 پاؤں ہوں رکن عرش حُسن رقم  
 آپ حق نے اُسے بنایا تنہا

نور الدہر نے صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھی زانو بد لئے لگے بے اختیار  
 آہ نکل گئی وہ سر و ناز معشوقون میں ممتاز خرامان خرامان آئی اندر قصر کے پہنچتی  
 شمشاد سے پوچھا وہ جوان کون ہو شمشاد نے طرف نور الدہر کے اشارہ کیا  
 ملکہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا جمال جہان آرا دیکھا بلکہ کو بھی پسینہ آگیا نہ نگاہ غور دیکھا  
 لاکھوں بین حلقے پڑے ہوئے یا آنکھیں نرگس شہلا تمہیں یا نرگس بیمار ہو گئیں  
 سرنگون بیٹھے ہیں شمشاد نے جو بتایا ملکہ آکر قریب بیٹھ گئیں ہر چند کہ نور الدہر  
 زانو بدل رہے ہیں مگر اُس محبوب کو قریب دیکھ کر پٹے دونوں کی آنکھیں چارہوین  
 بر چھیاں دونوں کے پار ہوئیں جنبش ابرو سے خدار تلوار کا وار تنہا یہ نہ ہم کسی کو  
 ظاہر نہیں ہوتے بیباختہ دونوں کے منہ سے آہ نکل گئی نور الدہر نے ضبط کر کے



پوچھا کیوں صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو میان تو یہ کیفیت ہو  
 کیا عجب ہو جو مرے مرنے کا آنکھ کو غم نہیں  
 اس قدر پیارے ستاتے ہو کہ چین اگر نہیں  
 دولت حسن صنم کی بھی حفاظت چاہیے  
 چھو لیا جسے رہا وہ کھیت مثل کاہ خشک  
 زندگی تک اکنش رکھتے ہیں عزیز و اقربا  
 یاد رکھنا می کشتی میں بھی اجل کو چاہیے  
 خشک ضبط تالش غم نے کیا ہو اس قدر  
 دشمن جان ہو زمانہ حال میں کس سے کون  
 آج بھی کل کی طرح اقرار ہو وصلت میں کیا  
 صح کہا ہو شیخ تاسخ نے شفیق لکھنوی

میں سزاوار شتم ہوں لایق ماتم نہیں  
 یاد تم مجھ کو کرو گے ہونگے جسد مرہم نہیں  
 زلف عارض افنی کے مانند کیوں پرہم نہیں  
 کون کہتا ہو کہ زلف سے لقائیں ستم نہیں  
 بعد مر جانے کے ہوتا ہو کسی کو غم نہیں  
 رنگیا ہو جام باقی اور جہان میں جم نہیں  
 آنسوؤں سے آنکھ بھی مطلق ہماری غم نہیں  
 واسے ناکامی رہا اپنا کوئی ہمد م نہیں  
 کون سے دن وہ بیت و مبارز و تیا دم نہیں  
 جو نہ آجائے قریب یا ر میں آدم نہیں

ملکہ نے ہنس کر کہا صاحب تم کو تو دیوان کے دیوان یا دہین میں کیا جواب دوں  
 تو اس واسطے آئی ہوں کہ آپ کو کھانا کھلاؤں اس نگوڑی شقتل کا کہنا آپ کو ناگوار  
 ہوا میں خود حاضر ہوئی اس نگوڑی نے صد قے چلے کا نام لیا یہ کھلے کنیزوں کو ملکہ  
 نے اشارہ کیا کنیزوں نے دسترخوان بچھوایا کہا میں عرض کرتی ہوں کہ عنایت  
 فرما کر کھانا نوش فرمائیے فوراً الدہر نے کہا ہم کیونکر کھانا کھاویں ہمارا مذہب  
 اور ہوتھا راطریقہ اور ہر اب مناسب یہ ہو اگر تم چاہتی ہو کہ ہم کھانا کھاویں تو تم  
 بقراط پر لعنت کرو عقیدہ اسکا اختیار کرو کہ جس مالک نے ایک کلمہ کن میں تمام  
 عالم کو پیدا کیا شجر و حجر اسکی قدرت پر گواہی دیتے ہیں اگر انسان تصور کرے تو  
 جسم انسان نمونہ قدرت معبود ہو فوراً الدہر نے جو حمد الہی و نعت رسالت پناہی پناہ  
 کی رنگ کفر آئینہ دل سے شبنم کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اے  
 شہر یار میں نے سحر سیکھا ہو میں کلمہ نہیں پڑھ سکتی میں نے اطاعت دین اسلام  
 قبول کی وقت پر آپ کے کام آؤنگی فوراً الدہر نے اشارے کو سمجھ کے ہاتھ بڑھایا



ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا سب کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا سب سرداروں نے  
 ہمراہ نور الدہر کے کھانا کھایا بچم وغیرہ کتنے تھے دیکھو صاحبو صاحبان اقبال ایسے  
 ہوتے ہیں کہ اس قید خانے میں کس لطف سے کھانا ممکن ہوا لیکن ملکہ نے بعد کھا  
 کے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ شراب و کباب لاؤ کنیزین دوڑ کر گلابیان لائیں اب  
 جام ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک  
 کنیز نے عرض کی واری اب چلیے رات زیادہ آئی ہو ملکہ نے ٹھنڈھی سانس سمجھ کر  
 کہا صاحبو تم میرے دل کا حال کیا جانو جو کچھ گذرتی ہو ہمیں خوب جانتے ہیں کلیجہ  
 پر چھریان چل رہی ہیں دل نہیں چاہتا کہ فراق قبول کروں جب کنیزوں نے بہت  
 کہا تو ملکہ یہ کہہ کر اٹھیں کہ اوشہر یار کنیز رخصت ہوتی ہو پھر حاضر ہو ونگی لوح میرے قصر  
 میں ہو مگر والدہ نادر نے ایک اثر دیا مقرر کر دیا ہو کہ وہ نگہبان ہو جب کوئی قریب  
 جاتا ہو تو وہ قلابہ آتشین منہ سے چھوڑتا ہو کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا ہو  
 اب میں جانبیکا قصد کرونگی اگر اشتک جاسکی تو تحفہ جات لا کر آپ کو دونگی اگر میرا  
 گذر نہ ہو سکا تو مجبور و ناچار ہوں دیکھوں کیا کیفیت ہو یہ کہکے شبنم اٹھی نور الدہر  
 بھی کھڑے ہو گئے ملکہ کوتاہ دروازہ پہنچا یا مگر دروازے پر پہونچ کر ملکہ رونے  
 لگی کہا اوشہر یار آپ کو قید میں دیکھ کر دل ٹکڑے ہوتا ہو کیا تدبیر کروں کہ آپ قید  
 سے رہا ہوں نور الدہر نے کہا اسکا خیال نہ کرو رہائی ہماری وقت پر موقوف  
 ہو جب وقت آئیگا تو رہا ہو جائیں گے جالینوس ثانی نے بڑا انتظام کیا و سوہا  
 جو بھاگ کر گیا اسنے آگ لگائی شبنم نے کہا اوشہر یار والد خود گئے تھے آپ کی  
 تدبیر گرفتاری میں جو کچھ کام کیا اپنے ہاتھ سے کیا صاحبقران بنکر لوح و تیغ  
 لیا پھر طماس کی صورت بنا کر لوح محفوظ بھی لیلی اور آپ کو گرفتار کر لیا اور قبل  
 سے آپ کے سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا اب اوروں کی فکر میں گئے ہیں لہذا  
 ایک اثر درمہیب تحفہ جات کو گھیرے بیٹھا ہو لیکن میں مجبور ہوں کہ میں اس اثر  
 تک نہیں پہونچ سکتی جو حضور فرمائیں وہ کروں نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم میرا



کیا اختیار ہو جو مناسب جا نودہ کرو ملک ناچار پٹی باغ میں آکر بیٹھی کہ آسمان پر لگا  
ابر آیا کہ وہ ابر آکر بیٹھا جالینوس ثانی آکر پہونچا قریب آکر بیٹھی کا ہاتھ تھا مسم لیا کہا  
ای نور نظر حفاظت اثر درمیں مصروف رہیں شبنم نے کہا ای والدنا مدار آٹھ پہر میں  
اثر در کو رکھا کرتی ہوں جالینوس خوب سمجھا کر گیا یہ کہ گیا کہ میں لشکر طلسم کشا پر جاؤں  
سب سرداروں کو فردا فردا کیڑا لائونگا یہ کہے لشکر نور الدہر میں آیا باہر لشکر کے  
کھڑے ہو کر سحر کیا اور مربع نشین کا نام لیکر پکارنے لگا مربع نشین بارگاہ میں  
بیٹھی تھی وہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہیں معلوم آقا سے ناچار پر گیا گزری طہماس واسطو  
ونجم تلاش میں گئے تھے ابھی تک پلٹ کے نہیں آئے نہیں معلوم انپر کیا گزری  
کہ ٹیکے بیٹھے مربع نشین اپنے مقام سے اٹھی سرداروں نے پوچھا کہاں جاتی  
ہو کہا میں تلاش میں آقا کی نکلتی ہوں میرے کان میں آواز آتی ہو کوئی جھکو پکارتا  
ہو کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک حکیم وضع کھڑا ہوا پکار رہا تھا مربع نشین  
جیسے ہی سامنے پہونچی اس حکیم وضع نے کہا ای مربع نشین چلو تمہارے آقا نے  
بلایا ہو مربع نشین سر جھکا کر ساتھ ہوئیں یہاں قید خانے میں نور الدہر اپنے  
سرداروں سے کہ رہے ہیں کہ یار و صورت تو پیدا ہوئی ہو مگر مشکل یہ ہو کہ ایک  
اثر در جالینوس ثانی نے بنا دیا ہو اور وہ تختہ جات کا نگہبان ہو جب وہ اثر در  
مارا جا سے تب تختہ جات دستیاب ہوں نجم کہ رہا ہو ای شہر یار ہم لوگ ایسی  
بلا میں مبتلا ہوئے کہ کچھ تدبیر نہ کر سکے حسرت رہ گئی کھر کرتے دل کا حوصلہ بکل جاتا یہ ذکر  
تھا کہ دروازہ کھلا دیکھا مربع نشین آگے آگے سر جھکاے چلی آتی ہو پیچھے وہی حکیم  
جیسے ہی اندر آئے پہونچی ووزنگی پیدا ہوئے ہنکڑیاں بیڑیاں مربع نشین کو  
پہنائیں خود تو پلٹ گیا مربع نشین بھی آکر شریک قیدیان ہوئیں ہر چند کہ زبان  
میں لکنت ہو مگر اشاروں سے یہ اشعار قید خانے میں ادا کر رہی ہیں نظر

چکھا تو حسن کا ہو تمہارے نمک لذیذ  
جنت کا مہوہ مغز مع پوست تک لذیذ

مرغوب طبع کیوں نہ ہو ایسی چشک لذیذ  
ای حور اپنے سبب ذوق کا مزانہ پوچھ



ستی میں ہو سے اُس لب لعلین کے لیچے  
کس کس طرح کے ذائقہ و لذت پر ہیں  
شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں  
شیرین وہ لب ہو یا مکین جو ہو خوب ہو  
بریان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل

کیفیت شراب میں ہو یہ گز ک لذیذ  
کیا کیا طعام رکھتا ہو خوان فلک لذیذ  
شیر و شکر سے ہو یہ بلاشبہ و شک لذیذ  
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ  
آتش کباب کرتا ہو دخل نمک لذیذ

نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کہ اے صریح نشین تم کیونکر گرفتار ہو میں صریح نشین نے  
عرض کی یہ کبیر بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ اسے جا کر سحر کیا کنیز کو یہ بیقرار سی ہوئی کہ بارگاہ  
سے خود نکل آئی اسی کے ساتھ چلی آئی یہاں آ کے قید ہوئی بلا کا سحر ہوا اسکے شعبدہ  
سے خدا بچائے لیکن یہ حکیم جو پٹیا پھر باغ میں آیا شبنم سے کہا اے نور نظر آج موکلون  
نے تمہاری کچھ خبر کہی ہو تمکو یقین نہیں مگر خبردار قید خانے کا انتظام رکھنا اگر ابکی مرتبہ  
طلسم کشا کے پاس جاؤ گی تو بڑی خرابی ہو گی اس مرحلے پر سب اہل طلسم کونا نہ ہو وہ  
یہ جانتے ہیں کہ جالینوس ثانی اپنے عجائب و غرائب میں پھنسا لیگا اسکے کچھ سے بچنا  
دشوار ہو اگر تم قید خانے میں گئیں اور نور الدہر پر پائل ہو میں تو خرابی ہو آج دریافت  
کر لوں گا کل تمہاری پریش ہو گی شبنم گھبرا گئی کہا اے والدہ مادر کسکی مجال ہو کہ آپ کے  
حکم سے گردن تابی کرے میں قید خانے میں جا کر کیا کروں گی طلسم کشا کا سب حال  
معلوم ہو اگر حکم ہو تو کھانا بھیجوں اگر نہ حکم ہو تو نہ بھیجوں کل شب کو کبھی میں نے بھیجا  
تھا طلسم کشا نے کھانا نہیں کھایا ہو نہیں معلوم وہ کس فکر میں ہیں جالینوس ثانی  
نے کہا اے نور نظر تمہارا مجھکو بڑا خیال ہو میں نے بڑی مشقت کر کے طلسم کشا کو گرفتار  
کیا ہو تحفہ جات ایسے اسکے پاس تھے کہ اُسپر سحر تا شیر نہ کرتا تھا مگر میں نے اپنے  
شعبدے میں اُسکو پھنسا یا ہو لیکن خبردار اثر در کے قریب نہ جانا اثر دور چاؤ و  
صحر اے حبیب میں بیٹھا سحر کر رہا ہو یہ سب باتیں سمجھا کر جالینوس روانہ ہوا مگر  
طاہرون سے کہ گیا کہ فکر رکھنا اگر شبنم کہیں جاے تو ہمکو خبر کرنا طاہر منقارین اپنی  
اپنی کھونکر لگئے یہ شبنم کا سحر تھا کہ کوئی طاہر بول نہ سکا مگر ایک طاہر کلان کہ ہر شکل



طاؤس رقص کر رہا تھا اُس نے بشکل انسان پکار کر آواز دی جناب حکیم صاحب بنے  
 دیکھا نہیں مگر یہ خبر سنی کہ رات کو صاحبزادی کہیں تشریف لیگی تھیں بڑی رات گئے  
 تشریف لائیں جالینوس نے کہا کیوں اور شبہم سنا تھنے کہ نگہبان کیا کہتا ہو شبہم  
 نے کانپ کر عرض کی یہ غلط کہتا ہو صبح کا وقت ہو ابھی اشیاء نے سے نکلا ہو اسکی بات کا  
 کیا اعتبار ہو یہ ککے مخفی سحر کیا کہ وہ طاؤس خاموش ہو گیا ہر چند جالینوس نے پوچھا  
 کہ او طاؤس راز دان مفصل بیان کر مگر طاؤس نہ بولا جالینوس یہ سب باتیں کر کے  
 چلا گیا مگر کئی مرتبہ شبہم سے پوچھا لیکن شبہم نہ قبولی جانتی تھی کہ اگر حال ظاہر ہوتا تو  
 نہیں معلوم کیا حال کریگا بدحواس ہو رہا ہو شبہم اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں کو  
 اپنے پاس سے ہٹایا بارہ درمی بین آئی اثر دور کے پاس پہونچ کر ہر چند سحر کرتی ہو مگر  
 اثر دور پر سحر تا شیر نہیں کرتا آخر بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگی کہ او خالق بے نیاز و او  
 رب کار ساز اس مشکل کو آسان کر فرما

رُخ گردان شکل حلقہ از دور دور بار دوست وار دور دل دوستی و بر زبان اقرار دوست یاد کن و دل ہمیشہ دلربا سے خویش را سیر و رباغ حقیقت کن تو او مرد خدا گر خدا از بت پرستی مہند یا حاصل شود	مثل سایہ باش استاد پس دیوار دوست گر جہان دشمن شود ہرگز کن ایکار دوست تا دولت گرو دیکے گنجینہ اسرار دوست تا بہ بینی از گل و خار چین اظہار دوست بند بر گردن بہ شکل برہمن ز تار دوست
---	---

شبہم سانسے اثر دور کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو اور ہلک ہلک کے دعائیں کرتی ہو  
 کہ او خالق ارض و سما اگر ابکی مرتبہ وہ ظالم آئیگا تو سب طاؤس گواہی دینگے وہ بھکو  
 گرفتار کریگا ایسا ہی میرا پاس تھا کہ طاؤس کے کہنے کو نہ مانا مگر اب ضرور اس کینز کا  
 حال کھل جائیگا دعائیں مانگ رہی ہو ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہیں دل خدا سے  
 رجوع ہو لیکن سکندر ثانی کہ تعاقب میں نور الدہر کے چلے تھے اول مرحلے پر  
 قسطاس کے پہونچے سنا کہ قسطاس مارا گیا وہاں سے مرحلہ و سو اس پر آئے  
 خبر سنی کہ وہ بھاگ گیا اب حیران حیران سکندر چلے آتے ہیں ایک محرابے ویران



مین آئے دیکھا ہوا سے گرم چل رہی ہو کہ منہ پچکا جاتا ہو سکندر نے چہار جانب گھبرا کر  
 دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو منہ سے شعلہ آتش نکل رہے  
 ہیں کہ نخل مثل شمع کا فوری جل رہے ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہا ہو کہ اے جالینوس  
 تو بڑا بیخبر ہو اسی منہ پر دعویٰ حکمت کرتا ہو بیٹی کی تو خبر لے لے لاکھ طرح پر سحر کریگی تو  
 کیا ہو گا سکندر ثانی نے جو یہ آواز سنی بیقرار ہو گیا سمجھا کہ اس وقت یہ ساحر جو سحر  
 کر رہا ہو اسکی تاثیر باغ شبنم میں پہونچتی ہو اور شبنم تو دختر جالینوس ثانی ہو اسکو  
 کیا مطلب کہ اٹھ در پر سحر کرے مگر یہ ساحر بھی سمجھ نہیں کتنا جالینوس کو آگاہ کرتا  
 ہو یہ سوچ کر للکارا کہ اواز دور ادھر دیکھ منہ سکندر ثانی تلاش میں طلسم کشا کی نکلا  
 ہوں اب میں انشاء اللہ اپنا ملک موروثی لوں گا بقراط کا زمانہ گزر چکا ہو خوب  
 سلطنت کر چکا ایسا مغرور ہو کہ خدائی کا دعویٰ کیا اے خالق بے نیاز تو مالک و  
 مختار ہو رحم اپنا شریک کر قلم

منور ست چراغ جمال جانانہ چونور حسن نور بنیم پر تو افکن شد بہر کہ خواست خدا داد گنج در ویشی خداست مالک جاو مکان و شہر و دیار چونور چہرہ آن دلربا بدیدہ دل تمام خلق ز جام محبتش سرمست الآن حسد ادب پابرون مکش ہندی	بہر سراو بہر یک مکان و ہر خانہ زمانہ گشت بران شمع جمع پروانہ بہر کہ خواست عطا کرد تحت شانہ خداست والی ہر کوہ و دشت و ویرانہ ہر آنکہ دید شد از عقل و ہوش بیگانہ زمانہ شیفتہ و جن و انس دیوانہ مکن بہ وحدت حق گفتگو و لیسانہ
--	--

دعائیں مانگ کر ساحر کو للکارا ساحر نے سراٹھا کر دیکھا سکندر کو دیکھتے ہی چاہا  
 کہ بھاگ جاؤں مگر سکندر نے سحر کر کے روکا قریب آ کے پوچھا کہ اواز دوران  
 یہ مشقت اپنے اوپر کیوں گوارا کی ہو کہ صحرا میں بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو اور شبنم  
 کو کیوں بدنام کرتا ہو وہ دختر جالینوس ثانی ہو مقام افسوس ہو کہ ہم آقا کے ساتھ  
 نہ تھے سحر اُسکا چل گیا کہ آقا سے نامدار کو لے گیا زندان ویر گاہ میں قید کیا ہو گا



اب سوچا کہ صورت رہائی کی کرتے ہیں اثر دور نے تھرا کر کہا اے شہنشاہ مین مجبور  
ہوں اپنے بھوکو اسی مقام پر مقرر کیا ہوا اور میرے سحر کا اثر وہاں تھفات کی نگہبانی  
کر رہا ہوں مین یہاں سے سحر کو زور دے رہا ہوں لیکن آپ کا تا بعد ارہوں اور  
شبہم گوہر پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی ہو مین چاہتا ہوں کہ جالینوس ثانی  
کو خبر پہنچاؤں ہر چند کہ شک اسکو ہو چکا ہو مگر مین بخوبی آگاہ کروں سکندر نے  
قریب آکر ہاتھ اسکا تمام لیا کہا اے نیکو ام ہم قید رہے اور ہماری رہائی کی تدبیر تکی  
اب فکر طلسم کشا کر رہا ہو ہر چند اثر دور نے کہا کہ مین تا بعد ارہوں حکم سے جالینوس  
کے مجبور و ناجار ہوں جو اُسے حکم دیا وہ کرتا ہوں مگر سکندر نے ایک تہانجہ مارا کہ  
سراثر دور کا اثر گیا مثل ہیرم خشک اگلنے لگا جلکر خاک ہوا یہاں شبہم نے دیکھا کہ  
وہ اثر وہاں بل کھانے لگا شبہم نے جمولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرات خون  
لیکر اثر دور پر ڈالے اثر دور جلکر خاک ہوا یہ وہ وقت تھا کہ جب سکندر نے صحرا  
مین اسکو مارا یہ اثر دور اسی کے سحر کا تھا یہ بھی جلکر خاک ہوا اب ہر مرتبہ شبہم ہی  
ارادہ کرتی ہو کہ لوح طلسمی و تیغ طلسمی و لوح محفوظ اٹھا لوں جب بڑھتی ہو پانوں  
دگر کھڑاتا ہو گر پڑتی ہو کیسا کیسا اپنے کو سنبھال رہی ہو مگر پانوں مین قوت نہیں  
آتی معلوم ہوتا ہو کہ خون بدن کا نکل گیا عرض کر رہی ہو کہ اے خالق ارض و سما  
رحم اپنا شریک کر کہ یہ چیز مین اٹھا لوں مگر نہیں بنتا ہاے کیا تدبیر کروں کہ آسمان  
سے نعرہ ہوا اے کیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ اثر دور سے کو مارا آج بھوکو بھوکو دنگا  
شبہم نے دیکھا کہ جالینوس مثل شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہو کلمات سخت زبان پر ہر مرتبہ  
یہی قول ہو کہ نگہبان نے سچ کہا تھا مگر مین تیری محبت مین دیوانہ رہا افسوس ہو  
کہ اسکا کہنا نہ مانا جسکا یہ انجام ہوا اب کیا تجھ کو زندہ چھوڑ دینگا شبہم نے جو باپ کو  
بہتر و غضب دیکھا گھبرا گئی دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و امور بکار ساز  
رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے لفظ

مرو و دور در جستجو سے جیب بند | کہ ہست از دل و جان مقامش قریب



چو دیوانہ در صحن گلشن مگرد +  
 به شکرانہ کن نوشن او در دمنده  
 شو غمره بر آب و تاب چمن +  
 بقیم است اندر سراسر جهان  
 بند و زوار فنا رخت خویش  
 ز نسبت و بد بند کز از حبان  
 گنگا رسد و رگریبان بود +  
 بر اندر آنکس که وانا تراست  
 به بند وصال خدا ممکن است  
 گیر از پی علم و خلق و ادب

به یک گل کفایت کند لبیب +  
 اگر داور و تلخ بخشد طیب +  
 کہ فانی است این بوستان عجیب  
 بر اسے دور و زاین مسافر غریب  
 چه محروم و مفلس چه اہل نصیب  
 اجل می نماید چو شکل مہیب + +  
 حساب عمل چون بہ پر سد حبیب  
 بدل نہ ندگی دور و مرگ عنقریب  
 اگر نفس شیطان نباشد رقیب  
 سبق ہندی از اُستاد ادیب

جالیئوس نے چاہا کہ وہ گر گرفتار کر لوں کہ پہلو سے آواز آئی خیر دار او بیجا  
 گئے نہ بڑھنا یہ تحفے ہمارا حصہ ہو بڑا تو نے لکر کیا کہ طلم کشتا کو پھنسایا گلاب کہاں  
 با بیگا وقت تیرا قریب آیا خوب ٹکرائی کی ہلکو قید کر آیا یقرا ط کو خداوند گردانا  
 جالیئوس ثانی نے پلٹ کر دیکھا کہ سکندر ثانی آپہونچا شبنم فرصت پاکر غرق  
 زمین ہو کر غائب ہو گئی اب تو جالیئوس گھبرا یا پھر سوچا کہ یہ کیا میرا کر گیا ان دونوں میں  
 تو سامنا پڑا سحر ہونے لگے دونوں بلا کے سحر کر رہے ہیں نخل جل جگر خاک ہوے  
 طائر نخل چاتے پھرتے ہیں نخل دم بدم لہرا کر گرتے ہیں ہر طرف سے آوازین  
 بیہات و افسوس کی آ رہی ہیں مگر نور الدہر قید خانے میں بیٹھے ہوئے ہیں اپنے  
 سرداروں سے باتیں کر رہے ہیں کہ سامنے سے زمین شوق ہوئی دیکھا کہ ملک  
 شبنم گو ہر پوش لہران و نرسان حیران ویرایشان پکارتی ہوئی کہ اوشہر پار ظم

شمع رو کیا تجھے ثواب ہوا

طول فرقت کا جب حساب ہوا

آئینہ صاف آب آب ہوا

اجل کے پروانہ تک کیا ہوا

داغ دل تک بھی منگئے سارے

دیکھ کر وہ صفا سے رخصا رہ



باغ میں پھر ہمارا آئی ہو  
کس طرح آئیں میکدے میں ہم  
دامن اشکون سے تر ہی رہتے ہیں  
دیکھ کر بیچ اسکے گیسو کے +  
میں نے تسلیم کی تو گالی دی  
دشت پر خار میں یہ روئے ہم  
تو تو شاگرد ہو شفا اسکا

یا نئے سر سے پھر شباب ہوا  
خانہ دل ہی جب خراب ہوا  
دیدہ تر ہو یا سحاب ہوا  
دل عاشق کو بیچ و تاب ہوا  
کیا کہا میں نے کیا جواب ہوا  
آبلہ پاؤں کا جساب ہوا  
شاعرون میں جو انتخاب ہوا

جلد اٹھیے دیر نہ کیجیے نور الدہر اٹھے قید ٹوٹ کر گری کہ پہلو سے آواز آئی اسی شب  
یہ کیا ستم کیا طلسم کشاکش کو رہا کر دیا ہم اسکو نہ جانے دیکھے وہی دونوں رنگی تلواریں  
کھینچ کر قریب نور الدہر کے آئے دونوں نے ہاتھ تلواریں کے مارے نور الدہر  
نے دونوں کی کلائیوں پر پکڑ لیں دونوں کو گردن پکڑ کے لڑا دیا بھیجے انکے پاش پاش  
ہوئے رنگیوں کا مرنا کہ طرہا س و نجم وار سطوے ثانی وہاں سے مرصع پوش و ملک  
مرصع نشین نے رہائی پائی سب سردار ساتھ شاہزادے کے اٹھے شبنم نے کہا  
اوشہر یا ر جلد اپنے کو پہنچائیے یہ جو کوٹھری ہو اسی میں سے راستہ ہو میں مشعل  
روشن کرتی ہوں اسکی روشنی میں جاسیے یہ کھلے کان سے بولی اتاری اور پھینکی  
ایک مشعل روشن ظاہر ہوئی نور الدہر کو ٹھری میں آئے دیکھا سامنے دروازہ  
باغ کا کھلا ہوا اور سکندر ثانی مثل برقی چمک رہا ہو غرے پر غرے کر رہا ہو کہ نہ  
سکندر ثانی اونکھرام سامنے آکچھ کمال حکمت دکھا دیکھ طلسم کشاکش بھی آیا جاتے  
ہیں مگر جالبینوس ثانی دور سے سحر کر رہا ہو کبھی آگ برساتا ہو کبھی خنجر گراتا ہو لیکن  
تاثیر سحر سکندر پر نہیں ہوتی مگر یہاں شبنم گوہر پوش بیقرار و اشکبار پکار رہی ہو  
کہ ہاں شہر یا ر آئیے بہت جلد پہنچے یہاں یہ کیفیت ہو رہی ہو نظر

پہنچے تھجہ تک ابھی دیکر ترے خدام کو دم  
چشم جانان نے غزالوں کو سکھائی وحشت

فکر میں جان نہ اس عاشق ناکام کو کہ  
اور اسی آہو نے سکھلایا ہو اگر ام کو کہ



اسم اعظم میں سمجھتا ہوں صنم اسم ترا  
 ویکیتا سا غر گل کی جو صفائی و مہجہ  
 مرگیا ویکہ کے تصویر کو تیری نقاش  
 گریہ اس بت کو مرے حال پہ آئے کیونکر  
 حال پر میرے نقط ایک تجھے غم نہ ہوا  
 طاق ابرو ہو ترا سجدہ کہ شہنہ عشق  
 خواہش وصل تو اس ڈھنگ کو کیہ قاصد  
 پھر بھی باندھیں گے مضامین مثالیہ شفا

پڑھ کے کرتا ہوں ترا نام ہر اندام کو دم  
 ٹکڑے کر ڈالتا غیرت سے دہن جام کو جم  
 کھینچنا شکل کا تیری ہزار ستارہ کو سم  
 گئے دیکھا ہوں لا دیدہ احناء کو غم  
 ورنہ ہر چشم جہان سُنکے مرے نام کو غم  
 زیب دیتا ہی نہیں اس میں سر خام کو غم  
 تانہ ہووے اُسے سُکر مرے پیغام کو غم  
 دام میں لائیگے پھر طائر او ہام کو ہم

نور الدہر و شنی میں اس مشعل کی دربار پر پہونچے سکندر نے جو نور الدہر کو  
 آتے ہوئے دیکھا شکر پرور و گمار کیا کہ اور جیم شکر ہو کہ آقا سے نامدار کی صورت  
 دیکھی او آقا سے نامدار و امی مولا سے قدر شناس غلام اسکورو کے ہوئے ہو آپ  
 تحفہ جات اٹھالیجیے نور الدہر نے بڑھکر قصد کیا کہ لوح وغیرہ اٹھاؤن جالینوس  
 ثانی نے آسمان سے سحر کیا کہ نور الدہر و ورہٹ گئے دیکھ کر گرنے لگے سکندر نے  
 فوراً سحر کر کے سنبھالا جالینوس ثانی نے جو دیکھا کہ اب تحفہ جات جاتے ہیں فوراً  
 اتر پڑا سامنے نور الدہر کے پہونچا سکندر ثانی بھی برابر کو دے اور آواز دی  
 کہ ہاں شہریار اب دیر نہ کیجیے لوح طلسم اٹھالیجیے نور الدہر نے بڑھکر لوح پر ہاتھ  
 ڈالا لوح ہاتھ میں نہ آئی دیکھا ایک قطرہ آب ہاتھ میں آگیا پکار کر آواز دی او  
 سکندر لوح میرے ہاتھ میں نہیں آتی جب تو جھپٹ کر سکندر سامنے جالینوس  
 کے آیا للکارا کہ او نامزد ازلی وابدی اب تک شیوہ نگر امی نہیں جاتا نور الدہر نے  
 دوبارہ جو ہاتھ ڈالا لوح محفوظ ہاتھ میں آئی لوح محفوظ کو گلے میں ڈالا مگر کئی مرتبہ  
 نور الدہر نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا لوح طلسمی ہاتھ میں نہیں آتی کہ زمین شوق  
 ہوئی دیکھا و سو اس جادو آگے آگے پیچھے بقراط ثانی للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا  
 خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا اب یہ لوح پاس نیزنگ ثانی کے جائیگی یہ کہہ کر ایک



آواز دی کہ اونیگزنگ خوشترنگ یہ لوح طلسمی لیجاؤ کہ ایک زراغ تڑپ کر گرا اور  
اُسے لوح وتبغہ اٹھا لیا اڑتا ہوا چلا سکندر نے چاروں کون کئی طائر چھوڑے جو  
طائر قریب زراغ کے پہونچا زراغ نے اُسے پنجہ مار دیا کسی پر منتقار مار دی وہ طائر  
جلگر گرے سکندر نے ناچار ہو کر کہا یہ وسواس جا کر بقراط کو بلالایا وسواس نے  
پکار کر کہا اے سکندر کیا کوئی کوشش ہم اٹھا رکھیں گے نور الدہر تو لوح محفوظ  
پہن چکے تھے جیسے ہی وسواس قریب آیا اور اُسے چاہا کہ انکو لے اڑوں فوراً  
نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر وسواس کا اڑ گیا جالینوس نے جو یہ قوت  
دیکھی مثل بید کا نینے لگا سکندر پر آگ بر سائی سکندر تو اسکے سحر کو دفع کرنے لگے  
جالینوس اڑتا ہوا نکل گیا بقراط نے پکار کر کہا اے جالینوس لوح کا انتظام کرنا  
یہ کہ غرق زمین ہوا باغ میں سناٹا ہو گیا کہ شبنم آکر پہونچی شبنم نے کہا اے شہریار  
لوح طلسمی لیگیا اب آپ سکندر سے حال پوچھیں سکندر بھی آکر پہونچے نور الدہر  
کے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار بڑی مشقت پڑیگی لوح عجب مقام پر پہونچی  
یہ سب باتیں کر رہے ہیں کہ رنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا مہر سپر عیار ہی جست و  
خیز کرتے ہوئے آتے ہیں دیکھا سب پریشان کھڑے ہیں اسی باغ میں سکونت کا  
ارادہ ہو نور الدہر کو خواجہ نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر صاحبقران نے خواب  
پریشان دیکھا مجھ کو روانہ کیا ہر چند کہ میں افلاس سے نکل نہ سکتا تھا مگر گلی کو چون  
میں چھپتا ہوا آیا ہوں شبنم نے اشارہ کیا کہ سامنے خزانہ ہی جو چاہیے وہ لے لیجیے  
خواجہ نے جا کر جال مارا سب خزانہ نذر زنبیل کیا نور الدہر نے کہا اے شبنم تم نے  
کل خزانہ ہاتھ سے کھویا اب خواجہ بھی آکر بیٹھے سکندر نے کہا اے شہنشاہ اوج ویا  
اب آپ کا کام ہی کہ بقراط نے لوح مرحلہ ہفت اختران پر بھیجی کہ جہان کا نیرنگ  
خوشترنگ حاکم ہو خواجہ نے کہا میں جاتا ہوں جو فکر ہو سکے گی وہ کرونگا کیا مجھے  
عذر ہو یہ کہکے خواجہ نے اسی وقت بانہا سے عیار می ذات پر آراستہ کیے اور  
جست و خیز کرتے ہوئے چلے اسکے جانے کے بعد سکندر نے بھی قصد کیا شبنم نے



کسا اور شہر یار میں بھی جاؤنگی خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہنچے دیکھا  
 سامنے ایک قلعہ ہو اُس قلعے کے اوپر ایک ابر کھنچا ہوا ہو اُس ابر میں ستارے چمک  
 رہے ہیں خواجہ نے براے امتحان نخل سے ایک پھول توڑا ستارہ آسمان سے  
 گرا اُس نخل کو جلا دیا جب وہ نخل جل کر گرا اور خاک ہوا تو وہ ستارہ پھر اپنے مقام  
 پر جا ملا خواجہ حیران ہوئے کہ یہ کیا شعبہ ہو دیکھا ایک گنبد ظاہر ہوا اور ایک  
 ساحر ابر سے نکلا درگنبد پر آکر بیٹھا اور آواز دی کہ اے خوش آواز آواز اندر سے  
 گنبد کے دو طفل ماہ طلعت نکلے ایک کے ہاتھ میں چنگ مرصعی اور دوسرا خالی  
 ہاتھ پہلو میں اُس ساحر کے آکر بیٹھے جسکے ہاتھ میں چنگ تھا اُس نے چنگ بجایا کہ  
 صحرا میں آواز گونجنے لگی دوسرا لڑکا گنگنا کر یہ اشعار بہ آواز گانے لگا نظم

ہاتھوں میں یار کے نہیں ساغر شراب کا  
 انگھون میں تیرے چاہنے والوں کی دانغ ہو  
 دو نعمتیں یہ میری ہیں میں ہوں فقیر مست  
 اندیشہ گفتگوئے تکبرین کا نہیں  
 چاہے شکست جہل تو تحصیلِ علم کر  
 پروانے سے لڑایا ہو بلبل کو رات بھر  
 خورشیدِ حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر  
 دیکھے جو تیرے دستِ حنائی کے رنگ کو  
 دریا میں غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم  
 جو چاہیں لکھ لیں کاتبِ اعمال چارون  
 آتش کی التجا ہو یہی تہ سے یا غلے

دستِ مہج میں ہو قدحِ آفتاب کا  
 شبنم پسند ہو ویکھا حسنِ آفتاب کا  
 اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا  
 رد کر وہ ہو سوال ہمارے جواب کا  
 وابستہ یہ طلسم ہو لوحِ کتبا کا  
 شمعون پہ عطریا رہنے ملکر گلاب کا  
 دکھلا دیا ہو یا رہنے چہرہ عتاب کا  
 شرمندگی سے رنگ ہو پھیکا شراب کا  
 ناقوس مچلیوں نے بجایا حساب کا  
 دیکھو نگار وز حشر ہیں کاغذِ حساب کا  
 صدمہ نہ ہو فشارِ لمحہ کے عذاب کا

وہ ساحر بیٹھا مجموعہ رہا ہو شراب پیتا جاتا ہو کبھی ساز بجانے والے کو گود میں  
 اٹھا کر بٹھا لیتا ہو کبھی دوسرے پر متوجہ ہوتا ہو اُسکو بھی آغوش میں بٹھا لیتا ہو کہ  
 صحرا سے رونے کی آواز آئی وہ ساحر موسوم بہ گنبد نشین ہو اُس نے آواز کو سن کر سر



اُسٹھا یا دیکھا ایک طفل ماہ طلعت کپڑے پہنے ہوئے رہتا ہوا چلا آتا ہو مگر چہرہ  
 لڑکے کا آفتاب عالم تاب پتلے پتلے ہونٹ بڑی بڑی آنکھیں گردن کرتی ہوئیں  
 گنبد نشین نے جو اپنے مقام سے دیکھا اُسٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی میان ادھر  
 اُسٹھ لڑکے نے بنگاہ غور چہرہ دیکھا چچا ابا کے لپٹ گیا گنبد نشین نے گود میں  
 اُسٹھا لیا پیار کرنے لگا وہ لڑکا اٹکھیلیاں کرنے لگا کہتا ہو چچا جان آپ کہاں گئے  
 تھے گنبد نشین نے جواب دیا کہ او نور نظر ہم یہاں بیٹھے تھے تم بھی چلکر بیٹھو شراب  
 پیو گانا سنو وہ لڑکا ساتھ گنبد نشین کے آکر بیٹھا مگر ہر سو خیال کر رہا ہو کبھی سار پر  
 ہاتھ رکھتا ہو کبھی اُس گانے والے کو منع کرتا ہو کہ تم نہ گاناؤ ہم گائیں گے گنبد نشین  
 کہتا ہو بیٹا گانا سنو ہرج نہ کرو ایسا نہ ہو کوئی عیار آجاسے یہ وہ مقام ہو کہ غیر کے  
 آنے کا حکم نہیں مجھے تم سے بھی خوف آتا ہو لڑکے نے گنبد نشین کی دائرہ پکڑی  
 کہا اونا بیٹا ہمسے کیوں خوف کرتا ہو ہم تیرے فرزند ہیں یہاں کسکی مجال ہو جو کوئی  
 اسکے ہکو مہینوں یہاں گذرے کبھی جا نور بھی نہیں آتا یہ کہکے گلابی اُسٹھا بی چاہا  
 پی جاؤن گنبد نشین نے ہاتھ مقام لیا کہا بیٹا یہ شراب تند ہو کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا  
 ہم لوگ قلیل پیتے ہیں لڑکا پھل پھل کے ضد کرنے لگا کہتا ہو ہم یہ شراب ضرور پین گے  
 گنبد نشین سوچا کہ جو شراب باقی رہیگی تو یہ ضدی بیجا بیگا پیتے ہی غضب ہو جائیگا  
 آخر لڑکے کو پھسلا کر گلابی ہاتھ سے اُسکے لے لی ساری شراب اپنے حلق میں  
 اُنڈیل لی جیسے ہی وہ شراب حلق سے اُتری کلیجے سے دھوان نکلنے لگا گھبرا کر  
 کہا ارے میری جان جاتی ہو کلیجے سے دھوان نکل رہا ہو یقین ہو کہ روح نکلیا  
 ایسا نہ ہو کلیجہ کٹکے نکلنے لگے لڑکے نے کہا چچا جان شراب پیتے ہو اور ضبط نہیں  
 رکھتے اُسٹھ زور اٹھلو گنبد نشین اُسٹھا ٹھلنے کو چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا فوراً  
 لڑکھڑا کے گرا گانے والے لڑکوں نے جو دیکھا کہ گنبد نشین گرا وہ تو بھاگ کر  
 گنبد میں چھپے مگر اس طفل نے نعرہ کیا کہ منم ہر سپہ عیاری و قطب فلک خجہ گزاری  
 شاہ عیار ان عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اپنے نام کا پھر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو



سراپا دانش و عقل مجسم  
جهان سرہنگ و زنجیر گزاری  
عمر و آن شاہ عیاران عیار

کران استاد عیاران عالم  
بہ باغ دین ز کمرش آبیاری  
بہر کشور بلاے جان کفار

یہ کہکے خنجر مارا گنبد نشین کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے زمین متحرک ہوئی اور  
گنبد بھی تھرا یا وہ لڑکے گھبرا کر نکلے عمرو نے انکو پکڑا وہ ہاتھ جوڑنے لگے عمرو  
نے دونوں کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا وہ لڑکے زنبیل میں جاتے ہی خاموش ہوے  
عمرو نے سارا مال گنبد کا لوٹ لیا جھولیاں سحر کی اسباب مٹھائی وغیرہ اشیاء  
پوجہ پاٹ سب قبضے میں لائے جمع ہوتے ہی وہ تارے جو آسمان پر چمک رہے  
تھے لہرا کر زمین پر گرے ابڑ پھٹ گیا سر پر سے قلعے کے ہٹ گیا کان میں آواز  
آئی کشتی مرا نام من گنبد نشین جا دو بود و روزہ قلعے کا کھلا چند ساحر روئے  
ہوئے نکلے خواجہ نو جنگل میں آکر چھپے وہاں سے دیکھ رہے ہیں کہ جو ساحر اندر سے  
آئے تھے اٹھوئے نے آکر لاشہ گنبد نشین کا اٹھایا اور جو تارے گرے تھے  
وہ ماش کے آٹے کی گولیاں تقین انکو اٹھا کر لیگئے واسطے گنبد نشین کے سر پیٹتے  
تھے کہتے تھے وہ نگہبان مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا ہو شیاری سے حفاظت کرتا  
تھا کوئی اسکے زمانے میں نہ آسکا یہ کہکے لاشہ اٹھا لیگئے بعد تھوڑی دیر کے قلعے  
سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار ساحر  
ساتھ آکر جنگل میں ٹھہرا سب طرف دیکھ دیکھ کے کتنا تھا یار و جلا و ساحران عالم  
اس مقام پر آیا کیا داغ دیکھا آخر پٹ کر قلعے میں چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک  
جاو و گر جاتا ہو پکارا کہ بھائی جانے والے ذرا ٹھہرو جیسے ہی وہ ٹھہرا عمرو نے  
قریب آکر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہوا ہے کہہا کہ بھکو بسرا م جاو و کہتے ہیں بادشاہ  
کا نوکر ہوں نیرنگ خوش رنگ جسکی عمارت ہی ہو جسکے نام سے رواج سحر ہوا  
میں اُسکا نوکر ہوں عمرو کو تو نام دریافت کرنا تھا نام دریافت کر کے جواب مارا  
اسکو تو گھسیٹ کے جنگل میں ڈال دیا آپ نیرنگ و روغن عیاری کا لگایا بسرا م کی



شکل بنکر طرف قلعے کے چلے جیسے ہی دروازے میں آئے ایک آواز آئی کہ عمر و عیار  
 جاتا ہو ساحر طرف قلعے کے دوڑے خواجہ جنت کر کے بھاگے مگر حیران ہیں کہ یہ  
 کئے آواز دی کون ایسا ظالم تھا اب دوبارہ رنگ دروغن عیاری کا لگایا ایک  
 کاه فروش کی شکل بنے جیسے ہی دروازے میں آئے دیکھا ایک ساحر خوک کو لیے  
 بیٹھا ہو وہی خوک آواز دیتا ہو خواجہ پھر بھاگے جب جاتے ہیں وہی خوک آواز  
 دیتا ہو خواجہ بھاگ آتے ہیں تین روز برابر آمد و رفت میں گزرے مگر دن  
 رات برابر آئے جب خوک نے آواز دی بھاگ گئے تیسرے دن اُس ساحر نے  
 عاجز ہو کر پھر خوک کا لٹکا دیا خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنکر آئے اب جیسے ہی  
 خوک نے چاہا آواز دوں عمر و نے جال الیاسی مارا خوک نے غل مچایا اور کہا  
 کہ یارو دوڑو مجھے لیے جاتا ہو جب قفس زنبیل میں گیا تو آواز موقوف ہوئی  
 خواجہ جنت کر کے اندر آئے دیکھا شہر آباد ہو رونق پاکیزہ کشورہ کھٹک رہا  
 ہو گرم بازی ہو رہی ہو ایک طرف دیکھا ہزار ہا عیار پھر رہے ہیں ایک عیار  
 طرار قنتورہ زربفتی سے آراستہ کئی سو پیک بچے ساتھ کھتا پھرتا ہو یارو عمر و کو  
 تین دن سے ڈھونڈ رہے ہیں نہیں ملتا ایک شاگرد نے کہا اُستاد دیکھیے سامنے غیر  
 شخص آتا ہو شاید عمر و ہواستے پکارا کہ میان جانے والے ادھر آؤ خواجہ قریب  
 آئے اُس عیار نے ہاتھ مقام لیا کہا اے شخص تیرا کیا نام ہو عمر و نے کہا ہمارا وہ  
 نام ہو کہ جسکو تم جانتے ہو اب نہ پوچھو دیکھو منتھارا شاگرد بتا رہا ہے جیسے ہی وہ  
 پلٹا خواجہ نے ایک دھپ لگائی ٹوپی اتار لی اور ایک دولتی ماری کہ وہ عیار  
 گرا خواجہ بھاگے عیار لینا لینا کہے دوڑے مگر یہ عیار جو گر کر اُٹھا پکار کر کہا یارو  
 تم سب دیکھا کیے اور وہ مجھکو ذلیل کر گیا سہیجہ اختر شناس کو بلاؤ ایک بخومی آیا  
 اُسے کاغذ نکالا کہا سنبری مندی میں جاؤ کاه فروشوں میں وہ بھگوڑا بیٹھا ہو عیار  
 اُس طرف چلے خواجہ حقیقت میں کاه فروشوں میں بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے  
 ایک گےسیارہ جو قریب بیٹھا تھا اُس سے کہا ہمارا گٹھا دیکھے رہو ہم پیاب کر کے



آنت ہو یہ گلے خواجہ کنارے ہوے وہاں سے دیکھنے لگے کہ کچھ کو تو الی چو ترے  
 کے پیادے آکر پہونچے سب گھسیارون کو گرفتار کر لیا لیکر چلے خواجہ جو بھاگے  
 ایک چو بدار جاتا تھا اُسکے قریب آکر کہا گستیان تم ہرے مالک نہو ہم تمہرے تو  
 گھوڑے تو ناکی گھاس لائے ہو ہکا نو کر رکھ لیو یہ باتیں کرتے کرتے حباب مار کے  
 اُسے بیوش کیا کھینچا کنارے لائے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چو بدار کی شکل  
 بنکر بازار میں ٹھلنے لگے سب گھسیارون کو لیکر پیادے سامنے سہیم اختر شناس کے  
 پہونچے اُسے دیکھ کر کہا کہ اب عمرو چو بدار بنا ہوا بازار میں پھر رہا ہو یہ سنکر پیادے  
 براے گرفتاری چو بدار ان چلے خواجہ نے دیکھا کہ اب چو بدار بھی گرفتار ہوتے  
 ہیں سامنے ایک جوہری کے آئے جیب میں ہاتھ ڈال کر دو ٹکینے الحاس کے نکالے  
 کہا سیٹھ جی اسکی جمع لگاؤ جوہری نے کہا میرے ہاتھ میں دو خواجہ نے کہا ذرا آپ  
 کنارے آئیے تو میں حال کمون یہ لگینے خزانہ شاہی کے ہیں ابھی کوئی دیکھ لے  
 تو میں تم دونوں گرفتار ہو جائینگے دو باتوں میں ہمارے متمھارے فیصلہ ہو عرض  
 مہاجن دوکان سے اُتر اکو نے میں لا کر خواجہ نے کہا سیٹھ جی صاحب رات کو  
 ہمارے بادشاہ تاج پہنکر بیٹھے تھے ایک معشوقہ حسین و جمیل آئی اُنپر عاشق  
 ہوئی اختلاط میں کئی مرتبہ تاج سر سے گرایہ لگینے تاج سے رات کو جھڑپڑے ہم  
 صبح کو جھاڑو دینے گئے تو پہنے پائے مگر واروغہ پر بڑی خفگی ہو کہ دو ٹکینے ساٹھ ہزار  
 کے گر گئے اُکھوتلاش کرو واروغہ صاحب نے مجھے کئی مرتبہ کہا کہ اگر بلجائیں تو لاؤ  
 انعام ملے گا مگر میں سوچا کہ اگر دیدون اور کچھ نہ دین تو کیا کروں متمھارے پاس  
 لایا ہوں مہاجن نے کہا اتنے کی جمع تو نہیں ہو یہ دونوں لگینے دو ہزار روپے کے  
 ہیں خواجہ نے کہا وہ دیکھو دوسرا مہاجن متمھارے پیچھے کھڑا ہو بارہ ہزار روپے  
 دیتا ہو یہ سنکر وہ مہاجن پلٹا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈال دیے حباب  
 مار کر بیوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی جوہری کی شکل بنے دوکان پر  
 آ کے بیٹھے پہلے تھیل گروین کی اُٹھائی نذر زنبیل کی روپے بدل لیے اشرفیان بھی



اٹھالین وہاں سب چوہدار گرفتار ہوئے دروازے پر باغ کے سہیم اختر شناس کو لیے ہوئے مہمیر قطرہ زن عیار بیٹھا ہو کہ چوہدار گرفتار ہو کر آئے مگر سب اپنا سر پٹیتے دوہائی دیتے ہوئے کہ متھر صاحب آج ہماری سب کی آبرو گئی ہم لوگ حکم پہونچانے والے ہیں ہمارا گرفتار ہونا بڑی ہتک ہو مہمیر کہ رہا ہو یہ سب گوارا ہو مگر وہ مکار گرفتار ہو تو مجھ کو خوشی ہو جب چوہدار سامنے آچکے اختر شناس نے سب کو دیکھا اور دیکھ کر کہا اے مہمیر عمر و ان میں نہیں ہو وہ نکلیا اب وہ چوک میں جو ہری بنا بیٹھا ہو مہمیر نے اشارہ کیا سب جو ہریوں کو پکڑ لاؤ پیاوے چلے چوہدار بھی پیاوون کے ساتھ چلے مگر مہمیر خفا ہو رہا ہو کہ اے اختر شناس تم نے جو حکم لکھا وہ سب خلافت نکلے اب دیکھیے کیا ہوتا ہو سہیم اختر شناس کہ رہا ہو اب کی مرتبہ جو دوڑ گئی ہو اگر جو ہریوں میں وہ نہ نکلا تو بڑی بدنامی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ہلڑ ہوا کہ جو ہری گرفتار ہوئے مگر فریاد کرتے ہوئے آئے ہیں لیکن جب جو ہری گرفتار ہونے لگے اور خواجہ نے سنا کہ جو ہری گرفتار ہو رہے ہیں خواجہ اس دوکان سے اٹھ کر بھاگے پیادون میں جا ملے جو ہریوں کو گرفتار کیا جو ہریوں کا گرفتار ہونا کہ کل بازار بند ہو گیا ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ اب اس شہر میں نہ رہیں گے یہاں بڑی دولت ہوتی ہو کوٹھی والوں نے کوٹھیاں بند کر دیں اور جو ہریوں کے ساتھ آئے مہمیر کے سامنے آ کر فریاد کرنے لگے کہ متھر صاحب ہمارے سا کھ گئی اب ملکون ملکون خبر پہونچ گئی کہ جو ہری گرفتار ہوئے کوٹھی والوں نے آکر اپنی اپنی پکڑیاں دے ماریں اور کہا آپ کا مطلب نکلا سہیم نے دیکھ کر کہا اے مہمیر میں کاغذ دیکھ کر بتاتا ہوں انجین عمر و نہیں ہو مہمیر نے کاغذ لیکر سپاڑ والا سہیم نے سمجھ بیٹ لیا کہا اے مہمیر غضب کیا میری برسوں کی محنت خاک میں ملا دی اب لا کھ مشقت کرو نکلا تو ایسا کاغذ تیار نہ ہو گا میں بتا دیتا کہ عمر و کہاں گیا اب نہیں بتا سکتا مہمیر نے کہا تو جھوٹا ہو مہمیر نے کاغذ وغیرہ پھینک کر اپنے گھر کا راستہ لیا مگر بڑا تاناہوا کہ ناحق کی باتیں بنائیں اتنے حکم لگاے کوئی بھی مسیح نہ نکلا مہاجن سب ارٹے



ہوئے کھڑے ہیں کہتے ہیں صاحب ہمارا بڑا نقصان ہوا ہم لوگ کوٹھیاں اپنی بند  
 کر دینگے آپ کے ملک میں نہ رہیں گے جب ہماری ساکھ نہ رہی تو ہمارا رہنا  
 بیکار ہو ملکوں ملکوں بدنام ہوئے ہماری ہندوستان سکریتی تھیں اُس میں فرق  
 پڑا مہیر نے اُن سب کو سمجھایا کہ بھائیو معاف کرو مجھے اُسکو نکال دیا اب وہ  
 سرکار میں نہ آنے پائیگا بلکہ سزا پائیگا اُس نے حقیقت میں خلافت کیا ہم لوگ سب  
 اُسکے دشمن ہیں خواجہ سپاہی بنے ہوئے مہیر سے باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں  
 حضور بڑا چالاک ہو مگر حکم میں سہیم کے فرق پڑا بڑا مقام تعجب ہو کبھی اُس نے  
 حکم خلافت نہیں لگایا مہیر نے کہا میں نے آج اُسکا کمال خاک میں ملا دیا اُسکا  
 کاغذ پھاڑ ڈالا کئی سال میں اُس نے بنایا تھا اب کیا جواب دیا جائے خواجہ نے  
 جواب دیا اُسناد آپ درست فرماتے ہیں لیکن ان مہاجنوں کو کون سمجھاوے  
 یہ لوگ نہیں مانتے کہتے ہیں کہ اب ہم لوگ دوکانیں نہ کھولیں گے مہیر نے کچھ  
 روپیہ خزانے سے شکار دیا مہاجن بہ مشکل راضی ہوئے خواجہ اُس مجمع سے نکلے  
 مکان پر سہیم ستارہ شناس کے آئے مگر چوہدری نے ہوئے دیکھا وروانہ بند  
 ہو سہیم بیٹھا ہوا رو رہا ہو کتا ہو آج میری بات گئی دیکھیے عمر و میرے ساتھ کیا کرتا  
 ہو میں نے جو حکم لگایا وہ خلافت نکلا اب مجھے اپنی جان کا خوف ہو یہ باتیں اپنے  
 محل میں بیٹھا کر رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور وروانہ پر چوہدری  
 شاہی آیا ہو آپ کو بلانا ہو کتا ہو کہ شاہ نے طلب فرمایا ہو آپ کی خطا معاف  
 ہوئی شاہ کا حکم ہوا کہ ہمارے ستارہ شناس کو بلاؤ اب حکم لگائے کہ عمر و  
 کمان گیا ہے اُسکے حکم کے اُسکا پتہ نہ ملیگا سہیم اٹھا وروانہ پر آیا دیکھا کہ  
 چوہدری شاہی کھڑا ہوا چکار رہا ہو کہ نورہا بھکو بلائیے جو شاہ نے کہا ہو وہیں  
 عرض کرونگا سہیم نے وروانہ کھولا چوہدری کو اندر بلایا جیسے ہی خواجہ اندر  
 ہوئے سہیم کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے کہا شاہ تمہاری تعریفیں کر رہے ہیں  
 فرماتے ہیں میرے بخومی کو بلاؤ مجھکو بغیر اُسکے ہر ام نہیں کھانا پینا اسی کے



حکم پر ہوتا تھا وہ آکر حکم لگا ئے تو میں کھانا کھاؤں یہ باتیں کرتے کرتے جیب میں ہاتھ ڈالا خاصہ ان نکالاکھا حضور گلو ری کھائیے گلو ری کھا کر سہیم بیٹھ ہوا خواجہ نے اسکی مشکین باندھیں اسکو تو ایک صندوق میں بند کیا اسکی شکل بکر اندر پہونچے پکار کر کہا صاحبو تم لوگ غافل بیٹھے ہو عمر و عیار کا مجھکو بڑا خوف ہو تم لوگ زیور پہنے ہو ایسا نہ ہو اس زیور کی وجہ میں جان جاے لہذا سب عورتیں زیور اتار کر میرے سامنے لاؤ میں بہ احتیاط رکھ دوں کل دیدون گا بلکہ دو تا کر کے دو نگا سب عورتوں نے یہ سکر اپنا اپنا زیور اتار لاکر سہیم نقلی کو دیا عمر و نے خوشی خوشی سب زیور نذر زنبیل کیا جو اہر کے صندوقچے منگوائے وہ بھی نذر زنبیل کیے سارے گھر سہیم کا صاف کیا تا نہایت تک نہ چھوڑا کمرے میں آکر سہیم کو صندوق سے نکال کر اٹا لٹکا دیا گلے میں پھانسی لگا دی آپ اسی کی شکل بکر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلے یہاں نیزنگ شعلہ خو باغ میں بیٹھا ہو عیار نے آکر سب معرکہ بیان کیا مگر جالینوس ثانی خدمت میں حاضر تھا اُسے کہا او نیزنگ آج رات کو عمر و ضرور آئیگا بہت ہوشیار رہنا نیزنگ نے کہا مہمیر کو بلاؤ مہمیر جو آیا کہا او عیار طرار بڑی ہوشیاری سے آج طلایہ دینا رات کو عمر و کے آنیکی خبر ہو جالینوس ثانی و نیزنگ نے مہمیر کو خوب سمجھا دیا مہمیر کئی سی پیک بچوں کو لیکر باہر نکلا آکر دیکھا کہ سہیم اختر شناس گھوڑے پر سوار آتا ہو مہمیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہو سہیم نے بہ آواز بلند جواب دیا متھر صاحب میں ہوں مہمیر نے آکر رکاب تھا م لی کہا او اختر شناس آج تیرے حکم میں فرق پڑا بڑا بلوہ تھا میں نے کئی لاکھ روپیہ تقسیم کر کے بلوے کو روکا سب کو ٹھہرایاں جو ہریوں کی بند ہو گئی تھیں میں نے خود جا کر بازار کھلوایا عمر و نے کہا متھر صاحب تم نے ایسا تم کیا کہ کاغذ ستارہ شناسی و حکم نکالنے کا چاک کر ڈالا کئی سال میں میں نے اُسے تیار کیا تھا مگر خیر اب حکم لگاؤنگا عمر و کوین گرفتار کرادو نگا مہمیر آگے بڑھا سہیم نقلی در باغ پر آیا نگہبانا نوٹکو نام بتا کر گھوڑے



سے اتر اطرمت باغ کے آیا اندر آ کے دیکھا باغ میں ستا ٹاپل ہو ہر طرف نخل خاموش مگر  
تاریکی ہو رہی ہو خواجہ پھرتے ہو قریب بارہ درمی کے آئے دیکھا دربارہ درمی  
پر جالینوس ثانی کھڑا ہو پکار کر پوچھا کون آتا ہو سہیم نے اپنا نام بتایا کہا حکیم صاحب  
میں حکم لگانے آیا ہوں مگر شہنشاہ ساحران کہاں ہیں جالینوس نے کہا آرام  
فرماتے ہیں مگر منع کیا ہو کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے سہیم نقلی نے کہا مجھے اسوقت  
ملاقات کرتا ضرور ہو جالینوس منع کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ شب کو ملاقات  
نہ ہوگی خواجہ فرماتے ہیں میں دو باتیں کر کے چلا جاؤنگا کہ خبر پہونچی مہینہ آتا ہو  
ایک کنیز نے آکر کہا میان حکیم صاحب نہ گھبرا ئیے وہ آتے ہی پہچان لیگا خواجہ  
یہ سنکر گھبرا ئے کہ مہینہ آیا اُس نے آتے ہی پہچان لیا اور للکارا کہ او ساربان زاد  
میں نے پہچانا تو نے غضب کیا کہ سہیم اختر شناس کو مارا اور گھر اُسکا لوٹ لیا  
دیکھ آیا اُسکو میں نے جا کے بخوبی دیکھا خواجہ بھاگے مہینہ دوڑا خواجہ توجست  
کر کے دیوار کے پار ہوئے مگر شاگرد مہینہ کارنگر نیز تیر رو اُس نے بھی براہ جست  
کی اور دیوار کو پہچاند کے اُس پار پہونچا مہینہ تو ٹھہر گیا مگر رنگر نیز نے پیچھا کیا جب  
خواجہ قریب جنگل کے پہونچے پلٹ کے دیکھا ایک عیار چلا آتا ہو اور للکار رہا ہو  
کہ او عمر و ٹھہر جا میں بھی اکیلا ہوں خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ تنہا آتا ہو اُس مقام پر  
رک کے کہا او پیچھا کیا میں تجھے پایہ کمی کار کہتا ہوں رنگر نیز نے بڑھکر اپنا رنگ  
رکھایا ایک ہاتھ نیچے کا مارا خواجہ نے کاغذی سپر سامنے کر دی جیسے ہی سپر پر  
نیچے پڑا سپر ٹٹی بیہوشی اُڑی رنگر نیز بیہوش نہو کے گرا خواجہ نے کسوت عیاری  
کالی رنگ و روغن اکا کر رنگر نیز کی شکل بنے اُسی کا لباس پہنا اُسکو تو ایک  
گوشتے میں ڈال دیا آپ روانہ ہوئے یہاں سب عیار جمع ہیں چانوون چانوون  
کر رہے ہیں کہ سب نے دیکھا رنگر نیز آتا ہو پکار کر کہا خلیفہ صاحب کیا گزری عمر و  
نے جواب دیا یارو میں نے ساربان زاد کے کو مارا راہ میں جا کر گھیرا خوب  
نیچے چلا مگر بلاے روزگار ہی کسی مقام پر کسی نہ کرتا تھا میں نے سر کو تبا کر ایک



ساتھ نیچے کا مارا کہ بایان پانوں اُسکا اُڑ گیا لنگڑا تا ہوا بھاگتا مگر کیا تیز تھا کہ ایک پانوں سے نکل گیا میں پلٹ آیا سوچا کہ اب تڑپ تڑپ کے مرے گا پانوں کٹا ہوا جنگل میں کہیں نہ کہیں پڑا ہو گا مگر میں نے تعاقب نہیں کیا چلو تم جھون کو دکھا دین عیاروں نے کہا خلیفہ اب اُسکا کٹا ہوا پانوں دیکھنے سے کیا فائدہ آپ کو خداوند بقراط نے بچایا عمرو نے کہا اُستاد کو خبر کرو اُستاد کہاں ہیں کہ دیکھا سامنے سے مہمیر آتا ہی عمرو نے پکار کر کہا اُستاد ساربان زارو سے کو میں نے شکست دی آپ کے اقبال سے ایک پانوں اُسکا کاٹ ڈالا مہمیر نے فوراً چار آنکھیں کر کے دیکھا دل میں کتنا ہی کہ کیا ساربان زارو دلیرو نہیں معلوم کر رہے تھے کہ ساتھ کیا کیا کہ اُسی کی صورت بنا کھڑا ہی کس دلیری سے کھڑا باتیں کر رہا ہی تھا ہوا قریب آیا کہا اسی رنگریز زارو قریب آؤ خواجہ اور پیچھے ہٹے مہمیر نے کہا ہم بلا تے ہیں تو ہٹتا جاتا ہوا رہے ہیں تجھ کو انعام دوں گا کہ تو نے بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کا پانوں کاٹا خواجہ نے کہا اُستاد میں آیا عیاروں نے کہا الگ ہٹو عیار ہٹے مہمیر نے کہا ارے ہٹے کیوں جاتے ہو شاگردوں نے کہا اُستاد خلیفہ نے حکم دیا ہم ہٹ گئے خواجہ عمرو جیسے ہی قریب آئے کہا اُستاد دیکھیے وہ لنگڑا بھاگتا جاتا ہی مگر مانگ سے خون بہت جاری ہی مہمیر جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ایک وصول ماری کلاہ مہمیر نے اور جست کر کے بھاگے اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ اندر قیصر بہ بر مس	رنگ از رخ بختک بد اختر بہ بر
در محفل خسروان جو گرد مس ساتی	تیغ و سپر و سب و ساغر بہ بر

مہمیر لبنا لبنا کہے دوڑا خواجہ بھی لبنا لبنا کہتے ہوئے جاتے ہیں مہمیر کو بڑی مشقت ہوئی شاگردوں پر خفا ہو رہا ہی کہ تم کیوں ہٹ کر کھڑے ہوئے شاگرد کہتے ہیں اُستاد اُسے کہا ہم ہٹ گئے ہماری کیا خطا ہی جب اُسے وصول مانا تو آپ سے ہاتھ نہ پکڑ لیا سر باز اور یہ حرکت کر گیا ذلت کا ٹوکرا آپ کے سر پر دھڑکے



ہم لوگ کیا کریں وہ بلا سے روزگار ہو مگر قلعے سے تو نکلیا اب قلعے کا انتظام کیجیے  
 کہ وہ اندر نہ آنے پائے مہینے کے ہمارے کو جا لینوس ثانی نے بڑی بڑی حفاظت  
 کی اگر وہ نہ ہوتے تو تباہ نیزنگ پہنچ جاتا مگر وہ سوتے میں بھی اپنا انتظام  
 کر لیتے ہیں ہاتھ نہ ڈال سکتا و شیر قریب پلنگ بیٹھے رہتے ہیں وہ کسی کو نہیں  
 آنے دیتے مگر اب میں تلاش میں عمر و کی نکلتا ہوں جس طرح بیٹھا اسے گرفتار کر کے  
 لاؤنگا یہ کیکے مہینے چلا شاگرد و نکو متفرق کر دیا خواجہ پھرتے پھرتے ایک  
 دیر آنے میں آئے کہ یکا یک کراہنے کی آواز کان میں آئی اسی آواز کی جانب  
 چلے جب قریب پہنچے تو دیکھا ایک بیمار پڑا کر رہا ہو خواجہ کو رحم آیا پوچھا  
 کہ او بیمار تو کون ہو کہ جو یہاں پڑا ہوا ہے کہا میں سوداگر ہوں جب یہ عارضہ  
 ہوا تو لا کھوں روپو صرف کیے نو کر چا کر موجود رہے جب روپیہ صرف ہو گیا  
 تو سب نے جدائی کی اب میں یہاں حیران و پریشان ہوں کوئی پوچھنے والا  
 نہیں عمر و نے کمرے کچھ پیسے نکالے قریب آکر چا ہا دون اُسے کہا با با میرے  
 ہاتھ تو بیکار ہیں دیکھا عمر و نے کہ ہاتھ پھٹے ہوئے خون بہ رہا ہو پھر بیمار نے  
 کہا جھولی میں پیسے رکھ دو جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ بڑھایا بیمار نے پانوں سیٹے  
 اور حلقہ ہاسے گمدا مارے خواجہ جست کر کے الگ ہوئے بیمار لٹکا رہا کہ او بیجا  
 میں نے پہچانا منم مہینے تیر رو یہ کیکے بیمار اٹھا خواجہ سے نیچے چلنے لگا مگر مہینے بھی  
 بلا سے روزگار ہو کسی مقام پر کمی نہیں کرتا جب خوب نیچے چلنے لگا تو مہینے نے  
 زفیل بجائی جھکل سے چالیں پیک بچے نکل آئے چہار طرف سے خواجہ عمر و کو  
 گھیر لیا سب جانب سے خواجہ پر گندین پڑ رہی ہیں خواجہ گندین کاٹتے ہیں  
 کبھی جست کر کے نکلتے ہیں لیکن عاجز ہو رہے ہیں چالیں پیک بچے برابر  
 کے حربے کر رہے ہیں خواجہ عمر و بلک بلک کے دعائیں مانگ رہے ہیں  
 کہ او خالق بے نیاز و اور رب کار ساز ان ظالموں سے نجات دے انکے  
 حملوں سے بچالے



<p>دل مدار از بہر این دنیا حزمین بندگی کن بندگی کن بندگی سجدہ کن سجدہ کہ گردی سرفراز سنگون شو سنگون شو سنگون نقش کن نقش خدا بر لوح دل بام قصر خود میر بر آسمان رخت خود بر بند زین فانی سر بہر مال و دولت فانی مباحش صاف دل باش و صفا آئینہ کن دشمنی از نیک و بد پاکس مدار</p>	<p>تا شود حاصل ترا اعزاز و دین گر توئی از بستگان کمترین در میان خلق چون چرخ برین نہ بہ خاک عاجزی روے جبین تا شود روشن از ان نقش نگین زانکہ ہست آخر مکانت در زمین چون سفر و پیش واری امولکین در جہان احو و حق اندوہ گین دور کن یکسر غبار بغض و کین تا تو باشی از بلا ہارسنگار</p>
---	--

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ سامنے سے صاحب بغداد گراں متر  
قرآن چاہیں پیک بچے ساتھ آتے ہیں وہیں سے لغزہ کیا کہ اُستاد میں آپہونچا  
یہ کہکے بغداد کھینچ کر متر قرآن جو گرے کئی پیک بچوں کو قتل کیا ساتھ والوں نے  
حقہ ہارے آتش بازی مارے کہ تمام مقام دھواں دھار ہو گیا مہمیر سامنے  
سے بھاگا خواجہ نے پیچھا کیا جب مہمیر نے دیکھا کہ عمر و قریب آگیا راہ میں  
کانٹوں کا جنگل ملا اسنے حقہ آتش بازی مار دیا وہ جنگل جلنے لگا مہمیر تو نکل گیا مگر  
خواجہ ٹھہر گئے پکار کر کہا کہ بچہ نکل گئے ورنہ آج تمکو چو بیخہ کرتا ساتھ والے  
مہمیر کے سب قتل ہوئے متر قرآن و خواجہ سے ملاقات ہوئی قرآن نے  
پوچھا اُستاد یہاں کہاں آ پھنسے تھے عمر و نے کہا اے فرزند تختہ جات نور الدین  
یہاں آئے ہیں مگر بڑا انتظام ہو گنبد نشین کو مارا تپ راستہ گھلا قلعے میں  
گیا تھا مگر نکل آیا اسی مہمیر کی وجہ سے وہاں دخل نہ ہوا مگر بیٹا تم کہاں جاتے  
ہو قرآن نے کہا میں نے خبر پائی ہو کہ صاحب قرآن زمان پر کوئی ساحر چڑھکے  
آیا تھا گر فتار کر کے لیے جاتا ہو میں اسی فکر میں جاتا ہوں عمر و نے کہا میں تو



بخیریت آنکو چھوڑ آیا تھا مترقران نے کہا آپ کے بعد یہ معرکہ گزرا یہ کیکے منترقران  
 توروانہ ہو گئے مگر صاحبقران پر یہ سانحہ گزرا کہ جب عمر و کوروانہ کرچکے تو خود بھی  
 روانہ ہوئے اور ایک صحرا میں پہونچے کہ نرا کانٹوں کا جنگل تھا کائنات انگلیاں اپنی  
 اٹھاتے تھے گویا راستہ بتاتے تھے صاحبقران اسی صحرا میں اتر پڑے وہاں کا  
 حاکم خارستان جادو رات کو اٹھا خیمہ صاحبقران میں آیا عالم خواب میں کیر  
 کو گرفتار کر لیگیا اپنے مقام پر لایا اپنے ساتھ والوں کو بلایا امیر کو مسلسل و مطوق  
 کیا آپ ایک آہو پر سوار ہوا اور اراہ لیکر چلا راہ میں جانا تھا کہ ایک طرف سے  
 چند نازنینان مرجین یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گاتی ہوئی آئیں نظم

پیری میں آیا وہ رخ روشن نظر مجھے  
 خالی رخ صبح ہو نہ نظر مجھے  
 او فو نہال تو بھی دکھا چشم ز گسی  
 رسوا چکور سے ہوں سوا اسکے عشق میں  
 لب بند ہو گئے لب شیریں کے وصف میں  
 کس مست کے خیال میں پیران پار سا  
 برسوں سے میں خراب ہوں دیکھی تلاطمیں  
 معشوق تھے غرور سزاوار تھا کھین  
 طالب نہیں ہو دولت دنیا کا دل مرا  
 جب دیکھتا ہوں یا تو ہوا انت پست  
 شمشیر خارج نہیں ہونے کی کارگر

دکھلائی آفتاب نے صورت سحر مجھے  
 یوسف سے بھی عزیز ہی زنگی پسر مجھے  
 دکھلا رہے ہیں اپنے شگوفے شجر مجھے  
 پہچانتا ہو خوب وہ رشک تر مجھے  
 سیرادہن ہوا اگرہ نیشکر مجھے  
 عینک کی طرح رکھتے ہیں پیش نظر مجھے  
 رکھتا ہو شوق کعبہ میان سفر مجھے  
 شکوہ نہیں ہوتے نہ یو چھا اگر مجھے  
 اس سیتن کا وصل ہو تحصیل زر مجھے  
 ڈوبونگا میں ڈوبیگا آب گھر مجھے  
 حبت علی کی کافی ہو آتش سیر مجھے

وہ نازنینان مرجین یہ اشعار گاتی ہوئیں سامنے سے نکل گئیں ایک انہیں نہایت  
 حسین تھی اُسے قریب صاحبقران کے آکر ناز و غمزہ کیا کہ صاحبقران مبہوت  
 ہو گئے سر جھکا کر بیٹھے وہ نازنین گاکر چلی گئی خارستان جادو چاہتا ہو کہ اس  
 صحرا سے نکلون صاحبقران کو لیجاؤں ایک مقام پر آ کے ٹھہرا تھا چاہتا ہے



کر آگے بڑھوں کہ ایک طرف سے آواز آئی اور خارستان کیا کار نمایان کیا حمزہ  
عرب کو قید کر لیا خداوند نے تیری بڑی صفت و ثنا کی ہو اس کا غز کو پڑھکے آگے بڑھنا  
خارستان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار آتا ہو ملکارتا ہوا کہ آگے  
بڑھنا قریب پہونچکر وہ کاغذ ہاتھ میں دیا خارستان نے وہ کاغذ ہاتھ میں لیا تہو  
بقراط کی دیکھی خوش ہو گیا کاغذ کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اس میں سے بیوی  
اڑی پہلو سے نعرہ ہوا نعرہ قرآن

جہان سرسنگ درخبر گزاری  
نغمہ متر قرآن شیرازی

سیرچون باد بہاری  
بہ میدان اثر در آتش فشا نغمہ

نعرہ کر کے بندہ مارا کہ سر خارستان کا اڑ گیا صاحبقران کے ہوش و رست  
ہوے قید توڑ ڈالی ساحرون سے مقابلہ پڑا صاحبقران نے ساحرون کو قتل  
کیا باقی ماندہ بھاگے متر قرآن صاحبقران کو لیکر لشکر میں آئے قرآن نے سب  
حال خواجہ کا بیان کیا صاحبقران اسی جانب چلے لیکن خواجہ عمر و بعد جدا  
ہوئے قرآن کے طرف قلعے کے چلے تھے راہ میں ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا  
ہوا جاتا ہو خواجہ نے آگے بڑھکر اسے روکا اور اپنے پاس اسے بلایا اور پوچھا  
بھائی کہاں جاتے ہو اس نے کہا خداوند بقراط نے نامہ پاس نیرنگ کے بھیجا ہو  
میں نامہ لیے ہوئے جاتا ہوں خواجہ نے نام پوچھا اس نے کہا بسبب جادو و میرا  
نام ہو نیرنگ کو سمجھانے جاتا ہوں خواجہ نے باقون میں لگا کر اسکو بیوش  
کیا نامہ اسکی جھولی سے نکالا اسکی شکل پر طرف نلعہ چلے نام تو اسکا اول ہی پوچھا  
نمنا قریب قلعہ پہونچے نگہبانوں نے پوچھا کون ہو خواجہ نے بیان کیا کہ میرا  
نام بسبب جادو و ہو قدرت کا نامہ لیکر آیا ہوں میان نیرنگ کہاں ہیں یکر  
نگہبانوں نے بتایا کہ بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں خواجہ ٹہلتے ہوئے بارگاہ  
نیرنگ میں آئے وہ نامہ نیرنگ کو دیا نیرنگ نے پڑھا اس میں مضمون  
پایا کہ ای نیرنگ ہوشیار رہنا عمرو و تمھارے ملک میں پہونچ گیا نیرنگ نے



نامہ پڑھ کے کہا قدرت سے عرض کرنا کہ میں بہت ہوشیار ہوں کیا مجال ہو کہ لوح لے سکے لوح میں نے ایسے مقام پر رکھی ہو کہ وہاں کوئی جا نہیں سکتا بسطیٹ نے کہا ذرا غلام کا گانا سنئے تو آپ کو حال معلوم ہو یہ کہکے با بیان کہینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے

راست گفتاری مزاج سیمت میں کیونکہ میں  
فصل گل میں گل کھلے ہیں ہر طرف او باغبان  
کج اولی عاشق و معشوق سے کرتا ہو یہ  
کون مانع چاکدانی کا ہو تجھے جنون  
اُس پر ہی طاعت نے دیوانہ بنایا ہو مجھے  
دیکھ کر مجرم کو اپنے کیا اٹھیں رحم آگیا  
تازہ دیوانہ ہوا ہوں تجھ پہ اولیٰ عن جمال  
کیا پھر آئی فصل گل سودا ہوا ہو جوش زن  
وصل کی شرب داغ اُس گلارونے ہیں مجھ کو دیے  
فیض استاد قمر کا ہو طبع میں امو شفیق

آج وہ تشریف لائے انجمن میں کیونکہ میں  
اندرون ہو بلبل شیدا چمن میں کیونکہ میں  
راست بازی بار و اس چرخ کمن میں کیونکہ میں  
واسے دست انداز میرے پیہوں میں کیونکہ میں  
عمر ہو اپنی بسر منج و سخن میں کیونکہ میں  
باندھتے ہیں ہاتھ زلفونکی زمین کیونکہ میں  
ذکر میرے عشق کا ہر انجمن میں کیونکہ میں  
پانوں رکتے ہیں ہمارے اب و ظہین کیونکہ میں  
زنگ گلشن ہو ہمارے زخم تنہوں کیونکہ میں  
عاشقانہ لطف ہو تیرے سخن میں کیونکہ میں

اس رنگ سے یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ نیرنگ نغمین کرنے لگا بسطیٹ نے  
عرض کی حضور یہ دو کمال مجھ کو قدرت نے دیے ہیں ایک تو ساقی گرمی خوب  
کرتا ہوں دوسرے گاتا قدرت خواب میں اگر تعلیم کر گئے تھے جسکو شراب  
پلاؤنگا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی لیکن کلید مینا نہ بھکو مرحمت فرمائیے نیرنگ نے  
کلید مینا دی خواجہ نے آکر مینا نے کا قفل کھولا اندر جا کر شراب تقسیم کی چند  
گلابیان درست کر کے محفل میں لائے گھنگرو پانوں میں اپنے باندھے گت چپا  
شروع کی چند اشعار شراب گائے جام لیریز کیا ٹھوکرین لیتے ہوئے سامنے  
نیرنگ کے آئے سر جھکا یا نیرنگ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا چاہتا تھا کہ پیوں  
کہ رنگ کی آواز کان میں آئی مہینر جو باغ میں پہونچا جا بجا دیکھا خدنگا ریوٹ



پڑے ہیں بعض سحرہ پن کر رہے ہیں کسی نے کسی کے سر پر وصول مار دی بعض نے  
 ٹھوچڑا دیا ایک دوسرے کو دبوچے پڑا ہوا ایک سے ایک کہ رہا ہو کہ کیوں بے  
 حرام زادے پہنے تجھ کو سویرے بلایا تھا تو کیوں نہ آیا چند انہیں سے نشہ شراب  
 میں بدست کہ رہے ہیں کہ ہم اس وقت کھانا نہ کھا دینگے البتہ بھونے ہوئے چنے  
 ملین تو خوب چبا دین کوئی کہتا ہوا اس وقت بندے کے کچا لو کھانے کو دل چاہتا ہوا  
 دوسرے نے جواب دیا ابے کچا لو پھر کھانا دیکھ تیری مونچھ پر کوا بیٹھا ہو تیسرے  
 نے جواب دیا ابے کانون کا ٹون کرتا ہو تو کیسا دوست ہو کہ اڑا نہیں دیتا اُسے  
 مونچھ کپڑ کے جھٹکا مارا وہ بھی گرا اور اُسے بھی پٹھنا کھا یا مہمیر نے جو یہ رنگ دیکھا  
 گھبرا کر بارگاہ میں آیا دیکھا رنگ محفل جما ہوا ہونا چنے والے نے جام ہاتھ میں  
 نیرنگ کے دیا ہو نیرنگ جام شراب پیا چاہتا ہو کہ مہمیر نے پکار کر آواز دی  
 اے شہنشاہ یہ جام نہ پیجے گا یہ شخص کوئی مسکار ہو میں جب قریب آؤں تو جام  
 پیجے گا جھپٹ کر مہمیر قریب آیا نیرنگ کے ہاتھ سے جام لیا کہا اے بسط جادو  
 یہ جام تم پیو خواجہ نے کہا مالک کے نام کا جام میں کیونکر پیوں مجھ سے تو ایسی  
 بے ادبی نہ ہوگی مہمیر نے کہا اے بسط ضرور نکلو پینا پڑیگا مالک کو جام دیتے تھے  
 خود متین پتے عمرو نے جام ہاتھ میں لیکر مہمیر پر کھینچ مارا جام سر پر مہمیر کے پڑا  
 جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے خواجہ جست کر کے بھاگے اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ

مرے مکر سے کاغیتا ہو جہان  
 زمانے کا مکار و غدار ہوں  
 نہ پائے مری گرد پا پوشش کو  
 صبا ٹھو کرین کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہوں میں عیار صا حقران  
 ترا شدہ ریش کفار ہوں  
 اڑاؤں صبا کے بھی میں ہوش کو  
 مرا تیر رفتار ہو گرفت دم

مہمیر نے خواجہ کا پیچھا کیا نیرنگ نے پکار کر آواز دی اے مہمیر یہ جانے نہ پا  
 اسکو گرفتار کر کے لانا مہمیر تقاب میں لینا لینا کرتا چلا جاتا ہوا آگے آگے خواجہ  
 لینا لینا سمجھتے ہوئے بھاگے جاتے ہیں جب مہمیر قریب پہونچتا ہوا گھیر دیتے



ستا ہی تھنے گرفتار نہ کر لیا وہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ وہ بھی لینا کرتا جاتا تھا  
 سمجھے کہ جانے والا کوئی آگے بھاگا جاتا ہی مہنیر خاموش ہو رہتا ہے جب قلم سے  
 باہر نکلے اور تخلصان میں آئے خواجہ نے دیکھا کہ مہنیر پیچھا نہ چھوڑے گا ٹھہر گئے  
 زبایا ہی مہنیر کیا مجھ کو کم جانتا ہے جو چلا آتا ہے اسی میں بہتر ہے کہ پلٹ جاؤ ورنہ تمہاری  
 نامتین آجائیں گی مہنیر نے بڑھکے پیچہ مارا عمرو سے نیچے چلنے لگا مگر مہنیر بھی بلا  
 روزگار ہے کسی مقام پر کمی نہیں کرتا نیچے کا جھٹاٹا بلند ہو صحر اکا ستاٹا وہ پست ہے  
 دھر نیرنگ نے چلتے وقت جب دیکھا کہ مہنیر عمرو کے تعاقب میں جاتا ہے تو  
 رو باہ جادو کو حکم دیا کہ تو جا اگر مہنیر و عمرو سے کسی مقام پر نیچے چلے تو عمرو کو  
 ڈاکٹھا لانا رو باہ اگر پہونچا اور آسمان سے دیکھا کہ عمرو و مہنیر لڑ رہے ہیں یہ  
 لڑک کر گر عمرو کو پیچھے میں آٹھٹھالیا لیکر چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر  
 ہٹکے لیے جاتا ہے ہنسکر کہا اوشہنشاہ ساحران مجھ کو کہاں بجاؤ گے رو باہ نے  
 لٹا ٹھکونیرنگ نے طلب کیا ہوا اب تمکو قتل کریگا خواجہ نے کہا کسی مقام پر  
 ٹھہر جائیے میں اپنا حال آپ سے بیان کرونگا غرض ایک کوہ سامنے تھا اُسپر  
 کر رو باہ ٹھہرا عمرو کو سامنے بٹھایا کہا بیان کرو عمرو نے کہا میری پاس کچھ  
 مال ہے وہ لیلوتب اختیار ہے ہم مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ بعد مرنے کے تیجہ  
 چاہیے وہاں وغیرہ ہوتا ہے اب نیرنگ ہٹکے قتل کریگا بعد ہمارے مرنے کے تم  
 دفن و گفن سے فراغت پا کر تیجہ وغیرہ کر دینا کہ یہ ضرور ہے یہ سہکے عمرو نے کہا میرے  
 ہاتھ کھول دیجئے تب میں روپیہ نکالوں رو باہ سوچا کہ اسکے روپ کا حال کون  
 پوچھیکا میں کمد و نکایہ جھوٹا ہی میرا کہنا قبول ہوگا فوراً ہاتھ سر سے کھول دیے  
 عمرو نے زنبیل سے ایک پوٹلی نکالی رو باہ کو دی رو باہ نے جو اس پوٹلی کو  
 کھولا بیوشی اڑی بیوش ہو کر گر خواجہ نے کمد نکالی اسکے سر پر ماری گردن  
 میں کمد پھنسی اپنے قریب کھینچا ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ہتھوڑا مارا  
 کہ سر رو باہ کا پھٹ گیا جب رو باہ مرا تو خواجہ کے پانوں چھوٹے پہاڑ سے



اترے ساحر کی جھولی وغیرہ لیلیٰ اُسی کی شکل بنے کہ سامنے سے دیکھا مہینہ آتا ہو مہینہ  
 نے پکار کر پوچھا اور وہ باہر عمرو کو کیا کیا عمرو نے کہا اے مہینہ اُسکا سر کاٹ کر پھینک دیا  
 حکم تھا شہنشاہ کا کہ جہان پانا وہیں مار ڈالنا مین نے تعمیل حکم کی کہ سر کاٹ کر پھینک دیا  
 جہان نور ان مہر لاشہ کھا گئے یہ باتیں کر کے مہینہ کے ساتھ چلے مہینہ باتیں کرتا ہوا  
 آتا ہو تھوڑی دور پر آکر خواجہ نے کہا اے مہینہ وہی رنگی آتا ہو جسکے ہاتھ سے تم  
 بھاگے تھے جیسے ہی مہینہ نے پلٹ کر دیکھا خواجہ نے حلقہ ہاے کند گلے مین  
 مہینہ کے ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکی شکل بنے مہینہ کو اپنی شکل بنایا اسکی  
 مشکین باندھ کر لے چلے گئے مین گنبد عیاری کا ٹھولش دیا ہو کہ مہینہ غین غین  
 کر رہا ہو راہ مین شاگرد ملے اُنھوں نے عمرو جانکر کسی نے دھول ماری کسی نے  
 تانچہ مارا کتے ہیں او بیچیا تو نے ہمارے استاد کو ذلیل کیا دیکھ انجام کیا ہوا  
 عمرو نے کہا یارو ایک گدھا لاؤ اُسپر اِسکو سوار کرو نہ سنگھا پھنکتا ہو اچلے  
 اسطرح سامنے نیرنگ کے لیچلو کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ عمرو کے لیے یہ ذلت  
 ہوئی شاگردان مہینہ دوڑ کر گدھا لائے خواجہ نے بہ صورت مہینہ دھول اپنے  
 گلے مین ڈالا بجاتے ہوئے چلے کہ خلق خدا کی ملک یا دشاہ کا جو ہے عیاری  
 کرے اُسکا یہ حال ہر مرتبہ دھول پر چوب لگاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ ہے  
 کیا عیاری کر یگا نیرنگ کو یہ خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا مہینہ بہ ذلت لیے ہوئے  
 آتا ہو باہر نکل آیا دیکھا صد ہا آدمی جمع ہیں بیچ مین گدھے پر عمرو مہینہ دھول بٹاتا  
 ہوا آتا ہو بہت خوش ہوا کہا دیکھو یارو میرے عیار نے کیا کار نمایان کیا عمرو  
 کو کس حال سے لایا حقیقت مین مہینہ کا مثل نہیں ہو خلعت منگوایا مہینہ نقلی  
 کو خلعت پہنایا گلے سے موتیوں کا مالآتا کر دیا اور مہینہ اصلی شاگردوں کے  
 سامنے غین غین کرتا ہو شاگرد مار رہے ہیں لیکن نیرنگ نے مہینہ نقلی کو راضی  
 کر کے کہا اب اِسکو قتل کرو عمرو نے کہا آپ اِسکو دار پر کھینچے نیرنگ نے اشارہ  
 کیا دار استاد ہوئی نیرنگ نے اپنے ہاتھ سے پانوں باندھے دار پر کھینچ دیا



تیر و کمان ہاتھ میں لیکر کھڑا ہوا کئی سو تیر انداز تیر و کمان لیکر قریب آئے نیرنگ نے  
تیر مارا کئی سو تیر چلا سینہ عمر و ثقلی کا فگار ہوا عمر و قریب نیرنگ کے آیا کہا کہ اے  
شہنشاہ سا حراں آپ نے بڑا غضب کیا اپنے عیار کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا  
اب بتائیے کیا ہو گا بہتر یہ ہو کہ تحفہ جانت نور الدہر ہو کہو اسے کرو ورنہ تمہارا  
بھی یہی حال ہو گا نیرنگ نے کہا اے مہینر کیا کہتا ہو میری سمجھ میں نہیں آتا عمرو نے  
ایک معمول مار کر تاج نیرنگ لیا اور فرہ کر کے بھاگے چلتے وقت صاف صاف  
کہ گئے کہ مہینر مارا گیا اے نیرنگ اب میری کون حفاظت کرے گا نیرنگ لبنا لینا  
کرتار ہا چاہا کہ سامنے ٹھہرے تو سحر کروں کہ پانوں عمرو کے زمین تمام لے لے لے لے  
خواجہ مثل برق کے نکل گئے نیرنگ روتا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ یار و غضب ہو گیا  
مہینر کا بھٹو بڑا تعلق ہو دربار میں آکر بیٹھا مگر آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہ در  
بار گاہ پر ہڑ ہوا نیرنگ نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہو لوگوں نے کہا دختر مہینر کی ملکہ  
نسیم سبک رو و دعوی خون پر آئی ہو نیرنگ نے کہا ہلا لو دیکھا سامنے سے  
ایک شعلہ جوار نہایت حسین و جمیل دریا سے جواہر میں غوطہ زن پائے پہنچا لے  
ہوئے نیچے حائل کندین بازوون پر آ کے نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا  
اے شوخ و شنگ تیرا کیا نام ہو اُسے کہا میرا نام نسیم سبک رو ہو مہینر کی بیٹی  
ہوں ابھی بھٹو خبر ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا میں بھی عیار ہی میں طاق ہوں شہر  
آفاق ہوں عمرو کی کیا حقیقت ہو سرکار کے حکم کی ریر ہو عمرو کو باندھ کر لاؤں ایسی  
زلت سے قتل کروں کہ عمرو کو بھی معلوم ہو کہ عیار وہ ایسی ہوتی ہو باپ کو میرے  
اُسے بکیں و بے بس کر کے مارا اور حضور نے بھی دریافت نہ کیا فوراً تیرا بیٹو  
کہ باپ میرا مارا گیا اب جوار شاد ہو وہ بجالاؤں نیرنگ نے کہا اے نسیم کمال  
یہ کہ عمرو گرفتار ہو کے آئے نسیم اُسی وقت اٹھی طرف بازار کے روانہ ہوئی  
خواجہ ایک نخل کے نیچے کھڑے تھے کہ سامنے سے چمک معلوم ہوئی اور دیکھا  
کہ ایک عیارہ بوٹا سا قد نہایت خوشتر و چشم آہو خال ہند و جست و خیز کرتی ہوئی



آتی ہو خواجہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے پکار کر آواز دی اے جان جہان واؤ آرام دل  
مشتاقان زرا اور پلیٹ کے دیکھو کہ کیا حال ہو نظم

<p>رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں وہ شاد حسن ہو تو گیسو صہر نشان تیرے زمین سے ہو جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ کہوں کیونکر نہ اُنکے زور سے تیرے ہیں رخسار سے ہمیشہ رہتی ہو اصلاح بان رنگین خیالوں کی ارادہ ہو گریبان پھاڑ کر یوں راہ صحرائی کھڑے رہتے ہیں دریا کے مشتاق انکی صورت کا دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہیں شکنجے میں تمھارے شربت دیدار کی لذت نہیں پاتے محبت میں کمی آئی نہیں فصل اُسی سے بھا کر معر کے میں آتش آب تیغ قاتل سے</p>	<p>حسین ہونے میں طوفان نوح کے فرزند کرتے ہیں ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہیں نقاب اُٹھتے وہ ہمہ اپنی آنکھیں بند کرتے ہیں اندھیرے میں اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہیں پچھے کپڑے گل ولالہ کے ہم پیوند کرتے ہیں نصیحت سے مجھے دیوانہ وانشتمند کرتے ہیں توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہیں شہم ای کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہیں ہزار آپس میں آمیزش گلاب و قند کرتے ہیں نیاز اپنا وہی ہوتا زود ہر چند کرتے ہیں خدا چاہے تو پاک اس زندگیاں گند کرتے ہیں</p>
---	--

خواجہ نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلیٹ کر اُس محبوب نے دیکھا کہ ایک شخص  
و بلا پہلا کھڑا ہو کر رنگ رو اڑا ہوا انتہین کر رہا ہو کہ زرا اور دیکھتی جاؤ مشتاقون  
کو صورت دکھاؤ نسیم نے پکار کر آواز دی اوساں بان زار سے تو نے غضب کیا کہ  
میرے باپ کو مارا میں تیرے قتل کو آئی ہوں عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا اپنا تو یہ  
قول ہو فرواد ب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا بہ منبھل سکتا نہیں  
اب بوجہ جیسے اپنی گردن کا ہڈیہ سر حاضر ہو اُسکو کاٹ لیجیے آپ کو مشقت پڑے گی  
نسیم نے کہا خواجہ یہ فقرے تمھارے نہ چلیں گے بہت پچتاؤ گے خیر اس وقت تو  
میں جاتی ہوں ابکی جو آؤ گے تو گرفتار کر لوں گی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے  
میں نے بڑے بڑے عیار مارے میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ کہنے فوراً  
جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی کوس بھر پر باغ تھا اُسکے دروازے پر بارگاہ



استاد کرائی گئی سو کنیزوں کو لیکر اتر ہی خواجہ دیوانہ وار ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ چند کنیزوں کو دیکھا کہ صحران میں پھر رہی ہیں خواجہ نے عورت بنکر پوچھا کنیزوں نے بیان کیا کہ بارگاہ سامنے جو استاد ہو آسمان نشریف رکھتی ہیں خواجہ ٹھٹھکتے ہوئے لشکر میں آئے دیکھا ایک خیمے میں ایک نازنین بھرا کر رہی ہو دریافت ہوا کہ ملکہ نسیم کی بھرائی ہو خواجہ نے چوہدری بنکر اسے بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر بیٹھے کہ ایک کنیز نے آکر کہا اوشعلہ رخ چلتو تمکو ملکہ بلاتی ہیں خواجہ تانگے میں سوار ہوئے راہ میں سب لوگ آوازے کھینچتے ہیں سب کو جواب دیتے ہوئے جاتے ہیں کسیکو کو سا کسی کا ہتھ چڑا دیا کسیکو کہا کہ آٹکھیں پھوٹیں کسیکو کہا کہ تم پر بجلی گرے اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے دربارگاہ نسیم پر آئے تانگے سے اترے اگر سلام کیا نسیم نے کہا کیوں شعلہ رخ مزاج کیسا تمنا ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور کو دعائیں دیتی ہوں ایک ہفتے سے بخار میں مبتلا ہوں ہر وقت پنڈا جلتا ہو دل الجھتا ہو دیکھیے اس وقت بھی پنڈا پھیکا ہو نسیم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا اوشعلہ رخ حقیقت میں بڑیاں پھک رہی ہیں کیا کسی پر عاشق ہوئی ہو عرض کی سو حضور کے اور کہیں مجھے کو نہیں جانتی حضور کے جمال جہان آرا کو دیکھا کرتی ہوں یہ ککے سینے پر تم رکھ دیا نسیم نے اٹھا ہاتھ مارا کہا اوشعلہ رخ کچھ دیوانی ہوئی ہو کہاں ہاتھ رکھتی ہو مردانی صحبت میں بیٹھ بیٹھ کر گستاخ ہو گئی ہو بیٹھ کر گانا گانا خواجہ نے سامنے بیٹھ کر ساتھ ناز و ادا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

<p>وصال یار سے اک روز نشا ومان نہ ہوا چہ فرق میں گرا ہو ہمارا یوسف دل ہمیشہ غیروں پہ لطف و کرم کیا اُسے فلک نے خاک میں ایسا ملا دیا افسوس نہ تھنے مجھکو بلایا نہ آئے میرے گھر جنوں کے جوش میں کہتا ہوں ہاتھ مل لکر</p>	<p>کہ مہربان کبھی بھولے گئے آسمان نہ ہوا نکال لینے کو خط اسکا کاروان نہ ہوا ہزار حیف کبھی ہم پہ مہربان نہ ہوا ہماری قبر کا معلوم بھی نشان نہ ہوا تمہارا وعدہ وفا کوئی میری جان نہ ہوا کہ اُسے دامن کسار و محبتیان نہ ہوا</p>
--	--



ملال و رنج ہمیشہ رہے مرے دلہین	سرور و عیش سے آباد یہ مکان نہ ہوا
بہت سے رنج و الم اسکے ہاتھ سے ہوتے	ہزار شکر مرا طفل دل جو ان نہ ہوا
جو ہوتی ہوئے محبت تو پوچھتا سنگ یار	رقیب کا کوئی مرغوب استخوان نہ ہوا
خدا تک آہ لگاتے رقیب کے دل پر	جھکا بھی قدر جو ضعیفی سے تو کمان نہ ہوا
لیا نہ مول کسی نے مرا دل شیدا	جہان میں کوئی بھی معشوق قدر دان نہ ہوا
خدا کی یاد رہی دل میں میری اسطوت	ہزار شکر کہ میں عاشق بتا ان نہ ہوا

اس رنگ بین یہ غزل گائی کہ نسیم تڑپ گئی مگر بہ نگاہ غور دیکھنے لگی پہچانا اسے کہ  
بیشک یہ عمر و عیار ہی ہوتا مگر وفکار ہو کسی کام کے جیلے سے اٹھی پشت پر اگر حلقہ  
کند مارے پکار کر آواز دی کہ اوسا زبان زادے خوب مکر کیا خواجہ نے چاہا  
اٹھ کر بھاگوں مگر حلقہ ہا کے کند ایسے پڑے کہ ڈکھڑا کر گرے نسیم نے حباب مار کر  
بیہوش کیا شکہیں باندھ کر ہوشیار کیا کہا کیوں سا زبان زادے دیکھا تو نے ہنسنے  
بھکو کیوں نہ پہچانا جلد بتا کہ میری گائے کو کیا کیا عمرو نے کہا صندوق میں بند ہو ملک نے  
کنیزوں کو بھیج کر اسے بلوایا اور خواجہ کے رُخ سے رنگ و روغن چھڑایا صوت  
اصلی نکل آئی عمرو نے کہا اے ملک عالم بستر کند عشق ہوں تمہیں عیاری میں نہیں کر سکتا  
ہاتھ ہی نہ اٹھیکھا عیاری نہ ہو سکیگی نسیم نے تہمتہ مار کر کہا دیکھو صاحبو یہ بھی ایک  
عیاری ہو میں اسکو کب مانتی ہوں جو یہ مگر فتار ہونگے تو عذر عشق کریں گے اور جو  
بھکو مگر فتار کریں گے تو کہیں گے کہ میں نے عیاری کی میں اس بات کو کب مانتی ہوں  
عمرو نے کہا ملک آج تو میں دیکھنے آیا تھا کہ قریب سے جا کر جمال دیکھ لوں آتے ہی  
میں نے سینے پر ہاتھ رکھا ملک نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا اوسکار وفکار تو ایسے  
کئے نہ بان سے نہ نکال بھکو حجاب آتا ہی مگر خیر میں رہا کرتی ہوں اب جو آنسجھ کے  
آنا ابی جو گرفتار کرونگی تو پاس نیرنگ کے بیجاؤنگی یہ کئے عمرو کو رہا کیا عمرو نے کہا  
اب میں فراق میں تڑپونگا چاہتا ہوں کہ ایک لمحہ صحبت میں حاضر رہوں جمال  
جہان آرا بہ غور دیکھوں ملک نے کہا اب باتیں نہ بنائیے تشریف لیجائیے خواجہ تو



وہاں سے نکلے مگر بعد جانے خواجہ کے نسیم بھی نکلی بانہا سے عیاری ذات پر آ رہا  
 کیے شعلہ جوار نہ کر چلی خواجہ ایک مقام پر بیٹھے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرو اڑی  
 خیال کر کے دیکھا کہ نسیم سبک رو آتی ہو ایک جھاڑی میں چھپ کر بیٹھے گندین  
 خس پوش کر دین جب اُس مقام پر نسیم پہنچی یا تو مثل ہوا کے آتی تھی یا رکی اور  
 پکار کر آواز دی کہ اوسا رہا بان نہ ادرے کیوں چھپا بیٹھا ہو کلکرتا بلکہ کچھ فن عیاری  
 دکھا ہم بھی دیکھیں کہ تو کیسا عیار ہو کئی آوازیں دین خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا اور  
 خاموش چھپے رہے نسیم سمجھی کہ یہ خیال خام تھا ناحق کو دل دھڑکا جھپٹ کر نکل چلو  
 یہ سوچا کہ جست کی بیج کمندون میں اتری خواجہ نے شیر کے دھڑو کہ کی آواز دی نسیم  
 رکی خواجہ نے جھٹکا تار نسیم گری خواجہ جست کر کے چھاتی پر آئے نسیم نے ٹھٹھی  
 سانس کھینچی کہا میری پشت میں کانٹا چھک گیا حسرت پر اُسکی خواجہ کا دل دُکھا گھٹنہ  
 دھبلا کیا جیسے ہی گھٹنہ ڈھبلا ہوا نسیم نے دونوں ہاتھ منہ پر خواجہ کے مارے  
 خواجہ بیہوش ہو کر گرے نسیم جست کر کے چھاتی پر چڑھی مشکین باندھیں خواجہ کو  
 ہوشیار کیا کہا کیوں سا رہا بان نہ ادرے دیکھا تو نے کہ میں نے کیونکر گرفتار کر لیا  
 عمر و نے کہا وہی محبت نے پھنسا یا نسیم نے کہا جھک مارتے ہو اب تمہاری  
 بات کا اعتبار نہیں میں ہوشیار کر چکی تھی ہر چند خواجہ تڑپے مگر نسیم نے کچھ قبول  
 نہ کیا گرفتار کر کے پشتارہ باندھا طرف دربار نیزنگ کے لے چلی یہاں وہ وقت  
 ہو کہ دربار نیزنگ جما ہوا ہر ساحر بھی بیٹھے ہیں کہ ہر کارون نے خبر دی کہ ملکہ نسیم  
 عمر و کو لیے ہوئے آتی ہیں نیزنگ نے کہا جلد لاؤ چند ساحر واسطے استقبال کے  
 اُسٹھے استقبال کر کے نسیم کو سامنے نیزنگ کے لائے نیزنگ نے پوچھا اے  
 نسیم عمر و کو کیونکر گرفتار کیا نسیم نے کہا اس نے مجھ کو گرفتار کیا تھا مگر میں نے اسکو  
 خود گرفتار کر لیا اس سے دریافت کر لیجئے عمر و کو ہوشیار کیا عمر و نے کہا کہ اے  
 شہنشاہ میں اس پر عاشق ہوں جو فقرہ اس نے کیا وہ میں نے بدل منظور کر لیا ورنہ  
 اسکی کیا مجال تھی کہ مجھے گرفتار کر سکتی ابھی آپ کے سامنے ایک عیاری کرتا ہوں



آپ بھی تعریف کرینگے نسیم نے جھٹا کر کہا اوشہنشاہ اسکی کیا مجال ہو کہ میرے سامنے  
عیاری کر سکے عمرو نے کہا گرفتار کر کے لیجاؤن مگر امیدوار ہوں کہ حضور کب طرک  
داخل نہ دین بعد اسکے آپ کو اختیار ہو نسیم نے کہا وہ کیا عیاری ہو جو آپ کیجیے گا  
عمرو نے کمر سے خنجر نکالا کہا یہ خنجر ہو ہے کا ہو ملک کھینچ کر میرے سر پر لگائیں اگر میرا  
سر کٹ جائے تو میں نے معاف کیا اور میں پھر اسی خنجر سے چورنگ کاٹ دوں گا  
خواہ کوئی ننگ ہو خواہ گاسے پیل بھی نسیا یا کوئی گھوڑا ہو میری عیاری کھل جائیگی  
نسیم نے کہا اوساربان زادے یہ کیا چونچلا ہو اگر خنجر میرے ہاتھ سے نہ کاٹے گا  
تو تیرے ہاتھ سے بھی نہ کاٹے گا خواجہ نے کہا ہاتھ کنگن کو آری کیا ہو سامنے  
شہنشاہ کے انصاف ہو جائیگا نیزنگ نے پکار کر کہا اوشہنشاہ خنجر کھینچ کر مار دے کہ  
اسکے دو ٹکڑے ہوں ساری عیاری بھول جائے یہ سنکر نسیم نے خنجر اٹھا لیا عمرو  
نے کہا میرے ہاتھ پائون تو کھول دو عمرو کے ہاتھ پائون کھول دیے سر جھٹکا کے  
بیٹھے نسیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر کو جو کھینچا نیام سے اسکے دھواں نکلا وہ دماغ  
بین نسیم کے پہونچا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جھپٹ کر لغرہ کیا لغرہ خواجہ عمرو

مرے کمر سے کانپتا ہو جہان  
زمانیکا سکا رو غدار ہوں  
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم  
نہ پائے مری گرد پا پوشش کو  
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران  
ترا شدہ ریش کفار ہوں  
مرا تیز رفتار ہو گرفتار  
اڑاؤن صبا کے بھی میں ہوش کو  
دوندہ جہانگرد طرار ہوں

لغرہ کر کے نسیم کو اٹھا لیا سا حربان بان کرتے رہے خواجہ لیکر بھاگے کسی نے  
پچھانہ کیا خواجہ لیکر صحرا میں آئے ایک نخل کے نیچے فرش وغیرہ بچھایا مسند بچھا کر  
نسیم کو ہوشیار کیا فرمایا کیوں اوشہنشاہ دیکھا نسیم نے کہا خواجہ میں تھے برابر ہوں  
ایک مرتبہ میں نے تمکو گرفتار کیا اب تم نے مجھکو گرفتار کیا میں امیدوار ہوں  
کہ مجھکو رہائی بخشے ابکی مرتبہ جو جبکو گرفتار کر لے وہ غالب ہو پھر مجھے آپ سے



عذر نہیں ہو جس وقت سے تمہارا گانا سنا دل مشتاق ہو کہ پھر گانا سنوں خواجہ نے  
اسی وقت نو لکالی اور سامنے نسیم کے لئے طور سے بجائی اور یہ اشعار شروع کیے نظم

کمال ضعف سے دل تھا نہ حال کیا کرتا  
وہ میرے خون سے ہاتھ اپنے لال کیا کرتا  
میں ایک جام کا تجھے سوال کیا کرتا  
وہ اپنے وصل سے مجھ کو نہال کیا کرتا  
شراب پی کے عبت قیل و قال کیا کرتا  
اب اُن سے وصل کا جا کر سوال کیا کرتا  
ہماری خاک کو لیکر کلا ل کیا کرتا  
مجھے تھا اُن سے بہت انفعال کیا کرتا  
سوا خدا کے کسی سے سوال کیا کرتا  
کہ لیکے میں کسی مُردے کا مال کیا کرتا  
عبت عبت ہو خیال محال کیا کرتا

بیان یار سے فرقت کا حال کیا کرتا  
ہوا تھا دل میں ایشیاں کمال کیا کرتا  
وہ بادہ کش ہوں کہ پتیا ہوں خم کو خم ساتی  
جو بوسہ مانگتے پر مدتوں رہا پیرا  
صدائے قفل مینا کو دل سے سنتا تھا  
غم فراق یہ جھیلے کہ سو گئی عادت  
وہ دل شکستہ ہیں بن بنکے ٹوٹ جاتے جام  
لیا جو بوسہ عارض تو جان بھی دیدی  
غنی کے آگے بڑھایا نہ میں نے دست طلب  
دل حزین کو مرے پھینک کر وہ کتنے ہیں  
نصیب ہو گا نہ اُسکا وصال اور سطوت

اس رنگ میں خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ نسیم رویا کی کہی ہوئی دیتی ہو جب مسکرائی  
ہو تو گو ہر دستان کھلے ہاتھ ہیں برق چمک کر گرتی ہو کہ خرم ہوش و حواس کو جلا دیتی  
ہو دیز تک خواجہ سامنے نسیم کے گائے نسیم نے وعدہ کیا کہ میں جا کر طبل جنگی بجوانی  
ہوں سر میدان آئیے اگر سب کے سامنے آپ لکھو زیر کر نیگے تو میں بدل اطاعت  
کر ونگی باپ تو میرا مہیر مارا گیا مگر متقا و تاجدار نے مجھ کو بیٹی کیا ہو وہ سلطنت مجھ کو  
دستیاب ہوگی جس وقت وہ خبر سنے گا کہ بیٹی میری زیر ہو گئی فوراً اطاعت کرے گا خواجہ  
نے کہا میں تو یہاں بے سامان ہوں آقا میرے دور میں میں اکیلا میدان میں  
آؤنگا کوئی عیار وغیرہ بھی نہیں ہو اگر آقا بے نامدار میرے یہاں ہوتے تو آبرو  
میری ظاہر ہوتی میں برا سے قتل نیزنگ آیا ہوں اسکو مار کر جاؤنگا اور لوح  
طلسی لیجاؤنگا نسیم نے کہا خواجہ یہ ارادہ بڑا سخت کیا ہو نیزنگ کے بہت نگہبان



ہیں وہ سب کہ وکاش کرینگے معرکہ عظیم پڑیکا خواجہ نے کہا انشا اللہ اس سبکی سے  
اسکو مار لوں گا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی نسیم نے خواجہ کو سمجھا کر کہا میں رخصت ہوتی  
ہوں اور جا کر طبل جنگی بجواتی ہوں مگر حال یہ ہو کہ تھوڑی دور جاتی ہو اور پھر پلٹ آتی  
ہو حیران ہو کہ کیا تدبیر کروں عمرو بلا سے روزگار ہو دیکھیے اس سے کیونکہ چھپکارہ  
ہو وہاں سے جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی سامنے نیرنگ کے آئی کہا اور  
شہنشاہ ساحران مقام افسوس ہو کہ آپ کے دربار سے عمرو مجھ کو گرفتار کر لیکیا  
اور آپ نے دخل نہ دیا نیرنگ نے کہا عمرو برق جہندہ ہو ایسی جلدی نکل گیا  
کہ ہم لوگ دیکھنے بھی نہ پائے نسیم نے کہا آپ طبل جنگی بجو ایسے میں صبح کو میدان  
میں نکلونگی عمرو سے مقابلہ ہوگا سر میدان کمال عیاری کھلےا بیگانہ نیرنگ نے  
قبول کر کے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان عیارہ سے مقابلہ ہوگا طبل جنگی بجا  
جواب میں بھی صدا اے طبل جنگی جنگل سے آئی نسیم نے گھبرا کر کہا کہ عمرو تو اکیلا ہو مگر  
طبل جنگی کی صدا کہاں سے آئی ہر کاروں نے خبر دی کہ جنگل میں ایک بارگاہ اتنا  
ہو کچھ عیار بھی جمع ہیں عیار شلتگین لگا رہے تھے نسیم کو بڑی حیرت ہوئی کہ عیار  
کہاں سے آئے عمرو تو جنگل میں اکیلا تھا خیر اسی فکر میں تمام رات رہی اور میدان  
میں جا بجا کنوئیں بنائے کہیں نقب کھودی کہیں بیہوشی بچھائی اُدھر عیار ان لشکر  
عمرو نے بھی میدان کو تیار کیا رات بھر یہی چرچے رہے کہ صبح کو دور گر و و  
دون و انقلاب سپہر بوتلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت  
کسکے سر پر ڈالے اسی ہنگامے میں چار پہر رات گزری وہ وقت آیا کہ عیار زرین  
پوش بہ صد جوش و خروش کاشانہ مشرق سے نکل کر میدان چرخ زبردی میں آیا  
کمند ہائے شعاع بازو و نیر سنگ نجوم النور تو بڑے میں پڑے ہوئے اس زور و شور  
سے میدان میں اگر تھمرا شلتگین لگانے لگا اُدھر سے نیرنگ سوار ہوا لیکن  
نسیم سبک رو آگے آگے لشکر کے جست و خیز کرتی ہوئی میدان میں پہونچی  
کئی سو عیار بچیان پشت پر ایک ایک بلا سے روزگار طرارہ و قرار فنون عیاری



بین طاق شمرہ آفاق سینوں پر ابھار جمال پر بہار سر و قد خورشید خد چہرے مثل آفتاب  
 روشن حسن بین رشک چین عارض رشک گل نسوین و نشترن کبک رفتار شیرین  
 رفتار نسیم ان سب کے آگے مثل برق جہندہ تڑپتی مچھلی سب کے آگے آگے  
 میدان میں اکرم پو پچی مگر حیران ہو کہ دوسرا لشکر مقابلے میں نہیں اس حیرت میں  
 کھڑی تھی کہ جنگل سے نفیر و ڈف کے کی آواز آئی دیکھا ایک جوان کافی ٹھوی پر سوار  
 مور کا غذا کا سر پر رکھے ہوئے جامہ زرد زیب جسم چاندی کے کڑے ہاتھ میں  
 چاندی کے جوشن باز و دن پر بندھے ہوئے بھاری ہنسل چاندی کی گالے میں  
 باجربخشا ہوا پشت پر ایک کھارہ ایک بہنگی میں ایک جانب لہنگہ پھر با دوسری  
 جانب سونگ کی کچھڑی تھوڑا سا نکاسیہ رکھا ہوا وہ بہنگی کو کا ندھے پر لیے ہوئے  
 اس تکلف سے برات آتی ہو نسیم دیکھنے لگی یا تو شنگین لگا رہی تھی یا حیرت میں  
 آئی کہ یہ برات کسکی آتی ہو ٹھوی دو لہا کی جو قریب پہونچی اور دولہا نے نسیم کو  
 دیکھا بیقرار ہو گیا کھارہ سے پیری ڈولھن محافے سے نکل آئی یہ شکر نسیم نے جھلا کر  
 آواز دی اونگوڑے موئے سونڈی کاٹے گنوار کیا بیوزہ بکتا ہی یہ سکر دولہا  
 ٹھوی سے کووڑا کھارہ کا لیاں دیتی ہو ایسی ڈولھن بد زبان نہیں دیکھی یہ  
 لکڑ برات والوں سے پلٹ کر کہا تم سب لوگ جاؤ میں اس سے سمجھ لوں گا اسکو  
 بیاہ کے لاؤں گا یہ کہنے آگے بڑھا نسیم نے جھپٹ کر نیچہ مارا کہ اسکا سر اڑ جائے  
 دولہا جھک گیا تلوار خالی گئی دولہا مہیاں کہتے جاتے ہیں کہ اوی جان جہان  
 و اوی آرم دل مشتاقان ظلم

تری فرقت میں دم تن سے کلجاتا تو کیا ہوتا	عدم سے جامہ ہستی بدل جاتا تو کیا ہوتا
مجھے تمنے نہ اپنی زلف کی زنجیر پہنائی	سو صحرابین دیوانہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
اشارہ کر کے ابرو سے وہ قاتل ہنسکے کہتا	جو یہ خنجر تری گردن پہ چلجاتا تو کیا ہوتا
لیا کیوں اوی زبان نام اس بت بیرحم کا تو	دل نادان جو سینے میں پھل جاتا تو کیا ہوتا
عبث ہنسنے سنایا اس صنم کو قصہ یوسف	اگر نہ کر حسین سکر وہ جل جاتا تو کیا ہوتا



کیسکی آنکھ کی تیلی جو دیکھی ہو چلتا ہی  
گئے مجھ کو اکیدا چھوڑ کر وہ خیر کے گھر میں  
وہ آئے تھے عبادت کو کچھ اُسے بات کرتا  
خدا یا قدر اُس بن کو بھی ہوتی ظلم سننے کی  
بلا یا خیر کو اُس شمع رونے اپنی محفل میں  
کیے فرقت میں نالے عاشقوں نے پر نہ بھیجے  
مرا دل لیکے پھینکا اپنے کوچہ میں نہ یہ سمجھے  
سدا آنکھ بیلو کی چال چلتے تھے وہ اسی سطور

کسی صورت دل نادران بہل جاتا تو کیا ہوتا  
مرا دم گھٹ کے فرقت میں نکلتا تو کیا ہوتا  
ذرا تو اسی دل مضطر سنبھلتا تو کیا ہوتا  
جو اُسکے دل سے دل میرا بدل جاتا تو کیا ہوتا  
مرا دل صورت پر و انہ جلجتا تو کیا ہوتا  
دل اُس کمسن کا سینے میں دلجتا تو کیا ہوتا  
کیسکی آمد و شد میں کھل جاتا تو کیا ہوتا  
دل عشاق سینے میں نہ دلجتا تو کیا ہوتا

یہ اشتعار سنکر نسیم کو اور زیادہ غصہ آتا ہی چپک چپک کے ہاتھ مار رہی ہو اور دل  
خالی دے رہا ہو لڑتے لڑتے ایک مقام پر کاندھے پر ہاتھ گیا سپر کاغذی نکالی  
نسیم تو نیچے مار رہی ہو دفعۃً جھپٹ کے نیچہ مارا دو لہا نے سپر کو آگے کر دیا سپر کٹی  
دھواں نکلا نسیم بیوش ہو کر گری دو لہا نے جھک کر اٹھایا اور پکار کر آواز  
دی اوی نیرنگ اسکو لیے جاتا ہوں اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر

کزان اُستاد عیار ان عالم  
بیاغ دین ز کمرش آبیاری  
بہر کشور بلائے جان کفار

سراپا دانش و عقل مجسم  
جہان سرہنگ درخبر گزاری  
عمر و آن فشاہ عیار ان عیار

خواجہ عمر و اشتارہ باندھ کر بھاگے عیار بچیان دوڑ پڑیں وہی براتی جو کھڑے  
تھے اُنکے نعرے ہوئے ننم گل باد عراقی و ننم ابو الفتح اصفہانی ایک طرف سے  
نعرہ ہوا ننم منتر قرآن نامدار کوئی عیار بچی قریب خواجہ کے نہ پہنچ سکی زنبیل  
میں نسیم کو رکھ لیا اور پکار کر کہے گئے کہ اوی نیرنگ ہو شیار رہنا کل تجھے بھی نو لگا  
زنبیل کی گیر کر اؤنگا کیفیت حاصل ہوگی بہتر یہ ہے کہ لوح طلسمی حوالے کر دے  
نیرنگ نے پکار کر کہا اوسا ربان زادے یہ عیار سی اس عیارہ سے چل گئی  
مجھے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا مگر یہ عیار بچی نہ سمجھی کہ خلافت وقت برات کیوں آئی



کیا مجال ہو کہ میرے دربار میں آسکے یا زبان ملا سکے اور لوح طلسمی اب خدمت خداوند  
 میں جائیگی طلسم کشتا کو نہ ملیگی جو تجھے ہو سکے وہ کر لینا یہ کیکے پلٹا مگر سردار و ن سے  
 کتا ہوا کہ مہینہ کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا نسیم کو میدان سے باندھ کر لگیا اب یاد  
 حفاظت کرنا ایسا نہ ہو یہ ساربان زاوہ آئے اور میں بھی انتظام کرونگا لوح ایسے  
 کے پاس ہو کہ وہاں کوئی نہ جاسکے گا یہ ذکر تھا اور نیرنگ پلٹا ہوا اتنا ہو قلعے میں داخل ہو رہا  
 ہو کہ مہرا سے گرد آڑی دیکھا نور الدہرین بدیع الزمان دس بیٹے ہزار جوان ساتھ میں  
 گھوڑے پر آپ آگے آگے لباس طلسمی زیب جسم اور لوح محفوظ گلے میں اور شبنم  
 گوہر پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس کو اڑاے ہوئے آتی ہو خواجہ  
 نے بڑھ کر نور الدہر سے ملاقات کی نیرنگ نے جو آمد نور الدہر دیکھی تھرا گیا کتنا تھا  
 یہ سلمان بڑے صاحب اقبال ہیں جالینوس ثانی کی دختر کو دیکھ کر ہست جھٹایا کہا او  
 نیرنگ اس شوخ دیدہ نے بڑی آفت برپا کی دیکھنا اسکا کیا حال کرتا ہوں خواجہ  
 نے نور الدہر کی بارگاہ استاذ کرائی سامنے قلعے کے لشکر اتار ادا دھر نیرنگ جو پلٹ کر  
 آیا اسے ساحر و نکو جابجا مقرر کیا سب سے کہہ دیا کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر نہ آنے پائے  
 دروازے پر افہام جاو و جو سپہ سالار لشکر ہو اسکو مقرر کیا اور کہا کہ خبردار نہایت  
 حفاظت رکھنا اگر میں بھی آؤں تو وقت کو دیکھنا کہ وقت میرے آنیکا ہی یا نہیں اور  
 بے پہچانے اندر نہ جانے دینا افہام نے کہا او شہریار کیا مجال کہ ہو ابھی اندر قلعے  
 کے آنے پائے میں کل انتظام کر لوں گا یہاں خواجہ نے جب نور الدہر کو بارگاہ میں  
 داخل کر لیا تو اگر بیٹے شبنم کو بلایا پوچھا کیوں ملکہ عالم تکو کچھ معلوم ہو کہ لوح طلسمی لیکھا  
 نیرنگ نے کہا ان رکھی ہو شبنم نے کہا خواجہ بھکو نہیں معلوم کہ لوح کہاں رکھی ہو عمرو  
 نے کہا خیر آج دریافت کر لوں گا یہ کہہ کر خواجہ باہر نکلے تھے کہ ہر کارون نے خبر دی قلعے  
 کے دروازے پر افہام جاو و نگہبان ہو شبنم بھی باہر نکل آئی پکارنے لگی کہ خواجہ بہت  
 بھگ کر جانا افہام جاو و بلاے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا میں پھنس جائیں  
 خواجہ سے شبنم یہ باتیں کر رہی ہو وہاں دربار میں نیرنگ نے کہا او جالینوس



کچھ شبنم کا انتظام نہ کیا جا لینیوس نے کہا مجھ کو بھی خوف ہی بین ابھی جاتا ہوں یہ کہنے  
اٹھا عقاب بکے چلا مگر نہایت جھٹلایا ہوا یہاں وہ وقت ہی کہ خواجہ شبنم سے باتیں  
کر رہے ہیں کہ ایک عقاب نے آکر اپنا سایہ ڈالا شبنم کے پانوں زمین کے تمام  
بے شبنم نے پکار کر کہا اوشمنشاہ اوج عیاری میرے پانوں زمین نے تمام لیے  
خواجہ یہ کہتے ہی بھاگے کہ عقاب نے جھپٹ کر خواجہ پر بھی سایہ ڈالا خواجہ کے  
پانوں بھی زمین نے تمام لیے شبنم نے چاہا سحر کروں مگر زبان سے سحر نہ نکلا زبان  
میں لکنت ہو عجیب کیفیت ہو اب آسمان سے جا لینیوس اتر رہا صورت اصلی ساتھ  
شبنم کے آیا بال پکڑ کے ایک نماچہ مارا کہا اویسو پریدہ واو ننگ خاندان تو نے  
خوب بدنام کیا تمام دنیا میں رسوا ہوا مشہور ہو کہ شبنم پر اس پرمی طلسم کشاک  
عشق میں نکل گئی اُدھر خواجہ بھی ایک مقام پر کھڑے ہیں آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں  
لشکر میں ہڑ ہو کر جا لینیوس آیا ہی شبنم کو سحر میں پھنسا یا ہی عیار چار طرف سے دوتا  
نور الدہر نے جو خبر سنی تلوار ٹیک کر اٹھے لوح محفوظ چمکاتے ہوئے چلے جا ہا کہ  
تربیب جا لینیوس کے پہونچوں جا لینیوس کو قتل کروں لغزہ کر کے بڑھے تھے کہ  
جا لینیوس نے پنجے میں شبنم کو دبایا اور خواجہ پر اشارہ کر دیا پکار کر کہا کہ ارے  
ساربان زادے بھاگ تجھ کو پھر لیجاؤنگا خواجہ نے جو دور سے دیکھا کہ شبنم کو  
جا لینیوس لیے جاتا ہی اور شبنم کی بقیہ راری پکار کر کہتی ہو اوشمر یا اپنا تو یہ حال ہی  
کہ جسکا بیان کرنا محال ہو

سچ سچ کہیں دروغ خدا کی قسم غلط غیروں نے آکے اُسکو ویسے استقدر فریب حال فراق اُسکو رجم کر رہا ہوں بین میں عشق خط سہر میں کرتا ہوں سیر باغ اوجان مجھ کو تجھ سے امید وفا نہیں کہتے ہیں عجب میں مجھے سب دیکھ کر عزیز	ایوبت ترے سخن کو سمجھتے ہیں ہم غلط قسمیں صبح کھاؤں تو سمجھے صنم غلط لکھنا نہ کوئی حرف ذرا اے غم غلط دیکھے سے سہرہ زار کے ہوتا ہی غم غلط تیرا دروغ قول تری ہو قسم غلط ذکر وصال چھٹیڑیے ہو جاے غم غلط
---	--



بن نے کبھی حضور کا شکوہ نہیں کیا  
سطوت نہ اسے وصل کا وعدہ دیا گیا

ای تو بہ تو بہ آپ کے سر کی قسم غلط  
کس طرح اس کے قول کو سمجھیں نہ ہم غلط

نور الدہر نے تیر و گمان اٹھایا تیر را اجالینوس نے تیر جلا دیا اور پکار کر کہا اور  
طلمس کشتا غنیمت جان کہ تجھ کو چھوڑے جاتا ہوں آ کے تجھ کو بھی بھاؤنگا جس تیر  
جلا تو نور الدہر نے پکار کر کہا کہ چھوڑے دادا جان خبر لیجیے خواجہ عمر و دوتے  
اوپر اوپر جالینوس جاتا ہی نیچے خواجہ دوتے ہوئے جاتے ہیں جالینوس دو  
کوس نکلیا تھا کہ آواز آئی ای بندہ خاص خاص کیا کہنا ہماری محبت میں تجھ کو سبکی  
محبت فراموش ہو تجھ کو طرہ پیغمبری عطا کرونگا جالینوس نے جھک کر دیکھا خداوند  
بقراط کھڑے ہیں اور تعریفیں جالینوس کی کر رہے ہیں جالینوس نے جو  
بقراط کو دیکھا ہوا سے اتر آیا بقراط نے کہا ای جالینوس یہ ہماری بندی خاص  
ہو اسکورہا کر دے ہم اس کو صحبت خاص میں بلوائینگے سمجھا دینگے اس کا نشہ اتر جائیگا  
جالینوس نے کہا یا خداوند آپ رہا کیجیے بقراط نے کہا اگر میں رہا کرونگا تو پھر  
تمہارے واسطے ضرر ہی میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو ضرر پہونچے جالینوس نے  
شبہم کو ہوشیار کیا دیکھا قدرت کھڑے ہیں ایک طرف جالینوس ہو شبہم نے  
بقراط کو سلام کیا خواجہ عمر و نے کہ بہ صورت بقراط تھے بائیں آنکھ کا تل شبہم کو  
دکھایا شبہم سمجھ گئی کہ خواجہ ہیں پھر جھک کر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور کہا  
یا خداوند معاف کیجیے امیدوار ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں جالینوس نے  
ہنس کر کہا یا خداوند آپ کے نظارہ جمال سے اسکے ہوش درست ہوئے ورنہ  
کبھی ایسے کلام نہ کرتی تھی آج سمجھ کر کلام کیا جالینوس نے کہا ای فرزند انکی اطاعت سے  
انجام بخیر ہوگا ورنہ جہنم میں پھینکی جاؤ گی شبہم رو نے لگی کہا خداوند کی اطاعت سے  
روگردانی نہ کرونگی جالینوس نے کہا جاؤ یہ شک شبہم پر واز پیدا کر کے چلا بقراط  
نے کہا ای جالینوس اب جاؤ جالینوس طرف اپنے لشکر کے چلا بقراط ہیں کھڑے  
کھڑے غائب ہو گیا جالینوس کو اور زیادہ اعتقاد ہوا کہ شبہم بھاگی ہوئی جاتی ہو



خواجہ نے آگے بڑھ کر ملاقات کی کہا اوشبنم دیکھا کس طور سے تمکو رہا کر لیا شبنم نے  
 قدموں کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا اوشبنم شاہ اوج عیاری ہی آپ کا کیا کہنا کیا لطف کی  
 عیاری کی روئے عمر و نے کہا میرا ارادہ یہ ہو کہ دربار میں نیزنگ کے جاؤں لوح کا پتہ  
 لگاؤں نہ معلوم لوح کہاں ہو شبنم نے کہا اب کنیز جاتی ہو میں نے یہ خبر پائی ہو کہ لوح  
 حراں جاو مالک باغ ویران کے پاس ہو اُس سے جا کر ملاقات کروں وہ ہمیشہ  
 سے خواہش رکھتا تھا کہ شبنم میرے پاس آئے خواجہ نے کہا اچھا جاو شبنم پر پروانہ پیدا  
 کر کے چلی حراں جاو و سا حرنو جوان عشق میں ملکہ شبنم کے بیقرار رہتا ہو کنیز میں وغیرہ  
 جمع دین یہی باتیں کر رہا ہو کہ مقام افسوس ہو کہ آج تک شبنم نے ہمارا خیال نہ کیا کبھی  
 نہ آئی اپنا یہ حال ہو کہ جینا و بال ہو

خسرتین و لکی ٹپکنے لگین آنسو ہو کر  
 زار ایسا ہوں کہ بھو لو نہیں رہوں بوجہ  
 محل آیا نہ نو چرخ پر ابرو ہو کر  
 لخت دل آنکھ سے گر پڑتے ہیں آنسو ہو کر  
 انکی تقریر اثر کرتی ہو حساب و ہو کر  
 بات جب کرتا ہو وہ مجھے ترش رو ہو کر  
 سامنے آتے ہیں مضمون مرے آہو ہو کر  
 حشر کے روز اٹھیں گے وہ سیر رو ہو کر

شب کو پہلو سے اٹھا جبکہ خفا تو ہو کر  
 باغ سے اپنے نکالے جو خفا تو ہو کر  
 دیکھے ہر شہر میں جب تیری بھوونکے مشتاق  
 لب رنگین جو ترے بھر میں یاد آتے ہیں  
 باتوں باتوں میں دل زار کو لے لیتے ہیں  
 شاد ہو جاتے ہیں کیا سیرے رقیب کو دل  
 وصف اس چشم سب کا جو کبھی لکھتا ہوں  
 جو کہ دشمن ہیں نہی اور علی کے سطوت

کنیز میں سمجھا رہی ہیں کہ اوحراں نہ گھبراؤ ہم لوگ پیغام لیکر جاؤ نیگے بلا کر تمھاری  
 معشوقہ کو لاؤ نیگے جس وقت پیغام دینگے خوشی خوشی آؤ نیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق  
 چمکی ابر سنہر انظر آیا حراں نے خوش ہو کر کہا تو قدرت نے میری دعا قبول کی معشوقہ  
 آتی ہو ابر اگر پھٹا دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش کمال چمک دمک سے ظاہر ہوئی زمین پر  
 اتری حراں کھڑا ہو گیا ہاتھ تھام کر کہا اوشبنم شاہ خوبی و اوسرو باغ محبوبی اس وقت  
 کیا احسان کیا ہی میں تڑپ رہا تھا تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا اس وقت دل کو چین آیا



روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی شبنم نے کہا صاحب صاف تو یہ ہو کہ تمکو تمہارا بڑا خیال تھا کہ جب چاہیں گے جب ملین گے لیکن بیٹھے بیٹھے خبر سنی کہ تم نے لوح کو اپنے پاس رکھا ہو تمام مسلمان تمہاری فکر میں ہیں ہر جگہ یہی ذکر تھا کہ حیران کی فکر کرو حیران گرفتار ہوا اور اُسکو قتل کیا جائے تو لوح دستیاب ہو میں نے جو یہ ذکر سنا کئی دن میں رویا کی آب و دانہ ترک رہا کتنی نفی کر بیٹھے بیٹھے یہ کیا شامت آئی لوح کو کیوں اپنے پاس رکھا تمام دنیا کو دشمن بنایا طلسم کشا کے ساتھ سکندر ثانی ہو و نجم اور اسطوے ثانی چند شاہرا دیان بھی عاشق کہیں آخر کنیزوں نے صلاح دی کہ پاس حیران کے جائے اُنکو دیکھ آئے جو مسرت ہو نکال دیجئے کنیزوں کے کہنے نے تاثیر کی اسوجہ سے میں آئی اور وارث میرے جس طرح بنے لوح کو پھینکو طلسم کشا صاحب خیال ہوا الد نے کیا کیا سحر کیے کیسے انتقام کیے مگر طلسم کشا کی رہائی ہوئی اسبطرت کو اب آتے ہیں حیران ان باتوں سے شاد ہو گیا کہا صاحب تمکو خیال نہ ہو تو کسکو خیال ہو آخر میری آہ نے تاثیر کی تمکو بھی ضرورت ہوئی کہ میرا خیال آیا میں نے راتیں بھر تڑپتا تڑپ کے کاٹھن مصاحبوں سے پوچھو تو کہ مجھ پر کیا گزرتی ہو کبھی اٹھنا اور کبھی بیٹھنا کبھی یہ اشعار نہ بان رہتے تھے

کیا وجہ کیوں ہو آجکل امیر بان اداں آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی شاید کسی کا عشق ہوا چاہتا ہو پھر زدہ ہوئی ہیں کیا دل شیدا میں حسرتیں آزدہ آجکل میرا رشتہ بہار ہو باتیں ہزاروں مجھ کو سنائے وہ شوق سے اس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا آباد بادہ خواروں سے یہ میکہ رہے گھر سے ہمارے رات کو جایا نہ کر کہیں	آزدہ رگی ہو کس سے کہ ہو جان جان اداں پھر کس طرح رہے نہ دل باغبان اداں رہتا ہو کیوں ہمارا دل ناتوان اداں میری نگاہ میں ہو جو سارا جہان اداں دکھلائی دے نہ کیوں مجھے باغ جہان اداں احوال مگر رہے نہ مرا بد نہ بان اداں کیونکر نہ وقت فرج ہو نہیں نیجان اداں مستون کی ہو وعادہ ہو پیر مغان اداں تیرے بغیر رہتا ہو سارا مکان اداں
---	---



دل مجھ سے مانگتے ہو تو لو کچھ نہیں ہو عذر	بیکار اتنی بات پر ہو جان جان اداس
دیوانہ صرگیا ہو تر ا جب سے اے پری	زنجیرین ہیں درد کی خموش اور مکان اداس
مطلوت کو اپنے در سے نہ اؤ جان جان اٹھا	پچھتاہنگا جو ہو گکا ترا آستان اداس

ترب ترب کے یہ زمانہ کا مشہور نے باتیں کرتے کرتے پوچھا کہ اے حیران لوح کہاں رکھی ہو حیران نے کہا یہ جو سانسے نخل ہو اسی پر طائر بہت سے بیٹھے ہیں جو طائر سب سے کھان بیٹھا زمرہ سرانی کر رہا ہو کوئی شخص ایسا ہو کہ اس طائر کو مارے اور نور اسکا شکم چاک کرے اور خون چلو میں لیکر اسی نخل کی جڑ پر ڈالے نخل اکھڑ کر گرے ایک قصر عالی ظاہر ہوگا اس قصر میں نفس قمری لٹکا ہو اس قمری کو مارے اور شکم چاک کرے اس کے شکم میں لوح ہو کیون اے مالک عالم کسکی یہ لیاقت ہو کہ تابہ قمری پہونچے میں نے لوح کی حفاظت کی ہو اسی وجہ سے میرے نام حکم ہو اتھا جانتے تھے کہ حیران جادو انتہا کا منتظم ہو یہ باتیں کر رہا تھا کہ چو بدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک پیر کلا فوت حاضر ہو امیدوار باریابی ہو حیران نے کہا بلا لو سرکرہ یگزرانا ظہور پر واضح ہو کہ جب شبنم حل چکیں اور ککھر گئیں کہ میں لوح دریا کرنے جاتی ہوں تو خواجہ نے نور الدہر سے کہا اے نور نظر تم طلسم کشا ہو اگر شاہ شبنم نے دریافت کیا اور پتہ لوح کا بلا تو یہ مقدمہ لوح طلسمی ہو سو اسے تمہارا کسی کے ہاتھ میں نہیں آئیگی خواجہ نے باتیں کرنے کرنے نور الدہر کو بیہوش کیا زنجیل میں رکھا اور تلاش میں روانہ ہوئے جب چو بدار نے حیران سے عرض کی کہ پیر کلا فوت حاضر ہو اور حیران نے کہا بلا لو شبنم حیران ہو کہ یہ کون آیا دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف گرتا چکن کا پہنے ہوئے مگر پرانا کہ جسکی بوٹیاں کیڑے کھا گئے ہیں اور کچھ باقی ہیں جو تا گھیتلا پاؤں میں بستے تار اڑے ہوئے زرد سوت نمایاں آتے ہی بڑھے نے سلام کیا اور کہا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہیں آفتاب عالمتاب بحر طالع رہے حیران نے پوچھا بڑے میان صاحب کہاں سے آئے ہو بڑھے نے کہا مجھے بڑھانہ کیے میں نوجوان ہوں سامری کی خدمت میں جلا



کرتا تھا آسمان پر جا کر گانا تھا سامری و جمشید خوش ہوتے تھے ایک دس جو میں  
 لطف میں گایا سامرن نے پردے سے جھانکنا میں نے بھی نگاہ ڈالی سامری نے  
 دیکھ لیا بھکو و حکیل دیا ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا پانچ سو برس کا سا ستہ سات  
 پنجہ پتیس سو سال میں زمین پر آیا ہوا جو جا بجا کی لگی کر رہے گئے گزرا فرش خاک  
 پر آیا کرو میں آٹ گیا ان صدات سے دانت گر گئے مگر طاقت وہی جو انون کی  
 ہوا میرا وار ہون کہ میرا گانا سینے ایسے خوش ہو جیسے گاکر جسکا جواب ہنیں آب کو  
 خوب سامنی کر دیکھا یہ کہکے فی نکالی نئے طور سے یہ اشعار گانے گئے نظر

<p>عجیب طرح کی الجھن تھی دل بجال نہ تھا          فلک کے ظلم اٹھاتا یہ مجھ میں حال نہ تھا          کبھی نہ دیتے انھیں جیلے سیکڑوں کرتے          خط سید کی محبت میں ہو گیا بے کار          جو بہر وصل وہ آیا تو دل ہوا راضی          بغیر بوسے دیے لے لیا دل شیدا          اتارتے جسے ہم اپنے دے شیشے میں          یقین تھا آ کے پلا میں گے شربت دیدار          بنا تا زخم جگر کا میں کس طرح مرہم          نہ سمجھے تھے وہ بت ایمان بھی لیگا دیکھے          حضور جا کے بدخشان میں دیکھ آیا ہون          جو شعر کہنا رفاقت سے سیکھا اور سطوت</p>	<p>نصیب ہکو جو اس سوچ کا وصال نہ تھا          ہزار شکر کہ میں صاحب کمال نہ تھا          کہ دلو لیکے وہ مکرینگے یہ صبا ل نہ تھا          ہمارے شیشے دل میں تو ایک پال نہ تھا          صنم سے اسکے سوا اور کچھ ملا ل نہ تھا          ہمارے آپ کے صاحب یہ انفصال نہ تھا          جہان میں کوئی بھی ایسا پری جمال نہ تھا          نہ آئین گے وہ دم نزع یہ خبا ل نہ تھا          کہ ہاسے بھکو میسر تر اگال نہ تھا          قسم خدا کی ہمیں اسکا کچھ خیال نہ تھا          لبون سے آپ کے خوش رنگ کوئی لال نہ تھا          جہان میں انسا کوئی صاحب کمال نہ تھا</p>
---	--

یہ غزل اسطور سے اس بڑے نے گائی کہ شبنم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے  
 حرا ان تعریفین کر رہا ہو کہتا ہو بڑے میان کیا کہنا حقیقت میں خوب گاتے ہو  
 بڑے میان نے کہا او شہنشاہ سا حرا ان ایک کمال ایسا جانتا ہون کہ کبھی وہ  
 اپنے نہ دیکھا ہو گا حرا ان نے پوچھا وہ کیا ہو گاتے تو ایسا ہو کہ کبھی آج تک نہیں سنا



بڑے نے کہا حضور اس کمال کی کیا حقیقت ہو پانوں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں  
 منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں تب آپ راضی ہوں حراں نے کہا بڑے  
 بیان یہ نو بہت مشکل ہو بڑے بیان نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہوا بھی بلا خط  
 کیجیے مگر سرکار کا نقصان ہو گا بیخانے کی گنجی مجھے عنایت فرمائیے حراں نے گنجی  
 دی بڑے بیان گنجی لیکر بیخانے میں آئے پکار کر آزدی صاحبو میں آج ساتھی  
 ہونگا کوئی باقی نہ رہیگا لوگ دوڑے گد بیان اٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتہ لے گیا  
 خواجہ کتے جاتے ہیں یہ دس آدمی کا حصہ ہو ایک ایک گلابی بین دودوست  
 ہونگے جب شراب بانٹ چکے چند گلاب بیان عمدہ چینی سمین شراب ارغوانی بھری  
 گھڑے انکے تمامی سے باندھے محفل میں لیکر آئے گھنگرو پانوں میں باندھے حراں  
 نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہو بڑے بیان نے پہلے گنت ناجی  
 پھر جام بریز کر کے سر پر رکھا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے چلے نظر

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہیں  
 شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں  
 ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہو کرتا  
 وہ دل پسند عالم جب دیکھتے ہیں تجھ کو  
 قائل ہوں میں تو اپنے نالوں کی گرمیوں کا  
 دریائے رحمت اُس کا غالب کہ موج زن ہو  
 دن رات کھیلتے ہیں باہم قمار اُلفت  
 شیریں لبوں کے اوپر رال اپنی ہو ٹپکتی  
 جاتے ہیں عاشق اُسکے کوچے کے گرد پہرے  
 مرد فقیر حق حق کرتے ہیں بورسیہ پر

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں  
 سنبھل کو اور مشک و عنبر کو دارتے ہیں  
 سوئے عدم کمر کے جو باسدھارتے ہیں  
 کرتے ہیں گنگ ایشارے گویا پکارتے ہیں  
 داغوں کو میرے دگلے کیا کیا ابھارتے ہیں  
 تقصیر وار تو بہ تو بہ پکار رتے ہیں  
 وہ جسے جیتتے ہیں ہم اُنسے ہارتے ہیں  
 بوسے کا نام سنگرم منہ پسارتے ہیں  
 بہر طواف کعبہ حاجی سیدھارتے ہیں  
 شیر اپنے نیستان میں آتش ہوکارتے ہیں

اس طرح کے اشعار گاتے ہوئے سامنے حراں کے آکر سر جھکایا کہا کہ ایسے شاہو کو  
 سر سے شراب پلانا چاہیے حراں نے جام لیا بے اندیشہ انجام پی گیا مگر شبنم حیران ہو



کہ یہ بدھاکون ہو کہ اشارے میں خواجہ نے پوچھا کہ کیوں اور ملک عالم یہ بتاؤ کہ حال لوح بھی کچھ دریافت ہوا شبہم بھی اشارہ کیا کہ میں دریافت کر چکی مگر سوائے طلسم کشاکش کسی کے ہاتھ نہ لگے گی خواجہ نے اشارے میں جواب دیا کہ نور الدہر میرے پاس موجود ہیں شبہم کو بھی خواجہ نے جام پلایا تھوڑے عرصے میں کل اہل محفل کو شراب پلائی اتنا حیران گھبرا کر اٹھا کہا اویار و خداوند آئے ہیں یہ کہکے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے غلبہ کیا دھڑ سے زمین پر گر اکل اہالی محفل لینا لینا کہکے دوڑے گر گر کر بیہوش ہوئے جب سب بیہوش ہو چکے تو خواجہ نے چاہا کہ حیران کو قتل کروں کہ شبہم نے ہاتھ پکڑ لیا اور واضح رہے کہ جالینوس بھی عین وقت پر آگیا وہ بھی شریک جلسہ ہوا اُسے بھی شراب پی یہ بھی بیہوش ہوا خواجہ نے کنارے آکر نور الدہر کو زنبیل سے نکالا نور الدہر نے نکلتے ہی خواجہ کو سلام کیا کہ زنبیل میں کیا رعنائی ہو جب میں پہونچا تو کئی سوتا جدار برائے استقبال آئے یہی بدھ تھا کہ ہم خواجہ کے خراج گرا رہیں خزانے جمع ہیں آپ کو جو ضرورت ہو وہ حاضر کریں میں نے جواب دیا مجھے کوئی ضرورت نہیں پھر اتنا بڑا دسترخوان بچھا کہ جیسپر کئی سوتا جدار بیٹھے سب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا ناپ ہو رہا تھا سہرا زینین کا قول تھا کہ میں خواجہ کی کنیز ہوں چاہیں مجھ کو بیچ ڈالیں کیا عمدہ عمدہ نازنینان مرچیں رقص میں تھیں کہ یکایک آواز آئی کہ خواجہ عمر و باد فرماتے ہیں سب تاجدار آکر پہونچا گئے خواجہ نے کہا اور نور نظر میں نے کہا بدھ تھا کہ فرزند صاحبقران کی مدارات کرنا ورنہ وہ سب کپڑے اُتروا لیتے تھکوزندگی دشوار ہوتی مگر اب خطانہ کرو جس درخت پر طائر زمرہ سرائی کر رہے ہیں سر نخل پر طائر کھلان بیٹھا ہوا سکو تیر بار و شبہم کو ہوشیار کرو نور الدہر نے کان کیانی کا اندھے سے اُتار ہی سب طائر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی آواز ہو کہ اور طلسم کشاکش وقت رحم ہی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا اور تاک کر تیر بار اتیرنے خطانہ کی تیر سینہ طائر پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گزرا طائر نخل سے اڑے نور الدہر نے بڑھکر خون اسکا چلو میں لیا بیچ نخل پر مارا ایک دناٹا ہوا نخل تھرا کر گر نور الدہر اور



خواجہ و شبیہ قریب آئے دہنہ نقب کا دیکھا آگے نور الدہر پیچھے خواجہ و شبیہ ایک  
تصویر میں پہونچے حقیقت میں دیکھا کہ ایک نفس لٹکا ہوا ہو قمری گونج رہی ہو جیسے  
نور الدہر کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل طائر غل مچانے لگے طائروان نے اس قدر  
غل مچایا کہ جالینوس کی آنکھ کھلی جالینوس نے دیکھا طائر کھلان مرا پڑا ہو دہنہ نقب  
کھلا ہوا سب بیہوش پڑے ہیں حرا ان کو اٹھایا حرا ان نے جو اٹھتے ہی یہ معرکہ دیکھا  
کہا او جالینوس غضب ہوا طلسم کشا پہونچ گیا یہ کہکے حرا ان نے ایک چیخ ماری  
کل طائر زمین پر گرے جادو گردن کی شکل بن کر حرا ان کے ساتھ ہوئے حرا ان نقب  
زین پھاندا سب جادو گر پشت پر حربہ ہاے سحر ہاتھوں میں لیے ہوئے یہاں وہ  
وقت ہو کہ نور الدہر نے نفس اتارا چاہتے ہیں قمری کو نکالیں قمری بھڑک رہی ہو  
گوشوں میں چپینی ہو عمرو نے آواز دی او نور الدہر جلدی کرو نور الدہر نے قمری  
کو نکالا ہو کہ آواز آئی او طلسم کشا کیوں دھوکہ کھاتا ہو اس قمری کے شکم میں روح  
نہیں ہو حرا ان نے غلط بیان کیا اس بے زبان کو زار ناگر نور الدہر نے قمری کو  
کینچا خنجر کمر سے نکالا تھا کہ فرے کی آواز آئی منہم حرا ان جادو او طلسم کشا کیوں  
ظلم کرتا ہو عمرو نے آواز دی کہ او فرزند جلدی کرو و لوح نکال لو نور الدہر نے خنجر مارا  
قمری کا شکم چاک ہوا لوح مثل ستارہ سحری چمکی زمین پر گری پہلو میں لوح کے تیغ  
بھی تھا نور الدہر نے تیغ اٹھالیا جالینوس نے جو دیکھا کہ لوح زمین پر پڑی  
ہو کر ٹک کر گرا کہ لوح اٹھا لوں جیسے ہی کر ٹک کر گرا شبیہ نے نیچے مارا کہ جالینوس  
کا سر زخمی ہوا وہی خون جالینوس نے شبیہ پر پھینک ارا شبیہ جلنے لگی آہ کرتی  
تھی خواجہ نے جو دیکھا کہ شبیہ جل رہی ہو اور بیقرار ہو کر پکار رہی ہو نظر

مژدہ سنا ہو آمد فصل بہار کا	چہرہ خوشی سے سرخ ہو ہر بادہ خوا کا
آئے جو غیظ میں فرس اس شہسوار کا	دم بند کر دے ابلق یل و نہار کا
مانے جو کر رہا ہو یہ دل مثل عنایب	شاید ہوا ہو عشق کسی گلعدار کا
نور اجنو نہیں پڑے گریبان کے گرد	میں نے کسی سے نام مستاجب ہا کا



تقرابت میں نے کی جو کسی گلزار کی  
دلیر مرے گراویا کیوں اسے کوہِ غم  
کاشن کا تختہ صفحہ قرطاس میں بن گیا  
کھولا نہانے کے لیے جوڑا جو بار نے  
کاشن میں جا کے تنہے کیے تھے جو بچھے  
ہم بھی فقیر مست ہیں ہو میکہ کے کی خیر  
بعد فنا بھی مجھے عداوت نہیں گئی  
پہونچا دیا صبا نے جو کوچے میں پار  
سطوت تو مجھے عشق سے کیسا بچا لیا

غصے سے رنگ سرخ ہوا میری بار کا  
میں تو عدو نہ تھا فلک کج ہزار کا  
لکھا جو وصف اس منہم گلزار کا  
گویا کہ نافہ کھل گیا مشک تنار کا  
دم بند ہو گیا تھا چین میں نہرا کا  
ساتھی پلا دے جام مے خوشگوار کا  
اسے نشان مٹا دیا میرے مزار کا  
مٹا نہیں مزاج ہمارے غبار کا  
بھیر ہو فضل کیا مرے پروردگار کا

خواجہ نے جو شبنم کو استفادہ بقیہ جھپٹ کے نعرہ کیا کہ اوتار دے کے  
پینے والے دیکھ تیری ایشیت پر حرایت آگیا جالینوس پاشا نور الدین نے جھپٹ کر  
نیچہ مارا کہ جالینوس کے دو ٹکڑے ہوئے شبنم کو فراغت حاصل ہوئی آگ  
بھی حرا ان نے جو دیکھا کہ جالینوس مارا گیا لاکار کہ او شبنم تو نے باپ کو قتل کر لیا  
اب تجھ کو صبر آیا شبنم نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدین نے لوح اٹھالی اٹھا کے  
گلے میں ڈالی سب ساحر ٹوٹ پڑے کہ لوح چھین لین مگر نور الدین نے تیغہ طلسمی  
کھینچا خواجہ نے حقہ آتش بازی مارا ساحرون کے منہ جلے الامان الامان کرتے  
تھے بھاگ جانے کا راستہ نہ ملتا تھا ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہو مگر نور الدین  
شیرازہ لڑ رہا ہے ہیں شبنم نے بھی دیکھا کہ جالینوس مارا گیا مگر حرا ان کا بلوہ ہو ہی  
چاہتا ہو کہ سب ساحر نور الدین کو لپٹ جائیں لوح چھین لین مگر کسکی مجال ہو کہ  
اس شیر پر ہا تجھ ڈالے جو قریب آیا وہ مارا گیا جب کئی نہرا جادوگر و اصل جہنم  
ہوئے تو حرا ان تیغہ کھینچ کر دوڑا قریب آکر نور الدین پر وار کیا صدمہ تلوار سن سن  
مگر نور الدین پر تاثیر نہ ہوئی کوئی تلوار نہ پڑی جب جنگ کو عرصہ گزر ا اور شبنم  
نے دیکھا کہ نور الدین گھرے ہوئے ہیں حرا ان ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ گرفتار کر لیں



لیکن نور الدہر شیرازہ لڑ رہے ہیں تیغہ خون آلود ہاتھ زمین میں جس - احرار پر جا چڑھے اسے  
ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے خواجہ نے بڑھکے بلکارا کہ احرار ان کہاں جاتا ہو یہ کہکے  
گلیم جو سر سے اتاری حرا ان نے جو خواجہ کو دیکھا سحر کیا کہ پانوں زمین نے تمام  
لیے حرا ان نے چاہا تڑپ کے گردن خواجہ کو اٹھا لیجاؤن خواجہ نے پکار کر  
آواز دی کہ او نور نظر مجھ کو بچانا یہ سنکر نور الدہر جھپٹے قریب حرا ان کے پہونچے  
یلان جاو و نے جو دیکھا کہ طلسم کشا قریب حرا ان کے پہونچ گئے بیچ میں بھانڈا  
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار کا مارا یلان  
نے سپر کو اٹھا دیا مگر یہ تیغہ طلسمی سپر سے کب رکتا ہو سپر کے دو ٹکڑے ہوئے  
اب جو تلوار گری یلان جاو و کے دو ٹکڑے ہوئے یلان کا مارے جانا اور  
لاشتہ کا زمین پر تڑپا حرا ان نے جو دیکھا ایقہ رار ہو گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا  
زمین کو بھی جنبش دی مگر نور الدہر اسی طرح قابض رہے اور کئی سو ساحرینہ کے  
بھیل گرے نور الدہر نے انکو قتل کیا آخر حرا ان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے  
نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا حرا ان کے بھی دو ٹکڑے ہوئے حرا ان جو  
مارا گیا اندھیرا ہو گیا ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ مرحلہ حکم بھی مٹا بڑا  
جاو و گر نامی مارا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانا مہر حرا ان جاو و  
بود باقی ساحر فریاد کرتے ہوئے بھاگے تھوڑی دیر کے بعد سناٹا ہو گیا نور الدہر  
و خواجہ و شبہم اس قصر سے نکلے خواجہ نے خزانہ لوٹ لیا نور الدہر نے پوچھا  
عم نامدار کیا خزانہ اس مکان میں موجود نہ تھا خواجہ نے کہا بیٹا یہاں ایک حب  
نہیں نکلا اب اس قصر سے نکلے قلعے میں آئے اہل قلعہ نے اطاعت کی نور الدہر  
نے قلعہ جالینوس و قلعہ حرا ان ملکہ شبہم کے سپرد کیا مگر نیرنگ جاو و اپنے مقام  
پر بیٹھا تھا کہ ہر کارون نے خبر دی کہ حرا ان و جالینوس مارے گئے قلعہ جات  
پر قبضہ شبہم کا ہوا یہ بہت گھبرا یا لشکر جمع کیا تین لاکھ ساحر جمع ہوئے ان سب کو  
ساتھ لیکر کوچ کیا منزل در منزل آتا ہوا دھر نور الدہر شبہم کو مقرر کر کے خواجہ کو



ساتھ لیے ہوئے پشت مرکب پر سوار آتے ہیں کہ سامنے سے گرد آڑی نیرنگ  
کو دیکھا تین لاکھ ساجون سے آکر پہونچا نور الدہر نے کہا اوشہنشاہ اوج عیاری  
لشکر کو لایئے نور الدہر اسی مقام پر ٹھہر گئے خواجہ نے جا کر لشکر کو خبر کی کل اہل  
لشکر شام کو آکر پہونچے نیرنگ شب کو اٹھا طبل جنگی بجوا دیا اور ٹھلتا ہوا طرف  
لشکر نور الدہر کے چلا منظور یہ ہو کہ طلسم کشا کو چر الاون جب کنارے پر پہونچا نجم  
نے کہ طلا یہ دے رہا تھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہو نیرنگ نے نجم کو پہچانا اور پکار کر  
آواز دی کہ اونٹنک حرام تو نے خوب طلسم کشا کا ساتھ دیا اب سامنے سے ہٹ جا  
ہیں طلسم کشا کو لینے جاتا ہوں نجم نے سحر کیا نیرنگ نے دفع کر دیا ارسطو کہ باز  
غلہ فروشان میں تھے دیکھا کہ کنارے پر لشکر کے آگ برس رہی ہو ارسطو دڑے  
اسوقت پہونچے کہ نیرنگ نے سحر کیا ہو نجم کے پانوں زمین نے تمام لیے ہیں  
ارسطو نے آکر پشت پر سے گولہ مارا کہ پشت پر اسکی پڑا مگر نیرنگ نے پلٹ کر  
سحر کیا کہ گولہ پانی ہو کر بہ گیا یکایک بارگاہ کا پردہ اٹھا نیرنگ نے دیکھا کہ گل گلزار  
خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان صاحبقران بن شائبرادہ نور الدہر  
بن بدیع الزمان لوح طلسمی گلے میں تیغ طلسمی ہاتھ میں لیے ہوئے برآمد ہوئے اور یہ  
دیکھا کہ نجم و ارسطو دونوں سحر کر رہے ہیں اور نیرنگ نہیں جھپکتا دونوں کے  
سحر دفع کر رہا ہو ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ احو آقاے نادر و احو مولائے قدر  
شاس آپ اپنے کو اُتک پہونچائیے ارسطو و نجم ہٹ گئے نور الدہر جو سامنے  
نیرنگ کے پہونچے لکار کر نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

ہم سے اوج رفعت شاہیاز عرصہ مروی	کہ شایانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گزیمیش	عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرات ہند و اشم	نقار ابیک دست برد اشم
ظہر بریلان عرب یا فستم	شہ نوجوانان لقب یافتہ
نعرہ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سب شائبرادیان خیموں سے نکل آئیں دیکھا	



کہ ایک لشکر گران ہمارے لشکر کو قتل کر رہا ہو ہمارے مرصع پوش نے ہر لشکر خر کیا  
کئی ہزار جوان سرنگرانے لگے اور یہ اشعار زبان پر نئے نظم

معمور نور سے سرا کا شانہ ہو گیا  
ویرانہ بتوا پنا پری خانہ ہو گیا  
معمور اپنی عمر کا پیسا نہ ہو گیا  
بلبل ہر ایک باغ میں دیوانہ ہو گیا  
ہر اک حباب آلت کے جو پیمانہ ہو گیا  
جیسے تثار شمع پہ پروانہ ہو گیا  
نخاکو نسا وہ بت جسے سکتا نہ ہو گیا  
ابتوا مزاج آپ کا شانہ ہو گیا  
عشرت کردہ بھی مجھ کو عزا خانہ ہو گیا  
لکا کر سنگ حبیب بھی دیوانہ ہو گیا  
ہر ایشک غیرت وریکد انہ ہو گیا

رواق فرا جورات کو جانانہ ہو گیا  
رہنے لگا جہان کے حسینوں کا ولین و صیال  
افسوس ہر ساقی موش میں دوستو  
اس غنچہ لب کے پھول سے رخسار و کھلکر  
ساحل پہ کیا شراب پیے گا وہ نازنین  
اس شمع رو پہ میں بھی یوں ہی دوں گا اپنی جان  
جا نکلا دیر میں جو ہمارا صنم کبھی  
کاہیکو دیکھے گا بھلا مجھ نقیب کو  
نگاہیں وہ ہوں گیا جو میں شادی کی بزم  
وحشی وہ ہوں اثر یہ مری پڑ یوں میں ہو  
سطوت ہم انکے دانتوں کی آفت میں جھٹکے

سرنگراتے ہوئے سامنے سے بھاگے کوئی مھرا میں پہونچا کسی نے پہاڑوں سے  
سرنگرایا سب شانہ را دیوں نے سحر کیے بارہ چودہ ہزار جوان آپس میں لڑنے لگے  
ایک ایک شانہ را دی بلا سے روزگار ہو جسے سحر کیا زمین آلت دی نیرنگ نے  
بھی پلٹ کر دیکھا کہ لشکر والے بیتاب ہوئے نور الدہر قریب لڑتے ہوئے پہونچے  
ملکار اکہ او نامر و کمان جاتا ہو نیرنگ کو کچھ بن نہ پڑا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا  
نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا برقیں نور الدہر پر گرین مگر یہ سبب لوح کے  
تاثیر نہ ہوئی تیغہ طلسمی کا وار کیا نیرنگ نے سپر پر روکا مگر سپر کو کاٹ کر تلوار گری  
نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا نیرنگ کا کہ فوج والے اسکے کچھ بھاگے  
کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوئے نور الدہر فتح کر کے لڑائی کو پلٹے بارگاہ میں  
آکر بیٹھے سب سردار جمع ہیں مشورہ ہو رہا ہو نور الدہر فرماتے ہیں میں کل برا



فتاحی مرحلہ جات جاؤنگا نجم اختر شناس نے عرض کی کہ غلام ضرور ساتھ چلیگا مگر  
 بقراط ثانی قصر ہشت پہل میں بیٹھا تھا کہ چند طائر آگے گرے غلطکین مار کے  
 بشکل انسان بنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی کہ قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم خیال سکندری  
 جلد تباہ ہو جا لیںوس ثانی دوسو اس جادو و نیزنگ جادو و قسطاس جادو  
 مالکان مرحلہ جات یہ سب واصل جہنم ہوئے فقط بیچ میں چند قلعہ جات ہیں اور چند  
 پہاڑ ہیں یقین ہو کہ طلسم کشا آنکو فتح کرتا ہوا قریب قصر ہشت پہل آجائیکا  
 بقراط کو سناٹا آگیا خاموش بیٹھا ہوا شاہراہ دیان عرض کر رہی ہیں کہ یا خداوند کچھ  
 تدبیر کیجئے مگر بقراط کچھ جواب نہیں دیتا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اٹھا قصر پر آگے  
 پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوئے جھولی آگے رکھی ہوئی ہاتھ  
 ہلاتا ہوا آکر پہونچا بقراط نے کہا لو قوت بازو و زینت پہلو آگیا اوسر سام جادو  
 اسوقت کیونکہ اتفاق ہوا سر سام نے دست بستہ عرض کی یا خداوند میں نے  
 سنا کہ جا لیںوس وغیرہ قتل ہوئے طلسم کشا کا بلوہ ہو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میرا  
 کوئی کیا کر سکتا ہو جہاں چلا جاؤں وہ بادشاہ میرا بڑا مرتبہ کرے گا مگر کئی سو سال سے  
 آپ خدائی کرتے ہیں اور غلام منتظم خدائی کہلاتا ہے آپ کو کیا ضرور تھا کہ ہفت سیکی  
 ملاقات کرتے اس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام طلسم درہم و برہم ہو گیا ساحر اپنا ستم  
 پھپھاتے پھرتے ہیں میں جا کر کچھ در بند بناتا ہوں اول تو جا کر فیلان فیل در کو  
 بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر مقابلے میں طلسم کشا کے اترے کم سے کم ایک مہینہ بھر  
 لڑے گا اگر وہ غالب آگیا تو خاتمہ ہو اور اگر اسکو شکست ہوئی تو طلسم کشا کو راستہ  
 نہ ملے گا مجھ تک نہ پہونچ سکے گا جب میں راستہ نہ دوں گا تو آپ تک کیونکر پہونچے گا  
 در میان میں کوہ آتش فشان پڑے گا اس کوہ سے گزرنا نہایت دشوار ہو آگ کو  
 یاد ہو گا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکو کوئی فتح نہ کر سکے گا مگر آتش فشان کو ہر بار  
 وہاں کی حاکم و ناظم ہو وہ انتظام کرے گی کیونکہ گزرنے نہ دے گی بقراط نے کہا کہ اے  
 سر سام جو بن پڑے وہ انتظام کرو اب وقت آخر ہے قدرت بھی وہ تقدیر کرے گی



کہ جسکو مسلمان بدل نہ سکین جب آکے لڑین شکست کھائین قدرت خود بھی آویں گے  
 ورنہ دون پر پہونچین گے یہ تذبذب بیان کر کے سرسام روانہ ہوا اپنے مقام  
 پر آیا کوہ سرسام کہ نہایت بلند اور مرتفع ہوا سپر بیٹھ کر سحر کرنے لگا اور کچھ نامے لکھ کر  
 پھینکے وہ نامے ہوا اڑا کر لے گئی یہاں فیلان فیلدر اپنے بیٹے مین بیٹھا ہوا اپنے  
 زور و قوت پر مغرور ہوا پہلوان جا بجا بیٹھے ہیں اکھاڑ اکھاڑا ہوا ہوا پہلوان اکھاڑ  
 مین لڑ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ اگر رستم اور افراسیاب ہو تو اس سے مقابلہ  
 کریں کیونکہ فیلان یہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہوا ایک شخص اپنے کو طلسم کشا قرار دیتا  
 ہر فتح کرتا ہوا چلا آتا ہوا فیلان کہتا ہو کہ مجھے کیا غرض ہو آخر قدرت یا سرسام مجھے  
 رجوع کریں گے تو مین جا کر سمجھ لوں گا کہ طائر نے آکر نامہ دیا فیلان نے نامہ پڑھا کہا  
 لو بھائیو تیار ہو وقت جنگ آگیا اور ہمارا افسر سرسام جاو و آما وہ ہوا ہو کہ  
 طلسم کشا سے مقابلہ ہو ہم بھی چلکر دیکھیں کہ طلسم کشا کون شخص ہوا سات سپہلوان  
 جمع ہو کر سامنے آئے نیزے ہلاتے ہوئے گر گردن ہائے مست پر سوار کہا اوی پہلوان  
 دوران و اوی گر شاہ سپ جہان سوار ہو جیسے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں وہ جنگ  
 کریں کہ طلسم کشا کو تنگ کریں ہم سے کون لڑ سکیگا فیلان نے کہا اب مین جلتا ہوں  
 اول طلسم کشا کو سمجھاؤں گا کہ اس راہ سے ہاتھ اٹھاؤ آئندہ دیکھا جائیگا یہ کتنے سوار  
 ہوا سات سپہلوان چار لاکھ فوج گویا سمندر کی موج اس کروفر سے فیلان چلا  
 یہاں لڑو لڑو لڑو ہر اترے ہوئے ہیں ارادہ ہو کہ کوچ کریں کہ صحرا سے گرد آڑی  
 فیلان فیلدر قبل مست پر سوار پشت پر پہلوان چار لاکھ کا لشکر اس کروفر سے  
 مقابلہ لڑو لڑو لڑو ہر مین اتر اپنے مقام پر آیا بارگاہ مین بیٹھا غرور مین جھوم رہا ہو  
 ہنس کر کہا یا رستم مین کوئی ایسا ہو کہ نامہ لیکر بہ خدمت طلسم کشا جاے سنتا ہوں  
 کہ جوان خمیرن و جیل ہو اور اسکو اپنی جرات پر بڑا ناز ہو اگر مان جاے اور یہاں سے  
 چلا جاے تو مین اسکی جان بخشی کرتا ہوں اور اگر نہ مانیکا تو سنرا پائیگا گھسکر بارگاہ  
 مین پیش کرؤں گا یہ جو پکار کر فیلان نے کہا کہیوان انجم سپاہ ایک پہلوان نہایت



زبردست ہوا اپنے مقام سے اٹھا یہ کہے نامہ اٹھا لیا کہ میں طلسم کشا کو بہت بھلاؤنگا یقین  
ہو کہ پٹا دون اگر نہ مانینگا تو پھر آپ کو اختیار ہوا انجم سپاہ نامہ لیکر چلا فضا سے کار اور صحر  
لشکر نور الدہر میں آج شب کو طلایہ طہماس کا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہیں کہ  
لشکر میں تڑپا ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ہو چوکڑتا ہوا آتا ہو طہماس نے  
پکار کر کہا اے پہلوان یہ لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان ہوا اب سے آنا بیجا زبان  
نہ بلانا انجم نے کہا اے جو ان تو کون ہو نہیں جانتا کہ میں فرستادہ فیلمان فیلمد رہوں  
اگر وہ میدان میں آئیگا تو زمین کو ہلا دیکھا طہماس نے بڑھکر لگام پر ہاتھ رکھ دیا  
کہا اے جو ان گینڈے سے اتر میں تجھ کو سامنے آقا کے لئے چاون چلکر دیکھ کہ کیا خلق  
اور محبت ہو کیسا جری ہوا انجم نے کہا اے پہلوان ایسا نہ ہو گا میں تجھ کو سمجھاتا ہوں کہ چلکر  
رفاقت فیلمان کر طہماس نے کہا میں اسکی اطاعت کروں جو مجھ کو زیر کرے نور الدہر  
بن بدیع الزمان نے مجھے کوہ آتر پر زیر کیا میں نے بدل اطاعت کی میں اب اسکا  
عاشق نہ رہوں انجم نے کہا جسے مقابلہ کرو ہم تمہیں زیر کر کے لے چلیں گے طہماس  
نے کہا بسم اللہ انجم گینڈے سے کودا طہماس سے دھینگا مشتی ہونے لگی طہماس  
نے کہا اے پہلوان یہ شہدین کیا ضرور ہو یا مجھ کو جگہ دے یا میں تجھ کو جگہ دون یا کوئی  
بیج کر کہ میرے تیرے کشتی شروع ہو جائے انجم نے ہاتھ بڑھا کر بیج باندھا طہماس نے  
توڑ کیا انجم نے کہا کہ تم بڑی زبردستی کرتے ہو یہ کہہ کر پلٹ پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی  
طہماس اسکے لپٹتے ہی ریلکر لے دوڑے انجم پتیرا کاٹ کر مٹتا ہوا چلا آتا ہو طہماس نے  
جو بڑھا کر پانوں رکھا وہاں پر موشخانہ تھا دونوں پانوں طہماس کے موشخانے  
میں گئے انجم نے کہا اے طہماس اب ہوشیار رہنا میں نے ایسا ایسا قلعہ جنگ سے  
نتج کیا جس سے پہلوان میرا لقب ہوا بڑے افسوس کی بات ہو کہ تم اتنے بڑے پہلوان  
اور مجھ سے تمہاری کچھ تیزی نہ چل سکی یہ باتیں کرتے کرتے انجم نے کہا کہ دونوں  
پانوں موشخانے سے نکال جیسے ہی دونوں پانوں طہماس کے نکلے انجم نے آگیا کر  
مارا کہ کولہ طہماس کا اتر گیا غش آگیا انجم نے اسی حال میں طہماس کو اٹھا کر گینڈے پر



ڈال لیا اور موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا چلا شیرنگ نے اگر نور الدہر کو خبر دی  
 کہ حضور اس طرح پر ایک پہلوان آیا تھا وہ طہماس کو لیکھا نور الدہر غصے میں کانٹے  
 لگے بخم نے عرض کی کہ غلام جا کر رو کے نور الدہر نے کہا یہ قاعدے کے خلاف ہو  
 اپنے مقام پر قبیلان کہیگا کہ جب خود کچھ نہ ہو سکا تو ساحر کو برا سے مدد بھیجائیں ابھی  
 جاتا ہوں اور شیرنگ مرکب تیار کرو شیرنگ نے مرکب تیار کیا نور الدہر سوار  
 ہو کر چلے ہرکاروں نے بڑھ کر قبیلان کو خبر دی کہ لشکر نور الدہر میں جو بڑا پہلوان تھا  
 آپ کے پہلوان نے جا کر اسکو زیر کیا وہ اسکو لیے ہوئے آتا ہو طلسم کشا خود سوار  
 ہوا ہو قبیلان نے کہا کیا مجال کہ جو میرے پہلوان کو رو کے ہاتھی میرا تیار کر دے  
 نبیل پر گدی کھینچی جھومتا ہوا دروازے پر آیا رکاب میں پائون ویکر نبیل پر سوار ہوا  
 دیکھا سامنے سے کیوان انجم سپاہ آتا ہو طہماس کو بیہوش گینڈے پر ڈالے ہو  
 قبیلان کھڑا ہو کر تماشا دیکھنے لگا کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی اور للکارا کہ اد  
 پہلوان مکاریہ تو نے کیا حرکت کی یہ وہ جوان ہو جسکا لقب ہو ہربرہیشہ کلنگان  
 سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور اسکو کون زیر کر سکتا  
 ہو بہتر اسی میں ہو کہ اسکو چھوڑ دے کیوان انجم سپاہ دیکھتا ہو کہ مالک میرا کھڑا  
 کنارے پر لشکر کے اپنے پہنچ چکا ہوں اب میرا کوئی کیا کر سکتا ہو کہ نور الدہر  
 پہنچے قبیلان نے جو دیکھا کہ میرے پہلوان کو طلسم کشا نے گھیرا اب مقابلہ ہوا  
 چاہتا ہو للکار کر آواز دی اور جاڑا آئے ہی نور الدہر پر گزرا نور الدہر نے  
 گرز کو تلوار سے کاٹا جب گرز کٹا تو قبیلان بہت شرمندہ ہوا کہا اے طلسم کشا اپنے  
 پہلوان کو لیجاؤ کیوان انجم سپاہ نے بہت بڑا کیا کہ بیہوشی میں پکڑ لایا میں تھے  
 سر میدان مقابلہ کرونگا نور الدہر یہ باتیں کر رہے تھے کہ کیوان نے تلوار کا ہاتھ  
 مار کر نور الدہر کا زخمی کیا نور الدہر نے زخمی ہو کر گھوڑا بڑھایا گینڈے کے  
 منہ پر گروا سپر کا مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا کیوان گینڈے سے گرنے لگا کہ  
 نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر دست حق پرست بڑھایا کہ میں کیوان کی ڈال دیا



اغرا تکیہ کیا اس زخم داری میں کیوان کو اٹھا لیا ہاتھ پر چرخ دیا بایان ہاتھ بڑھا کے  
 طہاس کو اٹھا لیا دونوں کو ہاتھ پر چرخ دیتے ہوئے طرٹ اپنے لشکر کے چلے فیلان  
 نے جو یہ طاقت دیکھی ہوش پر اگندہ ہو گئے کہ دو جوان فیل پکڑا لکھو ہاتھوں پر اپنے  
 اٹھاے ہوئے لیے جاتا ہی زخم سر ہر مرتبہ چرانا ہو مگر کچھ خیال نہیں آخر نور الدہر اپنے لشکر  
 کے کنارے پر پہونچے دونوں کو ہاتھ سے رکھا طہاس کو ہوش آیا قدموں سے  
 اپٹ گیا عرض کی آقاے نامدار آپ نے کیا کار نمایان کیا ہی سبحان اللہ ظلام کو اپنے  
 رہا کر لائے مگر کیوان جو ہوشیار ہوا کہا اے شہریار میں آپ کے زور کا قائل ہوا  
 حقیقت میں فیلان آپ سے کیا لڑ سکتا ہو اسکی کیا حقیقت ہو میں نے دل سے اپنی  
 اطاعت کی نور الدہر نے کیوان کو گلے سے لگایا مگر واضح رہے کہ کیوان مکر سے  
 مسلمان ہوا ہی چاہتا ہو کہ نور الدہر کو کسی طرح گرفتار کر کے لیجاؤن نور الدہر اسکو  
 ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے مگر شہزنگ نے عرض کی اے شہریار یہ پہلو ان بڑا سکار  
 معلوم ہوتا ہو نور الدہر نے جھڑک دیا کہا یہ پہلو ان قوت دیکھ کر مسلمان ہوا ہوا  
 یقین ہو کہ ہم سے مکر نہ کرے اور اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا یہاں تو یہ ذکر ہیں  
 مگر نور الدہر نے جو قلعہ جات پر بلکہ شہنم کا قبضہ کر لیا شہنم نے افکار جادو کو منتظم قرار دیا  
 افکار جادو نے قید خانے میں آکر دیکھا کہ کئی سی تاجدار قید ہیں مغلہ اس کے ایک قفس میں  
 ایک مہجبین قید ہو لیکن آنکھوں سے آنسو جاری یہ اشعار پڑھ رہی ہو نظر

پر ہوا اس کے تتم سے نہ مراد دل عاجز  
 سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز  
 اسکی تقریر سے ہوتا ہو مراد دل عاجز  
 خط کے پڑھنے سے ہو وہ حوش خال عاجز  
 جیسے ہوتا ہو گہن سے مہ کامل عاجز  
 ہاتھ سے میرے ہیں صبا و عنادل عاجز  
 طون آہن سے نقاہت میں ہوا دل عاجز

ظلم کرنے میں ہوا وہ بیت قاتل عاجز  
 ذبح کے بعد جو پہرون میں مراد م نکلا  
 بیچ ہر بات پہ ہو رہی ہر فقرے میں  
 کہنی ہو اسے پیغام زبانی بھیجوں +  
 رخ پر زلفین ہیں تو اس طرح پریشانی ہو  
 آج پرورد جو تو نے یہ صدائیں ہیں سنیں  
 جوش و خروش میں ہوا سر کا اٹھانا شکل



اُس پر یزاد کو شیشے میں اتار رہے تھے کچھ نہیں لطف حسینوں کا جہان نام نہو جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا تیری آہوں نے جو ای قیس اڑے ہیں پر حور کا ذکر بھی کرنے نہیں پاتا سطوت	جب کہ تنخیر سے اُسکی ہوئے عامل عاجز ایسی بستی سے تو ہوتا ہوا دل عاجز تیری فرقت میں ہوا جب کہ مراد دل عاجز کس قدر نجد میں ہو صاحب محل عاجز بدگمانی سے ہو اُس شوخ کی کیا دل عاجز
--	--

افکار نے قریب آکر پوچھا ایسا نہیں تو کون ہو اُسے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا گرفتار  
سبج و مصیبت عاشق صاحبقران زمان اسی جرم میں گرفتار ہوئی افکار نے بیقرار  
ہو کر نفس اتار اکٹھے لگا صاحب نام تمہارا کیا ہو کہا نام میرا گلگونہ گوہر پوش ہوا افکار  
نے فوراً پیچہ کمر میں دیا اور لے اڑا قصائے کار افکار لیے ہوئے جاتا ہوا دھڑے  
صاحبقران آتے تھے سناٹا جو ہوا بالائے آسمان سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام  
بدانجام مکہ گلگونہ کو لیے جاتا ہو کہاں کیانی کا ندھے سے اتار سی تاک کر تیرا رانیر  
نے خطانہ کی سینہ پر کینہ افکار پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گزرا گلگونہ پیچے سے چھوٹیں  
صاحبقران نے روک لیا اب گلگونہ صاحبقران کے ساتھ ہو میں کہا چلیے میں آپکو  
قصر ہشت پہل پر پہچلون امیر طرف قصر ہشت پہل کے جاتے ہیں یہاں کیوان  
مسلمان ہوا مگر نور الدہر کی فکر میں ہو رہا ات کو نور الدہر سے کہہ کر طلایہ گشت لیا جب  
دوپہر رات گزری تو خیمہ نور الدہر پر آیا پردہ اٹھا کر اندر پہونچا بیہوشی لیتا آیا تھا  
شانہراوے کو شگھا کر بیہوش کیا پشتارہ اٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر طہاس  
نے رات کو خواب پریشان دیکھا کہ آقا کو ایک سگ سیاہ بے جاتا ہوا اپنے مقام سے  
اٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ دیکھا کیوان پشتارہ بدوش آتا ہوا پکار کر کہا  
ارے کون ہو کہاں جائیگا کیوان نے اپنا نام بتایا طہاس نے پوچھا پشتارہ میں  
کیا ہو کیوان نے نہ بتایا طہاس نے کہا میں تجھ کو جانے نہ دوں گا معلوم ہوتا ہوا آقا کو  
لیے جاتا ہو کیوان پیچھے ہٹا طہاس نے بڑھکر نیزہ مارا پانوں نور الدہر کا لٹکا ہوا  
تھا پانوں پر شانہراوے کے نیزہ پڑا توڑ کر استخوان کو پار گزرا جب طہاس اپنا د



کہ تے ہیں وہ نور الدہر کے جسم پر روکتا ہر کئی زخم جسم پر نور الدہر کے آئے آخر کیوان نے  
پشتارہ ڈال دیا اپنی جان بچا کر بھاگا مگر طہماس نے نور الدہر کو اگر اٹھایا چاہتا ہو کہ اپنا  
ہاتھ کاٹ ڈالے کہتا ہو ماسے طہماس یہ کیا غضب کیا اس افسوس میں طہماس نے  
کیوان کا پیچھا نہ کیا نور الدہر کو لیکر بارگاہ بین آیا شبیرنگ نے جو آقا کو بستر پر نہ پایا  
حیران کھڑا ہوا تنہا کہ او شبیرنگ آقا کو کون لیک گیا اس حیرانی میں کھڑا تنہا کہ طہماس لیے  
ہوے نور الدہر کو آئے طہماس نے حال بیان کیا کہ او شبیرنگ بوجہ حسن حقیقت  
منہیں کرتے ہو میں نے خواب پریشان دیکھا آقا کو جا کر رہا کیا مگر اس مکار نے ہر مرتبہ  
آقا ہی کو پیش کر دیا میرے ہاتھ سے زخم آقا کے جسم پر آئے چاہتا ہوں کہ اپنا ہاتھ  
کاٹ ڈالوں شبیرنگ نے کہا اس سے کیا فائدہ ہو گا جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ  
ہو از خود وزی کرو جو احون کو طالب کرو غرض جراح آئے آکر زخموں کی اور صر کیوان  
گھبرا یا ہوا سانسے فیلان کے پہونچا فیلان نے پوچھا اسے سب کیفیت بیان کی  
کہا او فیلان مبارک ہو کہ طہماس نے نور الدہر کو مار ڈالا میں نے قتل کر دیا کہ  
طہماس جنازہ لیکر گیا فیلان نے ہر کارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ کہ وہاں کیا گزری  
ہر کارے جو آئے ہر کارون نے دیکھا کہ نور الدہر بیٹھے ہیں جراحون نے زخموں  
کی ہو طہماس عذر کر رہا ہو نور الدہر فرماتے ہیں کہ او عاشق صادق آج پروردگار  
کو منظور تھا کہ اس قدر خون جسم سے بہ جائے لندا اسکا افسوس کیا شکر ہو کہ میں  
تمہارے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا اگر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھی زخمی ہوتا انجام خرابی  
کا تھا طہماس کہتا ہو آقا سے نادر جی چاہتا ہو کہ ہاتھوں کو اپنے کاٹ ڈالوں کہ مجھے  
یہ خطا سرزد ہوئی امیدوار ہوں کہ معاف فرمائیے آخر طہماس رنجیدہ باہر نکلا گیتا سے  
پرسوا رہو کہ طرف بارگاہ فیلان کے چلا یہاں وہ وقت ہو کہ سانسے فیلان کے  
کیوان باتیں کر رہا ہو کہ میں نے نور الدہر کو ہاتھ سے طہماس کے قتل کر دیا اب  
یقین ہو کہ لا شہ لیے بیٹھے ہوں کہ ہر کارے آئے ہر کارون نے عرض کی کہ او شہر بار  
نور الدہر ہر معصوم و سالم بیٹھے ہیں فیلان کہ رہا ہو کہ او کیوان یہ کیا ہوا کیوان نے



کہا زخم اوچھا پڑا اب میدان میں ٹوک کر مار ڈنگا یہ ذکر تھا کہ نعرہ شیر کی آواز کان میں  
 آئی کہ اوسکار میں تیری فکر میں آیا ہوں اب کیونکر بچ گیا کیوان نے جو طہماس کو دیکھا  
 کانپنے لگا فیلان نے کہا اے کیوان مار لے میرے دربار میں چلا آیا ہو فیلان کے  
 کہنے سے کیوان اٹھا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے باڑھ بچا کر کھلائی پکڑ لی اور ایک  
 جھٹکا مارا کہ منہ کے بھل گرا طہماس نے ایک گھونسا مارا کہ کیوان کے کانڈھے  
 پر پڑا اور پھر اٹھا کر دے مارا اچھا تھی پر چڑھکے سر کھینچ لیا سر کو لپکے شکار بند سے بانڈھا  
 اور طہماس یہ کہہ نکلا کہ اے فیلان تو نے مردان عالم کا زور دیکھا تیرے سامنے اگر  
 تیرے پہلو ان کو قتل کیا سر میدان تجھے سمجھو گنا بھکو بڑا قلق ہو ہر چند کہ اس ملعون  
 کا سر کھینچا مگر رنج دل سے دفع نہیں ہوا جب سر میدان تجھ کو ٹوکے گنا تب میرے  
 دل کا غبار نکلے گا فیلان نے کچھ جواب نہ دیا جب طہماس سر کیوان لیے ہوئے  
 باہر نکلا تو پکار کر افسران فوج سے کہا کہ اے نامرد و اے مار لو چہا ر طرف سے  
 اہالی فوج لینا لینا کہہ کر آ پڑے طہماس لڑنے لگا ہر کار و ن نے یہ خبر نور الدہر کو  
 پہونچائی ہر چند کہ زخم دار تھے مگر خبر طہماس سنکر نور الدہر سوار ہوئے ہر اسد  
 طہماس چلے یہاں طہماس گھبرا ہوا لڑ رہا ہو کہ آواز آئی باشید اے کافران بھیا و اے ناہک  
 پر دغا منم نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب طہماس کے پہونچے مگر  
 زخمون سے خون جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ نور الدہر کو غش آنے لگا ہاتھوں کو  
 گھوڑے کی گردن میں ڈال دیا گھوڑا نور الدہر کو لے نکلا تھوڑے عرصے میں جلا  
 سردار آپہونچے طہماس کو لڑ بھڑ کر نکال لائے لاکر زخم دوزی کی مگر نور الدہر کو جو  
 دریافت کیا شاگردان شبیرنگ نے خبر دی کہ اُنکو گھوڑا نکال لگیا طہماس نے  
 کہا اے شبیرنگ جا کر تلاش کرو تمام اقلیم دشمن ہو ایسا ہوا قاکے ساتھ بیدردی سے  
 پیش آئیں شبیرنگ تلاش میں نور الدہر کی چلا مگر نور الدہر کو گھوڑے نے لاکر  
 ایک محراب میں گرایا بے زبان چرامین مصروف ہوا گھوڑا اتو چور ہوا نور الدہر زہر  
 شہید ہوا بڑے بین قضاے کار ماہیا رتا جدار براے شکار نکلا تھا اسکی نگاہ پری



کہ ایک مرکب کو دسریں کفل چہرہ ہوا تھا والون سے کہا کہ اس گھوڑے کو گرفتار  
 کرو جیسے ہی لوگ برائے گرفتاری مرکب دوسرے مرکب بھاگ کر سرعہ سے نور الدہر  
 کے آیا گرو پھر تانتھا اور شیعہ کرتا تھا کہ لوگوں نے تاجدار سے کہا اس مرکب کا سوار  
 بھی زخمی پڑا ہوا تھا تاجدار قریب آیا اگر جمال جہان آرہا دیکھ کر بیتاب ہو گیا کہا یا رکوی  
 جلاو نے اس جوان کو زخمی کیا مگر اسباب جو اہر ذات پر آراستہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ یہ  
 جوان خوب لڑا اسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا یہ کہنے نور الدہر کو اٹھوا لیا اور  
 ہوا وار پر سوار کیا قضا سے کار راہ میں ایک قلعہ ہو کہ اس قلعے کو حسن آباد کہتے  
 ہیں وہاں کی شاہزادی ملکہ حسینہ بانو اپنے مقام پر بیٹھی تھی ہر کارون نے خبر دی کہ  
 ماہیار تاجدار برائے شکار آیا تھا جنگل میں ایک جوان حسین کو پایا اسکو لیے ہو  
 جاتا ہو ملکہ حسینہ بانو نے پیغام بھیجا کہ او ماہیار تاجدار آج ہمارے عملداری میں رہو  
 دعوت ہماری قبول کرو ماہیار ملکہ حسینہ بانو کا نام سنا تھا مگر کبھی دیکھا نہ تھا پیغام  
 سننے ہی آتر پڑا بارگاہ استاد ہوئی رات کو ملکہ حسینہ بانو دریا سے جو اہر میں غوطہ مار کر  
 برائے ملاقات ماہیار تاجدار آئی ماہیار نے جمال پیشال ملکہ حسینہ بانو دیکھا بیتاب  
 ہو گیا سراپا کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہوا اور پتھر سے سوہو کے اس طرح سے کہتا ہو نظر

خدا ہو جس سے راضی عشق میں وہ کام کرتے ہیں  
 مزایہ ہو کہ اب خود ہی مجھے بدنام کرتے ہیں  
 سخاوت کر کے سب دنیا میں اپنا نام کرتے ہیں  
 ہمیں نور شک ہوتا ہو مزے حجام کرتے ہیں  
 لحد میں پائون پھیلائے ہوئے آرام کرتے ہیں  
 نکھر تے ہیں انہی خیر ہو حجام کرتے ہیں  
 کبھی کپڑے بدلتے ہیں کبھی حجام کرتے ہیں  
 نکلا آکھ سے آنسو ہمیں بدنام کرتے ہیں  
 رنم نور افرشتے زارون میں نام کرتے ہیں

سدا و روز بان محبوب کا ہم نام کرتے ہیں  
 دکھا کر حسن دل چھینا بنا یا مجھ کو دیوانہ  
 حسینوں میں ہوشہرت او صدم ہوسے دیا کیجے  
 جمال باز پہرون دیکھتے ہیں خط بتاتے ہیں  
 کسی نے گر مجھے پوچھا تو بولا ہنس کے وہ قاتل  
 کر نیگے قتل گرا کر میوٹے دیکھیں کس کسکو  
 نہیں ہوتی ہو آرایش سے فرصت رات و دن  
 کبھی افشانہ ہوتا ہو از عشق اپنا زمانے میں  
 قدم اٹھنا ہو جسکا کر بلا کی سمت او سطوت



ملکہ حسینیہ بانو نے ہنس کر کہا کہ صاحب تھنے تو اشعار کا تار باندھ دیا میں تو تمکو محب پاکباز  
 سمجھ کے آئی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ برسی طرح نگاہ ڈالو گے میں نے سنا ہی کہ کسی جوان کو مہر آس  
 اٹھا لائے ہو میں اس کے دیکھنے کو آئی ہوں مابہیار نے ملازموں کو حکم دیا اس جوان کو  
 لے نور الدہر پر انتہا کا خدمت طاری ہو خادوم ہاتھ متھام کر نور الدہر کو لائے نور الدہر  
 حق میں یہ حالت ہو کر آنکھوں میں جلتے چہرہ زرد و لشکر تہجدائی کا ورتے ہی مابہیار کو  
 سلام کیا کہا اے بادشاہ عابدیہ تم نے بڑا احسان کیا اگر تم نہ اٹھا لاتے تو مہر امین کوئی  
 جا نور کھا جاتا مگر ملکہ حسینیہ بانو نے جو نور الدہر کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پاؤں کانپنے  
 لگے بڑھ کر پوچھا اے جری نیر کیا نام ہو نور الدہر نے اصلی نام بتایا مابہیار نے کہا اے  
 جوان تو نے مجھے لکر کیا تھا کہ نام اصلی نہ بتایا اب جو معشوقہ نے پوچھا تو صاف  
 صاف بتا دیا مجھے تجھے دشمنی پیدا ہوئی اے ملکہ حسینیہ بانو اب تم جاؤ میں کل اسکو ضرور  
 قتل کر ڈنگا اور خیر وار کھانا وغیرہ نہ بھیجے گا میں دعوت آپ کی نہیں قبول کرتا یہ سن کر  
 ملکہ حسینیہ بانو نے کہا کیوں اے مابہیار تاجدار مجھے کیا خطا ہوئی اور اس جوان نے  
 کیا خطا کی مابہیار نے کہا اے ملکہ عالم میں تو تمکو دیکھ کر دیوانہ ہو گیا اس جوان نے پہلے  
 اپنا نام اصلی نہ بتایا تمکو دیکھ کر ایسا مہوت ہوا کہ اپنا نام اصلی بتایا یہ وہ شخص ہو کہ  
 تمام طلسم جکادشمن ہو میں جو اسکا سر کاٹ کر پاس خداوند کے روانہ کر ڈنگا تو قوت  
 بہت خوش ہونگے کیا عجب ہو کہ میرا ملک مجھکو جاگیر میں دین خراج موقوف ہو یہ  
 کہ ملکہ حسینیہ بانو سے کہا اب میں کل آپ کو طلب کر ڈنگا یا آپ کے قلمے میں خود ہی  
 آؤنگا ملکہ حسینیہ بانو نے کہا اے مابہیار تمکو اختیار ہو گی یہ جوان بے گناہ ہو یہ شکر مابہیار  
 غصے میں کانپنے لگا کہا اے ملکہ عالم تم اس راز سے بخوبی آگاہ نہیں ہو قدرت نے کل  
 تاجدار دن کو آگاہ کیا ہو کہ جو سر کاٹ کر طلسم کشا کا بھیجے گا اسنے قدرت پر احسان کیا  
 پس قدرت پر احسان نہ کر دن آپ جا کر آرام فرمائیے کل جو کچھ ہو گا وہ ظاہر ہو جائیگا  
 ملکہ حسینیہ بانو نے چار پلٹ پلٹ سے دیکھتی ہوئی روانہ ہوئی یہاں مابہیار تاجدار نے  
 نور الدہر کو قید کیا مگر ملکہ حسینیہ بانو جو اپنے باغ میں آئی نام لے لیکر نور الدہر کا رخ



لگی کتنی ہو کہ اے صاحبِ ذرا الفصاف تو کرو میں کیونکر دل کو صبر و دان معشوق قید ہو اور سیر  
کیے کچھ نہیں ہو سکتا افسوس صد ہزار افسوس ایسا شخص اور یوں گرفتار ہو نظر

ہم تو نہ یہ کہیں گے کہ اُسے چڑا ہے  
یہ شغل ہو فراق میں عاشق کو رات دن  
تنگو کہو نگاہ میں تو نہ نہ رہا اب سبج  
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہو نرا  
اُس شہسوارِ حسن نے سب عاشقوں کے دل  
پھونکے ہار اُسے جو پھینکے اتار کر  
معشوق کوئی ڈھونڈ سکے میں بھی نہ اڑاؤں  
افشاں کے ذرے تیری جبین کے جو گر پڑے  
بہر وصال یار جو تڑپا دل حسین  
مر کر چھٹے ہمارے جو سطوت کے استخوان

ہاں ناز کر کے عاشقوں کے دل لہا لیے  
جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے  
کیوں عاشقوں کے مَر دے نہ دم میں جلا لیے  
جب چاہا تو نے عاشقوں کے دل دکھا لیے  
کیا ہی کمند زلف سب میں پھنسا لیے  
عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اٹھا لیے  
تخنے تو اپنے چاہنے والے بنا لیے  
چرخ برین نے رات کو جھک کر اٹھا لیے  
جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے  
شکر خدا یہ ہو سنگ جانان نے کھا لیے

کنیزوں نے کہا واری جو حکم دیجیے وہ بجالائیں وزیرِ زادی نے کہا کھانا آغشتہ ہمارے  
پہوشی پکوائیے کنیز بھالے نگہبانوں کو قتل کرے اور قیدی کو چھڑا کر لائے تاکہ نے حکم  
دیا کھانا تیار کرو فوراً کھانا تیار ہوا اسمیں بیہوشی ملائی کنیزوں کو اور شاد ہوا کنیزوں نے  
خوانوں میں کسکر سر پر رکھا وزیرِ زادی سوار ہوئی کھانا لیکر چلی جب قریب قید خانے  
کے پہونچی تو نگہبانوں نے پوچھا کون آتا ہے جواب دیا حسینہ بالوکی وزیرِ زادی ہوں براے  
مروت نکلی ہوں یہ کہکے قریب پہونچی نگہبانوں نے پوچھا کیا لائی ہو کھانڈرلات و  
منات کا کھانا ہو لیلو قیدی کو بھی کھلو اور نگہبانوں نے کہا رات کا وقت ہو دروازہ  
نہیں کھل سکتا وزیرِ زادی نے کہا کیسے دیوانے ہو تم لوگ تقسیم کر کے کھا لو میں جا کر  
مالک سے کہہ دوں گی قیدی کو بھی کھلا دیا اُسے کیا کوئی کہنے جا بیگا شتا نہرا دیوں کے یہ تو  
ڈھکوسلے ہیں نگہبان خوش ہو گئے کہا اے وزیرِ زادی سچ کہتی ہو وزیرِ زادی نے کہا  
ایک قید ہی یہ کھانا نہ رکھا نہیں جا بیگا کھڑے کھڑے کھا لو سپاہیوں نے کہا



ابھی کھالین گے وزیر زادی نے کھانا تقسیم کیا سپاہیوں نے کھڑے کھڑے کھایا لیکن  
دم بھر کے لیے وزیر زادی ہٹ گئی تھوڑی دیر میں سب سپاہی بیہوش ہوئے اب  
وزیر زادی نے آکر سب کو قتل کیا قید خانے میں آکر نور الدہر کو بیہوش کیا اور لے آئی  
صبح کو جو ملازمان ماہیار تاجدار آئے دیکھا قید خانہ ٹوٹا پڑا ہوا اور قیدی ندر و ہر  
عبار نیران تیر و کو حکم ہوا کہ تلاش کرو یقین ہو کہ ملکہ حسینہ بانو کے یہاں سے یہ  
فساد ہوا نیران چلا پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا تھا کہ کان کان بین آواز گانے  
کی آئی کھڑا ہو کر سننے لگا کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

دل عشاق لیکر مے کیا برباد کرتے ہیں  
عبث بیدا کر کے عشق میں برباد کرتے ہیں  
تمہارے عشق نے ہو کر دیوار و تحیف ایسا  
ہمیں کچھ فائدہ ہرگز نہ ہو گا ان حسینو سے  
کبھی نزدیک اپنے غم کو آنے ہی نہیں دیتے  
جو تہنہ چھین کر دل میرا بیدل کر دیا مجھ کو  
رہا کرتے ہیں اب اپنے اسیران محبت کو  
مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں فخر خدا نازل  
ہمیشہ قمریان کتنی ہیں کو کو کر کے گلشن میں  
بلا کا سا متاجب ہند میں ہوتا ہوا و سطوت

ستم ایجاد ہر روز اک ستم ایجاد کرتے ہیں  
خدا سے ہم بتان دہر کی فرباد کرتے ہیں  
کلیجہ تمام کر ہم چیر میں فرباد کرتے ہیں  
عبث اپنے متاع دل کو ہم برباد کرتے ہیں  
جمال یار ہر دم دیکھ کر دل شاد کرتے ہیں  
یون ہی معشوق سب عاشق کو کیا برباد کرتے ہیں  
ہمارے حق میں وہ کیا دیکھے ارشاد کرتے ہیں  
بتان دہر عاشق پر بہت بیدا کرتے ہیں  
تجھی کو یاد ہم او غیرت شمشاد کرتے ہیں  
حسین ابن علی آکر مری ادا کرتے ہیں

یہ اشعار سنکر نیران پشت باغ پر آیا کمندار کو دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر ملکہ حسینہ بانو  
کے پہلو میں بیٹھے ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے نیران جل گیا دیوار سے اتر ا منظر یہ  
کہ وہ میں سے ایک کو چڑا لیا توں ایک گوشے میں آکر چھپا دو پہر رات گئے عاشق و  
معشوق نے آرام کیا نیران دبے پاتوں سے آیا پہلے قصد ہوا تھا کہ معشوق کو میں  
لیچلوں مگر سوچا کہ یہ جوان صبح کو آفت برپا کر لگا اور بار میں ماہیار کے کشت و خون  
ہو گا یہ سوچ کر نور الدہر کو بیہوش کیا ایشٹار و سہولیت میں اٹھا لیا لیکر چلا مہرا کو



طر کر کے دربار میں ماہیار کے آیا صبح کا وقت ہوا ماہیار تخت پر بیٹھا ہو کہ نیران نے  
 اگر پشاور ہ پیش کیا ماہیار نے کہا ہوشیار کرو کہا اسی شہر پار یہ نصیر پیشہ جرات یکہ تازید  
 جلالت ہوا بھی تو آنت بر پا کرو گکا بہتر یہ ہو کہ اول اسکو مسلسل و مطوق کیجئے تب ہوشیار  
 ہو ماہیار نے حکم دیا لوگوں نے نور الدہر کو تھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں ہوشیار کیا  
 نور الدہر بل کر کے اٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ماہیار نے جھلا کر  
 کہا اتو جوان تو نے میرا حکم دیکھا کہ تجھکو پھر قید کرانگو ایا اب کیونکر زندہ بچیکجا یہ سکے  
 جلا د کو بلایا کہا اس جوان کو جلد قتل کر گد ملکہ حسینہ بانو کی جو آنکھ کھلی پہلو میں شانہ راہ  
 نور الدہر کو نہ پایا بیقرار ہو کر اٹھی کنیزوں سے کہا دیکھو تو شہر پار کہاں تشریف لیکن  
 کنیزوں نے کہا باغ بین تو کہیں نشان نہیں مگر دیوار پر نشان معلوم ہوتا ہو کہ کوئی  
 آ کے لیگیا ملکہ حسینہ بانو نے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ کون لیگیا چند کنیزیں گئیں  
 اور روتی ہوئی آئیں کہا اے ملکہ عالم ماہیار نے شہر پار کو منگوایا دربار میں سامان  
 قتل ہو رہا ہو یہ سنکر ملکہ حسینہ بانو اٹھی نقاب چہرے پر ڈالی مادیان پر سوار ہو کے  
 باہر نکلی بارہ ہزار سوار اسکے ملازم ہیں اسفون نے جو خبر پائی کہ ملکہ سوار ہوئیں تیار ہو کر  
 آئے بارہ ہزار سواروں کو لیکر چلی یہاں وہ وقت ہو کہ نور الدہر زیر تیغ بیٹھے ہو  
 ہیں جلا و نے کوئے کا خط گرون پر کھینچا شنگین لگا رہا ہو ماہیار حکم دے رہا ہو کہ جلد  
 قتل کر جلا د ہر مرتبہ خنجر چمکا کر ترسب آتا ہو چاہتا ہو کہ قتل کروں مگر صورت زیبا دیکھ کر ختم جاتا  
 ہو کہتا ہو اے بادشاہ یہ جوان بے خطا ہو اگر مناسب ہو تو معاف کیجئے کہ یکایک بیرون  
 بارگاہ بلطہ ہوا ماہیار نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لوگوں نے بیان کیا کہ حضور حسینہ بانو  
 بارہ ہزار فوج سے آئی ہو آپ کی فوج کو قتل کر رہی ہو فوج میں ہنگامہ گرم ہو افسر سب  
 غل مچاتے پھرتے ہیں اسکے ساتھ کے بارہ ہزار وہ جری و بہادر ہیں کہ بچاس ہزار کے  
 جی چھڑوادیے ہیں ماہیار یہ سنکر سوار ہوا باہر آکر دیکھا کہ ملکہ حسینہ بانو ایک مادیان  
 مشکلی پر سوار نیچے ہلالی ہاتھ میں جسٹے ٹوکا اسپر جا پڑی سر بتا کے کمر پر ہاتھ مار دیا فوراً  
 اسکے دھکڑے سکے کئی پہلو والوں کو مارا ماہیار کو جو آتے ہوئے دیکھا فوج کو اشارہ



کیا کہ اس نامرد کو مار لو مگر صاحبو خبر تو لو کہ اس شہر یار پر کیا گزری کینیزون نے خبر دی  
کہ بارگاہ بین قید پیٹھے ہوئے ہیں کئی سو نیزہ دار گرد جلا و قتل کرتا تھا جب آپ پہونچیں تو  
آپ کے آنے سے قتل موقوف رہا مگر یا ہیار باہر نکل آیا ہو حسینہ بانو نے فوج کو  
اشارہ کیا کہ یا ہیار کو گھیر لو نفیبون نے بڑھکرا و از بین لگائیں کہ او مردان عالم دنیا  
نا پائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو دار او کی قیاد و منو چہر کیا ہو سے رع یہ سب بنے خاک کہتے  
تیلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ہزار گنان دین کہ جنکے واسطے زمین و آسمان پیدا ہوا وہ آخر کہاں  
گئے کیا عدالت پروردگار ہو کہ آپر بھی وہی گزرا جو اہل دنیا پر گزرتا ہو انسان عیش و  
جیش و نیوی پر مرتا ہو سو چو تو کہ شہداد ایسا صاحب اختیار جس نے اتنا جو اہر جمع کیا  
کہ بہشت بنوائی مگر انجام کار حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گیا خود بہشت کو دیکھنے  
بھی نہ پایا راہی عدم ہوا نظم

جسکو دیکھو وہ ہو پہ لیشان و ش  
آستین زن چراغ عقل پہ ہو  
تب ہو اسر و خوشنما پیدا  
تب ہو الالہ زیب محفل باغ  
جعفری بنے دکھایا تب مرغ زرد  
تب نظر آئے گیسو سنبھل  
ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان  
تب گلستان میں گل ہوا اظہار  
چشم نرگس بجلی ہو سوے زمین  
کسی محبوب کا ہو سبب ذوق  
غافل و کل من طہر افان  
باغ میں آبتار رو تے ہیں  
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

عافلان باغ یہ نہین دلکش  
اس چین کی ہوا سے بہن و بدو  
خاک جب ہو گئے قند ر عنا  
لالہ رود لپہ لیگئے جب داغ  
جب ٹے میکشان محفل و رو  
جب ہوئے خاک صاحب کاکل  
مر گئے جب ہزار غنچہ و بان  
گل ہو جب چراغ عارض یار  
نرگسی چشم ہیں چور فن یہین  
شاخ پر ہو جو سبب زیب چمن  
عند لیبون کے ہیں یہی الحان  
خاک میں گلرخان جو سوئے ہیں  
دیکھ کر بے ثباتی عسا لم



جب ہوا صرصر خندان کا ڈر	خاک اڑا نے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ میں کرد جو قیاس	گل سوسن کا ہو کبوتر لباس
یہ گلستان منین ہو قابل سیر	کرے الد خاتمہ بالخیبر

لقیبوں کی آواز سنکر پرے فوج کے بڑے گھر ملک اپنی مادیان کو کنارے لائیں جب دیکھا کہ فوج نے ماہیار کو گھیرا جو مادیان کو اڑی کی مادیان طرارہ بھر کر قریب بارگاہ اعلیٰ جوش محبت میں اپنے کو اندر پہنچا یا دیکھا کئی سونیرہ باز اس شیر کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں مگر نور الدہر بل کر رہے ہیں زنجیر ہلا رہے ہیں ایک جوان نے انہیں سے کہا کہ او جوان ہمکو حکم ہو کہ اگر یہ جوان زیادہ بل کرے تو قتل کر ڈالنا ہم تمکو قتل کریں گے نور الدہر نے کہا وہ نامرد ہو مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہو مقابلہ کر کے ہمکو گرفتار کرتا تو ہم مغفول ہوتے اس جوان نے اٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے ہاتھ اٹھا دیے تھکڑی کٹی تھکڑی کہتے ہی اس شیر نے پتھر کر نعرہ کیا قید سا اسل ٹوٹی نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گر می باز ار عشق از نف خون من است
بر سر دار فنا خانہ غوغا سے من	باک نزارم ز دار چوب ستون من است
خانہ تار یک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

تید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک جوان نے بڑھکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار اسکی چھین لی اسی کی تلوار سے اسکو قتل کیا اور نعرہ کر کے اٹھے رٹنے لگے اب نگہبان بھاگتے پھرتے ہیں کہ پہلو سے نعرہ ہوا سنم نقا بدار گلگون پوش اب نور الدہر نے دیکھا اور پہچانا کہ ملک حسینہ با تو ہو آواز دی کہ اے جان جہان دایہ آرام دل مشتاقان تمنے کیوں تکلیف کی نقا بدار نے جواب دیا کہ تجھ ایسا معشوق تو گرفتار ہو اور میں گھر میں بیٹھوں مجھے تو ضبط نہ ہو سکا آخر اگر لڑی شکر ہو کہ تمنے رہائی پائی نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا باہر آ کے نعرہ کیا نعرہ

نفر حمزہ صاحبقران بخشم و تیر	شہ ستارہ چشم شاہراہ نور الدہر
نعرہ شیر کی صدا سنکر ماہیار کے جوش اڑ گئے گھوڑا ہٹا کر کنارے پر گئے اچھا سورج	



ترغیب دے رہا ہی ہر ایک سے یہی قول ہو کہ بڑھکر طلسم کشا کو مار لے جو پہلوان  
 سامنے جاتا ہی ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوتا ہو کئی سو پہلوان مقابلے میں  
 نور الدہر کے آئے مگر ہاتھ سے اس شہ پار کے مارے گئے ملکہ نیزہ چکار ہی چن جو  
 پشت پر سے آیا نیزہ مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذرا کئی جوان جوش جرأت میں آئے  
 مگر کچھ نہ کر سکے مگر گھوڑی نے جو بد لگامی کی اور طرارہ بھرا ایک غول میں اگر بادبان  
 اتڑی کہ گوشہ نقاب کا چہرے سے ہٹ گیا اہل فوج کی جو نگاہ پری بیقرار ہو گئے  
 کایہ مقام لیا ہر ایک کا قول تھا کہ کیا عورت حسین و جمیل ہوا انتہا کی تشکیل ہو ایک نے  
 کہا وہ مرد بھی تو وضعدار ہو صاحب جرأت و اختیار ہو اتنی بڑی فوج کو جمیل رہا ہی  
 کوئی مقابلے میں نہیں جاتا جو گیا وہ پشت ہوا یا مارا گیا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر  
 جان بچے کیسے کیسے ساحر و ن سے مقابلے پڑے ہر مقام پر یہ جوان لڑا مگر کبھی  
 کسی سے زیر نہیں ہوا فیلان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ادھر آیا تھا فیلان کو بڑا  
 دعویٰ ہو مگر کچھ نہ چلی انکاسر وار طحاس آئے بارگاہ میں آکر کیسے وریا سے خون  
 بہائے کسی سے کچھ نہ ہو سکا کہ اسکو ٹوکتا یا لڑائی میں روکتا لیکن نور الدہر لڑتے  
 بھڑتے قریب ماہیار پہونچے ماہیار نے جو آتے ہوئے دیکھا پہلوانوں کو اشارہ  
 کیا سو فارصفت شکن جو متا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا  
 مارا نور الدہر نے او جھڑپ کی مار دی تلوار سو فار کی شکست ہوئی سو فار حیران  
 ہو کر دیکھنے لگا نور الدہر نے کہا کیوں گھبراتا ہو اور تلوار لاکھیکو برا سے مدد بلائے  
 جب تو حکم دیکھتا تب ہم وار کرینگے عاجز کر کے نہ مارینگے سو فار دوڑ کر قدموں پر گر پڑا  
 کہا لاکھ جان میری آپکے ناخن پا پڑتا ہو یہ کیسے قدموں کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر بھتی  
 دل مسلمان ہوا ساتھ نور الدہر کے لڑنے لگاتین ہزار جوان کہ جنکا یہ افسر تھا انھوں  
 نے جو اپنے سردار کو دیکھا کہ فوج ماہیار کو قتل کر رہا ہی یہ بھی تلوار بن پکڑ کے ٹھکے  
 ماہیار کو گھیرا اب ماہیار حیران ہوا پکارا اٹھا کہ اے شہ پار الامان نور الدہر نے  
 تلوار روک لی ماہیار دوڑ کر قدموں پر گر پڑا نہ وار کر دشمع جمال پھرتا تھا عرض کرتا



تھا اور شہر پار عمر بھر ساتھ رہو گا نور الدہر نے ماہیار کو گلے سے لگایا لڑائی فتح ہوئی  
 لڑائی کو فتح کر کے پلٹے مگر نیران عیار بیتاب ہو کر بھاگا حیران ہو کہ ماہیار نے کہا  
 غضب کیا کہ سلمان ہو گیا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یوں جھٹ پٹ سلمان ہو جاے گا  
 اب چکر وہ تدبیر کردن کہ ان سب کو قتل کراؤن ہو شیار کر گردن سوار اسکا بھائی  
 ہو اسکو لاؤن اسے تصور خیالی ملکہ حسینہ بانو کی کہینچی اور لیکر چاٹا فلعہ ہو شیارین  
 پہونچا ہو شیار کو خبر ہوئی کہ نیران عیار آتا ہوا ہے سانسے بلوایا نیران نے فوراً  
 آتے ہی تصور پیش کی تصور جو ہو شیار نے دیکھی بیقرار ہو گیا کہتا تھا کہ اور نیران  
 یہ کیا شرتو نے دکھائی دل قابو میں نہیں رہا نظم

ملو طلی خط مرغ آتش خوا رہو  
 آب میں تو بنی ہوئی تلوار ہو  
 صورت گریہ اب اب دستار ہو  
 آبلہ بالائے نوک خسار ہو  
 ایک دم میں پھر تو بیڑا پار ہو  
 یا کہ سرخ آس ترک کی دستار ہو  
 مر کے بھی دو گز کفن درکار ہو  
 غیرت تسبیح استغفار ہو  
 آس قمر کا طرہ دستار ہو  
 کسکا سطوت طالب دیدار ہو

مبتلا سے آتش رخسار ہو  
 ترقین میں ابرو و لہار ہو  
 تاجبین پہونچا ہو جو دریاے اشک  
 دیکھ کر جسم و سر مجنون کہا  
 یہ جہانزی تیغ اگر تیری چلے  
 عاشقوں کا خون ہو سر پر چڑھا  
 کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ  
 میں وہ عاصی ہوں مرا بارشک  
 کہتے ہیں عقد ثریا سب جسے  
 خواب میں بھی رہتی ہیں آنکھیں کھلی

یہ اشعار پڑھ کر رونے لگا نیران نے کہا اور شہر پار یہ معشوق تلوار کی باڑھ پر ہو  
 آپ کے بھائی صاحب اسپر عاشق ہوے تھے وہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اب انکے  
 قبضے میں آگئی اگر آپ چکر طلسم کشا کو قتل کریں اور بھائی کو بھی مٹائیں تو البتہ  
 اس معشوق کو پاؤں ورنہ بہت دشوار ہو کہ یہ معشوق دستیاب ہو ہو شیار  
 نے کہا میں ابھی چلتا ہوں یہ کھکے لشکر تیار کرایا ساٹھ نہرا پیدل جمع ہوے آپ



گنبد سے پر سوار ہو کر چلا یہاں نور الدہر کو بڑا خیال لشکر کا تھا ورون قلعے پر مقام  
کیا ملک حسینہ بانو سے وعدہ عقد کا کر کے لشکر ساتھ لیا مایہیا رہی ہمراہ ہو غرض طرف  
فیضان کے روانہ ہوئے یہاں فیضان کئی دن سے جنگ کر رہا ہو جو سردار نکلا  
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا سا تو ان دن ہو میدان میں نکلا پکار رہا ہو شہزنگ  
وٹھوڑا ہلکا آیا کہیں نور الدہر کا پتہ نہ پایا شہزنگ سردار ورون سے کہہ رہا ہو کہ اگر آپ  
لوگ حکم دین تو نور الدہر کی صورت نکرا اس سے مقابلہ کروں اسکو مار لوں گا یا  
کسی کنوین میں گراؤں گا مگر فیضان سر میدان پکار رہا ہو کہ اے فرقہ خدا پرستان کوئی  
میرے مقابلے میں نہیں آتا سب سردار وعاہین مانگ رہے ہیں کہ اے خدا سے  
بے نیاز وایوب کا رساز رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نجم اختر شناس  
آما وہ ہو کہ اگر لشکر پر آپڑیگا تو میں ضرور سحر کر دوں گا شہزنگ کہتا ہوا قاسم نامہ دار کے  
خلاف ہو گا تمھاری صورت سے بیزار ہو جائیگی اور فیضان بھی پکار کر کہہ رہا ہو کہ  
طلسم کتا بھروسے پر سار ورون کے تھے میں تو غیر ساحر کا مشتاق ہوں اگر سحر کے  
مشتاق ہو تو سر ساهم کو بلاؤں سب کی مشکین باندھ لے جائیگا کوئی اسکے سرے  
امان نہ پائیگا شہزنگ ہر مرتبہ قصد کرتا ہو مگر نجم روکتے ہیں سکندر ثانی بوٹیاں اپنی  
کاٹ رہے ہیں کہتے ہیں کیوں شہزنگ یہ کیسا ستم ہوا بھی کہو تو ایسا سحر کروں کہ  
یہ اپنا گلا کاٹ لے یا بھاگ جائے کوئی سامنے نظر نہ آئے اور سردار پکار رہے  
ہیں کہ اے خالق بے نیاز وایوب کا رساز اس مشکل کو آسان کر دے نقطہ

ایوا ز کر مت امید وار م	جز مر حمت تو کس نذر م
رہمی کن و دستگیر من شو	ایو فیض رسان جسد عالم
تو آن عزیز جہانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند سبیل و ربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
شنا باز کرم بر من و رویشش نگر	بر حال من خستہ و دلریشش نگر
ہر چند نیم لائق بخشاشن تو	بر من منکر بر کرم خویشش نگر



بقیہ ارہو کے جو سب نے دعا کی اہل فوج نے امین کہی فیضان نے قصد کیا کہ یہی لشکر  
 لیکر جا پڑوں مگر پھر ڈرتا ہوں کہ شاہزادیاں کھڑی ہیں بنجھ اور اسطو آگے بڑھے ہوے  
 سکندر ثانی بھی تلوار تول رہے ہیں ڈور اتلوار کا کھول رہے ہیں فیضان گینڈا  
 مہنیر کر رہا ہوا اہل فوج آمادہ ہیں کہ یکبارگی جا پڑیں اور خوب بھڑکے تلوار چلے افسر و کلو  
 تو آواز خمی کر چکے کوئی افسر لایق مقابلہ نہیں ہو کہ صحرائے گرداڑی سب نے دیکھا  
 کہ آگے آگے سب کے نور الدہر بن بدیع الزمان تخت پر ماہیارتا جدار بارہ ہزار  
 جوان ہمراہ آتے ہیں نور الدہر نے جو دیکھا کہ فیضان میدان میں جھوم رہا ہوا اہل لشکر بھی  
 بیتاب و بقیہ ارہو سکندر ثانی نے تاج کو بوسہ دیکر تخت پر رکھا ہو مرکب طلب کیا ہو کہ  
 سوار ہو کر مقابلہ فیضان میں جاؤں نور الدہر نے وہیں سے نعرہ کیا کہ ایسا بادشاہ  
 جہاں عہد کے خلاف ہو یہ خفیہ آپہونچا مرکب کو چپکا کر مقابلہ فیضان میں آئے تھے  
 کہ فیضان نے دیکھتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے چند طعن میں نیزہ ہوائی کیا فیضان نے  
 گرز اٹھایا نور الدہر نے گرز کو تلوار سے قلم کیا فیضان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا  
 مارا نور الدہر کا شانہ زخمی ہوا گھوڑے سے کود پڑے خوف ہوا کہ گھوڑے کو زخم نہ  
 پہونچے فیضان نے جو نور الدہر کو پیدل پایا برسی دھت ککے اشارہ کیا فیل  
 نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے آسنے بھسونڈے میں دونوں  
 ہاتھ پیٹے نور الدہر نے بہ قوت صاحبقرانی دونوں پانوں پانوں پر فیل کے جمائے  
 اور دونوں ہاتھوں سے بھسونڈا اٹھا مابہ قوت تمام ہتھ مارا کہ ہاتھ کی گردن کھینچ کر  
 پھینک دی ہاتھ چرخ کھا کر گرا مگر فیضان کو ذکر الگ ہوا پیدل دیکھ کر نور الدہر کو  
 فیضان پیٹ پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ نور الدہر  
 کس زور و شور سے لڑ رہے ہیں ہر چند کہ شانے سے خون بہ رہا ہو مگر اس قوت سے  
 لڑ رہے ہیں کہ فیضان تنگ ہو رہا ہو جی میں کہتا ہوں کہ اگر جان بچ جائے تو پھر کبھی  
 ارادہ نہ کروں طلسم کشا بلا سے روزگار ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو کیوں قصد کرتا مگر جان  
 دیے ہوئے لڑ رہا ہو چاہتا ہو کسی مقام پر سست پاؤں تو لے دوڑوں مگر یہ شیریشیہ



صاحبقرانی : لطف جنگ کر رہے ہیں اپنے زخمی ہونے اور شانے سے خون بہنے کا خیال بھی نہیں  
 کہ یہ سانحہ کسپر گزرا کہ ایک مقام پر فیلان ریلکر لے دوڑا چند قدم ریلکر لایا نور الدہر دم  
 کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر چپہ سات قدم بٹھے وہاں لاکر فیلان نے ہتھ مارا  
 بایان گھٹنے آشنا بہ زمین ہوا فیلان اوپر آ کے چھایا ایک زور اس طرح پر کیا تھا کہ  
 اگر مہاڑ پر زور کرتا اٹھیر لیتا مگر اس کو وہ وقار کے لنگر میں جس و حرکت نہ پائی تھک کر  
 ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں نور الدہر ٹرپ کے اٹھے ریلکر لے  
 دوڑے پندرہ قدم پر لاکر ہتھ مارا دونوں گھٹنے فیلان کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا  
 ٹرپ کے لنگر قایم کروں مگر نور الدہر نے دونوں ہاتھ ستون کیے لنگر نہ چنے دیا  
 کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے ہی زور میں تاب نہ آو دوسرے زور میں تاب نہ  
 تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر ماروں فیلان نے پکار کر آواز دی  
 او شہریار الامان یہ نیاز مند مسلمان ہوتا ہو چاہتا ہوں کہ آپ کی اطاعت کروں چلا  
 اطاعت گوش جان میں ڈالوں نور الدہر نے بہ سہولیت ہاتھ سے رکھ دیا فیلان کل  
 پڑھ کر بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج والوں کو بلایا کہا صاحبو میں نے اس شیر کی  
 اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ یہاں رہے ورنہ میرے ساتھ سے نکلی جائے  
 نصف فوج مسلمان ہوئی نصف بے ایمان رہی راہ صحرا لی نجم اختر شناس واسطو  
 وغیرہ حاضر خدمت ہیں سکندر ثانی بھی حاضر ہیں خواجہ عمرو سے نور الدہر باتیں کر رہے  
 ہیں کہ عم نامدار آپ کو بڑی تکلیف ہوئی یہ جو لوگ نئے مسلمان ہوئے ہیں جیسے وغیرہ  
 لیکر آتے جاتے ہیں نور الدہر باتیں کر رہے ہیں خواجہ عرض کرتے ہیں کہ اے فرزند  
 افلاس نے بہت پریشان کیا ہو مہاجن بگڑے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس بیٹے کا  
 سودا دیکھیے نور الدہر نے کہا خزانہ جو یہ آیا ہو اس میں آپ کا حصہ ہو اسے لیجیے اور  
 صرف میں لایے خواجہ نے خوشی خوشی خزانے پر جا کر جال مارا سارا خزانہ اٹھا کر  
 نذر زبیل کیا نور الدہر سے آکر عرض کی کہ حضور وہ خزانہ تو خالی پڑا ہو نور الدہر نے  
 کہا جہاں آپ کا قدم جائے پھر وہاں زر کب رہ سکتا ہو کہ سکندر نے کہا او شہریار



آپ کو بڑی مشکلیں درپیش ہیں مجھ کو بیرون نے خبر پونچائی ہو کہ سر سام جاو و وعدہ کر کے آیا ہو کہ میں آگے نہ جانے دوں گا لیکن غلام اسکے سحر کو روک رہا ہو یہ ذکر تھا کہ ایک دن اٹھا ہوا زمین صحرا ہل گئی اور آواز آئی کہ ارفیلان تو نے غضب کیا کہ کلمہ پڑھا دیکھا جس مقام پر فیلان کھڑا تھا زمین شق ہوئی اور فیلان زمین میں سما گیا سانسے دیکھا کہ ایک کوہ کلمان دورہ کھینچے ہوئے ہو معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے دیوار بنا دی ہو سکندر نے کہا دیکھیے اسکا ظہور ہوا اور ہمارا بیان فیلان جب قدر آئے تھے وہ غرق زمین ہو گئے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی دیکھا نور الدہر نے کہ ایک نازنین نہایت حسین گلزار پوش کمال ناز و اداس ہے یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو

کسی نے مجھ سا بھی صابر کوئی کمان دیکھا جو دل پہ گرد ملال آہ کا دھوان دیکھا بھلا سوال وصال اس سے کس طرح کرتے کبھی حرم میں کبھی احوں منم کلیسا میں ہمیشہ حشر میں رہتی ہیں خاک و دل میں غزان کی فصل میں تم دونوں رہتے ہو ناں ہو آئے قبر پر میری تور و کے کہنے لگے اچھا افضل بہاری میں ضد سے گلچین نے میاں کو چڑھانا صدایہ آتی ہے زہے نصیب سگ یار نے پسند کیا نظر میں اسکی وقار فلک نہیں سہ طوت	کہ ہجر یار میں بیے نالہ و فغان دیکھا نئی زمین نیا بننے آسمان دیکھا نہ اس منم کو کبھی بننے مہربان دیکھا تمہارے حسن کا جلوہ کہاں کہاں دیکھا تمہارے عشق میں خالی نہ یہ مکان دیکھا نتیجہ ظلم کا صیاد و باغیان دیکھا کہ عاشقوں میں نہ ایسا مزاجدان دیکھا کہیں جو باغ میں بلبل کا آشیان دیکھا یہیں پہ لٹتے ہوئے مال کاروان دیکھا اگر اچھا جو مرا کوئی استخوان دیکھا جہان میں جسے علی کا ہر آستان دیکھا
---	--

اس رنگ میں یہ غزل گاتی ہوئی وہ نازنین آئی کہ نور الدہر اسکی جانب بڑھے اور پکار رہے ہیں کہ احوں نازنین مہ جبین ذرا قریب آکر سکندر ثانی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ اشیاء سحر نکالوں وہ نازنین بھاگ کر دورہ کوہ میں غائب ہو گئی مگر کئی سو جوان اس نازنین کے پیچھے دورہ کوہ میں غائب ہو گئے ہر سردار کف افسوس



مل رہا ہو کہ کیا تدبیر کروں غضب کر گئی سب یہی چاہتے ہیں کہ اسکے پیچھے دروہ کوہ میں جا کر  
تلاش کریں اور ڈھونڈھ کر اسکو لاؤں مگر نور الدین ہر چونکہ سامنے کھڑے ہیں اور سکندر  
ثانی ایک ایک کو لٹکا رہے ہیں فرماتے ہیں یا دروہ نہ جانا جو سامنے ہیں پہاڑ  
کے جائیگا اسپر عیش و آرام حرام ہوگا اگرچہ اس خوف سے کوئی نہیں جانا کہ ترپ  
رہے ہیں ہمارے مرصع پوش سکندر کی نگاہ بچا کر قریب دروہ کوہ آئی جیسے ہی اندر  
قدم رکھا ایک بو سے خوش آئی کہ دماغ جان مہر ہو گیا ہمارے مرصع پوش آگے  
بڑھی دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا زمان فیضان تلوار کی نیچے کھڑے ہیں کسیکو جانے  
نہیں دیتے ہمارے مرصع پوش نے بڑھ کر کہا ہم اس شانہرادی کی ملاقات کو آئے  
ہیں ان لوگوں نے راستہ دیا ہمارے مرصع پوش اندر باغ کے آئی وہ ہوا سے  
خوشگوار چل رہی ہو کہ ہمارا کو فرحت حاصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی ہوا آؤ کیوں  
تامل کرتی ہو بہ قول شاعر نظم

عسے شاید ہو اور اس کے غبار آپ سے آپ  
رک گیا مجھے جو ایدل وہ نگار آپ سے آپ  
دل ہوا آ کے مرا تم پہ شار آپ سے آپ  
جب خزان جائیگی آجیگی بہار آپ سے آپ  
دل جگر ہو مرا سر ایک نگار آپ سے آپ  
پھنس گیا زلف میں اسکی دل زار آپ سے آپ  
انہی آنے لگا سطوت مجھے پیار آپ سے آپ

آج آیا مرے گھر میں جو وہ یار آپ سے آپ  
نہیں معلوم رقیبوں نے کہا کیا اس سے  
بن سنور کر جو تھم اویار نکل آئے کبھی  
فصل گل کے لیے اتنا ترپ اویا بلبل  
آپ کی تیغ نگہ کا نہیں اوجان قصور  
عطر بالون میں لگا کر جو وہ آ یا شب وصل  
بھولی صورت نظر آئی جو کبھی رتے میں

یہ اشعار جو اس نازنین نے گائے ہمارے مرصع پوش نے کہا ہوا میں تمھاری ہی  
تلاش میں آئی تھی اسے ہنس کر کہا ہوا میں تو باغبانی ہوں اگر میری برادری میں تلو  
منظور ہو تو ملجاؤ ہمارے قبول کیا اسے بیلچہ ہاتھ میں دیا ہمارے مرصع پوش رو شین  
صاف کرنے لگی یہاں سکندر سب کو ساتھ لیکر پٹے جب بارگاہ میں آئے تو ہمارے  
پایا کنیزوں سے پوچھا تمھاری مالک کہاں گئی ہیں سنے عرض کی حضور جب وہ نازنین



اشعار گما کر گئی تو بہاری بی بی اسکے نقائب میں گئیں اسوقت سے پلٹ کر نہیں آئیں ہم  
 متر و مین سکندر نے عرض کی اے طلسم کشایہ رنگ اچھا نہیں کل آپ تشریف لے جائیں  
 اور روح کو اس پہاڑ سے مس کرین پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے لیکن رات ہی کو  
 ارسطو سے ثانی بھی نکل گئے درہ کوہ طوکر کے باغ مذکور میں پہونچے اس نازنین نے  
 انکے ہاتھ میں بھی بیلچہ دیا یہ بھی معذرت کا دوا ہوئے صبح کو جو نور الدہر نے دربار کیا دربار  
 میں آکر ارسطو کا حال پوچھا خدشہ کارون نے بیان کیا کہ شب سے درہ کوہ میں گئے  
 ہیں پلٹ کر وہ نہیں آئے سکندر نے کہا حضور جلدی کرین ایسا نہ ہو کہ کل سردارون  
 پر یہی معرکہ گزرے دیکھیے سردارون کا رنگ کیا ہو رہا ہو اسی کے مشتاق ہیں کہ ملت  
 پائیں تو درہ کوہ میں جائیں نور الدہر اٹھے وضو کر کے جیسے ہی متصل کوہ پہونچے دیکھا  
 درہ کوہ میں فیضان فیضان فوج کو لیے کھڑا ہوا اور کہہ رہا ہوں کہ ادھر نہ آئیے گا مگر یہ شیریشہ  
 جرات کب خوت کرتے ہیں جھپٹ کر قریب درہ کوہ کے پہونچے روح کو جو کوہ سے مس  
 کیا ایک دناٹا ہوا پہاڑ یکایک گرا وہ باغ ظاہر ہوا نور الدہر نے خود دیکھا کہ ہما اور  
 ارسطو سے ثانی بیلچے ہاتھوں میں لیے ہوئے چمنستان میں کام کر رہے ہیں نور الدہر  
 نے بڑھکر روح کو چپکایا جیسے ہی روح کی چمک ہوئی ارسطو سے ثانی بیلچہ پھینک کر  
 روڑے پکارتے ہوئے کہ اے شہر پار غلام سے بڑی خطا ہوئی نور الدہر نے کہا کہ  
 ہما سے مرصع پوش کو بھی لاؤ ارسطو سے ثانی جھپٹتے ہوئے سامنے ہما کے پہونچے  
 ہما سے مرصع پوش نے جو ارسطو کو دیکھا بیلچہ دکھا کر کہا ارسطو نہ آئیے گا ورنہ بڑا  
 مدد اٹھائیے گا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ارسطو سے ثانی سے ہما سے مرصع پوش  
 بغاوت کرتی ہو اور سکندر نے بھی پکار کر کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے روح کیا حکم دیتی ہو  
 نور الدہر نے جو روح کو دیکھا نوشتہ پایا وسط باغ میں نخل چنار چنار جادو اسکی بیچ میں  
 چھپا ہوا اسکو تلاش کر کے قتل کر دتب شکل آسان ہوگی ایسا نہ ہو ہما سے مرصع پوش  
 اپنی جان دیدے کہ اسکو رات بھر اسی باغ میں گزری ارسطو سے ثانی آپ کے  
 سامنے آگئے روح کا عکس انپر چڑ گیا اسوجہ سے انکو ہوش آیا مگر ہما سے مرصع پوش



آپ کے قریب نہیں آتی سحر اسپر غالب ہوا اپنے ہوش میں نہیں ہو نور الدہر جھپٹ کر قریب نخل چنار آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی عکس پڑا نخل تنہا گر گرا بیچ سے اُسکی چنار جادو نے سر نکالا پکار کر کہا اے طلسم کشا یہ سحر سر سام کا ہو میرے مارنے سے کیا فائدہ ہو گا میں رخصت ہوتا ہوں نور الدہر نے گھبرا چنار بھاگا بھاگا پھرتا ہو نور الدہر قریب نہیں پہنچ سکتے کہ ایک مقام پر ہمارے مرصع پوشش رونی چنار جادو قریب پہنچا کمزین نیچہ دیکر لے اڑا سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ چنار جادو نکلا جاتا ہو ہمارے کچے پن میں ہو جمولی میں ہاتھ ڈال کر ایک عقاب نکالا اسپر کچھ اسم پڑھا اور پڑھ کر اُس عقاب کو چھوڑا عقاب نے جا کر چنار کو روکا اور پر مارتا ہوا نیچے لایا کہ بچے سے ہمارا جمولی اور چنار نور الدہر کے سامنے گرا نور الدہر نے تیغ طلسمی کا ہاتھ مارا کہ چنار کے دو ٹکڑے ہوئے چنار کا مرنا کہ ہمارے مرصع پوشش کو ہوش آیا دوڑ کر قدموں پر گری عرض کی اے شہر یار آپ کے اس انتظام سے میں بچی در نہ دل میں یہ آتا تھا کہ آپ کے دشمنوں کو قتل کروں نور الدہر نے کہا اے ہمارے مرصع پوشش یہ شعبدات طلسمی ہیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا باغ غائب ہوا سامنے ایک قلعہ ہو سر بہ فلک کشیدہ و برنا بارے کنگرے ہر برج میں زرنگی بیٹھے ہیں قرنا کو دم دے رہے ہیں اُس قرنا سے یہ آواز آتی ہو کہ اے طلسم کشا اس طرف نہ آنا مگر سکندر نے اشارہ کیا نور الدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ سر سام جادو نے یہ شعبدہ بنایا ہو مگر آپ قلعے میں بہت ہوشیار ہو کے جائیے گا قدم با قدم لوح ملاحظہ ہو سر سام جادو خود آیا ہو یہ قلعہ اُسی نے بنایا ہو نور الدہر طرف قلعے کے جاتے ہیں سر سام جادو کہ برج کلان میں بیٹھا ہوا تھا نور الدہر کو جو دیکھا کہ قریب قلعے کے آپہونچے اپنے مقام سے اٹھا ایک گوشے میں آکر اسنے جمولی سے چند تصویروں کاغذ کی نکالیں پکار کر کہا اے دلفریب طلسم کشا کو بہوت کر اپنے کو جلد پہنچا نور الدہر جیسے ہی پھاٹک پر پہونچے کہ پھاٹک قلعہ کا گھلا دیکھا کئی سونا زینیاں مہ جبین یہ اشعار لگاتی ہو میں سامنے آئیں نظر

ہوے جانان خود اڑ گیا کاغذ

لکھ چکا جب میں قاصدا کاغذ



غم فرقت کی داستان لکھو  
روے رنگین کی جب ثنا لکھی  
ہوش گم کردہ کا جو حال لکھا  
ہجر کا حال اگر لکھو ن گامین  
نار لکھنے کے بدلے وحشت میں  
ہائے قاصد کو قتل کر ڈالا  
اُس مسمیٰ کا جب کہ خط آیا  
حال وحشت لکھا تو چاک ہوا  
لکھنے بیٹھا جو حال سوز جگر  
غیر کو لکھ کے بھٹکے لکھتے خط  
مر کے یہ میرے استخوان ہیں سبک  
ہیں وہ نازک پڑھینگے کیا سطوت

استقدر ہو کہاں بھلا کا غنہ  
تختِ باغ ہو گیب کا غنہ  
اڑ گئے حرفِ رنگیب کا غنہ  
ہو گا وصلی کا بھی بسا کا غنہ  
پھر اڑ کر پہننے رکھ دیا کا غنہ  
پڑ سکے دلدار نے مرا کا غنہ  
پائی صحت ہو اوروں کا غنہ  
دامن جیب سے سوا کا غنہ  
شعلے اٹھ اٹھکے جل گیب کا غنہ  
وائے تقدیر ہو چکا کا غنہ  
جانتا ہو اُنھیں ہمسایا کا غنہ  
استقدر تھنے کیوں لکھا کا غنہ

اُن سب کے آگے ایک حور شائل باناز واد ایتا قی ہوئی آتی ہو نور الدہر نے جو  
اُس نازنین کو دیکھا بے اختیار ہاتھ بڑھا دیے اُس سے جبین نے بڑھکر ہاتھ میں لیا  
دیا کہا اے شہر پار خانہ عیش میں چلیے ملکہ ولفریب آپ کی مشتاق ہیں نور الدہر  
اُن سب کے ساتھ چلے سکندر نے جو بیرون قلعہ سے یہ حال دیکھا کہا لو غضب  
ہوا اب یہ جا کر لوح طلسمی دیدینگے اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو پہونچائیے  
ایسا نہ ہو کہ لوح قبضہ سے نکل جائے سامنے عیش خانہ ہو خود سر سام ولفریب بنا  
ہوا بیٹھا ہو دل پر اسے قبضہ کر لیا دیکھیے لوح نہیں ملاحظہ فرماتے باعث خرابی ہو  
غلام کو بڑی بیتابی ہو خواجہ کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لٹکا کر بہ شکل  
بقراط بنے اور تخت زبردی پر سوار ہوئے یہاں نور الدہر ہمراہ اُن عورتوں  
ایک قصر میں آئے مسند بھی اُسپر بیٹھے کہ پہلو سے پر وہ اٹھا اُن سب نازنینان  
مہ جبین نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ ولفریب باہر آؤ طلسم کشا تشریف لائے ہیں



کہ سامنے سے پردہ اٹھا برق چمک گئی نور الدہر نے آنکھیں ملا کر دیکھا ایک نازنین  
 چہار وہ سال کہ چہرے پر اُسکے نگاہ نہیں ٹھہرتی مسکراتی ہوئی باہر نکلی قریب نور الدہر  
 اُسکے بیٹھی منہ سی مذاق کرنے لگی یکایک کہا کہ اے شہریار میرے سینے میں درد ہوتا ہو ذرا  
 لوح طلسمی مجھ کو دیکھیے کہ میں سینے سے مس کروں۔ ساحران طلسم نے سحر کیا ہو کہ کلیجہ نکلا  
 جاتا ہو قلب تھماتا ہو نور الدہر نے چاہا کہ لوح گلے سے اتاروں اور دلفریب کو دونوں  
 کہ ایک آواز آئی اے دلفریب کیا کہنا خوب مرغ زیرک کو سچا لہذا اب لوح لے لو  
 جانے نہ پائے مابعد ولت بھی آگئے دلفریب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ خداوند بقراط بھی  
 تخت اُڑاتے ہوئے آتے ہیں دلفریب اٹھ کھڑی ہوئی نور الدہر بیٹھے رہے قبضے پر  
 ہاتھ رکھا اور اوہ ہو کہ اس پر جا پڑوں کہ دلفریب نے پشت پر نور الدہر کی ہاتھ رکھا  
 کہا اے شہریار یہ خداوند ہیں انکا پاس ضرور ہو نور الدہر نے اٹھ کر سلام کیا بقراط نے  
 دعاے جان دراز دی مگر بقراط نے تخت سے کود کر دلفریب کا ہاتھ تقاضا لیا اور  
 طرف نور الدہر کے بنگاہ قہر غضب دیکھا سراویہ تھی کہ بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ  
 تھا کہ لوح ملاحظہ کرو نور الدہر نے فوراً لوح کو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ یہی لوح ملکہ  
 دلفریب کے سر سے مس کر دیکھتا تھا قدرت پروردگار کا دیکھو لوح دیکھتے ہی نور الدہر  
 کو ہوش آگیا اور سمجھے کہ یہ شکل بقراط خواجہ عمر و ہیں ان کا حکم ضرور بجالاؤن ظاہر ہوا  
 کہ برائے تعلیم آئے ہیں فوراً قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے اور للکارا کہ اے دلفریب اب  
 کہاں جا بیگی لوح کو اُسکے سر پر رکھ دیا جیسے ہی لوح اُسکے سر سے مس ہوئی اُسے  
 ایک چیخ ماری سحر دفع ہو گیا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ قام کھڑا ہو مگر گندے  
 تول رہا ہو فوراً پر پر واز پیدا کیے اور سامنے سے نکلیا یہ کہہ کر کہ اے طلسم کشا کہاں  
 جاؤ گے اُن عورتوں نے چاہا کہ بھاگیں نور الدہر نے تیغ طلسمی کھینچا جد کو ہاتھ مارا  
 اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو نازنین سب کے آگے تھی کہ انکو لگا کر لائی تھی وہ بھاگتی  
 پھرتی ہو سامنے نہیں آتی نور الدہر نے بڑھ کر جب لوح چمکائی تو وہ ٹھہری فوراً  
 نور الدہر نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکا مرنا کہ سب عورتیں جل گئیں مکان بھی



غائب ہوا اپنے کو کنارے پر لشکر کے پہونچایا خواجہ عمر و برابر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اے نور نظر حقیقت میں اس طلسم میں بڑے عجائب و غرائب ہیں قدم با قدم لوح دیکھو کسی مقام پر تامل نہ کرو سکندر نے بڑھ کر خواجہ کے قدموں کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ لوح عیاری اگر آپ ذرا بھی دیر کرتے تو لوح نکلتا مگر افسوس ہو کہ سر سام نہ کھلیا یہ ذکر تھا کہ لشکر میں بڑھ ہوا دیکھا کہ سب بھاگے جاتے ہیں اور غل مچاتے ہیں نور الدہر نے پوچھا خیر تو ہو یہ کیا معرکہ ہو کہ شہزنگ نے بڑھ کر خبر دی کہ ایک پہلوان دیو فصال عفریت مثال آپڑا سات لاکھ فوج ساتھ ہو طہماس بھی زخمی ہوئے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہو اور وہ پہلوان و مسدوم نعرے کرتا ہو کہ منہم قتال مردم در سکندر نے کہا جلد اپنے کو پہونچائیے جو سردار اس کے سامنے گیا وہ زخمی ہوا وہ حصو رہی سے دبے گا نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہوئے مقابلے میں قتال کے پہونچے جسپر فلکس لوح کا ڈالا وہ بھاگا لٹکا کر آواز دی اے قتال کہاں جاتا ہو قتال نے گنیڈا بڑھایا مقابلہ نور الدہر میں آیا نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا نکال دیا اُس نے گرز کا وار کیا نور الدہر نے گرز کو قلم کیا مگر اب قتال دست پاچہ ہوا چاہتا ہو کہ گنیڈا بڑھ کر نکلتا دن مگر سکندر نے سامنے آکر بلکارا کہ اے قتال شہر پار سے مقابلہ نہیں کرتا اب جرات اپنی دکھا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے ہاتھ بچا کے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا ایک ہک مارا کہ قتال گنیڈے سے گرا نور الدہر بھی گھوڑے سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی ہر طرف سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی ہمراہیان قتال بھاگے صحرائیں جا کر غائب ہوتے گئے اپنی بیکیسی پر روتے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ قتال نے وعدہ کیا تھا کہ میں طلسم کشا کو قتل کرونگا اب کیوں گھبرا رہا ہو نور الدہر نے ایسے دو تین گھستے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی جسم سے خون کا فوارہ نکل رہا ہو جان سے بیزار ہو لیکن ہر مرتبہ چاہتا ہو لوح پر ہاتھ ڈالوں اور لے بھاگوں نور الدہر ہاتھ پر اُس کے تھپکی مار دیتے ہیں آخر کو لے پر لاد کے قتال کو دے مارا قتال کا گرنے کا سب فوج والے بھاگ گئے جا کر درختوں کے پیچھے چھپے کتے تھے طلسم کشا کے قبضے میں لوح ہو اُسپر کون غالب



ہو گا نیپال جا دودھ اسکا رو حیلہ ساز ہو اُسے قتال کو بھیجا مگر نور الدین جھپٹ کر چھاتی پر  
 سوار ہوئے فرمایا کہ حال اور شناختن پروردگار چہ میگوئی قتال نے کہا اے طلسم کشا میں  
 خداوند کو بُرا نہ کہوں گا جو تم سے ہو سکے تصور نہ کرو نور الدین نے قتال کو چیر کر پھینکا یا قتال  
 کا مارے جانا کہ اندھیرا ہو گیا آواز دین مہیب آنے لگیں بیرغل چاتے تھے کہ ہمارا افسر  
 قتل ہوا اب کیا تدبیر کریں کہ ابرسیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے پانی برسنے لگا چند قطرے جو ہم  
 قتال پر پڑے یا خداوند بقراط کے اُٹھ بیٹھا نور الدین نے چاہا پھینکا کروں مگر قتال  
 ٹھک گیا آگے جا کر گنیڈے پر سوار ہوا طرف قصر سرسام کے چلا نور الدین ہر نو لڑائی کو فتح  
 کر کے پٹے سب سردار بخیر و عافیت پلٹے مگر سکندر نے کہا اے شہر یار غلام کو حرارت  
 معلوم ہوتی ہو لوح کا عکس مجھ پر ڈالیے جیسے ہی نور الدین نے لوح کو چپکا یا سکندر کے  
 ہاتھ پانوں میں طاقت آگئی حرارت موقوف ہوئی مگر سرسام جا دوا اپنے قصر میں  
 بیٹھا ہو کہ لکڑا بر آسمان پر نمایاں ہوا وہ آکر پھٹا دیکھا نیپال جا دودھ پریشان آکر پہونچا  
 سرسام نے پوچھا اے نیپال کیا کیا نیپال نے کہا میں نے اپنی بھائی قتال کو براہ  
 تباہی لشکر طلسم کشا روانہ کیا ہو سرسام نے کہا اُس سے کچھ نہ ہو گا کہ سامنے سے دیکھا  
 قتال بھاگا ہوا آتا ہو آ کے سامنے گر پڑا نیپال نے پوچھا اے براہ کیا ہوا قتال نے  
 کہا طلسم کشا سے لڑا آخر زیر ہوا اُسے مجھے چیر کر پھینکا یا مگر لکڑا بر رحمت خداوند آکر برسا  
 اُسے روح تازہ عطا فرمائی میں اُٹھتے ہی بھاگا یہاں تک پہونچا چاہتا تھا کہ سکندر کو  
 بیمار کر دوں مگر عکس لوح نے اُسکو بھی بچا یا صبح و ساءم ہو سرسام و نیپال و قتال  
 یہ تینوں بیٹھے صلاحین کر رہے ہیں مگر سرسام کہتا ہو مجھ کو خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ  
 طلسم کشا پر مائل ہو ورنہ گلنا رز عفران پوش اپنی بیٹی کو روانہ کرتا یہ ذکر تھا کہ ایک  
 ابر ز عفرانی سامنے سے اُٹھا سرسام نے کہا لو وہ خود آتی ہیں ابر سامنے آ کے پھٹا  
 تخت پر ایک نافرین کو دیکھا چہا ر دہ سالہ نہایت حسین و جمیل و ریاسے جواہرین  
 غوطہ زن حسن میں رشک نسوین و فستق غنچہ دہن رشک مہین محبوبی بائین ہاتھ پر  
 تخت زمین پر آیا سرسام کو سلام کیا سرسام نے کہا اے نور نظر ابھی بھی صلاح ہوئی



تھی کہ گلنار زعفران پوش کوروانہ کرین مگر تمپر ظاہر کیا جاتا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو تباہ کرو  
 مگر او نور نظر جمال طلسم کشا سحر ہو نگاہ اٹھا کے نہ دیکھنا جہاں تک ہو سکے اپنے کو بچا نا گلنار  
 نے کہا ایو والد نادار وہ عورتین بڑی طاقت زدہ ہیں کہ جمال طلسم کشا دیکھ کر مائل ہوئی ہیں  
 میں نگاہ بھر کے بھی نہ دیکھوں گی جاتے ہی لشکر کو تباہ کیے دینی ہوں ان کو قتال تے کیا کیا  
 کہ جا کر گرے یہ بڑا کام کیا قتال نے کہا ایو ملکہ عالم میں پہر بھر کامل لڑا آخر طلسم کشا سے  
 جب مقابلہ پڑا تو زہر ہو گیا طلسم کشا نے بھٹک کر پھینک دیا ابر رحمت خداوندی اگر برس  
 اُسے روح تازہ عطا کی یہاں تک پہنچا گلنار زعفران پوش نے کہا ایو والد نادار میں  
 جا کر لشکر طلسم کشا کو ویران کروں گی کہ طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال جنگلوں میں مارا  
 مارا پھرے اور روح نہ دیکھ سکے سر سام نے کہا ایو نور نظر میں نے بڑے بڑے انتظام  
 کیے اور حکم خداوند کا آگیا ہو کہ ہمارے مرحلے سے طلسم کشا نہ گذرنے پائے میں نے قلعہ  
 وافریب بنایا طلسم کشا کو تھیر کر لیا تھا عین وقت پر ساربان زادہ آیا اُس نے آ کے  
 طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا طلسم کشا نے لوح دیکھی میں تو بھاگا مگر دلفریب قتل ہو گئی  
 ایک چند ساعت اگر طلسم کشا ہوشیار نہ ہوتا تو میں لوح لے لیتا پھر طلسم کشا کی کیا مجال  
 تھی کہ مجھ پر باؤ ڈالتا گرفتار کر کے خدمت خداوند میں لے جاتا وہاں پہنچتے ہی میں  
 سامان قتل کرتا مگر ساربان زادہ بہ صورت خداوند بقرا ط آیا ہوشیار کر دیا لیکن او  
 نور نظر ایسا سحر کرنا کہ ہمراہیان طلسم کشا اُس کے دشمن ہو جائیں اور ارادہ قتل کا کرین  
 مگر تم پر دے میں رہنا گلنار نے کہا ایو والد نادار میں خود ایسی ایسی صورتیں بناتی  
 ہوں کہ جنگلوں انسان دیکھے تو مہموت ہو جائے میں کیا اُس کے جمال ظاہری کو دیکھوں گی  
 میں بھلا اُس کو دیکھ کر کیا مائل ہوں گی وہ فساد برپا کروں کہ سرور ان طلسم کشا دیوانے  
 ہو کر طلسم کشا پر تلوا رکھیں میں طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہو سر سام نے عرضہ دراز  
 تک گلنار زعفران پوش کو بخوبی سمجھایا آخر گلنار نے بگڑ کر کہا ایو والد نادار جو آپ  
 کو یہ خیال ہو تو مجھ کو نہ بھیجے سر سام نے کہا ایو نور نظر وہ سختی پڑی ہو کہ مجھ کو کچھ نہیں  
 سوچتا ہو یہی خیال ہو کہ جان جاے مگر طلسم کشا برباد ہو شاید اس تدبیر میں مطلب



نکل آئے مگر خوف کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو تم جا کر طلسم کشا پر مائل ہو اور میری دشمن  
 ہو جاؤ تم کو سب طور کے تعلیم کر چکا اگر مقابلہ پڑے تو میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا میں نے  
 کتاب تم کو تعلیم کر دی اسوجہ سے سمجھاتا ہوں گلنار نے کہا آپ کو وحشت ہو میں بھی  
 جاتی ہوں اور لشکر طلسم کشا تنباہ کر کے آتی ہوں طلسم کشا اکیلا رہے وحشت نوروی  
 کی جفا سے یہ کہنے گلنار زعفران پوش طاؤس پر سوار ہوئی برائے تنباہی لشکر طلسم کشا  
 چلی بعد جانے گلنار کے سر سام کو ایسا خیال تھا کہ نیپال سے کہا کہ امونیپال تم  
 جا کر اس مہجبین کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو دیکھ کر وہیں رہ جائے تو میری  
 جان پر بجا نیگی جو حرکت کرے مجھ کو خبر دینا خبردار بیٹھے نہ رہنا نیپال بعد جانے گلنار کے  
 چلا یہاں گلنار آکر پہاڑ پر ٹھہری یہاں وقت وہ ہو کہ نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے ہیں  
 کل سرداران غیر ساحر قریب بیٹھے ہیں ایک سمت سب ساحر بیٹھے ہیں ذکر ہو رہا ہے  
 کہ اب حضور طلسم کشائی کو جاؤ نیگے نور الدہر فرماتے ہیں کہ اب میں کیا تامل کرونگا  
 نور الدہر سے سکندر ثانی نے عرض کی اب حضور جلدی کریں مگر مجھ کو یقین نہیں ہے  
 کہ حضور برائے طلسم کشائی جا سکیں کوئی اقتاد آیا چاہتی ہو کہ طہاس اپنے مقام سے  
 اٹھے کہا اوشہریار آپ نے ہمارے ساتھ بڑی کج ادائیگی ہو کہو مسلمان کر لیا اپنے مذہب  
 سے چھوٹے آپ نے کیا مرتبہ دیا ہم آپ کو قتل کرینگے دوسرا سردار اٹھا اٹھنے بھی  
 ایسا ہی کچھ کہا چالیس سردار اپنے مقام سے اٹھے نور الدہر کو گھیر لیا قبضہ  
 پر ہاتھ ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ہم حضور کو قتل کرینگے نور الدہر جواب دیتے ہیں  
 کہ یارو میں نے کیا تمہاری خطا کی کہ جو یہ ارادہ کرتے ہو یہ تکرار ہو رہی ہو نور الدہر  
 تیغہ طلسمی لیے کھڑے ہیں سب اسی کے منتظر ہیں کہ طہاس وار کرے تو ہم بھی اپنا  
 کر بن سب گھیرے ہوئے ہیں نور الدہر بیرون بارگاہ آئے سب کو جواب دیتے  
 ہیں بھائیو تم ہمارے رفیق ہو آج کیا وجہ ہوئی کہ جو اسقدر بگڑے ہو ساحر بھی اندر  
 سے نکل آئے مگر سکندر سب کو روکتے ہوئے کہتے ہیں کہ پارو تم بہت پختاؤ گے  
 ایسے آقا کے ساتھ برائی کرتے ہو کہ جسے کبھی تمہارے حق میں برائی نہیں کی ہمیشہ



در پو خیر خواہی رہتا ہو لہذا مناسب یہ ہو کہ براہ خیر خواہی تم کل کام کرو آخر میں پچتاؤ گے سب  
 کو قتل کر دیا جائے گا مگر سردار بگڑے ہوئے ہیں کہ ہم آپ کو قتل کرینگے نور الدین ہر ڈٹے ہوئے  
 کھڑے ہیں نگاہ طہماس و یکدم رہے ہیں طہماس ہر مرتبہ سا طور پر ہاتھ ڈالتا ہوا اور کانیکر  
 رہ جاتا ہو کتنا ہو اوس شہر پار مجھ کو خیال یہ آتا ہو کہ آپ کے والد نادر اور بدیع الزمان عالی وقار  
 آپ کے غم میں جان دیدینگے اور یہ مشہور ہو گا کہ طہماس نے اپنے معشوق کو مار ڈالا  
 اہل لشکر اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہیں سردار لشکر و انون کو سنا کر کہتے ہیں کہ صاحبو  
 تم بھی بلوہ کرو نور الدین کو گھیر لو چار طرف سے آپڑو مگر لشکر والے خاموش بیٹھے  
 ہیں اپنے مقام سے نہیں اٹھتے مگر گلنار نے جو دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام پر بیٹھے  
 ہیں حیران ہو کر کہا کہ او گلنار پہلے ان سب کو بگڑنا چاہیے تھا پلٹ کے جو دیکھا اسے  
 تو نیپال جادو سحر کو گلنار کے روک رہا ہو کہا کیوں اونا ہجارتو نے یہ کیا کیا نیپال نے  
 چاہا جواب دون گلنار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برقی کرک کر گری کہ نیپال کے دو ٹکڑے  
 ہوئے مار کر نیپال کو گلنار اٹھی کہ دیکھو ن میرے سحر نے کیا کیا کچھ بڑبڑاتی جاتی ہو بھی  
 نگاہ سحر آگین سے اشارہ کرتی ہو کہ زیر کوہ بڑھو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال یوسف  
 خصال کئی جوانوں کے بلوے میں گھرا ہوا مگر تلوار کھینچے کھڑا ہوا اور جواب دیتا ہو  
 کہ دیکھو یارو مجھے قتل کر کے بہت پچتاؤ گے تم سب قید ہو جاؤ گے میں جانتا ہوں کہ  
 یہ عجائب و غرائب طلسم ہو کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہو کہ میرے قتل کی تدبیر ہو گھر ریزی  
 زبان معجز بیان کی گلنار کو بہت پسند آئی جی میں کہتی ہو کہ حقیقت میں طلسم کشا نہایت  
 فصیح و بلیغ ہوا تھے جوانوں کو روکے ہوئے کھڑا ہو کچھ خوف جان نہیں حقیقت میں  
 کیا تدبیر ہو ہمیشہ جرأت کا شیر ہو کسکی مجال ہو جو اس سے آنکھ ملائے یا مہلت پائے کیا  
 تدبیر کروں یہ سوچ کر ہاتھ ہلا دیا سب تاجداروں پر سے سحر اتر گیا طہماس نشین کرنے  
 لگا کتنا تھا آقا سے نادر بین تو عاشق صادق ہوں کسکی مجال ہو کہ آپ سے آنکھ ملا  
 اب گلنار سامنے بیٹھنے لگی کہ نور الدین ہر کی نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین سامنے کھڑی ہو  
 ہنس رہی ہو دیکھتے ہی نور الدین برائے ہوئے اشارہ کیا کہ اوس شہنشاہ خوبی واسے







بین جانتا تھا کہ خیر و عافیت سے نہ پلٹے گی مگر تو تو کتنی تھی کہ اور عورتیں مائل ہوتی ہیں ناق  
 اپنے کو دیوانہ بناتی ہیں صد مات اٹھاتی ہیں وہی تو نے بھی کیا اب براے ملاقات  
 جاتی ہو گلنار نے سر اٹھا کے دیکھا کہ باپ گندے باندھے ہوئے آتا ہو چاہتا ہو کہ گر کر  
 پنجہ دیکر اٹھا لیجاؤن گلنار نے سحر کیا کہ سر سام اٹھ گیا سر سام نے گولہ مارا گلنار  
 نے کات دیا بجلی کان سے آتا کر پھینک ماری برقی گرمی کہ سر سام کا زخمی ہوا یہ  
 کسکر بھاگا کہ او گیسو بریدہ تجھے سمجھو نکا تجھ کو یہاں رہنے نہ دینگا یہ کہتا ہوا نکل گیا  
 گلنار نے قریب نور الدہر کے آکر کہا لیجیے شہر پار حال میرا کھل گیا سر سام جاو وہی  
 تنہا خیال کے مرتے ہی اُسکو خبر ہو گئی چند طائر اُسے بنار کھے ہیں سب طرح کی خبریں  
 اُسکو سناتے ہیں وہ اس ارادہ سے آیا تھا کہ مجھ کو لیجاؤ لیکن میں کب اُسکے سحر کو  
 مانتی ہوں سر سام کو حقیر جانتی ہوں لیکن وقت بے وقت یہ حملہ مجھ پر کر گیا نور الدہر نے  
 ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کہا کیا مجال ہو اُسکی جو تم کو نگاہ کج سے دیکھے اگر پہلے سے میں یہ جانتا  
 کہ سر سام جاو وہی ہو تو اُسکی تدبیر کرتا تیرا رتا کہ خطا کار زخمی ہو کر گرتا ہر چند کہ سحر  
 تمہارا چل گیا لیکن تمہارا خوف نہ گیا سونے کے وقت انتظام کر لینا گلنار نے کہا کیا  
 میں کوئی بات اٹھا کر کھونگی باتیں کرتے ہوئے دونوں دربار میں آئے ہما و مربع نشین  
 وغیرہ نے جو دیکھا سب شاہزادیوں کو رشک ہوا آپس میں اشارے کرنے لگیں  
 کہ صاحبو اسکا بڑا اعزاز و اکرام ہو گا مربع نشین نے کہا اسکا باپ اسکا دشمن ہو اگر  
 وہ ہم سے میل کرے تو ہم اسکو گرفتار کرادیں اسکا یہاں رہنا بہتر نہیں ہمارے کہا کہ  
 طلسم کشا کو ملال ہو گا مربع نشین نے کہا ملال ہو تو ہو ہم ملاقات اس سے ضرور  
 کریں گے اور اسکو گرفتار کرادیں گے یہ کہکے مربع نشین اپنے مقام سے اٹھی اور طرف  
 قلعہ سر سام کے چلی سر سام ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا زخم کو اپنے باندھ رہا تھا کہ دیکھا  
 ایک ابرا آتش نشان آتا ہو جب قریب پہونچا تو مربع نشین کو پہچانا سر سام نے  
 اٹھ کر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم اس وقت کہاں آئیں مربع نشین نے کہا تمہاری ہی  
 ملاقات کو آئی تھی تمہاری صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہو کر پہلو میں جا کر بیٹھیں



محفل میں شراب پی رہی ہیں خوش اور مخطوط بیٹھی ہیں ہم لوگوں کو بہ نگاہ حقارت دیکھتی  
 ہیں مناسب یہ ہو کہ انکو گرفتار کر لو سر سام نے کہا تم جا کر اس سے باتیں کرتی ہوئی  
 صحرائین لاؤ میں کرک کرک روٹکا اٹھا لیجاؤ نگاہ اس سختی میں قید کروں کہ تاقید حیات رہا  
 نہ ہو مربع نشین نے سر سام سے وعدہ کیا کہ میں فلاں صحرائین لیکر آؤنگی تم غفلت  
 میں آنا گرفتار کر لینا وہاں سے مربع نشین نے آکر گلنار سے کہا تمھاری ہمارے یہاں  
 دعوت ہو گلنار ہمراہ مربع نشین کے آئی پہلے بارگاہ میں دعوت کھائی ناچ گانا سنا  
 اور پھر ہاتھ پکڑ کے باہر نکلی پوچھا او گلنار تم کیا سمجھ کے نور الدین پر عاشق ہوئیں  
 بارہ چودہ معشوقین ہیں گلنار نے کہا مجھے انکی خیر خواہی منظور ہو جس دن میرے ساتھ  
 بے اعتدالی کرینگے چلی جاؤنگی ہر چیز کہ آرام دے لیگا مگر تڑپ تڑپ کے اپنی جان دوںگی  
 انکی محبت گریبان گیر ہو حقیقت میں کیا حسن پایا ہو آپ اللہ نے بنایا ہو خوش مزاج  
 خوش چلن باجاہ و حشم فتاح طلسم خیال سکندری بقراط ایسا جادو گرا انکے ہاتھ سے  
 بھاگا بھاگا پھرتا ہوا اسی خیال میں میں بھی چلی آئی دل نے نہ مانا کیا کروں یہ باتیں کرتی  
 ہوئی صحرائین پہونچی مربع نشین ہاتھ چھوڑ کر الگ ہوئیں سر سام آسمان پر تھرا ہوا  
 تھا دیکھا کہ گلنار باتوں میں مصروف ہو کرک کرک کرک کرک میں بچہ دیکر اٹھا لیگیا گلنار نے  
 چاہا سحر کروں لیکن ایسا کدہ دیکر بلند ہوا کہ گلنار بیہوش ہو گئی کچھ زور نہ چلا سر سام  
 نے لاتے ہی لاتے راہ میں زبان میں سوزن دی قصر میں اپنے لیکر پہونچا اب جو گلنار  
 کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا زبان میں سوزن مبتلا سے دام رنجن و محن بقرار ہو کر  
 رونے لگی جی میں کہتی ہو کہ دیکھیے اب کیا ہو مگر یقین ہو کہ جب طلسم کشا کو خبر پہونچے گی  
 تو وہ ضرور میری رہائی کی تدبیر کرینگے یہاں مربع نشین روتی ہوئی سامنے نور الدین  
 کے آئین کہا او شہریار بڑا غضب ہوا کہ سر سام آکر گلنار کو لیکر بھکو خیال یہ ہو کہ کو  
 طعنہ دینگے اور کہیں گے کہ دعوت میں لیکیں اور گرفتار کر لیا بھکو بڑا افسوس میں ہوا  
 نور الدین ہر طرف خواجہ کے بیٹے کہا او شہنشاہ اوج عیار ہی بہت کچھ خدمت میں ہوا  
 کر وٹکا گلنار کی رہائی کی تدبیر کیجیے خواجہ تو یہاں سے نکلا پہلے گریہ سر سام نے اپنی



بیٹی کو قفس میں بند کیا اور قفس کو لٹکا دیا آپ مسند پر بیٹھا سوچ رہا ہو کہ اب کیا تدبیر کروں  
 مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل میں بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آواز دی کہ گلنار زعفران لے  
 جا کر نور الدین پر عاشق ہوئی بقراط جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا ابھی جاتا ہوں اور اٹھو  
 گرفتار کر کے سرسام کے حوالے کرتا ہوں جو چاہے وہ سزا دے تخت پر بیٹھ کر چلا یہاں  
 سرسام بیٹھا سوچ رہا ہو جی میں کہتا ہوں کیا عجب ہو کہ وہ ساربان زادہ اسکی رہائی کو آنے  
 سابق میں بقراط بنگر آیا تھا اب جو آئے تو ایسا تھپڑ ماروں کہ سر اڑ جائے اس سوچ میں  
 بیٹھا تھا کہ دیکھا بقراط تخت اڑتا ہوا آتا ہو جی میں کہنے لگا کہ دیکھو ساربان زادہ آیا بظاہر  
 جھٹک جھٹک کر سلام کرنے لگا بقراط سوچا کہ یہ سیرا بندہ خاص ہو میرے آنیکی خوشی کرتا ہو  
 بقراط تخت سے اتر اسراپا کو سرسام دیکھ رہا ہو جی میں کہتا ہوں کیا رنگ و روغن لگاتا ہو  
 نہیں معلوم کہاں سے تخت لایا ہو کہ تخت اڑتا ہوا آیا ہو کسی شو میں فرق نہیں فریب اگر  
 ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادہ اب میں کیا تجھ کو زندہ چھوڑ دوں گا و لفریب کو تو تو نے  
 قتل کر لیا اگر تو تھوڑی دیر نہ آتا تو میں لوح لے لیتا بقراط نے ہنس کر کہا ارے کچھ دیوانہ  
 ہوا ہو میری صورت ساربان زادہ بن سکتا ہو میں تم سبھو نکا خداوند ہوں سرسام نے  
 ایک تمانچہ مارا کہا او مکار اب بھی مکاری کرتا ہو اس زور سے تمانچہ پڑا کہ تڑاتے کی آواز  
 ہوئی بقراط نے لپٹ کر سرسام کو دے مارا سرسام کا جب زور نہ چلا تو اسنے کاٹ کھایا  
 بقراط نے ایک چیخ ماری کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہو مگر سرسام نے بوٹی اتار لی کہا ارے  
 ساربان زادہ سے تیری بوٹیاں چبا جاؤں گا بقراط نے پانوں سے جوتا اتار آپس میں خوب  
 جوتا چلا جب دو چار جوتے بقراط نے سرسام کو مارے اور سرسام پیٹ رہا ہو اور  
 زور رہا ہو کہ ایک طرف سے پردہ اٹھا پانچ چار پتلیاں یہ کہتی ہوئی آئیں کہ اہو سرسام  
 تو نے غضب کیا کہ قدرت کے تمانچے مارا دیکھ قدرت کا گال سرخ ہو گیا تو بہ کر قدموں کو  
 بوسہ دے جب سرسام کے بیرون نے اس طرح کہا تو سرسام قدموں پر گر پڑا اور کہا  
 یا خداوند معاف فرما بیٹے مگر تیرھی ترھی لگا ہوں سے دیکھ رہا ہو بقراط نے ہاتھ پکڑ کے  
 پوچھا کیوں اہو سرسام تجھے کیوں دھوکا دیا سرسام نے کہا یا خداوند جب میں نے



و نصیب کو بلایا ہو تو آپ ہی کی شکل بکسر ساربان زادہ آیا تھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس میں  
 آپ تشریف لائے سیراگمان غالب ہوا کہ ساربان زادہ پھر آگیا اسی پر پیرا ہاتھ چل گیا  
 معاف فرمائیے سرسام نے بقراط کو لا کر بٹھایا اور سب حال بیان کیا کہ بیٹی میری ہاتھ سے  
 اُنی بقراط کے سامنے بیٹی کو بلایا کہا کیوں او شوخ دیدہ تو طلسم کشا پر جا کر مائل ہوئی طلسم کشا  
 کی معشوقین بہت ہیں وہاں تیرا اعزاز و اکرام نہ ہو گا ہمیشہ پریشان رہیگی گلنار نے  
 ضبط کر کے کہا اوموے بوڑھے ریچھ میں تجھے فریاد کرنے نہ آؤنگی میں کیا کروں طاقت  
 ضبط نہیں ہو الیہ معشوق یوسف لقا کہ جس پر چند شاعر ادیان عاشق ہیں یہ کسکو لیاقت  
 ہو اسی شہر پار کا مرتبہ ہو اور اپنی تو یہ کیفیت ہو

پر دانہ صفت ہاے جلایا مرے دل کو  
 ہو بسبیل تصویر بنایا مرے دل کو  
 معلوم نہیں کسے چرایا مرے دل کو  
 تم جانتے ہو یا نہ پرایا مرے دل کو  
 ہو آتش فرقت نے جلایا مرے دل کو  
 ای جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو  
 کیوں وار پر تنے نہ چڑھایا مرے دل کو  
 کیوں دامن محبت میں پھنسایا مرے دل کو  
 سطوت بہت اُسے ہو دکھایا مرے دل کو

اُس شمع غلی نے ستایا مرے دل کو  
 خاموش کسی گل کی جدائی نے کیا یہ  
 شک و زحما پر کبھی زردیدہ نگہ کر  
 اپنا جو سمجھتے تو نہ یوں تلوون سے ملتے  
 او اشک روان جلد مدد کے لیے نکلو  
 فرقت میں تنہا رہی کبھی تڑپا کبھی مچلا  
 ملی مفت مری جان اسے عشق تھا قدر کا  
 سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے نکلو ملا کسب  
 ہو جی میں ہی ترک ملاقات کروں میں

اچھ طرح پروردگار جو بقراط سے گلنار نے باتیں کیں بقراط بہت جھلا یا کتنا تھا اور  
 سرسام مجھ کو تیرا پاس ہو ورنہ اسکو ابھی قتل کرتا یہ کہلے بقراط نے کہا قفس اسکا کھلاؤ  
 ہم اسکو قفسِ ہشت پہل میں بلوائیں گے بہت اچھی طرح سمجھائیگے اگر اسے ہمارا  
 کہنا مانا تو تنہا رہے قدموں پر گر وادینگے ورنہ اسکو سامنے لشکرِ طلسم کشا کے تیر باران  
 کرنیگے سرسام نے کہا یا خداوند آپ اسکو اختیار ہو میں اسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کر کے  
 لایا ہوں سحر میں یہ بہت طاق ہو حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہو بقراط نے کہا میں تقدیر



کر کے اسکا دل پھیر دیا مگر تمھاری محبت اس کے دل میں نقش کر دینا بخوبی سرسام کو بھلا  
بقراط تو روانہ ہوا مگر سرسام قبر میں بیٹھا سن رہا ہو کہ گلستا رفاق میں نور الدہر کے  
رو رہی ہو اشکوں سے منہ دھو رہی ہو بقیہ رہا ہو کر پکار رہی ہو اور طلسم کشا کثیر کا وقت اغوا  
ہو اگر آپ کا جمال جہاں آرا دیکھ لیا تو حیات تازہ پائی اگر جمال سے خروم رہی تو قبر میں  
بھی تڑپونگی پشت قبر سے نہ لگے گی آپ کے اشتیاق نے مارا یہ قید ہماری تقدیر میں  
تھی بی مرلج نشین کی ذات سے یہ اتفاق ہوا ایسا باتوں میں لگایا کہ میں بالکل غافل  
ہو گئی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ مجھ کو گرفتار کر لانا سرسام نے قریب آکر کہا کہ لے لے کاتے  
او گیسو بریدہ واد شو خایرہ جسکے واسطے یہ دولت اٹھائی اسی کی اب بھی یاد ہو اسطور  
نالہ و فریاد ہو میں اب مجھ کو سامنے لشکر طلسم کشا کے پھل کے قتل کرونگا ہمارے بھانے  
پر کیا کیا جواب دیے ہیں ہر بات میں یہی قول تھا کہ جو ایسا کرتی ہیں انکو انسانیت نہیں  
ہو دل پر اپنا قابو نہیں رکھتیں میں نگاہ اٹھا کے بھی طلسم کشا کو نہ دیکھونگی اس بھانیکا  
کیا خوب بدلہ کیا گلستا نے جواب دیا کہ ایو والدنا درخوہ قتل کیجیے خود او بخشے مگر نقش  
دلیر سے نہ ٹیکھا اسی غم میں تڑپ تڑپ کے مرونگی چند دن میں دیکھ لیجیے گا کہ میں اپنی جان  
دوونگی اگر آپ نے قتل کیا تو میرا خون آپ پر ہوگا میں جلد گناہوں سے بری ہو جاؤنگی  
ورنہ یہی منظور ہو کہ اپنی جان دون آپ کا احسان ہو اگر سامنے لشکر طلسم کشا کے پھل  
قتل کیجیے میں جمال جہاں آرا دیکھ لوں قبر میں تو جا کر نہ تڑپوں سرسام بھلا ہا ہو کہ  
چند صاحب اسکے آئے انھوں نے آکر دیکھا کہ سرسام تیغ کیجیے کھڑا ہو کتا ہو کہ  
ابھی مجھ کو قتل کرونگا صاحبوں نے باقاعدہ تمام ایسا سرسام نے کہا صاحبو دیکھو کیسے  
مابہ دولت کے سامنے کلام کرتی ہو صاف صاف اتنی ہو کہ سامنے لشکر طلسم کشا کے  
قتل کرو میں کیا اب اسکو زندہ چھوڑونگا ایک لشکر تجریز کیا ہو وہ مقابلے میں جا کے  
طلسم کشا کے اترے تو میں اسکی قید لیکر جاؤں طلسم کشا میدان میں آئے تو اسکو  
دار پر کھینچوں کہ طلسم کشا بھی دیکھ لے کہ گلستا قتل ہوئی صاحبوں نے کہا حضور جب  
وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا بھلا کر سرسام کو قفس سے الگ کیا جلد صاحب بھی آتے



جانتے ہیں جو آیا اسنے دیکھا کہ سرسام غصے میں بیٹھا ہو صاحب سمجھا رہے ہیں کہ حضور یہ  
 وہی ہو کہ گودیوں میں پھرتی تھی آج آپ کی دشمنی پر کمر باندھی ہو ہے کب دیکھا جائے گا  
 کہ یہ آوارہ ہوا اور ہم لوگ دیکھیں کہ چوہدار نے بڑھکر عرض کی دوسرا زے پر ایک ساحر  
 ہر نامہ خداوند لایا ہر سرسام نے کہا بلالو پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا ایک ساحر خیف و خیف  
 نامہ ہاتھ میں لیے ہوئے آیا سرسام کو دیا سرسام نے نامہ کھول کر پڑھا طرف سے  
 بقراط کی مرقوم تھا کہ اے سرسام بنے اس ساحر کو بھیجا ہو اور ہچکو تمہارا بڑا خیال ہو کہ  
 ایسا نہ ہو ساربان زادہ اگر کوئی عیاری کرے تو باعث خرابی ہو اس ساحر کے ہاتھ  
 بنے ایک سحر بھیجا ہو اس سے سیکھ لو اسی سحر کو لشکر طلسم کشا پر روانہ کرو کل لشکر طلسم کشا  
 دشمن ہو جائیگا جان بچا تا مشکل ہوگی سرسام نے نامہ پڑھکر کہا اے حکاک جادو  
 کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہو ساحر نے کہا قدرت کے راز و نیاز کی بات آپ کے  
 سامنے پوچھتے ہیں کیونکر بیان کروں علامہ گوشے میں چلیے تو میں بیان کر دوں وہ  
 سحر ہو کر جاتے ہی آنت پر پا کر گیا نوڈس لاکھ کا لشکر جب بغاوت پر کمر باندھے گا تو پھر  
 اکیلا طلسم کشا کیا کر سکتا ہو اور نہ اسکی جان بچگی کس کسا و اور روکے گا اور کس ککو  
 لٹو کے گا سرسام اپنے مقام سے اٹھا ہمارا اس ساحر کے گوشے میں آیا ساحر نے  
 اٹھتے اٹھتے قفس کے قریب اگر کہا او گیسو بڑیدہ تجھکو قتل کر دے گا اور چپکے سے کہا منم  
 مہر سپہ عیاری تمہاری رہائی کو آیا ہوں انشاء اللہ تمکو رہا کر کے لیچلو نگانہ گھبراؤ گلزار  
 خوش ہو گئی کتنی تھی کہ طلسم کشا کو ہماری فکر ہو دیکھیے خواجہ کیونکر رہا کرتے ہیں خواجہ  
 سرسام کو ساتھ لیکر گوشے میں آئے کہا آگ شکاریے اُسے انگلی بھی شکار کر رکھی خواجہ  
 نے اُسہیں کو لے سلگائے جیب سے لوبان نکالا سرسام کو دیکر کہا اسے آگ پر ڈالو  
 دھوئیں سے ایک پریزا پیدا ہوگی وہ سب حال تم سے کیگی سرسام نے جیسے ہی وہ  
 لوبان لیکر آگ پر ڈالا ایک دھواں نکلا دماغ پر سرسام کے پہونچا سرسام چھینک  
 مار کر بیوش ہوا خواجہ نے تاج اسکا لیکر زنبیل میں رکھا سرسام کی شکل بکرا ہرنگ  
 مساجون سے کیا صاحبو خالی کیا بیٹھے ہو شراب پیو میں اس شوخ زیدہ کو رہا کرتا ہوں



سامنے سے طلسم کشاکش کے گرفتار کر لاؤ نکھاتا کہ انکو بھی داغ ہو گلا بیان لاکر سامنے رکھ دین ساحر  
 شراب کے بھوکے شراب پینے لگے تھوڑے عرصے میں وہ سب شراب پی کر بیہوش ہو  
 خواجہ نے آکر قفس اتار اگلنار نے کہا اوشہنشاہ اوج عیاری آپ میری زبان سے سوزن  
 نکال لیجیے میں خود قید توڑ کر نکل آؤں خواجہ نے زبان سے گلنار کی سوزن نکالی گلنار  
 تڑپتی قفس کو توڑ ڈالا قید ٹوٹ کر گری گلنار جب باہر نکلی تو خواجہ نے کہا ملکہ تم چلو میں دو  
 چار کوڑی کار و زرگار کروں گلنار تو اڑ کر روانہ ہوئی مگر خواجہ بشکل سرسام تخت پر بیٹھے  
 خادمون سے کہا جو اہر خانے کے صندوقچے لاؤ خادم صندوقچے لا کر رکھنے لگے خواجہ عمر و  
 ایک ایک صندوقچہ کھول کر جو اہرات نذر زنبیل کرتے جاتے ہیں اور خالی صندوقچے بند کر کے  
 خادمون کو دیتے جاتے ہیں کہ ایک خدمتگار گھبرا یا ہوا اُس صیغے میں گیا دیکھا کہ سرسام  
 بیہوش پڑا ہوا اُسے آتے ہی سرسام کو ہوشیار کیا کہا حضور ملکہ گلنار رہا ہو گئیں آپ تو وہاں  
 تخت پر بیٹھے ہیں سرسام یہ سنکر اٹھا گھبرا کر یاہر آیا آکر دیکھا کہ میری شکل کا آدمی تخت پر بیٹھا  
 للکارا کہ اوساربان زادے اب کہاں جا بیگما اپنی عیاری کا مزہ اٹھائیگا خواجہ نے چاہا کہ  
 کو دکر بھاگوں سرسام نے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے اور سب مصاحبون کو ہوشیار کیا  
 جو اٹھا یہ کہتا ہوا اٹھا کہ اوسرسام ہم تیرے نام سے بیہوش ہوئے ورنہ کیا مجال تھی کہ ہم  
 ہاتھ ڈالتا مگر خدمتگار نے بڑا کام کیا کہ آپ کو ہوشیار کر دیا کہ آپ نے آکر ساربان زادے کو  
 گرفتار کیا سب سے اسے اسباب سنگوایا تھا ہم لوگ لیکر آتے یہ نذر زنبیل کر لیتا سرسام  
 نے گرفتار کر کے مشکبیں باندھیں جلاجل جادو سامنے موجود تھا اُس سے کہا کہ لیجا کر اس  
 ساربان زادے کو قید کرو جلاجل جادو خواجہ کو لیچلا ایک قصر میں لا کر قید کیا جلاجل  
 دروازے سے قید خانے کے نہیں ہٹتا نگہبانی کر رہا ہوا دھرے کی سیکوراستہ نہیں چلتے دیتا  
 جو کوئی اُدھر آتا ہو آواز دیتا ہو کہ اسطرح نہ آنا گنہگار شاہی قید ہو لوگ مسکڑھٹ جاتے ہیں  
 شام کو سرسام نے حکم دیا کہ کلچرہ سے کھوکھانا براے قیدی پہنچا آئے میں چاہتا ہوں  
 کہ اس قیدی کو تڑپا کر ماروں بعد کئی دن کے اب و طعام بند کروں گا اب آج روز اول ہی  
 کلچرہ کنیز جادو گرنی کھانا لیکر چلی دروازے پر آکر جلاجل سے پوچھا میان افسر صاحب



کھانا اندر لیجاؤن جلاجل نے حکم دیا بہت ہوشیار رہنا گلچہرہ اندر آئی آ کے دیکھا کہ قیدی بیٹھا ہوا رو رہا ہو گلچہرہ نے پوچھا کیوں قیدی کیوں روتا ہو عمر و نے کہا کہ اپنے مال کے لیے روتا ہوں کہ مجھ کو سسر سام قتل کر لیا میرا مال کون لیکھا کتیر نے کہا وہی جلاجل لیکھا جو قتل کر لیا اسی کو مال مقتول ملتا ہو گلچہرہ نے کہا اب تو نہ رو لیکھا حال تجھ کو معلوم ہوا خواجہ اور زیادہ روئے گلچہرہ گھبرا گئی کہتی ہو او شخص تو بہت ڈبلا پتلا ہو ایسا نہ ہو دم نکلیاے روئے کو تو اپنے موقوف کر عمر و نے کہا بوا میرے پاس جو روپیہ ہو میں چاہتا ہوں کہ میرے دفن و کفن میں صرف ہو اہل اسلام میں یہ بات مقرر ہو کہ تیجہ و چالیسواں وغیرہ ہوتا ہو اگر ایسا نہ ہو تو مقتول ننگا رہتا ہو گھر گھر مانگتا پھرتا ہو اسوجہ سے مجھے زیادہ انتشار ہو گلچہرہ نے کہا ارے تیرے پاس کیا ہو عمر و نے کہا میرے پاس سب کچھ ہو جو کیسے وہ حاضر کروں کچھ جواہر ہو کچھ اشرفیاں ہیں کچھ روپیہ ہو گلچہرہ سمجھی کہ اس قیدی کی کون سماعت کر لیا جو دیدے وہ لیلو کہا او قیدی مجھے روپیہ دے میں تیرا تیجہ وغیرہ کرونگی عمر و نے جیب سے پوٹلی روپوں کی نکالی ہاتھ میں گلچہرہ کے دی گلچہرہ نے روپیہ لیکر اپنے پاس رکھا عمر و نے دوسری پوٹلی نکال کر دی گلچہرہ نے وہ بھی رکھ لی پھر عمر و نے ایک ڈبہ نکالا وہ ہاتھ میں گلچہرہ کے دیا کہا اسکو کھولنا نہیں مجھ کو خوف ہو کہ اڑ نہ جائے گلچہرہ نے کہا ارے بیوقوف جواہر کہیں اڑ جاتا ہو جواہر ایک مال ہو میں دیکھ کر بندہ کرونگی ان سب چیزوں کو بکواؤنگی تیرے دفن و کفن میں لگا دونگی تیرا تیجہ و دسواں و بیسواں و مہینہ و چالیسواں بہ تکلف کرونگی مگر میں دیکھ لوں کہ یہ کیا ہو عمر و نے کہا تمکو اختیار ہو تم تو میری مہربان ہو گلچہرہ نے وہ ڈبہ کھولا ڈبے سے ایک دھواں ایسا نکلا کہ وہ دماغ پر گلچہرہ کے پہونچا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اسکو اٹھا کر زنبیل میں رکھا اسکی صورت بنکر غل چپائی کہ او جلاجل دوڑو بڑا غضب ہوا کئی آدمی بد صورت آئے تھے عمر و کو اٹھا کر لگے لو اسے چیر بچاڑ ڈالا لو اب تو کھارہے ہیں او جلاجل آکر بچاؤ جلاجل اندر آیا دیکھا گلچہرہ پیٹ رہی ہو جلاجل خود دیکھ کر کہا ذرا آسمان پر دیکھو عمر و کو فرشتے کھارہے ہیں لو ہاتھ بھی توڑ ڈالا پارے بھی الگ کر ڈالے جلاجل نے سر اٹھایا عمر و نے یہ چالاکی حلقہ ہا کے کمند گلے میں ڈال دیے



جواب مار کر بیوش کیا جلاجل بیوش ہو کر گر اگلے مین اسکے گنبد ٹھونس دیا اور زبان مین سوزن کے بجائے تکلہ چڑھا دیا اسیکی شکل بنکر نکلے اپنی شکل پر اسکو بنا دیا بھاگ کر نکل گئے مگر سر سام بیٹھے بیٹھے گھبرا یا ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ دل گھبرا رہا ہو ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور ساربان زادہ کرے مٹلتا ہوا قریب قید خانے کے آیا دیکھا جلاجل دروازے پر نہیں ہو خادموں سے پوچھا تمہارا افسر کہاں ہو ان سب نے کہا قید خانے مین گئے ہیں لیکن پلٹ کر نہیں آئے سر سام گھبرا کر قید خانے مین آیا دیکھا عمرو بیوش پڑا ہوا ایک لالت ماری کہ او ساربان زادے اٹھ کیا چین سے سو رہا ہو کچھ خوف تجھکو نہیں آتا جلاجل نے اٹکھ کھولی گئے مین گنبد ٹھسا ہوا ہوزبان مین نکلا غین غین کرنے لگا سر سام نے زور سے ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے اب گونگا بہرا بنا ہو جون جون جلاجل منت کرتا ہو سر سام جوتیان مار رہا ہو جب سر پر جوتیان پڑیں تو جلاجل قدموں سے لپٹ گیا ہاتھ باندھتا ہوا اشارہ یہ ہو کہ گئے سے گنبد نکالیے تو مین اپنا حال کہوں سر سام نے اسکے اشارے سے گنبد گئے سے نکالا زبان سے تکلہ دور کیا تب جلاجل نے کہا او شہنشاہ مین ہوں جلاجل جادو آپ نے مجھے ناحق مارا میرے سر مین درد ہونے لگا ایسی زور زور جوتیان ماریں کہ بھیجا ہل گیا عمرو مجھکو بیوش کر کے ڈال گیا آپ بھاگ گیا سر سام کو یقین نہ آیا اور لوگوں نے کہا گرم پانی سے اسکا منہ دھلائیے جو رنگ و روغن ہو گا چھوٹ جائیگا آخر سر سام نے گرم پانی سے جلاجل کا منہ دھلا یا جب رنگ و روغن چھوٹا تو صورت اصلی نکل آئی اب سر سام گھبرا یا کہتا ہو یار و غضب ہو عمرو دھوکا دیکر نکل گیا اے جلاجل معاف کرنا مین نے تمہیں جوتیان ماریں یہ سنکر جلاجل نے کہا حضور میرے سر مین شدت سے درد ہو رہا ہوا اب میرے معاف کرنے سے کیا ہوتا ہو سرداروں نے جو یہ معرکہ دیکھا سب کے ہوش اڑ گئے کہتے تھے کہ یہ سخت مصیبت ساحرون پر پڑی حقیقت مین عمرو بلا سے روزگار ہو کیا فقرہ دیکر نکل گیا اسکی جوتگی مانی کرے وہ جوتیان کھائے میان جلاجل کا قول تھا کہ ساربان زادے کو نہ نکلنے دو نگا خوب مزہ اٹھایا سر سام نے کہا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہوں اور یا



طلسم کشا کو قتل کرونگا لشکر کو دیوانہ کرونگا میرے سحر سے ایک بڑی چٹکیا یہ کھلے اڑا قریب  
لشکر طلسم کشا کے ایک نخل تھا اسپر آسکے بیٹھا قصدا سے کار غراب جادو ایک ساحرہ  
اس جنگل میں رہتی ہو وہ اگر یہ شکل زراغ نخل پر بیٹھی کانٹوں کانٹوں کرنے لگی مگر سر سام  
نہایت ہوشیار ہوا نے قریب آکر اشارہ کیا کہ اے غراب جادو میں نے تجھ کو پہچان لیا  
پہاڑ پر چل تو میرے تیرے باتین ہوں غراب و سر سام پہاڑ پر آئے دونوں بصورت  
اصلی بنے غراب کو جو سر سام نے دیکھا ہنس کر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان  
آج تو تم پر خوب جو بن ہو نکھار جو کیا ہو تو کیا کسی اپنے چھوٹے ہوئے معشوق سے ملنے جاتی  
یہ غراب نے اٹھ ہاتھ سے ایک تنہا بچہ مارا کہا اے دیوانے کیا یہ وہ بکتا ہو میں کیا  
تجھ سے کسی بات میں باہر ہوں تو اپنا مطلب بیان کر آخر سر سام و غراب میں راز و نیاز  
ہوے جب دونوں کے نشے اترے تو غراب نے پوچھا کہ اے سر سام اس وقت تم  
کہاں آئے تھے سر سام نے کہا کہ عمر و کو میں نے قید کیا تھا میری قید سے بھاگ آیا  
ہو اسی کی فکر میں آیا ہوں غراب نے کہا تم اپنے باغ میں چلو میں لشکر تباہ کیے دیتی  
ہوں ایک سحر ایسا کروں کہ اگر دس بیس لاکھ ہوں تو دیوانے ہو جائیں سحر کرانے  
لگیں سر سام نے کہا اے غراب یہ لشکر طلسم کشا ہو طلسم کشا صاحب لوح ہو جس وقت  
لوح دیکھے گا اُسے معلوم ہو جائیگا ورنہ میں کسی بات میں رہ جاتا مگر تم کو و کوشش کرو  
میں سمجھ لونگا میرے تمہارے رسم محبت ہو جب طلب کرو گی آؤنگا غراب نے  
بہت سمجھایا مگر سر سام نے نہ مانا کہا صاحب تم سحر کر دو پہاڑ پر دونوں بیٹھے ہوئے باتیں  
کر رہے ہیں مگر زوجہ سر سام زغن جادو بارگاہ میں آئی سرداروں نے سلام  
کیا زغن نے پوچھا کہ صاحب کہاں گئے سب نے کہا عمر و کی فکر میں گئے ہیں عمر و کو  
قید کیا تھا وہ جلاجل کی صورت بن کر نکلا گیا جلاجل کو اسکے شبے میں جو تیان پڑیں  
اسی غصے میں تشریف لے گئے ہیں یقین ہو اُسے لیکر آئیں زغن نے سر پیٹ لیا کہا  
عجب شخص کی تلاش میں گئے ہیں ایسا نہ ہو عمر و میرے شوہر کو مار ڈالے یہ کھلے  
اڑی ہر جگہ دیکھتی چلی کہ آسمان پر سے اُسے دیکھا سر سام ایک جادوگر بنی سے باتیں



کر رہا ہو و مبدوم اسکے بوسے لے رہا ہو وہ بھی رضا مند ہو سینہ کھولے بیٹھی ہو بڑے اختلاط ہو رہے  
 ہیں پیارا خلاص کی باتیں دونوں کر رہے ہیں محبت کا جوش دین و دنیا فراموش ز غن نے جو دیکھا  
 آسمان پر آ کے کڑکی کڑک کر جو گری غراب کے دو کڑے کیے غراب کو مار کر سر سام کے  
 ایک تمانچہ مارا کھا اونا ہنجا رہی تیری کون تھی جس سے یہ حرکتیں کر رہا تھا جھکو شرم نہ آئی اسکے  
 ساتھ ایسی باتیں کر رہا تھا سر سام کو کتا اسکا بہت ناگوار ہوا کھا اوی ز غن تو نے بڑا غضب  
 کیا کہ میری معشوقہ کو مار ڈالا اگر تو اس سے مقابلہ کرتی تو وہ سزا دیتی ز غن نے جھلا کر پھر ہاتھ  
 بڑھایا کہ بال سر سام کے پکڑ لوں سر سام نے کلانی پر ہاتھ ڈال کے ایک تمانچہ مارا کھا اوی  
 فاحشہ جھکو ذلیل کرتی ہو کیا میں تجھ سے کمی کر دوں گا سب طرح موجود ہوں مگر اس زور سے تمانچہ  
 بڑا کہ ز غن لڑکھڑا کر گری پھر اٹھ کر سر سام سے لپٹ گئی خوب آپس میں جوتی پزار ہو نے  
 لگی ز غن نے بال سر کے نوچ ڈالے وار بھی پکڑ کے اٹک گئی سر سام نے چٹیا پکڑ کے کمی تھپے  
 مارے قصائے کار خواجہ عمر و بھاگے ہوئے جو آئے دیکھا کہ پہاڑ پر سر سام و ز غن سے  
 جوتی پزار ہو رہی ہو ایک ساحر کی شکل بن کر سامنے آئے آواز دی ارے تم کون ہو کہ اس  
 مقام پر لڑ رہے ہو یہ مقام عیش گاہ خداوند بقراط ثانی ہو اگر ابھی آجائیں تو کیا ہو سر سام  
 نے کہا یہ میری زوجہ میری معشوقہ کو اسنے مارا میں اسکو مار ڈالوں گا بدلہ لوں گا کہ پھر کہیں ایسی  
 حرکت کوئی نہ کرے یہ سنکر ز غن نے کہا اوی ساحر تم کون ہو جو میان بی بی کے لڑنے میں دخل دے  
 ہو عمر و نے کہا میں کو تو ال خداوند بقراط ہوں جھکو حکم ہو کہ جہان لڑائی ہو انکو گرفتار کرو  
 سر سام نے کہا اوی کو تو ال خداوند اسنے بڑی بدعت کی کہ غراب کو مارا مجھے شاق ہوا یہ  
 مجھے بھیڑتی ہو ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے جادو کرنے کہا کہ میں اپنا حال  
 مفصل بیان کروں میں بیشہ سنبستان میں بیٹھا تھا کہ حکم خداوند آیا کہ اپنے کو جلد پہنچاؤ  
 فلان کوہ پر ہمارے دو بندے لڑ رہے ہیں انہیں جا کر اصلاح کراؤ غراب کی تو موت  
 آئی تھی اس جیلے سے وہ قتل ہوئی ایسا نہ ہو کہ تمہیں سے کسی کی موت آجائے تو باعث  
 خرابی ہو باغ عیش بہار جو ہر اس میں قدرت نے ایک درخت سبب خاص اپنے ہاتھ سے  
 بویا اب اُس میں پھل پیدا ہوئے ہیں قدرت نے حکم دیا ہو کہ جو آدھا پھل کھائے پھل پائے



کہ سو برس عمر کے بڑھ جائیں میں ایک پھل لیتا آیا ہوں ادھا تم دونوں میان بی بی کھاؤ  
 ادھا میں کھاؤں سرسام نے کہا اوجھکا کہ تم تو اس باغ میں جاتے ہو جب جاؤ گے جب  
 پھل لیلو گے ہلکو کہاں میسر ہوگا پورا پھل ہلکو دو جسے جو کہو وہ دینے کو حاضر ہیں زغن نے  
 کڑے ہاتھ سے اتارے کہا اوجھکا کہ جادو تم یہ لیلو سرسام نے بھی جھولی میں ہاتھ  
 ڈالا کچھ اشرفیاء نکالیں زن و شوہر نے قدم پر چھکا کہ کے ڈالیں کہا اوجھکا کہ اسکو  
 خرچ کرو اور پھر آؤ گے تو اور کچھ بھی حاضر کرینگے چھکا کہ نے جو ذرا تال کیا اور یہ کہا کہ نصف  
 میں کھاؤنگا بھیر نصف طاری ہو لہذا طاقت آجائگی زغن نے سب زیور اپنا اتارا اور کہا  
 اوجھکا کہ اب ہمارا غدر قبول کرو اسوقت ہم عاجز ہیں اگر اپنے گھر پر ہوتے تو بہت  
 کچھ دیتے یہاں گھر سے اپنے باہر ہیں جو کہتے ہیں اسکو قبول کرو ہم تمہارا احسان مانیں گے  
 چھکا کہ نے آخر ناچار ہو کر وہ زیور اور اشرفیاء لے لیں سبب نکال کر ویدیا لکر کہا کہ  
 میں اپنے ہاتھ سے کھلاؤنگا ابھی تم دونوں زن و شوہر راضی ہو جاؤ گے اس سبب کے  
 دو ٹکڑے کیے زغن چاہتی ہو کہ ملے تو میں سب کھالوں اور سرسام کو اشتیاق ہو کہ یہ  
 نئی چیز سب میں کھا جاؤں مگر چھکا کہ نے اسکو تراشا ایک ٹکڑا اٹھ میں سرسام کے دیا  
 وہ خوشبو آئی کہ سرسام قدم چومنے لگا دوسرا ٹکڑا زغن کے منہ میں دیا مگر جب کھلایا تو  
 کہا کہ زہر مار ہو سرسام نے کہا اوجھکا کہ یہ کیا کھا چھکا کہ نے کہا اس کے بہت سے معنی  
 ہیں ابھی تم دونوں پر کھلایا دینگے دونوں کو سبب کھلا کر چھکا کہ نے کہا میں تو اب جاتا ہوں  
 اب آپس میں نہ لڑنا ورنہ قدرت کے خلاف ہوگا زن و شوہر اپنے مقام سے اٹھ کتے  
 ہوئے کہ اوجھکا کہ بڑا احسان کیا دو دو قدم چلے تھے کہ زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے عمر و  
 نے اپنے نام کا لغزہ کیا کہ منہ مہر سپر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیار ان عیار عمر و  
 بن امیہ نادر لغزہ عمر و

عمر و ہوں عیار صاحبقران	مرے کرے کا پیتا ہو جہان
تراشندہ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار و خنڈار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم



اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گردیا پوشش کو
دوندہ جہانگر و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

دونوں کے سرکاٹ لیے کپڑے اُتارنے لگے قصائے کار گلنار جاو و اڑتی ہوئی آتی تھی اسنے جو راہ میں آواز سنی کہ کشتی مرا نام من سر سام جاو و وزغن جاو و بود حیران تھی کہ زن و شوہر کو کسے مارا آ کے دیکھا کہ خواجہ دونوں کے کپڑے اُتار رہے ہیں خون وغیرہ پونچھ رہے ہیں زنبیل میں کپڑے رکھ کر فرماتے ہیں کہ بھائیو ان کپڑوں کو دھو ڈالنا اور صبح کو گڈری بازار میں لیجانا گلنار زمین پر آئی کہا خواجہ انکو کیونکر پایا عمر و نے سب حال بیان کیا خواجہ و گلنار پہاڑ سے اُترے نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے تھے ادل پہاڑ پر ہلڑ ہوا شبنم نے خبر دی کہ پہاڑ پر دو جاو و گرارے گئے دیکھیے ہنگامہ ہو رہا ہو یہ سنکر نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے یا دین گلنار زعفران پوش کی پریشان ہو رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے خواجہ و گلنار آتے ہیں نور الدہر نے بڑھ کر خواجہ کو سلام کیا او گلنار کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا حالات پوچھے خواجہ نے سب حال بیان کیا نور الدہر نے کئی کشتیاں جو اہرات کی خواجہ کے سامنے پیش کیں خواجہ نے دعاے جان درازی اب بارگاہ میں آکر بیٹھے گلنار نے کہا اے شہریار اب آگے مقام سخت و صعب ہوا سو اسطے کہ رفرت بلند پرواز جسکا لقب ہو وہ مجھ پر جان دیتا ہو وہ ضرور فکر کرے گا اب جلد کوچ کیجیے کل لشکر ساتھ ہو یقین ہو کہ وہ سحر بھی کرے گا اگر حکم ہو تو جاؤں مگر رفرت اپنے مقام پر بیٹھا ہو قلعے کی آراستگی کر رہا ہو کہ ہر کارے دوڑے ہوئے عرض کی اور رفرت ٹھکو کچھ خبر بھی ہو کہ سر سام مع زوجہ قتل ہو گیا اب طلسم کشا مع لشکر ادھر آتا ہو رفرت نے کہا کیا مجال ہو کہ میری سرحد سے گزر سکے وہ آفت برپا کروں کہ طلسم کشا اپنی جان سے بنیر ہو جائے چاہتا ہو کہ اٹھوں کہ سامنے سے ابر زعفرانی نمایان ہوا ابر نے آکر گرد قلعہ چرخ مارا ابر پھٹا رفرت نے دیکھا کہ ملکہ گلنار زعفران پوش ایک طاؤس زترین بال پر سوار آکر پہونچی رفرت نے جو معشوق کو دیکھا خوش ہو گیا براے تعظیم اٹھا اور یوچھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیا عنایت فرمائی کہ ہم کو سرفراز کیا تھے خیر بھی



سنی کہ تمھارے مان باپ قتل ہو گئے گلنار رونے لگی کہا اور فرقت بین اسید واسطے آئی ہو  
کہ اب میرا کوئی سرپرست نہ باقی رہا خیال میں آیا کہ اپنے وارث کے پاس جاؤن طلسم میں  
ہنگامے پڑے ہوئے ہیں ساحران نامی قتل ہو رہے ہیں میں تمھارے پاس پناہ لینے آئی  
ہوں کہ کیا تدبیر کروں مان باپ بھر کرنے گئے تھے عمر و نے اُنکو مار لیا اب کہہ دے جاؤن سوا  
تمھارے کوئی سرپرست نہ معلوم ہوا لہذا ناچار ہو کر آئی ہوں کہ تم سرپرست ہاتھ رکھو اس وقت  
میں وارثی کروں فرقت نہایت خوش ہوا کہا اے ملکہ عالم طلسم کشا میری سرحد سے نہ گزر سکیگا  
وہ صحرا سے ویران بنایا ہوا ویرانہ صحرا نشین عہد کر کے گیا ہو کہ سب کو جلا دے گا یقین ہے  
کہ آتا ہو گلنار نے کہا اور فرقت اپنی جان بچانے کی تدبیر کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آج  
یہ ذکر تھا کہ چند ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد بدو عا کے عرض کی اوشہنشاہ ساحران  
طلسم کشا با فوج قاہرہ آپہونچا بالائے قلعہ سے دیکھیے لشکر کس زور و شور سے آتا ہو فرقت  
یہ سکر اپنے مقام سے اٹھا کہا اے ملکہ عالم چکر ملاحظہ فرمائیے یہ جی میں کہنے لگی اے گلنار ایسا نہ  
ہو کہ طلسم کشا کو کوئی صدمہ پہونچے مگر دیکھو تو یہ کیا کرتا ہو فرقت بالائے قلعہ آیا نگاہ اٹھا  
دیکھا کہ لشکر نور الدین ہر سانسے صحرائین اتر رہا ہو قلعے سے کوئی دو کوس کا فاصلہ ہو فرقت  
نے دستک دی نور الدین اتر رہے ہیں بارگاہ وغیرہ استاد ہوئی ہو سکندر ثانی بھی تخت  
سے اترے ہیں کہ یکا یک ایک جھونکا ہوا گرم کا چلا ایک دیوار آہن سامنے کھینچ گئی  
نور الدین نے حیران ہو کر سکندر سے کہا کہ اوشہنشاہ اپنے ملاحظہ فرمایا یا تو قلعہ معلوم  
ہوتا تھا یا قلعہ نظرون سے مخفی ہوا یہ دیوار ظاہر ہوئی سکندر نے کہا اب اس وقت تو اتر  
صبح کو تشریف لیجائیے گا اس دیوار کی تدبیر ہو جائیگی یہ نمود ہے بود طلسم ہوا اس صحرا کا حاکم  
ویرانہ صحرا نشین کسی مقام پر ہو گا اور یار فرقت بلند پرواز ہو گا مگر جب  
روح لیکر جائیے گا تب آپ کو حال کھلے گا یہ ذکر تھا کہ درخت خشک ہونے لگے پتے بھی  
درختوں سے گرنے لگے غنچے کھلائے پھول درختوں سے گرے نچوڑے ہی عرس  
میں تمام صحرا نمودار ہوا محشر ہو گیا ہر درخت پر زراغ و زغن غلغلہ کر رہے ہیں کہ اُنکی  
صدائوں سے عبرت ہوتی ہو بونڈے گر د کے پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتے ہیں اور پھر گرتے



ہن ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگیں کچھ لوگ گریبان دریدہ خاک پر سرکنان نوحہ وزاری کرتے پھرتے ہیں ویرانہ دیکھ کر اہل لشکر گھبراہٹ سے لگے مگر سکندر ثانی نے بڑھ کر حکم کیا کہ ایک ہر آسمان پر آیا اس قدر برسا کہ تمام چشے مملو ہو گئے گرد و رختوں کے پانی جوش مار رہا ہو پیسے کوئل آوازین دینے لگے پیسہ بی پی پکار رہا ہو کوئل کی کوک دل کو بر مانی ہو ہر طرف صحرائین عجب رنگ ہوا اُس دیر آنے میں کہیں نخل سرسبز و شاداب کہیں چشے لا جواب گد خواجہ عمرو بیرنگ دیکھ کر لشکر سے نکلے صحرائین جو پہونچے دیکھا صد ہا آہوان صحرائی چار طرف سے دوڑا ہوئے آئے کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ دیکھیں اب کیا انجام ہوتا ہو کہ سکندر ثانی نور الدہر کو لیکر پلٹے بارگاہ بین آکر ٹھہرے مگر سکندر ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ میں صحرائین جاؤں جا کر دیکھوں کہ خواجہ کسان گئے ایسا نہ ہو کہ خواجہ پکڑی اُفتاد پڑے مگر خواجہ اُن آہوون کے بیچ میں کھڑے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بہ قول شاعر بیت برس پندرہ یا کہ سولہ کاسن ہمارا وون کی راتین جوئی کے دن جوڑا بندھا ہوا ایک آہو پر سوار نیر و کمان ہاتھ میں طائر و ہم و خیال کا شکار کھیلتی ہوئی سامنے سے گزری خواجہ عمرو نے جو اُس محبوب پری طلعت کو دیکھا بیت قرار ہوئے پکارنے لگے کہ اے محبوب پر پچھو ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمہارے جمال سے مست فیض ہوں جبین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلے آؤ یہی وہ نہ بکوا ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑے خواجہ دوڑے آگے آگے وہ آہو پر سوار جاتی ہو اور خواجہ چاہتے ہیں کہ اُسکے قریب پہونچوں مگر وہ نازنین اُفتاد تیز جاتی ہو کہ ہوا کی بھی کچھ حقیقت نہیں کہ سامنے دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار تاج سر پہ کج رکھے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا اُس مہ جبین کو پکارا کہ اے غزال صحرائین ذرا ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے آہو روکا وہ تاجدار قریب آیا آکر ہاتھ متھام لیا کہا اے جان عاشقان اس صحرائے ویران میں یوں پھرنا تمہاری لیاقت کے خلاف ہو میں نے باغ جو آراستہ کرایا ہو وہاں تشریف لیچلو بہت راحت حاصل ہوگی وہ نازنین آہو پر سے کود پڑی رکاب پر اُس تاجدار کی ہاتھ ڈال دیا دوڑی ہوئی ساتھ جاتی ہو خواجہ دوڑے کہ دیکھوں یہ کس مقام پر ٹھہرے کہ سامنے ایک باغ دکھائی دیا وہ تاجدار در باغ دیکھ کر کوہ نازنین کا ہاتھ



تھام لیا خواجہ بھی عقب میں چلے آئے ہیں کہ وہ تاجدار اس نازنین کو لیے ہوئے اس باغ  
میں داخل ہوا خواجہ پشت باغ سے گنبد مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہی تاجدار اس نازنین  
کا ہاتھ تھامے ہوئے باغ میں ٹہل رہا ہے پھر تے پھر تے وسط باغ میں آیا چوتھے پر فرش تھا  
اسپر اس مشوق کو لیکر بیٹھا تاجدار دم بدم بوسے لیتا ہوا خواجہ دیکھ دیکھ کر جل رہے ہیں  
جی میں کہتے ہیں اے خواجہ یہ تاجدار اس مہ جبین سے کیا واسطہ رکھتا ہو کہ یہ آپس میں بے  
تکلف ہیں چند کنیزیں چہستان میں ٹہل رہی تھیں ایک کنیز کو خواجہ نے اشارے سے بلایا  
کنیز نے دیکھا خیال کیا کہ یہ بندہ بہ شکل انسان دیوار پر بیٹھا ہوا ہو چکو کیوں بلاتا ہے باغ کا  
مالی ہو غرض یہ سوچ کر قریب دیوار آئی خواجہ نے کہا اے کنیز دیکھو تمہارے پیچھے اور کون  
چلا آتا ہے جیسے کنیز پلٹی خواجہ نے حباب بیہوشی مارا کنیز بیہوش ہو کر گری اُسکو تو فوراً دیوار  
سے کوڑ کر کنارے ڈال دیا آپ اسی کی شکل بن کر جمع میں آئے ٹھٹھتے ہوئے سامنے چوتھے  
کے پہونچے چاہتے ہیں کہ اس تاجدار کو ماروں مگر حوصلہ نہیں پڑتا اور تاجدار اسی طرح  
بیٹھا ہوا بوسہ بازی کر رہا ہوا خواجہ نے بڑھکر بایان کہنیا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگے  
تاجدار نے پوچھا کیوں او گلہ خسار تجھے کچھ گانے میں بھی دخل ہو کہا مان داری سماعت  
فرمائیے شاید آپ کو پسند ہو **نظم**

گر نہیں بعد فنا روشن سر مدفن چراغ میرے گھر میں ہو جو تیرے حسن کا روشن چراغ بعد مردن بھی سبہ بختی نے دکھلایا اثر ٹھٹھے دے لے نہ رہ رکھا کر جبکہ مر جاؤنگا میں ہاے دل سوز و نکلے لجاتے ہیں روغن میں جوا روسے پر نور اسکا جب آیا نظر زیر نقاب یوں دل پر نور میرا ان سبہ زلفون میں رہو تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کچھ کم ہوئی طرفہ و اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم	دل کے داغون سے ہر میری قبر میں روشن چراغ میری قسمت سے بنا ہو صورت رہن چراغ میری تربت پر کوئی کرتا نہیں روشن چراغ ہونگے خوش گھی کے جلائیگی مری دشمن چراغ رات کو تربت پر کرتا ہو مری شیون چراغ ہو گیا عاشق پر روشن ہو تہ و دن چراغ جس طرح کر دے کوئی ظلمات میں روشن چراغ چرخ پر شب کو ہو جب ماہ کا روشن چراغ تیرے آکر اڑاتا ہو وہ تیرا نکلن چراغ
---	--



آئے اور طلوت جو بہر سیر وہ رشک بہار  
رات کو گلزار میں لالے کے ہون روشن چراغ  
خواجہ نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ وہ تاجدار تعریفین کرنے لگا مگر اس نازنین نے ہنسر  
کہا او شہنشاہ اورج عیاری کیا مزے سے گاتے ہو دل کے ٹکڑے کر دیے ہر مقام پر موجود  
رہتے ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند بقراط ثانی بچا دین حقیقت میں تم اپنا مثل نہیں رکھتے  
مگر یہ سرحد رفعت بلند پرواز نہ ہو میان مکر و حیلہ نہ چلے گا خواجہ نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور کہا  
حضور نے کسکو فرمایا میں تو آپ کی نیاز مند ہوں ایسے کلمے میرے واسطے زمیندہ نہیں اس  
نازنین نے کہا بس اب زیادہ باتیں نہ بناؤ ارے کیسے و کشتا اس ساربان زاوے کو لیجا اور  
قید خانے میں قید کر اس تاجدار نے نگلے میں اس نازنین کے ہاتھ ڈال دیے کہا اسو جان جہا  
کیا کہنا خوب اس ظالم کو پہچانا صاحب مجھ کو بالکل خیال نہ تھا اس نازنین نے کہا میں سمجھ  
ہی تھی پہلے یہ صحرائیں کھڑا رہا پھر مجھ کو دیکھا آخر چھپا کیا اپنے کو یہاں پہونچا یا تمکو بھی سمجھا  
ہوں کہ ہوشیار رہنا خواجہ نے چاہا کہ اٹھکر سمجھا گون دیکھا کہ زمین نے پائوں مقام لیے اتو  
بیترا رہو کر رونے لگے اور فرمایا کہ او ملکہ عالم مجھ کو چھوڑ دیجیے ورنہ حضور کو ملال ہو گا میرا  
تو اب یہ قول ہو نظر

<p>جنتی ہو صورت مقرض زبان واعظ پرست آئے ہیں سننے کو بیان واعظ بادہ خوارون کے دکھین دل کہ برامانے کوئی لوکا مہر پہ حقارت سے اگر لیگانام دکشی خوب ہو جی بھر کے جلا میں اسکو دل تمھارے یہ جلاتا ہو بہت مہر پر سنا کرتا ہو مجھے عشق بتان سے ہر روز صورت قبیح عامہ ہو عیب مثل کفن لرم رہتا ہو جو بازارت ترے مستون کا دختر ز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے</p>	<p>تا کہ سمجھے کوئی رندون میں بیان واعظ آج سب خاک میں ملجا نیگی شبان واعظ سینیں مڑ گئی کبھی مہر پر زبان واعظ سینیں رندون سے بچگی کبھی جان واعظ تیرے مستون کو جو ملجائے سکان واعظ پھونک رو بادہ کشو چل کے مکان واعظ میں سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ دیکھے مہر پہ کوئی شوکت و شان واعظ ایک مدت ہوئی ہو بند و کان واعظ قطع ہو جا کے کبیں جسد زبان واعظ</p>
---	---



مذہب بد ہو ریائی ہو عبادت ساری  
 خاک سطوت کو پسند آئے بیان و غلط  
 ہر چند خواجہ نے منت و خوشامدی مگر ایک جشن اٹھی اور اُسے خواجہ کی مشکین بانہ میں  
 خواجہ نے ہر چند فریاد کی مگر اس نازنین نے کچھ جواب با صواب نہ دیا کہا اگو گیسو کشتا اسکو  
 لیا گیسو کشتا نے خواجہ کو گرفتار کر کے سسلسل و مطوق کیا اور لیچلی لاکر ایک مکان میں تیر  
 کیا خواجہ نے کہا اگو گیسو کشتا میں لاکھ روپیہ بھکو دیتا ہوں گیسو کشتا سمجھی کہ اہل تو غلط  
 کہتا ہو لاکھ روپیہ اسکو کہاں ملے اور اگر ہونگے تو کون پوچھیکایہ سوچ کے کہا روپیہ کہاں  
 ہو خواجہ نے زنبیل دکھائی کہ اس میں روپیہ ہو میری تھکڑی کھول دے تو بھکو دکھا دوں گیسو کشتا  
 نے کہا بھکو خواجہ یقین نہیں آتا خواجہ نے کہا اس زنبیل میں بہت کچھ ہو یہ کھلے گھنڈیا  
 کھولیں اور فرمایا کہ اگو گیسو کشتا دیکھ لو روپیہ رکھا ہو گیسو کشتا نے دیکھا جا بجا روپوں کے  
 انبار ہیں نہرا ہا غلامان زرین کمر کنیران حسین و جمیل چہلین کرتی پھرتی ہیں ایک طرف  
 دریاے زخار ناؤ بھرے جہاز چلے آتے ہیں کچھ شہزادیاں نواڑا کھیل رہی ہیں مکان  
 عمدہ عمدہ بنے ہیں ہر مکان میں تاج متعدد رکھے ہیں گیسو کشتا حیران ہو گئی کہنتی تھی کہ او  
 عمر ویہ کیا طلسم دکھایا عمر و نے کہا ملکہ بہ نگاہ غور دیکھیے گیسو کشتا دیکھنے لگی وہ باغات دیکھے  
 کہ ہوش پر اگندہ ہو گئے گلہارے زنگارنگ و شگوفہ ہارے بو قلمون باغبانیاں نہایت  
 حسین و جمیل پھر رہی ہیں روشون کو صاف کرتی پھرتی ہیں اس تماشے کو دیکھکر ایسی حیران  
 ہوئی کہ نصف جسم اپنا زنبیل میں ڈال دیا خواجہ نے چوڑوں میں ہاتھ دیکر گیسو کشتا کو زنبیل  
 میں ڈال دیا جیسے ہی گیسو کشتا زنبیل میں گری کنیزوں نے دوڑ کر کپڑا ایک کھتی ہو کر کپڑے اُتار  
 دوسری نے کہا اسے باورچی خانے میں لیچاؤ دیکھیاں دھویا کیگی گیسو کشتا چاہتی ہو کہ سحر  
 کر کے نکلون مگر سحر فراموش ہو ایک لفظ بھی یاد نہیں آتا حیران ہو کہ یہ کیا ہوا کہ میں بالکل  
 سحر بھول گئی ملکہ کا کل کشتا کے سامنے کیا کیا سحر کرتی تھی آخر ایک رنگن نے آکر لباس اتار  
 دوسری کشتان کشتا کو باورچی خانے میں لائی دیکھا دیکھیں چڑھی ہیں دیکھیاں  
 آگ پر لگی ہیں سیکڑوں کنیزیں کاروبار میں مصروف ہیں ہر ایک کا قول یہ ہو کہ ہم کنیران  
 خواجہ عمر و ہیں ہر چند گیسو کشتا چاہتی ہو کہ سحر کروں مگر سحر باز نہیں آتا آخر ناچار باورچی خانے



مین بیٹھی کنیزوں نے چند دیگیان سامنے رکھ دیں انکو بیٹھا کر مانجنے لگی یہاں خواجہ گیسو کشا کو  
 زنبیل مین ڈال کر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گیسو کشا کی شکل بکر غل مچاتے ہوئے باہر نکلے  
 وہاں اس نازنین نے پوچھا ارے کیا ہلڑ ہو کنیزوں نے عرض کی حضور وہ قید خانے مین گئی  
 تھی وہاں سے سڑن ہو کر نکلی کچھ عجب باتیں کہتی ہو اس تاجدار نے کہا ارے سامنے لاؤ  
 خواجہ غل مچاتے ہوئے سامنے پہونچے اس نازنین نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا خواجہ نے  
 کہا جب مین اسکو قید خانے مین لیکر پہونچی اس وقت چند فرشتے آسمان سے آئے کتے تھے کہ  
 ہکو قدرت نے بھیجا ہی یہ کہرا اسکو چیر بھاڑ کر کھا گئے مین امیدوار ہوں کہ بھکوا اپنے پاس  
 بٹھالیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ فرشتے یہاں چلے آئیں اور بھکوا لیجا مین تو باعث خرابی ہو اس نازنین  
 نے کہا اوسارہ بان زادے کیوں باتیں بناتا ہو مین خیال کر رہی تھی کہ تو نے گیسو کشا کو اپنی  
 زنبیل دکھائی اور پھر اسکو اسی زنبیل مین ڈال لیا میرے ہاتھ سے تو نہ بچکا خواجہ کے سامنے  
 ایک کنیز کھڑی تھی اسکو خنجر مار کر بھاگے وہ نازنین اس تاجدار سے یہ کہرا اٹھی کہ کہاں جا گیا  
 مین اسکو گرفتار کر کے لاتی ہوں خواجہ جنگل مین آئے مگر حیران ایک نخل کے سامنے مین  
 کھڑے مین دل سے کہہ رہے مین کہ بڑی ہوشیار ساحرہ سے مقابلہ پڑا کہ دیکھا اسی نخل سے  
 ایک کنیز نے آواز دی کہ باش اوسارہ بان زادے یہاں آکر چھپا ہو کامل کشا کے سر سے  
 مہلت نہ پائیگا جہاں جا بیگا گرفتار ہو گا یہ سارا مہرا انھیں کے سر سے آراستہ ہو یہ کیسے نخل سے  
 اتر کے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار عاشقانہ بعد ناز واداکا نا شروع کیے نظم

سینہ بنجائے جو داغوں نے گلستان کی طرح  
 بام پر یار جو آیا مہتابان کی طرح  
 اب مکان میری نگاہوں مین ہر نما کی طرح  
 چھپے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح  
 بستر خواب پہ ہوں قالب بیجان کی طرح  
 شل نہ ہو جاے کہ مین بچہ مرجان کی طرح  
 داغ دل جلتے لگے ہر درخشان کی طرح

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح  
 چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شب کو  
 چھوڑ کر بھکوا کیلا وہ گیا غیر کے گھر  
 آد فصل بہاری کی خیر سن سنکر  
 لاغرا ایسا ہوں کہ طاقت نے دیا بھکوا جواب  
 دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفوں مین کرو  
 آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی



دست نازک سے کیا فرج جو اُسے جمکو پاس غیروں کے شب و روز رہا کرتے ہو مدح میں چہرہ روشن کو جو خورشید کہا اُس پر پرو کی جو لیتا ہو بلائیں عاشق + جوش وحشت کا ہوا فصل بہار آپہونچی قصد یہ ہو کہ رہوں جا کے نجف میں سطوت	زخم خنجر کا لگا خط گریبان کی طرح میرے گھر میں کبھی آتے ہو تو مہمان کی طرح اُسے منہ پھیر لیا مرد خشتان کی طرح ہنسکے کہتا ہو کہ بیٹھے رہو انسان کی طرح تنگ لباس سے رہتا ہوں گریبان کی طرح چند دن لکھنؤ میں اور ہوں مہمان کی طرح
---	--

اُس کنیز نے جو یہ اشعار سامنے خواجہ کے پڑھے خواجہ کے ہوش اڑ گئے ولین کہتے ہیں کہ اب بھاگنا کیا ضرور ہو جہان نے چلے اسی کے ساتھ چلو دیکھو تو کیا ہوتا ہو وہ کنیز عمر کو لیکر چلی جب سرحد خلستان میں سے نکلی تو ایک طائر نے آواز دی کہ او گلزار عمر کو تو گرفتار کیا لیکن تابہ باغ نہ پہونچو گی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی اُس کنیز نے پلٹ کر جواب دیا او نگوڑے چپ رہ کیوں چاٹوں چاٹوں کرتا ہوا اب خواجہ اپنے ہوش میں آئے سوچے کہ کہاں اسکے ساتھ جاتے ہو یہ لیجا کر گرفتار کر لگی کا کل کشا زندہ نہ چھوڑے گی یہ سوچ کر کہ ہا تمہارا اور خنجر نکالا کہا اے نازنین وہ سامنے دیکھ نیولہ اور سانپ لڑ رہے ہیں سانپ نے نیولے کو کاٹا مگر نیولہ پتی دافع زہر کھا آیا اب خوب دونوں جنگ کر رہے ہیں جیسے ہی وہ کنیز پلٹی خواجہ نے خنجر مارا آہ کر کے وہ گری خواجہ لباس اتارنے لگے مگر لباس جسم سے نہیں اترتا آخر پھاڑ کر کپڑے اتارے کہ ایک صدا سے مہیب کان میں آئی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری کنیز کو مارا اب تجھ کو زندہ نہ چھوڑو گی دیکھا سامنے سے وہی نازنین آتی ہو خواجہ نے چاہا بھاگون لیکن پاٹوں زمین میں جم گئے قدم نہ اٹھا سکے اُسے قریب آکر کا کل سے ایک بال توڑا یہ شکل زنجیر بنا کر خواجہ کو باندھ لیا اور لیکر چلی کہا اونا عیار ابھی تجھ کو چلکر قتل کرتی ہوں اب تجھ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑو گی یہ کہہ کر خواجہ کو ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور پکار کر آواز دی اے مریخ خنجر زن جلد حاضر ہو کر اسکو قتل کر خواجہ یہ آواز سکر بیقرار ہو گئے دعائیں مانگنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اورب کار ساز تو بڑا غفور و رحیم ہے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ لفظ



سفر طوکن بہ شہر سہراہ طریقت مطیع حکم شو کز بندہ خویش چو مردان کار کن ای صاحب کار صد اکن ای گد اقلقہ بہ جنبان مجر و شو مجر و شو مجر و بزودی ہندیا رخت سفر بند	کہ تا فائز شومی اندر حقیقت نمی خواہد خدا غیر از اطاعت بجان مشغول در زہد و ریاضت کہ بکشاید خدا و ابر احباب کہ تا گردی خلاص از دام آفت اگر دنیا نیست جائے استقامت
---	--

خواجہ دعائین مانگ رہے ہیں مگر اس نازنین نے جو آواز دی کہ ای صریح خیر زن جلد اگر حاضر ہوا سکو اگر قتل کر کہ گوشہ صحرے سے ایک رنگی سیاہ روتیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے حاضر حاضر کنتا ہوا آیا اتے ہی عمرو کو اسکے ہاتھ سے لے لیا کہ ای ملکہ تم تکلیف نہ کرو میں سمجھ لوں گا عمرو کی گردن پر کو لے کا خط کہینیا خنجر لیکر کھڑا ہوا اب عمرو کو یقین ہوا کہ جان نہ بچگی بلکہ کر پکارا اٹھے کہ ای کریم کار ساریہ وقت مدد گاری ہی بخوبی جانتا ہوں کہ بزرگان خاص بھی تیرے اس دنیا سے ناپائدار کو چھوڑ گئے یہی ہمارے واسطے بھی ہونا ہی نظر

زاین دولت رود با تو نہ حشمت ہ اندک انقلاب دور گردون برائے گنج سیم و زر مہر رنج ن فقر و فاقہ و اخلاص ماند ببین از روی صنعت شکل صنایع کے از دوست داران تو ہندی	بجز رنج و پشیمانی و حسرت نماند حسن و خوبی و نہ صورت مکن سعی فراوان بے ضرورت ن جاہ و دولت و ملک و حکومت مصور را بکن حاصل نہ صورت ن باشد ہر بہت ہنگام رخفت
---	---

وہ رنگی خنجر برہنہ سر پر کھڑا ہو مگر انتظار ہو کہ کاکل کشا اشارہ کرے تو خنجر مارون خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرے سے گرد آڑی دیکھا ایک شیر سوار ساحر زبردست ایک نامہ ہاتھ میں لیے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہو کہ ای کاکل کشا خبر دار اگر ایک موئے جسم عمرو کا تم ہو گیا تو حساب دنیا پر کیا دیکھ قدرت نے کیا لکھا ہوا بتو کاکل کشا میرا نہ ہو گئی کہ بڑا ساحر زبردست ہو شیر مہر الی پر سوار ہو کر آیا ہو کیونکر ایسکو تسخیر کیا کہ وہ ساحر قریب اگر



کو دازنگی کو جھڑک دیا کاغذ کا کل کشا کے ہاتھ میں دیا کا کل کشا نے جیسے ہی لفافہ کھولا  
اسمین سے بیہوشی اڑی کا کل کشا کے دماغ میں تاثیر پہنچی اُسے جھپٹ کر لہندہ مارا کہ سر  
ملکہ کا کل کشا کا اڑ گیا زنگی پانی ہو کر بہ گیا شیر سوار نے لغزہ کیا لغزہ قران

جہان سر ہنگ در خنجر گزاری  
منہم مہتر قران شیر ثریا نم

سر یح السیر چون باد بہا رسی  
بہ میدان اثر در آتش فشانم

خواجہ نے قران کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نور نظر خوب وقت پر آئے ورنہ اسے خاتمہ کر دیتا  
اب کوئی صورت بچنے کی نہیں تھی تنے کیونکر دیکھا قران نے کہا میں عرصہ دراز سے  
آپ کے نقاب میں پھرتا تھا اب دیکھا کہ آپ گرفتار ہوئے اور تدریس قتل ہو رہی ہو یہی  
عباسی بن پڑی دوڑ پڑا مگر جیسے ہی کا کل کشا مری لاشہ زمین میں غرق ہو گیا زنگی جو گرا تھا  
سب جسم تو اُسکا پانی ہو کر بہا مگر سر اسرا چھل رہا تھا اڑ کر طرف آسمان کے چلا بال اُسکے  
سر کے مثل پروں کے ہو گئے رفرف جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوتا دیر سے غافل نہیں  
کہ سر سامنے آکر گرا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ اے رفرف جادو میرے مالک کو اگر  
قران نے مارا اب ساربان زادہ اسی محراب میں پھر رہا ہو گلنار زعفران پوش رفرف  
کے پاس موجود تھی کہا اے رفرف دیکھا تنے کہ کیا تیرا عیار ہو کہ کا کل کشا ایسی ساحرہ کو مارا  
رفرف نے کہا اے گلنار میں نے یہ تماشا تجھ کو دکھایا دیکھیے کیا گزرے اب طلسم کشا کا قلعہ  
ہو کہ قلعے میں آئے گلنار نے کہا تمہارے بعد کون ساحر ہو رفرف نے کہا میرے آگے  
فر فر جادو میرا استاد ہو اُسے مجھ سے کہلا بھیجا ہو کہ طلسم کشا نے آنے پائے جطر ح بنے روکنا اب  
میں تدریس کر رہا ہوں گلنار نے کہا میں اب جاتی ہوں پھر تمہاری ملاقات کو اؤنگی تم کو سامی  
و جمشید بچائیں رفرف نے کہا اے ملکہ عالم اب جان پر بنی ہو آج کی شب رہ جاؤ شب کو جاوے  
آراستہ ہو تم پہلو میں رہو تو دل کو تسکین ہو مدین تمہارے اشتیاق میں گزریں آج کے  
روز یہ اتفاق ہوا کہ تم آگئیں اب تمہارا جانا نہیں گوارا ہو چاہتا ہوں کہ ایک شب تو  
آرام اٹھاؤں گلنار نے کہا اے رفرف اب زمانہ اختتام کا ہو فکر جان کی چاہیے ہو میں  
جا کر طلسم کشا کو برباد کروں ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہو جائے رفرف نے کہا میری



زندگی میں کیا مجال ہو کہ طلسم کشا قلعے میں آسکے یہ کہنے آواز دی اور ہوشنگ مرور خواہ طلسم کشا کو  
جا کر دو کو ایک صاحبویب و فتح پہلو سے قمر سے آیا سلام کر کے برائے انتظام چلا لیکن حیران ہی  
کہ کیا تدبیر کروان اُٹرا ہوا جاتا تھا ایک محراب میں دیکھا ایک پہلوان ہو اکھاڑا کھدا ہوا ہوشنگا گردونکو  
زور دلا رہا ہو کئی سو پہلوان گرد و فوج بے حساب اُتری ہوئی ہو ہوشنگ اُترا اس پہلوان سے  
ملاقات کر کے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے پہلوان نے کہا مضبوط آدم و درمیرا نام ہو اسی  
محراب میں رہتا ہوں جسکے مقابلے میں گیا چیر بھاڑ کر کھا گیا میرے ہاتھ سے کوئی بچتا نہیں یسکر  
ہوشنگ نے کہا برائے مقابلہ طلسم کشا جاؤ انکو گرفتار کر لاؤ مضبوط نے کہا میں اگر جاؤنگا  
تو چیر بھاڑ کر کھا جاؤنگا میرے ہاتھ سے زندہ بچنا دشوار ہے اسی وقت مضبوط سوار ہوا سب  
پہلوانوں کو ساتھ لیا برائے مقابلہ طلسم کشا چلا مگر گلنار رفرقت سے رخصت ہوئی قریب  
طلسم کشا آئی کہا اوشہرہ ہوشنگ مرور خواہ حضور کی فکر میں چلا ہو جہانتک بن پڑے اسکی  
فکر کیجیے نور الدین نے کہا انشاء اللہ بعد ادا سے نماز ظہر میں لوح دیکھو نگا جو حکم دے وہ بجالاؤ  
گلنار خاموش ہو رہی کہ آواز زندگ کی بلند ہوئی نور الدین نے دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری  
خواجہ عمر و نامدار سامنے آئے احوال قتل کا کل کشا بیان کیا اور کہا کہ او فرزند میں پہاڑ پر بیٹھا  
تھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال تمھارے مقابلہ  
میں آتا ہو پڑا اسکو اپنی جرات کا دعویٰ ہو کئی سو پہلوان اس کے ساتھ ہیں میں دیکھ کر بھاگا جا کے  
فرزند کو خبر کروں نور الدین نے کہا میں ہوشیار ہوں یہ ذکر تھا کہ محراب سے گرد اُڑی دیکھا مضبوط  
گنبد سے پر سوار تین سو پہلوان ساتھ چار جانب سے گھیرے ہوئے بلبلاتا ہوا آیا مقابلہ  
نور الدین اُترا ساتھ والوں سے کہا میرا ارادہ ہو کہ میں جا کر دربار طلسم کشا کو دیکھوں  
معلوم ہو کہ کیسے پہلوان اس کے دربار میں ہیں ایک دو کو لیتا بھی آؤنگا شاید بھاگ جا  
اگر اکی موت ہو تو مجبوری سب نے کہا حضور آپ کا جانا بہتر نہیں ہم لوگوں کو حکم ہو جسکو آپ  
فرمائیے وہ جائے جیسا فرمائیے ویسی جا کر بعثت کرے مضبوط نے کہا میرے جانے سے  
طلسم کشا ڈر جائیگا یقین ہو کہ پلٹ جائے تم لوگوں کے جانے سے نہ مانیکا میرا گنبد اتیا کر و  
اسی وقت گنبد اتیا کر آیا پشت پر گنبد سے کی سوار ہوا ایک تلوار کمر میں دوسری کا نڈھے پر



بل کرتا ہوا جاتا ہی پہلوانوں نے چاہا ساتھ میں اسے سب کو جھڑک دیا کہا میرے ساتھ نہ آؤ  
 میں یکہ و تنہا جاؤنگا قضاے کار طہماس بن عقیل دیو پرور کنارے پر لشکر کے انتظام  
 کر رہے ہیں دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی پکار کر کہا اے پہلوان ادب سے آئیں جانتا کہ یہ لشکر  
 طلسم کشا کا ہو نتیجہ ایسے بہت سے آئے اور مارے گئے کیوں اس قدر گھٹ کر رہا ہو گیتھڑے کو  
 اڑاتا ہوا آتا ہی میرا آقاے نادر دیو بندو دیو کش ہو مضبوطی نے قریب آکر کہا سامنے سے  
 ہٹ جا طہماس نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور شرفا سے یوں بات کرتا ہو بات  
 کرنا تو سیکھ ہو معلوم ہوتا ہو کہ تجھ کو قضا لیکر آئی ہو یہ کہہ طہماس نے سا طور اٹھایا مضبوطی  
 نے دیکھا کہ سترہ سو من کا سا طور اگر یہ پڑ پکا تو کیا حال ہو گا سا طور کو دیکھ کر گھبرا یا چلا گیتھڑے کو  
 پھیر دین طہماس نے لکارا کہ او بھگورے کہاں بھاگا جاتا ہو مضبوطی نے پلٹ کر ہاتھ  
 تلوار کا مارا طہماس نے سا طور پر روکا تیغ ٹوٹ گیا قبضہ جو ہاتھ میں باقی رہا وہ اسے کھینچ مارا  
 جیسے ہی قبضہ مارا طہماس نے خالی دیا قبضے کا خالی بنا کر مضبوطی گھبرا گیا طہماس نے  
 سا طور مارا لنگر سا طور کا دیکھ کر سوچا کہ اگر یہ پڑ پکا تو دو ہی ٹکڑے ہو گئے گیتھڑے سے کو دیر  
 سا طور گیتھڑے پر پڑا گیتھڑے کے دو ٹکڑے ہوئے طہماس نے جو دیکھا کہ گیتھڑا مضبوطی  
 کا مارا گیا اور یہ مغرور بچا لکارا کہ ایک ضرب لیتا جا گے مضبوطی نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا  
 جاتا ہو لشکر میں اس کے پہلوان کھڑے تھے انھوں نے دیکھا کہ مضبوطی بھاگا ہوا آتا ہی آگے  
 بڑھ کر پوچھا کہ اے پہلوان دوران و او گر شاہ سپ جہان آپ کیوں بھاگ آئے مضبوطی نے  
 کہا لشکر طلسم کشا کا نگہبان ایک دیو ہو اسے میرا گیتھڑا مار ڈالا مجھ کو بھی مناسب معلوم ہوا  
 کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں چلا آیا میدان میں سمجھ لونگا اور طلسم کشا پر بہت طعن و تشنیع کر رہا  
 کہ کیا سمجھ کے ہم لوگوں کے مقابلے میں آئے ہو دیو کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو یقین ہو  
 شرا جائے لگے میں اسکو گھیر گھا کر مار لونگا میرے ہاتھ سے کبھی کوئی بچا نہیں جس سے مقابلہ  
 کیا اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا آج یہ جوان بچا میں سوچا کہ دیو کو میدان میں مار دینگا یہ کہتا ہوا وطن  
 بارگاہ کے چلا ساتھ والے کتے ہیں کہ ہمارے آقا کیا کہتے ہیں یہ مسلمان دیو کو ساتھ نہیں  
 رکھتے خبر مشہور ہو کہ صاحبقران اٹھارہ برس پر وہ قاف میں رہے کیسے کیسے دیو مارے



مگر کسی دیو کو ساتھ نہیں لیا یہ انھیں کا پوتا جو یہ بھلا کب دیو کو ساتھ رکھیکھا مگر بہار سے آقا کیا کہتے  
 ہیں کہ دیو کو دیکھا اور اس سے مقابلہ بھی کیا مگر مضبوط آکر بیٹھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی  
 پر فوراً چوب پڑی ہر کارون نے نور الدین کو خبر دی طہماس کا حال سنکر نور الدین ہر سکرانے  
 اور خود بھی طبل جنگی کو حکم دیا تیاریاں ہونے لگیں لشکریوں میں طبل جنگی بج رہے ہیں سلاح  
 درست ہو رہے ہیں چار پہر رات اسی تیاری میں گزری کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور نور  
 الدین ہر سوار ہوئے اور ہر سے مضبوط گینڈے پر سوار ہوئے اور رہیں بلبلاتا ہوا میدان  
 میں آیا دیکھا کہ وہی جوان سا طور کا ندھے پر رکھے ہوئے آگے لشکر طلسم کشا کے جموں رہا  
 ہو صورت طہماس کی دیکھ کر ڈراؤ اسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل مرکب باد رفتار  
 پر سوار سب سردار گھیرے ہوئے آیا لوگوں نے پوچھا یہ جوان کون ہوا اسکے سرداروں نے کہا  
 یہی طلسم کشا ہیں نیر کو صاحب جفران نور الدین بن بدیع الزمان ایک پہلوان کو مضبوط  
 نے اشارہ کیا کہ میدان میں جا کر طلسم کشا کو للکارا اگر وہ تیرے مقابلے میں آئیگا تو میں اسکو  
 دیکھونگا کہ کیا طریقہ جنگ ہو مدقوق کر گدن سوار مضبوط کا بھائی گینڈا چمکا کر میدان  
 میں آیا دیر تک نیزہ بلایا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرے مقابلے میں آؤ میں تمہارا بڑا  
 مشتاق ہوں نور الدین نے مرکب طلسمی اڑایا گھوڑا آہو چشم شیر خشم کوہ سرین کوہ کفل  
 گلے میں سونے کی پیکل دم سے چنور کرتا ہوا طرار سے بھرتا ہوا میدان میں آیا نور الدین  
 نے چمکار کر روکا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ زمین ہلگئی مدقوق چاہ چشم شاہراہ کا دیکھ کر  
 جھٹک جھٹک کے سلام کرنے لگا کتنا خفا کہ اے طلسم کشا اگر میرے ساتھ چلو تو میں اپنے  
 بھائی صاحب سے صفائی کراؤں بہت رحم دل ہیں فوراً مہربان ہو گئے اپنے لشکر کا ٹکڑا  
 سپہ سالار کر نیگے نور الدین نے کہا او بیوقوف کیا یہودہ بکتا ہو کچھ جرات دکھایہ میدان  
 کارزار ہو زبان تیغ سے جواب دے یہ سنکر مدقوق نے نیزہ مارا نور الدین نے نیزہ اسکا  
 ہوائی کیا اسنے گرز مارا نور الدین نے تلوار سے قلم کیا گرز کا کٹنا کہ مدقوق گھبرا یا چاہا کہ  
 سامنے سے چلا جاؤں مگر تیغ طلسمی نیام انتقام سے کھنچا خبردار خبردار کہے ایک ہاتھ مارا  
 تیغ برق مثال جو چمکا مدقوق کی آنکھ میں اندھیرا اگیا چاہا کہ بھاگوں مگر شیر کے پنجے سے



روباہ کا بچا دشوار تھا چپک کے تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری برق جہندہ تھی کرت  
گیتڑے چار ٹکڑے کیے مدقوق کا مارے جانا کہ بڑے بڑے پہلوان تھے ان تھے ایک ایک  
کا قول تھا کہ وہ پہلوان آج مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا ہر چند پہلوانوں نے کہا مگر مصدوق نے  
کہا کہ طبل باز گشت بجو اور فوراً طبل باز گشت بجوا کر لیٹ گیا بارگاہ میں آکر اکیلا بیٹھا حکم دیا  
نوی ہمارے سامنے نہ آئے مگر عیار اسکا شہرت جہان پہنچا رہے جو خبر سنی کہ آقا کیلے بیٹھے  
ہیں پردہ اٹھا کر سامنے آیا جھجک کر سلام کیا کہا اے پہلوان دوران وایو گر شاہ سپ جہان بین  
آپ کو بہت پریشان پاتا ہوں امیدوار ہوں کہ صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ غلام اسکا  
انتظام کرے مصدوق نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اے شہرت کیا بیان کروں بھائی  
صاحب کے مارے جانے سے دل کانپ گیا ایسے زور شور سے طلسم کشا نے اسے مارا کہ دل  
خائف ہو گیا اگر ہو سکے تو عیاری سے گرفتار کر لائے اور دوسرا جو وہ دیو بچہ ہوا اسکو بھی گرفتار  
کر لائیں ان دونوں کو قتل کر لیں تو پھر کسی سے خوف نہیں سارے لشکر کو تباہ کر دینا  
شہرت نے کہا غلام ابھی جا کر لاتا ہو غرض صورت بد لکر چلا لشکر نور الدہر میں آیا بارگاہ کا  
حال دریافت کیا طرف بارگاہ نور الدہر کے چلا دیکھا بارگاہ استاد ہوا ایک گوتے میں آکر بیٹھا  
نقب کھودتا ہوا چلا پھر رات رہے آکر بارگاہ میں پہنچا سبز کا لکڑی کا شمع ہاے موسیٰ اور  
کا فوری روشن ہیں عطر کے شیشوں کے شمع کھلے ہوئے ایک جانب تلخے چھپر کھٹ بچھا ہوا  
اسپر شامیرا وہ سورہا ہو شہرت نے اول شمع ہاے کا فوری و موسیٰ گل کین و شمع روشن رہے  
دین کہ ایسا نہ ہوا اندھیرے میں کسی طرف پر پائوں پڑے تو کم طرف کھلاؤں یہ انتظام کر کے  
قریب چھپر کھٹ کے آیا بیہوشی نکالی کپچے میں رکھ کر برابر دماغ کے لگا دی شامیرا وہ چھینک مار کر  
بیہوش ہوا شہرت نے پشتارہ باندھا ووش پر لکایا نقب میں پھانڈ پڑا اسی طرح راہ طکر کے  
نقب سے نکلا خواجہ ایک دوکان پر شہرے بنے ہوئے سورہے تھے آنکھ جو کھلی دیکھا  
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہوا لکار کر آواز دی او جانے والے کہاں جاتا ہی میر طلالہ کو آواز  
دی کہ اے میر طلالہ دیکھو یہ شخص پشتارہ بدوش جلتا ہی دیکھ لینا کہ پشتارے میں کیا ہو خواجہ  
نے یہ آواز جو دی صدر ان ماہ منظر کو طلائے پر تھا آواز خواجہ کی سکر دوڑا جا کر دیکھا



حقیقت میں ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہوا لکھاراکہ او جانے والے ٹھہر جائے شہرت نے  
 جھپٹ کر نخل کی آڑ پکڑی پشتارہ گوشے میں رکھ دیا آپ خالی ہاتھ سانسے آیا کہ یاد میں راہ گیر ہوں  
 آپ لوگوں نے ناحق گھیرا چادرہ کا ندھے پر رکھا تھا اسکو آپ پشتارہ سمجھے اب لوگ حیران  
 ہوئے کہ حقیقت میں یہ تو خالی ہاتھ ہو کہ خواجہ بھی اگر پہونچے دیکھا ایک عیار کہ سوار گھیرے  
 ہوئے ہیں مگر پشتارہ نہیں ہو خواجہ نے فرمایا یا رسول اللہ جاؤ مجھے اس سے بات کرنے دو  
 سوار ہٹے خواجہ قریب آئے فرمایا منتر صاحب تمہارا کیا نام ہو عیار نے کہا شہرت جہان کیا  
 میرا نام ہو مضبوط کا عیار ہوں براے خبر لشکر آیا تھا آپ لوگوں نے ناحق گھیرا خواجہ دعویٰ  
 میں آگئے فرمایا اسکو جانے دو سوار الگ ہوئے شہرت پلٹا گوشے میں آکر پشتارہ اٹھایا  
 نشانہ کی آڑ پکڑتا ہوا چلا خواجہ پلٹے کہ جا کر سورہوں کہ چند خدمتگار روتے ہوئے آئے  
 عرض کی کہ آقا کو کوئی چڑا لیا خواجہ یہ سنکر جھپٹے دور سے دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ بدوش جاتا  
 ہو خواجہ نے لکھاراکہ وہ نکل گیا خواجہ صورت بد لکر بارگاہ میں پہونچے دیکھا مضبوط نے  
 نور الدہر کو سلسل کر کے ہوشیار کیا نور الدہر ہل کر کے اٹھے مثل اہل اسلام کے سلام کیا  
 مضبوط نے جھٹلا کر کہا اے طلسم کشا کیا دعویٰ ہو کہ اب بھی ہل کرتے ہو نور الدہر نے جواب دیا  
 کہ اومکار عیار کے بعد سے پر یہ غرہ جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے ما بزرگ است فردوس  
 نمی پیچم ز شمشیر حبیب با ہر چہ آید بر سر من یا نصیب مضبوط نے جھٹلا کر کہا جلاؤ جلاؤ جلاؤ  
 آکر کوئلے کا خط کھینچا خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ اوشہر پار حکم اول ہو سمجھ بوجھ کے دیجئے گا  
 یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہوا اسکے خون کے دعویٰ بہت ہیں چہار طرف سے بلوہ کرینگے  
 باپ اس جوان کا شاناہرادہ بدیع الزمان سرفتنہ ملک سنجان جسے گنجاب کو شکست دی  
 مدد یا جوان اسکے سردار آئین گے کس کسکو جواب دیجیے گا مضبوط نے کہا میں سمجھ لوں گا  
 تو سرکاٹے جلاؤ تیغہ کھینچ کر قریب سر نور الدہر آیا نور الدہر نے دست و عابد راہ قانی  
 الحاجات بلند کیے پکار اٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اورب کار ساز بندہ نواز اے کریم و نہیم  
 فضل کریم اپنا شریک کر لے

ز بختہ دل و جان آتش غیر حق بدتر آتش	ز لوح خاطر خود حریت ما سوا بہ خراش
-------------------------------------	------------------------------------



<p>زوال دولت اہل کرم بھی خواہد          اگرچہ ہر نشانہ ز او جگر و دل سوز          بہ بزم و ہر شود تازہ ہر زمان اجلاس          بر اسے نشو و نماے چمن بہر موسم          بہ غیر ذکر انہی اگر شو و گویا          نگوئی کن کہ بیانی جز اسے نیکی نیک          بجوش غصہ مشو ہچو برق در تب و تاب          ز انقلاب زمانہ مدار و دل رنج</p>	<p>گروہ اہل حسد تیرہ یا طن و او باش          کند غبار حسد کور ویدہ خفاش          ہمیشہ مسند تازہ بگستر و فداش          بہ باغ و ہر کند باغبان تراش و خراش          یکام حضرت الشان زبان ز بودی کاش          مکن بدی کہ بدی را بدی بود پاداش          ز حلم آب بر آتش چو ابر نیسان پاش          بحال خویش بہر حال ہند یا خوش باش</p>
--	---

کہ جلا دے چاہا خجرا مارون خواجہ کوتاب نہ باقی رہی گوشتے سے آکر پھر مارا کہ سر جلا دکا اڑ گیا وہ مارا کا ہڈی ہوا مضبوط نے دیکھا کہ لاشہ جلا و تڑپ رہا ہو گئے نگار بیٹھا ہو جلا کر کہا کہ یہ جلا دے دیوانہ تھا کہ خجرا پھر اگر اپنے سر پر مار لیا دوسرا جلا دلا و جمع سے جلا دے نکلا خجرا چمکاتا ہوا قریب آیا کہنا و شاہ جسکا حکم دیکھے سر کاٹ لون شہرت بھی دیکھ رہا ہو کہ خواجہ بڑھکر نور الدہر کے قریب آئے اشارہ کیا کہ سب عمل کر بیٹھو میں خجرا مارتا ہوں شہرت نے کہا ارے یہ جلا دے کیسے چکے چکے باتیں کر رہا ہو شہرت کے ایک شاگرد نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون خواجہ نے اسکو خجرا مارا وہ عیار جو گرا ہڈی ہو گیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلاے روزگار ہی عمر و نے جلدی بن متھکری نور الدہر کی کافی نور الدہر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اپنے مقام سے اُسے ایک پہلوں قریب تھا اُس سے تلواری چھین لی لڑنے لگے ملو غار سے کہ لوح طلسمی گلے میں ہو خوشنگ کر فرات سے وعدہ کر کے چلا تھا اس پہلو ان کو پھینک کر آپ بھی آیا دیکھا تلواری چل رہی چوب بہت گھبرا یا ایک دستک دی کہ پہلو سے بارگاہ سے ایک سرچھین بانا زو کر شمس یہ اشعار عارفانہ گاتی ہوئی آتی نظر

<p>حشر کو بھی دیکھنے کا اسکے ارمان رہ گیا          بندگی حق میں بھی بھولا نہ میں یا و منم          جوش و ہشت میں بیابان کو گیا مانند روح</p>	<p>دن ہوا پر آفتاب آنکھوں نے پہنان رہ گیا          تو بے ہو کی ولیکن داغ و امان رہ گیا          جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا</p>
--	--



اوی صبا جا دے چین مین تو تو کو کیو بار سے  
حسن مین بھی عزت و دولت خدا کے ہاتھ ہی  
کر کے آرائش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل  
راہ وحشت مین نہیں اندیشہ پست و بلند  
جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز  
کیونچہ تلو اور قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل  
کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کروں  
شام ہجران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل

باغ مین جا کر تو اوس و خرامان رہ گیا  
گل کو پیرا مین ملا تو شعلہ سریان رہ گیا  
بند آنکھ مین ہو گئیں آنکھیں حیران رہ گیا  
گر کے کب یوسف میان چاہ کنگان رہ گیا  
مرگ صاحب خانہ ہو فاقہ جو مہمان رہ گیا  
شکر ہو گردن تک آئے آئے احسان رہ گیا  
روشنی جاتی رہی سر و چہرہ اغان رہ گیا  
سانپ کو گچا پر آتش گنج پنهان رہ گیا

اُس نازنین نے یہ اشعار و سطرچ سے گائے کہ نور الدہر ہڑتے لڑتے متوجہ ہوئے ہاتھ  
روکا و ار پڑنے لگے خواجہ نے دیکھا یہ کیا معرکہ ہوا پکار کر آواز دی اوی فرزند لوح و یکھو  
ہوشنگ برابر سحر کر رہا ہوا خراپے کو ظاہر کیا قریب مضبوط کے پہونچا کہا اوی پہلو ان تجھ کو  
جرات پر بڑا ناز تھا مگر تجھے کچھ نہ ہو سکا اب ایسے مین طلسم کشاڑ کا ہوا پشت سے جا کر مارے  
یہ سنتا تھا کہ مضبوط جھومتا ہوا چلا چا ہوا پشت پر سے آکر ہاتھ ماروں نور الدہر نے لوح  
کو دیکھا فوشنتہ پایا کہ یہ سحر ہوشنگ ہوا اسم حاشیہ لوح و روزبان کرو نور الدہر نے اسم لوح  
کو پڑھا ہوا کہ مضبوط نے آکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا یکایک جھٹانے کی  
صداب بلند ہوئی مضبوط نے چاہا پلٹ جاؤں مگر سامنے سے ملک الموت کے زندہ پلٹنا  
دشوار تھا نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا مضبوط نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے  
سپر کو کاٹا خود سے مضبوط کے گرا مضبوط نے خود کا بھی خیال نہ کیا ننگے سر بھاگا اوی  
پہلو ان بیچ مین آگئے اُننے تلوار چلنے لگی ہوشنگ نے دور سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا  
معرکہ ہوا کہ سحر کی تاثیر مٹی و بارہ سحر کیا کہی نازنینان سے چین گاتی ہوئیں سامنے آئیں مگر اسم  
جو و روزبان ہوا اسکی برکت سے قریب نہا سکین ناچار ہو کر پلٹ گئیں کہا اوی ہوشنگ  
ہمارا فقرہ نہیں چلتا طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہوا اسم خدا سے ناویدہ و روزبان ہو سحر تاثیر  
نہیں کرتا مگر خواجہ نے ہوشنگ کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا بہ شکل خدا نگار ہوشنگ کے



پاس آئے کہا اے افسر سا حراں کیا خوب سحر کر رہے ہو اگر مجھ کو حکم ہو تو میں جا کے گرفتار کروں یہ  
 شکر ہوشنگ نے کہا تو کیونکر گرفتار کریگا خد متکار نے کہا کیجیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشاکش  
 رنگ سے کھڑا ہوا ہے ہاں کرکند مار و گالہ ملاحظہ کریجیے ہوشنگ پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاتھ کند  
 گلے میں ڈال دیے ہوشنگ پلٹا حساب بہوشی مار دیا ہوشنگ بہوش ہو کر خواجہ  
 نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اسکا کہ نور الدین نے سب کو تلوار کے نیچے رکھ لیا  
 ہزار ہا کافر مارے گئے طہماس نے جو خبر سنی کہ آقاہاں گھرے ہوئے ہیں طہماس نور  
 سوار ہوا سو وقت آ کے پہونچا کہ مضبوط بھاگ چکا تھا نور الدین نے لڑائی فتح کی عمرو  
 نے خوب حقہ ہائے آتش بازی اڑے مرنے سے ہوشنگ کے لوگوں کے جی چھوٹ گئے  
 آپس میں کہتے تھے کہ بڑا مددگار مارا گیا اگر ہوشنگ زندہ رہتا تو طلسم کشاکش کو گرفتار کر دیتا  
 حقیقت میں اُسے کیا کیا سحر کیے مگر عمرو ایسا عیار موجود تھا وہ ہر مرتبہ طلسم کشاکش کو ہوشیار کرتا تھا  
 شہرت نے بھی صلاح دی کہ حضور اس وقت تل چلیے پھر میں وعدہ کرتا ہوں کہ ساربان نہ مارا  
 کو پکڑ لاؤنگا اور طلسم کشاکش کو گرفتار ہونا کوئی بات نہیں ہے جب قصد کرونگا پکڑ لاؤنگا لیکن  
 ساربان زادے سے جان بچانا دشوار ہے تدبیر میں نے کی ہے ضرور نور الدین کو گرفتار کرونگا  
 کیا میرے ہاتھ سے بچ سکیگا مگر سو وقت لڑائی بگڑ گئی ہو قصہ حاضر کا مناسبہ میں ہی  
 ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی چشم زخم پہونچے تو غضب ہو جائے ہمارا بھروسہ آپ ہی سے ہے  
 آپ سر پر ہاتھ رکھتے رہیں میں سب تدبیر میں کرونگا مضبوطی سے یہ باتیں سنکر فرار پر قرار  
 کیا دس کوس پر آکر ٹھہرا وہاں بارگاہ ارتاد کرانی ہر چند کہ بارگاہ میں ٹھین مگر ایک بارگاہ  
 کہ نہ کینچ کھانچ کر لیگیا ہو مگر جب شہرت بھاگنے لگا تو عمرو کا سامنا ہوا عمرو نے لکڑا شہرت  
 نے کہا اے ساربان زادے یہ وقت تو ہمارا ہی شکست کا ہے جہاں جا کر اتر دو تو حاضر رہا کر تجھ کو  
 گرفتار کر لیگا خواجہ نے کہا اے شہرت سربارگاہ تمہارے کپڑے اتر دالوں اور جوتیاں  
 ماروں اور ایسا ذلیل کروں کہ اگر غیرت دار ہو تو پھر نہ ٹھہر دیکھاؤ اور بے غیرت کی بلا دور  
 ہو آج بھی سرور بار دیکھو تمہارے کیسا چوہ نہ لگایا خیر اب تو بھاگ جاؤ میں آ کے تم سے ضرور  
 سمجھو لگا شہرت تو بھاگ کر نہ لگا گیا دس کوس پر جا کر اتر پانچ سو شاگرد اسکے موجود ہیں



اٹگو بلایا اور کہا کہ یار و وقت مشقت پر کنارے پر لشکر کے انتہام کرو کہ کوئی خیر نہ آنے پائے کیونکہ  
 ساربان زادے نے اقرار کیا ہوتا گردون نے کہا ہم چار جانب سے لشکر کو گھیرے لیتے ہیں  
 دن رات برابر چوکی پہرہ دینگے آپ خاطر جمع رکھیے پانچ سو شاگردون نے لشکر کو گھیر لیا اپنے  
 بیگانے کو آنے نہیں دیتے جو آتا ہو مرین سے پکار دیتے ہیں کہ بھائی اس طرف نہ آؤ یہ خبر خواجہ  
 نے سنی کہ یہ انتظام ہوا ہوا پانچ سو شاگرد و لشکر کو گھیرے ہوئے حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہیں  
 یہ لشکر طرف لشکر دشمن کے چلے راہ میں شہر رنگ سے ملاقات ہوئی شہر رنگ نے کہا قبلہ و  
 کعبہ میں بھی چلوں خواجہ نے کہا بیٹا انتہا کی روک ٹوک ہو پانچ سو پیکر بچے لشکر کو گھیرے ہوئے  
 ہو کسی کے آنیکا حکم نہیں پس تم چلکے کیا کرو گے میں بھی نہ جاسکو نکاح خواجہ یہ باتیں کر کے یکرو  
 تنہا چلے دور سے دیکھا کہ عیاران کفار حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہیں انتہا کا انتظام ہوا تو  
 خواجہ بہت پریشان ہوئے مگر پھر سوچے کہ جانا ضرور ہو کنارے آکر رنگ و روغن عیاری  
 کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنے اور اسی طرف چلے شاگردون نے ہر مکر و کا اور پکار کر کہا میان  
 ساحر صاحب ادھر نہ آؤ سا جرنے کہا ہم کو جانتے ہو کہ ہم کون ہیں مسلمان کش ہمارا نام ہو ذرا اپنے  
 استاد کو بلاؤ تو میں عمر و کو گرفتار کر لاؤں شاگردون نے جو یہ حال سنا خوش ہو گئے دور سے  
 ہوئے پاس شہرت کے آئے کہا استاد چلیے ایک ساحر کہ نہ رہنے والا غار افراسیاب کا  
 بہ حکم خداوند آپ کی مدد کو آیا ہوا آپ چلیے تو عمر و کو گرفتار کر لائے یہ سنکر شہرت خوش ہو گیا اور  
 خوشی خوشی آیا آ کے دیکھا کہ میان ساحر صاحب ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہیں اور سحر پڑھ رہے ہیں  
 کلاو بجیر و ن نار سنگھ لونچا چاری گوگل داس مرچیا جن پکے پل والا پیل کے پیڑ والا سنوت سنگھ  
 مہار کوئل داس سیتاستی گوراپاربتی دریا سنگھ جباب خان گوراکا لاسا نولانیلا پیل بھوت  
 پلید پکڑے جانے والے کی عید خبردار نہ چھوڑو دشمن کو گردن پکڑ کے لائیو اب دھوکا نہ کھا بجو  
 جہان پر ہو دھونڈھ کے لائیو طیفے زمین کے ہلائیو شہرت نے جو دور سے دیکھا کہ ساحر بیٹھا  
 ہوا بلبلار ہا ہو چھٹ کر قریب پہنچا جا کر سلام کیا ساحر نے گلے سے لگایا کہا اے فرزند میں غار  
 افراسیاب میں بیٹھا عبادت کر رہا تھا پونے دو سو خداوند جمع تھے سب کو سجدہ کر رہا تھا مگر  
 جسوقت خداوند آفر اطا کا نام لیا وہ سانسے پیدا ہوئے مجھے کہا اے سر رنگ سر رنگان واد



سرکوب مسلمانان کتبک عبادت کرو گے تمھاری عبادت قبول ہوئی فلاں صحرا میں جاؤ اور  
 ہمارا بندہ خاص شہرت جہان پیا عمرو کے ہاتھ سے جیران ہو رہا ہو عمرو کو گرفتار کر کے اس کے  
 حوالے کرو و خبردار تامل نہ کرنا لہذا میں تین منٹ میں یہاں آیا ہوں کجا سرحد ترکستان کجا  
 یہ مقام ہندوستان مگر خداوند بقراط کا کہنا بدل و جان قبول کیا ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت  
 چھوٹے تھے مگر تقدیرین رگ و پئی میں بھری تھیں اس کھیل میں بھی قدرت نہائی تھی ہم لوگ  
 ساتھ کھیلتے تھے ایک دن قدرت نے کھیلتے کھیلتے مجھے کچھ ہنسکر کہا اور کہا ذرا درخت کے  
 پیچھے چلو میں بھی بچپن سے تیر و طرار تھا جب درخت کے پیچھے گیا تو قدرت مجھے ڈھونڈنے  
 لگے میں نے پلٹ کر ایک چپت ماری اور ایک لات ماری قدرت تو مجھ کے بھل گئے  
 رونے لگے میں بھاگ گیا جب قدرت میرے سامنے آئے تب میں نے قدرت کو پتہ دیا  
 کہ میں وہی ہوں کہ بچپن میں بے ادبی ہوئی تھی مگر معاف فرمائیے قدرت نے گلے سے لگایا  
 اور کہا اس سرہنگ جادو و قدرت کا کیا کچھ حرج ہو گیا تھا تمھارا وہی تقرب ہو میں مدت  
 سے تم کو تلاش کرتا تھا اب خبر معلوم ہوئی کہ یار غار ہمارا غار افراسیاب میں ہو اور یہ بھی  
 خبر سنی کہ پوجہ کر رہا ہو بس اب تم بہت جلد وہاں جاؤ اور شہرت جہان پیا تم کے ساتھ ہو  
 شہرت نے جواب دیا کہ مضبوطی آدم و رہ پهلوان جہان ہو مگر طلسم کشا سے دہتا ہو اگر  
 مقابلہ پڑے تو یہی غالب ہو مگر قصد ہی نہیں کرتا سا حرنے کہ میں انکو تکو دو و نوں کو روئین تو  
 بناؤنگا میرا کمر باندھنا خالی نہ جائیگا یہ کہہ کر وہ ساحر ملٹا کہا تم اسے مقام پر کھڑے رہنا دیکھا  
 سب نے کہ وہ ساحر تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا شاگردوں نے کہا اُستاد دیکھیے ایک نو  
 یہی کمال ہو کہ نظروں سے ہم سب کی غائب ہو گئے اب لشکر طلسم کشا پر پہونچے ہونگے پتھر  
 شہرت نے ہنسکر کہا صاحبو اسکی کیا بات ہو صاحب کشف و کرامات ہو صورت نورانی عمر  
 میں لاثانی یہ خالی نہ پلٹے گا شہرت سب شاگردوں کو ایسے کھڑا ہو کہ سامنے سے دیکھا کہ ساحر  
 پشتارہ بدوش آتا ہو عمرو پشتارہ بین بندھا ہوا ہو خواجہ نے یہ کیا کہ راہ میں جا کر کھڑے  
 ہوئے قصاصے کا ایک گنوار اُدھر سے نکلا اُسے حباب مار کر پیوست کیا پشتارہ باندھے  
 اپنی صورت بنا کر لے بھاگے شہرت نے جو دیکھا کہ وہی ساحر پشتارہ بدوش آتا ہو سب



شاگردوں میں غل ہوا کہ دیکھیے اُستاد کمال کر لائے زندہ باش خداوند بقراط کی تقدیر کیا خالی  
 جا ئیگی کیا تقدیر برجستہ کی ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ ساربان زاوہ گرفتار ہوا اب اسکو ہم  
 بذلت قتل کر نیگے اس طرح اسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرقان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری  
 کرین اور ہم لوگوں کو ترس نہ آئے یہ صلاحین کر رہے ہیں کہ ساحر پستارہ عمر و کا لیے ہوئے  
 قریب آیا کہا منتر صاحب لیجیے اسکو لیجائیے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قتل کے بدلے بخفیجیے  
 شہرت نے کہا دربار میں تشریف لیجیے مضبوط بھی آپ کے مشتاق ہیں عمر و نے کہا  
 میں جھپٹا ہوا گیا اور پھر جلدی آیا نکھاک گیا ہوں اب قدم نہیں اٹھتا شہرت نے کہا تخت  
 منگواؤن ساحر نے کہا خوشی تمھاری دربار میں ایک مطلب ہو گا کہ تمکو روئین تن بناؤنگا  
 اور تمھارے آقا کو بھی روئین تن بناؤنگا جب دونوں روئین تن ہو جاؤ گے تو کوئی پھر قتل  
 نہ کر سکیگا اسپر شہرت بہت خوش ہوا اور تخت منگوا یا ساحر تخت پر سوار ہوا اور عمر و کا  
 پستارہ آگے رکھ لیا عیار اُچک اُچک کے دھولین مار تے جاتے ہیں اور ساحر صاحب  
 منہ کرتے ہیں کہ بھائیو کیوں ذلیل کرتے ہو دربار میں چلکر بار بار وقت قتل سب بدعتیں  
 کر لینا کون تمھیں روکیگا اتنوقبضہ میں آیا ہو کبھی عمر و کو یہ ذلت نصیب نہیں ہوئی جو عیار آیا  
 اسکے ہاتھ سے زیر ہوا شاگرد کہتے ہیں اُستاد ساحر صاحب سچ کہتے ہیں کہ اس سرحدین  
 مہینہ سبک کر و کیسا عمدہ عیار تھا بیٹی اسکی ملکہ نسیم سبک خیز اُن دونوں کو اسنے ذلیل  
 کیا مہینہ کو انھیں کے ہاتھ سے قتل کرایا اور نسیم کو بیاہ کے لے گیا سبکو عمر و کی عیاری پر  
 حیرانی تھی سب کو یقین تھا کہ نسیم غالب آئیگی جب وقت پڑا تو کچھ نہوسکا یہی ساربان زاوہ  
 گرفتار کر کے لیگیا مضبوطی کو خبر پہونچی کہ عمر و گرفتار ہوا بری و معدوم ہوتے ہیہ ہوئے  
 آتے ہیں بے اختیار بارگاہ سے اٹھا دروازے پر بارگاہ کے آکر ٹٹٹنے لگا اب جو سر  
 اٹھا یا دیکھا ایک ساحر نہایت کہن سال تخت پر بیٹھا ہوا اور عمر و سانسے بندھا پڑا ہی  
 شہرت جہان پچا پاسے پر تخت کے ہاتھ رکھے ہوئے سب عیار گھیرے ہوئے نو بہت  
 تقار و بچتا ہوا سارے لشکر کے سپہ سالار دوڑ پڑے ہیں تخت کے ساتھ آتے ہیں اور  
 ہر ایک کا یہی قول ہو کہ قدرت نے کیا تقدیر کی اپنے راز دار کو بھجوا اُسنے آئے ہی عمر و کو



گرفتار کر لیا قدرت کا حکم کب خالی جاتا ہو فرمایا تھا کہ تو ہی غائب آئیگا دہی ہوا قدرت کا  
فرمانا کیوں خالی جاتا یہ اتفاق ہو کہ طلسم شکست ہو رہا ہو قدرت چپکے بیٹھے ہیں وہ تو فرما چکے  
ہیں کہ جو بندے ہلکے بھولے ہو سہے ہیں انکی سرکوبی کو مسلمانوں کو بلایا ہو جب وہ قتل ہو گئے  
ایک دن میں مسلمانوں کو غارت کر دینگے یہ باتیں کرتے ہوئے وہ بارہ میں مضبوطی کے  
پہونچے مضبوطی نے کرچی بچھوادی عمر کو سامنے ڈال دیا ساحر کرسی پر بیٹھا کہ شہرت نے  
ہاتھ باندھ کر عرض کی اوس خیل ساحران آج تھے بڑا کام کیا اگر آج تک قدرت پہلے سے تلو  
ہاتے تو یہ نوبت ہم نہ پہونچتی مگر قدرت نے خیال نہ فرمایا اب ہوش آیا ساحر نے کہا طلسم  
بجائیکا کیا بات ہو قدرت میں کرامات ہو کہ شہرت نے پھر عرض کی آپ کو تکلیف تو ہوگی  
بھگور وین تن بنانے کو فرمایا تھا ساحر نے اشارہ کیا کہ کپڑے اتارو اور ایک غرق باندھو  
شہرت نے کپڑے اتارے ساحر نے وہ کپڑے اپنی کمر میں باندھ لیے کہا اوشہرت یہی  
دستور ہو کہ روئین تن بننے والے کے کپڑے لے لیے جاتے ہیں قدرت قاعدے میں کہ  
چکے ہیں یہ ککے جمولی سے ایک شیشہ نکالا اسمین سرخ عرق بھرا تھا وہ بدن پر شہرت  
کے ملا جو لگی شہرت نے چاہا کھجائون ساحر نے منع کیا کہ کھانا نہیں ورنہ کچے رجاؤ گے  
جب شہرت بیقرار ہوا تو ساحر صاحب نے کہا ایک پُرانا جوتا لاؤ پشت پر اور سر پر شہرت  
کے چند جوڑے مارے شہرت نے کہا میان ساحر صاحب اسکی چوٹ سے نم بھگوراحت ملتی  
ہو جب دس پانچ جوتیاں مار چکے تو کہا اوشہرت میں جاتا ہوں مگر یہ پرچہ کاغذ کا میں دیا  
جاتا ہوں اسمین قاعدہ لکھا ہوا سکو پڑھ لینا سب حال معلوم ہو جائیگا کاغذ دیکر ساحر صاحب  
سروں بارگاہ نکلے سب نے دیکھا کہ غائب ہو گئے جب شہرت بدن کی گھجلی سے بہت بیقرار  
ہوا شاگردوں سے کہنے لگا پُرانی جوتیاں لاؤ پشت و پہلو پر لگاؤ پھر شہرت نے کہا کاغذ تو  
دیکھو کیا قاعدہ لکھا ہوا اب کپڑے پہنوں یا نہ پہنوں شاگردوں نے کہا اُستاد ضرور ملاحظہ ہو  
اسی کے دیکھنے پر حال کھلیکا کاغذ کو کھولا دیکھا بخط جلی لکھا تھا کہ اوشہرت تو بڑا بے غیرت  
ہو کہ سرور بار جوتیاں کھائیں کپڑے تیرے اور کسوت عیار ہی میں لے آیا اور پھر مجھے دعویٰ  
ہو شرم نہیں کرتا اُسے بعد لکھا تھا کہ منم مہر سپہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری اگر مجی چاہتا



تو تیرا سر کاٹ لیتا مگر دے دے کہ صاحب قرآن کا حکم نہیں ہوا اب میرے مقابلے میں نہ آنا دے  
 بہت پچھتاؤنگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو نے سنا ہوگا کہ مہنیر کا کیا حال کیا اسی کے مالک کے  
 ہاتھ سے اسکو قتل کرایا مریض بوق نے شہرت کے منہ پر تھوک دیا کہا او بیبا اسی شہم پر  
 دعویٰ عیاری ہو عمروح کتنا ہو اگر چاہتا تو مجھکو قتل کر ڈالتا جا کر اسکا شاگرد ہو ورنہ مجھکو وہ  
 قتل کریگا شہرت نے کہا او شہنشاہ میں فوراً جاتا ہوں یا تو عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا یا  
 اپنی جان دوں گا خالی نہ پلٹوں گا ہر چند شاگردوں نے کہا کہ استاد ہم بھی ساتھ چلیں لیکن نہ مانا  
 شہرت کو بڑا قلق ہو کتنا ہوا اب عمرو کو نہ چھوڑو نہ لگا مریض بوق نے کہا او شہرت اگر تجھے کچھ  
 نہ ہو سکے تو میں طبل جنگ، بجواؤں، سر میدان طلسم کشا سے مقابلہ کروں شہرت نے کہا نا مل  
 کیجیے کہ میں بڑی جستجو کروں گا یہ کتنا ہوا باہر نکلا لشکر میں خیمے استاد دین نازنینان، مہرین و مہرین  
 اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہیں مگر امور ہاں چہ نازنینین یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں طلسم

بجربین جسکے ہوئی حیت یہ حالت میری  
 دوستو کیا کمون تغیر ہو حالت میری  
 بگڑے جاتے ہیں صنم دیکھ کے صورت میری  
 دل میں قاتل کے ابھی تک ہو عداوت میری  
 دم نکلیا بیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہو دل کو  
 چھو کے ہاتھوں سے مرے قلب کو وہ کہتے ہیں  
 منہ دی ملنے کے بہانے کہتے افسوس ملے  
 وہ نزاکت کے سبب انہیں سکتے مرے پاں  
 عشق میں مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہی برباد  
 اقرار دوست اگر ہونگے نہ گریبان تو کیا  
 عشق صہادتی میں یہ تاثیر ہو آنسو ٹپکین  
 تیرا دیدار میرے نہ ہوا آگئی موت +  
 سنگ دل جو کہ زمانے میں بہت ہو مشہور

جانتا بھی نہیں افسوس وہ صورت میری  
 عشق کیسو میں پریشان ہو طبیعت میری  
 کیا بنائی بڑی اللہ نے قسمت میری  
 ٹھوکر دن سے وہ مٹاتا ہو یہ تربت میری  
 ہولناک آج ہو ایسی شب فرقت میری  
 سچ بتا دے اسی دل میں ہو محبت میری  
 یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری  
 مجھکو اٹھنے نہیں دیتی ہو نقا ہمت میری  
 دل شیدائیں سننا ہو نصیحت میری  
 میری تربت پہ سدا روئیگی حسرت میری  
 دل لگا کر جو سنیں آپ حقیقت میری  
 دلی دل ہی میں رہی ہاں یہ حسرت میری  
 آگئی اس بُت کا فسر پہ طبیعت میری



قیس صحرا میں نہیں کوہ پر فسر ہا نہیں ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساتھی قبر میں چھوڑ گئے جھکو اکیدا احباب سب نے چھوڑا مجھے تمپر جو ہو امین عاشق محسوس دل میں مگر قید کیا ہو غم نے جھکو کیا ڈر ہو علی کا ہون غلام اسطوت	جوش سودا ہونے کو ن حکایت میری ہاتھ پھیلاؤں نہیں چاہتی رحمت میری مخو دل سے ہوئی کیا ہاے محبت میری بس غم دور دے کی آ کے رفاقت میری کیا سبب ہو جو نکلتی نہیں حسرت میری بس کرینگے وہ دور روز قیامت میری
---	--

شہرت نے دیکھا آخر وقت ہو جا بجا بھرے ہو رہے ہیں ایک خیمے میں ایک سہ جبین نازنین  
دو از وہ سالہ نہایت حسین و جمیل کہ چہرے کی صنوبر رہی ہو گرد سپید حلقہ پڑا ہوا ہو جس طرح  
چاند کے گرد ہمار ہوتا ہو کس لطف سے گارہی ہو اور بتا رہی ہو اور گرد جو لوگ بیٹھے ہو  
ہیں سب بیل و سہ رہے ہیں اہالی محفل کہ رہے ہیں بی گنا کیا کہنا اسپر وہ نازنین چمک چمک  
کے مشتاقوں کے سامنے گارہی ہو شہرت نے جو جمال جہان آرا دیکھا پسینے پسینے ہو گیا  
اُس مجمع میں آیا سب جانتے ہیں کہ لشکر کا متر ہو اُس نازنین نے جھک کر سلام کیا کیا میان  
متر صاحب آئیے ناگہ نے جھٹ پٹ پانڈان کھول کر گلو رہی وہی شہرت نے پانچ روپو پانڈان  
میں ڈال دیے شہرت لگا کر رہا ہو وہ نازنین ہر مرتبہ طرٹ شہرت کے دیکھ کر یہ اشعار بہ صد  
غمزہ و ناز بتا کر گارہی ہو نظر

حسرتوں کا اسقدر مجمع ہو میرے دگے ساتھ ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑوں دین کا لیان ایسی مونی کرین ساتھی کے بھی اڑ جائیں ہوش اسقدر فرط محبت ہو کہ بعد مرگ بھی ہا پاس بیلی کے ہوا کا بھی گزر ہوتا نہیں ہا ہیں بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت کو پھر	سانس اب سینے میں اتنی بڑی شکل کے ساتھ یہ کلام سخت کچھ اچھے نہیں سائل کے ساتھ سوے بیجانہ چلین اویار ہم تم مل کے ساتھ روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ آہ مجنون اس طرح ہو نجد میں محل کے ساتھ شعر گوئی کا مزا کچھ ہو تو اس کا مل کے ساتھ
--	---

اس طرح سے سامنے شہرت کے یہ اشعار گائے کہ شہرت مائل ہوا جھک کر اپنے ناگہ سے  
پوچھا بی گنا تو کرسی کرینگے ناگہ نے کہا متر صاحب جانتے ہو کہ آج لشکر میں امتیاز ہو افسر ہمارا



شکست کھا کے آیا ہو جب وہاں سے بھاگے تو مال ظاہری لٹا آشنا ہمارے چند مسلمان بھی  
تھے اُن میں ایک رسالدار تھے وہ بہت کچھ دیتے تھے اور انھوں میں ون اگر مجھرا شکر چلے جاتے  
تھے وہ مدار می اپنے ختم تھی ایسی شکست تھی کہ وہ سب چھوٹے مگر آپ مہتر لشکر ہیں آپ کے  
قول سے انکار نہیں کر سکتی آپ کا کہنا بہ دل و جان قبول ہو حسب وقت مزاج میں آنے تشہیت  
لائیے گا خانہ بے تکلف ہو لڑکی بھی آپ کو یاد کرتی ہو آپ کے آنے سے طبیعت خوش ہو گئی بلکہ  
وہ ہر وقت کہا کرتی ہو کہ ہمارے لشکر کے مہتر صاحب بہت خوبصورت ہیں ننھی ننھی آنکھیں مثل  
جگنو کے چمکتی ہیں ناک بڑی جس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ میٹرک بیٹھا ہو اور ایک بھتی اور  
چھو کری نے کسی ہوتھارے گالوں پر چند داغ جو چھپک کے ہیں معلوم ہوتا ہو کہ گوبر پر او  
پڑے ہیں یا بے مونگھڑ کی جھمیری ہو قد ہو کہ تاڑ ہو یہ سب تقدیر کا بگاڑ ہو خلوت میں علیحدہ جا کر  
اس سے باتیں کرو وہ اپنا اشتیاق ظاہر کر لگی جو دو گے وہ لے لیگی تمھارے حکم سے انکار  
نہ کر لگی شہرت خوشی خوشی نکلا عیار ون نے پوچھا استاد آج بہت خوش ہو کیا عمرو ملکیا  
شہرت نے کہا عمرو کے تو مقدمے کو میں نے ترک رکھا ہو مگر آج ایسی معشوق ملی ہو کہ میرا دل  
بحال ہو گیا پانچ سو روپے کا مہینہ دو لگا اور ای برادران اسکی ناکہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ  
وہ خود بھی عاشر ہو یہ ککے حمام میں آیا غسل کیا کپڑے بھاری پنے عطر کا شیشہ اپنے اوپر  
اونڈیل لیا بانہا سے عیاری جسم پر لگائے اس طرح بن ٹھن کے چلا آ کے دیکھا کہ گنا دروازہ  
پر کھڑی ہیں شہرت کو جو آتے ہوئے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے میں آپکی  
مشاق تھی پلنگ پر جا کے لیٹی نیند نہ آئی انتظار کر رہی تھی آپ نے کہاں دیر لگائی آپ کو  
ہمارا بالکل خیال نہیں شہرت خوش ہو گیا ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا خیمے میں آیا دیکھا چھپر کھٹ  
لگا ہو گلا بیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں شہرت کو بٹھایا اختلاط کرنے لگی کبھی  
پٹے پکڑ لیتی ہو کبھی تانچہ مار دیتی ہو شہرت خوش ہو رہا ہو جی میں کتا ہو بڑی بیچن ہو آخر اس  
نازنین نے گلابی اٹھائی کہا مہتر صاحب جام تو نوش کرو شہرت تو خوش ہو رہا تھا جام  
ہاتھ سے لیکر بے اندیشہ انجام پی گیا کلیجے میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہا ای جان جہان وای  
آرام دل مشتاقان کیسی شراب تھی کہ کلیجے میں آگ لگا دی نازنین نے ہنس کر کہا اور بیوقوف



اسی منہ پر دعویٰ عیاری نہ پہچانا اب کہ تیرا کیا حال کبر و نمنہ ہر سپہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری  
شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و نامدار لغزہ عمر و

کرزان اُستاد عیاران عالم	سدا پادانش و عقل مجسم
یہ باغ دین ز مکرشش آبیاری	جہان سرہنگ و درخبر گزاری
بہر کشور بلائے جان کھسار	عمر و آن شاہ عیاران عیار

شہرت کے ہاتھ پاتوں میں ریشہ آگیا پسینے ہو رہا ہو عمر و نے جو لغزہ کیا گھبرا کر اپنے منہ  
سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے ہی گرا کر کر بیہوش ہوا خواجہ نے اسکی مشکین باندھیں  
کھڑے ہو کر سوچنے لگے خیال میں آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا آپ شہرت کی شکل بنے  
اور شہرت کو اپنی شکل بنایا بہ شہرت باہر نکلے نالکہ پٹینے لگی کتنی تھی سیری نوچی کہاں گئی عمر و  
نے کہا اری نہ گھبرا میں ہوگی خواجہ نے اُسے صندوق سے نکالا تب نالکہ خاموش ہوئی  
خواجہ نے شاگردوں کو بلایا اور اشارہ کیا کہ گدھا لاؤ گدھے پر شہرت کو سوار کیا نرسنگھا  
سنگوایا اس طرح شہرت کو تشہیر کرتے ہوئے لے چلے جو شاگرد سامنے آیا شہرت شاگرد  
کو دیکھ کر غین غین کرنے لگا وہ دھڑکے جو تا منہ پر مار دیتا ہو کہتا ہوا اے گونگا بنا ہو غرن  
چند شاگردوں نے جوتے اور تھپڑ مارے شہرت حیران ہو کہ شاگرد میرے مجھے کیوں  
باغی ہو گئے نرسنگھا پھنکتا ہوا دہل زن ساتھ ہر مرنہ چوب لگاتا ہوا اور آواز دیتا ہو کہ خلق  
خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ہمارا جو ہے عیاری کرے اُسکایہ حال مضبوط کو خبر پہنچی کہ عمر و  
کو شہرت نے گرفتار کیا ہو تشہیر کراتا ہوا آتا ہو مضبوط نے ہر کار و ن کو حکم دیا کہ جا کے  
شہرت سے کہو تمام لشکر میں پھرا چکے اب اُس ساربان زادے کو یہاں لاؤ ہر کارے نے  
آکر خبر دی خواجہ یا تو بازار میں پھر رہے تھے یا حکم سنکر پٹے سامنے مضبوط کے آئے  
مضبوق نے بھی قریب آکر ایک تنانچے مارا کہا اوساربان زادے تو نے میرے عیار کو  
ذلیل کیا دیکھ اُسکا انجام کیا ہوا پھر کہا اوشہرت اسکو دار پر کھینچ دے خواجہ نے کہا کہ اگر  
حضور کی یہی مرضی ہو تو مجھے کیا عذر ہو میں تو چاہتا تھا اسے قید کیجیے میرے شاگردوں کی  
قید میں رہیگا ایسے لوگ مقرر کروں گا کہ کیا مجال ہو زبان ہلا سکے مضبوط نے کہا اوشہرت



ایسے شخص کا زندہ رہنا بہترین شہرت سے قریب اگر کہا اویہاوان و دوران و اگر شاسپ جہا  
 بھکویہ خوف ہو کہ اگر قتل ہو جائیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچوں کا یہ افسر ہو وہ سب آونیکے  
 اور نائب اسکا حق قرآن کہ اسکے بعد سے کی پناہ نہیں ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کو مار ڈالے میں نے  
 نسخہ حاصل کیا ہو چاہتا ہوں کہ آپ کو روئین تن بنا دوں تب اسکو قتل کروں اگر مقرر قرآن آئے  
 تو اسکا بعدہ تاثیر نہ کرے روئین تن پر ضرب آہنی تاثیر نہیں کرتی یسکر مضبوط بہت خوش ہو گیا  
 کہا اوشہرت کیا معقول بات تجویز کی ہو عمر و نے کہا اندر چلیے تو میں آپ کو روئین تن بناؤں یسکر  
 مضبوط اندر آیا عمر و نے کہا لباس اتار بیے میں آپ کو باندھ دوں روغن رگ رگ میں تاثیر  
 کرے گا آپ ٹرپن گے میں اسوقت خیال نہ کروں گا تھوڑی دیر کی تکلیف اٹھائیے دروازے پر  
 اگر چند گمان بھائے اُنہے کہا کہ جب میں حکم دوں تو برابر نوبت بجانا کوئی کسے کیسی نہ سستناؤں  
 نقارہ نواز چوبین ہاتھ میں لیکر بیٹھے خواجہ نے مضبوط کو چومنا باندھا برہنہ تو کمر ہی چکے تھے  
 آگ قریب موجود ہونیک و مرج پسار کہا ہوا بخواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کہ او مضبوط منہ مہر  
 سپر عیاری تیرا عیار تشیر ہو چکا تھکو کباب بناؤں گا اُسٹرے سے جسم اسکا نگار کیا اسپر نک مرج  
 ڈالا اس طرح مضبوط کو کباب بنا دیا مضبوط غل بچاتا ہو کر یار و دوڑ و عمر و بھکو مارے ڈالتا ہو  
 باہر نوبت و نقارے سج رہے ہیں بقول شخصے کہ طوطی کی آواز نقارہ خانے میں کون سستا ہو اگر  
 کسی کے کان میں آواز گئی تو وہ کہتا ہو آقا روئین تن بن رہے ہیں ویکموفل بچاتے ہیں خواجہ  
 نے سب مال و اسباب بارگاہ کالیہ مضبوط چیتے چیتے بیہوش ہو گیا سب اسباب لیکر باہر  
 نکلے شاگردوں سے کہا عمر و کو لے کر قید کر دین آتا ہوں ایک پتی مہر اسے لے آؤں تو آقا کو  
 کلاؤں کہ پتے روئین تن ہو جاوین شاگرد شہرت کو لیکر چلے خواجہ نکھر طرف لشکر نور الدہر  
 کے روانہ ہوئے راہ میں شاگردوں نے شہرت کو تھانچے مارے جوتیان مارین وہ اشارہ سے  
 بڑھتا ہو ایک شاگرد نے کہا ویکموصاحبو بات نہیں کرتا ایک نے کہا گردن پھولی ہوئی ہو  
 دوسرے نے کہا مٹھ میں تو ہاتھ ڈالو مٹھ میں ہاتھ ڈال کے گیند نکالا شہرت نے کہا یار و  
 میں ہوں شہرت وہ ساربان زادہ تھا چیل کے آقا کی تو خبر لو ویکمیں اُنکے ساتھ کیا کیا ہو  
 شاگردوں نے شہرت کا منہ دھلا یا اب متین کرنے لگے کہ استاد بچے بھی جوتے مارے تھے



معاف کیجیے شہرت بارگاہ میں آیا اول نقارچیوں کو منع کیا انھوں نے نہ مانا آخر ناچار ہو کر  
نقارچیوں کو مارا نقارچی کہنے لگے آپ ہی کہ گئے تھے کہ جسکے کان میں آقا کی آواز جائیگی وہ  
دیوانہ ہو جائیگا اسوجہ سے ہم بجائے جاتے ہیں شہرت نے بہ مشکل اندر آکر دیکھا کہ ہمارے  
آقا مذبوق چو سنا بندھے ہیں اور تمام بدن شکافت ہو اور آگ زیر جسم رکھی ہو شہرت نے  
سرپیٹ لیا مذبوق کو دھلایا نمک و مرچ زخموں سے چھڑایا تب مذبوق کو ہوش آیا کہا  
شہرت عمر و غضب کر گیا میرا یہ حال کر گیا تجھ کو تشہیر کیا شہرت نے کہا آپ قدرت کے پاس  
چلیے وہاں چلکر فریاد کیجیے شہرت و مذبوق اسی حال سے روتے پیتے قریب قصر شہرت پہل  
کے پہنچے بقراط کو ہرکاروں نے خبر دی کہ مذبوق آدم در و شہرت جہاں پیا دونوں  
فریادی آتے ہیں بقراط نے دونوں کو سامنے بلوایا مذبوق کا حال دیکھ کر بڑا افسوس کیا  
کہا اے مذبوق بڑی تکلیف اٹھائی مذبوق نے کہا اب غلام برسوں میں صحت پائے گا  
استقدر خون جسم سے جاری ہوا کہ تھا لے بھر گئے شہرت کو تشہیر کیا بقراط نے کہا کہ میں  
فوج ساحران تمھارے ساتھ کرتا ہوں مقابلہ طلسم کشا میں جاؤ مذبوق نے کہا میں نام  
طلسم کشا سے ڈرتا ہوں وہ سارے بان زادہ و ان موجود ہو ایسا نہ ہو ابکہ مرتبہ مار ڈالے بقراط  
نے کہا اتھم تک کوئی نہ آنے پائیگا اب لشکر ساحران لیکر جاؤ یہ کہکے آواز دی اے ساحران غلام  
کون مذبوق کے ساتھ جائیگا کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے ساحروں نے جو مذبوق  
کا یہ حال دیکھا کانپ رہے ہیں ایک ایک کا یہ قول ہو کہ ایسا نہ ہو عمر و ہمارے ساتھ وہی  
کرے کہ آسمان پر لکھ ابرہہ فید آیا دیکھا کہ ملکہ سمین عذار کہ ساحرہ نہایت حسین و جمیل ہوا  
پہونچی کہا یا خداوند کیا حکم ہوتا ہے یہ ساحر طلسم کشا سے ڈرتے ہیں میں خوف نہ کرونگی فوراً  
جاتے ہی لشکر پر آگ برساؤ ونگی بقراط نے حکم دیا پچیس تیس سہرا ساحر ہمراہ کیے شہرت  
و مذبوق سمین عذار کو ساتھ لیکر چلے منزل در منزل جاتے ہیں ایک صحرا میں آکر آتے  
بارگاہ میں استاد ہو میں سمین عذار کرسی پر بیٹھی شہرت کہہ رہا ہوا ملکہ عالم جان اپنی لگاؤ  
اور عمر و کو گرفتار کر کے لاؤنگا سمین عذار کہتی ہو اے شہرت تجھ کو تکلیف نہ ڈیگی میں چلکر وہ  
آگ برساؤں کہ لشکر طلسم کشا کو امان نہ ملے آج تک جو ساحر گئے وہ جا کر طلسم کشا سے ملے



اپنی جان کا خوف کیا اور میں جانتے ہی آگ لگا دوں گی مضبوط بھی بنگل پر بیٹھا ہو سیمین عذار کا  
 جمال دیکھ رہا ہو کہ بھر اسے گرد آڑی سرواڑ جا دو بارہ نہرا سا حرون کی جمیعت سے براے  
 شکار آیا تھا اُسے سیمین عذار کی خبر سنی مدت سے اس پر عاشق ہو کتا ہوا چلا کہ آج معشوقہ کا  
 نشان پایا چل کر قبضہ کروں یہ کیلے گنبد سے اُتر اسانے سیمین عذار کے پہونچا جمال ہمیشہ  
 دیکھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

<p>کس سے کہوں کٹی ہو تڑپ کر شب فراق          اچھا رہو جو تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں میں          یار تو تڑپ تڑپ کے گداز رہا ہو روبرو          تو کیوں ہو بیقرار گزرتی ہو دل پہ کب          جنبش اک ابرو وں کی جو یاد آگئی مجھے          یاد آئیگا ترا قدموزوں جو باغ میں +          جب دیکھتا ہوں ماہ شب چار وہ کو میں          رویا ہو جو دست حنائی کی یاد میں +          آئی نہ مجھ کو نیند نہ چین ایک دم ملا +          ہر ساعت اک مہینہ تھی ہر بل تھا اک پیر          اُس ماہ و ش کے دانت جو یاد آگئے مجھے          پہلو سے نکلون میں جو مجھے روکیے نہ آپ          اُس شمع رو کی یاد میں سطوت بیان ہو کیا</p>	<p>دکھلائے پھر نہ بھگو مقدر شب فراق          و اللہ کا مٹتا ہو مجھے کب شب فراق          موت آنیگی جیون گناہ دم بھر شب فراق          پوچھنا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق          دو چل گئے کیلے پہنچے شب فراق          مانے کرونگا زیر منور شب فراق          آتا ہو یاد عارض دلبر شب فراق          تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق          پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق          بھگو تھی اک برس کے برابر شب فراق          تا صبح میں گنا کیا اختر شب فراق          کتا ہو مجھے یہ دل مضطرب شب فراق          کس طرح میں نے کائی ہو کر شب فراق</p>
---	--

یہ اشعار پڑھ کر منتیں کرنے لگا کہ اوسیمین عذار بھگو کئی سال گزرے تمھارا فراق جھیلانگر  
 اب بھگو محروم نہ کرو دیہان سے قلعہ ہمارا قریب ہو دیہان چلو دور دور دیہان رہو پھر ہم بھی ساتھ  
 تمھارے چلین گے سیمین عذار نے شرما کر سر جھکا لیا مضبوط نے کیا اوسرواڑ زیادہ  
 دباؤ نہ ڈالو یہ براے مقابلہ طلسم کشا جاتی ہیں قدرت نے انکو بھیجا ہو تم ایسی باتیں کہتے ہو  
 ایسا نہ ہو قدرت کے خلافت ہو بہت جادو گر گئے ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوئے اب یہ



دعویٰ کر کے چلی ہیں جاتے ہی آگ برسا دینگے چاہیے کہ انکے سحر سے کوئی بچ جائے غیر ممکن ہے  
 اس وقت میں نرو کو اور ہم انکے ساتھ ہیں آج کمی دن گذرے شب کو محفل عیش و جمیش  
 رہتی ہو دن بھر منزل چلتے ہیں اب لشکر طلسم کشا قریب ہو یہ بھی سحر کر نیکی میں بھی - مقابلہ کرونگا اور  
 شہرست عیار بھی بہت ذلیل ہو اچھو بھی عیاری کر گیا یقین ہو فتح ہو جاے یہ سکر سردار جادو  
 بہت جملایا کہا اے مضمبوق میں تو مدت سے عاشق ہوں تم بھی دعویٰ عشق کرتے ہو میں نے  
 یہ اشعار نہیں پڑھے سب حال بھر سنا! اپنے حال سے آگاہ کیا یقین ہو کہ ملک عالم کو رحم آجائے  
 تم دخل نہ دو مضمبوق نے کہا ہم پر حکم خداوند جاتے ہیں قدرت نے ہمارے ساتھ کیا جو ہم  
 وہیں جائیں گے مقابلہ طلسم کشا میں پہونچیں گے سردار نے کہا ہم تکو منع کرتے ہیں کہیں  
 ایسا نہ ہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ مضمبوق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سردار نے پیچھے  
 ہٹ کر ایک گولہ مارا سینے پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا فوج والوں نے چاہا کہ بدترین ملک  
 سیمین عذار نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو مگر سردار مضمبوق کو مار کر جنگل پر بیٹھ گیا کہتا ہے  
 اے سیمین عذار اٹھو میرے ساتھ چلو میں تمھاری بڑی خاطر کرونگا ایک شب رہ کر چلی آنا  
 بچ میں کا شائع اسکو تو میں نے نکال دیا مضمبوق بھی دعویٰ عشق کرتا تھا وہ تو واصل  
 جہنم ہوا اب کیا عذر ہو مقام افسوس ہو کہ تم عذر کرتی ہو میں بہت بیقرار ہوں اب مجھے میر  
 نہیں ہو سکتا دامن میر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہر شیشہ دل بدعت سنگ عشق سے  
 توٹا جاتا ہوا اب مجھ کو محروم نہ کرو سیمین عذار پریشان ہو کہ اب کیا کروں سردار بہت بگڑا ہوا  
 ہو ہر مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ ڈالتا ہو کہ ملک تشریف لے چلو سیمین عذار پریشان نہایت حیران ہو  
 کہ اسنے غضب کیا مضمبوق کو مار ڈالا اب بگڑا ہوا ہو کہ ضرور میرے ساتھ چلو اس حیرانی میں  
 سیمین عذار بھی تھی کہ مھرا سے گرد آڑی قصاے کار شفیق جادو اس صحر اکا حاکم ہوئے  
 جو خبر سنی کہ ملک سیمین عذار ہماری سرحد میں اتری ہیں چند ساحروں کو اپنے ساتھ لیکر برا  
 استقبال آیا ہوا مدت سے شہر حسن کا سنتا تھا نادیدہ مائل ہوا بے دیکھے تیغ ابرو کا گھائل ہوا  
 وقت پر اگر پہونچا سردار جادو نے دیکھا کہ شفیق قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے اکڑتا ہوا  
 آتا ہو اگر صاحب سلامت کی ایک جنگل پر آکر بیٹھا کہا اے ملک عالم آپ کہاں جاتی ہیں میر



یہاں آپ کی دعوت ہو امیدوار ہوں کہ سر فرار فرمائیے سر وار بول اٹھا کہا کہ او شفیق جادو  
انکو فرصت نہیں ہو یہ نہ جائیگی شفیق بہ قدر غضب طرفت سر وار کے پٹا کہا آپ کون صاحب  
ہیں آپ کیوں دخل دیتے ہیں میں نے ملکہ سے کہا تم بول اٹھے ہیں نے جب سے جمال جہان آرا  
دیکھا ہو دل بے قرار ہو اور یہ حال ہو نظر

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق  
لیگی جب مجھے مہر کی طرف شدت عشق  
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہو ثروت عشق  
ایسا تھا مجھ میں کہاں زور یہ ہر طاقت عشق  
مجھ کو اُمینہ بنا دے اگر احوال حیرت عشق  
میں نہیں آپ میں طاری ہو بہت غفلت عشق  
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق  
قیس و فرہاد سے بڑھ کر ہوئی ہو شہرت عشق  
دیکھو اب لیکے کہاں جاے مجھ شدت عشق  
خواب میں بھی نظر آئے نہ مجھے صورت عشق

بندہ عشق ہوں کیونکر نہ کروں رحمت عشق  
فرزے میرے قدم چومنے مجنون آیا  
مرتبہ اپنا سمجھتا ہوں سوا شتا ہوں سے  
نا توانی میں جو فرقت کے اٹھائے مارے  
حسن کی دید کروں میں نہ کبھی انگہ ہو بند  
کیوں پلاتا ہو مجھے جام شراب اوسا قی  
تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر میں ہوا  
رات دن میں جو حسینوں میں رہا کرتا ہوں  
دلتون اسنے پھر آیا ہو سیا بانوں میں  
کیا مزہ اس میں ہو ذلت کے سوا اوسطوت

شفیق نے جو یہ اشعار اسطور سے پڑھے اور اپنا عشق ظاہر کیا سر وار نے جھلا کر کہا کہ  
او شفیق بس اب خاموش رہو ایسا نہ ہو مجھ کو غصہ آجائے شفیق نے کہا اوسو برادر قہر  
درویش بجان درویش اپنے اوپر غصہ کر دو مجھے غصہ کر کے کیا کرو گے میں نے معشوق کی دعوت  
کی ہو میں ضرور لیجاؤنگا سر وار نے کہا کیا مجال اگر ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ کاٹ ڈالوں میں نے تو  
معشوق کو مار ڈالا شفیق نے کہا وہ سحر سے ناواقف تھا اُسکو مار لیا مجھے اگر سحر کر دو تو  
دیوانہ بنا دوں تنگے چنوا دوں شفیق اپنے مقام سے اٹھا سر وار نے گور مارا شفیق  
نے گور کاٹا آپس میں سحر ہونے لگے سیمین عذار دیکھ رہی ہو کہ دونوں میں سحر ہو رہا ہو  
مگر شفیق نے ایک دستک دی پہلو سے صرا سے ایک نازنین آئی اگر سر وار کا ہاتھ  
پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو وافر یب نے بلایا ہو یہ سکر سر وار اُسکے ساتھ ہوا شفیق نے



ایک دشتک دی وہ نازنین ہاتھ تھامے ہوئے قریب صحرا کے لائی صحرائین آکر کہا سانسے درہ  
 کوہ ہوا سچین چلو میں آتی ہوں سروار درہ کوہ میں گیا وہ نازنین پیچھے پیچھے پہونچی درہ کوہ سے  
 ٹھکر ایک باغ ملا نازنین نے اشارہ کیا باغ میں چلیے سروار باغ میں آیا نازنین نے آکر ہاتھ تھام  
 لیا لیجا کر بارہ درہ میں پہونچا یا بارہ درہ میں لا کر ٹھکر پان پیریاں پستان میں ایک گوشے میں بٹھا دیا  
 ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اڑایا شفیق کے زانو پر وہ پرچہ آکر گر شفیق نے جو پرچہ دیکھا اُس میں یہ  
 لکھا تھا کہ اے شفیق میں نے سروار کو قید کیا ہو کہ تو اُسکا سر کاٹ کر بھیج دوں میرے قہقہے  
 میں ہو شفیق نے جواب لکھا کہ اُسکا سر کاٹ کر بھیج دوں عذر حیران دیکھ رہی ہو کہ یہ کیا  
 ہو رہا ہو تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ وہی نازنین ہنستی ہوئی آتی ہو بال کبھر سے ہوئے سروار  
 کا لشکا ہوا لا کر سامنے شفیق کے ڈال دیا کہا اے شفیق میں نے اُسکو قتل کیا اب شفیق طنز  
 سمجھین عذر اس کے پٹا کہا اے ملکہ عالم اب تشریف لیچلو میں تمہارا بہت مشتاق ہوں یہ شکر  
 سمجھین عذر اُسکی کہا اے شفیق قدرت نے حکم دیا ہو کہ جا کر طلسم کشا سے مقابلہ کرو ایسا نہ ہو  
 کہ قدرت کے خلاف ہو شفیق نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا سمجھین عذر نے فوراً  
 اسی وقت لشکر کو حکم دیا لشکر تیار ہو شفیق و سمجھین عذر اے براے مقابلہ طلسم کشا چلے رات کو  
 ایک صحرائین آکر اترے شفیق نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا سمجھین عذر کو مسند پر بٹھایا آپ  
 پہلو میں آکر بیٹھا چاہتا ہوا اختلاط کروں سمجھین عذر منع کرتی جاتی ہو کہ شہرت جہان پیا آیا  
 اُس نے کہا اے شفیق اقامیر امارا گیا عمرو نے اُسکو بہت ذلیل کیا تھا اب ایک منزل طلسم کشا  
 کا لشکر باقی ہو اگر حکم ہو تو میں جاؤں اور عمرو کو گرفتار کروں شفیق اور سمجھین عذر نے کہا  
 اے شہرت ایسا نہ ہو کسی بلا میں جا کر پھنس جاؤ عمرو کے حالات سنے ہیں کہ بلا سے روزگاری  
 تنکو تشہیر کر چکا شہرت نے کہا میں اپنی جان لگا دوں گا جس طرح سے بنے گا عمرو کو لاؤں گا  
 سمجھین عذر نے کہا اے شہرت جاؤ تم عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ ہم اور شفیق لشکر طلسم کشا کو  
 تباہ کر دیں گے شفیق نے کہا اے ملکہ عالم طلسم کشا کے لشکر میں وہ وہ سا حرم ہیں کہ جبکا شل نین  
 سکندر ثانی ایسا بادشاہ نجم اختر شناس ایسا کاہن کہ آٹھ پر گردش سیارگان کو دیکھتا رہتا  
 ہونیک و بد طلسم کشا کو بتلاتا ہو اور چند شانہرا دیان مثل ہما سے مرصع پوش و مرصع نشین



اب گانار زعفران پوش پہونچی ہیں باپ کو قتل کرایا طلسم کشا کی شریک ہوئیں کیونکر دل  
تقویت کرے کہ ہم لوگ سحر کرینگے کیا وہ لوگ ہاتھ میں منہدی لگاے ہیں کہ دفع سحر نہ کرینگے اور ملک  
سامنے لشکر طلسم کشا کے تھمتا مشکل ہوگا لیکن شہرت جو کچھ کام کرے اسکو غنیمت جانو اور  
بچیں عذار و شفیق نے یہی صلاح دی کہ ہم اسی مقام پر اترے ہیں اور شہرت تم جا کے  
عیاری کرو اور عمر و کو گرفتار کر لاؤ شہرت اسی وقت بانہا سے عیاری سے آراستہ ہو کے  
طرف لشکر طلسم کشا کے چلا یہاں وہ وقت ہو کہ نور الدہر کا ارادہ ہو براے فتاحی مرحلہ جات  
جاؤن سکندر رٹانی آمادہ ہیں کہ میں بھی ساتھ چلوں گا طلسم کشا منع کرتے ہیں کہ او سکندر لوح  
ہر مرتبہ یہی خبر دیتی ہو کہ اکیلے جاؤ دوسرے کا دخل نہ ہو سکندر نے کہا او آقا سے نادر غلام  
کے دل کو تاب نہیں آتی بڑے بڑے ساحر و نکاح جمع ہو سکان عرش پر وازہ و ہمن شعبہ ہاں  
یہ دونوں ایک جگہ ہوئے ہیں انکا ایک جگہ ہونا قیامت کا سامنا ہو یقین ہو جب حضور  
جائیں اور غلام بھی ہمراہ ہو ہر مقام پر مقابلہ ہو مگر خواجہ عمر و بارگاہ میں بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے  
گہرائے باہر نکالے کہ شیرنگ نے خبر دی او والد نادر یہاں سے بارہ کوس پر دو ساحر اترے  
ہوئے ہیں اور شہرت آپ کی فکر میں آیا ہو لشکر میں کہیں ہو گا خواجہ نے کہا میں تلاش کر لوں گا  
یہ کیکے خواجہ آگے بڑھے میرا میں آکر ٹھہرے تھے کہ رنگ کی آواز نہ کان میں آئی دیکھا کہ  
شہرت آتا ہو خواجہ نے حلقہ ہاے کمند بچھا دیے اور آپ چھپ کر بیٹھے شہرت جب قریب  
پہونچا دل اسکا دھڑکنے لگا رنگ کہ آواز دی کہ او ساربان زادے میں نے دیکھ لیا کیوں  
چھپا بیٹھا ہو نکلا مقابلہ کر خواجہ سمجھے کہ اسنے دیکھ لیا مگر پھر سوچے کہ شاید حیلہ نہ کرتا ہو  
شہرت نے کہی آواز میں دین پھر سوچا کہ دل جو دھڑکتا ہو ساربان زادے کے ہاتھ  
سے ذلت اٹھا چکا ہوں وہی دلو خوف ہو یہ سوچ کر بڑھا بیچ حلقہ ہاے کمند میں آیا خواجہ  
نے دھڑو کا شیر کی آواز دی شہرت رکا خواجہ نے جھٹکا مارا شہرت گرا خواجہ جست کر کے  
قریب آئے حباب مار کر شہرت کو بیہوش کیا مشکین باندھ کر ایک درخت سے باندھ دیا  
ہو شیار کر کے پوچھا او شہرت تم ہر سپہ عیاری صورت دیکھ کر شہرت کی جان بھل گئی سوچا  
کہ عمر و زندہ بچھوڑ گیا منتیں کرنے لگا کہا او شہنشاہ اوج عیاری میں آپ کا شاگرد ہوتا ہوں



مجھ کو اپنی خدمت میں رکھیے عیاری سکھائیے عمر و سنے کہا اوسکا ربیرے ساتھ یہ جہلسازی کرتا ہی  
تھے زندہ بچھوڑو نگاہ کیلے خیر نکالا خیر دیکھ کر شہرت تڑپ گیا متین کرنے لگا کہ میں مسلمان ہوتا  
ہوں جو حکم فرمائیے وہ بجالاؤن عمر و سنے کہا یہ دوسا حرجو آئے ہیں انکا کیا نام ہو شہرت نے  
کہا مرد شفیق جاوہر اور عورت سیمین عذرا یہ دونوں دعویٰ کر کے آئے ہیں کہ ہم لشکر  
طلسم کشا کو مٹا دیں گے میں اُسے وعدہ کر کے آیا تھا کہ میں عمر و کو لانا ہوں میں آ کے گرفتار ہوا  
عمر و نے کہا مرد کو پکڑ لاؤ شہرت نے کہا خواجہ قسم کھاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ شفیق کو  
پکڑ لاؤنگا مہلت نہ دوں گا مجھ کو نواپنا دوست جانتا ہو فقرہ دیکر تنہائی میں لیجاؤنگا حباب مار کے  
گرفتار کروں گا خواجہ نے دیکھا کہ تنبور شہرت کے سیدھے معلوم ہوتے ہیں خواجہ نے  
شہرت کو کھولا کھلتے ہی شہرت قدموں پر گر پڑا کہا اُستاد میں بڑے بڑے مقام پر جا کے لڑا  
عیاروں کو زیر کیا مگر آپ کے ہاتھ سے وہ ذلت اٹھائی کہ سب عیاری بھول گیا اب میں  
امیدوار ہوں کہ کچھ تعلیم کیجیے خواجہ نے کہا بڑا کام یہ ہو کہ جو اس ہر معرکے میں درست رکھو  
اور دشمن کو حقیر جانو جس تدبیر سے بنے اُسکو گرفتار کر لو رنگ و روغن سے ہمیشہ ہوشیار  
رہو چند باتیں خواجہ نے کلیہ کی تعلیم کہیں شہرت خوش ہو گیا کہا اُستاد اب جاتا ہوں فوراً  
شفیق کو لیکر آتا ہوں چند قدم شہرت بڑھا تھا خواجہ نے چاہا کہ طرف لشکر کے پلٹیں کہ فوراً  
آسمان پر گڑا کا ہوا آواز آئی کہ اوسا ربان ز اوے اب آگے نہ بڑھنا میں ہوں شفیق جاوہر  
کڑک کر گرا خواجہ کو اٹھا کر لیچلا ہر چند خواجہ نے فریاد کی اُسے ایک نہ سنی مگر شہرت نے  
دور سے دیکھا کہ اُستاد کو شفیق لیے جاتا ہو پکار کر آواز دی اوس شفیق بڑا کام کیا شفیق کو  
اپنی شوکت دکھانا منظور ہو کہ اپنا زور سحر دکھاؤن سیمین عذرا بھی تھی شفیق اس سے وعدہ  
کر گیا تھا کہ عمر و کو ابھی لانا ہوں لا کر سامنے ڈال دیا سیمین عذرا نے بچہ کھینچ کر اٹھی کہ قتل کو ڈالوں  
خواجہ بیقرار ہوئے دعائیں مانگنے لگے اور پکار تے تھے کہ اے پروردگار و اے خالق ہیل  
منار و اے مولس و مددگار رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان ملک  
چہ احتیاج یہ پیش تو حال دل گفتن بہ

ہر آستان تو دارند سیسل و ربانی  
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی



شفیق منع کرتا ہو کہ صاحب اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو میں ابھی جلاؤ کو بلاتا ہوں صاحب یہ بھی مشہور ہو کہ مسلمان کے قتل کرنے والے کی عمر گھٹ جاتی ہو ہمیشہ سے ساحر قتل مسلمان سے ڈرتے ہیں اپنے کو انکے قتل سے الگ کرتے ہیں کہ شہرت آکر پہونچا شہرت نے دیکھا کہ خواجہ بے حرکت پڑے ہیں اور یہاں عذر قتل کیا جاہتی ہو شہرت نے آکر ہاتھ تقاضا لیا کہا ملکہ عالم آپ اسکو میرے سپرد کیجئے میں اسکو لیجا کر تشہیر کروں اسطور سے قید کروں کہ اب وہ نہ بند کر کے اسکو ماروں ٹرپ ٹرپ کے مرے اور یہ کوئی بات نہیں ہو کہ یوں اسکو قتل کیا جائے اتنا بڑا عیار اسطرح مارا جائے اسکو بھی یاد رہے کہ ایسی دولت اٹھائی ہو کبھی کسی کو ذلیل نہ کروں میں نے بڑا رنج و ملال اسکی ذات سے اٹھایا ہو شفیق نے کہا کہ اس شہرت لیجاؤ شہرت نے کہا آپ اپنا سحر اتار لیجیے کہ جو حد سے اسکو پہونچے اسکا مزہ تو اٹھائے اپنے قتل سے گھبراے شفیق نے سحر اتار لیا شہرت نے مشکین باندھ لین پستارہ دوش پر لگایا باہر نکلا شاگردوں نے پوچھا استاد کہاں جاتے ہو اُس نے کہا کہ اس ساربان زادے کو دورہ کوہ میں قید کرونگا کہ کوئی پتہ نہ پائے شاگرد ٹھہر گئے شہرت خواجہ کو لیے ہوئے صحرا میں آیا اگر مشکین کھولیں کہا استاد خدا حافظ میں آپ کا بہ دل شاگرد ہوا اسی وجہ سے وقت پر پہونچا آپ کو دشمنوں سے نکال لایا خواجہ رہا ہو کر بھاگے مگر شہرت سے کہ گئے کہ شفیق کو لیکر آنا شہرت نے کہا اگر میرا بچہ قابض ہوا تو میں دو ٹوک لاتا ہوں یہاں خواجہ پٹ کر لشکر میں آئے نور الدین سے ملاقات کی سب حال بیان کیا نور الدین نے کہا اب آپ تشریف رکھیں میں کل خود جاؤنگا میں نے لوح کو دیکھا اُس میں حکم نکلا ہو کہ سکان عرش پر وازو بہمن شعبدہ باز نہ کا مرحلہ بلیکا لندا آپ تشریف رکھیں اب کسی احتیاج نہیں میں سمجھ لوں گا دوپہر رات گئے تک دربار میں جلسہ رہا یہی صلاح رہی سکندر شانی بھی بیٹھے رہے مگر نجم اختر شناس خبر دے رہا ہو کہ لشکر پر کچھ آفت آیا جاہتی ہو سکندر نے کہا اونچے اختر شناس حقیقت میں تمہارے حکم میں فرق نہیں پڑتا مگر کسی مجال ہو کہ اس لشکر طفرات پر نگاہ ڈالے دیوانہ کر کے ماروں یہ فرما کر دربار برخواست کیا سکندر اپنے مقام پر گئے نور الدین اپنی خواب گاہ میں آئے خواجہ عمر و کا جو طریقہ ہو



ایک شہدے کی شکل بنکر ایک خالی دوکان میں اڑے مگر بک رہے ہیں کہ آج تو ہٹایا جان گئیں وہ وہ دائون ہری ہیں کہ دوسرے بننے کیے تھے مگر رات کا دن ہو گیا اور دن کی رات ہو گئی عجیب بات ہو گئی ہم تو اس دائون پر جان دیتے ہیں لیکن یہ جو پریان ناچتی ہیں ایکا کچھ اعتبار نہیں یکا یک ایک آندھی چلی اسکے بعد آگ برسنے لگی نجم اختر شناس کو تو خیال تھا کہ ضرور لشکر میں ہنگامہ ہو گا اور بہت سے بندگان خدا ضائع ہونگے جیسے ہی لشکر میں پلڑا ہوا یا رحیم دیا کریم کی صدا بلند ہوئی پکار اٹھے کہ اوپر دروکار اس آفت سے بچا قطع

بر حال من خستہ و دریش نگر

شاہ ز کرم بر من درویش نگر

بر من منگر بر کرم خویش نگر

ہر چند نیم لایق بختایش تو

یہ پلڑا جو ہوا سب سے پہلے نجم اختر شناس بارگاہ سے اپنی شکل آیا نکلا دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہو ہو اکا وہ زور ہو کہ نخل اکڑ اکڑ کر گر رہے ہیں آپس میں بھائی سے بھائی باپ سے بیٹا چھٹ گیا اسباب عیش و حبش لٹ گیا نجم نے بنگاہ غور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک عورت اور ایک مرد کھڑے ہوئے سحر کر رہے ہیں ناگاہ طرف سے دست راست کے بجلی چکی نجم نے پہچان کر رفرت جادو جو اپنے مقام پر بیٹھا تھا اُس نے سنا کہ عمر و نے شہرت کو ذلیل کیا اور مضبوطی کو ایسا حقیر کیا کہ آخر اُس نے اپنی جان دی سوچا کہ بے اپنے جاے کچھ نہ ہو گا اس وقت آکر پہونچا اور سے آکر دیکھا کہ شفیق جادو اور سمین عذار آسمان سے آگ برسا رہی ہیں یہ دیکھ کر رفرت بہت گھبرا یا کہ انکو کیونکر خبر ہوئی یہ کیوں آئے غرض سامنے آکر صاحب سلامت کی دونوں نے جو اپنے افسر اعلیٰ کو دیکھا سلام کیا رفرت سے شفیق نے سب حال بیان کیا کہ ملکہ کے ساتھ میں بھی چلا آیا ہم دونوں ملکہ تمام لشکر کو تباہ کر دینگے رفرت نے کہا میں بھی شریک ہوں یہ کہنے کے ساتھ ہلایا ہوا تیز ہوئی آگ برسنے لگی نجم اختر شناس نے اول ہوا کو روکا پھر ایک ابر بنایا کہ جس پر آگ کے شعلے گرتے تھے اسی ابر پر رہ جاتے تھے زمین پر اہل فوج کو تسکین حاصل ہوئی لیکن ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں کہ اس ہوا کے زور سے خیمے گرے پڑتے ہیں آپس میں ٹکرا رہے ہیں اور اہل فوج کا یہ حال ہو کہ جا بجا اڑتے پھرتے ہیں اور ان تین شخصوں نے سارے لشکر میں



اگل بلبل والدی ہو مجھ پر طرح سے تدبیر کرتا ہو آخر سوچا کہ طلسم کشا کو خبر کروں ورنہ تھوڑے عرصے میں آفت برپا ہوگی آخر گھبرا کر خیمہ نور الدہر میں آیا پانٹوں پر ہاتھ رکھ کے شانہ راہے کو جگایا جب نور الدہر اٹھے مجھ نے سب کیفیت بیان کی کہ حضور رفرف خود آگیا ہر چند کہ میں انتظام کر آیا ہوں مگر حضور کے چلنے سے مطلب نکل آئیگا نور الدہر خیمے سے نکلے لوح گلے میں پہنے ہوئے لوح محفوظ بھی گلے میں تیغ طلسمی قبضے میں لباس طلسمی زیب جسم آ کے دیکھا ایک ساحر تاجدار آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہو ایک عورت اور ایک مرد پشت پر ہو نور الدہر نے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

ہمارے اوج رفعت شاہباز عرصہ مرزی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو دور زرم کا ہمیش صد ہزار ان الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرات ہندو شتم	بقادر ایک دست برو شتم
ظفر بریلان عرب یا فتم	شہ نوجوانان لقب یا فتم

نعرہ نور الدہر کی صدا جو بلند ہوئی زمین تختہ رانی مگر رفرف نے اشارہ کیا کہی نہراہ طائر خستہ سے اڑے اور پھر درختوں پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگے اس زمزمہ سرملی میں یہ آواز ہی نظم

دیکھتے غیر عداوت سے ہیں قاتل کی طرح	یاد جانان میں تڑپتا ہوں جو بسمل کی طرح
ہوں وہ مجھوں کہ غبار اڑ کے مرا بعد فنا	گرد اس غیرت لبلی کے ہو محل کی طرح
خجر عشق نے مجروح کیا ہے ایسا	بستر غم پہ تڑپتا ہوں میں بسمل کی طرح
آبلے فرقت ساتھی میں پڑے ہیں ایسے	صاف ہو خوشہ انگور مرے دل کی طرح
اپنی زلفیں وہ بناتے ہیں نہ کیوں سودا ہو	کہ گلے پڑتی ہیں عاشق کے سداہل کی طرح
شب کو الٹی رخ جانان سے ہوا نے جو نقاب	صاف چہرہ نظر آیا مسہ کامل کی طرح
آج وہ ترک شکر جو مجھے یاد آیا	دل تڑپتا ہی رہا رنج میں بسمل کی طرح
عاشقوں کو جو گلستان میں وہ گل یاد آیا	دل پیوے نالہ کنان غم سے عنادل کی طرح
بجر کے رنج اٹھانے سے جو واقف تو بھی	دل ترا بھی کہیں آجائے مرے دل کی طرح
رخ پر نور سے اسے جو اُلٹ دی ہو نقاب	شب و صلت ہو مکان ماہ کی منزل کی طرح
مہ نو سے مجھے کیا قتل کرے گا گردون	اب تو خجر لیے پھرتا ہو یہ قاتل کی طرح



شاید اُسکے رخ رنگین سے ہو منظور سوال  
محتسب آیا ہو بیچانے میں پھر اسطوت

بلبلو شاخ پہ گل ہو کف سائل کی طرح  
ٹوٹ جائے کہیں شیشہ نمرے دل کی طرح

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر نے کئی تیر بار سے کہ طائرون کے دو سار ہوئے  
طائرون کر گئے ایک طائر کھلان سب کا افسردہ بڑھ بڑھ کے زمرہ سر ملی کرتا تھا نور الدہر  
نے جب اُسکو تیر بار اتو سب طائر جل گئے ایک سناٹا ہوا رفرف نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ  
نور الدہر نے مجھکو تاکا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشتا تھے سمجھ لو نگاہ کھلے پٹھا چاہا نکلا جان  
کہ سکندر ثانی اپنی بارگاہ سے نکل آئے رفرف کو جو دیکھا کہ اے شہر یار یہ دشمن بزرگ ہو  
بڑے فتور کر بیچا یہ کھلے سکندر نے لکارا کہ اور رفرف خبردار آگے نہ بڑھنا جدھر رفرف  
جاتا ہو دیکھتا ہو دیوار آہن گھری ہو لیٹ آتا ہو سکندر نے آواز دی اے شہر یار اب تیرا یہ  
یا لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہو لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پیکان تیرا یہ  
اسم حاشیہ لوح دم کر کے مارو نور الدہر نے اسم پڑھا پیکان پر دم کیا اب جو تیر جوڑ کر مارا  
کب خطا کرتا ہو سینہ پر کینہ رفرف پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا رفرف کا لاشہ زمین  
پر گرا بس دیکھتے ہی سمجھیں عذار و شفیق جا دو بھاگے اور بھاگ کر نکل گئے اپنے لشکرین  
پہونچے یہاں کئی نہراں جوان جو لشکر نور الدہر کے جلے تھے لوح کا پانی اُتیر چڑھا کہ سب  
کے سب زندہ ہو گئے پھر عافیت پٹ کر بارگاہ میں آئے خواجہ غرو نے جو دیکھا کہ شفیق  
اور سمین بھاگے خواجہ اُنکے تعاقب میں چلے راہ میں اگر رنگ و روغن عیاری کا لکھا  
رفرف کی شکل نکرا آواز دی کہ اے رفیقان ہمدوم و اے انیسان با کرم ذرا ٹھہر جاؤ سمین عذار  
نے دیکھ کر کہا اور لطفت دیکھو کہ رفرف تو مارا گیا تھا وہ تو ہمکو پکار رہا ہو دونوں اُتر آئے  
خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا اور کہا کہ اے سمین عذار و شفیق اسکو نوش کرو  
زندگی جاوید لیگی مجھکو لا کر خداوند نے کھلایا تھا ایک سیب میں تمہارے واسطے چرا  
لایا کہ اپنے دوستوں کو کھلاؤنگا شفیق و سمین عذار نے نصف نصف کھایا کھانے  
کے بعد دونوں ناچنے لگے شفیق نے کہا اے سمین عذار میں تو پاس خداوند کے  
جاتا ہوں اب ملاقات نہ ہوگی میں چاہتا ہوں کہ آج کی شب اور رہ جاؤں تو مراد ملے



سیمین عذار نے کہا کہ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو بیہودہ باتیں کرتا ہو خیر دار ایسا ارادہ نہ کرنا  
 تحقیق نے ہاتھ بڑھایا سیمین عذار نے تماچہ مارا میان رفرفت کتے جاتے ہیں ہان ہان  
 رزونین ای سیمین عذار کیا نقصان ہو کتنا اسکامان لویہ اب طرف عدم کے جائیگا اسکی  
 حسرت نہ باقی رہے سیمین عذار نے جواب دیا کہ تم قبول کرو مسافر عدم کا کیا اعتبار ہو آخر  
 دونوں میں خوب جوتی پینا چلی ٹر بھڑکرو دونوں پہوش ہوئے خواجہ نے دونوں کے سر  
 کاٹ لیے کپڑے اتار لیے لاشہ ہاے برہنہ دونوں کے جنگل میں پڑے رہے فنا کے کار  
 شہرت جہان پیمار انکی فکر میں جنگل میں کھرا تھا کہ کان میں اسکے آواز آئی کشتی مرانام  
 من ملکہ سیمین عذار جادو و شفیق جادو بودیہ آواز سنکر شہرت جھپٹا جنگل میں آکر دیکھا  
 کہ دونوں کے لاشے پڑے ہیں حیران ہو گیا کہ انکو کس نے مارا سوچا کہ اب خدمت استاد  
 میں چلو آکر حاضر خدمت ہوا عرض کی استاد سیمین عذار و شفیق قتل ہو گئے خواجہ نے  
 کہا میں نے بھی سنا تھا کہ رفرفت کو طلسم کشا نے مارا وہ دونوں جنگل میں مارے گئے اور  
 کپڑے اُنکے میرے پاس ہیں شہرت سمجھا کہ یہ کام استاد کا ہو شہرت تو خدمت خواجہ میں  
 رہا خواجہ نے کہا اے شہرت تافتح طلسم خدمت میں طلسم کشا کی رہو جب لشکر ایک مقام پر  
 قایم ہوگا اور صاحبقران بھی آویگے تو تمکو عمدہ ملیگا شہرت نے کہا یہ تو میں سمجھا لیکن  
 امیدوار ہوں کہ اگر حضور کے کیے تدبیر ہو سکے تو ہمیشہ خدمت میں نور الدین کی رہوں  
 مجھے خلق شاہزادے کا بہت پسند ہو خواجہ نے کہا انشاء اللہ یہی تدبیر کر دیں گے یہ کہ شہرت  
 کو شہزنگ سے ملو یا شہزنگ نے شہرت کو پسند کیا مگر نور الدین بدیع الزمان نے  
 شب کو تو آرام فرمایا صبح کو اٹھے نماز سے فراغت حاصل کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا  
 کہ مہراے پر آشوب داینے پر ہو اسکو طو کر کے صحراے ویران میں پہونچو مہراے ویران  
 میں ایک نخل چنار ہو اسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہو اسکو تیرے مارو وہ جہان پر  
 گرے اس نخل کو اکھیڑو دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا اس نقب سے سیدھا راستہ مرحد سکان  
 عش پر وازدہ میں شعبدہ بازہ کا ملیگا مگر لوح سے غفلت نہ کرنا یہ وہ ساحر ہیں کہ قدم  
 با قدم سحر کرتے ہیں جلد مہرا سحر سے معمور ہیں نور الدین اٹھے سب سے رخصت ہوئے مگر



سکندر ثانی مخفی شاہزادے کے ساتھ ہوئے سحر کر کے آسمان پر اڑ گئے طائر کی شکل بن کر  
 دیکھتے ہوئے جاتے ہیں نور الدہر اس صحرا سے گزر کر ایک صحرائین پہونچے کہ نہایت ویران  
 کھد دست میدان تھا اسکو ٹو کرتے ہوئے چلے بوٹے لے کر دے کے برائے تعظیم اٹھ رہے ہیں  
 کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گنبد پر سوار دس بارہ ہزار جوان جلو میں  
 مرکب تازی کچھی بیتی عراقی ہمراہ گنبد سے کو اڑاے ہوئے آتا ہوا دور سے نور الدہر کو دیکھا  
 عیار سے کہا دریافت تو کر یہ جوان کون ہو اس صحرا سے ویران میں کیونکر گزر رہا عیار  
 نے بڑھ کر نور الدہر سے نام پوچھا انھوں نے نام اپنا مفصل بتایا اس عیار نے جا کر اس  
 پہلوان سے کہ جب کا نام سہیل ارہ کشت ہو کہا کہ طلسم کشتا اس جوان کا نام ہو یہ سنکر سہیل نے  
 کہا اب طلسم کشتا کی یہ مجال ہوئی کہ ان جنگلوں میں تنہا پھر تا ہو پکار کر آواز دی کہ اے شیر پیشہ  
 صاحبقرانی اب آگے نہ بڑھنا منہ سہیل ارہ کشت تلوار کھینچ کر قریب آیا فوج سے آواز دی  
 کہ اس جوان کو سب ملکر گھیر لو سب فوج نے بلوہ کیا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باشندہ کافر  
 بیچارہ اے نایکار ان پر دغا منہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ایک  
 سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوئے عین گرمی جنگ ہو وہ لوگ نور الدہر کو گھیرے  
 ہوئے ہیں ہر طرح چاہتے ہیں کہ شاہزادے کو گرفتار کر لیں مگر کسکی مجال ہو کہ شیر پر ہاتھ ڈالے  
 نور الدہر نے جدھر گھوڑا بڑھایا لاشوں کا انبار کر دیا سوار و پیدل لڑ رہے ہیں بعضے نیزہ  
 مار کر بھاگتے ہیں کہ بوق ترک کی کی آواز کان میں آئی نور الدہر سر اٹھا کر دیکھنے لگے غضنفر  
 اسد کو دیکھا کہ اسپ باد پر سوار اسی ہزار فوج ساتھ بوق ترک کی ٹھیک رہا ہو معلوم ہوتا ہے  
 کہ صور اسرافیل ٹھیکادور سے جو غضنفر نے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوئے ہیں نعرہ کیا  
 کہ باشندہ کافر ان بیچارہ ان پر دغا منہ شہنشاہ قزاقان غضنفر نامدار تلوار کھینچ کر  
 گرا نور الدہر غضنفر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ آج اس سے ملاقات ہو گئی رات اس کے  
 ساتھ بسر کر نیگے صبح کو مرحلے پر جائیں گے مگر غضنفر نے جو پٹری جمائی تیغ روئین شکات  
 کھینچا افکا تیغ کھینچا کہ اسی ہزار تلواریں کھینچائیں دیوانوں نے پھر ہری لی اب جوفوج سہیل  
 گرے چین چین کے افسروں کو مارا فوج کو پامال کر دیا دشمنوں کا عجب حال کر دیا نور الدہر نے



پکار کر آواز دی کہ احوں اور ہم سے ملاقات کر کے جانا غصہ نہ کرنے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا ہوا  
 قریب علدار کے پہونچا علدار فوج کو ترغیب دے رہا ہو علم کے پھر ہر سے کہو لہو بیے ہیں آگے  
 آگے نقیب یہ آوازیں لگاتے ہیں کہ یارو دنیا نا پاؤں دار ہو اسکا کیا اعتبار ہو جو کہتے ہیں وہ  
 کرو ایسی لڑائیاں کبھی نہ دیکھی ہو لگی کس و معوم و معام سے دونوں شیر لڑ رہے ہیں جیسے ہاتھ  
 مارا اسکے دو ٹکڑے کیے نور الدہر ہر چند چاہتے ہیں کہ اپنے کو قریب سہیل کے پہونچاؤں مگر  
 فوج کے وہ ریلے ہیں کہ ایک کو قتل کیا دس آگئے غصہ نہ کرنے کو متفرق کر دیتا ہو ہر طرف سے  
 آواز آتی ہو کہ یارو ہم یہ جانتے تھے کہ طلسم کشا اکیلا ہو اسکا تو بڑا دغا کار آیا جس نے ہمارا استمراؤ  
 کر دیا ہو لاشوں سے میدان بھر دیا ہو نقیب پکار تے پھرتے ہیں نظر

جسکو دیکھو وہ ہو پریشان و شش  
 آستین زن چراغ عقل پہ ہو  
 تپ ہو اسر و خوشنما پیدا  
 تپ ہو لالہ زیب محفل باغ  
 جعفری نے دکھایا تپ رخ زرد  
 تپ نظر آئے گیسو سنبل  
 ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان  
 تپ گلستان میں گل ہوا اظہار  
 چشم نرگس جھکی ہو سو سے زمین  
 کسی محبوب کا ہو سبب ز قن  
 غافل و کل من علیہا فان  
 باغ میں آہشار روستے ہیں  
 ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم  
 خاک اڑا نے لگی نسیم مھر  
 کرے اللہ خاتمہ بالجبر

عافلان باغ یہ نہیں دلکش  
 اس چین کی ہو اسے بہمن جو دی  
 خاک جب ہو گئے قدر عنا  
 لالہ رو دلچہ لیکنے جب داغ  
 جب مئے میکشان محفل درو  
 جب ہوے خاک صاحب کا کل  
 مر گئے جب نہرا غنچہ و ہان  
 گل ہو جب چراغ عارض یار  
 نرگسی چشم میں جو دفن یہ بین  
 شاخ پر ہو جو سبب زیب چین  
 عند لیون کے ہیں یہی الحان  
 خاک میں نکلر خان جو سوتے ہیں  
 دیکھ کر بے ثباتی عالم  
 جب ہو اصر صخران کا ڈر  
 یہ گلستان نہیں ہو قابل سیر



یہ آوازیں سنکر مردوں کو جوش ہوا بتکلف مصروف جنگ ہوئے مگر حربہ ہائے نور الدہر  
 سے بتنگ ہیں چار طرف سے حربے پڑ رہے ہیں مگر نور الدہر سب کے حربے خالی دیتے  
 ہیں کسی کو تلوار سے مارا کسی کو نیزہ مار دیا کسی کو گرز مارا کہ پیوند خاک کر دیا علمدار نے  
 جو غضنفر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کمسن کہ پشت مرکب پر اچھی طرح سے پٹری نہیں جتنی باگ تھامے  
 ہوئے گھوڑا اڑا رہا ہو جس غول پر جا پڑا افسر ہی کوتاک کر مارا علمدار نے ہاتھی بڑھایا  
 چمڑ کو بغل میں دیا ہے ہوئے پھر ہرا ہوا میں اڑ رہا ہو جسیر تعزیت بقراط تانی سر قوم  
 للکارا کہ او طفل بے ادب او مصر تو آہستے تو آنکھ ملا غضنفر فرزند اسد نامدار حیت و جلال  
 بیباک ٹوکتے ہی گھوڑا پھیر دیا جیسے ہی سامنے پہنچے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے  
 سپر پر روکا خیال کیا کہ اسکا مار ڈالنا بہتر نہیں ہاتھی کی سوڈ کاٹ دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا  
 ہر چند علمدار روکتا ہو مگر سوڈ سے پرنا خون کا بہتا ہوا ہاتھی بھاگا جاتا ہو غضنفر نے  
 قزاقوں کو اشارہ کر دیا قزاقوں نے نیزے پشت پر مارے عیار نے بڑھکر جنگی بان  
 داغ کر پھینک مارا بان جو جا کر پھٹا ہاتھی اسقدر تر پڑا کہ علمدار گرا چمڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئی  
 پھر ہرے کی دھجیان اڑ گئیں آخر ہاتھی نے علمدار کو گرا کر پامال کیا روندتا ہوا طرے  
 صحرا کے نکل گیا کئی سو جوان ہاتھی کی وجہ سے قتل ہوئے سوار چمڑ سے گرے پیدل اور  
 سوار پامال ہوئے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا مسکرا کر فرمایا اے برادر ما شاء اللہ  
 مگر نور الدہر نے دیکھا کہ غضنفر اس فکر میں ہیں کہ لڑ چمڑ کز کلجاؤں نور الدہر گھوڑا اپنا  
 بڑھا کر قریب آئے غضنفر نے جھک کر سلام کیا نور الدہر نے کہا بر خور دار اے فرزند  
 برسوں کے بعد ملاقات ہوئی ہو مگر تم بھاگا چاہتے ہو ہم چاہتے ہیں آج شب کو تمہارا  
 ساتھ رہیں ہم تم ایک ہی بار گاہ میں بیٹھیں غضنفر نے کہا ایسا ہی ہو گا کہ سہیل نے قریب  
 آکر نور الدہر کو لکارا غضنفر نے کہا میں مقابلہ کروں نور الدہر نے کہا تمہاری کیا  
 احتیاج ہو میں سمجھ لوں گا نور الدہر گھوڑا چمکا کر سامنے سہیل کے پہنچے سہیل نے ہاتھ  
 تلوار کا مارا غضنفر نیزہ لیے کھڑا ہو کہ رہا ہو کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے جو کوئی آیا اسکو  
 نیزہ مار کر گرا دیا کئی جوان غضنفر نے اسی مقام پر مارے لاشوں کے انبار کر دیے



اگر سہیل نے جو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کر کھائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر میں ہاتھ  
ڈال کر اٹھا لیا چاہا چرخ و بیکاروں سہیل نے آواز دی کہ الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان ہو  
سہیل نے کہتا ہوا زندہ ایم بندہ ایم جیتک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابانی نہ کرونگا نور الدہر  
نے ہاتھ سے رکھ دیا سہیل قدموں سے لپٹ گیا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ اپنا  
نہ اٹھائے اہل فوج بھی رکتے تلوار روکی سہیل کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج  
نے بھی کلمہ پڑھا سہیل نے حکم دیا بارگاہ استاد ہوئی نور الدہر کو بہ اعزاز و اکرام بارگاہ بین  
لایا نور الدہر مسند پر بیٹھے غضنفر بھی آکر بیٹھا شہزنگ تغلق بین نور الدہر کے آیا تھا  
داخل بارگاہ ہوا نور الدہر نے فرمایا آج میان غضنفر ٹھہر گئے ہیں اور شہزنگ کچھ سامنے  
انکے گاؤ شہزنگ نے سنا نہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند شروع کیے **نظم**

ہاے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس  
تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس  
بیٹھے بٹھلاے یہ کیا جی میں سما یا افسوس  
حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس  
ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس  
ہاے کیوں زخم جگر میں نے دکھایا افسوس  
عمر بھر مجھ کو محبت میں گر لایا افسوس  
زلف میں اسکی عبث دلو پھنسایا افسوس  
ان حسینوں سے نہ کیوں دلو بچایا افسوس  
آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس  
بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

دل لیا عشق نے دیوانہ بنایا افسوس  
کیا خطا مجھے ہوئی تھی کہ جلا نے کو مرے  
دل دیا اُسکو جو پیر حم بھی نا قدر بھی ہو  
بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا  
ہاے محفل میں تری آنے کے قابل نہ رہا  
کسنی سے تو غش آیا اُسے پچھتا ہوا  
کبھی ہنس سنے کے نہ کین آپ نے دو دو باتیں  
ہاے الجھن ہو شب و روز پریشانی ہو  
اب جو بیٹھے ہوئے پچھتاتے ہیں کیا ہوتا ہو  
اتھوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا  
قبر میں بھی ارمان سدا ہو سطوت

دو پہر رات گئے تک جلسہ عیش و نشاط آراستہ رہا نور الدہر غضنفر سے حال پوچھا کیے  
غضنفر نے عرض کی بھائی صاحب قریات تو میں نے سب تباہ کر دیے سب قریوں میں  
بادشاہ کے نام کا گزوسکہ جاری ہو جس روز حضور مقابلے میں بقراط کے پہونچیں گے



گمارین ساتھ لیکر وہ آویگے سب لڑینگے یہی سب سے وعدہ ہوا آپ کے اس لشکر سے زیادہ وہ  
گنوار ہونگے کئی لاکھ تو پاسی آئیگا زمیندار اپنے اپنے قریبون سے پہونچیں گے بڑے بڑے  
تعلقدار راجہ بابو بھی آویگے دوپہر رات گئے نور الدہر اٹھے بارگاہ آرام میں غصہ فضا ہوا  
نور الدہر کو پہونچا کر پٹے نور الدہر نے کہا بھائی کہاں جاتے ہو چھپر کھٹ تو موجود ہو آرام  
کر و غصہ فضا نے کہا آج آپ کے تشریف لاسنے سے بڑا حرج واقع ہوا سب قزاق باہر فرشت  
ہیں میں اُنکا افسر ہوں اُسی مقام پر جا کر آرام کرونگا نور الدہر خاموش ہو رہے مگر تماشا  
دیکھنے کو اُٹھے دیکھا غصہ فضا جا کر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے دائرہ ہاتھ میں لیکر جانے لگے  
سب قزاقوں نے آنکھیں کھولیں چہار بیت ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ ہو کہ شہنشاہ قزاقان  
آگے غصہ فضا ایک ایک سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں قزاق بھی خوش غصہ فضا بھی غصہ فضا  
نور الدہر کو بڑی حیرت ہوئی شہزنگ سے فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب اس مجمع میں  
بہت خوش رہتے ہیں یہی حال اُنکے والد نامدار کا رہا جیسے نظر کردہ ہوئے یہ حرکات  
ترک ہیں اب تو بڑے سلیس ہیں خدا نے اُنکو یہ فخر عطا کیا تمام اقلیموں میں نام ہو گیا  
کہ اسد غازی فتاح طلسم ہو شہر باب لشکر میں اُنکے مثل کون ہو شہرت بھی حاضر ہو کر  
بارگاہ نور الدہر میں سویا نور الدہر چھپر کھٹ پر لیٹے ہیں کروٹیں لے رہے ہیں زمین نہیں  
آتی یاد میں معشوقان پر پچھرہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں اُنکا خیال کر رہے ہیں نظم

فرقت نے تیری دل کو ستا یا یہاں تلک  
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی سیری واہ وا  
اسد رجبہ آگ عشق کی دل میں بھڑک گئی  
آزروہ مجھے کیا سنگ دلدار بھی ہوا  
بارگناہ سر پہ جو تھا تھاک کے رہ گیا  
رسوا بیونکا آپ کی اسد رجبہ تھا خیال  
حیا د پر کتر کے رہا کیوں کیا مجھے ہو  
کھینچی جو ایک سینے سے آہ شیر فشان

آیا کمال ضبط میں شکوہ زبان تلک  
مجھے عزیز میں نے نہ کی اپنی جان تلک  
جل جلکے خاک ہو گئے سب استخوان تلک  
آکر نہ کھائے اُسے مرے استخوان تلک  
افسوس میں پہونچ نہ سکا کاروان تلک  
دل جل گیا پہ منہ سے نہ نکلا دھوان تلک  
میں کس طرح سے جاؤں بھلا آشیان تلک  
چھالے نہرا روں پڑ گئے دل سے زبان تلک



دفتر شکایتوں کے ہیں صد ہا بھر سے ہوئے	میں حال دلکا انکو سناؤں کہاں تلک
ہلچائیں گے یقین ہو سب قدسیوں کے دل	نالہ پہونچ گیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہانمیں	کیا لطف ہو سوال جو آیا زبان تلک

نور الدہر بھی اٹھ بیٹھتے ہیں کبھی اس سوچ میں کہ ایسا نہ ہو مالکان مرحلہ کے بڑے  
 زور و شور سے ہیں خیال ہو کہ لشکر کی تباہی پر ہاتھ ڈالیں اس سے تو عاجز ہیں کہ طلسم کشا  
 پر قبضہ نہیں ہو سکتا لشکر ہی اُنکا ستائیں لیکن سکندر ثانی ایسا بادشاہ موجود ہو وہ ضرور  
 حفاظت کریگا لشکر کو تباہ نہ ہونے دیگا اس فکر میں بیٹھتے تھے کہ ایک صدائے دردناک  
 کان میں آئی کہ ای فلک کج رفتار و اوگردون غدار کہاں تلک کج روی کریگا افسوس ہو کہ اسی  
 حسرت میں جان گئی اب مستفیض بہ ملاقات نہ ہونگے ہائے کیا کروں کہ کیا بے لطف  
 زندگی کٹی یہ صد اپو وری آئی نور الدہر کا دل دکھ گیا شہرت نے جو دیکھا کہ آقا بیٹھے ہیں  
 تو یہ بھی اٹھ بیٹھا نور الدہر نے کہا اے شہرت ایک تکلیف تکو ونگے عرض کی جو ارشاد  
 ہو وہ بجالاؤں نور الدہر نے کہا یہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون نعرے کر رہا ہو کون آفت کشیدہ  
 بجران دیدہ ہو شہرت روانہ ہوا باہر آ کے دیکھا ایک نخل کے سائے میں ایک جوان  
 تاجدار لباس پھٹا ہوا اگر بیان چاک چہرے پر خاک جسم پر میل جما ہوا ملول و حزین بیٹھا  
 ہو ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہو کہ ای فلک کج رفتار کہاں تلک ستائیکا شہرت نے قریب آ کر پوچھا کہ ای  
 نوجوان تو کون ہو ہمارے آقا نور الدہر نے پوچھا ہو اس جوان نے سر اٹھایا آنکھوں  
 سے آنسو بہنے لگے کہا اے شخص کیوں میرا حال پوچھتا ہو اور جس شخص نے مجھ کو بچھوایا ہو  
 وہ کون بزرگ ہو شہرت نے کہا نبیرہ صاحبقران شانزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
 بہادر جری فتاح طلسم خیال سکندری یہ سُکر وہ جوان ہنس پڑا کہا اے شہر تیری جانب  
 سے عرض کر کہ حضور تکلیف فرمائیں اور تشریف لائیں تو مجھ پر احسان ہوگا حال مفصل  
 عرض کروں شہرت یہ سُکر پٹا خدمت نور الدہر میں آیا نور الدہر بیقرار رہے تھے  
 آواز میں برابر آرہی ہیں ولیپر چوٹ پڑتی ہو حسرت و یاس دل سے لڑتی ہو دروازے پر  
 بارگاہ کے تہل رہے ہیں کہ شہرت حاضر ہوا عرض کی کہ حضور ایک جوان تاجدار



نہایت مضطرب و بقیار رہی مگر حضور کو طلب کرتا ہی آپ کا نام سنکر بحال ہو گیا نور الدہر فوراً  
 روانہ ہوئے شہر ت پیچھے پیچھے جب صحرائین آئے تو دیکھا کہ وہ جوان اٹھا ہوا جد میں ہی  
 طرف آسمان کے دیکھ کر پکارتا ہو کہ اوی پروردگار آج تو مسیحا کا نام سنا مگر بھتک آئے تو کیا  
 عجب ہو کہ علاج ہو جائے نور الدہر نے پکار کر آواز دی اوی جوان میں آپہونچا امیدوار  
 ہون کہ اپنے حال مصیبت سے آگاہ کر اس جوان نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑ کر قدموں  
 لپیٹ گیا کہا اوی شہر پارین نے عالم خواب میں دیکھا تھا کہ طلسم کشتا تیری مدد کو آئیگا شکر ہو کہ  
 آپہ بھتک آگئے مصباح تاجدار غلام کا نام ہو قلند صبح یہاں سے قریب ہو وہاں  
 رہتا ہوں ملکوں کا خراج آتا ہو ایک دن واسطے شکار کے نکلا شکار گاہ میں خود  
 شکار ہوا ایک ہرن کو شکار کیا تھا کہ سامنے سے بوند لہ گرد کا اٹھا پھر دیکھا کہ ایک  
 نقابدار صرغ پوش نے آکر بھکو لکارا کہ کیوں تو نے میرے صید پر ہاتھ ڈالا میں نے  
 جواب دیا کہ صحرائین سب شکار کھیلتے ہیں میرے سامنے شکار آیا میں نے بھی تیرا ریا  
 اس میں کیا خطا ہوئی اس نقابدار نے کہا تو نے بڑی خطا کی میں تجھ کو قتل کرونگا میں نے  
 یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈاکر بھکو اٹھا لیا چند  
 کہ میرے چند رفیق کھڑے تھے مگر انکو ایسا لکارا کہ کوئی متعرض نہیں ہوا نقابدار  
 چرخ دیتا ہوا بھکو لے گیا صحرائین بارگاہ استاد تھی اس بارگاہ میں لیگیا بارہ ہزار فوج  
 اتڑی ہوئی اندر بارگاہ کے لیجا کر بھکو بٹھایا آپ مسند پر بیٹھا حکم کیا کہ معشوق کو لاؤ یہ سنکر  
 چند ملازم گئے ایک معشوق پر پچھرا موسوم بہ گوہر دندان بہ ناز و کرشمہ آئی پہلو میں آکر  
 اس کے بیٹھ گئی آپس میں باتیں ہونے لگیں میں نے جو اس آفت جان کو دیکھا پسینے پسینے  
 ہو گیا اس معشوق نے میری جانب دیکھ کر نقابدار سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہو نقابدار  
 نے بیان کیا کہ اسے میرا اہو صید کیا میں اسکو گرفتار کر لایا ہوں اس میں جبین نے ہنسر  
 کہا اوی نقابدار بہادر اسکو رہا کر دو خطا معاف کرو اب کبھی اس صحرائین نہ آئیگا اور  
 میرے قریب آ کے ناز سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا اوی گرفتار دام مصیبت  
 میں تجھے وصیت کرتی ہوں کہ اس صحرائین کبھی نہ آنا اور پھر نقابدار سے کہا کہ اسکو آزاد



کرد و غریبون کو آزار نہ پہونچاؤ نقابدار نے بھگور ہا کر دیا مگر عمدے لیا میں جو بارگاہ نقابدار  
 سے نکلا دل قابو میں نہ تھا گھر بار سب چھوڑا سلطنت سے منہ موڑا اسی غل کے نیچے قیام کیا اٹھا  
 پہر دیا کرتا ہوں مگر حوصلہ نہیں پڑتا کہ اُس نقابدار کے مقابلے میں جاؤں امیدوار ہوں کہ  
 وہ مشوق بھگودلو اور بھیجے نور الدہر نے کہا چلو میں جا کر غصہ منفر سے رخصت ہواؤں مرکب پر  
 سوار ہو کر آتا ہوں انشا اللہ اُس نقابدار کو سزا دے گا یہ کہہ کر لشکر میں آئے غصہ منفر کو خست  
 کیا ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا تھا نور الدہر مرکب پر سوار ہوئے پاس مصباح تاجدار کے  
 آئے دیکھا تمام صحرانوج سے بھرا ہوا ہو مصباح تاجدار تخت پر تکیں ہوا ہل فوج تخت کو  
 گہرے پین نور الدہر کو جو آتے ہوئے دیکھا تخت سے کود کر قدموں سے لپٹ گیا کہا  
 اوقاتے نادر آپ کے جانے کے بعد خد متگزار حاضر ہوئے میں نے اُن سب کو اسی مقام  
 پر جمع کیا تخت پر سوار ہو کر بیٹھا انتظار حضور کر رہا تھا بارے حضور تشریف لائے خیمہ بارگاہ  
 سب حاضر ہو نور الدہر آگے آگے مصباح تاجدار تخت پر فوج پشت پر علمہاے رنگاری  
 پر تعریف آئی و لغت رسالت پناہی مرقوم ہو نور الدہر نے مصباح تاجدار سے پوچھا  
 کہ ایو برادر تم مسلمان ہو مصباح نے عرض کی ایو شہر یار یہ سرحد قلعہ حلب ہو وہ جو عبد الجبار  
 و عبد القہار حلبی سردار قزاقان مسلمان ہوئے میں اُنکا پوتا ہوں نور الدہر نے یہ سنکر  
 مصباح کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ایو مصباح تم تو ہمارے عزیز ہو تمہارے جد عالی  
 تبار لشکر صاحبقران میں موجود ہیں ہکو بڑی خوشی حاصل ہوئی اس کو و فر سے اشکر کو یہ  
 ہوئے اُس صحرا میں پہونچے دیکھا بارگاہ نقابدار استاد ہو لشکر اُترا ہوا ہوا ہل لشکر نقابدار نے  
 جا کر نقابدار کو خبر دی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آپ کے مقابلے میں آئے ہیں اور مصباح ساتھ  
 ہو نقابدار صحبت میں بیٹھا تھا ہنسکر کہا کہ طلسم کشا کی قضا لائی ہو مصباح تاجدار کو گھسکر  
 مار دے گا اپنے نزدیک طلسم کشا کو بہہ دولا یا ہو وہ سزا دے کہ طلسم کشا ساری طلسم کشائی  
 بھول جائیں چند در بند جو قلعہ کیے اسپر یہ غرور یہ صحرائے ویران کہلاتا ہو کبھی کسی نے  
 یہاں فتح نہیں پائی بہت تاجدار و ملک و مالاکہ انکا اب نشان نہیں اُنکی اولاد اکثر  
 مقابلے کو آئی مگر شکست کھا کے بھاگی مصباح کیا بچھا ہو کہ طلسم کشا کو لیکر آیا ہو بڑی



سنراپائیگا آخر بھاگ جائیگا یہ کہہ کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے شہر سے نکلے اگر نور الدین کو خبر دی کہ حضور نقادار بہت مغرور ہوئے اسے طبل جنگی بجوایا ہو نور الدین نے مصباح سے کہا تم بھی طبل جنگی بجو اور انشاء اللہ میدان میں سمجھا جائیگا سارا غرور نکلیا جائیگا کیونکہ شہر سے کچھ نکلے معلوم ہوا کہ یہ نقادار کون ہے شہر سے نکلنے کی غلامی نے دریافت کیا کہ یہ نقادار ساہوکار ہے اسی صحرا سے ویران کا مالک ہے جو فنا قند اسطرت سے نکلا اسکو لوٹ لیا پیشہ فرائض پر پھر ہوتی ہے اسی صحرا میں رہا کرتا ہے نور الدین نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا یہاں بھی طبل جنگی بجایا دو دنوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں ہر ایک طرف یہی ہنگامہ ہے کہ طلسم کشا ہر اسے مقابلہ نقادار مصرع پوش آئے دیکھتے کیا گزرے چار پہر رات تیاری میں بسر ہوئی جبکہ نقادار زرتین پوش بعد جوش و خروش ملک مشرق سے نکل کر صحرا سے ملک زبردستی میں آیا فوج ضیا اور شعاع نے صفین یا ندھین اور نور الدین ہر نماز سے فراغ حاصل کر کے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوئے مصباح تاجدار تخت پر چھ نہراں جوان مسلح و مکمل پس پشت میں دو دنوں لشکر میدان کارزار میں آکر جے نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کرکاکہ رہے تھے ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

کرکیتوں نے جب کہا یہ کرکاکہ	دل مرد و نکا بہر جنگ بھڑکا
ہاں نامور و وہ نام کرنا	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم جو نہ اب نہ سام باقی	مرد و نکا فقط ہو نام باقی

کہ نقادار نے گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر سلحشوری کی رک کر کھڑا ہوا پسینہ چپک رہا چکار کر آواز دی اور فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں طلسم کشا صاحب کے انتظار میں ہوں کیا سمجھ کر آئے ہیں اب میدان میں حال کھل جائیگا یہ سن کر نور الدین نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے مصباح تاجدار کے آئے عرض کی اور شہر پار اجازت میدان کی ملے مصباح نے عرض کی حضور کو پروردگار مظلوم و منصور کرے آپ کو خدا کے سپرد کیا اب نور الدین سلام کر کے طرف میدان کارزار کے چلے نقادار نے جو نور الدین کو آئے ہوئے دیکھا گروہ سپر کا لیکر برائے نگاہ و بڑھاجب نگاہ چلی نقادار کا گینڈا پانچ قدم ہٹا



اور مرکب نور الدہر تین قدم مگر نقابدار سبغ ملک گنبدے پر بیٹھا کہا اے طلسم کشتا تھنے کیون یہ  
تکلیف فرمائی ایسا نہ ہو کہ آپ کو صدمہ پہونچے نور الدہر نے کہا اے نقابدار اصلاح کی یہ صورت  
ہو کہ گو ہر دند ان کوئی معشوق ہو اسکو حوالے مصباح کے کر دے یہ شکر نقابدار بہت جھلایا کہا  
اے طلسم کشتا کس سے ہو سکیگا کہ اپنی معشوقہ کو اور کے حوالے کر دے یہ کہنے نیرہ مارا نور الدہر  
نے نیرے کو نیرے کی سنان پر لیا آپس میں نیرہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں ایک  
مقام پر نور الدہر نے نیرہ کا ٹھکانہ تھپڑا مار دیا نیرہ ہاتھ سے نقابدار کے ٹھکلیا نقابدار نے  
گرز پر ہاتھ ڈال دیا خبردار خبردار کہ گرز مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا گرز کا غبار بلند ہوا  
نقابدار نے آواز دی وہ مارا نور الدہر نے گھوڑا اڑایا آواز دی ارے کسے مارا میں تیرا  
حریف موجود ہوں گرز طلسمی کو جنبش دی خبردار خبردار کہ گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز  
پر روکا غبار بلند ہوا نقابدار نے جو گرز کو گرز پر روکا ہاتھ کاٹنے گرز گرز پر پڑا وہاں سے جو  
گراسر پر گنبدے کے آیا گنبدہ نقابدار کا مارا گیا نقابدار گنبدے سے کودا تلوار کھینچ کر چاہا  
کہ گھوڑا نور الدہر کا پڑ کر ون نور الدہر نے جھپٹ کر کلائی پر اسکی ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ  
پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں ہر چند کہ اول میں نور الدہر کو گرنی  
معلوم ہوئی تھی مگر جب لوح پر ہاتھ پھیرا گرمی موقوف ہوئی بہ لطف لڑ رہے ہیں نور الدہر  
نے وہ وہ گھستے مارے کہ نقابدار دنگ ہو رہا ہو کئی مقام پر پکڑ لائے گردن پر گھٹنہ رکھ کر  
ایسا گھستے مارا کہ نقابدار کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرعہ ٹکڑے ہو گئی گھبرا رہا ہی ہر متر  
چاہتا ہی اپنی جان بچاؤن جان بچا کر نکلیاؤن مگر شیر کے قبضے سے نکالنا دشوار ہو غرض شام  
تک الجھ الجھ کے لڑا شام کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے طلسم کشتا اب جا کر آرام کرو رات کو ہم تم  
جاں بازی کریں گے کون دیکھے گا نور الدہر نے کہا ہمارا دستور یہی کہ بنے زیر و زبر کیے میدان  
سے نہیں پلٹتے اور بادشاہوں کو کیا مشکل ہو رات کا دن ہو سکتا ہو روشنی کو حکم دید و  
سب دیکھیں گے نقابدار نے دیکھا کہ طلسم کشتا نہیں چھوڑتے زبردستی ہاتھ چھڑا کر الگ کھڑا  
ہوا کہا میں اب نہ لڑوں گا نور الدہر نے بڑھکر ہاتھ پکڑا کہا میں نہ جانے دوں گا ہر چند نور الدہر  
نے چاہا نہ جانے دن مگر نقابدار ہتھیار اٹھا کر یہ کہہ چلا کہ اب میں کل مقابلہ کروں گا نور الدہر



ناچار ہوئے شہرت تریب کھڑا تھا اُسے عرض کی اسی شہر بار پلٹے مارے سے بھگایا بہتر ہو  
 آخر نور الدہر مجبور پلٹے یہ تو اپنی بارگاہ میں آئے مگر صرع پوش جو پلٹا بارگاہ میں اپنی آکے  
 بیٹھا گوہر دندان آئی کہا ای جان جہان اور بھی تنے سنا مصباح تا جدار تمپر عاشق ہوا ہی  
 طلسم کشا تمھاری نسبت سوال کرتا ہوں میں نے جواب صاف دیا گوہر دندان نے کہا کہ ای  
 نہال جاو دو سالہا سال گزرے کہ تو نے مجھے تہجد کیا مگر آجتک میں تیرے قبضے میں نہ آئی  
 امر اصلی سے ہمیشہ انکار رہا اگر وہ تقاضا کرتا ہو اور مناسب ہو تو میری ذات کے واسطے فساد  
 نہ کرو مجھ کو حوالے کر دو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں جا کر مصباح کو زہر دہونگی اور پھر میں  
 تمھارے پاس چلی آؤنگی نقابدار نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ای گوہر دندان تمھارے  
 عشق میں ہمیشہ رنج و ملال اٹھائے تم ہمیشہ انکار ہی کرتی رہیں کبھی وعدہ پورا نہیں کیا  
 میں تو اپنی خوشی سے نہ دوں گا آج جا کر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتا ہوں اگر دستیاب ہوتا ہو تو جا کر  
 مصباح کو لانا ہوں یہ کہنے اٹھا گوہر دندان بیٹھی رہی نہال جاو و اڑتا ہوا لشکر میں  
 نور الدہر کے پہونچا زمین پر اڑا مٹلتا ہوا سامنے بارگاہ مصباح کے پہونچا سحر کیا کرنگہاں  
 سو گئے پردہ اٹھا کر اندر آیا مصباح کو دیکھا سورہا ہو سحر کر کے اٹھا لیا لیکر روانہ ہوا لیکن  
 شہرت ایک مقام پر پڑا سورہا تھا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا وہی ساحر مصباح کو لیے جاتا  
 ہوا راہ ہوا کہ چل کر عیار ہی کروں مگر نہال جاو و پر پرواز پیدا کر کے چلا شہرت ناچار ہوا کہ  
 اب یہ تو آسمان پر جاتا ہی میں کیا تدبیر کروں بارگاہ نور الدہر پر آیا جا کر قدموں پر ہاتھ رکھا  
 نور الدہر نے آنکھ کھول دی سامنے اپنے شہرت کو پایا پوچھا خیر تو ہو عرض کی حضور وہی  
 جاو و گر آیا تھا مصباح کو اٹھا کر لے گیا میں نے چاہا تھا کہ جا کر عیار ہی کروں مگر وہ سحر کر کے  
 بلند ہوا میں ناچار ہو کر لیٹ آیا آپ کو جگایا نور الدہر اٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے  
 طرف لشکر نقابدار کے چلے یہاں نقابدار مصباح کو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا سامنے معشوق  
 کے ڈال دیا کہا لو صاحب یہ تمھارا عاشق ہو یہ وہی شخص ہو کہ طلسم کشا کو لایا میں اسکو ابھی  
 قتل کروں گا گوہر دندان نے مصباح کو جو اس حال میں دیکھا سہر جھکا لیا کہا ای نہال جاو  
 اس بدعت سے کیا فائدہ اگر مناسب جاو اسکو رہا کرو و اسکا قید رکھنا بہتر نہیں ہوا



منہال جادو یقین ہو کہ طلسم کشتا اسکی رہائی کو ضرور آئے جب وہ اسکے ساتھ آئے تو یقین ہو کہ ضرور یہاں آکر اسکو رہا بھی کریں اور ہر حال میں اسکی مدد کریں یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور ساو بھاگنے لگے لغز شیر کی آواز آئی باشیدا کو کا فران پچھا وایا بکار ان پردہ غا آگاہ ہو جاؤ منہم نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے سے جو آئے منہال جادو اٹھا کہ نور الدہر ہر پڑھ کر دے مگر نور الدہر نے مصباح کو جو پڑے ہوئے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا کہ اوسا حرمکار اس قید کرنے کو بڑی بات جانتا ہو بہتر یہ ہو کہ مصباح کو رہا کر دے اور معشوقہ اپنی اسکے حوالے کر دے منہال کو تو اپنے سحر پر ناز ہو آگ بر سادی مگر نور الدہر ہر آگ تاثیر نہیں کرتی ہر طرف گر رہی ہو اسی کے ساحر جل رہے ہیں ہر مرتبہ منہال سحر کرتا ہو کبھی تلواریں بر سائیں لیکن کوئی تلواریں نور الدہر پر نہ گری نور الدہر سحر کو دفع کرتے ہوئے برابر منہال کے پہونچے جب منہال نے دیکھا کہ نور الدہر میرے قریب آگئے تلواریں کھینچ کر بہ کیا اب جو نور الدہر نے تلواریں کو تلواریں پر روکا بہت سے شعلے سر پر گرے مگر کسی کی تاثیر نہ ہوئی الجھاؤ سے ہاتھ نکال کر ہاتھ بار اکھچک کر تلواریں گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری منہال کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ چلی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا ہم من منہال جادو و بور مارے جانا منہال کا سب ساحر امان مانگنے لگے آکر قدموں پر گرے مسلمان ہوئے ان سب کو تسخیر کر کے اب نور الدہر آگے بڑھے پردہ پڑا ہوا تھا پردہ اٹھایا گوہر وند ان نے جو نور الدہر کو دیکھا اپنی جگہ سے اٹھی اٹھ کر سلام کیا قدموں کو نور الدہر کے بوسہ دیا نور الدہر نے مصباح کو بلایا کہ یہ معشوقہ موجود ہو مصباح نے جو معشوقہ کو دیکھا چاہا جھپٹ کے معشوقہ کو مین لپٹ جاؤں کہ گوہر وند ان نے کہا اے مصباح خیال تو کر وہ کہنے دلوں تمہارا ہجر حبیبلا اس ساحر کو نہ قبول کیا ہر روز چاہتا تھا کہ عصمت کو بگاڑ دے مگر اپنے کو بچا یا اتنی یہ کیفیت ہو قلم

دامن سے جو بھڑکی تو گریبان میں لگی آگ  
ہیں بھول کھلے یا ہو گلستان میں لگی آگ  
وہو نکایہ ہوا شہر بد خشتان میں لگی آگ  
آہیں یہ اٹھیں خاتمہ زندان میں لگی آگ

سوز غم فرقت سے دل و جانیں لگی آگ  
کیوں دل نہ جلے ہجر میں گلگشت سے گلچین  
لالی جو لگائی لب گل رنگ پہ تہنے  
بجھ سوختہ دل کو جو کیا قید جنوں میں



یارب یہ کہاں سے دل نالان میں لگی آگ  
خار ایک طرف دشت کے دامان میں لگی آگ  
آنسو جو ہے گرم تو مرگان میں لگی آگ  
عشاق میں غل ہو کر پرستان میں لگی آگ  
کیا حشر کے دن دفتر عصیان میں لگی آگ  
اکدن نہ نقاب رخ جانان میں لگی آگ  
سطوت پس مردن تن بجان میں لگی آگ

اس شعلہ رخسار کا پھر عشق ہوا کب  
نکلا جو مر سے پاؤں کے چھالوئے لہو گرم  
تا تیر ہوئی سوز غم، جیسے کی ایسی بد  
پوشاک ہو پہنے ہوئے ہیں سرخ پر نزار  
میں رہ ہوں گنگار کیے گرم جو تالے  
کیا سچہ ہو شعلہ عارض سے نم بیان  
بھڑکی جو ہو سینے میں مرے آتش فرقت

مصباح کے اس وقت مار سے خوشی کے بند قبا ٹوٹ گئے دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا  
او جان جہان و او آرم دل مشتاقان یہ امید نہ تھی کہ حیات میں نکو پایا ہو گا مگر طلسم کشا کے  
قربان کہ بیری مشکل آسان کی ایسے دشمن کو مارا کہ جس نے ہزار ہا بندگان خدا کو قتل کیا لوگوں  
نے بیان کیا کہ حضور پڑے پڑے قافلے جو ادھر سے گزرے انکو اسنے لوٹ لیا کون گذر  
کر سکتا تھا اگر رئیس اسپر چڑھائی کر کے آئے تو یہ بھاگ کر پہاڑ پر جاتا تھا وہ لوگ پڑے  
پڑے چلے جاتے تھے مگر طلسم کشا کیا صاحب اقبال ہیں کہ آتے ہی اسکو مار لیا مہلت نہ دی  
کس لطف سے جنگ کی ہو سب فوج عاجز ہو گئی یہاں تو یہ باتیں تمہیں مگر یہ خبر سکندر ثانی  
نے کل لشکر کو پہونچائی اور پنجہ نے بھی کہا کہ آقا سے نادر صحرائے ویران میں ہیں شاہزادیاں  
پریشان ہو رہی ہیں تمہیں مشتاق تمہیں کہ جمال دیکھیں آخر سب نے کوچ کیا اور شہر نگ نے  
آکر خبر پہونچائی کہ صحرائے ویران میں شاہزادہ پہونچا تھا مصباح تاجدار کی معشوقہ دلوئی  
مہر ال جواد کو مارا سب لشکر نور الدہر کا اسی صحرائے ویران آیا آقا کو اپنے دیکھا کہ مسند پر جلوہ  
فرمایا میں مصباح پہلو میں بیٹھا ہوں کہ سب سردار اکڑے قدم بوس ہوئے سکندر نے سب  
حال پوچھا نور الدہر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا بڑا خیال بھکو غضنفر کا ہو کہ عجب بیباک  
ہو ہر مقام تک اسکا اقبال اسکو پہونچاتا ہو نور الدہر نے حال غضنفر سکندر سے بیان کیا  
سکندر نے عرض کی حضور اب عرصہ نہ کریں عرصہ ہونے میں مقام خوف ہو ایسا نہ ہو دشمنان  
حضور کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں نور الدہر نے کہا صبح کو جاؤنگا سکندر سے وعدہ فرما کے



بارگاہ مین اگر بیٹھے سب سردار جمع ہیں کہ صحرائے گرد و اڑی ایک پہلوان قوی تن قوی من  
 موسوم بہ کلنگ نیزہ باز اگر پہونچا مقابلہ نور الدہر مین اتر آتے ہی طبل جنگی بجوایا دھر  
 ہر کارون نے خبر نور الدہر کو دی نور الدہر نے بھی حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجا سکندر سے  
 فرمایا کہ اے سکندر اب میں یہ اسے طلسم کشائی کیونکر جاؤں سکندر نے کہا حضور تشریف  
 لے جائیں ہم لوگ پہلوان سے سمجھ لیں گے نور الدہر نے کہا وہ جاتے وقت روکیگا اقسوت  
 کیا تدبیر ہو سکندر نے کہا غلام روک دیکھا نور الدہر نے کہا یہ مجھ کو گوارا نہیں کہ غیر ساحر  
 کو ساحر روکے بڑی بدنامی ہوگی اور مشکل یہ ہو کہ اس سرحد میں ہم شکل میرا موجود ہی رہے  
 انکو خبر پہونچگی وہ اپنے مقام پر مضحکہ خیز گئے خاص دربار میں ذکر ہو گا کہ ساحر و ن کے  
 بھروسے پر طلسم فتح کیا مجھے شرمندگی ہوگی لہذا کل جھٹ پٹ اس سے فیصلہ کر کے میں  
 قریب درخت چنار جاؤنگا یہاں سے وہ پیر معلوم نہیں ہوتا مگر اسی حوالی میں وہ نکل ہی  
 سکندر نے عرض کی حاکمان مرحلہ نے یہ پیچ ڈالے ہیں چاہتے ہیں کہ طلسم کشائی میں دیر ہو  
 در بند بنیاد کر رہے ہیں ہر چند کہ آپ فتاح ہیں آپ کے آگے کسی کی حقیقت نہیں گزری  
 ہوگی انکا مطلب بن پڑیگا یقین ہو کہ در بندوں کے حاکم اگر سر کرین ہر چند کہ جسے غلام کا  
 نام سنا وہ رک گیا اور بھی جا بجا ذکر ہوتا ہو کہ لشکر طلسم کشا میں سکندر ثانی بادشاہ ہیں  
 نام حقیر کا لشکر ساحر مقابلہ لشکر حضور میں نہیں آتے رات بھر یہی صلاحین رہیں چار پہر  
 رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا طلسم

عالم آفتاب نکلا جب	فوج انجمن ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہ گرد ہو ۱۰	رونق تخت لاجور و ہو ۱۰
ہوا میدان چرخ سے اکبار	سدا بنم سپاہ رو بہ فرار

نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہوئے چار سو ساڑھے چار سو سردار نور الدہر کو گھیرے  
 ہوئے طہاس انتظام کرتے ہوئے پشت پر لشکر گران ساحر و غیر ساحر آمادہ حرب و  
 پیکار سکندر ثانی تخت پر بزم اختر شناس دار سطوے ثانی ہمراہ رکاب سعادت آہستہ  
 اس جاہ و حشم سے میدان کارزار میں پہونچے کہ سامنے سے گرد و اڑی آمد لشکر



کلنگ نیزہ باز شروع ہوئی پلٹین سب کے آگے کلنگ نیزہ باز گینڈے کو  
 بڑھاے ہوئے پشت پر فوج ظفر موج اس جاہ و حشم سے کلنگ نیزہ باز بھی مقابلے  
 میں آیا فوج کو جایا بعد ترتیب لشکر نقیبوں کو اشارہ ہوا نقیبوں نے بڑھ کر اشعار عبرت  
 آمیز پڑھے بڑھ بڑھ کے پکار تے تھے کہ اے مردان کبوشیدنا جامہ زناں نہ پوشیدن سرد  
 روز جنگ است جنگ باید کرد ملکہ کوشش نام و تنگ باید کرد ملکہ کہاں ہو رہتم اور سام  
 کیا ہوا سہرا ب پر کیا گزری ہر جہان کا ذکر رہ گیا گزر کے مقام پر ذکر آتا ہو خاک مارا  
 سکندر سا جلیل نوشیروان ایسا عادل حکومت میں کامل یہ سب شاہان جہان کیا ہوے  
 جس بانی نے انکو بنایا پھر بگاڑ دیا آخریوں نے خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا کر اب یہ میدان  
 باقی بقول شاعر مصرعہ یہ سب بنے خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا کر اب یہ میدان  
 کارزار ہو جس بہادر کو اپنا نام روشن کرنا ہو نکالکجرات دکھائے سامنے حریف کے  
 ابرو پر بل نہ آئے تا نام نامی اس صفحہ عالم پر ثبت رہ جائے جب کبھی ذکر آئے تو شمشیر  
 تعریف کریں یہ کمر نقیب بٹے کلنگ نیزہ باز کمر مجموعہ رہا ہو گینڈا اپنا بڑھا یا میدان  
 میں آکر نیزہ ہلانے لگا جب خوب نیزہ ہلا چکا تو گینڈے کو بڑھا کے آواز دی کہ اے فرقا  
 خدا پرستان جسکو تمنامگ کی ہو وہ نکلے اور میرے مقابلے میں آئے مگر سو اے طلسم کشاک  
 اور کسی کو نہیں چاہتا نام جو نور الدہر کا لیا طہماس کا ارادہ تھا کہ میں مقابلے میں جا کر  
 کلنگ نیزہ باز سے لڑوں مگر جب اُسے دوبارہ نور الدہر کا نام لیا تو اُسے باگ کو روکا  
 نور الدہر نے مرکب بڑھا یا سامنے سکندر کے آئے عرض کی اے شہریار اجازت میدان  
 لے سکندر نے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھ کر عرض کی خدا کے سپرد کیا نور الدہر مرکب کو  
 اڑاتے ہوئے چلے مرکب باور خوار و فرار طرار سے بھرتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا  
 میدان کارزار میں آکر پہونچا جیسے ہی اس ملعون نے نور الدہر کو قریب پایا گینڈا اپنا  
 بڑھا کر چکا ورن ہو افر و عنان لگا ورن بدولت سپر و بد نمودہ قوی دست را دست برد  
 کلنگ نے پوچھا اے جوان تیرا نام نامی کیا ہوتا نام و نشان اپنا ظاہر کر فرما بگو نام خود را  
 درین انجن کہ کیا بسیار تند آمدی سو سے سن میں ہیں چاہتا ہوں کہ تجھکو قتل کروں



گرفتار کر کے لیجاؤں مگر تو نے بے ادبی کی کہ سلام نہ کیا اگر سلام کرتا شاید مجھ کو رحم آجاتا اب زندہ  
 بچوڑو نکالو اور الدہر نے کہا او سفرو زربان بند کر یہ مقام میدان کار نہ رہو کچھ جرات دکھا اُسے  
 کہا حیر کر نور الدہر نے کہا ہمارا دستور نہیں کہ پہلے حملہ کریں جب تیرے حربے سے مجھ کو  
 پروردگار بچائے گا تب ہم بھی حملہ کریں گے اور اگر تیری ضرب ہی نہ اٹھا سکے تو پھر اختیار ہو کلنگ  
 سا نیزہ مارا نور الدہر نے تیرے کونیرے کی ستان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا چالیس طعین  
 رد و بدل ہوئی تعین کہ نور الدہر نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیر مار دیا نیزہ ہاتھ سے کلنگ کے  
 ٹکلیا کلنگ کو بہت ہی غصہ آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر  
 نے بازو بچا کہ کلانی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا مڑوڑ کر تلوار چھین لوں مگر کلنگ لپٹ پڑا آپس میں  
 کشتی ہونے لگی کلنگ ہر چند چاہتا ہو کہ زیر کروں مگر خجہ قافلہ نہیں ہوتا نور الدہر فرماتے  
 ہیں کہ او کلنگ میرا قبضہ میں آنا بہت دشوار ہو کلنگ کہتا ہوں مشکین باندھ کر لیجاؤں گانا  
 نہ دوں گا دیکھو تو کیا حال کرتا ہوں نور الدہر نے جواب دیا کہ تمہارے زور ہی سے معلوم ہوتا  
 ہو ریل پیل کے دونوں جانب سے زور ہو رہے ہیں لیکن ہر کاروں نے جو دیکھا کہ ٹرائی  
 الجھ گئی خبر لیکر بھاگے سکان عرش پر وازدہمن شعبدہ باز اپنے قصر میں بیٹھے ہیں یہی  
 ذکر ہو رہا ہو کہ نہیں معلوم کلنگ نے جا کر کیا کیا سکان کہتا ہو کلنگ بلاے روزگار ہو  
 طلسم کشاکشا جی چھڑوا دیگا بہمن کہتا ہو طلسم کشاکشا سے سربر نہ ہو گا بڑے بڑے پہلوان اُسکے  
 ہاتھ سے مارے گئے زیر بھی ہوے کیسے کیسے پہلوان اُسکے ساتھ ہیں رفیق قدیم اُسکا  
 ہرگز بیشیہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عنقول دیو پر ورتب  
 ہو جسکے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے جسکے زور و شور اور حالات ایرج نامہ  
 میں درج ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے یہ ذکر دربار میں ہو رہے ہیں کہ ہر کام سے دور  
 ہوے آئے کافروں کو کافروں نے بدو عادی قطعہ او سرت سیر تاخران یہ چند ہلہ  
 شکست طبل تا سکان بدر نہ ہلہ گرز آتش ہزار رنگارنگ ہلہ بر سر تو موکلان ہر نہ ہلہ  
 سرکار کی عمر کوتاہ ہو طلسم جلد تباہ ہو کلنگ جا کر خوب لڑا اب اسوقت طلسم کشاکشا سے کشتی  
 ہو رہی ہو بہمن نے کہا کوئی ساحر تیرے پر واز جائے اور جا لے ایسا سو کرے کہ طلسم کشاکشا کا زور کٹے



اور کلنگ کا زور بڑھے کلنگ زیر کر لیگا قسطیر جادو اپنے مقام سے یہ اٹکرا اٹھا کہ اس  
سرداران نامی غلام کو حکم ہو کہ یہی فعل جا کر کروں اس طرح کا سحر کروں کہ طلسم کشا منسوب  
ہو یہ کہکریں وغیرہ سے رخصت ہو از بین بین غرق ہو کر چلا اس مقام پر آیا کہ جس مقام پر  
دونوں جوان لڑ رہے ہیں ہر چند سحر کرنا ہو مگر نور الدین ہر جب کلنگ کو پکڑ لاتے ہیں تو ایسے  
گتے مارتے ہیں کہ کلنگ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہے الجھ الجھ کے کھلتا ہے قسطیر حیران ہے  
کہ کیا تدبیر کروں باعث یہ ہو کہ لوح گلے میں طلسم کشا کے پڑی ہو ایک گوشے میں جا کر کھلا ایک  
نخل کے نیچے سبزنگون کھڑا سوچ رہا ہو کہ کیا تدبیر کروں قضا سے کار شہرت کی نگاہ پڑی کہ  
ایک نخل کے نیچے ایک ساحر کھڑا ہو کچھ بڑبڑا رہا ہو یہی چاہتا ہو کہ کسی طور سے لوح لون  
شہرت نے شہرنگ سے کہا کہ مرشد زادے دیکھیے وہ سامنے ایک ساحر آیا ہو مگر دور  
کھڑا ہو اسکو کسی تدبیر سے ماریے شہرنگ نے ایک گویے کی شکل بنائی شہرت سے کہا  
ایک نو جوان کی شکل بنکر تیار ہو جاؤ شہرت ایک نو جوان گویے کی شکل بنا کان میں ایک  
چھلا پڑا ہوا مشروغ کا پانچا سر پہنے ہوئے انگرکھا بہت معقول جوتا بھاری پاتوں میں  
زنگین روپہ گلے میں پڑا ہوا گلوڑی کتے میں یہ صورت بنکر سامنے شہرنگ کے آیا از  
سزنا پاشہرنگ نے دیکھا اور بہت تعریف کی شہرنگ ڈھول بجاتا ہوا چلا شہرت نے  
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

<p>بٹھا ہوں میں حسینو لئے اپنا چھپائے دل میں عاشقوں کے خاک میں تو نے ملائے دل تشریف لائیے جو کسی روز میرے گھر وہ گلبدن گلے سے لے کر شب وصال افسوس قیاس و واقعہ فرما دے گئے ہوش و قرار و صبر و خرد آپ لے چکے پہلو کو چاک کر کے نکل آیا ہمدرد مکملین کی آرزو میں تو ارمان آئین گے</p>	<p>ڈرتا ہوں دام کمر میں انکے نہ آئے دل تجھ پر خدا کرے کہ کسیکان آئے دل انکم میں غلام پاتوں کے نیچے بچھائے دل اس درجہ ہو خوشی کہ نہ پھولوں سمائے دل اب داستان عشق کی کسکو سنائے دل اب کچھ نہیں ہو پاس ہمارے سوائے دل کبتک بھلا فراق کے صدمے اٹھائے دل خالی کبھی رہیگی نہ مہمان سرائے دل</p>
---	--



او یار چہین لیتے ہیں ناز و ادا سے آپ  
 مانند شمشیر ٹوٹا ہو سنگ فراق سے  
 سطوت وہ ایک دم بھی نہ ٹھہرے ہمارے پاس  
 کس طرح آپ کو کوئی عاشق دکھائے دل  
 پہنے سنی ہو کالون سے اپنے صدا سے دل  
 اُنے بیان کرنے کو تھے ماجر اے دل

قطمیر نے جو دیکھا کہ ایک گویا گاتا ہوا آتا ہوا اور بڑے دھڑلے سے بجا رہا ہو کہ مہرا گونج رہا ہو اکثر  
 طائر آشیانوں سے سر نکال کر آوازیں سن رہے ہیں قطمیر نے پکار کر آواز دی میان گائے  
 والے ذرا ادھر آؤ بڑے میان نے سلام کیا قطمیر نے کہا آپ کا مزاج کیسا ہو بڑھے نے  
 کہا ہم تو آپ کے پرانے میراثی ہیں آپ چھوٹے سے تھے آپ کے گھر پر جایا کرتے تھے آپ  
 اپنی ماں کی گود میں ہوتے تھے آپ کی ماں بڑی خوش مزاج تھیں اُنکا پردے سے جھانکنا  
 اور کہنا کہ ماں گویا وہی شعر گاؤ جس میں ہجر کا ذکر ہو میں گھڑیوں کھڑا ہو کر گاتا تھا آپ اپنی  
 ماں کی گود میں پہرہ پہنا کرتے تھے اب تو یہ عنایت خداوند بقراط ہوئی کہ دائرہ موخج  
 والے ہوئے ہوا اب کیا پہچانیے گا ہم آپ کی ماں کے دیکھنے والے ہیں اکثر آپ کے  
 باپ خفا بھی ہوتے تھے مگر ماں نے آپ کی کبھی نہیں مانا ضرور دروازے پر آئی تھیں  
 اب مجھے افسوس ہوتا ہو کہ وہ بڑھیا ہو گئی ہو لگی قطمیر نے کہا ماں نے ہماری انتقال کیا  
 بڑھارو نے لگا کہا ہاں بڑا داغ دے گئیں قطمیر نے کہا اب باتیں نہ بناؤ وہی اشعار گاؤ  
 میں ایک کام سے کھڑا ہوں شہزنگ نے پوچھا کیا کام ہو قطمیر نے کہا طلسم کشا سے  
 کلنگ لڑ رہا ہوں جبران ہوں کہ لوح کیونکر لون بڑھے نے کہا میں ابھی لوح لیے لیتا  
 ہوں آپ نہ گھبرائیے یہ گلوری کہا ہے منہ میں تمام نہ ہونے پائیگی کہ میں لوح لیکر فوراً  
 آتا ہوں یہ کہکے ڈبیا سے گلوری نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا لو بیٹا کھالو قطمیر نے منہ کھولا سمجھیں  
 شہزنگ نے گلوری دی قطمیر نے کہا بڑے میان صاحب معلوم ہوتا ہو تمبا کو بہت  
 پڑا تھا شہزنگ نے قریب آکر کہا تمبا کو تو نہیں مگر ذرا اسی سنکھیا اسمیں پڑ گئی میں مجبور  
 ہوں ادھر شہرت نے کہا اے اپنی ماں کے یار و فادار کو نہیں پہچانا قطمیر جھپٹا کہ گرفتار  
 کر لون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی قدم اٹھاتے ہی گر کر بیہوش ہوا شہزنگ نے بڑھکر اُسکو  
 قتل کیا ادھر تو یہ قتل ہوا ادھر نور الدین کلنگ کو لے دوڑے دس قدم پر لا کر کہہ مارا دونوں



گھٹنے آتشا بہ زمین ہوئے کمزین ہاتھ ڈال کر لغزہ کیا سر سے بلند آیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں  
 شائے چت گرا کو در چھاتی پر سوار ہوئے کہا او مغرور شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو جب  
 کلنگ نے کچھ جواب نہ دیا نور الدہر نے چیر کر پھینک دیا ساتھ والے رونے پٹتے بھاگے  
 وہاں بہمن کہ رہا تھا کہ یقین ہو قطمیر کا خاتمہ ہوا میرے مالے کا موتی ٹوٹ گیا کہ رونے  
 پٹنے کی آواز آئی ہمراہیان قطمیر نے آکر فریاد کی کہ اے شاہان جلیل افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ  
 بھاگ آئے ورنہ قتل ہوتے نور الدہر پٹے بہمن نے کہا خیر اگر یہ فقرہ نہ چلا تو میں اور تدبیر  
 کرتا ہوں پھر بہمن نے کہا میں تدبیر کر چکا اب طلسم کشا کو آنید و آتے ہی انکو نوٹکا کیا میرے  
 ہاتھ سے سج سکتے ہیں یہاں نور الدہر کا کلنگ کو مارا کہ جو پٹے سکندر وغیرہ زرتشار کرتے  
 ہوئے لے چلے بارگاہ میں آکر بیٹھے سکندر نے کہا اے شہریار آج کا دن بھی ناغہ کیا حضور  
 تاب درخت چنار نہ پہونچے نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دیر ہونا باعث خرابی ہو  
 جس وقت قتل کلنگ سے فراغت پاؤ اسی وقت جاؤ نخل چنار کو جا کر اکیڑ و نقب میں  
 داخل کرو نور الدہر تلوار ٹیک کر اٹھے جملہ سردار قدموں سے لیٹ گئے سکندر نے  
 کہا اے شہریار وقت شب ہو ایسا نہ ہو دشمنوں پر کوئی افتاد پڑے تو غلام بکس دے بس  
 ہو جائیں گے اہل طلسم ہمیر و باؤ ڈالیں گے ہر چند کہ غلام آپ کا حرمین کسی سے کم نہیں  
 ہو مگر طلسم کے عجائب و غرائب سے خوف آتا ہو نور الدہر نے کہا مجھ کو لوح حکم دیتی ہو میں  
 خلاف حکم لوح نہ کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ لوح سے ہوشیار رہو نہ گنا سکندر مجبور ہو گیا  
 نور الدہر تنہا چلے مگر ہمارے مرصع پوش نگاہ بچا کر اٹھی کہتی ہو جو کچھ ہو مگر شہنشاہ اوسے  
 کا ساتھ و زندگی ہر چند کہ مقدمہ طلسم بہت سخت و صعب ہو مگر پروردگار معین و مددگار ہو ایسا  
 نہ ہو وقت شب ہو شہنشاہ راہ راستہ بھولے نور الدہر کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے  
 کہ دیکھا ہمارے مرصع پوش آتی ہو فرمایا اے ملکہ عالم تمہنے کیوں تکلیف فرمائی ہمارے کہا  
 آپ تشریف لیجیے میں ہمراہ چلوں گی ہر چند نور الدہر نے منع کیا مگر ہمارے مرصع پوش نے  
 نہ مانا ناظرین پر واضح رہے کہ نور الدہر وقت شب طرف مرصع کے جاتے ہیں اور ہمارا  
 ہمراہ ہو ذکر انکے پہونچنے کا تحریر کیا جائیگا



دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر  
مع قزاقوں کے تیس ہزار فوج ہمراہ ہی پہونچنا برسر قلعہ مینانگار و مقابلہ  
مینانگار جادو سے اور دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساتی نامہ صفت

<p>اسو ساتی و کشش و دل آرام رنگین مزاج ہون شرابی چندے اسی جا پہ اب رہون گا ساتی کوئی جام بھر کے لانا سلطان سریر و لبر ہی ہو مخلو ہو شراب غم سے مینا اسو ساتی بادہ جو آتی اس کو بہ عشق ڈھالتا ہون ہو جوش پہ فصل بادہ خواری رندون کو پیام یہ پہونچ جائے مفتاح الہم ہی بادہ خواری ساتی سے جو ہو یہاں ملاقات وعدے کی وفا پہ بین نکلا ہون گستاخ ہون دست و پا بڑھاؤن بہوت غریق عشق و لذت ہر رند کو جام غم کی خواہش مینا سے قلم ہی برسر جوش او کلک مدار ہی تجھی پرینہ</p>	<p>وے بادہ لارہون کا اک جام بھر دے کوئی پھول سی گھلا بی کیفیت عشق کچھ سوونگا + آسان نہیں میکدے میں آنا باتون میں یہ کیفیت بھری ہو مشکل نہ ہو جام غم کا پینا ہو رنگ شراب ارغوانی مطلب دل کا نکالتا ہون آج آتی نظر یہ نگاری ہر بادہ گسار رنگ کچھ لائے نکلے کہیں آرنہ و ہساری ہو رنج بین پھر بسر نہ اوقات ساتی تجھے بہت گھلا ہون شوخی تجھے ناز سے دکھاؤن ظاہر ساتی کی ہو گئی ہمت معلوم ہوئی نہ اسکی کاہش رندون کے بھی اڑ گئے ہیں اب بھی اب عشق کی منزلون کو سر کر</p>
--	--



لکھا جو قلم نے عشق کا حال مین حاکم ملک و لبری مہون ایو بلبیل کلک نغمہ پر واز سلطان سر پر حسن و الفت	ظاہر مہو اپھرہ جان چنچال اور دولت نظم سے غنی مہون کر قلعہ حسن و عشق آغاز ہین راہ نور و دشت کلفت
--	--

چہرہ بلاکشان صحرائے پر بلائے صعوبت و مفتیان دار القضاے سمیت اس داستان  
شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف و افتخار مذاق حسن بیان و مینوسینہ  
قلعہ شاہان و تحریر کر چکا ہوں کہ بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قبا و قزاقون کو ساتھ لیکر  
چلے ہیں اور ملکہ سرو و لکشا ہمراہ ہیں یہ ظاہر ہو کہ یہ غیر ساحرہ ہی مترلین طو کرتے ہوئے  
ساتھ ایک قلعے کے پہونچے ہیں قلعہ مینا نگار جبکہ مینا نگار جادو مالک ہو اسی مہرا  
مین بادشاہ اتر پڑے جب بادشاہ اتر چکے مینا نگار جو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نوبت لقا  
کی آواز کان مین آئی بادشاہ لشکر کو جو دیکھا ساتھ کھڑے ہیں اسنے پٹ کر پوچھا کہ یہ کون  
لوگ ہیں جو ساتھ قلعہ مابدولت کے آکر اترے ہیں جا کر منع کرو ایک ساحر یہاں سے  
چلا ساتھ بادشاہ کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر براے تسلیم خم ہوا عرض کی ایو شہر یار نام  
نامی حضور کا کیا ہو ہمارا بادشاہ پوچھتا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جا کر کہہ دو کہ سعد بن قبا و بادشاہ  
لشکر اسلام واسطے ایک شب کے اس مقام پر اترے ہیں صبح کو چلے جاؤنگے تمہارا کچھ  
نقصان نہ کریں گے ساحر نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہو کہ ابھی لشکر اٹھا بیٹھے ہم نے اترنے  
وینگے یہ کہنے ہاتھ بڑھایا چاہا بادشاہ کا ہاتھ تھام کر جھکا دون بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ  
ڈال کر ایک تمانچہ مار دیا وہ ساحر ٹھکڑا کر گرا بادشاہ نے ایک لات ماری کہ بڈیان چور  
چور ہو مین مینا نگار نے بارگاہ سے اپنی دیکھا کہ میرے ساحر کو مار ڈالا جھلا کر اٹھا فوراً  
آسمان پر بلند ہوا ایک سحر کیا کہ گرد لشکر بادشاہ آگ روشن ہو گئی اور لشکر سے دھواں  
نکلنے لگا بادشاہ اسی مقام پر بیوش ہو کر گرے ساتھ والے فریاد کرنے لگے مگر اپنے  
مقام سے اٹھ نہ سکتے فریاد فریاد کر رہے ہیں یہ سحر کر کے مینا نگار اپنی بارگاہ مین  
آ بیٹھا ساتھ والوں نے کتا ہویا رو تھنے دیکھا بے ادبی کی مین نے سزا دی اب تین دن مین



یہ سب تمام ہو جائیں گے یہ جو آگ بیرون لشکر ہو رہے جلتے جلتے بیچ لشکر میں پہنچ چکی سب کو  
جلاد لگی کوئی زندہ نہ بچ سکا سب جا کر خاک ہو جائیں گے ساتھ واسے کہہ رہے ہیں کہ حضور  
طلسم کشا کی بھی آمد ہو مینا نگار نے کہا میرے قلعے پر کوئی نگاہ نہیں ڈال سکتا جو میرے  
قلعے کے سامنے آئیگا فوراً مٹا دے گا وہ آگ جلاؤں کہ کسی کو مہلت نہ ملے طلسم کشا اکیلا ہو  
قلعہ اسی کرے اتنے ساحر بھیجوں کہ اسکو گرفتار کر لیں قلعے میں لا کر وار پر کھینچوں اور لوح  
وغیرہ چھین لوں بھاگ کر نہ جاسے دون باتیں غور کی کر رہا ہو کہ سامنے سے ایک ابرستہ  
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہراتا ہوا سامنے آکر پہنچا مینا نگار نے دیکھا کہ  
بی شور و تش آتی ہیں بیٹی میری عمر میں خوب طاق ہو اور حسن میں بھی شہرہ آفاق ہو کہ ابراہیم  
پیشا شور و تش آسمان سے اتر کر سامنے آئی مینا نگار نے جو بیٹی کو دیکھا شور و تش نے سلا  
کیا مینا نگار نے گلے سے لگا لیا محبت میں آکر پیشانی پر بوسے دیے کہا کیوں بیٹا کہاں  
آتی ہو اب تمہارا وقت شباب ہو گلی گلی نہ پھر کر واپس باغ میں جا کر بیٹھو کینزوں کے ساتھ  
مشغول عیش و نشاط ہو شور و تش نے کہا میں جو سو کر اٹھی تو میں نے حال سنا کہ ایک لشکر  
سامنے قلعے کے آباؤ اسکو باوجان نے آتش سحر میں پھنسا یا ہو مجھ کو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ  
کون ہیں ایسے گستاخ کہ عمر نہیں جانتے اور سامنے قلعہ سا حراں کے اتر پڑے مینا نگار  
نے کہا کہ اے نور نظریہ لوگ اہل اسلام میں تمکو خبر نہیں اس طلسم کے بڑے بڑے ساحر  
مارے گئے لوح طلسمی طلسم کشا کو ملگئی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہو میں اگر قصد کروں  
تو ایک دن میں سب کو مٹا دوں مگر مجھے فرصت نہیں اپنے امور رات میں مصروف رہتا  
ہوں میں کا بیٹھ بیٹھے اپنے کو آفت میں پھنساؤں قدرت نے لکھا تھا کہ جو تمہارا  
قلعے کے سامنے آئے اسکی فکر کرنا اے نور نظریہ میں نے وہ ہی کیا اور یہ بھی ارادہ ہو کہ اپنے قلعے  
سے باہر نہ جاؤ مگر ہر طرف غدر میں یہ قلعہ نایاب ہو ساحر لاجواب کسکی مجال ہو کہ جسے مقابلہ  
کرے یا ہمارے سحر اٹھا سکے شور و تش نے کہا باوجان میں بھی جا کر دیکھوں کہ افکار  
کون ہو مینا نگار نے زانو پر ہاتھ رکھ کر کہا پیاری تم دیکھنے نہ جاؤ ایسا نہ ہو عشق سر گھینچے  
یہ مسلمان حسن میں بے نظیر میرے انکے رشک ماہ منیر ہیں جو انکے سامنے کیا آفت میں



متلا ہوا شورش نے کہا باوراجان آپکو معلوم ہو کہ میں نے اپنے باغ میں مروانہ نام کا پھول  
 بھی نہیں رکھا مجھے ان باتوں سے نفرت ہو میں نہیں چاہتی کہ اپنے کو بلا میں پھنساؤں فقط  
 دیکھ کر چلی آؤنگی یا اپنے باغ میں جاؤنگی کئیوں یاد کر رہی ہو نگلی آپ جانتے ہیں کہ میرے باغ  
 میں کیسی کیسی مصاحبان و مساز جمع ہیں جب جاتی ہوں انہیں میں کھیلا کرتی ہوں سب کو میری  
 یاد ہوگی لب پر یہی فریاد ہوگی کہ آج بی بی کہاں چلی گئیں کیوں دیر لگائی میں دم بھر ٹھہر کے  
 چلی جاؤنگی مینا فگار نے کہا جاؤ دیکھ لو کنارے پر لشکر کے ستارہ چمک رہا ہو وہی سب کا  
 افسر سعد بن قباد والا نثارا ہو حقیقت یہ ہو کہ اپنے وقت کا یوسف ہو یہ باتیں کہہ کر مینا فگار  
 خاموش ہوا شورش اپنے مقام سے اٹھی اسی طرح ابر پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام  
 چلی آسمان سے آکر دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو ٹرپ رہا ہو چاہتا ہو اٹھو نہ مگر جب  
 اٹھتے ہیں پھر لڑکھڑا کر گرتے ہیں رفقا چاہتے ہیں ہاتھ تھام لیں مگر وہ بھی سب مجبور دنیا چار ہیں  
 جب ہاتھ تھاتے ہیں خود بھی گر پڑتے ہیں سب لشکر والے رو رہے ہیں شعلے آگ کے  
 بھڑک کر آتے ہیں اس آگ کی سوزش سے اور زیادہ پریشان ہیں بھائی سے بھائی  
 مل رہا ہو باپ بیٹے کو گلے لگا کر رو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اب اس آگ میں جل جاؤ گے  
 اب کیونکر بچیں گے یہ حال دیکھ کر شورش بیقرار ہو گئی بانہی سے پکار اٹھی کہ او شہریار  
 میرا دم لیون پر ہوا اپنی قویہ صورت ہو کہ کسی سے بیان کرنے کے لایق نہیں نظم

ہو گئے معشوقوں میں بدنام ہوا کرتے ہیں  
 رحم آتا ہو انہیں خوف خدا کرتے ہیں  
 شہر سے جو کہتے ہیں عاشق بخدا کرتے ہیں  
 دور و انداز حسنین کی شہرت کرتے ہیں  
 ورو دل کی وہ مرے خوب دوا کرتے ہیں  
 دشمن جان بھی مرے حق میں دعا کرتے ہیں  
 کبھی دیکھا نہیں مجھے پہننا کرتے ہیں  
 ایک بوسے پر وہ دل مول لیا کرتے ہیں

ہو غضب چاہنے والوں پہ جفا کرتے ہیں  
 اپنے عاشق پہ جو کم جو روجفا کرتے ہیں  
 جان جاتا نہ میں خوف ذرا کرتے ہیں  
 کیوں نہ اشعار ہوں اپنے صفت سلک نہ  
 غیر کے ساتھ وہ آتے ہیں عیادت کے لیے  
 قابل رحم جو ہو حال شب بھر مرا  
 جان دینے کو کہا میں نے تو بولا وہ شوخ  
 پہننا ہو جسے منظور وہ بیچے بکرا



جان تک مجھ کو نہیں ہو بخدا اُسے عزیز  
ظلم کی اُسے نہیں مجھ کو شکایت ہرگز  
خیر غم سب طبعی کوئی نہ غم ہو سطوت

وہ جو دل لیکے کرتے ہیں بڑا کرتے ہیں  
جو مرے حق میں وہ کرتے ہیں بجا کرتے ہیں  
اپنے خالق سے بھی روزِ دعا کرتے ہیں

یہ اشعار عاشقانہ پرچہ شورشِ خوب روی اشک جو آنکھوں سے ٹپکے شعاعِ آتش بجھے آخر  
ناچار ہو کر اپنے ابر کو اوچا کیا ایس قدر پانی برسایا کہ تمام آگ بجھ گئی بادشاہ اپنے مقام سے  
اُٹھے سرداروں نے آکر نذرین دین مبارکباد کی بادشاہ فرماتے ہیں پروردگار نے عجب  
قدرت دکھائی خود بخود منہ برسا آگ بجھ گئی یہ باتیں جو شورش نے سنیں دل میں آیا کہ اس  
شہر بار کو آگاہ تو کردوں تخت اپنا ابر سے نکالا بادشاہ فرما رہے ہیں کہ بھائیو یہ پانی اصلی  
نہ تھا کسی مہربان نے سحر کیا اُسے اس سحر آتش کو دفع کیا کہ فیروزہ برابر کھڑا تھا اُسے عرض  
کی کہ دیکھیے معین آتا ہو بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت میں ایک سہ جہین نہایت حسین  
کو دیکھا کہ تخت پر سوار ہو زلفین چہرے پر ہوا سے اُڑ رہی ہیں اور آنکھیں رشک دیدہ غزال  
ابر و شکل تیغ ہلال خوش مزاج و خوش جمال زلفین ہر اسے عاشقانِ خیال لبون پر سیحانی  
جب کبھی مسکرا دیتی ہو تو گو ہر دندان کھلجاتے ہیں صاف ظاہر ہوتا ہو کہ مردار بدیے بہادرِ جہین  
چمک رہے ہیں بادشاہ نے آہ کی اور بے اختیار پکار اُٹھے آئیے تشریف لائیے سرد  
رواقِ منظر چشم من اشیاء تست بہ کرم نما و فرود آگہ خانہ تست بہ شورش مسکرا کے  
تخت سے اُترتی بادشاہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے جب بارگاہ میں  
لائے جاے آراستہ ہوا فیروزہ نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ترنے داغ کھایا ہرے زہرہ شامل پر  
نظارہ حسن کا ہرل رہے صدمہ نہ ہو دل پر  
بنامجنون ہوا عاشق جو اُس لیلی شامل پر  
کہیں تو فوج وہ آئے تو تھے پہرون ہی میں چل  
پھنسا یا ہاے آنکھوں نے نظارہ کر کو عارض کل  
سراپیغام ای باد صبا اُس گل کو یہ دیت

تصدق ہیں تمہارے چاند سے خسار کو تن پر  
مری آنکھوں کے پردے ہوں جو اُس لیلی کی محل پر  
سنبھالوں کس طرح ہرگز مراقا ہو نہیں دل پر  
سنا ہو یہ سنسی آتی ہو آنکھوں رقص بسل پر  
ہوا کب حسن پر شامل یہ نہمت ہو مرے دل پر  
ترے وقت کے صدمہ کو تیا کہ نکاحوں دل پر



یہی لخت جگر انگھوٹے میری اشک بن بکر  
بنے گا حشر کو محض ہمارے خون ناحق کا  
ہوا اک داغ دل پر یاد آیا ساقی مد و ش  
رقیبوں کا ضرر اس بزم میں کچھ بھی نہیں ہوتا  
نہ چونکا حشر تک اسطرح عاشق چین سے بیٹا  
غم فرقت میں مر مر کے بسر کی زندگی سمنے  
تلاطم بحر میں ہوتا ہوا شکون کی روانی سے  
محبت دلو تھی روز ازل سے اسکی اور سطوت

یہاں تک تو نری فرقت کا صدمہ ہر مرے دل پر  
پڑی ہیں اڑ کے چھینٹیں خون کی دامان قاتل پر  
شب مشتاب میں کی میکشی میں نے جو ساحل پر  
نگہ کا تیر جو چلتا ہو پڑتا ہو مرے دل پر  
تھکا تھا راہ میں پہونچا لحد کی پہلی منزل پر  
نہ پوچھا ایک دن اُسے کہ گزری کیا تری دل پر  
تمھاری یاد میں روتا ہوں جب میں جا کر ساحل پر  
فدا کر دی جو میں نے جان نقش پائے قاتل پر

شب بھر یہی ہنگامہ عیش و نشاط رہا صبح کو ملک شورش نے کہا کنیز رخصت ہوتی ہو مگر بہتر یہ  
ہو کہ آپ یہاں سے کوچ کر جائیے مینا نگار جادو کو جو ظاہر ہو گا کہ یہ سحر دفع ہوا تو وہ فتور  
برپا کرے بادشاہ نے فرمایا میں بدون فتح کیسے اس قلعے کے نہ ملو نگا شورش نے عرصہ دیا  
تک سمجھایا مگر بادشاہ اپنے قول کے پابند رہے واضح رہے کہ لشکر قلعے سے تین کوس پر ہی  
صبح کو جو مینا نگار اٹھا تو بالائے قلعہ آیا نگاہ اٹھا کے دیکھا چاروں طرف گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی  
کہتا ہوا خداوند بقراط جو ابرکہ میں نے حائل کیا تھا وہ معلوم نہیں ہوتا رفقا سے کہنے لگا  
کہ یار وہ آگ وغیرہ کیا ہوئی لشکر میں دشمن کے چہل پہل ہو رہی ہو یہ دیکھ کے اڑا طرف  
لشکر بادشاہ کے چلا وہاں شورش بارگاہ سے بادشاہ کی نکلی طاؤس پر سوار ہوئی ادھر  
سے یہ طرف قلعے کے جاتی تھی ادھر سے مینا نگار آتا تھا باپ کو جو شورش نے آئے دیکھا  
تھر گئی پسینے پسینے ہو گئی مینا نگار نے پاس آکر کہا اسی کمان گئی تھی شورش نے گھبرا کر کہا کہ  
کہیں نہیں مینا نگار نے کہا یہ جو سمجھ میں نے کیا تھا اسکی علامت کیا ہوئی شورش نے کہا  
میں کیا جانوں بن تو اس صحران کی ہیر کو گئی تھی گل بوٹے دیکھ کر پٹ آئی مینا نگار کا اور زیادہ  
شک بڑھا ہاتھ پائے کے کھینچتا ہوا ابا جس مقام پر آگ روشن تھی وہاں پہونچا دیکھا اندھا  
کوہ میں چو کہ دیا ہوا اسباب سحر جمع ہو چلا کر کہا اوشو خدیوہ بتا یہ سحر کس نے کیا شورش نے  
پھر انکار کیا مینا نگار نے وہاں کی خاک اٹھائی اور تپلہ بنا کر اس سے پوچھا تو کس کا سحر ہے



پتلے نے صاف صاف کہہ دیا کہ بی شور رش نے سحر کیا پانی برس کر آگ بجھائی ہم مجبور تھے یہ شکر  
 مینا نگار نے شور رش کو ایک تنہا بچہ مارا شور رش رونے لگی سر جھٹکا کر کہا باوا جان آپ  
 کامل و اکمل ہیں جو چاہیے وہی ہو سکتا ہے آپ نے حکم دیا پتلے نے میرا نام لے لیا اب آپ کو  
 اختیار ہو اس طرح مجبور ہو کر شور رش نے کہا کہ مینا نگار کو رحم آگیا اتنی بڑی حکومت میں بس  
 یہی ایک بیٹی ہو کہ اسی مقام پر کھڑی رہنا میں ابھی بادشاہ کو پکڑے لاتا ہوں شور رش نے  
 کہا آپ کو اختیار ہو مجھ کو انکی گرفتاری سے کیا کام مینا نگار مجبورتا ہوا چلا یہاں بادشاہ  
 یارین شور رش کی دربار گاہ پر کھڑے ہیں کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم مینا نگار جادو واد  
 بادشاہ اب کیونکر بچو گے ایسے گستاخ ہو کہ کھڑے رہے چلے نہ گئے سحر اترنا غنیمت نہ جانا  
 اب ایسی آفت میں پھنساؤنگا کہ عمر بھر رہائی نہ ہوگی بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مینا نگار  
 نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑی مینا نگار نے جھپٹ کر کمر میں بچہ دیا لشکر  
 پر اشارہ کیا کہ لشکر والوں کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے دریا ہوا اپنے مقام سے اٹھ نہین  
 سکتے بیٹھے ہوئے سب دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اوی مالک کار ساز واد و رب بے نیاز  
 اس بلا سے آسمانی و آفت ناگہانی سے بچالے رحم اپنا شریک حال کر سوا تیرے اس  
 عالم یاس میں کون دستگیر ہو تو ہی فریاد رس ہو اس بحر متلاطم سے نجات دے **نظم**

بہ غیر ذلت و بے حاصلی نہ شد حاصل  
 کہ نیست نہ و بجز از درد و رنج و غم حاصل  
 کہ بہت بہرہ و سود روز گرم این مفصل  
 سخی و فیض رسان فیض بخش و ودیاد  
 بہ ذکر و فکر خدا باش ہر زمان شاغل  
 کہ از جناب الہی شوی و زان مناسل  
 بود ہر آنکہ سخندان و عالم و فاضل

ہر آنکہ داد بہ دنیا و اہل دنیا دل  
 مشو بہ صورت نہیباے این جہان مائل  
 بہ زیب و زینت دنیاے دون مشو تازان  
 چو ابر رحمت حق باش و رہبان جہان  
 بغیر یاد خدا و ند مگذران یکدم  
 بہ کار و بار جہان شو نہ آن چنان مشغول  
 ز لطف نظر تو مہندی شود بہ دل خرسند

یہ رنگ لشکر کا کر کے بادشاہ کو لیے ہوئے مینا نگار اس طرف چلا کہ جہاں شور رش  
 تھی لیکن حیران تھی کہ کیونکر جا کر بچاؤں اب جا کر نہیں معلوم کیا آفت برپا کرے گا اور شور رش



## حال دل کس سے کہوں اپنا تو یہ حال نظم

جوش سودا ہی پیا بان میں مجھے جانے دو عید کا چاند مجھے ماہِ محرم ہو گا ہو گی صحت دل بیمار کو دم میں حاصل یہ ملا مجھ کو ہر سر کا رجنون سے خلعت منہ پہ آنے سے الجھتا ہی مراد دل ایو جان یار کو فصل بہاری میں ہو شوقِ گلگشت اُس سیجا سے کہا میں نے کہ مر تا ہی شفا	دشتیوں سے دل دیوانہ کو بہلانے دو اُس تھر کو تو سفر سے مرے گھر آنے دو میرے عیسیٰ کو تو بالین پر سے آنے دو جسم میں جا ملے صد چاک کو پھر آنے دو زلف پر خم کو فقط دوش پہ لہرا آنے دو داغ دل چیر کے سینہ مجھے دکھلانے دو ہنس کے بولا کہ جو مر تا ہی تو مر جانے دو
--	--

اس خیال میں کٹری تھی کہ دیکھا سامنے سے مینا فگار بادشاہ کو لیے ہوئے آتا ہرگز  
بادشاہ ملول و خربین تاج سر سے گر گیا چہرے پر ہوا بیان اڑتی ہوئیں مینا فگار جھلار  
کتنا ہو کہ کیوں او مغرور سر سے جو چھوٹے تھے تو بھاگ گئے ہوتے ایسے مغرور ہوئے  
کہ قلعے کی تیغیر میں پڑے یہ ککے شورش سے کہا کہ اپنے باغ میں جاؤ خبردار اس مقدمے  
میں اب دخل نہ دینا میں جا کے اس شخص کو دریا سے قلمزم میں جو گنبد ہی اُس میں قید کرتا  
ہوں شورش ناچار دیکھا کی کہ مینا فگار تخت اڑاتا ہوا روانہ ہو گیا شورش کی آنکھوں  
سے اشکوں کی شورش دل بیقرار آنکھیں اشک بار رونا اسکا تھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ  
کو جا کر مار ڈالے اسی پروردگار اُس شہر یار کو بچالے تو حاکم و ناظم ہو ایسا نہ ہو یہ دشمن  
مسلمانان اُس شہر یار کے ساتھ بدی پیش آئے اس خیال میں اپنے باغ میں آئی  
کنیزوں نے پوچھا واری ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہیں کہا صاحبو نہ حال پوچھو  
میرے حال دل کو کون جانتا ہو وہ رب رحیم رحم اپنا شریک کرے آنکو بچالے بادشاہ  
کی بدعت سے نجات دے نظم

او خداے کریم وایزد پاک آدمی را تو دادہ اعزاز تو دادہ خاک را عطا کردی	واسع ارض و رافع افلاک خاک را کردی از نجاست پاک عقل و فہم و لیاقت و ادراک
--	--



در چین میرصد بر ابرو نیمن	از نو با هر گل و خس و خاشاک
در میان جهان نمیدارد	روست تو ز جو و دشمن باک
در خوشی خوش نمی شد و عاشق	نه بوقت غم و الم غمت اس
خاکساران عشق میدارند	ز بخت از بر بنگی پو شاک
در غم هر هست عاشق را	سینه صد پاره و جگر صد چاک
راغ الفت به دل نهان دارد	بر رخ از بندگی نشان دارد

کنیزین خاموش میورین مگر شورش بیتاب و بیقرار بود و در میان نگار بادشاه کوی بی هوای  
 قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریا سے قنار ز خار لطمہ سیخ آفت ز اہو موجین بلند ہو رہی  
 بین رنگان خون آشام بنے ہوئے جاتے ہیں مچھلیاں کٹان منہ کھولے ہوئے برابر  
 شاور می کر رہی ہیں کہ جوشو سامنے آئے اُسے کھا جائیں وسط دریا میں ایک مقام پر  
 ٹاپو ہوا اس ٹاپو میں گنبد بنا ہوا ہو اور وازہ گنبد کا کھلا ہوا بینا نگار بادشاه کو لیکر قریب در  
 گنبد آیا گنبد میں بادشاه کو ڈال دیا وازہ بند کر دیا گنبد کے آگ جلادی کچھ بیر اپنے  
 مقرر کیے اور وہاں سے پلٹا جائے قلعے میں داخل ہوا یہ تو اس حال میں بادشاہ گنبد میں  
 پڑے ہوئے آہ آہ کر رہے ہیں ٹھنڈی سالنیں بھر رہے ہیں ہر مرتبہ بیقرار ہو کر ٹپکار اٹھتے  
 ہیں کہ اگرچہ فضل اپنا شریک کرے گنگار نہایت بیقرار ہو نظم

مینا پر دے خود در وحدت و کثرت وحید	ظاہر اندہ ہر فرد میگرد و خداوند فرید
شد از او ظہار ہر روز و شب و شام و صبح	شد از او اصلاح ہر نیک و بد و پاک و پلید
گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گاہ از آفتاب	ہر کہ باشد طالب ویدار و خفا شمس دید
از وجودش آشکارا استند او انتہا	ظاہر از ذات قدیمش ہر قدیم و ہر جدید
مکتہ توحید ذاتش خارج از شرح و بیان	علم تشریح صفاتش ز ایداز گفت و شنید
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است	منعش پیدا است اندر ہر قریب و ہر بعید
گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت با نہار	گشت بے نام و نشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل چندی سنور کن بنور معرفت	کز صفای دل بچشم روشنی آید پدید



حاضر و ناظر ہیں و پیشیت خدا آید نظر  
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ تو اس حال پر ملال میں ہیں مگر مینا نگار ہلٹ کر قلعے میں آیا رفقا سے کہ رہا ہو کہ یارو  
میں نے بادشاہ کو ایسی بلا میں مبتلا کیا کہ جہان کوئی جا نہیں سکتا زبان بلا نہیں سکتا رفقا  
نے پوچھا حضور وہ کون مقام ہو مینا نگار نے کہا میں مقام کا نام نہ لوں گا میں نے کسی کے  
سامنے زبان سے نہیں نکالا اسی رات کو تڑپ تڑپ کے تمام ہو جائیگا رفقا نے عرض کی  
حضور ان مسلمانوں کو موت نہیں ہو ہر مقام سے رہا ہو جاتے ہیں ایسے ایسے مقام پر  
قید ہوے اور پھر رہا ہو گئے مینا نگار ان باتوں کا جواب دیتا ہو یہ مقام ایسا نہیں ہو کہ  
جہان سے رہائی پائیں مگر وہ حریق آتش اشتیاق و غریب لہجہ فراق پانگ پر پری ہو لیکن  
بیقرار کبھی اٹھ بیٹھتی ہو کبھی پروانوں پر نگاہ ہو آنکا حال دیکھ کر آہ آہ کرتی ہو بے اختیار یہ  
اشعار زبان سے نکلتے ہیں نظم

استخوانوں میں مزہ پاتے ہیں سگ بادام کا  
دو پہر ہو موسم گریا میں وقت آرام کا  
وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا  
زیر پا ہر اک قدم ہو بیان محسوس آرام کا  
نشہ و نانا ہو شراب حسن کے دو جام کا  
نور ہوتا ہو زیادہ تر چہرا رخ شام کا  
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا  
گر ہو اسبڑہ بھی میں تو سبڑہ پشت بام کا  
حلقہ چشم پر ہی خط ہو ہمارے جام کا  
ٹوٹنا ہو نخل پر انخب نام خشت خام کا  
حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا

کشتہ اک عالم ہو چشم لعبت خود کام کا  
او تنب غم گور میں لیچل جوانی میں بے  
تختہ امیت فراق یار میں معراج ہو  
بادشاہی ہو گدا کی کوچہ و لدا کی  
او صنم عاشق سے ملتی ہی نہیں انگبین تری  
گیسوون نے کر دیا وہ چند حسن روے یا  
عرصہ روے زمین ہو جاے دشت کربلا  
ہمت عالی یہ بعد مرگ بھی ظاہر ہوئی  
ہو یہ مستی میں اپنی عالم دیوانگی  
سرکشی آخر فرمایا یہ کو دیتی ہو شکست  
یاد جو آیا طواغیت کعبہ میں آتش وہ ماہ

اس بیقراری میں دو پہر رات گزری رے رے کے دل گھبراتا ہو کلیجہ شمع کو آتا ہو جی میں  
کہتی ہو کہ اس شہر یار پر نہیں معلوم کیا گزری جب رات کم رہی تو صبر نہ آیا اپنے مقام سے



اٹھی جھولی اٹھا کر بائیں ہاتھ پر ڈالی طاؤس نورین بال پر سوار ہوئی اس شب تیرہ و تارین  
 اڑی ہوئی جاتی ہو مگر کلیجہ و معرک رہا ہو حیران ہو کہ کس طرف جاؤں آخر سوچی کہ اس ملعون نے  
 دریا کا نام لیا تھا پس دریا پر چلو یہ خیال کر کے طرف دریا کے روانہ ہوئی اس مقام پر جا کر  
 پہنچی کہ دریا سے تھار موج مار رہا ہو مچھلیاں ابھر رہی ہیں اور وسط دریا میں ایک گنبد  
 اس کے گرد آگ جل رہی ہو سوچی کہ یہی مقام سحر ہو یہ سوچ کر ٹاپو میں آئی چو کا دیا ایک ساری  
 نکالی آدھی باندھی آدھی اوڑھی سحر کرنے لگی ایک لکڑی ابر بنایا اسکو برسیا اس زور سے پانی  
 برساکہ تمام آگ پانی ہو گئی آگ کو بجھا کر قریب دروازہ گنبد کے آئی آکر دروازہ کھولا دیکھا  
 شہر بار بیہوش پڑے ہیں قریب آکر خون اپنا کاٹ کر ڈالانتب شہر بار کو بیہوش آیا قوت جاہم  
 میں نہ تھی متحیر رہا تھا پھر بادشاہ کو نکال کر باہر لائی کہا حضور طرف لشکر کے چلین آب دہیدہ  
 سحر دیدیا کہ یہ جا کر لشکر والوں پر چڑھ کر دینا سب میں طاقت آجائیگی یہ سامان کر کے گھبراہٹ  
 ہوئی باہر نکلی چو کے کا تو خیال نہ کیا طاؤس پر سوار ہو کے چلی مگر بادشاہ جاتے ہیں راہ  
 میں ایک مرکب ملا اسپر سوار ہوئے گھوڑے کو اڑاے ہوئے جاتے ہیں سحر سے نکلے  
 تھے قریب ایک پہاڑ کے پہنچے تھے کہ آواز رنگ کی آئی خواجہ عمرو کو دیکھا کہ لپکے  
 ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو دیکھ کر سلام کیا خواجہ نے پوچھا حضور کہاں سے آتے ہیں  
 بادشاہ نے فرمایا میں گنبد میں بند تھا شورش دختر بدینا نگار نے مجھ کو رہا کیا مگر احوال غمناک  
 واسطے شورش کے دل بیقرار ہو میں تو لشکر میں جاتا ہوں آپ اسکی خبر لائیے میں آپ کی  
 خدمت گزار سی کر دنگا یہ شکر خواجہ خوش ہو گئے اسی طرح بھاگا بھاگ چلے مگر بادشاہ بھی  
 تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک لشکر اتر آیا ہوا ہوا فسر لشکر کنارے پر ٹہل رہا تھا اسنے  
 جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا جمک کر سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے پہلوان دوران  
 دای گر شاہ سپ جہان تیرا نام نامی کیا ہوا اس پہلوان نے عرض کی میرا نام کھرام بلند آواز  
 ہو میں براے مقابلہ حضور چلا تھا راہ میں خواب دیکھ کر مسلمان ہوا حضور کو تلاش کر رہا  
 تھا یہ کہلے قدموں کو بوسہ دیا کلمہ پڑھ کر سنایا کہا غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہو کچھ خوف  
 نہ کیجیے بارگاہ میں تشریف لائیے کھرام بادشاہ کو بہ اعزاز و اکرام اپنی بارگاہ میں لایا رفیق



آکر جمع ہوئے بادشاہ بیٹھے ہیں مگر بغیر ارہین و مسدوم نہ انو بدل رہے ہیں فراتے ہیں کہ نہیں معلوم اس ماہ تابان پر کیا گذری کہراہم خاطر کر رہا ہو کہتا ہو اور شہر پارہین حضور کو بہت پریشان پاتا ہوں بادشاہ نے فرمایا کہراہم کیا حال پوچھتا ہو اپنا تو یہ حال ہو

ہم بھی چلکر ہوں گلستان میں غزلوان آجکل  
وکیفے جائیں گے ہم سیر بیابان آجکل  
سلخ قصاب ہو کیا کوئے جانان آجکل  
ہو خزان کے ہاتھ سے ویران گلستان آجکل  
اور رہے قسمت ملا بخت سلیمان آجکل  
ساتھ سیر اچھوڑتے ہیں میرے دندان آجکل  
اور رونے سے خجل ہو ابر باران آجکل  
سیڑوں گھر ہو گئے آباد ویران آجکل  
دیکھ لے دل ہو مرا سر و چراغان آجکل  
تیرے در کے بندے ہیں گبر و مسلمان آجکل  
کیون نہ حدت پر ہو خورشید و خشان آجکل  
ہو زر گل سے بھر گلچین کا دامن آجکل  
طرفہ کیفیت پہ ہو رنگ گلستان آجکل  
جو مثال آئندہ رہتا ہوں حیران آجکل

چھپے ہیں کر رہے مرغ خوش الحان آجکل  
کیا جنون کے ہاتھ سے دل ہو پریشان آجکل  
فرج ہوتے ہیں چھری سے روز عاشق یگانہ  
پھول کا کیا ذکر بیل تک نہیں اک باغ میں  
وصل اک بلقیس و ش کا ہو میسر رات دن  
ہاے پیری میں نہیں دنیا کسب کا کوئی ساتھ  
ہو مرے دل کی تڑپ سے برق کو شرمندگی  
دیکھتے ہی دیکھتے عشق و جنون کے ہاتھ سے  
استقرار و شمع و فرقت میں تیری کھائے داغ  
او صنم ہو لطف اپنے اپنے معبد چھوڑ کر  
شعلے میری آہ کے جاتے ہیں سوئے آسمان  
فصل گل آئی ہو نالامال سب کو کر دیا  
اپنے جو بن پر کرتے ہیں جو انان چمن  
کسکاروئے صاف او سطوت مجھے آتا ہیاد

مگر شورش تو طاؤس پر سوار ہو کر اُدھر چلی گئی اُدھر بادشاہ بارگاہ کہراہم میں گھبراہے  
ہیں اُدھر مینا نگار بیٹھے بیٹھے اپنے قلعے میں گھبراہے یار فقیون سے کہا یار و دل گھبراہے  
میں نے اس کیسو بُریدہ سے کہدیا کہ قیدی کو دریا پر لیے جاتا ہوں خوف آتا ہو کہ ایسا  
نہ ہو وہ جا پہونچے اور بادشاہ کو رہا کر دے سب نے کہا حضور آپ کا خیال خام ہو انکو  
کیا ضرورت ہو مینا نگار طاؤس پر سوار ہو اطراف دریا کے چلا اُدھر سے مینا نگار جادو  
جاتا تھا قضاے کار راہ میں ملک شورش کو آتے ہوئے دیکھا پریشان حال دوپٹہ ڈھلکا ہوا



سحر جو کیا ہو تو پسینے پسینے ہو باپ کو جو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گئی جھبک جھبک کر سلام کرنے لگی یہ  
 حالت دیکھ کر مینا نگار نے کہا ارے کہاں سے آتی ہو گھبرا کر شور و شریک نے کہا کہ میں سے نہیں  
 براے سیر گئی تھی اب پلٹ کر آئی ہوں مینا نگار نے کہا تو طرف سے دریا کے آتی ہو پر اس  
 رہائی بادشاہ گئی تھی شور و شریک نے کہا میں بادشاہ کو کیا جانوں مجھے اُسے کیا مطلب یہ سنکر  
 مینا نگار نے قریب آکر ہاتھ نہنام لیا اور کشتان کشتان طرف دریا کے لیچلا جب قریب  
 دریا کے پہونچا تو دور سے دیکھا کہ آگ گل ہو گئی ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہو مینا نگار کے ہوش  
 اڑ گئے کہا او گیسو بریدہ جو میں سمجھا تھا وہی ہوا آگ جو روشن تھی وہ کیا ہوئی دروازہ گنبد کا  
 کسے کہو لا جو جو مینا نگار یہ کہتا ہو رنگ روئے شور و شریک اڑتا جاتا ہوا انگھون میں حلقے پر گئے  
 چہرے پر زردی چھا گئی اور اس عالم یاس مینا نگار نے کہا رے پر دریا کے اُسکو چھوڑا مگر  
 سحر کر دیا کہ پانوں زمین نے تمام ایسے خون تھا کہ بھاگ نہ جائے آپ ٹاپو پر آیا اور دیکھا  
 کہ چوکا دیا ہوا ہوا اسباب سحر پڑا ہوا دروازے پر جھانک کر دیکھا ہتھکڑیاں بیڑیاں پڑی  
 ہیں بادشاہ کو نہ پایا پلٹ کر چوکے سے خاک اُٹھائی تیلہ بنا کر تیار کیا پوچھا تو کسکا سحر ہو فو  
 پتلے نے اور زردی میں شور و شریک آپ کی دختر کا سحر ہون اُٹھوں نے دریا میں نہا کر چوک دیا  
 اور پانی برس کر آگ بجھائی ہم دیکھتے تھے کہ بادشاہ کو نکال لیا اب تو مینا نگار پلٹ کر غصے  
 میں آیا بال پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہا اونا لایق تھے مسلمانوں سے کیا کام تھا تو نے کیوں  
 رہا کیا افسوس کہ میں تمام طلسم میں بدنام ہوا تمام طلسم میں مشہور ہو کہ فرزند ان حمزہ سحر کا  
 میں جو انکے دم میں پھنسا پھر نہ نکلا یہ کنگے ہاتھ پکڑ کے کھینچا طاؤس پر شور و شریک کو ڈال لیا  
 چاہا تھا کہ قلعے میں لیجا کر سزا دوں اسی دعبان میں بکتا جھٹکا قلعے تک آیا یہاں رنقا بھی  
 مشتاق بیٹھے تھے انھوں نے جو دیکھا کہ مینا نگار آتا ہو گریبی کو مضبوط پکڑے ہوئے ہو  
 جس سے ثابت ہوتا ہو کہ غصے میں چہرہ سرخ ہو رہا ہو زمین سے اُتر اسنے ستون سے  
 شور و شریک کو باندھ دیا کوڑا لیکر چلا کہ ماروں شور و شریک کانپ رہی ہو کہ اگر کوڑا پڑا تو کیونکر  
 زندہ بچو گی رنقا پان ان کو پکڑ لپٹ گئے مینا نگار نے سب کو جبر کا کہا تم لوگ الگ رہو  
 نگو خبر ہو کہ اسنے کیا کیا میں بادشاہ کو قید کر آیا تھا اسنے انکو رہا کر دیا یہ تو اس جیسا



پوچھو کہ تو نے رہا کر کے انھیں کیا کیا رفقا نے جو بڑے کے پوچھا کہ کیوں بی بی بادشاہ کو رہا کر کے  
 کیا کیا شورش کی انگھون سے آتسو جاری ہوئے کچھ جواب نہیں دیتی آخر مینا نگار نے  
 ایک کوڑا مارا وہ جسم نازنین بہ قول شاعر فردیہاں تلک وہ نراکت میں اب یگانہ ہوا ہوا جو  
 پہنی پھولوں کی بدھی تو درد شانہ ہوا اس جسم پر کوڑا پڑا خون کے سرائے اڑنے لگے  
 سرستون پر دے مارا پیساک ہو کر کہا او جلاؤ خنجر مار کہ تیرا مطلب حاصل ہو یہاں سب کے  
 سامنے کیوں ذلیل کرنے کو لایا مھر امین کیوں نہ قتل کر ڈالا مین شاہ کو کیا جانوں میں انگو  
 کیوں رہا کرتی بھیر ناحق کی تہمت ہو اگر اسی جیلے سے قتل کرنا منظور ہو تو کون منع کرتا ہوا  
 قتل کر ڈال مینا نگار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا ہاتھ تلوار کا ماروں کہ وزیر کلان اسکا  
 عقیل روشن راے ناگاہ دربار گاہ سے آیا پھار کر آواز دی کہ اے مینا نگار و اے بادشاہ  
 عالیو قاریہ کیا حرکت ہو بی نے تمھاری کیا کیا مینا نگار نے کہا اے عقیل روشن راے  
 اے احوال تو سنو کہ اس منتہ انگیر نے کیا تیامت برپا کی بادشاہ لشکر اسلام کو مین نے قید  
 کیا تھا پہلی مرتبہ سحر اسے انہر سے اتار امین خاموش ہو رہا دو بارہ دریا پر جا کر اسے  
 قید سے رہا کر دیا عقیل بہت متحہ لگا ہوا اور مینا نگار بھی اسکو خوب مانتا ہوا اسے ہاتھ سے  
 تلوار چھین لی کہا اے شہنشاہ اسکی صورت زیبا دیکھو ایسا نہ ہو کہ دم اسکا نکل جائے  
 یہ ککے بادشاہ کو عقیل نے ڈھکیل دیا کہا او جلاؤ تو نے غضب کیا کہ اسکو کوڑا مارا وہ  
 حقیقت میں سچ کہتی ہو جھوٹھی نہیں ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی ضرب شدید لگے اے نوجوان سے جا  
 خبردار ایسی حرکت اب نہ کرنا یہ ککے ملکہ شورش کو کھولا کینزوں سے کہا انکو باغ میں لے جاؤ  
 کینزوں نے آکر گود میں اٹھایا منکا ڈھلا ہوا پھکیان لیتی ہوئی اس حال سے کینزوں انگو  
 لیگئیں بعد جانے شورش کے مینا نگار سر جھکا کر بیٹھا وزیر راے نے کہا حضور غم غلط  
 کیجیے کہنے لگا صاحبو بیٹی کو مار کر بھکو بڑا قلق ہو یہ کج بخت نازک مزاج و نازک اندام اسپر  
 یہ بد بخت کہ کوڑا مارا اب مجھے خیال آیا کہ مین بادشاہ کو پھر کپڑا تابس یہ ککے ہر کاروں کو  
 حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ کیا کر رہے ہیں ہر کار سے جو بار گاہ مین آئے دیکھا کہ رفقا  
 سب بیٹھے ہیں تخت خالی پڑا ہوا فیروزہ سے سب کہ رہے ہیں کہ اے حیار طرار بادشاہ کی خبر



نہ لائے کہ اس شہر یار پر کیا گزری فیروزہ نے کہا میں دوردور گیا مگر کہیں نشان نہ پایا یہ  
 تو خبر معلوم ہوئی کہ دریائی قید سے رہائی پائی مگر نہ میں معلوم کہ کس طرف آوارہ ہو گئے  
 کہاں جا کر ڈھونڈھوں ہر کاروں نے جو یہ خبر سنی حیران و پریشان پلٹے سانسے مینا نکلا  
 کے آئے کہا اے شہر یار بادشاہ تو لشکر میں نہیں ہیں رنقا اُنکے خود گھبرا رہے ہیں عیار  
 ڈھونڈھنے گیا ہو مینا نکلا رہے کہا خیر جب وقت آویں گے اس وقت گرفتار کر لاؤنگا مینا نکلا  
 تو اس فکر میں بیٹھا مگر بادشاہ نے جب خواجہ کو خبر دی تو خواجہ غلے میں آئے وزیر کھان  
 کا نام دریافت کر کے اُسکے مکان پر پہنچے جا کر اُسکے مکان پر اسے گرفتار کیا زنبیل میں  
 رکھ لیا اسیکی شکل بنکر آئے ملکہ کو طرف باغ کے روانہ کرایا بادشاہ سے کہا میں جا کے  
 اس کیفیت کا علاج کروں ایسا نہ ہو تڑپ کر دم نکلیا نے مینا نکلا رہے کہا اے وزیر اعظم  
 تنے اُسے گودیوں میں کھلایا ہو بہ سہولیت پوچھنا کہ بادشاہ سے تمہکو کیا واسطہ جو حقیقت  
 میں میرے سر نے برا کیا کہ اسکا نام بتا دیا یہ بدعت ہوئی اور نام نہ بتایا یہ جو جھٹکرائے کہا کہ  
 قتل کر ڈالو مجھ کو غصہ آگیا تم پوچھنا کہ عاشق ہو یا نہیں مگر مجھے اُسپر گمان نہیں ہوتا اسوجہ  
 سے کہ اُسکو تو مرد کے نام سے نفرت ہو اور میں نے بادشاہ کو دیکھا کچھ بہت خوبصورت  
 نہیں ہیں یہ خود اُسے بہتر ہو مگر سر نے اکٹھا اثر دکھایا خواجہ عمر و مینا نکلا سے رخصت ہو کر  
 باغ میں آئے دیکھا ملکہ چھپر کھٹ پر پڑی ہو کنیزوں نے خون دھلایا پیشان و غیرہ زخموں پر  
 پڑھا دین ملکہ یا دین بادشاہ کی تڑپ رہی ہیں کہ کنیزوں نے خبر دی کہ وزیر اعظم تشریف  
 لاتے ہیں آج تو وزیر نے بڑا کام کیا کہ آپ کے واسطے شاہ کو سخت باتیں کہیں اور  
 آپ کو رہا کیا اب تشریف لاتے ہیں اُسے ملاقات کیجیے کہ خواجہ بارہ درمی میں آئے  
 شورش نے سلام کیا وزیر نے حکم دیا سب کنیزیں باہر جائیں کل کنیزیں باہر گئیں عمر و  
 نے کہا اے فرزند مجھ کو پہچاننا شورش نے کہا آپ میرے عم نامدار ہیں عمر و نے منہ پر ہاتھ  
 پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی ملکہ ڈر گئی کہا آپ کون صاحب ہیں کہ لاؤ فوڑ نظر میں ہیں  
 عمر و عیار وزیر اعظم میری زنبیل میں ہیں یہ کہنے عمر و نے زنبیل سے عقیل کو نکالا اور  
 ستون سے باندھ دیا ملکہ اٹھ کھڑی زبان میں خواجہ نے سوزن دیدی کوڑا لیکر کھڑے



ہوے عقیل کو ہوشیار کیا یا تو زنبیل کی بدعتیں اٹھا رہا تھا یا اب اپنے کو دیکھا کہ میں بندھا ہوں ملک یلنگ پر ایک شخص و بلاتا متیا کوڑا لیے کھڑا ہو کر رہا ہو کہ او عقیل تنم ہر سپہ بیاری بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ تجھ کو قتل کر دوں گا اگر حکم دیتا تو اب تک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوتے بقرا طثانی وہ شخص ہو کہ سپرہ صا حقران کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھر تاہو اب طلسم فتح ہو گا وہ قتل ہو گا اسی کو خداوند جانتے ہو خدا وہ ہو جسے زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ قول شاعر نظم

خالق یکتا کہ بیک کات و لون نقش طرازندہ کون و مکان ارض و سما نقطہ پر کار او چہرہ کشاے صورت کاستات دارہ بندی بہ سپر برین + نور قمر شمع شب افروز کرد	از عدم آور دو عالم برون سقف فرازندہ نہ آسمان نقش طراز می صورت کار او راہ نماے ہمہ سوسے نبات پہن بگستر و بساط زمین گرم بخور معرکہ روز کرد
--	---

اسی خدا کو سجدہ کر جسے زمین و آسمان کو بنایا اس طرح عمرو نے جو او صاف الہی و نعت رستا پناہی بیان کیے عقیل نے اشارہ کیا کہ میں بدل و جان اطاعت کرتا ہوں حقیقت میں تھا خدا سے تاوید خدا سے حقیقی ہوا اور بقرا ط جملسا از شعبہ باز سحر ساز ہو تمام کام سحر کے زور سے کرتا ہو خواجہ نے عقیل کو رہا کیا عقیل قدموں پر خواجہ کے گرا بصدق دل مسلمان ہوا اور اطاعت کی کہا اب آپ تامل فرمائیے میں بادشاہ کے ہاتھ سے اس قلعے کو فتح کرادوں گا اور بلکہ معین و مددگار ہوں گا کہ ایک کنیز نے اگر خبر دی کہ پناہگار نے دریافت کر لیا تھا بادشاہ لشکر میں نہیں ہیں ملکہ روئے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم پریشان نہ ہو یہ قریب صاحبقران ہیں راہ میں کہیں رک گئے ہونگے فوج و لشکر لگن کیا ہو گا انشاء اللہ ساتھ عظم و شان کے آویٹکے میں جا کر تلاش کرتا ہوں اگر او عقیل روشن رہا ہے تو بتاؤ کہ مینا لنگار کیونکر نہی ہو عقیل نے کہا اے ملکہ عالم اب جو کچھ وہ ارادہ کریگا میں اسکو روکوں گا اور اقی اسے بتائے ہیں انکو دیکھا کرتا ہوا اب میں مانع ہوں گا اگر خواجہ وہاں آئیں اور



عباری کرین تو میں ہر بات میں دخل دوں گا خواجہ نے کہا اور عقیل تم دربار میں چلو میں بھی آؤں گا  
 بایں آنکھ کا نل تھکود کھاؤں گا میں دربار میں اس کے بشکل بقراط پہونچو گا اور یہ کہو گا کہ خدا  
 نادرہ کو سجدہ کرو میں بھی مطیع مذہب مسلمانان ہو گیا ہوں آپس میں دیر تک صلاحین ہوا  
 کین خواجہ باغ سے شورش کے نکلے اول لشکر میں آئے اہل لشکر خواجہ کو دیکھ کر بہت خوش  
 ہو گئے کتنے تھے اس شہنشاہ اورج عباری تمہارے آنے سے دلو قوت ہوئی مگر بادشاہ  
 کا پتہ لگاؤ ہم اپنے شہر یار کو دیکھیں تو آنکھیں روشن ہوں خواجہ سب کو مطمئن کر کے تلاش  
 میں بادشاہ کی نکلے ایک پہاڑ سے آکر دیکھا کہ ایک لشکر فروکش ہو جوان معقول معقول  
 سہل رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خواجہ پہاڑ سے اترے بہ صورت مبدل لشکر میں  
 آئے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہو لوگوں نے کہا بادشاہ لشکر اسلام یہاں تشریف لائے  
 ہیں ہمارے افسر نے انکی اطاعت کی بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں خواجہ طرف بارگاہ  
 کے چلے ایک سوداگر کی شکل بنکر دربار گاہ پر آئے آکر درگاہ سالار سے کہا اپنے افسر سے  
 کہد کہ دروازے پر ایک تاجر حاضر ہو کہرام دست بستہ خدمت شاہ میں حاضر تھا درگاہ  
 سالار نے آکر بیان کیا کہرام نے کہا بلاؤ خواجہ اندر آئے کہرام نے دیکھا کہ ایک تاجر  
 معقول ہو لباس بھاری پہنے ہوئے تختیان الحاس کی گلے میں آکر کہرام کو سلام کیا کہرام  
 نے کہا او خواجہ باز رگمان آئیے آپ کسکی تلاش میں ہیں خواجہ نے کہا انا افسر میرا غلام  
 پرورش کردہ صندو تچہ جو اسرات کا لیکر بھاگا ہو میں نے سنا کہ اُسے تمہاری بارگاہ میں  
 آکر بڑی آبرو پائی ہو کہرام نے کہا دیکھ لیجئے خواجہ چشمہ لگاے ہوئے دیکھتے پھرتے ہیں  
 تخت پر بادشاہ بیٹھے ہیں قریب آ کے چشمہ لگایا جھک جھک کے سلام کرنے لگے صورت زیبا  
 دیکھ کر بہ تعظیم سلام کیا کہ صاحبزادے بڑے اقبال مند ہو کہ یہاں تمکو سلطنت ملی زوجہ  
 میری بڑھیا کئی دن سے اُسے کھانا بھی نہیں کھایا ہو کتنی ہو میرے بچے کو ڈھونڈھکر لاؤ  
 چلو اب اٹھو سلطنت کر چکے بادشاہ حیران ہو گئے کہ یہ سوداگر کون ہو اور کیا کہتا ہو کہرام  
 اپنے مقام سے اٹھا حیران ہو کہا او خواجہ باز رگمان تمہاری نگاہ میں فرق ہو یہ بادشاہ  
 لشکر اسلام میں بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا ارے سوداگر کچھ دیوانہ ہو انہی میں فرزند



صاحبقران ہوں خواجہ مقدمہ مار کر رہنے کہا بس اب باتین نہ بناؤ اور بائین انکھ کا تل  
دکھا دیا تب تو بادشاہ اٹھکر لیٹ گئے کھرام نے رفقا سے کہا لو بیجا لیو میں نے بھی دھوکا  
کھایا حقیقت میں سو و اگر سچ کہتا ہو دیکھو اٹھکر لیٹ گئے افسر بھی افسوس کرنے لگے کھرام  
نے کہا میں کیا یوں جانے دوں گا بہت ذلیل کروں گا کہ بادشاہ نے فرمایا اے عم نامدار صورت  
اصلی دکھائیے تب خواجہ نے کہا اے نور نظر رونمائی تو منگاؤ بادشاہ نے کھرام سے فرمایا  
کہ اے پہلوان دوران کیوں منتشر ہوتے ہو میرے عم نامدار خواجہ عمر و عالیہ قارہین  
فقرون سے ابھی آگاہ نہیں ہو کچھ نقدی منگاؤ کھرام نے دس توڑے روپے کے منگا کر  
سامنے رکھے خواجہ نے جست کی اور آواز دی کہ باوا آدم درویش از کل عالم پیش ہر  
صورت اصلی عنایت فرمائیے داد تو پوتے کے تا بعد از ہین اب جو جست کر کے زمین پر  
آئے سب نے دیکھا کہ ایک شخص عجیب و غریب ناریل سا سر کلچہ سے کمال سروا رید سے  
دانت چوہ گز کا دھڑتکے کا اور تین گز کا اوپر کا سامنے آکر کھڑے ہوئے کھرام حیران  
ہو گیا بادشاہ نے خواجہ کو کرسی پر بٹھایا حال پوچھا عمر و نے سب حال بیان کیا کہ عقیل تو  
مسلمان ہوا اب لشکر کشی کر کے چلیے بادشاہ نے اسی وقت کھرام کو حکم دیا کہ لشکر تیار  
کر و کھرام نے لشکر تیار کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوئے لشکر کا انتظام کرتے ہوئے  
کھرام بھی ساتھ ہوئے اس دھوم سے لشکر روانہ ہوا خواجہ بھی پائے تخت پر ہاتھ رکھ  
ہوئے اس دھوم سے لشکر جا رہا ہو یہاں مینا نگار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ عقیل  
آکر حاضر ہوا عرض کی اوشہ منشاہ انتظام سے کام کیجیے میں صاحبزادی کو آپکی باغ میں  
پہونچا آیا علاج اُنکا ہو رہا ہو مگر ایسی جلادی نہ کیجیے گا آپ نے مار ڈالنے میں اُسکے  
کوئی بات باقی نہیں رکھی تھی مگر اسکی حیات تھی کہ سچ گئی اب بادشاہ کو پتہ لگا کر گرفتار  
کیجیے ان سب مسلمانوں کو ایک دن میں تباہ کر دینگے مگر صاحبزادی پر غصہ نہ کیجیے  
میں نے سب طرح دریافت کر لیا وہ سراسر بیخدا ہیں جو آپ کا گمان ہو اُسکا بالکل  
سایہ بھی نہیں عقیل یہ باتین بادشاہ سے کر رہا تھا اور بادشاہ بالائے قلعہ بیٹھا ہی  
کہ دیکھا اسنے محرا سے گرد اڑی مینا نگار نے کہا دور میں لاؤ دور میں لگا کر دیکھنے لگا



دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر ایک پہلوان قوی تن قوی من گیندے پر سوار اہتمام لشکر کرتا  
ہوا اور خواجہ عمر کو دیکھا پائے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے قلعہ مینا نگار کو بغور دیکھ رہا ہے  
مین مینا نگار جلگیا عقیل روشن راے کے برابر کھڑا تھا کہا اے عقیل دیکھ کس و بد سے  
یہ سار بان زادہ آتا ہے اسی جانب دیکھ رہا ہو جی چاہتا ہو کہ جا کر اٹھا لاؤں لا کر اسکو قید کروں  
یاسر کھینچ کر پھینک دوں عقیل نے کہا مناسب نہیں اگر آپ عمر کو لائے تو ابھی بادشاہ بلوہ  
کردینگے مقابلے میں چل کر اترے طبل جنگی بجو ایسے ایک پہلوان سحر کا بنا کر بھیجے وہ بادشاہ  
کو پکڑ لائے بادشاہ کو یوں گرفتار کیجیے پھر عمر کو مین گرفتار کر دوں گا عمر و بلاے روزگار ہو  
یوں گرفتار کیجیے گا تو کچھ ایسا فتور برپا کرے گا کہ جان آفت میں ہو جائیگی اور وہ رہا ہو جائیگا  
لشکر کشی کیجیے مقابلے میں جا کر اترے مینا نگار راے پر وزیر کی پابند ہو اسی وقت حکم  
دیا کہ لشکر ساحران تیار ہو بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر مینا نگار مقابلے میں اگر اتر ادر  
بادشاہ اپنے لشکر میں آئے افسران فوج استقبال کر کے لائے بادشاہ آکر بارگاہ  
میں بیٹھے خواجہ عمر و پہلوان بیٹھے مین کہ صدائے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی بادشاہ  
نے طرٹ فیروزہ کے دیکھا فرمایا در یافت تو کرو کہ کیسا افتادہ بجایا فیروزہ نے عرض کی  
ہر کارے گئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ ہر کارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض  
کی کہ مینا نگار نے طبل جنگی بجوایا ہو بادشاہ نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی  
بجے دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے تیار رہاں ہوئے لگین پہر رات گزری تھی کہ  
آسمان پر برق جیکی عقیل روشن راے آکر پہونچا بادشاہ سے ملاقات کی اور ایک  
انگوٹھی بطور نذر پیش کی کہا حضور اسکو انگلی میں رکھیں کسی کا سحر اس پر تاثیر نہ کرے گا  
جب مہدان میں کوئی پہلوان مقابلے میں آئے تو اسکو چپکا دیجیے گا یقین ہو کہ سحر  
اُتر جائیگا انگوٹھی دیکر عقیل تو رخصت ہو گیا بادشاہ نے ام فرمایا فیروزہ طلائی  
پہرہ رات کو مینا نگار اپنی بارگاہ سے اٹھا ٹھلتا ہوا طرف لشکر بادشاہ کے چلا  
خواجہ عمر کو کب نیند آتی تھی آگے بڑھ کر دیکھا کہ مینا نگار آتا ہو خواجہ نے کنارے  
آکر حلقہ ہائے کند ڈال دیے چپکے بیٹھے مینا نگار جب وقت پہ حلقوں کے آیا عمر و



شیر کے دھڑو کی آواز دی مینا نگار رُک کا عمرو نے جھٹکا مارا مینا نگار گرا عمرو نے جھپٹ کر مینا  
 مارا مینا نگار بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا اسکا پشتارہ باندھوون کہ پہلو سے آواز آئی  
 کہ اوسا ربان زادے یہ کیا کرتا ہو پہلو سے ایک پتلہ پیدا ہوا اسنے آکر مینا نگار کو اٹھا  
 لیا خواجہ کو دکر بھاگے مگر دیکھا کہ پتلہ مینا نگار کو لیے جاتا ہو خواجہ پٹ آئے آکر فیروزہ  
 سے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہو غفلت نہ کرو مینا نگار فکر میں بادشاہ کی آتا تھا نگہ بین نے  
 اسکو پٹا دیا فیروزہ نے کہا آپ جا کر آرام فرمائیے میں انتظام میں مصروف ہوں عمرو  
 نے کہا تم کیا انتظام کرو گے وہ اگر آجاتا تو بادشاہ کو لیجاتا مگر تیلے نے لا کر مینا نگار کو بارگاہ  
 میں پہونچایا خادم خدمتگار دوڑ پڑے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا مینا نگار کو  
 ہوشیار کیا تیلے نے پوچھا کہ کیوں حضور یہ کون شخص تھا جو آپ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا  
 مینا نگار نے کہا سوا سے ساربان زادے کے اور کون ہو گا مگر تو خوب وقت پر  
 پہونچا تیلے نے کہا میں آپ کا نگہبان ہوں جب آپ پر افتاد چڑگی برابر پہونچو گا اور  
 آپ کو بچاؤنگا مینا نگار نے پھر قصد کیا کہ عقیل نے آکر کہا اموشہنشاہ اب ارادہ نہ  
 کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائیں تو پھر ہم لوگ کیا کریں گے ساربان زادے کے  
 پاس زنبیل ہوا سمجھیں بند کر دیتا ہوا انسان کو نکلتا دشوار ہوتا ہوا ایسا مینا نگار کو عقیل  
 نے ڈرایا کہ مینا نگار نے پھر ارادہ نہ کیا چار پہ رات انتظام میں گزری وہ وقت آیا  
 کہ جواہر پوش زرین گوش جواہر خاٹہ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا جواہر کا  
 بیش قیمت جسم پر آستانہ سیلیان ضیا و شعاع کی گلے میں ڈالے ہوئے تھا دیکھ رہا ہو  
 کہ لشکر میدان کارزار میں آئے بادشاہ بھی سوار ہوئے خواجہ عمر و چست و چالاک  
 بادشاہ کے ہمراہ رکاب کتے ہوئے کہ حضور کا اقبال پروردگار روشن کرے میں بھی  
 خدمت میں حاضر ہوں رات کو مینا نگار آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا تھا لیکن  
 نگہبان اسکا موجود تھا اٹھا لیکیا ور نہ مشکین باندھکر لاتا یقین ہو کہ مینا نگار مسلمان  
 ہو مگر مینا نگار نے جب دیکھا کہ صفین آستانہ ہو چکے ہیں نقیب بھی نقابت کر چکے کہ کیت  
 کر کا کہہ رہے تھے تو مینا نگار نے طرف مٹھا کے دیکھا ایک دستک دی کہ مٹھا سے گرد آری



ایک پہلوان مصلح و مکمل گنبدے پر سوار سانسے بنانگار کے آیا مینا نگار نے کہا اے قوی تن  
بادشاہ کو ٹوک کے گرفتار کر لا قوی تن نامی پہلوان گنبدے اڑا کر میدان میں آیا ناظرین پر  
دافع رہے کہ جب مینا نگار قصد کرنا ہو کہ سحر کروں لشکر پر آگ برسا دوں عقیل منع کرنا ہو کہ سحر  
ابھی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی پڑ جائے مینا نگار رک جاتا ہو عقیل اپنی عقل سے حروک رہا ہو  
کہ اُس پہلوان نے بڑھکر میدان میں آواز دی میں براے مقابلہ بادشاہ آیا ہوں بادشاہ  
میرے مقابلے میں آدین بادشاہ نے سنا کہ میرا نام لیتا ہوا نکو بھلا کی تاب رہتی ہو فوراً حکم  
دیگر گھوڑا طلب کیا تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے میدان کا رزار میں آئے اُس  
پہلوان نے بڑھکر چاہا کہ نیزہ ماروں بادشاہ نے نیزے کو روکا نگار انگشت کو چپکا دیا نیزہ اُس  
پہلوان کا ٹوٹ گیا جب نیزہ ٹوٹا تو پہلوان سے گرز پر ہاتھ ڈالا چاہا گرز ماروں بادشاہ نے  
انگشت کو چپکا دیا گرز بھی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا پہلوان نے تلوار کھینچی بادشاہ نے پھر  
انگشت کو چپکا دیا تلوار بھی پہلوان کے ہاتھ سے چھوٹی ہاتھ پائوں میں رشتہ آیا گنبدے کو  
پھر اسانے مینا نگار کے آیا کہا اے بادشاہ ساحران میرا حربہ بادشاہ پر نہیں پڑتا تین حربے  
اٹھائے تینوں چھوٹ گئے اب میں کیا کروں میں نے چاہا لیٹ پڑوں حوصلہ نہ پڑا ہاتھ  
پائوں میں رشتہ آگیا مینا نگار نے کہا اے عقیل یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر میرا لیٹ آیا عقیل جانتا ہو  
کہ میری انگشت کا باعث تھا کہا اے بادشاہ ساحران معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ ہو  
مینا نگار نے کہا میں ابھی دریافت کرتا ہوں بس جھولی سے ایک چراغ نکال کر روشن کیا  
عقیل نے خفیہ سحر کیا وہ ہر چند آواز دیتا ہو کہ اے چراغ ہمیشہ ہی احوال بھیر روشن ہو کہ میرا سحر  
کیون لیٹ آیا کچھ نہیں معلوم ہوتا آخر ناچار ہو کر ایک لات ماری کہ چراغ گر گیا اور کہا اے  
عقیل دیکھتے ہو سامری و حمشید کی تاثیر جاتی رہی مجھ ایسا ساحر انتظام کر رہا ہو اور چراغ  
آواز نہیں دینا کہ بھیر روشن ہو کہ پہلوان میرا کیون لیٹ آیا عقیل نے کہا اے شہنشاہ آپ  
سرمیدان سحر کرتے ہیں اسبوجہ سے سحر تاثیر نہیں دکھاتا لشکر لیٹا کر لیٹ چلیے بارگاہ میں چلکر  
انتظام کر لیں گے ان لوگوں کی کیا حقیقت ہو جسوقت چاہیے گا گرفتار کر لیجئے گا مگر یہاں  
ٹھہرنا بہتر نہیں اب سرکار کے لیے بدنامی ہو لوگ دیکھیں گے کہ مینا نگار کا سحر باطل ہوا



ایسا عقیل نے سمجھایا کہ مینا نگار نے طبل باز گشت بجوایا عقیل نے بڑے بکر بادشاہ کو بھی یہی اشارہ کیا کہ حضور پلٹ جائیں بادشاہ یہ کہہ کر پلٹے کہ اوی مینا نگار نے مجھے سحر نہ کیا مقاصد افسوس ہو ہم سمجھے تھے کہ مقابلہ ہو گا مگر ہم بے مقابلہ پلٹے اب دیکھیے کب مقابلہ ہو مینا نگار نے شہر مار کر صبح کا لیا کچھ جواب دینے کا موقع نہ تھا پلٹ کر اپنی بارگاہ میں پہنچا کہا اوی وزیر اعظم تو سحر تیار کر کے بھیجوں عقیل نے کہا ابھی مناسب نہیں ہو میں عرض کروں گا مینا نگار کو بہت ناگوار ہو جائی میں کہتا ہوں کہ وہ وزیر ہو کہ ہمیشہ اسے نیک دیتا تھا آج کیا باعث ہو کہ جب پوچھتا ہوں تب منع کرتا ہو کہ سحر نہ کیجیے مسلمانوں کو آفت سے بچاتا ہوا سکا کیا باعث ہو کہ معلوم ہوتا ہو کہ وزیر میرا ملک گواہی دے میں اگر چراغ روشن کیا پکار کر آواز دی کہ اوی چراغ چشیدی وزیر میرا کیوں منع کرتا ہو مفصل حال ثابت ہو پردہ نہ رہے یکا یک کو چراغ کی بھڑکی مثل انسان کے آواز دی کہ اوی مینا نگار تجھ کو کچھ خبر ہو تیرا وزیر بادشاہ سے مل گیا انگشت چشیدی دے آیا اوی مینا نگار وزیر تمہارا شریک مسلمانان ہو گیا جلد انتقام کے ورنہ سلطنت تباہ ہو گی عمرو ایسا عیار اسطرن موجود ہو دم بحرین گرفتار کر لیا بیگانان بچا نامشکل ہو گی یہ حال سکر مینا نگار جھلایا میں کہتا ہوں وزیر اعظم نے غضب کیا کہ تجھ کو بدنام کیا اور عقیل بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو کہ مینا نگار اندر سے جھلاتا ہوا نکلا کہا کیوں اوی وزیر اعظم تمہارے ساتھ نکلا اوی کی ہو شرط کہ بھونکد وں جلا کر خاک کر دوں عقیل نے کہا جی میں کہتا ہوں معلوم ہوتا ہو کہ اسیر حال کھل گیا اب کوئی عذر نہ چلے گا دیکھیے کیا کرے عقیل تڑپ کے اٹھا کہ نکلیا وں مینا نگار نے کہا کہ اوی عقیل اب میں تجھ کو جانے دوں گا اسطور سے قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر رو میں اور تجھ کو ذرا ترس نہ آئے یہ کہنے مینا نگار نے گور مارا عقیل نے گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا عقیل ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ میں تڑپ کے نکلیا وں مگر مینا نگار نہیں نکلنے دیتا جدھر جاتا ہو معلوم ہوتا ہو دیوار آہن کی ہوئی ہو آخر مینا نگار نے ایک تیلی جھولی سے نکالی تیلی کو ہاتھ سے چھوڑا عقیل نے دیکھا کہ ایک سہ جبین نہایت حسین باہ رخسار سانسے آئی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہو اور مسکراتی ہو نظم



پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پاے علیہ  
 کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر  
 سامنے آنکھوں کے گلچین نے اجاڑا آشیان  
 سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا انا زمین  
 قید سے کر دے رہا صیاد کو آجاے رحم  
 عارض گلزنگ پر تیرے کہیں عاشق نہو  
 ہر چار ایار ایدل کس قدر نازک مزاج  
 فصل گل آئی ہو مجھ کو اور شکر چھوڑ دے  
 شرہ باد اور وحشت دل موسم گل آگیا  
 دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او سمع رو  
 صحن گلشن میں وہ رشک گل ہو مخو خواب ناز  
 روضہ شبنم بھی سطوت ہوا کہ باغ بہشت

چھوڑ کر گلشن ترے کوچے میں آئے عندلیب  
 چومتا ہر غنچہ گل ہو جو پاے عندلیب  
 کس طرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑا کے عندلیب  
 توڑ کر گل صحن گلشن میں بچا کے عندلیب  
 داستان غم اگر دم بھر سناے عندلیب  
 جو مری تاکید گلشن میں نہ آئے عندلیب  
 در و سر ہوتا ہو سکر نعمہ ہاے عندلیب  
 روز ہو صیاد سے یہ التجاے عندلیب  
 ہر طرف پھر باغ میں ہیں نالہ ہاے عندلیب  
 تنگے پروانہ تری محفل میں آئے عندلیب  
 کوئی یہ کہہ دے نہ اتنا غل مچاے عندلیب  
 نالہ ہر زار کا ہو گویا صد اے عندلیب

اُس نازنین نے یہ اشعار اس طرح گائے کہ عقیل جادو خاموش ہو گیا لڑتا ہوا بیرون  
 قلعہ پہنچ چکا تھا ہنگامہ جو ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ وزیر و شاہ لڑ رہے ہیں  
 یہ شور و غل سکر خواجہ عمر و اپنے خیمے سے نکل آئے دیکھا کہ عقیل و مینا نگار لڑ رہے ہیں  
 اور مینا نگار نے عقیل کو اپنے سحر میں سحر کیا ہو خواجہ نے آنکھوں سے دیکھا کہ مینا نگار  
 نے عقیل کو پکڑ لیا کتنے لگے معلوم ہوتا ہو حال عقیل کا کھلا جب تو مینا نگار نے یہ حرکت  
 کی مینا نگار نے عقیل کو قفس میں بند کیا سامنے لشکر اسلام کے آیا اور پکار کر آواز دی  
 کہ او فرقہ خدا پرستان یہ تمہارا معین گرفتار ہوا اب اسکو قید سے چھڑاؤ خواجہ عمر و کو یہ  
 بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی کہ او مینا نگار کیون گھبراتا ہو آج ہی رات کو اسکو ہم رہا  
 کر لیں گے مسلمانوں کا دوست قید میں رہے کفار کی جفا سے مینا نگار نے کہا کیا مجال  
 خواجہ نے کہا او مینا نگار کیون غور کرتا ہو آج ضرور اسکو رہا کر لوں گا مینا نگار قفس لیکر  
 پلٹا جادو گردن کو حکم دیا کہ بہت ہوشیار رہنا قلعے میں کوئی غیر شخص نہ آنے پائے میں



تدبیر کر لوں گا دیکھو تو یہ ساربان زادہ کیونکر آتا ہو اور کس طرح اس گنگکار کو چھڑاتا ہو میرا  
وہ سحر ہو کہ زمین کو ہلائے طبقات زمین آسمان پر پہنچائے کیا مجال ہو ساربان زادہ کی  
کہ یہاں تک آوے مگر تم لوگ ہوشیار رہنا جا بجا پہرے مقرر کر کے قفس عقیل لاکر قہرین  
لشکار دیا یہاں خواجہ جب دربار میں آئے اور ہر کاروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ اوشہرہ بار  
عقیل جادو قید ہو گیا اور خواجہ نے اس سے تکرار کی بادشاہ نے فرمایا ای عمر نادار اپنے  
سنا کہ عقیل جادو قید ہو گیا عمر و نے کہا سنا کیسا آنکھوں سے دیکھا اب تک عقیل نے چھپایا  
اب حال کھل گیا بادشاہ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ سے تکرار ہوئی آپ نے وعدہ کیا ہے  
خواجہ نے کہا کہ ہاں میں نے آپ کی بات رکھنے کی واسطے گفتگو کی اور باقی آپ میرا حال جانے  
ہیں کہ یہاں کے مہاجنون کا قرضدار ہوں بارگاہ میں ہر وقت بیٹھا رہتا ہوں باہر نہیں  
نکل سکتا بادشاہ نے دس توڑے منگواے سامنے خواجہ کے رکھ دیے کہا یہ حاضر ہیں  
عمر و نے کہا یہ تو سود کو بھی اکتفا نہ کریں گے اور سرداروں نے بھی روپیہ پیش کیا عمر و طرف  
شورش کے متوجہ ہوئے کہا بی شورش تم بھی کچھ دوگی شورش نے گنا اپنا پیش کیا خواجہ  
نے لے لیا بادشاہ نے فرمایا خواجہ مہمان کا گنا لیتے ہو عمر و نے کہا سب صاحب قرضہ ادا  
کرتے ہیں میں کیوں نہ لوں بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجائیے خواجہ اٹھے طرف  
قلعے کے چلے راہ میں آتے تھے اور ایک چشمے پر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور  
دیکھا کہ ایک ساحر چشمے پر اتر آیا خواجہ نے اپنے کو منہ پی کیا وہ ساحر پانی پینے کو چلا خواجہ نے  
ایک ساحر کی شکل بنکر لکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ ساحر رک گیا کہا کہ اوجھیا تو کون ہو سار  
نے کہا آپ نے کیوں منع کیا عمر و نے کہا میں طرف سے مینا نگار کے مقرر ہوں ہندوگان  
خاک کو بچاتا رہتا ہوں اس چشمے میں اثر دہا پانی پیتا ہو اگر تو پانی پیتا تو پانی ہو کر بہا تا تم  
کون ہو کہاں سے آتے ہو اس ساحر نے کہا میں قدرت کا نامہ دار ہوں قدرت کو  
معلوم ہوا کہ عقیل جادو کو مینا نگار نے قید کیا ہے حکم ہو کہ ہمارے پاس بھیج دو ہم یہاں  
سزا دینگے اب جو تم کو امی کریگا اسکو قتل کروں گا کہ ساحر وں کو عبرت ہو ہر شخص نے ٹکرائی  
پر کمر باندھی ہو عمر و نے کہا تم پاسے ہو تو پانی تمہارے واسطے لاؤں اسی لیے میں اس



مقام پر مقرر رہتا ہوں کہ جو کوئی آئے اسکو پانی پلاؤں اس چٹے سے بچاؤں ساحر نے کہا  
 آپ کا نام کیا ہے عمر و نے کہا چشمہ نشین جادو میرا نام ہے اسیدو جہ سے مینا نگار نے مجھکو یہاں  
 مقرر کیا ہے یہ کہلے درہ کوہ میں گئے جام میں پانی بھر کر لائے کہا لو یہ پانی پیو ساحر نے  
 وہ پانی پیا مگر نام پوچھ لیا اسنے کہا قاصد جادو میرا نام ہے پانی پی کر وہ ساحر بیہوش ہوا  
 خواجہ نے اسکو تو کنا رہے والد یا آپ اسکی صورت بنے نامہ لیکر طرف قلعے کے چلے  
 جیسے ہی سامنے قلعے کے آئے آواز آئی کون آتا ہے عمر و نے دیکھا کہ ایک ساحر بیرون  
 قلعہ ٹہل رہا ہے آواز دی کہ بھائی میں ہوں قاصد جادو و قدرت نے نامہ بھیجا ہے براے  
 ملاقات مینا نگار آیا ہوں امیدوار ہوں کہ مینا نگار سے عرض کرو کہ قاصد جادو و  
 فرستادہ قدرت نامہ لیکر آیا ہے امیدوار ہے کہ اسکو پڑھکر عقیل جادو کو مجھے دیدیجیے  
 وہ ساحر آگے آیا دروازے پر جو پہونچا دروازے پر چند ساحر مقرر تھے انھوں  
 نے نام پوچھا عمر و نے اسنے بھی نام بتایا دس بارہ ساحر عمر و کو گھیرے ہوئے قصر  
 میں لائے مینا نگار کو جگایا عمر و نے نامہ دیا مینا نگار نے نامہ پڑھا مضمون مذکور  
 اسمین درج تھا مینا نگار نے پڑھکر حکم کیا کہ قفس لاؤ عمر و کے ہاتھ میں قفس دینے  
 لگا عمر و نے کہا میں اس طرح نہ لیجاؤنگا قفس سے نکالکر مجھکو دیدیجیے اور سحر اپنا اسپر سے  
 اتار لیجیے تاکہ وہاں جاتے ہی یہ قتل کیا جائے مینا نگار نے قفس سے عقیل کو نکالا  
 سحر اپنا اتار لیا عمر و نے پشتارہ دوش سے لگایا اور کہا اے مینا نگار یہ دوسرا نامہ  
 قدرت سے دیا تھا کہ بروقت رخصت دیدینا اور عقیل کو لیکر آنا لہذا میں تو جاتا ہوں  
 کیونکہ قدرت منتظر بیٹھے ہوئے گئے میں اسکو پہونچاؤں آپ نامہ پڑھ لیجیے گا نامہ ہاتھ میں  
 مینا نگار کے دیکر خواجہ عقیل کو لیے ہوئے باہر نکلے مینا نگار نے نامہ کھولا اس میں  
 بخط جلی مرقوم تھا کہ اے مینا نگار بموجب وعدے کے میں آیا اور عقیل کو تجھے لے لیا

کہ ان استاد عیار ان عالم	اور نعرہ خواجہ کا یہ لکھا تھا نعرہ عمر و بن اسیدہ ضمیری	سراپا دانش و عقل بسم
جہاں سرسنگ درخیز گداری	بباغ دین ز کمرش آبیاری	بہر کشور بلا سے جان گرفتار
اے مینا نگار دیکھ یوں آنکھ	عمر و آن شاہ عیار ان عیار	



میں خاک ڈال کر بیجاتے ہیں مینا نگار نے نامہ پڑھ کر زانو پر ہاتھ مارا اکھایا روضہ غضب ہوا کہ  
 عمر و عقیل کو آکر لینگیا جھپٹ کے ذرا دیکھو تو اگر بلجاسے تو پکڑ لاؤ سر و اب جادو ایک بڑا  
 ساحر یہ کہہ چلا کہ میں گھسکر یا رگاہ سے لاؤنگا ہر چند مینا نگار نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا پر رون  
 پیدا کر کے چلا یہاں خواجہ عقیل کو لیے ہو۔ جب صحرابین آئے تو اسکو ہوشیار کیا اور بیان  
 کیا کہ میں تمکو لایا اب ذرا ہوشیار رہو کوئی تنہا رہی فکر میں آتا ہو گایہ ذکر تھا کہ نعرہ ہوا منم  
 سر و اب جادو عمر و نے عقیل کو اشارہ کیا عقیل نے للکارا کہ او بیچیا کیوں شائستہیں آئی  
 ہیں سر و اب نے بڑھکر گولہ مارا عقیل نے کہا او بیچیا تیری قصا لیکر آئی ہو فوراً گولہ کاٹا  
 سر و اب نے کئی سحر کیے مگر عقیل جادو اس کے سحر کو کب مانتا ہوا اشارہ و ن میں دفع کر دیے  
 عقیل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او تمکو ام منم مینا نگار جادو کہاں جائیگا  
 تمکو کو کیا زندہ چھوڑ دنگایہ کہنے جھولی سے تیلی نکالی کہا او فریب جادو اس تمکو ام کو لینا  
 وہ تیلی نکلتے ہی غائب ہوئی عقیل بڑھا تھا کہ میں مینا نگار سے رو و قدح کروں خواہ  
 تو کو دکر چھپ گئے تھے کہ پہلو سے آواز آئی او عاشق صادق و ایو یار موافق ذرا اڑو  
 متوجہ ہو عقیل نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک سہ چہین نہایت حسین و جمیل یہ اشعار گاتی ہوئی  
 مستانہ و آتی ہو نظر

جانتا بھی نہیں افسوس وہ صورت میری  
 کیا بنائی بری اعدا نے قسمت میری  
 ٹھوکر و ن سے وہ مٹاتا ہو یہ تربت میری  
 ہولناک آج ہو ایسی شب فرقت میری  
 سچ بتا دے اسی دل میں ہو محبت میری  
 یا وجب آگئی قاتل کو شہادت میری  
 ناز سے آکے جو ٹھکراتے ہیں تربت میری  
 دل شیدا نہیں ستا ہو نصیحت میری  
 میری تربت پہ سدا روئگی حسرت میری

بھر میں جسکے ہوئی ہا سے یہ حالت میری  
 بگڑے جاتے ہیں ضم و کبیر کے صورت میری  
 دل میں قاتل کے ابھی تک ہو عداوت میری  
 دم نکلیا یگا گھٹ گھٹ کے یقین ہو دلکو  
 مل کے ہاتھوں سے مرے قلب کو وہ کھینچتے  
 منہ دی ملنے کے بہانے کہتے افسوس ملے  
 کیا سمجھتے ہیں مجھے عاشق رفتار حسین  
 عشق میں مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہو برباد  
 اقرار دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کس



غم فرقت میں ترقی و منزل کے مزے  
 جسکی الفت میں زمانہ ہو مرا دشمن جان  
 قیس محرابین نہیں کوہ پہ فرہاد نہیں  
 ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی  
 سنے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا میں عاشق  
 دوڑ کر چوم لیے فخر سے مجنون نے قدم  
 بھٹکوا ڈرا ہو علی کا ہون غلام اور سطوت

غم جو بڑھتا ہو گھٹی جاتی ہو طاقت میری  
 اسکے دل میں نہیں افسوس محبت میری  
 جوش سودا ہو سنے کون حکایت میری  
 ہاتھ پھیلاؤں نہیں چاہتی ہمت میری  
 بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری  
 نجد میں جب کہ مجھے لیکن وحشت میری  
 بس کرینگے وہ درد روز قیامت میری

جیسے ہی یہ اشعار عبرت آثار اس نازنین نے گائے عقیل پتھر ار ہو گیا ہاتھ باندھ کر طرف  
 مینا نگار کے چلا کتنا ہوا کہ او شہنشاہ میں تا بعد ار ہون جو مناسب جاہیہ وہ میرے  
 حق میں کیجیے یہ شکر مینا نگار نے ہاتھ بڑھایا کہ زبان میں سوزن دون اور وہ نازنین  
 لکڑی ہنس رہی ہو خواجہ نے جو درہ کوہ سے دیکھا کہ عقیل پھر گرفتار ہوا چاہتا ہو فوراً  
 کلا گوچن میں پتھر دیا تاک کر اس نازنین کو مارا اس نازنین کا سر پھٹا وہ لڑکھڑا کر گڑی  
 جیسے ہی وہ مری عقیل کو ہوش آگیا عقیل نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا مینا نگار گولے کو  
 باطل کرنے لگا عقیل نے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہو کر سمجھا کا خواجہ  
 دوسری جانب سے نکل گئے مینا نگار کو بڑا قلق ہوا جی میں کتنا ہو کہ فریب جادو مری  
 یہ پھر میرا پیرانا تھا جب یہ سحر کیا کبھی خالی نہیں گیا آج اس ساربان زادے نے فریب  
 کو مارا بڑا فریب دیا اور عقیل نکل گیا اب چلکر بارگاہ سے لاؤں پھر سوچا کہ وہاں شور  
 ہوگی ضرور الجھ پڑیگی برابر کی ساحرہ ہو مشکل پڑیگی ایسا سوچکر مینا نگار پلٹا یہاں باؤٹا  
 ججاہ بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں کہ عقیل نے آکر سلام کیا عرض کی او شہنشاہ غلام  
 مینا نگار سے یا غی ہوا راہ میں مقابلہ پڑا عمرو نے فریب جادو کو مارا تب بھٹکوا ہوش  
 آیا لڑکھڑا کر آیا کہ خواجہ بھی آکر بیویچے تمام کیفیت بادشاہ سے بیان کی یہاں تو یہ  
 کیفیت ہو مگر مینا نگار جو ہٹ کر گیا بارگاہ میں آکر سر جھکا کر بیٹھا نہایت متروک ہو گیا  
 کروں عقیل دست راست پر بیٹھا تھا اسکے سامنے کسی کامرتبہ نہ تھا عقیل مردار خوار



کہ دست چپ پر بیٹھا تھا اسے جو سنا کہ عقیل ٹر بھڑک نکلیا بہت خوش ہوا سانسے مینا نگار  
 کے آیا کہا اے بادشاہ عالیجاہ اگر حکم ہو تو عقیل کو پکڑ لاؤں اور بنی شورش کو بھی ذلیل کر دوں  
 مینا نگار نے کہا عقیل جا دو نہایت زبردست ساحر ہو وہ تمھارا اور بالو نہ مائیگا بجو خوف  
 ہو کہ ایسا نہ ہو تمکو گرفتار کر لے یہ سنکر شقیل نے کہا اے شہنشاہ کسی مقام پر کمی نہ کرونگا  
 بنی شورش و عقیل کو گرفتار کر لاؤنگا ایسا سحر کروں کہ سارے لشکر دیوانہ ہو جائے مگر ان  
 دو نو نکا دشمن ہو مینا نگار نے کہا اے شقیل دعویٰ تو کرتے ہو لیکن مجھکو ڈر ہو کہ ایسا  
 نہ ہو تمپر کوئی افتاد پڑے تو مشکل ہو شقیل نے کہا میں سمجھ لوں گا سحر اسکا رو کر ونگا یہ کہہ  
 شقیل پہلا جب سانسے لشکر کے پہونچا قضاے کار کہہ راحم طلا یہ پھر کر آیا ہو کنا رے پر  
 لشکر کے کھڑا ہو کہ شقیل نے پکار کر آواز دی اے پهلوان دوران و اے گر شاسپ جہان  
 بادشاہ اسلام سے لڑو گے کہہ راحم نے کہا وہ ہمارے آقاے نامدار مولائے باوقار  
 ہیں بس شقیل نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور کہہ راحم پر پھینک مارے  
 کہہ راحم کا سینہ لگا چہرہ سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے ساحر میں بادشاہ سے لڑونگا  
 سر لا کے تجھکو دیتا ہوں شقیل نے اور افسروں پر بھی ماش کے دانے پھینکے چاہیں  
 افسر کہہ راحم کے ساتھ ہوے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ چلکہ بادشاہ کو قتل کر دیں  
 بادشاہ عالیجاہ بیٹھے تھے بنی شورش پهلویں عقیل ایک طرف بیٹھا ہو کہ دربار گاہ پر آہ  
 ہوا فرمایا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہو کہ درگہ سالار نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ  
 افسر بہ نسبت حضور کلمات سخت کہتے ہوے آتے ہیں غلام نے انکو روکا ہو مگر وہ لوگ  
 نہیں مانتے ہیں بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے دربار گاہ پر تشریف لائے شورش  
 ساتھ ساتھ بادشاہ نے آواز دی کہ اے کہہ راحم کیا ہو کہہ راحم نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ  
 آپ کا سر مینا نگار نے مائیگا ہو سانسے ساحر کھڑا ہوا ہو سر حضور مانگ رہا ہو بادشاہ  
 نے فرمایا میں آیا شورش یہ سنکر باہر نکلی کہا اے شہنشاہ میں بڑھکر اسکو روکتی ہوں انکے  
 مقابلے میں یہ جانیے یہ لوگ سحر میں ہیں بادشاہ نے فرمایا اے شورش نہ گھبراؤ انکی کیا  
 مجال کہ مجھے قتل کر سکیں شورش نے بڑھکر شقیل کو لٹکارا کہ اے ناہنجار کہاں آتا ہو تم



تو نے غضب کیا کہ بادشاہ کے قتل کا سامان کر رہا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا شقیل نے جو شورش  
 کو دیکھا بڑھا کہ اسکو اٹھا لیجاؤں شورش نے پیچھے ہٹ کر گجرہ پھولوں کا ہاتھوں سے اتارا اور  
 آواز دی کہ او گل اندام و لہریب جلد آؤ یہ کہکے گجرہ پھینک مارا صحرا میں جا کر وہ گجرہ پھینک  
 طن شورش کے آتا ہوا شورش نے دیکھا کہ اُن سرداروں کے سامنے بادشاہ ٹھکانے  
 کہ جو بحرین شقیل جادو کے تھے چالیس سردار کمیدان رسالدار اکتالیسوان کہرام سب  
 تلواریں کھینچ کر بادشاہ پر گرے بادشاہ اُن سب کے وار روک رہے ہیں انتہائے سپاہ گری  
 یہ ہو کہ اُنکے وار روکتے ہیں لیکن اپنا وار کسی پر نہیں کرتے مگر شورش کا گجرہ جو صحرا میں جا کر  
 پھٹا تھا ایک نازنین مرجین دریامین پھولوں کے غوطہ زن حسن بین رشک چین یہ اشعار  
 عاشقانہ گاتی ہوئی آپہونچی نظم

آزردگی ہو کس سے جو ہو جان جان اُداس  
 خاک اڑتی ہو زمین پہ ہو آسمان اُداس  
 پھر کس طرح رہے نہ دل باغبان اُداس  
 کیونکر نہ وقت فرج ہوں میں نیم جان اُداس  
 تیرے بغیر رہتا ہوں سارا مکان اُداس  
 کیا وجہ کیوں ہوا ہوا وہ شیریں زبان اُداس  
 زنجیریں ہیں درون کی خوش اور مکان اُداس  
 دکھلائی دے نہ کیوں مجھے باغ جہان اُداس  
 پچھتاؤں گا جو ہو گا ترا آستان اُداس

کیا وجہ کیوں ہوا جکل او مہربان اُداس  
 عاشق جو مر گیا تو ہو سارا جہان اُداس  
 آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی  
 اُس نازنین کا ہاتھ نراکت سے تھک گیا  
 گھر سے ہمارے رات کو جایا نہ کر کہیں  
 میں نے تو تلخ بات بھی کوئی نہیں کہی  
 دیوانہ مر گیا ہوتا جب سے اسی پری  
 آزدہ آجکل مرا رشک بہا رہو  
 سطوت کو اپنے در سے تار جان جان اُداس

شقیل نے جو آواز سنی طرف نازنین کے پلٹا اُسے پکار کر آواز دی اُو شقیل ذرا تھم میری  
 جانب متوجہ ہو شقیل پلٹا اُس نازنین نے اُنکھوں سے اشارہ کیا شقیل کا چہرہ سرخ  
 ہوا اُنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا وہ نازنین زیور میں پھولوں  
 کے لدی ہوئی ہو گئے سے پھولوں کا ہار اتار اُطراف اُن لوگوں کے پھینکا جو بادشاہ پر حملہ  
 کر رہے تھے اُن پر پھول برسے لگے جیسے پھول پڑا وہ ہوش میں آ گیا بادشاہ کے سامنے



عذر کرنے لگا کہ ارم قدموں سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا کہ اے شہر یار غلام سے بڑی بے ادبی ہوئی بادشاہ نے فرمایا اے کرم حقیقت یہ ہو کہ تم اپنے ہوش میں نہ تھے جو سزا دیا وہ ہوا  
 اسے معاف کیا پھر بادشاہ نے فرمایا تم نے اس وقت ہماری سپاہ گری بھی دیکھی کہ تم سب کے  
 وار میں نے روکے کسی پر ہنسنے وار نہیں کیا جانتے تھے کہ تم لوگ سحر میں ہو خدا نے سب کو  
 بچا یا کوئی زخمی نہیں ہونے پایا میں اسکا شکر کرتا ہوں وہاں شقیل بلبلا کر سامنے اس  
 نازنین کے پہنچا اس نازنین نے طرف شورش کے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ  
 حضور کیا خدمت انکے متعلق کروں شورش نے کہا سر مینا نگار لاوے اس نازنین نے  
 شقیل کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اے یار وفادار وای مولنس عکسار میں تیری کینہ ہوں بڑی دور  
 سے تیرے اشتیاق میں آئی ہوں مگر اے بھادر مینا نگار جاو و نہین چاہتا کہ میرے  
 تمھارے میل ہو میں دلہن بن کر بیٹھتی ہوں تم جا کر سر مینا نگار لاؤ تو شادی ہماری تمھارے  
 ساتھ ہو جائے مھر امین دیکھو سب مہمان جمع ہیں ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ گلپوش کی شادی  
 شقیل کے ساتھ ہوتی ہو مگر مینا نگار بچ میں حائل ہو اس نازنین نے جو شقیل کے منہ پر  
 ہاتھ پھیرا چہرہ سرخ ہو گیا خوش ہو کر کہا اے جان جہان یہ کتنی بڑی بات ہو میں ابھی جا کر  
 اسکا سر لاتا ہوں اسکی مجال ہو کہ میرے سامنے گردن تابی کرے میں جاتے ہی اسکا  
 کاٹ لوں گا اور اگر کچھ بگڑا تو وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد کرے اس نازنین نے اور اسکو بچا کیا  
 خوب غصہ دلوا یا کہا اے شقیل اسکو اپنی سلطنت پر ناز ہو وہ جانتا ہو میرا کوئی کیا کر سکتا  
 تمام میرے عزیزوں میں کہلا بھیجا کہ گلپوش کی شادی ساتھ شقیل کے نہ کرنا شقیل درات  
 جسمی نہیں رکھتا کل شب کو جو یہ سب نے کہا تو میں نے انکو جواب دیا کہ وہ ایسا مرد دلیہ  
 کہ تم لوگ امتحان کر لو سب شانہرا دیان شہرا گنیں ہر ایک نے یہی کہا اے گلپوش تمکو اختیار  
 ہو مگر شوہر کا نیک و بد سمجھ لینا کہ خوب چالاک و چست ہو ایسا نہ ہو کہ سست ہو تو باعث خرابی  
 ہو اب میں نے آکے تمکو دیکھ لیا اب مجھکو تسکین ہوئی اب جو کوئی تمکو برا کہے اسکا منہ  
 توڑ دو ان باتوں کو شکر شقیل مست ہو گیا تیغہ نیام سے کھینچا طرف لشکر مینا نگار کے  
 چلا مینا نگار کا لشکر تو بیرون قلعہ پڑا ہوا ہو مینا نگار کسی کام کو بارگاہ میں آیا ہو بیٹھا ہوا



کہ رہا ہو شقیل نے جا کر لشکر مسلمانان میں آفت برپا کی ہوگی اب تھوڑی دیر میں پٹھان آئیگا  
حقیقت میں اُسے خوب فکر کی افسران فوج کہ رہے ہیں کہ حضور نے اپنی آنکھوں سے  
دیکھا کہ افسروں نے بادشاہ کو گھیر لیا ہو کس کس سے لڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی یہ دیکر  
تھا کہ لشکر میں بکڑ ہوا مینا نگار نے کہا یارو دیکھو یہ کیا بکڑ ہے ہر کاروں نے آکر عرض کی  
کہ حضور شقیل لڑ رہا ہو تمام لشکر پامال کر ڈالا کئی گولے ایسے مارے کہ کئی ہزار آدمی تباہ  
ہوے دریائے خون پر رہا ہی صد ہا سر پڑے ہیں یہ سنکر مینا نگار اٹھا بیرون بارگاہ  
آیا آکر لکارا کہ او شقیل یہ کیا حرکت ہو سارا لشکر تو نے تباہ کر دیا میں نے تجھ کو کس کام کو  
بھیجا تھا شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سنی جھپٹ کر چلا مینا نگار نے لکارا کہ او بھیا  
میرے سامنے تو آ شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سنی چاہا جا کر مینا نگار کو قتل کروں کہ  
فوج والے روکنے لگے جسے روکا شقیل نے گولہ مارا کہ اُسکا سر جھپٹ گیا کئی سو جوانوں کو  
مار کر گرا دیا مینا نگار نے جو دیکھا کہ فوج پامال ہوئی جاتی ہی جھپٹ کر سامنے آیا دیکھا  
کئی پھول کلاہ پر پڑے ہیں لکار کر شقیل پر جا پڑا کہ او شقیل یہ تجھ کو کیا ہو گیا میں نے  
تجھ کو کس کام کو بھیجا تھا تو وہاں سے دیوانہ ہو کر آیا شقیل نے جواب دیا کہ او مینا نگار  
معشوق نے تیرا سراٹھا ہو بہتر یہ ہو کہ سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر لیجاؤں معشوقہ کے پاس  
پہنچاؤں مینا نگار نے کہا آؤ سر کاٹ لو شقیل بڑھا کہ ہاتھ تلوار کا ماروں مینا نگار نے  
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک تیلی نکالی اُسکو سامنے چھوڑ دیا کہ او سینہ شکافت اُسکو لینا  
وہ سامنے شقیل کے کھڑی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بہ صد ناز و انداز آئی لفظ

کیا کروں اسکا علاج آپ ہی حیران ہوئیں  
شام سے شل سحر چاک گریبان ہوئیں  
باغ عالم میں کوئی آن کا مہمان ہوئیں  
یہ سبب ہو جو بہت دل میں پشیمان ہوئیں  
اب کسی چیز کا ہرگز نہیں خواہان ہوئیں  
میرے نغم سے بھی نہ کچھ نکلے کہ انسان ہوئیں

عشق میں دِلکے ٹرنے سے پریشان ہوئیں  
جوش و حشت ہو ترے ہجر میں نالان ہوئیں  
کوئی یہ جا کے مرے رشک چین سے کہے  
ظلم تھا اُنکا گوارا تو شکایت کیوں کی  
نظر لطف و عنایت سے جو دیکھا تھے  
گالیان دے چکے ہیں اپنی زبان بند کرو



ایک ہی وار میں سرتن سے کیا تو نے جدا  
سرخ پوشاک جوانی میں جو پہنی اُسے  
آنکھ دشمن جو نہیں مجھ سے ملائے سطوت

اوستمگر بہ خدا بندہ احسان ہوں میں  
ہنسکے بولا ہمہ تن لعل بدخشان ہوں میں  
جاتے ہیں کہ غلام شبہ مردان ہوں میں

یہ اشعار جو اس نازنین نے سامنے شقیل کے گائے یہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑنے لگا تھا  
کہ اوجان جہان و او آرام دل مشتاقان میں تیرا تا بعد ار ہوں جو حکم دے بجالاؤن اس  
نازنین نے کہا بادشاہ کا جا کر سر لا تب تیری نیک نامی ہو یہاں تو بدنام ہو گیا ایسا نہ ہو  
کسی بلا میں پھنس جائے شقیل نے کہا اوی ملکہ عالم آپ ٹھہریں میں جاتا ہوں یہ کہکے اس  
نازنین نے پشت پر ہاتھ پھیرا شقیل جھومتا ہوا پلٹا راہ میں جو لوگ ملے آنکھوں نے  
پوچھا کہ اوی شقیل کہاں جاتے ہو کہتا ہو معشوق پر پچہرہ نے وعدہ کیا ہو میں سر بادشاہ  
اسلام لینے جاتا ہوں ہر کاروں نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے یہاں شورش عقیل  
آکر بیٹھے ہیں بادشاہ جہاں شورش کی تعریفیں کر رہے ہیں عقیل کہتا ہوا شہر یا حقیقت  
میں شقیل کی کیا لیاقت ہو آپ کے اقبال سے اب وہ جا کر ہاتھ سے مینا نگار کے مارا  
جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر بادشاہ کو دعا دی نظم

اوی ہر کاری رفیق قتل ہوا اللہ احد  
لحم یلید یارت ولحم یولد ہمہ جا دستگیر

اوی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد  
لحم یکن یاری وہ و مولس نہ کفو احد

شہر یار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شقیل جو یہاں سے گیا کئی ہزار آدمی قتل  
کیے مگر مینا نگار نے اُسپر سحر کیا وہ پھر بہ ارادہ فاسد آتا ہو یہ ذکر تھا کہ لشکر میں تہڑ ہوا  
شورش نے کہا وہ بچیا اگیا اوی عقیل اب چلکرا سے قتل کر ڈالو کہ اسکا بلبلا ناٹے یہاں  
مینا نگار نے ہر کارے ساتھ کر دیے ہیں اور کہدیا ہو کہ ہمکو خبر ہو بچانا کہ شقیل پر کیا  
گذری اُسے جا کر کیا کیا یہاں شورش و عقیل اپنے مقام سے اُٹھے باہر آکر دیکھا  
شقیل مہوت لشکر کو قتل کر رہا ہو لشکر میں صداے فریاد بلند ہو کہ عقیل نے آکر لکرا  
کہ اوی بچیا ذرا دھر متوجہ ہو عقیل نے اپنی جانب متوجہ کیا شورش نے آکر گہرہ بھونکا  
ہاتھوں سے کہتا یا ساحری کہکے مار دیا سحر اسے آواز آئی اوی شقیل اودھر متوجہ ہو



شقیل نے دیکھا وہی مدح بین دامنہ صحر امین کفر می ہو بعد سوز و گداز یہ اشعار گارہی ہو  
 پر اثر ہو تر احسن احوال کیسا  
 ہاے بے رحم ہو وہ حور شمال کیسا  
 جبکہ بین یار سے کہتا ہوں مراد دل وید  
 دیکھتا رہ گیا منہ یاس سے کچھ بس نہ چلا  
 زنج کر کے مجھے تم آہ چلے جاتے ہو  
 اسکو جس وقت محبت مری یا د آئے گی  
 ہاے حسرت یہ رہی اس کے کبھی وہ پوچھیں  
 باغ بین فصل گل آتے ہی ہوا حشر پیا  
 پھر بخت کی ہر زیارت کا ارادہ سطوت  
 ہو سدا مثل کتان چاک مراد دل کیسا  
 لگے غیرون سے جلایا ہو مراد دل کیسا  
 ہنس کے کہتا ہو ہمارا ہو تراد دل کیسا  
 لے کے اٹھا ہو وہ پہلو سے مراد دل کیسا  
 دیکھتے جاؤ تر پتا ہو یہ بسمل کیسا  
 بعد مرنے کے مجھے روئیکا قاتل کیسا  
 تیر مژگان سے ہوا دل ترانگھاں کیسا  
 باغبان چیتے ہیں شورعت دل کیسا  
 بند میں رہتے تر پتا ہو مراد دل کیسا

یہ اشعار جو اس نازنین نے پڑھے شقیل نے کلیجہ تمام لیا اس نازنین نے چکار کر آواز  
 دی ہمارے پاس نہ آؤ گے چلو باغ بین فصل گل کی بہار ہو بلبلونکی چکار ہو طائر و کی چکار ہو  
 لیا۔ کے واسطے کی مار ہو ہم تم وہاں چل کر چین کرین یہ سنکر شقیل دوڑا شورش نے اس نازنین  
 کو اشارہ کیا کہ اپنے ساتھ اسکو نہ لیجا یہاں خاتمہ کرادے یہ سنکر اس نازنین نے اشارہ کیا  
 کہ شقیل تلوار کھینچو شقیل نے تلوار کھینچی اس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلا اپنا کاٹ لو  
 شقیل نے فوراً تلوار گلے پر رکھی ہاے جان جہان کمر گلا اپنا کاٹ ڈالا لا شہ اسکا تڑپا  
 بعد تموڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من شقیل مروار خوار بود ہر کارے یہ خبر لیکر بھاگے  
 بیٹا نگار بارگاہ میں اگر بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ اب شقیل کی خیر نہیں ہو شورش کوین نے خوب  
 سکھایا ہو کہ ہر کارے روتے ہوئے سامنے آئے بعد بدوعل کے عرض کی او شہنشاہ ساہو  
 جو آپ فرماتے ہیں وہی ہوا بیٹا نگار نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارہ جنگی بجا دیا کہ  
 ہر کارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں  
 طبل جنگی بجے تیار یان ہونے لگیں بیٹا نگار نے حکم دیا آج طلا کشت ہم خود پھر جنگ  
 یہاں شقیل نے بادشاہ سے عرض کی حضور نے خبر سنی کہ بیٹا نگار طلا ہے پر ہو غلام بھی



طلا سے پر جائیگا ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر عقیل نے نہ قبول کیا اسباب بحر سے مسلح ہو کر  
بر سر طلائیا آیا باز اردن کا انتقام کر کے کنارے پر ٹھہرا دو پہر رات گزر چکی تھی کہ سامنے سے  
میںانگار آیا عقیل کو دیکھ کر جلگیا پکار کر آواز دی کہ اؤ نکھرا تم ہمارے دشمن کا ساتھ دیا اب  
طلا سے پر آیا ہر میرے ہاتھ سے اب کہاں جائیگا میںانگار و عقیل سے سحر چلنے لگے اوجھل  
شورش پڑی ہوئی سو رہی تھیں کہ کنیزوں نے جگا کر خبر دی کہ واری غضب ہوا عقیل و  
میںانگار سے مقابلہ پڑ گیا یقین ہو کہ عقیل سامنے میںانگار کے حقیر ہو میںانگار کل لشکر  
سحر کر رہا ہو یہ سنکر شورش اٹھی جھولی اٹھا کر گلے میں ڈالی بیقرار رہی میں پکارتی چلی نظم

دل اپنا اُس منم سے لگایا غضب کیا  
اُس پیچھے سے دل کو لگایا غضب کیا  
محفل من اُسے پاس ٹھہرایا غضب کیا  
غیروں سے لگے بھکو جلا یا غضب کیا  
و کھتا ہوا دل اور دکھایا غضب کیا  
وہ شوخ دیکھتے بھی نہ آیا غضب کیا  
تہنے دبے ہوئے کو دبا یا غضب کیا  
مسکن بہشت کو نہ بسا یا غضب کیا

پیکار غم فراق کا کھایا غضب کیا  
صدے اٹھاے رنج بھی کھایا غضب کیا  
افسوس و شمنوں کی نگاہوں میں چھلکایا  
تو نے عجیب عاشق صادق کی قدر کی  
آئے ہمارے گھر میں وہ ہمراہ غیب کے  
کیا کیا فراق میں نہ مرا حال ہو گیا  
وہ قبر میری روند چکے اب کہے یہ کون  
سرطوت بخت میں جا کے پھر آؤ ہو سہیں

یہ اشعار پڑھتی ہوئی اسوقت پہونچی کہ میںانگار نے خون اپنا نکالا چلو میں ایک پھینک مارا  
عقیل کے بدن میں آبلے پڑ گئے ہر آبلے سے شعلہ نکلا مثل میزخ خشک جلنے لگا یہ معاملہ جو  
شورش نے دیکھا سریشیے لگی کتی تھی بڑا غضب ہوا عقیل اب نہ بچیکا مگر عقیل نے جب  
دیکھا کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے نکلنے لگے گھبرا کر دوڑا سامنے میںانگار کے آیا لیکن  
میںانگار نے کہا اؤ عقیل بس اب تمہارا پاس نہ کرونگا جلا کے مارونگا دو سر اچلو فون  
کا پھینک مارا تمام جسم عقیل کا جل کر خاک ہوا لکارا کہ اؤ گیسو بریدہ تیرا بھی یہی حال  
کرونگا شورش نے کہا میں اپنی جان دینے پر خود اندازہ ہوں کہ اپنی جان دوں یا تمکو  
قتل کروں میںانگار نے کہا اؤ گیسو بریدہ اب میں تجھکو زندہ نہ جانیدونگا ہر کاروں کے



یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ او شہر بار غضب ہوا عقیل مارا گیا شور و ش سے سامنا ہو بادشاہ  
بیقرار ہو کر دوڑے گزر بان پر یہ اشعار ہیں **نظم**

خیال یا دلیلی تھا دل مشتاق مجھل تھا  
مہ نو بجے دست یار گردن بین حائل تھا  
تمہیں کیا دیکھنا منظور دم بھر قہقہہ مل تھا  
عجب حسرت سے مگر دیکھتا میں سو قاتل تھا  
اکیلے آج وہ تھے ایک میں تھا اک مراد تھا  
مثال شمع خاموش آج ہر اک اہل محفل تھا  
مثال ابر اسہونکا دھواں بالائے محل تھا  
تری تیغ نگہ سے دل مرا ای یار گھائل تھا  
فن تخیل میں میرا دل شیدا تو کامل تھا  
تڑپتا بستر رنج و الم پر مثل بسمل تھا

جدائی بین بھی وصلت کا مزاج نہ نکو حال تھا  
خوش تھی وصل کی شب بھگو لطف عید حال تھا  
نگہ کی تیغ کیوں دھپ لگا کے ہم کو تڑپا یا  
چلا تھا وہ شکر قتل کرنے جب رقیبوں کو  
سوال وصل اگر کرتا بھی تو آتی نہ شرم آنکو  
رہنے نے عجب احسان کیا جو چھوٹ کر آیا  
سواری دھوپ میں نکلی تھی جب اس شکلی کی  
سرور بار کیا میں نذر دیتا شرم آتی تھی  
دیشے میں اتار اس پر ی کو کیوں ہوا عابر  
کسی پہلو نہ سطوت کو قرار آیا شب فرقت

مگر بادشاہ اس وقت پہونچے کہ مینا نگار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو کئی ہزار آدمی جل کر خاک ہوے  
اہل لشکر بیقرار ہو ہو کر دعا یں مانگ رہے ہیں پکار تے ہیں کہ او بے نیاز و او کار ساز  
اس مشکل کو آسان کر **نظم**

نہ این کثرت بود باقی نہ قلت  
مدار ای یار اسید عنایت  
نہ گرد و حاصلت غیر از نہامت  
کہ گرد و غارت آخر این عمارت  
کہ بہت این جان بجم تو امانت  
بیک حالت نہ رنج است و نہ راحت

نہ عزت در جهان ماند نہ ذلت  
بہ دنیا از مددگار ان دنیا  
بہ وقت رحلت از دنیا سے فانی  
بہ بالا خانہ دولت مکن تاز  
چو مہلت بگذرد از تو بگیسرنند  
نہ عسر و لیسر دنیا پر قرار است

ہر طرف ہنگامہ ہو بہمان شور و ش نے جو دیکھا کہ بادشاہ سے مقابلہ ہوا چاہتا ہوا ایسا نہ ہو  
بادشاہ کا قلب الٹ جائے تو باعث خرابی ہو آگے بڑھ کے لکارا کہ او دشمن خدا کا مان آنا ہو



اُنکے مقابلے میں کسی پہلوان کو بھیج تو جرات کا حال اُنکی کھلے یوں کیا امتحان کرتا ہوتا تھا۔  
 سر سے میں مہلت دو گئی یہ ککے شور و رش نے موتیوں کا ہار گھلے سے اتار اچھدا سم سحر پڑھا  
 مینا نگار نے دیکھا کہ اگر یہ ہار چل گیا تو باعث خرابی ہو گا فوراً بھولی پر ہاتھ ڈالا شور و رش نے  
 جیسے ہی ہار پھینکا اُس نے پتلی نکال کر پھینکی مہرا میں جا کر ہار پھینکا ایک مہر میں دریا میں پھونکا  
 غوطہ مارے ہوئے ہستی ہوئی سامنے آئی چاہتی ہی مینا نگار کے سامنے جاؤں کرور  
 کوہ سے ایک جوان پیدا ہوا دریا سے جوا ہر مہر غوطہ زن نہایت حسین و جمیل سپر و شیر  
 لگا سے ہوئے سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہاں وادی آرام دل  
 ذرا ادھر منوجھ ہو ہم تمہارے مشتاق ہیں اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان عین  
 غصہ گردن بلند بالائے مندر و درشت چنگال ہو جیسے ہی اُس نازنین کی نگاہ پڑی بے قرار ہو کر  
 پکار اٹھی کہ اے خورشید صورت ماہ سطوت بلند بالائے خود تیری مشتاق ہوں اُس جوان  
 نے ہاتھ بڑھا دیا اُس مہر میں نے ہاتھ میں ہاتھ دیا جوان ہاتھ پکڑے ہوئے اُس چہرے  
 کوہ کوہ میں جا کر غائب ہوا مینا نگار نے پکارا کہ اے شوخ دیدہ اور سحر کرینے جو تیرے بکواس  
 کیا ہو اُسکا توڑ بھی ہمارے پاس موجود ہے اب اور سحر کر تیرا کمال دیکھو شور و رش نے دیکھا  
 کہ پیرا سحر سے مشاویا اور بادشاہ پر آگ برسا فی بادشاہ کے ہاتھ میں انگشتہ جمشیدی عقیل  
 کی دی ہوئی موجود ہے بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ میں میرے جانور ہو ہاتھ کو جو بلند کیا  
 انگوشی بہ شکل طائر بنکر ہاتھ سے نکل گئی مگر شور و رش نے جو دیکھا کہ انگشتہ جاتی ہو چھپ کر ایک  
 پنجہ سحر پھینکا پنجہ نے جا کر انگشتہ کو تھا ماگر پنجہ جگیا کئی پنجہ سحر شور و رش نے پھینکا مگر  
 جس پنجہ نے انگشتہ کو تھا ماوہ جگہ گرا جب کئی پنجہ جگے تب شور و رش ناچار ہوئی انگشتہ  
 کوڑ کر نکلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طاغر خرد جانا ہو دم بھر میں نظردن سے غنی ہوئی  
 شور و رش نے اشارہ کیا پکار کر آواز دی او عشرت خیز کہاں جائیگا آج شب کو کھانا پکانا  
 کھانا تیرا بھوک تھک و لیگا مگر مینا نگار کو لینا کہ ایک پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا  
 مینا نگار نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا طرف صحرانہ کر کے دستک دی ایک شیر مہرا میں  
 پیدا ہوا اُس شیر نے آکر اُس جوان کو چیر پھاڑ ڈالا اور پھر مہرا میں جا کر غائب ہوا کئی



شورش نے کیے مگر مینا نگار نے بہ آسانی شاہے پھر فخر کر کے نکالار ان کو چاک کیا اور خون  
چلو میں لیکر طرف لشکر اسلام کے پھینک مارا کچھ قطرے بادشاہ پر گرے کچھ قطرے شورش  
پر اور ایک دھوان اٹھا اُسے لشکر کو گھیر لیا بادشاہ بیہوش ہو کر گرے شورش کٹھری ہو  
مگر اپنے ہوش میں نہیں آہ آہ کر رہی ہوا اہل لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہم دھوئیں میں گھرے  
ہوے ہیں بادشاہ پا بہ گل مرکب رانوں سے نکلیا اس حیرانی میں بادشاہ کھڑے ہوئے  
ہیں ہاتھ پانوں کو جنبش نہیں شورش کی زبان بند ہو گئی اپنی زندگی سے بیزار مجبور و  
ناچار حیران ہو کر کیا کروں کوئی سحر یا دھنیں آتا مگر مینا نگار نے گرد لشکر حصار دود کر کے  
گو یا قلعه و خان بنا دیا یہ رنگ کر کے پٹا کتنا ہوا کہ آج کے تیسرے روز یہ لوگ سب  
ہلاک ہو جائینگے یا یہ لوگ خاک ہو کر ہو جائیں گے یا بالکل پانی ہو کر ہو جائینگے دیکھیے کیونکر  
نجات ہو ان لوگوں کا تو یہ حال ہو مینا نگار نے پلٹ کر اہل لشکر سے یہ فخر کیا کہ یارو تھنے  
دیکھا کہ میں نے کیا کیا سارے لشکر کا خاتمہ کر دیا اب ان کو کون بچا بیگا یہ کتنا ہوا مینا نگار  
طرف باغ لالہ زار کے چلا باغ میں آکر بیٹھا مصاحب وغیرہ سب حاضر ہیں کچھ کتیرین نہتا  
تکلف سے موجود ہیں جلسہ آراستہ کیا ہو ساقیان سین ساق و مطربان خوش آواز جمع  
ہیں یہ اشعار عاشقانہ ایک مر جبین بیٹھی ہوئی بعد ناز و انداز بتا کر گارہی ہو طلسم

عجب ہوا نہ نون کچھ حال اپنی وحشت دل کا  
پتہ ملتا نہیں اشکو نکلے لجا نیسے ساحل کا  
ٹرپنا دیکھ لے آکر اگر کوئی مرے دل کا  
مرا ساقی اگر بنو ایگاسا غمری گل کا  
خداوند کسی دن تو بر آئے مدعا دل کا  
ہوا تمکو مبارک اے صنم لینا مرے دل کا  
ستم ہو بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا  
بنایا اس کمان ابرو نے تھا تو وہ مرے دل کا  
بہت مشکل ہوا الفت میں غریز و تنہا منا دل کا

کون کیا ہمد مود ہو عشق اک لیلی شامل کا  
جو اُس بھر کر مکی یاد میں روتا ہوں دریا پر  
یقین ہو عمر بھر اسکو کسی پہلو نہ چین آئے  
وہ میکش ہوں رہیگی روح بھی خوش بعد مرے  
وہ دلبر آئے پہلو میں مرے بیٹھے یہ حسرت ہو  
ہزاروں عاشقوں نے جان اپنی نذر دی لا کر  
کبھی آیا نہ وہ عیسیٰ لحد پر فاختہ پڑھنے  
کیا تھا امتحان روز ازل جب تیر مرقان کا  
ٹرپ کر دیکھنا اک دن نکلیا ایگاسینے سے



ہمیشہ سرکھٹ رہتے ہیں یہ شوق شہادت ہو  
کسی رشک چین کی آمد آمد کا سنا مزہ  
غضب ہو جاے بجلی گر پڑے صبا د کے اوپر  
جنون یہ نجد میں کتنا خفا الفت اسکو کہتے ہیں  
بلا ہوز لفت اسکی چشم آفت ہو زمانے میں  
بہار آئی ہو پھر تقدیر میں صحرانوردی ہو  
ملون آنکھیں مزار حیدر صفدر سے اسطوط

پتہ ہم پوچھتے پھر تے ہیں سب سے اپنے قاتل کا  
خوشی سے ہو شگفتہ آج کیا غچہ مرے دل کا  
فلک پر چڑا تر نالہ اگر پہونچے عنا دل کا  
دل مجنون نہیں نقشہ ہے بلی کی محل کا  
انہیں دونوں نے ملے خوب لوٹا فائدہ دل کا  
بہت ہو بی طرح پھر رنگ وحشت میں مرے دل کا  
انہی جلد بر آئے کہیں یہ مرے دل کا

ہر چند کہ وہ نازنین بڑے لطف سے گارہی ہو مگر مینا نگارہ پریشان بیٹھا ہو دم بدم زانو بہ لٹا ہو  
جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہو اکثر کنیزوں نے عرض کی کہ اموشہ یار آپ کیوں پریشان ہیں  
آج آپ کا عجیب حال دیکھ رہے ہیں کیا کسیکا اشتیاق ہو مینا نگارہ نے جواب دیا کہ صاحبو  
تم لوگ کیا جانو جو میرے دل پر گزر رہی ہو تم لوگ میرے دل کے حال سے کیا واقف ہو  
اس باغ میں کیوں آکر بیٹھا ہوں ہر چند باغ میں آنے سے دل شگفتہ ہوتا ہو مگر میں ملول و  
خرین ہو رہا ہوں دل مثل غنچہ ناشگفتہ بند ہو رہا ہو جب کنیزوں نے بہت کہا کہ حضور ہم لوگ  
اسیدوار ہیں کہ اگر ہمیر حال کھلے تو ہم اسکی فکر کریں مالک اگر انتشار میں ہو تو ملازموں کو  
مناسب ہو کہ شگفتگی مالک کی تدبیر کریں اسبوجہ سے دم بدم پوچھتے ہیں اور حضور کو ہم  
بہت منتشر پاتے ہیں مینا نگارہ نے کہا صاحبو مالک لالہ نہ ار صندلی پوشش کہ مدت سے  
اسکا خواہان ہوں یہ باغ اسیکے نام کا بنوایا کہ وہ آئے اور اس باغ میں صحبت آرا ہو  
آج آنیکا وعدہ کیا ہوا ایک ایک دم مجھ پر زبرد مٹ مشیر گزر رہا ہو ایک کنیز نے عرض کی  
واری میں جو اکثر تحفہ جات لیکر گئی تھریا قوت نگارہ میں آنکھوں پایا اگر حکم ہو تو جاؤں جا کر  
آپ کی بیقراری اُسے بیان کروں مینا نگارہ نے کہا اگر گلگونہ وہ نہایت آتش خورشید  
مزاج ہو ایسا نہ ہو اس بات پر بخند ہو کہ کنیز کو کیوں بھیجا لند نہایت ادب سے جاؤ  
یہ نہ کہنا کہ آپ کو بلایا ہو صرف اتنا کہنا کہ آپ کا مزاج پوچھا ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آزر وہ ہوں  
گلگونہ یہ پیغام لیکر چلی تھریا قوت نگارہ میں آئی ملکہ لالہ نہ ار صندلی پوشش مسند پر بیٹھی



ہوئی ہو گلگونہ نے آکر سلام کیا عرض کی حضور مینا نگار نے مزاج اقدس پوچھا ہوا رہیہ  
 فرمایا ہو کہ آج سرفراز نہ فرمائیے گا لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ میں کیا آنکی نوکر ہوں  
 کسی کسی کو بلائیں مجھے اگر فرصت ہوگی تو آؤنگی کئیر نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور میں نے اپنی  
 طرف سے عرض کیا اٹھو انہوں نے صرف مزاج پوچھا ہو بلایا نہیں ایسا نہ ہو حضور اُسکے  
 سامنے ذکر کر دین تو مجھ پر آزدہ ہو گئے اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت تشریف  
 لیجیے بہت بیقرار ہو رہے ہیں لالہ زار نے کہا تم چلو میں آتی ہوں اپنے امور ات  
 مزدوری سے فرصت کر کے براے چند ساعت آؤنگی مگر سمجھا دینا کہ مجھ کو زیادہ روکین نہیں  
 سالہا سال گزرے کہ وہ اشتیاق اپنا ظاہر کرتے ہیں اور میں اپنے کو کیمنچتی ہوں آج یہ  
 نئی بات ہوئی کہ کئیر کو بھیجا ہو خیر میں آ کے سمجھ لوں گی گلگونہ تو روانہ ہوئی لالہ زار نے  
 کئیروں سے اشارہ کیا کہ صندوقچے جو اسرات کے لاؤ کئیروں نے فوراً حکم کی ملکہ کے  
 نقیل کی ملکہ نے زیور پہنا جوڑا بھاری پہنکر کئیروں سے کہا کہ ہماری جھولی سحر کی بھی  
 لیتی آؤ زریفت کی جھولی کئیر نے لا کر دی اٹھیں اسباب سحر رکھا تخت پر سوار ہوئی  
 طرف مینا نگار جاؤ کے چلی یہاں مینا نگار جاؤ کو گلگونہ نے آ کے پیغام دیا کہ حضور  
 مجھے اٹھو انہوں نے وعدہ کیا ہو تشریف لایا چاہتی ہیں مینا نگار مثل گل شکفتہ ہو گیا اور  
 دمبدم کہ رہا ہو کہ تیار رہی کرو صابو خبردار ملکہ کے سامنے کوئی کلمہ خلاف نہ بکلنے پائے  
 آج برسوں کے بعد وعدہ کیا ہو اگر تشریف لائیں تو بڑا احسان ہو مینا نگار اشتیاق  
 میں بیٹھا زانو بدل رہا ہو کئیروں سے دمبدم تاکید کرتا ہو کہ محفل کو خوب آراستہ کرو  
 کوئی امر ملکہ کے خلاف نہ ہو آج اُس محبوب کا وعدہ ہو کہ جسکے لیے سالہا سال سے میں  
 تڑپ رہا ہوں وہ معشوق خوب خوشنوخو کمان ابرو خال ہندو چشم جادو ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا  
 آسمان پر لکڑا برگھٹنا پیدا ہوا صد ہا طاؤز نہیرا برز مزمہ سرائی کر رہے ہیں رعد کی گرج  
 برق کی چمک مینا نگار اٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہو جا کر ابر سے لپٹ جاؤں کئیروں سے  
 کتنا ہوا دب سے رہو صفت باندھ کر کھڑی ہو ملکہ عالم آگئیں آج میرے طالع نے  
 رسائی کی کہ ابر بر سر باغ آکر پھٹا ایک معشوق پر پیچہ نازک اندام گلغام ابر سے پیدا ہوئی



مینا نکار نے بلند ہو کر ہاتھ تنہا مہ لیا لا کر مسند پر بیٹھا یا ملکہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ صاحب آج  
 ہمارے بارغ میں کیوں آکر بیٹھے آج کیا باعث ہوا مینا نکار نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ کا غلام  
 بڑے کام میں مصروف تھا اپنے قلعے کو خالی کر دیا میں نے کہا چل کر بارغ میں ملکہ کے بیٹھوں  
 کہ راحت ملے جس وقت سے یہاں آیا آپ کے اشتیاق میں تھا لالہ زار نے تیور پر بل  
 ڈال کر کہا صاحب میں یہ باتیں کیا جانوں آپ اپنے کار ضروری کو آئے آج کیا کام کیا جو  
 تمہارا چہرہ اتر ا ہوا ہو مینا نکار نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو خدا سلامت رکھے کہ آپ ہماری  
 پریشانی کو دیکھتی ہیں اور کون دیکھنے والا ہو بی شورش نے بڑا احسان کیا کہ بادشاہ پر  
 عاشق ہو کر نکل گئیں مگر میں نے انکو بھی پھنسا یا ہو کیا اب زندہ چھوڑو نکا آپ کو خبر ہوگی  
 کہ بی شورش قتل ہو گئیں تین دن خداوند آرام سے گزر لکھ دین آج تک میں نے یہی  
 سنا ہو کہ جب مسلمانوں پر کوئی وقت پڑتا ہو تو انکا خدا سے نا دیدہ انکی مدد کرتا ہو میں نے  
 ایسے سحر میں پھنسا یا ہو کہ تا قید حیات رہا نہ ہوں لالہ زار نے دوبارہ کہا کہ صاحب یہ تو  
 پہیلیاں میری سمجھ میں نہیں آتیں صاف صاف بیان کرو مینا نکار نے کہا اے ملکہ عالم  
 بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قبا و میری سرحد میں آکر اترے میں نے اسی وقت تعرض کیا  
 کہ میری سرحد سے اٹھ جاؤ اور شورش کو بھیجا کہ جا کر ان سب کو تباہ کر دو وہ جا کے  
 جمال بادشاہ دیکھ کر عاشق ہو گئیں میں نے بڑی بڑی کدکی ساربان زادہ عیار آیا اگر  
 بہ شکل عقیل روشن راے عقیل کو لیگیابی شورش کو چھڑایا میں نے تو یہ چاہا تھا  
 کہ مارے کوڑوں کے مار ڈالوں مگر ساربان زادے نے ایسا بل کر کیا کہ کچھ نہ بن پڑا آخر  
 میں یہ ہوا کہ عقیل اور شورش جا کر ظاہر میں شریک ہوئے مجھے مقابلہ کرنے لگے  
 میں جا پڑا عقیل کو تو جلا دیا شورش کو مع بادشاہ قید کیا اسی میں مجھ کو تکلیف پہونچی  
 آپ جانتی ہیں کہ جب ساحر سحر کرتا ہو تو خون اسکا گھٹتا ہو میں نے عداوت ان کو کاٹ کر  
 سحر کیا اور سب کو پھنسا یا اسی انتشار میں یہاں آ بیٹھا صاف صاف یہ معرکہ گزرا مگر  
 آپ کے آنے کی مجھ کو بڑی خوشی تھی لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ میں اگر ایسا کھیتی  
 تو کبھی نہ آتی تھم بڑے جلا د ہو بیٹی کا یہ حال کیا اور کچھ افسوس نہ آیا مینا نکار نے کہا



اور شہنشاہ خوبی و ایسے و باغ محبوبی تمھارے اشتیاق میں سب کچھ بھولا اور وہ لوگ اسی قل  
 تھے جو اُنکے ساتھ کیا مجھ سے مقابلہ کیا مجھ کو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو شور و شغب غالب آجائے تب  
 میں نے سحر کیا آخر میں اُنکو گرفتار کیا لالہ زار نے سنا اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو صاحب  
 میں تو جاتی ہوں اتنو تمھارا وعدہ پورا ہوا میں بھی جا کر اُن گنگاروں کو دیکھوں کہ کس  
 حال میں ہیں مینا نگار بولا ای ملکہ عالم ہر اے خداوند بقراط ثانی تم اُس مقام پر نہ جاؤ اُن  
 لوگوں کا حال زار نہ دیکھو لالہ زار نے کہا میں سرسری جاؤنگی اُنکو بھی دیکھتی چلی جاؤنگی  
 میں تو دیکھوں کیونکر ملک رہے ہیں تڑپ رہے ہیں مینا نگار نے کہا آپ کو اختیار ہے  
 اور دو چار گھڑی ٹھہریے تو میرے دل کو تسکین ہو آپ کے آنے سے روح کو راحت  
 دل کو فرحت حاصل ہوئی لالہ زار نے کہا اب میرے ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے میں  
 رخصت ہوتی ہوں اول طرف صحرائے مینا نگار کے جاؤنگی پھر مکان پر امور ات  
 فردری سے فرصت کر کے کاروبار دنیا میں مصروف ہوؤنگی کیون مینا نگار اپنے سحر کو  
 تم کیا جانتے ہو ہم میں تم میں کیا فرق ہے مینا نگار نے کہا آپ منظور نظر خداوند ہیں  
 میری کیا حقیقت ہو میں کیا اور میرا سحر کیا جس وقت ارادہ کیے مثل نقش قدم شاید مجھ کو  
 لالہ زار رخصت ہوئی مگر حال بادشاہ سکر بقیار و مضطر ہوتا سست آتا ہو جی میں کنتی ہے  
 اس بھیا نے سخت سحر کیا ہو گا مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہو گے یہ سوچتی ہوئی طرف  
 صحرائے مینا نگار کے چلی جب صحرابین پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اٹھا کر دیکھا کہ  
 اہل لشکر بیتاب و بقیار ہیں دھواں اُنکھوں میں لگ رہا ہو پکار رہے ہیں کہ اے  
 خالق بے نیاز و اور رب کارسانہ و اے چارہ گر عالم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے  
 نجات دے کس بلا میں پھنسے ہیں کہ رہائی نہیں پاتے ایک رات اور ایک دن  
 کس مشکل میں گذرا ہوا دن روز قیامت تھا شب شب آفت لالہ زار سب کو دیکھ  
 رہی ہو ایک مقام پر جو نگاہ پڑی ملک شور و شغب کو دیکھا ایک نخل سے لگی ہوئی گھڑی  
 ہو مگر بیوش و مدہوش ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑا ہوا چلنے سے معذور عقل سے دور  
 زبان پر یہ اشعار جاری ہیں نظم



دیتا نہیں جو بات کا وہ ملقا جواب  
 بھڑکانے سے رقیب کے ایسا ہو وہ خفا  
 اُسے سوال وصل جو کرتا ہوں جا کے بن  
 ابرو کا بوسہ مانگنے پر یہ خفا ہو  
 خط میں نے سیکڑوں ہی روانہ کیے اُسے  
 پیغام وصل جسکے عجب گمات بھسے کی  
 افسوس اُنکے ناز اب اُٹھنے کے کس طرح  
 تقریر کرتے کرتے زبان اُسکی گھل گئی  
 اُنکے مریض پھر کو کیا ہوا امید زلیست  
 کس طرح چاند سے اُسے تشبیہ دون بھلا  
 ڈرتا ہوں ہوگی پریش اعمال حشر میں

کیونکر جواب دے دین اُسکا ہوا جواب  
 دیتا نہیں غضب ہو کسی بات کا جواب  
 کتے ہیں جھکو دے چکے ہم بارہا جواب  
 جھکو زبان تیغ سے ٹھننے دیا جواب  
 اب تک نہ یار نے کسی خط کا لکھا جواب  
 بت بنگیا نہ مدتوں اُسے دیا جواب  
 جھکو تو ہائے تاب و توان نے دیا جواب  
 دینے لگا مجھے وہ بت بہ ملقا جواب  
 دیجاتی ہو طبیب سے پہلے شفا جواب  
 اویار ہو ترا رخ پر نور لا جواب  
 سطوت خدا کے سامنے دو گناہیں کیا جا

زار زار روتی ہو ٹھنڈی سانس بھر کے کتنی ہو  
 امید نہ تھی کہ یوں گرفتار دام صیبت ہونگے  
 یہ حال شور و ش کا دیکھ کر قلب تھرا یا جی میں کتنی ہو کہ  
 حقیقت میں ایسی معشوق محبوب وہ اس بلا میں مبتلا ہو خدا سے نا بدیدہ اسپر اپنا دم  
 کرے خداوند بقراط کو تو یہ لوگ برا کہتے ہیں اسی وجہ سے یہ حال ہوا یہ باتیں دل سے  
 کرتی ہوئی نگاہ کو آگے بڑھایا دیکھا ایک بادشاہ جلیل تاج شہر یاری بر سر چار قب  
 شہنشاہی دربر موتیوں کے مالے گلے میں عین شباب عارض رشک آفتاب و متاب  
 سطوت وصولت میں لا جواب سپر لشت سے گرمی پڑی ہوئی ہو تلوار قبضے سے نکلی  
 ہو بے حس و حرکت کھڑے ہیں مگر خاموش مثل بید کا نپ رہے ہیں لالہ زار نے یہ  
 جو حال بادشاہ چچاہ کا دیکھا کلیجہ نہ تو کو آگیا جی میں کتنی ہو لالہ زار مینا نگار بڑا  
 ظالم ہو خوب خداوند نے مجھے اس سے بچا یا جسد ن بگڑتا تو میرا بھی یہی حال کرتا گو میں  
 اس سے حرمین کم نہیں ہوں مگر یہ فرق کیا کم ہو کہ وہ مرد اور میں عورت اور لالہ زار



جو کچھ ہو سو ہو ان قیدیوں میں مصیبت کو رہا کروا کر بگڑے گا تو کیا کر لیا جب اس سے بگڑی  
 تو بگڑی سمجھا جائیگا اسکا ملنا جھکو کیا گوارا ہو نہ بدستنی گئے پڑتا ہو جواب صاف دید ونگی شا  
 قدرت کے اگر معاملہ پڑیگا تو صاف صاف کد ونگی کہ میں تو اس سے کسرائی تھی کہ میں انکو  
 دیکھنے جاتی ہوں اُسے بے ترکیب کیجا جھکو بہت ملال ہوا ایسا ظلم کون کر لیا کہ بیٹی کو  
 بلا میں پھنسا یا ہو اور آپ چین سے بیٹھا ہو میرے وصل کی فکر کر رہا ہو اس کو منرا دینا چاہیے  
 یہ سوچ کر مہاڑ سے اترتی تھلتی ہوئی لشکر میں آئی جس طرف سے گزری دھواں موقوف  
 ہوا اہل لشکر کو ہوش آنے لگے تھلتی ہوئی قریب شورش کے پہونچی کہا کیوں اچوتی  
 آتش اشتیاق و اوجریق لہے فراق کیا گزر رہی ہو ہم بھی تو تیرا حال سنیں مثل تیرے ہم بھی  
 گرفتار و ام گیسو ہوئے کہ اس دام سے نکلنا دشوار ہو دل ترو دشمن لہے بقیہ رہی چاہتا ہو  
 کہ شہر یار کے پاس بیٹھیں حال دل اپنا بیان کریں چھو خوف ہو کہ اس جمال کو وہ خلافت نہ  
 سمجھیں یہ نہ دھن میں آجائے کہ یہ ساحرہ ہو اسکی صورت کا کیا اعتبار لہذا تمکو معین و  
 مددگار اپنا گردانتے ہیں کہ اسوقت مددگاری کرنا یہ نہ سوچنا کہ ہمارے ہی ہمیشہ ہیں یہ سنکر  
 شورش نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا اونا نہیں رہے ہیں میرا حال پر ملال کیا پوچھتی ہو  
 یہ نوبت گزر رہی ہو **نظم**

شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر لگیا  
 پرچم صبا و لبیل کو دکھا کر لگیا  
 شرم سے اقرار اسکے لب تک آکر لگیا  
 جس جگہ تھا میں وہیں گردن جھکا کر لگیا  
 شرم سے گردن جھکا لی مسکرا کر لگیا  
 وہ شکر قتل کا بیڑا اٹھا کر لگیا  
 ناتوانی کے سبب اک کام اٹھا کر لگیا  
 کچھ نہ بولا نہ سے ہاتھ اپنا بڑھا کر لگیا  
 ہاے سلطوت بند میں بیکار آکر لگیا

غیر کے آگے جو میں اُسکو بلا کر لگیا  
 ہم یہ سمجھے تھے قفس سے آج کر دیگا رہا  
 واہ رہی قسمت سوال وصل جب میں نے کیا  
 ہاتھ میں جب یار کے شمشیر عریان دیکھ لی  
 جب اشارہ وصل کا میں نے کیا اُس شوخ سے  
 آج شاید بے گنا ہی میری ثابت ہو گئی  
 کوچہ و لہار کی جانب چلا جب میں نجیب  
 شرم آئی پیش منعم جب گیا ہر سوال  
 کر بلا میں کیوں نہ کی تو نے سکونت اختیار



شورش نے جو یہ اشعار پڑھے لالہ زار چوٹ کھائے ہوئے تھی بیتاب ہو کر سحر کرنے لگی  
تھوڑے عرصے میں بوئے خوش آئی شورش کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سحر وغیرہ  
یا وایا سا تھ لالہ زار کے قریب بادشاہ آئین دونوں نے ملکر سحر کیا بادشاہ نے دیکھا کہ  
سحر سے لالہ زار کے تمام درخت سرسبز و شاداب ہوئے ہزار ہا طاؤس اڑتے ہوئے  
آئے درختوں پر آکر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی صدا سے بادشاہ کا چہرہ سرخ ہوا  
جھومنے لگے نگاہ جو جمال جہان آرا سے لالہ زار پر پڑی دیکھا ایک محبوب خوشرو  
خوشخو حال ہند و چشم جادو زلفت غنبرین چہرے پر بل کھاسی میں صاف ظاہر ہوتا ہو  
کہ ناگنیاں لہرا رہی ہیں یا چشمہ خورشید کے قریب مارا ان سیاہ بیچ و تاب میں ہیں قد  
موزون چہرہ گلگون عارض رشک قمر عشوق سیمیر بادشاہ نے تجوی جہاں سمیٹاں ملک  
دیکھ کر ٹھنڈھی سانس کھینچی بے اختیار فرمانے لگے اے محبوب مطلوب تیرا نام نامی و  
اسم گرامی کیا ہے تو نے صبر و طاقت چھین لیا کوئی ایسا ستم کرتا ہے یہ نہ خیال کیا کہ ہمیشہ کوئی  
شخص مرتا ہے ایسا نہ ہو کہ اُس غریب کی جان پر بنے لالہ زار نے شرما کر سر جھکا لیا  
اے شہر یار میں تا بعد ارمہوں آپ کی سطوت و صولت پر نثار ہوں اب ملازم بھی آئے  
آکر حاضر ہوئے کہتے تھے اے شہر یار ان ملک نے بڑا احسان کیا جب یہ ہم لوگوں کے  
قریب آئیں تو دھواں غائب ہو گیا ہوش ہمارے درست ہوئے چالاک و چست  
ہوئے آپ سے بات کرنے کے لائق ہو گئے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرتے جان نہ بچتی  
سکر بادشاہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے ہاتھ لالہ زار کا خفام لیا مگر تیرے دوہو کر طرف ملک  
شورش کے دیکھا فرمایا اے شورش یہ تو صاف صاف بتاؤ کہ یہ جمال اصلی ہے یا نمونہ  
سحر ہو کیونکہ جھکوشک ہوتا ہے شورش نے عرض کی اے شہر یار انکے حسن کی تمام طلسم  
میں دھوم ہو بڑے بڑے شاہان جہان انکی نسبت کا پیغام دیتے ہیں خود قدرت نے  
ایک دن فرمایا کہ اے لالہ زار ہماری صحبت میں رہا کرو ہم تمکو طرہ پیغمبری عطا کریں گے  
وہ مرتبہ تمہارا ہو کہ تمام شاہان طلسم رشک کریں لیکن انھوں نے قبول نہیں کیا  
اسدن سے خدمت قدرت میں جانا موقوف کر دیا انکا یہ جمال اصلی ہے حضور کچھ گمان



نکرین بادشاہ یہ سنکرشل گل شگفتہ ہوئے بڑے اعزاز و اکرام سے لالہ زرار کو لیکر بارگاہ  
مین آئے خود مسند پر آکر بیٹھے و ونون معشوقین پہلو میں جام ارغوانی گردش میں آیا صد  
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ خوش آواز با کرشمہ و  
نازیہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظر

ایک بوہ حسن اگر بوسہ رخ مل جاتا	کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ایک بوسہ گل عارض کا اگر مل جاتا	ای صنم دل مرا غنچے کی طرح کھیل جاتا
غیس کتنا تھا جو لیلی کا پتہ مل جاتا	خاک اڑاتا ہوا میں بھی پس محل جاتا
زندہ ہو جاتا ابھی غنچہ دل کھیل جاتا	جان آجاتی سیجا جو ابھی مل جاتا
ای جنون توڑ کے اس واسطے پھینکا میں نے	طوق بھاری تھا گلا اس سے مرچھا جاتا
بھیجتا اسکا خط شوق جو فاصد کے ہاتھ	چہین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
عشق شیرین میں بتا تو نے مزہ کیا پایا	پوچھتے ہم بھی جو فریاد کہیں مل جاتا
آئے تھے کو کو لگا کے ترے در پر ساتی	کیا دعا دیتے تھے جام جو اک مل جاتا
پہلوے غیر میں کیوں بیٹھنے کو جاتے تھے	کیا مرے دنگے دکھانے سے تمہیں مل جاتا
لاکھ دھونڈھا مگر اس بُت کا پتہ بھی بلا	جستجو ایسی جو کرتے تو خدا مل جاتا
اپنے دیوانے پہ انا اسے کچھ رحم ضرور	کان تک اس کے اگر شور سلاسل جاتا
آپ دیتے جو اگر غنچہ لب کا بوسہ	ای صنم کیا ہی مرے دل کا کنول کھل جاتا
باغبان ہنسنے پہ اس کے ہر تعجب مجھ کو	گوش گل تک نہیں کیا شوغلا دل جاتا
چاندنی رات میں کرتا جو وہ محبوب بناؤ	آئندہ سانسے نہ کر مسہ کامل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت	گر لطافت سانسہ آتا مجھے مل جاتا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہیں صد اسے  
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو یہاں تو یہ کیفیت ہو مگر مینا نگار جو باغ لالہ زرار سے  
اٹھا رقیقون سے کہا اب تم لوگ تو قلعہ مینا نگار میں چلو آج طبیعت کو فرحت ہو قدرت  
خداوند میں بھی ہو آؤں دیکھوں قدرت کس رنگ میں ہیں اور یہ بھی بیان کروں کہ میں نے



بیٹی کا پاس نہ کیا وزیر کو جلا کر مارا بیٹی کو قید کر آیا ہون بارہ چودہ ہزار مسلمان مبتلا سے آفت  
 بین وودن بین تباہ ہو جائیں گے امیدوار ہوں کہ سوائے طلسم کشاکش کے اور کسی مسلمان  
 کو تباہیے اسکو جا کر تباہ کروں میں نے سنا ہو کہ صاحبقران خود بھی آتے ہیں بین جا کر  
 انکو بھی لوٹ لون وہ سحر کروں کہ سحر کر مرین جب افسر کو مار لیا تو پھر کتنی بڑی بات ہو  
 اس کے مطیع و منقاد جان دینگے یہ کہلے طرقت قصر ہشت پہل کے چلا یہاں بقراط بارگاہ میں  
 بیٹھا ہونا زمینان سے جبین خدمت میں حاضر ہیں صدائے عیش و نشاط بلند ہو افسران فوج  
 حاضر ہیں خیر طلسم کشا پوچھ رہا ہو ایک ایک سے کہتا ہو کہ جا کر طلسم کشاکش کو دھوکا دو اگر وہ  
 گرفتار ہو کر میرے سامنے آجائے تو اسی وقت قتل کروں تحفہ جات جبین یوں کیا مجال  
 ہو کہ میرے سامنے زبان ہلا سکے یہ ذکر تھا کہ مینا نگار آکر پہونچا بقراط ثانی کو سجدہ کیا  
 کہنا یا خداوند مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام کو مبتلا سے ہلا کیا کل سب کا خاتمہ ہوگا  
 یہ سنکر بقراط بہت خوش ہوا کہا اوی مینا نگار تم نے بڑا کار نمایاں کیا آج تک مسلمانوں نے  
 جا بجا سے خروج کیا ہر مقام پر در بند فتح کیے اکثر مقامات پر گرفتار بھی ہوئے لیکن قتل  
 نہ ہوئے انکا معین آسمان سے آجاتا ہوا مینا نگار جا کر سحر کو زور دو قتل کر ڈالو تمہارا  
 نام یہ نیک نامی لکھی تھی کہ قتل بادشاہ اسلام تمہارے ہاتھ سے ہوا مینا نگار نے عرض  
 کی یا خداوند غلام نے بیٹی کا بھی پاس نہ کیا عقیل ایسے وزیر کو جلا دیا بقراط نے کہا قتل  
 کے سامنے کہتا ہو کہ عقیل کو سٹا دیا عقیل بیرے پاس قید ہو جس وقت رہائی پائیگا زمین  
 ہلا دینگا ان باتوں پر مینا نگار خوش ہو رہا ہو کہتا ہو یا خداوند آپ کو سب باتیں معلوم  
 ہو جاتی ہیں بقراط ثانی خوش ہو گیا کہا اوی مینا نگار قدرت کے کارخانے قدرت ہی  
 پر موقوف ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک طاغر سامنے سے آیا مگر آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے  
 سامنے آکر گر پڑا ایک ساحر کی شکل بن گیا کہا یا خداوند عجب معرکہ درپیش ہوا بادشاہ نے  
 رہائی پائی شورش بھی چھوٹی سارا لشکر مصروف عیش و نشاط ہو بقراط نے جھلا کر  
 کہا آخر سبب کیا ہوا ساحر نے عرض کی غلام آپ کا بیٹھا دیکھ رہا تھا برس کوہ لا جور دین نے  
 مسکن بنایا ہو یکا یک دیکھا کہ بی لالہ زار تشریف لائیں پہلے سب کا حال دیکھا آخرین



سحر کرنے لگے سب کو رہا کیا اب بادشاہ کے ساتھ بارگاہ میں جا کر بیٹھی ہیں تاج گانا بھی  
 ہو رہا ہو بادشاہ پر عاشق ہوئی ہیں یہ سنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا ارمینا نگار تو نے  
 اپنے سحر کا انجام دیکھا تو نے غضب کیا کہ باغ لالہ زار میں جا کر اوصاف بادشاہ بیان کیے  
 آنے جا کر آنے دل لگایا آخر رہا کیا اب کیا ارادہ ہو مینا نگار نے کہا ہر چند کہ قدرت جانتے  
 ہیں اور مدت سے آگاہ ہیں کہ لالہ زار پر میری جان جاتی ہو مگر مشکین باندھکر لاؤں گا  
 سر بارگاہ سزاؤں گا کیا عشق و محبت صرف کر دنگا یہ حال سنکر میری محبت مشکینی کہ وہ مکارہ  
 شوخ دیدہ بادشاہ پر عاشق ہوئی میرا سحر اتار اب میں اُسے زندہ نہ چھوڑوں گا اس طرح سے  
 قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئیں اور مجھے ترس نہ آئے دیکھیے  
 میں ابھی جا کر لاتا ہوں بقراط نے کہا ارمینا نگار لالہ زار بلاے روزگار ہو ذرا سمجھ کے  
 بانا میں نے لالہ زار کو چند سحر ایسے بتا دیے ہیں کہ وہ خالی نہیں جاتے لہذا خوب تم  
 سمجھ لینا جاتے ہی اپنا وار کرنا ایسا نہ ہو اُسے دیکھ کر محبت آجائے اور تم میرے قتل  
 کے در پی ہو کر آؤ مینا نگار بل کر کے اٹھا طرف لشکر بادشاہ کے چلا بقراط نے کہا کہ  
 فوج اپنے ساتھ لیل و وقت پر کام آئیگی مینا نگار نے کہا یا خداوند سائے میرا قلعہ  
 ہو چالیس ہزار ساحر ہر وقت تیار رہتے ہیں وہ آٹھ لاکھ لڑینگے ایک ایک انہیں  
 بلاے روزگار ہو مجھ کو فوج کی کیا احتیاج ہو کتا جھکتا چلا کتا ہوا وہ رسی معشوقہ بنے  
 برسوں اُسکا انتظار کیا لاکھوں روپے بنے مخفی اُسکو بھیجے اُسے اُسکا بدلہ یہ کیا کہ بادشاہ  
 کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی ہمارا خیال نہ کیا یہاں بادشاہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں مگر  
 لالہ زار ہر مرتبہ چونک اٹھتی ہو کنتی ہوا و شہر پار کچھ بلا آیا چاہتی ہو یقین ہو کہ بقراط کو  
 بھی خبر ہو جائے میرا نکل آنا اُسپر بھی شاق ہو گا کیا عجب ہو کہ خود بقراط آوے یہ ذکر تھا  
 کہ لشکر میں بڑھوا لالہ زار اپنے مقام سے اٹھی کہ ہر کار سے دوڑے ہوئے آئے  
 بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہر پار کی عمر دراز نہ ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مینا نگار جادو  
 لشکر پر اُڑا بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے کہا حضور نماشہ دیکھیں میں جا کر  
 اُسکو پٹا سے دیتی ہوں آپ کے اقبال سے دیوانہ ہو جائیگا جا کر بقراط کو جبران کر لگا



لیکن میرے لیے بڑی خرابی ہو یقین ہو کہ بقراط خود آئے یہ کہلے باہر نکلی دیکھا کہ مینا نکار  
دیوانہ وار وحشی مثال بکتا جھکتا لڑکھڑاتا ہوا یہ اشعار بہ آواز بلند پڑھتا ہوا آتا ہوا

یقین ہو ورنہ دل پہلو میں عاشق کے سوا ہوگا  
خدا جانے لحد میں بعد مردن حال کیا ہوگا  
جہاں نہیں مہربان معشوق کوئی دوسرا ہوگا  
جہاں نہیں بہت معشوق کچھ پروا نہیں اسکی  
رہیگا تار بھی باقی نہ دامن و گریبان میں  
کرو گے فرج گر مجھ کو تم اپنے دست ناز کے  
خط اسکو میں نے تو بھیجا ہو لیکن یہ ترو دہی  
میں ہوں عشاق میں فرو اور تم کیا زمانہ میں  
پرستش بت کی ہو بے فائدہ اے برہمن سٹلے  
جہاں نہیں رشک لبلا آپ تو ہم فخر مجنون ہیں  
کہا میں نے جو اُسے نہ ہر کھانوں کھا تو کہتی ہیں  
کبھی اس زلف پر عاشق نہ ہونا اے دل ناز  
بیان ہو ہر حباب بحر سے یہ بے شباتی کا  
نہ سطوت لغزش یا ہوگی بالا و صراط اہلا

نہ چین آئیگا پہلو سے جو تو اے بت جدا ہوگا  
غریب اپنا کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا  
اگر وہ بت خفا ہو جائیگا مجھ سے تو کیا ہوگا  
جو تم ناحق خفا ہو جاؤ گے مجھ سے تو کیا ہوگا  
بہار اب آگئی ہو پھر مرا سودا سوا ہوگا  
منہایت سخت جان ہو نہیں نہ سترن جدا ہوگا  
خدا معلوم قاصد کس مصیبت میں بھینسا ہوگا  
مراثی نہ کوئی ہوگا نہ تمنا دوسرا ہوگا  
بنایا جسکو بندوں نے بھلا وہ کیا خدا ہوگا  
ہماری آپ کی الفت کا چرچا جا بجا ہوگا  
کہ ناحق جان جائیگی تمھاری میرا کیا ہوگا  
کے دیتے ہیں ہم تجھ سے بلا میں مبتلا ہوگا  
جہاں نہیں اس طرح جو سراٹھا بیگا فنا ہوگا  
ہمارے ہاتھ میں تو دامن مشکلا کتا ہوگا

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سحر کر رہا ہوا لالہ زار نے لکھا کہ اے مینا نکار کیوں تیری  
شائین آئی ہیں اب پلٹ جا جو ہمارے دل میں آیا وہ کیا مینا نکار نے جھلا کر  
کہا کہ او کیسو بڑیدہ تنگ خاندان تو نے بڑی آفت برپا کی ہمارے مشقت کو بھولی  
ہر مینے میں تجھے بھیجتا تھا اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ بادشاہ کو قید سے چھڑایا پہلو میں لیکر  
بیٹھی ہو باندھ کر بھکولیا ونگا قدرت تیری بڑی شکایت کرتے ہیں کہ مجھے انکار بادشاہ  
سے یہ اقرار دیکھتے ہی بادشاہ کو عاشق ہوئی یہ تجھ کو مناسب نہ تھا یہ کہلے گولہ مارا  
لالہ زار نے گولہ کاٹا آپس میں گولہ چلنے لگا لالہ زار اسی مقام پر کہی نہیں کرتی ہی



آخر لالہ زار نے جب دیکھا کہ مینا نگار نہ بین مانتا تو گلے سے پھولوں کا ہار اتار اور کہا اے  
مینا نگار دیکھ ہو شیار ہو اب تیری شاست آئی ہے بہت پچتا بیگار روتا پٹیتا ہوا جا بیگا یہ کہکے  
ہار پھینک مارا اور آواز دی کہ اری گل اندام جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ صحرابین ایک ہنگامہ  
ہوا مینا نگار سر اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک مہ جبین آگے آگے دریا میں پھولوں کے غوطہ  
مارے ہوئے پشت پر کئی سو کنیرین آپس میں رنگ کھیلتی ہوئیں جو سب کے آگے تھی وہ  
گنگنا کر یہ اشعار گاتی تھی نظم

بل ابرو ونہ ہاتھ میں خنجر کھنچا ہوا  
جاتا ہی تو بہ تو بہ پیسہ بنا ہوا  
مدت سے تیرے در پہ لیستر لگا ہوا  
رکھا ہوا اک سبوتہ ممبر چھپا ہوا  
رکھا ہوا بام چرخ پہ ساغر بھرا ہوا  
اے شیخ پا توں تھک گئے چکر جدا ہوا  
روتا ہوں کب سے آپکے در پر کھڑا ہوا  
اک شیشہ ہو کا تھا تہ چادر چھپا ہوا  
اسٹھنے لگے تو دل مرا مضطرب ہوا  
کس طرح اڑ سکوں کہ ہو شوہر بندھا ہوا  
بیٹھا تھا اپنی جا پہ سکندر بنا ہوا  
دو جام آب ساتی کوثر بھرا ہوا

مقتل کو یوں رواں شکر مرا ہوا  
قاصد پیام غیر کا لیکر صنم کے پاس  
اے شاہ حسن شکل دکھا مجھ فقیر کو  
راعظ کو میکشی کا ہوا شوق لیجیے  
کتے ہیں مست چو و صوبین کا چاند بکھیر  
کیسے سے ہو کے آئے ہیں کوئی تباہین ہم  
اے یار اپنے گھر میں بلا لیجیے مجھے  
کھلا تھا اپنے گھر سے جو شیخ آج میکشو  
بیٹھے رہے وہ جبتلک اٹھنے کا خوف تھا  
ہو کر رہا نفس سے یہ کتنی ہر غریب  
آئینے کو وہ توڑ کے بولے یہ غیظ سے  
سطوت کوں گا حیدر صفدر و خلیفین

مینا نگار نے جو یہ معاملہ دیکھا آنکھیں ابل آئیں چہرہ سرخ ہوا بلبلا کر پکارا اٹھا کہ اے  
رنگین پوش ہمارے ساتھ آکر رنگ کھیلو آئے ہنس کر جواب دیا کہ ہمارے پاس تم خود  
آؤ یہ نیارنگ ہو اور ساتھ والیاں جہت قدر تمہیں وہ سب ٹھٹھا مار کر ہنسین کہا اے مینا نگار  
ہم دور سے اسی واسطے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ رنگ کھیلیں اومہر شورش نے  
دیکھا کہ لالہ زار نے بڑا رنگ دکھایا اب مینا نگار کو دیوانہ کر و شورش نے موتیوں کا



مالاگلے سے اُتار اسم تحریر حکم چھینک مارا پکار کر آواز دی اور رنگ آمیز مینا نگار کو لینا پینکر  
لالہ زار قہقہہ مار کر مہنسی مینا نگار مہنسی کو دیکھ کر بہت بیقرار ہوا معلوم ہوا کہ ایک بجلی گرمی  
خبر من ہوش و حواس کو جلا دیا پکار کر آواز دی کہ اے لالہ زار ہم مدت سے تمہارے مشتاق  
ہیں اگر ایسی ہزار آدین تو ہم کب توجہ کرتے ہیں ہم تو تمہارے طالب ہیں لالہ زار نے  
ہنس کر کہا ذرا میرے قریب آؤ ابھی تو قتل پر کمر باندھی تھی اب اشتیاق بیان کرتے ہو بھلا  
تمہاری بات کا کیا اعتبار کریں مینا نگار نے ہاتھ باندھ کر کہا میں تو غلام نہ رہ خرید ہوں  
بقراط نے کہا تمہا کہ جا کر اُسکا سر لاؤ مجھے بے ادبی ہوئی اب اُسے معاف کر دلا لالہ زار نے  
قریب بلا کر موتیوں کا مالاگلے میں ڈال دیا مالا جو گلے میں مینا نگار کے پڑا رقص کرنے لگا اور  
بقراط کو گالیاں دیتا تھا لالہ زار چاہتی ہو کہے کہ جا کر سر بقراط کا لاؤ کہ ایک آنحضرتی سیاہی  
تمام صحرا پر آشوب ہو گیا درخت گرنے لگے اس قدر خاک اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا  
لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے شورش اپنے کو بچاؤ معلوم ہوتا ہو بقراط آتا ہے تو  
اُسی کی علامت ہو غرض ملکہ شورش نے یہ سنتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ اسباب نکالوں  
کہ ایک نفرے کی آواز آئی پہلے مینا نگار پر برق گرمی برقی گرتے ہی ہوش میں آگیا لالہ زار  
نے دیکھا کہ بقراط آگیا دونوں پاتوں زمین میں مارے اپنے کو غرق زمین کیا بقراط نے  
دیکھا کہ لالہ زار جاتی ہو آواز دی کہ اے ارض جا دو اسکو لینا لفت زمین میں لالہ زار  
غرق ہوئی تھی کہ کسی نے گلے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے ایک تمانچہ مارا کہ ٹڑا تے کی  
آواز ہوئی بقراط نے دیکھا ایسا نہ ہو کہ ارض جا دو قتل ہو خود لالہ زار پر ہاتھ ڈال دیا  
گردن پکڑ کے لالہ زار کو کھینچا لالہ زار تڑپ کر بیہوش ہوئی دوسرا ہاتھ شورش پر مارا  
دونوں کو پنچے میں دبایا مینا نگار سے اشارہ کیا کہ قلعے میں جاؤ بقراط لالہ زار و شورش  
کو لیکر چلا کینزدن نے غل مچایا کہ اے شہر پار و ڈریے بقراط شورش و لالہ زار کو لیے جاتا ہے  
بادشاہ بارگاہ سے تیغ کھینچ کر نکلے بقراط نے جو بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے سعد  
بن قباوان دونوں کو تو میں لیے جاتا ہوں تمہاری تدبیر ہو جائیگی یہ کہلے بلند ہوا مگر  
دونوں معشوقان پر پھر پنچے میں دبی ہو میں بادشاہ نے انکھوں میں آنسو بھر کر طرف



خواجہ کے دیکھا اور کہا کہ امی خواجہ عمر و دیکھ رہے ہو کہ بقراط لالہ زار و شورش کو لیے جاتا ہوا ہے کچھ تیر کیجیے جو مانگیے گا وہ دوں گا خواجہ یہ مسکرا کر ایک جانب چھپے بادشاہ بقراط ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ امی کار ساندہ امی بے نیاز ان معشوق کو بچائے لفظ

رنگ و بو از یک گل است اندر چمن گلزار ہوا	میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار ہوا
دیدہ بینندہ باید طالب دیدار ہوا	تابہ بیند چار سورت و دشمن جمال ہوا
جان خدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کند	دل و ہر کس کہ بیند روئے آن دلدار ہوا
رومنو و از پردہ وحدت چو آن پردہ نشین	کرد روشن از رخ انور در و دیوار ہوا
در مقام یک زبانی اہل وحدت کو دہند	دخل در اقرار و وحدت پیش اقرار ہوا
یک زمان محروم نگذار در فیض عام خویش	جن و انسان بلکہ وحش و طیر و سور و مار ہوا
میدید ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسا	میرساند حصہ زمان ہر حققتہ و بیدار ہوا
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن	شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار ہوا
گاہ خدا ندیدہ گلشن غنیہ لب بستہ را	گاہ گریانند بہ صحرای اندلیب زار ہوا
گاہ در محراب مسجد سر مندا اندر سجود	گاہ برگردن بہ بند درشتہ زنتار ہوا
بر زمین پیش و ریش سلیمان شتاقان چنین	سرمہ جیسا ز ند پاکان خاک این دربار ہوا
قطرہ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید	فترہ ز افوار رویش مہر پر انوار ہوا
در و مندان محبت را غمش بخشد شفا	میدید و روش روا ہر عاشق بیمار ہوا
از رہ فضل و کرم کن یا آلہ العالمین	دولت عرفان عنایت ہندی ناوار ہوا

بادشاہ ہلک ہلک کرد دعائیں مانگ رہے ہیں مگر بقراط دونوں کو پنجے میں دباے ہوئے کوہ و دشت و بیابان دیکھتا ہوا جاتا ہوا کہ رونے کی آواز کان میں آئی بقراط نے جو رونے کی آواز سنی دیکھا ایک مرجین چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب کپڑے پہنے ہوئے بدن میں معلوم ہوتا ہوا کہ چاند گن میں ہو پکار رہی ہو کہ یا خداوند میری مدد کیجئے میرے شوہر نے مار کے نکال دیا اب میں کہاں جاؤں امیدوار ہوں کہ تیرے سایہ دامن دولت بھگو پناہ دیجئے بقراط نے جو یہ سنا اور اس مرجین کو اس حال میں دیکھا



رحم آگیا بیکرا ہو گیا ہوا سے اتر آیا پکار کر آواز دی کہ اے مجاہدین و فریب تو نے قدرت کو  
چکارا قدرت موجود ہوئے جو کہ وہ کرین تجھ کو ایسے مقام پر جگہ دین کہ تو ہمیشہ خوش رہے  
کبھی رنج و ملال نہ پہنچے وہ نازنین جھپٹ کر قریب آئی کہ آیا خداوندیہ و ونون کون ہیں  
جنگو چنے میں و باکر لاسے ہو بقراط نے کہا تم انکا خیال نہ کرو یہ دونوں گنگار ان قدرت ہیں  
لالہ زار آنکھیں کھولے دیکھ رہی ہو شورش نے بھی آنکھیں کھولیں و ونون آنکھیں  
کھولے ہوئے دیکھ رہی ہیں مگر حیران ہیں کہ یہ عورت بھی کون ہے جس نے آکر قدرت کو  
روک لیا کس لطف سے باتیں کر رہی ہو مگر بقراط پساجاتا ہوا دل سے کہتا ہوا سے قمر  
ہشت پہل میں لیجاؤں بڑی آسائش سے گذر گی حقیقت میں صاحب ناز و کرشمہ ہو  
کبھی ہنس کر کہتا ہوا جان جہان تیرا شوہر کون ہو کہ تجھ ایسی معشوقہ پر بدعت کی اور اسکو  
رحم نہ آیا وہ نازنین رو رو کر کہنے لگی کہ یا خداوندان باپ نے یہ آفت برپا کی کہ ایسے  
جلاد کے ساتھ مجھ کو بیاہ دیا کہ اسے میری حیثیت شادی تمام گزرتی سچ لی زیور و غیرہ ہر  
سب جوے میں ہار دیا میری سر پرستی نہ کی چھ سات روپو روز ہارتا ہو کوڑی پاس نہیں  
رکھتا ابھی تھوڑا اسباب باقی ہو وہ بھی ہر داؤن مانگتا ہو مگر میں نہیں دیتی اسی پر مجھ کو  
مارنے دوڑا میں گھر سے نکل آئی اسوقت میری زبان پر یہ اشعار جاری تھے نظم

بے نقاب آیا جو وہ رشک قمر آجکی رات  
کیا وہ ولد ار گیا غیر کے گھر آجکی رات  
بام پر اپنے مرا ماہ جو بیٹھا مہا کر  
شام سے تا بہ سحر شاد کیا اس گل نے  
ہو شب وصل چھری سے ترا کا ٹوٹکا گلا  
ہو یقین مجھ کو نکلیا یکا دم گھٹ گھٹ کر  
ور و دیوار سے ٹکرا کے سراپنا پھوڑا  
شام سے یار کی افشان کا تصور جو نبوہا  
بستر غم پر بسر مجھ کو ہوئی اے سطوت

ہو گیا نور سے روشن مرا گھر آجکی رات  
بڑھ گیا ہو جو مرا در و جب گرا جکی رات  
شرم سے چرخ پہ نکلا نہ قمر آجکی رات  
مل گیا نخل محبت کا شکر آجکی رات  
بول اٹھے گا جو تو او مرغ سحر آجکی رات  
نہیں ہوتی ہو جو فرقت کی سحر آجکی رات  
وہ جو آیا نہ مجھے گھر میں نظر آجکی رات  
تارے گن گن کے ہوئی مجھ کو سحر آجکی رات  
گھر میں آیا جو نہ وہ رشک قمر آجکی رات



یہ سنکر بقراط سہنے لگا کما اسی جان جہان تخت سحر نیا کردن اسپر بیجا کر نکولے چلون نازنین  
 نے کہا اختیار ہو میں اب آپ ہی کے ساتھ رہوں گی بقراط نے شاخناے نخل توڑین تخت  
 بنانے لگا اُس نازنین نے جھبک کر کہا یا خداوندین گوشے پر بیٹھو گی بقراط نے کہا بہتر ہے  
 گوشے ہی پر بیٹھنا یہ باتیں کرتے کرتے اُس نازنین نے کہا یا خداوند ذرا ادھر دیکھیے میرا چہرہ  
 اواس ہوا جاتا ہے جیسے ہی بقراط نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے حباب بیہوشی مارا اُنہم پر  
 بقراط کے پڑا بیہوشی دماغ میں پہونچی بیہوش ہو کر گرا لالہ زار و شورش فتنہ مار کے  
 ہنسنے لگا خواجہ سبحان اللہ اسکی جھولی میں ایک پتلی ہو اسکو نکال کر ہمارے جسم سے  
 مس کرو تو ہمارے ہوش درست ہوں اسکی گرفتاری کا ارادہ نہ کرنا اب اسکا سین  
 آیا چاہتا ہو وہ لیجا لیگا اسے بڑے انتظام کر رکھے ہیں خواجہ نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا  
 پتلی کو نکال کر جسم سے لالہ زار کے مس کیا لالہ زار کو سحر یا دیا ہوش درست ہوئے ملک  
 شورش کو بھی اسبطرح ہوشیار کیا دونوں شانہرا دیان اٹھیں چاہتی تھیں کہ بقراط کو  
 گرفتار کر لیں کہ صحر سے آواز آئی کہ خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا یہ قدرت ہو ورنہ سب کو  
 مار ڈالوں گا لالہ زار نے دیکھا ایک پتکہ فولادی پکارتا ہوا آتا ہے جست کر کے برابر پہونچا  
 لالہ زار نے چاہا اسکو روکون مگر وہ پتکہ برق جہندہ تھا تڑپ کے برابر پہونچا لالہ زار  
 ہٹ گئی شورش نے گولہ مارا اُس پتکے نے پلٹ کر کہا و شورش جاؤ تمکو معاف کرتا  
 ہوں ورنہ تمکو بھی لیجاتا میرے ہاتھ سے جان بچنا و شوارہ متی مگر میں تو قدرت کا نگہبان  
 ہوں ہر چند کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اور کئی مرحلے بھی فتح ہوئے مگر پھر زوال نہیں آیا  
 جسوقت طلسم کشا مرحلہ آخر پر پہونچ گیا تو مجھ پر بھی زوال آئیگا تڑپ تڑپ کر جان و ننگا  
 تب قدرت گرفتار ہو جائیں گے یہ کہکے بقراط کی کمر میں پنجہ دیا اور لے اڑا مثل ستارہ  
 سحری کے بلند ہو گیا ملک شورش و لالہ زار و خواجہ عمر و ایک طرف روانہ ہوئے لیکن  
 بقراط ثانی کو پتلا بیے ہوئے قصر ہشت پل میں آیا تمام شانہرا دیان دوڑ پڑیں اور  
 بقراط ہو ہو کر پکارنے لگیں کہ ارے قدرت کو کیا ہوا کتنے ہاتھ لگایا کہ قدرت ایسے  
 بیہوش ہوئے سب شانہرا دیوں نے دوڑ کر بقراط کو گود میں لیا گلاب کیوڑہ چھڑکنے



لگین بقراط نے آنکھیں کھول کر قصر مشیت پہل کو دیکھا شاہراہ دیان تریب پائین سب نے  
پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ گزرا بقراط نے کہا براے مدد دینا لگا رہ گیا تھا شور و شعلہ  
لالہ زار کو گرفتار کیا مگر راہ میں ساربان زادے نے ایسی عیاری کی کہ قدرت پھنس گئے  
مگر تندر فولا دی اٹھا لایا شاہراہ دیان پیٹنے لگین کتنی تعجبیں ہمارے خداوند پر یہ آفت ہوئی  
مگر قدرت مقام تعجب ہو کہ آپ نے ساربان زادے کو منرانہ دی بقراط نے کہا سب  
اختیار اسی کے ہاتھ میں دیدیے جو چاہے سو کرے مجھ دن قدرت برہم ہو گئے دم بھر  
میں اسکو مٹا دینگے ایکے جسدن گرفتار ہوا اسی وقت قتل کر ڈالو نگاہ کیلئے بقراط ثانی  
اٹھا کہا قدرت اب خود جاتے ہیں شاہراہ دیان لپٹ گئیں کہا یا خداوند آپ نہ جانیے  
ایسا نہ ہو ساربان زادے کا ہاتھ قدرت پر پڑ جائے تو ہم لوگ کسے ہو کے رہیں گے  
بقراط نے کہا لالہ زار کے واسطے بہت دل بقیار ہو مقام افسوس ہو کہ ایسی معشوقہ  
پر پھر مسلمان ہو کر مسلمان کے قبضے میں جائے اور بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہو  
اٹھ پراسی کی یاد ہو اپنی تو یہ کیفیت ہو ظلم

ظلم کی جسکے زمانے میں ہوشیہرت آجکل  
پاس تیرے حسن و خوبی کی ہو دولت آجکل  
ہو شراب ارغوانی سے بھی نفرت آجکل  
بے چراغ آنکی پڑی رہتی ہو شربت آجکل  
ہم کیا کرتے ہیں خالق کی عبادت آجکل  
ہو جو مجھ پر کچھ تری چشم عسایت آجکل  
دل میں آنکے کچھ نہ کچھ تو ہو کہ ورت آجکل  
مثل عنقا کے ہو دنیا میں محبت آجکل  
بر مہتی جاتی ہو ہمارے دل کی وحشت آجکل

ہمارے اُس بیدار گھر سے ہو محبت آجکل  
عاشقون سے اپنے تو کرتا نہیں بیجا غرور  
مجھے آرزو ہو وہ ساقی مہوش مرا  
سامنے جلتی تھی جگمگ شمع کا فوری دما  
ترک کر دی ہو اطاعت اُس بہت مغرور کی  
دل ہی دل میں جل رہے ہیں کس قدر ساقی قریب  
میں نہ مانوں مجھ سے وہ باتیں صفائی کی نہیں  
کنیہ و بغض و حسد سے خلق میں ملتے ہیں روت  
ہو گا سطوت کیا کیسی زلف کا سودا میں

جب شاہراہ دیون نے دیکھا کہ بقراط براے لالہ زار بہت بقیار ہو تو دامن چھوڑ دیا  
کہا قدرت ساربان زادے سے اپنے کو بچائیے گا بقراط ثانی پھر چلا یہاں وہ وقت ہو



کہ بادشاہ جمجاہ پٹ کر بارگاہ میں آئے لالہ زارہ و شورش پہلوون میں بیٹھی ہیں فیروزہ  
 بن عمرو سامنے حاضر ہو کہ گھبرا کر لالہ زارہ اٹھتی کہتی ہوئی کہ دل گھبراتا ہو میں ذرا باہر ٹھلون  
 کہ طبیعت کو فرحت حاصل ہو یہ کہتی ہوئی باہر آئی بادشاہ نے چاہا کہ لالہ زارہ کو بلالین  
 چکار کر آواز دی کہ اے لالہ زارہ آؤ بیٹھو لالہ زارہ نے کہا اے شہر پار دل بہت گھبرا رہا ہو یہ کہہ  
 کر بارگاہ پر آئی ٹھلنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے لالہ زارہ کہاں جاؤ گی اس زور سے  
 کہ کر گر کر لالہ زارہ کی پلک جھپک گئی نیچے کمر میں دیکر لیچلا بادشاہ نے گھبرا کر خواجہ سے  
 کہا لو خواجہ غضب ہوا کہ لالہ زارہ کو پھر کوئی لیگیا خواجہ گھبرا کر چلے بقرا طایے ہوئے  
 جاتا ہو مگر جمال جہان آ رہا ہے لالہ زارہ دیکھ کر بقیارہ ہو رہا ہو قریب قصر ہشت پل کے  
 ایک کوہ پر آکر ٹھہرا لالہ زارہ کی زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا کہتا ہو کیون اے جان  
 جہان اب مناسب یہ ہو کہ چل کر قصر ہشت پل میں رہو کئی سو شانہرا دیون پر افسر کرونگا  
 سب تمہارے اختیار میں رہیگی خدائنی کہلاؤ گی تمام اپنے اختیار ات شکوہ و نگا لالہ زارہ  
 کی زبان میں سوزن ہوا اشارے سے جواب دیا یا خداوند آپ میری فکر نہ کیجیے میں نکل گئی  
 مینا نگار آپ سے زیادہ بقیارہ ہو کل سلطنت دیتا تھا غلامی کا دعویٰ رکھتا تھا مجھے جو  
 حرکت ہو گئی وہ ہو گئی سعد بن قباوی کی کنیزی کرونگی انکا قدم اقدس نہ چھوڑونگی مقام عجب  
 ہو کہ آپ کو معشوق کی فکر ہو اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے طلسم کشا بڑی دھوم سے آتا  
 ہو بقرا طائے کہا اے لالہ زارہ جسدن سحر کرونگا طبعے زمین کے ہلاؤنگا جھکو کوئی ہرگز قتل  
 نہیں کر سکتا ہوا سے زیادہ چالاک ہوں سحر میں بیباک ہوں اب تو میرا پردہ کھل گیا ہو  
 تمام طلسم میں مشہور ہو گیا کہ بقرا طائنی ساحر ہو ہر شخص ماہر ہو پھر میں کیون تامل  
 کروں سحر کا دعویٰ رکھتا ہوں وہ سحر کروں کہ طلسم کشا کو پھنساؤں میرا قتل بہت  
 دشوار ہو تم لوگوں کا خیال بیچارہ ہو جس روز قصر ہشت پل پر آئیگا سنرا پائیگا ہر چیز کہ لشکر  
 اس کے ساتھ بہت ہو مگر ایک سحر میں سب کو مٹاؤنگا لالہ زارہ سے یہ باتیں کر رہا ہو اور  
 دم بدم متین کرتا ہو کہ اے لالہ زارہ اب میرا کتنا مان لو اب مجھ کو نہ جلاؤ میرے دل میں  
 طاقت نہیں اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہو طلسم



آیا نہ جب وہ یار ستمگر تمام رات  
 آیا نہ جبکہ وہ نہ نور تمام رات  
 فرکان یار کا جو شب بھر تھا خیال  
 سوتا لیٹ لیٹ کے جو یاد آیا آپ کا  
 بین جو سہ مانگتا ہوں تو وہ مانگتے ہیں دل  
 پہلو سے اٹھ گیا جو وہ جان جہاں کبھی  
 پوچھا نہ ایک روز بھی اس پوچھانے ہاے  
 راضی وصال پر نہیں ہوتے کسی طرح  
 ہم لذت وصال سے سو جائینگے جو سیر  
 کرتے رہے وہ زلف بین لگھی شب وصال  
 شانے کے بدلے یہ دل صد چاک لیکے تم  
 سطوت شب فراق کا کیا ماجر الکھون

تڑپا کیا میں بستر غم پر تمام رات  
 تاریک مثل قبر رہا گھر تمام رات  
 نشتر لگا کیے مرے دل پر تمام رات  
 عاشق کو نیند آئی نہ دم بھر تمام رات  
 طرفہ لڑائی رہتی ہو دم بھر تمام رات  
 بچیں ہی رہا دل مضطرب تمام رات  
 کافی ہمارے ہجر میں کیونکر تمام رات  
 رہتا ہو اُنکے پانوں پہ یہ سر تمام رات  
 دیکھیں گے اُنکو پاس بٹھا کر تمام رات  
 آ رہے چلا کیے مرے سر پر تمام رات  
 مسکھاؤ اپنی زلف معنبر تمام رات  
 رہتی ہو نیند اُنکھون کے باہر تمام رات

لالہ زار ہر مرتبہ غصہ کرتی ہو کہ اولیٰ بقراط کیون دیوانہ ہوا ہو میں مطیع اسلام ہوئی اب  
 میں خدمت شاہ بین رہو گی کہ بقراط نے دیکھا ایک تخت اڑا ہوا آتا ہو اس تخت پر  
 ایک شخص بیٹھا ہو کہ اس شخص کے سات سرہین جو سرنج بین ہو وہ انسان کا ہو اور چہرہ  
 داہنی و بائیں جانب وہ شیر و پلنگ کے ہیں سامنے آتے ہی لغرہ کیا کہ اولیٰ بقراط کیون  
 دیوانہ ہوا ہو معشوق ناراض کو چاہتا ہو کہ تجھے زیر ہو لیکن دیکھ قدرت نے کیا کارخانہ  
 دکھا یا منہم خداوند سامری بھائی حبشید بھی آئے ہیں دیکھ زیر کوہ باغ آراستہ ہو اگر تو  
 بھی چاہتا ہو کہ یہ معشوق راضی ہو اور تجھ کو قبول کرے تو اس باغ میں جاجب اس  
 باغ کی ہوا لگے گی تو لالہ زار تجھے راضی ہو گی بقراط نے سر اٹھا کر دیکھا زیر کوہ خضر  
 باغ ہو مگر خوب آراستہ ہو چہاں دیوانی عمدہ اسپر گلکاری جو اہرات اعلیٰ بیش قیمت کی  
 ثبت ہو و روزے پر بجائے کیلون کے مروارید نصب ہیں کیسا سر سبز و شاداب باغ  
 ہو سامری نے تخت جا کر باغ میں اتار اچھا کر آواز دی اولیٰ بقراط یہاں آ لالہ زار تجھے



خود عاشق ہو جو تو کہیگا وہی قبول کر لگی اور اگر یہاں نہ آئیگا تو معشوق پر قبضہ نہ ہو گا  
یہ معشوق پر پھر تیرے ہی واسطے مقرر ہوئی ہو جلد یہاں آ معشوق پر قبضہ کر کے لیجا  
اگر تامل کر لگیا تو پھر معشوق پر قبضہ نہ پائیگا بقراط نے کہا ای لالہ زار سن رہی ہو کہ اب  
خداوند سامری تشریف لائے ہیں تجھے اور مجھے بلا رہے ہیں لالہ زار نے جواب دیا  
کہ میں تو سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہوں یہ بھی کوئی مکار ہو کہ اپنا مکرو دکھا رہا ہو تو  
جا کر قد مبوسی کر یہ سنکر بقراط لالہ زار کا ہاتھ تھام کر کوہ سے اتر آ پکار کر کہا یا خداوند  
میں آؤں آواز آئی کہ آنا کیوں نہیں اب کیوں تامل کرتا ہو آج ہی طلسم کشا کو بھی گرفتار  
کر لے کل طلسم پر قبضہ کر یہ مژدہ سنکر بقراط نہال ہو گیا باغ میں آیا ہوا سے سر چیل رہی  
ہو گلہا سے رنگارنگ و شکوفہ ہاے بو قلموں نہرین سلسیل سا طائران نغمہ سرا تعریف  
باغبان قضا و قدر میں مصروف ہیں اور ایک شخص بڑے قر کا باغ میں ٹہل رہا ہے ہر طرح کی  
بقراط کو آواز دیتا ہے بقراط نے جو اس جوان کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا بھائی جمشید  
اچھے رہے جواب دیا کہ ای بقراط تیرے تباہ ہونے پر پونے دو سو خداوندوں میں  
کھل ملی پڑی ہو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجائے اور تجھ کو قتل کرے بقراط نے کہا ای برادر  
جمشید کوئی تدبیر تو ایسی کر کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی وقت  
راہ پر کھینچ دوں گا اب مہلت نہ دوں گا جمشید نے جواب دیا کہ ای بقراط تیرا قصر ہشت پہل  
قریب ہی معشوق کو یہاں چھوڑ جا چند گلابی شراب کی لاہم اور تو بیٹھ کر پین سب  
بھائی آؤ نیگے طلسم کشا کو تو لیگا یہ عہد کر کہ قتل کرنا یہ کہ کر زنبیل میں ہاتھ ڈالو رالہ زار کو کال  
دکھایا کہ گلے میں طوق ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں میں کہا طلسم کشا کو لے  
میں جب چلا تھا تو سوچا کہ خالی کیا جاؤں طلسم کشا کو لیتا جاؤں لوح چھینکر دریا سے  
فلزم میں پھینک دوں لوح محفوظ کو توڑ ڈالو اسباب طلسمی کو بھی دریا میں غرق کر دیا انکو  
اٹھالایا مگر سب خداوندوں سے رائے لینا ضرور ہو ان سب سے صلاح کیجا نیگی بقراط  
نے جو نور الدین کو گرفتار دیکھا خوش ہو گیا کہتا تھا کیوں بھائی اب یہ طلسم بے لوح کا  
رہیگا جمشید نے جواب دیا اب اس طلسم کو کوئی فتح نہ کر سکیگا لوح اسکی معدوم ہوئی



ایسے مقام پر گئی کہ جہاں انسان کا گزر نہیں بقراط لالہ زار کو چھوڑ کر طرف قصر شہت پہل  
کے گیا گھبراہٹ ہوا اندر پہونچا شہزادیوں نے پوچھا کیوں خداوند کیوں گھبراہٹ ہوئے  
ہو بقراط نے کہا اس وقت نہ بولو میرے چھوٹے بھائی آئے ہیں سامری و جمشید کا گزر  
ہو ایک دو گلا بیان شراب کی دو کنیزوں نے گلا بیان شراب کی لا کر دین بقراط لیکر آیا  
اُسی باغ میں آکر دیکھا کہ سامری و جمشید کھڑے ہیں لیکن جمشید سمجھا رہے ہیں فرماتے ہیں  
کہ اولالہ زار بقراط کو قبول کر ورنہ تجھ کو جہنم میں پھینک دوں گا عمر بھر جلا کر لگی پھر تیرا کوئی  
حال بھی نہ پوچھے گا لالہ زار سر جھکا کر بیٹھی ہو آنکھوں سے اشک حسرت جاری  
ہیں کتنی ہو کس بلا میں پھنسی ہوں یہ نگوڑا جمشید کون ہو کیا سمجھا رہا ہو اپنی عجب صورت  
ہو اصل میں یہ کیفیت ہو نظر

گھر میں جب اُسکو نہیں پاتے ہیں ہم قدر کچھ تو نے نہ کی ادبے وفا بھرمیں اُس شعلہ رو کے دوستو کیوں بٹھایا پاس تو نے غیر کو او مسیحا تو کبھی آتا نہیں + دھونڈھنے تیری کمر کو او صنم آسیاے چرخ کی گردش ہو قہر دوسرے سے دل لگائیں کیا بھلا چھوڑ آتے ہیں دل بیتاب کو کوئی بھی کرتا نہیں تھک و خراب دم جو گھٹتا ہو شب فرقت بہت ہنسکے وہ کہتے ہیں ملکر غیر سے آئیگا وہ گل شب وعدہ ضرور اس قدر سطوت سے ہیں رنج و غم	ہوش میں ہوں نہ میں آتے ہیں ہم دیکھے دل کیا تجھ کو پچھتاتے ہیں ہم آتش غم سے جلے جاتے ہیں ہم بزم سے تیری اُٹھے جاتے ہیں ہم بھرمیں تیرے مرے جاتے ہیں ہم جانب ملک عدم جاتے ہیں ہم صورت دانہ پسے جاتے ہیں ہم ابتو عاشق تیرے کہلاتے ہیں ہم کوچہ جانان میں جب جاتے ہیں ہم در پہ تیرے جا کے پھر آتے ہیں ہم سر کو دیواروں سے ٹکراتے ہیں ہم دیکھ کیسا تجھ کو ٹپاتے ہیں ہم بلبل دل کو یہ سمجھاتے ہیں ہم نام سے فرقت کے تھراتے ہیں ہم
--	--



جمشید ہنس رہے ہیں کہتے ہیں اولالہ نہ ار تھکلو بادشاہ کی بڑی یاد ہو دیکھ تیرے دل سے  
یہ نقش مٹاتے ہیں بقراط پر تھکوا مل کیے دیتے ہیں بقراط کے عشق میں دیوانی رہیگی  
بڑی جفا میں سیگی بقراط تیری بڑی خاطر کریگا وہ مرتبہ دیکھا کہ تمام عالم میں مشہو ہو جاوے گی  
بقراط نے جو یہ باتیں جمشید کی سنیں نہال ہو گیا جی میں کتنا ہو میری جانب سے بھائی  
صاحب معشوق کو سمجھا رہے ہیں مگر وہ معشوق سرکش کچھ خیال نہیں کرتی قریب لا کے  
گلابیان رکھ دین کہا لو بھائی صاحب شراب پیو جمشید نے جام شراب سے بھر ا قریب  
منہ کے لگا کر اس خوبصورتی سے گریبان میں گرایا کہ بقراط سمجھا بھائی صاحب پی گئے  
دوسرا جام بھر کر کہا کہ او بقراط اے تو بھی پی لے سو برس تیری عمر بڑھ جائیگی اس کے  
نشتے میں جس سے کلام کریگا وہ تجھ پر مل ہوگا ہمیشہ شباب قائم رہیگا طلسم کی رعنائی  
بڑھائی اس جام میں بڑی بڑی تاثیریں ہیں کبھی ایسی شراب نہ پی ہوگی میں نے اپنا نام  
اس پر پڑھ دیا پونے دو سو بھائی سب ملکر کرامت کرینگے تیرا دل محبت سے طلسم کی بھرنیگے  
بقراط نے خوش ہو کر جام لیا ہر چند کہ دل دھڑکا مگر بقراط نے کچھ خیال نہ کیا یہی سوچا کہ  
پونے دو سو بھائی اس وقت موجود ہیں جمشید اپنے ہاتھ سے شراب پلاتا ہوا اس جام کو  
پی جاؤ تال نہ کرو ورنہ پھر ایسی شراب نہ ملیگی یہ سوچ کر بے اندیشہ انجام جام شراب پی گیا  
پیتے ہی ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگا کبھی کتنا ہوا اولالہ نہ ار میں تیرا غلام ہوں لالہ نہ ار وہی  
جواب دیتی ہو اسے چاہا لالہ نہ ار کو لپٹ جاؤں جمشید نے منع کیا کہ او بیجا خیر دار یہ  
کیا کرتا ہو معشوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ سب تاثیر شراب کی جاتی رہیگی طبیعت تیری  
مصلحت سیگی او بیجا تو نے مجھ کو نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں یہ کہنے نعرہ کیا نعرہ عمر و

عمر و ہوں میں عیار صاحبقران تراشندہ ریش کفار ہوں مرا تیز رفتار ہو گر قدم اڑاؤ دن صبا کے بھی میں ہوش کو دوندہ جہانگرد و طرار ہوں	مرے مکر سے کانپتا ہر جوان زمانے کا مکار و غدار ہوں صبا ٹھوکر بن کھاے ہر ہر قدم نہ پاسے مری گرد پا پوشش کو جہانگیر عالم کا عیار ہوں
---	--



بقراط نے جو نعرہ عمر و کی صدا سنی بقیرار ہو گیا جھپٹا کہ عمر و کو گرفتار کر لوں بیہوشی  
 تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا خواجہ نے چاہا خیر ماروں کہ بقراط ثانی کے  
 دو ٹکڑے ہوں کہ زمین شتی ہوئی وہی پتہ فولادی پیدا ہوا پنجہ کمر میں بقراط کی دیا لیکر  
 بھاگا بعد جانے بقراط کے خواجہ ٹہلتے ہوئے قریب لالہ زار کے آئے زبان سے  
 اسکی سوزن نکالی لالہ زار ہاتھوں کو خواجہ کے بوسے دینے لگی کنتی تھی کہ امیر شہنشاہ  
 اوج عیاری یہ باغ کمان سے آیا آپ نے تو ساعرون کے کان کاٹے جو بہ شکل سامری  
 آیا تھا وہ کون تھا خواجہ نے کہا یہ سب طریقے عیاری کے ہیں تمکو رہا کر لیا بس اب نکلو  
 لالہ زار نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر بادشاہ کے چلی مگر بقراط ثانی جو قصر  
 ہشت پہل میں آیا شاہرا دیان پیٹنے لگین گلاب کیوڑہ چھڑک کر بقراط کو ہوشیار کیا  
 بقراط سر پیٹنے لگا کتنا ہو صاحبو ساربان زادہ بلا سے روزگار ہو کس قیامت کی عیاری  
 کی ہو شاہرا دیان افسوس کر رہی ہیں کنتی ہیں یا خداوند آپ ہاتھ سے اس ظالم کا  
 بچکے ورنہ ہم لوگ کمان جاتے کیسے گھبراتے بقراط نے کہا مجھکو قتل نہیں کر سکتا جب  
 میں بیہوش ہو گا فوراً یہ پتہ فولادی پہونچیکا مجھکو اٹھا لایگا شاہرا دیون نے کہا او  
 خداوند اپنی حفاظت ضرور رہے اسبوجہ سے ہم آپ کو جانے نہیں دیتے تھے بقراط  
 نے کہا کچھ بیٹھ کر گاؤ کہ دل بہلے یہ ذکر تھا کہ صحرائے گرداڑی ایک پہلوان گینڈے پر  
 سوار موجھون پرتاؤ پھیرتا ہوا سانسے بقراط کے آیاتیں ہزار فوج پشت پر آتی  
 قدرت کو سجدہ کیا کہا یا خداوند منم قہرمان فیل درین نے خبر سنی ہو کہ بادشاہ مقابلے  
 میں قلعہ مینا نکار کے فروکش ہیں اگر حکم ہو تو میں انکو باندھ کر لاؤں بقراط نے کہا او  
 قہرمان بڑے بڑے پہلوان ہاتھ سے مسلمانوں کے مارے گئے مجھکو خوف ہو کہ ایسا  
 نہ ہو تو بھی ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جائے قہرمان نے کہا یا خداوند میں جس لڑائی پر  
 گیا اسے فتح کیا مجھے کون مقابلہ کر سکتا ہو جاتے ہی چیر بھاڑ کر پھینک دوں گا یہ کلمے بہت  
 کچھ غور کیا تیس ہزار فوج ساتھ ہو برائے مقابلہ بادشاہ چلا یہاں بادشاہ پریشان  
 تھے کہ خواجہ لالہ زار کو لیکر آئے لالہ زار نے قدموں کو بوسہ دیا کہا امیر شہر یار عجب بات



ہو عیاری خواجہ عمرو کی کرامات ہو کس رنگ میں فقر اط کو پھنسا یا تھا کہ بغیر بیہوش کیے  
 نہ چھوڑا بادشاہ نے پردے بارگاہ کے اٹھا دیے جلسہ آراستہ ہو کہ صحرائے گرداڑی  
 قہرمان فیل و رمقابلے میں آکر اتر اطلیل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا  
 دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار سپہ رات اسی تیاری میں گزری اب  
 وہ وقت آکر پہونچا کہ نظر

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ سپہ کی علامت سپید ہوا کیا بد بہ خلق پر آشکار	آڑا آشیانے سے طاؤس نور بہت گرم خواہر روشن نگاہ نشان آگے آگے خط صبح کا کہ پہلے کیا زار غ شب کو شکار
--	---

بادشاہ حجابہ سوار ہوئے اُدھر سے قہرمان لشکر اپنا لیکر چلا مینا و نگار نے جو خبر سنی  
 کہ ایک پہلوان پایہ تخت خداوند سے آیا ہے مقابلہ ہوا چاہتا ہے یہ بھی تماشا دیکھنے کو  
 آیا ہے ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ دونوں لشکروں میں صفیں آراستہ ہوئیں اور  
 نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کڑکا کر کہہ دئے کہ قہرمان میدان میں آیا پکار کر آواز  
 دی افرقہ خداپرستان و اوزبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ تھکے کھرام تیغ زن  
 گنبد اڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شہریار اجازت میدان لے بادشاہ نے  
 فرمایا بخدا سپردم کھرام سامنے قہرمان کے پہونچا آپس میں نیزہ چلنے لگا کر زبھی  
 چلے مگر مطلب حاصل نہ ہوا آخر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہنے ہاتھ تلوار کا  
 مارا کھرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر ٹپری سپر کو کاٹ کر کھرام کے سر پر  
 گری کھرام کا سر زخمی ہوا کھرام نے زخمی ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا قہرمان نے دیکھا کہ یہ  
 جوان زخدار ہو کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کھرام بھی لیٹ پڑا دونوں لیٹے ہوئے زمین پر  
 آئے آپس میں کشتی ہونے لگی تین چار دواؤں بیچ آپس میں ہوئے تھے کہ ایک دفعہ  
 قہرمان نے جھک کر کھرام کے پیچ کا ٹوڑ جو کیا کولہ کھرام کا اتر گیا بیہوش ہو گیا اب  
 قہرمان نے کھرام کو باندھ لیا ہر چند پہلوانوں نے آواز دی کہ اوقابو پرست یہ کیا



کرتا ہو مگر قہر مان نے کچھ خیال نہ کیا کہ اہرام کو گرفتار کر کے لیگیانہ زخم و زینٹا نکلے و لو اسے کولہ ورت  
 کرایا قید خانے بھیجا اور حکم دیا کہ کل اسکا دربار مسجد ونگا صبح کو لباس گلنا رہ پشکر بارگاہ میں  
 آکر بیٹھا کہا اس پہلو ان کو لاؤ کہ اہرام نہ بھیجیں بلاتا ہوا آیا قہر مان نے کہا امیر رفیق و  
 ملازم بادشاہ میں نے تجھ کو سر میدان زیر کیا میری اطاعت کرو ورنہ سرور بار قتل کرونگا  
 کہ اہرام نے کہا اونا مرد کیا جھک مارتا ہو میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا ورنہ تیری کیا مجال  
 تھی کہ مجھ کو گرفتار کرتا اب قید سے رہا کر کے دیکھ لے مجھ سے مقابلہ کر لے تیری مشکین  
 باندھ کر لیجاؤنگا میں رفیق شہر پار لشکر اسلام ہوں تیری اطاعت نہ کرونگا یہ سنکر  
 قہر مان بہت جھٹایا جلاؤ کو بلایا کہا اس پہلو ان کو قتل کر جلاؤ خنجر لیکر سر پر کہ اہرام  
 کے آیا کوٹے کا خط گردن پر کھینچا شلتنگین لگانے لگا اسوقت کہ اہرام کی بیقراری  
 اور اشکباری دعائیں کرنے لگا کہ امیر خالق کار ساز و امیر بندہ نواز اس نامرد کے ہاتھ  
 سے مجھے بچالے ہر کارے جو لشکر اسلام کے براے خبر موجود تھے انھوں نے جو  
 دیکھا کہ رفیق ہمارے آقا کا قتل ہوتا ہو خبریں لیکر بیجا گے چند ہر کاروں نے جا کر  
 مینا نگار کو یہ خبر دی کہ کہ اہرام تیغ زن قتل ہوتا ہو مینا نگار بھی بارگاہ قہر مان میں آیا  
 کہا امیر قہر مان اسکو قتل کر دیہ مستکر جلاؤ قریب قہر مان کے آیا مگر بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے  
 تھے کہ ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ کہ اہرام قتل ہوتا ہو بادشاہ یہ سنکر بیقرار ہو گئے فرمایا  
 فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ لالہ نہ ار نے عرض کی کہ وہاں بارگاہ میں مینا نگار بھی موجود ہے  
 یقین ہے کہ حضور پر سحر کرے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پر سوار ہو کر چلے  
 رفیقوں کو منع کر دیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر لالہ نہ ار کو کب آرام آتا ہے پٹنی  
 ساتھ ہوئی اس خیال سے کہ اگر مینا نگار سحر کریگا تو میں رو کونگی اگر مقدمہ زور کا  
 ہوگا تو بادشاہ سمجھ لیں گے یہاں وہ وقت ہے کہ جلاؤ قریب سر کہ اہرام خنجر بکھنکھ  
 کھڑا ہے کہ دربار گاہ پر پڑھوا باعث یہ تھا کہ جب بادشاہ دربار گاہ پر آئے درگاہ سالار  
 نے روکا بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر فرمایا کہ ہم جاتے ہیں تو روک تو سہی یہ کہہ کر  
 بڑے درگاہ سالار نے چاہا ہاتھ تمام لون بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سرور گاہ سالار



کا اڑ گیا۔ وہ ملک تھا ہوا سانسے قہر مان کے آیا پردہ بارگاہ کا اٹھا آواز آئی کہ اوجھیا منہ بادشاہ  
 ججہاہ قہر مان اپنے مقام سے اٹھا کہ بادشاہ کو روکون بادشاہ نے جھپٹ کر کہراہم کی نوراً  
 تھکڑی کاٹ دی کہراہم نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوا بادشاہ نے آتے ہی اپنا نعرہ کیا  
 نعرہ بادشاہ لشکر اسلام منہ شاہ شتابان فریدون حشم بہار گلستان کا ورن جم ہوا  
 قہر مان کیا سمجھا ہی مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہو غضب کیا کل سر میدان کہراہم کا کولہ  
 اڑ گیا اور تو اسی حال میں پکڑ لایا اسپر ناز کرتا ہو قہر مان نے جو بادشاہ کو دیکھا للکار کر جاڑا  
 ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر قہر مان کا خنجر  
 ہوا کہراہم کو ساتھ لیکر لڑتے ہوئے باہر نکلے قہر مان نے جب دیکھا کہ بادشاہ باہر نکلے  
 حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل باز گشت بجوا کر پٹا بادشاہ کہراہم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں  
 آئے چند تیر خود بھی کھائے تھے یہی حال کہراہم کا تھا دونوں کی زخمدوزی ہوئی پٹیاں ہر  
 کی چڑھ گئیں مگر قہر مان جو پٹا ساتھ والوں سے کہا یار و تنے کدوکاوش نہ کی بادشاہ  
 لڑتے بھڑتے نکل گئے سب نے کہا آپ نے طبل باز گشت کیوں بجوا دیا قہر مان نے  
 کہا وہ لڑتے بھڑتے باہر جا چکے تھے میں نے دیکھا کہ اب یہی مناسب ہوا سو مجھ سے میں نے  
 طبل باز گشت بجوا دیا مگر قہر مان نے پھر طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے جواب میں حکم دیا  
 دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجنے لگے تیار یان ہونے لگے چار پہر رات اسی ہنگامے  
 میں گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا بادشاہ نے ناز صبح پڑھی جب طائر  
 زرین بال قفس مشرق سے نکلا نخل فلک پر آ کے بیٹھا بڑی تیزی سے چمکارنے  
 لگا مٹیاں ضیا و شعاع کی جھومنے لگے بادشاہ میدان کارزار میں آئے صفین بہت  
 ہونے لگے طرف سے قلعے کے مینا نگار مع بارہ ہزار جاو و گروں کے میدان کارزار  
 میں آ کر ٹھہرا ظاہر ہو کہ تماشہ دیکھنے آیا ہو حقیقت میں ایک جانب کہراہم و دونوں بہت  
 لشکروں کو دیکھ رہا ہو کہ قہر مان نے گنبد انکالا میدان میں آ کر سلحشوری دکھائی  
 پکار کر آواز دی آج بادشاہ ججہاہ کا مشتاق ہوں سمجھا تھا کہ بادشاہ میرے مقابلے  
 میں نہ آویگے لیکن بادشاہ گھوڑے کو اڑا کر شیرانہ سانسے پہونچے جیسے ہی قہر مان نے



بادشاہ کو دیکھا کہا امیر بادشاہ تنہے کچھ خوف نہ کیا کہ ایسے زبردست شخص کے مقابلہ میں نہ جانوں  
 بادشاہ بولے جب تلوار باندھی تو سپاہی کو روز بھی سامنا ہو مرنے بھرنا اپنی بات پر جان نہ مار  
 کرنا اسکا خوف کیا قہر مان نے کہا مجھے مقابلہ کیجیے گا بادشاہ نے فرمایا جس حربے پر بڑا  
 ناز ہو وہی حربہ کر یہ سنکر قہر مان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہلے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ  
 نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس میں چلے تھے کہ بادشاہ نے ایک مقام پر کمر کو  
 بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا قہر مان بخوبی زخمی ہوا بادشاہ نے دوسرا ہاتھ اٹھایا اب تو قہر مان  
 گھبرا یا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچو گا گھبرا گیا طبل باز گشت بجوا کر پلٹ گیا جب دن تمام  
 ہو کر رات ہوئی تب اندر بارگاہ کے آیا چہار جانب دیکھنے لگا اس جیرانی سے معلوم  
 ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہا ہو کہ ہر کارون نے خبر دی کہ مینا نگار آتا ہو قہر مان نے آگے  
 بڑھ کر استقبال کیا بہ اعزاز و اکرام بارگاہ میں لایا کہا امیر مینا نگار آج بادشاہ سے مقابلہ  
 ہوا تھا جو گزرا وہ تنہے دیکھا میں تو بہت پریشان ہو رہا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ  
 اگر تم مدد کرو تو میں پھر مقابلہ کروں مینا نگار نے کہا میں سحر کر ونگا کہ بادشاہ کا زور  
 گٹھے اور تمہارا زور بڑھے یقین ہو کہ ضرور غالب آؤ گے قہر مان نے کہا کہ میں نے  
 قبول کیا اگر بادشاہ کو پکڑ لاؤں تو اسی وقت دار پر کھینچوں میرا حکم ایسا ہو کہ اُس میں تل  
 نہو گا اگر بادشاہ کو مٹا دیا تو پھر کوئی میرے مقابلے کے لایق نہیں ہو یہ کہنے مینا نگار  
 اپنے قصر میں آیا صبح کے انتظار میں بیٹھا ہو کہ سامنے صحرائ میں دیکھا ایک مار سیاہ بیٹھا  
 ہوا پھنکارے مار رہا ہو مینا نگار کے منہ سے نکلا کہ اس مار کو پکڑ لاؤ چند سا حرون  
 نے بڑھ کر اُس پر سحر کیا مار نے سر ڈال دیا ساحر اسکو پکڑ لے مینا نگار نے اسکو بند کر دیا  
 صبح جو ہوئی مہمان کا زوار میں آیا اُدھر سے قہر مان جو شان و خروشان مہمان میں  
 پہونچا جب صفین جم چکین تو گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ  
 میرے مقابلے میں آئے بادشاہ نے مرکب نکالا مینا نگار نے سحر کیا مرکب بادشاہ کا  
 بد لگامی کرنے لگا چاہتے ہیں کہ مقابلہ قہر مان میں پہونچوں لیکن گھوڑا الگ الگ  
 پھرتا ہو بادشاہ کو طرف سحر کے لیے جاتا ہوا لالہ زار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ کو



مرکب طرف صحرا کے لیے جاتا ہو بھی کہ یہ تاثیر مینا نگار ہو وہیں سے سحر کیا کہ گھوڑا بادشاہ کو  
 لیکر پٹیا مینا نگار نے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کاٹا مینا نگار نے کل فوج کو اشارہ کر دیا  
 لالہ زار نے دیکھا کہ کل فوج بادشاہ پر آتی ہو لالہ زار نے بڑھکر موتیوں کا مال اپنے گلے  
 سے اتارا اور بادشاہ کے گلے میں پہنا دیا اور آواز دی کہ اے شہریار ساحرون پر آپ  
 جاییں مینا نگار مٹاتی ہوں اب بادشاہ گھوڑا اڑا کر چلے کہ ساحرون پر جا پڑو  
 قہرمان نے جو دیکھا کہ بادشاہ ساحرون پر جاتے ہیں گینڈا بڑھا کر بادشاہ کو روکا یہ  
 دیکھ کر لالہ زار نے بڑھکر پھیلوں کا گجرہ پھینکا ساحر جھوٹے لگے ایک ایک کا قول تھا  
 کہ ہم عاشق جمال لالہ زار ہیں اسی کے تابع دار ہیں کیا حال بیان کریں بادشاہ پر جو  
 قہرمان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قہرمان کا شانہ جھول پڑا اتنو  
 قہرمان نے چاہا بھاگون کہ مینا نگار جھپٹ کر آیا آئے بادشاہ پر سحر کیا خون اپنا ٹاٹکر  
 پھینکا بادشاہ خاموش ہوئے قہرمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بادشاہ ایسے بہوت  
 تھے کہ سپر بھی چہرے کی پناہ نہ کی ایسی تلوار پڑی کہ سر زخمی ہوا جب بادشاہ کا سر زخمی  
 ہوا مینا نگار نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر دے لالہ زار نے بڑھکر آواز دی کہ او مینا نگار  
 دیکھ تیری پشت پر کون ہو مینا نگار نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین گلزار کہک  
 رفتار شیریں گفتار اشارے کر رہی ہو مینا نگار تو اسکے پیچھے چلا وہ نازنین بھاگی  
 مگر بادشاہ زخمی ہو کر سست ہوئے خیال میں گذر کہ انتہا کا مجمع ہو ایسا نہ ہو گرفتار  
 ہو جاؤں تلوار بنیام میں کی ہاتھ گردن مرکب میں حائل کر دیے مرکب بادشاہ کو لیکر  
 نکلا پشتکین مارتا ہوا دولتیاں اچھالتا ہوا نکل گیا یہاں مینا نگار جب صحرا میں  
 آیا دیکھا وہ نازنین غائب ہو گئی بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ سحر لالہ زار تھا صدمہ  
 ساحر سڑکرا کر مرے بہت سے جھیلوں میں پھانڈ پڑے غرق دریا سے لعنت ہوئے  
 مینا نگار نے دیکھا کہ بادشاہ کا نشان نہیں معلوم ہوتا قہرمان کا شانہ جھولا ہوا  
 ایک گوشے میں کھڑا ہو فوج کو کھڑا ترغیب دے رہا ہو کہ ہاں یارو مار لو مگر فوج سحر  
 میں لالہ زار کے ہودہ ہی نہیں کرتی سب لوگ سڑکراتے پھرتے ہیں بعض ان میں



دیوانہ وار پیکار سے پھرتے ہیں نظم

پاؤں میں اپنے پہن لیتا ہوں زنجیر فراق خواب و صلت میں جو دیکھوں پاؤں قہر فراق خضر کو رستہ بتا دیتے ہیں رنگیر فراق ہو وہ دیوانہ پہن لیتا ہی زنجیر فراق ای قہر ملتی ہو کس کو ایسی جاگیر فراق	نقشہ وحشت دکھائی ہو جو تصویر فراق دیکھ ادا صبح اسے کہتے ہیں نقد فراق رسم و رادہ شہر فرقت کے ہیں سب کو بچے الگ ای جنون تیری بدولت ہو یہ حالت نفیس کی ملک غم کی اُسے کُل تحصیل مجھ کو بخش دی
---	--

اس طرح کے اشعار پڑھتے پھرتے تھے یہاں تک کہ ان کے قریب قہر مان کے آکر کہا اب  
بادشاہ لشکر اسلام کا نشان نہیں معلوم ہوتا لہذا اب طبل باز گشت بجا کر ملٹو کل میں  
اور تدبیر کرونگا اسی وقت طبل امان پر چوب پڑی دونوں لشکر پلٹے کھرام سب کو ساتھ  
لیے ہوئے جب بارگاہ میں آیا اور بادشاہ کا نشان نہ ملا تو فیروزہ سے کہا بادشاہ مجھ  
غائب ہوئے لہذا جا کر تلاش کرو دیکھو تو بادشاہ پر کیا گزری فیروزہ بن عمرو بانہا  
عبارٹی لگا کر تلاش میں بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ پشت مرکب پر تھے گلے میں مرکب کے  
ہاتھ ڈالے ہوئے خون بہتا ہوا ایک صحرابین گھوڑا پھر رہا ہو چاہتا ہی بادشاہ کو پشت  
سے اپنی گراؤں مگر بادشاہ گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں قصائے کار ممتاز نادا  
نامے قزاق کہ پہاڑ پر قلعہ ہے اس میں رہتا ہے ایک قافلہ لوٹ کر پٹا ہو دس ہزار جوان ساتھ  
گھوڑوں پر لدے پھندے ہوئے چلے آتے ہیں ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہ ایک مرکب  
ایک جوان زخمی کو لیے لیے پھر رہا ہے اس قزاق نے ممتاز سے پکار کر آواز دی کہ  
ایسا فسر اعلیٰ دیکھو یہ گھوڑا کس زخمی کو لیے ہوئے پھر رہا ہے ممتاز نے سر اٹھا کے  
دیکھا کہ ایک جوان زخمی مگر حسن میں لا جواب معلوم ہوتا ہے آفتاب تابان بر سر مرکب  
ہو ممتاز نے اشارہ کیا کہ اس گھوڑے کو ہمارے پاس لاؤ چند قزاق گئے گھوڑے  
کو گھیر کر لائے ممتاز نے جو جمال پیشال بادشاہ دیکھا عاشق ہو گیا خود بھی خوبصورت  
جوان ہو خوبصورت کہ دیکھ کر خوش ہوا اگر بادشاہ کو گود میں اتار آگود میں لیکر اپنے  
گھوڑے پر ڈال لیا ہر چند کہ خون کے قطرے جسم میں ممتاز کے بھر گئے مگر ناراض



نہ ہوا اسی طرح بادشاہ کو بیلے ہو سے پہاڑ پر آیا مرکب کو بادشاہ کے ملازم لیکر آئے غرض کہ  
 بادشاہ کو چھپر کھٹ پر لٹایا خود پاس بیٹھ کر زخموں میں ٹانگے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی بیٹھ کر  
 رومال جھلنے لگا آرام جو پہونچا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک جوان حسین سرھانے  
 بیٹھا ہوا رومال جھل رہا ہوا اٹھ بیٹھے فرمایا ایو جوان تیرا نام نامی کیا ہے اس نے عرض کی کہ مجھے سب  
 محتاب نامدار کہتے ہیں اسی قلعے پر میرا مقام ہو مگر آپ کا نام نامی کیا ہے بادشاہ نے صاف  
 صاف بتا دیا محتاب کو جو معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام ہیں حیران ہو گیا جی میں کہنے  
 لگا کہ زہرے میرے نصیب کر میں نے بادشاہ کا علاج کیا قدموں سے لپٹ گیا کما اور شہر بار  
 میں مدت سے آپ کی جنگ وجدل کا حال سنا کرتا تھا حضور کیونکر یہاں تک پہونچے  
 بادشاہ نے فرمایا قہر مان نامے پہلووان چڑھ آیا تھا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اب جلد  
 تہیر کرو کہ میں وہاں پہونچوں اسپر محتاب نے کما اور شہر بار حضور صحت پالین تو ایک  
 مشکل ہو اسکو پیش کروں یقین ہو کہ حضور کے دست حق پرست سے فتح ہو میرے حوالی  
 میں ایک قلعہ ہو کہ قلعہ گروانیہ اس قلعہ کا نام ہو سیما ب گروانیہ قلعے کا حاکم و ناظم ہوا اور  
 سنا ہوں کہ اس قلعے میں بڑا مال ہو کوئی حکیم تھے مجنون بن بقراط انھوں نے بہت سا  
 خزانہ وہاں جمع کیا ہے میں جب قصد کر کے گیا تو اس سیما ب گروانیہ سے مقابلہ پڑا میں زخمی  
 ہو کر لپٹ آیا لہذا امیدوار ہوں کہ حضور کو ہمراہ لیکر چلوں اگر حضور نے سیما ب گروانیہ  
 زیر کیا اور خزانہ وہاں بجا دستیاب ہوا تو میں تمام عمر ممنون ہو نگا بادشاہ نے فرمایا میں  
 ضرور ہر اسے مقابلہ سیما ب گروانیہ کا کئی دن محتاب قزاق نے علاج کیا جب کہ  
 بادشاہ نے صحت پائی محتاب قزاق نے بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا آپ فوج لے کر  
 ہمراہ ہوا نوبت نقارے بجتے ہوئے جب سامنے قلعہ گروانیہ کے پہونچے سیما ب کو  
 ہر کاروں نے خبر دی کہ بادشاہ لشکر اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہیں لشکر تیار کر کے باہر  
 نکلا اور پکار کر آواز دی ایو بادشاہ لشکر اسلام یہ قلعہ گروانیہ ہو میرے ہاتھ سے بڑے  
 بڑے پہلووان مارے گئے جس قزاق کو ساتھ لیکر آئے ہو یہ میرے ہاتھ سے شکست  
 کھا چکا ہو تمکو دم دیکر لایا ہو وہ آفت برپا کر دے گا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہتر یہ ہو کہ لپٹ جاؤ



بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر جواب دیا کہ اسی سیما اب اس قدر بقیہ راری نہ کر سرسیدان حال کھلیگا  
تجہ ایسے بہت میں نے زیر کیے ہیں سیما اب گرو پٹ گیا اپنے مقام پر آکر بیٹھا رفقہ سے  
کہا صاحبو میرا ارادہ ہو کہ بادشاہ سے سرسیدان مقابلہ کروں اور انکو زیر کروں یہ تو  
معلوم ہو کہ کیا رنگ ہوتا ہو یہ کہلے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے  
بھی طبل جنگی بجوایا مگر رات کو مہتاب نے عرض کی اسی شہر یا ر غلام برائے انتظام  
طلا یہ جاتا ہو بادشاہ نے فرمایا کچھ یہ خبر معلوم ہوئی کہ اسطرت طلاے پر کون ہو مہتاب  
نے عرض کی خود سیما اب گرو طلاے پر ہو بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ  
بہ بری پیش آئے تم پر غالب ہو چکا ہو مہتاب نے کہا جہاں تک ہو سکیگا اس سے  
غلام مقابلہ نہ کریگا اپنے لشکر کی سرحد میں رہیگا بادشاہ نے فرمایا بہت سمجھ بوجھ کے  
انتظام کرنا ورنہ میں خود طلاے پر جاؤں مہتاب نے کہا حضور کو تکلیف ہوگی  
بادشاہ نے فرمایا سپاہیوں کو تکلیف نہیں ہوتی انشاء اللہ محل موقع سے سمجھا جائیگا  
مگر مہتاب نے قبول نہ کیا اور طلاے پر آ کے انتظام کرنے لگا پھر رات باقی تھی  
کہ سیما اب گرو پھر تا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اسی مہتاب تو کیا سمجھ کے بادشاہ  
کو لایا ہوا اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیکے سیما اب نے گینڈا بڑھا یا مہتاب  
بھی پہلوان نہچلا ہی گھوڑا اڑا کر سامنے سیما اب گرو کے پہونچا نیزہ آپس میں چلنے لگا  
مگر سیما اب گرو بہت چیت و چالاک ہوا نے نیزہ مہتاب کا توڑ دالا مہتاب نے ہاتھ  
ٹکوا رکھا مگر سیما اب نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کہ میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیتا  
ہو ایسا مہتاب کے جو ساتھ تھے وہ غل مچانے لگے کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہو  
بادشاہ کی آنکھ کھل گئی بادشاہ نے اٹھ کر خادم سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو خادم نے  
عرض کی کہ مہتاب قزاق کو سیما اب گرو گرفتار کر کے لیے جاتا ہو یہ سنکر بادشاہ نے  
فرمایا مرکب لاؤ مرکب پر سوار ہو کے چلے باہر آکر دیکھا کہ ہمراہیان مہتاب فریاد  
کر رہے ہیں بادشاہ نے فرمایا کیا معرکہ ہوا ساتھ والوں نے سب حال بیان کیا کہ  
وہ سامنے لیے جاتا ہو بادشاہ نے لکھارا کہ او معزور اس پہلوان کو کہاں لیے جلا ہو



بہتر ہو کہ اسکو چھوڑ دے سیما بکب مانتا ہو یہ نہ رکھا بادشاہ نے مرکب مہیر کیا اور یہ نعرہ کیا  
 نعرہ شاہ منم شاہ شاہان فریدون جستم بہ ہمار گلستان کا وُس و جہم بہ ہر چند کہ سیما بکب گرو نے  
 آواز سنی مگر اپنی بارگاہ میں داخل ہو گیا بادشاہ مرکب اڑاتے ہوئے دربار گاہ پر آئے  
 ہمارا بیان سیما بکب روکنے لگے بادشاہ نے کئی جوائون کو مارا جب کئی جوائون مارے گئے  
 تو ہمارا بیان سیما بکب بٹے بادشاہ دربار گاہ پر آ کے گھوڑے سے اترے درگہ سالار کھڑا  
 ہو گیا کہا اے شہر بار اندر نہ جانید ونگا بادشاہ نے فرمایا ضرور جاؤ ونگا درگہ سالار نے ہاتھ  
 تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا درگہ سالار کے دو ٹکڑے ہوئے درگہ سالار  
 کو مار کر بادشاہ اندر تشریف لائے دیکھا مہتاب بیٹھا ہو سیما بکب گرو سوال کر رہا ہو کہ اے  
 مہتاب میرا مذہب اختیار کر مہتاب نے جواب دیا کہ میں تو بدمل و جان بادشاہ لشکر  
 اسلام کی اطاعت کر چکا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر سیما بکب نے پکار کر کہا کہ جلا و حاتم  
 ہو بادشاہ پر وہ اٹھا کر اندر آئے لٹکائے کہ اوس سیما بکب تو خود اسکو قتل کر جلا و کو تو کیوں  
 بلاتا ہو جلا و جو یا ہر تھا اسکو میں نے قتل کیا اب طرف مہتاب کے چلے سیما بکب کو تاب  
 نہ آئی تخت سے کود پڑا بادشاہ پر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی  
 سیما بکب لپٹ پڑا بادشاہ اور سیما بکب سے کشتی ہونے لگی اہل بارگاہ دیکھ رہے ہیں  
 کہ بادشاہ جہان پکڑ لاتے ہیں و باکر ایسے کہتے مارتے ہیں کہ سیما بکب پریشان ہو جاتا  
 ہو الجھ الجھ کے نکلتا ہو ایک بار جو بادشاہ پکڑ ملائے تو نکلنے نہیں دیتے سیما بکب نے  
 گہرا کر عرض کی کہ اے شہر پارمین آپ سے میدان کارزار کا وعدہ کرتا ہوں یہ وقت  
 میری کثرت کا ہو اگر آپ مجھے زیر کرینگے تو میں عذر کر ونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا مہتاب  
 کو اپنے ساتھ لیا سیما بکب بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہو ساتھ والوں سے کہتا ہو بار و تنے  
 دیکھا کہ بادشاہ نے کیا حرکت کی اپنے پہلو ان کو لینگے مہتاب جو آنکھ لایا ہو کچھ تو  
 سمجھ لیا ہو میرا ارادہ یہ ہو کہ اتنے اصلاح کروں کیونکہ لڑائی میں انیر غالب نہ ہونگا  
 اصلاح کر کے درہ کوہ پر جو ایک طلسم بندھا ہو جہان مال حکیم مجنون نے رکھا ہوا اس  
 طلسم پر آنکھوں والوں آجنگ تو یہی ہوا کہ جو مال کی خواہش میں گیا وہ دیوانہ ہو گیا



جب یہ دیوانے ہو جائیں گے تب میں انکے لشکر سے سمجھ لوں گا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا  
 دیکھیے کیا کیفیت ہو سب نے کہا حضور یہی مناسب ہو اسی وقت اپنے مقام سے اٹھا  
 رومال سے ہاتھ باندھے چند کشتیان جو اہرات کی ساتھ لین برائے اصلاح چلا یہاں  
 بادشاہ مہتاب کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے ہیں ستارہ سحری چمک چکا ہو کہ  
 خبر ہو پوچھی سیما بگرو آتا ہو ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ برادرادہ اصلاح وہ آتا ہو بادشاہ نے  
 مہتاب کو حکم دیا کہ استقبال کر کے سیما بگرو لاؤ مہتاب روانہ ہوا راہ میں آکے  
 سیما ب سے ملاقات کی پوچھا اے سیما ب کیا ارادہ ہو سیما ب نے عرض کی کہ میں نے  
 اپنا امتحان کر لیا میں انکو زیر نہ کر سکو نگاہ قنوں سپاہ گری بین طاق شہرہ آفاق ہیں  
 مہتاب سیما ب کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا سیما ب نے آکر قدموں کو شاہ  
 کے بوسہ دیا کشتیان پیش کش کہیں کہا اے شہریار چاہتا ہوں کہ حلقہ اطاعت گوش  
 جان میں ڈالوں مگر ایک مشکل درپیش ہو اُسکا پس و پیش ہو درہ کوہ پر ایک دروازہ  
 ہو جس پر قفل مار سیاہ لگا ہو جب کوئی ارادہ کرتا ہو کہ دروازہ کھولوں وہ مار سیاہ کھینچ  
 اٹھ کر فراتے بھرنے لگتا ہو کئی حکیم و فہیم اگر دیوانے ہوئے حضور یہی چاہیں تو  
 نصیب آزمائی کریں اُسکے اندر بڑا خزانہ ہو اگر حضور نے اس مار کو مارا اور دروازہ  
 کھول لیا تو وہ خزانہ حضور کو ملیگا کئی برس سے خاندان غلام کے قبضہ میں ہو مگر  
 اج تک آگاہ نہیں ہوا کہ وہاں کیا خزانہ ہو لیکن ایک کتاب ہو ہمارے خاندان میں  
 چلی آتی ہو اُس میں حال لکھا ہو اُسکو اکثر قصد کیا کہ پڑھیں جب ارادہ کیا اندھی سیاہ  
 چلی زمین کا پنے لگی ناچار تامل کرتے ہیں اگر حضور مناسب جانیں تو اقبال آزمائی  
 فرمائیں بادشاہ نے فرمایا اے سیما ب تمہارا مسلمان ہونا موقوف بشرط ہو انشاء اللہ  
 اس شرط کو پورا کرینگے دیکھیں گے کہ اس خزانے میں کیا ہو اگر اقبال ہمارا یا درہ اور  
 طالع ہمارے مددگار ہیں تو اس مار سیاہ کو مارینگے اور کیوں اے سیما ب اگر سانپ  
 نہ مارا گیا تو کیا ہونا ہو سیما ب پہ ہوا جب بادشاہ نے بہت پوچھا تو کہا اے شہریار  
 کئی جوان سڑی ہو گئے ہیں کیا گذارش کروں مجھ کو بڑا انسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ



بندگان عالی کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے سیما ب کو ایک بار گاہ عنایت فرمائی اور وعدہ  
 فرمایا کہ کل چکر اس درہ کوہ میں دیکھیں گے مگر وہ کتاب منگو اور وہ کتاب جو آئی اور بادشاہ  
 نے کھولی صفحہ اول میں یہ مضمون پایا کہ اے سعد بن قبا و جب مارسیاہ کا سامنا ہو تو ہم  
 یا و دو دو سو مرتبہ پڑھکر مارسیاہ پر دم کرنا بادشاہ پڑھکر خاموش ہو رہے سیما ب گروہ تھا  
 حیران ہو کہ جب میں پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا تو آندھی چلتی تھی مگر بادشاہ نے پڑھ لیا آندھی  
 وغیرہ نہ چلی بیشک یہ صاحب اقبال ہیں ظاہر انکے جاہ و جلال ہیں مگر بادشاہ نے تمام  
 شب آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکر فرمایا کہ اے سیما ب گروہ چلو تمہارا وعدہ پورا کرین یہ سنکر  
 سیما ب گروہ ساتھ ہوا قریب درہ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ بند ہو مارسیاہ  
 اس میں لپٹا ہوا بادشاہ نے اسم مذکور بہ تعداد مسطور و روز بان کیا اور پڑھکر اسپر دم کیا  
 وہ مارسیاہ جلگیا اب تو سیما ب بہت پریشان ہوا جی میں کہنے لگا اے سیما ب گروہ اس  
 دروازے کا کھلنا انھیں کی ذات پر موقوف تھا جب دروازہ کھل گیا تو بادشاہ نے  
 پھر کتاب کو دیکھا دوسرے ورق میں مرقوم پایا کہ اگر مارسیاہ مرے اور دروازہ  
 کھلے تو بہت سمجھ کے اندر قدم رکھنا اسم مذکور و روز بان رہے داخلہ دروازے میں  
 مشکل ہو بادشاہ نے کتاب کو پڑھکر بند کیا طرٹ دروازے کے چلے جیسے ہی اندر قدم  
 رکھا شیر کے دھڑو کی آواز آئی کہ ایک شیر بہر پہلو سے نکلا اس نے بادشاہ پر حملہ کیا  
 بادشاہ نے تلوار کا ہاتھ مارا تلوار اچٹ گئی اب وہ شیر ستر راہ ہو بادشاہ کو جانے  
 نہیں دیتا راہ رو کے ہوئے کھڑا ہو بادشاہ نے پھر کتاب کو دیکھا تیسرا ورق ہر چیز  
 کہ صاف و شفاف تھا مگر نوشتہ پایا کہ اے سعد بن قبا و وہی اسم مذکور اسپر بھی دم کرو  
 تسخیر ہو جائیگا بادشاہ نے اسم پڑھا وہ شیر قدموں پر لوٹنے لگا مثل انسان کے بولا  
 کہ اے شیر یار میں تا بعد از ہون ظہیر جتنی میرا نام ہو اسیدوار ہوں کہ قید سے غلام کو  
 رہا فرمائیے بادشاہ نے چوتھا ورق کتاب کا دیکھا مرقوم تھا کہ ظہیر جتنی کی پشت پر  
 ہاتھ پھیرو اسی اسم کو پڑھو بادشاہ نے جیسے ہی اسم پڑھا وہ شیر غلطک مار کے مثل  
 انسان کے بنگیا دیکھا بادشاہ نے کہ ایک جوان خوش رو کنجیاں بہت سی ہاتھ میں



بادشاہ کو لیکر اپنے ہمراہ چلا اندر جا کے پہونچا بادشاہ نے دیکھا بڑے بڑے صندوق رکھے  
 ہیں جن نے بڑھکر صندوق کلاں کھولا بادشاہ نے دیکھا تختیان جواہرات کی یا قوت اہم  
 والاس کی تمام اشیاء بھری ہوئی ہیں ایک تختی مثل ستارے کے چمک رہی تھی ریشمین  
 گندھی ہوئی بادشاہ نے اسکو اٹھایا اسپر نقش کندہ تھا اوصاف صاف اسپر قدم گئے  
 کہ جسکے پاس یہ تختی ہو اسپر کبھی تاثیر نہ کرے بادشاہ نے اسکو اٹھا کر گلے میں ڈال لیا  
 کہ سیما بگروا اگر پہونچا اُسے دیکھا صندوق خزانے سے نکل رہے ہیں آکر قدموں کو  
 بادشاہ کے بوسہ دیا اور کہا کہ یہ خزانہ حضور کی تقدیر کا تھا بادشاہ نے فرمایا اوس سیما ب  
 ایک تحفہ معقول پایا کہ ایک تختی پر نقش کندہ ہو اور لکھا ہو جسکے پاس تختی رہے اسپر کبھی  
 تاثیر نہ کرے اسکو تو میں نے اپنے گلے میں پہن لیا اور خزانہ نکل رہا ہوا اس سب کو تم  
 دیکھو جو تمہیں خواہش ہو وہ لیلو سیما بگرو نے کئی صندوق لیے اور کئی جھکڑے  
 منگوائے خزانہ بیساب نکلا بادشاہ اُس خزانے کو لیکر درہ کوہ سے نکلے اہل فوج  
 نے آکر گھیر لیا مہتاب نامدار قزاق بھی حاضر ہوا عرض کی اوس شہر پار سیما بگرو نے  
 حضور کے ساتھ لکر کیا تھا کہ بندگان عالی دیوانے ہو جائیں مگر آپ صاحب اقبال  
 ہیں اس مشکل کو بھی آسان کیا یہ خزانہ بے حساب ملا سیما ب نے قدموں کو بوسہ دیا  
 عرض کی اوس شہر پار اصل میں یہی چاہتا تھا کہ حضور کسی آفت میں مبتلا ہوں مگر پروردگار  
 نے آپ کی مدد کی یہ خزانہ حضور کو ملا اب بہ دل و جان تابعدار ہوں کیا مجال جو آپ سے  
 گردن تابی کروں نہ درمیں حضور بھیچر غالب آئے اس مشکل کو آسان کیا اب کوئی عذر  
 نہیں میں حضور کے ساتھ ہوں بادشاہ نے قلعے کو اسلام آباد کیا ظہیر جتنی بھی ساتھ  
 ہو مہتاب قزاق و سیما بگرو اپنی فوجیں لیکر ہمراہ ہوے بادشاہ نے طرف قلعہ مینا نگا  
 کے کوچ کیا یہاں مینا نگار نے قہرمان کو صلاح دی ہو کہ طبل جنگی بجو اولکہ لالہ زار  
 دشورش کو میں پکڑ لوں گا تم لشکر تباہ کرو قہرمان نے طبل جنگی بجو دیا لالہ زار نے کہا  
 ہم سمجھ گئے کہ مینا نگار کی یہ صلاح ہو سرسید ان سمجھا جائیگا اوس کھرا م تم بھی اپنے لشکر  
 میں طبل جنگی بجو دو پروردگار معین و مددگار ہو مینا نگار رات بھر سحر خوانی میں مصروف



رہا چند سحر عمدہ تیار کر کے لایا ہو و و نون لشکر میدان میں آئے مینا نگار سب کے آگے  
 بڑھا ہوا اُدھر سے لشکر کو لیکر کھرا م آیا جب لشکر جم چکے تو مینا نگار میدان میں نکلا اور  
 پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آج میدان میں آؤ تو احوال معلوم ہو شور و شہ نے چاہا  
 کہ میں نکلوں مگر لالہ زار نے منع کیا کہا بوا آج مینا نگار کی اور صورت ہو ہر کاروں نے  
 خبر دی تھی کہ یہ ملعون رات بھر سحر خوانی میں مصروف رہا مگر میں اسکے سحر و کوٹنگی بس  
 یہ ککے طاؤس بڑھا یا جیسے ہی مینا نگار نے دیکھا کہ لالہ زار سامنے آئی سحر کرنے لگا  
 آگ برسا دی مگر لالہ زار ہاتھ ہلا دیتی ہو آگ بجھ جاتی ہو جب دو چار سحر آپس میں رد و  
 قرح ہوئے تو مینا نگار نے ایک دستک دی صحر اے گرد آڑھی ایک جوان خوش رو  
 سلاح جنگ سے آراستہ اشعار مذکور گاتا ہوا آیا نظم

<p>اوچا ہوا لکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ          دامن چھڑا کے جیسے گیا ہو وہ بے وفا          دو کو کمر بین و و تری گردن میں ڈالتا          دو نگا ستر امین تار گر بیان سے باندھ کر          دیوانے منتظر ہیں نسیم بہادر کے          رخسار ہ صنم سے اُلٹ کر نقاب کو          صید افگنی کا لطف دکھاتا ہو دام فکر          کتا ہوں دست قاتل بے رحم چوم کر          نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہو بھیساب          زنجیر کو بہار میں توڑا نہ طوق کو          منہ بھی لگا کے قتل جو مجھ کو نہیں کیا          چاہے جو ہنشین کے حق کو ادا کرے</p>	<p>رتبہ بلند ہو ترے قد کا ہزار ہاتھ          وانتون سے کاٹتا ہو نہیں بے اختیار ہاتھ          دیتا جو ای صنم مجھے اللہ چار ہاتھ          راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ          کپڑوں کے پھاڑنے کے ہیں امیدوار ہاتھ          و کھلا رہے ہیں قدرت پروردگار ہاتھ          مضمون کو جانتے ہیں ہم آیا شکار ہاتھ          وقت عطا ہو رحمت پروردگار ہاتھ          خالی نہ کر سکین جسے ہیچہ ہزار ہاتھ          گردن سے اور پانوں سے ہو شرمسار ہاتھ          غیرت کے مارے ملتا ہو حسرت سے یار ہاتھ          آتش ہو پاؤں توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ</p>
---	--

اُس جوان نے آکر ملکہ لالہ زار کا ہاتھ تھام لیا کہا آپ صحر اے ویران میں کیوں  
 کھڑی ہیں میرے ساتھ تشریف لے چلیے باغ مراد میں گلہاے رنگارنگ کھیلے



نہیں وہاں چلکر سیر کیجیے لالہ زار اس جوان کے ساتھ ہو لیں وہ جوان لیکر لالہ زار کو غائب ہو گیا مینا نگار نے وہی سحر کیا کہ دوسرا جوان خوشرو آیا وہ شور و شکر کو لے گیا جب دونوں شاہزادیاں غائب ہوئیں تو مینا نگار نے پکارنا شروع کیا قہر مان بھی مہیدان میں ہو پکار کر آواز دی کہ او کہرا ہم میرے مقابلے میں آؤ کہرا ہم گھوڑا بڑھا کر جا پڑا جیسے ہی مہیدان میں پہونچا مینا نگار نے سحر کیا کہ کہرا ہم گھوڑے سے گر اہلو الون نے جی داری کر کے ارادہ کیا جو مہیدان میں پہونچا گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا جب چالیس پہلو ان مہیدان میں آکر بیہوش ہوئے قہر مان ہر چند پکارتا ہو مگر کوئی مقابلہ میں نہیں آتا اہل لشکر بیتاب و بیقرار خدا سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق جزو کل و اے کریم کار ساز و اے بندہ نواز مشکل کو ہماری آسان کر اپنا رحم شریک کر نظم

روشن اندر برج محبوبی سے الوری کے است  
شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے و اوری کے است  
صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است  
بیگان لا ریب و بیشک خالق اکبر یکے است  
بر شہمان شاہنشاہ و بر سروران سرور یکے است  
اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است  
طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است  
حاجی و مشکل کشا و ناصر و سرور یکے است

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است  
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است  
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر  
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است  
بر اسیران امر و بر حاکمان فرمان روا  
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم  
بے ہمال و بی مثال و بے نظیر و لا شریک  
غم مخور ہند می کہ در ہر کار تو جمع و مسا

بلک بلک کے سب دعائیں مانگ رہے ہیں مینا نگار پکار رہا ہو کہ اے سلیمان جلد او آج تمہارے معین و مددگار کہان ہیں میں آج ایک کو زندہ نہ چھوڑو نگا سب کو قتل کرو نگا چاہیں جوان تو مہیدان میں بیہوش پڑے ہیں آخر سب نے قصد کیا ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دوسب کو قتل کرے افسوس نہیں معلوم کہ ہمارے بادشاہ پر کیا گزری سر پرست نہو نیسے یہ جفا میں ہم پر پڑی ہیں مینا نگار آج در پو آزار ہو دیکھیے اس بھیا کے ہاتھ سے کیونکر جان بچے اے خالق ارض و سما و اے مشکل کشا رحم اپنا شریک کر مگر مینا نگار چاہتا ہی



کہ لشکر اسلام پر جا پڑوں ایسا سحر کروں کہ سب غرق زمین ہو جائیں یہ سوچکر بڑھا اس طرف  
 اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعا کی صد اے یار تباہ یا مستغیثاہ بلند ہوئی کوئی آمین کہتا ہوا اور  
 کوئی پکارتا ہو کہ اے پروردگار مدد کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے کہ صحرائے گرد و آرمی سرد  
 از دامن دشت کوہ اور رنگ و گردی برخاست تو تیار رنگ و سب دیکھنے لگے کہ تخت پر  
 بادشاہ چھاہ دوسپہ سالار ساتھ مہتاب نامدار و سیلاب گرد و مرکب ہائے پر می پیکر پر  
 سوار تخت شاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار فوج گلے بین وہ تختی جس پر نقش  
 کندہ ہو کہ نقش سحر کش اسکا نام ہو بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ چالیس سردار میدان  
 میں بیہوش پڑے ہیں لالہ زار و شورش کا پتہ نہیں مینا نگار میدان میں کھڑا ہوا  
 للکار رہا ہو فیروزہ نے بڑھکر بادشاہ کو خبر دی کہ مینا نگار نے آج صبح سے قیامت برپا  
 کی ہو ملک شورش و لالہ زار غائب ہو گئیں اب وہ مبارز طلبی کر رہا ہو یہ سنکر بادشاہ  
 مرکب پر سوار ہوئے مرکب باد رفتار با ساز و براق مرصع کار کندھا مثل ماہ نو کیے  
 ہوئے دم سے چنور کرتا ہوا بادشاہ مرکب اڑا کر چلے مینا نگار سوچا کہ انکو بھی بیہوش  
 کر دوں گا جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا مینا نگار نے گولہ مارا بادشاہ نے نقش  
 سحر کش سامنے کر دیا گولہ پھٹکر گر اگئی سحر مینا نگار نے کیے حیران ہو کہ آج یہ کیا معرکہ ہو کہ  
 بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا آخر تلوار کھینچ کر چلا بادشاہ نے بھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا  
 مینا نگار قریب آکر برس پڑا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا بادشاہ تلوار پر روک رہے ہیں  
 شعلہ ہائے آتش گرتے ہیں مگر بادشاہ پر تاثیر نہیں ہوتی جب دو چار وار مینا نگار کھچکا  
 تو بادشاہ نے تلوار کو روکا اور فرمایا کہ اے مینا نگار خوب شعبدے کیے اب کیا باقی ہو  
 ہمارا ابھی وار قبول کر یہ فرما کر ہاتھ تلوار کا مارا مینا نگار نے سحر کیا کہ کئی سپرین فولادی  
 سر پر تاجیم ہوئیں مگر تیغہ برق تاب جو نرٹپ کر گرا سپرون کو کاٹا مینا نگار ہر چند کھلوا  
 بھیرون نارسنگم کو پکارتا ہو مگر تلوار کا شتی چلی آتی ہو سپرون کو کاٹ کر سر کو تراشتی  
 تاجہ نگاہ پہونچی مینا نگار کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی کہ تمام صحراناریک  
 ہو گیا ہو اے تند چل رہی ہو مگر شورش و لالہ زار ایک باغ میں بیٹھی میکشی کر رہی ہیں



سامنے گائون حاضر ہو یہ اشعار عاشقانہ نگار ہی ہو **نظم**

کمان مدت سے سنا کرتے ہیں اس افواہ کو  
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو  
جھاڑیے جا رہے وہ ترکاٹے تری درگاہ کو  
جان حاضر ہو جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو  
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھنا ہوں چاہ کو  
کس طرح آغوش مین رکھتا ہو ہالہ ماہ کو  
جام مال مال دلوا اپنے دولت خواہ کو  
نبت کو سجدہ برہمن کرتے ہیں ہم اللہ کو  
کوہ پر بھاری سمجھتا ہوں مین برگ کاہ کو  
ہو شگون بد و لاجب سانپ کاٹے راہ کو  
طول دے جوش جوانی جامہ کوتاہ کو  
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو  
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہو نو شاہ کو

کیسے ثابت وہاں روے رشک ماہ کو  
کوچہ محبوب مین آنکھوں نے اپنی بارہا  
ہم فقیر وں کو تمنا ہو مہی او شاہ حسن  
باہر اس سے ہم نہیں جو کچھ ہماری ہو بساط  
اس قدر ہو سر کو سوداے زرخندان حبیب  
بھاگتا ہو اپنی آنکھوں نے خیال روے یار  
موسم گل مین یہی ساتھی سے کتنا ہو نہیں ست  
دیکھیے دونوں مین کسکا ہو بچیر انجام کار  
سبزہ خط نے کیا ہو جب سے اس رخ پر بھیا  
زلف حائل ہو نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال  
پست کر دے سرو کو او طفل بڑھکر قدرت را  
مہر کی صورت نہ ڈرے آنکھ اٹھا کر دیکھتے  
فکر رنگین نے تمھیں مفلس کیا تو کیا غیب

گائون رہی ہیں کہ یکایک باغ مین آگ لگ گئی ایک شعلے نے گائون کو جلا دیا ایک  
شعلہ ساز پر گرا ساز کو جلا دیا ایک طاؤر نے گرد آکر چرخ مارا چرخ مار کر جلا جلتے ہی طاؤر  
کے دونوں کو ہوش آیا اپنے مقام سے اٹھیں کہتی تھیں یہاں ہم کو کون لایا لالہ زار  
نے کہا سحر مین مینا نگار کے تھے معلوم ہوتا ہو مینا نگار مارا گیا دونوں پر پرواز پیدا  
کر کے چلین اس وقت قریب قلعہ مینا نگار کے پہونچیں کہ دیکھا آندھی چل رہی ہو آواز  
آ رہی ہو کشتی مرانام مین مینا نگار جاو و بود بادشاہ مینا نگار کو مار کر فوج پر جا پڑے  
تلوار چل رہی ہو بادشاہ جسر جا پڑے اسکو قتل کیا شورش نے کہا لالہ زار مینا نگار  
تو مارا گیا آواز آرہی ہو مگر بادشاہ ساخون مین گھرے ہوے مین لالہ زار نے بڑھکر  
سحر کیا کہ ساخون نے ہوے صحرا مین جا کر مڑکر انے لگے بعض جو زیادہ دیوانے ہوے



## لالہ زار کو دیکھ کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کپٹے دور آفتاب یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب رو سیاہ نہ نہیں دیکھا تھا اس رشک سے جلتا ہون نیش سے لگتے ہیں ہجر یار میں تار شعاع داغ پہلو ہو جو پہلو میں وہ نہ پیکر نہ ہو حسن غارت گر سے نسبت کون دینا ہو اسے بام پر وہ مہروش آتا ہو صبح صید ہو سر بلند و نکلے لیے ہو عیب بھی آتش ہنر	رو بروے یار ہی اک قرص کا نور آفتاب دیدہ حقاش کو کرتا ہو بے نور آفتاب ای صنم جب پوچھتے ہیں گبر مغرور آفتاب آسمان نیلگون چھتہ ہو نہ نور آفتاب چشم حرمین پری بنجائے یا حور آفتاب تا بڑ آہن ہو پیش رو سے نور آفتاب پردہ شب سے نہ نکلے تابہ مقدور آفتاب آسمان کا داغ پیشانی ہو مشہور آفتاب
---	--

سب ساحر سر ٹکرا کے رگیئے لاشہ عینا نکار اٹھایا پانچ ہزار جادوگر طرف محرا کے بھاگے  
لالہ زار نے چاہا اُن فرار یوں کا پیچھا کرے بادشاہ نے منع کیا کہ بھاگے ہودون کے  
پیچھے نہ جاؤ تب لالہ زار ملٹی بادشاہ بہ فتح و فیروزہ واپس ہوئے بیہوش سردار و ن کو  
ہوش آیا قلعے میں آکر مسجدین بنو امین جو مقامات خلافت تھے وہ کھدوا ڈالے اب جمیعت  
معقول بادشاہ کے ساتھ ہو گئی لالہ زار نے عرض کی ہر چند کہ سختی ہو اور وہاں کی فتح ذات پر  
طلسم کشا کی موقوف ہو لیکن حضور بھی چلین یہ لوح سحر کش حضور کو خوب ملگنی کی عیب ہو  
کہ بقراط ثانی بھی گھبرائے یہ کنیز بھی اُس سے مقابلہ کریگی ہر چند کہ بقراط وہ شخص ہو کہ عار  
افراسیاب کہ مقام امتحان ساحران ہو وہاں اسنے کامل سند پائی جس دن سے سند پائی  
اُسی دن سے مغرور ہو گیا قصر سکندری میں آکر دعویٰ خدائی کیا اب اُس بیبا پر وہ آفتاب  
پڑی ہو کہ بھاگتے راستہ نہیں ملتا اور طلسم کشا نے طرف مرحلہ نجومیوں کے رخ کیا ہو  
بڑے بڑے وہاں ستارہ شناس ہیں و مبدع ساعت کا نیک و بد دیکھتے دیکھتے وہاں  
کیا گزرے لیکن طلسم کشا کے ساتھ بھی نجم اختر شناس ایسا نجومی موجود ہو کہ آسمان  
وزمین کا حال آئندہ و گزشتہ و روز بان رکھتا ہو علاوہ نجم کے سکندر ثانی جو بادشاہ  
لشکر ہو مجہدان و سمہ گیر ہو یہ سب لوگ ساتھ طلسم کشا کے بلوہ کریں گے قصر شہرت پہل پر



جا کر مقابلہ پڑیکا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساحرون کا افسر لالہ زار کو کیا غیر  
 ساحر و نکاحیاب گرو سپہ سالار ہوا اور ادھ ہو کہ کل کوچ ہوشب کو دربار میں بیٹھے ہیں  
 مشوقان پر پچھرہ پہلو میں گائے سائے گارہی ہو جام ارغوانی گردش میں صد اسے  
 ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو گروہ فراری جو لاشہ مینا نکار لیکر بھاگے تھے جمع ہوئے  
 سائے قلعہ مرجان کے پہونچے مرجان سرخ پوش کہ قلعے کا حاکم ہو مینا نکار سے  
 کچھ رشتہ رکھتا ہو مرجان سرخ پوش بالائے قلعہ بیٹھا ہو کہ اسے دیکھا چند سحر ایک  
 لاش لیے ہوئے آئے ار تھی وغیرہ بنانے لگے دو بالنس باندھے اسپر تھوڑا بھولش  
 بچھا دیا چند لکڑیاں پہلو میں لگا کر اسپر ناریل لگائے ناریلوں پر پتی چسپان کی اب  
 لاشہ مینا نکار کو ار تھی پر لٹایا اور پر سے ایک لالہ تافتہ اڑھایا چار ساحرون نے ار تھی  
 کو کاندھے پر رکھا ایک ساحر ہمراہ اسطور سے کہ سر سندا ہوا ہاتھ میں ایک ہانڈی اسپر  
 ایک کندھے کا ٹکڑا جلتا ہوا دوسرے ساحر کے ہاتھ میں کچھ کوڑیاں کچھ تال مکھانے  
 ملے ہوئے لاش پر سے لٹاتے ہوئے بخو سامری کی بولتے ہوئے اس دھوم سے لاشہ  
 لیکر چلے مرجان نے جو یہ تہڑ بنگار سنا ہر کارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون  
 لوگ ہیں اور کسکی لاش ار تھی بنا کر لیے جاتے ہیں ہر کارے گئے خبر لیکر آئے آگے  
 عرض کی کہ حضور مینا نکار مارا گیا اسکی لاش لیکر جاتے ہیں مرجان یہ مستکرو نے لگا  
 اور کہا مینا نکار ایسا ساحر مارا گیا وہ تو بڑا ساحر تھا کسکے دام میں پھنسا کہ جان نہ بچا  
 قلعے سے اتر آیا تھلے سے تھوڑی دور پر ایک صحرا تھا اس صحرا میں لاشہ لیے ہوئے جارہے  
 ہیں مرجان پیچھے پیچھے اسطور سے کہ لباس بادشاہی تو اتار ڈالا ایک دھوئی میلی  
 باندھے ہوئے ساتھ ساتھ ہر غرض صحرا میں پہونچے لکڑیوں کا انبار لگا کر لاشہ جلا دیا  
 جب لاشہ اسکا جل چکا تو ساتھ والوں سے کہتا ہوا پلٹا کہ مجھ کو چاہی وہ مقام بتاؤ کہ  
 جہاں مینا نکار مارا گیا سب نے عرض کی کہ حضور قلعہ مینا نکار پر لشکر بادشاہ اسلام  
 فروکش ہو بادشاہ نے اسکو قتل کیا مرجان نے فوراً اپنے قلعے میں آکر تیاری کی دس  
 ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیکر چلا منزلین طو کرتا ہوا اسوقت پہونچا کہ بادشاہ تیاری



کر رہے ہیں کہ دیکھا صحرائے گرد و آڑی اور مرجان سامنے آکر اتر اکر اسنے دیکھا کہ لشکر کا  
انتظام لالہ زار کر رہی ہو لوگوں سے پوچھا کہ یہ ساحرہ کون ہے سب نے بیان کیا کہ عاشق  
بادشاہ جمجھاہ بیٹا نگار نے ان سب کو سحر میں پھنسا لیا تھا بادشاہ نے آکر بیٹا نگار کو  
مارا بیٹا نگار کا مارے جانا کہ ان سب کا ہوشیار ہونا پھر ہم سب لوگوں نے شکست  
کھائی آخر کار مجبور و ناچار ہو کر لاشہ اپنے افسر کا لیکر سمجھا کے مرجان یہ سنکر چپکا ہو رہا  
طبل جنگی تو بجوا دیا رات کو اٹھا طرٹ لشکر اسلام کے چلا قضاے کار ملک لالہ زار  
طلاے پر تھی مرجان نے جو لالہ زار کو دیکھا گوشے میں آکر سحر کیا کہ لالہ زار خاموش  
ہو گئی مرجان جادو نے لالہ زار کو اٹھا لیا مگر صورت نہ بیا دیکھ کر حیران ہو گیا کہتا  
تھا کیا معشوق ہو یہ تو اس لایق ہو کہ صحبت آراستہ ہو اور یہ معشوق پہلو میں ہونے  
زندگی کی کیفیت ہولانے لاتے اپنی بارگاہ میں پہونچا بارگاہ میں لا کر مسند پر بٹھایا  
آپ ہاتھ باندھ کر خوشامد کرنے لگا کہتا تھا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان  
میری تو یہ کیفیت ہے لفظ

تنگ دنیا کی خرابی سے ہوں نازک خوے ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار سیر گلشن میں ہوا یا برابر جو کھڑا لب جان بخش سے ہو چشم فسونگر کا سول نہیں معلوم کن آنکھوں کا ارادہ کیا ہو صورت جام و سبو سحر کی شب گھبرا کر دیکھ کر چشم سبہ کو تری کہتے ہیں عرب حور بنکر سے پاس آئیو اے غریب ایل رحم کرو اسلے اللہ کے خاموش آتش	درد سر پہنے لگا فاختہ کی کو کو سے ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے مصرع سرو کیا بیت قد دل جو سے رندہ اعجاز سے ہو دے جو سجادو سے کچھ اشارے میں تو فرکان نے کہا ابرو سے خم گردن کو میں توڑوں گا دم یا ہو سے شتر مست کو اندیشہ ہو اس آہو سے مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن خوشتر پردہ گوش جلے نالا آتش خو سے
--	---

لالہ زار نے تیور پر بل ڈال کے کہا اویچا کیا سوال کرتا ہو خبردار ایسی باتیں نہ کرنا  
میں بادشاہ جمجھاہ پر عاشق ہوں کل تو خود قتل ہو جائیگا اگر بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ



فرور تشریف لاؤ گئے ہر چند مرجان نے منتیں کیں مگر لالہ زار عاشق جمال بادشاہ ہر  
جواب ہائے سخت دے رہی ہو مرجان کتنا ہوا عی مشوق خوب و تیرا غصہ کرتا بھگتو بھلا معلوم  
ہوتا ہو اگر اپنے ہاتھ سے قتل کرتو میں نہال ہو جاؤن لالہ زار نے منہ پھیر کر کچھ جواب  
نہ دیا آخر مرجان نے حکم دیا اسکو لیجا کر قید کر و صبح کو پھر دربار سمجھو گھا اگر بھگتو نہ قبول کیا  
تو بہت بری طرح پیش آؤ گھا چند ساحر لالہ زار کو قید خانے میں لے گئے خیمے میں بٹھا کر  
بہ عمدہ نگہبانی بیٹھے مگر صبح کو بادشاہ جمجاہ جو بارگاہ میں آئے کینرین لالہ زار کی روتی  
ہوئی آئین عرض کی او شہر پار غضب ہوا رات کو مرجان جادو کر لکا لالہ زار کو اٹھا  
لیگیا یقین ہو کہ برسر فساد ہوا اور لالہ زار عاشق جمال حضور ہو کبھی اسکو قبول نہ کریگی  
بادشاہ نے فرمایا فیروزہ جا کر خبر تو لاؤ کہ لالہ زار پر کیا گزری فیروزہ روانہ ہوا ایک  
خدمتگار کی شکل بنا ہوا لشکر مرجان میں آیا وہ وقت ہو کہ مرجان نے لالہ زار کو سامنے  
بلوایا بہ عتاب خطاب کر رہا ہو کہ کیوں لالہ زار بھگتو نہ قبول کریگی لالہ زار نے کہا کہ او  
سیاہ رو بد خو حلو خوردن رار و سئے باید اپنی صورت تو دیکھو مرجان نے بھلا کر حکم  
دیا کہ اس گیسو بربیدہ کو قتل کرو جلا و حاضر ہو لالہ زار کو سمجھا رہا ہو کتنا ہوا لالہ زار  
مرجان جادو بادشاہ قلعہ مرجان ہوا ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر کے لشکر اسلام پر  
جا پڑے لالہ زار کو بڑا افسوس ہو دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اوی کار ساز و بے نیاز  
اس ظالم کی بدعت سے بچالے اپنا رحم شریک حال کر اس مشکل کو آسان کرے

محض بے سود است ہر سوداے بنار ہوں  
رشتہ خرد از خدایکست در دنیا و دین  
ہست بنیاد طمع در عاقبت ناپائدار  
کو بود ما خورد در بند طمع اہل صفا  
طالب دنیا ست مستغرق بکار حرص و آرز  
کو شود بلبل بہ لبستان ہوا نغمہ سرا  
ہندیا ہر گز مشو ہر گز مشو ہر گز مشو

نفع کو حاصل کند نہ آنجا خریدار ہوں  
ہر کہ او بر گردن خود لبت زنار ہوں  
منہدم گرد و زپاے خویش دیوار ہوں  
دوستدار حضرت حق کو شود یار ہوں  
نیست کار آمد بکار اہل دین کار ہوں  
می خلد در پاے جانش زین چین خار ہوں  
تا توانی اندرین عالم گرفتار ہوں



مرجان نے قصد کیا کہ اٹھ کر لالہ زار کے لیٹ جاؤں کہ بارگاہ پر ہلڑ ہوا سرور گہ سالار سامنے  
آیا اور پردہ بارگاہ کا اٹھا مر جان نے دیکھا کہ آفتاب عالم تاب شہر یاری کو کب شش جہت افروز  
جہاندار ہی یعنی بادشاہ حجازہ تیغہ برہنہ ہاتھ میں نمایان ہوئے اور آواز دی کہ او جلا و  
خبردار اگر ہاتھ پیر گیا تو ہاتھ کاٹ ڈالوں گا جلا و رک کا بادشاہ نے بڑھ کر جلا و کو ایک قبضہ  
تلوار مار دی جلا و کانپتا ہوا بھاگا مر جان ہان ہان کرتا رہ گیا بادشاہ نے جھپٹ کر زبان  
سے لالہ زار کی سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لالہ زار فوراً تڑپ کر اٹھ اٹھتے  
اٹھتے سحر کیا آگ برسنے لگی کئی سو سحر چلے بارگاہ میں آگ لگ گئی مر جان چاہتا ہی  
کہ آگ بجھاؤں مگر آگ کو دم بدم ترقی ہوتی جاتی ہی بارگاہ جل کر گری مر جان باہر نکلا  
بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر آئے مر جان نے طبل امان بجا دیا بادشاہ لالہ زار کو ساتھ  
لیکر پلٹے مر جان نے بعد جانے بادشاہ کے سرداروں سے کہا کہ یاروینہ بڑا غضب ہو کہ  
بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا بادشاہ نے اسی وقت لالہ زار کو لا کر بارگاہ میں پہنچایا  
مر جان جاو جیران ہو رہا ہو کتا ہو بادشاہ بڑے سرکش ہیں میری بارگاہ سے آگے  
لالہ زار کو لے گئے اور میں کچھ نہ کر سکا کئی سحر کیے اُپیر تاثیر نہ ہوئی ملازموں نے کہا  
حنور بادشاہ کا مقابلہ نہ کیجیے گا مر جان نے کہا آج شب کو بادشاہ کو لے آؤں گا اگر  
بادشاہ لشکر میں نہ ہوں تو سب کو پال کر ڈالوں شورش و لالہ زار کی کیا حقیقت  
ہو مگر ہاے فراق لالہ زار نے مارا جب تک لالہ زار کو نہ پاؤں گا تڑپ تڑپ کے جان  
رونگا اسکی سرکشی نے پریشان کیا ایسی ظالم نے باتیں کہیں کہ دل میرا بقیار ہو گیا  
مگر مشوق طرح دار ہو دن بھر تو اُسے تڑپ تڑپ کے کاٹا رات کو اپنے مقام سے  
اٹھا یہاں رات کو بادشاہ سے لالہ زار نے برائے طلا یہ عرض کی بادشاہ نے فرمایا  
فرد لاؤ جسکا دن پڑیگا وہ طلا یہ پر جائیگا فرد مستقیم نے پیش کی بادشاہ نے جو ملاحظہ کیا  
اپنا نام پایا فرمایا ہم خود جاؤینگے بادشاہ خاصہ خوش کر کے بیرون بارگاہ تشریف  
لائے طلائے کا انتظام کیا ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے مر جان نے جو  
دور سے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہیں فیروزہ کسی کام کو گیا سحر سے اسے صورت



لالہ زار کی بنائی مہلتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی اوشہریار آج مرجان نے  
 کیا کیا سحر کیے مگر حضور پر تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا نقش سحر کش میرے گلے میں ہو یہ  
 اسی کا باعث ہو کہ سحر نے تاثیر نہ کی مرجان نے عرض کی ذرا وہ تختی میں دیکھو بادشاہ نے  
 تختی اُتار کر دی مرجان نے تختی لیکر سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوئے مرجان بادشاہ کو بچے  
 میں دبا کر لے بھاگا فیروزہ جو پلٹ کر آیا اسے بادشاہ کو نہ پایا سمجھا کہ غضب ہوا معلوم  
 ہوتا ہو کہ مرجان گرفتار کر لے گیا بدحواس ہو کر خیمہ لالہ زار میں آیا جگا کر رونے لگا  
 لالہ زار نے پوچھا خیر تو ہو فیروزہ نے بیان کیا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لے گیا لالہ زار  
 نے کہا ابھی جاتی ہوں اور بادشاہ کو لیکر آتی ہوں مرجان کی کیا حقیقت ہو یہ کیکے  
 چلی فیروزہ بھی ہمراہ ہوا مگر مرجان جو لشکر میں پہونچا ساحرون نے پوچھا اوشہریار  
 کیا کیا کہا لو یار و حال کھلا بادشاہ کے قبضے میں نقش سحر کش تھا وہ چھینکر میں نے گرفتار  
 کیا دیکھ لو گرفتار کر لایا ساحر ساتھ ہوتے جاتے ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ نعم لالہ زار  
 اوسکار و محیل اب کہاں جائیگا یہ سنتے ہی مرجان پلٹا تختی ایک مصاحب کو دی پشتارہ  
 بادشاہ کا رکھ دیا لالہ زار پر گولہ مارا لالہ زار نے گولے کو کاٹ کر موتیوں کا بار اپنے  
 گلے سے اُتار لیا سامری کہہ کر پھینک مارا وہ بار بلند ہوا ہوا سے سر و چلی لالہ زار کے  
 سر سے مرجان جھوٹے لگا بیقرار ہو کر جمال جہان آرا کو دیکھتا تھا کہتا تھا اوشہرہ بادشاہ  
 خوبی و اوسر و بانع محبوبی میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو چاہتا ہوں قدم ہی  
 کروں خاک پا لیکر تو تیا سے چشم بناؤں گرد پھرون نظم

اک جا کہین پر مثل ریگ روان نہ ٹھہرا  
 اندر سے جذب اکفت یوسف کو چاہ میں ہے  
 اوزاقت یا رتیری تعریف کیا کروں میں  
 پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے  
 تیرنگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوئے  
 اوچرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی

گردش سے دو گھڑی تو او آسمان نہ ٹھہرا  
 باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا  
 قیمت میں مشک بمنہ تجھ سے گران نہ ٹھہرا  
 مریخ تیرے آگے ای نو جوان نہ ٹھہرا  
 تو صید گاہ میں او ایر و کمان نہ ٹھہرا  
 خوش تیرے گھر میں رو دن اک بیہمان نہ ٹھہرا



برباد کرنے تاحق اے باد و ضرر اے سکو  
غزلت گزینی کا جو میں نے کیا ارادہ  
پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل  
بیری ہی خاک پر کی منہ زوری آئے آتش

بلبل کا آشیانہ برگ خندان نہ ٹھہرا  
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا  
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا  
پہرون سمند قاتل ورنہ کہاں نہ ٹھہرا

یہ اشعار محبت آمیز پڑھتا ہوا سانسے لالہ زار کے آیا لالہ زار نے پوچھا کہ وہ تختی کہاں  
ہو مرجان نے جواب دیا کہ میرے صاحب مرجان جادو کے پاس موجود ہے لالہ زار  
نے کہا اے سکو بلاؤ جیسے ہی وہ ساحر آیا لالہ زار نے اُس سے تختی مانگ لی بادشاہ کے  
گلے میں پہنائی بادشاہ کو رہا کر لیا مگر مرجان جادو و اسی طرح رقص کرتا ہوا سانسے ملکہ  
لالہ زار کے کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ ملکہ عالم جو حکم دیکھیے وہ بجالاؤن لالہ زار کے منہ سے  
نکلا کہ بقراط کا سر لاؤ خیال میں گزرا کہ فوراً وہاں جا کر تماشہ ہو مرجان جموتا ہوا طرف  
بقراط کے چلا لالہ زار نے بادشاہ کو ساتھ لیا پلٹ کر بارگاہ میں مصروف عیش و  
نشاط ہوئی مگر مرجان جادو و قریب قصر ہشت پہل کے پہونچا لشکر کو پال کرنے لگا  
ہنگامہ جو ہوا بقراط نے پوچھا کہ یارو یہ کیا سحر کہ ہو ہر کارون نے اگر خبر دی کہ مرجان  
ریوانہ وار وحشی مثال لشکر کو قتل کر رہا ہو نہرا ساحر مار ڈالے حضور کو برا بھلا کہہ رہا ہو  
بقراط اپنے مقام سے اٹھا باہر آ کے دیکھا کہ مرجان لشکر پر بدعت کر رہا ہو کئی سو سوار  
مار کر ڈال دیے بقراط نے لکارا بقراط کو دیکھ مگر مرجان جا پڑا لکارا کہ او بیٹیا خداوند  
نکر بیٹھا ہو تجھ کو اپنی بھی کچھ خبر ہو ملکہ لالہ زار نے تیرا سراپا مانگا ہو یہ کہتا ہوا نتیجہ کھینچ  
جا پڑا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ اسکا سر اڑ جائے بقراط نے کلانی پکڑ لی پشت کے اوپر  
ہاتھ پھیرا مرجان کو ہوش آگیا قدموں سے لپٹ گیا کتا تھا یا خداوند معاف فرما  
میں سر لالہ زار لاتا ہوں بقراط نے جو لالہ زار کا نام سنا پسینہ آگیا قلب ٹھہر آگیا  
کتا تھا اے مرجان اگر تو لالہ زار کو لایا تو تجھ کو طرہ پیغمبری عطا کر دوں گا وہ مرتبہ دون  
کے سار اطلسم رشک کرے مرجان نے کہا ایسا ہی ہو گا یہ کہنے پٹا مگر جی میں کہتا ہوں  
اے مرجان خداوند نے جو کہا ہے تو کہنے دو بیری خود اسی مرجان جاتی ہو میں اے سکو پاؤں گا



تو تہ جہنہ کرونگا یہاں کا ہی کو لاؤنگا لیکن جوش و خروش میں چلا نقویر خیالی لالہ زار کی  
آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہو لشکر والے پریشان تھے کہ مر جان اگر پہونچا بارگاہ  
میں اگر بیٹھا ساتھ والوں سے کہنے لگا کہ یار و کسی سے ہو سکتا ہو کہ لالہ زار کو یہاں  
لائے کہ میں زبردستی وصل حاصل کروں ایک ساحر سے نیلم نل پوش ہم سردار و  
ہم عیار ہو اُسے عرض کی کہ اسی شہنشاہ میں جا کر اُسکو لاتا ہوں یہ کہنے لگا بارگاہ بنے نکلا  
صورت بدل کے لشکر بادشاہ میں آیا ٹھہرتا ہوا پشت بارگاہ لالہ زار پر پہونچا اور  
جوڑی خنجر کی پکڑ کے نقب کھودنے لگا سرہ نقب کا بارگاہ لالہ زار میں توڑا دیکھا  
لالہ زار سو رہی ہو کھڑے ہو کر سحر کیا لالہ زار سوئی تھی بیہوش ہو گئی نیلم نے پشتارہ  
باندھا لالہ زار کو لے نکلا لیے ہوئے جاتا ہو قضاے کار طلاء پر ملکہ شورش تھی  
اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پشتارہ بدوش جاتا ہو پکار کر آواز دی ارے جانے والے کھڑ جا  
نیلم بھاگا شورش نے پیچھا کیا جب کنارے پر لشکر کے نیلم پہونچا تو اسنے پکار کر آواز  
دی کہ یار و مجھے بچاؤ میں لالہ زار کو لایا ہوں شورش نے میرا پیچھا کیا ہو چند ساحر  
و وڑے شورش نے جو دیکھا کہ اور بھی ساحر آتے ہیں گلے سے ہار اتار کر پھینک مارا  
سب ساحر گھبرا گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے  
بت کو سلام کیجیے زنا ر توڑیے  
لازم ہو بال مرغ گر قنار توڑیے  
خون جگہ بہاؤں اگر خار توڑیے  
پر ہیر سے نہ خاطر بیمار توڑیے  
ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے  
ٹکرائے وہ جو سر کو تو گھسا ر توڑیے  
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے  
شیشہ شراب کا تونہ نہ نہا ر توڑیے

بند نقاب عارض دلدار توڑیے  
دیکھیے ترا جو مصحف روبرہمیں کے  
بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کس  
مرغ ترانہ سنجہ ہون اس بوستان کا میں  
اپنا کچھ اختیار شفا میں نہیں طبیب  
قتر اک صید زندہ ہون لعل سیاہ یار  
عاشق کی بیقراری سے احویت پناہ مانگ  
ہوے کسی کے چہرہ رنگین کے لیجیے  
انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے



یوسف کے دیکھنے کا جو آنکھوں کو اشتیاق	بند نقاب کو سر باز اور توڑیے
سوداے دل نہ کیجیے گولا کھسکا ہو	جیتاک نہ خوب پائے خریدار توڑیے
نامرد آسمان سے گوارا ہو کسکو جنگ	آتش سپر کو چیرے تلوار توڑیے

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سامنے شورش کے آئے شورش نے اُن سب سے کہا نیلیم کو پکڑ لاؤ نیلیم نے جو پشتارہ زمین پر رکھا برقع چہرے سے ہٹا جمال جہان آرا چمکا شورش پتھر اڑھو گئی کتنی تھی اویسیا غضب کیا تھا کہ ملکہ لالہ زار کو لے نکلا نیلیم مقابلہ شورش میں آیا اگر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس میں دو چار گولے چلے کہ شورش نے جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا اے دولفقار نیلیم کو لینا پہلو سے ایک نازنین پیدا ہوئی نیلیم کے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے نیلیم باغ مراد میں چلیگا نیلیم نے مسکرا کر کہا اے جان جہان دے اے آرام دل مشتاقان تیرا تا بعد از ہون جہان کہ وہاں چلون میں تو خود مشتاق تھا کہ کچھ حکم دو تو بجا لاؤن اُس نازنین نے نیلیم کا ہاتھ تھام لیا طرف صحران کے لیگئی شورش نے لالہ زار کو ہوشیار کیا لالہ زار نے اُٹھتے ہی دو تین گولے لشکر پر مارے کہ کئی ہزار ساحر مرے لشکر میں ہنگامہ ہوا مرجان پڑا سورہ ہاتھ آنکھ جو گھلی باہر نکل آیا دیکھا دونوں معشوقان پر بچہ کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہیں لالہ زار کو دیکھ کر گپاڑا اے جان جہان جی چاہتا ہو تیرے گرد پھرون خاک پاتیری لیکر تو تیا سے چشم بناؤن لالہ زار کو بہت ناگوار ہوا خنجر کمر میں لگا تھا نکال کر پھینک مارا خنجر سر پر پڑا کہ سر مرجان کا زخمی ہو گیا لالہ زار نے چاہا دوسرا سحر کروں مرجان بھاگ کر بارگاہ میں گھس گیا ساحرون سے کہا پلٹ آؤ ساحر پلٹ آئے ملکہ شورش لالہ زار کو ہمراہ لیکر لشکر میں آئی بادشاہ بیدار ہوئے تھے خبر سنکر ارادہ تھا کہ سوار ہوں کہ شورش حاضر ہوئی عرض کی آپ کے اقبال سے لالہ زار کو رہا کیا لالہ زار نے بھی شکر یہ شورش ادا کیا تمام ساحرون میں پھڑپھڑا کہ آج شورش نے بڑا کمال کیا لالہ زار کو لشکر میں سے رہا کر کے لائی ورنہ نیلیم بارگاہ میں مرجان کی پہونچ ہی چکا تھا بادشاہ نے فرمایا اے شورش حقیقت میں تھے بڑی جرات کی مگر نیلیم کو کہاں بھیج دیا شورش نے کہا اسی صحران میں باغ مراد ہو دولفقار نیلیم



وہاں لیگیں اتبوقید ہو گیا ہوگا اسکی رہائی غیر ممکن ہو جب اس کنیز کو کوئی قتل کرے تب  
 اسکی رہائی ہو یا خود کنیز رہا کرے بادشاہ نے فرمایا اوشورش وہ ساحر بیگناہ ہو مرن  
 کے حکم سے آیا تھا تم سے ہو سکے تو اسکو رہا کر دو شورش نے اسی وقت دوسری پتلی جھولی  
 سے نکالی اس سے کہا دلفکار کو بلالادہ پتلی گئی باغ مراد میں آکر دیکھا کہ نیلم جادو  
 پاس اسی معشوقہ کے بیٹھا ہو شراب خواری کر رہا ہو اس پتلی نے جا کر پیغام دیا کہ ملک  
 ملک شورش نے بلایا ہو یہ سنکر نیلم اٹھا وہ پتلی بھی ہمراہ ہوئی دلفکار بھی ساتھ ساتھ  
 مگر نیلم اسکے شمع رخ پر پروانہ ہو جمال جہان آرا دیکھ رہا ہو آکے دربار میں شورش کے  
 پہونچا اس معشوقہ نے دست بستہ عرض کی کہ اے ملک عالم اسکو عمر بھر دام فریب سے  
 نہ نکلنے دینی آپ کا حکم نہ تھا ورنہ اب تک قتل کر ڈالتی شورش نے کہا اب رخصت ہو  
 وہ نازنین زمین پر گر پڑی وہی فولاد کی پتلی بنی شورش نے اٹھا کر جھولی میں رکھ لیا  
 اب نیلم کو ہوش آیا و رہا کو دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت شاہی پرین ایک طرف ملک  
 لالہ زار دوسری جانب سیما ب گرو تیسری سمت منتاب نامدار چوتھی طرف کھرام  
 مرقع دربار نقشا ویر سردار ان سے معمور ہو کبیدان رسالدار خوش بیٹھے ہیں اور جام  
 ارغوانی گردش میں صدائے ہوشا ہوش و نوشتا نوش بلند ہو نیلم جاہ و جلال بادشاہی  
 دیکھ کر قدموں پر گر پڑا کہا اوشہر بار میں مطیع ہوں بادشاہ نے پشت پر اسکی ہاتھ رکھا  
 نیلم نے دست بستہ عرض کی میں چاہتا ہوں کہ حاضر خدمت رہوں اور فیض خدمت  
 حاصل کروں بادشاہ نے قاعدہ اسلام اسکو تعلیم کیے اب نیلم بادشاہ کی خدمت میں  
 ر کرا طاعت کرنے لگا سرداروں نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو بقراط کو ایک نام  
 لکھیے اگر وہ آپ کی اطاعت کرے تو طلسم پر آپ کا قبضہ ہو بادشاہ نے سب سرداروں  
 کی صلاح سے بقراط کو ایک نام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بقراط ثانی بہ عنایت پروردگار  
 سمجھئے یہ شان و شوکت پیدا کی ساحرون میں لالہ زار و شورش اور غیر ساحرون میں  
 سیما ب گرد مالک طلسم محبوب کہ حکیم زبردست تھا اس طلسم کو توڑا خزانہ بے حساب  
 حاصل ہوا اور نقش سحر کش میرے پاس موجود ہو جسوقت لشکر کشی کرونگا اسوقت



قصر ہشت پہل کو آ کر فتح کر لو نگاہ نامہ نیلم جاو کو دیا کہ جا کر بقراط کے ہاتھ میں دینا  
 نیلم نامہ لیکر روانہ ہوا لشکر میں بقراط کے جو پہونچا ہر ایک ساحر پوچھنے لگا کہ امون نیلم  
 کیونکر انیکا اتفاق ہوا نیلم جاو نے جواب دیا کہ میں مطیع بادشاہ اسلام ہوا آج وہ  
 سامان اُنکے پاس موجود ہو کہ ہر ایک کے پاس ہونا غیر ممکن ہو جس وقت لشکر کشی کریں گے  
 بقراط کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا میں نامہ لیکر آیا ہوں سرداروں نے جا کر بقراط  
 سے عرض کی کہ نیلم جاو نامہ سعد بن قباؤ کا لیکر آیا ہوا امیدوار بار یابی ہو بقراط ثانی  
 شراب کے نشے میں مست بیٹھا ہو حکم دیا بلا نیلم سامنے آیا بقراط کو سلام نہ کیا بقراط  
 نے برہم ہو کر کہا امون نیلم تو میرا بندہ رہا بادشاہ کی اطاعت کر کے ایسا مفرور ہوا کہ ہجو  
 سلام نہیں کرتا نیلم نے کہا امون بقراط میں براے مناظرہ نہیں آیا ہوں نامہ لایا ہوں  
 وہ پڑھ کر جواب دیجیے یہ کس نامہ پیش کیا بقراط نے مست مضمون سے آگاہ ہو کر بہت  
 جھٹایا اور لکھو دیا کہ جواب نامہ جنگ نیلم سے کہا تم جاؤ ہم فوج روانہ کرتے ہیں۔  
 نیلم جاو و رخصت ہو کر طرف بادشاہ کے چلا بقراط نے پکار کر آواز دی امون سردار اُن  
 نامی و امون ساحران گرامی تم میں سے کوئی ایسا ہو کہ براے مقابلہ بادشاہ اسلام جا  
 نقش سحر کش اُن سے چھین لے اور سب کو گرفتار کر کے لاے سلطان تاجدار اپنے  
 مقام سے اٹھا کہا یا خداوند اس رنگ سے جاؤں کہ لشکر تباہ کر دوں اکیلے کو بھٹکا کر  
 گرفتار کر لوں نقش سحر کش اُن سے لیلوں بہ دولت گرفتار کر کے لاؤں بقراط ثانی نے  
 حکم دیا کہ جب قدر فوج چاہو ہمراہ لو ستر ہزار فوج سلطان کے ساتھ کی اب سلطان  
 شکار کھیلتا ہوا چلا سلطان کے جانے کے بعد بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہوا شاہزادیاں  
 یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں

قدرت حق ہو صباحت سے تماشا ہو وہ رخ	خال مشکین دل فرعون بدبہنا ہو وہ رخ
پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے	اُن سے دل عارف کے مصفا ہو وہ رخ
سامری چشم فسونگر کی فسون ساری سے	لب جان بخش کے ہونے سے سیجا ہو وہ رخ
سایہ کرتے ہیں ہما اڑ کے پروانے اپنے	ترے رخسار سے دلچسپ ہو غنقا ہو وہ رخ



کوئٹا اُس میں تکلف نہیں پاتے ہر چیز	نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلقا ہودہ رخ
کوئٹا دل ہو جو دیوانہ نہیں ہو اسکا	خط شبرنگ سے سرمایہ سودا ہودہ رخ
تاکجا شرح کروں حسن کی اُسکے آتش	مہر ہواہ ہو جو کچھ ہو تماشا ہودہ رخ

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو بقراط لٹے میں مست بیٹھا ہو کہ آسمان پر ابرسیاہ اٹھ  
بقراط نے دیکھ کر کہا کہ ملکہ لیلا سے دشت نشین آتی ہیں کہ ابراگر پھٹا اُس میں سے  
ایک ساحرہ نہایت حسین پیدا ہوئی بقراط کو آکر سجدہ کیا بقراط نے پوچھا اے ملکہ  
لیلا سے دشت نشین کیونکر انیکا اتفاق ہوا لیلا نے کہا یا خداوند میں نے سنا کہ  
چار جانب سے آپ پر چڑھائی ہو جسکو حکم ہوا اسکو جا کر تباہ کروں بقراط ثانی نے کہا  
فی الحال بادشاہ لشکر اسلام کی بڑی شورش ہو ابھی نامہ آیا تھا مجھے وہ اطاعت  
کے خواہان ہیں میں نے جواب جنگ دیا سلطان تاجدار گیا ہو تم بھی اُسکی مدد کو  
جاؤ لیلا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کتیرہین ساتھ ہیں اس دھوم سے  
روانہ ہوئی مگر اسباب شکار بھی سب ہمراہ درست ہو یہ بھی شکار کھیلتی ہوئی جاتی ہو مگر  
لشکر کو حکم دیدیا ہو کہ فلان منزل پر آنا شام کو اُس مقام پر آکر اترتی ہو صرف عیش و  
نشاط رہتی ہو صبح کو پھر روانہ منزل مقصود ہوتی ہو سلطان تاجدار ایک منزل پر پہنچا  
لشکر کو اُس مقام پر اتارا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر برائے شکار چلا ادھر سے  
لیلا شکار کھیلتی ہوئی جاتی تھی ادھر سے سلطان جاتا تھا سلطان نے ایک آہو  
پر تیر مارا وہ آہو تیر کھا کر چوڑی بھرتا ہوا جاتا تھا پیچھے پیچھے سلطان گھوڑا ڈالے  
ہوئے تیر بھر کمان میں جوڑے ہوئے جاتا ہوا اتفاقاً وہ آہو سامنے لیلا کے پہنچا  
لیلا نے اسکو شکار کر لیا سلطان آکر جھلایا کہا میرے شکار کو کیوں شکار کیا ملکہ  
لیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان نے کلائی مقام کے اٹھا لیا بند نقاب جو ٹوٹا  
جمال جہان آرا دیکھ کر پسینے پسینے ہو گیا ہاتھ جوکانیا لیلا چھوٹ کر زمین پر گری بند  
نقاب درست کر کے پھر گھوڑے پر سوار ہوئی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گئی  
مگر سلطان جو بیوقوفی حسن لیلا سو نگہ کر اٹھا اسکو بعد تھوڑے عرصے کے ہوش آیا



اب جو اٹھا بیقرار و اشکبار نعرہ ہاے آہ کھینچتا ہوا ساتھ والے آئے آنکھوں نے جو بیقرار  
دیکھا سلطان کو ہوا دار پر سوار کر کے لشکر میں لائے لیکن سلطان کو قرار نہیں ٹھنڈی  
سائین کھینچ رہا ہو مصاحب سمجھا رہے ہیں کہ کیوں ایسا بادشاہ کچھ حال تو کیسے کیا رہا  
اٹھا یا کیا معرکہ گذر اس سلطان کتنا ہی یار و کیا بیان کروں فلک مجھ پر ٹوٹ پڑا میں کیا  
بتاؤں ساتھ والے سمجھا کر دربار گاہ پر لائے کرسی پر لا کر بیٹھایا ہر چند کہ ساتھ صحرائے  
سبزہ زار ہو مگر اسکی آنکھوں میں خار ہو ہر نخل کو دیکھ کر قد محبوب یاد کرتا ہو یا دین عارض  
رنگین کی فریاد کرتا ہو بیقرار و اشکبار نہایت بچپن ہو کتنا ہی یار و کیا کروں کیا لکے دل کو  
صبر و دل و دم بدم و لولہ بڑھتا جاتا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو ہاے کیا غضب ہو گیا  
میرے بہوش ہونے نے یہ پریشان کیا رات تڑپ تڑپ کے کٹی ہو اتنی یہ کیفیت ہو ظلم

سودے میں ترے دھیان نہیں سود و زیانکا  
دل سے یہ دم فکر ہو قول اپنی زبان کا  
سُتھ تھنے شب وصل میں کس واسطے ڈھانکا  
تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو  
فرقت میں نری صبر نہیں ہونیکا مجھے  
پُرساں جو ترے حسن کا عالم میں ہو تجھے  
ہر وقت کی بک بک سے خموشی ہی ہونی ہو  
غنج نہ دہن ہو نہ رگ گل وہ کمر ہے  
پیری میں بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت  
رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے  
کھودی گئی کوچے میں ترے قبر ہماری  
بے مثل ہو کیتا ہو جو تصویر ہو اسکی  
دنیا کے خرابے میں نہ گھر جسے بنایا  
لطف و دجھان ہو رُخ پر نور میں تیرے

سطلق جو پس و پیش ہوا رزان و گران کا  
بے خون جگر کھائے نہیں لطف بیان کا  
بیجا نہ کرونا ز یہ غم نہ ہو کہاں کا  
اُترا ہوا چلہ کمون ابرو کی کمان کا  
بوجہ اٹھیکا سینے سے نہ اس سنگ گران کا  
مشتاق ہو موسیٰ سے تجلی کے بیان کا  
کیا شعر کمون قافیہ ہو تنگ زبان کا  
اندیشہ باطل ہو ترے وہم و گمان کا  
گل صبح کو بھی ہونہ چراغ اپنے مکان کا  
کیا حوصلہ ہو تنگ ترے تنگ دہان کا  
دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جناں کا  
کھینچا ہوا یہ کسکا مرقع ہو جہان کا  
جنت میں نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا  
چہرہ ہو پری کا تو بدن حور جہان کا



جانبہ ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر	آخر میں دق ادل میں مرض ہو خفقان کا
بنیاد فسادوں کی ہو آغاز میں اُسکے	انجام قیامت ہو جہان گذران کا
پیری میں جوانی کے کہاں چھپے آتش	اب اپنی غزلخوانی ہو غل برگ خزان کا

مصاحبوں نے عرض کی حضور نہ گھبرا میں معشوقہ کو آپ کی تلاش کر نیگے اور حضور سے ملا دینگے اس سوچ میں سلطان بیٹھا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر لیلیا کو دیکھا کہ بڑے ساز و سامان سے آتا ہو کہ خود تخت پر سوار زلفین چہرے پر آراستہ گرو دکنیزین گھیرے ہوئے سلطان نے جو جمال جہان آراے ملکہ دیکھا مصاحبوں سے کہا کہ یاروید ہی معشوق پر یہ چہرہ ہو ذرا نگاہ اٹھا کے دیکھو تو فر واین بہت کر دل بردہ و گشت ست بسی را بسم اللہ اگر تاب نظر بہت کسے را بہ کیوں صاحبو کیونکر بے قرار نہ ہوں صورت زیبا دیکھو کس جاہ و جلال سے آتی ہو کیا رعنائی و زیبائی ہو سب نے عرض کی دیکھیے لشکر کا وہ بھی اسی صحرا میں اتری یہ جو معلوم ہوا کہ لشکر سلطان اسی مقام پر اتر ا ہوا ترکہ بارگاہ درست کرانی اندر بارگاہ کے داخل ہوئی سلطان تو انتہا کا بیقرار ہو رہا تھا کہ مقام سے اٹھا پشت مرکب پر سوار ہوا مرکب کو ٹھلاتا ہوا لشکر معشوقہ میں لایا کینراں لیلیا کو جھک جھک کے سلام کرنے لگا اور پوچھنے لگا کہ ملکہ عالم کہاں ہیں سب نے کہا دربار میں تشریف رکھتی ہیں سلطان گھوڑے سے اتر کر بارگاہ لیلیا میں آیا لیلیا کو تخت پر پایا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اوسرو باغ محبوبی آپ کو معلوم ہو گا کہ صحرا میں مجھے بے ادبی ہوئی تھی معاف کرانے آیا ہوں امیدوار ہوں کہ معاف فرما کر میری بارگاہ میں تشریف لے چلیے سامان عیش و جمیش مہیا ہو آپ کے شریک ہونے سے اور رونق ہو گی لیلیا ایک بد مزاج معشوقہ ہواستے دیکھ کر کہا اے سلطان اپنے ہوش میں آؤ میں برا سے تباہی بادشاہ اسلام چلی ہوں وہیں تم بھی آنا جو تم سے ہو سکے وہ تم کرنا جو مجھ سے ہو سکیگا وہ میں کر دو کوشش کرونگی خداوند نے ایسا حکم دیا کہ میں جاتے ہی لشکر شاہ تباہ کر دونگی سلطان ہاتھ باندھنے لگا منتیں کرتا ہو کہتا ہو کہ اے ملکہ عالم یہ رات مجھ پر ٹپ ٹپ کے کٹی ہو کسی طرح سحر نہ ہوتی تھی آٹھ پہرہ اشعار



## نمردوزبان سے نقطہ

انکھیں وہ بھوٹ جائیں نہ دیکھیں جو رویار	کرہوں وہ گوش جو نہ سہیں گفتگو سے یار
گھر بار بچے چھوڑ کے کی جستجو سے یار	اتناک مگر جہین نہ ملی راہ کو سے یار
بر باد میں نے اپنی جوانی کو کر دیا	اسکی گواہ رہیو تو او خاک کو سے یار
رگ رگ میں ہو محبت و لہر بھری ہوئی	کس طرح میرے جسم سے آئے نہ بوسے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہر دان عشق	ہو جادو بہشت برین راہ کو سے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا	مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کو سے یار
آئینہ خیال میں دیکھا جو اعراس	اس آئنے میں صاف نظر آیا رو سے یار

یہ اشعار جو سلطان نے پڑھے لیلا نے بگڑ کے جواب دیا کہ کیوں دیوانے ہوئے ہو اپنے ہوش میں آؤ کیا خانگی کسی بنایا ہی یہ ککے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اسکو نکال دو فوراً کنیزوں نے ہاتھ پکڑ کے سلطان کو نکال دیا سلطان سر جھکائے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا بیٹھ کر رونے لگا کہنا تھا یارو معشوق نے نہ قبول کیا اب میں کیا تدبیر کروں مصاحبوں نے کہا حضور آپ نے تو غضب کیا کہ جاتے ہی سارا حال کہہ دیا اٹھو کھڑے درست فرمایا کہ کیا خانگی کسی بنایا ہو پہلے رسم پیدا کیجئے جب تسخیر ہو جائے تب حال دل کیے سلطان نے کہا میں کیا کروں دل میرا قابو میں نہیں ہو اپنی تو یہ نوبت ہو کہ راتین تڑپ تڑپ کے کھتی ہیں کیونکر صبر کروں دن بھر اسی حال میں سلطان کو گزرا کہ کھانا بھی اسے نہ کھایا رات کو لیٹے لیٹے اسے سوچا کہ چاکر اٹھا لاؤں اپنی بارگاہ میں لا کر راضی کر لوں گا یہ سوچ کر اٹھا طرف لشکر لیلا کے چلا چھپا ہوا جاتا ہوا لشکر میں آیا سر کر کے بارگاہ میں پہونچا لیلا پڑی سو رہی تھی اسے سحر کر کے بیہوش کیا کمر میں نیچہ دیکر لے اڑا اپنی بارگاہ میں لا کر مسند پر بٹھایا زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا لیلا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال زار میں پایا سلطان سامنے بیٹھا ہوا تھا باندھے ہوئے کہ رہا ہو میں تا بعد ارہوں او لیلا مجھے قبول کرو مجنون نہ بناؤ لیلا یہ سنکر دل میں سوچی کہ اگر سرکشتی کرتی ہوں تو ایسا نہ ہو کہ یہ چھپا بہ بدی پیش آئے یا عصمت پر ہاتھ ڈال دے



تو باعث خرابی ہو یہ سوچ کر کہا اے سلطان اگر معشوق قرار دینا ہو تو اس حال سے کیوں رکھا کہ زبان میں سوزن ہاتھ پانوں سحر سے بیکار کر دیے چاہیے کہ زبان سے ہماری سوزن نکال سحر اُتار جو تو کیگا وہ میں قبول کرونگی یہ سنکر سلطان نہال ہو گیا جی میں کہتا ہوں اب معشوق راضی ہوئی راہ پر آئی بہ نقیل زبان سے سوزن نکالی ہاتھ پانوں کا جو سحر تھا وہ اُتار اچھیے ہی زبان سے سوزن نکلی لیلا تڑپ کر اٹھی کہا اونا ہنجا رہا بد کردار چاہتا ہو کہ عصمت پر ہاتھ ڈالوں اب جو ہو سکے وہ کریں گے سحر کیا کہ زمین ہلنے لگی اہل لشکر میں ہلڑ ہو کر اوشہنشاہ ساحران زمین کانپ رہی ہو کچھ نکلا کر تذبذب کیجیے یہ سنکر سلطان باہر نکلا دیکھا کئی ہزار ساحر سرنگون پڑے ہیں اور کئی سو مر گئے اور کئی سو تڑپ رہے ہیں سلطان نے آکر سحر اُتار انکر لیلا جیسے گرتی ہو اُسکے دو ٹکڑے کر دیتی ہو ہر چند سلطان روکتا ہو مگر نہیں رک سکتی مثل برقی تڑپ رہی ہو ہنگامہ ڈال دیا ساحر بھاگتے پھرتے ہیں لیکن سلطان حتی المقدور روک رہا ہو بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہو مگر یہ خیال ہو کہ ایسا نہ ہو معشوق کے ہاتھ پانوں میں ریشہ پڑے یکایک صحرائے گرد آڑی قبقاب تاجدار جوان حسین و جمیل بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اسے دور سے دیکھ کر لیلا کو پہچانا کہ ایک لشکر گران لیلا کو گھیرے ہوئے ہو سلطان کو نہیں جانتا آتے ہی لٹکارا کہ او بیچیا یہ تو کیا عجب کیا ایک شانہرا دی کو کل لشکر نے گھیرا ہو تھکوشتم نہیں آتی ایسا نہ ہو باعث خرابی ہو پٹ کر سلطان دیکھنے لگا حیران تھا کہ یہ کہاں سے آیا اسکی مشکین باندھ کر سامنے خداوند کے لیجاؤنگا یہ سنتے ہی ملکہ لیلا نے گجرہ بچھو لوںکا ہاتھ سے اُتار اخبردار خبردار کہلے پھینک مارا کئی سو جوان جموئے لگے گریبان پھاڑے خاک مٹھ پر ملی بعد جوش و خروش پکارتے پھرتے تھے نظم

جرمانہ لے لے پیرمغان کی دکان نہ لوٹ  
او جوہری یہ لعل و گہر کی دکان نہ لوٹ  
او باغبان براے خدا آشیان نہ لوٹ  
لقد یہ بہار چین باغبان نہ لوٹ

ای محنتب ظروفت نے ارغوان نہ لوٹ  
آنکھیں لڑا نہ یوں لب و دندان یار سے  
آوارہ فصل گل میں نہ کر عندلیب کو  
پھولوں کے توڑنے کا نہ گلچین کو حکم دے



رورو کے اب خزان سے یہ کتنی مہین بلین شکوہ زبان سے نکلتے نہ ظالم تراکبین بلبل کے حال زار پہ لازم ہو تھکا و رحم جو بن دکھا دکھا کے نہ بے صبر کر تجھے دینا پڑیگا روز قیامت تجھے حساب اور لعل پار ہر شش و قرار و فرد نہ لے	لے تو بہار گل بوستان نہ لوٹ بھکو ستا کے صبر دل نا توان نہ لوٹ کیا فائدہ بہار چین ای خزان نہ لوٹ میرے متاع دل کو تو ای جان جان نہ لوٹ نعمت کے دونوں وقت مزے ای زبان نہ لوٹ سطوت کا دل ہوا ہوتا سیماں نہ لوٹ
---	---

کچھ لوگ بھاگے قفقاب تاجدار نے قریب لیلا کے آکر کہا ای ملکہ عالم باعث فساد  
کیا ہو لیلا نے کہا ای قفقاب تاجدار میں کیا بیان کروں اس بیچیا نے ناحق کا جبر کیا  
بھیر عاشق ہوا ہو لشکر سے گرفتار کر لایا تھا نگریں نے اپنے کورہا کرایا اور منظور تھا کہ  
لڑ بھر کر مر جاؤں تم عین وقت پر آگئے تمھارے آنے سے تسکین حاصل ہوئی تقویت  
دل ہوئی قفقاب نے بہت محبت سے کہا ای ملکہ عالم یہ بیچیا جھک مارتا ہو کوئی زبردستی  
کرتا ہو یہ کہے دونوں نے ملکر سحر کیا سلطان تاجدار زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا لیلا نے  
ایسے سحر کیے کہ سلطان تاجدار طرف صحرائے بھاگ گیا بارگاہین خیمے اسکے لوٹ پے  
ہر چند کہ قفقاب تاجدار دل میں بہت بیقرار ہو صورت نہیبا بہ حسرت دیکھ رہا ہو مگر  
کچھ کتنا نہیں جب لڑائی فتح ہو چکی تو استقبال کر کے ملکہ کو بارگاہ میں لایا تخت اپنا خالی  
کر دیا کہا اسپر آ کے بیٹھے لیلا اگر تخت پر بیٹھی قفقاب خدمت کرنے لگا جام اپنے  
ہاتھ سے دیتا ہو خاک پالیکرا نکھون سے لگا لیتا ہو لیلا کو خدمت گزار ہی قفقاب کی  
بہت پسند آتی جی میں کتنی ہو کہ یہ جوان بھی حسین ہو بہت تکلف سے پیش آ رہا ہو  
کیترون سے اشارہ کرتا ہو کہ براغرا از خدمت کرو کسی طرح کی ملکہ کو تکلیف نہ پہونچے  
پاسے کنیزین ہر مرتبہ سامنے آتی ہیں خدمت گزار ہی کر رہی ہیں گلابیان شراب کی لاکے  
آگے رکھی ہیں کشتیان کباب کی سامنے حاضر ہیں گاہنیں خوش آواز با کرشمہ و ناز  
رقص کر رہی ہیں ملکہ خوش بیٹھی ہو جی میں کتنی ہو حقیقت میں قفقاب بڑے لطیف  
سے پیش آیا جبر و ظلم کا نام نہیں لیلا کو بھی تسکین ہو کہ یہ ہماری را سے پر رہیگا لیکن



سلطان جو بھاگا دربار میں بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا قنقاب تاجدار  
 نے میری معشوقہ کو چھین لیا بقراط یہ سنکر بہت جھلا یا پکار کر آواز دی پرواز جادو کما  
 ہوا ایک طائر اڑتا ہوا آیا سامنے آکر زمرہ سرائی کرنے لگا بقراط نے کہا اے پرواز جادو  
 اور جا کر لیلا کو لاؤ خبردار چھوڑنا نہیں یہ سنکر طائر اڑتا ہوا چلا مگر قنقاب کئی دن  
 لیلا کی خدمت کر رہا ہو لیلا بھی آمادہ ہو کہ اگر یہ بہر سواں کرے گا تو اسکو قبول کر دے گی  
 تین دن گزرے اسی جنگل میں لشکر اُترا ہوا ہو چوتھے دن بیٹھا تھا کہ ماہو کی صدائیں  
 کان میں آئیں آسمان پر شعلہ آتش چلے آئے ہر کارون سے کہا دریافت تو کرو ہر کار  
 گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی اے شہر پار بادشاہ اسلام مقابلہ مرجان میں اُترے ہو  
 تھے مرجان نے کئی مرتبہ شکستیں کھائیں مگر مقابلے سے نہیں ہٹا آج بادشاہ نے  
 قصد کیا مرجان نے بڑھکر روکا دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مرجان بھاگا ہوا  
 آتا ہوا بادشاہ قنقاب نہیں چھوڑتے وہی ہنگامہ بلند ہو سحر چل رہا ہو کس زور و شور  
 ساحر ٹر رہے ہیں مگر بادشاہ کے ساتھ جادوگر نیاں بلاے روزگار ہیں ملکہ لالہ زار  
 و شورش ایسے سحر کر رہی ہیں کہ ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا مگر ٹر رہے ہیں  
 قنقاب نے کہا اے ملکہ لیلا اگر تمھاری خوشی ہو تو چل کر مرجان کی مدد کرین لیلا نے کہا  
 چلو ہم بھی اسیدو اسطے آئے ہیں کہ لشکر بادشاہ تباہ کرین یہ کہہ کر قنقاب سوار ہوا لیلا  
 طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ساتھ ہزار کا لشکر سب کے ساتھ حویہ ہاے سحر موجود  
 بھرتنگ بھرتنگ کرتے ہوئے چلے یہاں ہر دو لشکر ٹر رہے ہیں مرجان کیسے کیسے سحر کرتا  
 ہو مگر بادشاہ پر تاثیر نہیں ہوتی لالہ زار و شورش نے جب بڑھکر گولہ مارا وہیں کے  
 سر اڑ گئے بعض بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

لحمین پاس رکھ دیتے ہیں دور افتادہ زندان کو  
 کھٹکتے ہیں ہمارے آبلے خار مغیلان کو  
 کریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دانا کو  
 محبت سے محبت ہوتی ہو انسانے انسان کو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہو انسان کو  
 جلا دیتی ہو اپنی گرم رفتاری بیابان کو  
 بہار آئی ہو دیوانو چلو سیر بیابان کو  
 روا ہو عاشقوں کو اپنے معشوقوں کی دلداری



کہا ہوتا توڑ تو لو گے نہ تم سبب زرخندان کو  
مسلمان ہوں بجالاتا ہوں تین تعظیم قرآن کو  
سکندر تشنہ رہا ہے یہ خضر آب حیوان کو  
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ہر تابان کو  
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہوتا ہوں زندان کو  
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

یہ ہنگامہ تھا کہ قبتقاب آکر پہونچا ایک طرف سے لیلا دوسری جانب سے قبتقاب  
دونوں نے آکر لشکر اسلام پر بحر کیے مرجان سے قبتقاب نے آواز دیکر کہا ای مر جان  
نگہبرانا میں آپہونچا دم بھر میں لشکر تباہ کر دوں گا مرجان یا تو بھاگا ہو آتا تھا لیکن  
قبتقاب نے اسکو مضبوط کیا پھر ٹھہر کر لڑنے لگا لیلا نے چاہا بڑھوں بادشاہ اسلام  
پر جا پڑوں اُدھر سے شورش آتی تھی اُسے پکار کر پوچھا ارے خیر تو ہی ہر کاروں نے  
خبر دی کہ قبتقاب و لیلا نے دشت نشین براے دوا گئیں یہ سنکر شورش نے  
چاہا کہ پلٹوں خدمت میں بادشاہ کی جاؤں اور عرض کروں کہ حضور سنبھل کر لڑیں ملک  
لیلا نے لکارا کہ بی شورش کہاں جاتی ہو خوب اپنے بزرگوں کا نام روشن کیا سب جگہ  
یہی مشہور ہو کہ بی شورش مسلمان ہو گئیں تمہارے بزرگوں کے نام پر سب ساحر  
طعنہ دیتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بادشاہ اسلام ایسے خوبصورت ہیں کہ بی شورش  
جوش عشق میں مسلمان ہو گئیں یہ حالات سنکر شورش پلٹی کہ سامنے سے لیلا چلی  
آتی تھی لیلا نے شورش پر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس میں رد و قدح ہونے  
لگی ساحروں نے جو دیکھا کہ شورش و لیلا سے مقابلہ پڑ گیا دور سے تماشہ دیکھ رہے  
ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ شورش بلاے روزگار ہو وہ لیلا کے سحر کو کب مانگی لیلا کو  
قتل کر ڈالیں یا سحر میں پھنسا کر کہیں بھیج دیں مگر لیلا نے کار و سحر جھولی سے نکالی اہم  
سحر کا پڑھ کر پھینک ماری شورش نے انگلی کو چاک کر کے خون اپنا تیلی پر لے لیا  
جیسے ہی وہ کار و سامنے آئی ہاتھ بڑھا کر کہا لے یہ بھوگ اپنا کھالے کار و ہاتھ پر گوی



خون کا قطرہ پی کر طرف لیلا کے پٹی لیلا ہر چند دستکین دیتی ہو اور چاہتی ہو کار کو پلٹاؤں  
مگر ممکن نہیں ہوتا آخر کار وہ اگر گری شانہ لیلا کا نشانہ ہوا اور قریب قریب رہ کر رہا ہو جب  
شورش سحر کرتی ہو تو قریب قریب اس سحر کو دفع کر دیتا ہو ایک مقام پر لیلا نے کچھ سحر کیا مگر  
شورش نے دستک دی کہ درخت جنبش میں آئے تھے کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا  
اس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ او لیلا چلو تمکو خداوند نے بلایا ہو کئی مرتبہ اس  
طائر نے آواز دی لیلا کچھ متوجہ نہ ہوئی آخر طائر نے پر پھیلائے منقار کھولی اور پکار  
اٹھا او لیلا دشت نشین یہ اشعار آتش کے ہیں انکو سن لو ایسا نہ ہو کہ تمکو  
یقین نہ آئے سب کا یہی قول ہو **نظم**

آرزو ہو مجھے سجدے سحر و شام کرین  
مرے ماتم میں وہ کپڑے نہ سبہ فام کرین  
گریہ شادی مینا سے ہو ظاہر ہوتا  
کوچہ یار کا ہیں پانوں ارادہ رکھتے  
منہ لپسارے ہوئے ہیں ہم بھی مزہ چکھنے کو  
مست رکھتی ہو تری گردش مست اوساتی  
دل میں جزا و خدا کفر بتوں کا ہو خیال  
اک نظر حسن رخ و زلف و جبین کو دکھلاے  
شب کو جاتا ہوں تو منہ پھیر کے وہ کہتے ہیں  
بیشک گوشہ غزلت میں نہ بول اتنا جھوٹ

ہم تن ہو کے زبان و رد ترا نام کرین  
خود بھی رسوا نہ ہوں مجھ کو بھی نہ بدنام کرین  
حال پر صوفیوں کے خندہ زنی جام کرین  
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین  
پختگی تو کہیں پیدا شمر خام کرین  
وہ نہیں ہم کہ جو تجھے طلب جسم کرین  
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین  
پھر مرہ و مرہ سے کشتی سحر و شام کرین  
نفید آئی ہو ہمیں آپ بھی آرا م کرین  
قصد بھٹ پڑنے کا آتش نہ دروہام کرین

لیلا طرف طائر کے متوجہ ہو گئی ان اشعار کو بکوش ہوش سننے لگی طائر نے یہ اشعار پڑھے  
لیلا سے آنکھیں ملائیں تڑپ کر گرا اور بچے میں لیلا کو دایا لیکر بلند ہوا آواز دی نم  
فرستادہ خداوند بقرا طنائی یہ آواز دیکر طائر تو غائب ہوا لیلا دشت نشین کو  
لیگیا مگر مرجان کے قریب قریب کھڑا تھا قریب نے جو دیکھا کہ لیلا کو طائر لے گیا  
سے اختیار رونے لگا مرجان نے پوچھا او قریب کیا ہوا کہا او مرجان تمہاری



جو مدد کی قدرت کو ناگوار ہوا طائر اگر میرے ہوش اڑا گیا لیلہ کو اٹھا کر لیگیا مرجان نے  
 کہا خدمت خداوند میں تمکو لے چلیں گے معشوق دلوادشکے کوئی جبر اسپر نہ ہونے پائیگا یہ شکر  
 قبتاب نے کہا میں نے سنا ہو کہ تو نے شکست کھائی پھر بادشاہ سے کیوں لڑتا ہو اور  
 کس واسطے مقابلہ کرتا ہو مرجان نے کہا اگر تمکو ناگوار ہو تو چلے جاؤ مجھے تکرار نہ کرو ورنہ ایک  
 ہاتھ تلوار کا مار دوں گا قبتاب نے کہا کیا مجال اگر تلوار مارو تو ہاتھ کاٹ ڈالوں میں  
 بادشاہ کی خدمت میں جاؤں گا وہ معین و مددگار ہر ایک شخص کے ہیں یقین ہو کہ میری  
 بھی مدد کریں اور معشوق دلوادین تو کس شمار میں ہو اور کس قطار میں ہو مرجان نے  
 ہاتھ تلوار کا مارا قبتاب نے روک کر یہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ مرجان زخمی ہوا قبتاب  
 نے چاہا سر کاٹ لوں مہراہیان مرجان ٹوٹ پڑے قبتاب مجمع میں لڑنے لگا مرجان  
 تو نکلیا مگر اہل فوج مرجان چاہتے ہیں کہ قبتاب کو مار لیں سانسے لڑتی ہوئی ملکہ  
 لالہ زار آتی تھی قبتاب پکار اٹھا او ملکہ عالم بھگو بچا کیے میں نے مرجان کو شکست  
 دی وہ تو بھاگ کر نکلیا مگر افسروں نے مجھے گھیرا ہو یہ مستکر لالہ زار نے بڑھکر مونیو بھا  
 مارا اور آواز دی کہ دیوانے ہو جاؤ کئی سو ساحرون کے سر پر موتی گرے جسکے  
 سر پر موتی گرا وہ پکار اٹھا کہ او ملکہ عالم ہم تو تالبعدار ہیں اپنا تو یہ حال ہو نظر

پھر خوشی ہو کوئی رقیب نہیں  
 کہ معلم نہیں ادیب نہیں  
 شب فرقت سے وہ حبیب نہیں  
 کوئی اور آپ کا رقیب نہیں  
 دشت غربت میں میں غریب نہیں  
 غم نہیں وہ اگر قریب نہیں  
 ہیں عدوس یکڑوں حبیب نہیں  
 جز اجل کوئی اب طبیب نہیں  
 ناسخ ایسے مرے نصیب نہیں

گو یہ غم ہو کہ وہ حبیب نہیں  
 کیوں نہ ہو طفل اشک آوارہ  
 کل تصور میں آئی جو شب گور  
 ہو سواری کے ساتھ فریادی  
 مد تو لے یہ جانتا ہوں میں  
 مجھے احوال خدا تو ہو اقرب  
 جان کیونکر بچگی فرقت میں  
 زندگانی مرض ہو موت شفا  
 جیتے جی پاؤں دوست کا دیدار



یہ اشارہ پڑھتے ہوئے ساحر تو الگ ہوئے قبقاب ہمراہ لالہ زار کے ہو گیا کنتا ہی کہ بھگا  
 قدموں پر بادشاہ کے گرد بیچے تھوڑے ہی عرصے میں ملا زمانہ مرجان بھاگ گئے  
 بادشاہ بہ فتح و فیروزہ پلٹے بارگاہ میں اگر بیٹھے لباس فاخرہ تبدیل کیا کہ فریاد فریاد کی  
 صدا آئی قبقاب اگر پہونچا قدموں سے بادشاہ کے لپٹ گیا کہا اوشہریار اقرار کرتا  
 ہوں کہ بدل اطاعت حضور کرونگا مگر میری معشوق کو بقراط نے بلوا لیا چاہتا ہوں  
 کہ معشوق میری بھگوٹے یہ کہے زار زار رونے لگا بادشاہ نے اشک اسکے پاک کیے  
 فرمایا اوی لالہ زار و شورش اسکی فکر کرو کہ لیلا اسکو ملے لالہ زار فوراً اٹھ کھڑا کہنے  
 جاتی ہو اگر راہ میں کہیں پاگئی تو فوراً لاتی ہوں اگر پرواز نکلیا تو قصر ہشت پہل میں  
 اپنے کو پہونچاؤنگی و ہائے لیلا کو لاؤنگی بادشاہ نے فرمایا اوی لالہ زار ایسا نہ کرو مگر  
 یہ ہو کہ ہم فیروزہ کو روانہ کرتے ہیں یہ خبر مفصل لائیگا اگر مناسب ہوگا تو تمکو روانہ  
 کریں گے لالہ زار تو سر جھکا کے بیٹھ گئی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ جا کر مفصل خبر لاؤ  
 کہ لیلا پر کیا گزری فیروزہ بن عمر و اسی وقت اسباب عیاری ذات پر آراستہ کر کے  
 روانہ ہوا یہ تو پھرتا ہوا جاتا ہو مگر پرواز جادو جو لیلا سے دشت نشین کو لیکر چلا  
 راہ میں جمال ہیشال ملکہ جو دیکھا حیران جمال محمودیدار ہوا چاہتا ہوا اس سے وصل  
 حاصل کروں آخر کوہ دخان پر آکر اتر پڑا لیلا کو ہوشیار کیا مگر زبان میں سوزن  
 دے دی ہو منتیں کر رہا ہو کہ اوشہنشاہ ملک خوبی و اوی غنچہ نو دمیدہ ریاض محبوبی چنہ  
 کہ خداوند نے حکم دیا ہو کہ لیلا کو لا کر قتل کرو مگر میں یہ نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ  
 تمکو بچاؤں خاتون محل قرار دون ہمیشہ خدمتگزار می میں رہوں یہ سنکر لیلا نے نیور  
 بدلے اشارے سے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو پرواز رونے لگا کہا اوشہنشاہ  
 حسن و جمال و اوی ماہ آسمان کمال مقام افسوس ہو نظم

قہر ہو بہتو یہاں تالہ و فریاد کریں دھونڈھکر ہم کوئی معشوق پر یزاد کریں ضعف ہو اٹھ بھی تو سکتا نہیں میں دیوانہ	ہاے وہ بزم میں اغیار کا دل شاد کریں اسطر سے دل نا شاد کو اب شاد کریں طوق و زنجیر کو تیار نہ خدا د کریں
---	--



فرد عشاق کو وہ دیکھ رہے ہیں یارب تفسون میں جو کرین نالہ پر در و اسیر ہوں وہ طبل جو پھر کہ کہوں رہا دام سے میں شعر میں نے کوئی بیتابی دل کا جو پڑھا حسرتیں آرزو میں دل میں ہمارے ہوں قہیم سیکڑوں دوست گئے ملک عدم ای سطلوت	کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صا د کرین پھر یہ ممکن ہو کہ صیا و نہ آزا د کرین قید بچندے میں مجھے گیسو صبا د کرین بولے وہ آپ ذرا پھر اسے ارشاد کرین گھر ہمدت سے یہ آجڑا ہوا آبا د کرین کسکا افسوس کرین کسکو بھلایا د کرین
--	---

لیلا نے منہ پھیر کر کہا ای پرواز جو قدرت نے حکم دیا ہو اسکو بجالا ایسا نہ ہو کہ تجھ پر  
خداوند کا غضب نازل ہو پرواز روئے لگانے میں کرتا ہو کہ ای لیلا مجھکو قبول کرور نہ  
اپنی جان دوں گایہ کسکے قدموں پر گر پڑا مگر لیلا جھڑکیاں دے رہی ہو کہ صحرائے گائیکی  
آواز آئی سر اٹھا کر پرواز نے دیکھا کہ ایک گویے کا لڑکا مانجھے کے کپڑے پہنے ہوئے  
زور و بنا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈھلی ہاتھ میں سر ہلاتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا  
آتا ہو پرواز نے جوڑ کے کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی میان صاحبزادے  
ذرا یہاں تشریف لاؤ لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا جب پرواز نے کئی بار کہا اور لڑکے  
نے سننا آخر خود پہاڑ سے اتر آیا آکر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ پر لایا لڑکے نے کہا مجھکو  
جانے دیجیے میری مزدوری کا وقت ہو باپ میرے بلند خان کو شے سے گر پڑے  
انکا کولہ اتر گیا اب گھر کا خرچ کھانے پینے کا میرے ذمے ہو روز بھٹی پر جاتا ہوں  
چار آنے لجاتے ہیں مان میری دروازے پر انتظار کرتی ہو گئی کپڑے رنگین جب وہ  
پہنتی ہیں بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں اور یہ صاحب کون ہیں کہ جنگو قید کیا ہو پرواز  
نے کہا یہ میری معشوقہ ہو تم ایسا گائو کہ یہ راضی ہو جائے لڑکے نے کہا ایسا گائو کہ دل  
آپ کا بہلاؤں اور خوب آپ کو بھی راضی کروں جب پرواز نے بہت کہا تو لڑکے  
نے گنگنا کر ڈھلی بجائی اور یہ اشعار گائے نظم

بعد مردن دفن کر دینا وہیں مجھزار کو بند اسنے کر دیا کیوں رورن دیوار کو	غیرت جنت سمجھتا ہوں میں کوئے یار کو جھانکتے دیکھا ہو شاید طالب دیدار کو
---	--



کب سے میں عاشق ٹرتا ہوں تیرے دیدار کو  
بد نظر گلچین کی آخر کھا گئی گھلازار کو  
لوگ آکر دیکھ جاتے ہیں ترے پیار کو  
دیکھتے ہیں ہم جو لب کھولے ہوئے سو فار کو  
ہو نہایت عشق بنت رز سے مجھ میخوار کو  
اویسیجا جا کے دم بھر دیکھ آبیجا ر کو  
بھر میں جب یاد کرتا ہوں خرام یار کو  
چھو لیا تھا میں نے اک دن گیسو و لدا کو  
پا پیادہ لیکے ہیں عابد بیسار کو

اب تو اویسے رحم جلوہ اک نظر دکھلا مجھے  
کہ رہی ہیں یہ خزان میں آہ کر کے بلبلیں  
تو نہ آیا ایک دن بہر عبادت اور سچ  
اوشمکر کیا ہمارے خون کا پیاسا ہو تو  
تیرے سمجھانے سے واعظ ترک کرنیکا نہیں  
اُس سے جا کر کوئی کہ آئے خدا کی واسطے  
ہمارے قد بوٹا سا پھر جاتا ہوا نکھونہیں مری  
عشق میں میری پریشانی اسی سے بڑھ گئی  
تھر ہو سطوت کے اعدا کر بلا سے شام

لڑکے نے اس طرح یہ اشعار گائے کہ پرواز خوش ہو گیا روپیہ نکال کر دیا کہا سیان  
صاحبزادے اور گاؤ لڑکے نے روپیہ پھینک دیا کہا یہ چینی کا ٹکڑا میں نہ لوں گا اماں نے  
سمجھا دیا ہوں میں پیسہ یا چیز لیتا ہوں اس وقت تک دو چار کوزیاں شراب کی پیچکا  
ہوتا آپ نے بھکنا حق ٹھہرا لیا پرواز نے کہا میں شراب تمہارے واسطے لاتا ہوں  
یہ ککے دوڑتا ہوا گیا لوٹے میں شراب لایا لڑکے نے جام بھرا کہا حضور نوش فرما  
پرواز بے اندیشہ انجام جام پیگیا جانتا ہو کہ یہ لڑکا بھولا ہوا ایسا ہے پرواز رہ رہا  
جام پیتے ہی آنکھوں میں سرور آیا کہا صاحبزادے دیکھتے ہو قدرت آئے ہیں لڑکے  
نے کہا قدرت کو بھی بکلائیے پرواز اپنے مقام سے اٹھا اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اب  
فیروزہ نے نعرہ کیا شمع فیروزہ بن عمر و خیر مارا کہ سر پرواز کا اڑ گیا زبان سے لیلیا  
کی سوزن نکالی لیلیا نے ہاتھ فیروزہ کے چوم لیے کہا اے فیروزہ بڑا کام کیا ہے  
بدل و جان اطاعت دین اسلام قبول کی فیروزہ لیلیا کو ساتھ لیکر طرٹ لشکر  
اسلام کے چلا راہ میں ذکر کرتا ہوا کہ قبتاب بھی مطیع اسلام ہوا یہاں قبتاب  
پریشان ہو رہا تھا بادشاہ سمجھا رہے تھے کہ اے قبتاب نہ گھبراؤ انشاء اللہ اگر  
لیلیا کو قصر ہشت پہل میں بھی لیگیا ہو تو وہاں سے رہا کر کے لاؤں گا کہ ہر کار و



خبر دی کہ لیلا اور فیروزہ آتے ہیں قبتاب برائے استقبال دو طرف استقبال کر کے لیلا کو  
لایا لیلا آتے ہی قدموں پر بادشاہ کے گری کہا کثیر حضور کے ساتھ ہو طرف قصر ہشت پہل  
کے چلیے بادشاہ نے سروارون کو حکم دیا تیاری ہونے لگی بادشاہ کا ارادہ ہو کہ طرف قصر  
ہشت پہل کے جائیں خزانہ بے حساب ساتھ ہو روپان نئی تقسیم کراہیں بادشاہ تیاری  
میں مصروف ہیں کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائیں کہ ذکر ایک وقت پر خیر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا سکیم  
آغاز مصری سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ صفت

کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق  
نہ ہو حال الفت سے دل پیخبر  
کہ آتا ہو بستر پہ ہر وقت خواب  
رکھا سر پہ جوش محبت کا تاج  
اٹھائی تو رخ ہو گیا بے حجاب  
کہ روح سکندر کو سمجھا سے  
کہ سنبل کرے اسکو ہر وقت پیاد  
جسے دیکھ کر دل پریشان ہوا  
دل غمزہ پر سنا نہیں چلین  
کہ مقتول عاشق ہو ابر ملا  
لکھوں ابر و صاف کو ذوالفقار  
یہ نفی ہیں معشوق مظلوم کے  
و یا شمع موی ہو کا فوری کی  
پیشانی و صفحہ ہو میرا قلم

پلا ساقیا جام صبا سے عشق  
گلابی اٹھا ساقی سبب  
اٹھا اوساقی سبب راجواب  
یہ سن سکے ساقی ہوا خوش مزاج  
رخ صاف پر تھی جو اس کے نقاب  
وہ عارض صفائی میں ہیں آئینہ  
وہ گیسوے مشکین معنبر سواد  
وہ زلف سیدہ ہو کہ دام بلا  
نگاہیں جو اکبار باہم ہو میں  
اشاروں سے عاشق کو پہچان کیا  
نگہ ہو کہ ہو خنجر آبرار  
سراپا میں اس یار محبوب کے  
شکم ہو کہ تھتی ہو بلور کی  
کمر ہو عدم محل میم عدم



بہ ساق بلورین مصفا ہوئی	بنا حسن کی جس سے قایم ہوئی
نرا نقش پاتاج سر ہو رقم	ترے پاسے نازک کی مجھ کو قسم
یہ کہتا ہو ملک جلالت شعار	کہ ہو تاج فرق و سدا افتخار
لکھ او ملک شیرین رقم صاف صاف	کرین ناظرین اب قمر کو معاف

چہرہ غازیان غزوات و شیرین بیان و طو کنندگان مراحل امتحان اس داستان شکست  
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگار فصاحت رقم پانچان ملک را  
مینا بدہم صاحبقران زمان کا قصد ہو کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ ہیں  
صاحبقران کی آکر پہونچین صاحبقران نے سب کو ساتھ لیا طرف قصر ہشت پہل  
کے کوچ کیا خواجہ عمر و بھی عین وقت پر آگئے یہ بھی ہمراہ ہوئے حال نور الدہر سعد  
شہر یار بیان کیا کہ دونوں جوان بہ شوکت تمام طرف قصر ہشت پہل کے آتے ہیں  
صاحبقران نے کوچ کیا تیسری منزل پر آکر اترے ہیں مگر اسے سنبہ نہ ارد نواح کشت  
طائرون کی اچھل کود ہو سامان قدرت معبود ہو صاحبقران شب کو اس مہر امین  
صبح کو جو اٹھے خواجہ سے فرمایا آفتابہ پانی کا لاؤ میں طاعت پروردگار بجالاؤن خواجہ  
نے آفتابہ پانی کا لا کر موجود کیا امیر نے وضو کیا رو بہ قبلہ ہو کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ  
ہوئے براے فرحت چہار جانب ٹہلنے لگے نظر اٹھا کے دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ  
سر راہ حائل ہو صاحبقران زمان نے بہ صلاح سردار ان تھکن قریب کوہ اکرام  
اعظم پڑھکر ہاتھ رکھا پہاڑ شق ہوا دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ سامان حرب سے  
آراستہ ہو صاحبقران نے فرمایا کیوں او ملک گلگونہ اس قلعے کا کون حاکم ہو گلگونہ  
نے عرض کی حضور یہ قلعہ حکیم آغاز مصری کا ہو عجائب و غرائب سے معمور ہو امیر نے  
فرمایا او ملک اس قلعے کا فتح کرنا مجھ کو ضرور ہو گلگونہ نے پھر عرض کی کہ حضور یہ مقام بجا  
دین بے نظیر ہو اس قلعے تک نہ پہونچ سکیے گا صاحبقران نے نہ مانا فرمایا میں ابھی  
جا کر فتح کرتا ہوں صاحبقران زمان فوراً پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف قلعے کے  
چلے جوں جوں صاحبقران آگے جانب قلعہ بڑھتے جاتے تھے قلعہ پیچھے ہٹتا ہوا



گلگونہ نے کیسے کیسے سحر کیے آگ بھی بر سائی دریا بھی بنایا مگر صاحبقران قریب قلعے کے نہ پہنچ سکے امیر نے اس عظمیٰ ورد زبان کیا ایک دن اٹھا ہوا قلعہ دور ہٹ گیا ہر چند امیر نے تابہ قلعہ جانا چاہا مگر نہ جاسکے آغاز مصری نے جو قلعے سے یہ سب معرکہ دیکھا ایک مشت خاک لیکر اڑادی غبار نے قلعے کو گھیر لیا صاحبقران شام کو تھک کر اپنے مقام پر واپس آئے پشت مرکب سے اترے آغاز مصری قلعے سے اتر کر اپنے قعرین آئے دختر بلند اختر انکی ملکہ سلما سے گوہر پوش ہوئے پوچھا کیوں قتل و کعبہ آج امیر نے ارادہ کیا تھا کہ قلعہ لیلین قلعے تک آئے یا نہیں حکیم نے جواب دیا بڑی کوشش کی اور دن بھر رہی ہوئی آخر تھک کر اتر پڑے دس برس تک بھی قلعے تک نہ آسکے گئے سلما نے کہا اے والد نامہ اراں وق کرنے سے کیا نفع ہو گا حکیم نے جواب دیا منظور یہ ہو کہ اپنے عجائب و غرائب اپنی ظاہر کروں جب جی چاہیگا آنکو جا کر لے آؤنگا قلعے میں آکر جیشن کرین مصروف عیش و نشاط ہوں یہ تو گمان دل سے نکلیا ہے کہ جب چاہوں گا فتح کر لوں گا سلما نے کہا اگر آپ حکم دیجئے تو میں جاؤں اور آنکو قریب قلعے کے آؤں حکیم نے کہا اے نور نظر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارا اعزاز و اکرام اپنی ظاہر ہو سلما نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا مگر جو وقت سے کہ صاحبقران سامنے قلعے کے آکر اترے ہیں دل یہی چاہتا ہو کہ جا کر شریک جلسہ ہوں خواجہ عمر و الیہا علم موسیقی کا کامل و اکمل دربار میں موجود ہو اُسکو بھی سنوں حکیم نے کہا اے نور نظر میں قصر عجائب میں جاتا ہوں تم اسی قصر میں رہنا خبردار جنبش نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ صاحبقران نہ مان قریب قلعے کے آجائیں یہ ککے حکیم تو قصر عجائب میں گئے سامان عجائب و غرائب ملاحظہ فرما رہے ہیں چند طائر چند تصویریں گلی سامنے رکھی ہیں انہیں سے ایک تصویر دل پذیر بصورت سلما کے گوہر پوش تنقہ مار کر رہی اور بہ اشعار عاشقانہ گانے لگی غلسم

سناؤں تجھ کو نئی روز و استان صیاد  
پنھا دے مجھ کو رگ گل کی بیڑیاں صیاد  
یہ ہجر گل میں ہوا ہوں میں ناتوان صیاد

دکھا جو سیر چین ہو کے مہربان صیاد  
نفس میں بند نہ کروں ناتوان صیاد  
جو نور ہا بھی کرے اڑ کے جانہیں سکتا



وہ خفتہ بخت ہوں جیسے قفس میں بند ہوا  
 قفس میں بد صیاں بھولونکی رکھیں لالا کر  
 اسی کی فکر ہو صحبت برار ہو کیونکر ملے  
 پس نہ با دام میں نقدیر نے مری لاکر  
 تجھے بھی ایسا ہی بے غا غماں بنا کر دے  
 گل غلزار ہو عاشق ہوں دم رفت میں قید  
 کبھی نہ ہوں کے گدگدن کی سیر دکھلائی  
 یقین ہو سنتے ہی فوراً شیک پڑیں آنسو  
 چمن میں لے نہین چلتا تو گل ہی لاکو سنگھا  
 وہ عندلیب میں بال چمن بہار میں ہم  
 چمن دکھا دیا فصل بہار میں سرطوت

کبھی نہ خواب میں کی سیر بوستان صیاد  
 ہوا جو مجھ پہ کسی روز مہربان صیاد  
 ہزار مزاج مرا اور بد زبان صیاد  
 وگرنہ تو مجھے پاتا بھلا کمان صیاد  
 چھڑایا جیسے مرا تو نے آشیان صیاد  
 میں تیرے پاس سے جاؤنگا اب کہاں صیاد  
 نہ ایک روز ہوا مجھ پہ مہربان صیاد  
 بیان جو تجھ سے کروں غم کی داستان صیاد  
 قفس میں اور کوئی دم ہوں مہمان صیاد  
 کہ قدر دان ہوے گلچین نگاہبان صیاد  
 ہزار شکر ہوا مجھ پہ مہربان صیاد

یہ اشعار شکر حکیم کو خیال ہوا کہ سلما سے گوہر پوشش ضرور جائیگی کہا اور تصویر سلما  
 تجھ سے ہو سکتا ہو کہ جا کر سلما کو روکے وہ تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ حضور  
 کی لاڈلی و ماحزرا دی ہیں میرے روکے سے نہ رکین گی انھیں کی ذات سے آفت برپا  
 ہوگی مگر چونکہ حکیم صاحب خوب سمجھا گئے تھے روپہر رات گئے تک سلما نے اپنے کور و کا  
 مگر جب آدھی رات ہو گئی تو وہ بقیہ رات ہی ہوئی کہ جمع سے کنیزوں کے اٹھی سب نے پوچھا کہ  
 حضور کیا ارادہ ہو سلما نے کہا کچھ حال نہ پوچھو میرے کان میں خواجہ عمر و کے گانے  
 کی آواز آتی ہو طبیعت خود بہ خود گمراہی ہو ہر چند کہ قید و کعب کا بڑا خیال ہو مگر میں کیا کروں  
 کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہو یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھی ایک طاؤس زرین بال پر  
 سوار ہوئی اور طرف لشکر صاحبقران کے چلی میان وہ وقت ہو کہ صاحبقران نے  
 دربار میں تشریف رکھتے ہیں خواجہ عمر و سامنے بیٹھے گارہے ہیں ہنگامہ عیش و نشاط  
 گرم ہو مگر صاحبقران ملول و خربین بیٹھے ہیں ہر مرتبہ فراتے ہیں کہ کیوں او گلگونہ اس  
 قلعہ تک کیونکر پہنچیں گے گلگونہ نے عرض کی اور شہر یار یہ مقام شعبدہ ہو اسکی شکست



و شہار ہر یقین ہو کہ حکیم آغاز مصری خود بر اسے استقبال آئیں اور حضور کو لیجا میں یاد د  
 غیبی ہو تب حضور کا قلعے میں داخل ہو سلیمان نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گلگونہ کو دیکھ کر  
 بہت رشک ہوا نہ لخت عنبرین پر ہاتھ ڈالا ایک بال توڑ کر اُسکو جنبش دی وہ موسے  
 زلف بہ شکل زنجیر طلائی ہو گیا اُس زنجیر کو لٹکایا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زنجیر  
 آسمان سے اُتری گلگونہ کی مشکین بندہ گئیں زنجیر طرت آسمان کے لے چلی امیر نے  
 اٹھ کر ہاتھ تیفہ عقرب کا مارا کہ زنجیر کٹی ایک تھقے کی آواز کان میں آئی امیر نے سر اٹھا کر  
 دیکھا ایک نازنین فر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بالائے ہوا ایک طاووس  
 زرین بال پر سوار رہنس رہی ہر درج دہان جو کھلتا ہو برق دندان خرمین ہوش و حواس  
 کو جلا دیتی ہو صاحبقران بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے اور پکار کر آواز دی فرد  
 رواق منظر چشم سن آشیانہ لست بہ کرم نماؤ فردا کہ خانہ خاتہ لست بہ سلیمانے جو  
 یہ سنا فوراً طاووس سے اُتر آئی قریب صاحبقران کے آکر بیٹھی عرض کی اے شہر یار آپ  
 کیون منتشر ہیں صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم آج میں نے دن بھر رہی کی مگر  
 قلعے تک نہ پہنچ سکا یہی انتشار ہو کہ یہاں کے حکیم کو بڑا غرور ہو سلیمانے کہا کل آپ خود  
 تکلیف فرمائیے میں زیادہ نہیں ٹھہر سکتی باغ نسترن اس صحرا سے آگے ہو دہان آپ  
 تشریف لائیے تو میں گل مراد آپ کو دون اُسکو ہاتھ میں لیکر تشریف لیجا ئیے قلعے میں  
 یقین ہو کہ پہونچے گا اور حکیم صاحب خود استقبال کریں گے صاحبقران سے یہ وعدہ کر کے  
 سلیمانے روانہ ہو گئیں مگر صبح کو صاحبقران نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے پشت کرب  
 پر سوار ہوئے طرف باغ نسترن کے چلے راہ میں صحرا سے سبزہ زار و نواح دلکش ایسے  
 ملے کہ صاحبقران اسکی سیر میں مصروف رہے جب آفتاب غروب ہو گیا تو اُن جنگلون  
 سے نکلے سامنے باغ دکھائی دیا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق گھلا ہو کئی سو کنیزیں  
 دروازے پر کھڑی ہیں جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے وہ کنیزیں ہراسے استقبال  
 بڑھیں صاحبقران کو گھوڑے سے اتاراجب صاحبقران قریب در باغ پہونچے تو  
 اُن کنیزوں نے عرض کی کہ حضور آہستہ آہستہ آدین ہلوگ جا کر ملک سے اطلع کریں



یقین ہوئے استقبال حضور آئین یہ کیکے خواصین اندر گئیں صاحبقران در باغ پر  
 ٹھہرے جب عرصہ گزرا اور کوئی استقبال کو نہ آیا تو صاحبقران اندر باغ کے داخل  
 ہوئے دیکھا باغ پر بہار ہو طائر و نکی پکار گلہارے رنگارنگ و شگوفہ ہارے بو قلمون نہیں  
 سلسبیل آسا چمن ہارے طولانی شگفتہ سبزہ بیدار نہفتہ امیر تماشادیکھتے ہوئے وسط  
 باغ میں پہونچے دیکھا ملکہ سلما مسند پر بیٹھی ہیں کتیرین کچھ عرض کر رہی ہیں سلما نے جو  
 صاحبقران کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھیں امیر کا استقبال کیا لا کے مسند پر بٹھایا اور  
 آپ پہلو میں بیٹھیں پوچھا اوشہر بار آج آپ دن بھر آوارہ رہے بڑی تکلیف اٹھائی  
 صاحبقران نے فرمایا ایسا صحرا سے سبزہ زار ملا کہ اسکے تماشے میں تمام دن گزرا  
 ملکہ نے کہا انشاء اللہ میں قریب نخل مراد آپ کو لیچلوں گی گل مراد آپ توڑ لیجیے گا وہی  
 آپ کے کام آئیگا صاحبقران فرما رہے ہیں کہ کیوں ملکہ عالم وہ نخل کہاں ہو سلما نے  
 عرض کی پہلو میں اس باغ کے دوسرا باغ ہوا سچیں وہ نخل ہو بعد سال بھر کے ایک  
 گل شگفتہ پیدا ہوتا ہوسات دن قایم رہتا ہو پھر مرجھا کر گر جاتا ہولندا ایک شب  
 اور باقی ہو کہ وہاں حضور کو پہونچنا چاہیے امیر وعدہ فرما رہے ہیں کہ پہلو سے باغ  
 سے ایک آواز صیب کان میں آئی کہ کیوں اوگیسو بیدہ تو نے اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا  
 نہ مانا اب یہ بھی مجال ہو کہ گل مراد دلو اوے اگر عمر بھر صاحبقران کوشش کر نیگے تو بھی  
 گل مراد تک نہ پہونچیں گے امیر نے حیران ہو کر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ وہی حکیم کہ جو  
 بالائے قلعہ کھڑا تھا وہ نعرے کرتا ہوا آتا ہو ملکہ نے کہا غضب ہوا اوشہر بار میرے  
 قبیلہ و کعبہ آگئے کسی در انداز نے خبر پہونچا دی یہ کیکے پہلو سے صاحبقران سے  
 اٹھنے لگی کتیرین طرف گوشہ باغ کے بھاگین مگر وہ حکیم للکارتا ہوا قریب امیر کے  
 آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ناموس میں ہمارے رخسہ انداز می کی اس گیسو  
 بیدہ نے غضب کیا کہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوا ہم تو خود جانتے تھے کہ فتح  
 تمہاری تقدیر میں ہو مگر اسکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا قاعدے کے خلاف کیا اسی میں  
 نیریت ہو کہ اپنے لشکر میں جائیے آپ کو باغ مراد سے کیا کام ہو یہ جو پکار کر اس



حکیم نے کہا امیر تلوار ٹیک کر اٹھے حکیم نے ہنس کر کہا یہ جرات آپ کی مجھ پر چلیگی امیر نے  
 بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا اس حکیم کے دو ٹکڑے ہوئے امیر نے لٹکار کر اپنا نعرہ کیا نعرہ امیر

بحکم خدا البتہ شمشیر چار ہلہ  
 یکے تیغ صمصام و قنقام نام  
 سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار ہلہ  
 یکے تیغ صمصام و قنقام نام  
 بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ صاحبقران سے سب سردار چونک پڑے صاحبقران نے جب آنکھیں کھولیں  
 دیکھا کہ میں اپنے لشکر میں کھڑا ہوں تمام سردار گردہیں عمر و سنے آکر پوچھا کیوں شہر پار  
 آپ نے نعرہ کیوں کیا امیر نے فرمایا خواجہ میں تو باغ سلیمان تھا حکیم میرے ہاتھ  
 سے مارا گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو لشکر میں پایا سب سرداروں نے عرض کی سامنے  
 قلعہ ہو بلوہ کر دیجے پھاٹک توڑ ڈالیں گے قلعے میں چل کر اس حکیم سے سمجھ لیجیے وہ شمشیر  
 ہو کہ زبان تیر دکلا نمود سے صد اے احسنت و افرین بلند ہو وہ حکیم بھی جانے کہ امیر  
 سے مقابلہ کر کے کیا نفع حاصل ہوا یہ ذکر تھا کہ قلعے پر ایک طائر اڑتا ہوا آیا ایک تھل  
 پر آ کے بیٹھا زمزمہ سرانی کرنے لگا اس کے زمزمے سے یہ آواز آتی تھی **طلسم**

نور آنکھوں میں جز غبار نہیں  
 قاصد اچھکو اعتبار نہیں  
 کیوں ولا آج انتشار نہیں  
 مجھ کو اب خط کا انتظار نہیں  
 نرم پتھر میں بھی شرار نہیں  
 کچھ محبت پہ اختیار نہیں  
 خلوت دل میں مجھ کو بار نہیں  
 اوجھنوں پیر ہن کا تار نہیں  
 تیرے ابرو میں خود الفقار نہیں  
 بارے اس گل کو اب بخار نہیں

پاس وہ طفل و سوار نہیں  
 اسنے لکھا ہوا اپنے ہاتھ سے خط  
 کیا ہی قاصد نے کی ہو خاطر جمع  
 آمد ہو خود مسافر کی  
 ہوشیارت نشان سختی دل  
 گرچہ جبری نہیں ہونہیں لیکن  
 گویا قید حکم ہے لیکن  
 غیر رگ ہاے جسم زار یہاں  
 حد سے کیوں بڑھکے کرتے ہیں جی  
 مثل شبنم جو آگیا ہو عسرق



خوش جو آئے تری ترش روئی دل میں کرتا ضرور کوئی خلش عاشق زلفت تھا سو میرے لیے دو شبوں میں ہی جلوہ گرا کر روز ہوے بے نور دیدہ نا سخن	ایسا اپنا مزاج حار نہین یہ وہ گل ہو کہ جسمین خار نہین گور بن بھی عذاب مار نہین دونوں زلفوں میں روویا نہین ہاے وہ گرد و گلزار نہین
---	---

جیسے ہی اس طائر نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوئے لندھور نے ہاتھنی کو ہولال مالک نے ماویان کو بڑھایا عرب اور ہندی آپس میں تکرارین کرتے ہوئے ہندی چاہتے ہیں کہ ہم بڑھائیں عرب کہتے ہیں ہمارے سامنے ان تیلی لکھانے والوں کی کیا حقیقت ہو کہ جو آگے بڑھیں گے الیاس ہندی عیار لندھور آتا تھا طرٹ مالک کے اور عرب و راز عیار مالک آتا تھا طرٹ لندھور کے عرب و راز نے الیاس کو جھڑک دیا کہ او عیار ہندوستانی آگے نہ بڑھنا الیاس نے کہا کیوں تیری شامتیں آئی ہیں عرب و راز نے نیچے مارا الیاس کا سر زخمی ہوا سب ہندی بگڑ گئے تلوارین کھینچ کر عربوں پر جا پڑے مالک نے ماویان کو بڑھایا لندھور پر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز اٹھایا اور لغرہ کیا لغرہ لندھور جزیرہ ہاے دریار اگر قسم تباہ ہندستان ہے اگر نام نمیدانی منہم لندھور بن سعدان لغرہ لندھور کی صدا صاحبقران نے سنی پاٹ کے دیکھا کہ لندھور نے دوستی گرز اٹھایا لغرہ کیا کہ او لندھور خبردار دوستی گرز نہ مارتا اور مالک قریب لندھور کھڑے ہیں فرماتے ہیں او لندھور قسم ہو تجھ کو سر صاحبقران کی کہ دوستی گرز لگا دیکھ کس طرح روکتا ہوں تجھ کو یہ دعویٰ ہو کہ گرز خودی و مردی اسکا نام ہی ہر چند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور قسم سر صاحبقران سکر ایسا غصے میں تھا کہ امیر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا گرز مار دیا مالک نے گرز کو گرز پر روکا امیر نے دور سے دیکھا کہ مالک کے ہاتھ سے گرز چھوٹا سر پر پڑا کہ مالک گھوڑے سے گرا زمین پر



ترپنے لگا صاحبقران اشقر کو مہنیر کر کے پٹے گھوڑے سے اترے مالک کو اٹھایا تو دیکھا  
 سر مالک کا پھٹ گیا بھیجا الگ پڑا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے لندھو یہ کیا ستم کیا  
 بایان ہاتھ میرا توڑ ڈالا مالک ایسا شخص مارا گیا میں تجھ کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا یہ کہتا ہوں  
 کچھ لندھو نے عرض کی میں کیا حضور سے باہر ہوں یہ کہہ کر گزرا اٹھایا صاحبقران نے  
 فرمایا اے ہندی پتلی خور مجھ کو کیا سمجھا ہو لندھو رتے گزرا مار دیا صاحبقران نے گرز کو  
 گرز سام بن نریجان پر روکا تڑا تے کی آواز ہوئی امیر نے الجھا دے سے ہاتھ نکا کر  
 دودھنی گزرا مارا لندھو نے گرز کو گرز پر روکا مگر لندھو رکا ہاتھ کا نپا گزرا ہاتھ سے  
 چھوٹ کر گزرا سر پر پڑا کہ لندھو رشل مالک کے گرا بھیجا کنگلیا ہاتھی طرف صہرا کے بھاگا  
 ہندیوں نے شور مچا یہ وزاری بلند کیا کہ یا صاحبقران آپ نے غضب کیا کہ ہمارے  
 سردار کو مار ڈالا ہم سب بدلہ لین گے آپ کو قتل کرینگے ہم بے سردار کے ہو گئے تمام  
 ہندیوں پر عرب بگڑ گئے کہ ہم اپنے افسر کا بدلہ لین گے کیا زندہ چھوڑیں گے اب امیر  
 حیران کھڑے ہیں لاش لندھو ر و مالک پڑا ہو ہندی و عرب آپس میں لڑ رہے ہیں  
 لاشے گرنے لگے دریا سے خون جاری ہوا صاحبقران ہر چند منع کرتے ہیں مگر کوئی  
 نہیں مانتا آپس میں لڑ رہے ہیں اُدھر فرائز عادم غری مرکب کو مہنیر کیے ہوئے آتا  
 تھا دوسری طرف سے جمہور آتا تھا کہ جمہور نے کہا اے غری بیچے مرکب کو آہستہ سے  
 دوڑا ہم پر گرد پڑتی ہو فرائز نے جواب دیا تم اپنا گھوڑا ہٹا کر چلو جمہور تیز زور سے چکر  
 جا پڑا فرائز نے ہاتھ تلوار کا مارا جمہور نے روک کر تیرا راہر کاروں نے بڑھکر  
 امیر کو خبر دی کہ سارے لشکر میں بلوہ ہو گیا لندھو ر و مالک کا مارے جانا ایسا  
 نہیں ہو وہ دیکھیے فرائز و جمہور لڑ رہے ہیں امیر گھوڑا بڑھا کر قریب جمہور کے  
 آئے فرائز کو للکارا کہ اے فرائز یہ کیا کرتا ہو فرائز نے کچھ نہ سنا اس کن سے تیغ  
 مارا کہ جمہور کا سر زخمی ہوا جمہور نے تیرا راہر دیا فرائز بھی زخمی ہوا اب جو امیر نے  
 سر اٹھایا دیکھا کہ کل دست راستی و چپی آپس میں لڑ رہے ہیں امیر گھوڑا اڑا کر ان کے قریب  
 جاتے ہیں ہر چند منع کرتے ہیں کوئی نہیں سنتا مختصر یہ کہ دن سارا اسی معرکہ میں گزرا



جب افسر اعلیٰ آفتاب عالم تاب مع نیزہ پاسے ضیاء شعاع میدان چرخ زبرجدی سے  
قلعہ مغرب میں گیا تب یہ لوگ رُسکے صاحبقران نے دیکھا کہ اہل فوج اپنے اپنے  
افسروں کا لاشہ اٹھارہ سبے ہیں صاحبقران سب کے ساتھ ہوئے ایک صحرا میں  
آکر قبریں گھونڈنے لگے سب نے اپنے اپنے افسروں کو دفن کیا صاحبقران زمان  
ہر ایک کی قبر پر جاتے ہیں اور بیقرار ہو کر فرماتے ہیں کہ یارہو تم سب نے ہمارا ساتھ  
چھوڑا اب ایسے سردار مجھ کو کہاں ملیں گے کیونکر غنچہ آرزو کھلیں گے تم وہ لوگ  
ہو کہ ہمیشہ عیش و راحت میں بسر کی آج اس گوشہ تنہائی میں آرام کرو گے میں کیا  
کئے تمکو روؤں عمر بھر میرا ساتھ دیا اس ضعیفی میں ساتھ چھوڑا اگر ساتھ والوں نے  
صاحبقران کو منت کر کے قبروں سے اٹھوایا کہا احو شہر یار چلیے انجام ہی ہونا تھا  
صاحبقران روتے ہوئے پٹے بارگاہ میں آکر بیٹھے یاد ملک سلما کی جو آئی بیقرار ہو کر  
یہ اشعار فرمانے لگے

یہ اشعار فرمانے لگے

دل کو لگا چکے ہیں جو اس سیتن سے ہم	واقع ہوئے ہیں عشق و محبت کو فن سے ہم
اس بیت کا وصل ہو گا ہمیں بھی کبھی نصیب	پوچھینگے آج جا کے کسی برہمن سے ہم
وہ رشک گل ہو پاس نہ ساتھی نہ جام و	مانند غنچہ تنگ ہیں سیرچمن سے ہم
لجائے ہم کو جائے یوسف اگر کہیں	بوسو نگہ مکر ملائین ترے پیرہن سے ہم
پایا دہان یار کا احو جو پری اگال	لائے ہیں اس عقیق کو ملک بین سے ہم
آئی بہار خوب جوانی کا جوش	دل کو لگائیں جا کے کسی گلبدن سے ہم
گلچین کا ظلم دیکھ کے کہتی ہو عندلیب	یار ب کہ صحر کو جائیں ٹھکے چین سے ہم
اوشوخ بھول کر بھی نہ اب دینگے تجھ کو دل	واقع ہوئے ہیں آج ترے مکر و فن سے ہم
میرے سوال وصل کا دیتا نہیں جواب	احو کم سخن بتنگ ہیں تیرے دہن سے ہم
خوشبوے زلف یارہن دن رات سونگھتے	بہتر کہیں سمجھتے ہیں مشک ختن سے ہم
کیا خار کھا رہی ہو گلستان میں عندلیب	خوش ہیں جو وصل و لبر گل پیرہن سے ہم
سلطنت نجف میں ابکی جو پہونچا بیگناہ	آئین گے پھر نہ مرقد شاہ زمن سے ہم



عمر و نے آکر امیر کو سبھایا عرض کی او شہر یار کیوں آپ استقد ر بقیرا رہیں صاحبقران نے  
 فرمایا کہ اول تو مجھ پر یہ سہرہ گزرا کہ جملہ سردار میرے آپس میں لڑ بھڑ کر قتل ہوئے اب میں  
 ایسے سردار کہان پاؤنگا دوسرے یا دملکہ سلما کے گوہر پوشش عمر و نے کہا او شہر یار  
 آپ ناحق ملول و خزین ہیں لندھو ر کو میں نے ابھی دیکھا کہ بارگاہ سے نکلے تھے برائے  
 رفع حاجت گئے ہیں دوسری طرف سے مالک نکلے آپس میں دونوں بہ محبت باہیں  
 کر رہے تھے کتے تھے صاحبقران نے کیوں دیر کی قلعے پر بلوہ نہیں کرتے امیر نے  
 فرمایا خواجہ برائے خدا میرے رفیقوں کو بلاؤ میرے دل پر چھری چل رہی ہو عمر و نے  
 جا کر مالک و لندھو ر سے کہا کہ آقا بہت بقیرا رہیں چلو تم سب صاحبوں کو بلایا ہو  
 لندھو ر و مالک و جمہور و فرائمز و غیرہ سب سردار صاحبقران کے آئے امیر نے  
 فرمایا بار و تمھارے واسطے میں بہت بقیرا رہتا یہ کیا جہالت تھی کہ آپس میں لڑے  
 سب سردار ہنسنے لگے کہا او شہر یار ایسا نہ فرمائیے ہم لوگ تو اپنے اپنے خیموں میں  
 سوتے تھے ایسی بے ادبی ہم سے نہیں ہوئی صاحبقران نے فرمایا میں نے سب کے  
 لاشے صحرا میں جا کر دفن کیے تم لوگ بالکل انکار کرتے ہو عمر و نے عرض کی کہ او  
 شہر یار یہ بھی شعبدہ حکیم آغاز مصری کا تھا کہ دن بھر آپ کو ملول و خزین رکھا یہ  
 شکر امیر نے فرمایا ایسی سزاؤنگا کہ عمر بھر یاد کرے سردار وں نے عرض کی ایسے بزرگ  
 کے بارے میں کچھ نہ فرمائیے صاحبقران فرماتے ہیں دیکھو تو یار و کیا شعبدہ اُسے  
 دکھلایا ہو میں کل سے پریشان ہو رہا ہوں غم و الم کا سامنا ہو دیکھیے اب کیا ہو  
 جملہ سردار بیٹھے صاحبقران نے دربار برخواست کیا سردار رخصت ہو ہو کر امیر سے  
 اپنی اپنی بارگاہ میں گئے آپس میں جا بجا یہی ذکر ہو کہ یار و دیکھو کیا سہرہ گزرا امیر  
 ہم سب کو متہم کرتے ہیں ہم لوگ اپنی بارگاہ سے نہیں نکلے ناحق کی تہمت ہو لیکن  
 صاحبقران چہر کھٹ پر آکر بیٹھے دن بھر کے تنھکے ہوئے تھے آنکھ بند ہو گئی جب  
 صاحبقران سوئے کسی نے جگا دیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا مالکہ سلما سامنے  
 کھڑی ہوئی عرض کر رہی ہیں کہ او شہر یار کیا بیان کروں اپنا تو یہ حال ہے نقطہ



سو نگھے کبھی جو آ کے مرے گلبدن کی بو  
آتی ہو مجھ کو یا د جو اس گلبدن کی بو  
ہم کی جو باغ میں مرے غنچہ دہن کی بو  
پھولوں سے کام ہو نہ غرض عطر سے مجھے  
کو چے میں اسکے آ کے ابھی آشیان بنا  
بوسہ لیا جو میں نے معطر ہوا دماغ  
ای بار آگئی تن بیجان میں میرے جان  
سہ طوٹ خدا سے مانگتا ہوں روزیہ عا

پھر عندلیب کو نہ خوش آئے چین کی بو  
گلشن میں سو نگھتا ہوں گل یمن کی بو  
شرماگئی چین میں گل نستر کی بو  
میں روز سو نگھتا ہوں ترے پیر کی بو  
بہل جو سو نگھ لے مرے رشک چین کی بو  
بہتر ہو بوسے گل سے تمہارے دہن کی بو  
آئی دماغ میں جو ترے پیر دہن کی بو  
پھر سو نگھوں جا کے مرقد شاہ زمیں کی بو

یہ اشعار پڑھ کر سلیمان نے کہا اوشہریار اُٹھیے یہ وقت ہو کہ گل مرا دکھلا ہو بوسے اسکی تمام  
باغ معطر ہو رہا ہو صاحبقران اُٹھے بارگاہ سے نکلے آگے آگے سلیمان پیچھے پیچھے امیر  
دو وزن لشکر سے نکل کر صحرائیں جب پہونچے امیر نے فرمایا ای ملک عالم ذر اٹھ جاؤ ملک  
سلیمان شہر میں امیر نے ہاتھ تمام لیا کہا اوشہر شاہ خوبی و او غنیہ ریاض محبوبی ہم اب  
بہت بیکرار ہیں حکیم صاحب نے بہت شہدے ہمارے ساتھ کیے سلیمان ہنسنے لگی  
کہا اوشہریار آپ مجھے نہ چھوئیے ورنہ بہت پچتا لیے گا امیر نے جو بہ نگاہ غور دیکھا  
ایک حبشن سامنے کھڑی بہن رہی ہی امیر نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا کون ہو  
وہ رنگن غرق زمین ہو گئی امیر لا حول پڑھتے ہوئے پٹے بارگاہ میں آئے دیکھا  
عمر و دور رہا ہی امیر نے پوچھا کیوں خواجہ خیر تو ہی عمر و نے کہا اوشہریار میں نے  
ابھی خواب دیکھا کہ نور الدین آئے ہیں مگر سر سے پاتک زخمی ہیں میں نے پوچھا کیوں  
فرزند خیر تو ہی جواب دیا اوشہر نامدار میں باغ مراد میں گیا تھا وہاں تلوار چلی بڑے  
بڑے پہلو ان نگہبانان گل مراد میں اگر آپ کچھ مدد کریں تو شاید وہ پھول لے  
میں چاہتا تھا کچھ تدبیر بتاؤں کہ آنکھ کھل گئی آپ کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ عجیب  
شہدے ہیں مجھ کو ملک سلیمان اپنے ساتھ لیگی تھیں راہ میں جا کر جو بہ نگاہ غور دیکھا  
تو ایک حبشن نہایت سیاہ فام بد انجام غرق زمین ہو کر غائب ہو گئی میں پٹا آیا



نگو اس حال میں دیکھا اب میں کہو کیا کروں عمرو نے کہا نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالیٰ ان حکیم  
 کی فکر ہوگی ایسے پریشان ہوں کہ سارے شعبہ کے کرنا بھول جائیں ایک آواز آئی  
 کہ اوسا ربان زادے تیری کیا مجال ہو کہ ہم پر عیاری کرے عمرو خاموش ہو رہا اور کہا اور  
 شہر بار آپ سنتے ہیں یہ حکیم بہت ہوشیار رہتا ہو دیکھیے کیا جواب دیتا ہو مگر اب میں انکی  
 تلاش میں نکلتا ہوں امیر نے فرمایا خواجہ لبسم اللہ خدا تمکو منظر و منظور کرے خواجہ  
 باہناس عیاری لگا کر بارگاہ سے نکلے طرف قلعے کے چلے میدان میں جاتے ہیں کہ قلعہ  
 سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا خواجہ ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے وہ طائر صحرا میں ہر  
 طرف دوڑتا پھرتا ہوا درشل انسان کے آواز دیتا ہو کہ خواجہ عمر و کہاں گئے خواجہ  
 حکیم اوڑھ کر قریب اس طائر کے آئے وہ طائر اپنے پروں کو تول کر اڑ گیا حکیم آغاز مصری  
 قصر عجائب میں بیٹھے تھے طائر کو بھیجا تھا کہ عمرو کو پکڑ لا کہ وہ طائر لیٹ کر آیا مگر ہانپتا ہوا  
 کانپتا ہوا کہا جناب حکیم صاحب عمرو مجھ کو نہیں ملا خواجہ نے یہاں تدبیر کی کہ آپ تو  
 گوشے میں ہو گئے ایک شخص کو زنبیل سے نکالا اسکو اپنی صورت بنایا کہا میدان قلعہ  
 میں جاتے کو چوم کر چلا آوہ جو ان چلا یہاں حکیم نے جو طائر کو مایوس پایا تصویریں  
 کاغذ کی سامنے موجود تھیں ایک تصویر سے اشارہ کیا کہ عمرو قریب قلعے کے پہنچ  
 چکا ہو اسکو جا کر اٹھا لاوہ تصویر چلی بالائے قلعہ سے دیکھا کہ سیدائین ایک شخص چلا آتا ہو  
 تصویر تڑپ کر گرمی ہم صورت عمرو کو اٹھا لیگی خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ میرے  
 ہم شبیہ کو ایک تصویر اٹھا لیگی خواجہ عمرو بقراط ثانی کی شکل بنے تخت زبرجدی پر  
 سوار ہوئے تخت اڑاتے ہوئے چلے یہاں حکیم نے دیکھا کہ عمرو گرفتار ہو آیا ہنس کر  
 کہا اسی منہ پر دعویٰ عیاری کرتا تھا پکار کر آواز دی کہ امونگہ بان عمرو کو لیجا کر قصر تصویر  
 میں قید کرو اب مجھے اطمینان ہوا یہ کہ قصر عجائب میں بیٹھا ہو اوراق شعبہ دیکھ  
 رہا ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا بقراط ثانی تخت اڑاے ہوئے آتا ہو آغاز مصری  
 اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے عمرو نے تخت اُتار حکیم نے  
 بڑھکر ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا اسوقت قدرت کیونکر تشریف لائے غلام نے انتظام



کر لیا کہ عمر کو قصر تصور میں بھیجا اب ارادہ ہو کہ عمر کی سورت بکر صاحب قرآن کو لاؤں  
اسم اعظم سے کچھ نہ ہو گا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجوں گا عمر و نے کہا اے حکیم صاحب  
مجھ کو خیال ہو کہ ایسا نہ ہو عمر و قید سے چھوٹ جائے تو باعث خرابی ہو میں نے بھی کھینچ  
کی ہو حکیم نے کہا یا خداوند آپ تر و نہ فرمائیے اب رفتہ رفتہ طلسم کشا کی بھی تدبیر ہوگی  
افسوس ہو کہ امیر کو اتنا تک میرا خوف نہیں اپنے اسم اعظم پر بڑا گھمنڈ ہو چاہتے ہیں کہ  
قلعے میں داخل ہو جائیں تمام عمر قلعے میں نہ آسکیں گے علاوہ ان شعبدات کے کسی  
ایسے عجائب میں پھنساؤں گا کہ عمر بھر یاد کریں بقراط نقلی نے کہا میں خوب جانتا ہوں  
کہ تم جو تدبیر کرو گے وہ ٹھیک پڑیگی لیکن میں تمہارے واسطے شراب شباب  
لایا ہوں ایک دو قطرے پیو جو ان ہو جاؤ گے شراب شباب کا نام سنکر حکیم نے  
کہا مناسب ہو کہ مجھ کو دیکھیے عمر و نے زنبیل سے ایک شیشی نکالی کہا اے آغاز مری  
یہ وہ شراب ہو کہ جسکو سامری و جمشید نے قصد کیا کہ ہم پین اور انکو ممکن نہ ہو میں  
آج اٹھا لایا کہ اپنے دوست صادق و حکیم موافق کو بلاؤں ہمیشہ ہواں رہو گے  
کبھی زوال نہ آئیگا نصف میں پیو ننگا نصف ٹکڑو دیتا ہوں یہ سنکر حکیم بہت خوش ہوا  
خواجہ نے نصف شراب تو آپ پی اور رہنکر کہا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل  
ہوئی رگین بڑھ رہی ہیں آمد شباب کا اتفاقا ہو حکیم نے کہا مجھ کو بھی دیکھیے خواجہ نے  
شیشی مجھ سے لگا دی حکیم پی گیا جب پی چکا تو زانو پر ہاتھ مارنے لگا کہ اتنا تھا کہ او  
عمر و تو نے غضب کیا کہ مجھ کو شراب پلا دی اب میرا عجیب حال ہو مگر جسو واسطے تو نے  
یہ مشقت اٹھائی وہ آرزو پوری نہ ہوگی عمر و نے جھلا کر کہا او بے وقوف لغو عمر و

عمر و ہوں میں عیار صاحب قرآن تراشندہ ریش کفار ہوں مرا تیز رفتار ہو گرفتار اڑاؤں صبا کے بھی سین ہوش کو دوندہ جہانگرد طرار ہوں	مرے مکر سے کا نپتا ہو جہان زمانے کا مکار و غدار ہوں صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم نہ یاے مری گرد پا پوش کو جہانگیر عالم کا عیار ہوں
--	---



جیسے ہی عمرو نے لغزہ کیا حکیم نے آواز دی کہ او سر لعل السیر مجھ کو بچانا آسمان سے ایک  
 طائر تڑپ کر گرا عمرو نے چاہا جال الیاسی مار کر طائر کو بھی پکڑ لیا مگر طائر نے اس جلدی  
 میں اٹھایا کہ خواجہ جال نکالتے رہ گئے تڑپ کے گرا اور حکیم کو اٹھا لیا خواجہ عمرو  
 ناچار ہو کر رہ گئے اسی تخت پر سوار ہوئے قصر عجائب سے نکلے راہ میں آواز آئی  
 کہ او سا رہاں ز ادے تو نے غضب کیا کہ حکیم ایسے ہوشیار کو دھوکا دیا عمرو کے جو  
 کان میں یہ آواز آئی تخت تو عمرو نے زنبیل میں رکھا آپ حکیم اوڑھ کر غائب ہوا دیکھا  
 کہ آسمان سے اگر ایک طائر اتر اور تخت پر بیٹھ کر زمزمہ سرانی کرنے لگا اس زمزمہ سرانی  
 میں یہ آواز آتی تھی **نظم**

گرفتار ان دام زلف جانان کب نکلتے ہیں  
 رقیبوں کو میسر وصل ہم فرقت میں جلتے ہیں  
 کوئی معشوق لے بوسہ سے دل پیادہ نہیں  
 بڑے بیدار ہیں کس کس طرح تلو تو نہیں  
 کہ بیتا بانہ ہر ہر بات پر آنسو نکلتے ہیں  
 کمر سے وہ لگا کر نیچے اکشر نکلتے ہیں  
 مرے دل کے خدا جانے یہ ارمان کب نکلتے ہیں  
 مری آنکھوں نے طفل اشک کیا گر نکلتے ہیں  
 کہانتک ضبط اب بیان بھی گھٹے منہ نکلتے ہیں  
 الٹا ہوتا زمانہ جب کبھی کروٹ بدلتے ہیں  
 نہیں پھر نمید آتی کروٹ میں شب بھر بدلتے ہیں  
 جو وہ گور غریبانگی طرف ہو کر نکلتے ہیں  
 ہوا ثابت اندھیری رات میں تاری نکلتے ہیں  
 چلین گے ساتھ ہی ہم بھی ذرا کپڑے بدلتے ہیں  
 پھر آئے لکھنؤ میں کیوں کہتے افسوس ملتے ہیں

پریشان ہیں بلا میں پھنس گئے ہیں ہاتھ ملتے ہیں  
 انھیں دل کیوں دیا اسپر کف افسوس ملتے ہیں  
 صدا دیتے یہ ہم باز اراقت میں نکلتے ہیں  
 حسینان جہان افسوس دل عشاق کو لیکر  
 دیکھ دل کو مرے اس ترک نے ایسا دکھایا  
 عدم کا شوق ہو اکدن گزار کھانگے ہم جا  
 گلے سے وہ لپٹ کر دیکھیے دیتے ہیں کب کو  
 کسی کس جبین کی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہو  
 جفا میں انکی وان حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہیں  
 ہمارے دل کی بیتابی بھی اک طرف قیامت ہو  
 تمھاری چاند سی صورت جو نکھو یاد آتی ہو  
 غبار اڑاڑ کے مبرائے دامن سے لپٹتا ہو  
 وہ افشان اپنی زلفوں پر چھڑکتے ہیں شاہ  
 ٹھہر جاؤ کوئی گدے عدم کے جانب والوں نے  
 زیارت کو حسین ابن علی کی جا کے ایسے طوطے



اُس طائر نے ہر چند آوازین دین مگر خواجہ نے کلیم نہ اُتاری اور اُسے ہوسے ایک گوشے میں کھڑے رہے آخر طائر نے شاخ نخل سے پرواز کی اڑ کر قلعے میں جا کر غائب ہوا خواجہ نے اب کلیم اُتاری طرف لشکر کے چلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہود وڑا ہوا آتا ہو خواجہ نے آہود کو دیکھ کر حلقہ ہاسے کمند زمین میں لگا دیے اور آپ گوشے میں چھپ کر بیٹھے وہ آہود وڑا ہوا آیا حلقہ ہاسے کمند میں پہونچا خواجہ نے جھٹکا مارا وہ آہود گرا عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ سر آہود کا اڑ گیا آہود کے مرنے ہی اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرانام من آہوان جادو بود مار کر آہوان کو خواجہ آگے بڑھے حکیم قصر عجائب میں بیٹھا ہو کہ ایک تصویر نے ہنس کر کہا کہ حکیم صاحب مبارک ہو آہوان مارا گیا حکیم نے یہ سن کر ایک نعرہ آہ کیا مٹھ سے ایک شعلہ آتش نکلا طرف آسمان کے وہ شعلہ چلا خواجہ جاتے ہیں کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نرگاؤ پر سوار آتا ہو آدھا جسم ڈھلکا ہوا نہ میں پر آدھا بر سر پشت نرگاؤ خواجہ سمجھ گئے کہ میری فکر میں آتا ہو خواجہ نے زنبیل سے ایک آدمی نکالا اپنی صورت بنا کر ایک مقام پر بٹھا دیا وہ نرگاؤ سوار آیا اُس مقام پر آکر اُترا عمرو نقلی کو اُٹھا لیا کمر سے خنجر نکالا اُسکا سر کاٹ کر ڈال دیا اور پھر پشت نرگاؤ پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا یہاں حکیم تو قصر عجائب میں بیٹھا ہو کہ ایک تصویر رفتہ رفتہ مار کر ہنسی کہا جناب حکیم صاحب آپ کو کیا معلوم ہوا عمرو نے ایک گنگار کو قتل کرایا خود صحرائے عجائب سے نکل گیا اب لشکر میں اپنے پہونچا چاہتا ہو نرگاؤ سوار آیا اُسے مونچھوں پر تاؤ پھیر کر کہا جناب حکیم صاحب میں نے عمرو کو قتل کیا حکیم نے کہا ادبی قوت وہ عمرو نہ تھا عمرو قریب لشکر کے پہونچا ہو اب داخل لشکر ہوا چاہتا ہو ایک گنگار کو اُسے قتل کرایا نرگاؤ سوار نے کہا میں ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہوں یہ کہنے پھر بھاگا یہاں خواجہ نے دیکھا کہ صحرائے گرد اُڑی وہی نرگاؤ سوار آتا ہو خواجہ سمجھ گئے کہ پھر میری فکر میں آتا ہو جھٹکا خواجہ نے ایک شیر مقو سے کا زنبیل سے نکالا ایک نخل کے نیچے بٹھا دیا آپ فوراً جا کر ایک گوشے میں چھپ گئے اُس نرگاؤ سوار نے قریب آ کر دیکھا کہ ایک شیر



بیٹھا ہر دونوں سینگہ اپنے ترگاؤ نے شیر پر مارے شیر کا کاغذ کا تھا سینگ پر نے سے  
 پھٹ گیا جیسے ہی سر چٹپا سر سے شیر کے ایک دھوان نکلا ترگاؤ اور سوار کے دماغ  
 میں پہونچا دونوں بیہوش ہو کر گرے خواجہ نے دونوں کے سر کاٹ لیے ایک  
 اندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من گاو سوار جادو و بود خواجہ انکو مار کر  
 طرف لشکر کے چلے قضاے کار صاحبقران زمان کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے  
 خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار اُسے فر وای یک راستان خبر یار ما بگو ملہ جوا  
 گل بلبیل بستان سرا بگو ملہ خواجہ عمرو نے دیکھا آواز دی کہ او شہریار یہ حکیم برا ہوشیار  
 ہو یہ عنایت پروردگار میں پہونچا اُسکو بیہوش بھی کیا مگر وہ غائب ہو گیا کنارے تک  
 لشکر کے اُسے برابر سا جو بھیجے سب میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی ترگاؤ سوار  
 کو میں نے مارا مگر او شہریار خدا اُس سے محفوظ رکھے دیکھیے کیا شعبدہ دکھایا تھا  
 کہ سردار آپ کے مارے گئے انکو خبر بھی نہیں ہوئی مگر خیر شکر ہو کہ ابھی تک کوئی  
 نقصان نہیں ہوا لیکن درپے آزار ہو صاحبقران اس فکر میں کھڑے تھے کہ  
 دیکھا سامنے صحرا میں ایک قصر ظاہر ہوا سر قصر پر ایک مرغ بیٹھا ہوا بانگ دیر ہوا  
 جس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ کبھی صدائے پیہات ہو اور کبھی صدائے افسوس ہو  
 صاحبقران نے فرمایا خواجہ دیکھو یہ قصر کیسا ظاہر ہوا اور یہ مرغ کیسی بانگ دیتا  
 ہو میں اس مرغ کو مارتا ہوں یہ کہہ کر صاحبقران نے کمان کیانی ووش سے اتاری  
 تیر بجر کمان میں پیوست کیا تاک کہ اس مرغ کو مارا تیر جا کر مرغ کے سینے پر پڑا توڑ کر  
 پشت کو پار گذرا طائر بلک کر اپنے مقام سے اڑا آواز دی یا صاحبقران آپ نے  
 غضب کیا کہ طیران جادو کو مارا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا بعد  
 تھوڑی دیر کے دیکھا کہ چند نازنینان مدجبین غول باندھے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ  
 پڑھتی ہوئی آتی ہیں **تلم**

رقیب دل میں عداوت سے خار رکھتے ہیں  
 ازل سے شوق سے خوشگوار رکھتے ہیں

جو تجھے عشق ہم او کا عذار رکھتے ہیں  
 شراب پینے سے ہم کو نہ منع کرزا ہر



مہ صیام میں نہ تہا د کے جلا نے کو  
 کبھی نہ چھوڑینگے وہ میرے طائر دل کو  
 مکان عمر و ولہ و زہ میں کیوں کریں تعمیر  
 تمھاری تیغ نگہ سے ہوے ہیں ہم مجروح  
 رفو کرینگے گریبان قیس میں جا کر  
 اگر تمھیں نہ یقین ہو تو دیکھ لو منہ کو  
 ہزارہ در و جدائی ہو منہ سے آفت نکرین  
 عجیب کرتے ہیں احسان ہماری روح پر  
 شراب کی ہیں ساتھی کچھ احتیاج نہیں  
 تصور اس رخ رنگین کا ہو سدا سلطوت

بغل میں شیشہ مودہ خوار رکھتے ہیں  
 سنا ہو میں نے کہ شوق شکار رکھتے ہیں  
 کہ ہم تو زندگی مستعار رکھتے ہیں  
 جاگر بھی سینہ بھی دل بھی نکار رکھتے ہیں  
 ہم اپنی جیب میں دو چار تار رکھتے ہیں  
 مثال آئینہ دل خاکسار رکھتے ہیں  
 ہم اپنے دل پہ ابھی اختیار رکھتے ہیں  
 جو آکے پھول بروے مزار رکھتے ہیں  
 مود لائے شہ ذوالفقار رکھتے ہیں  
 نئے چمن کی نظر میں ہمارے رکھتے ہیں

اس لطف سے اُن نازنینان مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران اُنکے پیچ میں  
 ہو گئے ہر چند عمر و نے پکارا کہ یا امیر آپ کہاں جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا  
 اُن نازنینوں کے ساتھ قصرین داخل ہو گئے امیر نے جا کر دیکھا کہ وہ نازنینان  
 مہ جبین غائب ہو گئیں قصر نہایت تکلف سے آراستہ ہو کھانا وغیرہ رکھا ہی جا چکا  
 گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی موجود ہیں چند ساتھی بچے بھی حاضر ہوئے جام  
 ارغوانی لبریز کیا صاحبقران نے جام پیا اُسکا یہ انجام ہوا کہ دوسرا دروازہ قمر کا  
 کھلا دیکھا سب کے پہلے ملکہ سلما کے گوسہر پوش آکر تخت پر بیٹھیں بعد تھوڑی  
 دیر کے ملکہ گلگونہ آئیں آکر سلما کو سلام کیا پہلو میں آکر بیٹھ گئیں دست بستہ عرض  
 کی کہ او ملکہ عالم ہم آپ کی کتیر ہیں عنایت فرمائیے گا پھر گلگونہ نے اٹھ کر جام لبریز  
 کیا ملکہ سلما کو دیا سلما نے وہ جام پیا مسکرا کر صاحبقران سے پوچھا او شہریار  
 آپ نے مرتبہ میرا دیکھا ہم لوگ جو آپ کے ساتھ ہونگے تو بقراط کو خون پیدا ہوگا  
 بقراط وہ شخص ہو کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دے طبقات زمین ہلا دے جسدن  
 اس سے سرکہ پڑیگا حکیم آغاز مصری والد اس حقیرہ کے برائے مدد حضور آویں گے



کمال حکمت دکھائیں گے تب بقراط شکست کھائیگا بھاگ کر قصر مرواں بدین جاے گا  
وہاں جا کر خوب لڑیگا اہل فوج حضور کے پامال ہونگے تب آید طلسم کشا ہوگی جب  
وہ آکر یوح چکائیں گے تب اُسکے سحر سے مہلت ملیگی امیر نے یہ سُکر ہاتھ بڑھا یا قصد  
کیا کہ ہاتھ ملکہ سلما کا تمام لون سلما اٹھیں طرف دروازے کے چلین صاحبقران  
بھی ساتھ ہی اُٹھے کہ دامن سلما تمام لون گلگونہ نے دوڑ کر امیر کو روکا کہا دیکھیے  
گستاخی نہ کیجیے امیر پلٹے کہ گلگونہ کو مارون دامن اپنا چھڑا لون حرز ہیکل جو چکی  
سلما تو نکل گئیں صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا کہ دروازے اُس مکان کے بند  
ہو گئے امیر نے ایک دروازے پر ہاتھ رکھا اور اسم اعظم اتنی پڑھا ایک دن ٹاٹا ہوا  
اور دروازہ کھل گیا امیر باہر نکلے قصر گر پڑا صحرا سے ویران معلوم ہونے لگا دیکھا  
بونڈے گرد کے بلند ہیں خاک اُڑ رہی ہو لشکر اپنا اُسی صحرائین اُترا پایا سرداروں نے  
جو صاحبقران کو دیکھا براے استقبال دوڑے صاحبقران کو ہمراہ لیکر بارگاہ  
میں آئے مگر حکیم آغاز مصری قصر عجائب میں بیٹھا ہو کہ احوال معلوم ہوا کہ امیر قصر  
رنگارنگ میں گئے اور بخیر و خوبی نکل آئے مگر اعزاز و اکرام سلما انپر ظاہر ہو حکیم  
قصر عجائب سے اُٹھا باغ میں ملکہ سلما کے آیا بیٹی کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظریہ  
مقام فخر ہو کہ صاحبقران جد طلسم کشا ہیں وہ تم پرائل ہوئے تو تمکو چاہیے ہو کہ  
یکایک نہ ملو اعزاز اپنا بڑھنے دو باغ گلستان کا راستہ اُنکو بتاؤ آخر میں تمھارے  
اُنکے مقابلہ ہوگا چار پہر لڑنا پھر چھوڑ کے چلی آنا مگر اسطور سے جانا کہ اُنکو ثابت  
ہو جاے کہ یہ ملکہ سلما سے گویا پوش ہیں پھر میں سمجھ لوں گا میں اُنکی تکلیف نہیں  
چاہتا قواعد طلسم صرف کر رہا ہوں آخر میں مجھ سے زیادہ اُنکا کون خدا شکرزا رہو  
بقراط کو ایسا حیران کروں کہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مرواں بدین  
پہنچے کسی طور سے قصر مرواں بدین بھی فتح کر اُنکا اس ملعون نے دعویٰ خدائی کیا  
دل میں آیلے پڑے ہوئے ہیں ہمیشہ مجھ سے کہا کرتا تھا کہ مجھکو سجدہ کرو میں نے حیلہ  
کر کے ٹالا آج تک اُسکو سجدہ نہیں کیا اب جاؤ باغ گلستان میں اپنے کو پہنچاؤ



یہ لشکر عند سلما گھوڑے پر سوار ہو گئیں اور نقاب چہرے پر ڈال لی مرکب اڑا کر چلیں  
یہاں صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ہر کارون نے خبر دی کہ کنارے پر لشکر کے  
ایک نقابدار کھڑا ہوا حضور کو بچار رہا ہو صاحبقران نکلے نقابدار نے گھوڑا اپنا  
بڑھایا امیر نقاب میں چلے غفوڑی دور جا کر وہ نقابدار غائب ہو گیا امیر سحر میں  
پھر رہے ہیں کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے کئی سوناز نیتان مجھ میں  
آپس میں چلیں کر رہی ہیں سلما کے گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہیں بعد ناز گلشنانی  
کر رہی ہیں صاحبقران نے جو سلما کو دیکھا چاہا کہ گلے لگا لوں ملک سلما کرسی سے  
اٹھیں مادیان تیار کھڑی تھی فوراً پشت مادیان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئیں امیر  
نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر سامنے ہو لشکر میں آکر بارگاہ میں بیٹھے خواجہ عمر و نے پوچھا  
کہ امیر یا کہ کمان تشریف لیگئے تھے امیر نے فرمایا خواجہ عجب معرکے گذر رہے  
ہیں سلما ملاقات نہیں کرتیں دھوکا دیکر چلی جاتی ہیں اب تک انکا مشتاق ہوں  
یہ تو کرتھا کہ مہرا سے گرد آڑی دیکھا آگے آگے نقابدار مرصع پوش پشت پر دو  
لاکھ نیزہ دار گھوڑے عربی زبیران نقابدار آکر اترا طبل جنگی بجوایا ہر کارون  
نے امیر کو خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش بر سر حرب و پیکار ہوئے طبل جنگی بجوایا  
امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے دونوں لشکر زمین طبل جنگی  
تیار بیان ہونے لگیں رات بھر تیاری ہوئی جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا امیر نے  
نماز صبح پڑھی اب وہ وقت آیا کہ نیر عظم آفتاب عالم تاب مع نیزہ ہارے ضیا و شعل  
میدان چرخ زبردی میں آیا اپنی تیزی دکھانے لگا فوج سیارگان بھاگی امیر  
باتوقیر بھی لشکر لیکر میدان میں آئے ایک طرف سے نقابدار مع لشکر کثیر آیا  
جب دونوں لشکر میدان کارزار میں آچکے جانبین کی صفیں جھین نقیبوں نے  
نقابت کی کڑکیت کرکے کھڑے نقابدار نے مرکب میدان میں نکالا پکار کر  
آواز دی کہ صاحبقران زمان کہاں ہیں مقابلے میں نہیں آتے صاحبقران  
نے مرکب صف سے نکالا جیسے ہی سامنے پہنچے نقابدار نے بڑھ کر نیزہ مارا



آپس میں تیرہ چلنے لگا دو گھڑی برابر نیزہ چلا صاحبقران نے تیرہ نقابدار کا نکالا اب  
نقابدار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار  
کو تلوار پر روکا نقابدار نے جھپٹ کر گریبان میں ہاتھ ڈال دیا دونوں گھوڑے سے  
اترے آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں کس نہ ورو شور سے لڑ رہے ہیں جانبین کے  
لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی صاحبقران نے  
ہر چند چاہا کہ زیر کروں مگر ممکن نہ ہوا جب دن کم باقی رہا تو نقابدار امیر کو روک کر کہڑا  
ہوا کہ یا صاحبقران ہمارا دستور نہیں کہ شب کو مقابلہ کریں اب میں رخصت ہوتا  
ہوں ہر چند کہ امیر ستیزندہ ناگزیر نہ ہوں مگر سوچے کہ اگر شب کو مقابلہ ہوگا تو خرابی  
پڑے گی کچھ جواب نہ دیا نقابدار امیر باتوقیر کو چھوڑ کر پشت مرکب پر سوار ہوا مادیان جو  
ترپی گوشہ نقاب چہرے سے ہٹ گیا امیر نے دیکھا کہ ملکہ سلیمانے گوہر پوش مادیان  
کو اڑاتی ہوئی روانہ ہو گئیں بارگاہ میں بھی سب لدین ہمارا ہیان لشکر بھی روانہ ہو گئے  
صاحبقران رنجیدہ پٹے لگڑا انتشار ہو سزنگون ہیں کسی سے کلام نہیں کرتے  
عمرو نے پوچھا کیوں شہر بار باعث انتشار کیا ہوا امیر نے فرمایا خواجہ مقام انتشار  
یہ کہ یہ نقابدار ملکہ سلیمانے گوہر پوش تھیں چار پہر برابر کشتی ہوئی اور میں زیر  
نہ کر سکا معلوم ہوتا ہوں کہ میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہوا میں اب آج سے سپاہ گری ترک  
کر دینگا عمرو نے کہا اس میں کچھ بھید تھا ورنہ کسکی مجال ہو کہ آپ سے لڑ سکے صاحبقران نے  
فرمایا کیونکر معلوم ہوگا کہ کیا بھید تھا یہ کہ صاحبقران چاہتے ہیں کہ تمہیں کھول ڈالوں  
آج سے پہلوانی ترک کروں کہ دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا وہ حکیم پشت پر بارہ چودہ ہزار  
سفید پوش بخور رات سب کے ہاتھوں میں روشن ہیں ایک تخت کو کا ندھا دیے ہوئے  
آئے اس تخت پر تاج رکھا ہو نوبت نقارے بجاتے ہوئے اس عظم و شان سے اگر  
حکیم نے صاحبقران کو سلام کیا اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ عرض کی اور شہر بار آپ  
کیوں ملول و خرب ہیں امیر نے فرمایا میرا رادہ ہو کہ پہلوانی ترک کروں کہ عورت  
سے چار پہر مقابلہ ہوا اور میں اسے زیر نہ کر سکا حکیم نے کہا اور شہر بار اسکا افسوس



نہ کیجیے ملکہ سلما کے گوہر پوش تختی کی حفاظت میں تھیں اسوجہ سے آپ غالب نہیں  
 ہوئے آپ اپنے زمانے کے صاحبزادے ہیں مین شکر پروردگار کرتا ہوں کہ ہمیشہ  
 سے مسلمان ہوں میں یہ چاہتا کہ آپ کو صدمہ پہونچے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ہمراہ  
 چلوں گا قصر مہشت پہل پر مقابلہ پڑے کہ یہ ملعون دعویٰ خدائی کیے ہوئے بیٹھا ہوا  
 ہوا اسکو سزا دے کہ یہ قصر مہشت پہل سے بھاگے اور قصر مروارید میں پہونچے  
 وہاں چلکر گھیریے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمائیے گا مگر اب قلعے میں تشریف لے چلیے  
 آج حضور کی دعوت ہو صاحبزادے ان زمانہ ہمراہ حکیم کے مع سرداران نامی باتین  
 کرتے ہوئے چلے مگر حکیم عمرو کو دیکھکر کہتا ہو کہ یا صاحبزادے ان زمانہ عیار آپ کا بلا  
 روزگار ہو مجھکو جا کر بیہوش کیا تھا مگر میں نے حفاظت اپنی کر رکھی تھی میں نکل گیا  
 ورنہ خواجہ کی عیاری میں آگیا تھا خواجہ عمرو خاموش باتین حکیم کی سنتے ہوئے  
 آتے ہیں کتنے ہیں جناب حکیم صاحب حقیقت میں آپ بہت ہوشیار ہیں کہیں ایسی  
 تکلیف نہیں پڑی آپ کے واسطے بڑی فکر میں کہیں حکیم صاحب صاحبزادے کو لیے  
 ہوئے بہ عظم و شان تمام بہ کیفیت مالا کلام قلعے میں آئے امیر نے دیکھا شہر آباد بہت  
 پاکیزہ ہر دکاندار مرقہ حال تاجر صاحبان جاہ و جلال جس راہ سے سواری صاحبزادے  
 کی گذری دکاندار براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے تھے  
 کہ پروردگار اس شہر یار کو سلامت رکھے یہ وہ شہر یار ہیں کہ انکے عہد سخاوت ہند  
 میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہو قواعد مذہب کے پابند پڑے ہو شہنشاہ امیر سب کا  
 سلام لیتے ہوئے قصر رفعت میں آئے تخت یا قوت احمد وہاں بچھا تھا حکیم نے عرض  
 کی حضور تخت پر قدم نہ رنجہ فرمائیں امیر نے فرمایا خدا امیرے تاجدار کو سلامت رکھے  
 میں سپہ سالار لشکر ہوں میں تخت پر نہیں بیٹھتا آپ تخت پر تشریف رکھیے حکیم نے  
 کہا میں صاحب خانہ ہوں میں خدمت گزار می کروں گا یہ کہلے پلٹ کر خدمت گزار سے کہا  
 ملکہ سلما کو بلا لا کہنا اے نور نظر او صاحبزادے ان تشریف لائے ہیں خدمت گزار نے جا کر  
 ملکہ سے اطلاع کی ملکہ خوش ہو گئیں کنیزوں کو ساتھ لیکر چلین صاحبزادے بیٹھے تھے



کہ ملکہ سلما کی آمد ہوئی چند نازنینان مہ جبین آکر کرسیوں پر بیٹھیں ملکہ سلما بھی آکر بیٹھیں  
امیر نے دیکھا ملکہ دریاے جواہر میں غوطہ زن ہیں لباس فاخرہ پہنے ہوئے چہرہ آفتاب  
عالم تاب حسن میں لا جواب ملکہ نے آکر امیر کو سلام کیا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ  
تخت پر قدم نہ بچھو فرمائیے ملکہ جو آکر تخت پر بیٹھیں ہمراہ کائنیں بھی موجود تھیں ساز  
درست کیے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظر

کیون نہ ہو فوط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ  
لخت دل کے لعل اشک خونکے دوخین نارخ  
پانوں سے ہولال مہر اسر سے ہو کسار سرخ  
ہو گیا حدت سے فوراً خنجر خونخوار سرخ  
دفعۃً ہو جائیں گے چاروں ہم رہوار سرخ  
عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ  
ہو گیا پچھا ہے کامیر سے مرہم رنگار سرخ  
خون سے عاشق کے ہر جس ترک کی تلوار سرخ  
صحبت گل سے نہ برسو نین ہوئی منقار سرخ  
آجکل رہتا ہے سارا جوہری بانہ ار سرخ  
ہو خوشی سے رنگ روئے نرگس پیار سرخ  
کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

آج جب کپڑے پہنکر باغ میں وہ بار سرخ  
ہو جو منظور نظر او یا رہنکو بار سرخ  
پوچھیے میرے جنون کو قہیں اور فرہاد سے  
ذبح جب مجھ سوختہ تن کو کیا اُس ترک نے  
روند تو آکر ہماری لاش کو اوشوسوار  
موتیوں کا ہار پہنے ہو جو وہ رنگین ادا  
زخم دل دست حسائی سے جو دیکھا بار نے  
حشر کو پیش خدا کھدو گناہ قاتل وہی  
بلبلو کیسا تمہیں جو عشق صادق باغ میں  
لعل میرے لخت دل کے ایسے ارزان ہو گئے  
دیکھئے کو باغ میں آئے جو وہ رشک مسیح  
دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو

خوب محفل میں رنگ جما ہوا ہو ملکہ سلما تخت پر حکیم صاحب مصروف خدمت گزار ہی کہ ایک  
آواز مہیب آئی کہ او حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان میں ہمارے دشمن کو جگہ دی اور  
بیٹی کہ جس پر ہماری نگاہ پڑتی تھی اسکو سامنے کر دیا اب تیرا کیا حال کروں دیکھا بقراط  
دربار گاہ سے پیدا ہوا حکیم صاحب تو ایک گوشے میں چھپے صاحب قفران تیغہ کشیک  
اٹھے فرمایا او بیچیا خبر دار حکیم کو نہ ستانا بقراط نے کہا حمزہ بیٹھو میں تم سے کب خوف  
کرتا ہوں یہ کہکے جھپٹ کر ملکہ سلما پر گر آکر میں بچہ دیکر لے آٹا حکیم روتا ہوا سامنے



آیا کہا اور شہر پار غضب ہوا کہ سلما کو بقراط لیگیا خواجہ عمر و اپنے مقام سے اٹھے کہا حکیم صاحب میں تلاش میں اس معشوق کی جاتا ہوں مگر خوف ہو کہ ایسا نہ ہو قمر خندار لہجائیں اور مجھ کو روکین تو کچھ روپیہ دلو ایسے کہ میں سود تو ادا کر دوں حکیم صاحب نے ایک کوٹھا کھوکھو لکھو کھلایا کہ نہر ارطاؤسان یا قوت احمد اسمین بھرے ہوئے تھے کہا خواجہ یہ سب آپ کا حق ہو خواجہ نے کہا میں دو چارہ لون حکیم نے کہا بس انکو ہاتھ نہ لگائیے جب سلما کو رہا کر کے لائیے گا تو کل کوٹھے پر اختیار ہو قبضہ کیجیے گا اور قمر و اریذ نگار میں ایک کوٹھا ہو کہ اسمین سب موتی بھرے ہیں سوائے میرے اسکو کوئی دوسرا نہیں جانتا وہ خدمت میں حاضر کرونگا خواجہ عمر و خوش ہو گئے ہا نہا سے عیار ہی لگا کر اٹھے مگر بقراط جو سلما کو لیکر چلا سامنے کوہ احتشام کے پہونچا ملک احتشام جاو و بالا سے کوہ بیٹھی تھی کئی سو کنیزیں گردائے جو آد بقراط دیکھی کئی سو طائر زمرہ سرائی کرتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے سمجھی کہ اب بقراط آتا ہو مسند سے اٹھی کنیزوں کو ساتھ لیکر صفت باندھ کر کھڑی ہوئی بس جیسے ہی بقراط سامنے پہونچا احتشام نے جھک کر سلام کیا بقراط نے جمال جہان آراے احتشام دیکھا کہ چہرہ چمک رہا ہو معلوم ہوتا ہو کہ گرد ماہتاب ہالہ پڑا ہو چہار جانب کنیزیں مثل سیارگان بیچ میں وہ ماہ تابان ملک نے کہا کہ یا خداؤ آئیے آج کہاں تکلیف فرمائی بقراط نے کہا سلما سے گوہر پوشش کو لیے جاتا ہوں احتشام نے کہا مقام تاسف ہو کہ ہمارے کوہ کے سامنے سے جائیے اور یہاں تشریف نہ لائیے بقراط یہ سنکر اتر پڑا مسند پر آ کے بیٹھا سلما کو سامنے رکھ دیا ابج سلما کی آنکھ کھلی اپنے کو کوہ احتشام پر پایا بقراط سامنے بیٹھا ہو آنکھوں میں آنسو بھر آئے بیباختہ پیکار اٹھی اور یہ اشعار بہ آواز بلند پڑھنے لگی نظر

نکالے خوب بعد زج میں نے حوصلے دل کے	دہان زخم نے بو سے یے شمشیر قاتل کے
غضب ہو کر جو دیکھا آج اس سفاکے مجھ کو	ہوئے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے
اچھا تو تم نے اپنے ہاتھ میں شیشے سے ناز کر کے	مجھے ڈر ہی نہ ہو جائیں کہیں ٹکڑے مرے دل کے



منہایت ناز ہو صاحب کو اپنی خوش بیاہی پر  
لگایا ہاتھ گردن پر جوہرین تلواری کا اُسے  
غش آیا حسن لبلی دیکھ کر مجنون کو صحرائیں  
زبان حال سے یہ مہر کا ہو قول گردون پر  
شریک بزم ہوں اک لحظہ پر یونکی جیسرت ہو  
تیرے دیوانے کا جب خانہ زندان میں دم نکلا  
خدا دست طلب کو تارہ گر رکھے تو بہتر ہو  
روان رہتا ہو دریا آلود کا چشم گریبانے  
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سطوت

ذرا گلشن میں چلے پیچھے سینے عنادل کے  
مرے سر نے لیے کیا گر کے بو سے پاؤ قاتل کے  
قیامت ہو ہو اسے اڑ گئے پر دے جو محل کے  
بہت مدت سے ہیں ہم سر یکت مشتاق قاتل کے  
ہوے ہیں قاف سے تاقاف شہر و انکی محفل کے  
فغان کرنے لگے کس درد سے حلقے سلال کے  
عجب ہوتا ہو اک رنگ خجالت منہ پر سائل کے  
گمان ہیں آشنا و نکو مری مژگان یہ سائل کے  
گئے گھر اپنے احباب اقربا سارے گلے مل کے

قضاے کار گان گاتے گاتے کسی کام کو اٹھی زیر کوہ آئی اُدھر سے خواجہ آئے تھے خواجہ  
نے گان کو بیوش کیا اسکی شکل نیکر بالائے کوہ آئے مقام پر گان کے بیٹھے کچھ اشعار  
گائے بقراط بہت خوش ہوا عمرو نے کہا یا خداوند مجھ کو آپ نے کمال دیا ہو اگر حکم ہو  
تو ساتی گری کروں کوئی باقی نہ رہے بقراط نے احتشام سے اشارہ کیا کہ کلید  
میخانہ اسکو دید و احتشام نے کنجی میخانے کی نکال کر حوالے کی خواجہ کنجی لیکر میخانے  
میں آئے پکار کر آواز دی ہم ساتی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہیگا کنیرین دوڑیں اور  
گلابیان اٹھا کر لیگیں کسی نے پتلے اٹھالیے تھوڑے عرصے میں سب ملازم ملکہ  
احتشام جادو کے شراب اٹھا کر لیگے خواجہ نے چالیس گلابیان بہ تکلف آراستہ  
کین اسکو لیکر محفل میں آئے بقراط نے ہنس کر کہا کہ او احتشام گان تمھاری بڑی  
سلیقہ دار ہو کس تکلف سے شراب لائی ہو جی چاہتا ہو کہ بلا تامل پیچھے خواجہ نے لا کر  
شراب رکھی گھنکر و پائون میں باندھے گت ناچنا شروع کی آنکھ ملا کر بقراط سے  
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دل یہ بچپن رہا چہن نہ آیا مجھ کو  
یار نے حسن کا جلوہ جو دکھایا مجھ کو

چہرہ اس شوخ نے جسد نہ دکھایا مجھ کو  
مثل موسیٰ کے نظر کی تو غش آیا مجھ کو



تیرے ہاتھوں میں رقیبوں نے لگائی مچھری  
میں تو واقف بھی نہ تھا عشق محبت کو بھی  
کچھ خبر تھو جھکو نہیں احوں صنم پر وہ نشین  
واہ رے شوق ہوا سنتے ہی میں شادی کر  
احوں فلک اس سے ہوا تھو جھکو جھلا کیا حال  
استخوان تک سگ و لدار کے قابل نہ رہے  
خوف سے زرد ہوا رنگ مرے چہرے کا  
خیر پہنانے کی تقسیم کیے خم کے خم  
پھر رقیبوں میں کسینے نہ اٹھا یا سطرطوت

میری تقدیر نے یہ رنگ دکھایا مجھ کو  
میٹھے جھلاے ولا تو نے ستا یا مجھ کو  
در بدر تیری محبت نے پھرایا مجھ کو  
مردہ وصل جو فاصدے سنا یا مجھ کو  
میرے محبوب سے کیوں تو نے چھرایا مجھ کو  
آتش عشق نے اس درجہ جلا یا مجھ کو  
شب فرقت نے جو میں آکے ڈرایا مجھ کو  
تو نے اک جام بھی ساقی نہ پلا یا مجھ کو  
رات کو نرم میں انکی جو غش آیا مجھ کو

اس رنگ میں خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ بقرا طاسہ موت ہو گیا خبر آئندہ گذشتہ  
کی فکر نہ رہی خواجہ نے سر پر رکھ کے جام دیا بقرا طاسہ نے دونوں ہاتھ بڑھائے  
جام لے لیا لبوں سے لگا کر پی گیا اب عمرو نے پلٹ کر احتشام کو جام دیا  
احتشام حیران ہو کہ آج گلنار نے یہ کمال کہاں سے پیدا کیا کس لطف سے ہر  
گزار ہی ہو اور سر سے شراب پلا رہی ہو اب تو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے  
میں سب بیہوش ہوئے خواجہ نے اول سلما کو رہا کیا نہ بان سے جو سلما کی سوزن  
مکلی سلما اٹھی چاہا بقرا طاسہ پر کرک کر گروں خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا سلما نے کہا  
خواجہ اس مرتد کو چھوڑتے ہو اگر یہ قتل ہو جائے تو بڑا مطلب حاصل ہووے  
سار اطلسم یوں ہی پڑا رہا جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ سلما کا پکڑا زمین شق  
ہوئی ایک پتھر فولادی پیدا ہوا بقرا طاسہ کو اٹھا لیا اب عمرو نے کنیزوں کے  
کپڑے اُتارے زیور سمھون کا اُتار لیا بعضوں کو قتل کیا اب طرف احتشام  
کے چلے کہ اسکو قتل کروں کہ پہلو سے آواز آئی او جلا د خبردار احتشام کو قتل  
نکرنا عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا کہتا  
تھا کہ واہ بی سلما تھنے غضب کیا تھا خداوند کو قتل کراقتی تھیں مگر دیکھا کہ قدرت



کیسے نکل گئے یہ تھکے گور مارا چاہا عمرو کو گرفتار کر لیا کہ سلیمان آگے بڑھ گئیں گوئے کو کاٹا  
 ساحر نے آگ بر سائی شعلے جو چمکے تو منہ بھی برسنے لگا احتشام پر دو چار قطرے جو  
 گرے احتشام کی آنکھ کھلی دیکھا محفل میں دریا سے خون بہ رہا ہو کئی کنیزوں کے  
 لاشے تڑپ رہے ہیں للکارا کہ او سلیمان تو نے میرے پہاڑ پر یہ آفت برپا کی اب میں  
 کیا تجھے زندہ چھوڑوں گی احتشام نے اشارہ کیا کہ او سنگ بار جادو واسکو زندہ  
 نہ چھوڑنا اس ساحر نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا پتھر برسنے لگے سلیمان نے آنکھ سے  
 اشارہ کیا جو تھپڑ گرا کنیزان احتشام پر گر اگئی سو کے سر پھٹے جب دیکھا احتشام نے  
 کہ میرے سحر نے میری کنیزوں کو قتل کیا چاہا سانسے سے نکلیاؤں سنگ بار جادو  
 سے کہا یہ دختر حکیم آغاز مصری ہو اس پر سحر تاثیر نہ کریگا حکیم صاحب نے اسکو سب کچھ  
 تعلیم کیا ہوا احتشام سے یہ سکر اس ساحر نے چاہا غرق زمین ہو جاؤں سلیمان نے  
 سحر کیا زمین سخت ہو گئی وہ ساحر غرق زمین نہ ہو سکا احتشام آگ برسا رہی ہو  
 کبھی خاک اڑاتی ہو مگر سلیمان ہر ایک سحر کو دفع کر دیتی ہو آخر سلیمان نے موتیوں کا مالہ  
 گلے سے اتارا اسپر اسم سحر پڑھا سنگ بار پر پھینک مارا جیسے وہ مالہ ٹوٹا فوراً  
 سنگ بار جادو جھوٹے لگا اور پکار اٹھا کہ او ملکہ عالم میں توتا بعد ارہون اور  
 میری تو یہ کیفیت ہو نظر

بیٹھے بھلائے نیا طوفان اٹھایا اپنے  
 اپنے عاشق پر نہ اکدن رحم کھایا اپنے  
 مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا اپنے  
 جانتا کہ وہ غم فرقت گرایا اپنے  
 عطر گل پوشاک میں شاید لگایا اپنے  
 خون ہاتھوں میں مرا آخر لگایا اپنے  
 پھول اک آکر نہ تربت پر چڑھایا اپنے  
 حیف ہوا ایسا مجھے دل سے بھلایا اپنے

کب میں رویا بہر شکوہ کیوں بلایا اپنے  
 پاس اک لحظہ نہ محفل میں بٹھایا اپنے  
 جانب سحر اچلا میں بھی گریبان پھاڑ کر  
 عاشقوں میں ناتوان مجھ کو بھکرا و صدم  
 گروا اگر عند لیبوں نے کیا ہو کیوں هجوم  
 کیا ہوا برسوں جمایا جو حنائے اپنا رنگ  
 بعد مرنے کے تو دل ہوتا شگفتہ قبر میں  
 فاتحہ کا ذکر کیا مگر کبھی آیا نہ یاد



آنسوؤں کے ساتھ دل بھی خون ہو کر گیا  
یا حسین ابن علی شاید ہوئی کوئی خطا  
رنج دے دیکر مجھے ایسا رلا یا اپنے  
کر بلا میں پھر نہ سطوت کو بلایا اپنے

سنگ بار بار یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے سلیمان کے آیا سلیمان نے کہا اور سنگ بار  
دعویٰ عشق کرتا ہوا اور دیکھ رہا ہو کہ احتشام ہم ہکو تنگ کر رہی ہو کیسے کیسے سحر کے  
ہمنے اپنے کو یہ مشکل بچایا یہ سنکر سنگ بار طرف احتشام کے چلا جو کنیز راہ میں  
ملی اُسے قتل کیا احتشام نے دیکھا کہ سنگ بار اپنے ہوش میں نہیں ہو کلمات  
سخت و سست کہتا ہوا آتا ہو کار و دھر جھولی سے نکالی سلیمان نے پلٹ کر کہا خواجہ  
نکل چلو آپس میں گوشت خوردن ان سنگ ہونے دو یہ کہہ کر سلیمان نے عمرو کی کمر میں  
پنجہ دیا ہر چند خواجہ چنے مگر سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا لے اڑی یہاں جب احتشام  
نے دیکھا کہ سنگ بار قریب آیا چاہتا ہو کار و دھر جھولی سے نکال کر سنگ بار پر  
کیسج ماری کہ سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گزری سنگ بار کو مار کر احتشام  
نے کنیزوں کو ہوشیار کیا مگر ملکہ سلیمان نے جب دیکھا کہ قلعہ قریب رہ گیا صحرا میں ہر  
خواجہ کو چھوڑ دیا کہا خواجہ اب جاؤ میں وقت پر آؤنگی خواجہ طرف لشکر کے  
چلے سلیمان غائب ہو گئیں صبح کو صاحبقران قلعے سے نکل کر داخل بارگاہ سلیمانی  
ہوئے سب سردار بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گریڈ اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر  
سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب مسلح و مکمل مقابلے میں صاحبقران کے آکر  
اترا ایلیچی پاس صاحبقران کے بھیجا اور ایک نامہ بھی دیا مضمون یہ تھا کہ منم  
سفاک کر گردن سوار یا صاحبقران قلعہ چھوڑ دیجیے آپ چلے جائیے میں حکیم کو  
سراے معقول دوں گا صاحبقران نے نامہ پڑھ کر پھاڑ ڈالا ایلیچی نے ہاتھ تلوار کا  
مارا امیر نے تلوار چھین کر ایلیچی کو اٹھا لیا جب وہ منتیں کرنے لگا تب صاحبقران  
نے چھوڑ ڈالا ایلیچی رنجیدہ روانہ ہوا سفاک سے آکر کہنا نامہ صاحبقران نے آپکا  
پھاڑ ڈالا مجھ کو چند آدمی لپٹ گئے میں اپنی جان بچا کر نکل آیا یہ کہنے طبل جنگی بجا  
ہر کاروں نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں



لشکرون میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گزری وقت سحر آیا ظلم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہاں	اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں

صاحبقران زمان سوار ہوئے سرداروں کو لیکر میدان میں آئے اُدھر سے دیکھا  
سفاک سوار ہو کر میدان کا رنار میں آکر پہونچا جانیں کی صفیں آراستہ ہوئیں  
نقیب نقابت کر کے بیٹھے سفاک نے گینڈا اپنا نکالا میدان میں آیا پکار کر آواز دی  
اوفرقتہ خدا پرستان میں سوا سے صاحبقران کے اور کسی کو نہیں چاہتا امیر با توقیر  
نے اشقرا پنا بڑھایا کہ لندھور و مالک وغیرہ گھوڑوں سے کو دپڑے منتیں کرنے  
لگے کہ اوشہر بار اس ملعون کے مقابلے میں ہم جاوینگے صاحبقران فرمانے لگے  
اوسردار ان نامی تم قانون سے میرے واقف ہو اُسے بہر نام لیکر پکارا اہو تم لوگ  
تامل کرو حکیم صاحب بھی سرداروں کو منع کر رہے ہیں کہ آپ لوگ قصد نہ کریں مگر  
سردار منہیں مانتے ضد کر رہے ہیں کہ ہمیں جاوینگے آقا کو نہ جانے دینگے اسوجہ میں  
دیر جو ہوئی سفاک نے بلبلا کر آواز دی یا صاحبقران آپ نے ایچی کو ذلیل کیا  
اب میرے مقابلے میں آئیے تو بدلہ لون صاحبقران نے جھلا کر چاہا کہ اشقر نکالو  
کہ سحر اے گرد اڑھی دیکھا نقابدار صرع پوش سحر اے پیدا ہوا مرکب باد رختار  
زیر ان نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سانسے سفاک کے پہونچا اور پکار کر  
آواز دی کہ یا صاحبقران ٹھہر جائیے یہ سیرا شکار ہو نقابدار جو سانسے سفاک  
کے آسفاک نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کاٹا سفاک نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ  
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے  
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا برق شمشیر جو چمک کر گری سفاک نے سپر چہرے کی پناہ  
کی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سراسر کٹے جڑے کو کاٹ کر  
جگر گاہ تک تلوار پہونچی سفاک دو ٹکڑے ہو کر گرا ہمارا ہیان سفاک نے جو



اپنے افسر کو کشتہ پایا کل فوج نقابدار پر آپری نقابدار نے صاحب قفران کو بخ  
 کیا کہ آپ میری شرکت نہ کیجیے مگر صاحب قفران نے کہنا نقابدار کا نہ مانا گھوڑا اڑا کر  
 جا پڑے سردار ان صاحب قفران بھی آپڑے مگر نقابدار صاحب قفران سے آگے  
 بڑھا ہوا جاتا ہو جس نے سامنا کیا نقابدار نے ہاتھ مار دیا بڑھ بڑھ کے افسرون کو  
 قتل کیا ایک مقام پر ایک افسر نے بڑھ کر سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کے  
 شانے پر وہ تلوار پڑی کہ شانہ نشانہ ہوا نقابدار کے گھوڑے نے بد لگامی کی گھوڑے  
 نے طرارہ بھرا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا شانے سے نقابدار کے  
 خون جاری ہوا مگر نقاب جو چہرہ بے نظیر سے ہٹی روشنی اس مقام پر ہو گئی امیر نے  
 جو بہ نگاہ غور دیکھا تو ملکہ سلما سے گوہر پوش کو پایا حیران جمال محو دیدار ہوئے  
 خواجہ تو سمراہ رکاب صاحب قفران تھے فرمایا او خواجہ نئی بات دیکھو کہ ملکہ جنگ  
 کر رہی ہیں خواجہ نے کہا او شہر یار معلوم ہوتا ہو حکیم نے اپنی بیٹی کی شوکت بڑھائی  
 کو یہ شعبدے کیے ہیں امیر نے چاہا اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر ملکہ اس  
 جوش و خروش میں جاتی ہیں کہ صاحب قفران قریب ملکہ کے نہیں پہونچ سکتے ملکہ  
 لڑتے لڑتے کوئے پر لشکر کے ائین وہاں پر آ کے مادیان کو مہنیر کیا نہ خم شانے کا  
 باندھ لیا گھوڑا اڑا کر طرف صحرانے روانہ ہو گئیں امیر نے لشکر کفار کو شکست  
 دی اسباب لوٹ لیا بارگاہ میں اکھڑ والین خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا امیر نے  
 جو پوچھا کہ کیوں خواجہ خزانے میں کتنا مال تھا خواجہ نے جواب دیا خزانے میں  
 کچھ نہ تھا امیر خاموش ہو رہے فرمایا جہان تمھارا قدم گیا پھر خزانہ کہاں مل سکتا  
 عمرو نے کہا او شہر یار میں تو قرعے کے بار سے حیران ہوں آج ایک حبہ نہیں پایا  
 امیر خاموش ہو رہے فرمایا ایسے لالچی سے کون کلام کرے امیر بات تو قیرہ فتح و فیر  
 پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے حکیم نے پوچھا باعث انتشار کیا ہو امیر نے فرمایا کہ او  
 حکیم صاحب حقیقت میں آپ نے اپنی دختر کو خوب تعلیم کیا کس زور و شور سے آج  
 لڑی ہیں کیسے کیسے سردار مارے حکیم نے سر جھکا لیا مگر حکیم کو بڑا خیال ہوا کہ امیر کے



دل میں سلما کی طرف سے بڑی جگہ ہو صاحبقران بارگاہ بین بیٹھے ہیں سب سردار حاضر خدمت ہیں مگر حکیم اپنی بارگاہ سے اُسٹھے باغ مراد میں آئے دیکھا کہ نخل مراد میں گل مراد کھلا ہوا ہوا اور خوشبو سے اُسکی سارا باغ مہک رہا ہو حکیم نے آکر بیٹی سے اپنی ملاقات کی کہا اؤ نور نظر اگر ہو سکے تو صاحبقران کو اطلاع کرو آج کی سب بھول اور رہیگا اور کل غائب ہو جائیگا سلما اپنے مقام سے اُسٹھین ایک کتیر کو اشارہ کیا کہ جا کر صاحبقران سے اطلاع کرو کہ باغ مراد میں تشریف لائے کتیر نے آکر صاحبقران سے اطلاع کی اور کہا کہ تنہا تشریف لائے گا کیسکو اطلاع نہ کیجیے گا صاحبقران سب کی نگاہ بچا کر اُسٹھے اشقر کو خود کسا سوار ہو کر چلے جب صحرائین پہونچے تو دیکھا کہ ایک رنگی راہ بین کھڑا ہوا لکار رہا ہو کہ یا صاحبقران آپ کہاں جاتے ہیں صاحبقران نے فرمایا ہم اپنے دل کے مختار ہیں جہاں مزاج میں آیا وہاں جاتے ہیں تو روکنے والا کون ہو رنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ اُس رنگی کے دو ٹکڑے ہوئے سرنا رنگی کا کہ صحرائین تلاطم ہوا کئی نہرا رنگیان آدم خوار اترے ہاے پشت ننگ ہاتھ میں کلواڑے چمکاتے ہوئے بعضوں کے ہاتھ میں وار ہاے آہنی انگو ہلاتے ہوئے بعض نیزے چمکاتے ہوئے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے نعرہ کیا اُن رنگیوں سے لڑنے لگے جس کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر رنگیوں نے چہار جانب سے گھیرا ہو صاحبقران کو سنبھلنے نہیں دیتے چاہتے ہیں گھیر کر گرفتار کر لیں کہ صحرائے گرد و آڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش دوسو جوان پشت پر نیزے ہلاتے ہوئے تلواریں چمکاتے ہوئے آیا نقابدار نے وہیں سے نعرہ کیا کہ اے رنگیان آدم خوار کب تمکو چھوڑتا ہوں اور آواز دی کہ یا صاحبقران آپ نہ گھبرا ئے گا یہ کھلے نقابدار اگر گر نقابدار مع دوسو جوانوں کے شیرازہ لڑ رہا ہو لاش پر لاش گرا دی جس افسر کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہو اُسی پر جا پڑا تلوار مار کر اُسکے دو ٹکڑے کیے اس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ دوسو جوانوں سے اُن سب کو قتل کیا باقی جو بچے وہ رنگی بھاگے بھاگ کر نکل گئے نقابدار نے صاحبقران کو نصرت کیا صاحبقران نے فرمایا اؤ نقابدار



بہادر تو نے عین وقت پر آکر مدد کی اپنے نام نامی سے مجھ کو آگاہ کر نقابدار نے ہنس کر  
 کہا نام ہمارا آپ کو ظاہر ہو جائیگا آپ تشریف لیجائیے اگر اس وقت ہم نہ آتے تو یہ لوگ  
 آپ کو نہ جاننے دیتے اس سرحد سے کوئی گزر نہیں سکتا بڑے بڑے بہادر آئے ان  
 زنگیوں کے ہاتھ سے مارے گئے مین جانتا تھا کہ آپ اس صحرائین آویگے ضرور آپ کو  
 یہ زنگی روکیں گے آپ سے اور ان سے فساد ہو گا لہذا مین نے ہر کارے مقرر کیے تھے  
 کہ جب صاحبقران یہاں آویں اور مجمع مین زنگیوں کے گھریں تو ہم کو خبر کرنا شکر ہو  
 کہ مین وقت پر پہونچا انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ او نقابدار  
 بہادر مجھ کو نام کے دیر یافت کر سنے کی بڑی آرزو ہو اگر اپنے نام نامی سے اس وقت مین  
 آگاہ کرو تو گو یا ہم پر تم نے احسان کیا ایک یہ بھی احسان تھے کیا کہ وقت جنگ میری  
 مدد کو آکر پہونچے نقابدار نے کہا یہ کوئی وجہ احسان کی نہیں ہو بہادر کا شریک بہادر  
 ہوتا ہوا اب چاہیے شام قریب ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کے اعزاز و اکرام مین فرق ہو اگر  
 فوراً متوجہ راہ ہو سے نقابدار پلٹ آیا اوصاف سے ایک شیر سانے امیر کے ظاہر ہوا  
 وہ دھڑو کہ مار کر امیر پر آ پڑا صاحبقران نے ایک گھوڑہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا مرنے  
 شیر کا کہ صحرائین ہنگامہ برپا ہوا صد ہا شیر گوشہ ہائے صحرا سے پیدا ہوئے امیر کو گھیر لیا  
 گھوڑا بد لگامی کرنے لگا صاحبقران شیرون سے مصروف جنگ ہیں گھوڑے کو بھی  
 سنبھالتے جاتے ہیں کہ پھر صحرا سے گرد آڑی وہی نقابدار اگر شیرون پر گرا قتل کرنے  
 لگا تھوڑے عرصے مین سب شیر قتل ہوئے صاحبقران قریب نقابدار کے آئے اگر  
 فرمایا او نقابدار بہادر یہ بھی تھے احسان کیا کہ پھر تم آکر موجود ہوئے نقابدار نے  
 کہا او شہریار احسان کیسا مین نے تو خود متکذاری کی شکر ہو کہ آپ نے مہلت پائی اب  
 مین رخصت ہوتا ہوں امیر نے ہر چند پوچھا مگر نقابدار نے اپنا نام پھر نہ بتایا اور آپ  
 چلا گیا صاحبقران آگے بڑھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او جانے والے ذرا ٹھہر  
 جاؤ صاحبقران زمان نے دیکھا کہ کئی سونا زینیان رہ جہین یہ اشعار گاتی ہوئی دلوں کو  
 لبعاتی ہوئی اتنی ہیں نقطہ



وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کریں  
وہ عشق باز بہین جس سے کہ رسم و راہ کریں  
نجیب ہو کہو کیا ہو یہ جس راہ جانان نے  
خدا گواہ نہیں انکے عشق میں راحت  
یقین ہو زلزلہ آئے زمین شق ہو جائے  
خدا نے حسن دیا ہو وہ احوال نہ ہو کہو  
بتوں کا عشق جنوں میں جو لائے جانب کو  
فراق یار میں گراستھان ہو منظور  
مزد شراب کا ہر گز نہ ہو گا پیری میں  
کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہوسکو  
ہوے ہیں بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا  
قسم خدا کی سما یا ہو وہ حسین دل میں  
کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اٹھے  
اگر ہماری نقاب ہمت میں شک کسی کو ہو  
حسین ابن علی کا رہے غم او سطوت

فرشتے تمام کے دل اپنا آہ آہ کریں  
کبھی نہ ترک کریں عمر بھر نباہ کریں  
محال کیا ہو جو کروٹ بدل کے آہ کریں  
کبھی نہ بھولے سے ہمتو بتوں کی چاہ کریں  
جو تیرے عاشق مضطر حیدر میں آہ کریں  
جو دیکھیں حضرت یوسف تو تیری چاہ کریں  
تو سنگسار بہین اڑ کے سنگ راہ کریں  
ابھی ہلا دین فلک کو جو دل سے آہ کریں  
بھلا خضاب سے بال اپنے کیوں سیاہ کریں  
جو چند کام چلین بھی تو آہ آہ کریں  
جو مکرین بھی وہ تو انگھوون کو ہم گواہ کریں  
جو حور ہو تو نہ اسکی طرف نگاہ کریں  
تو دل کو تمام کے عشاق آہ آہ کریں  
تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کریں  
سنین جب انکے مصائب تو دل سے آہ کریں

امیر نے جو یہ اشعار سنے گھوڑے سے اتر پڑے ان نازنینوں کے ساتھ چلے لیکن  
وہ نازنینان مدحین صاحبقران کو لگائے ہوئے لیے جاتی ہیں کہ صبر سے گرد آڑی  
وہی نقابدار اگر ان عورتوں پر گرا جو سب کی افسر تھی پہلے اسکو قتل کیا پھر کنیزوں  
پر دست درازی کی دم بھر میں سب کو قتل کر ڈالا امیر نے دیکھ کر فرمایا ایو نقابدار بہادر  
عورتوں پر اسقدر بدعت نہ چاہیے نقابدار ہنساکھا ایو شہر یار اگر میں نہ آجاتا تو یہ کل  
عورتیں آپ کو لگا کر لیجاتیں باغ ویران میں پہونچاتیں یہ سب راہ میں نگہبان تھے  
جھکو کہ آپ نے قتل کیا غرض اس نصاحت سے نقابدار نے کلام کیا کہ امیر باتو قیرٹے  
مہوت ہو کر فرمایا ایو نقابدار بہادر اب اپنا نام نامی مجھ کو بتاؤ صورت نہ یاد کھاؤ پیکر



نقابدار نے بند نقاب چہرے سے الٹا امیر نے ملکہ سلیمان سے گوہر پوش کو دیکھا ملکہ نے  
 کہا او شہریار اگر مین فکر میں مصروف نہ رہتی تو آپ کو یہاں تک پہنچنا دشوار تھا امیر  
 سلیمان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں کہ سامنے سے گرد آڑی سلیمان نے کہا کہ او  
 شہریار حکیم صاحب آتے ہیں مین تو رخصت ہوتی ہوں وہ آپ کو باغ مراد میں ضرور  
 لیجائیں گے انشاء اللہ گل مراد دستیاب ہوگا ملکہ سلیمان نقاب چہرے پر آراستہ  
 کر کے روانہ ہو گئیں سامنے آکر دامنہ گرد کا شکافہ ہوا امیر نے دیکھا کہ آگے آگے  
 حکیم آغاز مہر می ایک تخت ہمراہ لیے ہوئے کئی جوانان سفید پوش اس تخت کو کلاہ  
 دیے ہوئے آتے ہیں پشت پر کئی ہزار جوانان سفید پوش بخورات سب کے ہاتھ میں روشن آہ  
 کو آکر گھیر لیا حکیم صاحب نے عرض کی تخت پر سوار ہو جیے امیر نے فرمایا خدا امیر  
 تخت نشین کو سلامت رکھے مین تخت پر نہیں بیٹھ سکتا حکیم نے عرض کی او شہریار  
 آپ کو تخت پر سوار ہو کے باغ مراد میں چلنا ہوگا سواے اس تخت کے ممکن نہیں  
 کہ گل مراد دستیاب ہونا چاہر ہو کر صاحبقران تخت پر سوار ہوئے کہ ایک طرف سے  
 فرآٹا ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اگر دسر صاحبقران چرخ  
 مارنے لگا اور یہ فصاحت آواز دی کہ او ساکنان طلسم خیال سکندری آگاہ ہو جاؤ  
 طلسم کشا یعنی صاحبقران زمان قریب باغ مراد آپہونچے جسکو روکنا ہو وہ آگے  
 روکے یہ وہ دلیر ہیں کہ لاکھوں سے اکیلے لڑیں مگر بموجب قاعدے کے مین نے اطلاع  
 کر دی حکیم صاحب منع کرتے ہیں کہ او طاؤس جتنی زیادہ غل نہ مچاؤ لڑائی سخت پڑے گی مگر  
 یہ صاحبقران زمان ہیں مالک تیغہ عقرب سلیمان فی نیچہ سہرابیل بھی انکے قبضے میں  
 ہو سپر گر شا سپ نوجوان انکی پشت پر اگر ساحر جمع ہونگے تو کیا کر لیں گے یہ تخت  
 سکندری پر سوار ہیں یہ تخت انکو برابر گل مراد کے پہنچا بیگا ای طاؤس جتنی انکے  
 خیر خواہ رہو تھنے جو آواز دی شوکت و حشم بڑھایا بس اب خاموش رہو وہ طاؤس  
 اور زیادہ بلند ہوا اور کہا جناب حکیم صاحب اب آپ تو رخصت ہو جائیے امیر کو جانے  
 دیجیے آپ کی صاحبزادی نے نگہبانوں کو مٹایا صاحبقران کو یہاں تک پہنچایا اب آپ



زیادہ جستجو نہ کریں ورنہ بدنام ہو جیے گا ایسا نہ ہو کہ بقراط ثانی کو خبر ہو جائے فوجین  
 قصرِ منشیت پہل پر جمع ہیں اس پھول کے ملنے سے طلسم کشتا کو قوت ہوگی عجیب کیفیت  
 ہوگی یہ سنکر حکیم صاحب نے پائیہ تخت سے ہاتھ ہٹایا پلٹ کر ساتھ والوں سے کہا یا رو  
 تم لوگ نکل چلو وقت پر برائے مدد آؤینگے وہ فوجین آتی ہیں کہ جنگی برداشت کوئی  
 کر سکیگا مگر انھیں جلیل کا کام ہو فرزند انکے آتے ہیں جو آئیگا وہ قیامت برپا کرے گا  
 بادشاہ اسلام کہ مالک نقشِ سحر کش ہیں وہ تشریف لائینگے آج ساحرون کا خاتمہ ہو  
 سب ساتھ والے غائب ہوئے حکیم صاحب نے صاحبِ قمران سے کہا اوشہر بار جب  
 تخت آپ کا باغِ مراد میں پہونچے اور گل مراد نظر آئے فوراً اسپر ہاتھ ڈال دیجیے گا مگر  
 اسمِ اعظم آئی ورنہ زبان رہے تب پھول ہاتھ لگے گا میں تو رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر  
 حکیم صاحب نے پائیہ تخت سے ہاتھ ہٹایا مثلِ قطرہ آب زمین میں جذب ہو گئے تخت  
 اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دور سے یہ معرکہ دیکھا آکر پائیہ تخت پر ہاتھ رکھا بادشاہ  
 پانوں میں باندھ لیے حکیم عیاری ایک کاندھے پر دوسرے کاندھے پر جال الیاسی  
 جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں تخت یہاں تک بلند ہوا کہ امیر جانتے تھے میں آسمان  
 کو چھو لوں گا دور سے روشنی معلوم ہوئی تمام باغ گلہاں رنگارنگ سے بھر اہوا  
 ہر پھلکِ عظیم الشان اسپر بیلین بنی ہوئی ہیں نقش و نگار بے حد دیے شمار امیر نے  
 جو اس باغ کو دیکھا پلٹ کر کہا خواجہ اگر یہی باغ مراد ہو تو حقیقت میں بے مثل و  
 بے نظیر ہو نہیں معلوم گل مراد کیا چیز ہو کیونکہ دستنیاب ہو گا خواجہ عمرو نے عرض کی  
 اوشہر یا آپ قصد کریں کہ باغ میں داخل ہوا امیر نے اسمِ اعظم ورنہ زبان کیا تخت طرقت  
 تخت کے متوجہ ہوا جیسے ہی باغ کی سرحد میں پہونچے ہزار ہا طائر جو درختوں پہ باغ کے  
 بیٹھے تھے شاخوں سے اڑے زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز  
 معلوم ہوتی تھی نظم

جان اپنی نثار کرتے ہیں	ہم تجھے دل سے پیار کرتے ہیں
جب کسی بت کو پیار کرتے ہیں	شکر پروردگار کرتے ہیں



ہنسکے وہ شوخ مجھے کہتا جو  
آپ کے گیسو وں کی خوشبو پر  
خند ہو مجھے ہوا کے چھوٹکوں کو  
غیر سے کھیلنے نہیں گیند ا  
دل چڑایا ہو جب سے عاشق کا  
روز ہم تھکوا عو شبہ خوبی  
غمزہ و ناز پر ترے اے جان  
دل میں رہ رہ کے کیا ہو در و در  
تیرے عارض پر باغ میں بلبل  
توڑ کر پھول باغ میں گلچین  
جب تجھے دیکھتے ہیں اے ساقی  
تیرے شرکان سے اب وہ در پردہ  
دیکھتے خط اس سے نامہ بر کہتا  
باتیں کیا غیر سے ہیں در پردہ  
قہر ہو اپنے عاشقوں میں وہ  
نغمتیں اُسے دی ہیں اے سطوت

آپ کیا مجھ کو سپا کرتے ہیں  
مشک و صند بربنشا کرتے ہیں  
گل جو شمع مزار کرتے ہیں  
وہ مجھے سنگ سار کرتے ہیں  
منہیں آنکھیں وہ چار کرتے ہیں  
یا دے اختیا کرتے ہیں  
جگر و دل نشا کرتے ہیں  
آہ جو بار بار کرتے ہیں  
گل تر کو نشا کرتے ہیں  
دل بلبل فگار کرتے ہیں  
یا د فصل بہار کرتے ہیں  
طاثر و دل شکا کرتے ہیں  
ہم تر اانتظا کرتے ہیں  
کیون وہ شغل ستار کرتے ہیں  
منہیں مجھ کو شمسار کرتے ہیں  
شکر لیل و نہار کرتے ہیں

صدائے طاثر وں کی سر پہر نے لگا کر خواجہ عمر و پایہ تخت سے لپٹے ہوئے ہیں یک  
جانب نگاہ اٹھا کے دیکھا گوشہ باغ میں وہ روشنی ہو معلوم ہوتا ہو کہ نیر اعظم خروج  
کر رہا ہو ویسی ہی شعاعیں وہی روشنی عمر و نے کہا یا صاحبقران طرف گوشہ باغ کے  
نگاہ اٹھا کر دیکھیے امیر نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت میں انتہا کی روشنی ہو کہا خواجہ  
کس طرف آگزرے نیر اعظم خروج کر رہا ہو یہ اسی کی روشنی ہو طاثر وں نے جب دیکھا  
کہ ہوا یہی زمزمہ سرائی سے کچھ نہ ہوا اور صاحبقران نے تخت اپنا طرف روشنی کے  
بڑھایا تخت سن سن جاتا ہو جب اسم اعظم پڑھ کر اشارہ کرتے ہیں تخت بڑھ جاتا ہو امیر



جب قریب پہونچے تو بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک پھول مثل ستارہ سحری چمک رہا ہو کان میں  
 آواز آئی کہ یا صاحبقران و صوکانہ کھائیے گامیہی گل مراد ہو مہارسی نصیحت آپ کو یاد ہو  
 صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اشارہ کیا تخت اُٹھتا ہوا قریب اُس نخل کے پہونچا مگر  
 تخت کا جو عکس پڑا روشنی نخل کی کم ہوئی پہلے مثل برق چمک رہی تھی اب بہ نگاہ غور دیکھا  
 کہ اُس پھول کی خوشبو سے تمام باغ معطر و معنبر ہو رہا ہو امیر نے چاہا ہاتھ بڑھا کے  
 پھول توڑ لون کہ نقارے پر چوب پڑی آواز آئی کہ منم سلمان نہ رہیں علم دیکھا ایک  
 بادشاہ تخت پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج تخت اُڑاے ہوئے آتا ہو اور ساتھ والوں  
 سے کہ رہا ہو کہ یار و غضب ہوا جد طلسم کشا قریب گل مراد پہونچ چکا اب ہاتھ بڑھائی  
 دیر ہو مگر اس طرح گھیر کہ پھول نہ پاسکین فوج نے بلوہ کیا حربے صاحبقران پر پڑنے  
 لگے صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی کھینچا اور نعرہ کیا نعرہ آیسر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار  
 یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء  
 سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب منیغم روزگار  
 یکے تیغ مصاصم و قنقام نام  
 بن کا فرمان از جہان پاک کرد

خواجہ عمر و نے بھی یہ جوش و خروش اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمر و

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان  
 زمانے کا مکار و غدار ہوں  
 صبا ٹھوکر بن کھائے ہر ہر قدم  
 نہ پائے مری گرد پا پوشش کو  
 جہانگیر عالم کا حیار ہوں

عمر و ہوں میں حیار صاحبقران  
 ترا شدہ ریش کفار ہوں  
 مرا تیز رفتار ہو گر قدم  
 اُڑا دوں صبا کے بھی مین ہوش کو  
 دوندہ جہانگرد طرار ہوں

صاحبقران تیغ عقرب سے لڑنے لگے کہ دوسری طرف سے ڈنگے کی آواز آئی دوسرا  
 بادشاہ سبکسار اختر فوج پشت مرکب پر سوار چھ لاکھ فوج پشت پر آگے گرایا  
 حکم ہوا کہ صاحبقران کو مار لو امیر تخت سے کود پڑے اب گل مراد سے الگ ہوئے  
 عمر و نے حقہ ہائے آتش بازی مارے کہ تیسری طرف سے گرد اُڑی ایک بادشاہ موہم



یہ نعمان زرین علم چار لاکھ فوج سے پیدا ہوا چوتھی طرف سے گرد آڑی چوتھا بادشاہ  
موسوم بہ تختہ دران زرین پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچا آتے ہی حکم دیا کہ امیر  
کو بارہو چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہو اس مجمع میں صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ ایک طرف  
سے گرد آڑی صاحبقران نے دیکھا کہ شاہزادہ سعد بن قباؤا کر پہونچے صاحبقران کو  
جو گھر سے ہوئے دیکھا فوج کو اشارہ کیا جاو و گرنیوں نے بڑھکر سحر آغاز کیا غیر سا بھی  
تلواریں کھینچ کر جا پڑے بادشاہ بھی چاہتے ہیں کہ لڑ بھڑ کر اپنے کوتاہ صاحبقران زبان  
پہونچاؤن مگر فوج کا وہ بلوہ ہو کہ لڑ رہے ہیں ایک ایک انکے پہلو ان پر دس دس  
اہل فوج چھائے ہوئے ہیں مگر ہمراہیان بادشاہ وہ دلیر ہیں کہ جان پر کھیل رہے  
ہیں اور ڈرائی کو جھیل رہے ہیں مگر خواجہ عمر و حقہ ہائے آتش بازی مار رہے ہیں فوج  
کو للکار رہے ہیں اس مجمع عام میں عمر و نے سر و نکالایہ اشعار عاشقانہ گانے لگا کر

اپنے گھر سے ہائے وہ قاتل نکلتا ہی نہیں  
اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہیں  
دل ترا او بیت وہ پیچھے ہو پگھلتا ہی نہیں  
رنگ اس گل کی طبیعت کا بدلتا ہی نہیں  
کیسا سائل ہو کہ دروازے سے نکلتا ہی نہیں  
سخت جان ایسا ہوں دم میرا نکلتا ہی نہیں  
کنڈ فخر ہو گیا گردن پہ چلتا ہی نہیں  
جو فقط بوسے سے دل میرا بدلتا ہی نہیں  
کیا کہوں دل میرا گلشن سے بدلتا ہی نہیں  
ہند میں اب دل کسی صورت بدلتا ہی نہیں

سرکھنہ دت سے ہوں کچھ زور چلتا ہی نہیں  
کر دیا ہو عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ  
بجھ کر کی شب گرچہ آہیں ہیں ہماری پر اثر  
لاکھ سمجھایا اسے تو پاس غیروں کے نہ جا  
ہو سبب میں مانگتا ہوں ہنسکے کہتا ہو وہ شوخ  
دوست تو فرقت سے بہتر ہو جو آئے مجھ کو موت  
نا توانی نے یہ احو قاتل دکھایا ہو اثر  
وصل کی امید ہو کس طرح اس بے رحم سے  
وحشت دل سوئے محر کیوں نہ لیجائے مجھے  
کر بلا جانیکا اس سطوت ارادہ ہو ضرور

عمر و کے گانے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ ہزاروں جوان گمانے پر متوجہ ہوئے عمر و نے جو دیکھا  
کہ میرے گانے پر سب متوجہ ہیں اور زیادہ نغمہ سرائی کرنے لگا اب تو لاکھوں جاو و گرنی  
میں ہوا ہے ہیں صاحبقران قتل کر رہے ہیں عمر و گار ہا ہو امیر پر انتہا کا بلوہ ہو کہ



سحر سے گرد اڑی دیکھا نہر پر بیشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن وصفہ طہماس		
بن عنقویل دیو پروردس لاکھ فوج سے پیدا ہوا طہماس آ کے فوج پر گرانچم آتشناں		
وغیرہ مصروف سحر خوانی ہوئے اس طرح کے سحر کیے کہ اہل فوج متفرق ہونے لگے امیر چیرا		
ہیں کہ طہماس آیا مگر نور الدین ہر راہ نہیں ہیں یہ کیا معرکہ ہو کہ یکایک طہماس نے بیقرار		
ہو کر دست دعا بلند کیے پکار اٹھا کہ اے خالق ارض و سما صاحب قرآن کو اس آفت سے		
بچالے اور اے کریم و رحیم تو مالک و مختار ہوا اب اپنا رحم شریک کر نظم بطور مسدس		
ہست اندر اختیار ت ہر درون و ہر برون		صانع عالم توئی اے خالق چوں و چگون
روز و شب گرد و بہ فرمان تو این گردون و بون		بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی		
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی		
جلوہ قدرت نمودی در گلستان بار بار		گاہ از گل چہرہ نمودی کہ از دامن خار
گاہ از روئے خزان و گاہ از رنگ بہار		گاہ کردی نور وحدت را از کثرت آشکار
گاہ کثرت را پے توحید منظر ساختی		
جلوہ ذات احد روشن را کثرت ساختی		
سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون		بردی ازہ عاشق قرار و طاقت و صبر درون
از جگر با آتش پوشیدہ آوردی برون		در دل ہر سوختہ دل سوز غم کردی فزون
گو ہر افشان در غمت ہر دیدہ تر ساختی		
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی		
وہ چہ خوش نسخہ رقم در حدیذ ان کردہ		تحفہ مرقوم بہر حمد جانان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ		در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ
منسلک ہندی بہ نظم این سلک گو ہر ساختی		
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی		
طہماس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ساتھ والوں نے آمین کہی آسمان پر سناٹا ہوا		



دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جن کی گردن پر سوار چلے آتے ہیں اس  
جن نے نور الدہر کو قریب نخل مراد پہونچایا نور الدہر نے قریب پہونچتے ہی پھول پر  
ہاتھ ڈالا اہل فوج نے تعاقب صاحبقران چھوڑا نور الدہر پر آگرے نور الدہر نے  
نتیجہ طلسمی کھینچا نکل مراد ہاتھ میں لیکر گردن سے سیران جتنی کی اترے اپنے نام کا نعرہ  
کیا باشیراؤ کا قرآن بھیجا و امونا بکار ان پر دغا ہر کھندا ندواند و لبشنا سدنم نور الدہر بن  
بدیع الزمان شیرہ صاحبقران عالیشان فتاح طلسم خیال سکندری بہادر و جری  
مہر سپہر برتری نعرہ نور الدہر

ہم سے اوج رفعت شائہا نہ عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز پیش ز طفلی بہ جرات ہنر و اشتہم ظفر بریلان عسرب یافتہم	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ عدو دور ز زم گامش صد ہزار ان الامان خواندہ لقار ایک دست برداشتہم شہ نوا جوانان لقب یافتہم
---	---

نعرہ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی ہمارے مرصع پوش و ملکہ شعلہ جوالہ و ملکہ زعفران  
ز عفران پوش و حکیم ارسطوے ثانی و سکندر ثانی و جہشید زربین ترکش  
وغیرہ بڑھکر صرف و سحر خوانی ہوئے سکندر نے بڑھکر ان بادشاہوں پر سحر کیا آگ برنے  
لگی ایک دریا سے قہار نے موج ماری آگ برنے لگی ہر طرف سکندر دھڑکتا پھرتا ہو  
جس طرف زیادہ بلوہ دیکھا اسی طرف جا کر دریا جاری کیا لاکھوں کو ڈبو کر مارا لیکن  
ہمارے مرصع پوش نے جوڑا لکھو لکھو سحر کیا تو نہرا ہا سا حریف قرار ہو کر یہ اشعار بہ آواز  
بلند پڑھنے لگے

ہنسنا ہی خوش آیا نہ نور و نامرے دل کو اکسیر سے بہتر ہو نہ ریا کی مٹی بہ تا صبح تھے یاد کیا مجھ کو جگا کر بیوجہ نہ لانا نہیں دکھلا کے رخ ریا میں سو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکل جاے	میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلو نامرے دل کو منظور نہ چاندی ہو نہ سونا مرے دل کو بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو انکھوں کو ہو ساتھ اپنے ڈبو نامرے دل کو رکتا ہو بہت تنگ یہ کونا مرے دل کو
---	---



یوسف سے حسین ہو گئے کوئی طفل تو چاہوں  
 باز بچہ ہستی میں وہ مجنون پر می ہوں  
 پہلو میں نہیں جب سے کہ وہ غیرت لالہ  
 نالوں سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا  
 نظارہ کیا تھا پہ وہ دیدار کو ترسا  
 خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہو  
 ترگر یہ شادی سے رہو نگاہیں شب وصل  
 گل سے جو بھی قطرہ شبنم میں شیکتے  
 کچھ خاک اڑانے سے نہیں ملے کا آتش

کچھ کھیل نہیں جان کا کھونا مرے دل کو  
 اطفال سمجھتے ہیں کھلونا مرے دل کو  
 داغ اور رھنا ہو داغ بچھونا مرے دل کو  
 رسوائی ہو اس کو کھڑے کار و نامہ دل کو  
 دن رات رہا آنکھوں کا رونا مرے دل کو  
 اچھا نہیں اس تخم کا بونا مرے دل کو  
 بے وصل کے منہ میں ہی بھگونا مرے دل کو  
 یاد آتا ہی منہ کا ترے دھونا مرے دل کو  
 بیکار یہ سٹی کا ہو دھونا مرے دل کو

ہزار ہا جادوگر اور غیر ساحر اشعار پڑھتے ہوئے طرف صحرائے بھاگے ایک طرف سے ملک  
 زعفران زعفران پوش نے بھی یہی سحر کیا مگر سکندر ثانی نے صفین اکٹ وین ادھر  
 کیوان زربین علم جوڑ رہا تھا تیغ ہاتھ میں چاہتا ہو کہ جا کر نور الدہر کو ماروں سکندر  
 نے بڑھکر زلفین ہلا میں کا کل کو جو جنبش ہوئی صد ہا ماراں سیاہ آسمان سے گرنے لگے  
 جس پر مار سیاہ گرا اسکو ڈس لیا سیکڑوں گرے ہزاروں تڑپ رہے ہیں ہزاروں پانی  
 ہو کر پہ گئے ایک طرف سے جہش زربین ترکش سحر کر رہا ہو ایک بادشاہ کو بڑھکر مارا  
 فوج کو بے سروار کیا مگر نور الدہر نے جب سے پھول پایا جب سے آفت برپا کر دی ہو  
 جب پھول چمکاتے ہیں ساحروں کے بدن میں آگ لگی جاتی ہو جل جل کر گر رہے ہیں  
 بعض دیوانہ وار پھر رہے ہیں عجب ہنگامہ ہو بارہ کوس کے گردے میں وہ باغ ہو سارا  
 باغ فوجوں سے بھرا ہو کہ ایک طرف سے بوق ترک کی آواز آئی دیکھا شاہزادہ غضنفر  
 بنا سدا اپنے قزاقوں کو لیکر پہونچا ایک طرف سے فوج میں داخل ہوا دوسری طرف سے  
 لڑتا بھڑتا کل گیا پھر ادھر سے پلٹا نور الدہر نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ  
 او برادر بجان برابر مجھ سے ملاقات کر کے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا بوق ترک کی کو بجایا  
 جھین یہ آواز تھی کہ او قزاقان بہ زید و بہ زید و بکشید قزاقوں نے پھر ہری لی مال



لوٹ لوٹ کر گھوڑوں پر لاور ہے ہیں جنگ میں بھی مصروف ہیں جو سامنے آیا اسے ٹوکا اور  
 مارا کسی پر تیر مار دیا کسی کو بڑھکے نیر مارا۔ ہا کا فر گرے پا مال کرتے ہوئے نکل گئے دور  
 جا کر تیروں کی بوچھاڑ کر دی ہر چند نور الدین نے پکارا مگر غصہ فرزندتا بھڑتا ہوا نکل گیا  
 کسی کے پکارنے کا غصہ کرنے جواب نہ دیا بوق ترک کی نکال کر بجایا جس میں یہ صدا مٹتی کر او  
 قزاقان بدر رہید سکندر ثانی نے چاہا بڑھکے نور الدین کو تخت پر سوار کروں اور  
 سیران جتنی جنگ طلسم کشا دیکھ رہا تھا کہ جو قریب پہونچا وہ مارا گیا ایک طرف امیر جنگ  
 کر رہے ہیں ایک ہاتھ میں تیغ عقرب سلیمانی دوسرے ہاتھ میں نیچہ سہرابیل عمر و نے  
 قریب آکر کہا ایو شہر یار اب زیادہ کدوکاوش نہ کیجیے ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا نے گل مراد  
 لے لیا دیکھیے چکار ہے ہیں ہزار ہا ساحر نابینا ہو گئے اسی کے آنے سے بھگدڑ پڑی  
 ہوئی ہو فوج کا فرمان جنگ سے عاجز ہو دیکھیے مجبور ہو رہے ہیں ایک طرف سے گرداڑی  
 ہراہیان صاحبقران بھی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے کفار ان فوجوں کو دیکھ کر  
 کہتے ہیں ان مسلمانوں نے آپس میں وعدہ کر لیا تھا دیکھو کیسے وقت پر پہونچے ہیں  
 بادشاہ اسلام بھی کیسے وقت پر آگئے نقش سحر کش گلے میں کسی ساحر کا سحر تاثیر نہیں  
 کرتا صاحبقران زمان کا یہ حال ہو کہ اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جو سحر کسی نے کیا الٹا پلٹ کر  
 اسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاکھوں جادوگر کاشت و خون ہوا آخر  
 چاروں بادشاہ ہاتھ سے سکندر ثانی کے مارے گئے بادشاہوں کا مارے جانا اور  
 فوجوں کا بیدل ہونا علمداران لشکر اشعار پڑھتے ہوئے بڑھتے ہیں ساتھ والوں کو  
 پکار رہے ہیں احو مردان بکوشید تا جامہ زمان نہ پوشید ایک علمدار پر صاحبقران زمان  
 جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم علمدار کو قلم کیا ایک علمدار کو بادشاہ اسلام نے  
 بڑھکے مارا دو علم جو سرنگوں ہوئے فوجوں میں بھگدڑ پڑی دو علمدار نور الدین نے  
 مارے ایک طرف سے نازہ نینان مہ جبین نے ایسا سحر کیا کہ ہر طرف لوگ جھپٹے پھرتے  
 ہیں کوئی غل مچاتا ہو کوئی گریبان چاک مٹھ پر خاک سرنگار ہا ہو کوئی فریاد کر رہا ہو کوئی  
 سامری و جمشید کو پکارتا ہو کوئی پکار رہا ہو کہ یا خداوند بقرا ط ثانی اس وقت مدد کو آئیے



ہاتھ سے اہل اسلام کے بچائیے ایک طرف سکندر نے کشتون کے انبار کر دیے لیکن  
سیران جتنی نے جب دیکھا کہ فوجیں بھاگنے لگیں نور الدین ہر دریا سے خون میں ڈوبے  
ہوئے نتیجہ طلسمی ہاتھ میں ایک نخل کے سارے میں کھڑے ہیں سیران جتنی ایک طرف  
کھڑا دیکھ رہا تھا آخر کو جھپٹا قریب نور الدین کے آیا عرض کی آقا سے نامدار نخل چلیے آپ کو  
مرحلے پر جانا ہو نور الدین ہر جست کر کے بہو جب حکم لوح گردن پر سیران جتنی کی سوار  
ہوئے سیران جتنی نور الدین کو لے اڑا طہماس نے جو دیکھا کہ آقا نخل گئے فوج کو  
لیکر ایک طرف روانہ ہوا جب طہماس بھی کھل گیا اور صاحبقران نے دیکھا کہ میدان  
صاف ہوا اس باغ کا وہ اغزاز و اکرام نہ رہا درخت جل گئے پتوں سے آگ نکل رہی ہو  
خواجہ عمر و برابر کھڑے عرض کر رہے ہیں کہ اے شہر یار شکر پروردگار کیجیے کہ گل مراد  
نور الدین نے پایاب وہ کامل طلسم کشا ہوئے بقراط پر جفا پڑیگی صاحبقران نے فرمایا  
خواجہ ہماری فوج نے لڑائی فتح کی اب ان صاحبوں کو لیکر کہاں چلیں کہ طرف سے صحرا  
کے گرد آ رہی دیکھا کہ نقابدار مصرع پوش گھوڑا اڑاے ہوئے آتا ہوا میر کو آ کر خبر دی  
کہ حضور مبارک ہو طلسم کشا نے گل مراد پایاب وہ تو مرحلے پر جاتے ہیں آپ قلعے پر  
تشریف لے چلیے صاحبقران نے چاہا پلٹوں فوج سب ساتھ ہو جادو گر نبیان ابراہیم  
آتش نشان پر سوار ہیں کہ صحرا سے گرواڑی صاحبقران نے دیکھا دامنہ گرد و کاشکا فتنہ ہوا  
حکیم آغاز مصری کئی ہزار سفید پوش ساتھ بخورات سب کے ہاتھ میں روشن ہوا اغزاز  
آکر پہونچے صاحبقران کو نذر دی کہا حضور مبارک ہو کہ آپ کے پوتے کو گل مراد  
پہونچا اب جو جفا میں ہیں وہ آپ کی ذات کے واسطے موجود ہیں کئی پہلوان آپ کے  
مقابلے کے مشتاق ہیں یہ ککے صاحبقران کو پشت اشقر پر سوار کیا امیر مع کل فوج  
و جادو گر نبیوں کے بہ اغزاز و اکرام تمام بہ شوکت مالا کلام قریب قلعہ آکر آتے بارگاہ  
سلیمانی استاد ہوئی امیر آکر بیٹھے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد آکر بیٹھے مگر جتنے  
دست راستی ہیں جرات نور الدین کی تعریف کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ حقیقت  
میں صاحب اقبال ایسے ہوتے ہیں کہ وقت پر آپ پہونچے کس زور و شور سے گل مراد لیا



اور لیکر روانہ ہو گئے سیران جتنی اپنی پشت پر لیکر آیا اور پھر اسی طرح لیکر یہ دن بھلا سکھ  
نصیب ہوا خدا نے یہ فخر نور الدہر کو دیا دست چپی خاموش بیٹھے ہیں بلکہ بلول و حزین  
ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ہمارے آقاے نامدار و مولائے قدر شناس نہیں معلوم کس  
فکر میں ہیں صاحبقران سب کی سن رہے ہیں فرماتے ہیں اس طلسم کی فتاحی خواجہ  
زادون نے بنام نور الدہر بیان کی ہو وہی طلسم کا فتاح ہو منازل عجائب و غرائب کا  
سیاح ہو آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ بمقدمہ گل کمر او کیا گذر احکیم صاحب کا قول تھا  
کہ پھول آپ کو ملیگا عین وقت پر کیسے آکے پہنچے پھول لے گئے خدا اُسکو فتح و ظفر  
نصیب کرے حقیقت میں یہ طلسم بڑا سخت ہو عجب عجب قاعدے نکلتے ہیں یہ ذکر تھا  
کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر صاحبقران کو دعائیں دینے لگے قطعہ

و تو نگہبان تن و جان تو اللہ القہر

ایو بہر کاری رفیق قل ہو اللہ احد

لم یکن یاری وہ و مولس لہ کفو احد

لم یلیر یار نہ و لم یولد ہمہ جاد و تنگیر

شہر یار کی عمر دراز نہ ہو میہان سے بارہ کوس پر نقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج  
نوجوان بالشکر و فوج آتے تھے بیشہ میں ایک پہلوان رہتا تھا اسنے آکے روکا  
اس سے مقابلہ پڑا اس شیر نے اُسکو زخمی کیا فوج بے حساب اُسکے ساتھ تھی یلغر  
کر دیا اٹھ پہر گزرے کہ وہ اس مجمع میں گھرے ہوئے ہیں غلام اپنی آنکھوں سے دیکھ  
آئے کہ زخمیوں میں چور چور لڑ رہے ہیں یقین ہو کہ اب گرفتار ہو جائیں یہ سنکر امیر  
اٹھے تیغہ عقرب پر ہاتھ ڈالا مگر مالک نے سب سے پہلے اٹھ کر عرض کی حضور کیوں  
تخلیف فرماتے ہیں غلام جا کر انکو لیے آتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ایو مالک تم  
ایسے ہی ہو جو کہتے ہو وہی کرو گے مگر میرا دل کیونکر قرار پکڑے یہ خبر سنکر ہوش و حواس  
پر آگندہ ہو گئے ہر چند کہ میں اس فکر میں تھا کہ طرہ قصر مشیت پہل کے کوچ کروں  
بقرا طثانی سے جنگ آغاز ہو مگر اب یہ خبر وحشت اثر سنی مگر کیوں یار و قاسم ساتھ  
ہیں نہ ٹی کی انکا نشان نہیں دیکھا اور سرداران ایرج میں امیر نے  
اشقر طلب کیا پشت اشقر پر سوار ہوئے سرداران دست راستی و دست چپی اٹھے امیر کے



ہمراہ ہوئے صاحبائے بحر خیر و گلگونہ جادو امیر کے ہمراہ ہوئے فوراً اپنے مقام سے اٹھیں  
 ابر تیار کیے سوار ہوئے چلین امیر نے منع کیا کہ تمہارا جانا بہتر نہیں جادوگر نیون نے  
 عرض کی کہ تیرے جاکر ایک سحر میں آفت برپا کر دینگے امیر نے فرمایا تمہارا پہونچنا اس کے  
 خلاف ہوگا ہر چند کہ وہ زخمدار ہو مگر قاعدے کا پابند ہو یہ فرما کر روانہ ہوئے جادوگر نیون  
 نے اپنے اپنے ابر روئے امیر سرداروں کو ساتھ لیکر چلے یہاں وہ وقت ہو کہ ایرج  
 نوجوان تھر و خون آشام سے مصروف جنگ ہیں سرداروں نے جو ایرج کو زخمی  
 دیکھا بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگے پکار رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز وایوب کار ساز  
 اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر لے

مقتل شد از گلستان چون مکان عندلیب شد بہار آخر شد آخر شور بابل در چین خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چین گل نمیدار و ز سوز باطن بابل خبر از گریہ کرد و امان گل اندر بوستان ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہاں	برزبان ہامند باقی داستان عندلیب موسم گل رفت رفت از چشم جان عندلیب مسکن زار و زغن شد آشیان عندلیب گر چہ تا گردون رود شور فغان عندلیب مثل شبنم دیدہ گوہر نشان عندلیب نالہ و شور و فغان بر بابسان عندلیب
---	--

جب تھر و خون آشام طرف ایرج نوجوان کے بڑھتا ہو ہر سردار آگے بڑھ کر سینہ اپنا  
 سپر کرتا ہو اپنے کو زخمی کراتے ہیں مگر اپنے آقا کو بچاتے ہیں آٹھ سپر گزر چکے ہیں کہ ایرج  
 نوجوان تین لاکھ کافروں میں کھڑے کتے ہیں کہ دیکھیے اس بلا سے کیونکر نجات  
 ہو مگر فوج تھر و خون آشام کا بلوہ بڑھتا جاتا ہو تھر و خون آشام ایک پہلوان ہو  
 دیو خصال عفریتہ مثال مصروف جنگ ہو یہی چاہتا ہو کہ ایرج کو گرفتار کر لوں ساتھ  
 والوں سے کہتا ہوں مسلمانوں نے تمام طلسم میں ہنگامہ ڈال دیا مگر کہیں آج تک  
 شکست نہ کھائی تھی میں ہمیشہ اسیدوار تھا کہ میرے بیٹے کی طرف رخ کریں تو میں  
 خدمت کروں ایرج نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا ہر مرتبہ یہی چاہتے ہیں کہ تھر و کو مار لوں  
 مگر تھر و سپر فولادی سپر کھینچے ہوئے اپنے کو بچاتا ہو ایرج نے جب سامنا کیا زخم کاری



کھایا تھر دھر مرتبہ وار کرتا ہوا اور ہٹ جاتا ہوا جو منٹا پھرتا ہوا عیار اسکا کاؤس دوندہ برابر  
 گینڈے کے ننھا اُس سے کہا کہ نہیں ہو سکتا کہ ایرج کو گرفتار کر لے کاؤس نے کہا کہ ابھی  
 ممکن ہو یہ ککے چار سو عیار ساتھ لیے سامنے آکر سیاہہ دکھایا ایرج جھپٹے جیسے ہی نخلستان  
 میں آئے چار سو عیار دن نے حلقہ ہائے کمندار سے ایرج نے کئی سو حلقے کاٹے مگر چند حلقے  
 گردن میں پڑے کہ گھوڑے سے گرے تھر دھر دے سردار دن کو اشارہ کیا از روے بلوے  
 کے ایرج کو گرفتار کر لیا فوراً آہنگر حاضر ہوا ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اور اسے پر  
 سوار کر لیا سردار ان ایرج جاننا نہ سرفروش تلواریں کھینچ کر گرے چاہتے ہیں قیدی ہیں  
 لین مگر تھر و خون آشام اپنے سردار دن کو ساتھ لیے ہوئے لڑ رہا ہوا قید پر قبضہ ہوئی  
 ہزار نیزہ دار گرد مقرر کیے ہیں وہ کسی کو قریب نہیں آنے دیتے نیزے چکار رہے ہیں  
 گھوڑے دوڑا رہے ہیں سردار ان ایرج زخمدار ہوئے مگر پچھا نہیں چھوڑتے  
 نیلیم زنگی و فیلم زنگی مردانہ وار لڑ رہے ہیں کیا مجال کہ ایک کافر کو جتنے دین ہر مرتبہ  
 چاڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ اپنی جان دین ایرج کو چھڑائیں مگر تھر و خون آشام  
 گینڈا بڑھا کر چاڑھتا ہوا نیلیم کو زخمی کیا فیلم کو بھی زخمی کیا تھر دے کاؤس کو اشارہ کیا  
 کہ انکو بھی گرفتار کر لے کاؤس چلا آکر نیلیم و فیلم کو گرفتار کر لیا جلد سردار ساتھ ایرج  
 کے گرفتار ہوئے اب تھر و خون آشام بلبلا رہا ہوا کہتا ہوا صاحبو تنے دیکھا میرے پیشے  
 کی طرف آنیکا لطف اٹھایا میں کیا کسی سے پایہ کمی کار کرتا ہوں آجتک کوئی میرے  
 پیشے سے صبح و سالم نہیں گذرا جو آیا نہ پرویز ہوا اب سب کو خدمت خداوندین  
 لیے چلتا ہوں شا پور نے جو دیکھا کہ آقا کے ساتھ سب سردار گرفتار ہوئے حیران  
 ہو کہ کیا تدبیر کروں سوچا کہ نور الدہر کو جا کر اطلاع کروں وہ فوراً آدینگے مگر آقا کے  
 خلاف ہو گا خیر جو کچھ ہو تھر دے نے اسی وقت کوچ کیا طرف قصر مشیت پہل کے چلا مگر  
 شا پور بھی نکل کر بھاگا سوچتا ہوا چلا کہ نور الدہر کس مقام پر ہیں قصائے کار شاہزادہ  
 نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد لیکر آئے ہیں لوح کو ملا حظ کیا ہوا لوح نے خبر دی  
 کہ بعد ایک دن کے مرحلے پر جانا چاہیے نور الدہر رک گئے نجم اختر شناس نے پوچھا



کیون آقاے نامداری کیون نامل فرمایا نور الدہر نے کہا لوح میں نوشتہ پایا کہ ایک شب نامل  
کر وکل النشاد الدہر جاؤنگا یہ فرما کر بارگاہ میں آ بیٹھے تمام شاعر ادیان گرد بیٹھی ہیں اور صحبت  
عیش آرہے تھے شہزادہ شہزادہ بن عمر و یہ اشعار گارہا ہوا نظم

خضر بھی اُنکے خط سبز پہ شہید اہو تے  
ہم کو معلوم جو ہوتا کہ ہی تو ہر جانی  
اُنکو منظور ہو جو رون سے لڑائیں اُنکے بین  
وعدہ وصل جو لینا تھا تو اُسے یہ کہ  
بن سنور کے جو کبھی گھر سے نکلتا وہ شوخ  
تو جو آیا ہو مرے ساتھ تو کر سیر چین  
تن بیجان میں ابھی جان مرے آ جاتی  
تجھ سے عاشق حسین اور بھی پیدا کرتے  
نوجوان کو مرے اسی چرخ کن چھڑوایا  
لب جان بخش کی جنبش سے جلا لیتے ہیں  
ہاے بدنام جہان میں ہوے دیکھے باعث  
شمع فانوس میں ہو گردہیں پر دانے جمع  
کر بلا جا کے قضا آتی اگر اسی سطوت

لب جان بخش پہ مرتے جو مسیحا ہوتے  
تجھ کو دل دیکھے زمانے میں نہ رسوا ہوتے  
ہیں اشارے طرف عالم بالا ہوتے  
بات کچھ کہتے ذرا آپ جو تنہا ہوتے  
دیکھ کر لوگ اُسے محو تماشا ہوتے  
دیکھ اشارے گل و بلبل میں ہیں کیا کیا ہوتے  
لب جان بخش سے کچھ آپ جو گویا ہوتے  
مل ہی جاتا جو ہم اس بات کے جو یا ہوتے  
رنج ہر روز نئے بھسے ہیں پیدا ہوتے  
جان کیون جاتی اگر آپ مسیحا ہوتے  
اُسے اُلفت جو نہ کرتے تو نہ رسوا ہوتے  
دیکھ لو عاشق و معشوق میں پردا ہوتے  
دفن پائین مزار شہ والا ہوتے

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو کہ شاہ پورہ اگر پہونچا درگاہ سالار نے اٹھ کر عرض کی اچھا  
شاہ پورہ در دولت پر حاضر ہو مگر بہت منتشر ہو نور الدہر نے نام شاہ پورہ سن کر کہا اُسے  
کیون روکا ہو اندر بلاو شاہ پورہ اندر آیا سامنے نور الدہر کے کھڑا ہو کر روئے لگا  
نور الدہر نے پوچھا اے شاہ پورہ خیر تو ہو کہا اے شہریار غضب ہوا ابیرج نوجوان ایک  
بیٹے میں جا کر اترے تھر و خون آشام و ہلکا حاکم ہو تین لاکھ فوج سے آپڑا اٹھ پیر  
تہوار چلی آخر عیار و ن کو اُسے مقرر کیا عیار و ن نے آقا کو گرفتار کر لیا سولہ سردار  
گرفتار ہوئے اب سب کو لیکر طرف قصر مہشت پہل کے جاتا ہے یقین ہو رہا ہے میں ہو۔



یہ مسکرنور الدہر اٹھے طہاس سے اشارہ کیا اور ہر برہنہ کلنگان تھم اپنے کو قبل پہونچاؤ  
مین بھی عقب مین آتا ہوں طہاس نے جو رہائی ایرج کا معاملہ سنا خوش ہو گئے کبھی  
پر سوار ہوئے فوج کو ساتھ لیے ہوئے چلے یہاں تھم و خون آشام ان قیدیوں کو  
لیے ہوئے کئی کوس پر آیا ایک مقام پر آ کے اتر قیدیوں کو قید خانے مین بھیج دیا آپ  
بارگاہ مین داخل ہوا رات بھر اسی مقام پر بسر کی صبح کو بارگاہ مین بیٹھا ہو حکم دیا کہ لشکر  
تیار ہو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کہ نعرہ طہاس کی صدا آئی طہاس اگر گرجا جگ کرنے  
لگا کہ ایک طرف سے گرد آڑی نعرہ صاحبقران زمان کی آواز آئی نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بکرم خدا بشتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و تمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء
بن کا خزان از جہان پاک کرد	سر سرکشان جلد در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران بھی اڑے تلوار چل رہی ہو مگر نعرہ مین صاحبقران زمان بھی  
گھرے ہوئے مین تھم و خون آشام ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ صاحبقران سے مقابلہ کروں  
بیچ مین سردار آجاتے ہیں جو سردار سامنے پہونچا تھم و کے ہاتھ سے زخمی ہوا لندھو  
و مالک و بہرام وغیرہ تیرہ سردار ہاتھ سے تھم و کے زخمی ہیں اور صاحبقران آواز  
دیکر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے میرے سردار کشتہ ہو رہے ہیں اور مین اسکے مقابلے مین  
نہیں پہونچتا جب صاحبقران نے زیادہ بلوہ دیکھا تو نیچے سرابیل نیامہ انتقام سے  
کھینچا دست زبردست صاحبقران نیچے سرابیل نے صفوں کو دیکھ کر دیکھا ہر  
طرف سے صدا لاماں بلند ہو یہ سب کچھ کیا مگر افسر اعلیٰ تک نہیں پہونچتے جب  
اشقر کو بڑھاتے ہیں اور نیچے چکاتے ہیں اور سردار مقابلے مین آجاتا ہو صاحبقران  
پر اسے ہاتھ مارا امیر نے روک کر نیچے مار دیا دو ٹکڑے کیے کئی سو سردار تھم و کے ہاتھ  
سے صاحبقران کے مارے گئے مگر تھم و برابر قید خانے کے کھڑا بیڑا ہو بڑے غضب کی  
تلوار چل رہی ہو دریا سے خون جاری ہو قول شاعر استقدر گرد آڑی ہو کہ چھہ طبقے زمین  
کے رنگے اور آٹھ آسمان کے ہو گئے فروز زم سنو ران دران ہیں ثوت بہ زمین شش



آسمان گشت ہشت ہنگر و غبار بلند ہر کافر و دمند طہماس بھی زخمی هجوم رہا ہو کہ صحرا سے گرد  
 آرمی و امنہ گرد کا شکافتہ ہوا قریب پہونچ کے لغرہ ہوا لغرہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
 ہمارے اوج رفعت شاہ سباز عرصہ مردی  
 پناہ لشکر اسلام نور الدہر کزنہ شمس  
 ز طفلی بہ حب سرات ہنر و شتم  
 فخر بیلان عرب یافتہ  
 نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر  
 کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی نشان خواندہ  
 عدو در زرم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ  
 نقار ایک دست برداشتہ  
 شہ نوجوانان لقب یافتہ  
 شہ ستارہ حشم شاہراہ نور الدہر

لغرہ کر کے آکر گرے تھرونے جو شاہراہ کو آتے ہوئے دیکھا نور الدہر پر جا پڑا  
 کنارے پر لشکر کے مقابلہ پڑا تھرونے ہاتھ تلوار کا مارا اگر ایرج نوجوان قید خانے  
 میں بیقرار بیٹھا ہو لغرہ صاحبقران تک تو خیر تھی لغرہ نور الدہر کی جو صداسنی رنگ رو  
 متغیر ہوا گھبرا کر زنجیرین ہلانے لگا پیکان خون آشام بھائی تھرو کا صاحب اختیار  
 قیدبان ہو دیکھا اسنے کہ ایرج زنجیرین ہلا رہا ہو للکارا کہ او قیدی کیوں نہ زنجیرین ہلاتا ہو  
 یہ کہتا ہوا بڑھا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہلے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دونوں  
 ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتھکڑی پیکان خون آشام پر کھینچ ماری  
 پیکان کا سر پھٹا ایرج نے لغرہ کر کے قید کو توڑ ڈالا سرداروں کو اپنے رہا کیا غصے  
 میں بھرا ہوا قید خانے سے نکلا آتے ہی شمشیر زنی کرنے لگا دھڑ نور الدہر اور تھرو سے  
 مقابلہ تھا تھرو نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار پر گانٹھا اور تیغہ طلسمی چپکا کے  
 للکارے کہ اوجیہا ایک وار تو مردان عالم کا قبول کرادھ نور الدہر نے تیغہ چپکایا اودھر  
 ایرج نے جب چپکتی ہوئی تلوار نور الدہر کی دیکھی سمجھے کہ یہ وار کشتی گیر زادے کا  
 خالی نہ جائیگا وہیں سے للکارا کہ دیکھیے بھائی صاحب خبردار ہاتھ نہ مارے گا شاہراہ  
 نور الدہر گرم جنگ ہیں ہاتھ تلوار کا مارا ہی دیا تیغہ طلسمی دست زبردست طلسم کشا سے  
 جو گراسپر کو کاٹا تلوار کھینچتی ہوئی چلی سراسر گلے و جبرے کو کاٹا صراحتی گردن سے مانند  
 قطرہ آب صندوق سینے سے مانند سیاب گذر کر جگہ کا تک پہونچ چکی ہو کہ ایرج نوجوان



گھوڑا اڑا کر قریب پہونچا کمر پہ ہاتھ مار دیا نور الدہر نے پلٹ کر کہا ای برادر مردہ کشتی تمہارا  
خاندان سے ہوتی چلی آتی ہو کیا کار نمایان کیا ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان  
کاٹ لوں گا نور الدہر نے کہا ہمارے جاہ و جلال پر رشک کرتے ہو طلسم کشتائی پر مرتے  
ہو آج تک کسی مرحلے پر بھی پہونچے بھکو تو بفضلہ گل مراد دستیاب ہو چکا اب قصر شہنشاہ  
پر آؤ ایرج نے تیغ چمکایا چاہا کہ ہاتھ مار دوں دور سے یا قوت جانی نے جو یہ معرکہ دیکھا  
سوچا کہ قبضہ نور الدہر میں تیغ طلسمی ہو جب وہ وار کر نیگے آقا سے نامدار زخمی ہونگے  
جھپٹ کر بیچ میں آگیا سینہ سپر کر دیا نور الدہر کو منع کیا کہ ایو شہر یار آپ طلسم کشتا میں  
وجہ بھی آپ کو مناسب ہو نور الدہر تھمر و کومار کر پٹے راستہ صحر اکالیا صاحبقران زمان  
بھی پلٹ گئے طلہاس نے جو دیکھا کہ آقا تھمر و کومار کر گئے ساتھ والوں سے کہا یارو  
پلٹ چلو سب ساتھ والے طلہاس کے ساتھ ہو گئے گھوڑے اڑاتے ہو  
نکل گئے انکے جانے کے بعد ایرج نے فوج کو شکست دی خیمے بارگاہ میں لوٹ لین  
شام کو اسی صحرائ میں اترے شاہ پور شیر دل سامنے آکر بیٹھا ایرج نے پوچھا ایو برادر  
یہ بتاؤ کہ اس کشتی گیر زادے کو کیونکر خبر ہوئی شاہ پور نے کہا غلام کو خبر نہیں ایرج نے  
فرمایا ایو شاہ پور کچھ گکاو شاہ پور نے اسی وقت چنگ مرصعی نکالایہ اشعار عاشقانہ  
بہ صد جوش و خروش گمانے لگانے

میری آنکھوں کی طرح ہو گئی خونبار گھٹا  
و و و آہ دل سوز ان ہو دھواں دھواں گھٹا  
بن گئی ہو شب فرقت کی شب تار گھٹا  
آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا  
شاد ہو جاتے ہیں کیا دیکھ کے میخوار گھٹا  
جاتی ہو لو طرف خانہ خستار گھٹا  
نظر آتے ہیں ترے گیسو خوار گھٹا  
بڑھ گئی رات مگر دن نہیں نہاں گھٹا

رات آئی تری فرقت میں جو ایو یار گھٹا  
چاہیے پانی کے بدلے ہو شہر بارگھٹا  
جاے شبنم یہ ہے اشک مری حالت پر  
بھر میں بجلی کی تلو اور دکھاتی ہو مجھے  
جانب رحمت حق دعیان ہو بس رند و کا  
ہوش بد مستون کے جاتے ہیں پڑے استقبالی  
ایو پری رو ہو ترے کان کی بجلی بجلی  
رو سے روشن ہو وہی ہو گئی گوزلف دراز



<p>بیٹھ کر سایہ دیوار میں رویا ہوں جو میں چلے چلے ہمیں رو رو کے بہاتے ہیں شک کل گھٹا دیکھ کے فرقت میں جو میں رونے لگا قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہی اپنی زلفت اُسے چھپائی جو میں گریاں پہونچا</p>	<p>بن گیا آج تر اسایہ دیوار گھٹا بت پرستی سے جو چلاتی ہو سوار گھٹا روئی اور بھاگنے پر ہو گئی تباہ گھٹا کیا بھلا گلشن تصویر کو دور کا گھٹا جیسے چھپ جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں مار گھٹا</p>
<p>ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو عین وقت پر ایرج نے دیکھ کر آواز دی کہ ای یا قوت جتنی نور الدہر کو گل مراد مل گیا دن بدن عظم و شان بڑھتا جاتا ہوا اب یہاں سے کوچ کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ایرج نوجوان کوچ کر کے چلے اور نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد قتل تھوڑے خون آشام طہماس کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا طرن قصر مشیت پہل کے چلے ایرج نوجوان ایک صحرا میں پہونچے قضاے کار وہ مہر تپنے میں انصار جادو کے تھا انصار نے رات کو آکر ابرہہ بنایا لشکر اسلام پر ابر کو بھیجا آگ برسنے لگی قضاے کار طلاے پر لشکر نور الدہر کے ہجھم اختر شناس تھا اسنے دور سے دیکھا کہ سامنے ایک صحرا ہو وہاں کوئی کسی پر سحر کر رہا ہو ہجھم بلند ہوا دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو ہجھم نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا لشکر ایرج نوجوان میں بلقیس زعفران پوش طلا یہ دے رہی تھی اسنے دیکھا کہ ایک ابر سے آگ برس رہی تھی یا یکا یک ابر پھٹا بلقیس زعفران پوش نے دوبارہ بلند ہو کر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے سحر کر رہا ہو اور ہجھم اختر شناس سحر کو روک رہا ہو بلقیس نے جو یہ سحر دیکھا جموہی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر جموہی سے نکالا اُسکو طرف ہوا کے چھوڑا اب وہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ ظاہر تھا کہ</p>	<p>ہو جو مطبوع گل نرگس شہلا بھکو ہو گیا آفت گیسو بین یہ سودا بھکو لب پہ دم ہو غم دوری نے ہو مارا بھکو وحشت دل نے دکھایا ہو یہ صحرا بھکو</p>
<p>حسن ہو گا کسی خوش چشم حسین کا بھکو ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا بھکو قاصدا اُسکو یہ پیغام زبانی دینا ہو یقین دیکھ کے مجھ کو کجا جگر شوق ہو جاے</p>	<p>ہو جو مطبوع گل نرگس شہلا بھکو ہو گیا آفت گیسو بین یہ سودا بھکو لب پہ دم ہو غم دوری نے ہو مارا بھکو وحشت دل نے دکھایا ہو یہ صحرا بھکو</p>



شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجھکو  
ہو قیامت سے سوا وعدہ فردا مجھکو  
جائیکا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجھکو  
اب جنون لیکے چلا جانب صحرا مجھکو  
وہ چلے چھوڑ کے اب قبر میں تنہا مجھکو  
وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجھکو  
غم ہو دنیا میں حسین ابن علی کا مجھکو

مرض عشق سے فوراً ابھی ہو جائے شفا  
وصل کے شوق میں مرنا ہوں کبھی جیتا ہوں  
ہائے اس بات کی امید نہ تھی قاتل سے  
کوئی اس غیرت لیلیٰ سے یہ جا کر کدرے  
ہر گھڑی ساتھ رہا زیست میں جبکا افسوس  
باغ جنت میں نہ حور و نسے مخاطب ہونگا  
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کا

اُس طائر نے اس طور سے یہ اشعار گائے کہ انصار جادو اپنے مقام سے اٹھا دیکھا  
کہ ایک جادو گر سحر کرتا ہوا آتا ہو وہیں سے للکارا کہ اوسا حرتو کون ہو نجم اختر شناس  
نے کار و سحر نکالی بلقیس نے موتیوں کا مالہ مارا دونوں طرف سے سحر جو پڑا انصار کا  
سراٹھ گیا ابر پھٹ کر گرا صبح کو ایرج کو معلوم ہوا بلقیس نے آکر خبر دی کہ رات کو لشکر  
حضور کا تباہ ہو گیا ہوتا مگر نجم اختر شناس ملازم نور الدین سحر کرتا ہوا آیا کنیز نے بھی  
اُسکی شرکت کی انصار جادو کو مارا اب قلعہ انصار یہ پر چلیے ایرج خوشی خوشی سوا  
ہوے جادو گر نیاں داپنے بائیں بٹٹی انصار جادو کی ملکہ گلغام شوریدہ سہراپنے  
مقام پر بیٹھی تھی کہ کنیزوں نے آکر خبر دی کہ نبیرہ صاحبقران قلعے میں آتے ہیں اور  
رات کو آپ کے باپ مارے گئے گلغام یہ سنکر بہت روئی قلعے سے نکل کر باہر آئی  
راہ ایک قصر تھا اُس میں آکر بیٹھی کئی سو کنیزیں پشت پر آپ چاہن کے پاس کھڑی ہو کر  
دیکھا کئی سو سانڈنی سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے بعد اُسکے دیکھا کہ کئی مرکب  
تازمی کچھی یمنی عراقی موتیوں کی پاکیزہ پشت پر دو دو سائیں لگس رانی کرتے  
ہوئے سامنے سے گذر گئے اسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان لباس زر رنگار جسم میں ہی  
اور مرکب برقی وش پر سوار کئی سو سردار ان تہمتن صفت شکن گرد اس شیر کے ہیں  
اس شان و شوکت سے جو گلغام نے ایرج نو جوان کو دیکھا بیساختہ آہ زبان سے  
نکل گئی پیشانی پر پسینہ آگیا جسم میں رعشہ پڑا قصد ہوا کہ اپنے گوگرد و خاک پا اُسکی



لیکرا نکمون سے لگاؤن کنیزون نے گھبرا کر پوچھا کہ واری آپ کیوں یکایک متغیر ہو گئیں  
گلفام نے آہ بھر کے کہا کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو ظلم

نرے بھنوں کا گلشن ہرچہن جب دل بہلتا ہوا  
جو اُس کمسن کا قد بوٹا سا پھر جاتا ہو نظر نہین  
سواری جب درگلشن پہ اُس گل کی ٹھہرتی ہو  
تڑپ کر تیری فرقت میں نکلیا بیگا پہلو سے  
ہوا سے اڑ کے دامن میں لپکتا ہو غبار اپنا  
عداوت بعد مردن بھی کچھ ایسی مجھ سے باقی ہو  
خوشی سے نذر اپنے اپنے سر دیتے ہیں بے عشق  
صد اہم روز دیتے ہیں یہ بازار محبت میں  
تمہارے وصل کی حسرت ہمیشہ دلین رہتی ہو  
اثر پیدا کیا کیا سنگ مقناطیس کا دل نے  
تو نکلے عشق میں ہو وجہ کیا عشاق روئے نہیں  
گلے تھک لگائیں وصل کی شب خوب بوئے لین  
جو دیکھیں نہض تو پڑ جائیں چھالے دست عیبی ہیں  
گلی میں انکی جب کرتا ہو نہیں نالے تو کہتے ہیں  
ادائیں دیکھتے ہیں جب قصا آتی ہوا وسط طوفان

گر بیان چاک کر کے جانب صحرانکلتا ہو  
زمین پر طفل اشک انگھوٹے گر کر گر جلتا ہو  
چمن سے بہر استقبال ہر بلبل نکلتا ہو  
بہت میں نے سنبھا لادل نہیں لیکن بھلتا ہو  
اگر گور غریبان کی طرف سے وہ نکلتا ہو  
مری تربت کو ٹھکراتا ہوا وہ شورخ چلتا ہو  
سروہی باز دھکے جب وہ بت قاتل نکلتا ہو  
کوئی معشوق بو سے مت ہمارا دل بدلتا ہو  
اتنی دیکھیے کس روز یہ ارمان نکلتا ہو  
نہیں سینے سے میرے تیر کا پیکان نکلتا ہو  
جو دل پر چوٹ پڑ جاتی ہو تب آنسو نکلتا ہو  
ہمارے دل کا یہ ارمان دیکھیں کب نکلتا ہو  
بدن ایسا ہمارا اب تپ فرقت سے جلتا ہو  
صد اکسکی ہو یہ پرورد دل مبرا دہلتا ہو  
ہمیشہ ناز جانان پر ہمارا دم نکلتا ہو

کنیزون نے عرض کی اگر تم کو حکم ہو تو جا کر اُس شہر پار کو لائیں جمال جہان آرا سے حضور  
وہ بھی دیکھیں یقین ہو کہ اپنے ہوش میں نہ رہیں حضور کا جمال عابد کیش زہر فریب ہوا  
جو دیکھ لے وہ دیوانہ ہو جائے پہاڑ سے سر ٹکراے گلفام نے جواب دیا صاحبو یہ  
خیال خام تمہارا ہو ذرہ آفتاب عالم تاب کے سامنے کیا چمک سکتا ہو آنکا جمال جہان آرا  
دیکھ کر دل کو سکتہ ہوتا ہو ہوش درست نہیں رہتے آنکھیں چاہتی ہیں ہر وقت جمال جہان آرا  
دیکھیں چشم اشک بار ہر دل بیقرار کنیزون نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو ہم لوگ جائیں



اُس جوان کو بلا لائین یا آپ تشریف لے چلیے گلفام نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ صاحبو غیرت دامن نہیں چھوڑتی اپنے جانے میں شرم ہو بلا نے میں دل مانع ہو لہذا اب جو فلک دکھائے وہ دیکھو نگلی اب سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہر چند کنیزوں نے ملکہ کو سمجھایا کہ حضور بہت بیقرار ہیں ہم لوگ بلا لائین مگر گلفام نے نہ قبول کیا دل پر ہاتھ رکھے ہوئے اُس قصر سے اٹھی اپنے باغ میں آئی آکر بلول و خزین بیٹھی ناچ گانا سب ہنسون کیا کھانے کو بھی حکم نہیں دیا اور ایرج نوجوان قلعے میں آکر اتر پڑے مسجد وں کی بنا کرائی اہل شہر آکر شریک ہوئے انتظام کر کے شام کو بارگاہ میں آکر بیٹھے شاپور سے کہا کیوں اے منتر والا اگر اب قصر ہشت پہل کتنی دور ہو اب جو یہاں سے کوچ کریں تو سانسے قصر ہشت پہل کے اتریں جنگ تو بقراط سے آغاز ہو جائے اگر اُسکو مارا تو فتاحی طلسم ہمارے نام رہے شاپور نے عرض کی حضور آپ کے نام سے بھاگے گا کیا آپ کے مقابلے میں آئیگا اور اگر نکل آیا تو بیشک آپ مار لیں گے سردار بھی بلبلار سے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں جو عظم و شان ہمارے آقا نے پیدا کیا وہ طلسم کشا کو کہاں ممکن ہے نام طلسم کشا ہیں تحفہ جات مل گئے اُسی کے بھروسے پر لڑتے پھرتے ہیں ہمارے آقا نامدار پروردگار پر تکیہ رکھتے ہیں ایرج ان باتوں کو سنکر خوش ہو رہے ہیں فرماتے ہیں یار و انجام بخیر ہو کہ بقراط کو قتل کروں یہ تیغ دو دہ سکندری اُسکے سر پہ ٹپے شکست کھا کر بھاگے ہم تعاقب میں جائیں اُسکو بھگا کر پھر طلسم کشا سے جھڑپ کریں گے شام تک یہی باتیں رہیں دربار آراستہ رہا سردار ند بیرہن عرض کرتے ہیں کہ کل حضور کوچ کریں قصر ہشت پہل پر چلکر ٹھہریں ایرج نے فرمایا اب کسی مقام پر نہ رکیں گے جاؤ مگر نیاں رخصت ہو کر اپنی اپنی بارگاہ میں آئیں سب نے آرام کیا سردار اپنے اپنے مقام پر گئے ایرج شاپور کا ہاتھ مقام کے اپنی بارگاہ میں آئے فرماتے تھے کہ اویار و قوادرجہ وقت سے اس مقام پر آئے ہیں خود بخود دل گھبراتا ہو لوگوں نے بیان کیا تھا کہ دختر القصار جادو نہایت حسین و جمیل ہو کچھ احوال نہ معلوم ہوا شاپور نے کہا اب شب کو آرام فرمائیے کل غلام پتہ لگائے گا حال کھلیا آئیگا ایرج نے کہا میں پریشانی



طبیعت کو کیا کروں ہر چند چاہتا ہوں کہ ضبط کروں قلب تنہا رہا ہو کلیجہ شمع کو آتا ہو مگر  
سبب نہیں ظاہر ہوتا کہ اس پریشانی کا کیا باعث ہو یہ باتیں کرتے کرتے ایرج نے آرام  
کیا شاہ پور بھی اسی مقام پر سو رہا مگر مارے جانے انصار کی جو خبر مشہور ہوئی زوجہ  
اسکی ابریق جادو اپنے قصر میں بیٹھی تھی کہ چند کتیرے دن وڑی ہوئی آئین رو رو کر عرض  
کرنے لگیں کہ حضور بڑا غضب ہوا آپ کے سر کا تاج اُتر گیا انصار جادو مارا گیا یہ خبر  
وحشت اثر شکر ابریق نے بچھاڑ کھائی ہاے صاحب کلے رونے لگی بال اپنے سر کے  
نوح ڈالے کنیزیں بھی اسکی جادو گر بنیاں ہیں سب نے کہا واری اس رونے سے کیا  
فائدہ ہو چلے دشمن کو ہلاک کریں دشمنوں کا قصہ پاک کریں پھر خدمت خداوند میں چلے  
دامن اُنکا پکڑیے کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے یقین ہو کہ قدرت زندہ کر دین قدرت  
تو صاحب کشف و کرامات ہیں اُنکے نزدیک ایک بندے کا زندہ کرنا کتنی بڑی بات ہے  
ہم سب ملے قدرت کے قدموں پر گر بیگیے کہ اس بندے کو زندہ کر دیجیے قدرت فوراً  
زندہ کر دیجیے مگر دشمنوں کو قتل کر کے چلیے کہ قدرت کو خوشی حاصل ہو کہ ہمارے دشمن  
مرے کیسے اسکا انعام یہ ہو کہ شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے یہ اسے ابریق کو بہت پسند  
آئی کہا صاحبو خوب صلاح بتائی یہ کہکے جمولی سحر کی اٹھائی آئین اسباب سحر رکھا کنیزیں  
اسباب سحر لیکر موجود ہوئیں ابریق جادو ایک تخت پر سوار ہو کر چلی گئی کنیزیں جوشان  
و فرود شان بالائے آسمان آئی دیکھا کہ بارگاہین استاد ہیں لشکر آباد اہل لشکر و لشاد  
اپنے اپنے خیموں میں سو رہے ہیں ابریق نے جو اہل لشکر کو غافل پایا سحر کرنے لگی  
جسکی آنکھ کھلی اُسے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہو جو اٹھا وہ بلا میں مبتلا ہو گیا  
بیقرار ہو ہو کر دعائیں مانگتے تھے بارگاہ یا مستغنی شاہ کی صدائیں بلند تھیں جادو گر بنیاں جو  
ایرج کے ساتھ ہیں اُنکی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہو گئیں آگ برس رہی ہو اور  
ایک طرف سے دریا موج مار رہا ہو اہل لشکر بچار رہے ہیں کہ احو کریم کار سنا نہ واد  
مالک بے نیاز تو رحیم ہو نیری امداد اسوقت کافی ہو تو اپنا رحم شریک کر یہ کیا آفت ہو  
جو ہم پر نازل ہوئی اس سے بچالے نظم بطور تحسہ



سجدہ کن اوی بندہ نادار بر خاک نیاز	گردن صدق و صفا خدای بر خاک نیاز
ساجدین عاجز می ہر بار بر خاک نیاز	سربند چون بندگان زار بر خاک نیاز
[سر بلند و سر فرار و سرور و سرور باش]	
روشنی بخشند ز ہر سو آفتاب دل ترا	دیدہ را سازد و منور را بہتاب دل ترا
رہنما گرد و دوسوے جانان جناب دل ترا	حق نماید و دوسوے روشن ازہ حجاب دل ترا
[ہر زمان اسید و اراحو طالب ویدار باش]	
دم بھر میں ابریق نے سب لشکر کو اپنے سحر میں مبتلا کیا یہ سامان کر کے پلٹی کہ جا کر قدرت سے گزارش کروں کہ دشمنوں کو مٹا آئی شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے تخت کو آٹھاتی ہوئی کنیرین ساتھ گریان و نالان قصر ہشت پہل میں آئی بقرا طنائی بیٹھا ہوا ہوا نازنینان مہ جبین سامنے اسکے گارہی ہیں اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں نظم	
کبھی جنون میں جو صحرای سمٹ جاتا ہوں میں خوش بیان جو پئے سیر باغ جاتا ہوں میں اپنے عشق کا جب حال اُسے سناتا ہوں یہ شوق قتل ہو خجربکف جو پاتا ہوں جنون میں جبکہ گریبان گھوٹتا ہو گلا ہیں تنگ اشک ندامت سے کاتب اعمال خوشی یہ آمد فصل بہار کی ہو مجھے وہ ہنسکے کہتے ہیں قلب و جگر سنبھالیے نہ ہو گا و اومی اُلفت میں رہنا مجھ سے ہزاروں ملتے ہیں جب بوسہ گل رخسار خیال کر کے میں اُس شمع رو کا ہجر کی شب دل و جگر نہ سہی غفل و ہوش و صبر سہی میں اپنے دل سے ہوں ناچار ہو گیا مظلوت	توقیس کو سبق عشق ہیں پڑھاتا ہوں گلون کے سامنے بلبل کے ہوش اڑاتا ہوں کچھ آپ روتا ہوں کچھ قیس کو رلاتا ہوں خوشی سے سامنے قاتل کے سر جھکاتا ہوں ہزاروں دھجیان و امن کی ہیں اڑاتا ہوں گنہ وہ لکھتے ہیں تحریر میں مٹاتا ہوں کہ پیر میں ہیں نہیں آجکل ساتا ہوں لقاب الٹ کے میں صورت ابھی دکھاتا ہوں جناب خضر کو بھی راہ میں بتاتا ہوں شب وصال میں پھولا نہیں ساتا ہوں بچھا ہوا ہو جو دل کا کنول کھلاتا ہوں میں کچھ نہ کچھ ترسے کوچے میں کھو کے آتا ہوں ہزاروں جو روستہ بار کے اٹھاتا ہوں



بقراط ثانی مست بیٹھا ہو کہ رونے پٹینے کی صدا آئی سر اٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہو کہ  
ابرلیق جاو و سر برہنہ گریبان چاک منہ پر خاک روتی پٹیتی سانسے آئی و وڑ کر قدموں کے  
لیٹ گئی کہا یا خداوند مسلمانوں نے میرے شوہر کو مارا مین نے سب کو مٹا دیا اسیدوار  
ہوں کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے مجھے بے شوہر کے آرام نہ آئیگا آجکل زمانہ سردی کا  
ہو جب اکیلی سوونگی تو نیند نہ آئیگی میرا کتنا قبول کیجیے بقراط نے حال پوچھا ابرلیق نے  
سب کیفیت بیان کی کہا شوہر نے میرے جا کر سحر کیا کسی نے اسکو مار ڈالا کینز نے جا کے  
ایسا سحر کیا کہ گرد دریا کر دیا لشکر میں دھواں چھایا ہوا ہوسب تڑپ رہے ہیں چار پہرین  
سب تمام ہو جائیں گے یہ سنکر بقراط ہنسا کہا اے ابرلیق تو نے سب کچھ کیا مگر جا کر خبر تو  
لے یقین ہو کہ مسلمانوں کو اس حال میں نہ پائیگی اب وہ لوگ آرام میں ہیں یہ سنکر  
ابرلیق پلٹی مگر کہ یہ گزرا کہ کلعام پڑی تڑپ رہی ہو زبان پر ہو کہ اے قلمک کج رفتار واد  
گردون غدار کمانتک کج روی کریگا اب تو برداشت نہیں ہو سکتی ہے نظر

دل میں فدا کروں جو نظر آے تو مجھے  
میں نا تو ان بہت نہ پھرا کو بکو مجھے  
دیکھا جدھر کو میں نے نظر آیا تو مجھے  
پہلو میں اے صنم جو بیٹھتا ہے تو مجھے  
کرنا پڑا ہوتا نظر سے رفو مجھے  
رہتی ہوا بنو روز یہی جستجو مجھے  
اے جان تیرے وصل کی ہو آرزو مجھے  
آجائیکا نظر جو کوئی خوب رو مجھے  
کیا کیا پھرا رہی ہو تری جستجو مجھے  
دل سے بسند ہو گل عارض کی بو مجھے  
تھی اسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے  
سطوت دوبارہ جاؤں یہی آرزو مجھے

اے جان جان بس اب ہی آرزو مجھے  
دکھلا دے خواب میں کبھی شکل اپنی تو مجھے  
تاثیر ہو یہ عشق حقیقی کی اے صنم  
ہوتا ہو دل کو چین جگر کو مرے قرار  
تیغ نگہ سے تیرے پڑے ہیں جو دل میں خرم  
چھپ چھپ کے مجھے رات کو جانا ہو وہ کمان  
سینہ اگر ہو چاک نکلمریہ دل کے  
نالان ہوں دل کے ہاتھ سے دید و نگاہ میں اسے  
کبے سے دیر دیر سے آیا کشت میں  
گلشن سے کچھ غرض نہیں وہ عندلیب ہوں  
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم  
پھر مجھ کو کر بلا کی زیارت نصیب ہو



تڑپتے تڑپتے اٹھی باہر محل کے دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہوا ہو آگ برس رہی ہو گھبرا گئی کہ  
یہ کیا معرکہ ہو کسے آگ بر سائی سحر کر کے بلند ہوئی دیکھا سارا لشکر آفت میں ہو قصاص کا  
جس بارگاہ میں ایرج نوجوان تھے وہ بارگاہ گر پڑی ہو ایرج نوجوان عجب مصیبت  
میں ہیں ہر مرتبہ قہقہے پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور لڑکھڑاکر گرتے ہیں بیقرار ہو کر چکا رستہ میں  
اور بکار ساز رحم اپنا شریک کر قلم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب	و عاٹے کند من کس مستجاب
چو عاجز رہا نندہ و انہم ترا	درین عاجز می چون نخواست ترا
ہر کس بہ کسے ناز و ومارا تو ایسے	من پیش کہ نالہم کہ مرا نیست کے

ای خالق ارض و سما صدقہ بزرگان دین کا اس مصیبت کو جلد آسان کر یا ملک الموت  
کو حکم دے کہ میری روح آگے قبض کرے اب مجھے یہ سختی نہیں اٹھنی ایرج کا یہ حال زار  
دیکھ کر کافیاں بیقرار ہو گئی جھولی پر ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پہلے سحر کیا کہ ایرج کے گرد  
جو آگ تھی وہ آگ بھی مگر سارا لشکر اسی آفت میں ہو شاپور نے دیکھا کہ ایک نازنین  
مہ جبین بنیاب و بیقرار سحر کرتی پھرتی ہو جس مقام پر دریا جوش مار رہا ہو وہاں پر وہ  
آکر اتری مگر بہت بیقرار ہو شاپور نے ایرج سے کہا دیکھیے حضور پروردگار نے  
سامان پیدا کیا کہ ایک نازنین مثل شعلہ جو الہ سحر کو ہر طرف کرتی پھرتی ہو ایرج نے  
نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ کنارے دریا کے وہ نازنین آکر ٹھہری ایک ساری نصف باندھی  
اور نصف اوڑھی بیٹھ کر سحر کرنے لگی مچھلیاں چاہتی ہیں کہ اُس نازنین کو کھینچ لیں مگر وہ  
نازنین مچھلیوں کو مار رہی ہو کبھی دریا میں اپنے تئیں گرا دیتی ہو کبھی چپک کر نکلتی ہو  
ایسی گرمی دکھاتی ہو کہ مچھلیاں تڑپنے لگتی ہیں پانی دریا کا کھولنے لگتا ہو ہزاروں ہی  
مچھلیاں جلا گئیں نہنگان خون آشام جو دریا سے نکلے انکو بھی مارا ایرج نوجوان کچھ  
رہے ہیں کہ اُس نازنین نے تھوڑے ہی عرصے میں دریا کو مٹایا سب کو خاک میں  
ملا کر آپ ٹھلتی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی کہا ای شاہراؤہ والا قدر اب جا کر  
جبین کیسے میری مان نے سحر کیا تھا شکر کرتی ہوں کہ میں نے اسکو مٹایا اگر تھوڑی دیر



اور غافل رہتی تو آپ لوگ ہلاک ہو جاتے مگر نہیں معلوم سحر کرنے والا کہاں گیا ایرج  
نے کہا اوشمن شاہ خوبی و اوسر و باغ محبوبی تھے جان بخشی کی سب کو بچا لیا ورنہ سب  
ہلاک ہو جاتے اس نازنین نے شہر مار کر سر جھکا لیا کہا اوشمن ہار آپ کا خدا سے ناویدہ  
کام آیا اسنے مدد کی مجھ کو بھی خیال آگیا کہ اگر سحر کو دفع کیا ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا مگر سحر کا  
کرنے والا بڑا سخت تھا کہ جلا دی سحر کر گیا کہ کوئی باقی نہ رہے یہ ذکر ہو رہا ہو ایرج بھی  
شکریہ ادا کر رہے ہیں اور گلفا م عذر کرتی ہو کتنی ہو آپ صاحب اقبال ہیں آپ کے  
اقبال کی خوبی ہو کہ یہ مشکل آسان ہوئی ورنہ تھوڑی دیر میں آفت برپا ہو جاتی  
اب میں رخصت ہوتی ہوں ایرج نے کہا جانا تمہارا بہت شاق ہو چل کر بارگاہ میں  
بیٹھو لمحہ بھر صحبت ہو گلفا م ایرج کے ساتھ چلی بارگاہ میں اگر بیٹھی اب عاشق و  
مشتوق خوش بیٹھے ہیں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں مگر ابرق جاو و جو بقراط  
سے سنکر چلی تھی سامنے آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نہ دریا ہو نہ آتش سحر کیترون سے  
کہا صاحبو غضب ہو گیا کسی نے میرا سحر دفع کیا یہ سوچ کر پہاڑ پر اتڑی دیکھا ایک طرف  
چو کہ دیا ہوا ہو اس چو کے کے قریب آئی وہاں کی خاک جو اٹھائی تو بوسے سحر گلفا م  
آئی حیران ہوئی کہ یہ سحر گلفا م کہاں وہ باپ کے غم میں بیقرار ہو لیکن یہ جگہ یہی کتنی ہی  
کہ یہاں بیٹھ کر سحر کیا یہ سوچ رہی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ اشعار بہ  
آواز دردناک گارہا ہو نظم

اپنے گھر سے ہاے وہ قافل نکلتا ہی نہیں  
ابنو میرادل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں  
اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہیں  
زندہ کو بچے سے کوئی عاشق نکلتا ہی نہیں  
کیا کروں مجبور ہوں بس میرا چلتا ہی نہیں  
کیسا سائل ہو کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہیں  
اس سے دل کو میں بدلتا ہوں بدلتا ہی نہیں

سرکفت مدت سے ہوں کچھ زور چلتا ہی نہیں  
اوشمن بہر خد مجھ کو دکھا دے اپنی شکل  
کر دیا ہو عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ  
قتل پر اس ترک نے باندھی ہو اب ایسی کمر  
ایک لمحہ آنکھ سے اوجھل تھے ہونے نہ دون  
بوسہ جب میں مانگتا ہوں ہنسکے کتا ہو دشمن  
جس طرح میں اسکا عاشق ہوں وہ عاشق ہوا



ہین وہ کمسن شام ہی سے نیندا آتی ہو اسٹھین	وصل کی شب بھی کوئی ارمان نکلتا ہی نہیں
وحشت دل سوے صحر اکبوں نہ لیجائے مجھے	کیا کہوں دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہیں
کر بلا جانیکا اوسطوت ارادہ ہو ضرور	ہند میں اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہیں

اس رنگ سے یہ آواز آتی کہ ابریق بقیق رہو گئی خیال کر کے جو دیکھا تو بارگاہ ایرج  
نوجوان سے یہ آواز آتی ہو جی میں کہتی ہو کہ یہ لوگ یا تو اس آفت میں تھے یا ایسے شگفتہ  
ہوئے کہ رقص و سرود ہو رہا ہو یہ لوگ بڑے بیخوف ہیں کہ مہلت پاتے ہی ایسے مغرور  
ہوئے میں اب چل کر اسکو پکڑے لیتی ہوں مگر ابریق مقام تعجب ہو کہ کلفام نے جو  
روح کیا اسکو کچھ خوف نہ آیا یہ سوچتی ہوئی طرف بارگاہ ایرج کے چلی جب دربار گاہ پر  
پہونچی تو درگہ سالار نے روکا کہا ہم تمہیں نہ جانے دینگے ابریق نے جھٹلا کر جواب دیا  
ستمحاری کیا مجال ہو کہ ہم کو روک سکویہ کیکے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ درگہ سالار اسی طرح  
بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا چاہتا ہو کہ تلوار کھینچوں مگر ہاتھ قبضے تک نہیں جاتا ابریق جادو نے  
درگہ سالار کو بیکار کر کے پردہ اٹھایا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پائوں میں رعشتہ آگیا  
بیٹی کو دیکھا بہ صد فرحت پہلو سے ایرج میں بیٹھی ہو اختلاط ظاہری ہو رہا ہو دیکھتے ہی ہلکے  
جگمگی ملکار کر آواز دی کہ او کیسو بڑیدہ وا و شو خدیدہ اب میں سمجھی کہ تو نے اسوجے  
سحر دفع کیا یہ کیکے جھپٹی چاہا کلفام کو پکڑ لوں کلفام سحر کر کے بلند ہوئی منظور یہ ہوا کہ  
نکلباؤں ابریق بھی سحر کر کے بلند ہوئی ہوا پر دونوں میں سحر ہونے لگے ابریق نے  
بال اپنے کھول دیے جیسے ہی بال کھلے کلفام لہرائی ابریق نے جھپٹ کر بال تھامے  
گرفتار کر لیا لیکر چلی ادھر ابریق کلفام کو لے چلی ادھر ایرج نوجوان آہ کانفرہ کر کے  
فرش خاک پر گرے فرمایا اوشا پور لینا پور تعاقب میں چلا مگر ابریق کلفام کو  
لیے ہوئے ایک درگہ کوہ میں آکر ٹھہری بیٹی کی محبت ناچار سمجھانے لگی کہ اوس کلفام  
تو نے کیا حرکت کی بہتر یہ ہو کہ تو بہ کر میں قدرت کے سامنے تجھ کو لے چلوں خطا معاف  
کرادوں کلفام نے کہا اوس مادر مہربان میں تو اب بقراط کو پر کھ چکی اب مجھے نہ ہولیکہ  
کہ میں اتنے سامنے عذر کروں قصائے کار مہر سپر عیاری لشکر سے براے بالادوی



نکلے تھے دور سے دیکھا کہ درہ کو دین ایک ساحرہ بیٹھی ہے ایک شاہراہی پر بدعت کر رہی  
 ہے خواجہ ایک فقیرنی کی شکل بکر سانسے آئے سوال کیا بی بی آرزو سے دلی پوری ہو یہ  
 آپ کے تحفے میں آجائے کیوں شاہراہی یہ بڑی بی سمجھاتی ہیں تم کیوں تہمدی کرتی ہو  
 کیوں حضور یہ کیا سرکہ ہوا بریق نے کہا ہوا اس گیسو پریدہ نے بڑا غضب کیا نبیرہ حمزہ  
 سے نہیں ملتا کیا میں اسکو سمجھا رہی ہوں میں نے اپنے سر میں ان سب کو پھنسا یا تھا مگر  
 اسے ان سب کو رہا کیا اور پھر زبان درازی کرتی ہے میں سمجھا رہی ہوں خداوند بقراط  
 ایسا جاگتی جوت کا خداوند اس سے برگشت ہوئی فقیرنی نے کہا بی بی آپ ذرا ہٹجائیے  
 تو میں انکو سمجھاؤں ابریق تو چاہتی ہے کہ گلفام عذر کرے تو میں خطا معاف کروں کہا  
 او ہوا فقیرنی میں ہٹی جاتی ہوں یہ کیکے الگ ہوئی خواجہ نے قریب آکر کہا او شاہراہی  
 والا قدر یہ کیا سرکہ ہو گلفام رونے لگی کہا بڑی بی صاحب میرا دل دام گیسو پرینچ میں  
 پھنسا ہو کیا بیان کروں اپنے ہوش میں نہیں ہوں میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و  
 ملال ہو طبیعت نڈھال ہو **نظم**

<p>گرا سے ناخ مجبور سے کچھ کام نہیں          مرغ دل بطور مے داغ جنون پیتا ہوں          تان خورشید تو ہر جمع دکھاتا ہو کسے          اس پر نیراد سے ہم خواب میں کہ آتے ہیں          بوسہ ہائے لب شیریں ہیں شراب عذاب          ہر جگہ کام تصور ہی سے لے لیتے ہیں          سوز خورشید ہو کافور سحر سے کیا کم          داغ فرقت سے جلیں گے نہ ملیں گے اس سے          یار کے دست حسائی کی ہو پھمکی کیا کم          اہل تزویر سے اس درجہ ہو مجھکو نفرت          شعلہ رویوں کو نہیں اپنے صربی کا پاس</p>	<p>بہ خدا اس بیت مغرور سے کچھ کام نہیں          شیشہ و ساغر بلور سے کچھ کام نہیں          مجھکو گردون ترے تنور سے کچھ کام نہیں          ہیں تو جنت میں مگر حور سے کچھ کام نہیں          میکشوبادہ انگور سے کچھ کام نہیں          ہمکو نزدیک سے اور دور سے کچھ کام نہیں          داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہیں          نار سے کام ہی بان نور سے کچھ کام نہیں          مجھکو مابقی سقنقور سے کچھ کام نہیں          کہ مجھے قافیہ زور سے کچھ کام نہیں          شمع کو خانہ زنبور سے کچھ کام نہیں</p>
--	--



رات دن نور خدا کوہ نجف سے ہو عیان  
 جھکاونا رخ جبل طور سے کچھ کا صم نہیں

فقیر فی نے کہا بی بی نہ گھبراؤ منہ مہر سپر عیار ہی تم میرے فرزند کی معشوقہ ہو بین اس  
 معونہ کو ابھی قتل کرتا ہوں اب یہ کیا میرے ہاتھ سے بچ سکتی ہو خدا کی قدرت کہ میں  
 پہنچ گیا ایرج نوجوان سے ذکر کر دینا کہ خواجہ نے جھک کر ہا کیا یہ کیکے پکارے اور ملک  
 آؤ وہ تو نگوڑی روتی ہو کنتی ہو کہ میں اتان سے پھر سکتی ہوں میری مادر مہربان ہیں  
 جس طرح چاہیں رکھیں جسکے آگے عذر کراہیں میں عذر کرونگی ابریق خوشی خوشی آئی کہا  
 بڑی بی تنہا بڑا احسان کیا کیا کہدیا کہ یہ راضی ہو گئی بڑھیا نے کہا میں نے مرثیہ مان کا  
 سمجھا یا کہ نہ ہر قدم والدین ہشت عشر ہشت ہو اگر خلافت حکم کروگی تو قدرت جہنم میں  
 داخل کرینگے اتنیویہ کنتی ہو کہ مان جس حال میں رکھیں مجھے قبول ہو لیکن میرا وقت  
 بھٹی پر جانے کا تھا اب دیکھو آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں ایک جام شراب پلوایک  
 ابریق نے گلہ فام کو رہا کیا کہا بی بی بھٹی سے جا کر شراب لاؤ گلہ فام جا کر شراب لاؤ  
 نے جام بھرا چاہا بی جاؤں پھر توبہ توبہ کر کے سامنے ابریق کے پیش کیا کہا حضور نوش  
 فرمائیں میں آپ کے بعد پیونگی تب میرے دل کو آرام ہوگا ابریق نے جام پی گئی بی کہ  
 گھبرائی کہا بڑی بی صاحب کلیجے میں آگ لگ گئی خواجہ نے کہا اٹھ کر ٹہلیے کہ ہوا گے  
 ابریق اٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے خچر مارا کہ ابریق کے دو ٹکڑے  
 ہوئے کپڑے اسکے اتار لیے مگر شاہ پور جنگل میں دوڑنا پھرتا تھا کہ اسکے کان میں آواز  
 آئی کشتی صرا نام من ابریق جا دو بود جبران ہوا کہ کہنے ابریق کو مارا دوڑ کر رہا کوہ  
 میں آیا دیکھا خواجہ کپڑے اتار رہے ہیں شاہ پور نے جھک کر سلام کیا خواجہ نے  
 شاہ پور کو گلے سے لگا یا فرمایا ای فرزند کہو ایرج کا کیا حال ہو شاہ پور نے کہا بڑی تباہی  
 اٹھا میں عمر و سنے کہا ای شاہ پور فتاح طلسم نور الدہر بن بدیع الزمان ہو تحفہ جات  
 اسکو دستیاب ہو سے جہان میں صاحبقران نے اٹھا میں گل مراد فتاح طلسم لے گئے  
 جہان تک سب ایرج کو روگو ایسا نہ ہو کسی آفت میں پھنس جائیں نور بائی نور الدہر  
 کے ہاتھ سے ہوگی خواجہ زادے کہ چکے انکی کدو کاوش بیکار ہو شاہ پور نے کہا کہ ای



والد نامدار یا قوت جہنی بڑی کوشش کر رہا ہو ہر مرتبہ یہی چاہتا ہو کہ انکو تباہ و تاراج کر دے  
 پہونچاؤن مگر ناممکن ہو ہر مقام پر افتادین پڑتی ہیں عمرو نے خوب شنایو رکھو سمجھایا فرمایا  
 ای نور نظر وای پارہ جگر ایرج کو روکے رہو شنایو رکھو کلفا م کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے  
 روانہ ہوا یہاں بقراط ثانی قصر ہشت پہل میں بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا  
 کہا لو غضب ہوا ابریق قتل ہو گئی یا رو کوئی تم میں ایسا ہو کہ جا کر کلفا م کو گرفتار کر لے  
 سیراب جا دو اپنے مقام سے اٹھایا کہتا ہوا کہ غلام جاتا ہوا بھی گرفتار کر کے کلفا م  
 کو لانا ہو مجھ کو صحر اکا پتہ دیکھیے کہ فلاں مقام پر ہیں میں دریا سے سحر جاری کرونگا وہ پیر  
 کر نیگی کہ اس دریا کو جھیلوں اور میں انکو گرفتار کرونگا بقراط نے جو پتہ بتایا اس پتہ پر  
 سیراب جا دو چلا اور کلفا م شنایو رکھا ہاتھ پکڑے ہوئے ہاتھین کرتی ہوئی آئی ہو  
 کہ غرائے کی آواز کان میں آئی سامنے دیکھا کہ ایک دریا سے تھار و زخار موج مار  
 رہا ہو کہ کسی طرف راستہ نہیں کہا ایو مترو والا گھر ہم تو گھر گئے کسی ساحر نے سحر کیا کہ صحر  
 کو روک لیا دیکھو دریا گھبرے ہوئے ہو مگر سیراب جا دو دریا سحر کا بنا کر بالاسے  
 کوہ آیا وہاں دیکھنے لگا نگاہ جو جال بے مثال کلفا م پر پڑی بیتاب ہو گیا جی میں  
 کہتا ہواں باپ اسکے قتل ہوئے اگر اسکے مقدمے میں قدرت سے عرض کرونگا تو  
 یقین ہو کہ میرے ساتھ منسوب کر دیں گے مگر کیا تدبیر کروں کہیوں مگر اس آہوے وحشی کو  
 قہقہے میں لاؤں کنارے آیا ایک آہو کی شکل بنا کلفا م حیران کھڑی ہو دیکھا کنارے  
 کنارے دریا کے ایک آہو چلا آتا ہو کلفا م نے کہا ایو شنایو رکھو شیر دل اس آہو کو  
 گرفتار کریں کیا تعجب ہو کہ کوئی مطلب حاصل ہو شنایو رکھو میں درست کر کے پیچھے  
 اس آہو کے چلا آہو نے جو صیاد کو کہیں میں دیکھا جست کرنے لگا شنایو رکھو نے دیکھا  
 میں اس آہو کے قریب نہیں پہونچتا پتھر گوچھن میں رکھ کر بار آہو بیقرار ہو کر بھاگا  
 کلفا م نے جو دیکھا کہ آہو میری جانب آتا ہو جھولی سے کچھ اسباب سحر نکالا چاہا سحر کروں  
 آہو قریب آیا کلفا م کو منہ میں دبا لیا ہر چند کلفا م تڑپتی ہو پھرتی ہو مگر ہاتھین ہکتی  
 شنایو رکھو نے جھپٹ کر حلقہ ہاتھ سے کھینچا مگر حلقوں سے آہو نکلیا اور کلفا م کو لیکر



بھاگا شاپور نے چاہا پھینکا کر دن آہو غائب ہو گیا مگر دریا اسی طرح قائم ہی ہر طرف  
موج مار رہا ہے پھیلیاں ابھر کر نکلتی ہیں ہر مرتبہ قصد کرتی ہیں کہ شاپور کو کھینچ لیں آخر  
شاپور بھاگ کر ایک غار میں چھپا مگر سیراب گل فاقہ کو لیے ہوئے ایک صحران  
آیا صورت نہیہا پر نگاہ ڈالتا ہی بتیاب ہوتا ہی آخر زبان میں سوزن دی ایک نخل کے  
نیچے آکر گل فاقہ کو ہوشیار کیا آپ بہ صورت اصلی بنا کہا ای جان جہان وادی آرام  
دل مشتاقان میں بکلم خداوند تیری گرفتاری کو آیا تھا مگر نہیرے دام گیسو میں پھنسا  
امیدوار ہوں کہ مجھ کو قبول کر گل فاقہ نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کہ او  
سیاہ رو تیرہ درون یہ کیا خیال خام اور تصور ناتمام ہو تو نے مجھ کو گرفتار کیا چاہے  
قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نہ لے میں جان دینے پر آمادہ ہوں سیراب قدموں پر  
گر پڑا کہا اے ملکہ عالم میں اپنی جان نثار کرونگا مگر مجھ کو قبول کر و سیراب حیران ہو کر  
منتیں کر رہا ہو کہ ایک طرف سے گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ اشعار گارہا ہو نظم

خط سے جو بن پر عذار یار ہو  
مستعد جان بخشیدون پر یار ہو  
ناز سے وہ گل جو ٹھکراتا ستین  
شکل نرگس میں سمجھتے چشم ہون  
مکرون روئے زمین اک گام میں  
دانت پر قاتل لگایا کیا اسے  
جھانکنا چھوڑا یہ کس بیدرونے  
جا کے سطوت کر بلا میں موت آئے

واہ کیا آئینہ جو ہر دہار ہو  
گر یہ سچ ہو تو اجل بیکار ہو  
کیا ہمارا جسم لاشہ رخا رہو  
ہمد سو کیا حسرت دیدار ہو  
پائون میں خاصیت پر کار ہو  
نیچ تیری ابرگو ہر بار ہو  
چشم گریان روزن دیوار ہو  
اب دعا خالق بھلے یہ ہر بار ہو

سیراب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن ڈھلی ہاتھ میں تانین مارتا ہوا آتا ہے  
سیراب نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اس طرف آؤ لڑکے نے منہ  
پھیر کر کہا ہمارا وقت بھٹی پر جانے کا ہو وہاں چار آنے لجھاتے ہیں جہین ٹھہر کر تم  
رج کرو گے سیراب نے آکر ہاتھ نہام لیا کہا صاحبزادے جو مانگو گے وہ تمکو دینگا



ساز خوب بجاتے ہو لڑکے نے سامنے سیراب کے ناچنا شروع کیا سیراب بہت  
خوش ہوا کہا صبرادے تم لو ناچنا بھی خوب جانتے ہو لڑکے نے کہا اب گا ابھی سنئے  
مگر فی چیز ایک پیسا لوں گا سیراب نے کہا میں روپیہ دینے کو موجود ہوں یہ ککے  
کمرے روپیہ نکالے لڑکے نے کہا میں یہ نہ لوں گا پیسہ دیکھیے سیراب نے کہا میں جا کر  
پیسے لاتا ہوں یہ ککے جھپٹا بھٹی پر آکر اس خیال سے شراب خریدی کہ لڑکا پی کر خوب  
گالیکا تھوڑی دیر میں شراب لیکر آیا کہا لو صبرادے ایک جام شراب کا تو پیو  
لڑکے نے اس خوبصورتی سے شراب کو گریبان میں گرایا کہ سیراب نے جانا پی گیا  
جیسے ہی شراب حلق سے اتری لڑکا تھکر کئے لگا اس لطف سے گت ناچتا ہوا نیچے کو  
زمین پر گر ادیتا ہوا اور لوٹ مارتا ہوا کہ معاوم ہوتا ہوا نشہ زیادہ ہو گیا لوٹا شراب کا  
اٹھایا کہا تنے بھکو شراب پلائی میں تمکو پلاؤں گا سیراب نے منہ کھول دیا لڑکے نے  
سارالوٹا دہن میں ڈال دیا شراب پیتے ہی سیراب گھبرا یا کہا میان لڑکے بھے  
کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو لڑکے نے کہا ذرا اٹھکر ٹھلو سیراب جھپٹ کر اٹھا چند  
قدم چلا تھا کہ بیوشی نے تما نیچے مارا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے گرتے خیر مارا  
کہ شکم چاک قصہ پاک مار کر سیراب کو گلا غاص کو رہا کیا کہا منم عمر وہیان شتا پور دیا  
کو دیکھ رہا تھا کہ غراٹا ہوا دریا غائب ہونے لگا تھوڑے عرصے میں سب دریا  
خشک ہو گیا شتا پور سمجھا کہ سیراب مارا گیا طرف صحرانے کے دوڑا دیکھا سامنے  
گلغام آتی ہو شتا پور نے دوڑ کر پوچھا ای ملکہ عالم کیونکر رہائی پائی گلغام  
نے سب حال بیان کیا شتا پور نے کہا ہمارے قیل و کعبہ کراست دکھاتے ہیں  
ہر مقام پر عیاری کرتے ہیں ای ملکہ گلغام اب نکلیو یہاں ایرج نوجوان مشتاق  
بیٹھے تھے کہ ہر کارون نے آکر خبر دی کہ شتا پور و گلغام آتے ہیں ایرج نے آکر  
استقبال کیا گلغام شریک ایرج ہوئی یا قوت جنی نے عرض کی اب طرف قصر  
ہشت پہل کے کوچ کیجیے ایرج نے لشکر تیار کیا کئی جادوگر نیاں عاشق جمال  
ابرہاسے سرخ و سنہر تیار کر کے اسیر سوار ہوئیں غیر سناہرون کا لشکر چند سرداران



نامور کے ہمراہ ہوا طرف قصر مہشت پہل کے چلے گذارش کرونگا کہ امیر راج کس مقام  
 و موچین گئے مگر حال صاحبقران ذکر کرنا ضرور ہو کہ صاحبقران زمان دربار میں حکیم  
 آغاز مصری کے موجود ہیں آغاز مصری نے صاحبقران سے عرض کی کہ آپ سلما  
 سے عقد کیجیے یہ آپ کی زوجہ ہو صاحبقران زمان نے فرمایا کہ باغ صراوین یہ چلیں ہیں  
 آؤنگا ملکہ سلما باغ صراوین آئیں و لمن بنکر مسند پر بیٹھیں دل سے کہتی ہیں کہ یقین ہو  
 اب صاحبقران بھی آتے ہونگے مگر صاحبقران جو دربار سے اٹھے خواجہ عمر کو  
 ساتھ لیا سمجھے کہ عاقلہ بالغہ سے عقد ہو ہم دونوں ایجاب قبول کرینگے کہ راہ میں دیکھا  
 فرزند خواجہ بزرچہر ایک نخل کے سائے میں بیٹھے ہیں امیر کو دیکھ کر سلام کیا عرض کی  
 اوشہر پار غلام کو معلوم ہوا کہ آج حضور اپنا عقد کرینگے اس خیال سے غلام مہشت  
 آکر بیٹھ رہا امیر کو بزرگ امید کا پاس ہو کما تشریف لے چلیے میں آپ کو ضرور یاد  
 کرتا بزرگ امید نے کہا ایک گلوری تو نوش فرمائیے یہ کمر جیب سے ڈوبیا نکالی ایک  
 گلوری امیر با توقیر کو دی صاحبقران نے جیسے ہی گلوری کھائی ہاتھ پائوں میں  
 رخشہ آیا چند قدم چلے تھے کہ لہر اگر گرسے عمر و نے چاہا پستارہ باندھوں صاحبقران  
 کو لیجاؤن باغ صراوین چلکر ہوشیار کرونگا پائوں پھیلا کر کچھ لونگا پھر خیال میں یہ  
 گذرا کہ جواہرات بہت پہنے ہیں کچھ اتار لون سپر پشت سے صاحبقران کی اتاری  
 چاہتے ہیں کہ اکہ کھولون کہ زمین کا پنی زمین سے دھواں نکلا ایک ساحر مہیب  
 بہ شکل عجیب و غریب زمین سے پیدا ہوا للکارا کہ اوسا ربان زادے دیکھ یوں  
 لیجاتے ہیں اب میں کیا صاحبقران کو چھوڑونگا کمر میں پنجہ دیکر لے اڑا عمر و حیران  
 ہو کہ یہ کیا سر کہ تھا تعاقب میں چلا مگر سیران جادو صاحبقران کو لیے ہوئے اپنے  
 باغ میں آیا اسی عالم غشی میں مسلسل و مطوق کیا اب صاحبقران کو ہوشیار کر دیا  
 امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار طوق و زنجیر پایا اشتیاق عقد میں تھے بہت برہم  
 ہوئے فرمایا او بیجا تو کون ہو مجھے کیونکر لایا سیران نے کہا منم سیران جادو قدرت  
 نے مجھ کو نشان بتایا کہ فلان صحرا میں عمر و نے امیر کو بیوش کیا جا گرفتار کر لے میں



وقت پر پہونچا اب سرکاٹ کر سامنے قدرت کے لیجاؤ نکا صاحبقران نے عقد بین  
تید کو ٹوڑ ڈالا اسم اعظم پڑھنے لگے سا ح سامنے سے بھاگا ایک گوشے میں آکر کہا او  
مفتاح بلند رکاب صاحبقران کو لینا امیر نے دیکھا صراستے گرد آڑی ایک پہلو  
گنبد سے پر سوار ہو نشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان تیرے ہاتھ میں آتے ہی اس پہلو  
نے نعرہ کیا کہ منم مفتاح بلند رکاب سب فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا امیر  
تینہ عقرب کھینچ کر جا پڑے جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر یقیناً رہو کر دعا بین  
خالق سے مانگتے ہیں کہ اے معین الضمعا و اے رب دوسرا تیری کیا صفت بیان کروں

قطرہ را بخشد چو گوہر آب و رنگ  
زور سر پنجه به بخشد با پلنگ  
را زرق و زری به شیر تیز چنگ  
مرکب اندیشه مبد جائے کہ لنگ  
انتظام خلق کہ ساز و بہ جنگ  
در زمانہ بے توقف بے درنگ  
صاف ماند صورت آئینہ و رنگ  
او بہ گمنامان به بخشد نام و رنگ  
سبز و گل را بہ گلشن آب و رنگ  
میشود و ظاہر ازین کا رخ دور رنگ  
تنگ و ستان را بہ تنگی کر و تنگ  
روزی ہر روزہ بخشد بید رنگ  
گاہ ظاہر ساز و از گل بو و رنگ  
تازہ گرد و دور از آئینہ ز رنگ

حق جو اہر میکند پید از سنگ  
گر بہ را سازد ضعیف و ناتوان  
تازہ تازہ مبد ہر دم شکار  
بر و انسان را بران عالی مکان  
کہ کند با صلح اصلاح جہان  
میشود و تعمیل احکام خدا  
صاحب پیش چو بیند قدرتش  
بے نوار اسطنت بخشد خدا  
مبد ہر انداز بر رحمت کردگار  
رنگ تازہ روز و شب شام و صبح  
اہل دولت را فراخی و ادا و حق  
جن و انسان جملہ وحش و طیر را  
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب  
ہندی آن صورت کجا آید نظر

مگر جنگ میں مصروف ہیں مفتاح بلند رکاب دور سے لینا لینا کر رہا ہوا امیر  
چاہتے ہیں مفتاح پر جا پڑوں افسر کو قتل کروں یا گرفتار کروں مگر مفتاح



قریب نہیں آتا ہر مرتبہ فوج کو اشارہ کرتا ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کر لو فوج سمٹ کر آتی ہو صاحبقران تینہ عقرب کھینچے ہوے ہیں ہر مرتبہ چاہتے ہیں کہ جا پڑوں مفتح فوج ہٹ جاتا ہو شام تک تلوار چلی شام کو یکا یک دیکھا کہ وہ سب بھاگے باغ میں سناٹا ہو گیا یکا یک ایک شعلہ چمکا خود بہ خود روشنی ہونے لگی تپتے نخلستان کے شل جگنو چکنے لگے ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہے نظر

ہوے ہیں لالہ و گل کیطر جسے خندان چاک  
کرے جو تنگ گریبان ہو اسکی شایان چاک  
پیالے ہیں مہ و خورشید چرخ گردان چاک  
کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنهان چاک  
کھلیکا مطلب خط جبکہ ہو گا عنوان چاک  
بہار میں بدن اپنے کر نیگے عریان چاک  
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک  
ہوا نہیں ابھی دست جنو نسے چندان چاک  
نقاب کے وہ رخ غیرت گلستان چاک  
سحر کی طرح سے رہتا ہو نہیں گریبان چاک  
کیا جو کیخچ کے یوسف کا آئنے و اماں چاک  
قباے صبر کو کرتا ہو آتش انسان چاک

بہار میں جو سو اہو مرا گریبان چاک  
صدایہ غنچہ گل کی ہو کھلتے ہی آئی  
بناسے سا غری جو گھسار نے تیرے  
کھلے چین بین جو گیندے کے پھول تو کھلا  
نیکلے تن سے دکھائیگی اپنے جو ہر روح  
جنون کا جوش اتار یگا پھاڑ کر کپڑے  
کرونگا زلف کے سودے میں تار تار لیا  
ملاؤں ہیر ہن گل سے کیا لباس اپنا  
دکھاسے عالم صبح بہار اگر رکھو اسے  
کیا ہو عشق نے اک مہروش کا دیوانہ  
یقین ہوا ہمیں سودا ہوا زلیخا کو  
اثر جنون کا رکھتی ہو دل کی بیتابی

صاحبقران اس صد کی جانب متوجہ ہوے دیکھا وسط باغ میں جو چو تڑہ ہوا سپر  
فرش مشہر بچھا ہوا سپر مسند زرتار اسپر ایک نازنین ماہ رخسار کمال ناز واداسے  
بیٹھی ہو ایک گائون شوخ و شنگ چل چل کے گارہی ہو کہ کینزوں نے عرض کی حضور  
صاحبقران آتے ہیں امیر کو آتے ہوے دیکھ کر وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی  
اول برائے تسلیم خم ہوئی صاحبقران نے جواب سلام دیا مگر اس تکلف سے اسنے



آنکھ ملائی کہ صاحبقران نے کلیجہ تمام لیا پسینے پسینے ہو گئے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اس  
 سچین نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا گاؤں سے اشارہ کیا گاؤں پھر بہ زور و شور گانے  
 لگی وہ نازنین بہ محبت پوچھنے لگی اے شہریار اس باغ میں کیونکر آنیکا اتفاق ہوا امیر نے  
 فرمایا میں تو ایسے وقت میں یہاں آیا تھا کہ ایک ساحر یہاں تھا ایک پہلوان آیا  
 اس سے دن بھر لڑا نہیں معلوم اسپر کیا گزری بعد اسکے جانے کے چند ساعت یہاں  
 سناٹا رہا بعد اسکے تمھارا سامنا ہوا میں تو براے ملاقات ملکہ سلما کے گوہر پوش  
 جاتا تھا نام ملکہ سلما کا سنکر وہ نازنین رونے لگی کتنی تھی اے شہریار آپ نے بڑا غضب  
 کیا کہ مجھے سرفراز فرمایا ملکہ عالم دیکھ کر بہت رنجیدہ ہو گئی صاحبقران نے فرمایا میں کیا  
 ملکہ کا نوکر ہوں اپنا تو یہ دستور ہو کہ جو بہ محبت ملے یک نظرے خوش گزرے لمحہ بھر  
 بیٹھ گئے لہذا اگر تمھاری راے ہو تو میں چلا جاؤں تمھارے نام نامی سے آگاہ  
 ہوں کہ تمھارا اسم مبارک کیا ہوا اس نازنین نے نام کے ذکر پر ٹھنڈھی سانس کھینچی  
 کہا حضور نام میرا بتانے کے لایق نہیں صاحبقران ایسی باتیں اس نازنین سے  
 کر رہے ہیں کہ چند کنیرین و وڑی ہوئی آئین گھبرا کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا  
 ملکہ سلما کے گوہر پوش تشریف لاتی ہیں صاحبقران نام ملکہ کا سنکر گھبرا اے کہ  
 پہلوے نخل سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ملکہ سلما بے نقاب آتی ہیں وہ نازنین  
 اٹھ کر بھاگی تھوڑے عرصے میں امیر نے دیکھا کہ کنیرین بھی بھاگ گئیں سناٹا ہوا  
 صاحبقران اُسٹھے منظور ہو کہ سلما سے عذر کروں کہ ملکہ گھبرا کر پلٹیں کہا اے شہریار  
 میں آپ سے بات نہ کرونگی امیر عذر کرتے ہوئے بڑھے کبھی فرمایا کہ ملکہ معاف  
 کرو مگر ملکہ نے جواب نہ دیا ایک نخل کے پہلو میں جا کر غائب ہو گئیں صاحبقران  
 حیران تھے کہ اس یوسف گم گشتہ کا کیونکر پتہ لگے کبھی پچارتے ہیں کبھی رور و کے  
 نعرے مارتے ہیں کہ اے محبوب جانی اے یار جاودانی

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کچ نہا آئینہ ہر گز دید کے قابل نہ ہو
روئے زیا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو	دل تو دینا سہل ہو پر جان کی مشکل نہ ہو



یار تو بھولا کرے غماز کو ہو کاشش یاد	دوست تو غافل ہو دشمن بھی کہیں غافل
نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہو خراب	اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل
ای صدم کوئی نہیں محبوب تجھ سا دوسرا	سخت کا قمر ہو جو وحدت کا تری قاتل
ای بخت بے رحم عزرا ییل کا عاشق تیرا	رشتہ بیمار آفت کے لیے تو مسل
اپنے اشکوں کی جو غلطانی دکھاؤں میں آج	گو ہر غلطان کی نیسان سے صدف سال
کنج تنہائی میں میں نے زندگانی کی بسر	گور بھی میری کسی کی گور کے شامل
دام میں صیاد نے کھینچا آنکھیں اچھا کیا	باغ ہو کچھ بلبو قمری کی یہ محفل
حشر تک زیر زمین تڑپا کر لگا گور میں	کشتہ ابرو ہو آتش تیغ کا بسمل

صاحبقران اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے اس باغ میں پھرے رات  
 وہیں گزری جب گریبان سحر چاک ہوا صد اے سوزن کان میں آئی تو امیر  
 دیکھا کہ ایک باغ ویران ہو روش پریان ٹوٹی ہو میں گلے سترے پھل جا بجا  
 ہوئے ہیں امیر کو بڑی نفرت ہوئی حیران ہوئے کہ شب کمان بسر کی مگر باغ کا دروازہ  
 سامنے معلوم ہوتا تھا جیسے ہی دروازے سے باہر نکلے دیکھا کہ اشکریہاں  
 باغ کے اترے ہوئے ہوں دھور و مالک وغیرہ امیر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں  
 کو جو آتے ہوئے دیکھا سب دوڑ پڑے دامن پکڑ کر سرداروں نے عرض کی  
 شہر یا آپ کہاں تشریف لے گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ای برادران کیا  
 پوچھتے ہو آوارہ دشت ادبار ہو رہا ہوں کہ پہلو سے طرفوا کی آواز آئی دیکھا  
 آغاز صبری ہوا دار پر سوار کئی جو انان سفید پوش ہمراہ بخور ات بکے ہاتھ  
 روشن سینے صاحبقران کو سلام کیا حکیم ہوا دار سے اترے صاحبقران  
 کا دامن تمام لیا عرض کی تشریف لے چلیے آپ کیون اس قدر ملول و خیز  
 ہیں اب دفع بلال کا زمانہ آتا ہے ہر چہ کہ اب تک مجھے کوئی گستاخی نہیں ہوئی  
 چاہا کہ آپ کے دشمنوں کو بلال پہنچے صاحبقران نے فرمایا آپ کی نظروں  
 پر تو سب تھکے نہیں رہے ہو جائیں گی لیکن اب تو مجھ کو خیال محال میں یہ تردد



وہ کہاں تشریف لے گئیں حکیم نے کہا اوشہر بار اور کسی کا خیال دل میں نہ لائیے کیونکہ  
 سلما سے گوہر پوش منظور حکیم مشتاق مصری ہن ایسا نہ ہو کہ قاعدے میں فرق ہے  
 امیر نے فرمایا یہاں کے عجائب و غرائب سیری سمجھ میں نہیں آتے آغاز مصری امیر کو  
 ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے شب بھر جلسہ عیش و نشاط رہا صبح کو حکیم صاحب یہ کہنے آئے  
 کہ میں تو رخصت ہوتا ہوں حضور لشکر ہی میں تشریف رکھیں ایسا نہ ہو کوئی افتاد پر جا  
 صاحبقران اچھا اچھا کہے بیٹھے حکیم تو گئے امیر نے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے  
 صحرا کا تماشا دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا صحرا سے گرد و اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار  
 پشت پر ساتھ ستر ہزار جوان آنا وہ حرب و پیکار مسلح و مکمل موسوم بہ قیروان مصری  
 صاحبقران کے مقابلے میں آکر اتر اکلا بھیجا کہ یا صاحبقران آپ اس قلعے سے ابھی  
 چلے جائیے ورنہ بہت پریشان کر دینگا کہ جان بچا ناوشوار ہوگی امیر نے ایلچی کو سکھوا دیا  
 قیروان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار یاں  
 رہیں صبح کو امیر لشکر لیکر چلے کہ دیکھا لشکر میں ایک طرف تلہڑ ہو فرمایا خواجہ دریافت  
 تو کرو یہ کیا معرکہ ہو خواجہ گئے اور دیکھا آئے کہا اوشہر بار یہ جو پہلوان آیا ہونسل میں  
 سکندر کی ہو مرکب اسکی سواری کا کہ اسکو ابرش سکندری کہتے ہیں رات کو تھان سے  
 چھوٹا آپ کے لشکر میں آگیا کئی سو جوان اسنے مار ڈالے لوگ چاہتے ہیں گرفتار کر لیں  
 مگر وہ گرفتار نہیں ہوتا ہر چند زیران صاحبقران وہ مرکب ہو کہ جسکا نظیر مکان نہیں  
 مگر نام مرکب سکر منہ میں پانی بھر آیا فوراً گھوڑے سے کود پڑے ٹھٹھتے ہوئے چلے دور  
 سے دیکھا کہ ایک مرکب ہو کوہ سرین کوہ کفل و دونوں آنکھیں رشک دیدہ غزال تھو تھنی  
 غنچہ گل کھیت کوہین سے توسل دم کو اٹھائے ہوئے جسکو ستارہ و نبالہ دار کہنا چاہیے  
 کمزار ک بگڑا ہوا کھڑا ہو جسے قصد کیا شہر بھر کر اسپر جا پڑا کسی کا مسہر جابا لیا کسی کو دوتی  
 ماروی کسی پر پشت تک چل گئی گرد لائے پڑے ہوئے ہیں تیور بدلے ہوئے کھڑا ہو  
 صاحبقران مرکب کو دیکھا عاشق ہو گئے سب کو پکار کر منع کیا کہ گھوڑے پر حملہ نہ کرو  
 لوگ اڑ کے بلکہ قریب سے ہٹے صاحبقران نے اپنی صورت مرکب کو دکھائی جیسے ہی مرکب



مرکب نے صاحبقران کو دیکھا مثل غنچہ گل شگفتہ ہوا صاحبقران مٹھے گھانس کے ہاتھ  
 مین لیکر چپکارتے ہوئے سامنے پہونچے گھوڑے نے مٹھے پر گھانس کے متعہ ڈال دیا  
 امیر نے پشت پر ہاتھ رکھا مرکب نے سینے پر منہ رکھ دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا  
 امیر نے اور اشیاء منگو کر کھلائے اور اپنے ہاتھ سے مرکب کو کسا بسملہ لکھ کر سوار  
 ہوئے اب جو امیر نے پٹری جمائی گھوڑا چاہتا ہو سنبڑہ فلک کو پامال کروں طرارے  
 بھرون ٹاپ مارتا ہو کہ زمین بلجاتی ہو اسطور سے صاحبقران ابرش سکندری پر سوار  
 ہو کر میدان کارزار میں تشریف لائے مگر اشقر دیوزاد نے جو صاحبقران کو اور مرکب  
 پر دیکھا بس ایک شبہ مارا کہ زمین تھر آگئی سامنے دریا تھا ایک بلندی پر چڑھ گیا اور  
 آواز دی کہ یا صاحبقران مجھے بہتر کوئی اور مرکب بھی دنیا میں ہو آپ نے غضب کیا کہ  
 میری زندگی میں اور مرکب پر سوار ہوئے اب میں زندہ نہ رہوں گا ابھی اپنی جان دیتا  
 ہوں یہ ککے جھم سے دریا میں پھاند پڑا امیر نے دام دارون کو بھیجا دام دارون نے  
 کئی کوس تک دام پھینکے مگر اشقر کا پتہ نہ پایا امیر کو نہایت قلق ہو گیا ایسا مرکب پایا ہو  
 کہ اشقر کو بھولے جاتے ہیں میدان کارزار میں آکر ٹھہرے مگر آنکھوں میں آنسو  
 بھرے ہوئے فرماتے ہیں میرے رفیق و شفیق پر نہیں معلوم کیا گزری میں یہ نہ  
 جانتا تھا کہ اشقر یوں برہم ہو جائیگا میں نے عہد کے خلاف کیا میں نے اس سے  
 کوہ نورستان پر عہد کیا تھا کہ دوسرے مرکب کی پشت پر نہ سوار ہوں گا مگر یہ ایسا مرکب  
 دلچسپ تھا کہ اس پر سوار ہو بیٹھا میں نے بڑی خطا کی خدا اسکو زندہ مجھے ملائے  
 یہ فرما کر ابرش سکندری پر سوار مقابلے میں حریف کے تشریف لائے قیروان نے  
 گینڈا بڑھایا مگر اپنے مرکب پر جو صاحبقران کو سوار دیکھا ساتھ والوں سے کہتا تھا  
 بڑے تعجب کی بات ہو کہ یہ وہی خونی مرکب ہو کہ جسے سیکڑوں سائیس مار ڈالے اور  
 چابک سواروں کو قتل کیا جسکو دولتی مار دی وہ پیش ہو گیا مگر حمزہ کیا ساحر ہو کہ  
 ایسے مرکب پر بخوف سوار ہوا لوگوں نے کہا حضو امیر کی صورت دیکھ کر رام ہو گیا  
 امیر بسہولیت سوار ہوئے گویا اسکے اشتیاق میں تھا قیروان جھلاتا ہوا میدان میں



آیا پکار کر آواز دی یا صاحب حقیران میرے مقابلے میں آئیے صاحب حقیران نے بارش کو اشارہ کیا وہ مرکب باد پیا فوراً طرار سے بھرتا ہوا چلا بموجب قول حضرت قمر نظم

کہ شبہ نیز خائے کا پا لنگ ہی  
اسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہی  
صبا نام رکھوں تو یہ ننگ ہی  
قدم با قدم مائل جنگ ہی  
وہ کوہ گران ہی یہ پاستنگ ہی  
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی  
اتکہ چون فکر منجم بد و د فوق سما

قمر وصف تو سن رقم کب کروں  
ملا ہو عجب رنگ مشکین اُسے  
تڑپتا ہو میدان میں سیلاب وار  
ہر اک نعل ہی نیچے بے مثال  
قدم کی روانی کو دریا لکھوں  
نکاوے کا محتاج ہو کس طرح  
جسذا رخش قمر طلعت و خورشید صبا

دیگر

تین ٹھیکوں میں مرکب مقابلہ قیروان میں پہونچا قیروان نے جھلا کر کہا امیر  
آپ اس مرکب پر کیونکر سوار ہوئے آپ کے پاس کوئی نسخہ تسخیر ہو امیر نے فرمایا  
یہ مرکب خاندان عالی سے ہو بھکو دیکھ کر تسخیر ہو گیا میرے ساتھ بد لگامی نہیں کی  
بلکہ بھکو دیکھ کر اشارے کرتا تھا کہ بھپ سوار ہو جیسے میں بہ کیفیت سوار ہو ایشکر  
قیروان نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنوں میں امیر  
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قیروان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی اس کن سے  
ہاتھ مارا کہ مرکب مارا جاے تو میں خوش ہوں مقام افسوس ہو کہ میرے مرکب پر  
سوار ہو کے بھی سے مقابلہ کریں صاحب حقیران نے جو دیکھا کہ مرکب قتل ہو جائیگا  
مرکب سے کود پڑے تلوار کو سر پر لیا مہر کا زخمی ہوا اب صاحب حقیران زیر مرکب  
کھڑے ہیں قیروان چاہتا ہو کہ دوسرا ہاتھ ماروں کہ امیر کا سر اڑ جائے مگر حال  
اشقر عرض کرنا ضرور ہو کہ شانہرا د کہ نور الدین بہن بدیع الزمان لشکر سے نکل کر محلے  
پر چلے ہیں مگر اشقر دیونہ اد جو دریا میں کودا بھرا اسی سرحد میں نکلا جہان کہ لشکر  
نور الدین ہر تھا کنارے دریا کے ٹھل رہا ہو کہ ایک ماویان دریا بی پیدا ہوئی اشقر  
شیمہ بھکر اُسکی جانب چلا ماویان دریا میں کود پڑی تین دن اشقر اسی مقام پر کھڑا رہا



تیسرے دن مادیان پھر نکلی اشقر اس سے موصول ہوا مادیان بحری حامد ہو کر  
 دریائے بین پھانڈ گئی اشقر نے دور سے لشکر دیکھا سمجھا کہ یہ میرے آقا کے دشمن ہیں  
 لشکر پر جا پڑا صد ہا جوان مار ڈالے نور الدہر کنارے پر لشکر کے تنھے کہ لشکر بین  
 ہنگامہ ہوا الوح کو ملاحظہ کیا حکم ہوا کہ اس ہنگامے کا دیکھنا ضرور رہی نور الدہر نے  
 قریب آ کے ملاحظہ کیا کہ اشقر دیونہ اور جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ اے مرکب جد  
 دیونہ قاریہ لشکر تو میرا ہونہ بان دیوان میں جو کلام کیا اشقر نے پلٹ کر نور الدہر کو پکھا  
 زبان جتنی بین جواب دیا کہ میں نہ سمجھا تھا کہ یہ لشکر حضور کا ہی بین چاروں دن سے  
 اپنے آقا سے جدا ہوں جدائی آنکی مجھ پر شاق ہو لہذا سوار ہو جیسے نور الدہر فوراً  
 پشت مرکب پر سوار ہوئے اشقر لیکر چلا آسوقت پہونچے کہ قیروان تلوار کھینچے  
 ہوئے صاحبقران پر ہاتھ مارا چاہتا ہوا اشقر نے جواب میر کو اس حال سے دیکھا مگر  
 پیدل دیکھا جوش محبت بین دوڑ پڑا نور الدہر اشقر سے کودے اشقر نے جھپٹ کر  
 قیروان کے گنبد سے کے منہ پر اس طرح کی دوتی ماری کہ گنبد سے کا سر پھٹ گیا  
 قیروان گنبد سے گرا امیر پشت اشقر پر سوار ہوئے اور گلے بین ہاتھ ڈال دیے  
 فرمایا اے یار وفادار کہاں تھے اشقر قدموں پر منہ ملنے لگا آنکھوں سے آنسو جاری  
 ہوئے زبان جتنی بین کتنا تھا اے آقا میری خطا معاف کیجیے جہالت میں یہ حرکت ہوئی  
 مگر نور الدہر نے جواب برش سکندری کو کوتل دیکھا فوراً اُس پر سوار ہوئے وہ مرکب  
 نور الدہر کو لے بھاگا کہ نوکرا نکا وقت پر پہونچا مگر صاحبقران نے قیروان کو مارا  
 قیروان کی فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا لینا لینا ککے آ پڑے ہر چند کہ امیر زخمی  
 تھے مگر مرکب بڑھا کر نعرہ کیا فرماتے تھے کہ ہاشید اے کافران جیسا دے نا بکار ان پر دغا  
 کہاں جا سکتے ہو نعرہ ایسے

امیر عرب ضیفم روزگار  
 یکے تیغ صمصام و قہقام نام  
 بن کافران از جهان پاک کرد

بحکم خدا بستم شمشیر چار  
 یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء  
 سر سرکشان جلد در خاک کرد



لغزہ کر کے فوج پر جا پڑے اُدھر سے سردار ان تمنتن پہونچے جنگ ہونے لگی مگر امیر خد  
 تھے دیکھا کہ ایسا نہ ہوا پشت مرکب سے گر پڑوں ہاتھ گلے میں ڈال دیے فرمایا اے مرکب ایل  
 بھکونے نکل ایسا نہ ہو کہ تیری پشت سے گر پڑوں مرکب نے جو صاحبقران کو بیہوش  
 دیکھا امیر کو نے نکلا لندھو رو غیرہ نے رڑائی کو فتح کیا فوج کو بھگا دیا سب ملازمان  
 قیروان بھاگے مگر صاحبقران کو جو اشقر لیکر نکلا ایک صحرا میں پہونچا صاحبقران  
 کو لیے لیے پھر رہا ہو خون ٹپک رہا ہو قضاے کار کا اوس تاجدار کہ اس سرحد کا  
 مالک ہو جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہو ایک پہلوان کہ چڑھ آیا تھا اسکو بھگا کر پلٹا ہو وور سے  
 جو اس نے دیکھا کہ ایک شخص زخدار گھوڑے پر سوار مرکب لیے لیے اسکو پھر رہا ہو  
 ساتھ والوں سے اشارہ کیا اس مرکب کو گھیر لو لوگوں نے آکر اشقر کو گھیرا مگر اس  
 تاجدار نے پکار کر کہا کہ اے مرکب اکیل تو نہ گھیرا ہم تیرے آقا کے دشمن نہیں ہیں  
 اشقر ٹھہر گیا اس تاجدار نے آکر امیر کو پشت سے مرکب کی اتار اجمال جہان آرا  
 دیکھ کر حیران ہو گیا ساتھ والوں سے کہتا تھا کہ یا رویہ جو ان کون ہو مرکب بھی  
 بے عدیل و بے نظیر ہے چٹنی ہو جو ان بھی حسین و جمیل ہو کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی  
 ہوا کہ گھوڑا نکال لایا ہو مرکب وہی ہو کہ راکب کا اپنے خیر خواہ ہوا اگر زخمی ہو تو فوراً  
 لے نکلے اگر گرے تو گرنے نہ دے دیکھو کس احتیاط سے نکال لایا ہو اپنے راکب کی  
 جان بچانی صاحبقران کو ہوا دار پر ڈال لیا اپنے قلعے میں لیکر آیا ورنہ اس تاجدار  
 کا کہ برائے انتظام امور سلطنت قلعے میں رہ گیا تھا جیسے ہی اسے امیر کو دیکھا تاجدار  
 سے کہا اے شہر یار آپ انکو پہچانتے ہیں لقب اصلی اشکار لڑا قات ثانی سلیمان ہو  
 آپ کا اقبال ہو کہ آپ کے گھر میں آئے اس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ یہ صاحبقران  
 زمان ہیں امیر کو چھپر کھٹ پر لٹایا جراح کو بلایا ٹانگے دلو اے امیر کو بیہوش آیا کاؤں  
 تاجدار نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی کہ اے شہر یار نہ کرتا ہوں کہ آپ نے آج مجھکو  
 سرفراز کیا ہو میان سے بیس بائیس کوس پر ایک قلعہ ہو سرفراز تاجدار وہاں کا حکم  
 ہوا اسے ایک پہلوان کو بھیجا تھا اس پہلوان کو میں نے قتل کیا اب یقین ہو کہ وہ گھیر



لشکر کشی کر کے آئے غلام کو حضور نے نہیں پہچانا یہ سرحد ملک کا وسیعہ ہو آپ کے  
فرزند کا یہاں گذر ہوا تھا یعنی جب ملک سجان کو شانہ زادہ بدیع الزمان گریز لشکر شکن  
جانتے تھے تو میں اُسے ڈر کر زیر ہوا حلقہ اطاعت کان میں ڈالا آج خدا نے فضل کیا  
کہ حضور میرے گھر میں آئے میں خدمتگزاری کرونگا اپنا فخر جانوں گا صاحبِ حققران نے  
دستِ شفقت کا اُس تاجدار کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ اے کاؤس تم ہمارے معین  
جان بخش ہو اگر تم نہ لے آتے تو اشفردہ معلوم کس مقام پر گرا دیتا تاجدار نے کہا بیشک  
حضور ضرور ہلاک ہوتے صاحبِ حققران نے فرمایا اسی سے تمہارا نام جان بخش رکھا  
ہم تمکو ہدایت کرتے ہیں کہ تمہارے اپنی یہی گمراہی کہ جان بخش صاحبِ حققران یقین ہو  
کہ وہ تاجدار ہے تم پر قصد کرے میں جان لڑاؤنگا اُس سے مقابلہ کرونگا انشاء اللہ  
تمہاری دہانتک عہداری کرونگا اور اگر موت لیکر آئی ہو تو مجبوری ہو کاؤس  
تاجدار بہ کیفیت تمام خدمت کر رہا ہو یعنی مرغ کی حاضر کی اشفردہ یوزاد کو ملیدہ وغیرہ  
سمجھو یا شب کو صاحبِ حققران اکیلے پڑے ہوے ہیں کہ رونے کی آواز کان میں آئی  
کہ کوئی بلک بلک کے رو رہا ہو یہ صد اے دردناک دیتا ہو کہ اے فلک کج رفتار و او  
گردون غدار یہ کیا کج روی میرے ساتھ کی اور یہ اشعار دردناک پڑھ کر رو رہا ہوں

تو نے عشق کو اب ترک کر دین پیری آئی ہو  
لب رنگین پہ اپنے تھنے کیوں لالی جمائی ہو  
بتا دو مجکو بھی صاحبِ کبھی دکھلاؤ گے جو بن  
بچسکی جان اب کیونکر اسی کی فکر ہو مجھکو  
کہاں نالے کی طاقت ہجر میں ہوں ناتوان ایسا  
ہوا اک و ارمین گردن سے میرا سر جدا قتل  
نہ گھبرا تیرے گھر میں اُس گل خوبی کی ہو آمد  
تغافل سے ترے عاجز ہیں اکدن زہر کھانیکے  
نہیں ہیں یہ سبب نالے یہ روتا اور یہ بیتابی

کرین اپنے خدا کی یاد اب دل میں سمائی ہو  
کرو گے عاشقوں کا خون کیا دل میں جمائی ہو  
ہوے آراستہ کیوں کس لیے مستی لگائی ہو  
غم و رنج و الم کی آجکل مجھ پر چڑھائی ہو  
بڑی مشکل سے وقت سے لبوننگ آہ آئی ہو  
غضب کی ہاتھ میں تیری ہوا فت کی صفائی ہو  
خبر پیک صبا نے آ کے یہ طرفہ سنائی ہو  
تجھی پر جان دینگے اب یہی دل میں جمائی ہو  
کسے دیکھا ہو اوسط طوت طبیعت کس پر آئی ہو



یہ سدا سے وردناک سُکر صا حقران بنیاب ہو گئے دل سے کتنے ہیں یہ کون درو سیدہ  
آفت دیدہ ہو کہ ہلک ہلک کے رو رہا ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ کسی پر عاشق ہو پتھر ہو کے  
اُسٹھے صدا پر چلے صحرا میں آکر دیکھا کہ ایک نخل کے ساسے میں ایک جوان تاجدار دیوانہ وار  
اور وحشی مثال سر جھکا سے رو رہا ہو کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو امیر نے قریب آکر فرمایا  
اے جوان تاجدار برا سے خدا اپنی مصیبت بیان کرتیرے رونے پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہو  
وہ جوان کھڑا ہو گیا لڑکھڑا کر گرا چاہتا تھا امیر نے ہاتھ نہ کام لیا اور فرمایا کہ اے برادر  
جلد بیان کرو کہ کس مصیبت میں ہو میں اُسکی فکر کروں یہ سُکر وہ تاجدار خوب رویا کہا اے  
درد خواہ و اے مہربان سامنے کوہ لالانیہ ہولا لان قزاق اُس پہاڑ پر رہتا ہو ایک روز  
اُسکی دختر ملکہ سو سن گل پیر میں برا سے شکار صحرا میں آئی تھی میں نے اتفاق سے اُسکو  
دیکھ لیا جب سے عاشق ہوں میں نے اُسے پیغام دیا لالان قزاق نے کہا جو مجھکو  
زیر کرے میں اُسکو داماد اپنا قرار دوں میں نے جا کر اُس سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا  
لوگ لے بھاگے میں اپنے قصر سے نکل کر دیوانہ وار وحشی مثال اس صحرا سے ویران  
میں آ بیٹھا یہاں کے بیٹھنے سے یہ تسکین ہو کہ وہ محبوب مطلوب اپنے قصر پر کھڑی ہوتی  
ہو میں جمال دیکھ لیتا ہوں اسی امید پر جیتا ہوں ورنہ اتنا تک خاتمہ ہو گیا ہوتا امیر نے  
فرمایا تا بہ کوہ لالانیہ چلو میں اُس قزاق سے پیغام کروں تمام رات صا حقران کو  
اُسی مقام پر گزری اُس سوختہ آتش مجھوری کو سمجھاتے رہے کہ گریبان سحر غم میں اُن  
تاجدار کے چاک ہوا اب صحرا سے گرد اڑی کئی ہزار ملازم فاروق تاجدار کے تاج و  
تخت لیے ہوئے ڈھونڈتے پھرتے تھے اپنے آقا کو دیکھ کر سامنے حاضر ہوئے  
امیر نے فاروق کو تخت پر سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف کوہ  
لالانیہ کے چلے یہاں لالان قزاق سالوس تاجدار کا مال لوٹ کر لایا تھا سالوس  
نے آکر گھیرا ہولا لان زخمی ہوا سالوس گنبد سے پر سوار میدان میں کھڑا پکار رہا ہو  
کہ اولا لان قزاق مال کے واسطے اپنی جان دیگا جس قدر مال لایا ہو وہ میرے حوالے  
کر دے ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا لالان پریشان ہو رہا ہو پر افوج کا بند ہو کوئی



مقابلے میں سالوس کے نہیں نکلتا لالان بیتاب ہو سو کر دعائیں مانگ رہا ہو کہ میرا  
 سے گرد آڑی امیر ہمراہ فاروق تاجدار کے آکر پہونچے لالان قزاق کی شکست کھیکر  
 گھوڑے کو چپکایا مقابلہ سالوس میں آئے سالوس نے پوچھا امیر جوان تو کون ہے  
 اس قزاق نے مجھ کو بڑا صدمہ دیا ار سال کارو پیہ جاتا تھا وہ لوٹ لایا میں کیا کوئی  
 بنیا بقال ہوں خبر سنتے ہی چڑھ آیا امیر نے فرمایا اب جو تجھے ہو سکے قصور نکر میں ملازم  
 لالان قزاق کا ہوں سالوس نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ شکست کیا سالوس نے  
 ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تیغہ عقرب پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر اس  
 کن سے ہاتھ مارا کہ سالوس کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کو اسکی شکست دی لالان  
 قزاق نے جو یہ مہربانی دیکھی آکر قدموں کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا کتنا تھا اپنے میری  
 جان بخشی کی یہ تاجدار کیونکر آپ کے ساتھ آیا امیر نے فرمایا اے لالان قزاق بدلتا  
 خیر خواہی کا یہ ہو کہ فاروق تاجدار کو یہ فرزندنی قبول کرولا لالان نے عرض کی کہ میری  
 شرط یہ تھی کہ جو مجھ کو زیر کرے اسکو بیٹی وون مگر حضور نے ایسا احسان کیا کہ آپ سے  
 انکار نہیں کر سکتا دختر کیا چیز ہو اگر جان تک کام آئے تو قدموں پر نثار کر دوں  
 امیر نے لالان کو مسلمان کیا فاروق تاجدار کا عقد کرایا اب وہاں سے ان سبکو  
 ساتھ لیکر طرف کاؤسیہ کے پلٹے یہاں سرفراز تاجدار کاؤس تاجدار پر چڑھ آیا  
 کاؤس کو زخمی کیا ہوا ور یہی قول ہو کہ امیر کاؤس تو نے غضب کیا کہ میرے پہلوان کو  
 مارا میں سلطنت کو تیری برباد کرونگا کاؤس تاجدار نے خدا رو دعائیں مانگ رہا ہو  
 کہ امیر خالق بے نیاز و اورب کار ساز رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے

بر من مسکین خدا یا کن کرم  
 سائلم بر در گہ والا سے تو  
 لطف کن امیر بادشاہ دو جہان  
 کن کرم امیر صاحب جود و سخا  
 رحم کن بر بندگان زار خویش

کن کرم امیر شاہ والا کن کرم  
 اندرین حالت کریہا کن کرم  
 امیر شہنشاہ معلے کن کرم  
 فیض بخش دین و دنیا کن کرم  
 بر دعا گویان رجیہا کن کرم



دو دوا ای چارہ ساز و در و دل کن نظر بر حالت ما یکسان مهر کن بر فزادہ احوال و نواز بندہ ہندی غلام زار تست ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر مرین خود سیجا کن کرم بر ہمہ حال نشت کن کرم خود بر این قطرہ چودریا کن کرم بادشاہ کار فرما کن کرم بر کمال فضل تو امیدوار
--	---

کاؤس تاجدار اس پریشانی میں تھا کہ صحرائے گرد آڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے آگے تخت پر ایک تاجدار اور ایک قزاق فوج کو ساتھ لیے ہوئے اس جاہ و جلال سے نمایان ہوئے دیکھا کہ کاؤس بیقراری کر رہا ہے صاحبقران زمان نے جو کاؤس کو بدحواس پایادہین سے لٹکا رکھا کہ او سر فرات تاجدار ہیں آپہنچا کاؤس نے اشقر بھویا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف میدان کے چلے لٹکا رہے کہ اویجیا کیون اسپر دباؤ ڈالتا ہی مجھے مقابلہ کر میں جواب دو نگاہ فرما کر مقابلے میں سر فرات تاجدار کے آئے سر فرات نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنوں میں امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اسے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رکھا اس نے چاہا تلوار مار کر پٹوں امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا سر فرات تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو کاؤس نے فوج کو گھیر لیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا جہا تک ممکن ہوا اڑے آخر شکست کھا کر بھاگے امیر فتح و فیروز قہر میں کاؤس تاجدار کے آئے کاؤس نے بڑی دھوم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گار ہے تھے نظم

دشنام بوسہ دیکے نہ منہ سے نکالے وعدہ ہو آج وصل کا کل پر نہ ٹالے میٹھے ہیں گر رقیب نہ باتو نچیں ٹالے	بس بس حضور اپنی زبان کو سنبھالے یہ بات اپنے ذہن سے صاحب نکالے آہن میں کر رہا ہوں دل اپنا سنبھالے
---	--



دیکھے ہیں ورنہ یا بہت تھکے چاہیے  
معتشوق کوئی ڈھونڈ سکے ایسا لکالیے  
اب آنسو دلتے چشم کے ساغر کھنگالیے  
اور دل یہ سب حسین ہیں زبانی کے چاہیے  
لہذا آج وصل کا وعدہ نہ ٹالیے  
غصے سے آپ مجھ پر نہ آنکھیں نکالیے  
گنبدے کی طرح دل کو نہ میرے اچھالیے  
دل میں جو صبر تین ہیں وہ کیوں کر نکالیے  
جب جانیں ہم نگاہوں پہ اپنی سنبھالیے  
سلطوت وہ ہیں زمانے میں شہو چاہیے

اقرار وصل کر لو تو دون اپنا دل ابھی  
جیسا پہلے جلاستے ہیں ویسا ہی چلیں  
ساتی نہیں تو جام ہیں خالی پڑے ہوئے  
ہونا خرام ناز پر انکے نہ شہیختہ  
برسوں گزر گئے ہیں اسی اشتیاق میں  
بوسہ لیا ہو چشم کا سوتے میں غیر نے  
پامال کیجیے اسے تر بھی نگاہ سے  
حیران ہوں یا رسوتا ہوں اور ہوش وصل  
شہیختہ گرا تو مستون سے ساتی نے بکھا  
ڈرتا ہوں دلوں میں وہ لیکر نہ جائیں

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو صاحبقران جلوہ فرما ہیں قصائے کار و دختر کاؤس تاجا  
ملکہ شیرین ادا قصر سے اس صحبت کو دیکھ رہی تھی اسکی نگاہ حسن جہان آرا سے  
صاحبقران پر پڑی جمال خورشید مثال دیکھ کر حیران وار خود دیدار ہوئی قلب کو بہت  
بیقرار رہی آنکھوں سے اشکباری پائون چاہتے ہیں راہ کو سے محبوب چلیں ہاتھ  
گریبان کے جو یا ہیں کہ تار تار کرین دو پہر رات گئے صاحبقران دربار سے اٹھے  
ملکہ شیرین ادا نے جو دیکھا کہ صاحبقران سامنے سے اٹھ گئے دل کی بیتابی بڑھی  
کسی پہلو آرام نہیں آتا آخر کنیزوں سے کہا کہ لباس شب رومی لاؤ کنیزوں نے  
حیران ہو کر پوچھا کیوں حضور لباس شب رومی کیا ہو گا جھلا کر جواب دیا کہ تم  
لوگوں کو اس مقدسے میں کیا دخل ہے میں کہیں جاؤنگی یہ کہنے لباس شب رومی  
جسم پر آراستہ کیا گندین بھی لے لین اپنے مقام سے اٹھی ٹھلتی ہوئی چلی کوٹھے  
پر آکر گند ماری اتر کر اس قصر میں آئی کہ جہان صاحبقران آرام فرما رہے ہیں امیر  
غافل سو رہے تھے انگوٹھی مہر کی صاحبقران کی آتاری اور اپنی انگشتہ منیادی ہرچیز  
کہ دل تردد و منزل کو زیادہ ہو س تھی مگر ضبط کو کام فرمایا اسی طرح پلٹ آئی بستر پر آکر



گری تڑپ دل کی زیادہ پانی اُسی انگوٹھی کو کلیجے سے لگاے ہوئے تھی ہر مرتبہ ہی خیال  
نہا کہ صاحبقران بیدار ہو گئے تو یقین ہو انگوٹھی دیکھیں یہاں امیر جو صبح کو بیدار  
ہوئے منہ دھوئے کو جو ہاتھ اٹھایا انگوٹھی پر نگاہ پڑی دیکھا یا قوت سرخ کی انگوٹھی  
اُس پر نام شیرین ادا کندہ ہو اپنی مہر کی انگوٹھی ہاتھ میں نہ پائی انگوٹھی کو بہ نگاہ حسرت  
دیکھا فرمانے لگے یہ انگشتی کس محبوب جاودانی کی ہو بیتاب ہو کر فرمانے لگے نظم

زمانہ ہو بتنگ اُسکی جفا سے	نہیں ڈرتا ذرا وہ بُت خدا سے
کرو پھر قتل کیوں تیغ ادا سے	اٹھایا ہاتھ گر تھنے جفا سے
نقاب اُس رخ کی غیر نہیں اُلٹ کی	نہ تھی امیدیہ بار صبا سے
زمانے بھر میں ہیں معشوق جتنے	کوئی بہتر نہیں اُس دلربا سے
کہا جب میں نے مڑتا ہوں میں تیر	وہ بولے ہنسکے پھر میری بلا سے
خبر لے جلد اب مڑتا ہو عاشق	یہ کہ آئے کوئی اُس بے وفا سے
لینگے ہاتھ میں کیا خون عاشق	انھیں نفرت ہو کیوں رنگ خدا سے
مریض عشق ہوں بچنا ہو مشکل	نہ ہو گا فائدہ کچھ بھی دوا سے
زمین کر بلا مدفن ہو سطوت	دعا یہ مانگتا ہوں میں خدا سے

اس بیقراری میں صاحبقران اپنے مقام سے اٹھ کر دربار آ کر جمع ہوئے عمرو نے  
جو امیر کو متغیر دیکھا گھبرا کر پوچھا کیوں شہر پار غیر تو ہو امیر نے گوشے میں لیجا کر فرمایا  
خواجہ عجب معاملہ گذرا کہ کوئی انگشتی اپنی عالم خواب میں بیچھا گیا اور میری انگوٹھی  
لے گیا خواجہ نے کہا اسکی تلاش کرو نگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ جلدی کرو مجھے اپنے  
لشکر کا خیال ہو کہ نہیں معلوم اُنپر کیا گذری آج میں نے خواب پریشان دیکھا تھا  
معلوم ہوتا ہو وہ لوگ مصروف جنگ ہیں خواجہ عمرو اسی وقت با منہاے عیاری  
لگا کر تلاش میں چلے جب قصر سے نکلے تو کاؤس سامنے آیا عمرو نے پوچھا ایسا ہوا؟  
عالمجاہ کہاں سے آئے ہو کاؤس نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا میں اس وقت باغ  
گلزنگ سے آتا ہوں شیرین ادا نامے میری دختر ہو شب سے اُسکا عجیب حال ہو



انگو صین پھر گئی ہیں خاموش پڑی ہو کچھ حال دل نہیں کہتی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ اُسی کا کام ہو خواجہ عمرو کاؤس سے رخصت ہو کر قریب باغ آئے دیکھا چند کنیرین حیران کھڑی ہیں عمرو نے ایک کنیر کو اشارے سے بلایا اُسکو بے ہوش کیا اُسی کی شکل نگر و رباغ پر آئے مگر حیران تھے کہ خواجہ اس کنیر کو تو بیہوش کیا مگر اسکا نام نہیں جانتے کہ ایک کنیر نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیوں شعلہ کہاں سے آتی ہو عمرو نے اُسکو جواب دیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کنیر کا نام شعلہ تھا اب اندر باغ کے آئے دیکھا باغ سارا رنگا رنگ ہو گلاہے نادر شگفتہ ہیں طائران زمزمہ سراز زمزمہ سرائی کر رہے ہیں خواجہ ٹھٹھتے ہوئے بارہ درسی میں آئے دیکھا شیرین ادا خاموش پڑی ہو دل و مقرر رہا ہو خواجہ نے قریب آ کر کہا اے ملکہ عالم صاحبقران زمان تمہارے لیے بہت بیقرار ہیں یہ سنکر شیرین ادا نے انکو کھو لدی کہا کیوں بوا شعلہ تمہیں انکی بیقراری کا حال کیونکر معلوم ہوا کیا اُنکے پاس گئی تمہیں عمرو نے کہا اُنکو پیٹھیے منہ ہاتھ دھو لے تو میں حال بیان کروں شیرین ادا اُنکو پیٹھی عمرو سمجھ گیا کہ بیشک یہ آقا پر عاشق ہوئی ملکہ نے جلدی سے منہ ہاتھ دھو یا پکار کر کہا شعلہ ہمارے پاس آؤ جب عمرو قریب آئے تو ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شعلہ سچ بتاؤ کہ تمکو کیونکر حال معلوم ہوا یہ سنکر شعلہ نے کہا میں کسی کام کو خدمت صاحبقران میں گئی تھی ایک انگوٹھی ہاتھ میں لیے رو رہے تھے میں نے جو پوچھا تو فرمایا فردا میں است کہ خون کردہ و دل بردہ ہی رہے بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کہے راہ میں نے جو انگوٹھی کو دیکھا تو وہ انگشت آپ کی تھی اسوجہ سے میں نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی انگشت امیر کے پاس ہو ملکہ نے کہا شعلہ تم امیر کے پاس جاؤ اگر لا سکو تو انکو یہاں تک لاؤ شعلہ نے عرض کی میں ابھی جا کر لاتی ہوں یہ کہنے عمرو نکلا خدمت میں صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہر پار چلیے میں پتہ لگا آیا دختر کاؤس تاجدار ہوا نام اسکا شیرین ادا ہو وہ آپ سے زیادہ بیقرار ہو صاحبقران ساتھ خواجہ کے اُسٹھ طرف باغ کے چلے درباغ پر آ کر دیکھا کہ ایک لشکر گران آ رہا ہوا امیر نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سبیلان سرخ پوش نامے



ایک پہلوان ہو وہ بر اسے ملاقات کاؤس آیا ہو کل انکی ملاقات کو جائیگا آج یہاں  
 اتر پڑا عمرو نے جا کر ملکہ سے اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لائے ہیں ملکہ بر اسے  
 استقبال آئیں امیر کو لا کر بہ اغراز باغ میں پہنچایا آپ پہلومین بیٹھیں کہ ایک  
 کنیز نے آکر عرض کی آپ کے والد آپ کو بلا تے ہیں ملکہ نے کہا آپ تشریف رکھیے  
 میں ابھی آتی ہوں کاؤس نے بلا کر بیٹی سے کہا اے نور نظر منسوب تمہارا آیا ہو چنانچہ  
 سال بھر کا وعدہ کیا تھا لہذا اب باغ میں نہ جاؤ اسکا لشکر وہیں اتر آیا ایسا نہ ہو کہ  
 قصد کرے اور باغ میں چلا آئے تو سامنا ہو جائے ملکہ نے کہا میں ابھی باغ میں  
 جاتی ہوں وہاں سے سامان اٹھا لے لاتی ہوں مگر کلیجے پر چوٹ لگی حی میں کہتی ہو  
 کہ اے شیریں ادا انجام اسکا کیا ہو گا میں تو اس بے حیا سیاہ رو کے ساتھ نہ جاؤں گی  
 تھراتی ہوئی رنگ رو اڑا ہوا باغ میں آئی امیر نے جو نہایت پریشان دیکھا کہا  
 کیوں ملکہ خیر تو ہو میں تمکو بہت پریشان پاتا ہوں ملکہ رو نے لگی کہا اے شہریار کیا  
 بیان کروں فلک نے گردش دکھائی سیلان سرخ پوش ایک پہلوان ہو کہ آئے  
 سیری نسبت کا والد نادار سے پیغام دیا تھا والد نے قبول کر کے سال بھر کا وعدہ  
 کیا تھا وہ اب فوج لیکر آیا ہو اور آمادہ جنگ و جدال ہو آج والد سے کہتا تھا کہ اگر  
 ملکہ کو نہ دو گے تو جنگ کر کے لونگا صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کے برابر بٹھا لیا فرمایا  
 کیوں گھبراتی ہو اسکی کیا مجال ہو میں آج شب کو جا کر اسکو سمجھا دوں گا ملکہ رو نے  
 لگی کہا اے شہریار مجھکو بڑا افسوس ہو کہ اسکے ساتھ فوج ہو خود بھی پہلوان زبردست  
 بادہ کبر و نخوت سے مست ہو دیکھیے کیا ہوا ایسا نہ ہو آپ کے دشمنوں کو صدمہ پہنچے  
 صاحبقران نے فرمایا تم مطمئن رہو یہ کہہ کر صاحبقران اٹھے ہر چند ملکہ نے روکا مگر  
 صاحبقران نے نہ مانا باہر نکلا کھڑکھٹلتے ہوئے دربار گاہ سیلان پر آئے درگاہ سالار  
 بیٹھا تھا اس سے کہا اپنے پہلوان سے اطلاع کرو کہ تمہاری ملاقات کو ایک  
 مرد سپاہی آیا ہو درگاہ سالار نے کہا یہاں تھہر جب کوئی صاحب آئے گا تو ہم  
 اطلاع کریں گے صاحبقران نے فرمایا ہم کیا اسکے نوکر ہیں ہم جانتے ہیں بھلا رو کو تو



یہ فرما کر بڑھے درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نلو اور چھینکر ایک تھانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اثر گیا سیلان جو بیٹھا تھا اسے دیکھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پوچھا کس نے ادب کی میرے درگہ سالار کو کس اجل گرفتہ نے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا زلزلہ قات ثانی سلیمان نمایان ہوئے فرمایا ایسیلان کاؤس پر کیوں جبر کرتا ہو سیلان نے کہا آپ کون ہیں میں اپنی معشوقہ لونگا کیونکہ ایک سال کا زمانہ گزرا اسکے پھر میں تڑپتا ہوں میری تو یہ نوبت ہو رہی ہے

چین آگیا جو ہجر میں آنسو ٹپکے  
ناصح بھی آ کے محفل رندان میں بکے  
ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی ٹپکے  
ایو یار میرے دل میں ہزاروں ہی شکے  
خارالم رقیب کے دل میں کھٹکے  
بہرین ہو کے چشم کے ساغر چھلکے  
پھر نے لگا سراپا اگر پاؤں تھکے  
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہکے  
مشکل سے آج ہم درد لدا رتکے  
وہ دیکھتے ہی مارے مہنی کے پھر ککے  
اشکو نے میری چشم کے ساغر چھلکے  
لینے کو میری آہ کے شعلے لپکے  
قاصد کے ساتھ ساتھ دربار تک گئے

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلکے  
ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ  
آواز بھی نہ تو نے سنائی نہ راجیبت  
ایک لمحہ ہائے آنکھوں نے جب تو نہ مان ہوا  
پہلو میں میرے آ کے جو بیٹھا وہ گلزار  
رویا جو اپنے ساتھی فیاض کے لیے  
گردش نہ راجیبت نہ تقدیر سے گئی  
نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن  
تھی بیٹھ عاشقوں کی نہ ملتا تھا راستہ  
میں نہ ار و نہ ر و جبکہ بنا کشت زعفران  
جام شراب اُس نے دیا جب رقیب کو  
آیا جو دل میں رہنے کی خاطر شب فراق  
خط و یکے بدگمان ہوئے سطوت ہم ہنقد

صاحبقران نے فرمایا او یہی وہ کیا بکتا ہر وہ معشوق تجھ کو نہ ملیگی یہ سنکر سیلان اپنے مقام سے اٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سیلان لپٹ پڑا امیر نے کو لے پر لاد کے مارا دم سے لٹھے کا لٹھا گرا امیر کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا سیلان نے انکار کیا کہا



اوجوان مین خداوند بقراط کو برانہ کہو ننگا امیر نے ایک ہاتھ نہیر سر رکھا دوسرا ہاتھ  
 ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیا سر سیلان کا کھینچ لیا سر کور و مال مین باندھا ہر چہ کہ اور  
 پہلوان بھی بیٹھے تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ صاحبقران کو روکتا صاحبقران نے  
 چلتے وقت فرمایا بھی کہ تمہارے افسر کو مین نے مارا جسکو دعویٰ ہو وہ مجھے سمجھ لے  
 سب پہلوان کانپنے لگے کسی نے جواب نہ دیا صاحبقران سر لیے ہوئے نکلے باغ  
 مین آئے سانسے شیر مین ادا کے سر ڈال دیا فرمایا یہ اُسکا سر ہی جسکو غرور تھا کہ ٹکڑو  
 لیجانے کو کتنا تھا بہ عنایت پروردگار اُسکا سر لا یا یقین ہو کہ اہل لشکر چلے جاوین گے  
 شیر مین ادا تھرا گئی جی مین کتنی ہی صاحبقران بہادر بے نظیر مین حقیقت مین بڑے  
 جری ہن مگر اہل لشکر آپس مین صلاح کرتے تھے کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب یہاں پر  
 ٹھہر کر کیا کریں گے یہ سوچ کر لاشہ سیلان کا اٹھا لیا رات ہی رات کو چ کیا راہ مین ایک  
 قلعہ ہو کہ بران تیغ زن بھائی اسکا رہتا تھا لاشہ لیکر اُس قلعے مین آئے اُسے جو  
 سنا کہ بھائی میرا مارا گیا سردار وں سے پوچھا کہ تمہنے بدلہ نہ لیا ان سب نے کہا کہ سر  
 دربار صاحبقران نے آکر مارا اسکا کھینچ لیا ہم لوگ مجبور ہو کر چلے آئے وہاں  
 کیا کرتے کاؤس تاجدار بلوہ کرتا بران تیغ زن نے سب کو ساتھ لیا کو چ کر کے  
 چلا راہ مین لشکر صاحبقران ملا کہا پہلے اس لشکر کو تباہ کر لوں تب آگے بڑھوں گا  
 لندھور وغیرہ کو خبر پہونچی کہ بران تیغ زن نامے پہلوان برا سے مقابلہ آیا ہو  
 جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو لشکر میدان مین آئے بران تیغ زن نکلا لندھور  
 مقابلے مین گئے مگر گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سے اُسکے زخمی ہوئے مالک نے  
 مقابلہ کیا اتفاق سے یہ بھی زخمی ہوئے کئی میدان داریاں کر کے چھ سات پہلوان  
 اسے زخمی کیے ساتوین دن میدان مین نکلا ہوا اہل اسلام کا پرابند ہو وہاں امیر  
 نے بعد قتل سیلان سرخ پوش کے کاؤس سے سوال کیا کہ ہمارے ساتھ اپنی  
 دختر کی شادی کر دے کاؤس یہ سنکر بہ خوشی عقد پر آمادہ ہوا صاحبقران زمان نے  
 وعدہ کیا کہ بعد فتح طلسم انشاء اللہ عقد کریں گے یہ کہہ کر شیر مین ادا سے رخصت ہوئے



شیرین اداکار دنا اور بلکنا کیا تحریر کروں کہ بیقرار ہو کر دامنِ نھام لیا اور عرض کرتی تھی  
اوشہریا رکبوتر صبر کر ونگی میرا تو عجیب حال ہو ربط و ضبط محال ہو کیا کمون نظر

ساقی کی چشم مست جو دیکھی چل گئے  
دیکھا نگاہ تیز سے ابرو کمان نے جب  
نالے مہیب جبکہ ہمارے ہوئے بلند  
کی مین نے سینہ نھام کے جب اور ذاک  
رویا جو اپنے دلبر کمن کے مجسزمین  
نکلا سمند ناز پہ جب ہو کے وہ سوار  
گلشن مین جا کے تنے خوش الحانیان کچین  
بوس و کنار وصل کا کیا آگیا خیال  
مستون کی بزم مین یہ ہوا وعظ کا عروج  
مین نے سوال وصل کیا کیا ہو آگناہ  
دیکھا نگاہ لطف و کرم سے جو یار نے  
اچھی طرح ابھی نہ ملائی تھی اسنے آنکھ  
کیا خاک رکھون مین سگ و لدا رکویہ  
دنیا کو ہم سہرا جو جھتے تھے عساقلو  
گم کردہ ہوش ہم بین چین مین وہ عندلیب  
کوچے مین اسنے زہر نہار وں نے کھالیا  
ہم کر بلا مین جا کے نہ او سطوت آئینگی

شیشونکے ساتھ دل بھی بغل سے نکل گئے  
شرکان کے تیر سینہ عاشق پہ چل گئے  
کمن حسین جتنے تھے ستر مکر دہل گئے  
دل سب فرشتگانِ فلک کے دہل گئے  
کیا طفل اشک آنکھ سے گر کر چل گئے  
دل عاشقون کے سینے کے اندر کچل گئے  
بلبل نجل ہوئے تو چین سے نکل گئے  
شراب کے سامنے سے مرے تم جو ٹل گئے  
جب آئے واعظونکے عمامے اچھل گئے  
بیفائدہ حضور کے تیور بدل گئے  
ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے  
نتیجہ نگہ کے دل پہ کئی وار چل گئے  
سب میرے استخوان تپ فرقت ہو چل گئے  
مثل مسافر آج یہاں آئے نکل گئے  
ہوش آیا اب ہمارے جب دن نکل گئے  
تھی لاش پر جو لاش تو مڑ دے بل گئے  
گھبرا کے لکھنؤ سے جواب کے نکل گئے

صاحبقران نے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ انشاء اللہ اسی سال مین طلسم فتح ہو گا تب ہم اگر  
عقد کریں گے ملکہ نے ناچار ہو کر سر جھکا لیا امیر نے مع کاؤس ناچار کو چ کیا طرف  
شکر کے چلے اسوقت پہونچے کہ بڑا ان شمشیر زن میدان مین للکار رہا ہو پرا لشکر  
اسلام کا بند ہوا ہل اسلام دعا کر رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز و اور بت کار ساز رحم



اپنا شریک کر اس آفت سے بچالے نظم

ابر گریان یا فقیہ و برق خندان یا فقیہ نقد جان از دست خود و ادیم جانان یا فقیہ در دل تاریک مدفون گنج عرفان یا فقیہ قطره از فیضان جودش ابر نیسان یا فقیہ گنج گوہر از فیوض چشم گریان یا فقیہ مسکن محبوب نزد یک از رگ جان یا فقیہ علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یا فقیہ یا فقیہ اندر عبادت مشغول و حش و طیبور شکر حق ہندی کہ در محمد خداوند کریم	در دورنگی رنگ آن یک رنگ پنهان یا فقیہ جشن مطلوبہ ورین بازار از زبان یا فقیہ ماورین ظلمت نشان آب حیوان یا فقیہ فرہ ز انوار رخش مهر و رختان یا فقیہ سینہ و روشن ز نور آہ سوزان یا فقیہ در میان جسم و جان انوار جانان یا فقیہ انچہ حق بخشید در دنیا فراوان یا فقیہ ختم بجراب اطاعت جن و انسان یا فقیہ در زبان پارسی این عمدہ دیوان یا فقیہ
--	---

سب و عاین مانگ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا سب نے امیر آتے ہیں  
تخت پر ایک تاجدار ہوا دھر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان  
میں جھوم رہا ہو کئی پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہیں وہ پہلوان للکار رہا ہو کوئی  
مقابلے میں نہیں نکلتا صاحبقران یہ دیکھ کر بہت بیقرار ہوئے خواجہ سے فرمایا  
یہ پہلوان کون ہو کہ میدان میں للکار رہا ہو یہ کھلے اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے  
چلا مقابلے میں بران تیغ زن کے پہونچے بران نے جو جمال جہان آراے  
صاحبقران دیکھا حیران جمال محمودیدار ہوا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو امیر نے  
فرمایا تمام عالم میں نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہو ذکر سنا ہو گائانی سلیمان  
حزق صاحبقران امیر عالیشان بران تیغ زن نام سنکر بہت جھلایا دیکھ کر آواز  
دی کہ تمہارے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا صاحبقران نے فرمایا مقابلے کا یہی  
انجام ہو کہ ایک غالب ہوتا ہو اور دوسرا مغلوب ہوتا ہو اسے مقابلہ کیا وہ مارا گیا  
اب جو تجھے ہو کے وہ تو کر بران نے جھپٹ کر نیزہ مارا امیر نے چند طعنوں میں نیزہ  
اسکا ہوائی کیا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہلے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو



تدوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا بتران نے سپر کو چہرے کی پناہ  
 کیا تلوار جو تڑپ کر دست زبردست صاحبقران سے گری سپر کے مع بتران چار لکڑ  
 ہوئے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا امینا لینا لکڑا پڑے تلوار چلنے لگی  
 اوسر سے لندھو رو مالک وغیرہ مدد کو پہونچے فوج کفار نے شکست کھائی فریاد  
 کرتے ہوئے بھاگے امیر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے امیر داخل  
 لشکر ہوئے لیکن حکیم آغاز مصری یہ تکلیفین صاحبقران کی شکر فرماتے تھے کہ ابھی  
 چند صاحبقران کو تکلیف ہو صاحبقران زمان نے لشکرین مقام کیا حکیم سے  
 کہا ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہو حکیم نے ایک نوشتہ ہاتھ میں دیا کہا اسپر خیال کیجئے گا  
 اسکے خلاف نہ کیجئے گا اور ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہو باغ مراد میں ہیں امیر اشقر پیر  
 ہوئے جیسے ہی لشکر سے نکلے دیکھا کہ صحرا سے ایک آہو آتا ہو امیر نے اس آہو پر  
 گھوڑا ڈالا ایک درہ کوہ میں آہو جا کر غائب ہوا امیر گھوڑے سے اتر کر درہ  
 کوہ میں گھسے تلاش کرتے ہوئے آہو کو درے سے باہر نکلے دیکھا ایک صحرا سے  
 سبزہ زار و نواح دکشا ہو تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا  
 چند گاہ فروش ہنیم فروش طرف شہر کے جاتے تھے صاحبقران تھکے ہوئے تھے  
 ان گاہ فروشوں کے ساتھ داخل شہر ہوئے دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ کٹورہ  
 کھنک رہا ہو گرم بازاری ہو رہی ہو ایک طرف دیکھا ایک چشمہ آب ہو اسپر زارستان  
 مر جبین نہا رہی ہیں ایک معشوق پر پچھرہ جو نہا کر نکلی صاحبقران نے اسکے جمال  
 کو دیکھا اسنے بھی اشارہ کیا آپس میں چشمک ہونے لگی مگر صاحبقران نے دیکھا اور  
 بہت سی عورتیں بیچ میں آگئیں صاحبقران وہاں سے پلٹے شہر میں آئے جا بجا  
 روکا نین آراستہ ہیں شیرینی وغیرہ رکھی ہو امیر نے جیب میں ہاتھ ڈالا روپیہ نکال کر  
 ایک حلوائی کو دیا کہ شیرینی ہکود و حلوائی نے روپیہ پھیر دیا اور کہا کہ یہ تو کنکر تھیں  
 سکڑے راج الوقت دیکھے اور اپنے غلے سے ایک روپیہ نکال کر دکھایا ایک پرچہ کاغذ تھا  
 اسپر تصویر آغاز مصری تھی کہا اسکو سجدہ کیجئے امیر نے فرمایا میں کبھی سجدہ نہ کروں گا



حلوائی نے کہا جیسے جب مزدوری کیجیے گا تب سکہ راج الوقت ممکن ہوگا امیر واپس آئے  
 سارے شہر میں پھر سے کسی نے روپیہ نہ لیا امیر نے یہ بھی فرمایا کہ جو اہر لیلیو لوگوں نے کہا  
 یہ لکڑی پتھر ہیں ہم کیا کریں جب امیر انتہا کے بھوکے پیاسے ہوئے تو اسی حلوائی کی دوکان  
 کے سامنے آکر پہونچے حلوائی نے جو دیکھا حلوائی کو ترس آیا کہا اے جوان اگر تیرے مزاج  
 میں آئے تو میرے یہاں مزدوری کریں وجہ معاش دیا کرونگا امیر نے قبول کیا ہتھیار  
 کھول کر کٹھری میں رکھے خواجہ لیکر پیٹھے مٹھائی لگانے لگے شام کو سب حساب حلوائی  
 کو سمجھا دیتے ہیں کئی مہینے اسی حال میں گزرے ایک دن صاحبقران نے کہا اگر تمہاری  
 خوشی ہو تو میں سیر کر آؤں حلوائی نے کہا میرے وقت پر آجانا صاحبقران حلوائی سے  
 رخصت ہو کر ایک طرف چلے قریب اس چشمے کے پہونچے وہی معشوقہ مہا کر چشمے سے  
 نکلی ہو حیران حیران اس طرف دیکھ رہی ہو آنکھیں نرگس شہلا حسن و جمال میں یکتنا عین  
 انور رشک مہر و قمر غنچہ دہن سمیرا امیر کو دیکھ کر پکار اٹھی اے جوان فرود بیا کہ ترانگ  
 ورنہ کنار کشتم بہ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشتم ہمد اور جو شانہرا دیان وہاں کٹھری تھیں  
 وہ طعن و تشنیع کرنے لگیں کہ اویے وقوف ایک غریب الوطن کا ساتھ دیتی ہو اس  
 نازنین نے کہا ابوالنصاف سے جمال جہاں آرا کو دیکھو گر دچہرے کے ریش انور ہو  
 کہ سورج کے گرد کرن ہو حسین و جمیل غنچہ دہن ہو بڑے لطف سے گزرے گی میری  
 جان کو تو چین ہوگا سب عورتیں خاموش ہو رہیں اس نازنین نے آکر امیر کا ہاتھ  
 تمام لیا کہا اے شخص میں تیرے ساتھ رہوں گی جو جفا ہوگی وہ سہونگی تین چار کتیرون  
 نے بھی سا نفع دیا اور باقی چلی گئیں صاحبقران اس محبوب کو لیکر مع کتیرون کے حلوائی  
 کی دوکان پر آئے جس کو کٹھری میں آپ رہتے تھے اسی کو کٹھری میں نازنین کو لا کر  
 بٹھایا حلوائی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہا اے شخص یہ تو نے کیا کیا تیری وجہ معاش تو یہ  
 مشکل ہوتی تھی اب اور بھی زیادہ تکلیف میں بسر ہوگی صاحبقران نے کہا میں نے  
 ہر چند دل کو سمجھایا مگر دل نے نہ مانا حلوائی خاموش ہو رہا وہی خواجہ لکھا کر امیر کو دیا  
 صاحبقران مونڈھے پر پیٹھے مٹھائی فروخت کر رہے ہیں وہ کتیرون بھی دوکان کا کل



کام کرتی ہیں کسی نے کڑھاؤ دھو یا کوئی مٹھائی اٹھا دیتی ہی پہر رات گئے صاحبقران نے  
خواجہ برخاست کیا کوٹھری میں آکر اس نازنین کے ساتھ سوئے نخل شباب سے گل  
مرا و حاصل شویہ و نازنین حاملہ ہوئی بعد نو مہینے کے نازنین کو دروزہ لگے امیر نے  
حلوائی سے کہا حلوائی نے دائی کو بلوادی لڑکا آفتاب جمال پیدا ہوا مگر بروقت پیدا  
ہونے لڑکے کے صاحبقران کو افسوس ہوا اور بہت روئے اپنا عظم و شان یاد  
کرتے تھے کہ یا صاحبقران کس شہر میں آوارہ ہو کر آئے کیسی مصیبت میں پھنسے آج  
اگر اپنا شہر ہوتا تو لڑکا ہونے کی کیا خوشی ہوتی ہمارا یا ر وفادار عمر و نامدار بھی ہم تک  
نہ پہنچا نہ بین معلوم اسپر کیا گزری غرض جب لڑکا ایک سال کا ہوا تو نازنین کو دوسرا  
حل رہا بعد نو مہینے کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا امیر با توقیر پہلے لڑکے کو گود میں لیے رہتے  
تھے جب دوسرا لڑکا بھی قریب سال بھر کے ہوا تب دونوں لڑکے سامنے امیر کے  
کھیلنے لگے امیر اپنی دوکانداری میں مصروف رہا کرتے تھے بعد عرصہ دراز کے جب  
ایک لڑکا آٹھ برس کا اور دوسرا چھ برس کا ہوا اور دونوں لڑکے دوڑنے پھرنے  
لگے تو حلوائی سے اور امیر سے بڑا یا رانہ ہو گیا حلوائی امیر کا بڑا اعتبار کرنے لگا تھا  
کہ ایک روز حلوائی نے کہا اے نوجوان غریب الوطن تجھ کو سات آٹھ برس سے زیادہ  
یہاں گزرے کل حکیم صاحب کے یہاں جشن ہو گا سب اپنے اپنے اسباب لگائیں گے  
میں نے عمدہ عمدہ مٹھائی بنائی ہو تم ہی لیکر جانا جو انعام ملے گا وہ تمہارا حق ہو کیونکہ  
تم صاحب عیال ہو صاحبقران بہت خوش ہوئے اس میدان میں تیاری ہونے  
لگی دوکاندار اگر بسے ایک جانب گل فروش دوسری جانب نان بانی مگر جہاں امیر  
اس حلوائی نے کئی گلدستے بنائے تین دن میں نہایت عمدہ عمدہ اسباب تیار کیا  
جو تھے دن سویرے چوہدار نے آکر کہا آج تیسرے پہر کو حکیم آغاز صہری جلوں  
کرینگے سب اپنا اسباب لیکر حاضر ہو حلوائی نے گلدستے ساتھ کیے صاحبقران سے  
کہا یہ سب لیکر جائیے جو انعام آج ملے گا وہ سب تمہیں کو دیا جائیگا صاحبقران اس  
خوشی میں مزدور کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلے و بارگاہ پر آکر ٹھہرے سب



کار و بار دالے آکر ٹھہرنے جاتے ہیں صاحب حققران ہتھیار لگاے کھڑے ہیں کہ اندر سے  
چوہدار آیا اسنے کہا سب صاحب اندر چلین سب کے آگے صاحب حققران مزدور رائے کے ساتھ  
اندر بارگاہ کے آئے دیکھا حکیم آغاز مصری بتکلف تمام تخت پر بیٹھا ہی تاج شہر یاری  
برسر و چار قب شہنشاہی دربر مونیون کے مالے کسٹھے یا قوت احمر کے گلے میں امیر کی  
لگاہ جو آغاز مصری پر پڑی امیر کو اپنی مصیبت پر نہایت افسوس آیا لغو کیا کہ او  
حکیم فارورے کے دیکھنے والے نو نے مجھ کو خوب پریشان کیا آٹھ برس کا زمانہ گذرا  
کہ میں اس ملک میں پریشان ہوں یہ سنکر حکیم اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر  
صاحب حققران کا ہاتھ پکڑ لیا بجز کرنے لگا کہ معاف فرمائیے مجھے خطا ہوئی یہ کہکے امیر  
کو ساتھ لیا ایک باغ میں لیکر آیا امیر کو تخت پر بیٹھا یا آپ ساتھ بیٹھا ہو گیا اپنے  
شعبدے پر مسکرا رہا ہو کہ آسمان پر سناڑا ہوا حکیم نے دیکھا کہ بقراط اصلی ایک  
تخت پر سوار اور ایک شاگرد پہلو میں بیٹھا ہوا اور ایک انگلیٹھی روشن شاگرد ہاتھ  
باندھ رہا ہو کہ جناب حکیم صاحب برائے خدا نسخہ کیمیا تعلیم فرما دیجیے میں اس علم سے  
غافل ہوں حکیم صاحب فرماتے ہیں ای نور نظر آج تجھ کا چلکرتی دکھا دوں اسے خوب  
پہچان لے ایک رتی سے باون تولے تانبے کا سونا بنتا ہو چاہتا تو سارا مکان سونپکا بنا لینا  
آغاز مصری نے جو بقراط اصلی کو دیکھا اور شاگرد کی باتیں سنیں طریقے سے معلوم  
ہوا کہ نسخہ کیمیا تعلیم کرنے جاتے ہیں بیقرار ہو گیا صاحب حققران سے یہ کہہ کر اٹھا کہ آج  
استاد کو بعد مدت کے دیکھا نسخہ اکسیر میں بھی سیکھ لوں یہ کہکے بلند ہوا تخت آگے  
جاتا ہی پیچھے پیچھے آغاز مصری پکارتا ہوا کہ استاد ذرا اٹھ کر جالیے میں بھی آلوں تو بتی  
بتائیے گا بقراط نے تخت لا کر ایک صحرا میں اتارا اس مقام پر جھاڑی تھی اس جھاڑی  
کے سارے میں ایک بیل پھیلی ہوئی ہو شاخیں اسکی سرخ ثابت ہوتا ہو کہ شاخ مرجان  
ہوتی چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتا ہو کہ اس مقام پر کسی نے کھی بہت سا ڈال دیا ہو نہرا رہا  
چوٹیاں اس مقام پر رنگ رہی ہیں بقراط نے شاگرد سے کہا اندھے اسے پہچان  
لے شاگرد پہچان رہا ہو مزہ بھی چکھ رہا ہو کہ آغاز مصری پہونچا کہا استاد حقیقت میں



اس پتی کے اوصاف کتاب میں دیکھے تھے آج اسکو دیکھا پھر آغا زہ مصری نے کہا استاد سبحان اللہ اب آپ کی ذات پر وہ دنیا میں بہت غنیمت ہو آج وہ شو دیکھی کہ جسکا ہمیشہ سے مشتاق تھا بقراط نے ایک شاخ توڑی کہا اور آغا زہ مصری خیر اب تو تو آگیا مزہ تو اسکا چکھ لے آغا زہ مصری کہ اس ننھے کا بہت مشتاق تھا شاخ کو لیکر جلدی سے کھا گیا جیسے ہی پتی حلق سے اترتی آنکھوں میں سرخی آئی گھبرا کر کہا کہ خواجہ بڑا غضب کیا چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالوں مگر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرہ

گزراں استاد عیار ان عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بر باغ دین ز کمرش آبیاری	جہان سرسبک در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیار ان عیار

امیر جو باغ میں بیٹھے تھے نعرہ عمرو کی صدا کان میں آئی اپنے مقام سے اٹھ کر دوڑے صحرا میں آکر دیکھا کہ حکیم آغا زہ مصری بیہوش پڑے ہیں اور خواجہ خنجر مارا چاہتے ہیں امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا فرمایا ہاں خواجہ یہ کیا کرتے ہو یہ حکیم معتقد وحدانیت ہو ایسا نہ ہو قتل ہو جائے تو باعث بدنامی ہو عمرو کے ہاتھ سے خنجر لے لیا عمرو نے کہا اے آقاے نامدار میں بھی ایک معشوق کے عشق میں مبتلا تھا کہ خبر سنی حکیم نے جشن کیا تو میں بیقرار ہو کر نکلا اور یہ بھی خبر سنی کہ صاحبقران اس حال نہ رہیں میں کلیجہ شمع کو آگیا امیر نے حکیم کو بیدار کیا حکیم قدموں پر عمرو کے گر پڑا امیر کے گرد پھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے مجھے بڑی خطا ہوئی مگر میں یہی چاہتا تھا کہ بعد ان شعبدون کے آپ کا عقد ہمراہ ملکہ سلما کر دنگا امیر نے فرمایا اس شہر میں مجھے ایک بے وقوفی ہوئی ہو میرے دو فرزند ہیں ایک معشوق آفتاب جمال حور تمثال سے حکیم نے سر جھکا کر کہا اب اسکا خیال نہ فرمائیے یہ سب رنگ شہیدہ تھا اب تشریف لے چلیے سب حال آپ پر کھل جائیگا صاحبقران حکیم اور خواجہ کو ساتھ لیکر چند قدم چلے تھے کہ وہی دروہ کوہ ملا اشقر کو وہیں پر کھڑا دیکھا اشقر نے زبان جنتی میں عرض کی کہ حضور اب تشریف لائیے امیر چلے



تھے کہ میں آٹھ برس کے بعد پلٹا اور اشقریہ میں کھڑا رہا حکیم قدم با قدم خواجہ عمر کی تعریفیں کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ اوشہنشاہ اوج عیاری حقیقت میں آج وہ شعبدہ کیا ہو کہ میرے جوش و رست نہ رہے اگر خواجہ تم صاحبقران کے ساتھ نہ ہوتے تو یہ اوج اسلام نہ ہوتا تھے کافرون کے سرفوڑے خواجہ ہلتے ہوئے ساتھ ہیں سرداران صاحبقران نے جو سنا کہ آقائے نامدار آتے ہیں سب نے آکر استقبال کیا صاحبقران کو بارگاہ میں لائے امیر مقام صدر پر بیٹھے پہلو میں آغاز مصرعی آکر شکن ہوئے امیر نے بعد مدت کے جواب دیا تھا پایا نہایت خوشی ہوئی فرمایا خواجہ آج روز جشن ہو اگر مناسب ہو تو کچھ گانا خواجہ نے فرمایا تو زنبیل سے نکالی بموجب حکم صاحبقران زمان یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

سر کو ٹکراتا ہوں اٹھ اٹھ کر در و دیوار سے  
ہو گئی طاؤس کو کیسی محبت مار سے  
وہ قدم چلنا نہیں ممکن تمہارے زار سے  
عاشقوں کو ملا جو عشق کی سرکار سے  
صورت فرما دھکراتا ہوں سر کہ سار سے  
کیون ڈراتا ہوں مجھے تو خنجر خوشخوار سے  
بس جوانی میں محبت ہو انجمن و چار سے  
ہی بہت مجھ کو محبت کو چہ دلدار سے  
ہو محبت مجھ کو اے قاتل تری تلوار سے  
چاہیے پرہیز اے عیسیٰ نہ مجھ پر ہمار سے  
غنچہ و گل کو ہو کیا نسبت وہاں پار سے  
کچھ غرض ہم کو نہیں مطلب ہی اپنے پار سے

رات کو خالی مکان پاتا ہوں جب میں یار سے  
ہو دل پرواغ انکی زلفت پہچان پر نثار  
حسن کے نظارے کو کوچے میں آگے کس طرح  
حضرت فرما دو مجھ کو نے بھی پایا وہ نہیں  
جیسے وہ شیریں اور انکھوں سے پنہاں ہو گیا  
زندگی سے الفت ابرو میں ہوں بیزار میں  
باغ ہو ساقی ہو مو ہو یا ر گل اندام ہو  
ہو وصیت بعد مردن دفن کر دینا وہیں  
آگے لجاے گلے سے ہو نہایت آرزو  
تزع کا ہو وقت اکدم حال آکر دیکھ لے  
بے محل اسکا تبسم و نصیب اسکی ہنسی  
گو کہ اوسطوت زمانے میں ہزاروں حسین

خواجہ گار ہے ہیں ساقیان حسین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہیں روزہ جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہو کہ ہر کار سے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ایک نقابدار رنگین پوش در دولت پر حاضر ہو چاہتا ہوں میں بھی صحبت میں آؤں صاحبقران نے



حکم دیا نقابدار پر وہ اٹھا کر اندر آیا قریب صاحبقران کے آکر بیٹھ گیا طرف حکیم کے متوجہ  
ہو کر کہا کیوں جناب حکیم صاحب قیلہ و کعبہ آپ نے علوم شعبہ سے مہلت پائی امیر کو  
خوب تکلیف پہونچائی اب ترنج خوشبوئی کا حکم دیجیے حکیم نے شرما کر سر جھکا لیا اور خود  
اپنے مقام سے اُسکے ترنج خوشبوئی طلب کیا سینے پر صاحبقران کے لگایا کہا سب  
صاحب آگاہ ہوں کہ میں نے سلما سے گوہر پوش کو صاحبقران کے ساتھ منسوب  
کیا امیر بہت خوش ہوئے دوسرے دن باغ مراد میں جلسہ ہوا امیر کا عقد ساتھ ملکہ  
سلما کے پڑھا گیا مگر وصل موقوف رہا صاحبقران نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح  
طلسم و فیصلہ بقراط ثانی یہ امر واقع ہوگا سلما نے بدل قبول کیا وزیر زادی ملکہ  
سلما کی گمراہی روشن چہر تھی اُسکے ساتھ عمرو کا عقد ہوا ان دونوں شانہرا دیونا  
ذکر علیحدہ طلسم میں بیان کیا جائیگا عجیب طرح کا معرکہ و پیش ہوگا کہ سلما کے بطن سے  
شانہرا دہ والا قدر رنگ بھر جرات یکہ تاز میدان جلالت پیدا ہوگا اور گمراہی شرجی  
کے بطن سے عیار طرار خنجر گزار پیدا ہوگا صاحبقران نے بعد اس معاملہ کے کوچ کا حکم  
دیا صبح کو لشکر تیار ہوا صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے چلے راہ میں ایک بیشہ  
دیوانہ سہراب اثر و رپوش وہاں رہتا ہو ساتھ نہرا دیوانے اُسکے ملازم ہیں اور  
کئی سو کوس تک اسکی عملداری ہو کیا مجال ہو کہ اسکی سرحد سے کوئی گذر سکے اپنے  
مقام پر بیٹھا چنگھاڑ رہا تھا کہ نوبت تقارے کی آواز کان میں آئی سر اٹھا کر پوچھا  
یہ نوبت تقارہ کیسا بچتا ہو ملازموں نے عرض کی صاحبقران طرف قصر ہشت پہل  
کے جاتے ہیں انھیں کے ساتھ اسقدر جاؤ ہو کہ تمام بیشہ معمور ہو گیا بس دیوانہ یہ نکر  
چو بدست پکڑ کے اٹھا کر صاحبقران کون شخص ہیں ہمارا کچھ خوف نہ کیا اور ہمارے  
بیشہ میں چلے آئے ابھی جا کر سب کو بھگادو نگاہ یہ کہنے سہراب چو بدست ہاتا ہوا چلا  
ساتھ نہرا دیوانہ مع چو بدست آہنی کے شلنگین لگاتے ہوئے آتے ہیں یہاں  
صاحبقران بعد اترنے لشکر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے صحرا کا تماشا دیکھ  
رہے ہیں کہ زنجیر و ن کی آواز کان میں آئی فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسی آواز



آتی ہو کہ ہر کارے دوڑے ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ دیوانہ سہراب  
 آپ کے لشکر کا حال سنکر آتا ہی صاحبقران نے فرمایا آنے دو لندھو ر نے عرض کی  
 غلام جا کر رو کے امیر نے فرمایا کیا صفائے ہو لندھو ر مسلح ہو کر شیرنگ تازی پر  
 سوار ہوئے براے مقابلہ سہراب چلے جب سامنے پہونچے اور دیوانے نے  
 لندھو ر کو دیکھا کہ بڑے قد و قامت کا جوان گرز آہنی کاندھے پر گھوڑے کو  
 اڑاے ہوئے آتا ہی وہین سے للکارا او دیو کے بچے مین نے کچھ پہچانا ایک  
 چو بدست مین پامال کر دنگا میرے مقابلے کو آتا ہی نام میرا نہیں سنا سہراب  
 دیوانہ بھکو کہتے ہیں بڑے بڑے پہلو ان میرے مقابلے مین نہیں آتے ہیں تمام  
 دشت و جبل تھراتے ہیں مگر لندھو ر اسکی یادہ گوئی کو کب مانتے ہیں فوراً مقابلے  
 مین جا پڑے ہندیوں نے تلوار مین کھینچیں جا پڑے جس دیوانے نے ہاتھ مارا  
 غم ہو کر خالی دیا کمر پر ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو دیوانوں کو  
 مار کر گرا دیا ہندیوں کی تلوار جو ہر دار فنون سپاہ گری سے واقف چک چک کے  
 لڑ رہے ہیں سہراب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چو بدست کو چرخ دیتا ہوا سامنے  
 لندھو ر کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اب دیوانے بھی پھر بیان لیکر سننے  
 اور یکبارگی غافلہ کر کے چلے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دیوانے جان توڑ کر لڑ رہے ہیں اور  
 چو بدست مین مار رہے ہیں اکثر کم طاقت ہندیوں کو دیوانوں نے بھی مارا چھین مار رہے  
 ہیں مگر جب تلوار چمکتی ہو تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں اسی مین ہندی مار لیتے ہیں سامنے  
 دیوانہ کھڑا ہو مگر آنکھیں بند تلوار کو کنتا ہی یہ نہ چکاؤ ہملونا گوار معلوم ہوتا ہی ہماری  
 آنکھیں جھپکتی ہیں یہ آئینہ تم خود دیکھو آئینہ لیکر اڑنے آئے ہو ہندی ہنس دیتے  
 ہیں اور فرماتے ہیں کہ یارو یہ آئینہ شمشیر ہو جلوہ عروس مرگ دکھائی دیکھا مگر سہراب  
 نے چو بدست کو چرخ دیکر جو بر سر لندھو ر لگایا لندھو ر نے گرز اٹھا دیا چو بدست  
 اگر گرز پر پڑی لندھو ر کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سہراب نے ایک جھج  
 ماری لندھو ر کا ہاتھ کا نپا گرز ہاتھ سے چھوٹا اگر سر پر پڑے تو پر اٹھا ہو جائیں



مگر لندھو رنے گرز کو ٹالا نغم ہو گئے گرز شانے پر پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا لندھو ر گھوڑا  
 سے گرے دیوانے نے چاہا چو بدست مارون کہ ہریان بھی ٹوٹ جائیں مگر فرہاد خان  
 کی مہر فی فرزند لندھو ر لڑتا ہوا سامنے آگیا چو بدست کو چرخ دیا اور لغرہ کیا کہ باش اور  
 دیوانے خبردار ہاتھ نہ مارنا اس طرح فرہاد خان نے للکارا کہ سہراب پیچھے ہٹا لیکن  
 فرہاد خان آگے بڑھ کر اپنے گینڈے سے کود پڑے اور چاہا کہ باپ کو اٹھالوں دیوانے  
 نے للکارا کہ او جوان خبردار میرے شکار کو ہاتھ نہ لگانا دوسری چو بدست فرہاد خان  
 پر لگائی فرہاد خان اپنی چو بدست پھینک چکا تھا دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور کلا  
 چو بدست تھا ماکئی جھٹکے فرہاد خان نے مارے مگر دیوانے نے چو بدست نہ چھوڑی  
 سہراب کا بھائی سیلاب دیوانہ پشت سے آیا اُسے فرہاد خان پر چو بدست ماری  
 فرہاد خان کے ہاتھ سے کلا چو بدست چھوٹا لٹکا بھی شانہ نشانہ ہوا باپ پر لڑکھار  
 گرے سہراب نے چاہا دونوں پر چو بدست مارون کہ پہلو سے لغرہ ہوا خبردار نغم  
 ارشیون پر پڑا تو ارکا ہاتھ چپکا کر سیلاب پر مارا سیلاب نے چمک تلوار کی  
 دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں ارشیون نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا زخمی ہوا سیلاب  
 سامنے سے بھاگا ارشیون نے پیچھا کیا دیوانے نے بھاگے چمک تلوار کی دیکھ کر  
 ڈرے اور ڈر کر بھاگے ارشیون نے لڑائی کو سنبھالا باپ بھائی کو اٹھایا اور  
 ہوا اور پر ڈال لیا سہراب پھر پٹا اب ہندیون پر شکست واقع ہوئی جان دیتے ہیں اور  
 بھاگتے نہیں صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ہندیون پر شکست ہوئی صرف  
 ارشیون لڑتا ہوا آتا ہی دیوانہ چاہتا ہی ہوا اور چھین لون مگر ارشیون زخمی ہو  
 باپ کا ہوا اور نہیں چھوڑتا صاحبقران نے رہیں سے للکارا کہ او دیوانے بھول  
 زخمیون پر یہ بلوہ خبردار آگے نہ بڑھنا او دیوانگان دست خود نگہ دارید کہ ایک  
 رسیدیم تلوار کھینچ کر جا پڑے سہراب نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب  
 عالم تاب ہو چکا اٹھا اوراق سے سرخ نغم میرے مقابلے میں نہ آؤ ورنہ ایک چو بدست  
 مارو گناہ چاند سی صورت خاک میں مل جائیگی صاحبقران سامنے سہراب کے پہنچے



دیوانے نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا چرخ دیکر چو بدست ماری صاحبقران نے کلاہ  
چو بدست پر ہاتھ ڈال دیا سہرا ب کی چو بدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے جھلا کے  
چنگل مارا کہ زردہ نوح لیگیا امیر لیٹ پڑے دیوانہ چلت مار کر بوٹی نوح لیگیا امیر نے  
ایک تھپڑ مارا کہ دیوانے کو چرخ آگیا منہ سے بوٹی نکل پڑی جب دیوانہ منہ پھیلاتا ہی  
تب صاحبقران تماچہ مارنے کا ارادہ کرتے ہیں دیوانہ رگ جاتا ہی صاحبقران  
شیرانہ لڑ رہے ہیں شانے سے خون جاری ہو مگر خیال نہیں کرتے جب ریلکرو دیوانے  
کو دوڑتے ہیں دیوانہ عاجز ہو جاتا ہی یہ مشکل پٹنتا ہی کیسے کیسے زور کر رہا ہی مگر امیر پر  
زور نہیں چلتا امیر نے دو چار مرتبہ ریلکرو دیوانے کو کولے پر لا دالا دکر زمین پر مارا  
کہ دیوانہ چیت لیٹ گیا امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا اوسہرا ب مار ڈالو نگا زندہ  
نچھوڑو نگا بہتر یہ ہو کہ دین اسلام قبول کر دیوانے نے کہا اے آقا سے سرخ خود سے  
ہٹائیے امیر نے جو خود سے ہٹایا دیوانہ قدموں سے لیٹ گیا کہا اے آقا سے سرخ  
مین نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا میں مسلمان ہوتا ہوں صاحبقران زمان نے  
چھوڑ دیا دیوانہ اٹھا سہرا پاے صاحبقران کو دیکھنے لگا جی میں کتنا ہو کہ میں اسے  
کیونکر گرا معلوم ہوتا ہو کہ میرا پائون پھسل گیا تھا اسبوجہ سے میں گرا پھر لیٹ پڑا  
صاحبقران نے پھر دے مارا دیوانہ منتیں کرنے لگا کہ آقا سے نامدار اب میں زیر ہوا  
اب اطاعت کرونگا صاحبقران نے پھر چھوڑ دیا پھر دیوانہ سوچا کہ میں زیر نہیں  
ہوا سہ بارہ لیٹ پڑا اب کے مرتبہ امیر نے دے مار کر دیوانے کی گردن پر خنجر رکھ دیا  
فرمایا سر کاٹ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا سے نامدار خنجر گردن سے ہٹائیے  
میرا خون خشک ہوتا ہو اب کبھی نہ آپ سے لڑونگا اب جو اٹھا قدموں سے لیٹ گیا  
کہا آقا اب آپ ہی کے ساتھ رہونگا آپ کے دشمنوں کو مارونگا آپ کا دشمن کون ہو  
میں نے سنا ہو کہ بقراط ثانی آپ سے دشمنی کرتا ہوا اسکے قصرِ مہشت پہل میں گھس جاؤنگا  
گردن تنھام کے کھینچ لاؤنگا صاحبقران دیوانے کو ساتھ لیکر پلٹے سب دیوانے امیر  
کو دیکھ کر کانپتے ہیں کہتے ہیں ہمارے آقا کو زیر کر لیا ہم سب تابعدار ہیں امیر لیکر



دیوانے کو پلٹے چونکہ لندھو زخمی تھے امیر تو انکے علاج کی فکر میں بارگاہ میں گئے دیوانہ کھڑا  
 جھوم رہا ہو سو چاکہ طرف قصر ہشت پہل کے چلون بقراط کو پکڑ لاؤن یہ سوچکر چپکا چارہ  
 میں جسے پوچھا کہا آقا کے دشمن کو پکڑنے جاتا ہوں منز لون کو طو کر کے سامنے لشکر بقراط  
 کے پہونچا چو بدستین مارنے لگا لشکر میں غریو ہوا بقراط نے جو خبر سنی کہ ایک دیوانہ لشکر  
 میں گھس آیا ہو لشکر کو تنباہ کر رہا ہو لاکھوں ساحر بھاگے جاتے ہیں قصر سے نکل آیا اگر دیکھا  
 اکیلے دیوانے نے لاکھوں کو بھگا دیا ہو دیوانہ کی جو نگاہ بقراط پر پڑی للکارا کہ او بقراط یہ  
 ساتھ چل آقا خطا معات کریگے ورنہ پکڑ کے لیجاؤنگا بقراط نے پکارا کیوں شامتین آئی  
 ہیں وہ سحر کروں کہ آگے نہ بڑھ سکے دیوانہ جھپٹا کہ بقراط پر جا پڑون بقراط نے انکھ سے  
 اشارہ کیا کہ دیوانے کے پانوں زمین میں دھنس گئے آپ اپنی بوٹیاں کاٹ رہا ہوا  
 چاہتا ہو آگے بڑھوں مگر پانوں نہیں اُٹھتے غل مچا رہا ہو کہ آقا سے سرخ کو خبر کرو امیر  
 لندھو رکھا علاج کر کے جو باہر نکلے پوچھا دیوانہ کہاں گیا دیوانوں نے کہا وہ براے  
 گرفتاری بقراط گیا ہو صاحبقران گھبرا کر پشت اشقر پر سوار ہوئے گھوڑا اڑاتے  
 ہوئے چلے اُسوقت پہونچے کہ دیوانہ کھڑا ہوا اور غل مچا رہا ہو صاحبقران نے  
 قریب آکر اسماعظم پر عکرماتھ دیوانے کا تمام لیا کہا او دیوانے لشکر میں چل دیوانے  
 نے سر جھکا لیا صاحبقران کے ساتھ ہوا مگر کتنا تنہا کہ او آقا سے نامدار و امیر مولا  
 قدر شناس میرے پانوں بیکار ہو گئے تھے رات کو جا کر بقراط کو مارونگا صاحبقران زبان  
 فرماتے ہیں ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ پھر گرفتار ہو جاؤ گے وہ ساحر زبردست ہو کہا او  
 آقا گردن اگر پکڑ لون تو تڑپ کر رہ جائے گا میں فقط آپ سے دبا ہوں اسکی کیا حقیقت  
 سمجھتا ہوں صاحبقران دیوانے کو لیکر لشکر میں آئے ایک مقام پر بٹھا یا خیمہ استاد  
 کرا دیا دیوانہ اندر خیمے کے نہیں بیٹھتا ہو باہر نکل آتا ہو غل مچاتا ہو کتا ہو میں خیمے میں ہرگز  
 نہ بیٹھونگا جب صاحبقران خبر سنتے ہیں پھر اگر اسکو خیمے میں بٹھاتے ہیں دیوانہ برابر  
 غل مچا رہا ہو کتا ہو آقا نے مجھ پر تم کیا میں نہ بیٹھونگا صاحبقران پلٹ کر بارگاہ میں گئے  
 دیوانہ جو خیمے کے باہر آیا دھوپ میں کھڑا ہوا اپنی پرچھا میں دیکھکر چو بدستین مارنے لگا



غل کرتا تھا کہ یہ دشمن میرا پیچھا نہیں چھوڑتا صاحبقران کو خبر پہنچی کہ دیوانہ اپنی جان دے رہا ہو صاحبقران باہر نکل آئے ہاتھ تھام کر سارے مین لائے دیوانہ خوش ہو گیا امیر نے فرمایا تیرے دشمن کو مین نے مارا دیوانہ قدموں کو بوسے دیتا تھا کہ آقا آپ نے بڑے دشمن کو مارا ہمیشہ میرا پیچھا لیتا تھا صاحبقران خوب سمجھا کر بارگاہ مین لائے فرمایا اب یہاں سے نہ اٹھنا مگر پردے بارگاہ کے اٹھتے ہوئے مین کہ دیکھا مہرا سے گرد آڑی ایک پہلوان پشت کر گردن پر سوار کئی نہرا ر جوان پشت پر دیوانے نے جواتے ہوئے دیکھا کہا کیوں آقا یہ پہلوان ادھر سے کیوں گذرا جا کر اسکو سزا دوں امیر ہاں ہاں کرتے رہے مگر دیوانہ کب سنتا ہی چوبدرست ہلاتا ہوا جا پڑا اس پہلوان کو لٹکا رہا اُس نے چاہا بھاگ جاؤں مگر دیوانہ کب پیچھا چھوڑتا ہوا آگے بڑھ کر ہاتھ مارا اس پہلوان نے گھبرا کر سپر کو اٹھا دیا مگر دیوانے کی چوبدرست جو پری ہاتھ اس پہلوان کا کانپا سپر گری سر گردن مین گردن سینے مین مع گینڈ سے دونوں ایک ہو گئے دیوانہ غل پچاتا ہوا کہ ارے پہلوان کہاں گئی کیا اٹھ کر مجھ سے مقابلہ کر جب وہ نہ اٹھا تو فوج پر چوبدرستین مارنے لگا سب لوگ بھاگے کتے تھے کہ یہ دیوانہ بلا سے روزگار ہو پڑا زبردست ہو اس کے مقابلے مین کون ٹھہر سکتا ہی اسکی چوبدرست جان کو ملک الموت ہو کون مقابلہ کرے سب کو بھگتا کہ دیوانہ جھومتا ہوا پلٹا جو راہ مین ملا اسکو مارا صاحبقران یہ حال شکر باہر نکل آئے دیکھا دیوانہ پھر رہا ہو کان پکڑ لیا فرمایا سید سے اس خیمے مین رہو قضا سے کار و دختر سہرا ب نکلیں شیرین کلام اسنے خبر سنی کہ باپ میرا ہاتھ سے صاحبقران کے زیر ہوا اب اطاعت مین ہو نقاب چہرے پر ڈال لی لباس چرمی پہنا گھوڑے پر سوار ہوئی چار نہرا ر کنیزوں کو ساتھ لیا مقابلے مین لشکر صاحبقران کے اترتی امیر کو ہر کار وں نے خبر دی کہ ایک نقابدار چرم پوش آپکے مقابلے مین آیا ہو دیوانے نے کہا آقا مین جاؤں نقابدار کو پکڑ لاؤں صاحبقران مانع ہوئے نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین نوازش طبل کا حکم دیا اسی وقت تیار بیان ہونے لگیں چار پہر رات گذر کے اب وہ وقت آیا کہ نقطہ



<p>علم آفتاب نکلا جب + شہ غا و ر سپہ گرد ہوا ہوا میدان چرخ سے اکبار</p>	<p>نوج انجم ہوئی گریز ان سب رولق تخت لاجور و ہوا مہ انجم سیاہ رو بہ فرار</p>
<p>دو نون لشکر میدان کارزار میں آئے صفین جہین نقیبون نے تقاببت کی کرکیت کرکھا کہکرتے نقیبان خوش گلو بصد سوز و گداز یہ آواز میدان میں دیتے تھے نظم</p>	<p>نہ سکندر رہو نہ اُمّیہ حیرت افزا کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا گرداؤڑنے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا شہنشاہی سالنہیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا کھٹ افسوس ہر اک برگ ہوا اس گلشن کا جنگی رفتار سے ہر گام تھے نکتے برپا ای مقبیلان عدم حال کہو کیا گزرا کیونکر تار یک گھر میں تنہا گزری کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گزری</p>
<p>تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نفس بادِ سحر سے یہ صبا آتی ہے سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزلے کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال وہ گل تازہ نہ اس باغ میں بنتے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں راحت میں بسر ہوئی کہ اینداز گزری ای کج لمحہ کے رہنے والو افسوس</p>	<p>نہ سکندر رہو نہ اُمّیہ حیرت افزا کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا گرداؤڑنے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا شہنشاہی سالنہیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا کھٹ افسوس ہر اک برگ ہوا اس گلشن کا جنگی رفتار سے ہر گام تھے نکتے برپا ای مقبیلان عدم حال کہو کیا گزرا کیونکر تار یک گھر میں تنہا گزری کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گزری</p>
<p>نقیبون نے وہ اشعار پڑھے کہ سب بہادر جمونے لگے یہی چاہتے ہیں کہ دشمن پر جانیں بڑھکر لڑیں حقیقت میں دنیا نا پائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو نقابدار چرم پوش نے مرکب اپنا میدان کارزار میں پڑھایا جیسے ہی نقابدار میدان میں پہونچا دیوانے نے بیقرار ہو کر کہا اے آقا سے سرخ میں جا کر نقابدار پر وہ چو بدست مارون کہ پیوند زمین کر وون کہ نقابدار نے پکارا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دیوانہ چو بدست ہلاتا ہوا جا پڑا چو بدست نقابدار پر لگائی نقابدار نے تلوار سے چو بدست کو قلم کیا دیوانے نے ڈنڈو کہ کھنچ مارا نقابدار نے خالی دیکر تلوار کو چپکایا دیوانے نے چمک تلوار کی دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں نقابدار نے بہ اطمینان ہاتھ مارا کہ سر دیوانہ</p>	<p>نہ سکندر رہو نہ اُمّیہ حیرت افزا کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا گرداؤڑنے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا شہنشاہی سالنہیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا کھٹ افسوس ہر اک برگ ہوا اس گلشن کا جنگی رفتار سے ہر گام تھے نکتے برپا ای مقبیلان عدم حال کہو کیا گزرا کیونکر تار یک گھر میں تنہا گزری کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گزری</p>



زخمی ہوا خون کی چادر منٹھ پر آئی خون لے لیکر دیوانہ اپنا چاٹتے لگا نقابدار نے دوسرا ہاتھ اٹھایا دیوانہ خاموش کھڑا ہوا صاحبقران بیقرار ہو گئے وہیں سے نعرہ کیا کہ باش او نقابدار وہ خاموش کھڑا ہوا اور تو اس پر ہاتھ مارتا ہوا زخمی پر ہاتھ نہ اٹھاتا منہ زلزلہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سرکوب دشمنان نعرہ صاحبقران

اسیر عرب صنیعہ روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و تفتام نام	یکے تیغ کف سرب یکے زوال حجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ روز خاک کرد

اس ہیبت سے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ نقابدار چھپک کر ٹھہر گیا امیر گھوڑا اٹاکر مقابلے میں آئے دیوانے کو ہٹایا نقابدار نے نیزہ مارا مگر جمال جہان آرا سے صاحبقران دیکھ کر نقابدار دنگ ہو رہا ہوا ہاتھ پاؤں میں رعنہ ہی نیزہ آپس میں چلنے لگا صاحبقران نے بعد چند طعنوں کے نیزہ نقابدار کا ٹھٹھا تھپیڑا مارا اگر نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا نقابدار نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بڑے زور و شور سے ہاتھ مارا مگر صاحبقران نے بارھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی نقابدار نے کہا اپنے زور پر ناز نہ کیجیے گھوڑے سے اتاریے کشتی میں امتحان ہو صاحبقران نے جوہر سنا فوراً گھوڑے سے کودے نقابدار بھی کو و پڑا امیر کو لپٹ گیا مگر امیر جسم نقابدار سے وہ لذت پا رہے ہیں کہ ہر مرتبہ زور میں کمی کرتے ہیں نقابدار تڑپ تڑپ کے ٹر رہا ہوا ایک مقام پر نقابدار صاحبقران کو ریلکے چلا صاحبقران بھی ہتے ہوئے چلے آتے ہیں پانچ سات قدم آکر صاحبقران پلٹے ہتے جو مارا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا چہرہ خورشید مثال ظاہر ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک نازنین رشک قمر نو جوان حسین و جمیل جو امیر نے جو جمال جہان آرا دیکھا ہر چند اپنے کو روکا مگر ضبط نہ ہو سکا لہذا گرے اور بیہوش ہو گئے نقابدار نے بند نقاب چہرے پر اپنے درست کیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو نے جو امیر کو بے ہوش دیکھا آکر گلاب چتر کا امیر ہوشیار ہوئے مگر رنگ و متغیر متروک و متحیر عمرو نے بوجھا



کلاو آقا سے ناند ارخیر تو ہوا میر نے ٹھنڈھی سانس کھینچی فرمایا اویار وفادار بین کیا حال  
بیان کروں اتنویہ کیفیت ہو نظم

سانس اب سینے میں آتی ہو پری مشکل کے ساتھ  
وکیسے بھل تڑپتا ہو پڑا بسمل کے ساتھ  
یہ کلام سخت کچھ اچھے نہیں سائل کے ساتھ  
سوے بیخانہ چلین اویار ہم نمل کے ساتھ  
روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ  
آہ مجنون اس طرح ہو نجد میں محل کے ساتھ  
نذہب حق تھا جو بد لاندہب باطل کے ساتھ  
حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ  
عشق کو تھی دشمنی ایسی ہمارے دل کے ساتھ  
ایک مدت سے پڑا پھرتا ہونین قاتل کے ساتھ  
شعر گوئی کا مزہ کچھ ہو تو اس کا مل کے ساتھ

نہیں ہوا اس سے دل جگر و دل ہوا

حسرتوں کا اسقدر مجمع ہو میرے دل کے ساتھ  
خجرا برو سے دل زخمی ہو اس شمشیر سے  
ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑوں دین گالیان  
ایسی مو نوشی کریں ساتھی کے بھی ارجائیں ہو  
اسقدر فرط محبت ہو کہ بعد مرگ بھی  
پاس لیلی کے ہوا کا بھی گزر سوتا نہیں  
ہو بر اس عشق کا اس بے کابین بندہ بنا  
کوئی اولیاء خطا ثابت مری تو نے نہ کی  
زلف کے کوچے میں لیجا کر کیا اُسکو تباہ  
روز رشتہ ہی شہادت کی مرے دل کو امید  
چین بڑے جاہل وہ سطوت جو طاقت سے بھر

خواجہ عمرو نے کہا اویار اپنے کو بندھا لیے مفصل احوال فرمائیے میرے ذہن نشین  
ہو تو بین تدبیر کروں صاحبقران نے فرمایا اویار شہنشاہ اورج عیاری جو نقابدار چرم پوش  
برائے مقابلہ آیا تھا دل لے گیا بڑا ملال دیکھا اتنا دریافت کرو کہ یہ نقابدار کون تھا  
اور کہاں سے آیا تھا بین تو جمال بے مثال دیکھ کر بیہوش ہوا وہ نیم بسمل چھوڑ کر چلا گیا  
عمرو نے یہ حال سنا کر کہا حضور بین سمجھ گیا اگر میری رائے کے موافق ہو تو جا کر تینہ لگا کر  
آتا ہوں لیکن اکیلے خوف ہو کہ بین لشکر سے نکلون شاید کوئی مہاجن ملجا سے تو مشکل ہو  
کچھ زر نقد مرحمت فرمائیے کہ سود تو مہاجن کو دیدون کہ قید سے بچوں امیر باتوقیر نے  
اس بیقراری میں انگوٹھی مہر کی انگلی سے اتاری فرمایا جو جی چاہے لکھا لو عمرو نے رقم  
طرف سے امیر کے لکھا کہ لاکھ روپیہ بین نے عمرو سے قرض لیا اگر کل نہ ادا کروں تو بھگو  
آب و دانہ حرام ہوا میرے کہا اپنے دست حق پرست سے مہر کیے امیر نے رقم کو بھی نہ کھا



اور قمر کو دی عمر و نے وہ رتو لیکر زنبیل میں رکھا جستجو میں لقا بد ارچرم پوش کی چلے  
 قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازے پر ایک سائیس لقا بد ار کے مرکب  
 کو ٹھلا رہا ہو عمر و نے کنارے آکر ایک کنیر کو اشارے سے بلایا اسکو دم دیکر بیٹھ  
 کیا اسی کنیر کی شکل بنکر خواجہ چلے اندر باغ کے آئے دیکھا کنیر بن مثل رہی ہیں عمر و نے  
 ایک کنیر سے پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہیں کنیرون نے کہا جب سے مہبران کا زندہ آ رہے  
 پلٹ کر آئی ہیں چھپر کھٹ پر پڑی ہیں آہ آہ کر رہی ہیں خواجہ شہلتے ہوئے بارہ وری  
 میں آئے سر زانو پر رکھ لیا کہا اے ملکہ عالم صاحبقران نے پیغام دیا ہو فرد تیرنگاہ  
 مست تو دانی کجانشست ہر دل نشست و خوب نشست و بجانشتست ہر ملکہ  
 نے آنکھیں کھول دیں کہا کیوں شگوفہ تو ان تک کیونکر پہونچی جو یہ پیغام پایا عمر و  
 نے عرض کی اٹھیے تو میں مفصل عرض کروں ملکہ خوشی میں اٹھ بیٹھیں خواجہ عمر و نے  
 کہا میں آپ کا غلام ہوں عمر و عیار فرستادہ صاحبقران عالیہ قار جس وقت سے  
 آپ پلٹ کر آئی ہیں صاحبقران کا عجیب حال ہو آنکھیں بند دل در و مندر چلتے وقت  
 فرمایا تھا کہ ملکہ سے جا کر کہدینا نظم قمر

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلا دو ہمیں سرو گلستان محبت
اک دام میں صیاد کے اک طوق بگرون	قمری و عنادل ہیں اسیران محبت
پیرا ہن ہستی بھی مبدل کیا میں نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامن محبت
یا داور و خدا رکی رہتی ہو قمر کو	ہو دروز بان مصرع دیوان محبت

ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا خواجہ دیکھے ہوئے دل کو تم کیوں  
 دکھاتے ہو خواجہ اگر خوشی ہماری منظور ہو تو جا کر صاحبقران کو جلد لاؤ ورنہ  
 چند ساعت میں ہم کو زندہ نہ پاؤ گے اشعار میان قمر یاد آگئے خواجہ ہماری جانب  
 سے ایک مطلع اور تین شعر سامنے امیر کے پڑھ دینا نظم

میں پاؤں بے سرو پا کس طرح وہاں کی خبر	پیمبر و نکونہ احوال ملی جہان کی خبر
---------------------------------------	-------------------------------------



وہ دل بین رشتے ہیں پروردگار سے کام نہیں	یہ کیا غضب ہو مکین کو نہیں مکان کی خبر
لحدتین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم پائے کیجے	ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر

خواجہ ملکہ سے وعدہ کر کے اٹھے بیرون باغ آئے شگوفہ کو ہوشیار کر دیا بہ صورت  
اصلی خدمت صاحبقران میں آئے کہا او شہر بار چلیے طرمت ثانی کا حال آپ سے بدتر ہی  
امیر اٹھے سلاح آراستہ کر کے ساتھ خواجہ کے چلے خواجہ امیر کو لیے ہوئے دربار  
پر پہنچے ملکہ برائے استقبال کھڑی تھیں امیر کو دیکھ کر پکارا اٹھیں فرود بیا کر تڑا  
تنگ در کنا رکشم بہ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم امیر نے ہاتھ پھیلا کر کہا فرور و واق  
منظر چشم من آشیانہ تست بہ کرم نما و فرودا کہ خانہ خانہ تست بہ ام ملکہ عالم تھنے بیقرار  
کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا امیر کو لیکر باغ میں چلین  
امیر نے فرمایا نام نامی واسم گرامی تمہارا کیا ہو کہا اس کنیز کو نمکین شہر میں کلام کہتے ہیں آپکے  
سروار کی دختر مہون سہراب دیوانہ جو آپ سے زیر ہوا میں نے خبر سنی آئی تھی کہ جاکر  
اپنے باپ کا بدلہ لو لگی مگر آپ کو دیکھ کر گرفتار طرہ گیسو ذبیح خجرا برو ہوئی لیکن آپ نے  
کمال کیا کہ سہراب ایسے دیوانے کو زیر کیا آج تک جو پہلوان اس کے مقابلے میں آیا اسکے  
ہاتھ سے مارا گیا ضرب چوبدرست اسکی خالی نہیں جاتی اس حوالی میں کون ایسا بادشاہ ہو  
جو سہراب کو تحفہ نہیں بھیجتا کئی کوس کی زمین اس کے قبضے میں ہو اٹھیں شاہوکی زمین  
و بالی ہو ملکہ امیر سے باتیں کر رہی ہیں پھر ملکہ نے جام بھر کر پیش کیا امیر نے سوال اسلام  
کیا ملکہ نمکین کلمہ پڑھ کر بہ صدق مسلمان ہوئی زلف لیلا سے شب کمر سے گزر چکی ہو خود  
بیٹھے اشعار عاشقانہ گار ہے ہیں نظم

پیار سی غم ہو مرض سل کے برابر	سختی کہیں پیدا نہ کرے دل کے برابر
ای بلیل وچہ دانہ و قمری و سمندر	تو پو تو مری فاختہ دل کے برابر
آئینہ ہو یا پھول ہو یا شیشہ ہو	جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر
کروں جو کرم ایہم خوبی تو وہیں ہو	جلسہ یہ جمیگا لب ساحل کے برابر



تم عارض پر نور میں اپنے جو جگہ دو  
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلیٰ کو نہ دیکھا

گھٹ کر شب دیجو بنے تل کے برابر  
جھونکا بھی نہ آیا کوئی محل کے برابر

صاحبقران و ملکہ گانے پر خواجہ کے تعریفیں کر رہے ہیں عمر و بھی دل کھول کر گارہا ہو کہ چند کینرین  
وڑی ہوئی آئین عرض کی اوی ملکہ عالم غضب ہوا شیران صفدر دیوانہ بارہ ہزار دیوانوں  
سے آیا بیرون باغ اتر پڑا ہو کہتا ہو کہ صبح کو پیغام دوں گا سہرا اب سے کہلا بھیجوں گا کہ اپنی بیٹی  
کی شادی میرے ساتھ کر دے ورنہ بیٹھ ویران کر دوں گا ملکہ دیوانے کا نام سن کر کانپنے لگی  
کہا اوشہر پار شیران صفدر وہ شخص ہو کہ جسے کئی دیوانوں کو مارا ہر ملک پر چڑھ گیا اور  
شاہوں سے خراج لیا کئی سال کا زمانہ گزرا کہ شکار کھیلتا ہوا اسطرح آیا تھا میں اپنے  
کوٹھے پر کھڑی بال سکھ رہی تھی مجھ سوختہ بخت کو اُس نے دیکھ لیا غرض صبح کو شیران صفدر  
نے سہرا اب کو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو سہرا اب نے انکار کیا اُسے  
طبل جنگی بجوایا ادھر سے سہرا اب چلا دیوان میں نکلے آپس میں خوب زور ہو  
مگر شیران غالب آیا سہرا اب محبوب ہوا شیران سے اقرار کیا کہ بعد سال بھر کے شادی  
کر دوں گا وہ اپنے وعدے پر آیا ہوا ب آفت برپا کر گیا صاحبقران نے فرمایا میں ابھی اُسکے  
مقابلے میں جاتا ہوں یا جان دوں گا یا مشکین باندھ کر لاؤں گا ملکہ رونے لگی کہا اوشہر پار میں  
بھی اس فن میں کمال حاصل کیا ہو مگر شیران ایسا بچیت ہو کہ سہرا اب ایسے کو دنگ کر دیا  
میں کیونکر عرض کروں کہ آپ اُسکے مقابلے میں جاسیے مجھ پر جو گزریگی وہ جھیلو گی اپنی جان پر  
کھیلو گی آپ دوسرے جنگل سے ہو کر طرف اپنے لشکر کے جاسیے بلکہ بن پڑے تو سہرا اب  
ہی کو مقابلے میں بھیجی وہ بھی دیوانہ یہ بھی دیوانہ آپس میں ٹکرائیں گے آپ تماشہ دیکھیے گا  
بقول شاعر خوب گزریگی جو مل بھیجیں گے دیوانے دو ملہ صاحبقران نے فرمایا کہ میں  
بھر دسہ پروردگار کا رکھتا ہوں انشاء اللہ اگر بن پڑا تو شیران کو لاتا ہوں نہیں تو ابھی  
جان دوں گا اگر ہو سکے تو گا ہے گا ہے مزار غریبان پر آنا فائن خیر سے فراموش نہ کرنا بقول  
شاعر فرود چو آید بے صروت بعد مردن بر مزار ماہ بہ استقبال او مستانہ بر خیز و غبار ماہ بلکہ  
کہا عجیب ہو کہ قبر سے آواز آئے فرود شو سوار گور غریبان پر آنکل اپنی بھیشت خاک پو تیری رکاب میں



ملکہ ان کلمات پر رونے لگی کہا اوشہر یار برا سے خدا ایسے کلمات زبان سے نہ نکالے امیر نے فرمایا جنگ دوسروں اور وجہ ایسا نہ بدست ہو تو غالب آئیگا کیا عجیب ہو کہ خاتمہ میرا اسیکے ہاتھ سے ہو غرض کہ وہ باقی دو پہر رات انہیں کلمات حسرت بین گذری مگر وہاں شیران جو سوکراٹھا ایک دیوانے سے کہا کہ بیشہ بین جا اور سہرا اب کو بلا لا کہ ہر کارے سامنے سے دوڑے ہوئے آئے بعد بدو عا کے عرض کی حضور سہرا اب بیشہ بین نہیں ہوا میر نے اسکو زیر کیا وہ مسلمان ہو گیا انہیں کے لشکر بین ہو گیا اسی مقام پر دیکھیے باغ بین ملکہ عالم موجود ہیں انپر قبضہ کیجیے یہ سنکر شیران نے چو بدست سنبھالی جسو متنا ہوا طرف باغ کے چلا اور وارے پر ملکہ کی طرف سے جنگ کیا ان مقرر تھے وہ تیر مارنے لگے لیکن شیران انکے تیرون کو کب مانتا ہو لباس چرمی پہنے ہوئے چو بدست ہلاتا ہوا طرف باغ چھٹا نگہبان غل بچانے لگے ان سب کی آواز ملکہ نے سنی کنیرون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہو کنیر بن گئیں اور خبر لائیں غرض کی کہ او ملکہ عالم شیران صفدر آپ کے لینے کو آتا ہو پس صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ نے دامن تمام لیا کہ اوشہر یار آپ کیا کرتے ہیں آپ پشت باغ سے نکل جائیے بین اڑھ کر مر جاؤنگی کیا بھکو زندہ لیجا ئے گا اسکو بھی معلوم ہو کسی معشوق کے لینے کو گیا تھا وہ وہ نیچے پڑیں کہ ہمیشہ یاد رہے امیر نے فرمایا او ملکہ عالم دامن چھوڑ دو بین زندہ بیجا رہا اور سنوں کہ وہ بیجا آتا ہو یہ جو غصہ کر کے صاحبقران نے کہا ملکہ ڈر گئی صاحبقران تینے تو لے ہوئے چلے شیران قریب دروازے کے پہونچا تھا کہ آواز آئی او نامردانہ لی وابدی آگے نہ بڑھنا منہ نہ لڑا قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان لغرہ امیر

منہ اختر برج مسند و جلال	منہ ماہتاب سپہر کمال
سمندون نہ پیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قات از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چاک لقب شد بہ قات
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد
لغرہ صاحبقران سے زمین کا نیبی شیران کے جسم بین رعشہ آگیا سر اٹھا کر دیکھا کہ اندر سے	



باغ کے آفتاب عالم کتاب شہر یاری و کوکب شش جہت افروز جہان داری صاحبقران زمان  
تیغ ہاتھ میں لٹکارتے ہوئے آتے ہیں شیران نے جو صاحبقران کو اس جاہ و جلال  
سے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی او آقا سے سرخ ایک چو بدست بین پیوند  
زمین گرد و نگامیر سے مقابلے میں نہ آؤ مگر صاحبقران جست کر کے قریب دیوانے کے  
پہنچے دیوانے نے پیچھے ہٹ کر چو بدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو بھارت  
دوستی اٹھائی یہاں ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا کہا لو صاحب جو غضب ہوا دیوانہ ضرب لگاتا ہوا خدا  
صاحبقران کو بچالے دعائیں مانگ رہی ہیں کہ او خالق بے نیاز و اور بت کار ساز  
صاحبقران کو اس آفت سے بچالے قلم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعا کے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا نندہ و انہم ترا	درین عاجزندی چون نخواہم ترا
ہر کس بر کسے ناز و و مارا تو بے	من پیش کہ نالہم کہ مرا نیست کسے

اور حیم کار ساز اس دشمن سخت کے ہاتھ سے بچالے گرد دیوانے نے چیخ مار کر چو بدست  
دوستی لگائی صاحبقران نے پہلو تہی کر کے کلہ چو بدست پر ہاتھ ڈال دیا امیر نے  
دو تین جھٹکے مارے گرد دیوانے نے چو بدست نہ چھوڑی جب ہاتھ پر صدمہ پہونچا فوراً  
چو بدست کو چھوڑ کر کہا او آقا سے سرخ چو بدست تو ہی لیلے بین ہاتھوں سے جنگ  
کر دنگا یہ سکے چنگل مارا زرد نوح لیگیا امیر کے جسم سے خون بہا ملکہ کی بیقراری بڑھی  
کتی ہو صاحب و تم لوگ دیکھتے ہو کہ اس دیوانے نے کیسا چنگل مارا مگر امیر نے چنگل کھا کر  
ایک گھونسہ مارا سر پر دیوانے کے پڑا کہ دیوانے نے منہ کھول دیا اسکو معلوم ہوا کہ  
سراٹھ گیا بعد دیر کے ہوشیار ہوا منہ بڑھا یا مطلب یہ تھا کہ دانتوں سے جنگ کروں  
صاحبقران نے گھونسہ دکھایا گھونسہ دیکھ کر کانپنے لگا کتا تھا او آقا سے سرخ اب  
گھونسہ نہ مارے گا مجھکو بڑا صدمہ پہونچا ہو امیر نے فرمایا او دیوانے نے مجھول قوت تمام  
بن نوح ڈالا ہکو نہیں صدمہ پہونچا مجھکو اپنے صدمے کا خیال ہوا اگر کاٹے گا تو ایسا  
گھونسہ مار دنگا کہ سراٹھ جائیگا دیوانہ لپٹ پڑا ریل پیل کے زور رہو رہے ہیں ملازمان



شیران نے جو دیکھا کہ ہمارا آقا پست معلوم ہوتا ہی یقین ہو کہ یہ جوان سرخ رو ہمارے  
 آقا کو پست کرے چو بدستین اٹھا کر دوڑے صاحبقران نے دیوانے کو ڈھکیل دیا  
 قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا دیوانوں نے جو چو بدستین لگائیں امیر نے جسکو ہاتھ مار دیا  
 اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی تولا شے پڑے پھر کب رہے ہیں مگر ہر کار سے لشکر اسلام کے  
 جو ہر اسے خبر موجود تھے خبریں لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے جو پہونچے دیوانہ سہرا  
 شنگین لگا رہا تھا ہر کاروں کو دیکھ کر دوڑا کہا اسے کیا خبریں لائے ہر کاروں نے  
 بیان کیا آقا سے نامدار دیوانوں میں گھرے ہوئے ہیں یقین ہو دیوانے گھیر کر زخمی کر  
 یہ سنکر سہرا اب دوڑا اسوقت پہونچا کہ صاحبقران دیوانوں سے جنگ کر رہے ہیں  
 شیران الگ کھڑا دیکھ رہا ہو سہرا اب نے لکارا کہ اونا منصف ساتھ والوں کے ہوا  
 پر جنگ کرتا ہو یہ کتنا ہوا قریب پہونچا ایک چو بدست شیران کو لگائی شیران نے  
 کلہ چو بدست پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا سہرا اب سے چو بدست چھین کر پھینکی  
 دوڑ کر لیٹ پڑا سہرا اب نے آواز دی اے آقا سے نامدار مجھکو بچائیے گا اس ظالم کے  
 ہاتھ سے بچنا دشوار ہو یہ ظالم بلا سے روزگار ہو صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ  
 سہرا اب پست ہوا چاہتا ہو لکار کر جا پڑے شیران کو لیٹ گئے اب سہرا اب چو بدست  
 لیے کھڑا ہو کسیکو قریب نہیں آنے دیتا جو کوئی آیا اسکو چو بدست دکھائی رہے تھے ہٹا کر  
 پکار رہا ہو کہ ہاں آقا سے نامدار اس دیوانے کو خوب سمجھا دیجیے یہ بڑا مغرور ہو شیران  
 نے جواب دیا کہ اوسہرا اب میں اسے مسلت پالوں تو تجھے سمجھونگا سہرا اب نے کہا  
 او دیوانے یہ میرے آقا سے نامدار ہیں انپر کیا غالب ہوگا میں نے کیا کوئی طریقہ اٹھا  
 رکھا تھا صاحبقران نے شیران کے دونوں مونڈھے سے تھامے ریل کر کے دوڑے  
 دس بارہ قدم پر لاکر ہر مارا دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوئے امیر نے  
 کمزیر بنیں ہاتھ ڈالا ہر چند دیوانہ چاہتا ہو کہ زمین سے نہ اٹھوں مگر امیر نے لغزہ کر کے  
 زور پہلا کیا کہ دیوانے سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں تابہ زانو تھمے زور میں سر  
 بلند کیا ایسا چرخ دیا کہ دیوانے نے آنکھیں بند کر لیں پکارتا ہو کہ اے آقا سے سرخ معاف



کیجئے امیر نے ہاتھ سے رکھ دیا دیوانہ جھاڑ پونچھ کر پھر لپٹ پڑا امیر نے پھر اٹھا لیا دیوانہ عجز  
 کرتا ہر کہ آقا بین تا بعد از ہون صورت زیبا دکھائیے خود سر سے ہٹائیے امیر نے جو خود کو  
 ہٹایا شیران قدموں سے لپٹ گیا کتنا تھا ایو آقا سے نامدار ایک آقا سے سرخ میرے  
 خواب میں آئے تھے اُنھوں نے خبر دی تھی کہ تو صاحبقران کے ہاتھ سے تیرے ہو گا کچھ  
 کلمے بھی کہے تھے وہ تو میں بھول گیا مگر تا بعد از می میں موجود ہوں امیر نے کلمہ طیبہ  
 ارشاد فرمایا دیوانہ بہت ہنساکھا ایو شہر پار یہی لفظیں اُن بزرگ نے بھی فرمائی تھیں  
 میں بھول گیا تھا آپ کے کہنے سے یاد آیا میں اس کلمے کو پڑھونگا یہ مشکل دیوانے  
 نے کلمہ پڑھا بہ صدق دل مسلمان ہوا کھا ایو آقا سے نامدار اب باغ میں نرزک کے  
 جاؤں عمر و نے بڑھکر کہا وہ نرزک تیرے آقا کی ہو سہرا اب کو بھی معلوم ہوا کہ امیر بھی  
 باغ میں میری دختر کے آئے تھے وہیں آکر شیران نے گھبراہٹ سے کہا کہ ایو آقا سے نامدار  
 کیا وہ نرزک پسند آئی میں آپ کے پہلو میں سلاؤنگا یہ کہکے دوڑا باغ میں جا کے  
 بیٹی کو اٹھا لیا سمجھاتا ہوا کہ ایو نرزک خبردار جو آقا کہیں وہ منظور کرنا ملکہ غل مچاتی ہو  
 کہ ایو شہر پار بھٹکویچائیے امیر نے جا کر سہرا اب سے ملکہ کو چھڑایا سہرا اب بہت خفا  
 ہوا اب امیر دیوانہ سہرا اب و شیران کو ساتھ لیکر یہ فتح و فیروزہ پلٹے لشکر میں آئے  
 ملکہ سے وعدہ کیا کہ ایو ملکہ عالم گھبراہٹ میں انشاء اللہ بعد فتح طلسم تم سے عقد کرونگا ملکہ  
 بہت رونی کہا ایو شہر پار اتنی مدت کیونکر سچ چھیلو گی امیر نے فرمایا اب فتح طلسم قریب  
 ہو ایک مرتبہ لشکر بقراط میں ہوا یا ہوں حقیقت میں بقراط نے بڑی فوجیں جمع کی ہیں  
 معرکہ عظیم پڑے گا لیکن بقراط ثانی کہ قصر ہشت پہل میں داخل ہو ہر وقت مصروف  
 عیش رہتا ہوا نشے میں شراب کے بیٹھا ہو بلبلارہا ہونا زمینان میں جبین پہلو میں ہیں  
 کسی کا بوسہ لیتا ہو کسی کے ساتھ ہنسی دل لگی کرتا ہو خوش فعلیان کر رہا ہو کہ ہر کارے  
 و ڈرے ہوئے کافروں نے کافر کو بد و عادی قطعہ ایو سرت سیرتا خراں پچرندہ  
 شکست طبل تا سگان بدرندہ گرز آتش ہزار رنگارنگ ہر سر تو موکلاں بزنندہ  
 قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم کہیں جلد تباہ ہو کہ مسلمانوں کی عمارتیں ہو مگر قدرت کو



کچھ معلوم ہو صاحبقران نے آکر دیوانہ سہراب کو زیر کیا شیران بھی مسلمان ہوا ہر اب  
صاحبقران آپ پر لشکر کشی کر کے آیا چاہتے ہیں دختر سہراب پر قبضہ کیا نام دختر سہراب  
سکر بقراط کو سناٹا آگیا کئی سو ساحر گرد اسکے بیٹھے ہیں ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہو  
بقراط نے پکار کر آواز دی یار و تم میں کوئی ایسا ہو کہ دختر سہراب کو لائے قدرت اس  
وصل حاصل کریں ایسی نازنین مہ جبین قبضہ مسلمانان میں جائے اگر تم میں کسی کو حوصلہ  
نہ ہو تو قدرت خود جائیں گے کئی سو جادوگر جو گرد بیٹھے تھے انہیں ایک ساحر نہایت ہی  
مغرور و متکبر تھا کہ اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا صیاد بلند پرواز نام اپنے مقام سے اٹھا  
کہا یا خداوند ہم لوگ موجود ہیں آپ کیون تکلیف فرمائیے ابھی جا کر تمکین کو لاتا ہوں  
آپ کی معشوقہ کو آپے ملاتا ہوں بقراط نے حکم دیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیلو صیغے بارگاہین  
جتنی مناسب جانو وہ اپنے ہمراہ لے لو صیاد ساز و سامان لیکر فکر ملکہ تمکین میں چلا یہاں  
ملکہ تمکین شیرین کلام خبرین سن رہی ہو کہ صاحبقران تیار سی کر رہے ہیں جانیکار ارادہ  
ہو ملکہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہو ساتھ والیوں سے کہہ رہی ہو کہ صاحبو  
میں حیران ہوں کہ فراق صاحبقران میں کیونکر زندہ رہونگی اور کیونکر جدائی کی جفا  
سہونگی میرا تو عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم دلال ہو نظر

غیر سمجھے مجھے اور غیر کو اپنا سمجھے  
عرض حال دل بیتاب کو شکوہ سمجھے  
میری بیتابی دل کو وہ تماشا سمجھے  
کیا زمانے میں تمہیں کوئی مسحا سمجھے  
ہاے افسوس مجھے دوست نہ اپنا سمجھے  
میں گنگار ہوں ہر وقت وہ بند سمجھے  
آپ جو سمجھے مرے حق میں وہ اچھا سمجھے  
مصحف چہرہ جانان کو مٹلا سمجھے  
ہم نہ مسجد نہ شوالا نہ کلیسا سمجھے

اپنے دل میں تو کرو غور یہ تم کیا سمجھے  
کتنے کج فہم ہونا دان ہو یہ تم کیا سمجھے  
دل بہلنے کے لیے بیٹھے گئے پاس اگر  
ایک عاشق کا بھی مردہ نہ چلایا صاب  
راز دل تنے کہا غیر سے جا کر کیا خوب  
اسکی رحمت ہو بڑی بخش ہی دیگا غفار  
مار ڈالا مجھے آنکھوں نے چلا بالب سے  
جبکہ ماتھے پر سنہری نظر آئی افشان  
دیکھا جلوہ ترا جھاوہ میں سجد کیو جھکے



ہاتھ سینے پہ جو دم دیکھنے کو تھنے رکھا  
کیوں رقیبوں یہ نہ میں فخر کروں دی سٹو

اپنے دروغ دل بنیاب کا پھٹا ہا مجھے  
عاشق و نمین وہ مجھے چاہنے والا مجھے

کنیزین عرض کرتی ہیں حضور نہ گھبرا میں صاحبقران زمان سے عرض کیا جائیگا ملول و غم  
معن خانہ میں آ کے بیٹھی ہیں مگر درہی ہیں اور صیبا و جاو و ایک صحرا میں آ کر اتر اہی  
سب ساحر اسی مقام پر اتر پڑے یہ بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ایسا نہ ہو مقابلے میں جاؤں اور  
صاحبقران مقابلے میں نکلیں انپر سحر تاثیر نہیں کرتا بڑی مشکل پڑیگی جا کے ملکہ کو اٹھا  
لاؤں یہ سوچ کر اپنے مقام سے اٹھا اترتا ہوا چلا باغ پر آ کر تھرا یا دیکھا ملکہ بیٹھی ہیں  
مگر ذکر صاحبقران ہو رہا ہوا صیبا و جل گیا جی میں کتنا ہی صاحبقران پر دل و جان سے  
عاشق ہو قدرت کو کیونکر قبول کر لگی مگر میں اسکو لپچل کے اپنی طرف رجوع کروں گا  
حقیقت میں نہایت حسین و جمیل ہو بڑے لطف سے گزر لگی مجھکو قبول بھی کر لے گی  
یہ سوچ کر ٹرپ کر کر کر ملکہ کو اٹھا لیا اور لیکر چلا پنچے میں دباے ہوئے گلپنی گلشن جہاں  
کی کر رہا ہوں دل میں کتنا ہی عجب معشوق خوب و ہر دامن بلا اسکا گیسو ہر اسبی طرح اترتا ہوا  
اپنی بارگاہ میں لایا آپ مسند پر بیٹھا لباس عمدہ پہنا تاج سر پر رکھا کہ رہا ہوا ملکہ عالم  
تھنے غضب کیا کہ قدرت کو برا کہا قدرت بہت تھنے بنیرا رہیں مجھکو بھیجا کہ جا کر پکڑ لاؤ  
ملکہ یہ سنکر رونے لگیں کہا اوسیاہ رو تیرہ درون کیا بیہودہ بکتا ہوا اب ہم تیرے قیدی  
ہوے ہیں جو چاہے سزا دے مگر عصمت کا نام نہ لے انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت امیر کو  
خبر ہو چکیگی یقین ہو تشریف لائیں مجھکو چھڑائیں صیبا و نے کہا اب یہ کسکی مجال ہو کہ  
تمہارے تعاقب میں آئے اگر مجھکو نہ قبول کرو گی تو قتل کرو گنا ملکہ نے کہا تمکو اختیار  
ہو چاہے قتل کر چاہے بخش دے صیبا و جھلا رہا ہوا اور کنیزین روئی بیٹھی خدمت  
صاحبقران میں آئیں وہ وقت ہو کہ صاحبقران دربار میں جلوہ فرما ہیں دونوں  
دیوانے سامنے ٹھل رہے ہیں خواجہ عمر و بھی سامنے حاضر ہیں کہ کنیزوں نے آ کر  
عرض کی اوشہر بار ایک ساحر آ کر ملکہ کو اٹھا لیکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم  
جا کر دریافت تو کرو کہ کتنے یہ بے ادبی کی مگر دونوں دیوانے صاحبقران کے سامنے



عرض پیرا ہوئے کہ او شہر یار غلامان جانتا باز جائیں قصر مشیت پہل میں تہ ملکہ ڈال دین اور  
 نر زک کو آپ کی لائین صاحبقران نے جھٹک دیا فرمایا کہ اگر سانسے بقراط کے جاؤ گے  
 تو وہ ایسا سحر کرے گا کہ تمھارا دے پائوں زمین تنھام لیگی شیران نے سہرا ب کو اشارہ کیا  
 کہ آقا کی بات کا جواب نہ دو تم تم چلین یہاں تو امیر نے خواجہ کو سمجھایا خواجہ نے  
 امیر سے کچھ روپیہ لیا طرف قصر مشیت پہل کے چلے مگر سہرا ب اور شیران باہر نکلے  
 چو بدست ہاتھ ہوئے چلے یہاں صیبا و نے ملکہ کو ایک قفس میں بند کیا کینیزین  
 مقرر کہین کہ میرے وصل پر اسکو آمادہ کرو اور یہ کہو کہ اگر نہ مانو گی تو صیبا و قتل کرے گا تاکہ  
 زندہ پچھوڑے گا کینیزین سمجھا رہی ہیں ملکہ نہ ارزا رہتی ہو کینیزون کو جواب دیتی ہو  
 کہ صاحبو میں اس بیجا سیاہ رو کو نہ قبول کرونگی اس سے جا کر کہو کیون دیوانہ ہوا  
 ذرا اپنے کو خیال تو کر میرا عجب حال ہو قلب پر هجوم غم و ملال ہو کس سے کہوں نظم

<p>بہنے ترے فراق میں ایسے اٹھاے رنج          گر ہجر کا مرض ہو نہ انسان کھاے رنج          مر جاؤں میں کہ برسوں رہوں مبتلاے رنج          جس طرح اسکے ہجر میں بہنے اٹھاے رنج          اُس بیوفا سے جا کے یہ کہنا تو احو صبا          ملک عدم میں خوش تھے نہ تنھا غم کا ہم بھی          افسوس وقت بد میں کسی نے دیا نہ ساتھ          طاقت نہیں ہو مجھ میں کہ سطوت بیان کروں</p>	<p>نزدیک اب خوشی نہیں آتی سواے رنج          ہو گی خوشی وصال صنم کی دواے رنج          اسکی خوشی ہو دل سے کہیں اُنکے جاے رنج          دشمن بھی اس طرح سے نہ ہو مبتلاے رنج          کہ تک ترے فراق میں عاشق اٹھاے رنج          دنیا میں آکے ہو گئے ہم مبتلاے رنج          کوئی نہیں فراق میں ہمد م سواے رنج          میں نے فراق یا رہیں جو جو اٹھاے رنج</p>
---	---

دونوں دیوانے طرف قصر مشیت پہل کے چلے تھے کہ راہ میں لشکر صیبا و کا ملا اور یہ بھی معلوم  
 ہوا کہ ملکہ ککین شیرین کلام ایکے پاس قید میں ہو یہ لشکر دونوں دیوانے لشکر پر گرتے  
 لشکر میں ہنگامہ برپا ہوا صیبا و نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو کہا حضور مہرا ب دیوانہ و شیران  
 دیوانہ آپ کے لشکر پر آپڑے ہیں ہزاروں کو قتل کر ڈالا لڑتے ہوئے آتے ہیں صیبا و  
 باہر نکلا دیکھا دونوں دیوانے لڑ رہے ہیں اور فرے کر رہے ہیں کہ صیبا و سے کہو کہ



ملکہ کو رہا کر دے صیبا نے سحر کیا کہ دونوں کے پانوں زمین نے تمام لیے سانسے درخت  
 تنہا آسمین دونوں کو بندھوا دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا کتنا ہی کیوں اور دیوانہ فتنے ہزاروں کو  
 قتل کیا دیوانے جملہ رہے ہیں چاہتے ہیں قید توڑ ڈالیں مگر قید نہیں ٹوٹتی کہ صیبا نے  
 سحر سخت کر دیا ہے دونوں تڑپ رہے ہیں قصاے کار خواجہ پھرتے ہوئے ایک پہاڑ پر  
 آئے دیکھا زیر کوہ ایک لشکر اتر رہا ہے بارگاہ عالی استاد رہی پہاڑ سے اترے دریافت  
 کیا تو معلوم ہوا کہ صیبا و بلند پرواز ملکہ کو گرفتار کر کے لایا ہے دونوں دیوانوں کو بندھے  
 ہوئے دیکھا کہ چیخ رہے ہیں غل مچاتے ہیں کہ ہمارے آقاے نامدار کو خبر کرو کہ جو حضور  
 منع کرتے تھے وہی مہر کہ درپیش ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صیبا و کرسی پر بیٹھا ہے کینیٹین اندر سے  
 پلٹ کر آتی ہیں خبر دیتی ہیں کہ وہ ظالم نہیں قبول کرتی ہر چیز سمجھایا مگر وہ مبہوت ہو رہی ہیں  
 وہ ہرگز نہ مانگی صیبا نے جملہ جواب دیا کہ اب میرا پتہ بھی مل گیا دونوں دیوانے آئے  
 انھوں نے لشکر کو تباہ کیا ہزار ہا جوان مارے گئے اب میں نے انکو قید کیا ہے لیکن  
 بے قتل کیے پھموڑ و نگا خواجہ نے یہ سب معاملہ سنا آخر خیال میں آیا کہ کوئی عیاری  
 کروں جنگل میں آئے ایک نخل کے سارے میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ دیکھا ایک ساحر  
 بھاگا ہوا آتا ہے خواجہ نے ساحر نکرا اُسکو پکارا کہا بھائی دھوپ میں کہاں جاتے ہو  
 دم بھر یہاں سارے میں ٹھہر جاؤ اس ساحر نے کہا قدرت نے مجھ کو پاس صیبا و کے  
 بھیجا ہے حکم دیا ہے کہ ملکہ کو لاؤ میں یہ نامہ لیکر جاتا ہوں خواجہ نے باتوں میں لگا کر اس  
 ساحر کو بیہوش کیا اُسکو نوکنا رہے ڈال دیا جھولی سے اُسکی نامہ نکال لیا اس میں لکھا  
 کہ یہ ساحر جو آتا ہے ایسا سحر تعلیم کریگا کہ جو آرزو ہو وہ پوری ہوگی اُسکو یاد کر لینا یہ نامہ لیکر  
 چلے لشکر میں آئے دیکھا دیوانے بندھے ہیں صیبا و و مہم اپنی بدعت کرتا ہے کتنا ہی  
 تنے بڑے شتم کیے اس طرح پیش آؤں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا منتھارے حال پر  
 روئیں اور مجھ کو ترس نہ آئے دیوانے کا لیان دے رہے ہیں کہ اوچھیا جو تجھے ہو سکے  
 وہ کر لیکن اگر آقاے سرخ کو خبر پہنچے گی تو وہ ضرور برائے رہائی آویگے صیبا و کتنا ہی  
 کیا مجال کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا صیبا و نامہ پڑھ کر بہت خوش ہوا کہا اے ساحر تیرا نام



کیا ہو ساحر نے کہا میرا نام رنگارنگ جاو وہی مقرب قدرت ہر وقت خدمت میں  
رہتا ہوں قدرت سرفراز فرماتے ہیں مگر ایک کمال مجھ کو دیا ہو چاہتا ہوں اسے  
سنبھالے یقین ہو کہ بہت خوش ہو جیسے گایہ ککے بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے  
صیا و بلند پرواز کے گانے لگا نظم

اسپر نہر ار جان سے مراد دل نثار ہو  
اس میں بھی کچھ مشیت پروردگار ہو  
دونوں بھویں ہیں آپ کی یاد و افتاد ہو  
دل سے مجھے پسند بہت کوئے یار ہو  
یہ اک شہید ناز واداکا مزار ہو  
شاید کہ آمد آمد فصل بہار ہو  
صاحب اسی طرح مراد دل بیقرار ہو  
دم ہو لبو نیچہ اور ترانتا منتظر ہو  
غصے سے آج سرخ جو روئے نگار ہو  
ہنگام نزع مجھ کو ترانتا منتظر ہو  
داغون سے دل مرا صفیت لالہ زار ہو  
تیغ نگہ میں کیا بربخش ذوالفقار ہو  
حسرت برس رہی ہو یہ کسکا مزار ہو  
سطوت یہ کیا عنایت پروردگار ہو

جسکا کہ حسن قدرت پروردگار ہو  
احول تڑپ نہ تو اگر آزر دہ یار ہو  
کوئی ہو ونیم سبب کسی کا فگار ہو  
رشتک جنان ہو قابل جاے مزار ہو  
سنگ لحد پہ میری یہ کندہ ہو دوستو  
آراستہ ہوئے ہیں زمانے کے میکدے  
بجلی چمک رہی ہو وہ بادل میں جس طرح  
کدے کوئی یہ جا کے ہمارے سیج سے  
مد نظر ہوا ہو کسی بے گنہ کا خون +  
او بے خب خدا کے لیے اب تو جلد آ  
دم بھر تو سپر کرنے کو نشتر بین لائیے  
دل عاشقو تنکے دیکھتے ہی ہو گئے ونیم  
کہتا ہو میری قبر پہ دل ختام کے وہ یار  
زائر ہو امرا حسین شہید کا

صیا و گانا سنکو بہت خوش ہوا کہا اور رنگارنگ خوب گاتے ہو عمر و نے کہا یہ سب  
کمال قدرت نے دیے ہیں ایک کمال میں اور کمال ہوں ایسا تمکو راضی کروں کہ تم  
خوش ہو جاؤ صیا و نے پوچھا وہ کمال کیا ہو عمر و نے کہا ساتھی گری ایسی کروں کہ منہ سے  
گاؤں ہاتھ سے بتاؤں پیر سے ناچوں سر سے شراب پلاؤں صیا و نے کہا یہ تو بہت  
دشوار ہو عمر و نے کہا ابھی ملاحظہ فرمائیے یہاں تو خواجہ رنگ جمار ہے ہیں لیکن میر



خاصہ کھا کے جو سوے دیدہ ظاہری بندہ سوے دیدہ باطنی و امہوے عالم خواب میں  
دیکھا کہ ملکہ مکین شیرین کلام نفس میں بند ہو اور دونوں دیوانے نخل سے بندھے  
ہیں لشکر صبا و اتر اہو صبا و دمدم دیوانوں پر بدعت کرتا ہو اور دیوانے پکار رہے  
ہیں کہ ہمارے آقا کو خبر کرو صاحب قرآن یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے مستقبل سے فرمایا  
اشتر کو تیار کرو فوراً اشتر تیار ہوا نکلا لشکر پشت اشتر پر سوار ہوئے مرکب اڑاتے ہوئے  
چلے ایک مقام پر آکر دیکھا لشکر ساحران فروکش ہو اور دونوں دیوانے نخل میں بندھے  
ہوئے ہیں یہاں عمرو نے چاہا ہو کہ صبا و سے کلیہ بیجانہ لون ساتھی گرمی آغاز کروں کہ  
صاحب قرآن کا نعرہ ہوا نعرہ صاحب قرآن

امیر عرب صنیعم روزگار	بحکم خداست شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قنقار نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صبا و نے جو نعرہ صاحب قرآن کی آواز سنی گھبرا کر کہا اور نگارنگ غضب ہوا امیر  
آگے پہلے نکلا آنکو گرفتار کر لیں پھر تمھاری ساتھی گرمی دیکھو نگاہ عمر و ناچار ہوا جی میں  
کتنا ہو آقا نے جلدی کی افسوس ہو میں اپنا کام نہ کرنے پایا صبا و اسباب سحر لیکر باہر  
نکلا دیکھا کہ صاحب قرآن لڑتے بھڑتے قریب اس نخل کے پہنچے اسم اعظم و روزبان  
کیا دیوانوں نے قید سحر سے رہائی پائی قید ظاہر توڑ کر پھینک دی چوبدستین لیکر صاحب قرآن  
کے ساتھ ہوئے صاحب قرآن دیوانوں کو رہا کر کے طرف بارگاہ صبا و کے چلے  
ہیں کہ صبا و قریب آیا دیکھا کہ صاحب قرآن نے دیوانوں کو رہا کر لیا صبا و نے جھوٹی  
پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکال کر پھینکا آسمان پر آکر گولہ پھٹا اسقدر دھواں نکلا کہ اب  
تیار ہوا اس ابر سے تلوار بن گئے لیکن مگر صاحب قرآن اسم اعظم پڑھ رہے ہیں  
دونوں دیوانے محفوظ ہیں اور خواجہ بھی بچ رہے ہیں ہر چند تلوار بن برسانیں  
مگر کسی تلوار نے تاثیر نہ کی صبا و گھبرا یا بلکہ یہ دیکھا کہ اسی کے ہزاروں آدمی مارے  
گئے ہزاروں لاشے لوٹنے لگے آخر اپنے سحر کو آپ دفع کیا دوسرا ابر پیدا کیا اس ابر سے



آگ برسانی مگر صاحبقران پر آگ نے تاثیر نہ کی دو چار سحر اس طرح کے کیے لیکن کسی نے  
 تاثیر نہ کی اب سوچا کہ کلجائون اپنے کوزمین پر گرایا غلطک ماری شانوں پر پرواز پیدا  
 ہوئے اڑتا ہوا چلا عمرو نے قریب آکر صاحبقران کو خبر دی کہ اموشہ بار صیبا و جاتا ہوا  
 اگر نکلیا تو آفت برپا کر گیا آپ کا تو کیا کر سکیگا مگر ملکہ کو باغ میں رہنا مشکل پڑ گیا امیر نے  
 کمان کیا فی کاندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا اسم اعظم پڑھ کر سینہ پر کینہ  
 صیبا و کانا کا صیبا و دام اجل میں پھنسا سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجائے خون  
 جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے صیبا و کا لاشہ جل کر خاک ہوا ساحرا ایک جانب بھاگے کچھ  
 پہلے قتل ہو گئے کچھ اس خیال میں آئے کہ تاج اسکے سر کا زمین پر گرا ہو یقین ہو کچھ فتور  
 برپا ہو حقیقت میں تاج جو زمین پر گرا تھا اس تاج سے شعلہ آتش نکلنے لگے صحرا میں آگ  
 لگ گئی ساحروں نے چاہا بھاگین نہ بھاگ سکے جل جل کر خاک ہوئے تھوڑے عرصے  
 میں ایک آواز آئی جس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ کوئی غل مچا کر کہہ رہا ہو کہ کشتی مرا نام من صیبا و  
 بلند پرواز ہو و اب صاحبقران کی فتح ہوئی بارگاہ میں آکر ملکہ کو قفس سے نکالا محافے  
 میں سوار کر کے ساتھ لیا دونوں دیوانے گرد محافے کے چوبدستین ہلاتے ہوئے  
 آگے صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار اس شان و شوکت سے ملکہ کو لیکر آئے  
 لشکر والوں نے پوچھا حضور کمان گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ملکہ کو صیبا و جاد  
 اٹھا لیکیا تھا جا کر اسکو مارا ملکہ اور دیوانوں کو رہا کیا ملکہ کو داخل قصر کیا حکم دیا کہ لشکر  
 تیار ہو ہم طرقت قصر ہشت پہل کے جائینگے لشکر تیار ہوا دونوں دیوانے ساتھ ہوئے  
 ہر مقام پر بے اعتدال بیان کرتے ہیں مگر صاحبقران انکی گوشمالی کر دیتے ہیں جب مانتے  
 ہیں ایک مقام پر جو آکر پہونچے سامنے دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہو مگر قلعے میں  
 ستا ہوا تباہ لشکر صاحبقران کا آکر اتر اگروئی تماشہ دیکھنے نہیں آیا امیر نے اپنے  
 ہر کاروں سے کہا دریافت کو کرو کہ یہ قلعہ کس کا ہے ہر کارے گئے خیر لیکر آئے عرض کی  
 اخفاے روئین تن اس قلعے کا حاکم ہوا اپنے زور و طاقت پر نہایت ناز رکھتا ہو  
 مگر فی الحال براے شکار گیا تھا وہاں سے جو لپٹ کر آیا بیچارہ پڑا ہوا ہو یہی باعث نکلنے کا



ہو سب رفقاً اسکی خدمت میں حاضر ہیں دونوں دیوانوں نے صاحبقران سے پوچھا کہ  
 کیوں آقاے نادر اس قلعے کا حاکم ہر اسے خدمتگزار ہی نہیں حاضر ہوا غلام جاہل اسکی  
 گردن پکڑ کے لائین صاحبقران نے فرمایا کیا ضرورت ہو جس طرح ہو اسی طرح رہنے دو  
 مگر یہ دونوں بڑی رات گئے لشکر سے نکل کر طرف قلعے کے چلے لالان قزاق برسرِ طلب  
 تھا اُسے پکار کر آواز دی کون جاتا ہو سہراب دیوانہ چو بدست پکڑ کے جا پڑا کہا کہ او  
 قزاق پہلو ٹوکتا ہو یہ کہکے چو بدست ماردی لالان قزاق نے چاہا بچون مگر نہ بچ سکا شانہ  
 نشانہ ہوا لالان قزاق نے دیکھا کہ یہ دیوانہ پیسا کہ ہوا اسکی فریاد کون سے گا ساتھ والوں  
 سے کہا اسکو جانے دو تعرض نہ کرو دونوں دیوانے جھومتے ہوئے چلے آئیں میں کہتے  
 ہوئے کہ چل کر اخفا سے روئین تن کو پکڑ لائین قدموں پر اپنے آقا کے گراہین مقام  
 افسوس ہو کہ جس راستے سے ہمارا آقا گذرے اور قلعہ لتیجر سے رہجائے اور ہم ایسے  
 رفیق ساتھ ہوں اور کوشش نہ کریں غرض دونوں دیوانے در قلعہ پر پہونچے ہیں  
 ساسان تیغ زن کہ در قلعہ پر پہونگہ ساسانوں کے تھا اُسے لکارا کہ کون آتا ہو مگر یہ  
 دیوانے کب جواب دیتے ہیں جب بھاٹک میں گھسنے لگے ساسان نے ہاتھ تلوار کا  
 مارا سامنے سے سہراب نے روکا پشت پر اگر شیران نے چو بدست ماردی کہ ساسان  
 پر اٹھا ہو کر رہ گیا اور جو چند سپاہی تھے آپس میں کہنے لگے باروان دیوانوں کو نہ روکو  
 جب دربار میں جاویں گے سزا پاویں گے سپاہیوں نے اپنے کو چھپایا یہ دونوں قلعے میں  
 آئے پہر رات پچھلی باقی ہو کو ویرزن میں سناٹا یہ دونوں پھرتے پھرتے صبح ہوتے  
 دربار گاہ پر پہونچے درگہ سالار دیوانوں کو دیکھ کر بھاگا آکر اخفا سے اطلاع کی  
 کہ دونوں دیوانے ملازم صاحبقران سارے قلعے کو ملو کہ کے دربار گاہ پر آئے  
 میں چاہتے ہیں اندر آوین اخفا نے کہا خبردار آئے نہ پائیں یہ سنکر درگہ سالار پٹا  
 دربار گاہ پر آکر کہا خبردار اندر نہ آنا افسر ہمارا منع کرتا ہو یہ دیوانے کب سنتے ہیں کہ  
 سہراب نے بڑھکر چو بدست لکائی درگہ سالار نے سپر اٹھائی مگر چو بدست جو پڑی تھا  
 درگہ سالار کا نپا سر گردن میں گردن سینے میں تھپتھلہ خون کا ہو کر رہ گیا درگہ سالار کو



مار کرد و نون دیوانے اندر گھسے اخفا سے روئین تن مقام صدر پر بیٹھا تھا کئی روز  
افسر گرد بیٹھے ہیں اخفا کہ رہا ہی بار و اب زندگی دشوار ہو موت کا مجھ کو انتظار ہو ظلم

اُس بیوفا کو اب نہ کبھی یاد کیجیے دل میرا اپنے وصل سے اب شاید کیجیے کیا قہر ہو کہ ہم پہ تو پیدا کیجیے اُس رشک گل کے پھر مین مانند غلب دل لے چکے تو کہتے ہیں مل ملکے غیر سے عاشق یہ ظلم کر کے یہ کہتا ہو وہ منہم کچھ بھی اثر نہ ہو گا کہ پتھر ہو اسکا دل تقدیر ہو جو کچھ بھی موافق شباب مین اپنی گلی مین قبر بنی رہنے دیجیے ڈکرتا لے فائدہ دنیا مین کچھ نہیں	معتشوق اور کوئی پر نیراد کیجیے لغز قید رنج سے آزاد کیجیے دید یکے ہو سے غیر کا دل شا کیجیے گلشن مین جا کے ناکہ و فریا کیجیے وہ رنج و دل کہ آپ بہت یاد کیجیے جا کر خدا سے اب مری فریا کیجیے کیا فائدہ جو نالہ و فریا کیجیے ہر دم وصال یار سے دل شا کیجیے لغز میری خاک نہ بر باد کیجیے سطوت خدا کو اپنے کیون یاد کیجیے
--	--

مصاحب لوگ حیران ہیں کہ آقا کو کیا کہے سمجھا مین اخفا چپ بیٹھا ہو آنکھوں مین آنسو  
بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس کہ دونوں دیوانے اندر آئے للکارے کہ  
او اخفا سے روئین تن ہمارے آقا تیری سرحد مین آئے اور تو سامان دعوت لیکر  
حاضر نہ ہوا اخفا نے جواب دیا مین تمہارے آقا کو کیا مانتا ہوں یہ کہتا تھا کہ دیوانوں نے  
چاہا اخفا پر جا پڑیں اخفا اپنے مقام سے اٹھا مصاحبوں سے کہا انکو گرفتار کر لو یہ  
شکر دیوانے غصے مین پڑنے لگے اخفا نے پشت سے آکر دونوں کو زخمی کیا استقدر خون  
سر سے بہا کہ دونوں پڑ کھڑا کے گورے اخفا نے حکم دیا کہ اب انکو گرفتار کر لو آہنگ خانہ  
ہوے دونوں کو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اور دونوں کو قید خانے مین بچھا دیا  
آپ اپنے مقام پر آ بیٹھا وہاں صاحبقران جو صبح کو اٹھے سرداروں سے پوچھا دیوانے  
کہا ان گئے سب نے کہا حضور ہمکو نہیں معلوم کہ لالان قزاق نے آکر خبر دی کہ غلام  
کو مجروح کیا دونوں قلعے مین گئے جب سے پلٹ کر نہیں آئے ہر کاروں سے کہا درہنہ



نوکر و ان دونوں پر کیا گزری ہر کارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی اے شہر بار دیوانوں  
 نے قلعے میں جا کر بڑی بدعت کی مگر اخفاے روئین تن نے انکو قید کیا ہے وہ دیوانے  
 مسلسل و مطوق قید خانے میں بیٹھے ہیں یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہو اشیہ  
 اشقر پر سوار ہوئے سرداروں نے چاہا کہ ہمراہ چلین امیر نے سب کو منع کیا کہ خبردار  
 میرے ساتھ کوئی نہ آئے میں اکیلا جا کر اس سے سمجھ لوں گا گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے  
 قبضہ تیغ عقرب پر ہاتھ پڑا ہوا در قلعہ پر پہونچے نگہبان مانع ہوئے صاحبقران کے  
 تیور پر بل پڑے ہوئے فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ نگہبان ہٹے اگر کسی نے روکا تو  
 وہ ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا صاحبقران اسی حال میں دربار گماہ اخفا پر  
 پہونچے گھوڑے سے کود پڑے پیلے سے تلوار کے پردہ اٹھایا اخفا اسی حال میں  
 بیٹھا تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا صاحبقران اندر آئے اخفا سے آنکھ ملا کر کہا اونا مرد  
 تو نے میرے رفیقوں کو قید کیا ہے جلد انکو منگوا دے ورنہ خون کا دریا بہا دوں گا  
 اس دبدبے سے صاحبقران نے فرمایا کہ اخفا اپنے مقام سے اٹھا امیر کو سلام  
 کیا کہ تشریف لائیے آپ کے رفقا نے ایسی بدعت کی کہ غلام سے صبر نہ ہو سکا آخر  
 وہ قید ہوئے میں ابھی منگوا دے دیتا ہوں یہ کہکے رفقا سے اشارہ کیا کہ دونوں  
 دیوانوں کو لاؤ اور صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا رفقا گئے اور دیوانوں کو  
 قید خانے سے لائے دونوں چو بدستین پکڑ کے داسنے بائیں کھڑے ہوئے امیر نے  
 کہا اے اخفاے روئین تن مذہب وحدہ لاشریک قبول کرو اس سوال پر اخفا  
 اٹھا گر د صاحبقران کے پھرنے لگا عرض کی اے شہر بار ایک ورد لا دو اور گفتا ہوں  
 امیدوار ہوں کہ اُسکا علاج کیجیے عمر بھر تا بعد اری کروں گا ملک و مال حاضر ہوا اُسکو  
 لیکر قیفے میں کیجیے صاحبقران نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہو اخفا چیمین مار کر رونے  
 لگا کہا اے شہر بار میں ہمیشہ شکار دوست ہوں کئی ہفتے گزرے برائے شکار صحرا  
 میں گیا تھا ایک نقابدار سے دو چار ہوا اُسنے مجھ پر ہاتھ تلوار کا مارا میں روئین تن  
 ہوں تلوار و خنجر سے نہیں ڈرتا بے خوف ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر نقابدار کو اٹھا لیا نہ



لقاب ٹوٹا صورت زیبا دیکھ کر ہاتھ پائون مین رعشہ آگیا ہاتھ کا نپا نقابدار چھوٹا مین غش  
 کھا کے گرا نقابدار بھگو غش مین چھوڑ کر جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا مین جو اٹھا تو  
 بلک بلک کے رویا اسی حال مین اپنے قلعے مین آیا عیار بے را او ہا م و وندہ واسطے خبر  
 کے گیا معلوم ہوا کہ یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو ہا نکا حاکم سلیمان تاجدار ہو اُسکی  
 دختر بلند اختر ملکہ شیر مین زبان ہو مین نے پیام عقد دیا سلیمان نے جواب دیا کہ میرے  
 قلعے کے سامنے ایک کوہ ہو درہ کوہ مین ایک شیر رہتا ہو بعد ہفتے کے اُس شیر کی پشت پر  
 سوار ہو کر ایک نازنین نکلتی ہو تمام طاہران صحرا اگر داسکے جمع ہوتے ہین چند ساعت  
 صحرا مین پھرتی ہو پھر اسی شیر کی پشت پر سوار ہو کر درہ کوہ مین چلی جاتی ہو مگر وہ شیر  
 بطور نگہبانوں کے درہ کوہ پر بیٹھا رہتا ہو اس راز سے مجھے آگاہ کرو کہ وہ نازنین کون  
 ہو وہ طاہران صحرا کیوں تسخیر ہوتے ہین مین ان شرطوں کے ادا کرنے سے عاجز ہوں  
 صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ضرور اس راز کو تم پر ظاہر کریں گے اور تمھاری شاہی  
 ساتھ اُس مرحبین کے ہوگی اخفا سے روئین تن کلمہ پڑھ کر بعد قی دل مسلمان ہوا  
 صاحبقران کا سامان دعوت کیا لشکر بھی امیر کا قلعے مین آیا وودن تک سامان دھو  
 رہا وودن کے بعد صاحبقران نے فرمایا اے اخفا ہم کو لیچلو وہ پہاڑ وغیرہ دکھاؤ اخفا  
 نے کہا وودن کے بعد بروز پنجشنبہ چلیے گا وہ نازنین اسیدن نکلتی ہو ملاحظہ فرمائیے گا  
 صاحبقران نے تامل فرمایا بعد وودن کے جب روز نکور آیا تو بعد نماز سحر صاحبقران  
 سوار ہوئے اخفا سے روئین تن کو سمراہ لیا راہ طو کر کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا  
 فرش معقول بچھا ہو ایک نازنین نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو شیر سامنے بیٹھا  
 دم ہلار ہا ہو نہرا ہا طاہر گرد بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ انکی زمزمہ سرائی سے  
 یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے ہین

بچھوڑی آمد و رفت ایک دم بھی کوئے قاتل کی  
 کہ تجھے چاہئے والے کی آسان مین نے شکل کی  
 ارے نادان میرے ناخون مین ہر ترعدا کی

عجب شوق شہادت ہو عجب جرات مرے دل کی  
 مرا سر کاٹ کر پگفتگو ہو میرے قاتل کی  
 اٹھا کر بھگو چیلے سے بلا بیگا رقیبوں کو



نگارین میری میت کو احیا و ہم آتا ہی  
چمن کا رنگ بر لاکس گل یکنا کی آس ہی  
بگڑ کر خود رہا کر دینگے اپنی زلف کے قیدی  
وہ اپنے عاشقوں کو فوج کر کے ناز سے بولے  
اطاعت سے سحر اس پری کو کر لیا سینے  
پیشوق شہادت فتن سے فوراً چونک جانا ہوں  
محبت گل خون کی تم کر دے گی کیونکر ای صطوت

کہ میرے دل کے آئینے میں ہو تصویر قاتل کی  
گلستان میں ہوئی ہو آج کیوں کثرت عناد کی  
صدا آئے تو انکے کان میں اکدن سلاسل کی  
بہت ہمو لپسند آتی ہو محفل رقص ہنسی کی  
نواب حاجت ہو عامل کی نہ خواہش نقش عامل کی  
ہوا آتی ہو جہدم داسن شمشیر قاتل کی  
سہیلن قابو میں دل فریاد سن سکے عناد کی

امیر نے جو یہ آواز طائرین کی سنی بہ موت ہونے لگے مگر فوراً ہی اسم اعظم اُٹھی ورنہ زبان کیا  
جیسے ہی اسم اعظم پکار کر پڑھا طائر اڑ کر شاخون پر وختونکی جا بیٹھے کوئی زمرہ سرانی نہیں  
کرتا اس نازنین نے امیر کو بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے لکارا کہ اونازنین تو ساحرہ معلوم  
ہوتی ہو طبیعت کو یقین ہوا یہ طائر کیوں اڑ گئے نازنین نے کہا اے شخص معلوم ہوتا ہی  
تیرا گم بیان اجل نے پکڑا ہی جو میری جستجو میں آیا ہی یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھی پشت پر  
شیر کی سوار ہوئی شیر لیکر اسکو بھاگا درہ کوہ پر وہ نازنین پشت شیر سے اتری اندر  
جا کر وہ نازنین تو غائب ہو گئی مگر وہ شیر درہ کوہ پر مثل نگہبانوں کے بیٹھ گیا امیر نے  
قریب درہ کوہ آکر بہ فصاحت فرمایا اے شہنشاہ درندگان کیا سبب ہو کہ جو تو اس نازنین  
کو پشت پر سوار کرتا ہی اس شیر نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے  
آگے بڑھے شیر نے جو آواز اسم اعظم کی سنی دم کو ہلانا ہوا قدموں سے لپٹ گیا اور  
انکھوں سے آنسو جاری ہوئے مثل انسان گویا ہوا کہ اے شہریار شاید آپ ثانی  
سلیمان ہیں شوہر آسمان پری پدر قمریشہ کہ آپ کو دیکھ کر دل کو فرحت ہوئی یقین ہوا  
کہ وقت میری رہائی کا قریب آیا حزر ہیکل جو گلے میں ہو حضور کے اسکا عکس مجھ پر ڈالے  
کہ میں بصورت اصلی ہو جاؤں تو کل کیفیت بیان کروں امیر نے فوراً حزر ہیکل کو  
گلے سے اتار اُٹھایا عکس کیسا گردن میں شیر کی ڈال دی شیر زمین پر گر ا دو چار غلط کیں مار کر  
زمین سے اٹھا امیر نے دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیٹ مگر نہایت حسین و جمیل ہو



ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہر پارہ راشدر و ارشد جتنی جو پردہ قاف میں آپ کے  
 معین رہے ہیں میں راشدر جتنی کا فرزند ہوں نعمان جتنی میرا نام ہو برائے سیر اس صحرا  
 میں آیا اس ساحرہ نے کہ جسکا حسین جاو و نام ہو بھگو گرفتار کر لیا اور شیر پناہ بیچ  
 سوار ہو کر اس صحرا میں آتی ہو چند ساعت بیٹھتی ہو اندر دروہ کوہ کے ایک قلعہ پر کہ  
 جسکو طلسم حسینان کہتے ہیں اب جو حضور تشریف لیجائیں گے سحر تو آپ پر تاثیر نہ کرے گا  
 یہ جسقدر طاقتور اس صحرا میں ہیں سب ساحران غدار ہیں اسکی اطاعت میں رہتے ہیں مگر  
 آپ نے جو اسم اعظم پڑھا خوف سے جان کے بھاگ گئے پہلو میں اس درے کے ایک  
 نخل چنار ملیگا اسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیرے وہ نہ نقب کا پیدا ہوگا اس نقب میں  
 جب جائیے گا تو ایک قصر عالی میں پہونچے گا اسی قصر میں لوح طلسم ہو آپ بڑے  
 صاحب اقبال ہیں میں بہ شکل کبوتر آؤنگا آپ کو اشارہ کرونگا کہ فلاں مقام پر لوح  
 ہو اسکو حاصل کر کے بموجب تحریر کام کیجیے گا امیر نے سب قبول کیا اور نعمان جتنی کو  
 گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہو اس طلسم کو فتح کر کے بھگو نامہ دیگے اپنے  
 باپ سے جا کر ملنا اور ہمارا سلام کہنا انشاء اللہ آسمان پر ہی بھگو عمدہ جلیل عطا کشتی  
 نعمان جتنی نے کہا خدا حضور کو مطلقہ و منصوبہ کرے۔ صاحبقران نعمان سے رخصت ہو کر  
 اس جانب چلے نعمان جتنی بہ شکل کبوتر سفید اڑ کر غائب ہوا صاحبقران دروہ کوہ پر  
 آئے دیکھا ایک دیوار حائل ہو امیر نے اسم اعظم پڑھ کے ہاتھ رکھا وہ دیوار گری امیر  
 درے کے اس پار نکلے دیکھا پہلوے درہ میں نخل ہو امیر نے اسکو اکھیرا ایک نقب  
 ظاہر ہوئی نقب کو طو کر کے قصر میں پہونچے دیکھا قصر نہایت لطف سے آراستہ ہوا  
 ایک قصر عالی ہوا سمیں ایک تخت بچھا ہوا اس تخت پر وہی ساحرہ بیٹھی ہو امیر نے لکھا وہ  
 ساحرہ اٹھ کر غائب ہوئی اب امیر حیران ہیں کہ لوح کہاں تلاش کروں اس حیرانی میں  
 کھڑے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک کبوتر برنگ سفید اڑتا ہوا آیا اسی تخت پر  
 بیٹھ گیا آنکھوں سے اشارہ کیا کہ اس تخت کو اٹھا لیے امیر نے بڑھ کر تخت اٹھایا نہ پر  
 تخت ایک صندوق طلائی پایا کبوتر گونجنے لگا اشارہ تھا کہ اسکو کھولے امیر نے



مندوق کھولا ایک برقی چمک گئی دیکھا ایک تختی الماس کی رکھی ہو ریشم میں گندھی ہو  
 سر پر اسکے لکھا ہو کہ لوح طلسم حسینیان امیر نے تختی کو اٹھا کر گلے میں ڈالا کیونتر سفید  
 خوش نعلیان کرتا ہوا اڑ گیا امیر نے باہر آ کر لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پہلو میں  
 اسی قصر کے ایک حوض کھلان ہو اس میں آب صاف و شفاف مثل آب گوہر موج مار رہا  
 ہو اپنے کو اس چشمے میں گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر قریب چشمے  
 کے آئے حوض میں پھانڈ پڑے غلطان و پچان چلے آخر پائون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا  
 صحراے سبزہ زار و نواح و لکشا ہو سانسے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو  
 امیر طرف باغ کے چلے قریب در باغ کے نہ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے کچھ عورتوں  
 کی آواز آئی اب جو دیکھا تو آگے آگے سلماے گوہر پوش پشت پر کئی سو کنیرین ملول  
 حزین سر جھکاے ہوئے در باغ پر آ کر ٹھہریں امیر کو سلام کیا امیر نے جو ملکہ سلما کو  
 دیکھا کہ ملول و حزین ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیقرار ہو گئے فرمایا کیوں ملکہ عالم  
 تم یہاں کہاں ملکہ سلما رو نے لگی کہا او شہر یار آپ کے جانے کے بعد ایک ساحر  
 بھگو گرفتار کر کے بقراط کے پاس لیگیا تھا اُسے سوال وصل کیا میں نے انکار کیا  
 تب اُسے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر طلسم حسینیان میں ڈال دو کنیر قید تھی کہ اس وقت حسین جادو  
 آئی اُسے کہا او ملکہ عالم تم بڑی صاحب اقبال ہو عاشق تمہارا آگیا براے استقبال  
 جاؤ مگر وہ کہتی تھی کہ میں سننے لوح بدل لی اب گرفتار بھی کر لوں گی تو حضور مفصل فرمائیے  
 کہ لوح ہو یا نہیں امیر نے فرمایا لوح میرے پاس موجود ہو نعمان جہی نے پتہ دیکھ  
 دلوائی ملکہ نے کہا فدائیں لوح دیکھو ن امیر نے سلما کے جوش محبت میں لوح گلے سے  
 اتاری فرمایا یہ دیکھو لوح موجود ہو ملکہ نے ہاتھ میں لیکر فرمایا دیکھیے وہ حسین جادو  
 آتی ہو اپنے کو بچائیے امیر دیکھنے کو پلٹے تھے کہ ایک صدا سے مہیب آئی کہ باش او  
 جد طلسم کشاد دیکھو یوں لوح لیتے ہیں اس طرح دھوکا دیتے ہیں صاحبقران نے ہلکے  
 دیکھا کہ ایک ساحر مہیب وضع کھڑی لگا رہی ہو امیر نے غصے میں چاہا اسپر جاڑوں  
 اُسے دونوں پائون زمین میں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی اب صاحبقران



حیران و پریشان کھڑے ہیں سوچ رہے ہیں کہ یا امیر یہ کیا ہوا کیا موت لیکر اس طلسم  
 میں آئی ہو اور خالق ارض و سما و احوال ملک بیکتا لوح پھر دلو ا بڑا دھوکا میں نے کھایا کہ  
 دیکھا سامنے سے نعمان جتنی آتا ہو مگر نہ ارزا گر بیان و نالان آکر قدموں سے لپٹ گیا  
 کہا اوشہر بار میں چند ساعت کو صحرا میں ٹھہر گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آپ پر آفت آجائے گی  
 سبک خیز جاو و اس مرحلے کی مالک ہو اسی نے یہ فتور کیا مگر حضور کسی مقام پر ٹھہرے  
 میں شب کو آپ کو بچلونگا کیا عجیب ہو کہ لوح طلسمی پھر دستیاب ہوا اور اگر خدا نخواستہ  
 لوح نہ ملی تو اس غلام کی بھی قصتا ہو میری شرکت ظاہر ہو گئی حسین جاو و میری تلاش  
 میں ہو آج جان پر کھیلونگا اب تدبیر میں جاتا ہوں یہ کیلکے نعمان تو غائب ہوا امیر اسی  
 صحرا میں ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے مگر وہ مقام خوف ہو کسی طرف شیر معلوم  
 ہوتا ہو کسی طرف بھیڑ یا آتا ہو مگر صاحبقران جب اسم اعظم پڑھتے ہیں تو وہ شیر اور بھیڑ  
 بھاگ جاتے ہیں کئی اثر در منہ سے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے آئے امیر نے حزیل  
 کو جنبش دی اثر رہے بھی بھاگ گئے جب کہ صاحبقران فلک چہارم لباس نہ رہیں زیب  
 جسم کیے کاشانہ مغرب میں جا کر چھپا نھوڑے عرصے میں صاحبقران نے دیکھا کہ  
 نعمان جتنی آتا ہو مگر ایک دست بقیچہ بغل میں دباے ہوئے امیر کے سامنے لا کر دست بقیچہ  
 رکھ دیا نعمان جتنی نے پوچھا کہ اوشہر بار اس مقام پر کیا گزری صاحبقران نے فرمایا شیر  
 و گرگ و اثر در آئے مگر عنایت پروردگار سے دور رہے نعمان نے قدموں کو بوسہ  
 دیا کہا اوشہر بار آپ ہی کا کام تھا کہ اس صحرا میں بسر کی اگر اپنے وقت کا رستم ہوتا تو  
 وہ بھی بھاگ جاتا مگر آپ نے قدم مروی نہ ہٹایا میں جانتا تھا آپ اس صحرا میں نہ لینگا  
 صاحبقران نے فرمایا تم سے وعدہ تھا تو وعدے کے پابند رہے اس مقام سے نہ ہٹے  
 اگر آگ بھی برتنی تو یہاں سے نہ ہٹتے نعمان جتنی نے وہ دست بقیچہ پیش کیا کیا یہ لباس  
 شب روی ہوا سکو نہ یہ جسم فرایے ایسے مقام پر آپ کو لے چلون کہ آپ بہت خوش  
 ہوں مگر اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا صاحبقران نے لباس سیاہ پہنا نعمان جتنی کے ساتھ  
 چلے نھوڑا راستہ طو کیا تھا کہ دربان نمایان ہوا صد ہا کنیرین دربان پر کھڑی ہیں نعمان



صاحبقران کو پشت باغ پر لایا کہا کند مار کر چڑھے صاحبقران دیوار پر چڑھے نغان حتی  
 بھی برابر آیا مگر دیکھا باغ میں روشنی کی کثرت ہو صاحبقران دیوار سے اترے نخلستان کی  
 اڑ پکڑتے ہوئے وسط باغ میں پہونچے دیکھا ایک چبوترہ مدور بنا ہو اسپر فرشتے شجر بچھا ہو  
 ایک مسند آراستہ ہو صدر ہا کنبیزین گرد مسند کے کھڑی ہیں امیر نے نغان سے فرمایا  
 مسند نشین کوئی نہیں ہو نغان نے عرض کی اب ٹھوڑے عرصے میں مسند نشین بھی آیا  
 چاہتی ہو صاحبقران نخل کی آڑ میں کھڑے ہیں اگر کوئی کنبیز اس طرف سے نکلتی ہو تو اپنے  
 کو مخفی کرتے ہیں نغان صاحبقران کو سمجھاتا جاتا ہو کہ اس شہر بارہ اپنے کو مخفی رکھیے یکا یک  
 وہ سب کنبیزین آواز بن ملا کر یہ اشعار گانے لگیں نظر

ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے  
 اب سر ہوا ہو جسم پہ بارہ گراں مجھے  
 ہر دم رُلا رہا ہو جو ای آسمان مجھے  
 ساتی پلا دے جام مے ارغوان مجھے  
 قاتل چلا ہو چھوڑ کے کیوں نہیاں مجھے  
 اپنے گلے لگاؤ جو اس سر بان مجھے  
 رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے  
 لایا کہاں سے میرا مقدر کہاں مجھے  
 دن رات کوئی کام نہیں جز فغان مجھے  
 ہو یا دتیرے غم کی فقط داستان مجھے  
 دامن کی ہیں اڑانی فقط و ہجیان مجھے  
 آہنگا دیکھئے وہ بت برگسان مجھے  
 استاؤ لگئے ہیں عجب سر بان مجھے

رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے  
 قاتل کا سیرے کوئی بتا دے نشان مجھے  
 ان ہوشوں کے عشق میں کس دن ہوا تھا شاد  
 اس گل سے وعدہ وصل کا ہو کیفیت ہوا آج  
 ہاتھ اک لگا دے اور کہ قصہ تمام ہو  
 دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہو آج روز عید  
 ذکر وصال بھی نہیں آتا زباناں پر  
 دنیا میں آکے رنج اٹھاے نہرا رہا  
 عشق بتان میں بغیرت ناقوس ہو گیا  
 قصہ ہر اک خوشی کا فرا موش ہو گیا  
 جوش جنون میں چاک گریبان تو کر چکا  
 قبلے سے مجھ مرہض کا منہ پھیر دے کوئی  
 کیا جلد شعر کہنے میں مملوٹ ہوا ہو دخل

صاحبقران زمان سن رہے ہیں کہ کنبیزین خوشی کر رہی ہیں اچھلتی ہیں اور کوئی نہیں  
 کہ رہی ہیں کہ آج ہماری مالک کے آنے کا دن ہو خداوند بقراط صربانی کرین کہ



ہماری مالک آجائیں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی روشنی اور زنبیر چوٹی ماہ تابان کامل  
 ہو گیا ایک تخت آسمان سے اتر ایک نازنین مثل شعلہ جوالہ بے مثل و بے نظیر چہرہ  
 ماہ منیر لباس عمدہ زیب جسم دریا سے جو اہر میں غوطہ زن رشک غنچہ یاسمن آکے اتنی  
 کنیزوں سے کہا اری کیا گارہی ہو یہ بھی تمکو خبر ہو کہ آج کون دن ہو سب نے کہا واری  
 بونڈیاں منہیں جانتیں موافق قاعدہ قدیم کے ہم گارہے ہیں وہ نازنین منہ جبین موسوم  
 بہ شہلا سے ورا کہ گیسو ہو چوڑا بندھا ہوا چند لٹین کھلی ہوئیں کمر سے نیچی معلوم ہوتا ہو کہ  
 ناگیاں لہرا رہی ہیں اسے مسکرا کر کہا آج وہ دن ہو کہ طلسم کشا اس باغ میں آویگے امیر نے  
 جو اس منہ جبین کو دیکھا ہاتھ پائوں میں رعشہ آگیا نغمان نے امیر کو سنبھالا یقین تھا  
 کہ گر پڑیں نغمان کتنا ہوا عشر بار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ حال کھلجے کنیزوں پر  
 طرقت دیکھتی پھرتی ہیں جب کوئی نظر نہ آیا تب کنیزوں نے عرض کی حضور اس باغ میں  
 کسی غیر کا گزر منہیں ہونے نہ ہو وہ نازنین مسند پر بیٹھی کہا صاحبو ذرا ماور مہربان کو خبر کرو  
 بھکو خوشی تو مستائیں میں نے سنا ہو کہ لوح طلسم لے لی آخروہ اب کہاں رکھی جائے گی  
 یہ جو شہلا نے کہا چند کنیزیں کچھ اسم تحریر پڑھنے لگیں بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ پہلا  
 باغ سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اسے آکر شہلا کو سلام کیا کہا واری یہ لوح طلسم موجود  
 ہو مگر بہت بہت تاکید کی ہو کہ جال طلسم کشا عابد کش و زائد فریب ہو کئی شانہ را دیوں نے  
 عاشق ہو کر اس طلسم میں ہنگامہ ڈال دیا یہ طلسم اس واسطے بنایا گیا تھا کہ قصر شہلا  
 پر نہ جاسکیں اسی مقام پر گرک جائیں ماور مہربان نے آپ کی بڑا کار نمایاں کیا کہ لوح  
 طلسم طلسم کشا سے لے لی اور پھر نکل آئیں لہذا لوح طلسم بہ احتیاط رکھنا اور طلسم کشا  
 کے دیکھنے کی خواہش نہ کرنا یہ کہلے لوح جھولی سے نکالی کہا میرا ایسا ہی اعتبار تھا کہ اگر  
 ماور مہربان نے لوح بھیجی اور فرما دیا تھا کہ اندر سے زمین کے جانا میں نے وہی کیا  
 کہ آپ کے باغ میں آکر نکلی اب آپ جانیں اور آپ کا کام جانے میں نے لا کر لوح  
 پہونچا دی شہلا نے لوح کو لیکر مسند پر رکھ لیا وہ ساحرہ چلی گئی جب کنیزیں عیش و  
 عشرت کرنے لگیں شہلا نے کہا صاحبو مجھے اشتیاق ہو کہ طلسم کشا کو دیکھوں طلسم کشا



مین کیا خوبی ہو اگر مین جلال جہان آرا و یکجہ لوح و بیرون اور اپنے ہوش میں نہ رہوں نہ تبا  
 امان کافول پورا ہو لغمان نے عرض کی اے شہر یار اب اپنے کو ظاہر کیجیے صفا حقیران  
 پشت نخل سے بیتاب و بیقرار جھومتے ہوئے نکلے مگر نشہ شراب عشق سے مہوت  
 ہو رہے ہیں کیجیے پر ہاتھ یہ اشعار زبان پر ہیں **نظم**

<p>داندہ کیا ہو تو نے جو اے آسمان مجھے          درپردہ قہر ہو ستم آسمان مجھے          سودا ہوں زلف یار کے حلقوں کا خود ہوں قید          جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہیں پسند          تقدیر مین لکھی تھیں اٹھائیں یہ سختیاں          بلبل وہ ہوں کہ قید مین برسوں گزر گئے          اے یار ابتوا نکھوں سے کچھ سو جھٹا نہیں          زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہو چشم یار          سطوت کی یہ دعا ہو کہ دوزخ سے حشر مین</p>	<p>پیسین گی و انت و یکجہ سب چکیاں مجھے          معشوق بھی دیا ہو تو ایذا سمان مجھے          حداد ہیں چھائے عبت بیٹریاں مجھے          سم ہو ترے بغیر مے ارغوان مجھے          میٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے          تنہا کس چمن مین یا نہ مین آشیان مجھے          اندھیر ہو فراق مین سارا جہان مجھے          رکھے سیاہ کیوں نہ سدا یہ دھوان مجھے          آکر بچا لیے گاشہ انس و جان مجھے</p>
---	--

ملکہ نے نگاہ اٹھا کے صاحبقران کو دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خرم  
 ہو بہ قول شاعر **نظم**

<p>جمالی دید از حد بشرو و ر +          زباغ نو جوانی سر بسر حسن          مکمل نرگش از سر سبز ناز          مقوس ابروش محراب پاکان          کہتے ہیں کہ حسن کا تھا بانی یوسف          سب کہنے کی باتیں ہیں کہ یوں تھا ووں تھا</p>	<p>ندیدہ اند پر می شنیدہ اند حور          جمالی بر جمالی حسن بر حسن +          نہ مژگان بر جگر ہانا وک انداز          معنہ سائبان بر خواہن ساکان          رکھتا تھا کہان یہ نو جوانی یوسف          ہرگز بھی نہ ہو گا اسکا ثانی یوسف</p>
---	---

شہلا کے ہاتھ پاؤں مین ریشہ آگیا دریا سے عرق مین غرق صبر و تحمل مین فرق چند  
 چاہا ضبط کروں نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اٹھی عرض کی کہ اے شہر یار تشریف لائیے



فرود پایا کہ ترا تنگ در کنا رکشم ۛ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ۛ بلکہ فرود رواق  
 منظر چشم من آشیا زنت ۛ کرم نا و فرود اگر خانہ خازنت ۛ ملکہ نے مسند سے اٹھ کر ہاتھ  
 بڑھا دیا امیر نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا معلوم ہوا کہ دولت کوئین ہاتھ میں آگئی ملکہ نے  
 امیر کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی لوح طلسمی سامنے رکھی ہو عرض کی او شہر بار مسکارہ نے  
 آپ کے ساتھ مکر کیا آپ نے بڑا دھوکا کھایا ایسی نایاب شوکیسی کو کوئی دیتا ہو یہ نہ آپ  
 سوچے کہ دفتر حکیم آغاز مصری اس مقام پر کیونکر آئی کہ آپ نے لوح اتار کر دیدی امیر  
 نے شہر بار سر جھبکا لیا مگر شہلا نے لوح اٹھا کر صاحبقران کے آگے رکھ دی کہا او شہر بار  
 میں جانتی تھی کہ آپ آج یہاں تشریف لاؤینگے او نعمان جتنی تم اپنے کو بچانا اور رہنا  
 نے کئی سحر تمھاری تلاش میں چھوڑے ہیں نعمان نے عرض کی او ملکہ عالم میں غلام  
 قدیم ہوں صاحبقران کا میرے باپ اور چچا راشتہ وار شد ابتدا میں صاحبقران  
 کے ساتھ رہے میرا کوئی کیا کر سکتا ہو میں ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہوں جو کچھ  
 خیر خواہی مجھے ہو سکے گی وہ کروں گا قتل میں حسب نہ جادو کے کیا کوئی دقیقہ اٹھا رکھو گا  
 اب آپ سے رسم ہوا امیر ہو کہ ہر مقام پر آپ مدد کریں اسکے مکر سے صاحبقران کو بچائیں  
 بھلو کچھ خوف نہیں میرے بزرگ انکے خدمت گزار ہیں یہ کہنے صاحبقران کے کان  
 میں کہا لوح اٹھا لیجیے پروردگار نے اپنا فضل کیا یہ دختر بادشاہ طلسم ہوا اسکے تیغ  
 ہونے سے مطلب نکلیں گے امیر نے جو لوح کو اٹھایا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو  
 بھر کر کہا او شہر بار لوح کی بہت حفاظت رہے میری بھی فکر ہوگی ساحر آؤینگے یہ ذکر  
 تھا کہ وہی ساحر جو لوح دیکھی تھی موسوم بہ کبیل جادو پہلو سے باغ سے پیدا ہوئی  
 لکار کر آواز دی کہ کیوں شہلا تم نے وصیت کو مان کی بھلا دیا اور طلسم کشا سے  
 دل لگایا اب کہو کیا ہو گا ہم لوگوں کے قتل کا سامان ہو دیکھیں کیونکر جان بچے  
 شہلا نے کہا او شہر بار یہ ساحرہ جانے نہ پائے صاحبقران لوح لیکر اٹھے نفرہ کیا  
 کہ او کبیل کمان جاتی ہو کبیل نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح کو سامنے کیا گولہ  
 اگٹا پٹا کبیل نے اپنے کو بچا یا فوراً اپنے کوزمین میں گرایا غلطک مار کر شانوں پر



پر پرواز پیدا کر کے اڑتی ہوئی چلی نعمان نے کہا اوشہر یار اگر یہ نکلی جائیگی تو بڑی آفت برپا  
 کرے گی ابھی صد ہا ساحر آدھینگے ہر چند کہ آپ کا کچھ نہ کر سکیں گے مگر لڑائی پڑے گی امیر با تو قہر نے  
 کان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ کھیل  
 پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر لاشہ کیل کا زمین پر گرا شہلا نے ہاتھ صاحبقران زمان کے  
 چوم لیے کہا اوشہر یار آپ نے بڑا کار نمایاں کیا لیکن صاحبقران نے فرمایا اب میں ہر  
 طلسم کشائی جاتا ہوں ملک نے کہا اوشہر یار آپ کو بڑی جفائیں دے پیش چہن اور بھجکے بھی  
 بڑے پس و پیش ہیں نظر

<p>ابھی جہان میں مستو بہار باقی ہو          کھلی ہیں آنکھیں وہی اضطراب باقی ہو          مزار پر مرے پھولی ہو نرس شہلا          عجیب طرح کی اکے چلی ہواے خزان          ابھی مٹا نہ مجھے اوجل خدا کے لیے          رنو کروں میں گریبان کو کیونکر اوجہشت          پھرک کے کتنی ہو بلبل نہ قید کر صبا و          ہزار شکر ہو سب کچھ مجھے دیا تو نے          نگاہ لطف سے دل سیکے تو نے شاید کیے          تم اب تو خوب لٹا تے ہو دولت ویدار          پھر کے آنکھ کہا اُسے تیری قسمت میں          گلے لگا کے شب وصل خوب بین ہو سے          عدم گئے مجھے سب چھوڑ کے یہاں سطوت</p>	<p>لبط شراب کا کچھ دن شکا رہا باقی ہو          پس فنا بھی تر انا منتظر رہا باقی ہو          ضرور حسرت ویدار یا رہا باقی ہو          چمن میں گل ہو نہ باقی نہ خار باقی ہو          کہ دل میں آرزو وصل یا رہا باقی ہو          بتا کوئی مرے دامن میں تار رہا باقی ہو          چمن میں رہنے دے جیتا کہ ہمارا باقی ہو          اب اور کیا مرے پرور و گار رہا باقی ہو          مگر ہمارا دل بیقیسرا رہا باقی ہو          ادھر بھی کچھ کہ یہ امیدوار رہا باقی ہو          ابھی یہ گردش لبیل و نہار رہا باقی ہو          یہ آرزو ترے عاشق کی یا رہا باقی ہو          نہ یار ہو نہ کوئی ننگ رہا باقی ہو</p>
--	---

صاحبقران نے آنسو ملک کے پوچھے فرمایا اے ملک عالم نہ گھبراؤ میں اب ہوشیار ہوں  
 انتہا یہ کہ اگر تم بھی سامنے آؤ گی تو لوح دیکھ کر کام کروں مگر اب بدون ملاحظہ لوح کے قدم  
 نہ بڑھاؤ نگاہ ملک پیش پڑیں کہا اوشہر یار اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ ہی کے واسطے بہتری ہے



ابھی بڑے بڑے جھگڑے آپ کے واسطے باقی ہیں جب میں مادر مہربان کی ملاقات کو  
گئی تھی تو میرے سامنے کئی سو ساحرون کو یہ ککے روانہ کیا کہ صاحبو طلسم تو میں نے پکایا  
اب تمہارا یہ کام ہو کہ جس طرح بنے امیر حمزہ کو گرفتار کرو وہ صاحب اسم اعظم ہیں معترم  
اور مختتم ہیں کئی سو ساحر آپ کی تلاش میں نکلا ہوا ایک ایک مکار و چیلہ ساز شعیبہ باز  
اُن سب سے آپ کو بچنا چاہیے جس وقت آپ لوح ملاحظہ کرتے رہیں گے تو کسی کا کہ  
نہ چلیگا ہر ساحر شرمندہ ہوگا لوح وہ شے ہو کہ عجائب و غرائب طلسم کو حل کرتی ہوا میرے  
فرمایا اے ملکہ عالم بچپن سے اور آج تک صدمہ طلسم فتح کیے دھوکا کھا جانا کچھ بات نہیں  
ہو یہ ذکر نفا کہ آسمان پر لغزہ ہوا کہ اوگیسو بربیدہ و او شوخ دیدہ ہماری وصیت کا خوب پال  
کیا سب حال طلسم تیار ہی ہوا اس دام میں گرفتار کروں کہ جس سے حمزہ نکل نہ سکے  
جہاں تک تیرے اختیار میں ہو سمجھا دے منہم حسینہ تنہا خرام صاحبقران نے سرائی  
دیکھا وہی جاوگر نی جو شیر پر سوار ہوتی تھی بالائے آسمان اُڑ رہی ہو اور لغزے کرتی ہو  
کہ باشندہ او طلسم کشا و شہلا تم سب سے بدلہ لوں گی ایک کوزندہ پھوڑ ونگی صاحبقران نے  
کمان کیانی کا ندھے سے اتاری جب تیر بھر کمان میں پیوست کرنے لگے تو حسینہ نے  
آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ ہوا ہوتیر مجھ پر خطا کریگا بلکہ اُلٹا پلٹ جائیگا لے اب میں  
جاتی ہوں مجھ کو کیونکر یا بیگیا یہ ککے حسینہ اُڑتی ہوئی آسمان میں ڈوب گئی شہلانے  
کہا اے شہریار آپ نے اسکی چالاکی دیکھی مجھ کو ڈرانے آئی تھی خیر جو نقدیر میں ہو گا وہی  
ہوگا مجھے کچھ خوف نہیں مجھے سارا خیال آپ کا ہی جس وقت سے آپ یہاں آئے اُسکے  
کلیجے میں درد ہوگا اور یہی خیال ہوگا کہ لوح میں نے کیون بھیجی یہ نہ سمجھی کہ طلسم کشا صاحب  
اقبال ہو مگر قدرت خدا کی تھی کہ لوح پھر صاحبقران کو ملی بسم اللہ اب آپ تشریف  
لیجائیے ویرنہ لگائیے مجھ کو بڑے بڑے خیال ہیں امیر ملکہ سے رخصت ہوئے ملکہ کا  
بلک بلک کے رونا اور عرض کرتا کہ حضور ہو شیار رہیے گا امیر نے سمجھایا اے ملکہ عالم  
خیال رکھو جو میرے مقدر میں چو نے والا ہو وہ ضرور ہوگا کیسکی مجال نہیں کہ احکام  
رب العالمین کو روکے یا تحریر تقدیر میں دخل دے جو خرابی و ریش ہو اُسکا کیا پس پیش ہو



بخوبی سمجھا کر ملکہ کو رخصت ہوئے تھوڑی دور چلے گئے کہ صحرا سے گرد آڑی سامنے آ کے  
 دامند گرد کا شگافہ ہوا دیکھا شہنشاہ اوج غباری سامنے سے آ کے امیر کو سلام کیا  
 کہنا اوشہر پار تمام طلسم بین ہنگامہ ہو کہ لوح طلسم کشتا نے نہیں پائی مین تو ذرا اس  
 لوح کو دیکھو صاحبقران کو وصیت شہلا یاد آئی امیر نے لوح کو اٹھایا نوشتہ پایا  
 کہ یہ عمر و نہیں ہو بلکہ مکار جادو ہو لوح اس کے جسم سے مس کرو امیر نے جو لوح اٹھائی  
 اور عکس پڑا عمر و چیخ مار کر سمجھا گا امیر نے تیر مار کر مکار کو قتل کیا اور آگے بڑھے تھے  
 کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا لندھو رہن سعد ان فیل سفید پر سوار دونوں فرزند یحییٰ  
 لیا ریشیت پر جو انان ہندی صاحبقران کو دیکھ کر ہاتھی سے کود پڑے امیر نے ہاتھ  
 پھیلائے لندھو سلام کرتے ہوئے بڑھے جب قریب پہونچے تو امیر نے لوح کو  
 ملاحظہ کیا یہ نوشتہ پایا کہ سو فارجادو کو کا ملکہ شہلا کا ہوا اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کرو  
 امیر نے جو اسم پڑھ کر دم کیا لندھو کے جسم سے آگ نکلی بدن جلنے لگا شعلے اہل فوج  
 پر گرے تھوڑے عرصے میں سب جل کر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مارا نام من سو فارجادو  
 بود مار کر سو فارجادو آگے بڑھے کہ سامنے سے گرد آڑی دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام  
 سعد بن قبا و تخت پر سوار ساتھ ستر ہزار سوار پشت پر وہین سے صاحبقران کو  
 دیکھ کر براے تسلیم خم ہوئے عرض کی دادا جان آپ نے بڑی مشقت اٹھائی بادشاہ کو  
 دیکھ کر امیر کو بڑی خوشی ہوئی جی مین کہتے ہیں پروردگار نے بڑا فضل کیا کہ فرزند ارجمند  
 کو صحیح و سالم پایا مجھے امید نہ تھی بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ والوں سے کہا  
 بارگاہ استاد کرو بارگاہ استاد ہوئی ساتھ والوں نے کہو بن کھولیں جا بجا خیمے نصب ہوئے  
 بادشاہ صاحبقران کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے امیر و نکل آصفی  
 پر اور سرداران بادشاہ جا بجا آکر بیٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اوشہر پار بادشاہ نے  
 بڑی مشقتیں اٹھائیں کیسے کیسے پہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے ہر مقام پر انکی  
 پروردگار نے مدد کی ہر کبھی کسی مقام پر ایسا نہیں ہوا کہ بادشاہ ہمارے کہتے امیر  
 لشکر خاموش ہو رہتے ہیں کہ بادشاہ نے ارشاد فرمایا یار و گائون کو بلاؤ چند ساعت کے



بعد واداجان تشریف لیجائیں گے چند نازنین مہ جبین آکر بیٹھیں یہ اشعار عاشقانہ  
بعد ناز و انداز بتا بنا کر گانے لگیں

یہی باعث ہو جو زلفوں میں گرفتار ہوں میں  
تیری آنکھوں میں کھٹکنے کے لیے خار ہوں میں  
ایک مدت سے ترے ہجر میں بیمار ہوں میں  
ہاں اگر بھیجے دلکو تو خیریدار ہوں میں  
نشہ باد و آفت سے یہ سرشار ہوں میں  
آپ کے دام محبت میں گرفتار ہوں میں  
ناصحا اس لیے پہنچے ہوئے زنا رہوں میں  
اسکی جو چاہیں سرا دین گنگنا رہوں میں  
ہوئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہوں میں  
ذبح کے بعد بھی یہ محور رخ یا رہوں میں  
کیا کہوں زخمی تیغ نگہ یا رہوں میں  
سچ بتا حسن میں معشوق کا سر دار ہوں میں  
اب وہ کتنا ہو تری شکل سے نیرا رہوں میں  
دل سے احمد کے نولے کا عزا دار ہوں میں

دل یہ کتنا ہو حسینوں کا گنگنا رہوں میں  
عشق میں غیر سے کتنا ہوں اگر زار ہوں میں  
تو عیادت کو نہ آیا کبھی اور شک سچ  
جان حاضر ہو جو کتنا ہوں تو کتنا ہو وہ شوخ  
دونوں عالم ہیں فراموش مجھے اور ساقی  
قتل کیجے مجھے یا دیکھتے تغیرا و یار  
عشق اک طفل برہمن سے سوا ہو بھکو  
بوسہ بے حکم لیا انکے گل عارض کا  
قبر میں شانہ ہلا کر وہ مرا سکتے ہیں  
سر جو گردن سے کٹا ہو تو کھلی ہیں آنکھیں  
گر جراحت کوئی دیکھے تو کرے اسکا علاج  
یار آئینے سے کتنا ہو جو کرتا ہو بناؤ  
میں نے ابدل جسے معشوق بنایا صد حیف  
بخش ہی دیگا گنہ میرے خدا اور سطوت

جب گانے کا رنگ بندھا شراب چلنے لگی تو بادشاہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی نے  
جام بریز کر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ جام شراب لیکر ہاتھ پر رکھ کر تخت سے اٹھ سائے  
صاحبقران کے آئے عرض کی یہ جام نوش فرمائیے اور سب حال اپنا بادشاہ بیان کر رہا  
ہیں امیر کو بادشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہو عرض کی حضور کیوں تکلیف فرماتے ہیں  
بادشاہ نے فرمایا صاحبقران زمان میں دل و جان سے مشتاق تھا کہ آپ سے ملوں  
آپ کے ملنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہو آپ نے پرورش فرمائی کہ مجھ کو بادشاہ  
لشکر قرار دیا آج چاہتا ہوں کہ بدل و جان خدمت کروں اور امیدوار ہوں کہ لوح طلسم



حسینان مجھ کو محنت فرمائیے فرامین آئے دیکھوں صاحبقران نے ایک ہاتھ طرف جام  
 کے بڑھایا دوسرا ہاتھ گلے پر ڈالا کہ لوح اتاروں کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا چند کنبیوں دھڑکی  
 ہوئی آئین عرض کی اموشہریار ابھی لوح نہ اتارے یہ ملک عالم تشریف لاتی ہیں امیر نے دیکھا  
 ملک شہلا سانسے سے آئین اور آواز دی او حسینہ تو نے بڑا مکر کیا جیسے ہی شہلا نے  
 آواز دی بادشاہ کی صورت تبدیل ہو گئی صاحبقران نے جام پر ہاتھ مار دیا اور لوح  
 کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا صاحبقران زمان یہ حسینہ جادو ہو بادشاہ کی شکل بکرا آئی ہر  
 مناسب یہ ہو کہ لوح اسپر پھینک مارے امیر نے جیسے ہی لوح اٹھائی حسینہ جادو فوراً  
 جھپٹ کر بلند ہوئی اور آواز دی او شہلا تو نے غضب کیا کہ عین وقت پر اپنے کو پہنچایا  
 میرا شعبہ خالی کیا مگر تجھے سمجھو نگے جبتک امیر پوشیا رہوں حسینہ بلند ہو گئی آواز بن  
 رہتی ہوئی غائب ہوئی امیر نے اپنے کو ایک نخل کے سائے میں پایا ملک شہلا برابر کھڑی  
 ہیں امیر نے فرمایا او ملک عالم تم عین وقت پر پہنچیں اسنے اپنے شعبہ سے بن مجھ کو پھنسا  
 لیا تھا مگر خدا نے محفوظ رکھا اب تم رخصت ہو میں جا کر حکم لوح پورا کروں ملک چند  
 قدم بڑھی تھیں کہ آسمان سے شعلہ گرا ملک کے جسم میں لپٹ گیا آواز دی کہ او طلسم کشا  
 اب جا کر ایسے مقام پر قید کرونگی کہ جہاں ہوا بھی نہ پہنچ سکے صاحبقران ملک کے  
 غائب ہونے سے نہایت متروک ہوئے اسی وقت سامنے سے گرد آڑی دیکھا خواجہ  
 جیسے ہوئے آتے ہیں عرض کی اموشہریار میں نے سنا ہو کہ آپ نے طلسم حسینہ میں  
 داخلہ کیا لہذا لوح دیکھوں امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ بھی مکار ہو اسکا  
 نام طرطوس جادو ہو لوح اسکو دکھا دیجیے امیر نے فوراً لوح گلے سے اتاری کہا  
 خواجہ لوح و نقلی نے ہاتھ بڑھایا امیر نے عکس لوح ڈال دیا طرطوس جادو جلنے لگا  
 تھوڑی دیر میں جھک کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طرطوس جادو بود امیر  
 طرطوس کو مار کر بجکم لوح آگے بڑھے سامنے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہی چند شیران  
 صحرائی راستہ درہ کوہ کا رو کے کھڑے ہیں امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح  
 انکے سامنے ڈال دو امیر نے لوح ڈال دی شیر آپس میں لڑنے لگے تھوڑے عرصے







شاعر و یار کی رفتار سے نسبت انھیں کیا  
ضد یہ اچھی نہیں غیر و کون پہلو میں بٹھا  
ان حسبنون سے محبت نہ کرو اور سطوت

کبک کہ سار میں ہیں ٹھوکرین کھانے والے  
اور مرے دکھتے ہوئے دل کے دکھانے والے  
جانتے ہیں کہ یہ ہیں دل کے دکھانے والے

امیر نے جو یہ صد اسے دروناک سنی بیقرار ہو گئے لوح کو ملا حلقہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ صد اسے  
دروناک شہلا ہر تلاش کیجیے امیر مکانوں میں گھسنے لگے ایک کمرہ جو کھولا ایک جوان  
زنگی تیغ بکھت نکلا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے  
ہوئے امیر نے لغو تکبیر کیا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوئے دونوں نے امیر پر حملہ کیا امیر  
نے اُن دونوں کو قتل کیا چار ہو گئے جون جون صاحبقران زنگیوں کو قتل کرتے ہیں  
وہ زنگی رونے ہوتے جاتے ہیں تھوڑے عرصے میں سارا مکان زنگیوں سے بھر گیا  
امیر پر حملہ کرتے ہیں امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیچ میں سب زنگیوں کے  
ایک زنگی کلان سب کو ترغیب دے رہا ہوا اول اسکو قتل کر دتو یہ لوگ غائب ہوں  
امیر لڑتے ہوئے قریب اُس زنگی کے پہونچے سب زنگی بیتاب ہو گئے چاہتے ہیں  
استک صاحبقران کونہ جانے دین مگر صاحبقران نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا  
مارا وہ زنگی سر کر گرا قطرات خون زنگیوں پر گرے سب زنگی جلکر خاک ہوئے دوسرے  
کمرے میں پہونچے بہت سے گرگ پیدا ہوئے ایک جوان گرگ سوار کو دیکھا کہ ترغیب  
جنگ کر رہا ہوا امیر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اس گرگ سوار کو قتل کرو امیر  
لڑتے بھڑتے قریب اُس گرگ سوار کے پہونچے اُس نے حربہ کیا امیر نے روک کر ہاتھ مارا  
مع گرگ چار ٹکڑے ہوئے سب گرگ جلکر خاک ہو گئے اب ایک طرف سے آواز آتی ہو  
او فلک کج رفتار و او گروں غدار سیحانے زمان کو پہونچا امیر جو تیسرے کمرے میں  
پہونچے دیکھا ملکہ شہلا رستی سے بندھی ہوئیں قصر میں لشک رہی ہیں امیر کو دیکھا آواز  
دی کہ او سیحانے زمان مجھ کو رہا کیجیے امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا رسن کو قلم کیا شہلا کو  
سنبھالا تمام جسم میں مارا ان سیاہ لپٹے تھے لوح دکھا کہ اُن مارا ان سیاہ کو ہلاک کیا  
جب مارا ان سیاہ دور ہوئے تو ملکہ نے عرض کی او شہریار اپنے کو بچائیے گا حسینہ نے



بڑے بڑے مکر کیے مگر آپ صاحب لوح تھے خدا نے آپ کو بچا لیا اب اُسے لشکر جمع کیا ہر  
 جنگ پر آمادہ ہوا اب آپ آگے جائیے شہر ملیگا اُس شہر کا بادشاہ اہل اسلام سے ہر وہی فوج  
 ممکن کر دیگا اُسکی فوج لیکر مقابلہ حسینیہ میں جائیے کبیر بھی وقت پر آئیگی اور اخفا سے  
 روئین تن ایک لاکھ فوج سے درہ کوہ پر منتظر ہو وہ بھی آپ کا شریک ہوگا اب میں تو  
 رخصت ہوتی ہوں مگر آپ ہوشیار رہیے گا کوئی مکر حسینیہ اٹھانہ رکھے گی بڑے بڑے  
 ارسلو فطرت نقان حکمت وہاں جمع ہیں ہر شخص کو یہی خیال ہو کہ ہم لوح لے لیں  
 طلسم کشا کو قتل کریں بہت کچھ سمجھا کر ملکہ تو رخصت ہوئیں صاحبقران ایک جانب چلے  
 مگر لوح کو دیکھ لیا بموجب ہدایت لوح جاتے ہیں قریب ایک شہر کے پہونچے تو دیکھا  
 ہزار ہا گاہ فروش پیڑم فروش شہر میں جاتے ہیں امیر اُنکے ساتھ شہر میں داخل ہوئے  
 دیکھا بازار کھلا ہوتا تمام دوکاندار مرنہ حال ہر دوکان پر سجادہ بچھا ہوا دعائیں مانگ  
 رہے ہیں کہ اے خالق کار ساز ہمارے جو حال طلسم کشا دکھا دے اپنی زندگی میں زیارت سے  
 مشغوف ہوں اسی امید میں ساری عمر گزری امیر نے دوکانداروں سے ملاقات کی  
 فرمایا یا روئین ہی طلسم کشا ہوں تمھاری ملاقات کو آیا ہوں دوکاندار کہتے تھے کہ ہمارے  
 کیونکر یقین آئے کہ آپ طلسم کشا ہیں البتہ سفاک نقارہ نواز کے مکان پر جائیے  
 اُس سے مقابلہ کیجیے جب اُسکو زیر کیجیے گانتب ہمارے سمجھیں گے کہ آپ طلسم کشا ہیں یہ  
 شکر صاحبقران نے فرمایا میں اُس پہلوان کا مکان نہیں جانتا کہ دوکاندار نوبت  
 نقارے بجانے لگے دیکھا ایک پہلوان بہ زور و خروش آکر پہونچا غرے کرتا ہوا کہ  
 منم سفاک نقارہ نواز اے طلسم کشا اس دعوے سے کیا ہوتا ہو مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہلے  
 قریب پہونچا امیر کو نیزہ مارا سب اہل بازار دیکھ رہے ہیں کہ امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی  
 کیا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی وہ پہلوان  
 گمبٹڑے سے کودا کہا فنون سپاہ گری سے تو ماہر ہوا اب زور کا مشتاق ہوں امیر بھی  
 دامن گردانکر موجود ہوئے اُس پہلوان نے لپٹ کر بڑے بڑے زور کیے مگر امیر  
 کے لشکر کو جنبش نہ ہوئی سفاک بقیار ہو کر دعائیں مانگتا تھا کہ اے خالق ارض و سما اور



## ایرب یکتا مشکل میری آسان کر قلم

پیش کن بے غدر گر خواہد ز تو دلدار دل	آتا نما ند و در وجود خاکیت بیکار دل
خدمت لایق بنیاد از تن بیجان ظہور	گر جو د جان و جگر ناطقت و بیمار دل
روشن از نور رحمت کن کہ در برج تن	شکل مهر و ماہ گرد و مطلع انوار دل
ویدہ در خواب تعافل گر بہ بند و مرد حق	باشدش اندر خیال دلربا بیدار دل
وقت مشکل اہل دل را دل بود مشکل کشا	دوست دل دلدار دل ہر از دل غمخوار دل

امیر نے دونوں موٹر سے تمھارے ریکرے دوڑے کہ ایک طرف سے ڈنگے کی آواز آئی دیکھا ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار فوج بے انتہا پشت پر پکارتا آتا ہے کہ ارے سفاک غدر کریہ بیشک طلسم کشا ہیں اہل شہر فخر کرو کہ طلسم کشا نے تمھارے شہر میں داخلہ کیا آج آرزو ہماری پوری ہوئی اے سفاک زیادہ گستاخی بہتر نہیں یہ وہ بہادر ہیں کہ جھنوں نے پردہ قاف میں جا کر دیونہ ادون کو مار اعفریت ایسا دیونے ہاتھ سے قتل ہوا تیری کیا حقیقت ہو مناسب یہ ہو کہ قدموں کو بوسہ دے بس وہ پہلوا قدموں پر گر پڑا عرض کرتا تھا کہ اے شہریار میں نے اپنا امتحان کیا اب مجھ کو یقین ہوا وہ بادشاہ تخت سے کودا عرض کی اے شہریار بارگاہ میں تشریف لے چلیے تاج و تخت حاضر ہوا میر نے تاج و تخت کا نام شکر فرمایا خدا میرے تاجدار کو سلامت رکھے بعد فتح طلسم وہ تخت پر بیٹھیں گے میرے واسطے مرکب کافی ہو ہر چند اس بادشاہ نے چاہا کہ صاحبقران کو تخت پر سوار کرے مگر امیر نے نہ قبول کیا اشرق پر سوار ہو کر اس بادشاہ کے ساتھ ہوئے وہ بادشاہ پیدل ساتھ ہو چوب و چاق ہاتھ میں نقیان بلند آواز آوازیں دیتے ہیں کہ اہل شہر الحاسبہ آج روز عید اسلام قائم ہوتا ہو بانی بنائے اسلام آج شہر میں تشریف لائے ہیں الحاس تاجدار نے جشن کیا ہو جسکو شرکت منظور ہو اگر شریک ہو ایک طرف سے دیکھا کہ نہراہ ہانا زمینان میں برقعے اوڑھنے ہوئے چہرون کو چھپاے ہوئے پکارتی ہوئی آتی ہیں کہ مقام شکر ہو صاحبقران زمان کا داخلہ ہوا اب کفر معدوم ہو گا اہل اسلام کا نہور ہو گا اور



فات تک یہی مذہب ہو گا ایک نازنین سبکی افسر آگے بڑھی ہوئی چنگ مرصعی بجا کر  
یہ اشعار گاتی ہو دکو لبھاتی ہو نظم

<p>آئی بہار پھر وہی وحشت کا ڈھنگ ہو جو بن پہ آجکل وہ بیت شوخ و شنگ ہو پیری بین بھی شباب کی بالکل آنگ ہو دل توڑ کر جگر کو بھی جس روح کر دیا عاشق ہوا ہوں جیسے ترا ہی یہ بیخودی اٹھی جو تنہے چہرہ پر نور سے نقاب مطلق ہمارے آہ کا ہوتا نہ بین اثر کا ہیکو دل بچیکا کہ ہر وقت اسکے پاس اس سے لیٹ لیٹ کے شب وصل سوئینگے دیکھو صفائے قلب کی اک یہ بھی ہو دلیل عاشق جناب خضر ہیں جیسے جمال کے سطوت کلام کو نہ ترقی ہو کس طرح</p>	<p>بدلا ہوا ہمارے طبیعت کا رنگ ہو نام خدا شباب کے دن بین آنگ ہو سب سے جدا ہمارے طبیعت کا رنگ ہو تیرنگاہ یا رہ بلا کا خد رنگ ہو کچھ دھبیاں آبرو کا نہ کچھ پاس رنگ ہو دیکھو فلک پہ آئینہ مہر و رنگ ہو فولاد ہو کہ دل ترا ہو یا رنگ ہو ابرو کی ہو کمان مژدہ کا خد رنگ ہو کم عرض اس غرض سے ہمارا پلنگ ہو نصب آئینہ لحد پہ مرے جاے سنگ ہو مغرور حسن پر وہ بیت سبزہ رنگ ہو استاد مہربان ہیں نیا رنگ و رنگ ہو</p>
--	--

اس عظم و شان سے صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا امیر کو مقام صدر پر  
بٹھایا عرض کی او شہر یا اس شہر والے آپ سے فریادی ہیں سانسے شہر کے ایک کوہ  
آہن رہا ہو آہن رہا بے خونخوار ایک پہلوان ظالم اسپر رہتا ہی ہمیشہ اگر اہل شہر  
کو دق کرتا ہو قتل کر کے مال لوٹ لیتا ہو آپ اسکو منع کیجیے امیر نے فرمایا مجھکو لے چلو اگر  
نہ انیکا تو میں اس سے جنگ کرونگا آپ لوگوں کے واسطے اسے تنگ کرونگا الحاس  
دعوت و ضیافت میں مصروف ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی جو سردار آتا ہو وہ  
آہن رہا بے خونخوار کا شاکی ہوتا ہو الحاس تنا جدار ان لوگوں سے کہتا ہو کہ یارو  
کیون گھبراتے ہو آقا سے نامدار فرما چکے ہیں کہ میں اسکو سزا سے معقول دینگا کل  
بیچ کو تشریف لے چلین گے سب رئیس ان شہر جمع ہیں اور سب کا یہی قول ہو کہ ہم ضرور



حضور کے ساتھ چلے گئے ایسی ایسی تکلیفیں ہم لوگوں کو پہونچائی ہیں کہ بیان نہیں کر سکتے صاحبقران فرماتے ہیں جہان اتنا زمانہ جفا میں تمپر گزرا ایک شب کی اور مہلت دو صاحبقران نے بروقت سونے کے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نوشتہ پایا کہ آہن رباعے خونخوار ایک پہلوان ہو صاحبقران نے لوح کو اس وجہ سے دیکھا یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر ہو یا شعبدہ باز ہو اگر زور و طاقت میں زبردست ہو تو دیکھا جائیگا شب اسی خیال میں گزری جب گریبان سحر چاک ہوا نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خواور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زارغ شب کو شکار

صاحبقران زمان اُنکے نماز سے فراغت حاصل کی کہ الحاس تاجدار نے آکر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرو ہم کو طرف آہن رباعے خونخوار کے بچلے ہو الحاس تاجدار رعایا کے کہنے اور اُنکی بیقرار یوں کا بھکوڑا خیال ہوا فسوس ہو کہ اہل اسلام پر یہ بدعت کرتا ہو الحاس نے عرض کی اے شہریار وقت بے وقت فوج کو ساتھ لیکر قلعے میں گھس آتا ہو مال و اسباب رعایا کا اٹھا لیجاتا ہو کل رعایا نے پریشان ہو کر یہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ آیا مکانوں کو خالی چھوڑ دیا اُسے مال و اسباب وغیرہ لوٹ لیا اور رہنستا ہوا چلا گیا آج تیسرا دن ہو کہ اُسے نئی بات کی کہ خزانہ سلطنت پر پہونچا تمام خزانہ لوٹ لیگیا اب یہ نوبت ہو حیران ہوں کہ تنخواہ کیونکر تقسیم کروں گا خزانہ دار کو مار ڈالا اُسے فقط اتنا کہا تھا کہ یہ خزانہ واسطے فوج کے ہو اس پر دست اندار نہ ہوتا بس اُس خونخوار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ خزانہ دار کے دو ٹکڑے ہوئے توڑے روپیوں کے لیکر گھوڑوں پر رکھ لیے اور سب اسکی فوج والے ہنستے ہوئے چلے گئے غلام بہت عاجز ہو صاحبقران یہ سب حال سنا سوار ہوئے الحاس تاجدار کا نپتا ہوا تخت پر سوار ہوا افسروں سے کہا لشکر تیار کرو افسروں نے کہا ہم ساتھ



نہ جائیں گے اگر صاحبقران زیر ہوئے تو وہ ہم سب کو مار ڈالے گا صاحبقران نے فرمایا  
 اے الحسن تم چلو تو اس قدر نہ گھبراؤ انشاء اللہ تعالیٰ اسکو سزا دے مقبول دوں گا امیر  
 سوار ہوئے صرف الحسن تاجدار تخت پر سوار ہو کر ہمراہ ہو تو بت و نقارہ بھی ساتھ  
 نہیں ہو کہ سامنے کوہ آہن ربا کے جا کر پہونچے صاحبقران نے دانے مین جا کے  
 لغزہ کیا کہ او خوشخوار میرے مقابلے میں تو آدیکھا اندر سے درے کے ایک پہلوان  
 دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار نکلا الحسن تاجدار کو لالکارا کہ او الحسن  
 تو ساتھ آیا تو نے میرا کچھ خوف نہ کیا آخر یہ طلسم کشا کبتک رہیں گے بعد انکے جائیکے  
 سب کو قتل کروں گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دوں گا امیرے مقابلے میں طلسم کشا کو لایا ہوا  
 الحسن تاجدار ہاتھ باندھنے لگا کتا تھا او خوشخوار مین مجبور ہوا طلسم کشا خود  
 تشریف لائے مین تو منع کرتا تھا غرض خوشخوار میدان میں آیا صاحبقران پر  
 نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا امیر نے بعد  
 چند طعنوں کے نیزہ خوشخوار کا ٹھکڑا پھیرا مارا مگر آہن ربا سے خوشخوار ایسا صاحب  
 طاقت ہو کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلا فوراً ٹوٹ گیا خوشخوار نے قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا  
 کہا او حمزہ یہ وہ تیغ ہے دروغ ہو کہ برسوں کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتا ہو خبر دا  
 خبردار ککے ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرے ہاتھ سے تھکڑی  
 کا ہاتھ مارا تلوار چھوٹ کر گری خوشخوار لیٹ پڑا دونوں پیٹے ہوئے اپنے گینڈے  
 اور گھوڑے سے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی صاحبقران نے فوراً  
 اترتے ہی زور صاحبقرانی صرف کیا آہن ربا سے خوشخوار عاجز ہو رہا ہوا امیر جب  
 پکڑ لاتے ہیں دو چار گھستے ایسے لگاتے ہیں کہ آہن ربا سے خوشخوار گھبرا جاتا ہوا زور  
 بھی پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہوا ہر مرتبہ الجھ الجھ کے نکلتا ہو لیکن  
 صاحبقران نے تار باندھ دیا ہر مرتبہ پکڑ لاتے ہیں سہ بارہ جو پکڑ لائے اور دو چار  
 گھستے مارے گردن پر گھسٹنے جو رکھا آہن ربا نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا اے  
 عفریت خوشخوار جلد آور نہ حمزہ مجھ کو مار ڈالے گا مین زندہ نہ بچوں گا اندر سے کوہ کے



ایک دیونی غریب کرتی ہوئی نکلی یہی لغو تھا کہ باش اور آدم نہ ادا تھو کھا جاؤنگی میرے مشفق کو تو نے کیسا آزار دیا کہ غل مجاہد ہا ہو چو بدست آہن ہاتھ میں قریب صاحبقران کے آئی ضرب چو بدست لگائی امیر نے آہن ربا کو چھوڑ کر چو بدست کو پکڑ لیا ایک جھٹکا مارا چو بدست کو چھینک پھینک دیا دیونی لیٹ پڑی امیر نے اگھیر کر مارا اور عفریتہ کو چیر کر پھینک دیا آہن ربا قدموں پر گر پڑا کتنا خفا اور شہر باراب کبھی ایسی بدعت نہ کرونگا اسی عفریتہ کے بھروسے پر میں نکلتا تھا صاحبقران نے آہن ربا کو گلے سے لگایا آہن ربا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کوہ آہن ربا پر تشریف لے چلیے خزانہ بے حساب جمع ہو جو تاجر اسطرف آیا میں نے اسے لوٹ لیا صاحبقران نے فرمایا یہ مال غصبی ہو میں اسکو نہ لونگا جنکا مال ہو انکو واپس دیا جائیگا کہ کئی سوتاجر حاضر ہوئے اکثر صاحبقران سے عرض کی ہم لوگ تباہ ہو گئے تمام مال ہمارا اسی کوہ آہن ربا میں ہو صاحبقران سب تاجروں کو سنا تھا لیکر اندر درے کے آئے فرمایا اپنا اپنا مال پہچانکر لے لو ایک بارہ دری بنی تھی اس میں تمام مال انبار تھا سب تاجروں نے اپنا اپنا مال پہچانکر لیا مگر ایک تاجر اسے ایک صندوق چھوٹا لیا کہنا رے لیجا کر بیٹھا اسکو دیکھ کر خوش ہوتا تھا صاحبقران ٹھٹھتے ہوئے اس کے قریب آئے فرمایا او برادر مال علم جمع ہو تھنے اس صندوقچے پر اکتفا کی اسقدر خوش ہو رہے ہو کہ معلوم ہوتا ہو مال عالم اسی میں ہو اس تاجر نے صندوق بند کر دیا کہا آپ کو میرے فعل سے کیا مطلب ہو آپ نے ہماری وادریسی کی ہم سب آپ سے راضی ہوئے امیر نے فرمایا میں تو اس صندوقچے میں دیکھوں کہ کیا جائدا ہو تاجر نے صندوقچہ پیش کیا اور رو کر یہ شعر پڑھا فردا بن است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ۱۱ بسم اللہ اگر تاب نظر بہت کسے را ۱۱ اس ظالم نے متاع صبر لوٹ لی کل روپیہ صرف کیا آخر فقیر ہو گیا یہی صندوقچہ جان و ایمان ہے اب آپ کی قدروانی پر موقوف ہو امیر نے جو اس صندوقچے کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا نکلا امیر نے اس پرچے کو کھولا ایک پریراد کی تصویر کھینچی ہوئی دیکھی کبھی ایسی صورت نگاہ سے نہ گزری تھی مصور نے جابجا اس پر عذر لکھا ہے بموجب قول شاعر فرود



نقاش چون شامل آن ماہ میکشند نو بت بہ زلف او چور سد آہ میکشند و دیگر مانی  
چون نقش آن بت بدست میکشند چون میرسد بہ ساعد او دست میکشند امیر تصویر  
کو دیکھ کر حیران جمال خود دیدار ہوئے فرمایا ای تاجر جلیل یہ کس ظالم کی تصویر ہو کہ دل پر  
تاثیر کی بتاؤ کہ یہ کہاں ہو تاجر نے کہا ای شہر یار یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک  
کوہ مقناطیس ہو مقناطیس حنی و ہاں کا حاکم و ناظم ہو اسکی دختر بلند اختر مسے بہ  
مقناطیس شعبیدہ باز اس کوہ پر رہتی ہو بعد سال بھر کے اپنے عاشقون کو جمال  
دکھاتی ہو جسے اسے دیکھا وہ دیوانہ ہوا نہرا نہ ہاتا جدار و تاجران جلیل اسکا جمال پیشال  
دیکھ کر دیوانے ہو گئے کوہ سے سر ٹکراتے تھے اگر کوئی اس سے سوال کرتا ہو تو وہ  
جواب دیتی ہو کہ سامنے کوہ ہیمات ہو اسکی خبر لا دو تو میں عقد کروں جو وہاں گیا  
پھر پلٹ کر نہ آیا میرے سامنے کئی تاجر اور تاجدار جا کر آفت میں پھنسے ہیں نہیں معلوم  
اندر کوہ ہیمات کے راحت فراوان ہو یا مصیبت گران ہو کہ جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا  
غلام نے ناچار ہو کر تصویر کھینچ لی اور اس صند و تچے میں رکھی اسکو بے لیے پھرتا  
ہوں میں اپنے دل سے کتنا تھا اگر کبھی کوئی قدر دان ملیگا تو اسکے ہاتھ یہ تصویر چوگا  
صاحبقران نے پوچھا تمہارا نام کیا ہو اس نے کہا تاجر جہانگیر و میرا نام ہو امیر نے  
سب تاجرون سے کہا یار واسکو تھوڑا تھوڑا مال دو کہ یہ تجارت میں تمہارا شریک  
ہو بہ عیش و عشرت اپنی بسر کرے میں تو اب طرف کوہ مقناطیس کے جاؤنگا جا کر  
جمال اس ظالم کا دیکھوں جہانگیر نے کہا یہی زمانہ ہو کہ پردے سے باہر آتی ہو  
صاحبقران نے الہامس تاجدار و آہن ریا سے خوشخوار کو آپس میں ملوایا اور  
آپ جہانگیر و کے ساتھ ہوئے فرمایا کہ ای برادر چلو ہم کو صرف مقام دکھا کر چلے آؤ  
ہر چند کہ پریشانی میں تھے مگر لوح کو ملاحظہ کیا لوح نے خبر دی کہ یہ معشوقہ آپ کی  
تقدیر میں ہو یہ بھی جزو طلسم ہو یقین ہو کہ اس معشوقہ کی وجہ سے طلسم پر قبضہ ہوا  
مہراہ تاجر جہانگیر کے بیقرار و بیتاب روانہ ہوئے ایک دن اور ایک شب میں  
راہ صحرا سے پر خار طو کر کے سامنے کوہ مقناطیس کے پہونچے دیکھا صحرا پر ہاری



تاجر چلے آتے ہیں بڑے بڑے تاجدار آکر اترے بارگاہ میں اس صحرا میں استاد نہیں  
تاجدار لوگ بارگاہ میں داخل ہوئے تاجر بھی جا بجا اتر پڑے دوکانداروں نے  
دوکانیں آراستہ کیں مگر صاحبقران حیران ایک جانب بیٹھے ہیں تاجر جہانگر و ساکن  
ہو فرماتے ہیں امیر اور اپنی تو یہ کیفیت ہو

جو دل میں ہو کسی صورت سنا نہیں سکتے غم فراق بھلا اٹھ سکے گا کس پاس یہی ہو خوف وہ کمسن میں غش نہ آجائے خیال ہو یہ ہمیں ہونہ انگلی رسوائی گیا عدم کی طرف قافلہ احسب کا کسین گے بدشگنی میرے گھر میں ہوتی ہو کرنیکے ذبح مجھے کس طرح وہ کمسن ہیں منم خدا کی قسم آپ کی محبت میں کچھ ایسا میں نہیں ناوان کہ مفت دل دید تمہارے کوچے میں یہ بھیڑ عاشقوں کی ہو ہمارے سامنے ہو سہل جان دیدینا ولا وہ اٹھکے گئے ہیں جو میرے پہلو سے غزل دکھائیں لطافت کو کیوں نہ اوسطوت	اکیلا آنکو کسی وقت پائ نہیں سکتے یہ ضعف ہو کہ ترے ناز اٹھا نہیں سکتے جگر کا زخم بھی آنکو دکھ نہیں سکتے اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہیں سکتے نہر ار جلد چلین آنکو پا نہیں سکتے ہم آنکی بزم میں آئیں وہاں نہیں سکتے ابھی تو ہاتھ میں خنجر اٹھا نہیں سکتے مزرہ ملا جو ہمیں لب پہ لا نہیں سکتے فریب حسن میں وہ بھگدو لا نہیں سکتے کہ سیر کیسی قدم تک اٹھا نہیں سکتے پر اُنکے ہجر کا صدمہ اٹھا نہیں سکتے حواس کھو گئے ایسے کہ آ نہیں سکتے جہان میں انسا ہم استاد پائ نہیں سکتے
---	--

صاحبقران زمان یہ سب تماشا دیکھا کیے چار پہرات رسی ترو دین گذری  
جس وقت کہ محبوبہ زربین پوش نے نقاب شعاع چہرے سے اُٹھی تمام عالم روشن  
ہوا صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے اور مناسنے کوہ کے آکر گھرے دیکھا  
ایک قصر عالی بنا ہوا سمیں پر وہ ہائے زنبوری کنبے میں یکایک چند کنیزیں پیدا ہوئیں  
انھوں نے پردے باندھے ایک کرسی جو ہر نگار لاکر بچھائی صاحبقران بہ نگاہ غور  
دیکھ رہے ہیں کئی تو تاجدار بھی کھڑے ہیں ایک جانب تاجر صف باندھے ہوئے ہیں



یہ ایک وہ مکان روشن ہوا دیکھا ایک مہربان قمر طلعت برج قصر سے نکلی کرسی پر آکر بیٹھی حسن و جمال دکھایا کسی نے گریبان چاک کیا کوئی فقیر ہو کے بیٹھ گیا دعویٰ رمانی ناگاہ کوہ سے ایک بادشاہ جلیل اتر آتا ج شہر یاری بر سر چارہ قرب شہنشاہی دربار ہوا اور پر سودا بہ پکار کر آواز دی یار و کیوں گریبان چاک کرتے ہو اور کیوں اس قدر ہنگامہ ڈالا ہو ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ جسکو میرے وصل کی تمنا ہو وہ کوہ ہیمات کی خبر لا سے تب میرے وصل سے کامیاب ہو میرا نام مقنا طیس جنتی ہی میں تمکو خبر دیتا ہوں کہ یہ تیرا معوان جلسہ ہی ہماری کتاب میں لکھا ہو کہ ایک مجمع میں طلسم کشا بھی آئیگا اور وہ کوہ ہیمات کی خبر لائیگا لہذا انکو مناسب ہو کہ اپنے کو ظاہر کریں اور کوہ ہیمات کی خبر لائیں تاجر جہانگیر نے پکار کر آواز دی اے مقنا طیس جنتی صاحبقران یہ موجود ہیں تمہاری کتاب میں ٹھیک ٹھیک لکھا ہے جو تم نے حکم نکالا وہی ٹھیک ہو کسکو تمہارے حکم میں تشکیک ہے جب صاحبقران نے اپنے کو ظاہر کیا مقنا طیس نے پکار کر آواز دی اے دختر بلند اختر طلسم کشا تشریف لا سے میں اس معشوقہ نے جمال جہان آرا سے صاحبقران کو سراٹھا کر دیکھا لوح طلسمی گلے میں منو سے اسکی چہرہ روشن ہو رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر آفتاب نکلا ہو ملکہ نے جو جمال صاحبقران دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے شہر یار آپ کیوں اس قدر بقرار ہیں اپنی خود یہ کیفیت لکھ

کہ جسکے حسن کی سارے جہان میں شہرت ہے نہ ہم دکھائیں گے نہ تمہارا کو شکایت ہے نہ آئے غیر کوئی کہہ دے آج خلوت ہے کریم کی یہ مرے حال پر عنایت ہے ہمارے نام سے اس درجہ انکو نفرت ہے کلائی انکی لپکتی ہے یہ نر اکت ہے فنا کے بعد بھی عاشق سے یہ کدورت ہے

ہمیں خود ایسے پریرا دے محبت ہے بغیر اسکی اجازت کے لیے بو سے وہ مہربان ہوئے ہیں ہوا ہو وصل نصیب وہ بے سوال کے دیتا ہے رزق گھر میٹھے لافہ خط کا عداوت سے بھاڑ کر پھینکا چمن میں ساتھ مرے کھیتے ہیں وہ گیندا ہماری خاک اتراتا ہے کھیل سے وہ شوخ



یہی سبب ہے جو آنکھوں سے دم نکلتا ہے  
 امید غصہ ہو قائل ہوں اسکی رحمت کا  
 کرنگی دل مرا پا مال یہ تمھارے چال  
 یقین ہے غیر کے گھر آج وہ گئے ہونگے  
 غضب کا تیرے دل کے پار ہوتا ہے  
 خراب آپ ہو سے مجھ کو بھی کیا کرسوا  
 وہ عاشقوں سے یہ آئینہ دیکھ کے بولے  
 شکستہ کیوں نہ ہوں دل زائر ونگے اور سٹو

کہ مرتے وقت ترے دیکھنے کی حسرت ہے  
 منہیں ہو غم جو گناہوں کی میرے کثرت ہے  
 ستم ہے قہر و غضب ہے بلا ہے آفت ہے  
 ہمارے دل میں جو اور دیر شہادت ہے  
 تمھارے شرم کی تر چھی نظر قیامت ہے  
 بڑی یہ حضرت دل آپ سے شکایت ہے  
 کوئی جہان میں ہمسایہ بھی خوبصورت ہے  
 نجف جہان میں مانند باغ جنت ہے

ملکہ نے یہ اشعار پڑھ کر ہلکے کھلے کہا اور شہر پار اب بہتر اسی میں ہو کہ آپ طرف کو وہ ہیہات کے  
 جائیے کیا باعث ہو کہ وہاں سے کوئی پلٹ کے منہیں آتا صد ہا عاشق گئے مگر کسی کا پتہ  
 نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا اور محبوب کرسی نشین میں جا کر کوہ ہیہات  
 کی خبر لاتا ہوں بلکہ اسے درہم و برہم کر دوں گا یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوئے  
 طرف کوہ ہیہات کے چلے کہ صحرائے گرد و آڑی الحاسن تا جد اور آہن ریا اگر پہونچے  
 امیر کو بیچ میں لے لیا مقناطیس نے قہر سے دیکھا کہ کئی ہزار ملازم صاحبقران  
 کے گرد آگئے کئیروں سے پوچھا دریا فنت تو کر وہ کون لوگ ہیں کئیروں نے خبر دی  
 کہ آہن ریا بے خونخوار کے مقام پر امیر نے ایک دیو بی کو مارا آہن ریا مطیع  
 ہوا الحاسن تا جد اور مالک قلعہ الحاسیہ ہمیشہ سے مسلمان تھا اب اپنے آقا کی تلک  
 میں آئے ہیں ساتھ انکے جاتے ہیں امیر جانب کوہ جا رہے ہیں کہ راہ میں ایک  
 قلعہ ہو فولاد زرین ترکش اس قلعے کا حاکم و ناظم ہو مگر خواب دیکھ کر مسلمان ہوا  
 حیران ہو کہ صاحبقران تک کیونکر پہونچوں گا بزرگوں نے خواب میں بشارت  
 دی ہو دیکھیے کیونکر دیکھوں اسی تصور میں اور اسی خیال میں قلعے سے باہر آیا  
 دوسرا دن تھا کہ صحرائے گرد و آڑی ایک پہلو ان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار  
 فوج ساتھ مقابلے میں فولاد زرین ترکش گئے وہ پہلو ان اگر اترے اور کھلا بھیجا



کہ کیا سبب ہو جو نیم سلمان ہوے بقرا طثانی نے حکم دیا ہو کہ فولاد زرین ترکش کو جا کر معزول کرو فولاد نے بھی جواب سخت دیا جانہین بین طبل جنگی بجے دونوں لشکر مقابلے میں آئے پہلوان نے نعرہ کیا کہ منہم لولاک مردوم در حبس کو تنہا مرگ کی مہودہ میرہ مقابلے میں آئے فولاد نے مرکب اپنا نکالا مقابلے میں لولاک کے پہونچا نیزہ بازی ہونے لگی بعد نیزہ بازی نوبت تلوار کی پہونچی سستی طالع سے زخمی ہوا لولاک نے چاہا سر کاٹ لون فوج فولاد جا پڑی تھوڑی دیر مغلوبہ ہوئی مگر لولاک غالب آیا اس زخمی ہو چکا تھا آخر سب بھاگ کر قلعے میں آئے دروازہ بند کر لیا خندق پر آب کر لی لولاک نے جو یہ معرکہ دیکھا قلعے کو گھیر لیا طبل یورش بجوایا دوسرے دن بلخر کے چلا فولاد نے دیکھا لولاک منہین رکتا چلا ہی آتا ہی بیقرار ہو کر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھاے عرض کر رہا ہو کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر تیری کیا صفت بیان کروں تو رب بے نیاز ہو بندے کے واسطے کبھی سوڑ کبھی ساز ہو نظر

گئے پردہ نشین گنج وحدت  
گئے عابد بہ سجدہ سر منادہ  
گئے مفلس گدا سے زار محتاج  
گئے سر گرم بزم عشرت و عیش  
گئے عارف بہ عرفان الہی  
گئے در رنج و غم مغموم و محزون  
گئے در لبنتہ بر خلق از چپ و راست  
گئے در حالت غم سینہ صد چاک  
گئے در بزم خلوت جلوہ دارہ  
ز ہر صورت خدا صورت نماید

گئے بے پردہ در بازار کثرت  
گئے معبود و محراب عبادت  
گئے سلطان بہ تاج ملک و دولت  
گئے پابند زندان مصیبت  
گئے قاضی بہ احکام شریعت  
گئے خرسند و جشن مسرت  
گئے بکشتادہ ابواب سعادت  
گئے سرور گریبان از ندامت  
گئے رو پوش اندر کنج خلوت  
نقاب از چہرہ انور کشاید

فولاد بیقرار ہو ہو کر و عائن مانگ رہا ہو لولاک جنگ کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا چاہتا ہو کہ خندق فراؤن کہ صحر سے گرواڑی نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ امیر



امیر عرب ضیف سم روزگار  
یکے تیغ صمصام و تمقام نام  
بن کافران از جهان پاک کرد

بحکم خدا بسته شمشیر چار  
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء  
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فولاد نے دیکھا کہ صاحبقران زمان بہ شوکت آپہونچے الحاس تاجدار تخت پر ہو اور  
آہن رہا سے خوشخوار پہلو میں سپر کا سایہ امیر پر کیے ہوئے گنبد سے کوڑھائے ہوئے  
آتا ہو پشت پر پلٹین رسالے امیر نے جو لولاک کو دیکھا کہ لولاک خندق فرایا چاہتا ہو  
وہیں سے نعرہ کیا کہ او پہلوان خبردار آگے نہ بڑھنا گھوڑا اڑا کر مقابلہ لولاک میں آئے  
لولاک نے جو جمال جہان آرا دیکھا کہ یاد میں اس پر یزاد کی چہرہ اداس عالم پاس ہو چھا  
امو شہریار آپ کا نام نامی کیا ہو میں تو بحکم خداوند آیا ہوں فولاد کو مغرول کر کے جاؤنگا  
صاحبقران نے فرمایا وہ حکم دینے والا کون ہو اسکو پراسے گھر میں کیا دخل ہو ہنر ہو  
کہ پلٹ جا لولاک نے کہا آپکا دامن نچہ اجل میں پھنسا ہو کشتان کشتان یہاں لایا ہو آپ  
پلٹ جائیے مجھ سے مقابلہ نہ کیجیے میرا کوئی حریف بچا نہیں جس سے رٹا اسکو مارا بڑے بڑے  
پہلو انون کو لکارا صاحبقران نے فرمایا جو ہو سکے وہ قصور نکر لولاک نے نیزہ  
مارا امیر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا خیردار خبردار کیلے ہاتھ مارا  
امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر جو تلوار کو چپکایا لولاک گینڈا  
پھیر کر بھاگا امیر نے پیچھا کیا جب وہ قریب اپنے لشکر کے پہونچا افسروں نے پکار کر  
کہا اے افسر اعلیٰ ہم تیری مدد کو آویں صاحبقران کے ہاتھ سے بچا میں لولاک کو  
غیرت آئی پلٹ کے پھر ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے  
ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا لولاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغ عقرب سلیمانی ہو برش  
میں لاثانی ہو چپک کے جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا لولاک کے  
دو ٹکڑے کیے صاحبقران نے فوج کو اسکی شکست دی وہ لوگ لاشہ لیکر بھاگے  
آپس میں کہتے تھے کہ صاحبقران جد طلسم کشتا ہیں اسنے کون مقابلہ کر سکتا ہو غرض  
فولاد زریں ترکش نے مال و باب لولاک کا لوٹ لیا صاحبقران کے قدموں سے



پٹا عرض کرتا تھا کہ غلام کو بڑی خوشی تھی کہ مشرف بہون زرنشاکر کرتا ہوا امیر کو بارگاہ  
مین لایا سامان عیش و جمیش مہیا کیا ساتھی بچے عمدہ نازنینان مہ جبین گائین خوش آواز  
بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں نظم

اب خزان گلشن سے جاتی ہو بہار آنے کو ہو  
آج وہ ابرو کمان بہر شکار آنے کو ہو  
اس طرف بھی میری آہ شعلہ بار آنے کو ہو  
غیر کے ہمراہ وہ سوے مزار آنے کو ہو  
بعد مدت کے ہمارے گھر میں بار آنے کو ہو  
ہو مبارک سیکشون فصل بہار آنے کو ہو  
آج بہر سیر اگلے نذر آنے کو ہو  
سننے ہیں بہر عیادت آج بار آنے کو ہو  
آسمان پر جمجوم کراہ بہار آنے کو ہو  
دل کو ہو کیون جوشِ حشمت کیا بہار آنے کو ہو  
پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہو  
موت کیا اب اومرے پروردگار آنے کو ہو

ابر گھر آیا ہوا سے خوشگوار آنے کو ہو  
جائین ہم بھی طائر دل لیکے سوے صبا گاہ  
امو فلک تو بھی جلیکا ایک دن مثل زمین  
ہاے اس صدمے سے ہو گار و وح پر میری فشا  
شاو کیون ہو پوچھتا ہو جو کوئی کہتے ہیں ہم  
کس خوشی سے سیکرے کو سج رہے ہیں منہ  
بانغ میں جو پھول اچھا ہو وہ لانا بلبلو  
امو اجل لشد تقوڑی دیر مہلت دے ہمیں  
چلتی ہیں ٹھنڈی ہو امین جام چھلکا سا قیا  
امو جنون سوے گریبان جو کھینچا جاتا ہو ہاتھ  
آج دیکھو کس قدر سانی پلاتا ہو شراب  
انکھ مسطوت سے جو اس بیت نے پھرانی بیکٹیک

شب بھر امیر دعوت میں رہے جب زلف لیلا سے شب کمر سے گزری تو امیر نے پلٹ کر  
دیکھا کہ فولاد رو رہا ہو صاحبقران نے پوچھا کیون ایسا و شاہ عالیجاہ رونے کا کیا باعث  
ہو فولاد نے کہا انوشیرواں اس حال پر ملال کو نہ پوچھیے ایک بیٹا پروردگار نے دیبا تھا  
کہ رستم حوالت سراب ہیبت جری بہا و رصفت شکن تیغ زن تھا اتفاق سے کوہِ مقلات  
پر گیا وہاں سے شہر کا کسی گئی کہ کوہِ ہیہات کی خبر لاؤ وہ دیوانہ وار یہاں آیا میں نے  
ہر چند سمجھا یا مگر کچھ نہ مانا کوہِ ہیہات پر جا کر غائب ہوا اسی کے فراق میں آٹھ پہر روتا  
ہوں اس وقت اگر وہ ہوتا تو آپ کی خدمت میں مصروف ہوتا اس پہلو ان کی کیا مجال  
تھی کہ لشکر کشی کرتا یا مجھے سرکشی کرتا اسکے ہاتھ سے مارا جاتا مگر پروردگار نے آپ کو



پہونچایا امیر نے فرمایا ای فولا دز رہین ترکش کو وہ مہیہات کمان پر عرض کی اوشہر بارہ کو وہ  
 مہیہات میری عملداری میں ہو صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے کی بھی رہائی کا وقت  
 قریب آگیا کل مجھ کو تباہ کو وہ مہیہات پہونچا دو تمہارے بیٹے کو رہا کر کے لاؤنگا وہاں کی  
 خبر سب کو سناؤنگا فولا دز نے عرض کی اوشہر بارہ فراق فرزند مرین مجھ کو ایک سال کا زمانہ  
 گزرا اب کچھ کچھ صبر ہوتا جاتا ہوا آپ قصد نہ کیجیے بڑے بڑے عقیل گئے کوئی پلٹ کر نہ آیا جو  
 جاتا ہو وہیں کا ہو جاتا ہو صاحبقران نے فرمایا ای فولا دز اس ظالم سے میں نے شرط  
 کی ہو خبر لانا کو وہ مہیہات کی ضرورت ہو ساری رات اسخنین بانو بنین گزری وہ وقت آیا کہ طلسم

لباس فلک لاجوردی ہوا  
 ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند  
 اٹھے لوگ لے لیکے انگڑا بیان

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا  
 موزن اذان سے ہوئے بہرہ مند  
 لگے ہونے آنکھوں نے تارے نہان

صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے فولا دز رہین ترکش بھی روتا ہوا ساتھ ہوا  
 ہر قدم پر دامن سخاوت لیتا تھا کہ آقا براے خدا آپ نہ جانیے ایسا نہ ہو کسی آفت میں  
 پھنس جائیے جب فولا دز نے بہت حیران کیا تو صاحبقران نے لوح کو دیکھا آئین  
 نوشتہ پایا کہ کوہ مہیہات میں طلسم کشا کا جانا ضرور ہو یہ بھی جزو طلسم حسینان ہوتا ہی  
 اسکی ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہو وودن رہرومی کر کے صاحبقران سامنے کوہ  
 کے پہونچے دیکھا سر کوہ پر ایک مینار بنا ہوا سپر ایک طائر بیٹھا مہیہات و افسوس  
 کر رہا ہوا امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس طائر کو تیر سے مارو جہاں یہ مر کر گرے  
 اسی راہ سے تم بھی جاؤ اگر مہیہات جادو کو مارا تو کوہ مہیہات کا راستہ کھل جائیگا یہ وہی  
 کوہ ہو کہ جسکے پہلو میں آپ کے ملازم فروکش ہیں صاحبقران نے حکم لوح دیکھا کہ کمان  
 کیانی کا ندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کر کے تاکا وہ طائر جیسے ہی مہیہات  
 کے آڑے عقاب تیر نے جا کر اسکو شکار کیا وہ طائر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر انا مذہب اسوا  
 آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام سن مہیہات جادو دربان کوہ مہیہات یہ بود  
 یکایک کوہ پھٹ گیا راستہ وسیع ظاہر ہوا امیر فولا دز سے رخصت ہو کر اسی رخسہ میں



داخل ہوئے اشقرو یوزا دالیسا مرکب زیر ان ہوا اس راہ سنگ لائح کو طو کر رہا ہو ہوا  
 پیرٹھو کرین کھانا ہو مگر رہی کر رہا ہو جب اس در سے کو امیر نے طو کیا تو مگر اسے سبز زار  
 و نواح دکشا ملا پھولوں سے تمام جنگل بھرا ہوا نخل ہاے خود کہ وکی کیفیت نہروں کی  
 عجیب صورت کہ آب صاف و شفاف موج مار رہا ہو مچھلیاں بڑی بڑی ابھر کر بلند  
 ہوتی ہیں کہ برق چمک جاتی ہو صاحبقران اس تماشا کو دیکھتے ہوئے جاتے ہیں  
 کہ صحرائے گرد آثری ایک نقابدار یا قوت پوش صحرائین آکر شہرالات و گزرات  
 کرنے لگا صاحبقران کا ارادہ ہوا کہ اسکے مقابلے میں جائوں کہ دوسری طرف  
 گرد آثری ایک نقابدار زعفران پوش پیدا ہوا یا قوت پوش سے گھر گھر نہر  
 ہوا ہاتھ سے یا قوت پوش کے زعفران پوش مارا گیا اہل فوج نے اسکے جنازہ  
 کو اٹھایا نقاب جو چہرے سے ہٹی امیر نے دیکھا کہ یہ تو ایک نازنین مہجبین تھی نہایت  
 ناگوار ہوا لکارے کہ او ظالم تو نے اسکو کیوں مارا یا قوت پوش نے آواز دی  
 کہ میں تیرا بھی متلاشتی ہوں صاحبقران مقابلے میں جا پڑے یا قوت پوش نے  
 نیزہ مارا امیر نے نیزہ یا قوت پوش کا ہوائی کیا یا قوت پوش نے تلوار کھینچی  
 تلوار کا مارا امیر نے لوح کو سامنے کر دیا جیسے ہی نقابدار نے لوح کو دیکھا گھبرا  
 پھیرا چاہا بھاگ جائن مگر صاحبقران کب جانے دیتے ہیں چمک کر ہاتھ تلوار کا  
 مارا یا قوت پوش کے دو ٹکڑے ہوئے یا قوت پوش کا مارے جانا کہ صحرائین نے  
 ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من  
 یا قوت پوش جادو ہوو بعد اسکے سامنے سے ایک مرد نحیف و ضعیف کنجیاں ہاتھ  
 میں سامنے صاحبقران کے آیا کہا او شہر یار مبارک ہو کہ آپ نے بہیات جادو  
 کو پہلے مارا اب یا قوت پوش آپ کے ہاتھ سے مارا گیا زندان کو وہ بہیات یہ میں چلے  
 سب قیدی آپ کے مشتاق ہیں صاحبقران اس مرد ضعیف کے ساتھ چلے اسی صحرا  
 میں ایک قصر سیاہ ملا امیر اس قصر میں آئے دیکھا صد ہا بندگان خدا قیدی بیٹھے ہیں امیر  
 نے آکر سب کو رہا کیا انھیں قیدیوں میں بیٹھا فولاد زہرین ترکش کا بھی تھا مگر ایک



نوجوان کو دیکھا کہ ایک گوشے میں بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز نہ پڑھ رہا ہے

پہونچا دے کوئے یا نہ تلک آسرا تو ہو  
نادم ہوں وصف گیسو جانان کیا تو ہو  
سینے پر میرے آگے رکھائے جسے ہاتھ  
برگشتہ ہو گئے جو بہان جہان تو کیا  
رکھے گا اپنے پاس حفاظت سے اوصاف  
اسکی گلی کا گو مجھے ملتا نہیں پتہ  
وہ دل چرا کے بولے کہ پہننے نہیں لیا  
فرقت میں ہاے حال نہ کیا کیا ہوا مرا  
مرنے کا میرے آنے کسی نے کیا جو ذکر  
ہم آج قسمیں دیکھے اُسے گھر میں لائینگے  
لائی ہو نہ اہون کو یہ کمر و فریب میں  
گر ہو مسیح ہونے کا دعویٰ حضور کو  
شکر خدا بشر کو ہر حال چاہیے  
سمجھیں گے ایک دن فلک کج مدار سے  
گو اسقدر مفید نہیں حسن کا خیال  
سطوت عدو ہو اہو جو اگنت بین ہر شخص

ای ضعف تار اشک بجا سے صاف تو ہو  
دی ہو مثال مشک ختن سے خطا تو ہو  
ای جان درد دل ہرا کچھ کم ہوا تو ہو  
مجھ بیکس و غریب کے سر پہ خدا تو ہو  
مکر و دغا سے تونے مراد لیا تو ہو  
جا کو نکامین کہ عشق مرا رہنما تو ہو  
ہم سر جھکا کے چکے سے بولے لیا تو ہو  
تھم دیکھنے نہ آئے کبھی یہ سگلا تو ہو  
وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہاں سنا تو ہو  
جائیکا کس طرف سے میں راستا تو ہو  
دنیا سے پیر زماں بھی اک بیسوا تو ہو  
آکر جلائیے مرا مردہ پڑا تو ہو  
قالین اگر نصیب نہیں پوریا تو ہو  
گر آپن کا رہ کر نہیں تیر و عا تو ہو  
رہ و فراق یا ر کی لکین و و ا تو ہو  
ہمکو نہیں ہو خوف نگہبان خدا تو ہو

صاحبقران اس جوان کے قریب آئے ہاتھ متھام کر یہ محبت فرمایا ای برادر ہوش  
میں آؤ اپنی کیفیت ہمکو سناؤ منتھار ابھی علاج کریں گے وہ جوان یہ سنکر اٹھا آلسو پونچے  
عرض کرتا تھا قربان اس وقت وساعت کے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے ہیں آج یہ  
مژدہ سنا کئی برس اسی آفت میں گزرے کہ بتلا ہوں یا دین اس محبوب کی رہ رہا ہوں  
صاحبقران نے اس جوان کو قید سے رہا کیا بیرون قصر لیکر آئے فرمایا ای برادر حال  
بیان کرو اور اپنے نام سے آگاہ کرو اس جوان نے کہا ای شہر یار تکبیر تاجدار میرا نام



یہاں سے بارہ کوس پر ایک کوہ تمکین پر میں وہاں کا حاکم و ناظم ہوں براے شکار نکلا  
 بچا ایک معشوق پر پچہرہ سے مقابل ہوا اُس نے چاہا نکل جاؤں گدہ میں نے اُسے گھیرا  
 باگ مرکب کی تھام لی تب اُس نے کہا اتو تمکین تاجدار میں دختر شمشاد گرد ہوں کہ  
 جو پہلو ان یگانہ ہو پہلے آکر اُس سے مقابلہ کرو اگر اُس پر غالب ہونا تو مجھ سے پیغام دل  
 کرنا میں اُسی جوش و خروش میں براے مقابلہ شمشاد گرد گیا جا نہیں سے طبل جنگی  
 بچے مگر اُسے سیران میں آکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تمہارا گئی گینڈے کو اڑا کر میرے  
 لشکر پر آپڑا جس طرف نکلا پہلو انوں کے ٹکڑے اڑا دیے آخر میں نے مٹا بلہ کیا  
 زخمی ہوا ساخہ والے لیکر بھاگے اُسی اثنا میں طرف سے اس پہاڑ کے گزر ہوا  
 یہاں تاجدار و نے مجھ کو بھی قید کر لیا یا د میں اپنی معشوقہ کی رو بہا کرتا ہوں مگر  
 یہاں تاجدار و رات کو آتی تھی انھیں قیدیوں سے مانوس ہوتی تھی جب کبھی  
 سیر سے پاس آئی تو میں مانوس نہ ہوا اسوجہ سے مجھ پر بدعتیں کرتی تھی اگرچہ حضور  
 شمشاد گرد سے لڑ سکین تو بڑا احسان ہو صاحبقران نے فرمایا اتو تمکین تاجدار  
 میں ضرور چلوں گا اگر نہ غالب ہوں گا تو جان دوں گا ان سب قیدیوں کو ساخہ لیکر  
 مع تمکین تاجدار صاحبقران طرف شمشاد گرد کے چلے کئی صحرا طو کر کے ایک صحرا  
 ویران میں پہونچے تمکین نے عرض کی یہی صحرا ہو کہ وہ ظالم بصد جوش و خروش  
 نکلتا ہو آپ لشکر اتار دیے وہ خبر سنکر آئیگا صاحبقران نے اُسی مقام پر لشکر اتارا  
 آکر داخل بارگاہ ہوئے الحاس تاجدار و آہن رباعے خونخوار و تمکین تاجدار  
 خدمت میں حاضر ہیں نازنینان مہجبین یہ اشعار عاشقانہ گارہ ہی ہیں نظم

شب و صلت جو میں کھیلے پہر تمکین ہوتی ہو  
 جو پوچھا اُسے کیوں ہر روز مشق تیر ہوتی ہو  
 اشارہ ہو کر نیگے قتل اپنے ہاتھ سے مجھ کو  
 تصویر میں ترے اس طرح چیکو پیجا رہتا ہوں  
 خدا بخونظ رکھے شر سے ظالم نے بلایا ہو

موزون کی صدا حق میں ہمارے تیر ہوتی ہو  
 کہا اک یہ بھی تیرے قتل کی تدبیر ہوتی ہو  
 جو قبضہ چوم کر زیب کشمکش تیر ہوتی ہو  
 مکان میں جس طرح ساکت گلی تصویر ہوتی ہو  
 ہمارے اُسکے دیکھیں آج کیا تقریر ہوتی ہو



جنون کا زور ہو ایسا اگر دیتا ہوں میں جھٹکا  
مرے پر زور و نامے سُنکے تھپڑ تک پگھلتے ہیں  
میں یوں حیرت زدہ ہوں سامنے اُس بُت کو کھلن  
بناتے ہیں ادھر اک سیکرہ ہم رندا یسطوت

تو ٹکڑے ٹکڑے سیرے پائوں کی زنجیر ہوتی ہے  
مگر دل پر بنوں کے کچھ نہیں تاثیر ہوتی ہے  
کہ جیسے سامنے تصویر کے تصویر ہوتی ہے  
ادھر زبا دین مسجد اگر تفسیر ہوتی ہے

جام ارغوانی گردش میں ہو صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش جو بلند ہوئی شمشاد  
اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا اُسے جو یہ ہنگامہ سنا آواز دی ارے یہ کون ہے ادب ہے  
جو ہمارے صحراب میں جشن کر رہا ہو ہر کار و ن کو اشارہ کیا مفصل خبر لاؤ کہ یہ کون لوگ  
ہیں ہر کارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی اے شہر پار تکبیر تاجدار  
طلسم کشا کو ساتھ لیکر آپ کے مقابلے کو آیا ہوا کھین کی بارگاہ میں یہ جلسہ آراستہ ہے  
یہ شکر شمشاد گرو اپنے مقام سے اٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے گنبد سے پر سوار ہو کر  
چلا لشکر میں امیر کے سیر کرتا ہوا آیا دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے  
ہیں کوئی سپاہی ڈنڈ پیل رہا ہو کوئی گدڑ ہار رہا ہو کہیں پٹا ہلایا جاتا ہو کہیں لکڑی کی  
کسرت ہو رہی ہو کہیں ان اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں مجرا ہو رہا ہو تماشہ بین بھی  
بیٹھے ہیں گمانا سن رہے ہیں کسی نے روپیہ دیا کسی نے دور و پار دیے سازندہ خوشی  
میں بھولے ساتوں سر بھولے ساز رکھ کر روپو اٹھانے لگے ناگہ جی پاندان کھولے  
ہوئے بیٹھے ہیں سب کو پاں لگا کر دے رہی ہیں سب سے سُرخ رو بن رہی ہیں پوچھتی  
ہیں کہیں صاحب آپ کا مزاج کیسا ہو کسی سے کہا جی کمبیدان صاحب آپ دو دن  
سے کہاں تھے جو نہیں آئے اُن لوگوں نے جواب دیا خانم صاحب بوجہ نذاری کے  
چھٹی نہ ملی مگر بے تمھارے یہاں کے آئے چپن نہیں پڑتا دوسری جانب شمشاد گرد  
نے دیکھا دو کاغذ اپنی اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہیں ہزاروں کی دوکانیں کھلی ہیں  
دکانوں کی بول چال لشکر آباد رہا یا دل شا و شمشاد گرد دیکھتا ہوا رہا بارگاہ امیر  
پر پہنچا دیکھا درگاہ سالار بیٹھا ہے اُسے روکا کہ ٹھہر جائیے جو کہیے وہ خبر کریں شمشاد  
نے کہا صاحبقران سے کہہ دو کہ آپ کے مقابلے کو شمشاد گرد آیا ہے درگاہ سالار نے



جا کر کہا صاحبقران نے فرمایا آنے دو شمشاد گرو اندر پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے بیٹھا کہا اوشہر بار آپ میرے مقابلے میں آنے ہیں تمکین تاجدار آپ کو لایا ہوا میرے فرمایا منظور تو یہی ہو کہ مجھے مقابلہ کریں جسکو پروردگار تعالیٰ سے تمکین شمشاد گرو کو دیکھ کر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا اوشہر بار کیون اسقدر خائف ہوتا ہو اس نے بڑھ کر عرض کی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خوف دل میں سما یا ہوا ہوا شمشاد گرو نے ہاتھ بڑھایا کہا یا صاحبقران پہلے مجھے پیچھے کیجیے امیر نے بخت ہاتھ بڑھا دیا شمشاد گرو نے پیچھے گناٹھا کیسے کیسے زور کیے کہ چہرہ سرخ ہو گیا تھک کر کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں صاحبقران نے ایک ٹپ مار دی کہ انگلی شمشاد گرو کی ٹوٹ گئی قریب تھا کہ شمشاد گرو کو غش آجاسے اپنے کو ہشکل روکا صاحبقران نے فرمایا اوشہر بار گرو اب کیا ارادہ ہو شمشاد نے کہا سر میدان سمجھو گنا پیچھے کا زور عادت پر موقوف ہو گیا عادت ہو بھکو عادت نہیں یہ کیلئے شمشاد گرو اٹھا اپنی بارگاہ میں آیا طبل جنگی بجوا دیا مگر دختر شمشاد گرو دسوسن ترز زبان محل میں بیٹھی تھی کہ کنیزوں نے خبر دی آپ کا عاشق تمکین تاجدار کو وہ ہویات سے چھوٹا صاحبقران کو لیکر آیا ہوا آپ کے والد گئے تھے پیچھے میں منسوب ہوئے اب طبل جنگی بجوا یا ہوا سر میدان مقابلہ ہو گا سوسن نے جو یہ معاملہ سنا کنیزوں سے پوچھا صاحبقران کون شخص ہیں کنیزوں نے کہا کہ شوہر گرو یہ بالویدرز بیدار شیر گیر یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے ایرج نوجوان پر شیخون مارا اور زخمی کر کے پکڑ لیا ارا بنے پر ڈال لیا لیکر طرف قلعے کے چلی تھیں کہ طراس پہونچا اسنے جا کر وہ شمشیر زنی کی کہ شاہرا دیان متفرق ہو گئیں طراس نے ایرج کو رہا کیا مگر شاہرا دیان جو چلین شب کا وقت تھا راستہ بھول کر کوہ درشاخ پہونچیں پہاڑ کو دیکھ کر اسی درے میں داخل ہو گئیں مگر ایرج جو پلٹ کر آیا شاہرا کو حکم دیا کہ در یافت نو کرو کہ یہ تھا بدر کون تھے شاہرا پور بلا سے روزگار تھا عیاری کر کے درہ کوہ میں پہونچا جب شاہرا دیون کو دیکھا اگر ایرج کو خبر دی کہ کل نہوجات امیر نے آپ پر شیخون مارا ہوا اب وہ کوہ درشاخ میں چھپی ہیں ایرج یہ سنکر سوار ہوا ساٹنے کو کہے



آیا پکار کر آواز دی کہ او شاہزاد یوں اب تم سب کو اختیار ہو چلی جاؤ مگر گیتی افرور کو میرے  
 حوالے کر داب مجھے تاب فراق نہیں ہو وہاں سے تیر پڑنے لگے کئی نہرا جوان ایرج  
 کے کام آئے ایرج نے خود مرکب بڑھایا طرف پہاڑ کے چلاتیر پڑنے لگے مگر ایرج  
 ان تیرون کو کب مانتا ہو قائم کرتا ہوا چلا قریب درہ کوہ کے پہونچا ملکہ گردیہ بانو کو چند  
 کنیزوں نے خبر دی کہ ایرج نوجوان آپہونچا سپہر شمشیر لیکر اٹھیں ہر چند شاہزاد یوں  
 نے روکا مگر یہ کب مانتی ہیں فوراً ہی جا پڑیں اول ایرج سے نیزہ چلا نیزہ ایرج نوجوان  
 کا ٹوڑ ڈالا مگر جب ہاتھ تلوار کا مارا تو گھوڑے نے سکندری کھائی ایرج نے ہاتھ  
 مار کر زخمی کیا بعد اسکے ملکہ زبیدہ نکلیں یہ بھی زخمی ہوئیں اب ایرج نوجوان نے چاہا  
 کہ درے میں گھس جاؤں کہ لشکر سے ایرج کے فریاد فریاد کی آواز آئی پلٹ کر ایرج  
 نے دیکھا کہ نقا بدرارہ پلنگینہ پوش لشکر پر گرا ہو میری فوج کو قتل کر رہا ہو ایرج کو بہت  
 غصہ آیا لٹکار کر آواز دی او نقا بدرارہ تو اکثر آیا مگر میرے ہاتھ سے بچ گیا آج بے قتل کیے  
 نہ چھوڑو نکا نقا بدرارہ نے تلوار کا ہاتھ چپکا کر مار دیا ایرج زخمی ہو کر پلٹا نقا بدرارہ گھوڑا  
 اڑا کر قریب درہ کوہ کے آیا شاہزاد یوں سے عرض کی آپ لوگ قلعے میں جا میں آپ  
 لوگوں نے آج نام ہی مٹایا آج کل ایرج کا زمانہ ہو زور و رون پر چڑھا ہوا ہوسب  
 شاہزاد یوں کو نقا بدرارہ نے سوار کرایا ایرج نے اپنے لشکر سے دیکھا کہ نقا بدرارہ نے  
 سب بی بیوں کو قلعے میں پہونچا دیا جب سب قلعے میں داخل ہو گئیں تب نقا بدرارہ  
 روانہ ہوا یہ حکایت سکر سوسن نے آہ کی کہا اگر وہ صاحبقران ہیں تو باپ میرا  
 مغلوب ہو گا کنارے آکر لباس شب روی ذات پر آراستہ کیا نقاب سیاہ چہرے پر  
 ڈالی مادیان پر سوار ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہاں طلایہ لشکر صاحبقران  
 تکبیر تاجداروں سے رہا تھا آئے جو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہو گھوڑے کو بڑھا کر  
 آواز دی اس شب تیرہ دتارہ میں کون آتا ہو ملکہ نے آواز دی کہ او تکبیر تاجدار  
 ذرا میرے قریب آؤ جب تکبیر قریب پہونچا تو ملکہ نے نقاب چہرے سے اٹھا دی  
 قریب تھا کہ تکبیر پہونش ہو کر گرے مگر اپنے کو سنبھال کر بوجھا کہ او جان جہان دای



آرام دل مشتاقان اس شب نیرہ و تار میں تھم کہاں آئین کہاں تو حکمین تاجدار نجبا و معلوم  
 ہوا کہ تو صاحب حقیران کا رفیق ہوا لہذا میں نکل آئی میں سمجھ گئی کہ اب میرے باپ کا کوئی  
 زور نہ چلے گا صاحب حقیران جو کہتے ہیں وہی کرینگے کہنا رہے پر لشکر کے حکمین تاجدار کی  
 بارگاہ تھی اسمین لا کر بٹھایا چار پہر رات خدمت گزار سی میں مصروف رہا جب صبح ہوئی  
 تو صاحب حقیران کے پاس آکر عرض کی اے شہر پار اب آپ ہر اسے مقابلہ نہ جائیں میں اپنی  
 معشوقہ کو پا گیا شب کو آپ کا نام سنکر وہ نکل آئی وہ بھی مجھے عاشق ہو میں نے اپنی بارگاہ  
 میں جگہ دی صاحب حقیران یہ سنکر خاموش ہو رہے فرمایا بھئی مبارک ہو کہ معشوقہ تمہاری  
 شکوہ ملگئی لگے شمشاد و گرو جو سوار ہو چند کینیز میں روتی ہوئی آئین کہاں اے شہر پار ملک کا  
 پتہ نہیں شمشاد و گرو نے جھلا کر اپنے عیار صبار رفتار سے حکم دیا دریا فنت تو کر کہ ملک  
 کہاں ہو عیار پھرتا پھرتا تلاش ملک میں چلا قریب خیمہ حکمین تاجدار کے پہونچا آنکھوں کے  
 اپنی دیکھا کہ ملک بہ اطمینان خیمہ حکمین تاجدار میں بیٹھی ہیں عیار آیا شمشاد و گرو غصے  
 میں بیٹھا کانپ رہا ہو کھانا بھی صبح سے نہیں کھایا کہ عیار نے آکر خبر دی کہ ملک عالم پاں  
 حکمین تاجدار کے پہونچ گئیں شمشاد و گرو اپنے مقام سے اٹھا کھادو و نون کا سر  
 لاتا ہوں گینڈا اڑاتا ہوا چلا دربار گاہ حکمین پر پہونچا گینڈے سے کو دکر اندر آیا اصر  
 حکمین تاجدار نے جو شمشاد و گرو کو دیکھا تلوار کھینچ کر دوڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے  
 لگے شمشاد و گرو حقیقت میں بڑا سپاہی ہو وار اسکے روک کر ایک ہاتھ مارا کہ حکمین  
 کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ بھی زخمی ہوا حکمین تو زمین پر گر کر بیہوش  
 ہو گیا شمشاد و گرو سمجھا کہ یہ مارا گیا طرف بیٹی کے جھپٹا رہے دست و پا سر جھکا کے  
 بیٹھ گئی شمشاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا د و چار نہماچے مارے کھینچتا ہوا باہر لایا گینڈے  
 ڈال کر لے چلا ملازموں نے چاہا روکین لگے کسی کا حوصلہ نہ پڑا شمشاد تہ تیغ ہو رہا  
 ہاتھ میں لیے بیٹی کو گینڈے پر ڈالے ہوئے باغ میں آیا ملک کو نخل سے بانڈھا  
 کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا تھا کیوں اوشو خدیوہ کیسو برید تو نے میرے نام میں  
 فرق ڈالا بھلو بدنام کیا میں حمزہ سے لڑتا اگر زہر ہو جاتا تو تیری شادی حکمین کے



سانچہ کرتا اب مارے کوڑوں کے مار ڈالوں گا زندہ نہ چھوڑ دوں گا سوسن نے کہا اے پیر  
عالی مقدار میں خالی بات کرنے کی گنگار ہوں دامن عصمت میں و صلبہ نہیں آنے دیا ہے  
آپ نے اس بیگناہ کو مارا بہت برا کیا شمشاد نے ایک کوڑا مارا سترائے خون کے  
اڑنے لگے تمام جسم گلنا رہو گیا جب تو سوسن بیقرار ہو کر و عابین مانگنے لگی کہ او خالق  
بے نیاز و اے رب کار ساز رحم اپنا شریک کرا میر کو پہنچا ظلم

از وجود بے وجودی گشت اظہار وجود جلوہ جان ہم بچشم باطنش جلوہ دید مرومہ بر اوج موجودات شد پرتو فلک بلبلان نہ شد بہ باغ دہر عطر آگین و ماغ ہچو دل و رسیدہ سیدار و مکان آن دلربا	شد عیان از پردہ اسرار اسرار وجود ہر کسے کار و دیدہ دل دید و پیر وجود شد چو از نور اتی روشن الفوار وجود چون شد از گلہاے رنگین تازہ گلزار وجود خانہ داری میکند دلدار و دار وجود
--	---

مگر صاحبقران زمان جو سو کر اٹھے نماز سے فراغت حاصل کر کے باہر نکلے فرماتے  
ہوے کہ تمکین تاجدار نے کچھ خبر نہیں دی کہ طلاے پر کیا گزری کہ چند خدمتگار  
تمکین کے روتے ہوئے آئے عرض کی اے شہر بار شمشاد گرد بارگاہ میں تمکین کی  
گھس آیا بیٹی کو پکڑ لیگیا تمکین کو مار ڈالا صاحبقران روتے ہوئے بارگاہ تمکین میں  
آئے دیکھا تمکین کا سراور شانہ زخمی بیوش پڑا ہوا صاحبقران نے تمکین کو اٹھایا  
زخموں میں ٹانگے دیے تمکین نے آنکھ کھول کر کہا آقا سے نادر میں تو زندہ ہوں  
مگر آپ کی کنیز کو لیگیا نہیں معلوم اسکے سانچہ کیا کرے صاحبقران روتے ہوئے  
باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوئے خدمتگار و ن سے پوچھا کہ شمشاد گرد و اپنی بیٹی  
کو لیکر کس جانب گیا خدمتگار و ن نے عرض کی حضور باغ لالہ زار کے راستے پر  
گیا ہوا صاحبقران زمان گھوڑا دوڑا کر اسی طرف چلے یہاں وہ وقت ہو کہ شمشاد گرد  
باغ میں پہنچ چکا ہو بیٹی کو اپنی نخل بستہ کر کے کوڑوں سے تعزیر دیکھا ہو ملک گالیان  
رے رہی ہو کہ اوبے حیا جس طرح میرے عاشق کو مار ڈالا بھلو بھی مار ڈال شمشاد  
نے خنجر کھینچا ہو ہر مرتبہ بڑھتا ہو کہ سر کاٹ لوں ملکہ ٹرپ ٹرپ کے پکار رہی ہو کہ تھی ہو



رباعی تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل و ربانی + چہ احتیاج  
 ہمیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلائل را تو خوب میدانی + ملکہ چنین مار رہی +  
 صاحبقران در باغ پر پیونج چکے ہیں ملک کے پکارنے کی جو آواز سنی اندر باغ کے  
 گئے شمشاد گرو نے پلٹ کر دیکھا کہ کڑا کے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا سانس  
 سے صاحبقران زمان نعرے کرتے ہوئے آتے ہیں ملک نے جو امیر کو دیکھا پکارا  
 آواز دی او شہر بار اس کنیز کا اس ظالم نے یہ حال کیا ہو امیر نے جو سوسن کو دریا سے  
 خون بین نہاے ہوئے دیکھا انگھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا لاکڑا  
 کہ او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہو میرے پاس تو آ اور آواز دی او فرزند تھم گھبرا  
 اسکی قضا لیکر آئی ہو بین کیا اسکو زندہ چھوڑ دنگا ادھر سے شمشاد گرو چلا دروازے  
 پر اہالی فوج نے دیکھا تھا کہ صاحبقران باغ میں گئے ہیں وہ بھی ہنگامہ سنگا  
 گھس آئے شمشاد نے اشارہ کیا ہاں صاحبو گھیر کر حمزہ کو مار لو انکو اپنی جرأت کا  
 بڑا دعویٰ ہو سب بلوہ کر کے صاحبقران پر چلے امیر نعرہ کر کے اُن سب سے لڑنے  
 لگے شمشاد گرو نے دور سے دیکھا کہ امیر کو بڑا غصہ ہو کئی سو جوان مار کر ڈال دیے  
 چاہتے ہیں اپنے کو قریب ملک کے پہونچاؤن مگر اہل فوج روکے ہوئے ہیں آگے  
 نہیں بڑھنے دیتے کئی پلٹنیں رسالے باغ میں آگئے ہر طرف سے صاحبقران پر جاب  
 پڑ رہے ہیں مگر صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے زور و شور سے بڑ رہے ہیں دریا  
 خون جاری ہو صد ہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہیں مگر تمکین تاجدار کو ہر کاروں نے  
 جو یہ خبر دی کہ صاحبقران اکیلے طرف باغ لالہ زار کے گئے عرصہ ہوا پلٹ کر نہیں  
 آئے معلوم ہوتا ہو کہ شمشاد گرو سے لڑائی پڑی فوج اندھاری میں اٹھا پشت مرکب  
 پر سوار ہوا اسوقت پہونچا کہ صاحبقران یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں ملک بہ نگاہ یاس آہ  
 کو دیکھ رہی ہو ہر وار پر عرض کرتی جاتی ہو او شہر بار اپنے کو بچائیے پشت سے اس  
 گہر نے نیزہ مارا پہلو سے تلوار چلی تمکین نے جو دور سے یہ مگر دیکھا نعرہ کر کے  
 گرا لڑنے لگا نعرے کی جو تمکین کے آواز بلند ہوئی اور ملک نے تمکین کو جو لڑنے



ہوئے دیکھا تمام در و جسم کا بھول گئی عرض کرتی تھی، وہ کہیم درجیم تو نے اپنا فضل شریک  
 کیا کہ میں نے اپنے شوہر کو زندہ دیکھا مگر امیر با تو قیر کو ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے  
 حکمین لڑتا ہوا قریب نخل کے پہونچا تلوار سے کشدین کاٹیں ملکہ کو اپنے گھوڑے پر ڈالا  
 لڑتا بھڑتا چلا لوگوں نے نخل مچا کر شمشاد سے کشمشاد پلٹا کہ بڑھکر حکمین کو روکوں  
 حکمین نے پکار کر آواز دی اور شہر بار اس ظالم کے ماتھے سے بھٹکوا بچائے امیر نے  
 پلٹ کر دیکھا کہ حکمین تاجدار نے معشوقہ کو رہا کر لیا ہو گھوڑے پر سوار کیے جاتا  
 ہو شمشاد و المکار تہا ہوا آتا ہی چاہتا ہو بڑھکر بیٹی کو چھین لوں اور حکمین کو قتل کروں  
 ساتھ والوں سے کہتا ہو بڑے افسوس کی بات ہو اگر جانتا کہ یہ زندہ ہو تو ایک ہاتھ  
 اور مار دیتا مقام افسوس ہو کہ یہ ظالم زندہ رہے اور میری بیٹی کو لیجائے امیر شہر  
 آکر اسطور سے سامنے آئے کہ حکمین تاجدار کو پشت پر لیا آپ مقابلے میں  
 شمشاد کے پہونچے شمشاد نے نیزہ مارا امیر نے فرمایا او شمشاد سب حسرتیں تو  
 نکال لے کوئی حربہ نہ باقی رہے کہ دل میں تیرے حوصلہ باقی رہجائے نیزہ شمشاد کا  
 نیزے پر روکا اتنے عرصے میں الحاس تاجدار بھی فوج کو لیکر آگیا فوج سے فوج  
 لڑ رہی ہو گھمسان کی تلوار چل رہی ہو شمشاد و صاحبقران سے نیزہ چل رہا ہو چلب  
 طعن آپس میں رد و بدل ہوئے امیر نے اکتالیسویں طعن پر نیزہ شمشاد کو روکا  
 گانٹھا گانٹھا کھڑکھڑایا کہ نیزہ شمشاد کا ہوائی ہو شمشاد نے تلوار کھینچی امیر نے  
 فرمایا او شمشاد گرز زنی رہی جاتی ہو شمشاد نے تلوار کو نیام انتقام میں رکھا  
 قریبوس زمین سے گرز اٹھا یا خبردار خبردار کہلے گرز مارا امیر نے تھپکی ماردی  
 کہ گرز اسکا زمین پر گر کے پیوند خاک ہوا تب اسنے تلوار کھینچی خبردار کہلے ہاتھ  
 مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا اگر ہاتھ مار دیا  
 کہ شمشاد گرد کے دو ٹکڑے ہوئے شمشاد کا مارے جانا کہ فوج بیدل ہوئی اور  
 بھاگنے لگی بعض نے چادر ہلائی صاحبقران نے تلوار روکی اہل فوج شمشاد  
 مسلمان ہوئے امیر بفتح و فیروز سی پلٹے حکمین کو ساتھ لیکر بارگاہ میں اسے سونے کے



جسم پریشان چڑھائیں تمکین تاجدار کا علاج کیا ملک سوسن براسے رفع حاجت جو  
اٹھی کنیز بن وروازے پر خیمے کے موجود تختین ملک بیت الخلا میں آئی کہ آسمان سے  
ایک پنجہ گراسوسن کو اٹھا لیکر سوسن نے تڑپ کے آواز دی کہ او شہر یا کنیز کو  
بچائیے صاحبقران نے جو آواز سوسن کی سنی بیقرار ہو کر دوڑے آکر دیکھا ایک  
ساحر سوسن کو لیے جاتا ہو صاحبقران نے جیت تک تیر و کمان کو اٹھا یا وہ ساحر ملک کو  
لیکر غائب ہو گیا تمکین تاجدار جو اس مضمون سے آگاہ ہوا بیقرار ہو کر گر پڑا اور  
غش آگیا صاحبقران نے سر تمکین کا زانو پر رکھا فرمایا او فرزند آنکھیں کھولو میں  
تمہاری معشوقہ کو تلاش کروں گا صاحبقران یہ فرما رہے ہیں تمکین تاجدار ہوشیار  
آنکھیں کھولنا ہو پھر بند کر لیتا ہو کتنا ہو او شہر یا معشوقہ نے میری محبت میں بڑے  
صدے اٹھاے باب اسکا گرفتار کر لیکر کوڑہ مارا مگر کیا ثابت قدم کو سے محبت تھی  
کہ ایسے جلاد کے سامنے بھی اپنی کئی نہیں معلوم یہ ساحر کمان سے آیا کہ اسکو  
اٹھا کر لیکر کاشکے بھکولیا جاتا میری تو عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

کیا جنون میں چاہیے ہو مجھ پریشانی کے لیے  
خوشنما اسکے رخ رنگین میں ہو چاہ ذوق  
جیسے آکر آپ کے کوچے کی دیکھی ہو ہتار  
روز آتا ہو مرے دل میں خیال روئے بار  
دشت گردی کے لیے ہیں پاتوں میر و اوجون  
لیجے میرا دل صد چاک حاضر ہو حضور  
اب مری یوں روز ہوتی ہو رسانی اٹاک  
جان ہم حاضر کرین آیا ہو دل میں عشق بار  
فصل گل میں قید سے لڑکے چھڑائیں گے مجھے  
عشق بازی میں مجھے و دل عطا کر یا خدا  
کر بلا کے حقوق میں مملوت تڑپتا ہوں کمال

گرد کی چادر ہو کافی جسم عریان کے لیے  
چاہیے ایسا کنواں ایسے گلستان کے لیے  
بلبلین جاتی نہیں سیر گلستان کے لیے  
خوب یہ مہمان سرا ہو ایسے مہمان کے لیے  
ہاتھ ہیں یہ چاک دامان و گریبان کے لیے  
چاہیے شانہ اگر زلف پریشان کے لیے  
اک نہ اک تھخہ میں لیجاتا ہوں دربان کے لیے  
کچھ ضیافت چاہیے ہو ایسے مہمان کے لیے  
ہاتھ نہیں تھپڑ لیے ہیں قفل زندان کے لیے  
ایک حسرت کے لیے ہو ایک ارمان کے لیے  
دل ہو مضطر و فدا شاہ شہیدان کے لیے



یہ ذکر ہو رہا تھا کہ رنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے آتے  
ہیں صاحبقران کو جا بجا تلاش کیا یہاں پتہ ملا آکر امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیکر  
کہا اوقاتے نامدار اہل لشکر آپ کے لیے تڑپ رہے ہیں میں تلاش کرتا ہوں یہاں پہنچا  
امیر نے فرمایا خواجہ ایک مشکل درپیش ہو جو مانگو گے وہ ملے گا ملکہ سوسن ترز زبان معشوقہ  
تکمین تاجدار کو ایک ساحر لے گیا ہوا اسکی تلاش کرو عمرو نے اسی وقت بانہا سے عیاری  
ذات پر لگا سے تلاش میں ملکہ کی چلے صحرا کو وہ دشت دیبا بان کو چھانتے ہوئے جاتے  
ہیں معرکہ یہ گذر کر افریق جادو مالک کو وہ افریقیہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اسکو خبر  
ملی کہ ملکہ سوسن ترز زبان کی شادی تکمین تاجدار کے ساتھ ہو گئی اسکو شکر بڑا صدمہ ہوا  
جھلا کر ایک ساحر سے کہا کہ جا کر سوسن ترز زبان کو لے آؤ میں اس سے وصل حاصل  
کر دوں گا شتاب جادو آیا ملکہ کو اٹھا لیگیا راہ میں جو جمال دیکھا خود عاشق ہو گیا ایک  
پہاڑ پر آکر ملکہ کو ہوشیار کیا کہا اے ملکہ عالم تمکو افریق جادو نے طلب کیا ہے میں نے  
جو تمکو دیکھا دل سے عاشق ہوں مجھکو قبول کرو میں تمکو طلسم سے نکال لیچلوں گا ملکہ نے  
شفقتھی سانس کھینچی کہا اے شتاب جادو کیوں دیوانہ ہوا ہے میری شادی تکمین سے  
ہو چکی جو تقدیر میں تھا وہ ہوا صاحبقران زبان کہ بڑی بڑی شانہرا دیان اپنے عاشق  
میں نگر میں نے تکمین ہی کا خیال رکھا تیرا جہان چاہے لیچل تیرے بس میں ہوں  
جو چاہے کر مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ اپنی جان و دنگی تیرے کیا ہاتھ آئیگا آخر میں  
پچتا نیگا شتاب جادو سوچنے لگا کہ کیا کروں اگر افریق کے پاس لیجاؤں گا وہ قبضہ کریگا  
لیکر اسکو کل چلوں کسی بادشاہ کی نوکری کر دوں گا جس بادشاہ کے پاس جاؤں گا وہ قدر کرے گا  
وہیں اس معشوقہ کو رکھوں گا یہ سوچ کر پھر لے اڑا گھڑی بھر کامل اڑا کیا جب بازو وں  
میں طاقت نہ رہی تو ایک صحرا میں اتر آکھنے لگا اوسوسن ذرا شہد سے بولوا اپنی زبان  
شگفتہ سے کلام کرو ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی خاموش اپنے حال پر روتی ہو شتاب  
متین کر رہا ہو کتنا ہو میں اب تمکو غیر اقلیم میں لیے چلتا ہوں کہ دیکھا صحرا سے گرد آڑی  
ایک ساحر عجیب و غریب پیدا ہوا اُسے دیکھا کہ ایک ساحر ایک معشوقہ سے



کلام کر رہا ہو خیال میں گذر اکہ اس ساحر کو مار و ن اور اس معشوقہ کو چھین لون تریب  
 آکر لکار اکہ او بیچیا یہ معشوقہ حور مثال تیر سے لایق ہو اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہو تو  
 مجھے حوالے کر دے تو صحر اکہ راستہ لے شتاب نے کہا او کر یہ منظر یہ معشوقہ کیا تیر سے  
 لایق ہو آپس میں تکرار ہونے لگی اُس ساحر کا محال جادو نام تھا گور نکا لکھ شتاب  
 پر مارا شتاب نے گور کا ٹاٹا ملکہ دیکھ کر ڈر رہی ہو کتنی ہو کہ دیکھو ن اب یا تقدیر مجھ کو  
 دکھاتی ہو اور کیا صورت نظر آتی ہو محال جادو نے دو چار سحر کیے آخر کار دھجھو بی سے  
 نکالی خون اپنا لگا کر کیصنح ماری شتاب نے ہر چند چاہا بچون مگر اُس کا رو سے کب بچتا  
 ہو سینے پر پڑی کہ توڑ کر لپیٹ کو پا کر گذری جب شتاب مران تو محال قریب آیا کہا کہ او  
 جان جہان و او آدم دل عاشقان میں نے تمھارے واسطے یہ کام کیا اب مجھ کو قبول  
 کرو ورنہ جبر کروں گا سحر کروں گا کہ تمھارا دل اکٹ جاے اور میرا وصل قبول کرو میں مثل  
 اس بیچیا کے نہیں ہوں مجھ کو سب طرح کا اختیار ہو ملکہ رو نے لگی کتنی ہو کہ او محال اگر  
 جان لینا منظور ہو تو ایک کار د مجھے بھی مار دے مگر عصمت کا نام نہ لے جو مجھ کو منظور  
 تھا وہ ہو گیا اب صرف جان دینا ہو وہ تجھے اختیار ہو یہ ساحر بے جیا مجھ پر بدعت کر رہا تھا  
 اسکا انجام پایا اب تم عصمت بگاڑنے پر آمادہ ہو پیرور دگار حاکم و ناظم ہو شاید کوئی  
 صورت پیدا کرے کہ وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی ہو **نظم**

رو نما پید آفتاب و ماہتاب	پیش لعل ان رخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو	میشود و پیدا بہ عالم انقلاب
باد و آتش جلوہ ذات تو اند	منظر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنی اند و دور	می بری از دل نور رخ و اضطراب
حامی و ہمد م بہ خیر و شر توئی	حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بار دیگر برور و دیگر نہ رفت	شد بہ در بار تو بہ کس فیضیاب
نیکی حاصل از توبہ کو کار را	بہر بد کار ان غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو	یا بہ تنہی دم زند وقت خطاب



ماندند احوال جناب کسب ریا

ہندھی نادان بہ پیری و شباب

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں لیکن محال جادو نے کچھ پھول توڑے گلہ ستنہ بنا رہا ہو کتا ہو  
 اور ملکہ عالم ہی سنگھا و تنکا مثل میرے مجھ پر نائل ہو جاؤ گی ملکہ بقیہ اسے ہو خدا سے دعائیں  
 کر رہی ہو کہ اور بت دوسرا و احوال خالق یکتا اس ظالم کی بدعت سے بچائے کہ صحر اسے  
 گانے کی آواز آئی محال نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک گویا پیر زمین گیر کمر میں خم ڈھول  
 گلے میں پڑا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا نا نہیں لگاتا ہوا چلا آتا ہو نظر

کتی ہو باد صبا آ کے یہ میخواروں سے  
 لاکھ پوچھے کوئی لیکن نہ کہوں عشق کا راز  
 میں ضرور رابر و خمدار کا بوسہ لو تنکا  
 گل تر شاخ سے مرجھا کے چین میں جو گرے  
 مجھ کو خالق نے قناعت کی وہ دولت دی ہو  
 اتر با جتنے ہیں رکھتے ہیں یہ غنیمت کا خواص  
 ناز کیوں کرتے ہو معلوم ہوئی قیمت حسن  
 جگر و دل تو ہیں کیا جان تصدیق کرتے  
 ناحق او بر ہمہ نوبت کو خدا کہتے ہو  
 تیری مسجد میں یہ کثرت نہیں دیکھی واعظ  
 تذرسن و تنکا بھلا کا ہیکہ پوچھو گے مزاج  
 غل مجائیں نہ گلستان میں عنادل اتنا  
 منفعل ہو کے جو روئے تو کبھی ساری آگ  
 پائوں پھیلا دیا اور کچھ لیا سطوت ہاتھ

مژدہ موسم گل لائی ہوں گلزاروں سے  
 ہوں وہ دیوانہ کہ بہتر پہنچیں ہشتیاروں سے  
 گو مجھے آج وہ ٹکڑے کرتے تلواروں سے  
 بلبلین جھک کے اٹھانے لگیں منقاروں سے  
 ہوں غنی کام نہیں ہو مجھے زرداروں سے  
 بان کچھ امید بھلائی کی ہو تو یاروں سے  
 پوچھ آیا ہوں میں یوسف کے خریداروں سے  
 تم زرا بھی جو وفا کرتے وفاداروں سے  
 مشکین محشر میں کسی جائیگی زماروں سے  
 سیکرہ روز بھرا رہتا ہو میخواروں سے  
 ہو سبھا تمہیں مہلت نہیں ہماروں سے  
 گل آئیں نہ کلیجے کہیں منقاروں سے  
 سر دیار جنم ہو گنگاروں سے  
 ہوں نہیں قانع مجھے مطلب نہیں زرداروں سے

محال جادو نے جو اس گویے کو دیکھا حیران ہو گیا کہ ایسا نحیف و ضعیف مگر کیا  
 خوش آواز ہو آواز میں سوز و گداز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب ادھر آؤ  
 بڑے میان قریب آئے کہا گستیان یہ عورت کون ہے اور کیوں رو رہی ہو محال نے



کہا بڑے میان صاحب میں نے ایک جادوگر کو مار کر اسکو لیا ہی یہ مجھکو نہیں قبول کیا  
 میں گلدستہ بنا رہا ہوں کہ اسکو سنگھا دوں یہ مجھپر عاشق ہو جائیگی بڑھے نے کہا یہ کام  
 ہمارا ہو کہ ناراض کو راضی کر دین سیکڑوں بہو بیٹیوں کو آوارہ کر دیا جو خواہاں ہوا  
 اسکے پاس پہونچا یا آپ ایسا جو ان اور عورت نہ قبول کرے یہ بڑھے بڑھے ہاتھ  
 پانوں اور کالی کالی صورت اسپر کون نہ مائل ہو گا آپ ہٹ جائیے میں ابھی اسکو  
 راضی کیے دیتا ہوں محال جادو وہاں خواجہ نے پوچھا اے ملکہ عالم تمھارا نام نامی  
 کیا ہو ملکہ نے رو کر کہا مجھکو سوسن تر زبان کہتے ہیں اول میں مجھکو شتاب جادو  
 اٹھا کر لایا تھا اسنے اسکو مارا نہ بددستی وصل کا خواہاں ہو اور میں معشوقہ تکمیل  
 تاجدار ہوں یقین ہو کہ صاحبقران زمان میرے واسطے کوشش کریں کسکی مجال ہو  
 کہ مجھپر دست انداز ہو سکے خواجہ نے اپنا نام بتایا کہ اے ملکہ عالم اس ساحر سے کہو  
 کہ میں خود تجھپر مرقی ہوں بڑھے میان نے ٹھیک ٹھیک سمجھا دیا تیری بدعت سے  
 مجھکو انکار تھا اب تو راہ پر آیا تجھکو کیونکر نہ قبول کرونگی میں ابھی اسکو مار لوں گا ملکہ نے  
 کہا خواجہ یہ میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ نے کہا میرے کہنے پر تو تم اسکا پاس  
 کر دین ابھی اسکو مارے لیتا ہوں شاید صاحبقران سے ذکر ستا ہو میں عمر و ہوں  
 تمھاری فکر میں نکلا ہوں اب کیا یہ بچ سکتا ہو ملکہ سر جھکا کر خاموش ہو میں خواجہ نے  
 آواز دی کہ اے محال جادو عجب بے وقوف ہو وہ تو خود تمھپر جان دیتی ہو تمھاری  
 بدعت سے بیزار تھی لیکن شراب لاؤ نشے میں لطف ہو گا محال جادو یہ سنکر دوڑا  
 بھٹی سے شراب لایا کہ لو بڑے میان یہ شراب حاضر ہو مجھکو بھی پلانا عمر و نے کہا  
 تمکو نہ پلاؤنگا تو کسے پلاؤنگا عمر و نے جام بھر کر لبریز کیا چند اشعار پڑھکر پکارا اٹھے  
 یہ جام موجود ہو اسکا انجام برا ہو اے محال جادو اسکو پی جاؤ تمکو یہ معلوم ہو گا کہ  
 صحبت خداوند میں میٹھے ہو محال نے خوشی خوشی وہ جام لیا کہتا ہوں اس معشوقہ کو تو  
 پلاؤ عمر و نے کہا تم مشقت کرو گے اسوجہ سے پینا ضرور ہو دیکھتا ہوں کہ آکھدن  
 میں سرور ہو محال جادو نے وہ جام لیکر پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہوں میان گویے صاحب



اس شراب نے بڑا نشہ کیا حقیقت میں خداوند آئے ہیں اور مجھے بلا تے ہیں عمرو نے  
 کہا تم بھی بلاؤ اور اٹھ کر استقبال کرو محال جاو و گھبرا کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی  
 لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے  
 کہا اوشہنشاہ اوج عیاری تھنے کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا سر بر نہ جاو و گرا ان  
 وریش ترا شندہ کافران میرا لقب ہو عمرو نے چاہا ملکہ کو ساتھ لون اور نکل چلون  
 مرنے کی محال کے جو آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من محال جاو و پہلو سے آواز  
 آئی کہ ارے تو کون ہو کہ محال کو مارا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی اُسے  
 سحر کیا عمرو کے پانوں زمین نے پکڑ لیے لاشہ جو محال کا دیکھا آنکھوں کے نیچے  
 اندھیرا لگیا کمال جاو و اسکا نام ہو محال کا چھوٹا بھائی ہو کہنے لگا او ظالم تو نے  
 میرے بھائی کو مارا اب میں تجھ کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا تیرے قتل سے مجھ نہ سوڑوں گا  
 عمرو نے کہا کمال تمہارا نام ہو تم اپنے کمال میں یکتا ہو کچھ اپنا کمال دکھاؤ ورنہ ابھی  
 ہمارا کمال دیکھو ہم تو تمہارے کمال کے مشتاق ہیں ابھی یہ بٹوا جو ہمارے گلے میں  
 پڑا ہوا سمجھیں بہت سال رکھا ہو جس قدر چاہو مجھ سے لے لو مگر مجھ کو معاف کرو میں نے  
 تمہارے بھائی کو نہیں مارا اس عورت نے تمہارے بھائی کو مارا ہو تم اسکو بھی  
 لیجاؤ جا کر عیش کرو ملکہ یہ شکر کرنے لگی عمرو نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو کمال قریب  
 عمرو کے آیا کہا یہ بٹوا مختصر ہو عمرو نے کہا میرے پانوں رہا کر دیکھیے پھر بٹوے کو ملاحظہ  
 کیجئے کمال نے عمرو کے پانوں کھولے عمرو نے زنبیل کو کھولا کمال نے جھک کر دیکھا  
 تو ایک مجمع عظیم نظر آیا مال جا بجا انبار ہو عمرو نے منڈھی نکالی اپنے اوپر اوڑھ لی اب  
 کمال نے دیکھا کہ وہ بڑھا اور عورت دونوں ایک خیمے میں بیٹھے ہیں کمال نے کہا  
 او بڑھے یہ خیمہ کہاں سے لایا عمرو نے گالیاں دینا شروع کیں کمال بڑھا کہ ٹانگ  
 پکڑ کے کھینچ لون جیسے ہی طناب پر ہاتھ رکھا ٹھھی میں شک گیا عمرو نے سوا نکال کر  
 پیشانی پر مارا اور نیچے آگ روشن کر دی بھیجا کمال کا نکلنے لگانے پنے لگا مگر خواجہ  
 کب مانتے ہیں کہا میرا کمال دیکھا یہ کہ ایک گرگا زنبیل سے نکالا گرگا جو گھبرا کر نکلا



عمر و کو دیکھ کر کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عمر و نے کہا اسکی سوسبائی نکال لو کارخانے میں  
اب نہیں ہو اور اسکا علاج کرو اس گرسے نے ترپا ترپا کر کہا کہ مارا عمر و نے گرسے  
کو کہا زنبیل میں جاؤ گرگا کا پیتا ہوا زنبیل میں گیا عمر و نے مڑھی رکھی ملکہ کو ساتھ لیکر  
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ عمر اسے گرد آڑی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت مرکب پر  
سوار اور پشت پر چیز سوار پیدل شکار کھیلتا ہوا اُٹا ہوا اُسے جو اس مہجین کو دیکھا  
پکار کر کہا او بڑھے اس عورت کو کہاں لیے جاتا ہو گھوڑا اُڑا کر قریب آیا عمر و نے  
کہا میں اسے چیتا ہوں خرید لیجیے اقلیم تاجدار نے موتیوں کا مال لائے سے اُتار  
کہا لو بڑے میان یہ کئی لاکھ روپے کا ہے ہمیشہ آباد رہو گے عمر و نے مال لیکر زنبیل میں  
رکھا ملکہ سوسن سے کہا لو بی بی خدا حافظ اب تم انکے ساتھ جاؤ سوسن رونے لگی  
کہ خواجہ یہ کیا کتے ہو میں اسکے ساتھ نجاؤنگی عمر و نے خفیہ کہا بھلا میں تمہیں جانے دوں گا  
تم اسکا ہاتھ پکڑ لو میں اسکو مارے لیتا ہوں ملکہ نے ہاتھ تھا م لیا اقلیم تاجدار  
خوش ہو گیا عمر و نے کہا ذرا کنارے چلیے اس عورت کے جو عیب و ہنر ہیں وہ کہوں  
کہ آپ آگاہ رہیں یہ عورت بڑی بد مزاج ہے ہر وقت وصل اسکی خوشامد کرنا اقلیم تاجدار  
کو کنارے لاکر جناب مار کر بیہوش کیا تاج وغیرہ اسکا لیا اُسکی شکل تبکر باہر نکلتے اور  
سواروں سے کہا جلد جاؤ ایک محاذ زربین لیکر آؤ مگر دیر نہ لگانا تم سبکو منال کر دیا  
آج میں نے صحرائیں دولت کو بین پائی سوار گھوڑے اُڑاتے ہوئے چلے کہ جا کر  
محاذ لائیں عمر و ملکہ کو لیکر بھاگا پھر سوچا کہ اسکو زنبیل میں رکھ لوں ملکہ سے کہا  
ذرا تم تو اس بٹوے کی سیر کرو ملکہ جھپک کر بٹوے کی سیر کرنے لگی عمر و نے ملکہ  
زنبیل میں ڈال دیا جیسے ہی ملکہ زنبیل میں گری چہار طرف سے کنیزیں دوڑیں کہ  
اسکو ستائیں عمر و نے آواز دی خبردار اسکو بہ اعزاز و اکرام رکھنا یہ ہمارے  
آقا کے سردار کی معشوقہ ہے کنیزوں نے ہاتھوں ہاتھ سوسن کو لاکر ایک تفر  
میں بٹھایا ہاتھ باندھا رکھری ہوئیں کتنے لکین جو حکم دیجیے وہ بجا لائیں سوسن  
حیران ہو کہ میں کہاں پہنچ گئی خاموش بیٹھی ہو کیسیکی بات کا جواب نہیں دیتی



اور خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں یہاں صاحبقران نے جو تکبیر کو بہت بیقرار پایا فرما رہے ہیں کہ اوی تکبیر نہ گھبراؤ خواجہ عمر و لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے زنگ کی آواز بلند ہوئی تکبیر بیقرار ہو کر دوڑا کہا اوشہنشاہ اوج عیاری معشوق میری ملی عمرو نے کہا میں تولایا مگر راہ میں مہاجنون نے چھین لیا کچھ روپیہ دو تو میں اُسکو طلب کروں تکبیر تاجدار نے اپنے خزانے کا پرچہ دیدیا خواجہ نے زنبیل سے ملکہ کو نکالا عاشق و معشوق ایک جگہ ہوئے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نے خبر دی کہ قتل ملکہ حسینہ جادو ابھی باقی ہو امیر سب سے رخصت ہوئے صحرا میں آئے ہزار ہا زراغ و زغن نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر نے لوح کو دیکھا اسبین نوشتہ پایا کہ بیچ میں زراغون کے جو زغن کلان ہو اُسکو تیر سے مار دو تب یہ سب غائب ہونگے امیر نے جیسے ہی کمان کا ندھے سے اتاری وہ زغن کلان چیخ مار کر بلند ہوئی امیر نے تیر مارا دیا اپنے بائیں جاتا تھا مگر قضا و قدر نے اُسکے سینے پر پہنچایا زغن سر کر گری تمام زراغ جلنے لگے آندھی سیاح اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من زغن جادو بود امیر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پہاڑ حائل ہو امیر نے لوح کو پہاڑ سے مس کیا پہاڑ میں دناٹا ہوا ایک ساحر قوی ہیکل جوت کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ او طاسم کشا مجھ کو سوتے میں بیدار کیا اب کیا تجھ کو زندہ چھوڑ دوں گا صاحبقران نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے دو جادو گر ویسے ہی بنکے تیار ہوئے تھوڑے عرصے میں کئی ساحر ایک وضع اور ایک قد و قامت کے بنکر تیار ہوئے کلھاڑے سب کے ہاتھ میں امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ کذابے پر جو ساحر کھڑا ہو جسکی پیشانی پر خال سفید ہو اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُس سفیدی پر تیر مار دو صاحبقران نے کمان کا ندھے سے اتاری اُس ساحر نے چاہا تو پکڑ نکلا جادون امیر نے عکس لوح ڈالا وہ ساحر چپکا کھڑا ہاتھ آکر خال پر پڑا کہ اندھیرا ہو گیا سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے سب جگر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من کو ہاں جادو بود وہ کوہ کلان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کئی ہزار بندے



خدا کے پہاڑ میں قید تھے امیر نے آکر ان سب کو رہا کیا رہا کر کے آگے بڑھے دیکھا وہی قلعہ ہی  
 جس میں میں سابق میں آیا تھا مگر نہرا رہا نہ لگی برجوں میں کھڑے ہیں امیر کو جو سب نے آتے  
 ہوئے دیکھا تو نہراؤں کو دم دیا اندر سے قلعے کے فوج پیدا ہوئی حسینہ جادو و تخت پر  
 سوار کئی لاکھ ساحر ساتھ لیکر قلعے سے باہر آئی امیر کو دیکھ کر آواز دی ہاں یار واسکو مار لو  
 کل فوج نے امیر پر بلوہ کیا امیر لوح کو گردش دے رہے ہیں جس پر عکس پڑا وہ نابینا  
 ہو گیا کہ طرف سے صحرا کے گرداڑی الماس تاجدار دیکھیں تاجدار کو وہ آہن رہا  
 خونخوار سا تھ نہرا فوج سے پہونچے آکر شریک جنگ ہوئے جب فوج ساحران کا  
 زیادہ بلوہ ہوتا ہی تو صاحبقران لوح کو گردش دیتے ہیں ساحر عاجز ہو کر بھاگتے ہیں مگر  
 الماس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے چڑھا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہو چکا ایک لڑتے  
 لڑتے کانپا گھوڑے سے گرا فوراً غائب ہو گیا تمکین تاجدار نے امیر کو خبر دی  
 کہ او شہر یار الماس غائب ہوا امیر نے لوح کو اٹھایا مگر وہ جنگ عظیم ہو کہ لوح بے شکل  
 نہ دیکھ سکے ساحر مہلت نہیں دیتے مگر صاحبقران لڑ بھڑ کر کنارے آئے لوح کو ملاحظہ  
 کیا اس میں نوشتہ پایا کہ پہلو پر گنبد سیاہ ہو گنبد جادو الماس تاجدار کو پکڑ لیگیا لوح  
 گنبد سے مس کر و ایک راستہ پیدا ہو گا امیر نے جا کر لوح کو گنبد سے مس کیا دروازہ  
 گنبد کا ظاہر ہوا دیکھا الماس تاجدار ایک ستون سے بندھا ہو مقررہ واشکیار  
 وغائبین مانگ رہا ہو چکا رہا ہو کہ او خالق بے نیاز و اورب کا رسا ز امیر کو پہونچا

خدا ارساند جہان رہا بمنزل اصلاح  
 بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح  
 ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح  
 رسد بہ فضل کمالش بہ روح فرحت و راح  
 ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح  
 کند نہ شام ہو پید اظہور نور مصباح  
 بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح  
 پے کشایش باب امید مخلوق است  
 مطیع حکم خداوند مالک الملک است  
 بدل قرار و بہ تن قوت و بجان آرام  
 خدا بہر دل تاریک میکند روشن  
 ز نور روز نماید خدا شب تاریک  
 بہ شرق و غرب بگرد فلک بفرمانش



<p>ہمیشہ سجدہ تسلیم و زاری و الحاح  ہمیشہ حالت بد را خدا کند اصلاح  زمانہ ہست ثنا خوان و واصف و مداح  درین جہان نہ باشند کسی دیگر ملاح  کشادہ ہر کہ میان ہواے شوق جناح  ز صبر و شکر و ریاضت بہ نسبت ہر کہ سلاح  کشادہ دار بر و باب فضل یافتاح</p>	<p>بہ بارگاہ مقدس سران ملک کنند  خدا بہ آئینہ سینہ روشنی بخشند  بہ ذکر و دست ہمہ خلق در جہان مشغول  خدا بکشتی مخلوق تا خدا باشد  بہ اوج معرفت حق رسید و یکدم  جہاد بر سر میدان بہ نفس شیطان کرد  چو ہست سایہ در گاہ پاک بر ہندی</p>
---	---

امیر نے جو الحاس تاجدار کی یہ کیفیت دیکھی پھر لוח کو مس کیا الحاس نے قید سے رہائی پائی جتنی دیر میں امیر باہر نکلے اتنے عرصے میں حسینہ جادو نے سارے لشکر کو سحر میں پھنسا دیا امیر نے حکم دیکھا کہ کل لشکر متبلا سے سحر ہو صاحبقران نے آتے ہی عکس لוח کا ڈالا کل سردار و ن کو عکس ڈال کر ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوئے تو پھر جنگ میں مصروف ہوئے مگر صاحبقران لוח کو ملاحظہ فرما چکے ہیں لוח میں نوشتہ پایا کہ جب تک حسینہ جادو نہ قتل ہوگی لشکر پر یہی آفت رہیگی حسینہ جادو بلاے روزگار ہو مگر لוח سے ہوشیار رہے گا عین گرمی جنگ میں صاحبقران نے کئی مرتبہ خواجہ کو پکارا مگر خواجہ کا پتہ نہ ملا آخر ناچار ہو کر صاحبقران نے لוח کو گلے سے اتار لוח کو ہاتھ میں لیا اس خیال سے کہ لוח کو ملاحظہ کروں کہ ایک مقام پر دیکھا خواجہ شعلہ آتش میں گھرے ہیں کل اعضاے بدن جل رہے ہیں فریاد فریاد کی صدا بلند ہو صاحبقران کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای آقا سے نامدار وادی مولا سے قدر شناس غلام کو پکاریے صاحبقران نے پھر لוח پھینکی فرمایا خواجہ لוח کو اسکے جسم سے مس کر دیا خواجہ نے لוח کو رومال میں لپیٹا پکار کر آواز دی کہ ای صاحبقران دیکھیے لוח یوں لیتے ہیں منہ حسینہ حسن سنا رہا اب اس گھیبو پریدہ کو بھی گرفتار کرونگی جسکے عشق میں طلسم توڑا یہ کلمے بھاگی اچک کر تخت پر سوار ہوئی اسی صورت پر تھی جس صورت پر لڑنے آئی تھی نعرے کر رہی ہی یار و میں نے لוח طلسم



لے لی اب طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح میرے پاس موجود ہو یہ کہکے لوح تحصیل پر رکھی  
کل لشکر کو دکھائی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ پہلو بین اسکے وزیر عظم  
عقبیل جادو جو کھڑا تھا اسنے حلقہ ہائے کند مارے اور لوح ہاتھ سے حسینہ جادو کے  
لے لی اور نعرہ کیا نعرہ عمر و

عمر و کہ کلاہ از سر نبیرم	رنگ از رخ بختک بد اختر برم
در مجلس خسروان جو گردم ساتی	تبع و سپر و سب و سا غر برم

نعرہ کر کے طرف امیر کے لوح پھینکی امیر نے جست کر کے لوح کو لیا لوح کو لیتے ہی  
وہی جنگ و جدل تھی وہی ساحرون کی پریشانی لیکن خواجہ عمر و حلقہ ہائے کند مار کر  
بھاگے حسینہ جادو نے چاہا عمر و کو گرفتار کروں عمر و نے گلیم اوڑھ لی حسینہ غل مچانے لگی  
ارے ساربان زادہ سامنے سے غائب ہو گیا ارے صاحبو کس ہما ہی سے لوح کو بھٹے  
لیا میں نے ایسی تدبیر سے لوح لی تھی کہ جانتی تھی اب لوح مجھ سے جدا نہ ہوگی اب جدھر امیر  
حملہ کر کے جا پڑتے ہیں مجمع ساحرون کے متفرق ہو جاتے ہیں ہر طرف سے صدائیں بلند  
ہیں کہ اے ملکہ عالم ہم چلے جاتے ہیں عکس لوح نے آگ لگا دی دیکھیں کیونکر بچیں مگر  
صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے تخت کے پہونچے حسینہ نے دیکھا کہ طلسم کشا  
قرب آتا ہو تخت کو ہٹایا ساحرون سے کہا تخت کو بلند کرو تخت کو ساحر بلند کرنے لگے  
امیر نے جو دیکھا کہ حسینہ جادو کا تخت بلند ہوتا جاتا ہو کمان طلسمی کا ندھ سے اتاری تیر  
بحر کمان میں پیوست کیا حسینہ جادو کو تاک کر تیر تار حسینہ جادو نے تیر جلا دیا امیر نے  
بوچھا کر دی آخر ایک تیر آنکھ پر آ کے پڑا کہ آنکھ حسینہ جادو کی نکل پڑی غل مچانے لگی  
کہ اے طلسم کشا غضب کیا آنکھ میری بیکار ہوئی ڈھیلہ آنکھ کا لشکا ہوا آنکھ سے خون  
جاری ترپ رہی ہو عمر و نے قریب آ کر کہا اے شہر یار آپ کیون رک گئے تیر سینے پر  
مارے حسینہ نے وہی خون آنکھ کا لشکر امیر پر پھینکا جیسے قطرہ پڑا وہ جل گیا امیر نے  
ایکے جو کمان کیانی روش سے اتاری تین پچال کا تیر اس میں پیوست کیا سینہ حسینہ  
کا تاک کر مارا ہر چہ حسینہ جادو نے چاہا بچوں مگر وہ تیر قضا کئی ساحرون کے کلیجوں کو برما کے



سینہ حسینہ کو توڑ کر پشت کے پار گزارا حسینہ جاو و کامرنا کے سامنے جو کوہ حائل تھے وہ گر پڑ جب پہاڑ گرے مقناطیس وغیرہ پہاڑ کے اسپار انتظار میں تھے نعرہ صاحبقران کی صدا سنکر آئے آکر شریک جنگ ہوئے ساحر و ن نے چادر ہلائی امیر نے امان دی کہ ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آئے کنجیان لاکر صاحبقران کے سامنے پیش کین کہا یہ کنجیان خزانے کی حاضرین امیر نے آ کے کوٹھے خزانے کے کھلوائے مال بچساب نکلا مقناطیس جنی بھی آکر ملا رفقا سے روئین تن نے آکر امیر کے قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا عرض کی مبارک ہو کہ حضور نے طلسم فتح کیا مگر غلام کی آرزو نہ پوری ہوئی صاحبقران نے مقناطیس سے اقرار کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمھاری دختر سے عقد کرینگے اور اخفا سے روئین تن کی معشوقہ دلوا دی عقد شری ہو گیا خزانہ لد و اگر اول صاحبقران اُس مقام پر آئے جہاں لشکر ظفر اثر ہو لندھو و وغیرہ نے دیکھا کہ صاحبقران بڑی شان و شوکت سے آئے سینے آکر استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا ایو دارا سے ہند لشکر تیار کرو کہ ہم کو قصر ہشت پہل پر جانا ہو لندھو و مالک نے اسی وقت لشکر میں حکم پکڑا دیا کہ کل صاحبقران کا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ ہو تمام لشکر تیار ہو اکل فوج امیر کے ساتھ بارہ لاکھ ہو افسران نامی و تاجداران گرامی تختون پر سوار دیوانے چینین مارتے ہوئے زنجیروں ہلاتے ہوئے صاحبقران کے ساتھ ہوئے امیر نے اس شان و شوکت سے طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا کہ ذکر الکا وقت پر ہوگا

و کلمہ داستان حیرت بیان طلسم کشا نور الدہر بن بدیع الزمان کے  
نوکر کرتا ہوں۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان	کہ پھر رنگ پر آگئی داستان
گلابی اٹھا ساقی پیہر	کہ عاشق کے دل کی ہو تھک و خبر
شراب مضامین کا ہو یا رہا	ترے بھرین یہ ستم بھی سہا



ہر اک وقت عاشق کو یہ دھیان ہو  
چلین رند بیخوار با صد خوشی  
ہر اک مہینے کو تو خواہش ہوئی  
کہ رندوں کا مجمع نہ ہو دہرین  
اٹھا ساتھی بچنبہ را جواب  
وہ صنوفی کہ بیخانہ روشن ہوا  
اٹھے مریستان فرخندہ خو  
و کھا وصف تحریر او خوشمقال  
لکھو داستان مرصع قمر بہ

کہ بیخانے میں آج سامان ہو  
کہ پیر مغان کو نہ ہو سرکشی  
مگر دختر نہ کو کاہش ہوئی  
پھرین اس طرح سے نہ وہ شہرین  
رخ صاف سے جلد اپنے نقاب  
وہ گرمی کہ ہر ذرہ گلخن ہوا  
کہ کرتے ہیں مینوش کی آبرو  
کہ ساتھی کو ہر شوق میں انفعال  
کہ محظوظ ہوں ناظرین سرسبز

چہرہ سیاحان دشت پر ہول اور ساحران سامری قول اس داستان شوکت بیان  
کویون تخریر فرماتے ہیں شعر مصنف سخن و دانائے شیرین زبان ہچنین بیگار  
نکلاک بیان ۴ سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ شانہ را وہ نور الدہرین بدلیع الزمان  
گل مراد وابرش طلسمی کو لیکر دشت لالہ را میں پہونچے جس وقت سے پھول گلے  
میں پڑا ہو اس طرح کی خوشبو آتی ہو کہ تمام جسم مشک و عنبر کا معلوم ہوتا ہو جیٹن  
سے گزرتے ہیں را اسٹہ معطرہ معنبر ہو جاتا ہو بوسے جسم اقدس جو پھیلی اس دشت  
لالہ را میں ایک قصر دکھائی دیا دروازہ قصر کا کھلا چند کنیروں نے گرسی بچائی  
نور الدہر نہیر قصر پہونچے کہ ایک نازنین آگے گرسی پر بیٹھ گئی زلفین چہرے پر  
آراستہ معلوم ہوتا ہو کہ ناگنیاں پڑی من کو دس رہی ہیں عارض النور میں صنوبر  
کہ صاف ثابت ہوتا ہو کہ چاند کے دو ٹکڑے دونوں طرف نصب ہیں بقول میر حسن  
مرحوم اشعار جہان راستی چاہیے راستی ۴ کجی جس جگہ چاہیے و ان کجی ۴ تبسم حیا ناز  
شوخی غرور ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور ۴ نور الدہر نے جو جمال جہاں آرا  
اس نازنین کا دیکھا ہے اختیار کیلئے پر ہاتھ رکھ لیا اور کئی سو جوان کہ نہیر قصر  
جمع تھے ہو حق کرنے لگے کوئی چیتا ہو کوئی کتا ہو فقیر ہو کر بیٹھوں کوئی گریبان کو



چاک کر کے سر ٹکرا نے لگا کئی سو جوان بیقرار ہو رہے ہیں بعض اسی بیقراری میں  
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

آج وہ حمام جاتے ہیں نہانے کے لیے اوسگ و لدار آنا ہوا اگر تو جلد آ چونک او غافل نہیں دنیا ہو رہے کامقا بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر اس سراے دہر سے ملک عدم کا قصد ہو آج منہ دی ملے اپنے ہاتھ پائوں میں وہ شمع میری تربت پر نہیں کچھ حاجت شمع و چراغ کام آئیگی نہ کر برباد و ناوک فلک اس زبان سے شکر خالق کیا ہوا و سطوت بھلا	ہم چلین زیر قدم آنکھیں بچھانے کے لیے ہڈیاں میری ہما آیا ہو کھانے کے لیے خوش بیان بیٹھا ہو کیا آیا ہو جانے کے لیے آئے ہیں وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے ہم کمر باندھے ہوئے بیٹھے ہیں جانے کے لیے مستعد بیٹھا ہو بہرا خون بہانے کے لیے دوست اپنے اپنے آئے دل جلانے کے لیے خاک میری رہنے دے تو وہ بنانے کے لیے نعمتیں دنیا کی ہیں موجود کھانے کے لیے
--	---

ان عاشقوں نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر کو بھی اس نازنین پر توجہ ہوئی اس  
مہجبین نے اشارہ کیا کہ بالائے قصر آئیے نور الدہر بیٹھیاں طو کر کے چلے مگر  
جیسے ہی دو بیٹھیاں طو کیں کہ پہلو سے آواز آئی کہ او اجل گرفتہ کہاں آنا ہو خبر دا  
یہاں نہ آنا ان عاشق تنوں کو منع کر دو کہ بالائے قصر نہ آئیں نور الدہر نے پلٹ کر  
دیکھا کہ ایک رنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغ برہنہ کھینچے ہوئے اسقدر جلدی میں آیا کہ  
نور الدہر کی پلک جھپک گئی اس رنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے پھول  
کو جنبش دی وہ رنگی چیخ مار کر بھاگا ورنہ قصر میں غرق ہوا نور الدہر حیران تھے  
کہ ایسا روزن اسچین یہ رنگی کیونکر داخل ہوا اس حیرانی میں لوح پر نگاہ پڑی  
نوشتہ پایا کہ اوی طلسم کشا کیوں حیران ہو یہ مقدمہ طلسم ہو یہ مقام سکان بلند پرواز  
ہو ایسے ایسے شعبہ بہت دیکھو گے گل مراد کو سونگھو دیکھو کیسی خوشبو آتی ہو  
جیسے ہی نور الدہر نے پھول کو سونگھا وہ بو سے بد آئی کہ دماغ الٹ گیا نور الدہر  
حیران ہوئے کہ بو سے بد کا کیا باعث یا نور وہ خوشبو تھی کہ راستے سے ہلکتے تھے



یا یہ بوسے بد کہ غرنے سے اس نازنین نے سر نکال لیا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا اس  
 پھول کو پھینک دو مرجھا گیا نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ پھینک دوں لوح طلسمی یا  
 آئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا یہ اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دم کرو وہی خوشبو  
 پاؤ گے نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا اس نازنین نے پکار کر آواز دی اے شہریار لوح  
 کو ملاحظہ کیا اب تسکین ہوئی اتنو تشریف لائے اسم حاشیہ لوح پڑھیے آپ نے بھلو کیا  
 دشمن جانا ہو میں آپ کی مشتاق تھی خیرین روز پاتی تھی حیران تھی کہ اس مرحلے پر  
 کب توجہ فرمائیں گے نور الدہر حیران حیران اسکی صورت دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا  
 کتنی ہو کبھی پکارتی ہو کہ اے شہریار لوح طلسمی مجھے دیکھیے لوح میں دیکھ لیجیے یقیناً  
 کہ لوح بھی خبر دے کہ لوح اسکو دید و یہ تو آپکو ثابت ہو گا کہ یہ مرحلہ سکان بلند پروازی  
 شعبہ کا یہاں آغاز ہو نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اسکو دید و  
 دیکھو کیا انجام ہوتا ہو وہ نازنین غرنے سے باہر نکل آئی ہاتھ بڑھایا نور الدہر لوح  
 اتار کر دینے لگے جیسے ہی عکس لوح پڑا ایک شعلہ چمکا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک  
 رنگین نجیف و ضعیف جھریاں گالوں پر پڑی ہوئیں ہاتھ بڑھا کے کھڑی ہی لیکن  
 روز ہی ہو کتنی ہو اے شہریار آپ نے میرا کمال کھو یا پھول نے جو خوشبودی تو میرا  
 رنگ تبدیل ہوا لوح میں یہی تاثیر ہو مٹانے کی ہمارے اب تدبیر ہو نور الدہر نے  
 ہاتھ روک لیا اُس نے بھی ہاتھ نہ بڑھایا وامن نور الدہر کا ختام لیا کہا بالائے قمر  
 آئیے اگر میری یہ صورت ہوئی تو دختر میری حسیناں عالم سے ہو کہ تمام اہل طلسم اس  
 جان دیتے ہیں نور الدہر ساتھ اسکے چلے شیرھیاں طو کر کے جب بالائے قمر آئے تو  
 دیکھا مسند پر ایک زن حسین بیٹی ہو نور الدہر کو دیکھا کڑھی ہنس کر کہا آپ نصیب دین  
 مادر مہربان نے چاہا تھا کہ اپنے دام میں آپکو لین مگر جو اصلیت تھی وہ ظاہر ہو گئی  
 اے شہریار آپ کو بڑی تکلیفیں پڑیں گی یہ مرحلے بہت سخت ہیں میں آپ کو صحبت میں  
 بادشاہ طلسم کی لچلون پہلو میں لے چکے بھاؤں پھر آپ کو اختیار ہو جس طرح چاہیے  
 قتل کیجیے اول تو نور الدہر اسکے جمال بے مثال پر مائل ہوئے اور کہنا اسکا خیال



مین آیا کہ اور نور الدہر حقیقت مین سالہا سال گذرے عجائب و غرائب نے پریشان  
کر رکھا ہوا اسکے ساتھ چلو بادشاہ طلسم کو دیکھو کہ انجام اس طلسم کا کیا ہو فرمایا کہ اور  
مہ جبین اول مجھکو صحبت بادشاہ طلسم مین لیچل مین اسے قتل کر لوں تب میری تیری  
محبت ہو جو تو کیلگی وہ قبول کروں گا وہ نازنین مین رہنہ کتنی جاتی ہو اس قصر سے نکلو  
دوسرے قصر کے قریب جو آئی آواز سنی کہ کئی نازنینان مہ جبین بعد سوز و گداز یہ  
غزل عاشقانہ گارہی ہین اس نازنین نے پلٹ کر کہا دیکھیے صحبت بادشاہ طلسم مین  
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو معلوم ہوتا ہو انکو حال معلوم ہو گیا کہ طلسم کشا آتے ہین  
صحبت کو جایا گلزار خوش آواز گارہی ہو

<p>در بدر مجھکو پھراتی ہو محبت تیری کیا کمون حد سے سوا ہو گئی فرقت تیری گر جگہ مجھے گنگار کو دی جنت مین ساتنے تجھکو شب و روز بٹھا کر ای بار بہر بھول کے پھر گل کو نہ وہ یاد کرے ظلم تو لاکھ اگر مجھ پہ کرے گا ظالم بوسہ اک مانگا جو مین نے تو دیے دیو تو نے کیا خطا تھی مری جو آنکھ پھرائی تو نے تو بہ اس سٹھ سے بھلا شکوہ کا کرنا کیسا قتل کیا تجھکو کروں مجھے کہا قاتل نے عالم ازع مین عاشق سے اجل کتنی ہو پریان بعد فنا میری ہما نے کھائین جا کے دوزخ مین نکل آؤنگا مین بہشت ظلم ایجا دہوا کرتے ہین عاشق کے لیے دیکھتا ہوں مین جدھر تو ہی نظر آتا ہو</p>	<p>آرزو ہو نظر آئے کہین صورت تیری خواب مین بھی نظر آتی نہیں صورت تیری ہو عنایت تری بخشش تری رحمت تیری دل مین آتا ہو کہ دیکھا کروں صورت تیری دیکھ لے بلبل شیدا جو نزاکت تیری نہ زبان سے کبھی نکلے گی شکایت تیری پڑھ کے حاتم سے جہان مین ہو خاوت تیری دیکھ لی دیکھ لی ای بار مرد ست تیری نہ سنی اور کسی سے بھی شکایت تیری رحم آتا ہو مجھے دیکھ کے صورت تیری حیف مدحیت نہ نکلی کوئی حدت تیری رنگی ایسگ و لدار ضیافت تیری میرے معبود بچا لگی جو رحمت تیری ستم و جور پہ نائل ہو طبیعت تیری بس گئی جب سے مرے دل مین محبت تیری</p>
---	---



تو اگر غیرت لیلی ہو تو بین ہوں مجنون  
 عمر بھر جان حفاظت میں رکھی تھی یا رب  
 تنہا غنیمت صبح شب وصل گھر کا بجنا  
 وورسا غریب کوئی جام جو مجھ کو نہ ملا  
 بارگستا ہو گئے میرے لپٹ کر سطوت

میرے باعث سے جہان میں ہوئی شہرت تیری  
 ملک الموت کو سوچی ہو امانت تیری  
 جھلملانا وہ چراغوں کا وہ خیمت تیری  
 ہنس کے ساتھی نے کہا گردش قسمت تیری  
 اب تو باقی نہیں کچھ مجھ سے شکایت تیری

نور الدہر نے جب یہ صدا سنی مہوت ہو کر آگے بڑھے اُس نازنین نے عرض کی کہ  
 جلد تشریف لائیے بادشاہ طلسم آپ کی مشتاق ہو بعد ملاقات جو مناسب ہو وہ کچھ  
 نور الدہر نے پردہ اٹھایا قصر کو دیکھا مثل عروس شب اول کے آراستہ ہو چھاڑ کنول  
 مردگیان کس لطف سے آراستہ ہیں شمع ہاے مومی و کا فوری دوشاخے کنول کے  
 مثل دست دعا بلند ہیں اور بیچ میں تخت زمر دین ہو اسپر ایک پر نیرا وتاج شہزادی  
 بر سر و چار قب شہنشاہی دربر بہ صد شوکت و حشمت جلوہ فرما ہوا اور گرد و صد ہا نازنینان  
 مہ جبین ایک ایک شعلہ جوالہ آفت کا پر کالہ ناز و کرشمے میں مصروف ہیں وہ نازنین  
 جو نور الدہر کو ساتھ لیکر آئی ہو پکار کر آواز دی کہ او شہنشاہ طلسم بقرا طانی اب  
 طلسم کشا موجود ہیں میں نے یہاں تک پہنچا دیا اب آپ کو جو منظور ہو وہ کیجیے  
 ایسے ہوشیار ہیں کہ دم بدم لوح ملاحظہ فرماتے ہیں وہ نازنین تخت نشین ہاتھ اٹھا کر  
 بڑھی تخت سے اٹھ کر آواز دی کہ تشریف لائیے میں آپ کے جمال جہان آرا کی مشتاق  
 تھی مگر پھول اور لوح مجھ کو دیکھیے خداوند نے طلب فرمایا ہو نور الدہر نے لوح پر ہاتھ  
 ڈالا پھول کو بغل سے نکالا چاہا کہ اُس نازنین کو دید و نکل نازنینان مہ جبین  
 مبارک مبارک کہ رہی ہیں کہ زمین شوق ہوئی ملکہ ہماے مرصع پوش نے سر نکالا  
 پکار کر آواز دی کہ او شہزادی یہ آپ کیا شتم کرتے ہیں یہ مکارہ بادشاہ طلسم نہیں ہو  
 سکان بلند پرواز اسی کا نام ہو پھول پھینک مارے جیسے ہی ہما نے یہ کہا وہ  
 نازنین تخت نشین قہقہہ مار کر ہنسی ایک سناٹا ہوا قصر میں جنبش ہوئی وہ جو  
 نازنین نور الدہر کے ساتھ آئی تھی اُسے دستک دی نور الدہر کی آنکھوں کے



نیچے اندھیرا آگیا آنکھیں بند کر لیں مگر پھول کو کیلجے سے لٹکائے ہوئے ہیں لوح واسطے ہاتھ میں  
 اب جو آنکھیں کھول کر دیکھا نہ وہ جلسہ تھا نہ وہ نازنینان سر جبین تھیں اپنے کو ایک صحرا  
 سبزہ زار میں پایا دیکھا نواح دلکش سبزہ خواہید و بیدار ہو ہر سمت طائروں کی پکار ہو  
 بلبلین چھپہ زن ہیں نور الدہر حیران ہوئے کہ یہ کیا مقام ہو یا تو اس جلسہ پاک و پاکیزہ  
 میں تھے یا اس صحرا سے سبزہ زار میں پہونچے مگر اس نازنین کی یاد ہو مہر مانتے ہیں کیا  
 تم ہوا کہ وہ ظالم آنکھوں سے نہان ہو گئی اس خیال میں کھڑے تھے کہ ایک طرف سے  
 وہی نازنین و فریب آئی اگر سہنسی پکار کر کہا او شہر یار آپ نے غضب کیا ایسے جلسے کو  
 شایا نور الدہر نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا دل میں دھڑکن پیدا ہوئی لوح کو  
 ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ او طلسم کشا اگر یہ نازنین فریب آئے تو کھل مراد اسپر پھینک  
 مار و سکان بلند پرواز کی وزیر زاد ہی ہو مگر وہ نازنین منتیں کرتی ہوئی آتی ہو کہ او  
 شہر یار مجھ کو قریب آنے دیجیے جب میں قریب پہونچ لوں گی تو کچھ عرض کروں گی جیسے ہی  
 وہ قریب آئی نور الدہر نے پھول پھینک مارا جیسے ہی پھول اسپر پڑا جلنے لگی  
 تھوڑی دیر میں جل کر خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان بلند پرواز بود  
 مار کر اسکو لوح ملاحظہ کی نوشتہ پایا کہ او فتاح طلسم و او سیارہ این عجائبات بعد قتل  
 ارکان خیال کر کے دیکھو کہ اسی درخت پر ایک طائر سبز رنگ بیٹھا نہ مزہ سرائی  
 کر رہا ہو اسکو تیر سے مار و جب وہ مارا جاے تو اسکا شکم چاک کر دوں اسکا نکال کر  
 اپنے پاس رکھوں وقت قتل سکان کام آئیگا نور الدہر نے یہ تدبیر نہ کور اس طائر  
 کو مارا جب وہ نخل سے گرا تو اسکا شکم چاک کر کے دل نکال لیا بموجب ہدایت لوح  
 ایک جانب چلے دیکھا لشکر اپنا سامنے آ رہا ہو سرداروں نے آکر استقبال کیا اور  
 نور الدہر نے ہنسنے کا ہن سے سب عجائبات بیان کیے ہنسنے کا حضور نے بڑی کمی  
 کی جیسے ہی وہ نازنین تخت سے اٹھی تھی آپ نے پھول پھینک مارا ہوتا اب بل  
 پر گیا سکان نے اور مضبوطیاں کر لیں نور الدہر یہ باتیں کر رہے تھے کہ شہر نگ  
 دوڑا ہوا آیا بعد دعا کے عرض کی ایک پہلوان زبردست ایک لشکر گران لپکا آیا ہو



کنارے پر لشکر کے کھڑا ہو حضور کا نام لیکر پکار رہا ہو نور الدہر ہر کلکرا برش پر سوار ہوا  
 حاتم نے اُس پہلوان کے آئے اُس پہلوان نے کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم  
 کیے جب تیر بیکار گئے تو اُس پہلوان نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزہ  
 کی ستان پر لیا نور الدہر نے جھٹکا دیکر نیزہ اسکا توڑ ڈالا اس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ  
 تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر گانتھا گانتھکا جیسے ہی تلوار چپکائی نور الدہر  
 پہلوان سامنے سے بھاگا فوج اُس پہلوان کی نور الدہر پر ٹوٹ پڑی نور الدہر نے  
 نفرہ کیا مصروف جنگ ہوئے سرداران نور الدہر آکر شریک ہوئے نور الدہر نے  
 اُس پہلوان کا پیچھا کیا سرداران نور الدہر نے فوج کو شکست دی وہ پہلوان  
 بھاگ کر قریب ایک چشمے کے پہونچا گینڈے سے کود کر چشمے میں پھانڈ پڑا جیسے ہی  
 وہ پہلوان چشمے میں پھانڈا پانی اُس چشمے کا جوش مارنے لگا نور الدہر نے نور  
 کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اپنے کو اس چشمے میں گرا دو نور الدہر ابرش سے اتر کر چشمے  
 میں پھانڈ پڑے غلطان پیاں چلے پاؤں زمین پر جو قایم ہوئے دیکھا وہی پہلوان  
 ایک رنگن سے مصروف عیش و نشاط ہو نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ  
 او پیچھا یہ کیا حرکت ہو کیوں شامتین آئی ہیں اُس پہلوان نے کہا میرا یہی کام ہو مگر  
 نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دونوں کو قتل کرو نور الدہر تلوار کھینچا  
 بڑھے اُس پہلوان نے چاہا بھاگ جاؤں نور الدہر نے پھول پھینک مارا رنگن  
 کے سینے پر پڑا اسکو پسینہ آگیا جلنے لگی یہ پہلوان اُس سے لپٹ گیا دونوں جگہ  
 خاک ہوئے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے جو دیکھا سامنے باغ کا  
 دروازہ ہو چند رنگی دروازے پر باغ کے کھڑے ہیں نور الدہر نے جو ان رنگیوں کو  
 دیکھا لوح پر نگاہ ڈالی تسکین طبیعت کر کے آگے بڑھے وہ رنگی نور الدہر کو دیکھ کر  
 بھاگے نور الدہر باغ میں داخل ہوئے ہزار ہا طاہر طلسم کشا کو دیکھ کر فرمہ سر  
 کرنے لگے کبج باغ سے نازنینان مہجین پیدا ہوئیں ان سب کی ایک افسر جو  
 سب کے آگے تھی اُسے مسکرا کر اشارہ کیا ساتھ والیوں سے پلٹ کر کہا صاحب جاتی



ہو کہ میں نے اس شخص کے واسطے کیا کیا جفا نہیں اٹھائیں اور یہ ظالم بنگاہ دشمنی مجھ کو غور  
دیکھتا ہوا اور میری یہ کیفیت ہو نظم

نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہو  
مرے رونے پہ بیٹھا ہنس رہا ہو  
نہیں معلوم کس کسکی قصا ہو  
چمن میں زرد ہر گل ہو گیا ہو  
اسیر حلقہ زلف دوتا ہو  
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہو  
سدا جو بن کسبیکا بھی رہا ہو  
مرا گل و چمن میں سو گیا ہو  
ارے دل کیوں تجھے سودا ہوا ہو  
معاذ اللہ ترا بیت کیا خدا ہو  
لگراک در و فرقت لا دوا ہو  
ادھر آئین مرا مردہ پڑا ہو  
ارے تو انتہا کا بے وفا ہو  
مرا حامی علیٰ مرتضیٰ ہو

نہیں یوں مجھے دل اسکا پھرا ہو  
یہ تیرا چمیسٹر نا اگل گیا ہو  
وہ نکلے ہیں جو گھر سے بن سنو کر  
رخ رنگین دکھایا ہو یہ کسے  
بڑھے کیونکر نہ میرے دل کی لہجہ  
پسند آئی ہو کسکی جا نہ یہی  
تم اپنے حسن پر ناحق ہونا زان  
نہ اتنا غل چاؤ غنہ لیبو  
نہ اس زلف پر لیشان پر ہوا گل  
جو یکتائی کا دعویٰ ہو برہمن  
زمانے میں ہوا رمان ہر مرض کا  
جو ہو انکو مسجانی کا دعویٰ  
وفا کرتا نہیں بھولے سے ظالم  
نہیں کچھ نزع کا اندیشہ سطوت

اس نازنین نے اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ نور الدہر نے ہاتھ اس نازنین کا تھام لیا  
اس نازنین نے پلٹ کر ساتھ والیوں سے اشارہ کیا ابے بارگاہ استاد کرو  
ایک خیمہ استاد ہوا نور الدہر اس خیمے میں آئے جب مسند پر آکر بیٹھے پہلو سے  
ایک پہلوان پیدا ہوا اسنے للکارا کہ او گیسو بریدہ اونٹنگ خاندان طلسم کشا کو  
لا کر تو نے یہاں بٹھایا ہو تجھ کو کچھ خداوند کا خوف نہیں یہ ککے جھپٹ کر چاہا کہ اس  
نازنین پر ہاتھ ماروں نور الدہر نے سینہ سپر کر دیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر  
نے تیغ طلسمی کھینچا اسکی تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اس پہلوان کے دو ٹکڑے ہو



اُس ناز میں چہرے نے نور الدہر کا واسن تنعام لیا کہا اے شہر یار آپ نے غضب کیا کہ میرے  
 شوہر کو مارتا اب میں کہہ کر جاؤں امیدوار ہوں کہ اپنی کنیزوں میں مجھ کو منسوب  
 کیجیے نور الدہر نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ ایسی عورت کو اپنے قہقہے میں کرین سب  
 کنیزیں سمجھا نے لگیں کہ اے شہر یار اسکا کہیں ٹھکانا نہیں شوہر اسکا مارا گیا اب یہ  
 کہاں جائے نور الدہر سمجھا رہے ہیں کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ٹھکانے کوئی عہدہ جلیل  
 دیا جائیگا نگہباراؤ کہ چند کنیزیں و وڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہر یار جس پہلو ان  
 کو آپ نے مار ڈالا اسکا بھائی بہ دعویٰ خونخواہی برادر آیا ہو نور الدہر تلوار  
 پکڑ کر باہر نکلے دیکھا ایک پہلو ان گنبد سے سے اتراروتا ہوا سامنے نور الدہر  
 کے آیا کہا اے شہر یار آپ طلسم کشا ہیں انصاف فرمائیے کہ آپ نے میرے بھائی کو  
 مارا اُسے کیا خطا کی تھی نور الدہر نے کہا اُسے ارادہ عورت کے قتل کا کیا تھا  
 میرے ہاتھ سے مارا گیا اُس پہلو ان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا نور الدہر پر  
 مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا  
 مارا وہ پہلو ان زخمی ہو کر سمجھا گا نور الدہر نے پچھا کیا وہ نازنین غل مچاتی تھی کہ اے  
 شہر یار اسکے نقاب میں نہ جائیے مگر نور الدہر نے نہ قبول کیا کہ لوح نے خبر دی  
 تھی تھوڑی دور پر جا کر اُس پہلو ان نے غل مچایا کہ یار مجھ کو طلسم کشا کے ہاتھ  
 سے بچاؤ کئی ہزار جوان گوشہ ہائے صحرے پیدا ہوئے نور الدہر کو گھیر لیا مگر  
 نور الدہر نے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتے بھڑتے قریب اُس پہلو ان  
 کے پہونچے اُس پہلو ان نے ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ زخمی ہو مگر دل مضبوط کر کے  
 ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مار دیا  
 تڑپ کر جو تلوار گری اُس پہلو ان کے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے خون نکلا جسپر  
 قطرہ پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے عرصے میں جل کر خاک ہوا اُس پہلو ان کا مارے جانا  
 کہ سب ساتھ والے جل گئے بعد چند ساعت کے یہ دیکھا کہ صد ہا دوکاندار آنے لگے  
 دوکانیں اپنی اپنی آراستہ کرتے لگے تھوڑی ہی دیر میں سارے سامان میلے کا جم گیا



تماشے ہونے لگے ایک طرف دو کانین بھنگیر نون کی کپڑے زرد و سرخ پہنے زیور سے  
 آراستہ اپنے اپنے تختوں پر جمی ہوئی بیٹھی ہیں ایک تپائی پر علیہین و چند حقے مدار سے رکھے  
 ہوئے ساقون کی گوری گوری صورتیں جوڑے ترچھے بندھے ہوئے جو انان شوقین  
 سے ہنس رہی ہیں کوئی پکارتا رہی کہ بی ساقن صاحب ہم بھی تمہارے دم سے آئے ہیں  
 کشمیر کی خراب نہ پلانا امیدوار ہیں پیڑ و پر سے کوئی ترو سالجہان کا اپنے بڑے سے  
 نکال کر پلاؤ اسی کے مشتاق ہیں ساقن نے چلم بھر کر دی جو ان نے کہا پیاری نور ساقن  
 تو لگا دو ساقن نے دم لگایا دوسرا جو ان پکارا اٹھا کہ بی ساقن ہم کو دم ہی دم میں رکھو گی  
 ہمتو تمہارے پیدائے خریدار ہیں بکھو بھی ایک دم لگانے دو ساقن نے چلم بھر کر دی  
 جو ان نے خوش ہو کر حقہ لیا اور پکارا اٹھے نظم

نہ آزاہد کے دم میں کھینچ دم چرسو نکارند و نہیں	پیارے دم ہی کا تو فرق ہو مردے و زندہ نہیں
نہ آزاہد کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا پکا ہو	بہشت اک باغ ہو و زرخ بھی اک شرعی دکھا ہو

میلے میں عجب ہنگامہ ہو ایک جانب دو کانین تنبولنوں کی لباس سرخ اور سبز پہنے  
 ہوئے تماشے ہیں بھی آڑے ترچھے دوپٹے کا ندھوں پر ڈالے ہوئے تنبولنوں سے  
 سرخ رو ہو رہے ہیں پان کھارے ہیں تنبولنوں کا رنگ شباب دیکھ رہے ہیں  
 داہنی بائیں جانب کھلو نے والے اپنی صناعتی دکھا رہے ہیں ایک سمت کھنڈ ہو رہے  
 ہیں دوسری جانب کبٹ ہو رہے ہیں کسی مقام پر مدار سے تماشے دکھا رہے ہیں جا بجا  
 ناچ ہو رہے ہیں کہیں پر کہاڑ ٹھک جھانچ جا رہے ہیں میلے میں گلفرو شون کی پکار  
 بیلا چنبیلی کے ہار گجرے ہاتھوں پر پڑے ہوئے کثرت جاؤ سے جا بجا لوگ آڑے  
 ہوئے شانے سے شانہ چھلتا ہوا ہر شخص ٹھلتا ہوا کسی طرف ہنڈولے اپنی جوں و چرا  
 کر رہے ہیں نور الدہر یہ تماشے دیکھ رہے تھے کہ تھوڑی دیر میں آنا بڑا میلہ کیونکر آراستہ  
 ہوا کہ دیکھا چند تیردار آئے مگر اس کے موجود ہوئے صحر کے نخل کاٹنے لگے تھوڑے عرصے  
 میں نخل کاٹ کر لکڑیوں کا انبار لگایا رال اسپر چٹک دی تیل ڈالا آگ روشن کی  
 کہ ایک طرف سے نوبت نفا رہے کی آواز آئی دیکھا چند مزدور تخت اٹھائے اسپر ایک



نازنین ایک مرد کا جنازہ زانو پر رکھے ہوئے ست ست پکارتی ہوئی آتی ہو نور الدین نے  
جو اس نازنین کو دیکھا تو بہت ناگوار ہوا چاہا کہ بڑھکر منع کرین مگر تخت کے ساتھ کئی  
جوان سوار بہن کھینچے ہوئے اہتمام کر رہے ہیں کہ کوئی قریب نہ آنے پائے نور الدین  
نے دور سے منع کیا مگر وہ لوگ تخت کو قریب آگ کے لائے وہ نازنین لاش کو لیکر آگ  
پر چڑھ گئی لاش سے لپٹی ہوئی جل رہی ہو اور پکار رہی ہو کہ یار و آگاہ رہو میں نے  
اپنے شوہر کے ساتھ جان دی مگر نہ مائے اختتام ہو طلسم کشا نے سبیری ثابت قدمی کو  
دیکھا اب بین تمام سب صاحبون سے رخصت ہوتی ہوں طلسم کشا کو سب طرح کا اختیار  
ہو یہ کہ کبیر جل جبر خاک ہوئی جو لوگ ساتھ تھے اسخون نے خاک کو اسکی سمیٹا اسی مقام  
پر ایک گنبد بنایا خاک کو گنبد میں رکھ دیا سب پوجہ پاٹ کرنے لگے غل مچا رہے ہیں  
کوئی کہتا ہو کہ بی سنی صاحب میرے یہاں اولاد نہیں ہوتی کوئی پکارتا ہو سنی صاحب  
ہمارے آواز پوری کیجیے ہم پکار رہے ہیں گنبد سے آواز آتی ہو تمہاری کسی کی آواز نہ  
پوری ہوگی ساحرون کا وقت اختتام ہو نور الدین حیران حیران یہ عجائب و غرائب  
دیکھ رہے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو عورت کہ اپنے شوہر کے عشق میں جل گئی ہو  
اسکو مقام پوجہ بنایا ہو کہ ایک شخص نے سامنے آکر کہا او جوان تو دعا نہیں مانگتا ہو  
نور الدین نے کہا ہم ایسے افعال پر لعنت کرتے ہیں ہمارے یہاں کا یہ طریقہ نہیں  
ہو اس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدین نے روک کر ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے  
ہوئے مرناتھا اسکا کہ اندھیرا ہو گیا آواز نہ بن ہو حق کی آنے لگیں بعد تھوڑی دیر  
کے آواز آئی کشتی مرانام من طومار جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے نور الدین نے  
دیکھا کہ نہ وہ میلہ ہوا اور نہ وہ دوکاندار نہ وہ سٹھ سنی کا حیران ہو گئے کہ نور الدین  
یہ کیا سر کہ ہو دیکھیے سکان نے کیا کیا شعبہ دیکھائے اس فکر میں تھے کہ رات  
ہو گئی نور الدین نے اسی نخل کے نیچے آرام کیا سکان اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ  
چند طائر آکر چپکنے لگے سکان نے ہنسکر کہا کہ میں سمجھی صاحبو تم میں کوئی ایسا ہو کہ  
طلسم کشا زیر نخل سو گیا ہو اسکو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا سکان خود



اپنے مقام سے اٹھی کتنی ہوئی کہ کیا میں تم لوگوں کے بھروسے پر ہوں پروردانہ پیدا  
کر کے چلی اس صحرا میں آکر اتری قریب پہونچی دیکھا کہ نور الدہر غافل سو رہے ہیں  
سکان قریب آئی اول اسے لوح اتاری گل صراولیا تیغہ طلسم اٹھا لیا لوح محفوظ بھی  
لگے سے لی جب یہ سب چیزیں لے لیں تو لاکاری کہ او خفتہ بخت بیدار ہو کہ وقت تیری  
قضا کا قریب آیا اب کیا تجھ کو زندہ چھوڑ دنگی اس زور سے آواز دی کہ تمام صحرا ہل گیا  
نور الدہر بیدار ہوئے دیکھا سکان بلند پروردانہ سر پر کھڑی ہو چاہا قبضے پر ہاتھ  
ڈالو نہ تلواری نہ پائی لوح کو ٹٹولا وہ بھی نہ ملی گل صراود کے خواہان ہوئے اسکو بھی  
نہ پایا جب تو گھبرا کر اٹھنے لگے سکان نے سحر کیا اور پنجہ کمر میں دیکر لے اتری قصرین  
لیکر آئی کئی سو ساحر بارگاہ میں جمع تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ طلسم کشا کے  
پاس تحفہ جات کا اجماع ہو دیکھیے ملکہ زندہ بچیں یا مرنے کی خبر پائیں کہ سکان آ کے  
پہونچی سامنے نور الدہر کو ڈال دیا ہاتھ پاؤں بیکار دونوں لوحین و گل صراود  
دتیغہ تخت پر رکھنا نہ کر رہی ہو کہ صاحبو میرا ہی ایسا کلیجہ تھا کہ میں نے یہ تحفہ جات  
لیے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اسکے پاس جاسکتا میں نے وہ سحر کیے کہ نیند کا نہ یادہ غلبہ  
ہوا اسی حال میں میں نے تحفہ جات لیے ہر ایک کہہ رہا ہو کہ او ملکہ عالم اب کیا نظرو  
ہو سکان کہہ رہی ہو ابھی اسکو قتل کرونگی یہ کہلے حکم کیا کہ جلاو کو بلاؤ جلاو باختر برہنہ  
آیا آکر نور الدہر کی گردن پر کولے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا آواز میں دیتا تھا  
فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاو چسیت ہر مرغ را دانه بلا شد طعنہ بر صبا چسیت  
او ملکہ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے جدا  
کرونگا مگر مقدمہ قتل طلسم کشا ہو جو جرات میں یکتا ہو حکم اول ہو سمجھ بوجھ کے دیکھیے گا  
سکان نے جواب دیا کہ اس شخص کے قتل ہونے سے قدرت خوش ہونگے کل  
اہل طلسم کی جان بچگی اپنے اپنے گھروں میں گہی کے چراغ جلاؤں گے سب کو نفع  
ہوگا اسکا قتل سب کو گوارا ہو اسے بڑے بڑے جادو گروں کو مارا ہو میری زیرِ علم  
بموجب قاعدے کے اسکے سامنے پہونچی آخر قتل ہو گئی میری سلطنت کمزور ہوئی



وہ موجود ہوتی تو میرا جانا کا ہی کو گوارا کرتی یہی جواب دیتی کہ اول میں جانوں جب  
 مجھے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ جانیے گا اتنے ساحر بیٹھے تھے کسیکا حوصلہ نہ پڑا آخر میں نے جا کر  
 کار نمایاں کیا خود جا کر طلسم کشا کو لائی اب قتل میں کیا دیر ہو جلا د آما وہ ہوا کہ ایک ابر  
 گلزار اٹھا سکان نے ہنس کر کہا لو صاحبو صاف جزا دی آتی ہیں ملکہ میخوار گلگون پوش  
 ابر میں مخفی سب سردار ابر کو دیکھنے لگے کہ ابر آ کر چٹا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازن  
 گلغام نازک اندام میخوار گلگون پوش نام دریا سے جو ابر میں غوطہ زن حسن میں رشک  
 چین عارض و دونوں رشک گل نسیم و نسترن حور پیکر من بر رخسار رشک قمر کبک  
 رفتار شیرین گفتار نور الدہر دیکھ کر بیقرار ہوئے مگر میخوار تخت سے اتری اول اگر  
 مان کو سلام کیا سکان نے ہاتھ پھیلا دیے میخوار سکان کی گود میں آ بیٹھی سکان  
 نے کہا بی بی دیکھو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی میخوار نے جو سر اٹھا کر دیکھا نور الدہر پر  
 نگاہ پڑی آنکھیں چار ہوئیں بر چہیان جگر کے پار ہوئیں نور الدہر جوان حسین بویل  
 بین رشک یوسف کنعان شکیل و نوجوان غزال چشم شیر خرم ہر چند کہ ماراں سیاہ  
 لپٹے ہیں مگر سینہ تانے بیٹھے ہیں میخوار کی جو آنکھ جمال نور الدہر پر پڑی بے اختیار  
 کر کے گر پڑی مان کی گود میں بیہوش ہو گئی آنکھیں گردش کرنے لگیں چہرہ آواں  
 عالم یاس سکان رونے لگی شمع پر شمع رکھ دیا پکارتی تھی ای نور نظر واد و راحت  
 جان یہ کیا معرکہ ہوا گلاب کیوڑہ منگا کر چمڑ کا میخوار کو ہوش آیا سکان نے پوچھا  
 کیوں ای نور نظر کیا ہی یہ کیا سامان ہوا میخوار حیران تھی کہ کیا کمون مگر بات بنانے  
 کو جواب دیا کہ ای ماور مہربان میں نے کبھی کسی انسان کو اس حال خراب میں نہیں  
 دیکھا اس جوان کا حال دیکھ کر کلیجہ تھرا گیا غش آ گیا مگر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ  
 کون شخص ہے جسکا یہ حال کیا سکان نے کہا یہ وہ شخص ہے جسکے ہاتھ سے قدرت بھاگے  
 بھاگے پھرتے ہیں ساحر ان طلسم چھپتے ہیں بس میرا مرحلہ اور بھائی صاحب کامنقا  
 باقی ہو قصر بہشت پہل کا راستہ کھل جائیگا میخوار نے پھر سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان  
 آفتاب جمال خورشید مثال مگر پریشان حال کہ گرتے شخوابی کا جسم میں پریشان و حیران



مجبور بیٹھا ہوا اپنے مقام سے ہل نہیں سکتا میجنوار نے کہا اے ماورمہربان یہ جو ان دشمن  
خداوند ہوا اسکو یوں نہ قتل کیجیے قید کیجیے تمام رعایا جمع ہو قدرت بھی تشریف لائیں اُن  
جمع عام میں اسکو قتل کیجیے اور سزا اسکو عجیب طرح سے دیجیے پہلے ہاتھ قلم کیجیے پھر پاؤں  
قلم کیجیے اس طرح تڑپا دیے کہ یہ اپنے کیے کو یاد کرے اور کل طلسم واسلے بھی وکیمبر لین کہ  
ایسا گنتکار یوں قتل ہوتا ہوتا قدرت خوش ہونگے سکان نے کہا اے نور نظر خوت  
ہو کہ یہ رہا نہ ہو جائے قدرت نے سوانحات میں جو کتاب لکھی ہو اسچین یہ بھی لکھ دیا  
ہو کہ طلسم کشا کو موت نہیں ہو مجھکو اپنی جان کا خوف ہو میجنوار نے دے لگی دل تو بھرا  
ہوا ہو خیال یہ ہو کہ کسی طور سے شخص بچے شاید کوئی تدبیر بن پڑے پوچھا یہ تو فرما بیٹے  
کہ یہ تحفہ جات کہاں رکھیے گا ایسا کون معتبر ہو جو ان چیزوں کی حفاظت کرے جو  
معتبر اس خاندان کی تھی عقیل جاو وہ ماری گئی یا تو تحفہ جات اپنے پاس رکھیے  
یا مجھکو دیجیے سکان نے کہا تمہارے پاس اسوجہ سے نہیں رکھتی کہ اسکے بڑے بڑے  
ہر دار ہیں نجم اختر شناس و اسطوے ثانی و چند شانہرا دیان سحر میں بے مثل و  
بے نظیر وہ سب بلوہ کریگی جسکے پاس تحفہ جات ہونگے اسیکی برائی ہوگی اسی قصر  
میں تحفہ جات میں رکھتی ہوں آج کی شب قید کرتی ہوں کل صبح کو قتل کرونگی اسی  
قصر میں قید رہے تم اپنا سحر کر دو میں اپنا سحر کر دوں کہ سوا سے تمہارے اور میرے  
کوئی نہ آ سکے میجنوار اسپر رہی ہوئی دل تڑپ رہا ہو کہ ہاے یہ شہر یا قتل ہو جائیگا  
کیونکہ دل تسکین پائیگا میں کیونکہ زندہ بچونگی اسکی حفاظت گویا اپنی حفاظت ہو اب  
سکان نے اسی وقت نور الدہر کو ایک طرف بٹھایا اور سحر کیا کہ گرد آگ روشن  
ہو گئی اٹھو وہ ان آتش نشان گرد آگئے تحفہ جات ایک گوشے میں رکھے اسپر  
یہ سحر کیا کہ عقرب و اژدر گرد بیٹھے ہیں سحر سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہیں  
گرد قصر کے بھی آگ روشن کر دی مان سیٹیوں نے خوب سحر کیے کہ تمام قصر کو آتش  
ہو گیا سامان مذکور کر کے سکان نے کہا بیٹا اب اپنے باغ میں جاؤ میں قصر زندہ  
میں جاتی ہوں شب بھر جاگ کر سیر کرونگی حکم دیا کہ اشتہار چسپان ہو جائیں و صندھو



پٹ جا سے قدرت کو عرضی لکھی کہ طلسم کشا کو قید کیا ہو کل صبح کو آپ بھی تشریف لائیے  
قتل طلسم کشا ملاحظہ فرمائیے کل طلسم کو مین نے بچا لیا طلسم کشا قصر عجائب میں قید ہو  
یہ عرضی ایک ساحر لیکر طرقت بقراط ثانی کے چلا مگر میخوار جو پٹ کر آئی اپنے باغ میں  
پہونچی بیقرار و بیچین رنگ و وارثا ہوا کنیزوں نے پوچھا واری خیر تو ہو آپ کو  
عجب حال میں پائے ہیں کیا کچھ مادر مہربان سے تکرار ہوئی ہم تو عرض کرتے ہیں  
کہ آپ کا مزاج خلاف ہو آپ نہ تشریف لے جایا کیجیے آج کل مادر مہربان کو آپ کی  
بڑی بڑی فکرین ہیں یہ جو کنیزوں نے کہا میخوار روئے لگی کہا صاحبو غضب ہو گیا  
مجھ بد نصیب کی زندگی کی کون صورت ہو طلسم کشا کو مادر مہربان نے گرفتار کر لیا اور  
قصر عجائب میں قید کیا ہو تحفہ جات اُنکے سب قبضے میں آگئے اس قدر رات باقی ہو  
جو تم لوگوں سے ہو سکے وہ ندر پیر کر و صبح کو مین جان دونگی لڑ پڑونگی میرے سامنے  
وہ شہر یار قتل ہوا ان آنکھوں سے دیکھو نہ مجھے نہ ہو سکیگا سب نے کہا واری بڑا  
خوشی کا مقام ہو کہ ایسا شخص قید ہوا جسکا گرفتار ہونا ممکن نہ تھا اب چہین کیجیے  
طلسم پر عمارت آپ کی ہوگی قدرت طرہ پیغمبری عطا کرینگے بدو ن آپ کے حکم کے  
کوئی قدم نہ اٹھائیگا میخوار نے کہا ایسی عمارت پر آگ لگے کہ ایسا شیر قتل ہو جائے  
جسکا عدیل و نظیر نہیں مین کیا زندہ رہونگی مادر مہربان کو مبارک ہو کہ آنکھوں  
نے جلادی پر کمر باندھی ہو سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ عاشق ہو کر آئین کوئی کہتی ہو کہ  
واری جب آپ بگڑینگی تو ہم لوگ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے  
کیا کوئی سحر اٹھا رکھیں گے جب آپ اپنی جان دینگی تو ہم لوگ زندہ رکھے کیا کرینگے  
جس طرح بنے گا طلسم کشا کو نکالیں گے اور تحفہ جات پر قبضہ کرینگے میخوار نے سب کو  
گلے سے لگا لیا کہا صاحبو تم سے یہی امید ہو کہ ہمارے واسطے جان دوگی مادر مہربان  
کو بھی معلوم ہو کہ کوئی بگڑا مین کیا کوئی سحر اٹھا رکھونگی اور یقین کامل ہو کہ اُنکے  
سردار بھی آوین نجم کاہن کیا کوئی بات اٹھا رکھے گا ارسطوے ثانی آئیگا سکندر  
ثانی بادشاہ اُنکے لشکر کا ہو جسکے سامنے سے قدرت بھی بھاگتے ہیں اُنکے سحر کی



کون برداشت کر گیا سب بھر ہی ذکر رہا لیکن آب و دوات میخوار نے نہ کھایا ہر چند کینیزون نے  
کناکہ واری کچھ تو نوش کیجیے میخوار نے جواب دیا خاک میرے کھانے پر کہ وہ شہر یار تو  
اس مصیبت میں ہو کہ آب و دوات بند گرداگ روشن ہوا تھ در بھی بیٹھے ہیں اور میں کھانا  
کھاؤں مگر ذکر لشکر کیا جاتا ہو کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہے سب سردار جمع ہیں کہ یکایک  
شہزنگ بن عمرو و وڑا ہوا آیا عرض کی او شہر یار ابھی دو جا دو گریبا تین کرتے ہوئے  
جاتے تھے انکی زبانی سنا کہ آقا سے نامدار گرفتار ہو گئے سب شاہزادیاں رونے لگیں  
سکندر نے کھایا رونہ گھبراؤ مہد ان قصر عجائب میں یہ معاملہ درپیش ہو گا ہم تم سب  
چلیں گے اور چلکر ٹوٹ پڑینگے کیا کوئی بات اٹھ رہیگی وہ سحر کرین کہ بقراط گھبرا جائے  
اور سکان کی کیا حقیقت ہو اسکو تو ایک اشارے میں قتل کرونگا مگر او شہزنگ  
خبر مفصل لاؤ اس خبر کا اعتبار نہیں شہزنگ گھبرا کر نکلا صحرا میں بہ شکل جادو گر پھر نے  
لگا دوپہر رات گئے دیکھا کہ ایک جادو گر آٹا ہوا آتا ہو شہزنگ نے بہ شکل ساحر  
اس سے ملاقات کی پوچھا او برادر کہاں جاتے ہو اس نے کہا زمرہ جادو میرا  
نام ہو ملکہ سکان کا نامہ لیکر خدمت خداوند جاتا ہوں کل صبح کو طلسم کشا قتل ہو گا  
تمام اہل طلسم کو خبر پہونچگی شہزنگ نے باتوں میں لگا کر زمرہ کو بیہوش کیا اور نامہ  
نکال لیا ساحر کو گوشے میں ڈال دیا نامہ لیکر خدمت سکندر میں آیا وہ نامہ پیش کیا کہ  
سب حال اسہیں لکھا تھا کہ اس طرح میں نے طلسم کشا کو قید کیا تھا جات لیے وقت پر  
آپ تشریف لائے یہ یقین ہو وہ فرحت ہو کہ کبھی ایسی ممکن نہیں ہوئی ہو بعد قتل  
طلسم کشا طلسم کو بنا لیجیے کامر حلے پھر از سر نو درست ہو جائیں گے سکندر نے یہ نامہ  
پڑھ کر تاج وے مارا سب شاہزادیاں اپنے اپنے مقام سے اٹھیں ہمارے عرض کی  
او شہر یار وزیر سکان لگا کر طلسم کشا کو لیگی تھی وہاں میں نے آگاہ کیا لیکن نہیں  
معلوم کیا غفلت ہوئی کہ گرفتار ہو گئے تھے جات لے لیے جب ہمارے یہ کلمات  
کے سکندر نے کہا شہزنگ نے وہ کار نمایان کیا کہ اب کوئی محل کلام نہیں ہوا تھا  
نامدار قید ہو گئے اب تدبیر کرو میں تو جاتا ہوں یہ کہلے سکندر اٹھا اسباب سحر معجونی



مین رکھ کے روانہ ہوا بعد جانے سکندر کے کچھ اختر شناس و ارسطو سے ثانی بھی ملے  
 ملکہ ہما سے مرصع پوش و شعلہ جوالہ و گرداب و دریائے نشین و ملکہ مرصع نشین و غیرہ سب  
 شاہراہ دیاں و دریائے سحر میں غوطہ مار کر بلند ہوئیں شہر نگ فوج لیکر چلا سب کے  
 آگے طہماس گنیڈے پر سوار سا طور بہفت صد منی کا ندھے پر پشت پر فوج ہمیشہ رہیں  
 سکان بلند پرواز رات بھر قصر زمردین مین جاگا کی اور قصر عجائب کو دیکھا کی وہی  
 جو علامتین بنا کر آئی ہو شعلے بھڑک رہے ہیں لکڑے ابر کڑک رہے ہیں صدائے ہا ہو  
 بلند صبح ہوتے ہی سوار ہوئی جیسے ہی میدان قصر عجائب مین آئی تاجداران جلیل  
 سب طرف سے آنے لگے جو آیا آئے سکان کو مبارک باد دی کہ اے ملکہ عالم کار نمایاں  
 کیا سکان نے کہا کہ اب بعد قتل طلسم کشا مبارک باد دینا کہ ابر گلنار اٹھا سکان نے  
 کہا صاحبزادی آتی ہیں آنکھیں کا حکم پورا کرنا ہو کہ میخوار اگر پہونچی وریا سے سحر میں غوطہ  
 مارے ہوئے موتیوں کے مارے اور کھٹے یا قوت احمد کے زیب گلو ہیں ساتھ کینچن  
 مگر دگھیرے ہوئے ایک ایک بلائے روزگار اگر سکان کو سلام کیا میخوار نے  
 پوچھا کیوں مادر مہربان ابھی قدرت تشریف نہیں لائے بقراط کی یہ کیفیت ہوئی  
 کہ نامہ دار تو اشتک نہیں پہونچا قصر ہشت پہل مین داخل ہو شاہراہ دیاں پوچھ  
 رہی ہیں کیوں خداوند سکان پر کیا گزری ہر مرتبہ بقراط ثانی ہنستا ہو کستا ہو کہ کیا  
 کیا کار ہاے نمایاں سکان کر رہی ہو مگر زمزمہ جادو جو صحرا مین بیہوش پڑا تھا اُسکو  
 صبح کو کاہ و فروشون نے آکر بیدار کیا جمولی مین ہاتھ ڈالا نامہ نہ پایا روتا ہوا طرف  
 بقراط کے روانہ ہوا بقراط قصر ہشت پہل مین داخل ہو بیٹھا ہوا کہ رہا ہو کہ سکان  
 نے طلسم کشا کو گرفتار کر کے قصر عجائب مین قید کیا ہوا اب اُسکو قتل کیا چاہتی ہو قدرت  
 بھی جائیں گے کہ نگہبان در نے بڑھکر عرض کی یا خداوند فرستادہ سکان زمزمہ  
 جادو و دولت پر حاضر ہو بقراط نے کہا بلا تو زمزمہ جادو روتا ہوا سامنے آیا  
 بقراط نے پوچھا کیوں غیر تو ہو زمزمہ نے عرض کی یا خداوند مین نامہ سکان کا لیے  
 ہوئے آتا تھا راہ مین کسی نے بیہوش کر کے ڈال دیا نامہ لے لیا یہ سُکر بقراط جھلایا



کہا یہ کام ساربان نہ ادا کرے۔ کے چپو کرے کا ہر نہ فرما نہ کہامین رخصت ہو تا ہون اب  
سا ان قتل طلسم کشا ہو گا سکان نے حکم دیا تھا کہ کل صبح کو قتل کرونگی ساحران تاجدار  
سردار ان مکار و غدار سب جمع ہونگے بقراط یہ سنکر اٹھا تخت پر اپنے سوار ہو تخت کو  
حکم دیا کہ مجھ کو صحرا سے قلعہ سکان میں لیچل تخت بلند ہوا شاہراہ یون نے عرض کی کہ یا  
خداوند ہم لوگ بھی ساتھ چلیں آپ کا قصر میں نہ ہونا باعث پریشانی ہو گا ہم لوگ گنج  
کنیزوں کا یہ حال ہو گا نظر

<p>ہمارے فیج کا غم کوئی پوچھے اُنکے خجر سے کہا ہوں تشنہ دیدار جب تو سیکے وہ بولے فلک پر برق بالائے زمین سیلاب عالمین ضیافت اوجہا تیری کرونگا بعد مرنے کے سیحا اور وہ ہیں ایک لیکن فرق اتنا ہو مرے سنگ لحد پر آ کے عاشق سجدہ کرتے ہیں وہ دریا نوش ہوں ساقی کہ غم کے خم چٹھاتا ہوں دردندان جانان کی محبت میں ہو موت آئی بھلا پہلے فلک کو گرد شین ایسی کب آئی تھیں اگر جانا ہوا یکے کر بلا کی سمت اوسطوت</p>	<p>بہائے ہیں لہو کے اشک برسوں چشم جوہر سے ہمیشہ ہم بھایا کرتے ہیں پیاس آب خجر سے ترینا دونوں یہ سیکھے ہیں میرے قلب مضطر سے بچا اگر استخوان کوئی سکان کوئے دلبر سے جلانا ہی کوئی تم کہے مرنے کوئی ٹھوکر سے کیا ہو نصب کیا احباب نے مس کر کے اُس درے بھریگی میری نیت کیا بھلا دو چار ساغ سے مرے لاشے کو دینا دوست و غفلت اب گوہر سے نمھاری چشم سے سیکھی ہیں یا میرے مقدس سے نہ آنا لکھنؤ میں روضہ سبط پیسہ سے</p>
---	---

بقراط نے جمع کر دیا کہ تم لوگوں کا جانا غیر ممکن ہو جب سب نے بہت کہا تو چار شاہزادوں  
کو چھانٹ کر ساتھ لیا رنگین ادا و شیرین ادا و حید و بنی ظہیر ان سب کو ساتھ لیکر  
تخت اڑاتا ہوا چلا ہوا سکان نے سب طرح کا سامان کیا ہو خود بھی موجود ہو میدان  
خونی تیار جلا و موجود ہیں دارین استاد ہیں جلا و شلنگین لگا رہے ہیں مگر میخوار جان  
دینے پر آمادہ ہو سات سو کنیزین پشت پر ہر ایک کا قول ہو کہ داری آپ نے اشارہ  
کیا اور ہم لوگ جا پڑے زمین ہلا دیگے کیا کنیزین کسی مقام پر رکھیں گی لیکن حضور  
تخت جات کا خیال کریں میخوار نے بڑھاکر کہا ادا و درمہربان تخت جات بھی میدان میں



لے آئیے یہ شخص دیکھ کر ٹپے سکان نے پٹ کر حکم دیا کہ ہاں صاحبو طلسم کشا کو لاؤ اور  
تحفہ جات بھی لیتے آؤ کنیز بن گئیں نور الدہر کو اور اسے پر سوار کیا گر کنیز بن گئیں  
ہوئے نور الدہر نے جو یہ حال مصیبت مال دیکھا کہ سامان ہمارے قتل کا ہو رہا ہو  
جلا دہنگا مے کر رہے ہیں نور الدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے  
آنکھوں سے آنسو جاری عرض کر رہے ہیں اے کریم کار ساز وای رب بے نیاز تو مالک  
ہو اس مشکل کو آسان کر

رسد بہ منزل مقصود خود کجا گستاخ	کہ ہست را اندر در گاہ کسب یا گستاخ
بہ بند در دوالم بندہ بے ادب ماند	بود بدام غم و رنج مبتلا گستاخ
خراب و خستہ در سوا بہ ابتدا باشد	ذلیل و عاجز و مضطر بہ انتہا گستاخ
خدا بہ رحم و تفقہد بر و نظر نہ کند	بود کسے کہ شرانگیز و شوخ یا گستاخ
کند بہ عادت خود و شوخ بے ادب شوخی	خطا نمیکند از جرم و از خطا گستاخ
بود ہمیشہ پریشان و نادوم و مغموم	بحال خویش گرفتار و در بلا گستاخ
نگاہ دار بہ وقت سخن ادب ہندی	کہ اہل خلق نہ گویند مر ترا گستاخ

نور الدہر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ یکا یک ہلٹ ہو اسب سجدے کرنے لگے  
دیکھا سب نے کہ بقراط ثانی تخت پر سوار چار شاہرا دیان یحییٰ و یسار بڑے  
رعب و دبدبے سے آکر پہونچا سکان بلند ہو کر قریب تخت کے آئی کہا یا خداوند  
اس کنیز نے جان اپنی لگا دی یہ کمال کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب اسکو قتل کیجے  
نامہ آپ تک نہیں پہونچا معلوم ہوتا ہو راہ میں کسی نے نہ مزہ جاو و کو گرفتار کیا  
نامہ لے لیا مگر قدرت کو خبر پہونچ گئی بقراط نے کہا میں سب مقدمات دیکھ رہا تھا  
مجھکو معلوم ہو گیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا تحفہ جات لا کر سکان نے بقراط کے  
پاس رکھے کہا یا خداوند یہ تحفہ جات طلسم کشا ہیں اپنے پاس رکھیے مجھکو اب تک خون  
ہو کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا کا کوئی مددگار پیدا ہو جائے بقراط نے سکان سے کہا کہ کیا  
مجال ہو کیسی جو زبان ہلا سکے ہنگامہ ہو رہا ہو نور الدہر را اسے پر بیٹھے ہیں اور



آنکھوں سے آنسو جاری بیقراری کر رہے ہیں مگر میخوار گلگون پوش کنیزوں سے  
 صلاح کرتی ہو کہ کیوں تم سب کی کیا راہ ہے ہو اب میں سحر کرتی ہوں کنیزین کتنی ہیں کہ  
 داری ٹھہر جائیے ابھی سکان نے حکم قتل نہیں دیا ہو مگر میخوار طرے آسمان کے  
 دیکھ رہی ہو اور ساتھ والیوں سے کتنی ہو کہ ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ سرداران  
 طلسم کشا کو خبر نہیں ہوئی سکان پایہ تخت بقراط پکڑے کھڑی ہو ہر طرف دیکھ رہی ہو  
 شانہرا دیان بقراط کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہیں اور تحفہ جات سامنے رکھے ہیں  
 جمال بے مثال نور الدہر دیکھ سب افسوس کر رہی ہیں کتنی ہیں صاحبو مقام افسوس  
 ہو کہ ایسا شیر مفت میں قتل ہوتا ہو جتنے سنا تھا کہ انکے لشکر میں بڑے بڑے سردار  
 ہیں چند شانہرا دیان سحر و شعبدے میں کامل اسپر عاشق ہیں افسوس ہو وہ لوگ  
 اپنی جان کو ڈر گئے اور ایسے وقت پر مدد کو نہ آئے کیسے عاشق صادق ہیں یہ  
 ضرور ہو کہ آنکو خبر پہنچی ہوگی جا بجا ذکر ہو رہا ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا اگر آنکو  
 خبر ہوتی تو عاشق جمال مدت سے ہمراہ تھے ایسا بھی تھا کہ سنتے اور نہ آتے یہ ذکر تھا کہ  
 سکان نے جلا د کو اشارہ کیا کہ ارے طلسم کشا کا سر کاٹ لے جلا د نے جھپٹ کے  
 نور الدہر کو راہے سے اتار ایدھر شانہرا دیوں نے بہ نگاہ یاس چہار طرف دیکھا  
 میخوار تو فوج ہو گئی پکار اٹھی کہ او خالق بے نیاز و اورب کار ساز اپنا رحم نظر

در گلستان جہان ہر ماہ و سال  
 خامہ در تحریر و صفحہ چاک  
 چار سوا ز فیض ابر رحمتش  
 گاہ از خود می نماید روئے خویش  
 میرسد انسان بہ اوج معرفت  
 میکند تقسیم گنج سیم و زر  
 تنگ و ستان را فراخی میدہد  
 مالک ملک و خداوند جہان

چار سور و شن از نور جمال  
 در ثنا نوک زبان گہر ویدال  
 گشتہ جاری چشمہ آب زلال  
 گاہ از بد رو گہ از روئے ہلال  
 گریہ بخشد حضرت حق پروبال  
 حضرت قاسم بہراہل سوال  
 چون کشاید آن سخن دست نوال  
 صانع اکبر خدا سے لایزال



روکت حکمتش کہ دارو این طبع	دم ز نذر پیشش کرا باشد مجال
نہیست ہندی را بدینا فکر و غم	حامی اش باشد اگر نیز و نعال

اس وقت ایک عجب ہنگامہ برپا ہو دوست و دشمن گفت افسوس مل رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ صاحبو مقام افسوس ہو کہ عجب صاحب حسن و جمال قتل ہوتا ہو جلا در نے طرف سکان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او ملکہ عالم قدرت بھی سامنے موجود ہیں حکم اول ہو سمجھو جو چہ کے دیکھو گا اسکے خون کے دعویدار بہت ہیں سکان نے پکار کر آواز دی او بیچیا تو کیوں خوف کرتا ہو جب میں نے ایسے شخص کو گرفتار کر لیا تو کسکی مجال ہو کہ دعویٰ خون کر سکے لشکروں کو مٹا دوں گی اسکے عزیزوں کو خاک میں ملا دوں گی کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچیں گے جلاو نے گردن پر کوئلے کا خط دیا اور خنجر برہنہ پکڑ کر شنگین لگانے لگا بیخوار نے کہا لو صاحبو وقت خانمہ آگیا کنیزوں نے کہا بسم اللہ بیخوار نے اشارہ کیا کنیزوں کو کہ اول جلاو کو تو مار لو یہ بیچیا مہلت نہ پائے اسکا سر اڑ جائے ایک کنیز نے ہاتھ ہلا دیا برقی چمک کر گری کہ جلاو کا سر اڑ گیا سکان نے پلٹ کر دیکھا کہا ارے یہ کتنے سحر کیا اور جادو گردن پر خفا ہونے لگی سادون نے جواب دیا کہ حضور مجھے نہیں دیکھا کہ یہ کسکا سحر ہو سکان نے دوسرے جلاو کو اشارہ کیا دوسرا جلاو کانپتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا خنجر پکڑ کر چاہا وار کروں ایک کنیز نے پھر ہاتھ ہلا دیا اب تو سکان نے دیکھ لیا پکار کر آواز دی کیوں او بیخوار تیری کنیز نے دو جلاو مارے اسکا کیا سبب کیا یہ لوگ طلسم کشا سے ملے ہیں یہ ککے جھپٹی کہ اس کنیز کو پکڑ کے کیمنج لون بیخوار نے موتیوں کا مال لگائے سے اتار اخیر دار خبر دار ککے پھینک مارا تجھے ہی موتی لٹوئے سکان پر آگ برسنے لگی تھوڑے عرصے میں آگ کا انبار ہو گیا کئی ہزار جادو گر جل گئے بقراط نے کہا کیوں سکان تیری بیٹی کو کیا ہوا ہو سکان نے کہا میں تعجب کرتی ہوں کہ یہ کیا سحر کہ ہو بیخوار نے کیوں سحر کیا لکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیوب سحر سے کئی ہزار جوان مارے گئے اب بھی راہ پر آ کیوں شامتہیں آئی ہیں بیخوار نے



لاکار کر کہا اے مادر نامہ زبان مجھ کو اب دشمن جانو بیٹی نہ سمجھو میں طلسم کشاکش کو نہ قتل ہوئے  
 ونگی سکان نے چاہا کہ بیٹی پر جا پڑوں بقراط نے ہاتھ پکڑ لیا کہا دیکھ میں اسے بیکار  
 کیے دیتا ہوں کیا مجال کہ زبان ہلا سکے یہ ککے ہاتھ ہلایا کہ میخوار خاموش ہو گئی مگر کترین  
 سحر کر رہی ہیں تخت سے پھانڈ بن چاہتی ہیں کہ طلسم کشاکش پر قبضہ کریں مگر میخوار سترنگوں  
 غم سے کلیجہ خون سرخ جھکائے خاموش کھڑی ہو کترین نے جو دیکھا کہ مالک ہماری  
 بیکار ہوئیں بلوہ کر کے چلین کہ طلسم کشاکش پر قبضہ کریں بقراط نے دوسرا ہاتھ ہلایا  
 کہ سب کترین ایک مقام پر ٹھہر گئیں آگے نہ بڑھ سکیں انکا ٹھہرنا کہ سکان نے تیسرے  
 جلا د کو اشارہ کیا کہ تیسرا جلا د خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے طرف نور الدہر کے چلا  
 چاہا تھا کہ قریب پہنچوں اور ہاتھ ماروں کہ زمین سے دھواں نکلا جلا د دیوانہ  
 ہو گیا پہاڑوں میں جا کر سترنگرا نے لگا سکان نے کہا یا خداوند اب یہ کسکی آمد ہوئی کہ  
 جلا د دیوانہ ہو گیا بقراط نے کہا اے سکان ہو شیار ہو جاؤ یہ آمد سکندر ثانی ہو وہ  
 بلاے روزگار ہو سکان نے طرف دھوئیں کے گولہ مارا وہ گولہ اٹا پٹا کئی ساحر و کو  
 مارا کئی جادو گروں کو جلا یا بقراط نے کہا اے سکان یہ اس ظالم کی آمد ہو کہ جس نے  
 ہمیشہ اس طلسم میں سلطنت کی یہ ککے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ سحر کر وں کہ زمین  
 شق ہوئی سب نے دیکھا کہ سکندر ثانی تاج پہنے ہوئے نعرہ کرتا ہوا زمین سے نکلا  
 بقراط نے سکان سے کہا میخوار کا تو سر کاٹ لے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم نجم  
 اختر شناس نجم نے آتے ہی میخوار پر سے سحر اتار اے میخوار لڑنے لگی کئی نہرا جادو گر بلوہ  
 کر کے بڑھے تھے لیکن میخوار نے گلے سے گجرہ پھولوں کا اتار کر پھینک مارا پس  
 کئی نہرا جادو گر جھومنے لگے بیقرار ہو کر پکار تے تھے کہ اے ملکہ عالم ہم تو آپ کے  
 غلام ہیں جو چاہے کیجیے

سر بسرکان ملاحت شان مرزا ئی ہوئی  
 سر سے بہ آفت بھی ملتی ہو کبھی آئی ہوئی  
 اندنوں پھر دل کو فکر دشت پیما ئی ہوئی

زمینت ظاہر سے کب اس بُت کی زیبائی ہوئی  
 زلف کے سو سے سے پیرا فکر بالائی ہوئی  
 بھر بہار آئی جنون کا جوش ہو سرین مرے



قطع خالق نے کیا قدر ترے پوشاک ناز  
جب میں سودائی چلا صحر اکو اول کام پر  
گر گیا نظرون سے نقشہ صاف مہر و ماہ کا

ختم تجھ پر او ختم لبس جامہ زیبائی ہوئی  
جھٹ قدمیوں آکے اپنے آبلہ پائی ہوئی  
صورت اُس مہ کی ہوا اپنے دل کو بیگانی ہوئی

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے کو ہستان میں پہونچے پہاڑوں سے سر ہٹ کر آنے  
لگے غل مچاتے تھے کہ اے ملکہ عالم جو حکم دیکھیے وہ بجالائیں کتیراں میخوار نے اشارہ  
کر دیا کہ فوج سکان کو قتل کر دسکان نے جھلا کر آواز دی کہ او میخوار تیری کتیروں کو  
کیا ہو گیا یہ کیسے اشارے کر رہی ہیں میں سمجھی کہ یہ سب طلسم کشا پر مائل ہوئی ہیں یہ تو  
ایک ایک کو لکارتی ہو کتیرین طرف سکان کے دیکھ کر ہنستی ہیں سکان پائی تخت  
بقراط چھوڑ کر کڑکی منظور یہ ہوا کہ طلسم کشا کو اٹھا لیجاؤں چاروں شانہرا دیان  
جو قریب بقراط کے بیٹھی ہیں انکو بہت ناگوار ہوا نور الدہر پر عاشق تو ہو ہی  
چکی ہیں تحفہ جات آگے سے بقراط کے اٹھا لیے اپنے کو تخت سے گرا دیا بقراط  
نے اُن چاروں پر سحر کیا کہ پاتوں انکے زمین نے تمام لیے سکان کو اشارہ کیا  
کہ ان چاروں کے سر کاٹ لے کہ تحفہ جات لیے جاتی ہیں کہ زمین شق ہوئی اب  
ارسطوے ثانی پیدا ہوئے اُسے شانہرا دیون کو اشارہ کیا کہ لوح چمکاؤ و پھر  
تمہارے پاس کوئی نہ آسکیگا شانہرا دیون نے لوح چمکائی سکان دیکھے ہٹی میخوار  
نے جو دیکھا کہ سکان و پنجم سے سحر ہونے لگا تڑپ کر گری قریب نور الدہر کے پہونچی  
قید کاٹی کہا او شہر یار اٹھیے نور الدہر نعرہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے نعرہ نور الدہر

ہم سے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی  
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش  
ز طفلی بہ جرات ہنر و اشتم  
ظفر بریلان عرب یا منتسم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ  
عدو و رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواندہ  
لقار ابیک دست برداشتم  
شہ نوجوانان لقب یا منتسم

نعرہ کر کے لڑنے لگے چاروں شانہرا دیان لڑتی بھڑتی قریب میخوار کے پہونچیں  
میخوار نے اُسے تحفہ جات لیے نور الدہر کو پہنائے اب نور الدہر شیرازہ لڑنے لگے



تینہ طلسمی کھینچا اور مسکان چاہتی ہو کہ انکو قتل کر ڈالوں آپس میں سحر ہو رہے ہیں  
 مسکان نے قریب بقراط کے آکر فریاد کی کہ یا خداوند ان چاروں کو سزا دیجیے انھوں نے  
 بڑی بناوت کی اگر یہ نہ لیجائیں تو تحفہ جات طلسم کشا کو نہ ملے بقراط نے سحر کیا کہ  
 چاروں شاہرا دیوں کے چہرے سرخ ہوئے جھوٹے لگین مگر قضا سے کار ملک  
 ہمارے مرصع پوش وغیرہ جو چلی تھیں اسی وقت پر آکر پہونچیں وہ بھی سحر کرنے  
 لگیں منجوار نے جو ان سب کو دیکھا کہ سحر کرنے پر آمادہ ہیں آواز دی او شاہرا دی  
 ان چاروں کو بچائے رہنا یہ تمھاری شریک ہیں سب نے ملکر سحر کیا یہ چاروں  
 شاہرا دیان رگین ورنہ ارادہ تھا کہ اپنے کو قریب مسکان کے پہونچائیں اور  
 مرصع کا دین کہ سرکاٹ لے مسکان نے جو دیکھا کہ یہ وہ شاہرا دیان ہیں کہ جو  
 ارکان طلسم خیال سکندری ہیں اگر ان سے الجھونگی تو جان بچنا دشوار ہوگی ایک طرف  
 شعاع جوالہ نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف سے مرصع نشین دوسری طرف سے گرداب  
 وریا نشین تیسری جانب سے ملک ہمارے مرصع پوش ان شاہرا دیوں نے جو  
 اس طرح کے سحر کیے مسکان گھبرائی ہر چند کہ کسی کے سحر نے اس پر تاثیر نہیں کی مگر  
 گھبراگئی ہمارے مرصع پوش کے سحر نے اسکے پانوں رو کے تمھے مگر زمین سے  
 دھواں نکلا کہ پانوں اسکے زمین نے چھوڑ دیے ایک طرف سے سکندر ثانی  
 کا لغزہ ہوا سکندر ثانی نے آتے ہی سحر کیا کہ تحت بقراط تھرایا بقراط نے للکارا  
 کہ او سکندر کیوں شامتین آئی ہیں دیوانہ کر کے مارونگا طلسم کشا کو دعا دے  
 کہ پھر تمھکو سلطنت نصیب ہوئی میں نے بڑی خطا کی کہ تمھکو قتل نہ کر ڈالا اگر قتل  
 کر ڈالتا تو یہ دن کا ہی کو نصیب ہوتا سکندر نے للکارا کہ او بقراط زمین پر آج  
 میرے تیرے امتحان ہو قمر شہت پہل میں کہانتک چھپے گا یقین ہو کہ ایک دن  
 تو اسی صحرا میں باراجاے کیونکہ تو اپنے ہاتھ سے کتاب میں لکھ چکا ہو کہ صحرا سے  
 مروا رہیں میری قضا ہو وہ زمانہ قریب آتا ہو یہ کیکے گولہ مارا معلوم ہوا کہ توپ  
 کے منہ سے گولہ چلا اس دن سے جا کر تخت پر پڑا کہ تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا



یقین ہوا کہ بقراط تخت سے گرے مگر بقراط نے اپنے کو سنبھالا اس وقت اس میدان میں عجب ہنگامہ ہو کہ ایک طرف طلسم کشا لڑ رہے ہیں جو ساحر سامنے آیا وہ مار گیا ادھر ہمارے مصرع پوش وغیرہ صفوں میں لڑ رہی ہیں جس صف پر جسکا سحر چلا وہاں کی زمین تک تھرا گئی جا دو گرا پس میں لڑنے لگے مگر سکندر ثانی خوب جگر آج سحر کر رہا ہو بقراط پرتلواریں برس رہی ہیں مگر بقراط ان تلواریوں کو کب مانتا ہوا اشاروں میں سحر دفع کرتا ہو جو سحر سکندر کا آیا بقراط نے ہاتھ ملا دیا سکندر ثانی و بقراط دونوں ہوا پر تھرا رہے ہیں اس قدر تھکے سے آگ چھوڑی ہو کہ دو برج آتشیں بن کر تیار ہوئے ہیں جب سحر پڑتا ہو برج شق ہوتے ہیں کبھی سکندر ثانی مثل برق چمکا کبھی بقراط ثانی مثل فیل و مان برج سے ظاہر ہوا سکان جادو و سحر جو دیکھا کہ ہمارا بادشاہ عاجز ہو رہا ہو سکان بھی جست کر کے ہوا پر پہنچی بقراط کے ساتھ سحر کرنے لگی جب سحر کرتی ہو سکندر ہاتھ مار دیتا ہو سحر اسکا پلٹ کر باطل ہوتا ہو مگر ملکہ ہمارے مصرع پوش و گرداب و ریانشین و شعلہ جو الہ ان تینوں شانہرا دیوں نے ایک طرف سے سحر کیا ایک نے مونیوں کا مال اُتار دیا دوسری نے گجرہ اُتار ا سکان پر کھینچ مارا سکان لہرا کر جھوٹے لگی آنکھیں سرخ ہوئیں اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی چلی نظر

کہ ارمان رو رہے ہیں اور حسرت خاک اُڑاتی ہو  
منہیں پروا کچھ اُسکو ہمارے جیسے جان جاتی ہو  
مری تربت پہ شب بھر شمع خود آنسو بہاتی ہو  
نہ دن کو چین آتا ہو نہ شب کو نیند آتی ہو  
محبت اور صغیر میری ہمیں درد و پھرا تھی ہو  
اب آگے دیکھیے تقدیر کیا مجھ کو دکھاتی ہو  
نہ دل کا درد جاتا ہو نہ مجھ کو موت آتی ہو  
جدائی انکی آگے دیکھیے کیا کیا دکھاتی ہو

ترے کوچے سے کس ناشاد کی یہ لاش جاتی ہو  
محبت کر کے ہم رسوا ہوئے سارے زمانے میں  
نہ رویا گر کوئی آکر تو مجھ کو غم منہیں اصلا  
ترپ کر میں لبس کرتا ہوں اور یہ مجھ فرقت میں  
ملی ہو کا سہ سائل میں بعد مرگ خاک اپنی  
خفا ہو کر نکلوایا تو ہی اُس یار نے گھر سے  
روا اسکی وصال یار ہو کیونکر میسر ہو  
ابھی تو رنج ہیں صدے ہیں تنہائی ہو اندا ہو



شب و صلت کا مین نے ذکر جب چھڑا تو وہ بوسے	زبان کور و کولس چپ بھی رہا وہ اب شرمم آتی ہی
رُخ شفات جانان سے ہو کیونکر ہمسر آئینہ	صفائی حسن ہو اسکا تو اسکا حسن ذاتی ہی
نہایت بقیاراری سے گذرتی ہو شب فرقت	نہ وہ دلدار آتا ہی نہ سطوت نمید آتی ہی

بنجم اختر شناس نے دیکھا کہ تینوں شاہرا دیوں نے اپنے شعبہ میں سکان کو چھنسا یا  
 سکان لہراتی ہوئی آتی ہو بنجم اختر شناس نے بھی سحر کیا کہ سکان اور زیادہ جوش میں  
 آئی مگر بقراط چاہتا ہو کہ سکان کور و کون پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشہ سحر و ساحری وار  
 ثانی سامری اسطرف نہ جاننا یہ کہکے ہاتھ اٹھایا موتیوں کا مالاجو ہمارے مرجع پوش نے  
 مارا تھا وہ سر پر سکان کے لہرا ہاتھ بقراط نے آواز دی کہ اے عقاب بلند پرواز تو یہ  
 موتیوں کا مالالینا ایک عقاب ٹپ کر گرا اُسے موتیوں کا مالادہن میں لیا شعلہ حوالہ  
 کا پھولوں کا ہار مثل برقی چمک رہا تھا اسی عقاب کے پروں کی ہوا سے ایک برقی گری  
 کہ ہار کو جلا دیا گرو اب دریا نشین نے جو گجرا مارا تھا وہ بچا نہ جلا نہ کسی نے اُسے اٹھایا  
 بنجم نے جو دیکھا کہ دوسرے بقراط نے باطل کیے جھولی پر ہاتھ ڈال کر سحر کیا کہ سکان یا تو  
 رُکی تھی یا پھر لہرائی اُدھر سے رُتے ہوئے نور الدہر آتے تھے اُنھوں نے جو دیکھا  
 کہ ہمارے ساحرون نے سکان کو گھیرا ہو سکان چاہتی ہو کہ سحر کر کے نکلیاؤں لیکن  
 گجرہ جو سر پر لہرا رہا ہو اسوجہ سے رُکی ہو کف افسوس ل رہی ہو ہر مرتبہ طرف بقراط  
 کے دیکھتی ہو اور پکارتی ہو کہ یا خداوند بین اپنے ہوش میں نہیں ہوں میرا دل بچپن  
 ہی جی چاہتا ہو دم شمشیر پر گلار کھدوون مجھ کو بچا بیٹے کہ پہلو سے نور الدہر کا نعرہ ہوا  
 للکارے کہ او مسکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتاہیگی اے بنجم اب سحر کرو میں سمجھ  
 لوں گا بنجم نے پلٹ کر دیکھا کہ طلسم کشا شیرانہ جنگ کرتے ہوئے آتے ہیں لوح طلسمی  
 گلے میں اور لوح محفوظ بازو پر نیلہ طلسمی کھینچے ہوئے جو ساحر راہ میں ملا اسکو قتل  
 کیا ساحرون نے چہار جانب سے گھیرا ہو سحر کی بوچھاڑ کر دی مگر یہ لوح کو چپکانے  
 میں سب کے سحر پلٹ جاتے ہیں نور الدہر برابر سکان کے پہونچے سکان نے جو  
 دیکھا کہ ملک الموت قریب آگیا ہاتھ پاؤں میں ریشہ آیا نیچے سحر نیام انتقام کھینچا



آواز دی کہ او طلسم کشتا قضا نے تجھ کو گھیرا ہو منہم سکان بلند پر واز یہ کہلے نیچے مارا صد ہا  
تلوارین نور الدہر پر گرین مگر لوح طلسمی نگہبان ہو وہ تلوارین الگ گرین نور الدہر  
نے تیغہ طلسمی چپکایا اسکی چپک جو آنکھوں میں پہونچی سکان کے ہاتھ سے نیچے چھوٹ پڑا  
چاہا بھاگون مگر نہ بخیر موت پانوں میں پڑ گئی سر آگے کر دیا منہ سے یہ نکلا کہ او طلسم کشتا  
تجھے اختیار ہو یہ سر حاضر ہو اس سر سے کون ماہر ہو نور الدہر نے لوح کو نہ دیکھا اور  
تیغہ مار دیا سکان کے دو ٹکڑے ہوئے بقراط اچھل پڑا پکارتا تھا کہ او سکان کیا کہنا  
ایک غبار بلند ہوا آواز میں مہیب آ نے لگین سب ساحرون نے ملکر بقراط پر ہر کیے  
بقراط زمین پر آیا سب ساحرون کے سحر کا جواب دے رہا ہو کہ پہلو سے نور الدہر  
نے آ کے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

کہ شامانش جہانگیر و فلک گیتی شان خونہ عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خونہ	ہم سے اور ج رفعت شاہباز عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش
بقراط ایک دست برداشتم شبہ نوجوانان لقب یافتہم	ز طفلی بہ جرات ہر داشتم ظفر بریلان عرب یافتہم

بقراط کا رنگ رواڑ گیا نور الدہر کو دیکھ کر کانپنے لگا تیغہ کمر سے کھینچا نور الدہر پر  
ہاتھ مارا نور الدہر پر صد ہا خنجر گرے مگر نور الدہر نے لوح کو چپکایا اور تیغہ طلسمی  
کا ہاتھ چپکا کر بار بقراط نے ہاتھ سے اشارہ کیا سپر ہائے فولادی سر پر لہرائیں  
مگر تیغہ طلسمی جو چپک کر گرا سپرون کے پر کالے اڑا دیئے تاج بقراط کا کاٹا سر پر اچھا  
زخم بقراط کے آیا نور الدہر نے چاہا دبا لون زمین شوق ہوئی بقراط زمین میں سما گیا  
لاشہ سکان جو ساحرون نے دیکھا اور بقراط کو بھی دیکھا کہ غائب ہوا چادر ہلانے  
لگے کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ دائرہ اسلام میں آئے نور الدہر نے ہاتھ روکا سب  
لشکر نور الدہر کا آگیا تھا مگر نجم نے عرض کی کہ حضور بقراط نکل گیا نور الدہر بے نق  
و فیروزی قلعہ سکان میں داخل ہوئے جشن عالی ترتیب ہوا سب سردار جمع ہیں  
شیرنگ بن عمرو محفل میں بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گارہا ہو طلسم



مہربانی سے جو وہ جلوہ کنان ہوتا ہو  
سبزہ اس عارض رنگین پہ عیان ہوتا ہو  
چشم گریان میں تصور ہو تری زلف و نکا  
بلبلین ہوتی ہیں گلزار میں بے تیغ حلال  
دل سوزہ ان سے دم گریہ نہ کیوں نکلے آہ  
نکلے آتے ہیں تری بزم میں آنسو میرے  
ہنسکے فراتے ہیں وہ دیکھ کے مضطر مجھ کو  
کوچہ یار کی ادنیٰ سی ہو یہ اک تاثیر  
بزم عشاق میں گو تم نہیں لیتے صاحب  
بام پر منہ سے جب اپنے وہ اُٹھتے ہیں نقا  
دوستو سچ ہیں کیا حال کمون انگھو نکا  
اس طرح ہو دل پر داغ میں اپنے ماسور  
تیرے ٹوٹ کے رہتا ہو جو پیکان تیرا  
جب خیال آتا ہو اس پر وہ نشین کا سطوت

غیرت برج تہرا پسنا مکان ہوتا ہو  
چمن حسن گل اندام خسراں ہوتا ہو  
قدرت حق ہو کہ پانی میں دھواں ہوتا ہو  
موت تقریر جو وہ سیف زباں ہوتا ہو  
آگ پانی سے جو بجتی ہو دھواں ہوتا ہو  
ہو غضب راز اب الفت کا عیان ہوتا ہو  
کیوں تڑپتے ہو بہت درد کہاں ہوتا ہو  
پیر آتا ہو جو کوئی قوجوان ہوتا ہو  
دل کے لینے کا مگر تمپہ گمان ہوتا ہو  
شب کو بچا نذاہر کے پر وے میں نہان ہوتا ہو  
اشک بہ چلتے ہیں تو خون روان ہوتا ہو  
باغ کے بیچ میں جسطرح کنواں ہوتا ہو  
دہن زخم میں مانند زباں ہوتا ہو  
راز کی طرح مرے دل میں نہان ہوتا ہو

میںخوار بھی اگر صحبت میں شریک ہوئی ہو وہ چارون شاہراویان بھی داخل صحبت  
ہیں ملکہ رنگین ادا و ملکہ شبیرین ادا و وحید نغمہ پیرا و بے نظیر یکتا نور الدہر نے  
ان چارون کو مقام صدر پر جگہ دی ہو کہ نجم اپنے مقام سے اٹھا عرض کی کہ او شہر باد  
حضور نے بڑا دھوکا کھایا سکان قتل نہیں ہوئی آپ نے بے لوح دیکھے ہوئے  
ہاتھ مار دیا نور الدہر نے کہا او نجم مقام انصاف ہو کہ سب طرف سے ساحر کھر کر رہے  
ہیں حربے جسم پر پڑ رہے ہیں بھلا ایسے وقت میں لوح کیونکر دیکھتا نجم نے کہا وہ تو  
نکل گئی ان سب کا قتل وقت پر موقوف ہو یہ لوگ نامی گرامی ہیں کہاں جا کے  
چھپیں گے آخر مقابلے میں آویں گے اب حضور فکر کریں کہ اپنے کو قلعہ بہمن شعبہ باز  
پر پہونچائیں ہم سب بھی بلوہ کر کے اُسکے قلعے میں گھس پڑیں وہ بھی قتل ہو تو پھر



حضور کا تابہ قصر مشیت پہل جانا ہو یہاں تو یہ ذکر ہو چاروں شاہراہ دیان عرض کر رہی  
ہیں کہ کچھ کنیزوں کے نام حکم ہو ہم بجا لائیں نجم نے کہا جب طلسم کشا کا داخلہ ہو گا تب  
ہم لوگ پہنچیں گے سب تدبیریں ہو جائیں گی مگر اس حکایت کو یوں تحریر کرتا ہوں کہ  
بہمن شعبدہ باز اپنے قلعے میں بیٹھا ہی سب سردار جمع ہیں کہ رہا ہو صاحبو خداوند  
بقراطسکان کو بچائیں یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی بہمن نے سر اٹھا کر دیکھا کہ  
سکان بلند پرواز خستہ و شکستہ حیران و پریشان سر سے خون بہ رہا ہو اگر سانس  
بہمن کے گریڑی کہا اے برادر بڑا غضب ہوا میں نے تو خانہ کر دیا تھا لیکن طلسم کشا  
صاحب اقبال ہو بیخوار گلگون پوش نے عاشق ہو کر قیامت برپا کی چاروں شاہراہ  
سطیعان خداوند عین وقت پر بگڑ گئیں تحفہ جات سامنے سے قدرت کے اٹھالیے  
اور طلسم کشا کو پہنچائے مجھ کو سواے جنگ کے کیا چارہ تھا میں مصروف جنگ  
ہوئی آخر بڑا بھڑک کر نکل آئی قدرت بھی زخمی ہو کر گئے یہ سنکر بہمن بہت پریشان ہوا  
کہ چند ساحر آکر پہنچے وہ ہمراہیان سکان تھے سکان کو جو اس مقام پر صبح و سلم  
دیکھا بہت خوش ہوئے عرض کی اے ملکہ عالم آپ کا لاشہ میدان کا نہ رہا زمین جو دیکھا  
فرار پر قرار کیا اور یہی تدبیر سوچی کہ ملکہ کے بھائی کے پاس جائیں اور باقی سب  
مسلمان ہو گئے سکان نے کہا اب یہاں سے وہ تدبیر کروں کہ پھر طلسم کشا کو گرفتار  
کروں اور اسی وقت قتل کر ڈالوں اب ہم لوگوں کے لیے وہ زمانہ ہو کہ کسی کا  
اعتبار نہ کریں اے برادر سوچو تو کہ قدرت کے پاس تحفہ جات رکھے تھے چاروں  
شاہراہ دیان اس کے ساتھ آئی تھیں اسفون نے تحفہ جات لیکر طلسم کشا کو دیے اسی  
وجہ سے شکست حاصل ہوئی میں نے وقت پر ایسی تیزی صرف کی کہ اپنی ہم شبیہ  
کو قتل کر آیا تب وہاں سے نکلی یقین تو ہو کہ ان سب کو دھوکا ہوا ہو کہ سکان  
قتل ہو گئی بہمن نے کہا ہمیشہ وہ آفت برپا کروں کہ طلسم کشا کو جان اپنی بچانا  
مشکل ہو محبت بہمن شعبدہ باز میں بڑے بڑے ساحر بیٹھے تھے ان میں ایک  
ساحر کہ نام اسکا شبدریز شعبدہ باز تھا اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ اے شہنشاہ ساحر



دیکھا کہ ایک تخت پر ایک ساحرہ آئی نہایت حسین و جمیل گلرخسار کی بہن مہ پارہ اسکا نام  
 آتے ہی گلرخسار کے پاس بیٹھ گئی مگر ایرج نے جو مہ پارہ کو دیکھا ٹھنڈی سا نسین بھنے  
 لگے شاپور سے اشارہ کیا کہ یہ معشوق پر ہی پیکر ہو دیکھو کیسی حسین و جمیل گلرخسار قمر عذار  
 ناز و اداس بن بکتا ہو میرا دل اسپر ایستا ہو شاپور نے مہ پارہ سے بڑھکر کہا کیوں  
 ملکہ عالم اس جوان کی سر اسر حماقت ہو کہ ناگ گلرخسار کو نہین قبول کرتا سمجھا رہا مزاج  
 کیسا ہو مہ پارہ نے اشارہ کیا کہ اگر مجھکو قبول کرے تو میں اسکو ابھی مار لوں میرے  
 ہاتھ سے کیا بچ سکتی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ سوال کیجیے مہ پارہ نے گلرخسار سے  
 کہا کیوں ہو ایہ جوان تمکو نہین قبول کرتا ہمیں دیدار کہ ہم اسکو لیجا میں شاید قبول  
 کرے گلرخسار نے کہا بوا ایسی بات نہ کہو تین دن برابر گزرے اسکو سمجھاتے ہوئے  
 مگر یہ مغرور نہین مانتا میں تمہیں کیونکہ جو اسے کر دوں مہ پارہ نے کہا بوا غصہ نہ کرو  
 میں اسکو لیجاؤنگی علاوہ اسکے بڑا مقدمہ مذہب ہو میں اسکا حکم قبول کرونگی طلسم کشائی  
 میں ساتھ دوںگی مگر گلرخسار نے کہا سمجھا رہی کیا مجال ہو کہ میرے معشوق کو ہاتھ لگاؤ  
 ورنہ بہنوں میں تکرار ہوئے لگی شاپور آتش افروزی کر رہا ہو کبھی گلرخسار  
 کو بھڑکاتا ہو کبھی مہ پارہ کو بھجاتا ہو آخر گلرخسار نے مہ پارہ پر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی  
 مہ پارہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا تمام آگ باطل ہوئی اب مہ پارہ نے جمولی پر ہاتھ  
 ڈالا ایک نشتر نکالا وہ نشتر اپنی پیشانی پر مارا خون پیشانی سے لیکر کار و پر ڈالا وہ کار و  
 خون آلود گلرخسار پر کیجھ ماری گلرخسار نے ہر چند چاہا بچوں مگر اس کار و سے نہ بچ سکی  
 سینے پر پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گزری اسے ہنسکر کہا نہ مارا مرنے سے گلرخسار کے  
 وہ باغ تمام جل گیا صدائیں مہیب آنے لگیں بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرخسار  
 جادو بود مار کر گلرخسار کو مہ پارہ قریب آئی کہا اے شہر پارہ میں نے آپ کے واسطے  
 بہن کو مارا ایرج نے کہا اول تو اطاعت اسلام کرو جب طرح اور جادو گر نیان ہیں  
 اسی طرح تم بھی رہو انشاء اللہ اگر بقراط ثانی کو میں نے قتل کیا تو عقد کرونگا اور اگر  
 طلسم ہاتھ سے فوراً دہر کے فتح ہوا تو مجبور و ناچار ہوں مہ پارہ نے عرض کی میں



یا توقفا لیے جاتی ہو یا انشاء اللہ جا کر دیوانے کو سزا و ننگا اور طہاس کو چھڑا کر لاؤنگا  
یہ کہلے مرکب چمکایا نقاب میں دیوانے کے چلے دیوانہ کنارے پر لشکر کے پہونچا ہو  
طہاس کو مسلسل و مطلق کر رہا ہو آہنگر تھکڑیاں بیڑیاں پہتا رہے ہیں کہ نعرہ شیر  
کی آواز آئی کہ او دیوانہ مجھ کو بخت پر گشتہ و نامعقول اس طرح دیوانے کو للکارے کہ  
دیوانہ پلٹ پڑا چو بدست کو چرخ دیتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا آتے ہی نور  
چو بدست لگائی نور الدہر گھوڑے سے پھانڈ پڑے چو بدست پر ہاتھ ڈال دیا دیوانہ  
پلٹ پڑا چنگل مارا کہ بدن نور الدہر کا فکار ہو گیا مگر نور الدہر نے چنگل کھا کر ایک  
تھانچہ مارا نور الدہر دیوانے سے لڑ رہے ہیں کہ شبیرنگ روتا ہوا سانسے آیا  
عرض کی کہ او شبیر یا رغضب ہوا وہ چاروں شانہرا دیان جو آئی تھیں ان میں سے  
وحید نعمہ پیرا کو کوئی اٹھا لیگیا نور الدہر نے دیوانے کو ڈھکیل دیا شبیرنگ کے  
کھنٹے پر پلٹے چاہا کہ لشکر میں جاؤں دیکھوں کہ وحید کو کون لیے جاتا ہو اس وقت پہونچے  
کہ پنجہ لیکر بلند ہو چکا تھا لشکر میں بڑھ رہا ہو وہ تینوں شانہرا دیان رو رہے ہیں  
کہ ہماری بہن غائب ہوئی نور الدہر نے کہا او شبیرنگ تم مجھے خبر کرنے دو وڑے  
آئے نقاب میں نہ گئے شبیرنگ نے عرض کی غلام ابھی جاتا ہو یہ کہلے شبیرنگ روانہ  
ہوا جس طرف پنجہ لیگیا تھا اسی طرف چلا صحرا میں جو آیا تو دیکھا کہ صحراے پر بہار ہو وصال  
چمن کا نکھار خلعت سبز پہنے ہوئے جمال اپنا دکھا رہے ہیں کہ ایک طرف سے گائیگی  
آواز آئی کہ کوئی بصد لطف یہ غزل عاشقانہ گارہا ہو نظم

فرہ ہوا و رہ میر کی تنویر اور رہی  
باقی کوئی ستم بت بے پیر اور رہی  
اب کو لسی جفا فلک پیر اور رہی  
او کیمیا گر و صری اکسیر اور رہی  
کہتے ہیں وہ اک ایسی ہی تصویر اور رہی  
یہ قیر اور رہی ہیں یہ شمشیر اور رہی

اُس رخ کے آگے ماہ کی تنویر اور رہی  
طالب جفا کا عاشق و لگیں اور رہی  
تر پا چکا فراق میں بر باد کر چکا  
خاک در صنم کی ہو جس ہو جہان میں  
تصویر اپنی دیکے مرے آگے غیر کو  
کہتے ہیں مجھ سے ابرو و مژگان دکھا کے وہ



جواب دیا اور شہ پار اب کنیز نے دیکھا کہ جو سامان طلسم کشا کے پاس ہوا سو وقت میں کسی کو  
 یہ سامان ممکن نہیں ہوا وہ وہ جاو و گرنیاں ہمراہ ہیں کہ جبکا سحر میں مثل نہیں یہاں نیلیم گرد و  
 قیلم گرد و غیرہ جانے سے ایرج نوجوان کے پریشان ہیں کہ میرا سے گرد اڑی فاقولہ  
 صحرانشین متقابلے میں آکر اتر جب فاقولہ مہیدان کا رزار میں نکلا لکار اسرار ان  
 ایرج بھی شکر مہیدان میں آئے جنگ ہونے لگی سرداران ایرج ہاتھ سے فاقولہ  
 کے زخمی ہوئے منواتر سات مہیدان واریان سات دن تک فاقولہ نے کین اٹھوین  
 دن مہیدان میں کھڑا جموم رہا ہو پر الشکر ایرج کا بند ہو جب وہ آواز دیتا ہو تو سردار  
 قصد کرتے ہیں مگر بہ سبب زخم داری کے نکل نہیں سکتے بیقرار ہو کر دعائیں مانگتے گئے  
 کہ اور پکار ساند و اوماک بے نیاز اس مصیبت کو آسان کر لکارنا اسکا ہمپر بہت  
 شاق ہو تو رحم شریک کر طلسم

زات تو گر نہ در میان باشد	نہ مکان و نہ لامکان باشد
نہ مد و نہ حبلوہ گر گرد و	نہ زمین و نہ آسمان باشد
نہ بہ ظاہر و نہ جو جسم بود	نہ بہ باطن ظہور جان باشد
گاہ پوشیدہ باشد اندر دل	گاہ مذکور بر زبان باشد
گاہ در زمرد شہنشاہان	گاہ در سبک بندگان باشد
گاہ موجود در بسا چین	گاہ در موسم خندان باشد
کل بہ گلزار کو و ہر جملوہ	تازہ در باغ باغبان باشد
روشن از فیض نام تو ہر نام	از تو اظہار ہر نشان باشد
نور ذاتت بہ دیدہ مردم	کہ حیان و گئے نہان باشد
گاہ اندر وجود موجود است	گاہ حاضر نہ بود نا بود است

سب سرداران ایرج دعائیں مانگ رہے ہیں فاقولہ کا قصد ہو کہ گینڈا اٹھا کر  
 جا پڑوں غلو بہ میں سب کو گرفتار کروں اہل لشکر گھبرا رہے ہیں کہ آسمان سے آواز  
 آئی خبردار او بیچارے نے ہر عنامہ پارہ نے عرض بھی کی کہ میں سحر کر کے اسکو قتل کر لوں



حقیقت میں تھنے بڑا انتظام کیا لیکن یہ عیار رکھل خدمت میں ہمیں شعیبہ باز کی بھیجا گیا  
اور بارہ درسی میں وحید نعمہ پیرا قید ہو وہ ہمارے آقا کی منسوب ہو وہ اس سے وصل  
حاصل کرینگے اسبوجہ سے اسکو اٹھا لائے اب قید کیا ہو شا پور نے باتوں میں لگا کے  
اس ساحر کو بیہوش کیا کونے میں ڈال دیا اسی کی صورت بنکر بارہ درسی میں آیا دیکھا  
کہ شیدیز شعیبہ باز بیٹھا ہوا ہے اسنے آکر سلام کیا شیدیز شعیبہ باز نے پوچھا اے جفاکش  
اسوقت کیونکر آتھیں اتفاق ہوا شا پور نے جواب دیا ہر وقت مالک کے دیکھنے کے  
مشتاق رہتے ہیں سرکار کے سلام کو آیا ہوں شیدیز نے کہا آج تم خلافت وقت آئے  
اور خلافت وقت سلام کیا اسوجہ سے مجھکو دکھکا ہوا ہر وقت خوف لگا رہتا ہو کہ ایسا  
نہ ہو کیسکی شکل پر عیار چلا آئے شا پور نے کہا حضور یہ وہ مقام نہیں ہو کہ جہان عیار  
آکے جو عیار آئیگا وہ خود گرفتار ہو جائیگا شیدیز نے کہا جاؤ جا کر حفاظت کرو شا پور  
نے کہا ذرا باہر چلیے آج ایک نیا سفر کر گزرا ہوں دو تین بڑے بیان بیرون باغ پھر رہی  
ہیں حضور ذرا اٹکو پہچان لیں کہ وہ کون ہیں ابھی ایک بڑے بیان آئی تھی جھانک کر  
بھاگی ہیں پیچھے دوڑا جنگل میں جا کر گھیرا بڑے بیان روئے لگی کہا میں راہ گیر ہوں میں نے  
جھانک کر دیکھا کہ اس باغ میں کون رہتا ہو میں نے اسکو چھوڑ دیا یہ مجھکو لیاقت تھی  
کہ میں پہچاننا یہ عیار ہو یا کون ہو آپ چلکر پہچان لیجیے اور عیار گرفتار کو بھی ساتھ لیجیے  
وہاں اسکے قتل کا سامان کرینگے اگر وہ عیار ہو تو ضرور دوڑے گا آئیگا اسکو بھی گرفتار کیجیے  
یہ حال سنا کر شیدیز ساتھ ہوا راہ میں کتنا ہوا چلا کہ جو آکے باغ میں جھانکے اسکو فوراً  
گرفتار کر لو یہ حرکتیں تھنے عیار کی بیان کیں بیرون بارہ درسی آکر شہرنگ کو پکارا  
کہ میان عیار صاحب ذرا یہاں آئیے شا پور نے شہرنگ کو دیکھ کر ایک دھکا دیا  
اور کہا کہ اونا عیار چلے تھجو قتل کرینگے شہرنگ کو بھی ساتھ لیا بیرون باغ آئے  
شا پور نے پیچھے پکڑ کر جھپٹا پکار کر کہا کہ شہرنگ قتل ہوتا ہو کوئی عیار سامنے نہ آیا پھر  
شا پور نے کہا اے شیدیز شعیبہ باز وہ عورت کوئی راہ گیر تھی مگر دیکھو وہ جاتی  
ہو جیسے ہی شیدیز پٹا شا پور نے حلقہ ہاسے کندھارے شہرنگ پکارنے لگا کہ اے



خلل پذیر ہمیشہ ہو کارخانہ عقل  
یہ حسن و عشق بہن ہر حال میں شریک ہم  
یہ رنگ موج ہمہ میری آہ گرم سے ہو  
جہان نظر میں یہ تار یک تار کہ اوتار خ

کبھی نہ خانہ زنجیریاں خراب ہوا  
کہ آیا غش مجھے اُسکا جو وقت خواب ہوا  
ہر ایک مرغ ہوا سچ کا کسباب ہوا  
سوا دگور بجھے رشک ماہنتاب ہوا

صد اطواروں کی سُکر نور الدہر کو پسینہ آگیا قلب تنہا آگیا نور الدہر نے فوراً لوح کو  
دیکھا نوشتہ پایا کہ اوتار طلسم و اعسار ابن عجائبات یہ طائر ان طلسم میں انکی صدا  
سے پریشانی ہوتی ہو لوح کو سینے سے مس کر و اور آگے بڑھ جاو نور الدہر لوح کو  
سینے سے مس کرتے ہوئے آگے بڑھے گرمی قلب و جگر کی کم ہوئی دوسرے صحرائین  
پہونچے تنہا کہ بائین پر سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک کرگدن مست صحرائین اگر جھوٹے  
لگا کہ دوسری طرف سے بھی گرد اڑی ایک شیر چچین مارتا ہوا قریب کرگدن  
کے آیا کرگدن کو چیر پھاڑ کر کھا گیا کی کرگدن آئے ہاتھ سے شیر کے مارے گئے  
کہ ایک طرف سے ایک زنگی آیا پشت شیر پر سوار ہوا نور الدہر پر آ پڑا ہاتھ تلوار کا  
مارا نور الدہر نے لوح چمکا کر عکس ڈالا جیسے ہی عکس لوح زنگی پر پڑا پشت شیر سے  
کو دکر بھاگا کہ پہلو سے آواز آئی اوسیاہ روئے جاو و کمان جاتا ہو نور الدہر نے  
پلٹ کر دیکھا ایک تاجدار وریا سے سلاح میں غوطہ زن آتے ہی شیر پر سوار ہوا  
مقابلہ نور الدہر میں آیا نور الدہر نے لاکر اتاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر  
نے لوح محفوظ چمکا فی عکس لوح سے وہ تاجدار کو دپڑا نور الدہر کو لپٹ پڑا لیکن  
نور الدہر نے وہ مارا شیر چچین مارتا ہوا بھاگا نور الدہر نے چھاتی پر بیٹھ کر  
کہا اوتاجدار شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہوتا جدار نے ہاتھ باندھ کر کہا میں  
تاجدار ہوں میرے ساتھ چلیے میں آپ کو باغ رنگین میں پہونچا دوں گا آئندہ  
آپ کو اختیار ہو وہ تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا نور الدہر کو ساتھ  
لیکر چلا قریب ایک باغ کے پہونچا وروانہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا تھا  
نور الدہر ساتھ اس تاجدار کے باغ میں داخل ہوئے دیکھا باغ پر بہار ہو نخل گل



اپنے محبوب کو ہم شام و صبح دیکھیں گے  
قتل ہو جائیں گے عشاق جدھر دیکھیں گے  
نذر دل اپنا کرینگے جو ادھر دیکھیں گے  
ناصحا اس میں اگر لاکھ ضرر دیکھیں گے  
ہاے یہ بھی نہیں معلوم کہ صبح دیکھیں گے  
ہنس کے وہ بولے کہ پھر آپ ادھر دیکھیں گے  
نہ دہن آپ کا دیکھانہ کس دیکھیں گے  
اب مزے لوٹیں گے ہم آٹھ پہر دیکھیں گے  
آج رنگینی اشعار رقم سر دیکھیں گے

نذیب عشق میں زاہد سی واجب ہو نماز  
کا جل آنکھوں میں لگا کر ہیں وہ گھر سے نکلے  
انکے دربار میں ہیں اس لگا کر آئے  
عشق بازی سے نہ ہم ہاتھ اٹھائینگے کبھی  
مجمع عام ہو کس سمت کھڑے ہوں جا کر  
حسن کے رعب سے آنکھیں جو مری بند ہوئیں  
دونوں معدوم ہیں دنیا سے مثال عنقا  
دل کے آئینہ پہ کھینچوائی ہو انکی تصویر  
ایک تازہ چین آئینکا نظر اوسط طوت

شاپور جو لطف سے گایا کئی ساحر کہ شاخون پر درختوں کی طائر بنے بیٹھے تھے وہ سب  
شاخون سے اترے اتر کر ساحر بنے شاپور نے گھبرا کر کہا کیوں بھاٹیو اور بھی بھائی  
ہمارے ہیں ایک ان میں سے بول اٹھا کہ میں جادوگر ہیں ہم سب کے ساتھ نگہبان  
ہیں شاپور نے پکار کر سمجھون کو ایک مقام پر جمع کیا گانا اپنا سب کو سناتا جاتا ہوا اور  
سب تعریفیں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدرت نے آپ کو بڑا شرف دیا شاپور نے  
کہا بھائیو اب مجھے یاد آیا ہر چند کہ تمہارا افسر مہون مگر تمہارا ساتھی بنتا ہوں چاہتا  
ہوں میرے ہاتھ سے شراب پیو سب کی عمر بڑھیکے رونق ہوگی یقین ہو کہ قدرت  
نظر آوین یہ مضمون سنکر سب ساحر خوش ہوئے کبھی میخانے کی نکال کر شاپور کو دی  
شاپور نے میخانے میں آکر شراب کو خراب کیا سب میں بیہوشی ملا کر آواز دی کہ  
یارو میں ساتھی ہوا کوئی باقی نہ رہے تیس طائر اور شاخون سے اترے سب پچاس  
جادوگر تھے سب نے آپس میں شراب تقسیم کی اب شاپور چند گلابیان لیکر محفل میں  
آیا شراب سر پر رکھی سب کو شراب پلانا شروع کی پچاس جادوگر جو گلابیان اٹھا کر  
لیگے تھے وہ نوالگ جا کر بیٹھے شراب پینے لگے باقی جو محفل میں تھے انکو شاپور نے  
پلائی جو ساحر الگ بیٹھے تھے آپس میں دست درازیاں کر رہے ہیں کوئی گر کر بیہوش



تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے  
وہ زنگن اپنے مقام سے اٹھی یہ کہتی ہوئی کہ اس شخص تو نے بڑا غضب کیا میرے معشوق  
کو مارا یہ کہنے پٹنے لگی کہتی تھی تو مجھ کو قبول کر میرا سہرا ہی تو عدم کو گیا اُسے کیا تیری خطا کی  
تھی نور الدہر نے کہا اس سے بڑھ کے کیا خطا ہوگی کہ ہاتھ تلوار کا مارا آخر اسکا یہ  
بدلہ ہوا کہ مارا گیا زنگن نہیں مانتی لپٹی جاتی ہو نور الدہر نے ایک جھڑکی دی یہ سنکر  
زنگن بہت بیقرار ہوئی کہا آپ مجھ کو گھر کتے ہیں میرا تو یہ حال ہے قلب پر هجوم غم و ملال <sup>نظم</sup>

ہوں شرہ کے تیر دل کے پار اٹھتے بیٹھتے  
دل دکھانا جا مرا ہر بار اٹھتے بیٹھتے  
ابلی پڑتی ہو تری تلوار اٹھتے بیٹھتے  
غزروں نگاہیں سر بانہ اٹھتے بیٹھتے  
ورے پئے آزار چن اغیار اٹھتے بیٹھتے  
روزر رہتی ہو یہی نکرا اٹھتے بیٹھتے  
تیرے پاس آئے ہیں ہم ہمارا اٹھتے بیٹھتے  
جائیں گے ہم بھی حضور یار اٹھتے بیٹھتے  
تھی کہاں طاقت جو ہم اریار اٹھتے بیٹھتے  
کیون نہ کشکے دل میں میرے خار اٹھتے بیٹھتے  
گرد سان ہم ناتوان و زار اٹھتے بیٹھتے  
کس مزے سے صورت دیوار اٹھتے بیٹھتے  
کیا اچھلتی شیخ کی دستار اٹھتے بیٹھتے  
چمکیاں لینے لگا سو فارا اٹھتے بیٹھتے  
جائینگے ہم مصر کے بازار اٹھتے بیٹھتے

ہو ستم کی مشق مجھ پر یار اٹھتے بیٹھتے  
قول اس ظالم سے ہو میرا وہ ہوں ایذا پسند  
خون بہانا کسا او جلا دہو نظر  
دل جگر و ونون لیے جانا ہوں پیش شاہن  
اب مرا آنا مناسب تیری محفل میں نہیں  
کہتے ہیں وہ دل مجھے دیدے میں کتنا ہوں  
شریت دیدار کے مشتاق ہو کر اسوج  
ہو طلب عشاق کی گرنا توانی ہو تو ہو  
نا توانی نے بنایا تھا ہمیں نقش قدم  
غیر کو تو نے بٹھایا نرم میں اور شک گل  
گھر میں وہ آئینہ رو آنا تو پھر تعظیم کو  
خاک ہو جاتے جو کوے یار میں اک لطف تھا  
فصل گل میں ننھا مزہ میخانے میں آنا اگر  
دل میں تیرا کر جو اس ناوک فلن کار گیا  
ٹھوڑے یوسف کو اپنے ضعف میں سلطون ضرور

اس زنگن نے جو اس طرح کے اشعار پڑھے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچ کر  
کہا مجھے پنجپہر رحم آتا ہو ورنہ ایک ہاتھ مار دوں گا زنگن نے دوڑ کر چاہا لپٹ جاؤں کہ



بار دنیا ہر کہ بردار و بدوش  
مرد حق یکسان شمار و نیش و نوش  
میدہ آواز از ہر سو سر و شش  
ہر کہ دار و پندہ غفلت بگو شش  
میگزارد و عمر خود در تاؤ و نوش  
عاصیان را پرده دار و پرده پوش  
مرحمت فرمود عقل و فہم و ہوش  
جسم و جان و دست و پا و چشم و گوش  
مہر و مہ شام و سحر حلقہ بگو شش  
خلق در جوش و زمانہ و رخ و شش  
کو توانی کردن او ہندی خموش

در جہان باشد ہمیشہ سرنگون  
اہل دل داند بر ابر عیش و غم  
بندہ را حق سوے خود خواند مدام  
کو رسد لیکن بگو شش این صدا  
اہل غفلت ہست غافل از خدا  
ہست حق غفار و ستارہ العیوب  
بندہ را آموخت طرز بندگی  
داد از روے عنایت بندہ را  
آسمان در پیش حکمش سرنگون  
ہست در اظہار وحدانیتش  
شرح توحید خداے لایزال

نور الدہر نے گھبرا کر شبہ رنگ سے کہا کہ اوشبہ رنگ دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہو مجھ کو  
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر آیا اُس نے اپنا رنگ جمایا شبہ رنگ جو چھپٹ کر آیا دیکھا ایک  
نخل پر ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو شبہ رنگ کنارے ہٹا ایک ساحر کی شکل بن کر  
سامنے آیا پکار کر آواز دی اوی مالکہ عالم یہ نامہ قدرت نے بھیجا ہو سکان ساحر کو بیکہ  
شاخ نخل سے اتر آئی نامہ شبہ رنگ سے لیا سر جھکا کر پڑھنے لگی شبہ رنگ نے دیکھا  
کہ سکان نامہ پڑھنے لگی پہلو سے آکر حلقہ کمند کے مارے جھٹکا دیکر گرایا اگر اگر سکان  
کو خیر مار دیا مگر سکان تڑپ کر نکلی حلقہ جلا دیے شبہ رنگ کی کمر بین پنجہ دیا لے اڑی  
ہوا کا وہی جوش و خروش ہو سارے لشکر میں ہنگامہ ہو مگر سکندر ثانی نے جو  
دیکھا کہ سکان شبہ رنگ کو لیے جاتی ہو ہاتھ ہلایا کہ سکان کے پنجے سے شبہ رنگ  
چھوٹا سکان نے چاہا تڑپ کر گردن اور شبہ رنگ کو اٹھا لیا ورنہ نجم اختر شناس  
نے ہاتھ ہلادیا ایک برقی میک کر گرمی کہ سکان کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر میں اب  
اطمینان ہوا ایک پنجہ تڑپ کر گرا لاشہ سکان اٹھا لیکر بیان نور الدہر اور دیوانے



میری تو عجب نوبت ہو کنیز کی یہ کیفیت ہر نقطہ

<p>پھیر کر منہ کو روپے سے چھپاتے ہو عبت مین نے خود آنکھ سے دیکھا تمہیں لپٹے دل غم کیا ہوا آنکھ سے اوجان جو نکلے آنسو ایک دن پھر یہ کہو گے کہ مرے گھر سے نکل سر رہو غیر نے آنکھوں میں لگایا بیشک آتش عشق سے خود سب نہ پھکا جانا ہو حسن بے دیکھے ہوا ہوں میں تمہارا عشق حال دل سُنکے عجب ناز سے کتنا ہو وہ شوق ایک مدت سے حسینو نیہ ہوں میں خود مڑتا کر بلا جاؤ گے قسمت میں جو ہوا اسطوت</p>	<p>حسن رخ دیکھ لیا دُر کے جاتے ہو عبت قسمین تم جو ٹھٹی مری جان کی کھاتے ہو عبت تمہیں عشق مرے دل کو لگانے ہو عبت قسمین وید سے کہ مجھے اب تو بلاتے ہو عبت نیچی نظریں کہے دیتی ہیں چھپاتے ہو عبت مل کے غیروں سے مجھے یا بھلاتے ہو عبت ناز و انداز مجھے اپنا دکھاتے ہو عبت سُن چکا ہوں یہ کہانی میں سُناتے ہو عبت و اعظوموت سے تم بھکوڑا تے ہو عبت بخت برگشتہ ہو کیوں رخ اٹھاتے ہو عبت</p>
--	--

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھ کے آواز دی منم غواص غوطہ زن او طلسم کشتا تیرے  
اشتیاق میں گھر بار چھوٹا عزیز و اقارب دشمن ہوئے راہ بر را نہر ہوئے کہانتک  
بیوفائی کر یگا یہ کہنے رونے لگی نور الدہر کو اُسکے رونے پر رحم آگیا بڑھکر کہا کہ کیا  
چاہتی ہو غواص نے کہا اسی چشمے میں آئیے تو میں اپنے باغ میں لیچلون نور الدہر  
اُس شعبہ باز کی باتوں پر قریب چشمے کے آئے دامن گردا سننے لگے قصد کیا  
کہ پھانڈ پڑون کہ لوح یاد آئی اور کسی نے آواز بھی دی کہ ہوشیار ہو جاوے دیکھا  
کہ ایک درخت پر ایک طاووس بیٹھا کہ رہا ہو کہ ہوشیار رہنا نور الدہر کو ہر چند کہ اُس  
نازنین کی ناز و اداسیت پسند آئی ہو مگر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اُسکو نذر دو  
نور الدہر نے لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی وہ نازنین مجھکی کہ اٹھا لون لوح سے ایک  
شعلہ چپکا کہ اُسکے ہاتھ میں آگ لگ گئی آواز دیتی تھی کہ او جلا د صاحب بیدار دیہ  
کیا تم کیا میں جلتی ہوں تم ٹھنڈے رہو خیر وقت پر ہمیں کام آئیگی غوطہ مار کر جلتی  
ہوئی غائب ہوئی نور الدہر اس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہیں کہ نوبت



آیا تو ایرج نے پوچھا کیا سبب ہوا تجھ کو کیونکر قبضے میں کیا تھا پورے سبب حال بیان  
 کیا کہ اس طرح میں نے شہر نگ کے کوہ ہا کیا اور وحید شاہراہی قید تھی اسکو رہا کیا مگر  
 میں نے اتنا آکر کہا کہ دست چپی ہمیشہ غالب رہتے ہیں اسپر مجھ کو قید کیا ایرج نوجوان  
 نے دیکھ کر آواز دی کہ او کشتی گیر نہ دے اسنے کہا خلافت کہا سچ کہتا ہی نور الدہر نے کہا  
 اس طلسم میں بڑی کدو کوشش کی مگر کیا انجام ہوا اب تک مارے مارے پھرتے ہو  
 ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ گمان ہوتا ہی  
 کہ ایرج نوجوان کی تلوار پڑی اور نور الدہر کا خاتمہ ہوا مگر شاہراہ وہ نور الدہر تلوار  
 روک لیتے ہیں جب یہ ہاتھ مارے تھے ہیں تو بھی لوگوں کو گمان ہوتا ہی کہ ایرج کا خاتمہ ہوا  
 مگر ایرج شاگرد خواجہ عمر و ہر پشت و پہلو سے ہوشیار رہتا ہی ایک مقام پر شاہراہ  
 نور الدہر نے باڑھ بچا کر کھلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایرج نے گریبان پر ہاتھ رکھا ورنہ  
 گھوڑوں سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی اہل لشکر نور الدہر کے دیکھ رہے  
 ہیں مگر کسی کی یہ مجال نہیں کہ دخل دے سکے طہاس بن عنقویل دیو پرورد دیکھ دیکھ  
 بہت جلاسا طور ہلا کر کہا جی چاہتا ہی ایک ہاتھ مار دوں کہ ایرج کے دو ٹکڑے ہوں  
 یہ کلمہ جو ایرج نے سنا بیکرار ہو گیا نور الدہر کو ٹوٹھکیل کر لکارا کہ او گنڈے کیوں  
 تیری شامت آئی ہو ابھی آکر تجھ کو سزا دیتا ہوں یہ کہنے طرف طہاس کے چلے طہاس  
 کو خیال ہوا کہ اگر مقابلہ کرونگا تو آتما کے خلاف ہو گا سا طور پھینک کر بھاگا ایرج بھی  
 چلے چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق چمک کر گری اور  
 ایک پتھر اس میں سے پیدا ہوا ایرج کو اٹھا کر لے گیا نور الدہر نے اپنے کو گرا دیا  
 ہاے بھائی کہہ رو نے لگے شہر نگ نے عرض کی حضور نہ گعبرا میں غلام ابھی جاتا ہی  
 پتہ لگا کر آتا ہو یہ کہنے گفتو رہاے نہ رہتی آراستہ کیے ہاں ہاے عیار ہی درست کیے  
 شہر نگ تو تلاش میں چلا مگر شاہراہ جہت کر کے ایرج کے گھوڑے پر سوار ہوا  
 طرف لشکر ایرج کے بھاگا ہر چند نور الدہر نے چاہا اسکا تعاقب کروں کہ فساد ہی  
 نہ جانے پائے مگر کہ بن اشقر طرارے بھرتا ہوا شاہراہ کو لشکر میں لایا گھوڑے کو



چاق اٹھا کر چلین نور الدہر نے تلوار چمکائی وہ زنگین غل مچاتی تھیں اور کنتی تھیں  
کہڑے افسوس کا مقام ہوا اس ظالم کو کوئی سزا نہیں دیتا کہ ایک طرف سے ایک جوان  
تو ہی ہیکل لحیم و شجیم پیدا ہوا اس نازنین نے جو اس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی  
اور تن و نقوش جادو میں تیرا انتظار کر رہی تھی دیکھ مجھ پر کیا بدعتیں ہوتی ہیں مگر تیرے  
واسطے جفا میں اٹھائیں میں تیری مشتاق ہوں وہ جوان دوڑ کر اسکو لپٹ گیا اس  
نازنین نے بھی گلے میں ہاتھ ڈال دیے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا زنگینوں کو مار کر  
قریب اس جوان کے پہنچے اس جوان نے اس نازنین کو چھوڑ کر قصد کیا کہ میں  
نور الدہر کو لپٹ جاؤں نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ نازنین تو بھاگی مگر  
اس جوان کا سرکٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا وہ نازنین سر اسکا دیکھ کر بہت روئی  
اور کہا خیر او طلسم کشا میں جاتی ہوں تو نے میری قدر نہ کی میں اس جوان سے  
اس واسطے ملی تھی کہ تجھ کو رشک ہو مگر معلوم ہوا تیرا مزاج اور طرح کا ہی میرے  
تیرے نہ بنے گی مان باپ کو اختیار ہوا وحشام جادو اب تم آؤ کہ میرا سے گرد  
اڑی دیکھا ایک جادو گر گینڈے پر سوار کئی ہزار جادو گر پشت پر اگر نور الدہر پر  
سحر کرنے لگا لیکن جو سحر کیا وہ باطل ہوا نور الدہر لوح چکار ہے ہیں جیسے لوح کا  
عکس پڑتا ہے وہ جل جاتا ہے نور الدہر لڑتے ہوئے قریب حشام جادو کے پہنچے  
حشام نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اپنے کو بچا کر ہاتھ مارا کہ حشام کے  
دو ٹکڑے ہوئے حشام کا مرنے کا سناٹا ہو گیا وہ نازنین بھی گئی زنگینیں بھی بھاگیں  
حشام کے ساتھ والے فریاد فریاد کرتے ہوئے لاشہ حشام لیکر طرف سحر کے  
بھاگے زیر قلعہ ابھام آئے لاشہ رکھ کر شور و غل مچانے لگے ابھام جادو اپنے  
قلعے میں بیٹھا مصروف عیش و نشاط تھا جلسہ آراستہ تھا اُسے جو شور و غل کی  
آواز سنی خدمتگاروں سے کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہے چند خدمتگار بیرون قلعہ  
آئے آکر لاشہ حشام جو دیکھا وہ بھی رونے لگے مہر اسیان حشام نے کہا بھائیو  
جا کر ابھام جادو کو خبر کرو کہ آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا اہلوگ انکا لاشہ



کہوشبیرنگ جھپٹ کر قصر میں آیا عرض کی اہو آقا سے نادر میں ہوں شبیرنگ بن عمر واپس  
 رہائی کو آیا ہوں صرف اتنا کہہ دیجیے کہ میں خود تجھ پر عاشق ہوں میں اسکو مار لوں گا اگرچہ  
 نے جھلا کر کہا جاؤ ورنہ میں تیرا رہا کرتا نہیں قبول کرتا شبیرنگ ناچار ہوا اور سانس  
 گلرخسار کے آیا کہا واری حقیقت میں بڑا سخت مزاج ہو گا لیکن دیتا ہو کتنا ہو مجھ کو قتل  
 کرین گلرخسار رونے لگی کہا اوشعلہ کیونکر دل گوارا کرے کہ معشوق کو قتل کر دے جو  
 وہ کتنا ہو ٹھیک کتنا ہو جانتا ہو کہ یہ مجھ پر عاشق ہو قتل نہ کرے گی اور حقیقت میں کسی طرح  
 میرا دل قبول نہیں کرتا دربار میں بہمن کے حاضر تھی کہ اسوقت سب کو حکم ملا کہ جہن  
 بنے مسلمانوں کو قید کر کے لاؤ میں بھی اسی فکر میں نکلی تو اسکو اٹھا لائی یہ نہ جانتی تھی کہ  
 یہ آفت برپا ہوگی قصاے کار شعلہ رخسار کو شبیرنگ نے بیہوش کر کے جو ایک  
 گوشے میں ڈال دیا تھا کچھ کنیزیں جو اُدھر گئیں شعلہ رخسار کو دیکھا ہوشیار کیا  
 شعلہ رخسار روتی ہوئی سامنے گلرخسار کے آئی یہاں وہ وقت ہو کہ شبیرنگ  
 باتیں کر رہا ہو ملک آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہ رہی ہو کہ اب حسرت و یاس کا  
 سامنا ہو دیکھیے کیونکر زندگی ہو حقیقت میں ایسا خوش حال نگاہ سے نہیں گذر سکتا  
 کہ شعلہ رخسار اصلی سامنے آئی کہا واری ایک اجنبی شخص نے مجھے اشارے سے  
 بلایا پوچھنے لگا کہ یہ کون شاعرادی ہو میں آپ کو بتانے نہ پائی تھی کہ مجھ کو بیہوش کیا  
 ساتھ والیوں نے ہوشیار کیا اب جو مجھ کو ہوش آیا میں نے اپنے کو ایک گوشہ قصر  
 میں پایا شبیرنگ نے جو یہ سنا کتنا ہوا بھاگا کہ میں خبر لاتی ہوں ورنہ یافت کر دے کہ  
 اسکو کتنے بیہوش کیا تھا ایک کنیز پیچھے دوڑی شبیرنگ اسکو خنجر مار کر بھاگ گیا  
 گلرخسار نے حیران ہو کر کہا کیوں صاف ہو یہ کیا معرکہ تھا میں قصر اسرار میں جاؤں  
 تو دریافت کروں یہ کئے اٹھی ایک قصر میں آئی اس قصر میں آکر ایک چنچ ماری  
 ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اسنے آواز دی کہ اہو گلرخسار یہ عیار تھا جو کنیز کو مار کر بھاگا  
 گلرخسار نے نکل کر سب کنیزوں سے بیان کیا کہ عیاروں سے بچنا کنیزوں نے کہہ کہ  
 واری ہم تو باہر نہیں نکلتے آپ ہوشیار رہیے شبیرنگ تو جنگل میں بیٹھا سوچ رہا ہے



نور الدہر کے جھپٹا نور الدہر نے نوح کا عکس ڈالا ابہام اسی مقام پر رکھا عکس نوح جو  
 پورا جھوٹے لگا کر ساتھ دالے ابہام کے سحر کر رہے ہیں کسی نے آگ برسانی کسی نے  
 برقیں گراہیں چہار سمت سے سحر کی بوچھاڑ ہو ساحرون میں پکار رہے ہیں کہ یارو طلسم کشا کو گھیر کر  
 مار لو شہزادہ نور الدہر نے جو یہ صدا ساحرون کی سنی جھپٹ کر ابہام پر ہاتھ تلوار کا  
 مارا کہ سر کٹ کر دھڑ سے زمین پر گرا مرنا ابہام کا کہ ایک دھوان گرون سے اسکی نکلا کل  
 ساحرون پر چھایا نور الدہر نے نوح کو چپکایا کہ وہ دھوان نور الدہر کے قریب نہ آیا  
 تمام ساحر سحر کرنا بھولے سب کے سحر باطل ہوئے مگر وہ دھوان جو ساحرون کو لگا اُس  
 دھوئیں سے تمام ساحر جلنے لگے فریاد فریاد کرنے لگے تھوڑے عرصے میں سب جل کر  
 خاک ہوئے لاشہ ابہام جلا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام سن ابہام جا  
 بر اور حشام بودار کرا ابہام کو نور الدہر حکم نوح آگے بڑھے ایک قصر سامنے  
 دکھائی دیا اُس قصر سے رونے کی آواز آتی تھی کہ کوئی درد رسیدہ بلک بلک کے  
 یہ اشعار پڑھ رہا ہے

تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا  
 حبث مبتلا سے بلا ہو گیا  
 مجھے بیٹھے بھلا سے کیا ہو گیا  
 مرے دل کو یار رب یہ کیا ہو گیا  
 مرا ماہ مجھے جسد ا ہو گیا  
 نہ کچھ اس میں تیرا بھلا ہو گیا  
 خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا  
 بہار آئی سودا سوا ہو گیا  
 جو پھر درد دل میں سوا ہو گیا  
 میں حیران ہوں دل پر کیا ہو گیا  
 اوپر تری دل مند ا ہو گیا

خفا جب وہ لبلی ادا ہو گیا  
 مجھے عشق زلف دوتا ہو گیا  
 حبیبوں پہ کیوں ہاے عاشق ہوا  
 نہیں بھولتا ان تنہوں کا خیال  
 عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک  
 جو بر باد کی خاک میری صبا  
 مرے خط کا لایا نہ اتنا جواب  
 ترے وحشیوں کا عجب حال ہو  
 یقین ہو گیا پاس وہ غیر کے  
 چرا لیلیا آئے رو کوئی ++  
 ارے غمزہ و ناز تو اک طرف



ہو گلرخسار نے اسی وقت جلسہ آراستہ کیا نفس ایرج منگیا شاہ پور نے ساتھ بیٹھا  
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

جس طرح ہو نری خاطر میں غبار آپ سے آپ  
ہیں مرے نالہ دل صاعقہ بار آپ سے آپ  
وقت پر باغ بین آتی ہو بہار آپ سے آپ  
جمع کیونکہ ہوئے اضراد یہ چار آپ سے آپ  
صبح ہو جائیگی آخر شب تار آپ سے آپ  
ہو گیا ہوں میں صنم ناز نیر آپ سے آپ  
جل اٹھے سر و چین مثل چنار آپ سے آپ  
صورت غنچہ مراد دل ہو نگار آپ سے آپ  
نیلگون ہو گئے ہو گئے یہ عذار آپ سے آپ  
صبر کر آئیگا جمانہ سوار آپ سے آپ

مجھے اب صاف بھی ہو جا کہیں بار آپ سے آپ  
کہا کہ آتش فرقت سے جلا یا تو نے  
خار تیر ہو پیش گل نقشہ رعبت  
رو نون عالم میں اگر ایک نہیں شعبہ باز  
نہیں آتا جو وہ خورشید مرے گھر میں نہ آے  
کچھ شکایت نہیں عشق کمر نازک کی  
سرخ پوشاک میں کر رہ سہی قد جو گیا  
کچھ نری تیغ جفا کی نہیں تقصیر اور گل  
غیر کا شمع ہو کہ لے ہو سے ترے اوطالم  
نار کش مثل جرس کیوں ہو عبت ای محبوب

شاہ پور نے جو یہ اشعار ورد آئیں گائے گلرخسار نے تو نے گلی مگر ایرج نو جوان بالکل  
خاموش اسی طرح بیٹھے ہیں کہ شاہ پور جست کر کے قریب نفس کے آیا چلا کر کہا کہ او  
شہر بار آپ اس معشوقہ کو کیوں نہیں قبول کرتے اور چپکے سے کہا کہ ہم شاہ پور شہر دل  
اب نور احضور کہدین کہ میں خود تجھ پر عاشق ہوں میں اسکو مار لوں ایرج نے برہم  
ہو کر کہا میں اس فاحشہ کی جانب متھ کر کے نہ سوؤں گا جو بدعت اس کے مزاج میں آئے  
وہ کرے شاہ پور حیران ہوا کہ اب کیا کروں یہ تو فتنہ می ہیں جو کہتے ہیں وہی کرینگے  
یہ میرا کہنا نہ مانیں گے مگر قریب آکر گلرخسار سے کہا اے ملکہ عالم وہ کہتا ہو کہ میں خود  
عاشق ہوں مجھ پر کیوں جبر کیا اب جو چاہے کرے میں نہ قبول کروں گا نفس کھو لکر اسکو  
نکا لیے پہلو میں بٹھائیے یقین ہو رضا مند ہو جائے گلرخسار تو پس پی ہوئی ہو شاہ پور  
سے جو یہ سنا فوراً نفس کھولا ایرج کو نکالا گلرخسار پہلو میں بیٹھی اس امید پر کہ  
اب یہ مجھ کو قبول کریگا شاہ پور نے چاہا کہ ساتی گری کا ذکر کروں کہ ایک برق چمک گری



وہ مجھ پر عاشق ہوا کتر اُسے در خواست کی کہ اُس قیدی کو رہا کر دیجیے مگر اُس ظالم نے نہ مانا قید سے نہیں رہا کیا اگر حضور کا گزر کسی وجہ سے دربار میں بہمن کے ہو تو یقین ہو کہ میگو نہ ضرور مدد کرے نور الدہر نے کہا اے برادر دربار میں بہمن کے پہونچنا بہت دشوار ہو لوح خبر دے چکی ہو کہ دربار میں بہمن کے بختی گزر ہو گا پشت پر نور الدہر کی خوش مزاج باتیں کرتا ہوا آتا ہو نور الدہر جواب دیر ہے ہیں کہ خوش مزاج نے پکار کر آواز دی اے شہر یار مجھ کو بچائیے دیکھیے کرگدن مجھ کو لیے جاتا ہو پٹ کر نور الدہر نے دیکھا کہ ایک کرگدن مست نے خوش مزاج کو منٹھ میں دبایا ہو نور الدہر نے چاہا کہ خوش مزاج کو رہا کروں مگر وہ کرگدن خوش مزاج کو لیکر غائب ہو گیا نور الدہر کو بڑا افسوس ہوا کہ ایک مونس تنہائی میں ملا تھا اسپر بھی یہ سانحہ گزرا کہ سامنے سے دیکھا چند نازنینان مہ جبین آئیں اور عرض کی اے شہر یار قصر حمام میں آپ کی طلب ہو نور الدہر اُنکے کہنے پر ایسے مہوت ہوئے کہ لوح کو نہ دیکھا اُنکے ساتھ چلے گئے جا کے دیکھا تخت پر ایک مہ جبین بیٹھی ہو کہ شعلہ رخسار سے اُسکے تمام مکان روشن ہو نور الدہر کی اُسے تعظیم کی اور مسکرا کر کہا فرور واق منظر چشم من آشیانہ تست بہ کرم نماؤ فرود آگہ خانہ خائنہ تست بہ نور الدہر اُنکے کہنے پر اُسکی طرف چلے کہ اُسے ہنسکر کہا کہ حوض موجود ہو غسل تو کر لیجے آپ کے سارے سے میں بھی طیب و طاہر ہو جاؤں مدتوں سے آپ کا انتظار ہو تب یہ دن نصیب ہوا آج آپ نے سرفراز فرمایا نور الدہر قریب حوض کے آئے اُس نازنین نے دست نگارین سے کنگی اٹھا کر دی نور الدہر نے لوح محفوظ اور لوح طلسمی گلے سے اتاری اور زہرہ طلسمی و لباس طلسمی بھی بدن سے دور کیا لہار سے پر حوض کے سب اشیاء رکھتے جاتے ہیں چند کنیزیں انگ بانہ صکر حوض میں کودی ہیں اور اشارے کر رہی ہیں کہ آئیے غوطہ لگا لیے جیسے ہی نور الدہر حوض میں کودے سب تحفہ جات تو اُسے اٹھا لیے ایک آواز نصیب دی کہ او طلسم کشا منم کلنگ ابلق سوار دیکھ یوں تیرے تحفہ جات لیتے ہیں نور الدہر نے غوطے



آپ کو تباہ قصر مشیت پہل پہنچا دونگی آئندہ آپ کو اختیار ہو مقلوبہ بین جسکا وار پڑ جائے  
ایرج نے کہا تمہارا کام یہی ہو کہ مجھ کو تباہ قصر مشیت پہل پہنچا دو میں سمجھ لوں گا انشا اللہ  
اُسکو سر مبدان مارون مہ پارہ نے کہا اے شہر پارہ تحفہ جات تو اُنکے پاس ہیں ایرج نے  
کہا وہ تحفہ جات چاٹا کریں تحفہ جات کی مجھے کیا ضرورت ہو مہ پارہ نے کہا میرا وعدہ یہی  
کہ آپ کو سامنے قصر مشیت پہل کے پہنچا دوں مبدان میں نکلون سحر کروں مقابلہ  
پڑ جائے آئندہ پروردگار کو اختیار ہو اطاعت اسلام بہ دل و جان قبول کرتی ہوں تو  
مہ پارہ بہ صدق دل مطیع اسلام ہوئی ایرج نے گلے سے لگا لیا عارض انور کا بوسہ لیا  
مہ پارہ نے تخت تیار کیا شاہ پور و ایرج کو اُسپر بیٹھا لیا سحر کرتی ہوئی چلی مہبان وہ  
وقت ہو کہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر کی نگہداشت کر رہے ہیں کہ تخت ایرج  
گذرا ایرج نے جو دیکھا کہ پندرہ بیس شاہراویان کمر اطاعت باندھے ہوئے مشغول  
انتظام ہیں بچہ اختر شناس و ارسطوے ثانی افسروں کو سحر تعلیم کر رہے ہیں سکندر ثانی  
ہر مرتبہ ابر بناتے ہیں اور اُسکو مٹاتے ہیں اب جیسے ہی ابر تیار ہوا ایرج نے کہا اس  
ابر کو نہ جمنے دینا مہ پارہ تڑپ کر ابر پر گری سکندر نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابر  
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خیال جو کیا تو دیکھا کہ ایک ساحرہ ابر کو توڑ رہی ہو سحر جمنے نہیں  
دیتی سکندر نے آواز دی کہ اے ساحرہ یہ کیا بے ادبی ہو جو تو کر رہی ہو مہ پارہ نے  
جواب دیا سکندر ثانی نے آواز دی کہ ایک ابر محیط آسمان پر آیا سکندر نے کہا اس  
ساحرہ کو لینا چند لکے ابر کے جسم میں مہ پارہ کے پٹ گئے کشان کشان لیچلے ایرج  
نے جو دیکھا کہ مہ پارہ ابر میں پھنسی وہیں سے نعرہ کیا کہ اے کشتی گیر نہ اے کیوں تیری  
شامت آئی ہو اپنے بادشاہ کو منع کر کہ ہاے ابر ہٹا لے نور الدہر نے جو ایرج کو  
دیکھا کہ بالائے تخت بیٹھے ہیں تلوار چمکا رہے ہیں سکندر ثانی کو منع کیا کہ اے بادشاہ  
عالیجاہ اس ساحرہ کو چھوڑ دو سکندر ثانی نے اشارہ کیا کہ ہاے ابر سے مہ پارہ چھوٹی  
بدحواس ہو کر پائے تخت پر ہاتھ ڈالا لیکر بھاگی ہر چند ایرج کہتے ہیں کہ مجھ کو اترنے  
دے میں کشتی گیر نہ اے سے سمجھ لوں گا سارے لشکر کو شکست دوں گا یہ سنکر مہ پارہ نے



## مقام عشرت نظم بطور مسدس

چو فرمان قصدا آید درین ایوان نہ ماند کس	بدر الملک دنیا از شهنشاهان نہ ماند کس
بدیوان خانہ عالم ذار کمان نہ ماند کس	ہم از وحش و ہم از طیر و ہم از انسان نہ ماند کس

درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند  
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

ز غم نہ استفاست در جہان باشد نہ راحت	نہ استقلال حاصل تنگ دستی را نہ وسعت را
نہ استحکام کثرت را بود آخر نہ قلت را	قیام دائمی باشد نہ مذہب را نہ ملت را

درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند  
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بنائے قصر این عالم شود زیر و زبر روزی	شود پوشیدہ پستی و بلندی از نظر روزی
شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در و در	کند ہر خانہ دار از خانہ عالم سفر روزی

درین دنیا سے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند  
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

انگھون میں آنسو بھرے ہوئے اپنے پروردگار سے دل کو رجوع کر رہے ہیں  
مگر جلد ساحر و غیر ساحر کلاہیں اُچھال رہے ہیں ہر طرف یہی ہتھڑی کہ قید طلسم کشا آگئی  
میگوئے گلگون پوش عاشق خوش مزاج پریشان پریشان طرف طلسم کشا کے  
دیکھ رہی ہو اور دعائیں کر رہی ہو کہ اے کریم کار سار نہین معلوم اس مصیبت زدہ  
پر کیا گزری جب وقت یہ حالات سنے گا کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور تحفہ جات چھین گئے  
یقین ہو کہ تڑپ کر اپنی جان دیکھا جب میں کبھی قید خانے میں جاتی تھی تو یہ مشرودہ سناتا  
تھا کہ ہماری رہائی کا وقت قریب آتا ہو وہ سارہ احوالہ کلگیا اب کون صورت  
اسکی رہائی کی ہو ہائے کیونکر قید خانے میں جاؤں کر گردن جادو اسکی قید یہاں  
لے آیا کیا شمع لیکر جاؤں کیا روئے سیاہ دکھاؤں کبہ نکمر ملاقات کروں میں نہ جانتی  
تھی کہ خاتمے کا وقت قریب آیا یوں فلک گردش دکھائیگا مہمن نور الدہر کو



مگر ایرج نے اسے قبول نہ کیا صحرا میں تخت سے اترے وہ پارہ نے ایک مرکب بنا دیا  
 اسپر سوار ہو کر نقاباً فاقولہ میں پہنچے فاقولہ جمال بے مثال دیکھ کر حیران ہو گیا مگر  
 باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ یہ برادر طلسم کشا ہے فاقولہ نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ توڑ ڈالا  
 فاقولہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ رہا تھا مارا ایرج نے ہاتھ بچا کر کلائی پر  
 ہاتھ ڈال دیا فاقولہ لپٹ پڑا آپس میں کشتی ہونے لگی ایرج سے دانو پیچ ہونے لگے  
 ایک مقام پر فاقولہ ایرج کو رو پکڑ لے دوڑا ایرج نے اسکا زور روک کر ایک گھوڑے  
 منہ پر مارا کہ فاقولہ چونکہ مصیبت گھبرا گیا تھا پیچھے کر جیسے ہی پلٹا ایرج نوجوان نے زبردستی ہتھ  
 مار کر اٹھا لیا چاہا کہ نہ میں پر ماروں فاقولہ نے آواز دی اے ایرج نوجوان میں مسلمان  
 ہوتا ہوں اب میری جان کے آپ ہی نگہبان ہیں یہ جو ایرج نے سنا بہ سہولت زمین پر  
 اسکو رکھ دیا فاقولہ کا یہ طریقہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا کل لشکر نے اسکے اطاعت کی  
 اب وہ پارہ بھی تخت سے اتری ایرج سبکو ہمراہ لیکر لشکر میں آئے سرداروں کا حال دیکھ کر  
 بڑا ناسف کیا مگر شاہزادہ نور الدین سب سرداروں کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہیں کہ  
 پنجم نے عرض کی اے شہر یار لوح ملاحظہ فرمائیے براے قنچی مرحلہ جائیے نور الدین ہر نے  
 لوح کو دیکھا سب سے رخصت ہوئے بیرون لشکر آئے دیکھا ایک درخت پر ہزار ہا  
 طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں انکے زمرہ میں سے جو صدا نکلتی ہو اسکا مفہوم یہ ہے نظم

معطر اس کے نہانے سے بس کہ زب ہوا  
 دکھائی دیکھا فلک ایک نیلو فر کا پھول  
 ترے بدن پہ اگر ایک بوند صفحہ کی پڑی  
 جو آنکھ میں نشہ سے رہتی تھیں سرخ بہ خون میں  
 جو باد بزم میں آئی وہ نرگس میگوں  
 نجات ہوگی عذاب حساب سے سب کو  
 یہ رنگ عارض گارنگ ہو کہ نام خدا  
 نگہ ٹھہرتی نہیں اپنے عکس پر اسکی

جباب سحر ہر اک شیشہ بکلاب ہوا  
 ہمارے رونے سے جدم و نور آب ہوا  
 برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا  
 فراق پارہ میں گنیا ہاے انقلاب ہوا  
 نظر میں ساغر مودید پر آب ہوا  
 جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا  
 پڑا جو عکس ترا آب میں شہاب ہوا  
 شعاع حسن سے آئینہ افتاب ہوا



ہو نہ تھا اپنے پہرون و انتون سے چہا تا ہو نہ بین آہ  
ہوش آتا ہو جو سو دامن تو کرتا ہوں خیال  
مردم دنیا مرے حق میں سنگ دیوانہ ہیں  
کیون ملامت کرتے ہیں ناسخ بہ چاک جیب تر

یا وجہ آجاستہ ہیں اسکے لب و دندان مجھے  
کیا بین کاٹا ہوں ملا جو دشت کا دامن مجھے  
کاٹنے کو دوڑتے ہیں صورت انسان مجھے  
چاک کرنا ہوا بھی تو دشت کا دامن مجھے

کنیزین پوچھتی ہیں کیون واری خیر تو ہو میگونہ رو دیتی ہو کتنی ہو صاحب کوئی بات بیان  
کرنے کے لایق نہیں ہو آج یہ گھر برباد ہوتا ہو ہم زندہ نہ رہیں گے اپنی جان و نیگے افسوس  
ہو کہ جو آرزو تھی وہ نہ پوری ہوئی فلک نے عجب سامان دکھایا جسکا افسوس کرتی ہوں  
کہ جسوقت یہ خبر وحشت اثر اس حریق آتش اشتیاق و غریق لہجہ فراق کو پہونچگی تو وہ کیسا  
ترپے گا جان دینے کا ارادہ کریگا دیکھیے اسکی جان کیونکر بچے جب وہ زندہ نہ رہے گا  
تو میں بھی اپنی جان و ونکی کنیزون نے کہا واری مفصل بتائیے کہ کیا سفر کہ گزرا میگونہ  
نے کہا طلسم کشا گرفتار ہوا کلنگ ابلق سوار کی قید میں ہو اس سکارہ نے آفت  
برپا کی ہمیں نے بدست عقاب جاو و لوح محفوظ و لوح طلسمی کو طرفت قصر البحرین  
بھیجا ہو وہ روانہ ہو گیا آج ہی پلٹ کے آنیکا وعدہ کر گیا ہو وہ اڑا ہوا جاتا ہو گا  
صرف آنے اور جانے کی اسکو تکلیف ہو اور حقیقت میں ہمیں نے خوب رائے سوچی  
یہ مجال نہ تھی کہ اس شیر بیشہ صاحبقرانی کو قتل کر کے آرام سے بیٹھتا کہ اس کے عزیز و خود  
صاحبقران عالیو قار طلسم کو الٹ پلٹ کر دیتے جہان کہیں لوح ملتی وہاں سے  
پیدا کرتے مگر اب لوح کا ملنا غیر ممکن ہو ایسے مقام پر گئی کہ جہاں کا پتہ نہ ملیگا کون وہاں  
جائے اور وریا میں غوطہ مارے وہاں کا طبقہ ٹوٹا ہوا ہو اگر کوئی قصد بھی کرے تو  
کیا فائدہ ہو جب حضرت سلیمان نے قصر بنوایا تو دیو زادوں سے کہہ کر طبقہ تر وادیا  
کون وہاں پہونچ سکتا ہو انسان حیوان سب بیکار ہیں مگر اے صاحبو میں تم سب کو  
آگاہ کرتی ہوں کہ میں مجبور و ناچار ہوں اپنی جان و ونکی اور میرا کیا اختیار ہو یہ  
کنیز بے تمیز مجبور و ناچار ہو افسوس ہو حسرت لیکر دنیا سے چلی یہ کہکے چلا چلا کر رونے  
لگی کنیزون نے کہا واری عقل میں ہمارے ایک بات آتی ہو جو آپ بھی مناسب



قطار و رقطار باغبان و گلچین باغبان قضا و قدر کے شکر گزار گاما سے رنگارنگ کی  
 بہار پہلے کا زور و شور و اودی کا سوز و گداز سوسن زبان و زور و زور کی  
 چمک جوہی کی موہک نہرین سلسبیل آسا جاری مچلیوں کی بیقرار می ہر مرتبہ تڑپ کر  
 بلند ہوتی ہیں اُنکے تڑپنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بجلی چمک گئی نہرین گر کر غوطے  
 مارتی ہیں مثل انسان کے آواز دیتی ہیں کہ یا خداوند بقراط ثانی طالع کشاکش کو ہم میں  
 ملا دیجیے تو ہم کو چین پڑے نور الدہر کو کلمات مچلیوں کے بہت ناگوار ہوئے  
 لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کو نہرین ڈال دو نور الدہر نے لوح کو نہرین ڈالا  
 سب مچلیاں لوح سے لپٹنے لگیں جو مچلی بیٹی وہ جل گئی تھوڑے عرصے میں سب  
 مچلیاں جا کر خاک سیاہ ہوئیں ایک نہنگ قوی تن نے نکل کر متحد پھیلا یا لوح پر پی  
 ہوئی سامنے آئی چند طائر جو درختوں پر بیٹھے زمزمہ سرائی میں مصروف تھے سب  
 چہکارین مارتے ہوئے کنارے پر نہر کے آکر بیٹھے منقاروں سے پانی پینے لگے  
 جسے پانی پیا وہ زمین پر لوٹنے لگا چند ساعت کے بعد سب غلط گئیں مار کر بہ رنگ  
 باغبانیاں بکرتیاں ہوئے نور الدہر نے باغبانیوں کو دیکھا کہ کھڑپیاں ہاتھوں  
 میں ٹاپٹی کے لٹگے پہنے چند ریاں رنگ برنگ کی اوڑھے کالی کالی صورتیں سمیوں  
 پر سامری و جمشیدی صورتیں نور الدہر کو دیکھا کہ چھپٹیں نور الدہر نے نور الدہر کو  
 پانی سے ہاتھ میں اٹھا لیا باغبانیاں اسی مقام متحد گئیں اب جو لوح کو دیکھا  
 نوشتہ پایا کہ یہ نہنگ جو متحد کھوئے ہوئے ہو اسکے دہن میں پھانڈ پڑا و دھرب  
 باغبانیاں اپنے کاروبار میں مشغول ہوئیں پتے وغیرہ کل چینوں سے صاف کرنے  
 لگیں اُدھر نور الدہر وہاں نہنگ میں پھانڈ پڑے غلطان و بیچان مثل زلف پریشا  
 عرصہ دراز تک اسی حال میں رہے جب زمین پر پائون قایم ہوئے تو دیکھا کہ  
 ایک صحرائے ویران ہو گئی دست مہر ان سامنے ایک پہاڑ ہوا جسے میں اس  
 پہاڑ کے ایک زنگی قوی ہیکل ایک زنگی سے مصروف عیش و نشاط ہے  
 نور الدہر نے دیکھا کہ لکارا وہ زنگی تنہا رہ گیا تھا یا متحد تلواری کا مارا نور الدہر نے



نایاب ہو بلندی سے اتر اٹھا پھاڑ پر آیا جمولی الگ رکھی کہ یہ الگ رہے آپ چشے پر آیا آ کے  
منقار پانی میں ڈالی میگونہ نے اسی وقت موتیوں کا مالا گلے سے اتار اسی پر اپنا خون  
ڈالا خوب سحر کو سخت کر کے نعرہ کیا کہ اے عقاب جا و منم ملک الموت جیسے ہی عقاب نے  
سر اٹھایا میگونہ نے وہ موتیوں کا مالا کھینچ مارا موتی آ کر عقاب کے سر پر گرے جیسے ہی  
آ کے وہ موتی بدن سے مس ہوئے جھوم کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

جیرت سے اشک چشم کے باہر نہ ہو سکے باہر قدم نکالیں جو ہم گھر سے کیا مجال بھولے نہ تیرا مصحف رخسار ویکھ کر تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول رکھو کسی طرح تو سرو کا رہسربان شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار	دور یا بھرے رہے یہ مژہ تر نہ ہو سکے یہ ضعف ہو کہ آپ سے باہر نہ ہو سکے جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہ ہو سکے آئینہ ساز مشل سکندر نہ ہو سکے کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہ ہو سکے صحرا میں گرد باد سے چکر نہ ہو سکے
---	---

دیوانہ وار وحشی مثال پہاڑ پر دوڑنے لگا میگونہ دوسری طرف سے کتر کر سامنے  
آئی پکار کر پوچھا کہ میان عقاب مزاج کیسا ہو عقاب نے ہاتھ باندھ کر عرض کی  
میں تا بعد از حضور کا غلام ہوں آٹھ پہر دعا سے سلامتی کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ اب  
خدمت حضور میں رہوں میگونہ نے کہا جا کر کلنگ کا سر کاٹو سامنے قلعے کے جو  
میدان ہو اس میدان میں حجرہ ہو اس میں وہ خوش بیٹھی ہو سامنے قید طلسم کشا ہو  
کئی نہرا رکنیزین خدمت کر رہی ہیں بہمن نے اسکی بڑی خاطر کی حقیقت میں اسنے  
ایسا ہی کار نمایان کیا تھا پھر میگونہ نے کہا اے عقاب اس شب تیرہ و تار یک میں  
کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو عقاب نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور بہمن  
نے واسطے ایک کام کے مجھ کو روانہ کیا ہو میگونہ نے کہا وہ کام بھی ظاہر کر وہیں بھی  
اس سے ماہر کرو عقاب نے کہا حضور یہ لوح محفوظ و لوح طلسمی لیکر جاتا ہوں  
قصر البحرین میں لیجا کر پھینک دوں گا میگونہ نے کہا اے عقاب وہ تختیان ہم دیکھیں  
شاید ہمارے چہتے کے لایق ہوں یا جب کھینکنا منظور ہو تو اسی جنگل میں پھینک دو



نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا زنگن کا کہ یکا یک دو  
 زنگین اسی صورت کی بکرتیا رہو میں گرد نور الدہر کے پھر نے لگین کتنی ہیں کہ لوح  
 ہمیں دیکھے نور الدہر جس کو قتل کرتے ہیں وہ دونی پھر ہو جاتی ہو تھوڑے عرصے  
 میں کئی ہزار زنگین گرد نور الدہر کے جمع ہو گئیں اور سب کا یہی قول ہو کہ ہمکو لوح  
 دیکھے نور الدہر قتل کر رہے ہیں جب کئی ہزار زنگین جمع ہو گئیں تو نور الدہر کو خیال  
 گذرا کہ ہنر بے لوح دیکھے اسکو قتل کیا اسی کا یہ انجام ہوا یہ سوچ کر لوح پر نگاہ ڈالی  
 نوشتہ پایا کہ جو زنگن سب کے آگے ہو اسکو تیغ طلسمی سے قتل کرو نور الدہر نے تلوار  
 کھینچ کر چاہا اس زنگن پر حملہ کروں وہ زنگن چنچ مار کر بھاگی لوح پر جو نگاہ ڈالی تو یہ تحریر  
 پائی کہ اگر یہ بھلائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی وہ زنگن بھاگی ہوئی جاتی ہو اور نور الدہر  
 اس کے تعاقب میں کہ سامنے باغ دکھلائی دیا اندر سے ایک زنگی آیا اُس نے زنگن کا ہاتھ  
 تھام لیا کہا کیوں بھاگتی ہو طلسم کشا کو آنے دے میں سمجھ لوں گا جیسے ہی طلسم کشا قریب  
 پہونچے اُس زنگی نے وار کیا نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے  
 ہوئے وہ زنگن بھاگ کر باغ میں گھسی نور الدہر اس کے پیچھے جیسے ہی اندر پہونچے  
 دیکھا وہی زنگن مسلسل و مطوق ایک نخل میں لٹکی ہوئی ہزار طائر اس نخل پر رزمہ  
 سرائی کر رہے ہیں نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اس زنگن کو قتل کرو  
 نور الدہر جیسے ہی تلوار کھینچ کر قریب آئے زنگن منتیں کرنے لگی کتنی تھی احوں جوان میں  
 تیرے واسطے آوارہ ہوئی مجھکو رہا کر دے تیرے ساتھ مثل کنیزوں کے رہو لگی  
 جفا اہل طلسم سہو لگی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو  
 ٹکڑے ہوئے مرنا زنگن کا کہ اندھیرا ہو گیا اب نور الدہر نے اپنے کو ایک کوہ پر پایا  
 سامنے دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آب گوہر صاف و شفاف ہو چند شخص مثل حامیوں کے  
 لگیاں ہاتھ میں لیے ہوئے عرض کر رہے ہیں کہ یہ چشمہ آپ کے واسطے ہو بخون  
 نہا لیے آگے نہ جائیے کہ پانی نے چشمے کے جوش مارا ایک مہ جبین چشمے سے پیدا  
 ہوئی دیو یا سہ جواہر میں غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اُس نے آواز دی کہ اوشہر بار



لگا کے ایک ہی خنجر ہمیں کیا بے دم  
جواب دید کے طالب کو بت یہ دیتے ہیں  
تلاش منزل مقصود کی ہوا و نا تو  
دو چار وصل میں تو دو گھڑی بہم رہتے  
جلال سب سے رہے میل سب سے یا تہ

امیدوار ہو پھر شور مرجا کے تم  
دکھا تو دوا سے بندے ہو جس خدا کے تم  
عصا بنو مرے شوق شکستہ پا کے تم  
حجاب اٹھاتے جو حیرت کے ہم جیا کے تم  
کہ آشنا ہو بت عالم آشنا کے تم

عقاب یہ اشعار پڑھتا ہوا جاتا ہوا بیان دم وقت ہو کہ کلنگ ابلق سوار حجر  
بین بیٹھی ہو سامنے ایک چبوترہ خشتی بنا ہو اسپر طلسم کشا کو بیٹھا دیا گر دستہ سے آگ  
روشن کی ہو عقرب و اثر در بٹھا دیے ہیں وہ ہر مرتبہ قصہ کرتے ہیں کہ نور الدہر کو  
پیشین نور الدہر اپنے کو بچاتے ہیں مگر اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہیں جانتے ہیں  
کہ وہیں اثر در بین پھاند پڑوں کسی طور سے اپنی جان دون کہ اس کشاکش سے  
مہلت پاؤں کلنگ ابلق سوار طعن و تشیع کر رہی ہو ہر مرتبہ پکار کر کہتی ہو کہ کیوں  
طلسم کشا صاحب کس حال میں ہو دیکھا تھنے کیونکہ تحفہ جات لیے نور الدہر حیران  
و پریشان آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیتے ہیں کہ اے کلنگ ابلق سوار تو  
اس قدر غور نہ کر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہمارے سر پر موجود ہو کبھی پکارا اٹھتے  
ہیں کہ اے کریم کارسانہ و اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات اس مفرور کے  
ہاتھ سے بچا لے مگر جون جون رات بڑھتی ہو خون جسم کا گھٹ رہا ہو کہ دیکھیے صبح کو  
کیا ہو کہتے ہیں اے چیم اپنا رحم شریک کر ظلم

خداوند اشیم سوار و زگردان  
شبہ دارم سببہ چون بخت امید  
توئی یاری و فریاد ہر کس

چور و زاندر جہان فیروز گردان  
درین شب رو سپیدم کن چو خوشید  
بفریاد من فریاد کن رس

بیتاب ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی طاہر معلوم ہوتا ہو کہ اسکی بدعت کرنا پروردگار  
کو ناگوار ہو اتیر دعا بدت مراد پر ہو بچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صرا  
سے گرد آئی اور اشعار عاشقانہ کی آواز آئی کلنگ ابلق سوار نے بغور دیکھا



نقارے کی آواز آئی چند کنیرین ایک بار گاہ لیکر پہونچیں اسی کوہ پر وہ بارگاہ استاد  
کی کر ایک تخت آسمان سے آیا اسپر خواص سوار تھی بارگاہ میں آکر اترتی چند کنیروں  
نے آکر نور الدہر سے کہا چلیے آپ کو خواص بلاتی ہیں نور الدہر اس کے ساتھ بارگاہ  
میں آئے وہ نازنین مسند سے اٹھی استقبال کیا کتنی تھی آئیے تشریف لائیے میں تو  
آپ کی مشتاق تھی گھر بار چھوڑ کر آئی ہوں کہ آسمان سے ایک تخت آیا اسپر چند رنگین  
سوار تھیں آکر اُس نازنین کی مشکین باندھ لیں کتنی تھیں اوشو خدیوہ بدعت طلسم کشا  
بھول گئی تھکوا جلا یا مان نے تیری تھکوا بچا یا اور پھر تو یہاں آئی وہ نازنین روتی  
تھی اور آواز دیتی تھی کہ اوشو یا تھکوا بچا ایسے یہ لوگ جو لیجا میں گئے تو ہرگز زندہ  
نہ چھوڑینگے مفت میری جان جاگی سوائے مصیبت کے راحت نہ ہا تھ آگئی میری  
زبان پر اب تو یہ اشعار ہیں نظم

سچ سچ کہیں دروغ خدا کی قسم غلط غیروں نے آکے اُسکو دیے استقدر فریب حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہوں میں میں عشق خط سبز میں کرتا ہوں سیر باغ اور جان تھکوا تجھے امید وفا نہیں کہتے ہیں پھر میں مجھے سب دیکھ کر عزیز سوتے میں میں نے کیا ترا بوسہ لیا منم میں نے کبھی حضور کا شکوہ نہیں کیا سطلوت نہ اُسے وصل کا وعدہ وفا کیا	اور بت ترے سخن کو سمجھتے ہیں ہم غلط قسمیں صبیح کھاؤں تو سمجھے منم غلط لکھنا نہ کوئی حوت ذرا اور قلم غلط دیکھے سے سبز نہ ار کے ہوتا ہو غم غلط تیرا دروغ قول ہو تیری قسم غلط ذکر وصال چھوڑیے ہو جاے غم غلط تجھے کہا کسی نے خدا کی قسم غلط اور تو بہ تو بہ آپ کے سر کی قسم غلط کس طرح اُسکے قول کو سمجھیں نہ ہم غلط
---	--

ہر چند وہ نازنین غل بچا یا کی مگر نور الدہر نے بموجب حکم لوح کچھ خیال بھی نہ کیا وہ  
رنگین باندھ کر اُسکو لے چلین اور مارتی تھیں منع کرتی تھیں کہ طلسم کشا کا نام  
نہ لے نور الدہر نے آخر اُن رنگنوں کو لکارا اُن رنگنوں نے اُس نازنین کو  
چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ہم ابھی تیرے دھکڑے سے سمجھے لیتے ہیں نور الدہر پر چوب



اہل فوج بہت گھبراہٹے ہیں بعض بھاگ بھاگ کر چھپتے ہیں بعض کا قول ہر یار و یکسا  
غضب ہوا ابھی تو کارہ سرکار کو گویا تھا تھوڑے ہی عرصے میں دیوانہ ہو کر آیا سب  
ساحر جو جھڑپ کر کے چلے عقاب کرک کرک کرک کرنے لگا گولے آہن کے جھولی سے  
لکالے خون اپنا ڈال کر وہ گولے پھینک مارے دس بارہ ہزار ساحر قتل کیے کبھی ایسا  
لکارتا ہو کہ ساحر وہل جاتے ہیں مگر صفین ساحرون کی جنگی ہیں کلنگ تک کیونکر پہنچتا  
کلنگ نے ایک چغ مارا کہ اوشمن شاہ بہمن باہر تو آئیے نیا معاملہ ملاحظہ فرمائیے  
بہمن نے جو غلغلہ سنا یا تو بارگاہ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا مست ہو رہا تھا کان  
میں جو آواز کلنگ کی آئی لوگوں سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لشکر میں کیسا ہنگامہ ہو  
بعض نے تو یہ غل مچایا کہ عقاب مخالف ہو گیا سب کو مارتا پھرتا ہی ساحر بھاگتے  
پھرتے ہیں بعض کہتے ہیں یہ میگونہ کے عشق میں دیوانہ ہو کر آیا ہی آپ سے باہر ہو  
بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا یار و اسے تختیان کیا کہیں میگونہ  
کو سامنے بلاؤ اسی کا عاشق ہو کر آیا ہی یار و تم نے یہ بھی سنا کہ اعتقاد مسلمانان  
اشعار پڑھے خداوند بقراط ثانی کا نام نہیں لیتا سب نے کہا حضور یہ تو مہوت  
ہو رہا ہو بہمن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارہ و سحر نکالی اسپر سحر کے عقاب سے کہا  
او عقاب ایسا گولہ مارو کہ تیرا بھی کام تمام ہو ہر چند ڈرایا دھمکایا مگر عقاب  
گالیان دیتا ہو کتا ہو او نامر و میری شادی ہوئے کو ہو میں دولہا بنو نگا میگونہ کو  
بیاب لاؤنگا وہ دلہن بنی بیٹھی ہو بہمن نے یہ سن کر کار و کھنچ ماری سینے پر عقاب کے  
پڑی توڑ کر پشت کے پار گزری عقاب تو گر کر جہنم میں پہونچا بہمن نے قریب آکر  
جھولی ٹٹولی تختی اور لوح نہ پائی گھبرا کر کہا او کلنگ جاؤ یہ اطلینان بیٹھو تختیان تو  
یہ پھینک آیا راہ میں کسی کے سر میں پھنسا اسوجہ سے مہوت ہو گیا رہ فیق تو مارا گیا  
بلا سے مگر لوح تو معدوم ہوئی یہ ککر بارگاہ میں آیا بیٹھ کر شراب پینے لگا لیکن  
میگونہ کہ ایک گوشے سے دیکھ رہی تھی طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے جو  
میگونہ کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی او میگونہ عقاب تم پر نثار ہوا اب



لیکر بھاگے ورنہ ہم بھی سب مارے جاتے خدمتگاریہ سنکر اندر قلعے کے روتے ہوئے  
 گئے جا کر ابھی آپ سے حالات بیان کیے کہا کیا آپ جلسہ آراستہ کیے ہیں یہ وقت  
 سر پر خاک اڑانے کا ہے آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا اسکا عوض ضرور لیجیے  
 ابہام یہ سنکر اٹھا جلسہ برخاست کیا گریبان و نالان بیرون قلعہ آیا اگر اپنے بھائی  
 کی تلاش دیکھ کر اور زیادہ بلبلانے لگا خدمتگاریہ سے کہا لاش کو جلا دو فوراً  
 سب نے لاش کو جلا دیا ابہام مع ہمراہیوں کے اپنے قلعے میں آیا ہمراہیہ ان  
 حشام سے کہا چلنے کی تیاری کرو مجھ کو وہ مقام چلکر بتاؤ کہ جہاں میرے بھائی کو  
 طلسم کشا نے مارا ہے فوراً سب تیار ہوئے ابہام گینڈے پر سوار ہوا کل ساحر  
 ہمراہ ہوئے سارا قلعہ خالی ہو گیا رواروی کرتا ہوا چلا اور صرشتا ہرا دیکھ نور الدہر  
 حشام کو مار کر آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک درخت ہو اُس پر ہزار ہا طائر بیٹھے  
 ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نور الدہر کو دیکھ کر اڑے سر پر نور الدہر کے  
 سایہ ڈالا نور الدہر کے ہاتھ پاؤں میں ریشہ آیا نور الدہر نے لوح کو دیکھا  
 لوح نے خبر دی کہ بیچ میں طائروں کے ایک زراغ سیاہ ہوا اس زراغ کی پیشانی  
 پر خال سفید ہوا سپر شیر مار و نور الدہر نے کمان کیا فی کاندھے سے اتاری اس  
 زراغ نے قصد کیا کہ سب طائروں کے بیچ سے نکلواؤں مگر طائروں نے ایسا نہیں  
 کہ وہ زراغ بیچ میں رہا تیر جو بھر کمان سے رہا ہوا خال سفید پر آکر پڑا توڑ کر بے  
 کے پار گزر گیا اس زراغ کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر چلنے لگے بعد  
 دم بھر کے آواز آئی کشتی مرانام سن زراغ جاو و بود نور الدہر نے لوح کو دیکھا  
 لوح نے خبر دی کہ ابھی آگے نہ بڑھنا ایک ساحر زبردست باد کبوتر و نخوت سے دست  
 براے مقابلہ آتا ہے کئی ہزار ساحر ساتھ ہیں خود گینڈے پر سوار ہو کر یکایک صحرا  
 سے گرد اڑی نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد اسخام کئی ہزار ساحر شبت  
 پر آکر پہونچا ہمراہیہ ان حشام نے کہا اے ابہام وہ مقام پیچھے رہ گیا جہاں تمہارا  
 بھائی مار گئے یہی طلسم کشا ہیں اس مقام کو چھوڑ کر یہاں چلے آئے یہ سنکر ابہام



یہ کیا معرکہ ہو ہر کار سے گئے بعد تھوڑے عرصے کے آئے آکر مہمین کو خبر دی کہ حضور بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی کئی نہراہ ساحر مارے گئے جسوقت وہ لڑتے ہوئے یہاں پہونچے تھے تو بڑا ہنگامہ ہوا تھا اب نکال کر دیکھے کہ وہ طرفت دار الامارہ شکا کے آتے ہیں خداوند بقراط ثانی بجائیں یہ سنکر مہمین باہر نکلا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پائوں میں رعشہ آگیا تھا نے لگا دیکھا کہ نور الدہر لڑتے ہوئے مثل شیر گریسنے کے آتے ہیں میگونہ پہلو پر ایک طرف سے دیکھا باہر ان جاو لڑتا ہوا آتا ہو میگونہ نے ایسے ایسے سحر کیے ہیں کہ بڑے بڑے ساحر گھبراتے پھرتے ہیں راہ میں چلتے ہیں دو دو قدم پر گرتے ہیں جیسے ہی اس ساحر نے میگونہ کو دیکھا لاکاراکہ اونکے ام کہان جاتی ہو تو نے غضب کیا کہ لوح لا کر طلسم کشا کو دیدی جسوقت گرفتار ہو گئے سامنے خداوند کے جائیگی وہ قتل کا حکم دینگے یا جہنم میں بھجوا دینگے میگونہ نے ہنس کر جواب دیا کہ نکھر ام تجھ ایسے ہوتے ہیں کہ بادشاہ طلسم مقید ہو گیا سد ہا سر داران نے اس روز لڑ کر اپنی جان دی اُسوقت تم کہان تھے بادشاہ کو آکر نہ رہا کیا اب خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا طلسم کشا نے آکر بھرات تمام بادشاہ کو رہا کیا وہ ایسی کدو کاوش نہ کرتے تو رہائی بادشاہ کی غیر ممکن تھی کس لطف سے طلسم کشا نے رہا کیا اس جاو کرنے چاہا گولہ مار کر اس بے ادب کا سر کاٹ لوں میگونہ نے جو دیکھا کہ گولہ سامنے آیا اور کوئی گولے گور نہ کر سکیگا جب دیکھا کہ گولہ اسکا قریب آیا تو میگونہ نے مونہ بونکا مالا پھینکا سر پر اس ساحر کے جا کر پھٹا وہ ساحر جھوم کر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظر

سو گیا چھکویقین نامہ و لبر آیا  
طاثر رنگ پریدہ بھی برا بر آیا  
شب منتاب جو منتابی کے اوپر آیا  
ہجرین خواب کی جاغش مجھے اکثر آیا  
سلطنت کا مرے سر پر جو نہ افسر آیا

کوئی اڑتا کسی طاثر کا اگر پر آیا  
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا  
مہ سے وہ چند نظر چہرہ و لبر آیا  
غم غلط ضعف کے باعث سو ہوا غفلت میں  
کشور فقر میں بین برہنہ سر شاہ ہوا



کبیر لوگ سطوت کو پھراؤ خدا | روانہ سوے کر بلا ہو گیا

نور الدہر وہ آواز دروناک سکر قصر میں آئے دیکھا ایک جوان حسین نوجوان نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤں زنجیرون میں بندھے پڑا ہوا اور کراہ رہا ہو نور الدہر نے قریب آکر کہا اے گرفتار زنجیر محنت و اے مقید سلسلہ رنج و حسرت یہ کیا معرکہ ہو وہ جوان روئے لگا کہا اے شہر بارہ آپ طلسم کشا ہیں لوح میرے جسم سے مس کیجیے میں قید سے رہائی پاؤں تو سب حال اپنا بیان کروں نور الدہر نے لوح کو اسکے جسم سے مس کیا تمام زنجیریں کٹ کر گر گئیں وہ جوان قدموں سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا اے شہر بارہ میرا نام خوش مزاج جاو دو ہو لیکن سال بھر کا نہ مانہ گذرا کہ دربار میں مہمن شعبدہ بازہ کے حاضر تھا کہ طلسم کشا کی کاؤ کر نکلا میرے منہ سے نکلا گیا کہ ہم طلسم کشا کا ساتھ دین گے کتاب میں آپ کے اوصاف لکھے تھے مہمن میری یہ باتیں سکر بگڑ گیا کہا کیوں خوش مزاج ہم لوگوں کے ساتھ دشمنی کرو گے میں نے کہا جو کچھ ہو بس اُسے حکم دیا ساحرون نے مجھ کو گرفتار کر لیا لا کر اس مقام پر قید کیا جب میں رہو یا اور تڑپا تو ایک بزرگ خواب میں آئے فرما گئے کہ اے خوش مزاج کیوں گھبراؤ اے طلسم کشا آیا چاہتا ہو تیری رہائی کا وقت قریب ہو ایک ساحرہ ہوساتہ سنسان جاو وہ ملعونہ مجھ پر عاشق ہو رات کو آکر بدعتیں کرتی ہو آپ اپنے کو بچائیے یہ کہہ کر خوش مزاج ساتھ ہوا اُس قصر سے نکلے کہ جھونکا ہوا کاجلا دیکھا کہ ایک ساحرہ ہنس پر سوار لگا ہوئی آتی ہو کہ اے طلسم کشا میرے معشوق پر کیوں ہاتھ ڈالا کیا میں بیجانے دونگی لوح کی بھی فکر ہو گئی نور الدہر نے پٹ کر دیکھا کہ خوش مزاج کانپ رہا ہو کہا کہ اے شہر بارہ یہی سنسان جاو دو ہو سنسان نے چاہا تڑپ کر گرون اور خوش مزاج کو اٹھا لیجاؤں نور الدہر نے کان کیانی کا ندھے سے اتاری تاک کر تیرا رادہ تیر قضا سنسان کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خوش مزاج نے قریب آکر ہاتھ چوم لیے نور الدہر خوش مزاج کو لیکر آگے بڑھے اور خوش مزاج نے بھی کہا کہ اے شہر بارہ مہمن شعبدہ بازہ کی وزیرزادی کہ اسکا نام شہگونہ کلگون پوش



جواب دیا کہ اے کلنگ لباس طلسمی و تیغہ طلسمی تخت پر رکھ کر آیا ہوں اسپر کوئی نگاہ نہیں  
 ڈال سکتا کہ چند ساحر دور سے ہوئے آئے انھوں نے عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران بی  
 میگو نہ دریا سے خون میں غوطہ مارے ہوئے دربار میں پہنچیں اور تخت پر سے تیغہ  
 و لباس اٹھا لیا ہم لوگوں نے جو روکا تو کئی سو ساحر و ن کو قتل کیا بہمن نے کہا اے  
 دیکھو کہ صرگئی میں اُسے روکوں پاس طلسم کشا کے نہ جانے دون ساحر و ن نے جواب دیا  
 کہ زمین میں سے نکلی اور زمین ہی میں غرق ہو گئی ہم کہاں ڈھونڈیں بہمن چار طرف  
 دیکھ رہا ہو کبھی طرف آسمان کے دیکھتا ہو کبھی کتتا ہو بار و کیا غضب ہوا کہ میگو نہ کا  
 پتہ نہیں ملتا کہ یکا یک زمین شق ہوئی دیکھا سب نے کہ ملکہ میگو نہ گلگون پوش  
 دریا سے خون میں نہاے ہوئے زمین سے نکلیں پکار کر آواز دی کہ اے شہر بار یہ  
 تیغہ طلسمی موجود ہو اسکو لیجئے طلسم کشا نے بڑھ کر تیغہ لیا میگو نہ نے لباس طلسمی کو  
 بھی پہنا ڈیا گل صرا و ہاتھ میں دیا جب لباس طلسمی طلسم کشا نے گلے میں پہنا اور تیغہ  
 طلسمی ہاتھ میں آیا زور و دہر یہ بڑھا لڑتے ہوئے بڑھے بہمن نے دیکھا اور کلنگ  
 سے کہا لو غضب ہوا تمام تختہ جات پاس طلسم کشا کے پہنچ گئے اب تیغہ طلسمی ہاتھ  
 میں ہو کون لڑ سکتا ہو یہ کیلے بہمن الگ ہوا کلنگ ابلق سوار نے جو دیکھا کہ  
 بہمن بھاگا چاہتا ہو یہ بھی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤں پر پرواز پیدا کر کے اڑی جیسے ہی  
 بلند ہوئی میگو نہ نے کہا اے شہر بار غضب ہوا کلنگ ابلق سوار نکلی جاتی ہو  
 اگر یہ نکل گئی تو بڑا فتورہ برپا کر گی نور الدہر نے سراٹھا کر دیکھا کہ کلنگ ہوا پر  
 تھرا رہی ہو نور الدہر نے کہا کیانی دوش سے اتار می تین بچال کا تیر بھر کران  
 میں پیوست کیا سینہ پر کینہ کلنگ کا تا کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت  
 کو پار گذر اکلنگ زمین پر گری اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں اور آواز  
 آئی کشتی مرا نام من کلنگ ابلق سوار بود یہ آواز جو بہمن نے سنی برحواس ہو گیا  
 مگر سر سامم جا دو منتظم اسکے لشکر کا آئے جو لاشہ کلنگ کا دیکھا سرور ہو کر رہ گیا یہ  
 کلنگ پر عاشق تھا چہنچہن مار کر روئے لگا کتتا تھا افسوس ایسی نامی ساحر و ن کی



سے سر نکالا تو لیکھا ایک جادوگر فی مہیب وضع تحفہ جات لیے کھڑی ہو نور الدہر نے قصہ  
کیا کہ اسپر جا پڑوں اُسے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نور الدہر گرے اُسے ایک آواز دی کہ  
کئی ہزار کینیزین گوشہ ہائے قصر سے ظاہر ہوئیں نور الدہر کو مسلسل و مطوق کیا ایک  
ارابہ منگوا یا اُس راہے پر شاہراہ سے کو سوار کیا کلنگ ابلق سوار تحفہ جات لیے  
ہوئے ایک تخت پر سوار ہوئی جو راہ میں ملتا ہو کنتی ہو صاحبو میں نے اپنی جان لگا  
یہ تحفہ جات لیے اتنے تحفہ جات کا لانا میرا ہی کام تھا کہ میں نے کیا دھوکا دیا اور وہ  
صورت بنائی تھی کہ میری باتوں میں آگئے بہمن سے جا کر خبر کر دو کہ میں نے کل طلسم کی جان  
بچائی طلسم کشا کو فوراً قتل کرے یقین ہو کہ قدرت بہمن کو نائب طلسم کرینگے اور میں  
بہمن کی پیشکار ہونگی اسی سال بھر میں سارے طلسم کو آباد کر دوں گی اور اُس کے  
عزیز دار جو جا بجا ہیں اُن سب کو گرفتار کر دوں گی اب مجھ کو کیا بیٹھنا ملیگا آٹھ پہر فکر ہوگی  
کہ چند کینیزین دژین سامنے بہمن کے حاضر ہوئیں بیان کیا کہ قید طلسم کشا لیے ہوئے  
کلنگ ابلق سوار آتی ہو حضور تیار سی کرین قلعے میں جا بجا سامان عیش و نشاط مہیا  
ہو اس سے بڑھ کر کوئی دن خوشی کا نہیں ہو بہمن نے یہ سنکر تاج کوچ کیا کہا صاحبو میرا  
اقبال دیکھا میں جانتا تھا کہ شعبہ کلنگ ابلق سوار کا خالی نہ جائیگا وہ بلا سے  
روزگار ہو ہماری صحبت میں رہی ہو مگر کرنا تو اُس کا کام ہو وہ مکر کرے کہ اگر اسطو ہو تو بھی  
پھنس جائے کسکی مجال ہو کہ اُس کے دام مکر سے نکلے رفقا پاس سے اُسے گلی کو چون میں  
غل مچاتے پھرتے تھے کہ صاحبو خوشی کر و قید طلسم کشا آتی ہو گلی کو چون میں اہالی شہر کا  
ہجوم ہو ہر طرف بھی دھوم ہو کہ بڑی مشکل آسان ہوئی طلسم کشا گرفتار ہو کر آتا ہو سب  
منتظر کھڑے تھے کہ اراہ نور الدہر کا داخل شہر ہوا ہر طرف سے ساحر و غیر ساحر غلغلہ  
کرتے تھے کہ اوجوان بھگو حال پر ساحر و ن کے رحم نہ آیا نہرا ہا ساحر تیرے ہاتھ  
سے مارا گیا نور الدہر خاموش راہے پر بیٹھے ہیں سر جھیکا ہے ہوئے اپنی حیا قست پر  
محبوب کہ اے نور الدہر افسوس سارا طلسم فتح کیا جب مقدمہ قلیل باقی رہا تو فلک نے  
گردش دکھائی نگرا و رحیم و کریم اپنا رحم شریک کر یہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ دنیا نمونہ عبرت ہو نہ



میرے ہاتھ سے مارا گیا مگر مجھ کو قلعہ ہو کہ افسوس ایسا ساحر مارا گیا ہر بات میں سینہ سپر ہوتا تھا اول اُسکا سحر اُتارنا چاہیے تھا اور پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا معرکہ گذر الو مجھ اب جو میں تو رخصت ہوتا ہوں قلعہ نہ رنگار پر جاتا ہوں نہ رنگار نہ عفران پوش ساحرہ نہ بردست ہو شاید کوئی تدبیر کرے لیکن کلنگ بلند ہو کر چلی تھی جو طلسم کشا نے اسے تیر سے مارا مگر میں غرق زمین ہو کر جاتا ہوں کہ زندہ نکلیاؤں کیونکہ خوف جو ایسا نہ ہو طلسم کشا مجھ پر بھی حملہ کرے یہ سنکر سب ساحرون نے اقرار کیا کہ ہم اُسی قلعہ نہ رنگار پر آویں گے آپ کے جاتے ہی بھاگنے کی تدبیر کریں گے اب انقلاب کامل ہو اخیر جو تقدیر میں ہم لوگوں کی ہو وہیں چلکر یا نوں جائیں گے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نور الدہر کا لغرہ ہوا بہمن نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طرف سے طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے ہیں اور ایک طرف میگو نہ سحر کر رہی ہو قید خانے میں جا کر خوش مزاج کورہا کیا خوش مزاج نے جو نور الدہر کو دیکھا تلوار کھینچ کر لڑنے لگا ہر مرتبہ بڑھ جاتا ہوا اور ساحرون کورول رہا ہو جس ساحر پر جا پڑا اُسکو قتل کیا جو ساحر طلسم کشا پر آتا ہو بڑھ کر سینہ سپر کر دیتا ہو بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والوں سے کہا اب یا رو طلسم کشا پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہو دو دو دو دگوار موجود ہیں کس کسکو رو کون ساحر دونوں نہ بردست بادہ کبر و نخوت سے مست یہ کہکے بہمن شعبدہ باز غرق زمین ہوا کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر آخر بہمن بھاگ گیا نور الدہر نے لڑائی کو فتح کیا میگو نہ کا انتظام ہو کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہوئے سب کو لیکر قلعے میں آئے صحبت حبش و حبش آراستہ ہوئی میگو نہ بھی آکر پہلو میں بیٹھی خوش مزاج قریب نور الدہر کے بیٹھا میگو نہ نے جو اپنے عاشق کو قریب طلسم کشا کے پائشل گل شگفتہ ہوئی کتنی تھی کہ او شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کنیزوں نے کار نمایاں کیا کہ مجھ کو صلاح دی کہ عقیاب کا تعاقب کیجیے شاید راہ میں ملجائے تو اُسکو قتل کیجیے عقیاب کو موت گھیرے ہوئے تھی پہاڑ پر جو اُترا جھولی الگ رکھ دی کہ اُس میں لوح طلسمی تھی کنیز نے آسمان سے سحر کیا سب حال پوچھا دیو انہ ہو چکا تھا سب حال



لیے ہوئے اپنے دربار میں آیا کلنگ نے عرض کی فوراً طلسم کشا کو قتل کیجیے اور اس پر خداوند کی حوالہ نہ رکھیے ہمیں نے کہا اے کلنگ دعویٰ دار خوان طلسم کشا بہت ہیں پھر سب طرف سے طلسم پر بلوہ ہوگا اور اگر لوح باقی رہی تو لوح کو حاصل کریں گے اور وہ اس کے صاحبزادان زمان مالک اسم اعظم الہی ہیں انکو اگر لوح ملی تو کون مقابلہ کر سکیگا اول لوح کی فکر کر قتل طلسم کشا لمحہ بھر کی بات ہو جس وقت چاہنا قتل کر ڈالنا ہمیں نے کہا میرا ارادہ یہ ہو کہ دونوں لوحوں کو معدوم کروں ایک ساحر تیز پر لوحوں کو لیکر جائے قصر البحر بن سلیمان درمیان چار دریاؤں کے ہو اس مقام پر زمین کا طبقہ ٹوٹا ہوا ہو وہاں لوح پھینک دی جائے نہ دنیا میں لوح ہوگی اور نہ کوئی ارادہ طلسم کشا کی کریگا یہ سب کو پسند آئی ہر ایک نے آفرین کہی اور کہا کہ آپ افسر اعلیٰ ہیں جو آپ نے تجویز کیا وہی مناسب ہو حقیقت میں لوح کو معدوم کر دیجیے اگر لوح کسی کے پاس رکھی جائیگی اسی کے سب دشمن ہونگے لوح کی تدبیر ہو جائیگی یہاں قائم ہو کر ہمیں نے تحفہ جات لیے لوح طلسمی و لوح محفوظ نکال لی اور پکار کر آواز دی یار و تم میں سے کون ساحر تیز ہو کہ ان دونوں تختیوں کو لیجا کر قصر البحر میں پھینک دے عقاب جا دو اپنے مقام سے اٹھا کہا خداوند نعمت آج ہی جاؤنگا آج ہی پلٹ آؤنگا اور باقی تحفہ جات ہمیں نے تحت پر رکھ دیے کہا بدو لوح یہ بیکار ہیں انکو میں اپنے پاس رکھوں گا کہ میرے خاندان میں اسکا شرف رہے اسکو خزانے میں رکھو عقاب جا دو نے دونوں تختیاں لبین رومال میں لپیٹ کے جھولی میں رکھ لیں اور بہ شکل عقاب اڑتا ہوا چلا کر میگوئے گلگون پوش یہ سرکہ دیکھ کر گھبرائی اٹھ کر اپنے مکان پر آئی رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

گوشہ زندان ہوا ہو عالم اسکان مجھے  
لاکھ پریوں کو بھلا دیتا ہو اک انسان مجھے  
صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے  
سنگ آتی ہو نظر کیا آتش پہنان مجھے

بہر وحشت لا مکان کا چاہیے میدان مجھے  
واقعی انسان ہوا شرف ساری مخلوقات مجھے  
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اٹھ گیا  
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اے صنم



دہن کو اور زبان کو تیری امی دلبر سمجھتے ہیں  
 دل عشاق پر کیسا بتوں نے کر لیا قبضہ  
 اشارہ ہو بہ خال کعبہ ابروے جانان کا  
 خضر کا دل نہ گھبرا یا حیات جاودانی سے  
 نہیں مطلب سے خالی ان حبیبوں کی محبت ہو  
 رہے ہیں آج کیوں فرما دو مجھ کو جلا کے تھریں  
 محبت سے اچھالا ہو کپڑا کیوں ہو ای و اعظ  
 اٹھا کرتے ہیں یہ ہر شب شرارے میری آہوں نے  
 نہیں کرتا گلہ ہر گز میں اُنکے ظلم کرنے کا  
 محبت بھی ہماری ہو شیا ری سے نہیں خالی  
 شنیدہ حسن یوسف ہو تمھارا احسن ویدہ ہو  
 کہیں گے سغلہ پر و رحم نہ چرخ پیر کو ہر گز  
 دم رفتار گویا مردہ زندہ کرتے ہو صاحب  
 لب و دندان جانان کی کرین تعریف کیا سطوت

اے کوثر تو اُسکو ما ہی کوثر سمجھتے ہیں  
 خدا کے گھر کو تو بہ تو بہ اپنا گھر سمجھتے ہیں  
 مرا رتبہ بلال و حضرت قمبر سمجھتے ہیں  
 یہاں ہم چند دن کی عمر کو وہ بھر سمجھتے ہیں  
 اسی کو چاہتے ہیں جسکو اہل نذر سمجھتے ہیں  
 احاطے سے انھیں او عشق ہم باہر سمجھتے ہیں  
 ترے عمامے کو ہم رنڈا رنڈا سمجھتے ہیں  
 منجم جسکو بالائے فلک اختر سمجھتے ہیں  
 وہ ہی کرتے ہیں میرے حق میں جو بہتر سمجھتے ہیں  
 اُسے دیتے ہیں دل جسکو کہ ہم دلبر سمجھتے ہیں  
 جہان کے خوب رویوں نے تمھیں بہتر سمجھتے ہیں  
 کہنے ہیں جو عالی ظرف کو کمتر سمجھتے ہیں  
 تمھاری چال کو ہم فتنہ مشر سمجھتے ہیں  
 انھیں لعل بدخشان اُنکو ہم گوہر سمجھتے ہیں

گندھارا و اسرار و ولون سازندہ گائے گوار ہے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
 اہالی محفل کی عمر و روزگار ہو دشمنوں کو سوز و گداز ہو ہمارے بھی شکم تنبورہ کو پُر کیجیے  
 یہ جو سازندہ نے کہا سب اہل محفل روپ و دینے لگے شہنا ساتون سر بھولی خوشی میں  
 پھولی و وڑ و وڑ کر روپ لینے لگی سازندہ نے آواز دی کہ حضور سات پر و کا دیا  
 پر ایسی گائے نہ ہو گی دیکھیے کیسا گاتی ہو سب کے دلون کو بھاتی ہو جو کچھ انعام و اکرام  
 پاتی ہو سب ناگہ کے پاس لیجاتی ہو ہلو گون کو راگ بتاتی ہو غرض رات بھر جلسہ  
 آہستہ رہا ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا نہیرا عظم  
 قلعہ مشرق سے نکلا آسمان پر آیات جلسہ برخاست ہوا گائے کو رخصت کیا لیکن  
 نور الدہر نے ہر کارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ بہمن شعبہ ہزار کہاں گیا ساحر



جانبین وہ یہ بات ہو کہ آپ بھی تیز رو ہیں اور ہوشیار ہیں نفاق بین عقاب جادو کے  
 جانیے جس مقام پر وہ ٹھہرے وہیں مار لیجیے اگر یہ معاملہ بن پڑا تو لوح پاس طلسم کشا  
 کے پہنچائیے اور سمجھیں کہ قتل کرائیے یا مارا جائیگا یا بھاگ جائیگا اگر یہ بات چل گئی  
 تو طلسم کشا پر بھی احسان ہو گا وہ آپ کی تعریفیں آپ کے عاشق سے کریں گے اور کہیں گے  
 کہ میگوئے نے جان بچائی طلسم کشا ہمیشہ ممنون رہیں گے اور اگر وہ نکل گیا اور آپ نے  
 اسکو نہ پایا تو مجبوری و ناچار ہی ہو اگر طلسم کشا کے ساتھ لڑ کر جان دیکھیے گا تو اور زیادہ  
 نام ہو گا اگر یوں گھر میں بیٹھ کر جان دی تو کیا نفع تمام عالم دیکھ لے کہ میگوئے نے  
 وہ کام کیا کہ جو کس بشر سے نہیں ہو سکتا یہ شکر میگوئے خوش ہو گئی کہا صاحبو تم نے  
 خوب صلاح بتائی اگر عقاب نکل بھی گیا تو اڑتا ہوا جاتا ہو گا راہ میں اسکو مار دگی  
 سحر میں اسکی کیا لیاقت ہو ایک سحر میں دیوانہ کر د ونگی یقین ہو کہ خاک چھاننا پھر سے  
 لوحین لے لونگی یا اسی سے لڑ کر اپنی جان و ونگی یہ کہئے اپنے مقام سے اٹھی ایک  
 گوشے میں آکر سحر کیا ایک کبوتر تیز رو کی شکل بن کر تیار ہوئی اور کئیرون سے کہا صاحبو  
 دعا مانگنا کہ پروردگار میرا راہ راہ پور کرے سب نے کہا واری یہ لونڈیاں جان و  
 دل سے دعائیں کر لگی خدا آپ کو منظر و منصور کرے میگوئے اسی وقت غلطک مار کر  
 بلند ہوئی اڑتی ہوئی چلی یہاں عقاب جادو کہ اڑا ہوا جاتا ہو دل سے باتیں کرتا  
 ہوا کہ ہمارے افسر کو طرہ پیغمبری ملیگا ہمارا بھی غنچہ آرزو کھلیکا عمدہ ہاے جلیل  
 پاؤں نیگے دربار خداوند میں ہمارا وہ مرتبہ ہو گا کہ سب ساحر رشک کریں بے ہمارے  
 کوئی کام نہ ہو سکے قدرت بھی ہر وقت بھی فرمائیں گے کہ عقاب نے کار نمایاں کیا  
 کسی ساحر کی مجال نہ تھی کہ لوح لیکر جاتا عقاب بڑا خیر خواہ ہر وقت دربار میں  
 خیر خواہ کہلا لیں گے مگر میگوئے نے دور سے دیکھا کہ عقاب جادو جاتا ہوا تبتو بلند  
 ہوئی برابر عقاب کے پہنچ گئی مگر سوچتی ہو کہ ایسے مقام پر لون کہ وار میرا خالی  
 نہ جائے کچھ دنوں کو تو یاد کرے قضاے کار عقاب جادو و پیاسا ہوا تیز پری جو کی  
 تو پیاس معلوم ہوئی نگاہ اٹھا کر چہار جانب دیکھنے لگا ایک پہاڑ پر دیکھا کہ ایک چتر باب



کہ اب حضور بر اسے طلسم کشائی جائیں کہ مقہور جاوے و آسمان پر آکر تختہ ریا بنجھ کو جو کھڑے  
 دیکھا تڑپ کر بلند می سے گرا ایسا سمجھ گیا کہ پنجم کی آنکھیں بند ہو گئیں خاموش کھڑا رہا و  
 ساحر پنجم کو اٹھا لیگا یا تموج ہوا سے پنجم بیوش ہوا راہ میں مقہور سمجھا کہ اسکو لے چلے  
 باغ رنگارنگ میں اتارون مقہور می درمیں دم لیکر لیچلو نگاہ سوچتا ہوا چلا باغ  
 رنگارنگ میں آیا دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہو مسند آراستہ پر سمجھا کہ رنگارنگ  
 کسی مقام پر بر اسے سیر و شکار گئی ہیں یہ سوچ کر قریب مسند بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا  
 کہ ملکہ رنگارنگ جاوے لباس فاخرہ پہنے ہوئے و رہا سے ہوا ہر میں غوطہ زن تخت  
 سے اتریں مسند پر آکر بیٹھیں لیکن مقہور نے جو رنگارنگ کو دیکھا بیقرار ہو گیا اور  
 ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مگر رنگارنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ مقہور بیقرار ہو رہا ہے  
 پوچھا کہ میان ساحر صاحب تمہارا کیا نام ہو مقہور نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مجھکو  
 رنگارنگ زعفران پوش نے لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو آوارہ کروں مگر وہاں  
 یہ سحر کر دیکھا کہ طلسم کشا کے پاس تحفہ جات بہت ہیں کسی ساحر کی مجال نہیں ہو کہ  
 کسی طرح طلسم کشا پر دست انداز ہو اسکے رفیق کو اٹھا لایا پاس بہمن کے لیے جاتا  
 ہوں ہماری ملکہ رنگارنگ جاوے و نے بہمن شعبدہ باز کو دامن میں پناہ دی ہو مگر  
 رنگارنگ نے کہا یہاں سے نکلیا و مقہور نے گول مارا گول پھٹا رنگارنگ نے سحر کر کے  
 گولے کو دفع کیا ناظرین سمجھ گئے ہونگے اصل باعث یہ ہو کہ جسوقت طلسم کشا آتا ہے  
 ساحرون کو وحشت ہوتی ہو رنگارنگ جاوے و پنجم کو دیکھ کر مائل ہوئی ہو مقہور کو  
 ناگوار ہوا اسوجہ سے اسنے گول مارا رنگارنگ نے دیکھا کہ مقہور جاوے و ساحر  
 زبردست ہو کئیرون سے اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو جلسہ آراستہ ہو  
 مقہور ہمارا مہمان عزیز ہو کئیرون نے اسیوقت سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا  
 ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے بہ صد سوز و گداز یہ اشعار  
 عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

یار کے پھر میں ناموں کی یہ تحریر ہے	پھر وہ دن ہوں کہ بہم را تو کو تقریر ہے
-------------------------------------	--



کاسہ کو اتنی دور جاؤ عقاب یہ سنکر جھپٹا قریب جھولی کے آیا میگونہ کو خیال ہو  
کہ ایسا نہ ہو یہ لوحین لیکر بھاگ جائے ہاتھ تانے ہوئے کھڑی ہو کہ ذرا بھی اسکے تیور  
پر بل دیکھو تو گولہ مار دوں عقاب نے جھک کر دونوں تختیان نکالیں ہاتھ پیر  
رکھ کر بطور نذر سامنے میگونہ کے لایا کہا یہ حاضر ہیں اسکو لیکر اپنے پاس رکھیے ذرا  
آپ بہن لیجیے مین بھی دیکھ لوں میگونہ نے بسم اللہ کہکے وہ تختیان گلے مین ڈالیں  
ہنس کر کہا صاحب یہ ہمکو بہت پسند آئیں ہم اسکو پہنے رہیں گے تم کلنگ ابلق سوا  
کاسر لاؤ ہم دلہن بنکر بیٹھتے ہیں جب تم پلٹ کر آؤ گے تو بھونری پھر جائیگی تم بہت  
خوش رہو گے جانتے ہی آفت برپا کر دینا عقاب بہت خوب بہت خوب کر رہا ہو  
کہتا ہو جوار شاو ہو گا وہی بجالاؤنگا حضور اپنے کو دلہن بناوین مین فوراً جا کر  
کلنگ ابلق سوار کاسر لیکر آنا ہوں یہ کہکے حیران و پریشان جھومتا ہوا اور  
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بالائے آسمان اُڑتا ہوا چلا جاتا ہو نظر

شریک ہو گئے کیونکر مرے خدا کے تم  
کچھ ایسے بیچہ رہے مجھے ہاتھ اٹھا کے تم  
سنا ہو صاحب غیرت ہو انتہا کے تم  
اشعار سے ہوتے ہیں آفت کے ہم بلا کے تم  
ہمیں سے پوچھتے لایق ہو کس سزا کے تم  
تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیوں قضا کے تم  
کہتے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم  
دکھاؤ بل نہ بھروسے پر دست و پا کے تم  
جو ہاتھ پانوں نہ ہوں شوخی جنا کے تم  
خبر نہیں کہ کسے لے گئے لگا کے تم  
ضرور ہو گئے عاشق مری خدا کے تم  
جوسات پر دوں مین رکھو گے دل چپا کے تم

جب اوتو نہ ہوئے مجھے با وفا کے تم  
دعا سے بد بھی تو کرتے نہیں مرے حق مین  
کبھی بُرا نہ کہا ہو گا ہمارے غیروں مین  
کسی کی پھرتی نکا ہوں مین ملتے کیسو ہیں  
نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر  
وہ کہتے ہیں جو ہماری ادا پر مرتے ہو  
مین کیا سمجھ کے طالب کار وصل دوست کا ہوں  
ترپ فراق کی کہنی ہو بقیاروں سے  
کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤں کے آتی  
یہ جانتا ہوں لگاؤٹ تمام بزم سے کی  
کچھ آگے نالوں کے سے کا تنہا شوق ایسا  
چھپے گی آنکھوں کی چوری نہ ہے اسپر بھی



ساتی گری کروں رنگارنگ نے اشارہ کیا کہ گلابیان ساسنے رکھدے جسکو پینا  
منظور ہو گا وہ پی لیکاشیرنگ نے کہا اور ملکہ عالم نئے طور سے شراب پلاؤں سب  
شوقین جمع ہیں کیون ملکہ عالم بعد مدت کے یہ جلسہ جما ہو رنگارنگ حیران ہو کہ آج  
گائے بڑی خوشی کر رہی ہو اشارہ کیا کہ بوا تمہارا کمال دیکھیں شیرنگ نے گھنگرو  
پانوں میں باندھے جام سر پر رکھا چند اشعار گاتی ہوئی چلی لفظ لفظ کو تکرار کرتی ہو  
ہاتھ اٹھا کر بتاتی ہو کبھی سینے پر ہاتھ رکھتی ہو اور ٹھنڈھی سانس کھینچتی ہو ناظرین  
پامال ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ کیا بلا سے روزگار ہو گا ناتواں سکا سحر سے بڑھکر  
ہو کہ جو لفظ منہ سے نکالتی ہو اسکی صورت بنا کر دکھا دیتی ہو دیکھنے والے کہہ رہے ہیں  
کہ صاحب گانے والی کی کیا بات ہو بتانا کیا ہو کہ کرامات ہو بعض کلیجے تنہا مے میٹھے ہیں بعض  
پسینے پسینے اور بعض حسن و جمال کی تعریفیں کرتے ہیں بعض کا قول ہو کہ حقیقت میں یہ  
بتانے میں کامل و اکمل ہو اور بعض کہتے ہیں کہ سن بھی تو کم ہو صورت زیبائے تو دیکھو حقیقت  
میں عارض انور ہیں کہ ماہ آسمان کمال ابرو و خنجر بڑان ہیں یہی قتل عشاق کے سامان  
ہیں زلف و راز طراح خطا و خنق ابھار سینے کا دیکھ کر سنانین دل کے پار ہوتی ہیں  
جانبین اشارہ ہوتی ہیں سوز و فانی قد صنوبر گلزار یا کلاک قدرت اسکی اداؤں کی مثال  
نہیں دے سکتے خوش جمال ماہ آسمان کمال ابرو و ہلال ان تعریفوں پر گانے والی  
میان مقہور سے اشارے کر رہی ہو اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر بتاتی ہو نتیجہ وصل آنکھوں  
دکھاتی ہو آخر اگر سامنے مقہور کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی اہالی محفل ناز و کرشمہ  
گائے کا دیکھ رہے ہیں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ یہ گائے مقہور پر جان دیتی ہو دیکھو  
زیادہ تر مقہور ہی کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہو پہلے اسی طرف گاتی ہوئی پہنچی  
اور کسی کی جانب نہیں آئی مقہور نے جو گائے کو اپنے قریب دیکھا سمجھا کہ یہ مجھے لگا کر گاتی  
ہو دونوں ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشہ انجام پی گیا اب شیرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے  
عرصے میں ساری محفل کو شراب پلائی مقہور بیٹھے بیٹھے گھبرا پکار کر آواز دیتا ہو کہ یا  
خداوند آئیے رنگارنگ بھی خاموش بیٹھی ہو مگر جمال نجم دیکھ رہی ہو پہلو میں کنیز



کہ عقاب چار و جمود متا ہوا آتا ہوا آنکھیں سرخ و ہین سے چکاڑتا ہوا کہ کیوں کلنگ ابلق سوار تو نے غضب کیا کہ ملکہ عالم کو ناراض کیا ملکہ نے تیرا سر مانگا ہوا اب بہتر اسی میں ہو کہ سر جھکا کر بیٹھ میں تجھے قتل کروں ورنہ قیامت برپا کرونگا اگر اسکے خلافت کر گئی تو لشکر کو پامال کرونگا کلنگ ابلق سوار نے دیکھا کہ عقاب بہت ہو رہا ہوا اور نام میگوئے زبان پر بیقرار ہو کر چلاتا ہو کہ اوشہنشاہ خوبی و اویسرو باغ محبوبی و اویملکہ میگوئے گلگون پوش تیری یاد نے بیقرار کیا ہو جلد جھکو اپنے پاں بکلا اپنی صورت زیبا دکھا نظم

اقرار نبوت میں ہوا قرار خدا کا  
وہ تو مہ کنعان ہو خریدار ہوا عالم  
معدوم تھے کونین یہ و بھائی تھے جو  
اعجاز سے برہان آئی ہو محمد  
دونوں کی زیارت جیسے ہو جائے میر  
ان دونوں کو بس ایک کہو ایک ہو جان  
ہم نرم آئی ہو اگر احمد مختار  
ہیں احمد و حیدر کے وہ منکر تو عجیب کیا  
اگر برکرم احمد مختار ہی لاریب  
کرتے نہیں یاد احمد و حیدر کو جو اکبار  
دل میں یو ہیں سب احمد و حیدر کو مقرب  
معتشوق ہیں پر عاشق اللہ محمد  
مختارین کے گائی ناسخ کہ بچا لو

انکار امامت میں ہوا انکار خدا کا  
ہو گرم ابد تک یو ہیں بازار خدا کا  
پہلے ہوا نزل سے کہیں اقرار خدا کا  
تلوار سے حیدر ہو مددگار خدا کا  
ہرگز نہ ہو پھر طالب ویدار خدا کا  
لازم ہو موجد ہو طلبگار خدا کا  
ہم نام ہو احیاء رکرا خدا کا  
کرتے نہیں جو قلب سے اقرار خدا کا  
بیشک ہو علی برق شرر بار خدا کا  
کیوں نام لیا کرتے ہو سو بار خدا کا  
جس طرح کسی کو نہیں انکار خدا کا  
بندہ ہو علی پر ہو خریدار خدا کا  
یا احمد و حیدر ہو ن گنگار خدا کا

کلنگ ابلق سوار نے اہل فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو اسے گرفتار کر لو مگر  
عقاب ساحر زبردست ہو تلوار کھینچ کر فوج پر گرا جو سامنے آیا اسے قتل کیا سنی ہو  
ماش کے دانے پھینک رہا ہوا تھ چکاتا ہو برق گرانا ہو سیکڑوں کے سر اڑ جاتے ہیں



یہی حال ہو کہ ایک ایک پائون ہزار ہزار من کا ہو گیا پنجم نے کہا کہ کوئی ساحر آیا ہو اُسے یہ شعبہ اپنا پھیلایا ہو یہ کھکے جھولی پر ہاتھ ڈالا چنڈا ٹاٹر جو نخل پر بیٹھے تھے اُس پر پنجم نے جو سحر کرنے کا ارادہ کیا ٹاٹر چائون چائون کرنے لگے پنجم نے ایک ٹاٹر پر گولہ مارا وہ ٹاٹر زمین پر گرا غلطکین مار کر ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا اُسے پنجم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا پنجم نے کہا تو کس کے ساتھ آیا ہو اُس ساحر نے کہا یہ من نے بعد قتل مقہور جادو کے حکاک جادو کو بھیجا ہو اُسے جو آ کے دیکھا کہ تم لوگ جاتے ہو سحر کیا ہم چند ساحر و نگو ٹاٹر بنا کر اس نخل پر چھوڑا آپ جا کر پہاڑ پر بیٹھا ہو پنجم نے اُس ساحر کو نخل سے باز نہ دیا آپ طرف پہاڑ کے چلا حکاک نے جو بالائے کوہ سے دیکھا کہ پنجم اس طرف آتا ہو ایک دشتک دی کہ پہلو سے صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

ایجنون و صبیان رُخ زلف گرہ گیرین ہی  
لاکھ نعمون سے زیاد اپنے قلم کی ہو صریر  
عرق آلودہ نہین ابرو سے خمدار ترے  
حسن کی لاف نہی کرتے ہیں وہ چاٹ کے کھا  
محو نظر وہ جانان نہین کچھ داغ جنون  
کیا ہی شیرین ہو دلا عالم پیری کا کلام  
نہین مقراضن میں ہر گز مرے داغوں کا گھڑ  
غم نہین سحر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ  
بار رسول عربی جلد کر و میری مدد  
گر بُری ہو مری قسمت تو بھلی ہو جاوے  
تن و احد ہون میں اوی میرے خداے و ہر  
مٹ گئے میرے گنہ عفو ہوے میرے گناہ  
لطف مرنے کا یہی ہو کہ ملے باغ بہشت  
تو ہی دے دونوں کو ہو کون بھلا تیرے خوا

شعلہ طور مرے نالہ زنجیر میں ہی  
کب یہ آواز خوش آئند مزاسیر میں ہی  
شکل گوہر کی یہ ہر جو ہر شمشیر میں ہی  
کیا بھلا حسن قبول اسقدر اکسیر میں ہی  
چشم بینا ہو جو حلقہ مری زنجیر میں ہی  
ایسی کاہیکو حلاوت شکر و شیر میں ہی  
شعلہ شمع یہ جو آرح کی گلگیر میں ہی  
برق اسیدو اسطے بیان نالہ شگیر میں ہی  
ور نہ آخر یہ غلام آپ کی تاحیر میں ہی  
دخل کل آپ کو تو دفتر تفتہ پیر میں ہی  
رات دن لشکر اعدا مری تدبیر میں ہی  
چھپتے ہی تیر و عاتود دوتا شیر میں ہی  
اور جینے کا مزہ نسخہ اکسیر میں ہی  
نہ وہ تفرہ پیر میں ہو اور نہ وہ تحریر میں ہی



اوھر کہاں جاتی ہوشمنشاہ ابھی بارگاہ میں گئے ہیں میگونہ نے کچھ جواب نہ دیا  
 جھپٹ کر طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے آواز دی او میگونہ اس طرف نہ جاؤ  
 وہاں طلسم کشا بیٹھا ہو تمکو آزار پہونچیکا میگونہ نے کہا او فاحشہ کیا بکتی ہو میں اپنے  
 آقا کی قدمبوسی کو جاتی ہوں کلنگ ابلق سوار اپنے مقام سے اٹھی اور چاہا کہ  
 جھپٹ کر اسکو روکوں مگر میگونہ جھپٹ کر قریب طلسم کشا کے پہونچی آتے ہی فوراً  
 لوح طلسمی گلے میں ڈال دی پھر لوح محفوظ کو جھولی سے نکالا کہا او شہریار اسکو پہن  
 لیجیے لونڈی کو آپ نہیں پہچانتے کہ یہ کنیز قدیم ہمدت سے میں حضور کی یاد میں  
 تھی خوش مزاج سے شاید کسی مقام پر ملاقات ہوئی ہو نام خوش مزاج کا  
 جو میگونہ نے لیا نور الدہر سہنس پڑے فرمایا او شائہرا دی والا قدر وہ ہمارا  
 دوست صادق محب واثق ہو اسکا گرفتار ہونا ہمارے دل پر داغ ہو پھر شائہرا وہ  
 خاموش ہو رہا میگونہ نے عرض کی میں اسی جوان کی عاشق زار ہوں اسی کے  
 جوش عشق میں جو بن پڑا وہ کیا شکر ہو کہ آپ تک پہونچ گئی نور الدہر نے جو  
 دونوں تختیاں پہنکر ارادہ کیا کہ اٹھوں سب قید ٹوٹ کر گری یقین کامل تھا  
 کہ لوح مل چکی ہو قید جسم سے دور ہوئی چند باتیں میگونہ نور الدہر سے کرنے  
 پائی تھی کہ کلنگ ابلق سوار مع پچاس ہزار ساحرون کے آپڑی چہار طرف سے  
 ساحرون نے نور الدہر کو گھیر لیا ہر طرف سے سحر پڑنے لگا جس نے سحر کیا میگونہ نے  
 بڑھکر روک لیا کہا او شہریار لڑتے ہوئے اپنے کوتاہہ دار الامارہ شاہی پہونچا  
 غلام آپ کا وہاں مقید ہو چاکر اسکو رہا کیجیے نور الدہر لڑتے ہوئے طرف دارالامارہ  
 شاہی کے چلے کل فوج روک رہی ہو ہر ایک کا قول ہو کہ کیوں صاحبو میگونہ کو  
 کیوں محبت ہوئی بعض کہتے ہیں اسی کے عشق میں میگونہ نے یہ کار نمایاں کیا  
 جادوگر جو بہت سے مارے گئے مرنے کی انکے آواز کان میں بھمن شعبدہ باز  
 کے پہونچی اُسے گھبرا کر کہا یار وہ کیا معرکہ ہوا بھی جا کر عقاب کو مار چکا ہوں بلکہ  
 دس ہزار جادوگر اس کے سبب سے مار گئے ابھی میں نے اطمینان پایا ہو جلد خبر لاؤں



بے اختیار ہو کر پکارا استحقاق اور بکار ساز و اموالک بے نیاز تیری صفت کیا کروں <sup>نظم</sup>  
 خداست واحد و یکتا و بے مثال و وحید  
 خداست حامی و مشکک شاور احتیاجش  
 خدا بروح عطا کرد طاقت روحی  
 خدا به پیشہ کم زور زور می بخشد  
 خدا به بند کونا و ارسطانت بخشد  
 خداست حافظ و ناصر به صورت و معنی  
 تفضلات اتی به خاص و عام رسد  
 غلام بارگه ذات کبریا ساید  
 خدا به خانه و دوران بر و زو شب کردت  
 اگر تو بنده خلاق کسب یا هستی  
 غلام بارگه شاه دین و دنیا شو  
 بود همیشه گنگا رود و جهان هند می

خداست ذات احد لا شریک و لا ثانی  
 بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی  
 خدا بجسم عطا کرد زور و جسمانی  
 و بد به مور خدا پایہ سلیمانی  
 کند بخاک عنایت کمال انسانی  
 خدا به ظاہر و باطن کند نگهبانی  
 رسد به خلق بد و نیک فیض رحمانی  
 جبین صدق و ارادت به باب سبحانی  
 ز مهر و ماه منور و شمع نورانی  
 بخاک عجز بنده صبح و شام پیشانی  
 که حق کند به تو بخشش مقام سلطانی  
 اسید و ارعنا یات ذات ربانی

جلا دے چاہا کہ ہاتھ ماروں کہ سامنے سے نجم اختر شناس للکار تا ہوا پیدا ہوا کہ  
 او بیجا خبردار اسکو قتل نہ کرنا اگر قتل کریگا تو مٹا دینگا سراسے معقول و دنگا اس رنگن  
 نے للکارا کہ ای نجم حکاک کو قتل کر کے میرے باغ میں بھی آئے اب میرے ہاتھ  
 سے زندہ نہ بچو گے نجم نے کہا او شقت تیری بھی یہ مجال ہو کہ تو مجھ کو مار سکے یہ کہکچھ نے  
 ایک گولہ آتے ہی جلا دیا پر مارا کہ جلا دے گا سر اڑ گیا شیرنگ نے جو دیکھا کہ ہاتھ پائوں  
 میں طاقت آئی کوو کر ایک نخل کی آڑ میں چھپ گیا رنگن غل مجھے لگی کہ ای نجم بڑا غضب  
 ہوا کہ تو نے اس عیار کو رہا کر دیا میں تجھ کو قتل کرونگی یہ کہکرا ایک آواز دی کہ او  
 ساکنان باغ جلد آؤ اگر نجم کو مار لو کسی نہرا سا گر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوا  
 نجم پر سحر کرنے لگے مگر نجم اختر شناس ان سب کے بیچ میں شیرازہ سحر کر رہا ہو جبہ گولہ  
 مار دیا اسکا سر پھٹ گیا تھوڑے عرصے میں نجم نے ان سب ساحروں کو قتل کیا وہ



در دسرخجکو جو غربت میں ہوا واپس اپنے جائے سے وہیں ہو گئے باہر لاکھوں جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم ناسخ کا	بدلے صندل کے وہیں چرخ سے پتھر آیا گھر سے پوشاک بدل کر جو وہ باہر آیا وہیں صورت مینا تن بے سر آیا
--	--

اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا وہ ساحر قریب آیا ملک نے حکم دیا کہ اپنے کو سامنے بہمن کے  
پہونچا اگر ہو سکے تو اسکا سر کاٹ لایہ سنکر وہ ساحر جھوٹے لگا ہاتھ باندھے کھڑا تھا  
عرض کر رہا تھا کہ اے ملک عالم جو مجھ سے ارشاد ہو وہ بجالاؤن مگر بہمن ساحر زبردست  
ہو میرے سحر کو نہ مانینگا میں اس کے سامنے کیا منٹھ لیکر جاؤن فلاں کمبیدان پہلو میں  
جو بہمن کے کھڑا ہو اگر حکم ہو تو اسکا سر لاؤن میگوئے نے کہا اچھا اسی کا سر لاؤ اس  
ساحر نے دور سے لکارا کہ او کمبیدان بے ایمان سامنے تو آ مجھے تو مقابلہ کر کہ  
ایک سحر میں تیرا خاتمہ کر دینگا کمبیدان نے جو سنا وہیں سے انبیا ب سحر اٹھا یا چاہا  
کہ سحر کروں جس پر میگوئے نے سحر کیا تھا وہ جا پڑا آپس میں تلوار چلی بہمن نے جو  
پلٹ کے دیکھا کہ دو ساحر آپس میں لڑ رہے ہیں جسکو میگوئے نے بھیجا وہ غالب  
آیا بہمن نے جھجھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ برقی چمک کر گرمی ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے  
اس طرح پر جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو مگر بہمن کے سحر کا کوئی روکنے والا نہیں اگر ہاتھ  
نہیں ہلاتا ہو تو آگ برساتا ہو ایک طرف سے کلنگ ابلق سوار سحر کر رہی ہو  
اور پکار کر کہتی ہو کہ اے بہمن جس طرح بنے بی میگوئے کو روکو اور قتل کرو اسے لوح  
محفوظ و لوح طلسمی کیونکر پائی کہ پاس طلسم کشا کے پہونچائی کیا داغ دیا ہوا فسوس  
صدر ارافسوس مگر میگوئے لڑتے لڑتے غرق زمین ہوئی جا کر بارگاہ بہمن میں  
نکلے تخت پر بہمن کے تینہ طلسمی لباس رکھا تھا وہ اٹھا لیا اور پھر اسی طرح سے  
غرق زمین ہوئی کلنگ ابلق سوار پکار پکار کر بہمن شعیبہ باز سے کہ رہی  
کہ تو ساحر کہ نہ ہو نشیب و فراز عالم دیکھے ہیں دو چیزیں جو قیصر میں ہیں انکو غنیمت  
جانو اور انکی حفاظت کرو لوحین تو پاس طلسم کشا کے پہونچ گئیں اس ولیر کا  
لوح سامنا کر رہا تھا ہوا لکھوں کو شکست دے رہا ہو دیکھو کیسا لڑ رہا ہو بہمن نے



اُس نازنین نے پتے پکڑ کے ایک تنانچہ مارا کہا نگوڑ سے میری آبرو لیتا ہو مڑا تے کی جو آواز  
 ہوئی سیما بے یقین رہو گیا گال پہلا کر رہ گیا اُس نازنین کو لیکر چلا آئے ہنسکر کہا اسے  
 نگوڑ سے وہ عیار بھاگ کر قصر میں گیا ہو اُسکو تو گرفتار کر لے ایسا نہ ہو کچھ عیاری کرے  
 سیما بے نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میں تو عیار کی فکر میں ہوں  
 اگر عیار بھی ملجائے تو مہلت ہو قدرت نے یہ کہہ کر مجھکو روانہ کیا تھا کہ عیار و بنجم کو  
 گرفتار کر لانا عیار کا کہیں نشان نہیں ملتا مجھکو بڑی حیرت ہو کہ کیا کروں اُس نازنین  
 نے کہا وہ نگوڑ اچھیر عاشق ہوا تھا میرا بوسہ لیکر بھاگا قصر میں جا کر چھپا ہو سیما بے  
 اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف قصر کے چلا شہزنگ نے جو دیکھا کہ یہ مجھکو بہ محبت دیکھ  
 رہا ہو تھوڑی دور جا کر کہا دیکھ وہ سامنے عیار بیٹھا ہو سیما بے نے کہا مجھکو تو نہیں  
 معلوم ہوتا شہزنگ نے کہا تو اندھا ہو تجھکو کیا معلوم ہو گا آنکھوں کے آگے ناک  
 سو مجھے کیا خاک سیما بے اس ظرافت پر ہنس پڑا کہا صاحب مجھے دکھا دو کہ میں اُسکو  
 گرفتار کروں نازنین نے کہا وہ گوشے میں بیٹھا ہو سیما بے جیسے ہی پلٹا شہزنگ نے  
 حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے بنجم حیران حیران دیکھ رہا ہو ایسا مبہوت ہو کہ کچھ بول  
 نہیں سکتا شہزنگ نے جھٹکا مارا کہ سیما بے اگر کرتڑیا حلقہ ہاے کمند جلا دیے ایک  
 ہاتھ سے شہزنگ کو لیا دوسرے ہاتھ سے بنجم کمر میں بنجم کی دیاد و نون کو لیکر اڑتا ہوا  
 چلا راہ میں شہزنگ بنجم سے اشارے کرتا ہو کہ اے بنجم میری عیاری تو خالی گئی اب تم  
 کوئی سحر کر و بنجم نے جواب دیا اے شہزنگ سحر سب فراموش ہوئے اب مجھے کوئی سحر یاد  
 نہیں میں جان دینے پر آمادہ ہوں سیما بے و نون کو بنجم میں دبائے ہوئے  
 اپنے سحر کے جوش میں طرف سے لشکر طلسم کشا کے چلا نور الدہر صحرائیں شکار کھیل  
 رہے تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی کہ اے شہزادہ زور ملاحظہ فرمائیے بنجم و شہزنگ  
 کو سیما بے گرفتار کیے لیے جاتا ہو نور الدہر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حقیقت میں ایک  
 ساحر زبردست بنجم و شہزنگ کو بنجم میں دبائے لیے جاتا ہو نور الدہر نے کہا کیا فی  
 کا ندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا اس طرح تاک کر سیما بے کو مارا کہ سپہ



ادھر سے میگونہ آنی تھی دیکھا کہ سرسام کھڑا رو رہا ہی پوچھا کہ کیوں اس سرسام  
 کیا صدمہ پہونچا سرسام نے بیقرار ہو کر کہا اے مالکہ کیا حال اپنا بتاؤن وہ ساحرہ قتل  
 ہوئی کہ جسکا مثل نہ تھا بہمن نے قدر نہ کی چاہیے تھا کہ اُسکو چھپا کر رکھتا ہا تھا سے  
 دشمنوں کے بچاتا میگونہ نے باتیں کرتے کرتے سرسام پر سحر کیا چند قطرے پانی کر  
 جو سرسام پر پھینکے وہ بالیلا کر پکارا اٹھا نفل

جو نہیں نفس رسول دوسرا سے واقف ایسے میرحم سے دل بین نے لگایا افسوس جانتے کب ہیں محبت کا طریقہ لبیک حسن کیونکر ہو مرے بت کا پسند انور ہد زلف و لہار میں آنکھوں نے پھنسا یا افسوس خون عشاق ہی ملتے ہیں عوض منہدی کے ساتھ غیروں کے نہیں اب وہ نکلتے گھر سے پھیر لی آنکھ ہمارا دل شدید الیکر کمن اک ایسے حسین پر مراد ل آیا ہو آنکھیں پھر اگئیں اے جان قریب اگئی ہوت کیا کھلے بھید وہاں و کمر حسان کا معرفت جید رصفہ کی ہو واجب اے دل باغ عالم میں نہ پھولے نہ پھلے اے مملوت	میرے نزدیک نہیں ہیں وہ خدا سے واقف کہ ذرا بھی جو نہیں مر و وفا سے واقف کوئی جز میرے نہیں رسم و وفا سے واقف وہ نہیں غمزہ و انداز واداسے واقف دل مرا ہا سے نہ تھا و ام بلا سے واقف آج تک وہ نہ ہوئے رنگ حنا سے واقف ہوتے جاتے ہیں ذرا شرم و حیا سے واقف او دغا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف نہ تو آگاہ و فاسے نہ جفا سے واقف کان میرے نہ ہوئے تیری صدا سے واقف کوئی ہوتا نہیں اسرار خدا سے واقف جو نہ جانے انھیں وہ کیا ہو خدا سے واقف نہ ہوئے ہم کبھی دنیا کی ہوا سے واقف
--	---

میگونہ نے سرسام کو دیوانہ کر کے قتل کیا صدا جو بلند ہوئی کہ افسوس کشتی مرانا من  
 سرسام جاو و بود بہمن گھبرا یا ساتھ والوں سے کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ بھائی  
 صاحب بھی قتل ہوئے میگونہ تو آج شیر بنی ہوئی ہو جسے اس سے مقابلہ کیا وہ مارا  
 گیا یہ اُسکو بڑا خیال ہو کہ طلسم کشا میرا معین و مددگار ہو مگر صاحبو نہ ثابت ہوا کہ لوح  
 طلسمی عقاب جاو و سے کیونکر لی وہ دیوانہ ہو کر آیا کئی نہراہ ساحرون کو قتل کیا آخر



پانٹون پر پڑا کہ توڑ کر تلوے کے پار گزر البقراط کا جو پانٹون زمیں میں ہوا چلا کر بھاگا  
 سکندر ثانی نے للکارا کہ او بھگدڑ سے کہاں جاتا ہو نور الدہر نے دوسرا تیر مار دیا  
 دوسرا پانٹون بھی بقراط کا زمیں میں ہوا دونوں پانٹون سے خون ٹپکتا ہوا چہرہ اُداس  
 عالم یاس لڑکھڑاتا ہوا طرقت نصر ہشت پہل کے بھاگا میدان تمام شانہرا دیان جمع  
 ہیں کہ دیکھا خداوند لنگراتے ہوئے آتے ہیں پکارا تے ہوئے کہ یار دھجکو سب بھالو میں  
 طلسم کشا کے ہاتھ سے زمیں میں ہوا وہ کھان باغی بھی موجود تھا ہاے میں نے کیا کیا  
 کہ سکندر ثانی کو قتل نہ کیا دشمن سخت ہو اسی نے مجھے روکا شانہرا دیون نے دوڑ کر  
 بقراط کو گود میں لیا لا کر تخت پر بٹھایا رہنقا بھی آکر بیٹھے سب نے حال پوچھا بقراط  
 نے حال بیان کیا کہ آج کئی ساحر مارے گئے حکاک و مقہور قتل ہوئے میں  
 انکی مدد کو گیا تھا چاہتا تھا بچم اختر شناس کو لے آؤں کہ سکندر سردار ہوا  
 خوب سحر چلے مگر طلسم کشا نے ایسا تیر مارا کہ پانٹون قدرت کا زمیں میں ہوا اُدھر تو  
 رفیقون سے یہ باتیں ہو رہی ہیں اُدھر قطرات خون جو پانٹون سے بقراط کے  
 گرے تھے اُسکے طائرینے ہونے چھارین اڑتے پھرتے تھے انہر ایک نخل پر سب  
 آکر جمع ہونے لگے چھکارین مارنے تھے البتین صدائیں دیتے تھے کہ آؤ بھائیو  
 خون میں خون ملا اب چل کر لشکر طلسم کشا سے اس خون کا عوض لین یہ راے  
 کر کے سب چپکا رہے مار مار کر اڑے آکر لشکر نور الدہر پر سایہ ڈالا سارا لشکر  
 جمع ہونے لگا قضاے کار ملکہ شعلہ جوالہ بیرون لشکر کھڑی تھی اس نے جو یہ معرکہ  
 دیکھا سمجھ گئی کہ یہ سحر بقراط کا ہو نہ راکشکریان زمین سے اٹھا کر کچھ اسم عر پر مگر  
 کینج مارین کہ سب طائر جل کر خاک ہوئے اہل لشکر ہوشیار ہو ہو کر اپنے اپنے مقام  
 پر بیٹھے طائر وں کا جلنا کہ بقراط نے شور مچایا رفیقون سے کہا یارو میں جلا  
 جاتا ہوں شانہرا دیون نے جو یہ حالت دیکھی دوڑ کر شراب لائیں لا کر بقراط  
 کو پلائی جب شراب خلق سے اُڑی تو تسکین ہوئی سامنے شانہرا دیون نے  
 بیٹھ کر بقراط کو بہلانا شروع کیا کوئی پشت پر ہاتھ رکھتی ہوئی تلوے سے سہلاتی ہو



بیان کیا میں نے لوح لیکر عقاب کو اُدھر روانہ کیا میں کنارے کنارے آئی جب  
 عقاب مارا جا چکا ہو تب میں نے اپنے کو ظاہر کیا بی کلنگ روکتی تھیں ہر مرتبہ  
 یہی قول تھا کہ آگے نہ بڑھنا وہ ملعونہ بھی واصل جہنم ہوئی بڑا پروہدگار نے فضل کیا  
 کہ تحفہ جات ملگئے نور الدہر نے میگو نہ کی تعریفیں کیں فرمایا اہو میگو نہ جلسہ آرتہ  
 کرو کسی گائن کو بلاؤ ناچ رنگ کی تیاری کرو تحفہ جات ملنے کی خوشی کرو میگو نہ نے  
 اسبوقت ہر کارے دوڑا دیے کہ جا کر کسی طائفے سے آج شب کے مجھے کا وعدہ لو  
 ہر کارے گئے اتفاقاً قلعے سے تھوڑے فاصلے پر ایک ڈیرہ رنڈی کا اتر اہو تھا کہ  
 ہر کاروں نے جا کر کہا کہ آج شب کو ہمارے آقاے نامدار کے یہاں آپ کا مہر اہو ناگہ  
 پڑی سو رہی تھی اُسے جو غفلت میں مجھے کا نام سنا اٹھ بیٹھی کہا آئیے تشریف لائیے  
 ہر کاروں نے جواب دیا کہ ہم کو ابھی سامان جلسہ مہیا کرنا ہوتا ہے روپیہ کچھ پڑی کا موجود ہے  
 ناگہ نے خوشی خوشی روپیہ لے لیا ہر کاروں نے کہا آپ کی صاحبزادی کا نام کیا ہوتا ناگہ  
 نے کہا شہنا سے خوش آواز اسکا نام ہے ایسا گائیگی کہ جلسہ بھر جمعہ منے لگے گا ہر کارے روپیہ  
 دیکر واپس آئے یہاں میگو نہ وغیرہ انتظام میں مصروف ہیں تمام درو دیوار ہاے  
 قلعہ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرایا جب آفتاب عالم تاب جانب مغرب گیا اور لیلی  
 شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی چار طرف روشنی ہونے لگی تمام شیشہ آلات وغیرہ  
 شمع ہاے مومی و کافوری سے روشن ہوئے قلعے بھر میں روشنی ہوئی نور الدہر  
 وغیرہ بیٹھے ہیں کہ ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ حضور شہنا سے خوش آواز در قلعہ پر  
 حاضر ہو مہر کرنے آئی ہو نور الدہر نے فرمایا بلا لو رنڈی آئی محفل میں آکر اول نور الدہر  
 کو سلام کیا میگو نہ نے کہا بی شہنا بیٹھ جاؤ رنڈی بیٹھ گئی ایک جانب ناگہ جی آ کے  
 بیٹھیں نور الدہر نے فرمایا گانے کا چرچا ہو سنا ندون نے جو سنا ساز ملا ناشرع  
 کیے رنڈی نے پوشاک جسم پر آراستہ کی داہنے بائیں گندھار سارنگ ساز  
 و اسرار ستار بانا کر کھڑے ہوئے اول شہنا سے خوش آواز نے کھڑے ہوئے  
 گت ناچنا شروع کی تھوڑی دیر تک گت ناچی پھر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم



بنجم اختر شناس و شیرنگ کو ساتھ لیکر بارگاہ بین اگر بیٹھے سکندر نے عرض کی کل حضور  
 تکلیف فرمائیں براے طلسم کشائی جائیں نور الدہر نے قبول کیا مگر نہ رنگار نے  
 بہمن شعبہ بانہ کی بڑی خاطر کی ہونا چکانا ہو رہا ہو جام ارغوانی گردش بین صدرا  
 ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو کہ اول مقہور کا لاشہ آیا بعد تھوڑی دیر کے بیرون  
 نے لاشہ حکاک پہونچا یا حکاک کا لاشہ دیکھ کر نہ رنگار نے نہ انوپر ہاتھ مارا کہا کہ  
 یار و بڑا ساحر مارا گیا بڑے لطف سے جا کر اُسے مقابلہ کیا تھا کہ پھر رونے کی صدا بلند  
 ہوئی لاشہ سیما ب سیمن آکر پہونچا سیما ب کا نوکشتہ ہونا بڑا غضب تھا نہ رنگار جادو  
 رونے لگی کہا یار و خیر خواہ سلطنت مٹ گیا ایسا خیر خواہ جادوگر کوئی نہیں ہو مگر میں حیران  
 ہوں کہ سیما ب کو کسے کشتہ کیا سواے طلسم کشا کے اور کسی سے نہ وہ دیتا ساحرون  
 نے عرض کی حضور سکندر ثانی کیا کم ہو بادشاہ سابق طلسم اور ساحر زبردست لیکن  
 طلسم کشا کے ہونے سے ان لوگوں کے دل مضبوط ہیں آج قدرت نہ خفی ہو کر گئے قصر ہشت پہل  
 میں ہونگے شاہرا دیان علاج میں مصروف ہونگی یہ ذکر تھا کہ چو بدار نے بڑھکر عرض کی  
 کہ نامہ وار طرے سے قدرت کے آیا ہو در دولت پر حاضر ہوا امیدوار بار یابی کا ہی  
 نہ رنگار نے سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا قاصد کو خلعت دیا کہا جا کر قدرت سے عرض  
 کرنا کیا مجال طلسم کشا کی کہ ہماری زندگی میں تا بہ قصر ہشت پہل پہونچے ہزار طرح سے  
 روکونگی و ہانتک نہ جانے ونگی قنطور نے کہا اگر حکم ہو تو میں لشکر طلسم کشا کو دیکھتا  
 ہوا جاؤں نہ رنگار نے کہا بھائی کئی جادوگر روانہ کر چکی ہوں تم اس طرف نہ جاؤ  
 قنطور نے کہا میں جا کر سکندر ثانی کی فکر کرتا ہوں اگر لے آیا تو بہتر ہو ورنہ چلا جاؤنگا  
 نہ رنگار نے کہا اختیار ہو قنطور اٹھتا ہوا چلا یہاں شام کو نور الدہر نے دریافت  
 کیا تو معلوم ہوا کہ سکندر ثانی کا طلائے گشت ہو فرمایا کہ ہم طلاے پر جائیں گے سکندر  
 کو معلوم ہوا کہ بموجب حساب کے میرا دن پڑتا ہو آقا سے نادر میری تکلیف نہیں  
 گور کرتے تاج آتا کر قدموں پر رکھ دیا رفقا سے کہا طلاے کی تیاری کرو اور کہا  
 حضور غلام اس خدمت کو سعادت جانتا ہوا ہل لشکر کی خدمت سے زیادہ کون سی



تیز پر برائے خبر گئے نور الدہر اپنی بارگاہ میں آئے لیکن بہمن شعبدرہ باز جو بھاگا  
تختا قلعہ زرنگار پر آیا زرنگار جاو و کو جو خبر ہوئی قلعے سے نکل آئی بہمن کا استقبال  
کیا اپنے قلعے میں لائی بہمن کو تخت پر بٹھایا سب حال پوچھا کہ کیوں تشریف لائے کا  
اتفاق ہوا بہمن نے رور و کر سب حال بیان کیا کہا اوزر زرنگار میں کسی سحر میں  
عاجز نہیں ہوں مگر پاس طلسم کشا کے وہ تختہ جات موجود ہیں کہ جن پر کوئی نگاہ نہیں  
ڈال سکتا اگرچہ کلنگ ابلق سوار نے وہ شعبدرہ کیا کہ کل تختہ جات لے آئی تھی  
سب میرے قبضے میں تھے مگر لوح طلسمی و لوح محفوظ کی یہ صلاح ہوئی کہ اسکو دریا  
میں پھنکوا دین عقاب جاو و لیکر گیا مینگونہ نے جا کر عقاب کو دیوانہ کیا اور  
تختیان لے لیں عقاب نے آکر کئی نہر اسحر و ن کو قتل کیا آخر میرے ہاتھ سے  
مارا گیا اسکو مار کر وہ سخت جنگ پڑی کہ ہمارے پانوں اٹھ گئے بھاگے مینگونہ کو  
وہ کدو کاوش تھی کہ کل تختہ جات وغیرہ طلسم کشا کو پہونچائے قید سے رہا کیا بعد  
اسکے خوش مزاج اپنے عاشق کو رہا کر لیا کلنگ ابلق سوار کو طلسم کشا کے  
ہاتھ سے قتل کرایا اور ملکہ عالم اب میں بہ امید کفالت تمھارے پاس آیا ہوں کہ تم  
اس وقت میں میری مدد کرو نہ زرنگار نے کہا وہ حال کروں کہ طلسم کشا اپنی جان  
سے عاجز ہو جائے تمھارا تشریف لانا میرے واسطے باعث شرف ہوا یہ کہلے  
آواز دی بار و تم لوگوں نے سنا کہ طلسم کشا آتا ہو سب کو اپنی جان کی پڑے گی کوئی  
تم میں سے ایسا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاوے یا آوارہ کرے کہ وہ اپنی  
جان سے بیزار ہو یہ شکر ایک ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست سے  
بمقامور جاو و بقتل و غضب اپنے مقام سے نام خداوند لیکر اٹھا کما اور پشت و پناہ  
ساحران جا کر رہا تہ بند کروں طلسم کشا کا سامنا نہ ہوا اور مہموت ہو جاوے  
دھڑا ہوا آپ کے پاس آئے آپ گرفتار کر لیں ایسے ایسے غرور کر کے مقہور فکرین  
طلسم کشا کی چلا میمان نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ میں داخل ہیں اور کل  
شکر بھی اسی مقام پر آگیا ہو نجم اختر شناس شانہراوے سے کہکریوں بارگاہ کلاہ



بنجم اختر شناس کے آیا بنجم نے تھوڑی خاک ارادی خاک جو ارادی اس غبار سے وہ  
بہت بقیار ہو کر چلائے لگانظم

<p>مہین بھاتی ہو سیر باغ چھوٹا ہوں جو اس گل سے کہا میرا نہ مانا دل نے آخر پھنس گیا جا کر جو بیدادی سے تو نے پھول توڑے سائے لگے محبت میں نظر پڑتی ہو جب دل پر تو کہتا ہوں تمہارے عارض گل رنگ پر ہوں اس طرح عشق محبت میں جو اس گل کی ہو ہے ہر رنگ کے مدد جو وہ ساتی موش بعد مدت میرے گھر آیا اسی سے میں کسی کو بعد مردن بھی نہ یاد آیا حسینوں میں مرا عشوق ہر نازک داغ لپا</p>	<p>کہیں بیتابی دل بڑھ گئی ہو میری بلب سے بہت دشوار ہو اب چھوٹا اس بت کی کاکل سے عوض اشکو نیکے گلچین خون پکا چشم بلب سے خدا تجھ کو بچائے یار کی افق کاکل سے کسی بلب کو ہوتا ہو عشق جس طرح گل سے کلیجہ منہ کو آتا ہو مرا فریا و بلب سے صدائی مبارکباد کی شیشے کی قفل سے مجھے کشتہ کیا تھا یار نے تیغ تغافل سے کہ سطوت و روم ہوتا ہو جسکو نکلت گل سے</p>
--	---

قنتور یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے بنجم کے آیا بنجم نے پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا اے برادر  
کس ارادے سے آئے تھے اسنے کہا میں براے گرفتاری سکندر ثانی آیا تھا  
بنجم نے ایک سحر کیا کہ ایک نازنین مہنتی ہوئی سامنے آئی اسکو دیکھ کر قنتور نے زیادہ  
بقیار ہوا بنجم نے کہا اے قنتور ہم اسکو دھن بناتے ہیں تم زرنکار کا سر لاؤ قنتور  
بہت خوب کمر بھاگایا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قلعہ زرنکار کے چلا نظم

<p>خون دل اپنا پیا کرتے ہیں اپنی بلب کے تجسس میں سدا عطر ملنے کے بہانے ہم تو شمع و سیکڑوں اب گرد ترے خاک کو چے کی ترے لیکے منہ بہ خدا کام بتوں کا ہو یہی یا دین لالہ رخون کی اکشر</p>	<p>ور و فرقت کو سہا کرتے ہیں قیس بن یسکے پھر کرتے ہیں کف افسوس ملا کرتے ہیں مثل پروانہ پھر کرتے ہیں اپنے ہم منہ پہ ملا کرتے ہیں نفتے ہر روز زریا کرتے ہیں زخم دل داغ بنا کرتے ہیں</p>
---	---



ہاتھ میں گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے  
نامہ یار کے مضمون میں اندر بر مجھ کو  
کوے قاتل سے نکلیجاؤں نہ مدفن کیسے  
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری میں مجھے  
بے شراب آپن کیا کرتے ہیں ہم اوساقتی  
فصل گل میں نہ گل داغ جنون تک بھی کھیلے  
ایجنون خواب میں محبوب ہو لازم ہو لحاظ  
ہوں وہ دیوانہ کہ اسی جان تمنا ہو مجھے  
وہی عاشق ہو جو عالم کو مرقع سمجھے  
ہاتھ میں نامہ محبوب جو لے آقا صد  
شعلہ روستے جو کہا میں نے سیر و ہویب  
سُنکے کیا اُسے شرارت سے دیا گرم جواب  
تیرے ابرو نہیں محراب حرم ہیں قاتل  
ظلم کر کے وہ بے رحم بھی کہتا ہو  
التجا ہو یہی اللہ سے ہر دم ناسخ

ق

پانوں میں تو پڑی آہنی زنجیر رہے  
جس طرح یاد کوئی نسخہ اکسیر رہے  
بعد مردن بھی مرے پانوں میں زنجیر رہے  
کیون نہ مشہور زمانے میں وہ بے پیر رہے  
نفرہ زن جیسے کوئی کودک بے شیر رہے  
لب غنچہ سے ہم اس باغ میں دلگیر رہے  
پاہ زنجیر مرانا زنجیر رہے  
ہاتھ میں زلف رہے پانوں میں زنجیر رہے  
ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے  
بد بیضا کی ترے آگے نہ تنویر رہے  
تیری محفل میں نہ وہ کافر بے پیر رہے  
شمع کے پاس نہ کیون بزم میں گل گیر رہے  
کیون نہ خم آٹھ پہ صورت شمشیر رہے  
اب نہ عشاق کہیں صاحب تاثیر رہے  
جان جتیک کہ رہے ماتم شیعیر رہے

مقبور نے گانا سنکر آواز دی کہ حقیقت میں اویلمکہ عالم تمھاری گائین خوب گاتی  
ہیں باعث گانے کی رونق کا یہ ہوا کہ شہر نگ بن عمرو جو تلاش میں چلا تھا آکے  
گائون میں شریک ہوا ایسی تائین لگائیں کہ سب اہل محفل خوش ہو گئے مگر ملک  
رنگارنگ نے جب دیکھا کہ مقبور خوش بیٹھا ہوا اور ایک گائون ہر مرتبہ چپک چپک  
کے سامنے آتی ہو رنگارنگ سے کہتی ہو کہ شراب کا چرچا کیجیے رنگارنگ حیران  
ہو کہ اس گائون کو کیا فکر ہو کہ شراب خواہی کی کوشش کر رہی ہو آخر رنگارنگ نے  
اشارہ کیا کہ او گائون تو ہی جا کر شراب لاشہر نگ دوڑ کر بیچانے میں پہونچا شراب  
کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل میں لایا رنگارنگ سے کہتا ہوں



منع کیا تھا کنیز نے بھولے سے اسی پھول کو اٹھا یا جیسے ہی وہ پھول اٹھا یا فتنہ ربا کل خاموش ہوا کہا اے نازنین یہ پھول میرے ہاتھ میں دیدے کنیز نے کچھ خیال نہ کیا پھول ہاتھ میں فتنہ ر کے دیدیا پھول لیتے ہی ہاتھ میں وہ قید جسم سے کٹ کر گرمی فتنہ ر نے اٹھ کر کنیز کو ایک تھانچہ مارا کہ کنیز گر کر بیہوش ہوئی فتنہ ر اسی جوش و خروش میں باہر نکلا اب زرنکار جادو یاد آئی انسو سے لگا کہ ہاے معشوق سے وعدہ کر کے آیا تھا بہت عرصہ ہو گیا یہ سوچ کر اڑا راہ میں قلعہ بہلول جادو واقع ہو بھائی اسکا ملول جادو اس پر لشکر کشی کر کے آیا ہر دونوں لشکر میدان کارزار میں جھے ہیں ملول نے للکارا ایک ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست لشکر بہلول سے نکلا میدان میں آکر آواز دی اے ملول مجھ کو تیرے بھائی نے افسر لشکر کیا ہوا افسر ساحر ان میرا لقب ہے شبتاب تیرہ و تار میرا نام ہے زبرد و زہیر میری ترقی ہوتی ہے اقبال چمکتا جاتا ہے ہزاروں کو میں نے اندھیری گور میں سلا دیا جس نے تیرے بھائی سے مقابلے کا ارادہ کیا اسکو میں نے روانہ ملک عدم کیا اب تو لشکر کشی کر کے آیا ہوا اول مجھے مقابلہ کر ملول نے جو یہ کلمات تکبر کے زبان شبتاب سے سنے ملول و حزین ہو کر جھپٹا جاتے ہی نیزے کا وار کیا شبتاب نے چمک کر نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ملول نے فوراً جھٹکا دیکر نیزہ شبتاب کا توڑ ڈالا شبتاب نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا نکلا لکڑیا تھا مارا ملول نے کلائی پکڑ کر تلوار کو چھین لیا اور ایک ہاتھ مارا کہ شبتاب کے دو ٹکڑے ہوئے اور آواز دی کہ او شبتاب تیری چمک جاتی رہی بہلول نے جو دیکھا کہ اتنا بڑا افسر لشکر مارا گیا ساحر و ن سے کہنے لگا کہ یا رب اب میرے لشکر میں اندھیرا ہو گیا شبتاب کے دم سے روشنی تھی اب جسکے مزاج میں آئے وہ جا کر مقابلہ کرے مگر کوئی ملول سے سربر نہ ہو گا اب جب ملول للکارتا ہوا بہلول ایک ساحر کو بھیج دیتا ہوا وہ ملول کے ہاتھ سے مارا جاتا ہوا صد ہا ساحر مار ڈالے لاشے ساحر و ن کے میدان میں پھڑک رہے ہیں ملول نعرے کر رہا ہے کہ یکا یک آسمان سے نعرہ ساحر کی آواز آئی ملول نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک



بیٹھی ہو اُس سے باتیں کر رہی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسا طر حدار جوان اس بلا میں مبتلا ہو  
 کنیز بول اٹھی کہ دیکھیے خداوند آتے ہیں رنگارنگ اپنے مقام سے اٹھی مقہور نے  
 چکار کر پوچھا کیوں ملکہ عالم کہاں چلین رنگارنگ نے اشارے سے کہا خاموش  
 رہو قدرت آتے ہیں وہ دیکھو ہوا پر تھرا رہے ہیں مقہور بھی جھومتا ہوا اٹھا مگر  
 مقہور و رنگارنگ دونوں گر کر بیہوش ہوئے کنیزین لینا لینا کہراٹھیں جو اٹھی  
 وہ گر کر بیہوش ہوئی شبرنگ نے نجم کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی نجم رہا ہوا ہو  
 کہ اس نے ہاتھ چمکایا ایک برقی تڑپ کر گری کئی کنیزوں کے سر اڑ گئے شبرنگ نے کہا  
 ای نجم مقہور تو دشمن ہو مگر رنگارنگ تمھاری دوستی کا دم بھرتی ہو نجم نے کہا مجھ کو  
 بھی خیال ہو کہ مقہور سے میری رہائی کی بابت تکرار کی تھی انشاء اللہ یہ مطیع اسلام  
 ہوگی یہ لکے رنگارنگ کو ہوشیار کیا رنگارنگ کی جو آنکھ کھلی مقہور کو بیہوش  
 پایا کہا اے کاہن زبردست یہ کیا باعث ہوا کہ اس کو بیہوش کیا نجم نے کہا جبکہ کہ تم  
 گان سبھی ہو یہ ہمارے منتر والا گھر ہیں اگر تم کو جسے محبت ہو تو مقہور کو قتل کر کے  
 ہمارے ساتھ چلو اے ملکہ عالم اب طلسم کا خاتمہ ہو بہمن بھی اب اسی معرکے میں قتل  
 ہو گا و چار روز اور جی چاہے بلوہ کر لے طلسم کشا تشریف لاتے ہیں رنگارنگ  
 نے کہا میں جان و مال سے حاضر ہوں ای نجم میں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ  
 فرما رہے ہیں ای رنگارنگ طلسم کشا کی اطاعت کر میں نے پوچھا کس جیلے سے  
 جاؤں ارشاد ہوا تھا کہ کل تجھ پر ظاہر ہو جا یگا اسکا اظہار ہوا یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا کہ  
 برقی گری مقہور کے دو ٹکڑے ہوئے اپنی کنیزوں کو ہوشیار کر کے ساتھ لیا نجم  
 و کنیزین و رنگارنگ جاو و باغ کو چھوڑ کر اسی طرح ساتھ چلے مگر شبرنگ جلدی  
 کر رہا ہو کہ ای نجم جلد نکل چلو رنگارنگ کہتی ہو مترو صاحب نہ گھبراؤ یہ سب مہر امیری  
 علداری کے ہیں یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے نیچے پہنچی تھی کہ چند طاہر اُس درخت پر  
 بیٹھے تھے زفیل مار کر اڑے اُن جاو و رن کے اڑتے ہی کنیزین غل مچانے لگیں  
 کہ داری ہمارا پاتوں نہیں اٹھتا رنگارنگ نے کہا اے کاہن نجم اختر شناس میرا جی



زنجیرین ہلانے لگا چاہتا ہوا اپنے کو قید سے نکالوں ملول طرٹ لشکر بہاول کے آیا  
 بہاول نے آواز دی اے اور کیا اب میری فکر میں آئے ہو تھنے بڑا غضب کیا کہ میرے  
 افسر نامی و گرامی کو مارا اسار لشکر ایک افسر کے مرنے سے برباد ہوا ملول نے جو  
 یہ کلمات حسرت آمیز سنے ترس آگیا کہنے لگا اے برا اور والا اگر میرا لشکر بھی آپ ہی کا  
 لشکر ہو میں خطا وار ہوں جو چاہے سزا دیجیے غرض یہ باتیں ہو کر ملول اور بہاول میں  
 مصالحہ ہو گیا دونوں بھائی آکر بیٹھے آپس میں صلاح ہوئی کہ سحر کر کے دریافت تو کرو  
 کہ یہ ساحر کون ہو جسکو بچنے گرفتار کیا اور کسکا فرستادہ ہو کہاں جاتا تھا و و نون نے  
 ملکر سحر کیا قشتور کو بارگاہ میں بلوایا قشتور جو مکان سحر میں آیا ہوش میں آگیا ملول  
 کے آگے ہاتھ پاندھنے لگا کہا اے شاہان قلعہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھکو اپنی خدمت  
 میں رکھو میں بڑا ساحر ہوں لشکر اسلام میں گیا تھا چاہا تھا کہ سکندر ثانی کو گرفتار  
 کر لاؤں وہاں میں خود گرفتار ہو گیا اس آفت میں مبتلا ہوا اب آپ لوگ اگر حکم  
 دیں تو جا کر سکندر ثانی کو گرفتار کروں آپ لوگوں کی خدمت میں لاؤں بہاول  
 اور ملول نے پوچھا سکندر ثانی کون شخص ہو قشتور نے ظاہر کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام  
 ہو اگر سکندر ثانی آپ کے پاس قید ہو جائے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو ملول اور  
 بہاول نے قشتور کو خلعت دیا اور اسباب سحر اسکی جھولی میں بھر قشتور پھر قلعہ  
 بہاول سے برائے گرفتاری سکندر ثانی چلا بیان وہ زمانہ ہو کہ نور الدین کا قصد  
 کہ برائے طلسم کشائی جاؤں سکندر ثانی نے نور الدین کو روکا ہو کہ اے شہریار ابھی  
 دو چار روز تا مل فرمائیے غلام شکار کھیل آئے تب حضور کو اختیار ہو یہ کہ سکندر  
 برائے شکار سوار ہوے صحرائین اگر شکار کھیلنے لگے قشتور نے جو صحرائین آکر دیکھا کہ  
 سکندر ثانی شکار کھیل رہے ہیں آہوے وحشی کی شکل بنکر سامنے آیا سکندر نے  
 پیچھا کیا جب کوس دو کوس دوڑا راہ میں قشتور نے ایک نخل کی آڑ میں آکر ماش  
 کے آٹے کا آہو بنا کر سات سکندر کے چھوڑا سکندر نے تیر مارا اور صرا ہو کر اسکندر  
 نے قصد کیا کہ جا کر اسکو بہ قربانی پہنچاؤں گوشے سے قشتور نے سحر کیا سکندر چپوکر



مطلعون رکھ دل ناسخ کو خداوند اب

محو اس وقت یہ دل سے تری تکبیر میں ہر

بچھ نے جو اس نازنین کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی اور نگن سیاہ رومی سے  
 قریب نہ آنا یہ کہکے چند دانے ماش کے نکالے کچھ از ہم سحر پڑھ کر اسپر کھینچ مارے وہ نازنین  
 با طرف بچھ کے آتی تھی یا طرف کوہ کے چلی حکاک نے جو دیکھا کہ وہ نازنین پلٹ پڑی  
 نوراً اپنا خون کاٹ کر اس نازنین پر پھینکا قطرہ خون کا جو اسپر پڑا پھر طرف بچھ کے  
 پلٹی پکار کر آواز دی اور عاشق صادق میں تیری فکر میں آئی ہوں سب نے مجھ کو کھالیا  
 آوارہ پھر رہی ہوں تو میری دستگیری کر بچھ نے چھنگلیہ اپنی تراش کر خون اسکا اسپر  
 پھینکا جیسے ہی قطرہ خون کا پڑا رنگ رو اڑ گیا حکاک نے کوہ سے دیکھا کہ وہ نگن  
 سیاہ رومی میں مثل رہی ہو بچھ نے پکار کر آواز دی کہ او سکا رہ اپنی صورت تو دیکھ  
 ہاتھ تیرا بجا سے آئینہ ہو اس میں معلوم ہو جائیگا اس نازنین نے اپنی ہتیلی اٹھا کر مثل  
 آئینہ دیکھی جو صورت تھی وہ نظر آئی بچھ نے پکار کر کہا کہ او حکاک مجھے تیرا حال بخوبی  
 معلوم ہوا مجھ پر تیرا سحر تاثیر نہ کرے گا رنگارنگ وغیرہ کو ساتھ لیکر جاؤنگا یہ سنکر حکاک  
 اپنے مقام سے اٹھا سامنے آکر بچھ پر سحر کیا بچھ ہنس دیا سحر دفع ہوا اور چار سحر آپس میں  
 چلے تھے کہ بچھ نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برقی گری حکاک کے دوشکرے ہوئے مزاحکاک  
 کا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من حکاک جادو بوجھ نے  
 آکر رنگارنگ وغیرہ کو ساتھ لیا مگر شبیرنگ بن عمرو یہ سب معرکہ دیکھا کیا جب حکاک  
 مرا تو تڑپ کر ایک پنجہ گرا شبیرنگ کو اٹھا لیچلا بچھ نے آکر شبیرنگ کو نہ پایا نہایت  
 حیران ہوا کہ یہ شبیرنگ پر کیا گزری شبیرنگ نے بلندی سے آواز دی کہ او بچھ مجھ کو  
 پنجہ لیے جانا ہو بچھ نے کئی گولے مارے مگر پنجہ نہ گر کا شبیرنگ کو لیکر ایک باغ میں آیا  
 دیکھا کہ ایک نگن مسند پر بیٹھی ہو اس نے جو شبیرنگ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او  
 جلاو جادو اسکو جلد قتل کر یہ وہ شخص ہو کہ جسکی وجہ سے حکاک مارا گیا پھر جا کر بچھ  
 سے سمجھوں گی پہلو سے باغ سے ایک رنگی باختر برہنہ آیا اس نے آکر شبیرنگ کو گرفتار  
 کیا سامنے بیٹھا یا گردن پر کولے کا خط کھینچا شبیرنگ نے ہر چند عند کیا جلاو نے نہ مانا آخر



رہائی پائین سیمین عذار آنکھوں میں آنسو بھر کر کلام حسرت انجام سکندر پر رونے لگی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

آمد ہو باغ و بہرین شاید بہار کی آئی ہو اجماع مین رند و بہار کی کیا فائدہ ہوا تجھے اس ضد سے اے صبا خوش خوش چین باغبان تو گلچین ہن شاو شاو نام خدا ہو حسن مین یکتا وہ گلزار احسان مجھ پہ ہو گایہ باد صبا تر بیشک تمھارے ہجر مین سو جائیگا جنون آنکھ مین بچھاؤ مین نرگس شہلا نے ہر طرف ریخ فراق مین بھی اٹھاتا ہو دل مزے نکلانہ مر کے بھی کوئی عاشق یہ وجہ ہو گذری شب فراق مین کیا رنج کیا سوے بخت سیاہ سے مرے وہ چہز ہو گئی سلطوت بخت مین مر کے جو ہوتا ہو کوئی	وحشت بڑھی جو میرے دل داغدار کی اب فصل آئی ہو بطنی کے شکار کی گل کی جو تو نے شمع ہمارے مزار کی آمد ہوئی ہو باغ مین جب سے بہار کی پڑتی ہو جیسے آنکھ چین مین ہزار کی خوشبو سنگھاوے لاکے اگر زلف یار کی ہو کیفیت کچھ اور دل بقیہ ہزار کی آمد ہوئی جو باغ مین اس گلزار کی لذت ہو یاد وصل کے بوس و کنار کی بہتر بہشت سے ہو فنا کو سے یار کی پوچھی خبر نہ آپ نے مجھ و لنگار کی کیا تیرگی کمون مین شب انتظار کی ایذا کبھی اُسے نہیں ہوتی فشا کی
---	---

سکندر نے جو یہ اشعار عاشقانہ اُس نازنین سے سنے ایک توجہ ہوئی اشارہ کیا کہ اگر ہو سکے تو میرے قریب آکر زبان سے سوزن نکال لے تو مین قید کو توڑوں  
سیمین عذار نے قریب آکر سوزن جو زبان سے نکالی سکندر نے قید کو توڑ کر  
پھینک دیا اور قصد ہوا کہ دربار مین شاہون کے گھس جاؤن سیمین عذار  
قدمون پر گر پڑی کہا اے شہر یار میرے باغ مین تشریف لے چلیے جیسا مناسب  
وقت جائیے گا ویسا کیجیے گا سکندر کہنے سے اُس نازنین کے اُسکے باغ مین آکر  
سیمین عذار نے اسی وقت کنیزون کو حکم دیا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو  
کنیزون نے تعمیل حکم کی مگر آکر سیمین سکندر کو پہلو مین بٹھایا صحبت عیش و حشر آرتا



زنگن ہزار طرح پر سحر کرتی ہو گزروں زمین چلتا بنجھ لڑتا بھڑتا سانسے زنگن کے پہونچا زنگن  
 نے گولہ مارا بال اپنے سر کے کھول دیے ہزار ہا شعلے بنجھ پر گرے مگر بنجھ شعلہ آتش کو بجھانا  
 ہو تلواریں بھی برسین خنجر بھی گرے مگر بنجھ پر تاثیر نہ ہوئی جب تو اس زنگن نے چادر  
 سر سے اتار دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس ظالم پر سحر تاثیر زمین کرتا  
 آکر بد دیکھے دیکھا ایک لکڑا برسیما بی آسمان پر آیا اس ابر سے آواز آئی کہ او گنگار  
 تو بڑی سرکشی کرتا ہو ایک شعلہ آسمان سے گر اس پر بنجھ کے لہرایا بنجھ کی زبان بند ہوئی  
 سحر فراموش دریا سے حیرت کا جوش ہوا جیران ہو کر کھڑا ہو گیا چہار جانب دیکھتا ہو سحر  
 زمین یا راتا وہ زنگن کھڑی و شکین دے رہی ہو جون جون و شک دیتی ہو وہ شعلہ  
 گر دبنجھ پھر رہا ہو تھوڑے عرصے میں شعلہ غائب ہوا ابرسیما بی پھٹا ایک ساحر زبردست  
 نعرے کرتا ہوا ابر سے نکلا آواز دی منہ سیما ب سیمن بدن او بنجھ تھکوا بھی یہ لیاقت  
 ہوئی کہ زنگن سے بے خطر مقابلہ کرتا ہولے غور سے دیکھ زنگن تو جاتی ہو اب میں تھکوا  
 لیچلو لگا خدمت خداوند میں پہونچاؤنگا یہ ککے زنگن سے آکر کہا تم تو دیر قطران  
 میں جاؤ ایسا نہ ہو قدرت کو صدمہ پہونچے وہ زنگن جھومتی ہوئی گوشہ باغ میں  
 جا کر غائب ہوئی مگر سیما ب سیمن بدن نے آکر ہاتھ بنجھ کا تمام لیا شبنگ نے جو  
 گوشے سے دیکھا کہ اب بنجھ کو لے چلا ایک نازنین کی شکل بنکر دوڑا پکار کر آواز دی او  
 سیما ب تھکوا بھی ساتھ لے لے میں ہمیشہ رنگارنگ ہوں یہ ظالم تھکوا گرفتار کر لایا  
 سیما ب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین کمسن غنچہ دہن سیمن بدن عارض رشک  
 نسرین و نسترن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا او سیما ب اصل کیفیت یہ ہو کہ بی رنگارنگ  
 بنجھ پر عاشق ہوئیں اطاعت اسلام قبول کی میں ناچار ساتھ چلی آئی راہ میں تھکوا  
 کلمات سخت کئے مگر تھکوا جب سے دیکھا ہو بقرار ہو رہی ہوں ایسا مرد میری نگاہ سے  
 نہیں گزرا اور سحر بھی ایسا کیا کہ ایسا ساحر ہوشیار تھا رہے سحر میں پھنسا اب تھکوا  
 بھی اپنے ساتھ لیچلو کہ میرا یہاں کون ہو سیما ب نے اس نازنین کو جو دیکھا ہنسا  
 مسکرا نا ناز و کرشمہ خوش مزاج معشوقوں کے سر کی تاج بہت پسند کیا سینے پر ہاتھ رکھا



کے گزر اجب قریب باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی آسمان سے آکے دیکھتا  
 کہ سیمین عذار سکندر کو پہلو میں لیے بیٹھی ہو قنتور یہ دیکھ کر بھاگا سا سنے پہلول اور  
 ملول کے آیا کہا حضور آپ کی دختر باغ میں سکندر کو لیے بیٹھی ہیں سکندر کہہ رہا تھا  
 کہ جا کر دونوں کو قتل کر دینگا مگر سیمین عذار منتین کر رہی ہو کہ او شہر پار معاف فرمائیے  
 سراسر خطا قنتور کی ہو اگر حکم ہو تو میں نکل جاؤں پہلول و ملول نے قنتور جاو  
 کو مطمئن کیا اور کہا او قنتور نہ گھبراؤ ہم گرفتار کر لیں گے قنتور خاموش ہوا  
 اب پہلول و ملول نے اسی ہزار ساحر تیار کیے ان سب کو ساتھ لیکر براے  
 گرفتاری سکندر چلے قنتور ساتھ نہ جاتا تھا مگر پہلول نے کہا او قنتور تم کیوں  
 گھبراتے ہو جب اسی ہزار ساحر ایک شخص پر سحر کرینگے تو اس کے ہوش و رست رہینگے  
 قنتور نے کہا او پہلول و ملول تم مرتبے سے سکندر کے نہیں آگاہ ہو بادشاہ  
 سابق طلسم ہو کئی مرتبہ بقراط سے مقابلہ پڑچکا لیکن کسی مقام پر سکندر نہیں دبا  
 اس گرفتاری پر ناز نہ کرو مگر سکندر بیٹھے ہیں سیمین عذار خاطر کر رہی ہو چند گانین  
 واسطے خوش کرنے مزاج سکندر ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں **نظم**

ہم کو پہلے سے سرگرا نی ہو  
 حسن بے مثل ہو جو ا نی ہو  
 پہنی پوشاک اُسے دھانی ہو  
 تنکو میت مری اٹھانی ہو  
 کہ گھر ایک بوند پانی ہو  
 آخر اک روز موت آنی ہو  
 یہ نئی میری بدگمانی ہو  
 رہنے یہ دل میں اپنے ٹھانی ہو  
 مثل جنون کے خاک چھانی ہو  
 ابرنجات سے پانی پانی ہو

در پے قتل پارہ جانی ہو  
 لوگ کیونکر نہ ہوں ترے عاشق  
 زخم دل عاشقوں کے ہونگے ہرے  
 زلیست میں اپنے ناز اٹھوا لو  
 اُنکے دندان سے خاک ہو چسپ  
 کیوں تمہیں پر نہ ہر کھا کے مرین  
 دیکے قاصد کو خط پتہ نہ دیا  
 پیار کر لین گے بے اجازت آنہیں  
 کسی لیلیٰ منشی کی اُلفت میں  
 دیکھ کر میری چشم کی بارشیں



کو نور کر پار گزایم و شیرنگ چھوٹے سکندر ثانی کہ نور الدہر کے ساتھ تھے یہ  
 ہاتھ پھیل کر دوڑے مگر پنج تو سحر کر کے بلند ہوا شیرنگ کو سکندر نے روک لیا  
 نور الدہر نے آکر شیرنگ سے سب حال دریافت کیا شیرنگ نے سب حال بیان  
 کیا کہ دوسرے پہلو سے گرد آڑی دیکھا رنگارنگ مع کنیرون کے آکر پہونچی اول  
 سکندر ثانی کو سلام کیا پھر نور الدہر کے قدموں کو بوسہ دیا شیرنگ نے بیان کیا  
 کہ یہ نازنین عاشق جمال پنج اختر شناس ہو نور الدہر نے بہ محبت رنگارنگ کو گلے  
 سے لگایا پنج آسمان سے دیکھ رہا ہو کہ رنگارنگ کا نور الدہر نے بڑا اعزاز کیا چاہا کہ  
 اتر کر زمین پر آؤن قدموں کو آقا کے بوسہ و ون کہ آندھی سیاہ چلی جموں کنوں سے  
 ہوا کے پنج گھبرا یا چاہا کہ زمین پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی اور گھرام بد انجام میر  
 ظلموں نے کیلجے کے ٹکڑے کر دیے منم خداوند بقراط ثانی پنج نے جو بقراط کو آتے ہو  
 دیکھا گولہ جھولی سے نکال کر مارا قریب بقراط کے جا کر پھٹا بقراط ان سحر و ن کو کب  
 مانتا ہوا اشارے میں دفع کیا گولہ پھٹ کر زمین پر گر اجمیٹ کر بقراط نے پنج کا ہاتھ  
 تھام لیا اور ایک نما پنجہ مارا کہ پنج بیوش ہوا چاہا پنج کی کمر میں پنجہ و ون سکندر نے  
 جو دیکھا کہ پنج گرفتار ہوتا ہو نور اکئی سحر بقراط پر کیے بقراط نے اشار و ون میں دفع کیے  
 بقراط چاہتا ہو سکندر کو بھی گرفتار کروں مگر دیکھا کہ سامنے طلسم کشا کھڑا ہو ایسا ہی  
 بھیچر تیر مار دے یا سکندر مجھ کو زمین پر کھینچے چاہا پنج کو لیجاؤن سکندر نے بڑھکے  
 روکا جب کڑک کر بقراط گرتا ہو سکندر تھرا جاتے ہیں مگر جرأت اپنی دکھاتے ہیں  
 چاہتے ہیں لیٹ جاؤن بقراط کو کھینچ کر زمین پر لاؤن مگر بقراط بلا سے روزگار ہو  
 جانتا ہو کہ اگر زمین پر پہونچو نکا تو طلسم کشا کے ہاتھ میں تیغ طلسمی ہو اسی تیغ سے  
 میری قضا ہو ہر چند سکندر نے سحر کیے برقیں گرائیں لکڑیاں ابر پیدا ہوئے اور  
 بقراط پر گرے مگر بقراط بہ خوف نور الدہر زمین پر نہ آیا اس طرح کا سحر کیا کہ جموں کنوں  
 نے ہوا کے سکندر کو سامنے سے ہٹایا بقراط نے چاہا نکل جاؤن نور الدہر نے  
 کان کیانی کا اندھے سے اتاری تین بھال کا تیر مارا بقراط نے اپنے کو بچا یا مگر تیر آکر



دریافت کرو تو ہم بھی چلین سکندر کو چکر بچائیں سب شتا ہرا دیان نام سکندر رستگار اپنے  
اپنے مقام سے اٹھیں کہا حضور یہ کنیرین جائیں مقام دریافت کر کے آئیں کہ ایک  
طاہر آسمان سے اُترتا ہوا آیا کاندھے پر نور الدہر کے بیٹھ گیا نجم نے کہا اسکی گردن  
میں نامہ بندھا ہوا سے کھول لیجیے ملاحظہ فرمائیے نور الدہر نے جو نامہ کھولا اور تحریر  
سکندر ثانی کو پڑھا اول سب کے لکھا تھا کہ قلعہ بہلول پر مقابلہ پڑا ہو سب کے پہلے  
ارسطوے ثانی دہما سے مرصع پوش اپنے مقام سے اٹھے بدون حکم نور الدہر  
طرن قلعہ بہلول کے چلے نور الدہر نے جب سب نامہ پڑھا حکم دیا کہ مرکب لاؤ مرکب  
طلسمی تیار ہو کر آیا اسپر نور الدہر سوار ہوئے شیرنگ نے رکاب کو تنھا ماسب کے  
آگے نجم اختر شناس رہبری کرتا ہوا اول قلعے کے قریب آکر پہونچے دیکھا قلعہ سب  
خالی پڑا ہو تمام شہر نے جا کر باغ کو گھیرا ہو بہلول و ملول در باغ پر پہونچے ہیں تملکہ  
والدیا ہو چاہتے ہیں کہ اندر گھسین کہ ارسطوے ثانی نے آسمان سے لغزہ کیا ہمارے  
جو دیکھا کہ ملول سب کے آگے بڑھا ہوا چاہتا ہو کہ باغ میں آگ لگا دوں کہ سب  
باغ مع سکندر ثانی جل کر خاک ہو فوراً ہمارے مرصع پوش نے آتے ہی موتیوں کا  
مالا کھینچ مارا اور آواز دی کہ اے گلابدین یہ باغ میں نہ جانے پائے موتیوں کا مالا  
آکر ٹوٹا چند مروارید ٹوٹ کر ملول پر گرے اور نہ یادہ ملول و خزین ہو جھوم کے  
آواز دی اے یار و بہلول کورو کو نہیں جانتا کہ بادشاہ لشکر اسلام اندر داخل  
ہیں ساتھ والے پلٹے تھے کہ پہلو سے باغ سے ایک نازنین وریا میں پھولوں کے  
غوطہ مارے ہوئے سامنے ملول کے آئی یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر سنانے لگی نظم

گلے پر میرے رکھ کر دیکھ لیجے بارہم خنجر کی  
ہمیں اکسیر سے بہتر ہو مٹی یا ر کے در کی  
گھٹی جاتی ہو طاقت فرط غم سے جسم لاغر کی  
نہیں کچھ بھی حقیقت سامنے تیرے صنوبر کی  
وہاں بھی مانع ویدار ہوگی بھیڑ عثر کی

برائے امتحان حاجت نہیں کچھ غیر کے سر کی  
نہ حاجت سلطنت کی ہو نہ خواہش لعل و گوہر کی  
برا ہو صنعت کا کیونکر ہم اسکو دیکھنے جائیں  
بھلا تشبیہ و ون کس طرح تجھے اوقد جانان  
یہاں آنکھوں نہ دیکھنا مجمع عشاق کے باعث



کوئی کتنی ہو یا خداوند آپ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا سے بچائیے ایسا نہ ہو کسی دن وارثتِ  
طلسم کا پیر جاے چند ناز نینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگیں

وہ ہو پاس جسکو دلا چاہتا ہو خیال اُسکے پتوں کا شہر ہوا ہو بتوں سے محبت نہیں مجھکو از خود ہوا مشتعل بے طرح عکس تیرا کرن بے خطر کیون نہ بندے خطائیں یتو قتل تم تو کیا چاہتے ہو وہ بگڑا ہوا منہ بتاتے نہیں اب کہاں چاہنے والوں کا غم ہو تجھکو بہت غم فلک مجھکو دینے لگا ہو اگر جان جاؤں تو بھر کاؤں اُسکو غزل سُنکے اک بوسہ ویدال پیارے	ترپتا ہو کیوں اور کیا چاہتا ہو مرا طائر جان اڑا چاہتا ہو کہ ہوتا ہو وہ جو خدا چاہتا ہو اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہو خدا باپ مان سے سوا چاہتا ہو نہ جانے خدا کیا کیا چاہتا ہو مرا کام بگڑا بس چاہتا ہو تو کرتا ہو جو دل ترا چاہتا ہو اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہو جسے وہ بت بے وفا چاہتا ہو یہی تجھے ناخ صلا چاہتا ہو
--	---

بقراط نے اسی وقت ایک نامہ ملکہ زرنکار کو لکھا کہ اوقوت بازو و او زینت پہلو  
ہمکو معلوم ہوا کہ تھے بہمن شعبیدہ بار کو دامن غین پناہ دی ہو آج کی خبر تمکو تو معلوم  
ہوئی ہوگی طلسم کشا کا سامنا ہو گیا تھا مگر بھائیوں نے میرے مجھکو بچا لیا جو پونے دو  
خداوند کا بھائی ہوا اور سب میں بڑا ہو وہ کیونکر قتل ہو سکتا ہو سب بھائی آئے تھے  
سامری و حبشید نے یہ بھی کہا تھا کہ دعویٰ خدائی موقوف کر دینے جواب دیا  
کہ جو کیا وہ کیا اب یہ دعویٰ تو جان کے ساتھ ہو کسی مجال ہو کہ مجھ پر ہاتھ ڈالے اور  
او زرنکار طرہ پیغمبری مرحمت فرماؤ لگا کتاب تیرے واسطے تصنیف کر رہا ہوں جا بجا  
تیری تعریفیں لکھ لگا سب اہل طلسم تیرے مطیع رہیں گے و ہر تہ تیرا کروں کہ سب کو  
ریشک ہو یہ نامہ لکھ کر قشتور آہن کلاہ نامے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو دیا کہا اوقفتور  
یہ نامہ لیکر جاؤ اور زرنکار کے ہاتھ میں دینا یہاں نورالدین ہر تو بعد جانے بقراط کے



سکندر نے جو بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی تیر و حادث مراد پر پہونچا ایک طرف سے نعرہ  
نور الدہر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہمارے اوج رفعت شاہانہ عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش ز طفلی بہ جرات ہر و استم ظفر بریلان عسرب یافتہ	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ عدو دور زرم گماشت صدر اران الامان خواندہ لقارہ ایک دست ہر و استم شہ نوجوانان لقب یافتہ
---	--

ایک طرف سے گرداب و ریالشتین و ہمارے مرصع پوش و ملک شعلہ جوالہ اس نور  
و شور سے آکر گرین کہ لشکر کوتاہ و بالا کرنا شروع کر دیا لشکر میں بہلول کے تھکے پڑ گیا  
مگر سکندر ثانی نے جو صدا سے نعرہ نور الدہر سنی کہا لو ملکہ عالم مبارک ہو کہ ہمارے  
آقا سے نامدار آگئے نگاہ اٹھا کے جو سیمین عذار نے دیکھا کہ شاہراہ دیان حسین و  
جمیل طاؤسان زرین بال پر سوار مصروف سحر خوانی ہیں جدھر جا پڑیں کسی کو تو  
دیوانہ کر دیا کسی کو جان سے ہلاک کر دیا تمام میدان لاشوں سے بھر دیا اب تو ملکہ  
سیمین عذار بھی شاہراہ دیون کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی سحر کرنے لگی جب سحر  
کیا زمین ہلادی کسبیکا سر اڑا دیا کوئی زخدار کوئی بیقرار مگر ملول نامدار روتا ہوا  
سامنے اپنے بھائی کے پہونچا لکارا کہ اے بہلول میرے مقابلے میں تو آنکھ کھول  
معلوم ہو کہ مردان عالم ایسے ہوتے ہیں میں سکندر ثانی کا ہوا خواہ ہوں بہلول  
سمجھ گیا کہ بھائی میرا ہوش میں نہیں ہی پھول برساٹے کئی طاؤس بلائے طاؤسوں نے  
اگر سامنے ملول کے زمرہ سرائی کی اور یہ اشعار بھی چپکار کر پڑھنے لگے نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا خراب پھرتے تھے عالم میں و لکھو بھولے ہو وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو لاحق و قن یار کا ہر سوشور بند سے وہاں و کمر کے ہزار ہا مضمون	پناہ ماگتا مرچ آسمان نکلا سکان یار میں دیوار درمیان نکلا کہان سے جا کے یہ اب سلسلہ کہان نکلا عجیب لطف کا کھار ہی یہ اب کنواں نکلا زمین شعر سے گنجینہ نہان نکلا
--	--



سعادت ہو یہ کیلئے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کھانے وغیرہ سے فراغت کر کے سوار ہوئے  
 رفقہ سا تھوڑا پیچہ تختہ اختر شناس وارسطو سے ثانی وغیرہ چند سردار باربار و ن مین لاکر  
 چھوڑے جا بجا منتظام کرتے ہوئے کنارے پر آکر ٹھہرے مگر قنتور آہن کلاہ اڑتا  
 ہوا آتا تھا ایک نخل پر آکر بیٹھا دے پانوں نخل سے اتر کر لوگوں سے پوچھتا ہوا چلا کہ  
 سکندر ثانی بادشاہ لشکر اسلام کس بارگاہ میں رہتے ہیں کسی نے بتا دیا کسی نے کہا  
 ہم نہیں جانتے دور سے قنتور نے دیکھا کہ ایک جگہ چند ساحر جمع ہیں اسی مجمع کی طرف  
 چلا ارسطو سے ثانی وہاں کھڑے تھے اُن سے آکر پوچھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کی کون سی  
 بارگاہ ہو ارسطو دیکھ کر سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہو فکر میں آیا ہو کہا ای برادر مختار کیا کام  
 ہو کہا میں نے یوں ہی پوچھا ارسطو نے بتا دیا کہ وہ پشت پر بارگاہ کلان استاد ہو  
 اسی میں سکندر رہتے ہیں قنتور اسی طرف چلا اور ارسطو نے پیچھا کیا قریب بارگاہ  
 سکندر پہونچ کر قنتور ایک گوشے میں آیا اڑ پکڑ کر نقب دینے لگا ارسطو نے دیکھا  
 کہ اب نصف مقام پر پہونچ گیا ہو گا ایک سحر کیا کہ زمین سے آگ نکلنے لگی قنتور چیخ  
 مار کر بھاگا نقب سے نکلا آبلے بدن میں پڑ گئے تھے ارسطو نے پیچھا کیا اب تو بخوبی  
 ثابت ہوا کہ بارگاہ شاہ میں جاتا تھا لہذا کہ او نامرد کہاں جاتا تھا ٹھہر جا میں  
 تجھ کو سزا دے گا پکار کر جو ارسطو نے کہا بنجم اختر شناس نے جو آواز ارسطو کی  
 سنی جھپٹ کر آئے پکار کر پوچھا او ارسطو خیر تو ہو ارسطو نے کہا یہ سائنے جو ساحر  
 جاتا ہو بارگاہ شاہ میں جاتا تھا میں نے سحر کر کے اسکو روکا اب یہ بھاگا ہوا جاتا ہو  
 میرے سحر سے نہیں رکتا بنجم نے آواز دی اوجانے والے ٹھہر جا آگے نہ جانا قنتور  
 کو معلوم ہوا کہ آگے پہاڑ ہو پہاڑ کو دیکھ کر بیٹھا چاہا اور طرف سے جاؤں بنجم نے  
 سب طرف سحر کر دیا کسی طرف نہ جاسکا آخر مجبور ہو کر طرف بنجم کے آیا بنجم نے پیلے کے  
 پھولوں کا ہار گلے سے اتار کر کہا ای برادر یہ ہیں تو قنتور کو کچھ بن نہ پڑا ہا رہیں لیا  
 ہا رہتے ہی جمو منے لگا قنتور کو معلوم ہوا کہ چاروں طرف سے آواز گانے کی  
 آرہی ہو ناچار ہو کر ٹھہر گیا بنجم نے اشارہ کیا کہ ای برادر ادھر آؤ قنتور جمو منتا ہوا سلا



بڑا تنم کیا کہ شہر یار کو ہمارے یہاں لایا اس آفت میں پھنسا یا دیکھ تو اسکا کیا بین بدلہ  
 کرتا ہوں قفتور نے چاہا سامنے سے بھاگوں شاہراہ یوں نے جو سحر کیے قفتور کا چہرہ  
 سرخ ہو گیا آنکھیں نیلی پیلی کرتا ہوا سامنے شعلہ جوالہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ او  
 ملکہ عالم میری آپ پر جان جاتی ہو شعلہ جوالہ نے ایک دستک دی کہ پہلو سے ایک  
 شیر برپیدا ہوا اسے آکر قفتور پر حملہ کیا قفتور نے تلواریں پکڑ کر شیر پر حملہ کیا شیر نے  
 آکر ایک تمانچہ مارا کہ تلواریں ہاتھ سے قفتور کے چھوٹی قفتور نے چاہا اسکے سامنے  
 سے بھاگوں مگر شیر کے پنجے سے کب جاسکتا ہو آخر شیر نے قفتور کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا  
 جب قفتور کا یہ حال ہوا کہ مارا گیا سکندر نے پکار کر آواز دی کہ او شعلہ جوالہ تنہا کیا  
 کار نمایان کیا یہ بے جباری لایق تھا کہ لقمہ شیر ہوا اب یہ ملعون خاک سیاہ ہوا بہلول  
 و بلول نے جو لاشہ قفتور کا دیکھا خوف سے کانپنے لگے کہ نور الدہر سامنے ملول کے  
 پہونچے ملول نے لکارا کہ او طلسم کشا تیری ذات سے ساحرون کو چین نہیں ملتا بڑے  
 بڑے ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے مگر اس وار کو تو روک یقین ہو کہ اس وار کا  
 رو نہ ہو سکے یہ کہکے ہاتھ تلواریں کا مارا نور الدہر نے تلواریں کو تلواریں پر روکا الجھا دے  
 سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا ملول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلواریں جو ٹپ کر گری  
 سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر تباہ جگر گاہ پہونچی لاشہ ملول کا گرا بہلول نے جو تخت سے  
 لاشہ اپنے بھائی کا دیکھا قلب کانپ گیا یقین کامل ہوا کہ اب آج جان نہ بچگی تخت سے  
 کو دپڑا رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے سکندر کے آیا کہا او شہر یار میری خطا معاف  
 کیجیے جو خطا وار تھے وہ مارے گئے سکندر نے چاہا ہاتھ مار دوں نور الدہر نے  
 آکر ہاتھ تھام لیا کہا او بادشاہ مجھ کو عذر کرنے والے کے قبول کرنا چاہیے  
 بننے اسکی خطا معاف کی اصل میں خطا وار قفتور تھا وہ مارا گیا بھائی نے بھی اسکے  
 سرکشی کی وہ بھی اصل جہنم ہوا اسکو مرتبہ رفاقت حاصل ہوا بہلول نے سب کو  
 ساتھ لیا مگر دل میں یہ ہو کہ جس طرح بنے کسی سردار کو لیکر نکلیاؤں قلعہ نہ رنگار پر  
 آجکل بڑی چیل چیل ہو یہ سوچتا ہوا سب کو دربار میں لایا سکندر تخت پر بیٹھا اسوقت



کہیں آجاسے وہ گل ہمو نظر	اس تہنا میں پھر کرتے ہیں
یا وجب آتا ہو وہ شعلہ خو	ہم دم سرد پھر کرتے ہیں
یا رنگ اپنی رسائی ہو محال	آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہیں
ہاتھ سے کہو کے اب اس گل کو شفا	رات دن ہاتھ ملا کرتے ہیں

قنطورہ روادی کرتا ہوا جاتا ہوا رہا وہ بین باغ شمس کر گردن سوار کا پڑتا ہوا شمال  
کے کان میں جو آواز اشعار کی آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر چھوٹتا ہوا جاتا ہوا  
شماس نے پکارا کہ اویو برادر ذرا یہاں ٹھہر جاؤ قنطورہ نے جواب دیا کہ ہماری شادی  
ہونے کو ہے ہم نہیں ٹھہر سکتے اب جا کر دولہا بنیں گے شماس نے جو دیکھا کہ میرا کہنا  
نہیں مانتا اور چاہتا ہو کہ دریافت کروں کہ یہ کون ہو کہاں جاتا ہو اسکو جو دل لگی سوچی  
چھڑی پھولوں کی جو آگے رکھی تھی وہ اٹھا کر زمین پر مار دی قنطورہ نے ہر چند کہ  
اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکا زمین پر آیا شماس نے دریافت کیا اویو برادر تم کہاں  
سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے قنطورہ نے کہا ایک زہرہ جمال کی محبت میں مبتلا ہوں  
زہرہ نگار کا سر اسنے مانگا ہو میں سر لینے جاتا ہوں اب ہماری شادی اسی نازنین  
مہربین کے ساتھ ہوگی وہ دلہن بن رہی ہوگی شماس کو یہ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ  
زہرہ نگار ہماری مہربان ہو یہ وہاں جا کر بڑی آفت برپا کرے گا ایسا نہ ہو کہ زہرہ نگار  
کو کوئی صدمہ پہونچے پس اسکو نہ جانے وہ یہ سوچ کر کمند ہاسے بحر میں گرفتار کیا  
قنطورہ نے غل مچا نا شروع کیا کہا کہ اویو شماس میں نے تیری کیا خطا کی مگر شماس  
نے کچھ جواب نہ دیا اور مسلسل و مطوق کر کے قنطورہ کو ایک مکان میں قید  
کیا مکان میں قفل لگا یا شماس چونکہ شکار دوست ہو قنطورہ کو قید کر کے واسطے شکار  
کے روانہ ہوا ایک کنیز سے کہ گیا کہ اس مکان کا قفل کھولنا اور ایک شخص قید ہے  
وہ کرسیوں پر دو پھول رکھے ہیں فلاں پھول شگھانا دوسرے پھول کو سرگز ہاتھ  
نہ لگا کر جب وہ ہوش میں آئے تو اسکو کھانا کھلا دینا پھر اسی طرح قفل لگا دینا کنیز نے  
جو بعد جانے شماس کے قفل کو کھولا قنطورہ زنجیریں ہلار ہاتھ جس پھول کو شماس نے



شہنشاہ قشتور گیا تھا مگر پٹ کر نہ آیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بہمن نے سر اٹھا کر دیکھا  
 کہ بہلول جادو ایک نازنین کو پنجے میں دباے ہوئے بارگاہ میں آکر پہونچا اول  
 بہمن کو سلام کیا پھر بہمن سے رو کر سب حال بیان کیا کہ قشتور مارا گیا اور بھائی  
 بھی قتل ہوا آخر کو جب بادشاہ لشکر اسلام و طلسم کشا نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ  
 کیا تب میں نے اُسے ہاتھ باندھ کر جعلی عذر کیا کہ میری خطا معاف فرمائیے بعد اسکے جلسہ  
 آراستہ ہوا میں ناچار ہو کر ہمارے آئے ہوں اب اسکو قتل کیجیے میرے بھائی کا اور  
 قشتور کا عوض لیجیے تو صدر مد طلسم کشا کو پہونچے یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ جو کوئی  
 مطیع اسلام ہوا پھر اسپر زوال نہیں آیا مسلمان کو قتل کیجیے بہمن نے جو جمال  
 ہمارے مرصع پوش کا دیکھا کہا او بہلول ایسی شانہرا دی زہرہ جمال کو قتل کرنا  
 شیوہ جلا دان ہو یہ کھلے طرف ہمارے مرصع پوش کے چلا ہمارے مرصع پوش  
 نے روئے زریبا اپنا چھپا لیا بہمن نے کینزوں کو حکم دیا کہ میرے وصل پر اسکو  
 رضا مند کرو کینزوں نے آکر ہمارے مرصع پوش کو سمجھانا شروع کیا ہمارے جواب دیا  
 کہ اُس بیچیا سے کہہ دو کہ ہم تیرے گنہگار ہیں قتل کرنیکا نہجھکو اختیار ہو مگر عصمت کا  
 نام نہ لینا میں عاشق جمال طلسم کشا ہوں مجھکو بے وارث نہ سمجھنا یہاں نور الدہر  
 جب لڑائی فتح کر کے پلٹے پنجہ نے آکر عرض کی کہ ہمارے مرصع پوش کو کوئی لے گیا  
 نور الدہر نے شیرنگ کو بلا کر حکم دیا کہ او شیرنگ ہمارے مرصع پوش کو  
 بہلول دربار سے اٹھا کر لیگیا بہلول نے وقت جنگ بھسے پناہ مانگی تھی  
 رفیق نکر میرے ہمراہ آیا تھا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ یہ سنگار ہو اب تم تلاش کرو  
 شیرنگ بانہارے عیار سی سے آراستہ ہو کر چلا خیال میں گذرا کہ یقین ہو ملے  
 ہمارے مرصع پوش کو بہمن شعبدہ باز نے قلعہ زرنگار پر منگوایا پھر پھرتا  
 ایک صحرا میں پہونچا دیکھا ایک ضعیفہ جاتی ہو اُس ضعیفہ نے پکارا کہ او عیار تو  
 کہاں جاتا ہو شیرنگ نے چاہا کہ اسکو کمندوں میں گرفتار کر لوں یہ سوچتا ہوا  
 قریب آیا پوچھا بڑی بی صاحب کہاں جاتی ہو بڑھیا نے کہ میں شیرنگ کی پیچہ دیا



ساحر زبردست دیوانہ دار یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے نظم

محفل میں جھللاتی ہو جو بار بار شمع  
تربت پہ بعد دفن ہوا کنگسار شمع  
کرتا ہو گر میان جو وہ محفل میں غیر سے  
روشن نہ ہو گا نام مرے مرغ دل کی طرح  
اُس شعلہ رو پہ بزم میں جل جل کے تاحر  
تاریکی لحد کا نہیں خوف بعد دفن  
جل جل کے کہ رہے ہیں یہ پروانے بزم میں  
بے نور ہو گی صبح کو اتنا نہ کر غور  
آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم میں  
سر کاٹ لے قصاص میں گلگیر سے ہو حکم  
تاثر اسکو کہتے ہیں التدرے فیض عام  
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد میں ساتھ

کس شعلہ رو کے رشک سے ہو بقیار شمع  
روتی ہو زار زار قریب مزار شمع  
جلتا ہو تیری طرح مرا جسم زار شمع  
محفل میں تو فروغ دکھائے ہزار شمع  
آخر تار ہو گئی پروانہ دار شمع  
تربت میں ہو گا میرا دل داغدار شمع  
ہم شمع پر تار ہیں ہم پر نشا شمع  
بس رات بھر ہو بزم میں تیری بہار شمع  
رکھتی تھی اپنے دل میں کسی سے غبار شمع  
پروانوں کو جلا رہی ہوا ونگا شمع  
گل کر گئی سحر کو نسیم ہمار شمع  
کچھ غم نہیں نہ ہو جو قریب مزار شمع

ملول نے جو یہ آواز سنی گولہ ہاتھ میں تھا وہی گولہ مار دیا قنتور نے وہ گولہ ہاتھ  
میں روک لیا ملول کو برا معلوم ہوا چاہا دوسرا گولہ مار دیا قنتور نے وہی گولہ  
ملول پر کیٹیا مارا ملا زمان ملول نے دیکھا کہ یہ کون سا ہے کہ ہمارے مالک سے آکر  
رٹنے لگا کئی شو سا حرون نے ملکر سحر کیا کہ قنتور زمین پر گر اچھا رطرت سے سا حرون  
نے چاہا کہ قنتور کو گرفتار کرین مگر قنتور بھی ساحر زبردست ہو کر بھڑک نکلا دوسرا  
لشکر جو بہ ملول کا جا ہوا تھا اُسپر جا کر گر ملا زمان بہ ملول نے نہ خم کھا کر قنتور کو  
گرفتار کر لیا سامنے بہ ملول کے لائے بہ ملول نے کہا ارے تو کون ہو کہاں جاتا  
تھا قنتور کہ اُس نازنین کے جوش عشق میں مہموت ہو رہا تھا اشعار عاشقانہ  
پڑھنے لگا بہ ملول نے کہا یا رویہ تو کسی پر عاشق ہو دیوانہ ہو رہا ہو اسکو بیجا کے  
قید کر و کئی ساحر گشتان گشتان قنتور کو لیکر قید خانے میں آئے لا کر اسکو قید کیا قنتور



معروفت تھے نانا ہمارے جب کبھی جنگل میں گاتے تھے تو سانپ آکر جمع ہوتے تھے اور  
ایک ایک روپیہ دیتے تھے یہی انکی بڑی تھی لیکن میں جو گیا وہ سانپ تغیر نہ ہوا  
صحرا نور و نے کہا بہمن شعبیدہ باز کا میں ملازم ہوں انکے پاس لیچلو ننگا آجکل ایک  
آفت میں مبتلا ہیں ایک شاعرادی کو بہلول گرفتار کر کے لایا ہے بہمن اس پر عاشق  
ہوا ہوا اس سے سوال وصل کا کیا وہ انکار کرتی ہے کہتی ہے میں عاشق جمال طلسم کشا  
ہوں میان گویتے صاحب میں تم کو لیے چلتا ہوں اگر تم نے اسکو رضا مند کر دیا تو بہمن  
بہت کچھ دیگا شہزنگ نے جو نام طلسم کشا کا سنا سمجھ گیا کہ ہمارے مرصع پوش کا ذکر  
ہو کہا بھکو لیچلے یہ تو خاص ہمارا کام ہے سیکڑوں بہو بیٹیوں کو آوارہ کر دیا گھر و لئے  
نکل گئیں در بدر کی ٹھوکریں کھانے لگیں انکو تو میں انکھ ملتے ہی راضی کر دوں گا یہ  
سکر صحرا نور واسٹھا ایک تخت تیار کیا اسپر شہزنگ کو بٹھایا اور آپ بھی اسی پر بیٹھا  
تخت اڑاتا ہوا چلا یہاں بہمن اپنے دربار میں ہونے لگا رے کہ رہا ہوا ہونے لگا  
آج اس نازنین سے اور کلام کروا کر نہ مانے گی تو قتل کروں گا زرنکار نے کہا میں  
بہت اچھی طرح سے سمجھا دوں گی اور رفقہ بھی وعدہ کر رہے ہیں کہ حضور ہم بھی سمجھائیں گے  
یہ ذکر تھا کہ صحرا نور و شہزنگ کو لیے ہوئے آکر پہونچا کہا اس شہنشاہ یہ گویا کہتا ہے  
کہ آپ جلسہ آراستہ کیجئے قفس منگا کر اسکا رکھیے میں کچھ اشعار عاشقانہ گا کر راضی کروں گا  
بہمن یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا باغ نگارین میں چلو وہاں چکر جلسہ آراستہ ہو بلخ  
نگارین پہلو سے قصر میں تھا بہمن سب کو ساتھ لیکر باغ میں آیا آکر بیٹھا قفس ہما کا  
منگوا کر رکھا شہزنگ نے اول بیٹھ کر چند اشعار عاشقانہ گائے جبکہ مضمون یہ تھا نظم

میں کیا کہوں کہ دل پہ جو صدمہ گزر گیا  
کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا  
دیوانہ تیرا ڈھونڈتے تھکے جدھر گیا  
سوئے کو بام پر جو وہ رشک فہر گیا  
بیخانہ وہ کہاں ہے وہ ساتی کدھر گیا

پہلو سے میرے اٹھ کے جو وہ سیمبر گیا  
باد صبا جو ہو گزر اس شوخ تک ترا  
نکلے گھروں سے سنگ لیے طفل خو برو  
شراب کے رخ سے ابر میں ماہ فلک چھپا  
آیا عجیب دور کہ نشے ہرن ہو



غافل تھے ڈکھڑا کر گرے سجھے پانوں پھسل گیا قنطور نے جو سکندر کو دیکھا کہ گرے سر  
 کر کے بیہوش کیا پنجے میں دبا یا لیکر چلا خیال میں گزرا کہ بہلول و ملول دونوں  
 بھائی مجھ پر مر بان ہیں قلعہ ملول پر چلون اپنی بہتری سوچتا ہوا قلعہ ملول میں  
 آیا ملول نے جو سکندر ثانی کو دیکھا زبان میں سوزن دی بہت خوش ہوا دونوں  
 بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ جب طلسم کشا جسے اپنے بادشاہ کو مانگے گا ہم کئی  
 ملک طلب کرینگے یہ سوچ کر سکندر کو قید کیا قنطور کا مرتبہ اعلیٰ کر دیا ورنہ یہ قرار دیا  
 مگر سکندر جو آکر قید خانے میں قید ہوئے دختر بہلول جادو و لکھ سیمین عذارہ اپنے  
 محل میں بیٹھی تھی کہ کنیزوں نے آکر خبر دی کہ بادشاہ سابق طلسم شہر یا سکندر ثانی  
 آپ کے باپ کے یہاں آکر قید ہوا ہو مگر وادہ سی اصل یہ ہو کہ آپ کے والد و چچا  
 بھی بادشاہ ہیں رعب و دبدبہ ذات پر سکندر کی موقوف ہو سیمین عذارہ یہ حال  
 سکر مشتاق جمال بے مثال سکندر ہوئی کنیزوں سے کہا میں چاہتی ہوں کہ اس  
 شہر یا سکندر کو دیکھوں کنیزوں نے عرض کی شب کو چلیے قید خانے میں چل کر جمال دیکھیے  
 تمام دن ملک کو اشتیاق میں گزرا جب طائر زرین بال نخل فلک سے چہکار مار کر  
 اڑا صحرا سے مغرب میں جا کر چھپا صیاد ماہ تابان نے مع فوج سیارگان پیچھا کیا تب ملک  
 بستر خواب پر آکر لیٹی مگر اشتیاق ویدار جمال سکندر میں نیند کہاں آتی ہو جب نصف  
 شب گزری ملک بستر خواب سے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی قید خانے پر آکر تھرائی  
 دیکھا نگہبان در قید خانہ پر بیٹھے ہیں سحر کر کے نگہبانوں کو بیہوش کیا آکر قفل کو کاٹا  
 جیسے ہی اندر آکر قدم رکھا تو دیکھا وہ کوٹھری جمال سکندر سے روشن ہو رہی ہو  
 جمال پر جو نگاہ پڑی واسطے سلام کے جھکی سکندر نے جو اس نازنین کو دیکھا فوراً  
 قریب اپنے بلا یا سیمین عذارہ نے قریب آکر پوچھا امو شہر یا کس حال میں گذرتی  
 ہو سکندر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ قید کے ہمیشہ سے ہم عادی ہیں  
 کئی سال قید خانے میں رہے خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے انکی ذات سے ہنسنے  
 رہائی پائی تھی پھر تقدیر میں قید لکھی تھی بیوجہ مبتلا سے بلا ہوئے اب دیکھیے کہ کب



شیرنگ کو گرفتار کروں برابر شیرنگ کے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو مار کر بھاگا تو مقام  
 نے پلٹ کر دیکھا شیرنگ کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہو گیا کہتا تھا ایسا بہمن جو میں  
 سمجھتا تھا وہی ہوا یہ کوئی مکار تھا تمہیں گرفتار کرنے آیا تھا بہمن گھبرا یا ساحر وں سے  
 اشارہ کیا دیکھو یہ بھاگ کر کہاں گیا ایک ساحر موسوم بہ سماے جادو یہ کہہ کر نکلا کہ  
 میں ابھی اُسکو تلاش کر کے لاتا ہوں یہ کہہ کر سماے جادو چلا دروازے پر جو آیا  
 شیرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا کھڑا تھا اُس نے پوچھا ایسا سماے جادو کس فکر میں تم  
 بکھلے ہو سماے جادو نے کہا وہ عیار جو بھاگ گیا ہو حکم ہو کہ اُسے گرفتار کر کے لاؤ  
 یہ سنتے ہی شیرنگ نے سماے کا میرے ساتھ چلیے میں بتلا دوں اسی جنگل میں وہ  
 چھپا ہوا شیرنگ سماے جادو کو ساتھ لیکر چلا ہر مقام پر بتاتا ہوا کہ دیکھیے یہ نشان  
 نقش پاہن اسی راستے سے بھاگ کر گیا ہو جب جنگل میں لیکر آیا گھبرا کر کہا ایسا وہ  
 سامنے عیار بیٹھا ہو سما نے کہا مجھکو تو نہیں معلوم ہوتا شیرنگ نے ہاتھ تھام کر  
 کہا وہ سامنے دیکھو نخل کی آڑ میں بیٹھا ہو سماے جادو نے جیسے ہی منہ پھیر کر دیکھا  
 شیرنگ نے حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے اور ایک جھٹکا مارا کہ سما منہ کے بھل  
 گرا چا ہا کہ ٹرپ کر نکلوں مگر شیرنگ کب مہلت دیتا ہو فوراً خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ  
 پاک اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سماے جادو و بود  
 مقام نے جو یہ آواز سنی غصے میں کانپنے لگا کہتا تھا یہ عیار بڑا زبردست ہو جھٹ پٹ  
 سماے جادو کو مار لیا بہمن نے کہا ایسا مقام تم اس سو دے میں نہ پڑو یہ عیار  
 بلاے روزگار ہن انکا جسے پیچھا کیا وہ آخر کو مارا گیا لہذا تم زیادہ کد و کوشش نہ کرو  
 مقام نے کہا میں جاتا ہوں گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہوں یہ کہہ کے مقام تلاش میں  
 شیرنگ کی چلا شیرنگ سماے جادو کو مار کر پھر درباغ پر پہونچا ساحر نیکر ٹہلنے لگا  
 مقام باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کیوں او ساحر ایک عیار دبلا پتلا ادھر سے گیا  
 تھا جسے سماے جادو کو مارا ساحر نقلی نے عرض کی حضور میں دیکھ رہا تھا اُسکو  
 عیار لگا کر لے گیا صحرا میں جا کر قتل کیا جب اُسکے مرنے کا ہنگامہ ہوا تب میں نے جا کر



ہوئی کمیزوں نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ چکار چکار کر گانا شروع کیے نظم

دواپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا	پر وہ اٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا
لیجا کے دام زلف میں مجھ کو پھنسا دیا	یا رب برا ہو اس دل خانہ خراب کا
میخانے پر وہ جھوم کے آئی ہو پھر گھٹا	ساقی پلا دے مجھ کو پیالہ شراب کا
رورو کے مین نے وقت اعمال و صورت	دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا
اب کیا کسی حسین سے دل پنا لگاؤ نہیں	افسوس ہو گزر گیا عالم شباب کا
آئی جو بے ثباتی دنیا براے سیر	استاد موج نے کیا خمیہ حساب کا
بے دام بلبلوں کو کر گیا اسیر کیا	صیاد نے جو عطر ملا ہو گلاب کا
زلفوں نے بڑھکے ڈھانپ لیا رویا کو	ٹوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا
دریا پر میکشی جو کر گیا وہ بحر حسن	حاضر کر لگی موج پیالہ حساب کا
او خضر میں نہ خواہش آب بقا کروں	مجھ کو مزہ ہو یا رکی جھوٹی شراب کا
روشن نہیں تصور گل میں یہ بلبلین	چمڑکاؤ ہر روش پہ کیا ہو گلاب کا
آیا نہیں ہو پھر کے ابھی تک وہ نامبر	اُس سے سوال کرنا ہو خط کے جواب کا
کائناتے پڑے ہوئے ہیں ہماری زبان میں	مشتاق ہو گلا ترے خنجر کی آب کا
کیونکر متائیں سب نہ مری چشم ترکہ خیر	عالم کی زندگی ہو بر سنا سحاب کا
پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر	سطوت بنا گدا جو در بو تر اے کا

یہاں تو ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا اب وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا  
آفتاب عالم تاب قلعہ مشرق سے نکل کر چرخ زبردی پر آیا اودھر مہلول وغیرہ جو سوکر  
اٹھے نگہبانوں نے اگر خبر دی کہ شب کو سکندر قید خانے سے غائب ہو گیا دونوں  
نے ہر کاروں کو بلایا حکم دیا کہ تلاش کرو مگر قنطور سنکر کانپ گیا کہنے لگا امی شہر بار بڑا  
غضب ہوا سکندر وہ ساحر ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہیں اب جس مقام پر بلایا گیا کیا آپ  
گرفتار کر سکیں گے مہلول اور مہلول نے کہا ہمارے پاس فوج بہت ہے گھیر کر اسکو  
گرفتار کر لیں گے قنطور خود بھی تلاش میں چلا قصاے کار طرف سے باغ سیہن عذار



تو کمان کی رہنے والی ہو اس صحرا میں آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی اور کہا  
 کہ او شہنشاہ سا حراں میرا شوہر جو اسی ڈھنڈھڑھار می ہو سارا مال و اسباب لیجا کر ہار دیا  
 اب چاہتا ہو کہ مجھ کو بھی ہار دے میں اپنی آبرو کی وجہ سے نکل آئی ہر چند کہ میں کسی کام کی  
 نہیں ہوں مگر شاید کوئی بندہ سا صری پسند کرے گھر لیے تو بیٹھی رہوں گی جتنا میں سہون گئی  
 تم مقام ان بھولی بھولی باتوں پر بیقرار ہو گیا کتنا ہوا جو جان جہان و او آرام دل عاشقان  
 تجھے سب پسند کرینگے میں ہر چند کہ ایک غریب فقیر آدمی ہوں مگر تیری خدمتگزار می ہوں  
 بدل و جان کرونگا اس نازنین نے کہا صاحب ایک مرد سے تو یہ گزری دوسرے  
 مرد سے نہیں معلوم کیا گزرے میں اس لایق نہیں ہوں کہ مجھے خدمت میں رکھیے  
 میرا شوہر جب شب کو پاس بلاتا تھا تب میں بھاگ کر دوسرے مکان میں چلی جاتی  
 تھی اسی جیلے میں کئی سال گزرے اب آخر کو وہ ہماری صورت سے بیزار ہو گیا اب  
 یہ خواہش رکھتا ہو کہ اسکو بیچ ڈالوں اسی خوف سے میں بھاگ نکلی دیکھو تو تقدیر کمان  
 لیجاے میں تو صرف اس لایق ہوں کہ مرد کے پائوں و باؤں اگر قبول کر لے تو بڑی  
 بات تم مقام ہنس رہا ہو پوچھتا ہو صاحب تمہارا نام کیا ہو اور تمہارے باپ کا نام کیا  
 ہو نازنین نے جواب دیا کہ صاحب میں پڑھی لکھی ہوں مجھے اپنے باپ کا نام نہیں یاد رہا  
 ایک رو ہوں تو بتاؤں مگر اتنا جانتی ہوں کہ میں تین سو چھبیس سے پیدا ہوں روز  
 شمار رکھتی تھی یہی میرے نام کے بھی عدد ہیں جنکے حروف میں بتاتی ہوں اول وال ہو  
 پھر لام ہو اسکے بعد نے ہو اور رے ہو اسکے آگے یے ہو اور بے ہو اسکو ملاو شاید کہ  
 کوئی بات نکل آئے تم مقام نے کہا یہ تو دلفریب ہو انا نازنین ٹھٹھا مار کر سہنی کہا لو  
 صاحب تنہے جوڑ لیا میں حرفوں کو ملا نہیں سکتی اب تک آخون جی نے ایسی ترکیب  
 نہیں بتائی کہ حرفوں کو ملا کر لفظ بنا لوں ان باتوں پر تم مقام اور زیادہ خوش ہوا  
 جی میں کہتا ہو بڑی بھولی عورت ہو بڑے لطیف سے اسکے ساتھ بسر ہوگی کیا ترے  
 کی باتیں ہیں نازنین تو تلتا تلتا کر یہ باتیں کر رہی ہو تم مقام اور زیادہ عرا جاتا ہو کتنا  
 ہوا و دلفریب میں جان و دل سے تیری خدمت کرونگا تکلیف نہ پہونچاؤنگا لیکن



ہر باغ اکلفت نہ کیوں رہے دلپر  
غیر جلتے ہیں صورت خورشید  
سکے مجنون کا حال وہ بولے  
چشم بد سے خدا بچاے انگین  
دم ہو آنکھوں میں اتبوا دیار  
اپنے عشاق سے وہ پوچھتے ہیں  
شعر سطوت کے دل سے سنتے ہیں

کھسی محبوب کی نشانی ہو  
مجھپے آنکی جو مسر بانی ہو  
منہیں دیکھا یہ سب کہا نی ہو  
خوب جوین پہ اب جوانی ہو  
بھکو صورت اگر دکھانی ہو  
کوئی دنیا میں میرا ثانی ہو  
شعرا کی یہ قدر دانی ہو

سکندر بھی پہلو میں سیمین عذار کے بیٹھے ہیں اختلاط ظاہری کر رہے ہیں ملک  
سیمین عذار سے کہدیا کہ ہمارے آقا کی یہ شریعت ہو کہ جب سحر سے توبہ کرو گی تب  
عقد ہو کر وصل ہو گا مگر اب تم محروم نہ رہو گی یہ باتین ہو رہی تھیں کہ چند کنیزین فوراً  
دوڑی ہوئی آئیں مگر نہایت بدحواس سکندر نے پوچھا ارے کیوں گھبراتی ہو  
کہا حضور بہلول و ملول دونوں بھائی اسی ہزار فوج لیکر آ پہونچے چار طرف  
سے باغ گھیر لیا ہوا اب یقین ہو کہ اندر گھس آئیں سکندر نے کہا کیوں گھبراتی ہو ملک  
رو نے لگین سکندر نے آنسو پونچھے کہا کہ احوال ام جان نہ گھبراؤ یہ جمعیت میرا کیا  
کر لیگی میں ابھی اپنے آقا کو خبر دیتا ہوں وہ فوراً تشریف لاوینگے اپنے ملازم کو اگر  
بچائیں گے یہ ککے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک مشنت پر نکالے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ظائر  
بنایا اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اوشہرہ دار باغ بہلول پر غلام گھر گیا ہو  
ہر چند کہ اُن سب کو شکست دے سکتا ہوں لیکن آپ سے امید ہو کہ سرفراز فرمائیے  
اس بلوے کو آ کر بیٹھائیے یہ نامہ لکھ کر ظائر کی گردن میں باندھا ظائر چپکار مار کر اڑتا  
ہوا چلا بہلول و ملول لشکر کو پیے ہوئے آواؤ فساد ہو رہے ہیں ادھر نور الدین  
بن بدیع الزمان بارگاہ میں فروکش ہیں کل رفقا گردنجم اختر شناس عرض کر رہا ہو  
حضور کو معلوم ہو کہ سکندر ثانی شکار گاہ سے غائب ہوئے علم ستارہ شناسی سے  
معلوم ہوا ہو کہ اس وقت کسی بلا میں مبتلا ہیں نور الدین نے فرمایا کہ اوشہرہ دار



شوہر کو ہر جگہ اختیار ہو تم مقام نے کہا ایسے مقام پر رکھوں کہ جہاں ہوا نہ جاسکے اسپر وہ  
 نازنین ہنسنی ہو کتنی ہو صاحب میرا شوہر بڑا پھلکیت ہو مکان میں پھانڈ پڑتا ہو اُسکے  
 نزدیک کیا بات ہو وہ دیکھو سامنے گنوار بیٹھا ہو نگوڑا سہنس رہا ہو اس طرح سے وہ  
 نازنین پھسلاتی بہلاتی لے چلی ایک مقام پر آکر نازنین نے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا  
 لٹھ کو صاف کر رہا ہو اس لٹھ سے کیونکر بچے گا تم مقام نے جھک کر کہا صاحب مجھے تو  
 نہیں معلوم ہوتا نازنین نے تالی بجا کر کہا ادھی انگمہوں کے آگے ناک سو مجھے کیا  
 خاک نگوڑے وہ سامنے دیکھ تم مقام نے جو انگمیلیوں کی باتیں نازنین سے سنیں  
 قہقہہ مار کر سہنا نازنین نے بھی سسکا کر کہا صاحب خواہ تمہیں سو جھے یا نہ سو جھے  
 ایسا سحر کر دو کہ زمین اُسکے پانوں سے خفام لے بھکو بڑا خیال ہو تم سحر کر ونگریہ پکار کر  
 کہہ دو کہ پانوں اُسکے زمین سے خفام لے یہ سنکر تم مقام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے  
 دانے نکالے انپر اسم سحر پڑھا طرف درختوں کے پھینکے اور یہ آواز دی کہ اے زمین  
 گنوار کو گرفتار کر لینا جیسے ہی یہ ککرا ماش کے دانے پھینکے اور منہ آدھر پھیرا فوراً  
 شیرنگ نے حلقہ ہائے کمنڈگلے میں ڈال دیے ایک جھٹکا مارا حلقہ کمنڈ پھی ہوا  
 تم مقام گر شیرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک فستہ پاک ہوا آندھی سیاہ اٹھی دینرنگ  
 ہوا چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من تم مقام جادو بود و مہمن نے زمین پر سر  
 دے مارا اور آواز دی کہ بار و تنے سنا تم مقام جادو میرا دوست بھی مارا گیا اب کیا  
 تدبیر کروں اور چند ساحر جو بیٹھے تھے باز و بط و قرقرے و طاؤس بن بنکر تلاش میں  
 شیرنگ کی چلے یہاں شیرنگ بن عمرو تم مقام کو مار کر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا  
 سوچ رہا ہو کہ اے شیرنگ اب کیا کروں آخر رنگ و روغن عیار ہی کا لگایا اور  
 تم مقام کی شکل بنکر تیار ہوا اب میرا کھڑا ہو کہ کیونکر باغ میں جاؤں کون سی  
 تدبیر کروں کہ آسمان سے آواز آئی اے تم مقام جادو تمکو زندہ و صبح و سالم دیکھا  
 قدرت کا شکر ادا کرتا ہوں مجھکو تو یہ یقین تھا کہ عیار و بن نے تمہارے دشمنوں کو  
 مار لیا شیرنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر مجھے کون مار سکتا ہو میرے قتل میں



<p>حقیقت کیا ہوائے سانسے یا قوتِ احمر کی نگہ مجھ سے پھری ہوئے سبب اس مہر انور کی محبت میرے دل کو ہو گئی ہو اس شکر کی صدائی جو میرے کان میں اللہ اکبر کی کہ تھا کچھ راستے کا پھیر کچھ گردشِ مقدر کی کبھی ہرگز نہ سختی ہو گی اُس پر روزِ محشر کی</p>	<p>نہایت خوشنما ہیں لعل لب ایجان جان تیرے کروں تدبیر کیا اسکی کہ ہو تقدیر گردشِ مین ہزار افسوس جو ہو بیوفا مشہور عالم میں شب وصل صنم دل ختام کر پچھلے پہر تڑپا یہ باعث تھا جو پہونچے بعد مدت کے ہم اس پر علی ابن ابی طالب کے جوہن دوست اور سطوت</p>
--	---

یہ اشعار جو اس نازنین نے سنائے ملول دیوانہ ہو گیا کئی ہزار جو انون کو ساتھ لیکر  
پلٹا لکارا کہ او بہلول مین نے اسبوجہ سے تجھ پر لشکر کشی کی تھی تو یہاں فوج لیکر کیوں  
آیا نہیں جانتا کہ یہاں بادشاہ عالیجاہ داخل ہیں تیری بیٹی پر عاشق ہوئے میری بیٹی  
کا مرتبہ بڑھ گیا یہ ککر لڑنے لگا کئی ہزار جو ان مار کر گرا دیے اب لوگوں نے یہ دیکھا کہ  
ملول فوج کو لیے ہوئے لڑ رہا ہو بہلول نے کئی سحر کیے لیکن ملول سیدھا نہ ہوا  
ارسطوے ثانی وہماے صر صر پوش در باغ پر اگر رک گئے سکندر ثانی نے جو  
زیادہ ہنگامہ سنا و ونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے پروردگار سے دعائیں مانگنے  
لگے کہ او کریم کار ساز و اور بے نیاز اسوقت پر نور اللہ ہر کو پہونچا دے نظم

<p>بندہ گر باشد بہ بند حرص بند ہر کہ برخاک تفرع سر نہاد بندہ صرف از بندگی حاصل کند این مسافر است در دنیا قیام پس چرا اندر تلاش مال و زر نیست جز صبر و قناعت در جهان حق ویر امید بر رویش کشاد سنگون شو سنگون شو سرنگون ہنہ ریا چہ بندہ سر و گیران</p>	<p>کی کند حاصل رہائی زمین کند در سران سر زمین شد سر بلند پایہ عالی مقام ارجمند چند لحظہ چند ساعت روز چند ہست سرگردان بہر لیت و بلند چارہ در و دل این در و مند شد ہر کار بندگی ہر کس کہ بند تا شوی مانند گردون سر بلند انچہ بہر خود نمیداری پسند</p>
--	---



دنیا میں آکے رنج اٹھائے ہزار ہا  
عشق تباہ میں غیرت ناقوس ہو گیا  
طفلی سے بھکواک گل تر کا جو عشق تھا  
مثل جس ہوں نالہ کنان ساتھ میں روان  
برسون ر لایا اُسکے عوض تو نے اوفلاک  
قتل ہر اک خوشی کا فراموش ہو گیا  
شرمندگی نہ ہو سگ و لدار سے کہیں  
جوش جنون میں چاک گریبان تو کر چکا  
قبلے سے مجھ مرہض کا منہ پھیر دے کوئی  
کیا جلد شعر کہنے میں سطوت ہوا، ہو دخل

لایا کہاں سے میرا مقتدر کہاں مجھے  
دن رات کوئی کام نہیں خرغان مجھے  
استاد نے دیا سبق بوستان مجھے  
ملجائے گر عدم کا کوئی کاروان مجھے  
اک روز وصل سے جو کیا شادمان مجھے  
ہر یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے  
بگھسے ہما چھپانے پڑے استخوان مجھے  
دامن کی پین اڑانی ابھی دھجیان مجھے  
آئیگا دیکھنے وہ بت بدگمان مجھے  
استاد مل گئے ہیں عجب مہربان مجھے

جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا تو شبیرنگ نے شراب میں بیوشی ملائی مگر بہمن  
بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہوا۔ اسکو سحر سے معلوم ہوا کہ یہ مقام نقلی ہو حقیقت میں مقام  
مارا گیا شبیرنگ جام ہاتھ میں لیکر بڑے ناز و کرشمہ سے سامنے بہمن کے آیا جام  
پیش کیا بہمن نے جام پر سحر کیا شراب نے جوش مارا چند قطرے چہرے پر شبیرنگ  
کے پڑے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا بہمن نے دیکھ کر کہا اومکار منم بہمن شعیبہ بابا  
دیکھ تیرا حال کھول لیا شبیرنگ نے چاہا کسی جادوگر کو مار کر بھاگون مگر زمین نے  
پانوں تنہا لیے تھے جست کی پھر اسی مقام پر گرا محفل میں تلخ ہوا کہ اموشہ نشاء سہرا  
کیا کہنا بہمن تیغ کھینچا اٹھا کہ شبیرنگ کو قتل کروں سب ساحر ہاتھ پانوں میں لپٹ گئے  
کتے تھے اوشہ ربار آپ اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے کتاب سوانحات میں صاف صاف  
لکھا ہو کہ جس زمین پر انکا خون گر گیا وہ زمین ویران ہو جائیگی اگر یہ باغ ویران ہو گا  
تو کوئی نقصان نہیں ہو مگر یہ بھی لکھا ہو کہ قاتل انکا زندہ نہ بچے گا اور ملازم بہت سے  
موجود ہیں جسکو حکم دیجیے گا وہ قتل کرے گا اب یہ جلسہ اسی طرح آراستہ رہنے دیجیے  
لیکن ملازموں کو حکم دیجیے کہ بیرون قلعہ میدان خون کی تیاری کریں صبح کو اسکو



<p>کھلا نہ آتش سوداے عشق کا پردہ تلاش پہنے ہزاروں ہی لشکر و نمین کی سُنین گے قصہ یوسف زبان سے آنکلی کہا جو شاعر و نر نے اسکو چمکے شیرین سنا ہو شور سگ کوے یا رجب پہنے و کھائی دیتی ہیں آنکھوں کو صوفیوں پر شب فراق میں بے چہرہ مستور یا ر کریگا کیا کوئی دنیا میں سرکشی آتش</p>	<p>وہ سو ہوا جو مرے مغز سے دھواں نکلا قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا کوئی ہماری طرف سے جو کار و ان نکلا کھلا پہن کہ اب اُسے ترا وہاں نکلا خوشی سے پوست کے باہر استخوان نکلا یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا ہوا ہو داغ مجھے چاند ہو جہاں نکلا یہ وہ مقام ہو جھبک کر کے آسمان نکلا</p>
<p>اس طرح سے چہکار چہکار کر طائر اشعار پر مہر ہے تھے ایک طائر کلان انہیں ہے اُنکر ساتنے بہلول کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے بہلول میں تیرا ہوا خواہ میں و اے ملول نا مدار یہ چند اشعار اور سن لے میان قمر مصنف کتاب ہذا ارشاد فرماتے ہیں نظم میں پاؤں بھسرو پا کس طرح وہاں کی خبر وہ دل میں رہتے ہیں پرورد دل سے کاظمین لحد بین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا</p>	<p>چمبیرون کو نہ اے دل ملی جہاں کی خبر یہ کیا غضب ہو مکین کو نہیں مکان کی خبر مکین کو خاک نہیں اپنے اب مکان کی خبر</p>
<p>یہ اشعار سنکر ملول غمگین آیا اب پکار کر آواز دی کہ اے برادر بجان برابر میں آپ کا تو تا بعد ارہون مگر یہ نہیں چاہتا کہ شہنشاہ سکندر کے واسطے کسی طرح کی حقارت ہو کہ اندر سے باغ کے دھڑو کے کی شیر کے آواز آئی دیکھا سب نے کہ سکندر ثانی تاج زر بین سر پر یہ قہر و غضب تمام باغ سے نکلا لٹکا رہا ہوا کہ او ملول و بہلول کیا بھگو بے وارث سمجھا تھا دیکھا تو نے کہ آقاے نا مدار آہو بچے کیسی کیسی شانہ رویا مصر و جنگ ہیں بقرا طالعون کیسا بھاگا بھاگا پھر رہا ہو نغمہ سکندر سے بہلول و ملول گھبراے پشت پر سے آکر نجم نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی قنطور جو بہلول میں بہلول کے بیٹھا تھا اس طرح کا جھوٹا ہوا کا چلا کہ اسکا منہ مجلس گیا گھبرا کر تخت سے کودا جب نجم نے دیکھا کہ قنطور تخت سے کود پڑا آواز دی کہ اے قنطور فوراً اسطرح آتے</p>	<p>یہ اشعار سنکر ملول غمگین آیا اب پکار کر آواز دی کہ اے برادر بجان برابر میں آپ کا تو تا بعد ارہون مگر یہ نہیں چاہتا کہ شہنشاہ سکندر کے واسطے کسی طرح کی حقارت ہو کہ اندر سے باغ کے دھڑو کے کی شیر کے آواز آئی دیکھا سب نے کہ سکندر ثانی تاج زر بین سر پر یہ قہر و غضب تمام باغ سے نکلا لٹکا رہا ہوا کہ او ملول و بہلول کیا بھگو بے وارث سمجھا تھا دیکھا تو نے کہ آقاے نا مدار آہو بچے کیسی کیسی شانہ رویا مصر و جنگ ہیں بقرا طالعون کیسا بھاگا بھاگا پھر رہا ہو نغمہ سکندر سے بہلول و ملول گھبراے پشت پر سے آکر نجم نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی قنطور جو بہلول میں بہلول کے بیٹھا تھا اس طرح کا جھوٹا ہوا کا چلا کہ اسکا منہ مجلس گیا گھبرا کر تخت سے کودا جب نجم نے دیکھا کہ قنطور تخت سے کود پڑا آواز دی کہ اے قنطور فوراً اسطرح آتے</p>



تماشہ دیکھتے جاتے ہیں یہ خبر وحشت اثر شک نور الدین نے حکم دیا کہ مرکب ہار اتیا  
 کر کے لاؤ سکندر اپنی کہی سے اٹھے کہا اوشہریار یہ غلام آپ کا کافی ہو نجم نے کہا  
 میں بھی جاؤنگا اور سطوے ثانی نے کہا میں چھڑاؤنگا شعلہ جوالہ بھڑک کر اٹھی  
 کہا اوشہریار بڑا قلق یہ ہو کہ ہمارے مرصع پوش گرفتار ہو اور ہم یہاں بیٹھے رہیں  
 سب شانہرا دیان اپنے اپنے مقام سے اٹھیں شور کر یہ و زار دیار بلند ہو اور ایک  
 کا قول تھا کہ ہم ہمارے مرصع پوش کے واسطے اپنی جان دینگے سب سے زیادہ  
 یہ قلق ہو کہ ہم لوگوں کا معین و مددگار شیرنگ نامدار اگر خدا نخواستہ قتل ہو گیا  
 تو ہم لوگ کیا کریں گے کہیں کی خبر نہ پاؤں گے نور الدین فوراً سوار ہوئے سکندر  
 ہنس پر سوار ہو کر چلے پنجم اختر شناس ایک عقاب سحر پر سوار ہوا اور سطو ایک  
 باز بلند پرواز پر سوار ہوئے سب شانہرا دیان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر بازو ابط  
 و قرقرے پر سوار ہو گئے سب سے زیادہ شعلہ جوالہ کو قلق ہو انکھوں سے آنسو  
 پڑے ہیں کتنی ہو صاحبو میں اپنی جان دوں گی اگر خدا نخواستہ ہمارے مرصع پوش کا  
 موے جسم میلا ہو تو ہم اپنی جان دینگے اس ساز و سامان سے یہ سب لوگ چلے  
 بعد ان سب کے جانے کے کل لشکر تیار ہوا اطماس سب کو لیکر چلا یہاں کافرون  
 میں رات بھر محفل عیش و جمش رہی جب صدا سے مرغ سحر بولنے ہوئی اور ستارہ  
 عمری آسمان پر چمکا جلا و سیارگان قلعہ مشرق سے تیزی دکھاتا ہوا شمشیر ضیا و  
 شعاع کو چمکاتا ہوا میدان چرخ زبرجادی میں آیا تو ملکہ زرنکار نے آکر جہن سے  
 اطلاع کی کہ حضور میدان خونی تیار ہو جلا و ان خرس طینت میمون خصلت غولہا پے  
 باد یہ ضلالت تیار ہیں وارین استاد ہیں جہن نے کہا یا رویہ بتاؤ کہ ہمارے مرصع پوش  
 مجھے راضی ہوئی یا نہیں میں چاہتا ہوں عیار کو قتل کروں معشوق کو بچار کھوں  
 اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤں اگر ایسا نہ ہوتا تو میں یہ سامان کاسے کو کرتا  
 زرنکار نے کہا کنیز نے رات بھر ہمارے مرصع پوش کو سمجھایا مگر وہ نہیں بتی  
 اسکا یہی قول ہو کہ مجھ کو شیرنگ سے پہلے قتل کر دہوں نے کہا اسکو میرے ساتھ



دربار آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے کل سرداران  
نور الدہر آکر کرسیوں پر بیٹھے ایک جانب بہلول دوسری طرف ہمارے مرصع پوش  
آکے بیٹھے جب اس لطف سے دربار آراستہ ہو چکا تو مطربان خوش آواز نے بعد سوز و  
گداز یہ اشعار گانا شروع کیے نظر ہم

رات آئی تری فرقت میں جو ایوار گھٹا چاہیے پانی کے بدلے ہو شرر بار گھٹا جائے شبنم یہ بے اشک مری حالت پر ہجر میں بجلی کی تلواریں دکھاتی ہو مجھے جانب رحمت حق و صیان ہو بس رند و کا ہوش بدستونکے جاتے ہیں پلے استقبال اکو پری رو ہو ترے کان کی بجلی بجلی روئے روشن ہو وہی ہو گئی گوزلف و راز بیٹھ کر سایہ دیوار میں رو یا ہوں جو میں چکے چکے ہمیں رو رو کے بہاتے ہیں شک کل گھٹا دیکھ کے فرقت میں جو میں رونے لگا قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہو اپنی زلف اُسے چھپائی جو میں گریاں پہنچا	میری آنکھوں کی طرح ہو گئی خونبار گھٹا رو و آہ و دل سوز ان ہو دھواں دھواں گھٹا بن گئی ہو شب فرقت کی شب تار گھٹا آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا شاد ہو جاتے ہیں کیا دیکھ کے میخوار گھٹا جانی ہو لو طرف خانہ غمت ر گھٹا نظر آتے ہیں ترے گیسو خمدار گھٹا ٹرھگئی رات نگر و ن نہین زہناں گھٹا بن گیا آج تر اسایہ دیوار گھٹا کب برستی سے جو چلاتی ہو سوار گھٹا روئی اور بھاگنے پر ہو گئی نیاں گھٹا کیا بھلا گلشن تصویر کو رو کاں گھٹا جیسے چھپ جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں مار گھٹا
---	---

بہلول نے جو گانا سنا بیٹھے بیٹھے مہوت ہو گیا ملک ہمارے مرصع پوش کوتا کا اٹھکے  
قریب آیا کہا اے ملک عالم ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض کروں گا ملک ہمارے مرصع پوش  
صاف باطن ساتھ بہلول کے چلی ائیں گوشے میں لا کر بہلول نے خالص ان نکالا  
کہا گلوری نوش فرمائیے ہمارے گلوری کھائی کھاتے ہی بیوش ہو کر گری بہلول نے  
ہمارے مرصع پوش کو پنجے میں دبایا پر پرواز پیدا کر کے طرف قلعہ زرنگار کے چلا  
یہاں ملک زرنگار خاطر میں بہمن شعبہ ہاں کی مصروف ہو کر ہو کر ہو کر



جہاں آرا جری بہادر صفت شکن تیغ زن جس ملک میں پہنچے اُسے اسلام آباد کیا ان  
 شاہرا دیون نے اسوجہ سے طلسم کشا سے محبت کی ہو کہ بعد فتح طلسم ہم سب حاکم ہونگے  
 اور حقیقت میں ان شاہرا دیون نے بڑے کارہائے نمایاں کیے بقرا طے نے انپر کیے  
 کیے دباؤ ڈالے مگر کسی کا آجتک قدم نہیں ہٹا جو زبان سے کہا وہی کہے گئیں مگر اب  
 اسوقت دیکھو کہ قفس میں بند ہو مگر واسطے طلسم کشا کے در و منذ ہو مگر یار وہ یہ بھی یقین  
 جانو کہ اگر طلسم کشا نے گا تو فوراً آویگا وہ خونریزی ہوگی کہ ہم لوگوں کو بھاگنے کا راستہ  
 نہ ملے گا یہ من نے کہا اور رنگار یہ خیال خام اور قصور نامقام دل سے دودھ کھوا لیا  
 راستہ بند کروں کہ طلسم کشا کو قدم بڑھانا مشکل پڑے میں کیا کسی سحر و شعبد سے میں  
 عاجز ہوں جتنے عجائب و غرائب اس طلسم میں تھے وہ سب میری ذات سے بنے جس  
 ساحر نے ارادہ کیا کہ ان شعبدوں کو درہم و برہم کرے صحرا میں آیا اور پاتوں پھنسا  
 یہ کیکے حکم دیا کہ ہمارے مرصع پوش کو دار پر لٹکا دو ہمارے افسوس کرتا ہوں کہ ایسی  
 معشوقہ قتل ہوتی ہو میرے کلیجے پر چھری چلتی ہو **طلسم**

ہمارے حال کی اور جان کچھ خبر بھی ہو  
 غضب ہو دل کے سوا جان کا ضرر بھی ہو  
 عدم میں جا کے کھلایا رکے کمر بھی ہو  
 جو رنگ زرد ہو چہرے کا چشم تر بھی ہو  
 مجھے بتائیے ایسا کوئی بشر بھی ہو  
 کہ ہونٹ خشک ہیں گرمی سے درد بھی ہو  
 کہ خاک اڑتی ہو لو بھی ہو دو پہر بھی ہو  
 کہ ایک جا پہ بیان شام بھی سحر بھی ہو  
 کہ دم لبوں پہ ہو دنیا سے اب سفر بھی ہو  
 رفیق ایک اُدھر ہو تو ایک ادھر بھی ہو  
 اگر بتوں کا خطر ہو خدا کا ڈر بھی ہو

جگر میں تیس پیش دل میں درد بھی ہو  
 قدم رکھے نہ کوئی کوچہ محبت میں +  
 بیان رہر تو سمجھا کیا میں ناپیدا  
 وہ مجھے پوچھتے ہیں کیا کسی پہ عاشق ہو  
 حال آپ کا دل سے نہ ہو پسند جسے  
 تپ فراق نے یہ حال کر دیا میرا  
 خدا کے واسطے گھر سے نہ میرے جاؤ ابھی  
 تمہارے گیسو و رخ بھی طلسم ہیں کوئی  
 جو دیکھنا ہو مجھے آکے دیکھ جا اریار  
 جو حسن انکی طرف ہو تو عشق میری طرف  
 ضرور دیر سے ہو کر حرم میں جاتا ہوں



شیرنگ کو لے اڑی شیرنگ حیران ہو کہ کس آفت میں پھنسا بلندی پر جا کر اس ضعیف نے آواز دی کہ منم فرقت جاو شیرنگ کو لیے ہوے جاتی ہو راہ میں ایک ساحر حبیب بالا سے کوہ بیٹھا تھا کہ صحرا نور و اسکا نام ہوا نے بالا سے کوہ سے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جاو گر نی ایک ساحر کو لیے جاتی ہو وجہ یہ ہو کہ شیرنگ ساحر کی صورت بنا تھا اسی صورت پر گرفتار ہوا ساحر نے اٹھا کر ایک گولہ مار دیا کہ فرقت قتل ہوئی اندھیرا ہو گیا شیرنگ سامنے صحرا نور د کے گرا صحرا نور و نے چاہا پوچھون کہ کون ہو شیرنگ نے اٹھتے ہی آواز دی سے ہمیشہ دل برے سجان مبارک باشد + صحرا نور و سمجھا کہ یہ گویا ہوا نے کچھ خطا کی ہوگی اسی پر ساحرہ لیے جاتی تھی پوچھا کیون او گوئیے یہ تجھ کو کہاں لیے جاتی تھی شیرنگ نے کہا رات بھر بھرا کیا صبح کو ایک چوٹی دیتی تھی میں نے اٹکار کیا مجھ کو یہ کہہ کر لے چلی تھی کہ تجھ کو قتل کر دنگی آپ نے بچا لیا مگر ہم لوگ تو دعا کرتے ہیں کہ شادی کا سامان ہو تو ہم لوگ بلاے جائیں رنج و ملال کے جو یا نہیں ہکو آزار پہونچا یا خداوند نے کیسی سزا دی کہ تمہارے ہاتھ سے قتل ہوئی صحرا نور و نے حکم دیا کچھ گانا ہم کو سناؤ شیرنگ نے کہا ساز تو کہیں گر گئے لیکن کچھ چند اشعار زبانی سناتا ہوں آپ واقف کار معلوم ہوتے ہیں آپ کو زیادہ لطف ملیگا یہ کہ شیرنگ نے یہ آواز بلند یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے نظم

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر پروانہ ہو یا پھول ہو یا شیشہ محو مستی ہو تری اویم خوبی تو وہین ہو پروہ نہ اٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا اویلیل و پروانہ و قمری و سمندر	سختی کہیں پیدا نہ کرے دل کے برابر جو چیز کہ نازک ہو وہ ہو دل کے برابر جلسہ یہ عجمے گالپ ساحل کے برابر جمونکا بھی نہ آیا کوئی محل کے برابر تڑپو تو مری فاختہ دل کے برابر
--	---

شیرنگ نے اس لطف سے یہ اشعار گائے کہ صحرا نور و بہت خوش ہوا کہا اویمیان گویے صاحب تمہارا نام کیا ہو شیرنگ نے کہاناں و راز خان میرا نام ہوا دین تان توڑ خان کا نواسہ ہوں جس مقام پر گائون زمین ہلاوون میرے نانا مشہور و



تھا کہ سینے پر ان دونوں کے پڑیں ہمارے صرصر پوش نے آنکھیں بند کر لیں مگر تیر  
جو پہونچے تھے وہ جا کر پٹے جن لوگوں نے تیر پھینکے تھے انکے سینوں پر اگر پڑے  
توڑ کر لپٹ کر پار گزرے مہمن نے اپنے کو بچا یا مگر چلاتا تھا کہ یا رویہ کیا شعبہ ہوا  
کنے خطا کی کہ تیر اٹے پٹے یہ تو کسی بڑے کامل کا سحر ہو چاہا دوسرا تیر پیوست کروں  
کہ نرے کی آواز آئی کہ باشیداؤ کا فران بچیا و اونا بکار ان پر دغا منم سکندر ثانی  
سب نے دیکھا سکندر بالائے ہوا سے اتر اہمن نے کئی سحر کیے کہ سکندر کو قریب  
دار کے نہ جانے دون مگر سکندر چھوٹا ہوا قریب دار کے پہونچا ہمارے جو سکندر  
کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئی چکار کر کہا اوشہنشاہ ساحران خوب وقت پر پہونچے  
سکندر نے زبان سے سوزن نکالی ہمارے صرصر پوش تو آمادہ بیٹھی تھی جیسے ہی زبان  
سے سوزن نکلی قفس تڑپ کر توڑ ڈالا قفس سے نکلتے ہی بلند ہوئی موتیوں کا مالا گلے  
سے اتار کر پھینک مارا کئی ہزار جاو و گر بیقرار ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک کی  
زبان پر یہ اشعار جاری تھے **نظم**

بجائے فائدہ کرنے لگے ضرر تعویذ  
کبھی نہ کھوئیگا عاشق کا درد و سر تعویذ  
ہزار دن نقش لکھے حب کے بیشتر تعویذ  
جلدائے چنے ہزار دن ہی آگ پر تعویذ  
جو ایک دن بھی دکھائے کہیں اثر تعویذ  
جڑاؤ دیکھ لے سر پر ترے اگر تعویذ  
چمن میں جاؤ تو بازو پہ بازو دھکے تعویذ  
کہ دفع کرتے ہیں ہر ایک کی نظر تعویذ  
جو دیکھ پائے ترے سر کا او قمر تعویذ  
مغیب ہو گا نہ گنڈا نہ کارگر تعویذ  
ضرور چاہیے سطوت و مہم سفر تعویذ

ہوے ہیں عشق پر پروین بے اثر تعویذ  
مرض ہو عشق کا بیفائدہ ہو ہر تعویذ  
ہو انہ خاک اثر دل میں اس پر پرو کے  
ہمارے آتش دل سے ہوئے نہ وہ آگاہ  
نصیب وصل ہو مطلب مرا نکل آئے  
فلک کی آنکھوں سے گر جائے نوز تار و کا  
نظر لگے گی نہ ان آنکھوں پر نرگس کی  
تم اپنے بازو و تیر بازو دھکے ہمارے خط  
فلک ضرور تصدق کرے ستاروں کو  
مرض ہو عشق کا ہرگز نہ ہوگی مجھ کو شفا  
جواب نامہ پہ اسمائے پنجتن ہوں رقم



آئی بہار باغ میں ہیں مست بلبلیں  
طاقت نہیں نہ بان میں بیان اسکو کیا کریں  
مانند صبح اپنا گریبان کروں گا چاک  
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے  
بعد فنا بھی اُسے شگفتہ کیا نہ دل  
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے  
آیا نہ پھر کے کوچہ و لہار سے کبھی  
آئیگا قدسیوں کی عبادت میں بھی خلل  
لا کر تنفس میں قید جو صتیا نے کیا  
سطوت ہیں اس زمانے کے معشوق ہونا

جام شراب دے مجھے ساتی کدھر گیا  
جو ہم پہ تیرے پھر میں صد مہ گزر گیا  
تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا  
وہ صحبتیں گئیں وہ زمانہ گزر گیا  
وہ چار پھول آکے نہ تربت پہ دھر گیا  
خون گلو سے دامن شمشیر بھر گیا  
خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ برگیا  
میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا  
آخر پھر تک کے بلبس نا شاد مر گیا  
دل میرا وہ فریب سے لیکر صکر گیا

شیرنگ نے اس لطف سے یہ اشعار گائے کہ بہمن خوش ہو گیا شیرنگ نے عرض  
کی کہ حضور شراب منگائیں ایک دو رہیں یہ نازنین مست ہو جائیگی بہمن نے حکم دیا  
کہ شراب لاؤ گلا بیان لا کر سامنے رکھی گئیں شیرنگ نے اکٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی  
اور وہ کیا کہ بہمن کو پلاؤں کل محفل کو بھی پلا کر بیہوش کروں ہمارے مرصع پوش کو  
لے نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا ساحروں کو خبر پہونچی ہو کہ بہمن قلعہ زرنگارہ پر آیا  
تو ساحر برائے ملاقات آتے ہیں کہ تم مقام جادو تخت پر سوار آکر پہونچا بہمن سے  
ملاقات کی پوچھا کہ یہ گویا کون ہو کہ انتظام شراب کر رہا ہو بہمن نے کہا اؤ تم مقام  
ایک ساحرہ اسکو لیے جاتی تھی صحرانورد نے اس سے چھینا ہو یہ سکر مقام نے  
قریب بلایا کہا ارے تیرا کیا نام ہو تیری صورت سے مکاری برستی ہو شیرنگ نے  
کہا اؤ شہنشاہ ساحران میرا مکر ظاہر ہو رہا ہے ہم دہائیں دینے لگیں گے  
اور ایک جام میرے ہاتھ سے پیچھے تم مقام نے کہا لا جام پلا شیرنگ نے جام  
بھر کر بلا تکلف تم مقام کو دیا جیسے ہی جام ہاتھ میں تم مقام کے آیا تم مقام نے کچھ  
پڑھ کر جام پر پہونکا شراب نے جوش مارا اور شعلہ نیکر اڑ گئی تم مقام نے چاہا کہ بہمن



مگر نور الدہر تعاقب مہمن کا نہیں چھوڑتے زرننگار جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا چھپا مہمن کا  
 نہیں چھوڑتے بڑھکر اسے سحر کیا کہ طلسم کشا پر آگ برسنے لگی طلسم کشا نے لوح کو چمکایا سب آگ  
 بر طرف ہو گئی مہمن نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اس زرننگار کس پر سحر کرتا ہو اُنکے  
 پاس تحفہ جات موجود ہیں اپنی سحر تاثیر نہیں کرتا، سو دیکھے انجام کیا ہوا اپنی جان بچا قریب طلسم کشا  
 کے نہ جا ورنہ جان نہ بچے گی دیکھ برق شمشیر چمک رہی ہو کیسے کیسے ساحر و ن نے قصد کیا لیکن اس  
 جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا، یہ اسکا اقبال ہو کہ کیسی کیسی شاہزادیاں اس پر عاشق ہوئیں اور سب  
 اسکی ہمراہی میں سحر کر رہی ہیں زرننگار نے کہا اسی برادر آخر اس جنگ کو کیوں کر روکوں افسر جو کہ  
 خاموش کھڑا رہوں مہمن نے کہا جو ہمارا کام ہو وہ کرتے ہیں مگر طلسم کشا سے دیکھیے جان کیونکر  
 بچتی ہو وہ شیر دل لڑ رہا ہو کیسے کیسے پہلوان مقابلہ میں گئے مگر کوئی کچھ نہ کر سکا یہ دونوں آپس میں  
 باتیں کرتے ہوئے جاتے تھے کہ سکندر ثانی نے زرننگار کو ٹوکا اور لکارا کہ اوجھیا تو نے  
 کیا سمجھ کے مہمن کو دامن میں پناہ دی چاہتا ہو کہ طلسم کشا کو روکوں ارے بڑے بڑے پہلوان  
 کو بلا بقرا طشانی جبکہ بھروسے پر تم سب ہو اسکو طلب کرو وہ آکے کچھ کہاں دکھائے کئی مرتبہ آیا مگر  
 بھاگا بھاگا پھرتا ہوا بقتضی شہت پہل پہنچنے کے سامان ہو رہے ہیں ساحر اپنے اپنے اعمال  
 پر رو رہے ہیں زرننگار نے پلٹ کر سکندر پر سحر کیا سکندر نے شکار جو الہ کو اشارہ کیا شکار جو الہ  
 نے بڑھکر پھولوں کا بار گلے سے اتارا طرف زرننگار کے پھینک مارا سکندر نے بھی اس سحر  
 میں مدد کی کچھ ہونٹہ ہلائے کہ زرننگار چھوٹے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دیوانہ وار اور  
 وحشی مثال طرف پہاڑ کے بھاگا قلم

<p>رہبہ گشتا ہلال کا سارے جہان میں          جام شراب جلد پلا بھر کے سا قیا          مانند سرو سبز ہوا ہاتھ میں قلم          خون پی کے غیر رشک سے رہ جائیں جان جان          اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا          کیا چرخ پر عیان شب اول ہوا ماہ نو</p>	<p>اُس مہ نے اپنی سونے کی بھلی جو کا نہیں          کانٹے پڑے ہوئے ہیں ہماری زبان میں          مصرع لکھا جو اُس قدموزون کی شان میں          جیو گلوریاں جو مجھے خا صداں میں          بختا ہو کیا خدا نے اثر آستان میں          بھلی عروس شام نے پہنی ہو کان میں</p>
---	--



دیکھا لاشہ دیکھ کر معلوم ہوا کہ سما کے جاو مارا گیا اگر آپ فرمائیے تو بین تلاش کروں  
 قہ مقام نے کہا میں یہ فکر کرونگا کہ جو راہ سے نکلے اُسے گرفتار کر کے قید کروں وہ بھی  
 آخر گرفتار ہو ہی جائیگا ساحر نے کہا اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوگی میرے ساتھ چلیے میں  
 تلاش کروں قہ مقام ساتھ ہوا جنگل میں آکر ایک کھیت پر دیکھا کہ ایک گنوار پانی  
 بھر رہا تھا شبنم نے کہا وہ دیکھیے سامنے ایک شخص کھڑا پانی بھر رہا ہو اُسکو جا کر  
 گرفتار کرو شاید وہی عیار ہو قہ مقام نے سحر کیا وہ بے گناہ منہ کے بھل گرا قہ مقام نے  
 گرفتار کر کے اُسکا منہ ہاتھ دھلا یا جب ثابت ہوا کہ یہ شخص گنوار ہو تب اُسکو چھوڑا  
 اسی طرح کئی آدمیوں کو گرفتار کیا ایک دو کو بے خطا مار بھی ڈالا شبنم بتاتا  
 پھرتا ہو قہ مقام گرفتار کر لیتا ہو جب دو گھری کامل گذری تو قہ مقام نے گھبرا کر کہا اے  
 عیار کا پتہ نہ ملے گا وہ بھاگ کر نکلیا شبنم نے کہا آپ زیر درخت ٹھہریے میں  
 تلاش کروں قہ مقام ایک نخل کے سایے میں بیٹھا شبنم ایک گوشے میں جا کر  
 ایک نازنین کی شکل بنا اور یہ اشعار گاتا ہوا سامنے قہ مقام کے آیا نظم

رفتہ رفتہ وہ سہی بالا ہوا جائے گا  
 گور اگور اجسم نازک سانولا ہوا جائے گا  
 جو مراز و بدن ہو وہ گلا ہوا جائے گا  
 گرگ دیکھے گا تو کست باؤلا ہوا جائے گا  
 یہ معطر موتیوں کا پر تلا ہوا جائے گا  
 ثابت اپنے عالم دل عین خلا ہوا جائے گا  
 دھوپ کی شدت سے آہو سانولا ہوا جائے گا  
 تنگ مرغان سحر کا حوصلہ ہوا جائے گا  
 پھر وہی میرے جنون کا دولا ہوا جائے گا  
 شائع اُسکا بادشاہ کر بلا ہوا جائے گا

عالم بالا بھی تجھ پر مبتلا ہو جائے گا  
 دھوپ تو کیا چاندنی پڑ جائیگی تجھ پر اگر  
 زنج کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گے  
 تو وہ یوسف ہو کہ تجھ پر کیا بشر و یوانے ہیں  
 موتیے کا ہار کر دے گا پسینہ آپ کا  
 ہویوں ہی ترک ہوا ہمو اگر امو فلسفی  
 گرمی رخسار سے پیار ہوگی چشم یا ر  
 وصل کی شب ہو چکی بس میری خاطر تا کجا  
 کبھی تخفیف ہو طیبہ فصل گل آنے تو دو  
 فکر کرے اپنی ناسخ کا نہ غم کھسا و اعظا

اس طرح کے اشعار جو سامنے قہ مقام کے گائے قہ مقام متوجہ ہوا پوچھا اے نازنین



جو پہلوان سامنے آیا علت شمشیر آبدار ہو اکی پہلوان کو سامنے بہمن کے قتل کیا بہمن ناچار ہو کر  
 سامنے نورالدہر کے پہونچا خوب آگ بر سائی مگر نورالدہر نے لوح کو چمکا یا سب سحر بر طرف  
 ہوئے اُن سحر و ن کا بر طرف ہونا تھا کہ بہمن تلوار کھینچ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر نورالدہر  
 لوح چمکا رہے ہیں ہر چند کہ آگ برس رہی ہو مگر نورالدہر ہر پرتاثر نہیں ہوتی بخوبی حفاظت  
 میں ہیں لوح طلسمی گلے میں ہوا اور لوح محفوظ ایک جانب چمک رہی ہو زرہ طلسمی زیب جسم نشیت  
 مرکب طلسمی پر سوار ہیں تینہ طلسمی ہاتھ میں ہو کیونکہ سحر تاثیر کرے سب چیزیں حفاظت کر رہی ہیں  
 بہمن سحر کر کے ناچار ہوا نورالدہر قریب بہمن کے پہونچے بہمن نے چاہا کہ اپنے کو گرا دون  
 پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں گرتے ہی شانوں پر دو پر پیدا ہوئے تڑپ کر بلند ہوا سکندر  
 نے پکار کر آواز دی کہ احو شہر یا یہ جانے نہ پائے اگر یہ بجیا نکل جائیگا تو آفت بر پا کر یگا نورالدہر  
 نے کان کیا فی کاندھے سے اتاری اور تین پھال کا تیر سحر کمان میں پوست کیا سینہ پر کینٹ  
 بہمن پر تیر مار دیا ہر چند بہمن نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤں مگر وہ تیر قضا تھا کب خطا کرتا بہمن  
 کے سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ بہمن کا چرخ مار کے زمین پر گرا ساحرون نے دیکھا  
 کہ افسر اعلیٰ مارا گیا فریاد کرنے لگے ہر ایک کی زبان پر صدائے الامان تھی افسران فوج  
 رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے سکندر نے سب کی خطا معاف کی لکھا ہو کہ تین لاکھ ساحر  
 ساکنان قلعہ زرنکارہ دائرہ اسلام میں آئے نورالدہر لڑائی فتح کر کے قلعہ زرنکارہ میں  
 آئے کل فوج بیرون قلعہ اُتری جشن ہونے لگا شاہزادیاں اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھیں اور  
 ہمارے مرصع پوش سب سے ملی سب مبارکباد دیتے تھے کہ احو ملک عالم قید میں بڑے مددے  
 اٹھائے ہمارے مرصع پوش نے سب کیفیتیں بیان کیں کہ بہمن نجیر عاشق تھا طالب وصل ہوا  
 گر میں نے جان دینا قبول کیا خدا نے اُس ظالم کے ہاتھ سے عصمت کو بچا یا سب شاہزادیاں  
 فریقین کر رہی ہیں کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا مقام صدر پر آکر بیٹھے نازنینان محبت جو جو مشتاق  
 طلسم کشا تھیں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

قتل کر کے مجھے نادم مرے ادھر کیوں ہو  
 غیر کے ساتھ تم آتے مرے گھر پر کیوں ہو

قتل کر کے مجھے نادم مرے ادھر کیوں ہو  
 غیر کے ساتھ تم آتے مرے گھر پر کیوں ہو



میرے محلے کی عورتیں بدکار ہیں اُسے نہ ملنا جو اُسے ملا وہ بدنام ہوا لہذا میں اب  
یہ چاہتا ہوں کہ تجھ کو بہ احتیاط اپنے گھر میں رکھوں ہمارا محلہ بہت آباد ہو مگر عورتیں خراب  
مرد لا جواب نازنین نے کہا صاحب میں مردوں سے تو ضرور ملو نگئی عورتوں سے بات  
نہ کرو نگئی لیکن ایک مصیبت گذری ہو کہ ایک نگوڑا گنوار موٹا مسٹنڈا گٹھڑے کی  
دھوٹی باندھے ہوئے سامنے سے آیا مجھ کو دیکھ کر آٹ آٹ کرنے لگا میں نے کہا  
کیوں صاحب تم کو کیا ہوا تب اُسے کہا فوراً کنارے جنگل میں چلو جب مجھ کو کنارے  
لے گیا ہاتھ بڑھا کر سینے پر رکھنے لگا میں نے کہا اپنی کیوں ہاتھ بڑھاتے ہو ان میں  
دو دھڑنیں ہو مگر اُس نگوڑے نے نہ مانا اس زور سے ہاتھ رکھا کہ نیل پڑ گیا جب  
تم کو آتے ہوئے دیکھا تو بھاگ کر درختوں میں چھپا ہو پہلے چل کر اُس کو قتل کر لو تب  
مجھ کو آرام آئے تم مقام نے کہا میرے سامنے ایک شخص کی کیا حقیقت ہو ایک سحر  
میں دیوانہ کر دوں اگر نہرا دو نہرا سے مقابلہ کروں تو لاشوں سے میدان بھر دے  
میں نے آکر مہمن کو بچایا ورنہ عیار نے چاہا تھا کہ دھوکا دیکر اُن کو شراب پلائے  
نازنین نے گھبرا کر کہا صاحب عیار کسے کہتے ہیں تم مقام سوچا کہ یہ عورت بے وقوف  
ہو یہ عیار کو کیا جانے کہا صاحب مکار و غدار کو عیار کہتے ہیں اُنکا شبوہ یہی ہو کہ ہر  
مکان میں جانا بندگان سامری و جمشید کو دھوکا دینا صد ہا ساحر اُنکے ہاتھ سے  
مارا گیا میں نے اپنے کو بچایا نازنین نے کہا صاحب ایسا نہ ہو کہ مجھ کو مار ڈالے  
پھر ہم کیونکر زندہ بچیں گے تم مقام نے کہا تمہارے پاس نہیں آسکتا چلو میں چل کر  
تلاش کر کے اُس گنوار کو مار لوں کہ جسے تم کو ستایا شبیرنگ بہ صورت نازنین اپنے  
ساتھ تم مقام کو لپیلا جا بجاتا جاتا ہوا اس درخت سے اُس گنوار نے لٹھ توڑا تھا  
مجھے دکھا کر ڈراتا تھا مگر سامری و جمشید نے مجھ کو بچا لیا ورنہ میری آبرو میں فرق  
آتا تم مقام کہتا ہوا اب ہم تمہارے ساتھ ہیں کیا مجال ہو کہ جو تم کو کوئی تکلیف پہنچے  
نازنین نے کہا کیا مضائقہ ہو مگر مجھے اُس جواری سے بچانا محلہ وایان کہتی ہیں شوہر  
تمہارا جسکے گھر میں سن پائے گا اُسکے گھر میں گھس جائیگا تم کو اُسکو دے دو تو تم کو سزا دیکھا



سب جل گئے اب جو ہم لوگوں نے دیکھا تو وہ صحرا سنسان ہو کا مکان ہو اور قصر شہت پہل سامنے دکھائی دیتا ہو ہر کارون نے خبر دی ہو کہ بقراط ثانی فی قصر سے نکلا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب جمع ہو کر آئین سب تاجدارون کو نامے لکھو کہ ہمیں شعبہ ہا ہا مارا گیا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہو وہ لشکر آئے کہ طلسم کشا بھی کانپ جائے بائیس لاکھ فوج جمع ہو چکی ہو اور فوج میں چلی آتی ہیں یہ خبریں لیکر غلام بھاگے جب لشکر میں آئے تو دیکھا چار طرف آپ کے لشکر کے بڑے بڑے پہاڑ قائم ہو گئے ہیں افسران فوج گھبرا رہے ہیں اور چار طرف سے پہاڑ بڑھتے آئے ہیں یہ لشکر سکندر تخت سے اٹھے اور کہا یہ حضور کا کام نہیں ہو غلام سمجھ لیا نور الدہر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ سکندر سے رجوع کرو نور الدہر نے کہا اسی سکندر جو تجھے کہا وہی لوح میں بھی نکلا سکندر اٹھ کر باہر آئے تیس ہشتائیس شاہزادیاں پشت پر بچم وارسطو پلوون میں سکندر نے نور الدہر سے کہا اس وقت سحر کا تماشہ دیکھیے یہ ککے پکار کر آواز دی کہ اسی سنگبار آفت خیز نجو اسی واسطے اس قصر کا مالک کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ میں آئے اور میں ہی نے تجکو مقرر کیا تھا اب مٹا دو نگا مجھے نہ دو نگا مقابلے پر تجھے نہ دو نگا یہ جو سکندر نے پکار کر کہا چارون پہاڑون سے آواز آئی کہ اسی شہنشاہ طلسم خیال سکندری تمھاری بہتری و برتری اس وقت تک تھی کہ بقراط کے معتقد تھے تجھے غضب کیا کہ مذہب بد لا اب یہ پہاڑ نہ ٹھیکے انھیں پہاڑون کے بعد قصر شہت پہل ہو کر سالہا سال جب راستہ طو کرو گے تب قصر خداوند تک پہنچو گے سکندر نے کہا اونٹنک حرام زیادہ غرور نہ کرو دیکھ پہاڑون کو لڑاتا ہوں یہ ککے سکندر نے جمہولی پر ہاتھ ڈالا چار تیلے فولادی نکالے بنوں کو زمین پر چھوڑ دیا اور کہا کہ اسی متمنان طلسم سکندری تمھاری قوت و طاقت دیکھنے کا اب وقت آگیا بارہ لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے بھی ساتھ ہو سب اس وقت تماشہ دیکھ رہے ہیں ہر چند کہ بقراط نے پہاڑون کو بہت بچہ کیا ہو مگر یہ پہاڑ کسی طرح مٹا دو یہ ککے سکندر نے بنوں کی پشت پر ہاتھ پھیرا ان تیلے ہاے فولادی کے قد بڑھنے لگے سب اہل لشکر نے دیکھا کہ چار دیو بڑے بڑے قد کے سامنے کھڑے ہیں سکندر نے اپنی ران کو چیرا چار چلو خون لیا ایک ایک چلو ایک ایک دیو کو پلایا خون پیتے ہی وہ دیو غریب کرنے لگے کہتے تھے کہ اسی شہنشاہ جو حکم ہو وہ بجا لائیں سکندر نے کہا بڑا کام یہ ہو کہ ان چارون پہاڑون کو سروں پر اٹھا کر طرف کوستان



بڑے فتور ہیں ہمیشہ ایسے ایسے جاننا نہیں کہ چاہتے ہیں اپنی جان ویدین اور ہم کو  
 بچائیں یہ بات سنکر فوراً مشفق جاو و آسمان سے اتر اکتا ہوا کہ او تم مقام تمہارے  
 مرنے کی آواز سنکر ہمارے آقا بہت گھبرائے لہذا مجھ کو روانہ کیا شکر کرتا ہوں کہ وقت  
 پر آیا مگر اب چلو تم کو پاس بہمن کے لیچلون سامنے بہمن کے مشفق و شہزنگ  
 نے بہمن نے پوچھا او تم مقام یہ کیا معرکہ گذرا شہزنگ نے کہا جب میرے دل کو  
 بقیہ اری ہوئی تو میں نے اپنے ہمیشہ کو بلایا عیار اس سحر کو کیا سمجھ سکتا تھا اُسے  
 تم مقام جان کر مار لیا میں نے چاہا اُسکو مار لوں مگر یہ عیار چھلا وہ ہیں اسقدر جلدی  
 بھاگ گیا کہ میں سحر نہ کرنے پایا بہمن نے گلے سے لگا لیا کہا او تم مقام بڑا کام کیا  
 خوب اپنی جان بچائی تم مقام نقلی نے عرض کی غلام کی دوبارہ زندگی ہوئی چاہتا ہوں  
 کہ صحبت عیش آراستہ کیجیے اور فکر رہے کہ اگر اس ہنگامے میں وہ عیار بھی آجائے  
 تو اُسکو گرفتار کرین بہمن نے کہا تم کو اختیار ہو جس طرح چاہو جلسہ آراستہ کرو خوشی  
 کرو شہزنگ نے اسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھیں گانے والیوں کو اشارہ  
 کیا کہ ہاں صاحبو مبارک باد و نازنیناں مدحیں و مدحیں ہاں مدحیں یہ اشعار  
 بہ صد سوز و گداز گانے لگیں نظر

اکدن یہ تیر غم سے کر گیا کمان مجھے  
 پہنتے ہیں دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے  
 اب سر سوا ہو جسم پہ بار گراں مجھے  
 ہر دم رلا رہا ہو جو او آسمان مجھے  
 قاتل چلا ہو چھوڑ کے کیوں نیمان مجھے  
 اپنے گلے لگاؤ جو او مہربان مجھے  
 رنج فراق نے یہ کیا نا تو ان مجھے  
 ناحق ہزاروں آپ نے دین گالیان مجھے  
 در پر ٹھہرنے دیتے نہیں پاسبان مجھے

ہو خوش فزون کا عشق جو او آسمان مجھے  
 رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے  
 قاتل کا میرے کوئی تباہے نشان مجھے  
 ان موشوں کے عشق میں کس دن ہوا تھا شام  
 ہاتھ اک لگا دے اور کہ قصہ تمام ہو  
 دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہو آج روز عید  
 ذکر وصال بھی نہیں آتا زبان پر  
 میں نے دعا کیں آپ کو دس تحفین خطا بھی کیا  
 آواز میرے نالوں کی وہ شب کو کیا سنے



یا تو آواز آئی تھی یا سب نے دیکھا کہ درہ ہا سے چار پر پزادین با قوت احمر کے پر اُن کے  
 شانوں پر لباس فخر پہنے ہوئے دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن کیسٹوشل ماراں سیاہ کے  
 رخساروں پر بل کھا رہے ہیں جسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیاں چشمہ خورشید میں لہرا رہی ہیں  
 سینہ پر نارستان صاف ظاہر ہے کہ نخل صنوبر میں پھل گئے ہیں وہ چاروں شاہراویان اس سچ صحیح  
 سے سامنے سکندر کے آئین اور کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ علامہ نسیرین عذار نے بلایا ہو سکندر  
 پر شکر طوفان پر پزادوں کے چلا تھا کہ نجم اختر شناس نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا ارسطو نے اپنے  
 شانے سے خون نکالا منہ سکندر کا ڈھلا دیا اب یا تو سکندر لہرا کر چلے تھے یا خون ارسطو سے  
 چہرہ سرخ ہوا سکندر نے کہا ارسطو کیا کار نمایاں کیا اب میں علامہ کی فکر میں جاتا ہوں وہ  
 جو جوش نشے کا تھا وہ اتر گیا یہ کیسے ایک دو ہتر زمین پر مارا نورالدین ہر وہ سنے دیکھا کہ ایک  
 ضرر و نگار سامنے ہوا اور ایک شاہراوی حسین و جمیل تخت پر بیٹھی ہو یہ چاروں پر پزادین جو  
 سامنے سکندر کے آئی تھیں وہ پشت پر شاہراوی کے کھڑی ہیں اور سکندر کو بلارہی ہیں  
 سکندر رحبت کر کے اُس قصر پر پہنچے وہ تخت نشین اٹھی آغوش تمنا کو پھیلا یا اور کہا کہ اے  
 شہنشاہ مدت سے زمانہ فراق ہوا تو گلے سے لگ جاؤ سرکشی موقوف کروا دو صرب شاہراویان  
 عاشقان جمال طلسم کشا اسما سے سوڑ پڑ رہی ہیں نجم و ارسطو دل و جان سے مصروف سحر خوانی  
 میں چند شاہراویوں نے موتیوں کے مانے گلے سے اتار کر پھینکے سر پر سکندر کے وہ موتی  
 گر کر پھٹے جیسے ہی اُس نازنین نے آغوش کو پھیلا یا سکندر نے ہاتھ اس نازنین کا تھام کر  
 بہ قوت تمام ایک تانچہ مارا کل لشکر نے ایک تڑافے کی آواز سنی ہر ایک کو عبرت ہوئی کہ ایسی  
 معشوقہ کو تانچہ مارا سکندر بڑا سنگدل ہو سا رہا ہے تو کس محبت سے آغوش کھولی اور سکندر  
 نے تانچہ مار دیا مگر نجم نے بڑھکر آواز دی کہ اے شہنشاہ یہی وقت ہوشیاری ہو سکندر نے  
 کہا اے نجم میں کیا کوئی بات اٹھا رکھوں گا اس علامہ ملعونہ کا ساتھی میں کاسن ہو یہ حسن و جمال  
 میرے بہوت کرنے کو بنا یا ہو میں ان شعبدون کو کب ماننا ہوں اسکے سحر کو ناپ چیر جانتا ہوں  
 نجم و ارسطو سکندر کی ترفین کر رہے ہیں نورالدین ہر حیران ہو کر اس تماشے کو دیکھ رہے  
 ہیں کہ وہ نازنین تخت نشین تانچہ کھا کر پکار اٹھی کہ اے شہنشاہ معشوق کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں



قتل کرین اس عذاب سے اسکو مارین کہ ماہ بیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر پڑین  
اور اُسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کمزور ہو جائیگا بہمن نے اس بات کو قبول کیا  
ملازمون کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو رات ہی سے بیرون قلعہ  
زرنگار و اربین استناد ہونے لگیں جلا دون کے جماؤ ہین تمام قلعہ زرنگار میں بکڑ  
ہو کہ عیار طلسم کشا گرفتار ہوا صبح کو قتل کیا جائیگا شہر نگ دیکھ رہا ہو کہ ہر ایک  
ساحر میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہو شراب چل رہی ہو سب ساحر خوش ہین ہر ایک  
کا قول ہو کہ اب طلسم کشا کو کہین کی خبر نہ ملے گی یہ خبر دن کا سردار ہو بڑے بڑے کام  
انے کیے تم مقام ایسا ساحر اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر ہمارے افسر نے کیا ہوشیاری  
کی کہ ایسے مکار کو گرفتار کیا سا حردوڑے دوڑے پھر رہے ہین مگر قضاے کار نشانہ راہ  
نور الدہرین بدلیع الزمان شام کا وقت ہو شب ماہ کا تماشا دیکھنے کو کنارے پر  
لشکر کے کرسیان بچھی ہین جلد سردار پس و پیش بیٹھے ہین مگر نور الدہر فرما رہے ہین  
کہ نہیں معلوم ہمارے یار و فادار پر کیا گزری جو اس وقت تک پلٹ کر نہیں آیا  
سکندر ثانی نے ہاتھ اپنا اپنی رہان پر پھیرا آہ کر کے کہا اے شہر یار بڑا غصب ہوا  
شہر نگ کسی مصیبت میں ہو کہ سامنے صحرائین دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوئے  
جاتے ہین نور الدہر نے پلٹ کے جو دیکھا بچم اختر شناس کو اپنے قریب پایا فرمایا  
اے بچم سنا تھنے کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا فرمایا یہ دو جادوگر جو جاتے ہین انکو ملاؤ  
اور انسے حال پوچھو کہ کہاں دوڑے ہوئے جاتے ہو بچم وارسطوے ثانی نے  
سحر کیا کہ وہ دونوں جادوگر خود بخود اسی طرف آئے نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر  
نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو کس طرف کو جاتے ہو ان دونوں نے  
کہا سامنے جو قریب ہو وہاں کے ہم رہنے والے ہین ابھی ایک خبر پائی ہو کہ طلسم کشا  
کا عیار قلعہ زرنگار پر گرفتار ہوا بہمن کا حکم ہو کہ سب ساحر آکر دیکھین صبح کو وہ  
قتل ہو گا بہمن کو بڑا قلق ہو کہ تم مقام جادو و انکا دونوں کا رفیق تھا اسکو عیار  
نے مارا یہی منظور ہو کہ خون تم مقام کے بدلے میں عیار کو قتل کرین ہم بھی یہ خبر سنا



بڑپ کر دیکھنا اگدن نکل جائیگا سینہ سے  
ہمیشہ سرکبت رہتے ہیں یہ شوق شہادت پر  
کسی رشک چین کی آمد آمد کا سنا مژدہ  
رہا محروم نظارے سے مجنون کا غش آیا  
جنون یہ نجد میں کتنا تھا الفت اسکو کتنے  
بہار آئی ہر چہر تقدیر میں صحرانوردی پر  
ملون آنکھیں مزار حیدر صفدر سے آنسو طوطا

بہت مشکل عزیز دن کو ہوا ہو تھا مناد دل کا  
پتہ ہم لوچھتے پھرتے ہیں سب سے اپنے قاتل کا  
خوشی سے ہو گئے آج کیا غنچہ مرے دل کا  
ہوا سے جبکہ پردہ اڑ گیا یسلی کی محل کا  
دل مجنون نہیں نقشہ ہر یسلی کی محل کا  
بہت ہی طرح ہر رنگ وحشت میں گردل کا  
اکسی جلد برائے کہیں بہ دعا دل کا

اس سازندے نے اس رنگ میں یہ اشعار گائے کہ سکندر رجبو منے لگے اور جھوم کے زمین  
پر جھکے ایک سنگریزہ اسٹھا کہ کھینچ مارا کہ ساز کے تاروں سے آگ نکلی وہ سازندہ بھی جلنے لگا  
چارون دیو زاد عرق زمین ہوئے چارون پہاڑون کو سر پہ اٹھایا چارون پہاڑ سر کرانے  
لگے صبح ہونے ہونے ایک ساحر صیب قوی ترکیب درہ کوہ سے نکلا لاکارتا ہوا کہ اس سکندر  
نہاری قضا میرے ہاتھ سے ہو یہ لکھ چھپا کہ پہاڑون کو رو کون سکندر لکھ کر اُس کے مقابلے  
میں آئے اُس ساحر نے نفرہ کیا منم سنگبار آفت خیر سکندر تو ہٹ گئے چارون دیو زادون  
نے پہاڑ چھوڑ دیے وہ چارون پہاڑ سر پہ سنگبار کے گرے کہ استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے  
ایک غبار بلند ہوا اس غبار سے آواز آئی کشتی مرانام من سنگبار آفت خیر بود اب وہ وقت  
آگیا تھا کہ نظم

رنج شمع مائل بہ زردی ہوا  
موزن اذان سے ہوئے بہر ہند  
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہا

لباس فلک لا جوردی ہوا  
ہوا بانگ اشد اکبر بلند  
اُسٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیاں

سارا لشکر نورالدین ہر کاشب بھر کر باندھے کھڑا ہا نورالدین ہر پشت مرکب طلسمی پر سوار رہے وہ پہاڑ  
و غیرہ غائب ہو گئے کہیں تھپک نشان بھی نہ تھا سائے قصر شہت پہل معلوم ہوتا ہو برج بارے  
اسکے مثل سورج کے چمک رہے ہیں ہزار ہا پر یزادین دُر در گوش مرصع پوش قصر کھڑی ہوئی  
کہر ہی ہیں یا خداوند بقراط ثانی قصر سے نکلے سنگبار آفت خیر مارا گیا بقراط اندر سے نکلا تخت



لاؤ جب نفس ہمارے مرصع پوش کا سامنے بہمن کے آیا دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور یہ اشعار عبرت آنا رہ رہ رہ رہی ہو **نظم**

ہو زمین دور شبیشہ آسمان دخت رز  
سوج سا غریبگی گویا زبان دخت رز  
تبرین موجیں لب سا غرکان دخت رز  
خشت خم گویا ہر سنگ آستان دخت رز  
نشے میں ہم مست سمجھے استخوان دخت رز  
ملکیا مجھ مست کو گویا دہان دخت رز  
مست رہتے ہیں گدا سے آستان دخت رز  
اب نہیں گھر میں مرے ملنا نشان دخت رز  
واعظوں کی ہو زبانوں پر بیان دخت رز  
صاف بجاتے ہیں دندان استخوان دخت رز  
یوسف دل نے کہا ہو کاروان دخت رز  
رتبہ دان میری وہ ہو میں قدر دان دخت رز  
طرفہ اوج سطوت نظر آئی ہو شان دخت رز

طرفہ مستی میں نظر آیا جہان دخت رز  
بزم میں باتیں رہیں درپردہ ہر سخنوار سے  
عاشقوں کا دل نشانہ میکہ میں کیونکہ  
کیوں نہ اوی پیر زمانہ تنی میں ہم بھرے کرین  
ختم میں ڈالے محتسب نے جبکہ شیشے توڑ کر  
لے لیے شیشے کے ٹکڑے کے ہنسنے بوسے شوق میں  
کام کیا دیر و حرم سے ہو جوانی میں انھیں  
جب سے پیری آئی میں نے ترک کر دی میکشی  
کس قدر فصل بہاری نے دکھایا ہو اثر  
کلیان کرتا ہو مو سے جب ہمارا مست ناز  
قطرہ قطرہ ہو چپکتے دیکھ کر وقت کشش  
عاشق و معشوق دونوں فصل گل میں ہر عجب  
دل تڑپتا ہو ملے کیونکہ جوانی میں — تھے

جوش و خروش ہمارے مرصع پوش کا دیکھ کر بہمن شعبدہ باز غصے سے اٹھ اٹھا یا رہا یہ  
نہ مانگی اسکو بھی قتل کر دجو لوگ ملکہ کے حسن پر مست تھے وہ کف افسوس ملتے تھے  
کہتے تھے صاحبو طلسم کشا کیا خوش نصیب ہو کیسی کیسی معشوقان پر پھر ملی ہیں اپنے  
اپنے گھروں کو ویران کر کے لشکر طلسم کشا کو آباد کیا ہو دل تر و منزل طلسم کشا کو شاد  
کیا ہو اب دیکھو بہمن ایسا ساحر اتنی بڑی سلطنت رکھتا ہو اور کیسی خوشامد کر رہا ہو مگر وہ  
نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہو جان دینا گوارا ہو یہ نہیں منظور کہ عصمت میں فرق  
آئے وہ جو سنتے چلے آتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھا کہ لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید  
زرنگار نے کہا یا ر و انصاف سے بولو کہ طلسم کشا کا مثل بھی جو صورت زیبا اور طلعت



گر قصر چرخ مار رہا ہو ایک طائر زعفرانی رنگ نے نکل کر شعلہ جوالہ کے سر پر سایہ ڈالا دوسرے نے  
 اگر ایک منقار اسکے سر پر ماری کہ طائر زعفرانی جل گیا وہ خاک سر شعلہ جوالہ کے گری سکندر وغیرہ  
 نے کچھ اسکا خیال نہ کیا مگر جس وقت سے خاک گری شعلہ جوالہ یا تو تڑپ رہی تھی بقراط پر طعن و تشنیع  
 کر رہی تھی یا خاموش ہو گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہو صاحبو حقیقت میں بقراط ثانی نے بڑا لشکر جمع کیا  
 خدا ہم سب کو بچائے پروردگار روزیاد نہ دکھائے ساتھ والیاں کہتی ہیں واری طلسم کشا صاحب  
 تختہ جات مالک لوح و لباس طلسمی زیب جسم مرکب طلسمی زیر ان شعلہ جوالہ نے کہا صاحبو اگر یہ چیزیں  
 بقراط کو پہنچ جائیں تو کیا ہو سب نے کہا حضور یہ ناممکن ہے شعلہ جوالہ نے کسی کو کچھ جواب  
 نہ دیا پوچھا ہماری بارگاہ استاد ہوئی کینوں نے کہا وہ سامنے بارگاہ گلزار آپ کی استاد ہو نصرت  
 لعلیہ شعلہ جوالہ شلتی ہوئی پاس طلسم کشا کے آئی کہا اسو شہر یار براہ خیر خواہی عرض کرتی ہوں کہ  
 اگر مناسب ہو تو بقراط ثانی سے اصلاح کر لیجیے نورالدہر نے کہا اسو ملکہ عالم تم ایسی بات کہتی ہو  
 یہ ملعون دشمن خدا ہو اسکا قتل ہی کرنا بہتر ہو انشاء اللہ جس دن طبل جنگی بجے گا اسدن تماشہ دیکھنا  
 انشاء اللہ بقائے اگر صف میں نہ جا کے اسکو قتل کیا تو نام اپنا نورالدہر نہ پایا اگر لشکر گران ہو  
 تو کیا کر یگا شعلہ جوالہ خاموش ہو رہی کہا حضور کو اختیار ہے براہ خیر خواہی عرض کیا آئندہ حضور  
 مالک ہیں سکندر نے قریب آکر نورالدہر سے پوچھا کیوں حضور شعلہ جوالہ کیا کہتی ہو نورالدہر نے  
 کہا سب طرح خبر و عاقبت ہو آپس کے کچھ ذکر تھے سکندر نے کہا اسو شہر یار مگر بقراط اصلاح کا ارادہ  
 کرے تو قبول نہ فرمائیے گا نورالدہر نے کہا اسو سکندر رتم خاطر جمع رکھو میں بے مسلمان کیے ہو  
 نہ چھوڑو نہ گا اگر مسلمان ہو گا تو اسکی اصلاح قبول کرونگا سکندر بھی خاموش ہو رہے بقراط ثانی  
 جو پلٹا دربار میں اسکے سترہ سو ساحران نامی جمع ہیں بقراط نے پکار کر کہا یار و ایک ساحر چاہتا  
 ہوں کہ نامہ میرا لیکر پاس طلسم کشا کے جائے تحریر جادو کہ تاجدار ہوا اپنے مقام سے اٹھا واضح  
 ہو کہ اسکو اپنی زبان درازی پر بڑا ناز ہو کہا یا خداوند جو فرمائیے طلسم کشا سے کلام کر آؤں بقراط  
 نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اسو طلسم کشا مناسب یہ ہو کہ کل طلسم پر تمہارا قبضہ ہو گیا اب قعر شہت پہل  
 میرے قبضے میں ہو اور جو اس قصر کے متعلق کے ملک ہیں لہذا مجھ سے عرض نہ کرو کوچ کر کے چلے جاؤ  
 میں بھی تمہارے ساتھ بڑائی نہ کرونگا ورنہ وہ جنگ پڑیگی کہ عمر بھر یاد کرو گے اب تک میں نے



شرر کے ساتھ مری آہ میں ہو لخت جگر  
وہ مستعد ہو مرے قتل پر مبارک ہو  
چھپاؤن دل کو کمان اُنکی ترچھی نظر و نئے  
جو اپنے واسطے سامان عیش میں کرتا  
جہان میں ایسے حسین پر ہو شیفہ سلطوت

کہ پھول ہی نہیں اس نخل میں شہر بھی ہے  
کھینچی ہو نیچ تو بانڈھے ہوئے کمر بھی ہے  
خدا بچائے کہ تیرون کا رخ اِدھر بھی ہے  
بھلا بتاؤ قصا سے مجھے مفسر بھی ہے  
کہ رشک مہر بھی ہو غیرت تہر بھی ہے

بہمن نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا ہمارے مرصع پوش کو دار پر لٹکا یا شہزنگ بن  
عمر و کو بھی دار پر لٹکایا بارہ نہرا تیر انداز پہلو میں بہمن کے آکر کھڑے ہوئے بہمن  
نے تیر بھر کمان میں پیوست کیا بارہ نہرا تیر انداز آمادہ ہو گئے شہزنگ و عا میں  
مانگ رہا ہو کہ اے خالق بے نیاز و اے بے کار ساز نہ ہمارے آقاے نامدار کی جھکو  
صورت دکھا دے یقین ہو کہ موت جھکو لیکر آئی ہو ہماری جان بچا دشوار ہو مگر  
ہمارے مرصع پوش کو جو دیکھا کہ دار پر لٹکی ہو شہزنگ کا کلیجہ منہ کو آگیا بڑپنے لگا  
اور دونوں ہاتھ سوئے آسمان بلند کیے کہ اے خالق کار ساز و اے مالک بے نیاز  
ہمارے مرصع پوش کو بچالے اس آفت سے نجات دے اس وقت میں مدد کر نظم

می کند کلک قدرت تقدیر  
آدمی را شرف تو بخشیدی  
مرحمت کردہ تو انسان را  
سزنگون ہر جوان بجا ک درت  
ذات پاک تو ہست عالم غیب  
عرش و فرش و بلند می و پستی

ہر زمان تازہ نقش تو خدیر  
خاک را الطفت کردی نور منیر  
دولت علم و دانش و تدبیر  
سجدہ عجز می کند ہر پیر  
واقف و محرم و علیم و خبیر  
یافتہ از تو صورت ہستی

شہزنگ بلک بلک کر دعا کر رہا ہو بہمن بھی کمان کو کھینچ رہا ہو ملک آنکھوں میں آنسو  
بھرے ہوئے طرف صہرا کے دیکھ رہی ہو دل سے کہتی ہو اے ہمارے مرصع پوش اب  
زندگی میں جمال جہان آرا نشانہ ادا کے کا دیکھنا نصیب ہو گا یا نہیں لیکن بہمن نے  
کمان کھینچی بارہ نہرا کمان میں کھنچ گئیں اور تیر رہا ہوئے عقاب تیر پر کھول کر چلے قریب



سوار ہو کے میدان کارزار میں آئے مہمن بن دودہ کئی دن سے میدان داری کر رہا تھا اور  
 بہت سے سردار اُس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے سر میدان آکر اسکو مارا تو اسی تھریرا نے  
 قدرت سے کہنا کہ اسکو فہمت جانے کہ ہم پناہ دیتے ہیں ورنہ سب مرحلہ جات ہم طو کر کے آپہنچے  
 ہیں اب سر میدان مقابلہ ہو سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر حبل کر بول اٹھا کہ اسی تھریرا کو  
 قدرت سے اپنے کمدینا کہ جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر سر میدان سمجھا جائیگا میں وہی ہوں جسکو تو نے  
 کئی سال قید رکھا انشاء اللہ سر میدان اسکا معاوضہ کر دینگا تھریرا یہ شکر بہت حیران ہوا وہ جوان  
 پھٹا پڑا تھا وہ اٹھا لیا اور کانپتا ہوا باہر آیا درگہ سالار نے پوچھا اے نامہ دار کیا کیفیت گذری  
 نامہ دار نے کہا افسوس کا مقام یہ ہو کہ میں نے بہت کچھ سمجھا یا مگر طلسم کشا نے نہیں قبول کیا  
 یقین ہو کہ لڑائی پڑے سر میدان سمجھا جائے طلسم کشا جنگ پر آمادہ ہیں اس سر میدان مقابلہ ہوگا  
 درگہ سالار نے کہا کہ جس امر کے لیے تم آئے تھے افسوس ہو کہ وہ مراد نہ پوری ہوئی یہ کہ لشکر  
 تھریرا روانہ ہوا دربار میں بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی بقراط نے کنا خیر منے حل  
 مشکل کر لی اب طلسم کشا گرفتار ہو کر آیا چاہتے ہیں میں تدبیر کر چکا ہوں مجکو منظور یہ ہوا تھا  
 کہ اگر وہ اصلاح قبول کریں تو میں سحر اُتار لوں جو انتظام سوچا ہو وہ نہ کروں اب وہ انتظام  
 کر لوں گا یہ کیکے حکم دیا کہ طبل جنگی بچے طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارے جو امر جاسوسی پر لگے ہو  
 تھے بخدمت نور الدہر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ اے شہریار بقراط نے طبل جنگی بجوایا  
 کل اُسکا ارادہ ہو کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی  
 بچے یہاں بھی طبل جنگی گڑ گڑا یا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر راست گذر کر اب  
 وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظور	اُڑا اشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خواور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپید ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دہد بہ حلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار
نور الدہر سو کر اٹھے مسلح جسم پر آراستہ کیے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی در دولت	



یہ اشعار پڑھتے ہوئے سامنے ہمارے مرصع پوش کے آئے دست بستہ آکر کھڑے ہوئے کہنے لگے اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو کچھ حکم ہو وہ بجا لائیں آپ کی اطاعت سے سر نہ اٹھائیں ملکہ نے اشارہ کیا کہ ان بیچیاؤں کو قتل کرو آپس میں لڑو بھڑو یہ سنکر ساحر بہ جوش و خروش لڑنے لگے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹے قتل کرنے لگے ایک طرف سے سکندر ثانی بھی سحر کر رہے ہیں ساحر دیوانہ وار وحشی مثال لڑ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ بخم اختر شناس کا ہن زہر دست اڑا ہوا آتا ہو کہ دوسرے پہاڑ سے حکیم ارسطو کے ثانی کا نفر ہو ان دونوں نے جو آکر دیکھا کہ بادشاہ ہمارا لڑ رہا ہے اور ہمارے مرصع پوش مجمع میں ساحر دن کے گھری ہیں آتے ہی دونوں نے سحر کیے کئی ہزار جادو گر مار کر گرا دیے ہمارے مرصع پوش نے جو ساحر و جنین گھری تھی آواز دی اے سردار ان طلسم کشا کیا کہنا تمہارے ہی آنے کی دیر تھی خوب وقت پر آئے مگر اس وقت پرور و گار ہمارے آقاے نادر کو بھی پہونچا ہے ملکہ یہ دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہر طرف مراد پر پہونچا بہمن وغیرہ نے دیکھا کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد و عظیم بلند ہوئی قلم از دامن دشت کوہ اورنگ + گردے برخاست تو تیارنگ + از دامن دشت آن غباری + رخسارہ نمود شہر یاری + دیکھا سب نے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار فوج بے حساب پشت پر نعرے کرتے ہوئے آتے ہیں سکندر نے دیکھ کر آواز دی اے ملکہ عالم آقاے نادر بھی آپہونچے ہمارے مرصع پوش نے جو دیکھا خوش ہو گئی شکر پرور و گار کرنے لگی نور الدہر نے آتے ہی کہاں کیاتی کا ندھے سے اتاری دس لاکھ کمانین کا ندھوں سے اتریں دس لاکھ تیر کمانوں سے رہا ہوئے سینوں پر کافرون کے جا جا کر پڑے توڑ کر پشتوں کو پار گذرے ساحر مر کر گرے لاشوں کے انبار ہوئے ساحر و ن کو مار کر شاہراہ کو نور الدہر طرف بہمن شعبدہ باز کے چلے بہمن نے جو دیکھا کہ نور الدہر میری طرف آتے ہیں گھبرا گیا اور اپنے بھائی سے جو افسر فوج ہو اور اسکا بھی نام نہ نہ نکار ہو کہا بھائی بھاگو



نوار گری سپر کو کاٹ کر جو گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے دوسرا پہلوان نکلا سارا ان دووں  
 پہر کا کل لڑا نور الدہر نے اسکو بھی مارا سات پہلوان مقابلہ نور الدہر میں آئے اور ہاتھ  
 سے اس شیر بیشہ جرات کے مارے گئے بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا تا حدارون سے کہتا تھا  
 کہ آج وہ معرکہ ہوا کہ میرا قلب کانپ گیا ان پہلوانوں کے نام فتح لکھی تھی مگر معلوم ہوتا ہے ابھی سحر  
 پختہ نہیں ہوا جس دن سحر پختہ ہو جائیگا اس دن شعلہ جوالہ کام کرے گی کہ دیکھنے والے حیران ہو جائیگا  
 مگر میں نے یہ معاملہ ملکہ پیکان کمان کش کے سپرد کیا ہے یہ کہتا ہوا طبل امان بجا کر پلٹا سردار  
 رنگ جنگ نور الدہر دیکھ کر دنگ ہو گئے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ قدرت  
 نے کیا تجویز کیا ہے کون صورت فتح کی نکلے گی بقراط کچھ جواب نہیں دیتا کہتا ہے یا روجو کچھ ہوگا  
 دیکھ لینا پیکان کمان کش وہ ساحر ہے کہ سحر کو اس کے دیکھنا سحر اسکا کلیجہ میں اتر جاتا ہے وہ  
 کار نمایاں کرے کہ ہر ایک کو حیرانی ہو طلسم کشا کو مثل زلف پریشانی ہو وہ معرکہ ٹپے کہ سکندر  
 ثانی حیران ہو یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند معیار چوب گردان  
 نین لاکھ فوج سے آیا ہے کہتا ہے میرے نام پر طبل جنگی بجے میں طلسم کشا سے سمجھ لو نگا چیر بھڑا کر انکو  
 پھینک دو نگا کہ معیار خود حاضر ہوا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی  
 بجا ئے بقراط نے نام پر معیار کے فوراً طبل جنگی بجا یا شہر رنگ دوڑا ہوا سامنے شاہزادہ  
 نور الدہر کے آیا ہاتھ اٹھا کر دھادی قطعہ کہ تاسزہ روئیدہ باشد باغ گل چرخ تابد چو  
 روشن چراغ نگین سادات بنام تو باد ہمہ کار عالم بکام تو باد شہریار کی عمر دراز ہو سکون  
 کو سوز و گداز ہو بقراط نے طبل جنگی بجا یا ہوا معیار چوب گردان نامے پہلوان آیا ہوا اس کے  
 نام پر طبل جنگی بجا ہو کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلے معرکہ آرا سے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دو بالا کرے  
 نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی گڑ گڑایا دونوں لشکروں  
 میں تیار پان ہوئے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونوں لشکر میدان  
 کارزار میں بہ قاعدہ قدیم آئے صفین آراستہ ہوئے معیار چوب گردان نے گینڈا اپنا  
 بڑھایا بقراط سے اجازت لیکر میدان میں پہونچا پکار کر آواز دی کہ امیر فرقا خدا پرستان واسی  
 زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میں وہ شخص ہوں کہ جس معرکہ میں گیا فحجاب رہا کسی سے



<p>عاشق کا دل وہ کرتے ہیں غزال ہر گھڑی کالی گھٹائیں میں منہ کاہیں ہو گیا گمان سطوت ہر ایک مصرع تراجوسے آب ہر</p>	<p>حیرتہ چلا کے بھوون کی کسان میں بھالے جو پہنے زلف کے پاس سنے گان دیکھی نہیں ہوا یہی طراوت زبان میں</p>
<p>زرنگا زنگل میں پہونچا درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُس نے ہاتھ زرنگار کا پکڑ لیا کسان کسان درہ کوہ میں لگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من زرنگار جادو بود بہمن نے سراپنا پیٹ لیا کہا یار غضب ہوا میرا معین مارا گیا میں یہ نہ سمجھا تھا کہ زرنگار کو واسطے قتل کے لیے جاتا ورنہ روک لیتا کیا مجال تھی جو لیجاتا ساحرون نے کہا حضور ہدا قبالی ہلکوا اور آپ کو گھیرے ہوئے ہو فریج طلسم کشاکس زور و شور سے لڑ رہی ہر لاکھون کا کھیت ہوا دیکھیے سب بڑھتے چلے آتے ہیں یہ لوگ کسی کے روکے سے نہ فرکین گئے تیس شاہرا دیان کس زور و شور سے لڑ رہی ہیں لاکھون ساحرون نے ہو گئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپ ان سحر و سحر کو تو روکیے بہمن نے دیکھا سامنے سے کئی ہزار ساحر بلبلاتے ہوئے آئے ہیں کسی کی زبان پر نام شعلہ جوالہ کا ہو کوئی نام ہمارے مرصع پوش کا لیتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کسی کا قول ہو کہ گرداب کشتی نشین پر ہماری جان جاتی ہو بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ابر سحر برسا یا جہر قطرہ پڑا وہ ہوش میں آ گیا سکندر نے دیکھا کہ کئی ہزار ساحر یا تو بدحواس ہو رہے تھے یا ہوش میں آ گئے پشت پر بہمن کی جمع ہو گئے کتے تھے اپنے امیر کو بجائیں بہمن سحر کرنے لگا جب سحر کرتا ہو ہزار و دہزار پر سے سحر اُتار دیتا ہو تھوڑے ہی عرصے میں سب ساحر راہ پر آ گئے سکندر نے لکارا کہ او بھیا آہن سرور اکوفتن چہ قائدہ دار دیہ کیکے کچھ روئی کے گائے جھولی سے نکالے انکو اڑا کے سحر کیا کل لشکر پر منہ برسنے لگا جہر قطرہ پڑا وہ پھر دیوانہ ہو گیا لاکھون جادو گر خاک اڑانے لگے غل مچاتے پھرتے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ یار وہ بہمن کو قتل کر دو کہ مہلت پاؤ ایسا نہ ہو کہ یہ بھیا لڑو اگر قتل کر اٹھے اب بہمن اپنے ساتھ والون سے بھاگا سکندر نے لکارا کہ او بھیا کہاں جاتا ہو ہم تیری فکر میں ہیں بہمن نے چاہا کہ نکل جاؤں جس طرف بھاگا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے ہو دوسری طرف بھاگا دیکھا اسقدر درخت جنگل میں ہیں کہ راستہ بند ہو تیسری طرف چلا اُس طرف دیکھا کہ شیر و گرگ چلے آتے ہیں اب تو گھبرا گیا جو تھی طرف پٹا دیکھا طلسم کشا لڑتے ہوئے آئے ہیں تینہ طلسمی ہاتھ میں جرات بات بات میں</p>	<p>زرنگا زنگل میں پہونچا درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُس نے ہاتھ زرنگار کا پکڑ لیا کسان کسان درہ کوہ میں لگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من زرنگار جادو بود بہمن نے سراپنا پیٹ لیا کہا یار غضب ہوا میرا معین مارا گیا میں یہ نہ سمجھا تھا کہ زرنگار کو واسطے قتل کے لیے جاتا ورنہ روک لیتا کیا مجال تھی جو لیجاتا ساحرون نے کہا حضور ہدا قبالی ہلکوا اور آپ کو گھیرے ہوئے ہو فریج طلسم کشاکس زور و شور سے لڑ رہی ہر لاکھون کا کھیت ہوا دیکھیے سب بڑھتے چلے آتے ہیں یہ لوگ کسی کے روکے سے نہ فرکین گئے تیس شاہرا دیان کس زور و شور سے لڑ رہی ہیں لاکھون ساحرون نے ہو گئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپ ان سحر و سحر کو تو روکیے بہمن نے دیکھا سامنے سے کئی ہزار ساحر بلبلاتے ہوئے آئے ہیں کسی کی زبان پر نام شعلہ جوالہ کا ہو کوئی نام ہمارے مرصع پوش کا لیتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کسی کا قول ہو کہ گرداب کشتی نشین پر ہماری جان جاتی ہو بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ابر سحر برسا یا جہر قطرہ پڑا وہ ہوش میں آ گیا سکندر نے دیکھا کہ کئی ہزار ساحر یا تو بدحواس ہو رہے تھے یا ہوش میں آ گئے پشت پر بہمن کی جمع ہو گئے کتے تھے اپنے امیر کو بجائیں بہمن سحر کرنے لگا جب سحر کرتا ہو ہزار و دہزار پر سے سحر اُتار دیتا ہو تھوڑے ہی عرصے میں سب ساحر راہ پر آ گئے سکندر نے لکارا کہ او بھیا آہن سرور اکوفتن چہ قائدہ دار دیہ کیکے کچھ روئی کے گائے جھولی سے نکالے انکو اڑا کے سحر کیا کل لشکر پر منہ برسنے لگا جہر قطرہ پڑا وہ پھر دیوانہ ہو گیا لاکھون جادو گر خاک اڑانے لگے غل مچاتے پھرتے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ یار وہ بہمن کو قتل کر دو کہ مہلت پاؤ ایسا نہ ہو کہ یہ بھیا لڑو اگر قتل کر اٹھے اب بہمن اپنے ساتھ والون سے بھاگا سکندر نے لکارا کہ او بھیا کہاں جاتا ہو ہم تیری فکر میں ہیں بہمن نے چاہا کہ نکل جاؤں جس طرف بھاگا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے ہو دوسری طرف بھاگا دیکھا اسقدر درخت جنگل میں ہیں کہ راستہ بند ہو تیسری طرف چلا اُس طرف دیکھا کہ شیر و گرگ چلے آتے ہیں اب تو گھبرا گیا جو تھی طرف پٹا دیکھا طلسم کشا لڑتے ہوئے آئے ہیں تینہ طلسمی ہاتھ میں جرات بات بات میں</p>



رکھے ہیں ہمارے مرصع پوش خاموش ہو رہی شب کو جو سوئی وہاں بقراط نے ایک دسکائی  
 ایک طائر سبز رنگ آیا کہا جا کر شعلہ جوالہ کو بلالا وہ طائر اڑتا ہوا اخیر شعلہ جوالہ میں آیا سر جانے  
 بٹھکر کچھ آواز دی شعلہ نے سر اٹھا کر طائر کو دیکھا طائر نے منہ پر منہ رکھ دیا مثل انسان کے کہا  
 کہ آپ کو خداوند نے بلایا ہے شعلہ جوالہ اٹھی اور اسی طائر کی پشت پر سوار ہوئی وہ طائر نے اڑا  
 بارگاہ میں بقراط کے لایا بقراط نے جو شعلہ کو دیکھا اپنے تخت سے اٹھا کہا اسی ملکہ عالم آئیے  
 میں آپ کا مشتاق تھا شعلہ نے کہا یا خداوند سب کام کر لیا ہوا اب حکم کی دیر ہے بقراط نے پوچھا  
 تحفہ جات کہاں ہیں شعلہ نے کہا میری بارگاہ میں صندوق میں بند ہیں میں نے سب چیزیں  
 قبضے میں کر لیں بی ہمارے مرصع پوش نے پوچھا تھا میں نے کدیا کہ میرے پاس ہیں بقراط  
 نے کہا میں طلسم کشا کو بلاتا ہوں تم ان تحفہ جات کو لے آؤ شعلہ اسی طرح طائر پر سوار ہو کر گئی  
 اشیائے مذکورہ لا کر بقراط کو دیے بقراط نے پکار کر آواز دی اسی علامہ نسرتین غدار جلد  
 آکر حاضر ہو یہی وقت ہے یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا ایک تخت ہوا سے اڑتا ہوا یا علامہ بعد شوکت  
 بیٹھی ہے پہلو میں ایک مہ پارہ سین غدار ہرق رضا رکب رفتار شیرین گفتار ہے بقراط نے گھبرا کے  
 پوچھا اسی علامہ یہ مہربین کون ہے علامہ نے سنہسکر کہا قدرت نہیں پہچانتے شہیمہ لالہ غدار آپ کی کنیز ہے  
 عمر بھر میں یہی تو ایک بیٹی نصیب ہوئی تمام شعبہ اپنے اسکو تعلیم کیے اس طرح کا سحر کرتی ہو کہ تارے  
 آسمان کے توڑ لائے آفتاب و مہتاب زمین پر پہنچ لائے اسکے دام زلف سے رہائی غیر ممکن ہو جسے  
 دیکھا دیوانہ ہوا لاکھون کو اسے مارا سب کا خون اسکے سر پر ہو دیکھے آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں ابکی  
 مرتبہ میدان میں یہی جانیگی یہ شانہزادیاں جو شریک طلسم کشا ہیں جس پر نگاہ ڈالیں وہ دیوانی ہو جائیں گی  
 اسی حال میں یہ گرفتار کر لیگی پھر نہ بچنے دیگی بقراط بہت خوش ہوا دل میں تھا کہ اپنے واسطے کمون  
 کہ اسی علامہ اسکو بخدمت قدرت چھوڑ دو ہم اسکے پیٹ میں نور قدرت اتارینگے مگر پھر خیال کیا کہ  
 ابھی اس سے مطلب ہے شاید آزدہ ہو جائے بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر خاموش ہو رہا  
 کہا اسی علامہ تحفہ جات تو میرے پاس پہنچ گئے اب نور الدہر کو اٹھا لاؤ یہ کمر علامہ تڑپ کر  
 بلند ہوئی آسمان پر جا کر زمین پر آئی دو لون پانوں مار کر غرق زمین ہوئی یہاں وہ وقت ہے  
 کہ طامس سر نور الدہر آغوش میں لیے بیٹھا ہے جب دو پرشب گزری تو سکندر نے کہا اسی طامس



کج ادائی سے کیا کرتے ہو عشاق کو قتل  
غیر ہمراہ ہین آئے ہو عبادت کے لیے  
قدموزوں پہ نہ قمر کی کہین عاشق ہو جائے  
رحم لازم ہو تھین یار کہ ہوں نہ ارنخیف  
کیا مری آہ رسا سنے ہو دکھائی تاثیر  
غیر کے کہنے سے کیا آگیا ہو دل میں غبار  
نہ خطا میں نے کوئی کی نہ کیا میں نے گناہ  
تخنے تو کھائی تھی اغیار سے ملنے کی قسم  
میں فقیر آپ کا ہوں کام نہیں شاہی سے  
فرقت ساقی مرو میں ہو نفرت دل کو  
روز کہتے ہو یہ مجھے کہ مرے گھر سے نکل  
میرے کہنے سے نقاب اٹھو جان ہو رو  
کیا کسی عاشق گیسو کے ہر مرنے کا ملاں  
زندگی بھر تو جنوں نے مجھے عریان کھا  
جسکو دل میں نے دیا جان بچی خوش ہو کر  
اسکی فرقت میں زمین چاہیے پڑ رہنے کو  
ظلم جو مجھ پہ وہ کرتا ہو اٹھاتا ہوں میں  
بار تک خود خط شوق اڑ کے پہنچ جائیگا  
شکر کرتا ہوں تو کل میں سد اسو سطوت

عارضی حسن پہ تم آپ سے باہر کیوں ہو  
تم لگاتے دل بیمار پہ نشتر کیوں ہو  
تم خرا مان یہ شمشاد و صنوبر کیوں ہو  
شکل دکھلاؤ پھر اتنے مجھے درد کیوں ہو  
ہاتھ کو دیر سے رکھے ہوے دلبر کیوں ہو  
بے سبب مجھے مری جان مکہ کیوں ہو  
خود بخود مجھے خفا ہو مرے دلبر کیوں ہو  
سانے میرے بلاتے انھیں دلبر کیوں ہو  
تاج کیا چیز ہو ممنون مرا سر کیوں ہو  
آشنا لب سے ہمارے لب ساغر کیوں ہو  
جان جان تھے جدا عاشق مضطر کیوں ہو  
مجھ چھپائے ہوئے تم اسو مرالوز کیوں ہو  
تم پریشان کیے زلفت معبر کیوں ہو  
قبر پر بعد فنا پھولوں کی چادر کیوں ہو  
پھر عزیز اس سے محبت میں مجھے سر کیوں ہو  
چین سے کام نہیں حاجت بستر کیوں ہو  
پھر خفا مجھے مرا یا رستگار کیوں ہو  
دل بیتاب پہ احسان کیو تر کیوں ہو  
گو گنگا رہوں کم رزق مقدر کیوں ہو

شب بھر یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہو صد اسے مرغ سحر آ رہی ہو کل شانہ ادا  
بیشی ہین چہرے آفتاب عالمتاب ایک ایک حور و شلاب جواب نجم اختر شناس نعمان گوہر لعل  
کو دیکھ رہا ہو کہ چہرہ خلت وہ متاب دونوں عارض گل گلاب کہ یکا یک امیران فوج باہر سے چلے  
ہوے آئے اہر کما اسو شہر یار عجب معرکہ گزرا یہ صحر ا جو سامنے ہو اس میں نخل بہت تھے رات بھر میں



اپنا کام کر لیا اور سطوے ثانی نے کہا اور شہنشاہ مین روز اول سمجھ گیا تھا کہ شعلہ جوالہ پر کوئی  
 افتاد پڑی وہ اب ظاہر ہوا سارے لشکر کو خبر ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سب افسران  
 فوج اپنے اپنے مقام پر کھتے تھے یار و خضب ہوا یہ بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ شعلہ جوالہ ہوش  
 مین نہیں ہو سحر مین مبتلا ہو جب تو اُس نے تحفہ جات دیدے سکندر نے جو یہ ذکر سنا سرداروں  
 کو منع کیا کہ یہ ذکر نہ کرے وایسا نہ کہ وہ اور زیادہ کچھ فساد کرے اور خفا ہو کر چلی جائے تو زیادہ  
 مشکل ہو گی سب لشکر مین تلک پڑا ہوا کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سکندر نے سب کو تشکیں دی  
 کہ یار و نہ گھبراؤ پروردگار مالک ہو وہ معین ہو کر لگیا انجام بخیر ہو گا یہ کہلے سب کو سمجھا یا گل  
 سردار خاموش ہوئے لیکن سب کو تردد ہو کہ دیکھے انجام کیا ہو وہاں بقراط بیٹھا تھا کہ علامہ  
 آکر پہنچی نورالدہر کو پیش کیا بقراط نے حکم دے کر اسنگرون کو بلا یا جسم پر نورالدہر کے  
 قید آہن و قید سحر آراستہ کی قید خانہ مین نورالدہر کو بھیجا سب تحفہ جات اپنے ہی پاس رکھے  
 لہتا ہو کر اب مجھ کو کسی کا اعتبار نہیں ہو مگر دختر علامہ جمال نورالدہر دیکھ کر بہت بیقرار ہوئی اور  
 مان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی تمام باغ خار خار معلوم ہوتا ہو سر جھکا کر بیٹھی کنیزوں  
 نے کہا واری ہم جنور کو بہت متردد پاتے ہیں جسے تو حال بیان کیجئے کہ اس وقت مزاج کیسا ہو  
 شمیمہ لالہ غدار روئے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو میرا یہ حال ہو کہ دل بیقرار ہو نظم

لو مبارک ہو بہار آئی ہو گلزار دن مین  
 آپ ہو جائیں گے مشہور ستمگار دن مین  
 ہو اگر کچھ تو محبت کا مزہ یاروں مین  
 اک بہن ہن فقط اسی جاں گنگاروں مین  
 رشک یوسف ہو پھر دروزنہ بازاروں مین  
 زندگی اپنی بسر کرتے ہیں میخواروں مین  
 شکل خامہ ہو اسبوجہ سے منتقاروں مین  
 جان آجائے مسیحا ترے بیماروں مین  
 دل کی وحشت جو بھی لگائی کساروں مین

ابر آیا تو عجب عید ہو میخواروں مین  
 اس قدر ظلم و ستم خوب نہیں عاشق پر  
 اس زمانے کے عزیزوں مین نہیں ہوا  
 بہن رقیون پر سدا لطف و عنایات و کما  
 کھوئے دامون بھی کوئی نہ کونہ پوچھ گیا یار  
 محفل عظم سے کیا کام بہن احواد اعط  
 بلبلین ہر ورق گل پر رقم کرتی ہیں عشق  
 گرا بھی تو نگہ لطف و کرم سے دیکھے  
 مثل فرہاد ترے عشق مین سر کو پھوڑا



کے پھینک دو ایک ایک دیو ایک ایک پہاڑ کی جانب چلا قصد کیا تھا کہ غرق زمین ہو کر چارون پہاڑوں کو سر پر اٹھالیں کہ یکا یک انھیں پہاڑوں سے چار جوان خوشرو تیغ ہارسے برہنہ ہاتھوں میں لیے ہوئے نکلے اور آوازاں کی کہ اوشنشاہ ہکو شرم آئی تہو کہ آپ کا سحر باطل کریں مگر آپ نہیں مانتے ہم مجبور ہیں لیکن یہ چارون دیو اُن چارون جوانوں پر جا پڑے اور چاہا کہ چنگ مار کر چارون کو کھالیں کہ اُن چارون نے نام بقراط ثانی کا لیکر تلواریں چمکائیں عکس جو تلواروں کا ان دیو زادوں پر پڑا قدرانے چھوٹے ہونے لگے تھوڑے عرصے میں وہی دودو ہاتھ کے تیلے تھے اُن چارون جوانوں نے ان چارون کو چورنگ کیا کہ اندر سے درہ ہارسے کوہ کے ایک آواز خوشنما ایسی آئی کہ جس سے یہ اشعار عاشقانہ پیدائے تھے

یہ تیر ہارسے دل سے مرے پار ہو گیا  
نرگس کا پھول سونگھ کے بیمار ہو گیا  
فرقت میں تیری صاحب آزار ہو گیا  
سینہ ہمارا غیرت گلزار ہو گیا  
ایسا میں تیرے ہجر میں بیمار ہو گیا  
گیسو لٹک رہا ہو گنگار ہو گیا  
بابل کی آنکھ میں گل تر خار ہو گیا  
عاشق بھی جان دینے کو تیار ہو گیا  
قاتل کو دے کے سر میں سبک بار ہو گیا  
دن ہجر کا نظر میں شب تار ہو گیا  
زلعون میں اسکی دل جو گرفتار ہو گیا  
وہ آئندہ کی شکل سے بیزار ہو گیا  
چلتا بھی دو قدم انھیں دشوار ہو گیا  
غفلت بڑھی جو عشق کی ہشیار ہو گیا  
اس درجہ اپنی زلیست سے بیزار ہو گیا

بے سمجھے عاشق مژہ پار ہو گیا  
سُتھر رکھنے چشم پار پہ غش آ گیا مجھے  
صحت ابھی مجھے ہو دکھا شکل اوج سچ  
ان گلرخون کے عشق میں کھائے بن ایشو  
عاجز ہوئے طیب نہ سو بھی کوئی دوا  
بے اذن ہر جو مصحف عارض کو چھو لیا  
دیکھے جو پھول سے ترے رخسار باین  
قاتل نے بہر قتل جو تلوار کھینچ لی  
سودا گیا فنا و مٹا در دسر گتیا  
وہ مردش جو ہو کے خفا اپنے گھر چلا  
الجمہن بڑھی قرار نہ آیا کسی طرح  
دعوتی بے مثالی صورت جو مٹ گیا  
روئے مرے جنازے پہ آسا جو آئے وہ  
حسن تبار کو دیکھ کے یاد آ گیا خدا  
آخر کو زہر کھالیا سطوت نے ہجر میں



اور یہ بھی سب جانتی تھیں کہ علامہ بلا سے روزگار ہو یہ ادنا سا اسکا سحر تھا کہ شعلہ جوالہ کا دل  
 اٹک دیا ہر چند کہ وہ عاشق جمال طلسم کشا ہو حسن میں بھی کیٹا ہو مگر ایسی بدحواس ہوئی کہ تحفہ جات  
 لا کر دیدیے اور اب آمادہ ہو کہ لشکر طلسم کشا کو ہر بار کردون یقین ہو کہ اب کوئی سحر لشکر پر کرے گی مگر  
 سکندر ثانی ایسا کامل و اکمل ان کے لشکر کا بادشاہ ہو کہ وہ سحر کو روک لیگا تو صاحبو بتاؤ میں کیا  
 کردون سب نے کہا کہ واری ہماری صلاح یہ ہو کہ بقراط سے محبت کیجیے اور کسی تدبیر سے تحفہ جات  
 لیکر طلسم کشا کو پہونچائیے شہیمہ نے کہا پہلے اسکی تدبیر بتاؤ کہ شعلہ جوالہ کو روکون ایسا نہ وہ لشکر  
 تباہ کر دے تو باعث خرابی ہوا ایسے عظم و شان سے لشکر طلسم کشا آیا کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے  
 بقراط کو بھی خوف پیدا ہوا اگر یہ لشکر تباہ ہو گیا تو پھر یہ سامان طلسم کشا کو ممکن نہ ہو گا سب نے  
 کہا ہم جا کر خبر لائیں شہیمہ نے کہا بوا میں تم سب کی کنیز ہوں اس مقدمہ میں کوشش کرو جو کمو میں دیکھو  
 موجود ہوں سب نے کہا واری ہماری جان آپ کے ساتھ حاضر ہو روپیہ کا ہکولا بچ نہیں ہو  
 گلنار نامے کنیز اپنے مقام سے اٹھی کہا میں جا کر لشکر کی خبر لاتی ہوں لکہ نے موتیوں کا مالہ  
 گلے سے اتار کر گلنار کو پہنچا دیا اور کہا کہ او گلنار جلدی جاؤ خبر لیکر آؤ دیکھو لشکر پر کیا گزری گلنار  
 پر پرواز پیدا کر کے چلی یہاں لشکر طلسم کشا میں ہنگامہ ہو ہر ایک سردار رو رہا ہو مگر سکندر ثانی  
 نے سب کو تشکیں دی ہو بارگاہ میں تخت پر بیٹھا ہو مگر نجم سے کہہ رہا ہو کہ بی شعلہ جوالہ کی خبر لو نجم  
 نے کہا حضور جو حال ہو گا وہ کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ وہاں شعلہ جوالہ اپنی بارگاہ سے نکلی ایک نخل  
 پر آکر بیٹھی سحر کرنے لگی سامنے ایک پہاڑ تھا سحر کر کے اسکو اڑا یا وہ پہاڑ آسمان پر آیا ہوا زور  
 سے چلی سنگ ہاے کلان کرنے لگے جب ہزار و ہزار کے سر بچے تو لشکر میں فریاد فریاد کی صدا  
 بلند ہوئی گلنار اسی وقت آئی تھی یہ ماجرا دیکھ کر بیٹی اگر شہیمہ سے کہا کہ واری لشکر پر پتھر برس  
 رہے ہیں شہیمہ اپنے مقام سے اٹھی ایک کوٹھری کھول کر چند تیلے فولادی نکالے جمبولی میں ڈال کر  
 چلی مگر شعلہ جوالہ سحر کر کے اپنی بارگاہ میں آ بیٹھی اپنے دل سے یہ باتیں کر رہی ہو کہ رات بھوتوں  
 لشکر تباہ ہو جائیگا کوئی خرد و کلان امان نہ پائیگا جب لشکر میں غلغلہ ہوا چند ہرکاروں نے سکندر  
 کو خبر دی کہ حضور لشکر پر پتھر برس رہے ہیں سکندر نے کہا اے نجم تنے دیکھا جو میں کہتا تھا وہی  
 پیش ہوا مگر ابھی نکلے اس سحر کو مٹاتا ہوں یہ کیلے سکندر باہر نکلا سر اٹھا کر دیکھا پہاڑ وسط آسمان پر



سکندر نے جواب دیا تو اسی لائق ہو یہ کیکے ہاتھ بڑھا یا کہ بال اسکے تھام لون کہ وہ چارون  
 پر نیا دین بان بان کر کے لیٹنے لگین سکندر کے ہاتھ میں کڑا آہن کا تھا وہ کڑا ہاتھ سے  
 نکال کر ایک پر نیا د پر کھینچ مارا اس پر نیا د کا سر پھٹا دوسری نے بڑھ کر چاہا کہ سکندر کا ہاتھ تھام  
 لون سکندر نے ایک لاث ماری اُسکی ہڈیاں ٹوٹ گئیں تیسری نے زلفون کا کوڑا بنا کر چاہا کہ  
 سکندر پر مارے سکندر نے زلفین تھام کر ایک جھٹکا مارا اور اُسکا سر کھینچ لیا چوتھی چیخ مار کر  
 بھاگی وہ معشوقہ تخت نشین ہاتھ باندھ کر اٹھی کہا اس شہنشاہ میں وہی کینز ہون ان شفقون نے  
 حبیب کیا ویسا پایا سکندر نے کہا تخت سے اٹھ یہ کیکے بال پکڑے ہوئے کشان کشان اُس  
 قصر سے لیکر نکلے تھے کہ پہلے قصر سے ایک زنگی نکلا اُسے سکندر پر ہاتھ تلوار کا مارا سکندر  
 نے اُس نازنین کی کمر میں پنچہ دیکر اٹھا لیا اور زنگی پر کھینچ مارا دو لون کے استخوان چور چور ہو گئے  
 وہ قصر گرا زمین کا بننے لگی سکندر نے ہڈیاں اُس نازنین کی لیکر ان چارون تپون کے عضو ہاے  
 پارہ پارہ پر مارین کہ وہ چارون تپے پھر زندہ ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں بڑے بڑے  
 دیو بنکر تیار ہوئے وہ چارون سکندر کو دعائیں دیتے تھے کہ اس شہنشاہ آپ نے ہم مردون  
 کو زندہ کیا ہم ممنون احسان ہوئے جو حکم دیجیے وہ بجا لائیں سکندر نے وہی حکم دیا کہ ان  
 پہاڑون کو اٹھاؤ چارون تپے غرق زمین ہوئے چاہتے ہیں کہ پہاڑون کو اٹھا لیں کہ پہلو  
 سے آواز آئی کہ اے عرفیتان خوشخوار دیکھو تو کون آتا ہو ان چارون نے سر اٹھا کے دیکھا کہ  
 پہلو سے کوہ سے ایک سازندہ سارنگی بجاتا ہوا اور یہ اشعار گاتا ہوا پیدا ہوا **الطسم**

کہون کیا ہمد موہی عشق اک لیلی شمائل کا  
 چلا سینہ سے اُنکے گیسوون میں جب کہا دل نے  
 وہ میکیش میں رہی روح بھی محبت بعد مرے  
 ہدف تیرنگہ سے کر کے منہ پھیرا سنگر نے  
 ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لا کر  
 کبھی آیا نہ وہ عیسیٰ لحد پر فاختہ پڑھنے  
 کیا تھا استخوان و نازل جب تیر مژگان کا

عجب ہو اند لون کچھ حال اپنی وحشت دل کا  
 بہت ہون نا توان شوار طو کرنا ہر منزل کا  
 مرا ساقی اگر نہوائے گا سا غمری گل کا  
 نہیں دیکھا گیا اُس سے تڑپا جب مرے دل کا  
 ہوا تلمو مبارک اے صنم لینا مرے دل کا  
 ستم ہو بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا  
 بنایا اُس کمان بروئے تھا تو وہ مکر دل کا



جا کر آفت برپا کرتا ہوں وہ رنگ جھاؤن کہ طلسم کشا کو یہاں تک آنا دشوار ہو اسی رنگ  
میں سب کو پکڑ لاؤں گا اور ان چاروں شاہزاد یوں بین جسکا نام وحید لغمنہ پیرا  
اور وہ سب میں زیادہ حسین ہو اوی ملک عالم وہ تو میری منسوب ہو اسکو ضرور لاؤنگا یہ  
کہلے اٹھا برائے انتظام طلسم کشا چلا راہ میں آکر ایک قلعہ بنایا اسرار دیوانہ  
کہ نہایت زبردست ہو اسکو طلب کیا بلا کر کہا اوی اسرار دیوانہ مقابلہ طلسم کشا میں  
جائیگا اسرار نے کہا اوی افسر جا کر چہر بچھاڑ کر کھا جاؤنگا یہ کہلے چیخ ماری کئی نہرا دیوانہ  
مہر اسے آکر موجود ہوئے انکو سنا نغمہ لیکر زنجیر میں ہلاتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا  
یہاں طلسم کشا فروکش ہیں اور ارادہ ہو کہ مرحلے پر جاؤن کہ شبہ رنگ و ڈرا ہوا آیا اور  
عرض کی کہ اوی شہر پار ایک دیوانہ حضور کے مقابلے میں آیا ہو نور الدہر نے فرمایا کہ  
دریافت کرو اسکا نام کیا ہو شبہ رنگ تو برائے دریافت چلا گیا اسرار دیوانہ ادھر  
اُتر رہا تھا یکا یک وحشت ہوئی چو بدست تولی دیوانوں کو آواز دی دیوانے سنا  
آئے سب کو لیکر چلا کتا ہوا کہ سامنے لشکر دشمن اُترا ہوا ہوا اور میں چین کردن یہ  
کتا ہوا چلا لشکر پر نور الدہر کے آپڑا اسوقت لشکر نور الدہر تیار نہ تھا اہل لشکر  
اپنی اپنی جگہ پر تھے قتل ہونے لگے طہماس کہ اپنے خیمے میں بیٹھا تھا اپنے مقام سے  
اٹھا سا طور اٹھا لیا اسوقت پہونچا کہ دیوانہ لڑ رہا ہو جو سامنے آیا اسے قتل کیا  
اور چو بدست اسکی جیسپر پڑی وہ پراٹھا ہو کر رہ گیا طہماس نے للکارا کہ او دیوانہ  
بھول کہاں جاتا ہو دیوانے کو جو للکارا دیوانہ پلٹ پڑا طہماس کو سنبھلنے نہ دیا ایک  
چو بدست لگا دی طہماس پر جو چو بدست پڑی طہماس لڑ کھڑا کر گرا دیوانے نے  
دوڑ کر چنگل مارا طہماس کو اٹھا لیا اور لے بھاگا لشکر میں بڑھ ہوا کہ طہماس کو دیوانہ  
لیے جاتا ہو نور الدہر تیغ طلسمی پکڑ کر اٹھے سب سردار سا نغمہ اٹھے مگر نور الدہر کو خبر  
اسوقت ہوئی کہ جب دیوانہ نگلیا لشکر میں آکر دیکھا کہ کئی نہرا لاشے پھڑک رہے  
ہیں نور الدہر کو بڑا قلق ہوا فرمایا مرکب لاؤ سردار سب کھڑے ہیں نور الدہر ہو  
بھلا رہے ہیں مگر یہ شیر بیشہ جرات یکے تاز میدان جلالت بگڑے ہوئے ہیں کہتے ہیں



پرسوار ہوا وسط لشکر میں ایک بارگاہ در رفتی استادہ ہوئی گرد اس بارگاہ کے پائیس لاکھ ساحر  
 فرود کش ہوئے نور الدہر نے اسی طرح لشکر کو لیکر سکندر کو تخت پر سوار کر لیا بجم و اسطو وغیرہ  
 ہنس و مہمہاے زرین و اژدہاے فیل سر پہ سوار ہو کر چلے لگے ہاے ابراہمان پر بہ رنگ ہاے  
 مختلف یعنی سرخ و سبز و زعفرانی و سیابی و طلائی چھائے ہوئے ہین رعد کی گرج برق کی چمک کسی  
 سے منہ برس رہا ہو کسی سے بارش آتش اژدہاے کھان قلابہاے آتشین چھوڑ رہے ہیں درون  
 نامی و پہلوانان گرامی پشت ہاے مرکب پر سوار عقب طلسم کشا سات سو نقارہ گرد گڑا تا ہوا تھیب  
 کئی سر ز رفتی جوڑے پہنے ہوئے آگے آگے لشکر کے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوئے چلے  
 آتے ہیں بقراط و بارگاہ پر کھڑا ہوا آند لشکر طلسم کشا دیکھ رہا ہو کہ رہا ہو اس لشکر کو آنے  
 تو دیون مٹاؤن کہ کسی کا نام نہ باقی رہے نور الدہر بن بدیع الزمان کرو فرزند کور سے  
 مقابلہ بقراط میں آکر اترے ناز نینان مہربین میں شعلہ جوالہ سب کے آگے بڑھی ہوئی  
 سختی اہتمام کرتی ہوئی اور پجارتی ہوئی کہ او بقراط اس فوج کثیر پر گھمنڈ نہ کرنا طلسم کشا ایسا  
 شیر دلیر کہ جسے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا اور بڑے بڑے ساحران نامی کو لٹکا را  
 سوچ اور خیال تو کر کہ جو شاہان مغرور تھے وہ کیا ہوئے جو اپنے نزدیک صاحب تخت و  
 تاج تھے وہ دو گز کفن کو محتاج رہے ذرا بہ نگاہ غور ان اشعار کو سن لے پھر تجھے اطاعت  
 و غیر اطاعت کا اختیار ہو سوچ تو سہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان کیا ہوئے مجبور و ناچار  
 عیش دنیا کو چھوڑ کر مرے پیوند خاک ہو گئے نظم

تخت جمشید و حظ جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر ہونہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو	کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے	گرد آڑے کبھی دیکھی نہ سنی باگ و را
کسی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں بنے دیکھا	ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہر نخل ماتم	کہتے امنوس ہر اک برگ ہوا گلشن کا
شعلہ جوالہ نے بڑے بڑے کے یہ اشعار پڑھے بقراط ثانی نے خود سحر کیا ہو کہ ہزار ہا طاؤر	



اُس حور کا وصال میسر ہو گیا مجھے  
 جھکوا بھی بعد غیبت نہ بنائیے  
 اس تیغ سے تو قتل نہ ہو گامین نیجان  
 بولے سوال وصل پہ جھکوا لگا کے تیغ  
 سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکالے سطح

تذہیر اور چیز ہی نقشہ پیرا و رہی  
 ترکش بین آپ کے ابھی اک تیرا رہی  
 ہمراہ آپ کے کوئی شمشیر اور رہی  
 یہ تو فقط جواب تھا تغیر اور رہی  
 رام اور رہی وہ زلف گرہ گیر اور رہی

شہزنگ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین آوارہ مزاج اشعار مذکور گاتی ہوئی  
 آتی ہو شہزنگ نے جو اُسکی صورت زریبا دیکھی بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا  
 قریب اس نازنین کے آیا اس نازنین نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہو شہزنگ نے  
 اپنا اصلی نام بتایا نام سنتے ہی اس نازنین نے کہا میرے ساتھ چلو شہزنگ اس  
 نازنین کے ساتھ ہوا تھوڑی دور جا کر ایک باغ ملا اس باغ میں شہزنگ داخل  
 ہوا اچھو لون کی بوجہ دماغ میں آئی اور زیادہ ہوش اڑے ایک نخل کے نیچے  
 جو شہزنگ پہونچا ایک طائر نے آواز دی کہ وہ آپہونچا اسی نخل کی تیغ سے ایک  
 زنگی نکلا اُسے شہزنگ کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں شہزنگ ہتھکڑیاں بیڑیاں  
 پہنے پھر رہا ہو کہ شہزنگ نہ ٹھٹھاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او ساکنان باغ اکی  
 حفاظت کرنا شہزنگ تو اس بلا میں مبتلا ہوا مگر ایرج نوجوان کہ مہر اسے پر خار  
 میں فروکش ہیں لشکر گران ساتھ ہو کہا اوشاپور خبر تو لاؤ کہ اب قصر ہشت پہل  
 کتنی دور ہو شاپور تلاش میں قصر ہشت پہل کی نکلا اسی مہر میں پہونچا چمڑا ہوا  
 اس باغ میں آیا دیکھا نئی بات ہو کہ شہزنگ مقید باغ میں پھر رہا ہو ہر چند کہ قید  
 ہو مگر خوش و خرم گل و غنچے کو دیکھ کر ہنس رہا ہو شاپور سوچا کہ کسی کے شہدے میں  
 بھنسا ہو اگر اسکو رہا کیا تو میرے آقا کا نور الدہر میرا حسان ہو گا یہ سوچ کر ایک  
 گوشے میں چھپ کر بیٹھا کہ نخل سے ایک طائر اتر زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک سار  
 کی شکل بن کر ٹھٹھانے لگا شاپور نے ایک جادوگر کی شکل بن کر اس سے ملاقات کی کہا  
 کیوں بھائی اس عیار کا کیا انجام ہو گا اب تو یہ قید ہو اس ساحر نے کہا اویلا کش



سحر نہیں کیا اب سحر کرونگا سکندر کی کیا مجال ہو کہ میرے سحر کا جواب دے سکے ایک شبہ سے من  
 دیوانہ کر دونگا مذہب کی فکر نہ کرو جو جسکا مذہب ہو وہی رہیگا تحریر جادو و یہ نامہ لیکر چلا یہاں وہ  
 وقت ہو کہ طلسم کشا و نگل طلسمی پر جلوہ فرما ہین سکندر تخت پر کل سردار کرسیوں پر بیٹھے ہین دورہ  
 سرداروں کا بندھا ہو کہ درگاہ سالار نے آکر عرض کی تحریر جادو و طرف سے بقراط ثانی کے  
 نامہ لیکر آیا ہو در دولت پر حاضر ہوا امیدوار بار یابی ہو نور الدہر نے ہنجم کو اشارہ کیا کہ استقبال  
 کرنے کے لئے ہنجم گئے اور تحریر کو لیکر اندر آئے تحریر نے جو دربار دربار طلسم کشا دیکھا کہ آٹھ سات  
 سو ہلوان و نگل نشین و ساحران کرسی نشین اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہو صحبت عیش  
 و معیش آراستہ ہو تحریر نے آکر سلام کیا نور الدہر نے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تحریر  
 آکر بیٹھا نامہ ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا نور الدہر نے وہ نامہ پڑھ کر چاک کر ڈالا کہا اے تحریر اس نامے  
 کا جواب زبان شمشیر پر ہو سر میدان اُسکو جواب ملیگا مگر زبانی یہ جواب دینا کہ غائب حکم کو دوش ہوش  
 پر رکھ کر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر حاضر ہو و دعویٰ یکتائی سے دست بردار ہو و حدہ لاشربک  
 کے سجدے میں جھکے تو میں اُسکو سردار از کروں اگر دعویٰ یکتائی کر گیا تو سر میدان مقابلہ ہوگا اور  
 سمجھا جائیگا اے تحریر جادو اُسکو بہت سمجھانا اور کہدینا کہ سننے کئی سال میں تحفہ جات حاصل کیے ہین  
 انشاء اللہ تیر صرف کرینگے اور سب سرداروں کا لشکر آتا ہو زیادتی فوج پر ناز نہ کرنا تحریر جادو  
 نے بہ الحاح تمام نور الدہر سے عرض کی کہ اے شہر بار اُسکو غنیمت جانیے کہ قدرت اس قدر عذر  
 کرتے ہین زمانہ گذرا کہ دعویٰ الوہیت کیا اب یکا یک کیونکر اس سے باز آئیں جب حضور  
 سے صحبت ہوگی تب یقین ہو کہ اُنکو عبرت ہو نور الدہر نے کہا اے تحریر جادو مشکل تو یہی ہو کہ ہم ایک  
 مقام پر نہیں رہتے تنہو ڈازمانہ گذرا کہ لشکر ہمارا غروب ہو باختر پر فروکش تھا و وہ زنگی کہ چالیس  
 لاکھ فوج رکھتا ہو اور چار سو بیٹے کیسے کیسے بہادر صفت شکن تیغزن کئی بیٹے اُسکے ہم لوگوں کے ہاتھ  
 سے مارے گئے ہمارا ہم چشم شاہزادہ امیرج فوجوان یکہ و تنہا دربار میں و وہ زنگی کے  
 گھس گیا اور لقا کو اٹھا لیا مگر اس قدر جمع ہوا کہ زخمی ہو کر گرے ملازمون نے اُسکے چاہا کہ اس  
 شیر کو قتل کریں دختر و وہ زنگی ساحرہ تھی وہ امیرج کو اٹھا کر لیگی اُسکے یہاں ایک مرکب  
 نایاب تھا چونکہ امیرج پر عاشق ہوئی تھی امیرج نے دیکر اُسکو مارا وہ مرکب لیا اُسی پر



شید نیز جو گر شا پور نے حلقہ ہا سے کند مارے حلقہ کند کے گلے میں پچی ہوئے شا پور نے  
 حباب مارا شہر نگ نے منع کیا کہ بھائی اسے نہ قتل کرنا مگر شا پور کہ بھائی مانتا ہی نہیں اور آخر مارا  
 کہ شید نیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اسکے مرتے ہی شہر نگ گھر کر بیہوش ہو گیا شا پور نے  
 بہ مشکل ہوشیار کیا کہ بھائی اب نکل چلو شہر نگ و شا پور ساتھ ملکر بھاگے باغ میں  
 بہت غلغلہ ہوا طائر آواز میں دینے لگے کہ ارے عیار نے شید نیز کو مارا اب بھاگا ہوا  
 جاتا ہو مگر ان دونوں نے پلٹ کر نہ دیکھا راہ میں شہر نگ نے کہا او برا اور تمہیں مجھ کو  
 تو رہا کیا مگر اصل جسکی رہائی منظور تھی اسپر دست انداز نہ ہو سے اب پلٹ کر چلو شا پور  
 نے کہا میں تمہیں گرفتار کر لوں شید نیز کی شکل بکھر چلون وہاں چل کر عیار ہی کریں شا پور  
 بہ شکل شید نیز تیار ہوا شہر نگ کی مشکین باندھ لیں کشتان کشتان لیکر چلا شہر نگ  
 غل مچاتا ہوا کہ او شید نیز میں نے کیا خطا کی ہو جب در باغ پر پہنچے کئی سا خر کل آئے  
 انھوں نے پوچھا او شید نیز خیر تو ہو جتنے تمہارے مرنے کی آواز سنی تھی شید نیز نقلی  
 نے جواب دیا بھائیو عجیب معرکہ گذرا جب میں اسکو لیکر باہر نکلا تو یہ غل مچاتا تھا میں  
 نے اپنے ہتھیار کو قتل کر لیا جب ہمیشہ میرا قتل ہوا وہ عیار تو بھاگا یہ میرے سر میں  
 تھا بیہوش ہوا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب یہ ہوشیار ہو مگر غل مچاتا ہو بعد اسکے میں نے  
 ایک نیا کارخانہ دیکھا کہ باغ میں چار آدمی سیاہ رو کر یہ منظر آئے کتنے تھے ہم اسکو کھا  
 جائیں گے ہم فرشتگان عذاب ہیں جب میں نے منت کی کہ یہ بغیر حکم خداوند قتل نہ ہوگا  
 تب انھوں نے چھوڑا ہوا ایک ان میں کہ حسین و جمیل تھا اُسے نفرہ کیا کہ منہ فرشتہ رحمت  
 میرے گلے پر ہاتھ رکھ دیا کہ تمہکو مرتبہ لولی فلک عطا ہوا میں حیران ہوں کہ مجھ کو  
 گانے میں کیا دخل ہو بہ آواز کبھی گانے کا خیال نہیں کیا بھائیو چل کر سنو کہ مجھ کو کیا فخر  
 عطا ہوا سب ساحر شا پور کو ساتھ لیے ہوئے اندر باغ کے آئے کہا ہاں حضور  
 آپکا گانا سنیں بڑی خوشی کی بات ہو کہ ہمارا افسر نظر کر وہ ہوا شا پور نے ان سب کو  
 بٹھایا یا بیان بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہو یقین پہلو و نین قلب و جگر و کیسین کے	اپنے عاشق کو جو وہ ایک نظر و کیسین کے
---	---------------------------------------



پر حاضر ہین نور الدہر جب برآمد ہوئے تو شہر نگ نے خبر کی کہ مرکب طلسمی بیمار ہو نور الدہر  
 دوسرے مرکب پر سوار ہوئے مگر بڑا افسوس کیا آخر مرکب اسپ پر پوش پر سوار ہو کر میدان  
 میں آئے بقراط تخت پر سوار بائیس لاکھ کا لشکر چار طرف سے گھیرے ہوئے سب ہنر  
 گرد ہین اس کروڑ سے میدان میں آیا کہ صحرا سے گرد آڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر  
 ڈیڑھ لاکھ فوج دریا سے آہن میں غرق آیا اور بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ایہ ہومان  
 تاجدار آنے میں کیوں دیر ہوئی ہومان نے عرض کی کہ جا بجا مسلمان فروکش ہین اور سب کا اسیطر  
 رخ ہر سب آیا چاہتے ہین ان سب سے بچتا ہوا آیا جب کوہستان کا راستہ لیا تب ان لوگوں سے  
 بچا کل در بندہ شیر ہو گئے ہر جگہ انھین کی عملداری ہو راہ چلنا دشوار ہو جو جس طرف سے نکلا وہ  
 مارا گیا ساحروں نے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر کچھ پیش رفت نہ گئی سب ساحر ہاتھ سے ان  
 لوگوں کے مارے گئے غلام نے اپنے کو ان کانٹوں سے بچایا ہر چند کہ جانتا تھا کہ مجھ کو کوئی نہیں  
 روک سکتا مگر ایسے معرکے پڑتے ہین کہ وہی لوگ غالب آتے ہین بقراط خاموش ہو رہا اور  
 ہومان تاجدار ایک طرف آکر ٹھہرا کہ دوسری گرد آڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو لاکھ  
 فوج پشت پر بصد کروڑا کر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ایہ کیوان بلاکش  
 کیوں دیر ہوئی پہلوان نے عرض کی یا خداوند میں یہ چاہتا تھا کہ آپ تک پہونچوں راہ میں  
 فرزندان صاحبقران اترے ہین ان سب سے بچتا ہوا آیا ہون ہر چند کہ جس کسی سے مقابلہ  
 پڑتا چیر بھاڑ کر بھینک دیتا لیکن آپ نے نامے میں لکھا تھا کہ میرے پاس آکر اسوجہ سے بچتا  
 ہوا آیا اب حکم دیجیے کہ میدان میں جاؤں طلسم کشا سے مقابلہ کروں بقراط نے کہا اچھا جادو  
 اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر کیوان بلاکش نے گینڈا بڑھایا اور میدان میں آکر غرہ کیا کہ  
 میں طلسم کشا کا مشتاق ہوں یہ سنکر نور الدہر بن بدیع الزمان نے مرکب بڑھایا ہر چند ہزاروں  
 نے منع کیا کہ غلام جا کر مقابلہ کریں نور الدہر نے قبول نہ کیا مرکب اپنا بڑھایا میدان کا رزار  
 میں آئے بلاکش نے نیزہ مارا ہر چند کہ نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی ستان پر لیا مگر آنکھ  
 آنکھ کے نیزہ بازی کرنے لگے نور الدہر نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے  
 بلاکش کے نکل گیا اسنے تلوار ماری نور الدہر نے سپر پہنوا کر گانٹھا گانٹھا کر ہاتھ مارا تڑپکر



ہوا کوئی ناچ رہا ہو تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوئے شاہ پور شہر کھینچ کر اس سب کو  
 قتل کیا بارہ ورہی میں آیا وحید لغمہ پیرا کو قفس سے نکالا شہر نگار نے کہا ملکہ تم کو چلو  
 ہم لوگ آتے ہیں شہر نگار و شاہ پور نے سب کو قتل کر کے سارے باغ کوٹ لیا لیکن  
 وحید پر پر واز پیدا کر کے چلی قضاے کار بہمن شعبہ ہ باز کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو  
 سکان سے کہ رہا ہو کہ شہر نگار شعبہ ہ باز جو گیا ہو اُسے قیامت ہر پاکی ہوگی چند ساحر  
 جابین اُسکی خبر لائیں کہ اُسے کیا کیا چند ساحر گئے جنگل میں لاشہ شہر نگار کا پایا سب روئے  
 لگے باغ میں آئے وہاں سب کے لاشے پڑے ہوئے پائے باغ میں خاک اُڑ رہی ہو دین  
 پڑا ہو ساحر وں نے آکر بہمن سے اطلاع کی کہا وہ سب مارے گئے صرف اُسے اتنا کام  
 کیا تھا کہ اسرار دیوانے کو مقابلہ طلسم کشا میں بھیجا وحید کہ اٹھا لایا عیار وں نے  
 آکر سب کو مار ڈالا اب سب کے لاشے پڑے ہیں باغ ویران ہوا یہ شکر بہمن بہت  
 جملایا کہا یار دوستے ہو اب اس سکان تم وہاں جاؤ دیوانہ مقابلہ طلسم کشا میں آتا ہوا  
 ہو وہاں جا کر اسکو زور و وسکان نے کہا میں جا کر آفت برپا کرونگی یہ کلمہ روانہ ہوئی  
 یہاں دیوانے نے لا کر طہماس کو قید کیا ہو غصے میں طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے جواب  
 میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار یاں ہو بہمن و ونون لشکر میدان میں آئے دیوانہ  
 بھی میدان میں نکلا نور الدہر کو چکارا مگر کہتا ہو کہ او آقاے سرخ تیرے زور سے  
 میں عاجز ہوں مگر تجھے مقابلہ کرونگا نور الدہر مقابلے میں پہونچے جیسے ہی دیوانے  
 کے سامنے آکر کھڑے ہوئے دیوانہ باتیں کرنے لگا کہ آندھی اٹھی لشکر سے فریاد فریاد  
 کی صدا آئی پلٹ کر دیکھا کہ سب اہل لشکر نباہ ہو رہے ہیں بیقرار ہو کر دعائیں مانگ  
 رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ اس آندھی سے جان نہ بچگی سوار و پیادل سرگرا کرتے  
 ہیں کہ او معبود حقیقی و اہل رب تحقیقی اس آفت سے ہم لوگوں کو بچائے **نظم**

ہر زمان چون آب در آتش مجوش  
 بہر نیکی امونکو کردار کوش  
 فاسق و گندم نہاؤ جو غر و شش

شوبہ شکل خاک او خاکی خموش  
 نیکی کن نیکی کن نیکی کن  
 بار کو باد بد رگاہ کہ + +



نہیں دبا مگر میں سوائے طلسم کشا کے اور کسی کا طالب نہیں ہوں نور الدہر نے مرکب بڑھایا مگر  
 طہماس کہ عاشق جمال ہو اگر قدموں سے لپٹ گیا کتنا ہو اسی آقا سے نامدار کل آپ نے دن بھر  
 جنگ کی ہو سات پہلوان مارے آج تو غلام جا کر مقابلہ کرے نور الدہر نے طہماس کو روکا  
 فرمایا کہ اسی برادر سنتے ہو کہ وہ میرا نام لیتا ہے اپنے مقام پر طعن و تشنیع کر دیا کہ اس پہلوان کے  
 بھروسے پر لڑتے ہیں میں بغایت پروردگار بھی اسکا سرا کر دیتا ہوں یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا  
 جب اس پر پوش چلا تو بد لگامی کرنے لگا نور الدہر نے ایک کوڑا مارا مرکب میدان میں  
 آیا معیار نے نیزہ مارا چند طعنوں میں نور الدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُس نے جھلا کر ہاتھ تلوار  
 کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُس نے گریبان پر ہاتھ رکھا دو وزن  
 آپس میں لپٹے ہوئے گینڈے اور مرکب سے کودے باہم کشتی ہوئے لگی سب دیکھ رہے ہیں  
 کہ آج نور الدہر اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہیں ایک مقام پر نور الدہر ریل کر لے دوڑے معیار  
 نے چاہا پیچھے نہ ہٹوں آپس میں ہتے چلنے لگے نور الدہر نے قدم بڑھا کر جو رکھا وہاں پر موٹھخانہ  
 تھا دو وزن پانچون نور الدہر کے موٹھخانے میں جا رہے معیار نے کہ مارا کہ کولہ نور الدہر  
 کا اتر گیا طہماس نے جو دیکھا کہ کولہ شانہرا دے کا اتر گیا اور معیار چاہتا ہو باندھ لون میں  
 طہماس نے وہیں سے نعرہ کیا کہ خبردار او قابو پرست اس حال میں آقا پر ہاتھ نہ ڈالنا ہر چند  
 معیار نے چاہا کہ نور الدہر کو باندھ لون مگر طہماس بہت جلد پہونچا آکر سا طور مارا کہ معیار  
 کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا سا طور کبڑ کتا ہو پڑا اور کام کیا معیار کو مار کر نور الدہر کو گود  
 میں اٹھا لیا لیکر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جب آئے شعلہ جوالہ نے لوحین گھلے سے اتارین  
 زرہ طلسمی اور تینہ طلسمی بھی لیا طہماس سمجھا کہ شعلہ جوالہ خیر خواہ ہو ان تحفہ جات کو احتیاط سے  
 رکھے گی کولہ بٹھانے میں مصروف رہا کولہ بٹھا کے پٹیان باندھین نور الدہر نے ہوشیار ہو کر  
 پوچھا کہ اسی قوت بازو و اسی زینت پہلو تحفہ جات کمان میں کما کہ صنور پاس شعلہ جوالہ کے ہیں  
 شعلہ جوالہ نے جو سب کو غافل پایا تحفہ جات اپنی بارگاہ میں لے آئی اور لا کر صندوق میں بند  
 کر دیے ہمارے مرصع پوش نے شعلہ جوالہ کو بوا بھیجا جب شعلہ جوالہ آئی تو ہمارے  
 مرصع پوش نے پوچھا کہ بوا تحفہ جات کمان میں شعلہ جوالہ نے کما صندوق میں بند کر کے



سے مقابلہ پڑا دیوانے نے پڑے پڑے زور کیے کمین ہاتھ ڈال کے چاہتا تھا اٹھا لون  
 مگر نور الدین ہر کانہ اٹھا نور الدین ہر نے کمین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا دیوانہ بعد قیامت  
 ہوا مگر وہی حرکات دیوانے نے پین کے کر رہا ہو کبھی سنبھلتا ہو کبھی سوچتا ہو کہ میں زیر ہوا  
 اور پھر کبھی سوچتا ہو کہ میں زیر زمین ہوا اور پھر لیٹ پڑتا ہو نور الدین ہر پھر نہ پر کرتے  
 ہیں آخر کل دیوانوں کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے دیوانوں کی غل پکار مگر نور الدین ہر نے  
 سب کو اتارہ آپ داخل بارگاہ ہوئے کہ خبر پہونچی شہر نگ نے آکر عرض کی کہ خواجہ  
 آتے ہیں نام خواجہ سنکر نور الدین ہر شگفتہ ہوئے کہ خواجہ آکر پہونچے نور الدین ہر نے  
 پوچھا کہ کیوں غم نادر کہاں تھے خواجہ نے سب حال بیان کیا کہ وہ شاعرادی یعنی  
 وحید نغمہ پیر اقبال سخت میں تھی اسکو شاہ پور نے رہا کیا اسنے کار نمایان کیا یہ ذکر تھا  
 کہ شاہ پور بھی حاضر ہوا عرض کی اے شہر بار منم عیار ایرج نوجوان دیکھیے دست چپیونکا  
 یون احسان ہوتا ہو نور الدین ہر کو بہت ناگوار ہوا شہر نگ سے اشارہ کیا اسکو  
 گرفتار کر لے چند خدمتگاروں نے شاہ پور کو گرفتار کیا شاہ پور غل مچاتا ہو کہ آقا  
 نادر میں آپ کاتا بعد ارمون اگر شاعرادی والا قدر کو خبر ہوگی تو وہ آپ سے  
 فساد کرینگے نور الدین ہر نے حکم دیا کہ اسکو قید خانے میں لیجاؤ شاہ پور قید ہوا مگر  
 ایک شاگرد شاہ پور برائے خیر آیا تھا اسکو معلوم ہوا کہ شاہ پور کو نور الدین ہر نے  
 قید کیا ہو اسی وقت پلٹا جا کر ایرج کو خبر کی ایرج شعلہ مزاج یہ خبر سنتے ہی فوراً اٹھے  
 سرداروں نے چاہا ساتھ چلیں سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آوے  
 جو ساتھ آئیگا اسکو دشمن جانوں گا کوئی سردار نہ ساتھ چلا ایرج کو بڑا غصہ ہو گھوڑا  
 اڑاتے ہوئے چلے نور الدین ہر بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ اے  
 شہر بار ایرج نوجوان آتے ہیں نور الدین ہر بارگاہ سے نکل آئے ایرج نوجوان  
 دیکھتے ہی للکارے کہ اوکشتی گیر زادے تجھ کو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ میرے عیار  
 کو قید کیا ہو اسی میں خیر ہو کہ اسکو بلوادیے نور الدین ہر نے حکم دیا کہ شاہ پور کو لاؤ عرض  
 خدمتگار شاہ پور کو قید خانے سے لائے نور الدین ہر نے کہا لو لیجاؤ جب شاہ پور سامنے



اب ہم رخصت ہوتے ہیں طلہاس نے کہا آپ جا ئے میں تو بیٹھا ہوں میں شاہزادے کو نہ چھوڑا  
گو دین لیے بیٹھا رہو نگا یہ سکر سکندر گئے بنجم بھی بیٹھے گھبرا یا کہنے لگا اے طلہاس تم تو بیدار  
ہو ہم بھی رخصت ہوتے ہیں جسے ارادہ کیا طلہاس نے اسکو رخصت دی تھوڑی دیر میں یہ سب  
رخصت ہو کر گئے شاہزادیاں بھی جہانیاں لینے لگیں طلہاس نے خود کہا کہ اب آپ لوگ بھی جا کے  
آرام کریں سب شاہزادیاں بھی رخصت ہو کر گئیں اب اکیلا طلہاس گو دین نور الدہر کو لیے  
بیٹھا ہی ملوے سہارا ہا ہو کہ زمین شق ہوئی علامہ نسیرین غدار نے سبز کالا بارگاہ طلسم کشا میں  
سناٹا پڑا ہوا دیکھا ایک جوان طلسم کشا کو گو دین لیے بیٹھا ہی علامہ نے کہا اے جوان تو کون ہو طلہاس  
نے کہا غلام شہر یا طلہاس جان نثار علامہ نے کہا اے طلہاس ہٹ جاؤ میں طلسم کشا کو لینے  
آئی ہوں طلہاس نے قبضے پر سا طور کے ہاتھ ڈالا کہا او ملعونہ تیری کیا مجال ہو کہ آقا کے نامدار  
کو ہاتھ لگائے ایک ضرب میں دو ٹکڑے کرونگا لیجانے نہ دینگا یہ کہنے طلہاس نے چاہا اٹھوں  
علامہ نے سحر کیا کہ طلہاس کے ہاتھ سے سا طور نکل گیا طلہاس اٹھا کہ سا طور اٹھا لون قضاے کا  
نفرہ طلہاس سے شاہزادیاں دوڑیں سب کے آگے شعلہ جوالہ تھی اسوقت اندر آئی کہ دیکھا  
علامہ نسیرین غدار کھڑی ہنس رہی ہو طلہاس چاہتا ہو سا طور اٹھاؤں مگر قبضے پر ہاتھ نہیں  
پڑتا جب سا طور اٹھاتا ہی سا طور ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہو کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر سا طور نہ اٹھا  
شعلہ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا کہ طلہاس گر کر نور الدہر سے الگ ہوا علامہ نے جھپٹ کے پنج  
کمر میں دیا نور الدہر کو اٹھا لیا اور شاہزادیاں تعجب سے دیکھنے لگیں کہ شعلہ جوالہ ایسی خیر خواہ  
نے شاہزادے کی دشمنی پر کمر باندھی اور ایسا سحر کیا کہ طلہاس نور الدہر سے جدا ہوا اب شاہزادوں  
نے علامہ پر سحر کیے مگر علامہ انکے سحر کو کب مانتی ہو لیکر بلند ہو گئی ہر چند شاہزادیوں نے سحر کیا  
مگر علامہ نے سب کا سحر دفع کر دیا بلو جو ہوا سکندر ثانی بارگاہ سے نکل آئے دیکھا علامہ  
نور الدہر کو لیے جاتی ہو سکندر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا پارو دشمنوں نے اپنا حکام کر لیا اب  
سحر کامل ہو چکا اب کیا ہوتا ہو کیوں بی شعلہ جوالہ تحفہ جات کہاں ہیں شعلہ جوالہ نے صاف  
جواب دیا کہ میں کیا جانوں کیا میں تحفہ جات کی نگہبان ہوں سکندر خاموش ہو رہے سمجھے کہ اب  
کنا بیکار ہو جو ہونا تھا وہ ہو چکا سر جھکا لیا مگر بنجم کو بلوایا کہا کیوں بنجم تم آگاہ ہوے دشمنوں



چھوڑا آپ تلاش میں چلا اول حال شبیرنگ بن عمرو عرض کرتا ہوں کہ شبیرنگ جو تلاش  
میں چلا قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک شانہرا دی بیٹھی ہو چند کنیرین گرو جمع ہیں  
شبیرنگ نے ایک کنیر کو اشارے سے بلایا پوچھنے لگا یہ کون شانہرا دی ہو یہ باتین کر  
کرتے کنیر کو فوراً بیہوش کیا اسکو تو گوشہ قصر میں ڈال دیا آپ اسکی صورت بکرسا سنے  
ملکہ کے آیا ملکہ نے پوچھا کیوں شعلہ رخسار کہان گئی تھی عرض کی وادی جنگل کی مہار  
دیکھ رہی تھی ہوا سے سرد چل رہی ہو غلستان صحر اجموم رہے ہیں برگ سبز جود نکونے  
ہوا کے زمین چوم رہے ہیں طائران خوش الحان اپنی زمرہ سرائی میں مصروف ہیں  
مگر کیا باعث ہو کہ حضور کو کل سے بہت متروک پاتی ہوں اس نازنین کا گلرخسار نام  
بلک بلک کر رونے لگی کہا او شعلہ اپنا تو یہ حال ہو کہ جسکا ذکر محال ہو قلم

یا کہ چون آئین نہ موئے گمبار کے بیچ  
تیرے آگے نہ چلے جان سبہ مار کے بیچ  
باندھے ہیں کاکل پیچان کے جوا کثر مضمون  
راء کیا حسن سے بال اتنے پیٹے مہر سے  
تیرے پھندے سے ٹکنا ہو محال او قاتل  
آئیگا بیچ میں ہو خواہش رفعت جسکو  
کج و واج جو ملا وادی غربت نامح

ایسے دیکھے نہ کسی گیسو خمدار کے بیچ  
زلحف پیچان سے جسے مارو کھمار کے بیچ  
اسیلے رکھتے ہیں معنی مرے اشعار کے بیچ  
خوشنما ایسے نہ دیکھے کسی دستار کے بیچ  
زلحف سے بھی ہیں سوار شتہ زنا ر کے بیچ  
دیتے ہیں سخت افیت رہ کہسار کے بیچ  
آگے یا دمجھے کوچہ و لدا رہ کے بیچ

شعلہ رخسار نقلی نے پوچھا او ملکہ عالم خیر تو ہو کہا تو نے دیکھا کل میں نبیرہ حمزہ کو جا کر  
اٹھا لائی ہیں سمجھی تھی کہ طلسم کشا ہو مگر طلسم کشا پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا وہ بھائی ہو  
طلسم کشا کا گمراہ میں جو میں نے دیکھا حلقہ ہا سے زلحف پیچان میں دل پھنسا رہا کہ کیا  
کیسا سمجھا یا گمراہ ایسا مغرور ہو کہ اتنے جواب سخت دیتے ہیں سنے عذر بھی کیا کہ تیرا ساتھ  
رونگی یہ مرحلہ آخر تیرے ہاتھ سے فتح کرونگی مگر اتنے نہ مانا انکار ہی کرتا ہو شبیرنگ نے  
کہا او ملکہ عالم شب کو تو میں نے دخل نہ دیا اب مجھ کو حکم دیجیے کہ اسکو بھاؤں راہ پر لاؤں  
شاید میرا کہنا مان لے اس نازنین نے کہا سا سنے قصر میں قفس لٹکا ہو شمع بھی اپنی عقل آرائی



گو نقابست سخی مگر مصرین جا ہی پہنچے  
منفعل اپنے گنا ہونے بہت ہوں غفار  
حشر میں آ کے بچائینگے ابرہہ سطوت

تھے جو اس غیرت یوسف کے فریدار نہیں  
بخشنا مجھے ہوں تیرے گنہگاروں میں  
کون ہو انکے سوا میرے مددگاروں میں

کنیزوں نے مجھے پیٹ لیا عرض کی واری صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کے دام کیسویں آپ کا  
دل اُلجھا اور بڑا جوش و خروش ہو خدا آپ کو صبر عطا کرے مگر مفصل ارشاد فرمائیے کہ شاید  
کچھ تدبیر ہے بن پڑے ہم لوگ خیر خواہان دولت اسی دن کیواسطے ہیں کہ جب مالک پر کوئی  
رنج و الم ہو تو اسکو ہر طرف کرین شہیمہ نے کہا صاحبو مقدمہ ایسا نازک ہے کہ اسکو زبان سے نہیں  
نکال سکتی مگر تم سب میری خیر خواہ ہو جانتی ہوں کہ صلاح نیک بتاؤ گی کوئی تم میں درانداز نہیں  
ہو کنیز بن نہیں کھائے لگین کہ واری اگر ہماری کوئی جان لیلے تب بھی کوئی کلمہ بدخواہی کا زبان  
سے نہ نکلے ہماری عزت و آبرو سب آپکی ذات سے ہے جس طرح آپ ہماری قدر کرتی ہیں ہم لوگ  
بھی بدل و جان چاہتے ہیں کہ آپ کے واسطے جان اپنی لگا دیں اور آپ کو اس رنج و الم سے  
چھڑائیں شہیمہ نے کہا صاحبو عجب معاملہ گذرا قدرت نے شعلہ جو الہ پر سحر کیا کہ اسکا قلب الٹ  
گیا اس سحر کو میری مان کے سپرد فرمایا عین وقت پر میری مان کو بلا بھیجا مان نے کہا بیٹا تم بھی  
چلو شاید تم سے بھی کوئی کام بن پڑے جب دربار میں پہنچی تو امان کو قدرت نے حکم دیا کہ  
تخفہ جات طلسم کشا کے پاس سے آگے تم جا کر طلسم کشا کو لاؤ امان اس طرف گئیں میں قریب  
بقراط کے بیٹھی رہی جب تک بیٹھی رہی وہ گوزا کا لاکھوٹا لاکھوٹا سا کھوکا لٹھا بنگاہ محبت مجھ کو  
دیکھا کیا میں بد مزاج بیٹھی رہی کہ مادر مہربان طلسم کشا کو لیکر آئیں میری جو اس ظالم پر نگاہ پڑی  
تیر منگان نے کلیچہ شبک کیا خنجر ابرو سے خمدار نے ذبح کر ڈالا دل چاہتا تھا کہ اٹھکرا سپر تیار  
ہوں اس قید سے چھڑاؤں مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی مگر افسوس میرے سامنے اس  
یوسف کنعان جرات کو بھی قید کیا تخفہ جات اپنے پاس رکھے میں جب سے آئی ہوں وہی  
صورت آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے شہزاد یونین بی شعلہ جو الہ مطیع خداوند ہوئی ہیں مادر  
مہربان بیان کرتی ہیں کہ سردار انکا ظلم اس نامے اپنے آقا کو گود میں لیے بیٹھا تھا بی شعلہ جو  
نے آکر سحر کیا کہ وہ جوان ہٹ گیا اور سب شاہزادیاں دوڑ کر آئیں مگر مادر مہربان بلند ہو چکی تھیں



کہ کیا تدبیر کروں کہ سامنے سے گرد آڑی دیکھا کہ شاہ پور شیر دل جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے  
 پاس شیرنگ کے آکر پوچھا کیوں بھائی خیر تو ہو کچھ پتہ ملا شیرنگ نے سب حال کہا  
 اور کہا کہ سامنے ایک باغ ہو گلرخسار وہاں کی حاکم ہو وہ عاشق ہوئی ہو میں گیا تھا  
 مگر بے حصول مطلب بھاگ آیا شاہ پور نے سب حال سنکر کہا بھائی تم یہاں بیٹھو ہم  
 تم ملکر عیاری کرینگے ہم تمکو ضرور ساتھ لے لیں گے شیرنگ تو اسی مقام پر بیٹھا رہا  
 مگر شاہ پور شیر دل جنگل میں دوڑا دوڑا پھر رہا ہو ایک چشمے کے قریب آکر ٹھہرا  
 دیکھا کہ ایک جادوگر سامنے سے آتا ہو جیسے ہی چشمے کے قریب پہنچا چاہا کہ پانی پین  
 شاہ پور نے ساحر کی صورت نکر لکھا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ جادوگر رکشا پور  
 آیا کہا اے بھائی میں نے کل سے سونا جاگنا موقوف کیا ہوا آٹھ پہر اسی مقام پر موجود  
 رہتا ہوں کہ کوئی بندہ سامری آفت میں نہ مبتلا ہوا اے بھائی ایک مار سیاہ آکر اس میں  
 پانی پیتا ہو اسوجہ سے منع کرتا ہوں کہ پانی ہو کر بہ جاؤ گے ان باتوں میں لگا کر شاہ پور  
 نے اس ساحر کو بیوش کیا ٹانگ پکڑ کے کنارے ڈال دیا مگر جھولی جو اس ساحر کی  
 ٹٹولی تو ایک نامہ نکلا نامے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اس ساحر کا کافر و ش جادو  
 نام ہو فرستادہ بہمن شعبدہ باز ہو اسنے گلرخسار کو نامہ لکھا ہو مضمون یہ تھا کہ تمکو  
 معلوم ہوا کہ برا در طلسم کشا تمہارے پاس قید ہو اسی ساحر کے ہاتھ روانہ کرو ورنہ  
 غضب خداوندی میں مبتلا ہوگی شاہ پور نے وہ نامہ نکال لیا اسکو پڑھکر کافر و ش کی  
 شکل بنا نامہ لیکر چلا قصر میں گلرخسار کے آیا بلا خوف نامہ ہاتھ میں گلرخسار کے دیا  
 گلرخسار نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر بہت مایوس ہوئی کینرون سے کہنے  
 لگی صاحبو مجھکو بڑی مشکل ہو اگر قید روانہ کروں تو دل نہیں مانتا اگر نہ روانہ کروں  
 تو برائی ہوتی ہو شاہ پور نے عرض کی اے ملکہ عالم مجھے تو مفصل حال بیان کیجیے میں  
 اسکا انتظام کروں یہ سنکر گلرخسار نے تمام کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہ اس ظالم  
 پر میری جان جاتی ہو میں کیونکر قید حوالے کروں شاہ پور نے کہا آپ جلسہ آہ استہ  
 کیجیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسکو راضی کر دوں گا آپ نے جو جبر کیا ہو اسی جبر سے وہ خائف



لہرار ہا ہوسنگ ہاے کلان گر رہے ہیں بس مقام پر چھر گرا اُس خیمے کو مٹا دیا ہر طرف تہکا مہر  
 سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ سحر کو مٹاؤن کہ پہلو سے صحرا سے برقی چکی سکندر و بنجم وغیر  
 دیکھ رہے ہیں کہ ایک مہ پارہ نے آکر تیلے فولادی جھولی سے نکالے اُن تیلوں کو چھوڑا اُن تیلوں نے  
 آکر مہاڑ کو ریل جس مقام پر تھا وہیں آکے قائم ہو گیا سکندر نے کہا امی بنجم دیکھو مدد شبی پیدا ہوئی  
 تنے پہچاناکہ یہ شاہزادی کون ہو بنجم نے کہا حضور میں نہیں پہچانتا مگر اسطو سے ثمانی بولا کہ امی  
 شہر یار میں اسے پہچانتا ہوں یہ شاہزادی دختر علامہ نسیرین غدار ہو شہر لالہ غدار اسکا نام ہو  
 سکندر نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ ہمارے آقا سے نامدار پر مائل ہوئی تیغ ابرو سے اُس  
 جری کی گھائل ہوئی سب لوگ آمادہ ہو ہر کار و ن کو خبر کے واسطے بھیجو کہ دہمدم کی خبر ملے غنچہ آرزو  
 کھلے یقین ہو کہ یہی شاہزادی شاہزادہ کور ہا کرے ہم بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ بقراط کا قاتل ہمارا  
 آقا سے نامدار ہو جو منشی قدرت نے کلک تقدیر سے صفحہ قدرت پر تحریر کیا وہ تبدیل نہیں ہو سکتا  
 بنجم نے شہرنگ سے کہا کہ امی متروالا اگر خبر ملے گا اور تم اپنے کو پاس شاہزادی کے باغ گلستان  
 میں پہنچاؤ اُس سے وعدہ کرو کہ امیدوار وصل رہو وہ ضرور کوشش کریگی دیکھو کس طرح آئی اور پھر  
 جھٹ پٹ سحر مٹا کے چلی گئی ورنہ یہ ابر رات بھر ہستار ہتا اتنے ہی عرصے میں کئی ہزار بندگان ندا  
 ہلاک ہوئے شہرنگ اُسی وقت باننا سے عیاری جسم پر لگا کہ طرف باغ گلستان کے چلا پتہ  
 سکندر سے پوچھ لیا شاگردوں کو حکم دیا کہ بارگاہ میں بقراط کی حاضر ہو ہر کار و ن کی ڈاک  
 بٹھا دو جو سانچہ گذرے اُسکی خبر پہنچاؤ ہر کار و ن طرف لشکر بقراط کے گئے مگر اب اولان اول  
 شہرنگ بن عمرو و صونڈ صتا ہوا سامنے باغ گلستان کے پہنچا دروازے پر چند کنیزیں  
 پھر رہی تھیں ایک مرد و جوان کی شکل بکر شعلہ نامے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بکرا نہ رہا باغ کے  
 آیا دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ ہو ہزار ہا طائر و زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نہرین پیر آب پانی  
 لا جواب شہرنگ سب تماشا دیکھتا ہوا سامنے بارہ درسی کے آیا دیکھا کہ ایک شاہزادی حسین و  
 جمیل و ریاضے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک نسیرین و نستران مبتلا سے غم و محن سرختم کیے بیٹھی ہو  
 شہرنگ نے آکر سلام کیا کہا کیوں واری آپ ملول و حزن کیوں ہیں اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرکار  
 کو شگفتہ کردن شہرنگ نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ امی بوا شعلہ اب ہم کیا شگفتہ ہونگے اسی رنج و الم



میں تڑپ تڑپ کر جان دینگے شہزنگ نے کہا واری میں اس وقت ایک مزدہ لیکر آئی ہوں اسکو  
 سماعت فرمائیے یقین ہو کہ دل کو کدھار سے ہو خدا نہ کرے آپ ایسا کوئی بے بس ہو میں پڑی ہوئی  
 تھی کہ خواب میں دیکھا تو رالہ ہر یعنی طلسم کشا اس باغ میں آگئے ہیں اور آپ سے مدد کہہ  
 میں کہ امیر ملکہ عالم معاف کرو ہم حاضر ہوئے آپ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ وہ پٹے اور قصر شہت پہل  
 میں داخل ہوئے پھر دیکھا کہ یکا یک صدائے فریاد و العیاش بلند ہوئی اب جو ضرورت یافت کیا تو معلوم  
 ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی میں نے بڑھکر لوگوں سے پوچھا کہ وہ قید تھے کس نے رہا کیا تو گون گونے کہا  
 بی شیمہ نے رہا کیا یہ خواب دیکھ کر میں چونک پڑی ملکہ نے کہا اور شعلہ تیرے منہ میں گھی شکر خدا ایسا  
 کرے ایک تو کام میں نے شب کو کیا کہ لشکر کو انکے بربادی سے بچا یا بی شعلہ جوالہ نے مسور ہو کر  
 وہ سحر کیا تھا کہ سب لشکر تباہ ہو جاتا مگر میں وقت پر پہونچی اس پناٹ کو ہٹا یا لشکر کو انکے آفت  
 سے بچا یا ورنہ ایک نہ بچتا کسی کو خبر نہ تھی بی شعلہ جوالہ سحر کر کے اپنی بارگاہ میں بیٹھ رہے ہوں انکو یہ  
 یقین تھا کہ رات بھر پتھر برسین گے لشکر والے تباہ ہو جائینگے مگر انکے خدا نے محکو پہونچا یا میں نے  
 اس امر کو ہٹا یا اب خدا ایسا بھی کرے کہ تیرا خواب سچا ہو کہ میں طلسم کشا کو بھی رہا کر دوں مگر ابھی تک  
 کوئی بات عقل میں نہیں آئی کہ کیونکر رہا کرونگی بقراط ایسا ساحر زبردست موجود ہو اور ماد میری  
 علامہ کہ جسکے سحر سے لوگ امان مانگتے ہیں وہ طلسم کشا کی جانی دشمن ہو رہی ہو یہ سکر شہزنگ  
 قدموں پر گر پڑا کہا آپ نے غلام کو نہیں پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ اری غلام کیسا کہنر ہو کر غلام بنتی ہو شہزنگ  
 نے کہا میں شاہزادے کا عیار ہوں براے خبر نکلا تھا آپ تک پہونچا ملکہ نے کہا صورت اصلی  
 دکھاؤ شہزنگ نے رنگ و روغن چھڑا یا جب صورت اصلی دیکھی تب ملکہ نے پوچھا اور شہزنگ  
 نکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا شہزنگ نے کہا جب آپ سحر کو ہٹائے گئیں تو سکندر ثانی بیرون  
 بارگاہ آئے تھے آپ کو دیکھ کر ارسطو سے ثانی نے پہچانا تمام واقف کاران طلسم شاہزادے  
 کے ہمراہ ہیں سکندر نے مجھے کہا کہ اپنے کو باغ کلفشان میں پہونچاؤ تمہیں پختہ ملکہ کو کہاؤ ملکہ نے  
 کہا بھیا اب مجھے زیادہ تسکین ہوئی کہ تم بھی آگئے جو کہ وہ کروں شہزنگ نے کہا دربار بقراط  
 میں چلیے اس سے باتیں محبت کی کیجیے مجکو وزیر زادی بنا کر چلیے میں رنگ جالونگا تحفہ جات طلسم کشا  
 تک پہونچ جائیں پھر اور سردار بھی سب آبادینگے قصر شہت پہل سے لڑائی شروع ہو جائیگی



لوح میں لکھا ہر کہ بقراط یہاں سے بھاگ کر قصر مروارید نگار میں جائیگا قصر مروارید کا نام شکر شمیم  
 شکر شمیم کا اور شبرنگ بن عمرو و دامہ جادو جو بادشاہ چاہا اس تھی یہ مروارید آسمان پر  
 اسکی پوتی ہوا اگر اُس نے بقراط کو دامن میں پناہ دی تو اُس پر فتح پانا بہت دشوار ہو شبرنگ نے  
 کہا میں خبر پا چکا ہوں کہ مروارید سے بقراط نے نامہ و پیام کیا مروارید نے جواب کہا  
 بھیجا کہ یا خداوند آپ آئیے یہاں وہ سامان ہو کہ کیا مجال کسی کی جو آپ پر دست انداز ہو سکے  
 اگر سامری و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی نگاہ نہ اٹھا سکتے شمیم نے کہا بڑی وجہ یہ ہو کہ وہ قلعہ  
 سرحد طلسم سے باہر ہو لوح وہاں کام نہ آئیگی یہ جو ساحر ہمراہ ہیں ان سب کو وہ بیکار کر دے گی  
 شبرنگ نے کہا اور ملکہ عالم نور الدہر آقا سے نامہ دار اس طلسم کے فتاح ہیں منازل عجائب  
 و غرائب کے سیاح ہیں مروارید کی بھی آبرو ملے گی اسکی بھی ساتھ بقراط کے قضاہ و تم اپنی  
 تدبیر کر دو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہوا انشاء اللہ قلعہ مروارید کو بھی ہلا دینگے مروارید  
 جادو کی بھی آبرو ملے گی یہ باتیں تھیں کہ زور و شور سے ہوا چلی درختوں کے پتے گرنے لگے  
 ایک ابرسیاہ زور و شور سے اٹھا شمیم نے گھبرا کر کہا اور شبرنگ تم چپ جاؤ مادر مہربان  
 آتی ہیں یہ انھیں کی آمد کی علامت ہو شبرنگ نے صورت کنیز کی بکر کہا آنے دیجیے میرے خدمت  
 میں حاضر رہنے سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ ذکر تھا کہ ابرسیاہ پھٹا علامہ نسرتین عذار تخت پر  
 سوار کئی سو کنیزیں ساتھ تخت اڑتا ہوا آیا شمیم نے اٹھ کر استقبال کیا تخت علامہ زمین پر آیا  
 علامہ نے آتے ہی گھبرا کر پوچھا اور نظر آج شب کو عجب معرکہ گذرا میں اپنے مکان میں تھی  
 وہاں شعلہ جوالہ نے سحر کیا کہ لشکر طلسم کشاکشا کو تباہ کروں مجھ کو بیرون نے خبر دی کہ تم نے جا کر اس  
 سحر کو برطرف کیا بیر صاف صاف بیان کرتے تھے کہ بی شمیم تھیں شمیم نے کہا اور وہ بان  
 آپ کو دھوکہ ہوا مجھے کیا ضرورت تھی کہ اُنکے سحر کو برطرف کرتی علامہ خاموش ہو رہی اب  
 شبرنگ نے کلام بیان لا کر رکھین کہا حضور آپ کی صاحبزادی کے برابر کوئی صاحب عصمت و  
 عفت نہیں ہو سارے باغ کی سیر کیجیے مردانے نام کا کوئی مچول نہیں رکھا میرے ہاتھ سے  
 نہ آجے پیچھے سب شکوک نکل جاوینگے علامہ کچھ نہ کہہ سکی شبرنگ نے بایں کھینچا سیدھا سیدھا  
 شکوہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم



پہلو سے میرے اٹھ کے جو وہ سہمہ گیا  
 یاد صبا جو ہو گذر اس شوخ تک ترا  
 نکلے گھروں سے سنگ لیے طفل خو برو  
 شرما کے رخ سے ابر میں ماہ فلک چھپا  
 آیا عجیب دور کہ نشے بہر ہوئے  
 آئی بہار باغ میں ہین مست بلبلین  
 طاقت نہیں زبان میں بیان اس کو کیا کریں  
 مانند صبح اپنا گریبان کرونگا چاک  
 اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم ہے  
 بعد فنا بھی اس نے شگفتہ کیا نہ دل  
 قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے  
 آیا نہ پھر کے کو چا دلدار سے کبھی  
 آئیگا قدسیوں کی عبادت میں مجھ ل  
 لا کر قفس میں قید جو صبا دے کیا  
 سطوت ہین اس زمانہ کے معشوق ہوفا

میں کیا کمون کہ دل پہ جو صدمہ گزر گیا  
 کتنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا  
 دیوانہ تیرا ڈھونڈنے تجا کو جہر گیا  
 سوئے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا  
 میخانہ وہ کہاں ہو وہ ساتھی کہ جہر گیا  
 جام شراب دے مجھے ساتھی کہ جہر گیا  
 جو ہمہ تیرے جگر میں صدمہ گزر گیا  
 تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا  
 وہ صحبتیں گئیں وہ زمانہ گزر گیا  
 دو چار بچوں کے نہ تربت پہ دھڑ گیا  
 خون گلو سے دامن شمشیر بھر گیا  
 خطا لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا  
 میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا  
 آخر پھرک کے بلبل ناشاد مر گیا  
 دل میرا وہ فریب سے لیکر مگر گیا

شہزنگ نے اس رنگ میں یہ اشعار گائے کہ علامہ بہت خوش ہوئی کہا امی شعلہ تو نے بڑا  
 کمال پیدا کیا شہزنگ نے عرض کی مالک کار و پیہ صرف ہوتا ہے مجھے بھی کچھ آئین بائیں ٹائین  
 آگیا یہ کنگے جام لبریز کیا سامنے علامہ کے لایا علامہ نے جیوف ہاتھ بڑھا دیے جام لیا چاہا  
 بی جاؤں مگر نگاہ تند جو شراب پر ڈالی شراب شعلہ بکراڑ گئی علامہ نے کہا امی شعلہ یہ کیا ہوا  
 شہزنگ نے عرض کی کہ عکس اسپر کسی کا پڑ گیا ورنہ آپ ملاحظہ کرتین کہ کیا ملاقات علامہ نے کہا  
 امی شعلہ شکوک بڑھتے جاتے ہین تیری باتوں سے دل کا پنتا، شہزنگ نے کہا حضور ایک جام  
 پی لین پھر بجو قتل کر میں فشک کیون دل میں رہے علامہ نے کہا کیا کمون جو خیال ہوتا ہے مگر  
 نور نظر کا پاس ہو اور کیا عجب ہو کہ میرے بیرون نے دھوکہ کھایا ہو لشکر میں طلسم کشا کے کیسی



کیسی شاہرا دیان حسین و جمیل اور سحرین کامل و اکمل ہیں انہیں سے کوئی ہنسی شکل شمیمہ کی ہوگی جسے سحر  
 شعلہ جوالہ کا مٹایا ہمارے سر پہ سجھے کہ شمیمہ ہر شہرنگ نے اور باتیں نکالیں کہا حضور شعلہ جوالہ  
 کو بلا لیجئے کہ آپ کا ساتھ دے جم کر میدان میں لڑے علامہ نے کہا اب ایسا ہی سحر کہ دنگی اب  
 شہرنگ نے اور دھڑا دھڑکی باتیں کرنا شروع کیں کبھی بقراط کی تعریفیں کرتا ہی کبھی طلسم کشا کو برا  
 کہتا ہو ایسی باتیں بنائیں کہ آخر باتوں میں لگا کر جام شراب دھو کہ دے کے دوسری کینز کے ہاتھ  
 سے علامہ کو پلوادیا وہ قاتل بیہوشی ڈال دی تھی کہ اگر قدرے دریا میں ڈال دیجئے تو مچھلیاں بلبل کر  
 نکل آدین پیتے ہی علامہ گھبرائی کہا کیوں شعلہ اس شراب میں کیا تھا کہ سینہ جلا جاتا ہو قلب تھرا رہا ہو  
 شہرنگ نے کہا حضور یہ شراب تو کشید تھی اسنے گرمی کی ذرا اٹھ کے ٹیلے تو مطلب حاصل ہو یہ ککے  
 چند کلے سخت کیے کہ علامہ اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چند قدم چل کے لڑکھڑاکے  
 گری گرنے ہی بیہوش ہوئی شہرنگ نے زبان میں سوزن دی اور دماغ پر پٹی بیہوشی کی  
 چڑھائی علامہ کو تو ایک صندوق میں بند کیا شمیمہ سے کہا میں علامہ کی شکل بنتا ہوں دربار  
 بقراط میں چلے جو باتیں میں کروں آپ بھی بان بان کرتی جائیے گا آج ہی آقا کو رہا کیے لیتے  
 ہیں مگر آپ بھی کچھ بیان کیجئے گا جس سے بقراط کو یقین ہو کہ مجھے شمیمہ عاشق ہوئی تحفہ جات  
 سامنے رکھا لیجئے گا شاہرا دے کو بلائیے گا فرمائیے گا کہ میں اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کر دنگی تب  
 بقراط رضا مند ہو گا شمیمہ نے کہا علامہ کی صورت بنو میں دیکھ تو لون شہرنگ اُسی وقت  
 گوشے میں گیا وہاں جا کر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا علامہ کی شکل بنکر تیار ہوا سانسے جو شمیمہ  
 کے آیا شمیمہ اٹھ کھڑی ہوئی اور خوف سے کانپنے لگی شہرنگ نے کہا کیوں حضور صورت مشابہ  
 ہو شمیمہ نے کہا اے شہرنگ کیا کہنا میں تو اس وقت ڈر گئی کہ مادر مہربان کیونکر آئیں بقراط نہ  
 پہچان سکے گا اور میں بھی اسکو جیلوں میں لو لگی تحفہ جات منگوا کے رکھواؤنگی مگر لشکر میں خبر کرو  
 شہرنگ نے کہا میں جاؤں سکندر سے کہ آؤں شمیمہ نے کہا میں نامہ روانہ کرتی ہوں یہ ککے  
 بنام سکندر ثانی عرضی کھی مضمون یہ تھا کہ اموشنشا گیتی ستان شہرنگ میرے پاس پہونچا  
 علامہ کو پکڑ لیا اب دربار بقراط میں جاتی ہوں سکندر دربار میں بیٹھے ہیں فرما رہے ہیں کہ  
 کچھ حال معلوم ہوا کہ شہرنگ پہونچا یا نہیں پہونچا بخم نے کہا اموشنشا یہ فرزند ان خواجہ عمرو



ہین جو ارادہ کرینگے وہ کر کے دکھا دینگے نشان سب میں نے سمجھا دیا ہو یہ ذکر تھا کہ ایک طائر  
اڑتا ہوا آیا ارسطو سے ثانی نے دیکھ لیا کہ گلے میں طائر کے کاغذ بندھا ہو کما اوشنشاہ اس  
طائر کو بلائیے آپ ہی کی جانب دیکھ رہا ہو سکندر نے اشارہ کیا وہ طائر کا ندھے پر بیٹھا  
سکندر نے نامہ کھول کر پڑھا مضمون مذکور لکھا تھا نہ سکر کہا لو صاحبو تیاری کرو صورت رہائی  
طلسم کشا نکل آئی میان سب کمر بندی کرنے لگے مگر شہر نگ بہ صورت علامہ بنا ہوا اور شمیمہ  
بصورت اصلی چلے چند کنیزین جو سحر میں کامل تھیں انکو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہو کر تخت اڑایا  
یہاں دربار میں بقراط بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ لشکر طلسم کشا کو خبر نہونے پائے کہ طلسم کشا کو قتل کروں سب  
سردار کہہ رہے ہین کہ حضور اب کیا دیر ہو آپ نے خوب انتظام کیا سب کی جان بچالی بقتراط  
کہ رہا ہو اب تھوڑی دیر میں شعلہ جوالہ بھی آتی ہوگی یہاں شعلہ جوالہ جو سو کر اٹھی بیرون بارگاہ  
اگر دیکھا کہ لشکر میں کمر بندی ہو رہی ہو کسی سے پوچھا رات کو صاحبو لشکر میں پتھر برسے تھے کسی نے کہا  
تھوڑی دیر برسے پھر وہ پہاڑ اپنے مقام پر جا کر قائم ہو گیا ہمارے شہنشاہ بھی حیران ہین آپ کو  
شہنشاہ نے بلایا ہو شعلہ جوالہ سمجھی کہ اب جو جاؤنگی تو حال کھل جائیگا اور یہ جو سنا کہ سب لشکر جا پڑیگا  
سکندر آمادہ ہین کہ چکر طلسم کشا کو رہا کرین شعلہ جوالہ نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا پر پرواز  
پیدا کر کے اڑتی ہوئی چلی دربار میں بقراط کے پہنچی بقراط خوش ہو گیا کہا لو صاحبو سحر کامل  
ہوا شعلہ جوالہ نے آکر سجدہ کیا کہا یا خداوند لشکر طلسم کشا آتا ہو وہ جنگ پڑیگی کہ آپ کو قیام مشکل ہوگا  
سب شاہزادیاں سحر تیار کر رہی ہین سکندر نے بھی خوب تیاری کی ہو نہیں معلوم کئے خبر پہنچا دی  
ہین تو نکل آئی کہ ایسا نہو مجھ پر سب مل کے بلوہ کر دین وہ وہ شاہزادیاں موجود ہین کہ جن سے بچنا  
دشوار ہوگا سکندر نے وہ سحر تیار کیے ہین کہ کل لشکر پر آگ برے گی بقراط نے کہا طلسم کشا کو بلاؤ  
مگر علامہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُس نے کہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چکی بقراط نے دیکھا کہ علامہ  
اور شمیمہ آتی ہین انکو دیکھ کر کلیجہ دھڑکنے لگا سرداروں سے کہا عجب معرکہ ہو دل کچھ اور خبر دیتا ہو  
معرکہ اور کچھ ہو کہ تخت شمیمہ کا زمین پر آیا بقراط نے کہا اے علامہ ایک تو ہمارے سحر کی تاثیر دیکھی  
کہ شعلہ جوالہ آگنی مگر نہیں معلوم کئے خبر پہنچا دی کہ لشکر طلسم کشا کا تیار ہو رہا ہو شعلہ جوالہ نے  
خبر دی ہو کہ لشکر تیار ہو رہا ہو شمیمہ نے کہا یا خداوند میں نے رات کو عجب خواب دیکھا کہ میرے



باغ میں آپ تشریف لائے ہیں میں نے سلام کیا آپ نے فرمایا کہ عرش اعلیٰ پر چلو میں آپ کے ساتھ  
عرش اعلیٰ پر گئی آپ پہلے پردے میں چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے نکلے لاکھون فرشتے جمع تھے  
حوران جنان نے آکر مجھے دُلعن بنایا میں آپ کے پہلو میں بیٹھی حورین مبارکباد دیتے لگیں یا خدا  
یہ خواب کیا دیکھا اُس وقت سے دل آپ پر مائل ہو جی چاہتا ہو کہ آپ کے پاس سے نہ ہٹوں علامہ  
فقہی نے کہا یا خداوند میں نے ہرچند سمجھا یا کہ بیٹا تامل کرو میں طلسم کشا کا خاتمہ کر لوں تب چلو اسنے کہا  
مجھ کو چین نہیں پڑتا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

پردہ اٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا  
یار بڑا ہو اس دل خانہ خراب کا  
ساتھی بلا دے مجھ کو پیالہ شراب کا  
دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا  
افسوس ہو گزر گیا عالم شباب کا  
استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا  
صیا دے جو عطر ملا ہو گلاب کا  
ٹوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا  
حاضر کر گی موج پیالہ حباب کا  
مجھ کو مزہ ہو یار کی جھولی شراب کا  
چھڑکا ڈھیر روش یہ کیا ہو گلاب کا  
اُس سے سوال کرنا ہو خط کے جواب کا  
مشتاق ہو گلا ترے خنجر کی آب کا  
عالم کی زندگی ہو برسناسحاب کا  
سلطوت بنا گدا جو در ہو ترائب کا

دوا اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا  
لیجا کے دام دلعن میں مجھ کو پھنسا دیا  
بیخانہ پر وہ جھوم کے آئی ہو پھر گھٹا  
رورو کے میں نے دفتر اعمال دھو دیا  
اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤں میں  
آئی جو بے ثباتی دنیا برائے سیر  
بے دام بیلون کو کر گیا اسیر کیا  
زلفقون نے بڑھکے ڈھانچ لیا رو کیا  
دریا پر پیشی جو کر یگا وہ بچے حسن  
امو خضر میں نہ خواہش آب بقا کروں  
روئیں نہیں تصور گل میں یلبیلین  
آیا نہیں ہو پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر  
کاسٹے پڑے ہوئے ہیں ہمارے بانیان  
کیونکر منائیں سب نہ مری چشم تر کی خیر  
پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر

جب میں نے اسکو بہت بیقرار دیکھا تو میں نے کہا چلو قدرت کی قدمبوسی کر لو تو یا خداوند یہ مشتاق جمال  
ہو کر آئی ہو اب اسکے حال پر نظر رحمت فرمائیے ایسا منو کہ دیوانی ہو کر نکل جائے بقراط بہت خوش ہوا



شاہزادیاں جو گر و بیچی تھیں انکی طرف نہیں کے دیکھا کہ تم سب نے دیکھ لیا ہماری محبت کی یہ  
 تاثیر خواب طلسم کشا کو بلا و شمیمہ نے کہا یا خداوند میں اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرونگی  
 علامہ نقلی نے کہا تحفہ جات تو منگا کر رکھ لیجیے کہ طلسم کشا دیکھ کر بقرار ہو بقراط اٹھ کے دوڑا گیا  
 سب تحفہ جات اٹھا لیا کر تخت پر رکھے شمیمہ ان تحفہ جات سے کھیلنے لگی بقراط نے کہا امی  
 جان جہان وامی آرام دل مشتاقان لوح طلسمی و مہدم نہ چمکا و سحرین فرق آتا ہوا شمیمہ نے لوح کو  
 رکھ دیا لوح محفوظ اٹھالی کہا یا خداوند یہ کیا چیز ہو بقراط نے کہا یہ وہ تحفہ ہو کہ حکماء سے سابقہ نے  
 بنایا ہوا اسمائے خدا سے ناویدہ اسین لکھے ہیں جسکے پاس ہوا سپر سحر تاثیر نہیں کرتا اور انھیں  
 تحفہ جات سے طلسم کشا کو شرف حاصل ہوا کہ بڑے بڑے ساحر عاجز رہے شمیمہ نے زرہ اٹھا لی  
 پوچھا یا خداوند یہ کیا ہو بقراط نے کہا بنیان طلسم نے یہ زرہ بنائی ہو کہ طلسم کشا اسکو پہنے کل عجا  
 و غرائب سے محفوظ رہے مگر بی بی ان چیزوں کو گھڑی گھڑی نہ اٹھاوے یہ لکھ پکار کے آواز دی کہ  
 طلسم کشا کو لا و بقراط پھولا بیٹھا ہوا کہ شمیمہ میرے قبضے میں آئی میں جانتا تھا کہ اس سے جب  
 سوال کرونگا تو یہ انکار کرے گی لیکن کس آسانی سے مشتاق ہوئی ہو مگر میں نے رات کو کوئی سحر  
 نہیں کیا اسنے خواب کیونکر دیکھا شاید یہ میری کرامات کی تاثیر ہو چند ساحر گئے طلسم کشا کو لیکھ  
 آئے طلسم کشا مسلسل و مطوق زنجیریں ہلاتے ہوئے دربار میں بقراط کے آئے مثل اہل اسلام  
 کے صاحب سلامت کی اور پکار کر کہا کہ او بقراط میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں بقراط نے جھلا کر کہا  
 جو چاہو کہو اب دم بھر کے ممان ہو بقول شیخ سعدی مثل ہر کہ دست از جان بشوید ہر جہ  
 در دل آر و گویید۔ جلاوون کو بلا و پہلو سے فتر سے ایک جلاو قوم کا رنگی خنجر برہنہ ہاتھ میں لیکر  
 آیا شمیمہ نے کہا یا خداوند جلاو کی کوئی ضرورت نہیں میں اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کرونگی عمر بھر  
 یاد کرے کہ بدعت کا انجام یہ ہوتا ہو کیسے کیسے ساحر اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور  
 یہ سب شاہزادیاں جو طلسم کشا کے ساتھ ہیں جسوقت آوین تو اگر اسکا لاشہ دیکھیں یا خداوند  
 یہ سب کمان جانیگی بقراط نے کہا یہ سب اطاعت کرنیکی عہدہ ہے طبل پر سب کو ممتاز کرونگا  
 کیا اسکی قبر پر فقیر ہو کے بچھین گی اسکی زندگی تک سارا جوش و خروش ہو بعد مرنے کے کون  
 کسی کا ہوتا ہو مگر باتوں پر شمیمہ کے بہت خوش ہو کہ کیا بھولی بھولی باتیں کر رہی ہو کہتا ہوا



علامہ تہنہ سب طرح کے سحر اسکو سکھائے یہ کیونکر سمجھی یہ تو بالکل نادان ہو دیکھو کن کن چیزوں کو پوچھ رہی ہو علامہ نے کہا یا خداوند مجھے تو اس پر ناز ہو کہ یہ آپ پر عاشق ہوئی مگر بعد فتح اسکو نائب کیجیے گا بقراط نے کہا وہ مرتبہ اسکا کروں کہ عالم عالم رشک کرے کل حکم و احکام اسی کی ذات پر موقوف رہیگا سالہا سال میں طلسم تیار ہوگا ساحران نامی یہ جا بجا مقرر کریں ان ہی کے سب احکام جاری ہوں انکو ہر طرح کا اختیار رہی جو چاہیں کریں شیمہ نے کہا یا خداوند میں اپنا سحر جا بجا قائم کرونگی بقراط نے کہا میں تمہیں سحر نہ کرنے دوں گا ورنہ عزیز داران طلسم کشا سب طرف سے بلوہ کریں گے تمہارے دشمن ہو جائیں گے ہر شخص تمکو تلاش کریگا جن ساحروں کے پاس یہ تحفہ جات تھے جب وہ مارے گئے تو یہ اشیاء طلسم کشا کو ملین تحفہ چیز کا پاس رکھنا اچھا نہیں شیمہ نے دونوں لوہین اٹھالین کہا یا خداوند یہ تو میں گلے میں پہنوں گی بقراط نے کہا بیوی تم سب کی مالک ہو میں تمہاری جان کی حفاظت کروں گا ابھی بڑا بلوہ ہوگا سکندر کو آج مٹا کر سب رستے بند کروں گا واداس طلسم کشا کے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الہی میں اُس سحر تائید نہیں کرتا شیمہ نے کہا یا خداوند مجھے اسم اعظم کا بند کرنا آتا ہو صاحبقران سر لشکر کے مرین غرض کہ لوح سے کھیلنے کھیلنے خیر کھینچا کہا اور طلسم کشا خاموش نہیں رہتا میں تجکو قتل کرونگی بقراط نے غل مچا کر کہا ارے صاحب یہ چیزیں لیکر پاس طلسم کشا کے نہ جاؤ شہرنگ دینا لینا کیلئے اٹھا کتا ہوا کہ بی بی دیکھو قدرت کیا فرماتے ہیں یہ کتا ہوا قریب شیمہ کے آیا تیغہ خود اٹھا لیا کتا ہوا کہ اس تیغہ سے قتل کرو تیغہ لیے ہوئے شہرنگ نے جست جو کی قریب طلسم کشا کے پہنچا شیمہ نے لوح طلسمی گلے میں ڈال دی علامہ تھلی نے تیغہ ہاتھ میں دیا نور الدہر کے گلے میں جو لوح آلی سب قید کٹ کر گری نور الدہر تیغہ ہاتھ میں لیکر اٹھے اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ نور الدہر ہمارے امج رفعت شاہ باز عرصہ مردی کہ شاہانش جہانگیر و ملک گیتی ستان خواندہ پناہ لشکر اسلام نور الدہر کنز بیش + عدد در زم گاہش صدر اران الامان خواندہ + دیکر ز طفلی بچرات ہنر داشتیم + ظفر بریلان عرب یا فتم + شہ نوجوانان لقب یافتیم + ساحر جو گرو تھے نور الدہر نے لوح کو گروش دی لوح جو چمکی ساحر بھاگنے لگے لغزہ نور الدہر کی جو صدا بلند ہوئی ہر طرف بارگاہ بلوہ ہوا سکندر لشکر کو لیکر آٹھ سے سکندر نے آتے ہی سحر کیا کہ زمین کا پھٹنے لگی بقراط



بلند ہوا کل لشکر نے بقراط کو دیکھا بقراط نے آواز دی ان یاروں ان سب کو قتل کر دیا ایک  
طرف سے آکر ہمارے مریض پوش نے سحر کیا کئی ہزار ساحر بلبل کر یہ اشعار پڑھنے لگے فطیم

مین نے آنکھوں پر رکھا اُسکا خط  
زندگی کا ہوا سہارا خط  
تو ہی لیجا صبا ہمارا خط  
عارض صاف پر جو نکلا خط  
پر زے غصہ سے کر کے میرا خط  
مین نے پھولوں سے ہی بسایا خط  
کھچکا جب مین اُسکو سارا خط  
چاک اُسنے کیا ہمارا خط  
ہائے مجھ کو کوئی نہ بھیجا خط  
بخود ہی مین ہی اُسکو لکھا خط  
خط گلزار مین ہی لکھا خط  
زندگی کا ہوا سہارا خط

یار نے جب کہ مجھ کو بھیجا خط  
میرے معشوق کا جو آیا خط  
نامہ بر کو وہ قتل کرتا ہی  
قد رگھٹ جائیگی عز ورنہ کر  
سر فہم نامہ بر کا اُسنے کیا  
خوش بہت ہو گا قاصدا وہ گل  
ہائے کب دل کا حال یاد آیا  
وصل کے لفظ پر پڑی جو نگاہ  
اُسنے لکھے رقیب کو نامے  
کوئی مطلب نہ رہ گیا ہو کمین  
ایک گل کو جو بھیجنا ہو مجھے  
قاصد آیا جو اُسکا اوسطوت

کئی ہزار ساحر سے ہمارے مریض پوش کے اپنے لشکر پر جا پڑے لڑنے لگے  
سکندر لڑتا بھڑاتا ہوا سب شاہزادیاں پشت پر بنجم اختر شناس ایک طرف اوسطوے  
ثانی ایک طرف جب یہ لوگ سحر کرتے ہیں تو آسمان سے آگ برستی ہے کبھی جھونکے ہوا کے  
چلتے ہیں ایک طرف سے گرد اڑتی سب نے دیکھا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ  
صاحبقران بہ فوج کثیر آکر پہنچے سکندر نے آکر نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا  
صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ نور الدہر جمع ساحران مین گھرا ہوا ہے قریب آگئے  
بدیع الزمان و قاسم یا تو جے ہوئے آتے تھے یا فوج کفار پر جا پڑے لڑ بھڑ کر  
نور الدہر کو اپنے مجمع میں لیا اب نور الدہر لڑتے ہوئے بڑھے مگر فوج اسقدر ہو کہ  
مجمع سے گھوڑا بڑھا نا دشوار ہو ایک طرف بدیع الزمان پشت پر کئی سوسوار ایک



طرف سے قاسم نوجوان نگرے کرتے ہوئے جس طرف جاگرے پرے کے پرے درہم  
و برہم کر دیے بد بیع الزمان سے آنکھ مل رہی ہو اور ایک طرف مالک و لندھو  
صف شکن تیغ زن اس لطف سے لڑ رہے ہیں کہ خون کے دریا بہا دیے ہیں کہ دوسری  
گرداڑی سب دیکھنے لگے کہ شاہزادہ ایسج نوجوان بصد شوکت و شان آکر شریک  
جنگ ہوئے نور الدہر کو جو دیکھا کہ پرے درہم و برہم کر رہے ہیں بیچ فوج پر جا پڑا  
جس طرف نہ گامہ دیکھا اسی طرف رخ کیا امیر نے جو دیکھا کہ ایسج نوجوان بھی آگیا اپنے  
نام کا نرہ کیا نرہ صا جبقران امیر عرب ضیغم و زگار بہ حکم خدا بستہ شمشیر چارہ یکے  
تیغ صمصام و مقام نام یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء بن کافران از جہان پاک کرد  
سر سرکشان جلد و خاک کرد بہ ایک طرف سے لندھو نے نرہ کیا نرہ لندھو  
جزیرہ ہائے دریار اگر فتح تابد ہندوستان اگر نامم بنیدانی منم لندھو بن سعدان  
مالک اثر در نے نرہ لندھو کی جو صدائنی نیرہ اٹھا کر نرہ کیا نرہ مالک منم مالک  
اثر و خشکین بہ سپہدار و لشکر اہل دین بہ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف بہ تزلزل فتد و میان  
مصاف بہ اگر تیغ بر سنگ خارہ زخم بہ زکا و زمین بیخ و بن بر کنم بہ کہ تیسری گرداڑی  
سب نے دیکھا رستم پل تن و پیل کن کشندہ قویل ہندی و دیل ہندی علم شاہ نوجوان  
بھی آگئے رستم نے دور سے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو وہین سے نرہ کیا نرہ رستم  
علم شاہ رومی شہ قیل زور بہ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور بہ ارشد اولاد امیر عرب بہ  
کیست علم شاہ چور رستم لقب بہ نرہ کر کے شریک جنگ ہوئے پھر گرد بلند ہوئی صا جبقران  
حیران میران دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد بصد صولت و شوکت  
آکر پہونچے شریک جنگ ہوئے اپنے نام کا نرہ کیا نرہ شاہ منم شاہ شاہان فریدون چشم  
بہار گلستان کاؤس و جم بہ آکر شریک جنگ ہوئے ہر ایک طرف تلوار چل رہی ہو منہکا مہ  
گیر و دار بلند ہو مگر ملک شہیمہ بلند ہو کر آسمان پر آئی سحر کر رہی ہو جب سحر کیا ہزار و ہزار  
کے سرکٹ کے گرے عجبت تمام نور الدہر کو دیکھ رہی ہو چار طرف تلوار چل رہی ہو بادشاہ  
جمجاہ کو جو سرداروں نے دیکھا بشوکت تمام پایا ہر چند ساحر سحر کرے ہیں مگر بادشاہ پر



سحر تاخیر نہیں کرتا علم شاہ بھی شیرازہ لڑ رہے ہیں بقراط ثانی تخت پر سوار ہو کر کل افسران فوج  
 انکو گھیرے ہوئے ہیں بقراط نے دیکھا کہ فوج اسلام بھی بید ہو گئی جہانگیر بھی آکر پہنچے  
 گھبرا گیا ہر چند اپنی فوج کو اشارہ کرتا ہو مگر فوج بیدل ہو رہی ہے شعلہ جوالہ ایک جانب کھڑی  
 کانپ رہی ہے ساتھ دایوں سے کہتی ہو کیوں صاحبو میں کیا کروں کینز میں کتنی ہیں واری  
 آپ شریک طلسم کشا ہیں لہذا شاہزادیوں کی شریک ہو جائیے شعلہ جوالہ کی آنکھوں سے  
 آنسو ٹپک پڑتے ہیں بقراط نے جب دیکھا کہ فوج دل دہی نہیں کرتی گھبرا یا قلعہ مروارید کا  
 یاد آیا مگر دیکھتا ہو کہ ہر طرف سے سردار جنگ کرتے ہوئے آتے ہیں حیران ہو کہ کدھر سے نکلیں اگر  
 بلند ہو کر جاتا ہوں تو طلسم کشا قادر انداز ہوا سکا تیر خطا نہیں کرتا میں قتل ہو جاؤں گا اہل فوج  
 دنگ ہیں اپنی جان سے تنگ ہیں شہزنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ شعلہ جوالہ ہاتھ سے  
 جاتی ہے شہیمہ سے کہا میں جا کر علامہ کو قتل کرتا ہوں کہ شعلہ جوالہ ہوش میں آئے شہیمہ نے کہا  
 او شہزنگ ابھی تامل کرو یہ تو دیکھو کہ انجام کار کیا ہوتا ہے غرض کہ ہر طرف سے فرزند ان صاحبقران  
 نے دباؤ ڈالا اور بڑھ بڑھاکر شہزادی کی کہ افسران فوج بقراط بھاگنے لگے سامنے آکر سکندہ  
 و نجم و ارسطو نے سحر کیا کہ زمین کا پی ہو اسے سر دھلی دس ہزار ساحر مہوت ہو گئے پہاڑوں  
 سے سر ٹکراتے تھے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے تھے اس غل میں یہ مصنون تمام

لبلیں گل کو کرین آکے نثار عارض  
 ہم نہ کس طرح کرین دلکو نثار عارض  
 اپنے دامن سے کیا پاک غبار عارض  
 لبلیں ہوتی ہیں آکے نثار عارض  
 جبکہ دل بھول گیا راہ و پار عارض  
 سایہ زلف ہوا ہے شب تار عارض  
 اب نہیں آئندہ ہوتا ہے دو چار عارض  
 زلف شہزنگ نہیں ہے شب تار عارض  
 دل سے رضوان کے کوئی پوچھے ہار عارض

تم اگر باغ میں دکھلاؤ بہار عارض  
 عاشقو بوسہ پہ بوسہ وہ عطا کرے تمہیں  
 وہ مکر رہتے مری خاک کا دھوکہ جو ہوا  
 سیر گلشن کو جو وہ رشک چمن جاتا ہے  
 کو چڑ زلف میں افسوس بھٹک کر آیا  
 گورے کالون پہ تمھارے نہیں خط سیاہ  
 دیکھ کر حسن ترا جب سے ہوا ہو سکتا  
 تیری پیشانی پر نور ہے روز روشن  
 خلد سے دیکھنے کو حسن ترا آتا ہے



قبر میں خاک شفا ہو جو غبار عارض

سرخ رو حشر کو فردوس میں ہوں آسپاوت

بقراط نے سر اٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر میں نہ گامہ ہی ساحر دیوانہ وار دوحشی مثال پھر  
 ہیں نہ سحر کرتے ہیں نہ لڑنے پر آمادہ ہیں ہر ایک کا قصد ہی کہ جان بچائیں بھاگ جائیں بقراط  
 بہت گھبرا بپا ہوا سامنے سے نکل جاؤں دیکھا صا جبقران زمان لڑتے ہوئے آتے ہیں لاشوں  
 ساحرون کا امیر پر بلوہ ہو مگر دوستی تلوار مار رہے ہیں اُدھر سے پلٹا جا پاپشت کی طرف  
 سے نکل جاؤں دیکھا بادشاہ حجاجہ سعد بن قباؤ لڑتے ہوئے آتے ہیں نقش دفع سحر گلے میں  
 انپر سحر تاثیر نہیں کرتا ایک پہلو کی جانب چلا دیکھا طلسم کشا بہ ذات خود رستمانہ جنگ کرتے  
 ہوئے آتے ہیں اور بقراط پر نگاہ ہو سکندرتثانی نے لاکھوں ساحر مارے دریائے  
 سحر بنایا لاکھوں کو ڈبو کے مارا سب خیمے خالی پڑے ہوئے ہیں دوسرے پہلو کی طرف چلا  
 دیکھا رستم لڑتے ہوئے آتے ہیں ہر فرزند صا جبقران کے ساتھ جادوگر نیاں سحر میں کامل  
 ہیں وہ جادوگر نیاں طبقے زمین کے ملار ہی ہیں جہانگیر بھی شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں  
 اب بقراط گھبرا یا کہ کس طرف سے جاؤں کمان جا کر چھپن اگر اڑ کر جاتا ہوں تو سکندرتثانی  
 وغیرہ روکین گے طلسم کشا کا تیر خطا نہیں کرتا اس سورج میں حیران و پریشان کھڑا ہوا ایسا  
 مترود ہوا کہ سحر بھی فرا سولش ہو گیا کہ دیکھا طرف سے کوہستان کے ایک ابر مردار یہ نگار  
 اٹھا موتی برستے ہوئے ہزار ہا طاؤ گردابر کے مصروف زمزمہ سرائی ہیں تلوار میں ابر سے  
 برس رہی ہیں صورت ابر کی دیکھ کر خوف آتا ہو کہ وہ ابراؤٹا ہوا آیا دیر تک موتی بر سے  
 بقراط نے پکار کر کہا کون نہر بان ہو کہ جو اس وقت میں آیا یہ تو یقین کامل ہو کہ میری مدد کرنے  
 آیا ہو لیکن اپنے کو ظاہر کرے کہ میں بھی آگاہ ہوں کہ کون ہو ابر مردار یہ نگار سے آواز  
 آئی کہ اے بقراط ثانی تیرے غرور نے تجھ کو پست کیا بیٹھے بیٹھے تیرے دماغ میں دعویٰ  
 یکتائی سما یا کیوں اپنے کو خداوند کہو ایا اب بھی خوف کر سامری و جمشید دونوں ہرنے  
 خداوند ہیں ہر چند کہ دنیا سے اٹھ گئے مگر انکے نام کے تحفظ جات ہو جو وہیں وقت پر تاثیر  
 کرتے ہیں خاک قبر میں یہ تاثیر ہی کہ کیسا ہی ساحر زبردست ہو جب وہ خاک سامنے اڑا دی جاتی ہو  
 بیہوش ہو جاتا ہی تیری کس شو میں تاثیر ہو اگر تو اعتقاد سامری و جمشید کر لے تو میں تجھ کو نکال



لیچون بقراط نے گھبرا کر کہا میں سامری و جمشید کا چھوٹا بھائی ہوں ابرہے آواز آئی  
 کہ یہودہ نہ یک آنکا تو بندہ مقضوب ہو دیکھ تصویر سامری آئی ہوا کو سجدہ کرتی شکل  
 آسان ہوگی ورنہ آج ایسا گھبراہو کہ جان بچنا دشوار ہوگی تیری بد اعمالی نے سب ملک تباہ  
 کرائے بقراط نے پکار کر کہا میں بندہ سامری و جمشید ہی امی مربان جو مجھے کہا وہ ہی  
 میں نے قبول کیا مگر اپنے کو ظاہر کیجیے کسی طرح جان بچائیے یکا یک ابرہے چٹا دیکھا تخت پر ایک  
 جادوگر فی بصورت حبیب و شبلی عجیب و غریب بیٹھی ہوا اور تخت پر ایک صندوق رکھا ہوا  
 اس صندوق پر دو تصویریں خود آواز دیتی ہیں کہ امی بقراط ثانی جلد بھگو سجدہ کر ورنہ  
 نکل ہو جائیگا بقراط نے ناچار و مجبوراً تصویروں کو سجدہ کیا اس ساحرہ نے پکار کر  
 آواز دی کہ امی بقراط مجھ کو نہیں پہچانتا سمجھ لکہ مروارید آفت خیز بقراط نے پکار کر آواز  
 دی کہ امی مربان اس وقت تیرے آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی اور  
 مشکین دل ہوئی مروارید نے کہا امی بقراط میں اس بلوے میں سحر نہ کرونگی لیکن تجھ کو بھی  
 نکال لیچونگی وہاں چل کر سب سامان ہو جائیگا وہ تدبیر کروں کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین  
 تا بہ قلعہ مروارید نہ آسکیں جو آئیگا مٹھ کی کھائیگا ذلت اٹھائیگا دیوانہ ہو جائیگا وہ جو بڑا  
 شخص مشہور ہو اسکی فکر میں ہوں میری جدہ کو اسی نے مارا آج تک جا بجا ذکر ہوتا ہوا سامری  
 و جمشید کی خدائی اسی کے نام سے روشن تھی کیسے کیسے کار نمایان کیے چاہا اس طلسم  
 بے لوح کا بنا یا مگر حمزہ نے اُسکو بھی شکست کیا اب میں نے وہ تدبیر کی ہو کہ مسلمان نہ آسکیں  
 نہ سرحد میں آئیگے اور نہ کوئی کام ہو سکے گا ادھر نور الدہر اور صاحبقران نے دیکھا  
 کہ بقراط ابرہے سے باتیں کر رہا ہو چہرے کے تپوں سے جواب و سوال ہو رہے ہیں نور الدہر  
 نے یہ شعبہ دیکھ کر پشت مرکب پر پڑی جمائی تینہ طلسمی بلند کیا سب جادوگر تیان اپنی اپنی  
 گاتیاں باندھ باندھ کر آمادہ ہوئیں کہ بقراط کو گرفتار کہیں ایک طرف سے صاحبقران لڑنے  
 ہوئے چلے ایک طرف سے بادشاہ جمباہ اور کل فرزندوں کا اسی مقام پر بلوہ ہوا اگر بلوہ  
 خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ شعلہ جو الہ پائے تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوئے سحر کر رہی ہو  
 اکثر اہل فوج طلسم کشا کے ہاتھ سے مارے گئے کئی مرتبہ سکندر ثانی نے چاہا کہ تڑپ کر



گروں اور شعلہ جوالہ کو اٹھا لیں مگر بقراط شعلہ جوالہ کو بچاتا ہے سکندر کو قریب نہیں آنے دیتا جب چار طرف سے سرواڑوں نے بلوہ کیا اہل فوج و تاجدار و ساحران غدار بقراط کا ساتھ چھوڑ کر بھاگے کچھ لوگ فریاد کرنے تھے کچھ بھاگ کر درہ ہاسے کوہ میں چھپے بعضے جا کر جھیلوں میں گرے غرق دریاے لعنت ہوے بقراط نے دیکھا کہ تخت میرا تنہا رہ گیا مگر شعلہ جوالہ کو وہی جوش و خروش ہو و مبدم کہتی ہو یا خداوند طلسم کشا پر کڑک کر گروں کمر میں پنجہ دیکر اٹھا لائے بقراط جواب دیتا ہو ای شعلہ جوالہ خبردار یہ ارادہ نہ کرنا تخت جاتا سب اُسکے پاس موجود ہیں تیغ طلسمی کی چمک سے ساحروں کی آنکھیں چھلکتی ہیں اگر تیر کوئی وار پڑ گیا تو قتل ہو جاؤ گی کوئی سحر کام نہ آئیگا یہ سمجھا کر بقراط نے ہلک کر آواز دی کہ یا خداوند تمام کا و جمشید مجھ کو بچائیے وہ دونوں تیلے جو تخت پر رکھے تھے اُن دونوں نے منہ کھولے کہ دعوانہ منہ سے نکلنے لگا اسقدر دعوانہ نکلا کہ تمام صحرائے تاریک ہو گیا نور الدہر نے بڑھک کر طلسمی کو چمکا یا لوح محفوظ کو ہاتھ میں لیکر ہاتھ بلند کیا تیغ چمکا یا تب وہ دعوانہ بر طرف ہوا اب جو بنگاہ غور دیکھا تخت بقراط نہ پایا شعلہ جوالہ اور تخت بقراط غائب ہو گیا کوئی افسر باقی نہیں رہا باقی ماندہ فوج بے سردار الامان الامان کر رہی ہو چکے افسر باقی ہیں وہ رومالوں سے ہاتھ باندھ کر سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوئے براعتقاد تمام اطاعت اسلام کی تھوڑے عرصے میں کل فوج آکر حاضر ہوئی ہر ایک کا قول تھا کہ آپ صاحب اقبال ہیں بقراط کو مروارید آفت خیز لے گئی اب بہتر یہ ہو کہ اُسکا تعاقب نہ کیجیے نور الدہر نے کہا جان جانا قبول مگر بدون قتل بقراط چین نہ پڑیگا اگر وہ آسمان پر جائیگا تو اپنے کوشل آہ مظلومان پہونچاؤنگا اور اگر تخت الشریٰ میں گیا تو قطرہ آب بکر جذب ہو جاؤنگا ای شہزنگ ہر کارے روانہ کرو خبر مفصل منگاؤ کہ بقراط کس مقام پر گیا ہو شہزنگ نے اُسی وقت ہر کارے روانہ کیے بعد تھوڑی دیر کے ہرکات آئے دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ تا سرزند آفتاب سرور باشی بد تا صبح دعا و ہمد ساغر باشی بد تا نام حیات بر سر خضر بود بد در خانہ اقبال سکندر باشی بد شہر یار عالم کی عمر دراز رہے جب بقراط یہاں جنگ میں بہت بیقرار ہوا تو مروارید آفت خیزین وقت پر آکر پہونچی وہ اٹھا کر بقراط کو لگی اپنے پاس بحفاظت رکھا خاطر مدارات ہو رہی ہو سامری و جمشید



کو بقراط نے سجدہ کیا اور بی شعلہ جوالہ پاس بقراط کے حاضرین پنج میں ایک صحرا سے آہوان  
 بنا باہر کہ کئی ہزار آہوان صحرائی اُس صحرائین خوش فعلیان کر رہے ہیں غیر کو اُس صحرا سے  
 نہیں جانے دیتے غلاموں کو جب قدر دریافت ہوا گذارش کی نور الدہر نے فرمایا کل بغایت  
 پروردگار صحرا سے آہوان کو طو کر نیگے جسکی موت آئی ہو اُسکو کون روک سکتا ہو ورنہ وہ حافظ  
 حقیقی ہمراہ ہو لشکر میں وردیان بچین کر بندیان ہونے لگیں افسران فوج کو ہمراہ لیا رہبر اے  
 جادوہ مطلب ہوئے صبح ہوتے ہی نور الدہر نے اُٹھ کر ناز پڑھی دست دعا بدرگاہ خداے  
 زمین و آسمان بلند کیے عرض کی کہ اے مسیح و علیم و اے رحیم و کریم مطلب دل پورا ہوتا بہ منزل  
 مقصد پہنچانا یہ کہ کہشت مرکب طلسمی پر سوار ہوئے گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے لشکر نور الدہر  
 کا تانتا بندھا ہوا ہو نور الدہر دیکھتے بھالتے جاتے ہیں ہر ایک افسر سے بخلق و مروت  
 کلام کرتے ہیں مزاج ہر ایک کا پوچھتے ہوئے وسط صحرائین پہنچے تھے کہ یکایک آواز  
 الامان بلند ہوئی نور الدہر نے گھبرا کر کہا اے شہزنگ خبر تو لو کہ یہ کیسا نہنامہ ہو شہزنگ  
 جھپٹا آ کے دیکھا صحرا سے آہوان سامنے ہو دس بارہ ہزار آہوان صحرائی پھر رہے ہیں  
 جون ہی لشکر وہاں پہنچا آہو بہت خیر کرنے لگے مگر کچھ آپس میں آوازیں ملا کر غل مچانے  
 لگے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ پروردگار سے فریاد کرتے ہیں انسان حیران ہو جاتا ہو  
 انکی صدا سے وحشت خیر سے کیسا ہی آدمی سنگ دل ہو بیتاب ہو جاتا ہو مگر جتنا لشکر اُس  
 سرحد میں پہنچا غائب ہو گیا بارہ چودہ ہزار جو ان غائب ہوئے اب افسر غلغلہ کر رہے  
 ہیں یہ لشکر نور الدہر آگے بڑھے گھوڑے کو چپکایا دیکھا کہ سب افسر بیٹے چلے آتے ہیں کئی  
 افسر قریب آئے آقا کو دیکھ کر رونے لگے عرض کی اے شہزاد بارہ چودہ ہزار جو ان غائب ہو گئے  
 جکا نشان نہیں ملتا نور الدہر نے اُسی وقت غسل کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس نے حکم دیا کہ مقام  
 بیرون سرحد ہر اپنی عقل سے کام کرو نور الدہر بڑھے تینہ طلسمی ہاتھ میں لوح محفوظ کو چمکاتے  
 ہوئے صحرائین آئے اُن آہودن نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑے ہوئے قریب آئے  
 چار جانب سے گھیر لیا اور منہ طرف آسمان کے کر کے فریاد کرنے لگے جس سے یہ اشعار  
 ثابت ہوتے تھے نطم



کوئی جہان میں مجھے سوانا تو انہیں  
پیری میں مجھ کو ڈرتا اسی آسمان نہیں  
اک بوسہ دیکھے آپ ہی دلوں خربہ لیے  
میں نے شراب مانگی تو بولے بگڑے وہ  
جب پوچھتا ہوں بوسہ دیجے گا مجھ کو آپ  
کیا حال پوچھتے ہیں مرے درد دل کا آپ  
رخسار مثل گل ہر تو پھولوں نہ کبر سے  
باغ جہان میں رہتا ہوں خانہ بدوش میں  
میں مر گیا ہوں اور وہ زندہ سمجھتے ہیں  
لب بند ہو گئے مرے سن سکے گفتگو  
تارِ نظر کا سایہ نظر آئے کس طرح  
میں باغ میں بلبل بکتا ہوں باغبان  
برہم کیا بگاڑ دیا انہی زلف کو  
اُس شعلہ رو کے عشق نے ایسا گھلا دیا  
مستطوت عروج کیا کسی عر کو ہو بھلا

بیہوش ہوں تحمل خواب گراں نہیں  
کیا میری آہ تیر نہیں قد کمان نہیں  
بازارِ عشق میں مرا سودا گراں نہیں  
گھر میرا مو فروش کی صاحب ڈکان نہیں  
کس نے زکس اداسے وہ کہتے ہیں ہاں نہیں  
کیونکر کمون زبان سے کہ تاب بیان نہیں  
وہ کونسا ہر باغ کہ جب کو خزان نہیں  
بلبل وہ ہوں کہ میرا کسین اشیان نہیں  
انہی طرح جہان میں کوئی بد گمان نہیں  
معتشوق آپ سا کوئی شیریں زبان نہیں  
کیونکر ملے کہ انہی کمر کا نشان نہیں  
قابلِ اجازت نے کے مرا اشیان نہیں  
مرغوب ابر صبا یہ تری شوخیان نہیں  
کچھ تن میں مثل شمع مرے استخوان نہیں  
اس فن کا اب جہان میں کوئی قدر دان نہیں

نور الدہر لوح چمکاتے ہوئے آگے بڑھے جب آہوون نے دیکھا کہ طلسم کشتا نے نصف  
میدان طو کیا ایک جانب بھاگے جا کر غائب ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے اسی طرف سے گرد  
اُڑی دیکھا ایک ساحر کر گدن مست پر سوار اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے آتا ہو معلوم ہوتا ہو  
کہ سحر کیا چاہتا ہو پشت پر بارہ چودہ ہزار ساحران غدار آمادہ حرب و پیکار ہمراہ رواروی  
کرتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی نور الدہر پر نگاہ پڑی اُس ساحر نے پکار کر آواز دی  
ای جوان آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھے گا تو اپنے کو زندہ نہ پائیگا نور الدہر نے تیغ طلسمی  
چمکا کر آواز دی کہ ادھیچا قریب تو آ اُس ساحر نے بڑھ کر گولہ پھینکا قریب نور الدہر گولہ آگے  
پھٹا اس قدر دھواں نکلا کہ تمام مقام تاریک ہو گیا اُس اندھیرے میں ساحر نے ساتھ والوں



کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کرو ہمراہ بیان نور الدہر اندھیرے میں فریاد کرتے تھے اور پکارتے تھے کہ اے خالق ارض و سما و اے رب یکتا و اے متجیب الدعوات و اے قاضی الحاجات یہ وقت مدد دے ہم عجب بلا میں مبتلا ہیں نور الدہر نے تیغ جو چمکایا دھوان مثل ابر کے پھٹ گیا روشنی ہو گئی یہاں چند جادو گر نیاں جو بلا کے روزگار مثل ہمارے مصع پوش و گرداب کشتی نشین و غیرہ تھیں انھوں نے جو بڑھکڑ سحر کیے کسی کے سحر سے پھول برستے کسی نے پانی برسا یا کہ ہمراہ بیان ساحر بقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے لفظ ہم

آنکھیں دکھلاتے ہیں مجھ کو پاسبان کوے دوست  
استخوان میرے نہیں کھاتے سگان کوے دوست  
ریشک کی جاہو کہ خوش ہیں ساکنان کوے دوست  
دیکھ کر باغ جنان ہو گا گمان کوے دوست  
واعظون کی بھی زبان پر ہے بیان کوے دوست  
واہ بخود دہیں کچھ ایسے رہروان کوے دوست  
قبر کی جاہو پس مردن میان کوے دوست

گر کبھی وحشت میں جاتا ہوں میان کوے دوست  
تلخی فرقت کا مر کر بھی یہ باقی ہوا اثر  
عمر ہوتی ہے ہماری دشت گردی میں بسر  
ختر کے دن عاشقوں کو جبکہ بخشنے کا خدا  
مسجد و ن میں ذکر ہے باغ جنان کا عاشقو  
ہو گیا پامال میرا دل خبر مطلق نہیں  
آرزو ہے کر بلا میں جا کے سطوت موت آئے

ہزار ہا ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سرکرار ہے ہیں شہرنگ نے جب دیکھا کہ قریب باغ  
گلستان لشکر سوچا تو شہرنگ باغ میں آیا ملکہ شمیمہ بھی ساتھ آئیں ان سب کا باغ میں آنا  
گویا بہار تازہ کا نزول ہوا مگر شہرنگ بارہ درسی میں آیا صندوق کھول کر علامہ کو نکالا اول  
خوب سمجھا یا مگر علامہ نے کوئی جواب با صواب نہ دیا تب شہرنگ نے علامہ کو قتل کیا  
وہاں دربار بقراط قصر مردار میں جا ہوا ہوا مردار وید جادو کچھ انتظام کو گئی ہو اسوقت  
دربار میں نہیں ہو ملکہ شعلہ جو الہ قریب تخت کرسی پر بیٹھی ہو اور علامہ کو شہرنگ نے مارا  
اور شعلہ جو الہ تھر تھر کانپی اور بیہوش ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا بقراط تو  
خوش ہو کہ یہ میرے قبضے میں آئی شعلہ جو الہ جو گھبرائی ہوئی اٹھی دربار بقراط کو دیکھنے لگی  
حیران تھی کہ میں بیان کیونکر سوچتی بقراط نے جو دیکھا کہ شعلہ جو الہ بیہوش ہو گئی تھی اب جو  
ہوشیار ہوئی تو چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی تھی بہت گھبرایا اور شعلہ جو الہ پریشان ہو



کہ وہ شیر بنیہ جرات یکہ تاز میدان جلالت صاحب شوکت و شان نور الدہزن بدیع الزمان  
 آج دربار میں نہیں ہیں مقام پر سکندر کے یہ فرنا شخص بیٹھا ہو سر اٹھا اٹھا کے طمس  
 کو دیکھتی ہو کبھی آنکھیں شاہرا دیون کو ڈھونڈھتی ہیں کہ وہ صاحبان مہر و وفا کمان ہیں بقراط  
 نے نشے میں ہاتھ بڑھائے کہ شعلہ جوالہ کو گلے سے لگا لوں شعلہ جوالہ نے بلا تکلف ہاتھ  
 جھٹک دیا اور ایک تمانچہ اس طرح کا مارا کہ تھاقے کی آواز کل مکان میں چیرہ ہوئی ساحر  
 بقراط جو بیٹھے تھے ہنسنے لگے آپس میں اشارے کرتے تھے کہ کیا معشوق گستاخ ہو اب تو  
 قدرت نہ رہے سامری و جمشید کے بندے ہوئے دیکھیں مروارید کیا کرتی ہو مگر شعلہ  
 تمانچہ مار کر بقراط کو دل میں سمجھ گئی کہ میں کسی کے سحر میں تھی بڑی مجھے بے ادبی ہوئی کہ  
 اس نامعقول کے پہلو میں آکر بیٹھی قلب پر شاہرا دے کے ملال پہونچے گا شاہرا دیان طعن  
 و تشنیع کریں گی یہ سوچ کر اپنے مقام سے اٹھی ایک ساحر جو برابر بیٹھا تھا اسنے کہا ملکہ کمان  
 چلین شعلہ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا کئی خنجر گرے کئی ساحرون کے سر اڑ گئے  
 اسی اندھیرے میں شعلہ جوالہ نکلی بقراط بان بان کرتا رہ گیا شعلہ جوالہ دور جا کر مثل ستارے  
 کے چمکی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر کچھ ماش کے دانے نکالے لشکر جو بقراط کا پڑا تھا سپر  
 پھینک مارے جبر و اندہ پڑا وہ جگر رہ گیا بقراط نے چلا کر آواز دی ارے صاحبو اسکو لینا  
 شعلہ جوالہ جاتی ہو نہیں معلوم علامہ پر کیا گذری کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی بیرون  
 نے لا کر لاشہ علامہ کا سامنے بقراط کے پہونچا یا بقراط غصے سے کانپنے لگا مگر بقول شخصے کہ ہر  
 درویش بجان درویش غصہ کر کے رہ گیا مگر شعلہ جوالہ اس مقام پر پہونچی جہان نور الدہر  
 گھرے ہوئے جنگ کر رہے تھے آسمان سے دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار ساحرون کے مجمع میں  
 گھرے ہیں تینہ طلسمی چل رہا ہو ایک ساحر خوش چشم غزال جادو دانے کھڑا سحر کر رہا ہو یہ سانچ  
 جو شعلہ جوالہ نے دیکھا آسمان سے کڑک کے گری نگرہ کیا کہ منم ملکہ شعلہ جوالہ غزال پر گری  
 کہ غزال کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے جو شعلہ جوالہ کو دیکھا مثل گل شکفتہ ہو گئے  
 پکار کر آواز دی کہ کیوں صاحب کمان تھیں کیونکر رہائی پائی عیش چھوڑنے کو توجی نہ چاہتا  
 ہو گا ہمارا خیال بھی نہ آتا ہو گا اب کہو کس ارادے سے آئی ہو شعلہ جوالہ نے شرمندگی سے



سر جھکا کر جواب دیا وقت پر عرض کر دنگی یہ کیکے تڑپ تڑپ کے ساحرون پر گرنے لگی  
کئی ہزار ساحر شعلہ جوالہ نے مارے دریائے خون بہا دیا کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی  
آواز آئی نعرہ ہوا کہ منم مروارید آفت خیز نعرہ کر کے اس زور سے شعلہ جوالہ پر گری  
کہ شعلہ جوالہ کی آنکھ بند ہو گئی نور الدہر نے تیر مارے مروارید سے وہ تیر جلا دیے  
شعلہ جوالہ کو لے گئی بچم نے چاہا بغائب کروں ارسطو نے دامن پکڑ لیا کہا ای بچم تیر  
از دست رفتہ پٹ کے نہیں آتا مگر مروارید سناٹا بھر کے نکل گئی نور الدہر کو بڑا اقلق  
ہوا فرمایا ای شبرنگ شعلہ جوالہ کی خبر لاؤ اگر بن پڑے تو رہا کر کے لاؤ ہم بہت خوش  
ہونگے شبرنگ اس نشان کو دیکھتا ہوا جاتا ہے مگر مروارید کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے  
کہ وہ بوقلمون اسکو کتے ہیں بوقلمون جادو پہاڑ پر بیٹھا ہے شراب چل رہی ہے بلبلا رہا ہے  
کہ سامنے سے دیکھا مروارید ایک مشوقہ کو لیے جاتی ہے پکار کر آواز دی کہ ای ملک مروارید  
ذرا دم بھر کو بیان بھی ٹھہر جاؤ ایک جام شراب نوش فرما کے فوراً چلی جانا مروارید نے  
جو صدا بوقلمون کی سنی ہوا سے اتر آئی پہاڑ پر آکر ٹھہری شعلہ جوالہ کی زبان میں سوزن  
دید ہی ہو مگر بوقلمون نے جو شعلہ جوالہ کو دیکھا بتیاب ہو گیا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا  
جب مروارید بیٹھی تو بوقلمون نے پوچھا کہ ای ملک عالم یہ تازمین کون ہے مروارید نے کہا  
مشوقہ قدرت عاشق طلسم کشا میں اسکو گرفتار کر کے لائی ہوں بقراط کو دکھا کر اسکو قتل  
کر دنگی بوقلمون روئے لگا کہا ای ملک مروارید ایسا نہ کہو ایسی معشوق پر ہی چہرہ کو مٹا دیجیے گا  
ہمیر احسان کروہین حوالے کر دو مروارید نے کہا اگر تجھے راضی ہو تو اختیار ہو بوقلمون  
نے جو یہ اجازت پائی خوش ہو گیا شعلہ جوالہ کو الگ لجا کر سمجھانے لگا کہا ای ملک عالم میں  
اس سرحد میں کوہستان کا حاکم ہوں کیا مجال ہے کہ میری سرحد سے لشکر طلسم کشا گذر سکے  
وہ فوج بھیجوں کہ انکو اتھوئے نہ دے یہ وہ مقام نہیں ہے کہ فتح کہتے ہوئے چلے آئے  
اس اقلیم میں بڑے مہمے پہنچیں گے بوقلمون جب سامنے شعلہ جوالہ کے دیر تک  
باتھ باندھے کھڑا رہا تو شعلہ جوالہ نے کہا کیوں اچوتا جدا کیا مطلب ہے بوقلمون نے کہا  
میں غلام اور تاجدار ہوں امیدوار ہوں کہ غلام کو قبول فرمائیے اور آپ کو بھی اسوجہ میں



قید سے رہائی لیگی شعلہ جوالہ نے منہسکر کہا اس شخص دعویٰ عشق کرتا ہو اور بہکواس حال میں  
 دیکھ رہا ہو کہ زبان میں سوزن ماراں سیاہ جسم میں لپٹے ہیں تکلیف پہونچاتے ہیں بان  
 سے سوزن نکال دے کہ ہم انداز سے بچیں بقلمون جادو بدحواس ہو رہا تھا جی میں کہتا  
 ہو سچ کہتی ہو کہ ماراں سیاہ تکلیف پہونچاتے ہونگے بس اسنے ہاتھ بڑھا کر زبان سے سوزن  
 نکال لی سوزن جو زبان سے نکلی شعلہ جوالہ تڑپی کہ ماراں سیاہ جسم سے چھوٹ کر گرے  
 شعلہ جوالہ نے دونوں ہاتھ اپنے ہلائے کہ دس برقین گرین بقلمون کے دس ٹکڑے ہو گئے  
 اندھیرا ہو گیا آوازیں آنے لگیں کشتی مرانام من بقلمون جادو بود اس اندھیرے میں  
 شعلہ جوالہ نکلی جب یہ نکل گئی تو مروارید نے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی بُرد نکل گئی  
 بقراط بہت رنجیدہ ہوگا یہ سوچتی ہوئی اُسٹھی طرف مکان کے پٹی ہوئی آتی ہو راہ میں  
 باغ عنبر بیل ہو بیٹی اسکی ملکہ عنبر افشان جادو بیٹھی ہو گر دکنیزین ایک گامن شمع و شنگ  
 موسوم بہ جلتزنگ یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہو نظم

محبو پلا رہا ہو جو تو ساقیا شراب  
 بے یار محبو دیگی نہ لذت ذرا شراب  
 گلشن میں چل کے جلد پلا ساقیا شراب  
 تجکو دکھا دکھا کے پیون واعطا شراب  
 محبو پلائے گا جو مرا بہ لقا شراب  
 بان مہر و مہ کے جام میں بھر کر پلا شراب  
 کس طرح چھوڑوں ہو گئی میری غذا شراب  
 تو نے پلائی محبو نہ امی دل ہا شراب  
 ہو میرے حق میں عشق ولی خدا شراب  
 کار نواب جان کے تھوڑی پلا شراب  
 میخانہ جہان میں پیے کیا بھلا شراب

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب  
 خون جگر فراق میں پتیا ہوں جام  
 ابر بہار آ کے چلی ہو اے سرد  
 جی چاہتا ہو ساقی موش کے ہاتھ سے  
 ہو گا ہر اک قطرہ مور شک آفتاب  
 گردون وقار ہو مرا محبوب ساقیا  
 موقوف ہو اسی پہ مری زیست ہما  
 افسوس اپنے دست گارینجے ایک روز  
 خمنانہ غدیر کامیکش ہوں ساقیا  
 بیخود ہوں تشنگی مجھے بیکار ہو ساقیا  
 سطوت ہرست ساقی کوڑکے عشق سے

ملکہ عنبر افشان نے مان کو جو آئے ہوئے دیکھا براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دینی کہ امی ماور



مہربان آپکی محبت سے بید ہو کہ کنیز کے قصر کی طرف سے جائے اور مجھ کو سر فراز نہ فرمائیے مروارید  
 اتری مسند پر آ کے بیٹھی عنبر افشان نے پوچھا اے مادر مہربان آپ کہاں سے آئی ہیں مروارید  
 نے کہا بیٹا برائے ملاحظہ لشکر طلسم کشا گئی تھی لشکر دیکھا حقیقت میں کیا کیا سردار طلسم کشا  
 نے پیدا کیے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ ان پہلو انون کو کیونکر زیر کیا جو قد و قامت میں بوجہ خصال  
 عفریت مثال ہیں طلسم کشا ایک معشوق پر پی پیکر ہو چلے چلے ہاتھ پاؤں چہرہ آفتاب عالم تاب  
 حسن میں لا جواب جرات و شوکت میں بے مثل و بے نظیر طلماس نامے ایک پہلوان ہو  
 کہ دیو سے بھی بڑھ کر اسکا قد و قامت ہو زور و طاقت میں یکتا ہو لشکر طلسم کشا میں مشہور ہو  
 کہ طلماس کے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے اور وہ کسی سے زیر نہ ہوتا  
 تھا آخر خود صاحبقران نے اسکو زیر کیا مگر وہ مسلمان نہوا لیکن بسبب اسکی جلالت کے  
 صاحبقران نے اسپر بھی اسکو قتل کیا اور رہا کر دیا مگر عمدے لیا کہ ہمپر کبھی خروج نہ کرنا  
 پھر وہ زمانہ آیا کہ لقا عنتلی آباد سے بھاگ کر کوہ آذر پر آیا شاہان آذر کوہ نے اپنے  
 دامن میں پناہ دی لشکر اسلام نے شکست کھائی بادشاہ بھی زخمی ہوئے خواجہ عمر و لشکر کو لیکر  
 بھاگے طلماس نے پیچھا کیا ایک پہاڑ پر خواجہ چڑھ گئے طلماس نے پہاڑ کو گھیر لیا صبح کو لیٹ کر  
 اور لشکر توپسپا ہوا مگر طلماس چلا ہی گیا قصد تھا کہ پہاڑ پر جا کر سب کو ماروں کہ یہی شہر پار  
 نقابدار کو ہر پوش بنکر آیا اور طلماس ایسے پہلوان کو پہاڑ پر چڑھ کے زیر کیا مشہور ہو  
 کہ گیند دھڑکا کر دیا طلماس نے سوال کیا کہ اپنی صورت زیبا مجھ کو دکھائیے تو میں آپ کی  
 اطاعت کروں اسکو جو صورت زیبا دکھائی وہ دل میں سوچا کہ بارہ برس کے سن میں مجھ  
 ایسے کو زیر کیا ہو شخص جب جوان ہوگا تو شمشیر اسکی بے پناہ ہوگی عاشق ہو کر مسلمان ہوا  
 اب کل لشکر کا سپہ سالار ہوا اس جوان کو دیکھ کر ہیبت ہوتی ہے کہ اسکو کیونکر زیر کیا میں لشکر میں  
 اسکے گئی تھی پہر بھر کا مل بصورت مبدل پھر ہی سب سرداروں کو دیکھا تیس بیست تیس شاہزادیاں  
 بے مثل و بے نظیر حسن میں ماہ منیر اسکے جمال کی عاشق ہیں ایک شاہزادی شعلہ جوالہ ہو  
 بقراط نے اسکا قلب الٹ دیا تھا اسوجہ سے وہ دربار میں بقراط کے آئی تھی علامہ سرخس  
 کے سحر میں تھی اسکو جا کر اس شہر پار کے عیار نے قتل کیا شعلہ جوالہ کو ہوش آگیا و رہا ہوتے



لڑتی ہوئی نکلی میان بقراط منہ دیکھ کر رگٹے میں نے راہ میں اسے گرفتار کیا آخر وہ بوقلمون  
 جاو کو مار کر نکل گئی طلسم کشا کے عشق میں یہ شانہرا دیان مہوت ہو رہی ہیں میں حیران  
 ہوں کہ میں نے یہ کیا کیا ایسے لوگوں کو اپنی اعلیم میں کیوں آنے دیا اور بقراط ثانی سے  
 وعدہ مدد کیوں کیا اب انظام کرتی پھرتی ہوں وہ لوگ نہیں رکتے حلیم ہی آتے ہیں صحراب  
 آہوان کیسا سخت مقام تھا اسکو ملو کر آئے تو احوں عنبر افشان ایک خیال رہے کہ تم اس  
 جوان کو نہ دیکھنا اسکی صورت میں شہر سحر ہو سب شاہرا دیون نے اپنے اپنے ملک کو دیران  
 کرایا اور اُسکے ساتھ لڑ رہی ہیں عنبر افشان یہ حال شکر پسینے پسینے ہو گئی اشتیاق پیدا ہوا  
 کہ اس جوان کو کیونکر دیکھوں جبکی صورت سحر ہو میں نے تو آج تک اپنے باغ میں مردانہ پھول  
 بھی نہیں رکھا مگر اسکا دیکھنا ضرور ہو بہ قول شاعر نظم

بساکین دولت از گفتار خیزد  
 نہ جان آرام بر باید دل ہوش  
 کند عاشق کسان را غائبانہ

نہ تنها عشق از دیدار خیزد  
 در آید جلوہ حسن از رہ گوش  
 ز دیدن ہیچ اثر سے در میانہ

عنبر افشان کی کیفیت ہوئی کہ مان کے سامنے ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگی مگر ضبط کر کے  
 جواب دیا کہ احوں ما در مہربان کیونکر ہو سکتا ہو کہ وہ جوان لشکر کشی کر کے آئے اور آپ اسپر  
 لشکر کشی کریں اور اسپر نگاہ نہ پڑے میں لشکر کشی میں نہ آؤنگی اپنے اسی باغ میں رہوگی آپ  
 تشریف لیجائیے میں اب باغ سے نہ نکلؤنگی جو شانہرا دیان کہ اسپر عاشق ہیں انھیں کو مبارک  
 رہے مروارید نے کہا ایک اور نیا تماشہ سنو میں جو گئی دوشاکہ ہر خیمہ سے صدا بلند تھی شاہرا دیان تڑپ  
 رہی تھیں اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے نظم

دیر کیوں کرتا ہو قاتل قاتل شہر کیسے  
 دوش سے لے لے کمان ترکش سے ظالم تیر کیسے  
 سر پہ احسان ہو جو میرے قتل کو شمشیر کیسے  
 احوں دل بٹیاب ایسا نالہ شہر کیسے  
 دار پر ہو جو تو محب کو نہ احوں نقد پر کیسے

خطا گئے پر عاشق ابرو کے بے تاخیر کیسے  
 ابرو و مفرگان کا عاشق مرغ دل ہو صید کیسے  
 عشق ابرو میں ہو دم بھر زندگی قاتل و بال  
 غیر کے گھر بار جاتا ہو جان ناریک ہو  
 دیکھ کر قد آپ کا کہتی ہو قمری سر دے



ای مصور عاشق و معشوق میں ہو جاے وصل  
جوش و خشت میں نہایت شوق ہو اور کو ہمار  
یون شبیہ اسکی بنائی تو نے اور مانی تو کیا  
ترے گھر سے یا راہ سطوت بگڑ کر ہو چلا

رنگ گل سے طبل مشتاق کی تصویر کھینچ  
ٹکے مقناطیس میرے پاؤں کی زنجیر کھینچ  
لطف جو بے ساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ  
لطف یہ ہو تو بھی دل سے آہ پر تاثیر کھینچ

عبر افشان نے کہا اور مہربان وہ جو تڑپ رہی تھیں وہ دیوانیان ہیں الغرض دیر  
ہم مروارید پٹھری اور بیٹی کو سمجھا یا کی مگر مروارید کا یہ حال ہو کہ رنگ و متغیر متروار و متغیر  
مروارید تو گئی کینڑوں نے کہا واری جب سے آپکی اور مہربان نے طلسم کشا کی تفریق میں  
اس وقت سے آپ کا عجیب حال ہو عبر افشان نے کہا صا جو مجھے تو یہ حسرت ہو کہ اس باغ  
میں اس شہر یا رکولاؤن تماشا اس باغ کا دکھاؤں تو کیا کیفیت ہو بقول شاعر طلسم

آئے جب کپڑے پہن کر باغ میں وہ یا سرخ  
ہو جو منظور نظر اسی یا تمکو ہا سرخ  
خون آنکھوں میں اتر آیا جو دیکھا غیر کو  
موتیوں کا ہار پہنے ہو جو وہ رنگین ادا  
دیکھے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو

کیون نہ فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ  
مخت دل کے لعل اشک خون کے دھنیں تار سرخ  
ہو گئیں غصے سے میری آنکھیں اور دلدار سرخ  
عکس لعل لب سے ہو ہر گوہر شہوار سرخ  
کپڑے پہنے ہو ہمارا قاتل خونخوار سرخ

کینڑوں نے کہا واری کون صورت ہو کہ وہ اس باغ میں آئیں عبر افشان نے کہا میرا تو  
ارادہ ہو کہ میں خود جاؤں اور استقبال کر کے اس شہر یا رکولاؤن شاید میرے حال پر رحم آجائے  
کہ وہ شہر یا رانے میں عذر نہ کرے اور میرے ہمراہ چلا آئے یہاں تو یہ ذکر ہو مروارید اودھر  
گئی عبر افشان بقراری کر رہی ہو مان نے جو بالتصریح ذکر کیا ہو گویا تصویر آنکھوں کے نیچے  
پھر رہی ہو ہر چند کینڑیں سمجھاتی ہیں لیکن کسی پہلو قرار نہیں آتا وہاں نور الدہر واسطے شکار  
کے نکلے صحرا میں شکار کھیلنے لگے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اٹھایا وہ آہو جان بچا کر بھاگا طلسم کشا  
نے پیچھا نہ چھوڑا اسی باغ کی پشت پر وہ آہو آکر پہونچا جان کے خوف سے جست جو کی دیوار فرار باغ  
میں آیا لکھنے دیکھا کہ ایک آہو پسینے پسینے ہانپتا ہوا آتا ہو وہاں نور الدہر کو غصہ آیا مرکب کو  
جواہر کی مرکب نے طرارہ بھرا چاروں تیلیاں جھاڑ کر دیوار باغ کو فرا گیا لکھنے دیکھا کہ



ایک شہسوار عالی مقدار حسین جمیل پشت مرکب پر سوار عقب میں اُس آہو کے آیا کمان کیانی  
 ہاتھ میں تھی آہو کو تیرا تیرا کب خطا کرتا ہو دوسرا ہو گیا آہو گرا وہ شہر یا جھپٹ کر قریب  
 آہو آیا فرو لی کر کے کھینچی اُس آہو کو فوراً بقرانی پہونچا یا ملک بے اختیار پکارا اٹھی فرو تیر  
 نگاہ مست تو دانی کیا نشست بد بردل نشست و خوب نشست و بجا نشست بد اپنے مقام  
 سے اٹھی جو صورت آنکھوں کے آگے پھر رہی تھی وہی تصویر سامنے دیکھی صبر فرما سکا چاہا  
 اٹھا استقبال کروں چند قدم چل کر لڑکھالی اور گری بیوش ہو گئی نور الدہر نے جو دیکھا  
 کہ ایک معشوق و لفریب ہر اسے استقبال آتی تھی لڑکھاکر گری بیوش پڑی ہوئی ہر شہزادہ  
 نور الدہر نے اپنے کو ملک کی بالین پر پہونچا یا فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا  
 بعد تھوڑے عرصے کے بوسے زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی اُس نے کام نلخہ کا کیا آنکھیں  
 کھول دیں اور اپنے قریب اُس شہر یا کو پایا جس کا دل جو یا تھا زبردست تکیہ زانو سے مجبوب دیکھا  
 شہر یا کو اٹھ بیٹھی کئے لگی اس شہر یا ہمارا دل آپ کو کھینچ لایا نور الدہر نے کہا اس وقت خود  
 بخود دل کو بیقرار سی ہوئی تھی کہ اس آہو کا چھپا کر کے آیا شکر ہو کہ تلو پایا ملک نے ہاتھ تھام  
 لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزوں سے کہا تم لوگوں کے یہاں ایک مہمان آیا ہو اسکی خاطر کرو کنیزیں  
 گرد آگین گلابیان لا کر رکھیں ملک نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے شاہزادے کے پیش  
 کیا نور الدہر نے ہاتھ رکھ دیا ملک نے کہا اس شہر یا میں آگاہ ہوں کہ چند شاہزادیاں آپ پر  
 عاشق ہیں اُن لوگوں نے شاید منع کر دیا ہو گا کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا نور الدہر  
 نے کہا یہ سبب نہیں ہو سکا باعث مذہب ہو پیدا کرنے والی کا اعتقاد کرو تو ہم تمہارے  
 ہاتھ سے شراب پین ملک نے کہا اس شہر یا رصاف تو یہ ہو کہ جب میں نے بقراط کو دیکھا حیران  
 ہو گئی کہ یہ بھڑوا کیونکر خداوند بنائیں اسکو سجدہ نہ کرونگی جب سے آج تک مجھ کو اُسکے نام سے نفرت  
 ہو آپ کے خدا کا کیا نام ہو نور الدہر نے کہا ہمارا وہ پروردگار ہو کہ جسکے نام نامی پر نبی  
 و نیا کار مدار ہو رحیم و کریم حافظ حقیقی مالک تحقیقی ملک نے یہ چند کلمے سن کر کہا اب زیادہ اوصاف  
 نہ بیان کیجئے میرے دل کو خود اعتقاد ہوا یہ کلمے واسطے سجدے کے تجھکی کہا میں نے اطاعت  
 اسلام اختیار کی جب ملک نے اطاعت کی تب نور الدہر نے جام نوش کیا ملک نے اشارہ کیا



کہ چند کینزین سامنے آ بیچیں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظمیں

<p>شاید نظر ہو مجھ کو خال رو سے قاتل کی ہمارے سامنے فریاد و مجنون طفل کتبہ میں مرا خورشید طلعت بام پر شب کو جو بیٹھا ہی اکہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لائے گا اجل کا سامنا ہو یا ن کنار گور ہو عاشق جوہن حد سے زیادہ عاشقوں کے خون کے پیا فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کین سلطوت</p>	<p>بناؤ نگا سیاہی آج اپنی آنکھ کے تل کی ہوہن سے عشق بازی آ کے ان دونوں کے حاصل کی فلک پر فوق ہوئی جاتی ہو رنگت ماہ کامل کی یہ کیوں بڑھنے لگی ہو خود بخود وحشت مرے لگی دہان ہو غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی زبان منہ سے نکل آئی ہو ہر تیغ قاتل کی لطافت سے فقط ہو شعر گوئی جیسے حاصل کی</p>
--	---

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو نور الدہر پلو میں عنبر افشان کے بیٹھے ہیں کہ چند کینزین دوری  
ہوئی آئین اور عرض کی واری سیلاب ابلق سوار شگیت آپ کا تین لاکھ فوج سے آیا ہو  
بیرون باغ آکر اترتا ہو اس قدر بدحواس ہو کہ کمر بھی نہیں کھولی اور طرف باغ کے آتا ہوا پ  
چھپ جائے ہم لوگ سمجھا لیں گے سمجھا کے ہٹا دیں گے ملکہ اٹھنے لگیں نور الدہر نے دامن  
مقام لیا فرمایا کہ اے ملکہ کہاں جاتی ہو کہا صاحب تم نے سنا نہیں سال بھر کا زمانہ گزرا کہ اسنے آکر  
میری والدہ سے بڑی منتیں کیں کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو و میں صحرا سے ابلق  
کا مالک ہوں کل جائداد خدمت میں حاضر کرو نگاہ والدہ نے ناچار ہو کر قبول کر لیا مجھ کو آکر  
سمجھایا کہ پلو ان زبردست ہو کئی کوس میں اسکی عکدار ہی ہو جس جنگ پر گیا اسکو فتح کر کے آیا  
کوئی مقام ایسا نہیں ہوا کہ اسکو فتح نہیں کیا کئی سو پلو ان ساتھ ہیں یقین ہو کہ وہ بھی فساد  
برپا کریں چنانچہ شگنی میری اسکے ساتھ ہو گئی اور میں یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ برائے چند  
ساعت آپ بھی ہٹ جائیں کینزین سمجھا لیں گی نور الدہر نے کہا تم بیٹھی رہو آتا ہو تو اسنے  
دو ملکہ لے کر اے شہر یار وہ بڑا زبردست ہو نور الدہر نے کہا ساری زبردستی نکل جائیگی  
یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا سیلاب ابلق سوار زنجیرین کمرین بندھی ہوئیں جھومتا ہوا  
آتا ہو پکارتا ہوا کہ میری معشوقہ کہاں ہو نور الدہر اپنے مقام سے نہ اٹھے کہا او بیجا زبان بند  
تکوار کھینچ زبان تیغ سے کلام کر سیلاب سے جو دور سے دیکھا کہ میری معشوقہ سے پلو میں یہ



بیٹھا ہوا ایک نفرہ کوہ شکاف کیا کہ زمین تھرا گئی لگا سا کہ ادا جل گرفتہ کیا بیودہ بکتا ہوا اپنے  
مقام سے اٹھ کر تلوار کے بل پر اپنے مقام سے اٹھے ملک کانپ رہی ہو کھتی ہو اور شہر بار خدا  
آپ کو اس ظالم کے بجائے یہ بلا سے روزگار ہو سیلاب نے نیرد مارا نور الدہر نے  
سنان پکڑ کے نیرہ توڑ ڈالا سیلاب نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے کلائی  
پر ہاتھ ڈال دیا آپسین کشتی ہونے لگی ملک دیکھ رہی ہیں جب ریل کر سیلاب دوڑتا ہوتا ملک  
وعائین مانگتی ہیں کہ پروردگار اس دشمن سخت کے ہاتھ سے انکو بچالے نور الدہر جب  
پکڑ کر لاتے ہیں اور دو چار گھسے مارتے ہیں تو ملک پکارتی ہو کہ خبر بار دیجے کہ اس ملعون  
کا خاتمہ ہو سیلاب جواب دیتا ہو کہ او گیسو بریدہ اسکو زیر کر کے تجھ سے سمجھو نگا جب ملک ارادہ  
کرتی ہیں کہ سحر کروں تو نور الدہر آواز دیتے ہیں کہ اے ملک عالم خبردار سحر نہ کرنا ورنہ میرے  
واسطے بدنامی ہوگی پہر بھر سیلاب نور الدہر سے لڑا نور الدہر نے ایک مقام پر کولے پر  
لا دیا کھیر کر مارا کہ سیلاب چاروں شانے چت کر اکو دکھچاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام  
کیا سیلاب نے جواب دیا اور جوان تو نے میری معشوقہ پر قبضہ کیا میں تیری اطاعت ہرگز نہ  
نہ کرونگا نور الدہر نے جو یہ جواب اس مغرور کی زبان نجس سے سننا سر کھینچ لیا اہل فوج  
بلوہ کر کے چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی نفرہ کر کے جا پڑے لڑتے ہوئے باہر نکلے تین  
لاکھ جوانوں نے اکیلے کو گھیر لیا نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ایسج  
نے کہ تلاش نور الدہر میں نکلے ہیں دور سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہیں نفرہ کر کے  
آپڑے ایسج نے آکر لشکر کو درہم و برہم کر دیا سرداران ایسج نے زمین ہلا دی گرا ایسج  
لڑنے ہوئے قریب نور الدہر کے پہونچے کہا کہ او کشتی گیر زادے اگر ہم مدد کو نہ آنے  
تو لڑائی کیونکر فتح ہوتی نور الدہر نے جواب دیا کہ اوتا جہزادے بھلا تو میری کیا مدد  
کرے گا خدا مدد کرتا ہو لڑائی فتح ہونا تھی ہو جاتی تو کیوں آیا میں نے کب تجکو بلایا تھا ذرا سی  
بات میں طعنہ دیتا ہو ایسج نے تلوار کھینچی آپس میں تلوار چلنے لگی دروازے سے ملک دیکھ  
رہی ہیں اور وعائین مانگ رہی ہیں کہ پروردگار یہ جنگ کیسی ہو یا تو یہ محبت تھی یا یہ  
دشمنی کہ آپس میں تلوار چل رہی ہو خدا انکو بچالے کہ ایک لکا ابر آسمان پر آیا کڑک کر برق



گری اس برق سے چخہ گرا ایسج کو اٹھا لیکیا نورالدہر لپٹ کر بارگاہ میں آئے ملکہ  
نے کہا کہ امیر شہر یار اس جنگ کی خبر مروارید کو بھی ہوگی یقین ہو مروارید فنا و مر پا  
کرے مگر عقب میں ایسج نوجوان کے جو شا پور آیا تھا اُسے مرکب ایسج کا کوتل دیکھا  
اور احوال سنا کہ ایسج کو کوئی اٹھا لیکیا شا پور اسی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر میں آیا  
امیر نے خبر سنی کہ ایسج غائب ہوئے خواجہ سے فرمایا لو خواجہ تمہارے پیسر خواندہ کو کوئی  
جادوگر فی لیکنی خواجہ بقرار ہو کر برائے تلاش نکلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان میں جاتے  
ہیں ایسج کو تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ ایک باغ کی پشت پر آئے آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہے  
کوئی نازنین بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو نظم

فرصت اک دن بھی نہیں الفت میں اس مزدور کو  
شمع سان روشن کرین داغ دل رنجور کو  
بوجھ اٹھا نے کی ہو عادت جس طرح مزدور کو  
طول اتنا ہو گیا میری شب و بچور کو  
آنکھ اٹھا کر کے کبھی میں نے نہ دیکھا حور کو  
بھر دیا شاید کہ میرے کا سہ طنبور کو  
جام موی سمجھا ہوں تیری نرگس مخور کو  
امی صنم تمنے نہ دیکھا اس دل مسحور کو  
صبر آئے کس طرح میرے دل رنجور کو

رنج اٹھانے پڑتے ہیں میرے دل رنجور کو  
یاد کر کے ہجر کی شب اہس رنج پر نور کو  
دل پہ یون بار غم فرقت اٹھا لیتا ہوں میں  
رفتہ رفتہ گیسو و لہار سے بھی بڑھ گئی  
باغ جنت میں جو آنکا حسن ہر دم یاد تھا  
امی مفتی مست ہو جاتا ہوں میں سن کے صدا  
نشہ ہو جاتا ہوں اُسکے دیکھنے سے ساقیا  
حیف کی جاہر کہ اک دن چشم با اعجاز سے  
ہو گئی مدت کہ سطوت یار کو دیکھا نہیں

خواجہ نے جو یہ اشعار سنے دیوار پر کندہ کر چڑھے دیکھا ایسج نوجوان پہلو میں ایک  
ساحرہ کے بیٹھا ہوا اختلاط ظاہری کر رہا ہو میاں یہ موکہ گزرا کہ جب متین جادو و ایسج  
کو اٹھا کر لائی اپنے باغ میں لا کر بٹھایا اور اپنا عشق ظاہر کیا ایسج تعلیم کردہ خواجہ عمر و  
ہیں جواب دیا کہ کون ایسا ہوگا کہ تجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کرے اختلاط کی باتیں کرنے لگے  
خواجہ ایک گوشے میں سے دیکھنے لگے ایسج نے کہا امی ملکہ عالم گوشے میں جلو ہمارے  
تمہارے راز و نیاز کی باتیں ہوں دل بہت بقرار ہو متین اٹھی بارہ وری میں اگر عشق



معتوق بیٹھے ایمرج نے محبت کی باتیں کر کے شراب پلانا شروع کی ہر مرتبہ کھتا جاتا ہو کہ  
ایمیتین جادو و عمر بھرتھا را ساتھ دو نگا ایک تخت مجکو بنا دینا کہ اُسپر سیر کرتا پھر وہاں  
نے کہا ایمعتوق میرے تجکو وہ پہل بنا دوں کہ اگر رستم بھی مقابلہ کرے تو مثل زال  
ہو جائے اور بہت چیزیں بنا دوں گی زرہ خود چار آئینہ یہ سب چیزیں بنا دوں گی ایم جان میں  
وہ مرکب پرند بنا دوں کہ تمام دنیا میں لیے لیے پھرے اس قدر بلند ہو کہ دیکھنے والے جانیں  
ستارہ چمک رہا ہو ایمرج کہتے ہیں ایم جان جہان و ایم آرام دل مشتاقان میں بھی خدنگزاری  
کر دو نگا تیری رضا مندی کو مقدم سمجھو نگا خواجہ عمر و گوشے سے یہ سب باتیں سن رہے ہیں  
بہت خوش ہوتے ہیں جی میں کہتے ہیں کہ یہ میرا شاگرد رشید ہو نہایت سعید ہو کسی معقول  
عیاری کر رہا ہو کہ دل خوش کر دیا خوب دام کر میں لے رہا ہو جب ایمرج جام دیتے  
ہیں تو متین کہتی ہو کہ اب مجکو نشہ بہت ہو چکا ایمرج گلے میں ہاتھ ڈال کر اختلاط کرتے ہیں  
اور کہتے ہیں کہ بس یہ ایک جام اور پی تو سکو مشقت کرنا پڑیگی چاہتا ہوں کہ لطف میں رہو  
متین پھر جام پی جاتی ہو جب ایمرج نے دیکھا کہ اسکو خوب نشہ ہوا تو ہاتھ پکڑ کے کھینچا  
متین کہنے لگی ایم جان میں کیا مجکو مار ڈالو ایگا مجھے مصیبت نہ اُٹھائیگی جب تڑپ کے مر جاؤں گی تو یاد  
کر لگا ایمرج منہس دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تو اب نہ چھوڑو نگا بہت بیقرار ہو رہا ہوں  
یہ کیلے متین کو گود میں اُٹھایا متین نے اپنے کو اور ہلکا کر دیا ایمرج نے پلنگ پر اسکو گرا دیا  
خود جھپٹ کر آئے قاعدے سے بیٹھے متین دل میں باغ باغ ہو کہتی ہو کہ ایم متین جادو کیا  
معتوق با وفا ملا ہو مگر ظاہر میں آنکھیں بند کر لیں سر پیٹ کر کما لے ظالم تجکو اختیار ہو جان لیوے  
میں تیرے قابو میں ہوں اور تیری خوشی چاہتی ہوں شیوہ محبت نباہتی ہوں مدت سے  
میں تیرا شوق تھی بہت تلاش کیا جا بجا ڈھونڈھا کل تو کسی جوان سے لڑ رہا تھا دریائے  
محبت نے جوش مارا لے بھاگی اب تیرے قابو میں ہوں جو چاہ کر یہ کیلے دوپٹے سے منہ چھپا لیا  
اب ایمرج نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا اس زور سے گلا دبا کہ متین کی آنکھیں نکل آئیں  
اب متین تڑپ رہی ہو چاہتی ہو سحر کر کے نکلون مگر شیر کے پنجے سے کب نکل سکتی ہو ایمرج  
نے داہنے ہاتھ سے نو گردن دبا لی تھی بائیں ہاتھ سے ایک گھونٹہ مارا کہ متین کا سر



پھٹ گیا متین تڑپ کر تمام ہوئی ایرج پسینے پسینے ہو گئے خواجہ گوشہ سے دیکھ رہے ہیں ایرج  
 ٹھٹھا ہوا آتا ہوا لاٹھ زمین پر تڑپ رہا ہوا بیرونل مچا رہے ہیں کشتی مرانام من متین جادو و بود  
 کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ظالم غم فاسق جادو میری زوجہ کو مار کر کمان جابگا اس فاسق  
 نے جیسا ارادہ کیا اسکا مزہ پایا ہاے جگو پہلے خبر نہوئی نہیں تو پہلے ہی آکر تھک مار لیتا کیا زندہ  
 چھوڑتا مگر خیر ایسی فاسق کا مرنا ہی بہتر ہوا ایرج نے چاہا قبضے پر ہاتھ ڈالوں مگر وہ ساحر  
 تڑپ کر گرا اور آواز گری ایرج کے پانوں زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہیں سپرد شمشیر  
 سے کام لوں مگر زمین ہلنے نہیں دیتی بیکار پڑے ہیں فاسق تو ارکھینچے ہوئے قریب آیا  
 پہلے تو لاٹھ زوجہ کا دیکھ کر بہت رویا پھر پکارتا تھا اے پہلو نشین شہائے تنہائی و امی باعث صبر و  
 شکیبائی کس حسرت سے قتل ہوئی تیرے غم نے کلچہ داغدار کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا  
 اب خواجہ بیقرار ہیں کہ امسوس ایرج قتل ہوتا ہوا مگر فاسق نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچ دیا  
 ایرج و عائن مانگ رہا ہو کہ اے مالک حقیقی و اے رب حقیقی اس دشمن کے ہاتھ سے بچانے  
 اپنے رحم و کرم سے اس آفت ناگمانی سے نجات دے لفظ

چور و زاندر جہان فیروز گردان  
 درین شب رو پیدم کن چو خورشید  
 بہ فریاد من فسر یا و کن رس

خداوند اشیم راز و ز گردان  
 شبی دارم سید چون بخت امید  
 توئی یاری وہ فریاد ہر کس

اے رب بے نیاز و مالک کار ساز تیرے نزدیک مشکل آسان ہوا اتنی ہمت چاہتا ہوں  
 کہ بقراط ثانی میرے ہاتھ سے قتل ہو کشتی گیر زادہ بھی یاد کرے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہیں صفت  
 میں گھس کر تخت پر بقراط کو ماروں صاحبقران زمان بھی دیکھ لیں اب تک میں تیری عنایت  
 سے کسی مقام پر کم نہیں رہا کئی ملک فتح کیے کیسے کیسے سردار زیر ہوئے مگر خواجہ نے جب دیکھا  
 کہ اب وہ فاسق فاجر قتل پر ایرج کے آمادہ ہو تو ارکھینچے ڈر رہا ہو کتا ہو کس عذاب سے جگو  
 قتل کروں کہ معاوضہ میری زوجہ کے خون کا ہو خواجہ نے تعجیل تمام تخت زہر جلدی زہیل سے  
 نکالا سپہ سوار ہو کے اڑایا آسمان سے آکر نعرہ کیا کہ تم بقراط ثانی او فاسق کیا کرتا ہو  
 تیری زوجہ کو زندہ رکھا ہوا بھی بلو ادو لگا اور یہ وہ شخص ہو کہ جسکے قتل سے لشکر میں قیامت رہا ہوگی



قاسم و علم شاہ اگر قتل عام کرینگے صاحبقران بھی کسی کو زندہ نہ رکھیں گے مین اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر دینگا فاسق نے جو دیکھا کہ خداوند آسمان سے آپہونچے جھک جھک کے سلام کرنے لگا آواز آئی کہ او بے ادب سجدہ نہیں کرتا فاسق سجدے میں جھکا خواجہ تخت سے کودے فاسق سجدے میں پڑا ہوا ہر سر تو زمین پر ہی ہاتھ دو وزن باندھے ہوئے کمر ہا ہر کہ یا خداوند تیری کرامت کے تصدیق ہو جاؤں اگر میری زوجہ مجھ کو زندہ ملے تو عمر بھر تیرا پوجہ کروں خواجہ نے خنجر کمر سے نکالا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرہ خواجہ عمر و

عمر و ہون مین عیار صاحبقران	مرے نام سے کانپتا ہوا جہان	تراشندہ ریش کفار ہون
نہ ماننے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکر بن کھائے ہر ہر قدم
اڑا دواون صنبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہانگرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون	وہ خنجر اٹھا رہ من کا عطیہ بزرگان دین سے تھا وہ جو خنجر چلا	

سرفاسق کا دور جاگرا ایسج نوجوان دوڑا کتنا ہوا کہ قبلہ و کعبہ سبحان اللہ کیا جھٹ پٹ اسکا کام تمام کیا میری عیاری پر آپکی عیاری کو غلبہ ہو خواجہ مکان لوٹنے لگے جال الیاسی نکال کر مارا فرش تک مکان کا اٹھا لیا چھت پر دے کاٹ لیے ایسج سے کہا اے فرزند سارا مکان خالی پڑا ایک ٹکہ بھی نہیں نکلا ایسج نے منہ سر جھکا لیا خواجہ نے سارا باغ پامال کر ڈالا علاوہ مال لینے کے جن درختوں مین پھل تھے وہ تک توڑ کر زنبیل مین بھر لیے بعض نخل ہائے گل جو پسند آئے وہ بھی اکھیر کر زنبیل مین رکھ لیے اس خیال سے کہ رونق رہی کسی مقام پر کام آدینگے ایسج کے واسطے ایک مرکب ملن کیا کہا اے فرزند یہ مرکب دو ہزار روپیہ کو ملا ہوا ایسج بنے کہا بیان میرے پاس کیا ہو کہا لشکر مین چکر دینا باغ سے نکل کر بائیں پر گھوڑا ڈال دینا سامنے لشکر فروکش ہوا ایسج گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے خواجہ عقب سے دیکھتے ہوئے آتے ہیں ایسج نے نصف صحرا طو کیا تھا کہ ایک پہاڑ ملا بالائے کوہ ایک قزاق رہتا ہو کہ نام اسکا سلطان قزاق ہوا نے جو دیکھا کہ ایک جوان لاکھون روپیہ کا جواہرات پہنے ہوئے گھوڑا اڑاتا ہوا آتا ہو بے قرار ہو گیا ساتھ والوں سے کہا آج کسی اچھے کا منہ دیکھا اٹھا تھا کہ سونے کی چڑیا آتی ہو مین خود جا کر اسکو گرفتار کر دینگا گینڈے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اتراللا کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ



بڑھنا ایسج نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا اڑا رہا ہے ہوا آتا ہے  
ایسج نے کچھ خیال بھی نہ کیا مگر گھوڑا روک لیا سلطان قزاق قریب آیا کہا ایوان تیری  
جوانی پر بجو رحم آتا ہو گھوڑے سے اتر پڑ ہتھیار رکھ دے اور یہ موتیوں کے مانے وغیرہ جو گلے  
میں پڑے ہیں انکو رکھ دے نقد جان کو غنیمت جان بھاگا ہوا چلا جا میں قسم کھاتا ہوں کہ پھر  
تجسس قرض نہ کرونگا ایسج نے جھلا کر جواب دیا سپاہی کہیں ہتھیار رکھتے ہیں اگر تجکو دعوی  
جرات ہو تو چھین لے میں بخوشی نہ دوں گا سلطان نے ایک مقدمہ مارا پلٹ کر دیکھا کئی سو جوان  
قزاق ساتھ آئے ہیں اُسے کہا صاحبو شتے ہو میں تو رحم کرتا ہوں اور یہ نہیں سمجھتا شاید اسے  
دو چار ٹونڈ پیلے ہیں اُسکا گھنڈ ہوشل چونٹی کے مل ڈالونگا ایسج نے کہا بیہودہ نہ یک جرات  
دکھائیں تیری جرات کا مشتاق ہوں یا یہ جو تیرے ساتھ آئے ہیں انکو اشارہ کر یہ سب ملکر  
مکرو وکین دیکھ تو کیسا تشکا رکھتا ہوں سلطان نے کہا ایوان تیرے واسطے میں اکیلا کافی  
ہوں ساتھ والا کوئی دخل نہ دیگا یہ کہہ گینڈا امیر کیا ایسج کو نیزہ مارا خواجہ بھی اگر ایک نخل  
کے سایہ میں ٹھہر گئے تعلیم کرتے جاتے ہیں کہ ہاں اور فرزند نیزہ سے اسکے اپنا سینہ بے کینہ  
بچانا ایسج نے سنان کو بچا کر گلوگا وہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزے کو نوڑ ڈالا اب تو سلطان قزاق  
بہت جھلا یا اڑھائی سو سن کا تیغ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اثر دہانہ سے بل کر کے  
نکلا خبردار کیکے سلطان نے ہاتھ مارا ایسج نے مرکب چمکا کر اپنے کوزیر بغل پہنچایا اور  
ایک تھپکی ماری کہ تیغ اُسکا پٹ پڑا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سلطان لپٹ پڑا دو وزن پٹے ہوئے  
زمین پر آئے آپس میں کشتی ہوئے لگی پہر بھر کامل سلطان ایسج سے لڑا ایسج نے وہ گتے  
مارے کہ زرہ سلطان کی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پیشانی سے قطرات خون ٹپک رہے ہیں ہانپ  
رہا ہو چاہتا ہو جھوڑ کر بھاگ جاؤں مگر غیرت و انگیر ہو کہ ساتھ کے لوگ دیکھ رہے ہیں یہ  
لوگ آپس میں کہیں گے کہ ایک جوان کے سامنے سے بھاگے کیسے کیسے زور کرتا ہو اور  
کچھ نہیں ہوتا مگر یہ شیر فرزند قاسم عالیشان اس زور و شور سے لڑ رہا ہو کہ سلطان کو جھنے  
نہیں دیتا دنگ کر دیا ہو مگر وہ بھی لڑے جاتا ہو چاہتا ہو کہ ساتھ والوں کو اشارہ کروں کہ سب  
ملکر ٹوٹ پڑیں تو یہ جوان گرفتار ہو مگر خیال جرأت سے خاموش نظر آیا ایک مقام پر ایسج



کو لے دوڑا ایسیج پانچ قدم ہٹ کر آئے سلطان نے کہہ مارا کہ بایان گھٹنہ ایسیج کا چمکا مگر  
 تڑپ کے پھر لنگر قائم کیا سلطان اوپر آ کے چھایا کمز بنجیرین ہاتھ ڈال کر وہ وہ زور کیے کہ اگر سپا  
 پر کرتا تو اکھیر لیتا مگر اس کو وہ وقار کے لنگر میں جنبش تک نہ ملی جب انگلیوں سے خون ٹپک پڑا  
 تب ناچار ہو کر کہا اے جوان اب تیرے دور کا مشتاق ہوں ایسیج اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھے  
 سلطان کے دونوں مونڈھے تھام کر لے دوڑے سلطان چاہتا ہو رکوں مگر کب رک سکتا ہو  
 وہ بڑا وقت ہو کہ زمین پانوں کے نیچے سے نکلی جاتی ہو مثل پر گاہ جاتا ہو پندرہ بیس قدم ایسیج  
 ریل کر لائے وہاں لا کر کہہ مارا کہ دونوں گھٹنہ سلطان کے آشنا برہمن ہوئے چاہا لنگر قائم کروں  
 ایسیج نے دونوں ہاتھ ستون کیے حریف زبردست کب لنگر جھنے دیتا ہو آخر ایسیج نے دست  
 حق پرست اپنا کمز بنجیرین ڈالا نعرہ تکبیر کہے زور کیا پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں  
 تا پہنچتے تیسرے زور میں اس افسر کو سر سے بند کیا چرخ دیا کہ مثل طاؤس آفتبازی چنچ کھانے  
 لگا مگر کاخنچر کہیں اگر اموزے اور داستانے ہاتھ پانوں سے نکل گئے آخر زمین پر مارا کہ چاروں  
 شانے چت گرا بارہ ہزار قزاق پہاڑ سے اتر کر چلے آئے فوت و زور دیکھ کر آپس میں کہنے لگے  
 کہ یہ جوان اپنے زمانے کا رستم ہواتے بڑے پہلوان کو کس خوبصورتی سے زیر کیا ایسیج جیسے ہی  
 کو دگر چھاتی پر آئے سلطان قزاق ہاتھ باندھنے لگا کہا امیدوار ہوں کہ آپ کے نام نامی  
 واسم گرامی سے آگاہ ہوں کہ آپ گل کس گلستان کے ہیں اور ماہ کس آسمان کے کہ مجھ ایسے  
 دیو خصال کو کس آسانی سے زیر کیا میں آپ کی جرأت کا قائل ہوا ایسیج نے کہا شاید نام سنا ہو  
 تقدیر و روح و روان قاسم عالیشان نبیرہ صاحبقران شانراؤہ ایسیج نو جوان نام اقدس شکر  
 سلطان قدموں سے لپٹ گیا کہا اے شہر یار مدت سے ہوس رکھتا تھا کہ قدمبوسی کروں ایسیج  
 نے کلمہ بتایا سلطان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اور سب قزاق اسکے ہمراہی بھی مسلمان  
 ہوئے ان سب کو ساتھ لیکر ایسیج نو جوان قلعہ میں آئے قلعہ میں جا بجا بلٹ ہو کہ نبیرہ صاحبقران  
 تشریف لائے ہیں مہی سلطان قزاق کی کہ بہادر بے نظیر ہو سب فنون سپاہگری حاصل کیے  
 ہیں محل میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزوں نے آکر خبر دی کہ نبیرہ صاحبقران ایسیج نو جوان نے  
 آپ کے باپ کو زیر کیا سب قزاقوں نے اطاعت کی اب قلعہ میں سواری آتی ہو مہمویہ غزال چشم



نے جو نام ایسے سنا اور یہ بھی سنا کہ باپ کو بھرات زیر کیا مشتاق ہوئی کہ میں بھی صورت زیبا و کچھ  
ایک کینز بول اٹھی کہ حضور اصل یہ ہو فرو سنا یوسف کو حسیناں جہان بھی دیکھے ۳ ایسا بے مثل  
طرحدار نہ دیکھا نہ سنا ۴ میمونہ اوصاف حمیدہ سنا کہ اپنے مقام سے اٹھی کھٹے پر آکر جھرو کون میں  
بیٹھی دیکھ رہی ہو کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا کہ آفتاب عالم تاب شہر پاری و کوکب شش جہت افزہ  
جہانداری صاحب شوکت و شان ایسے جو ان خود زرین بر سر زرہ مرصع نگار و روبرو  
تلوارین دونوں طرف لگی ہوئیں سپر شیت پر خنجر کمر میں موتیوں کے مائے کنٹھے یا قوت احمر کے  
گلے میں پڑے ہوئے چہرہ آفتاب عالم تاب حسن میں بے مثل و لا جواب پنجون کے بھل اکڑتا  
ہو آتا ہو سلطان قزاق سپر کا سایہ کیے ہوئے تمام قزاق گھیرے ہوئے میمونہ نے جو یہ  
شکل و شمائل دیکھی پیشانی پر سپید آگیا قلب بھر آگیا چاہا ضبط کروں نہ ہو سکا گھبرا کر اٹھی برا کھڑا کر  
گری ہر چند کہ غش آنے لگا قلب بھرانے لگا مگر زبان سے یہ اشارہ مانتا نہ بل گئے نظم

کہ تو کہیں نظر آئے تو آرزو نکلی  
جو تیری زلف کے سودے میں کو بونکلی  
دل اُسکو دین کہ محبت کی حسین بونکلی  
سرو ہی او بہت قاتل جو لیکے تو نکلی  
ابھی میں دل میں ساؤن جو آرزو نکلی  
جو اپنے رخ سے اُلٹا کر نقاب تو نکلی  
حضور آپ کہیں اُس سے خوش گلو نکلی  
کہ گھر سے لیکے سدا ساغوسبون نکلی  
ابھی سائیں گل ترین ہم جو بونکلی  
یہی سبب ہو کہ ہم گھر سے با وضو نکلی  
یقین ہو نہ مرے دل کی آرزو نکلی  
ہمارے گل تازہ سے جیسے بونکلی  
بخت کو جاؤں تو پھر دل کی آرزو نکلی

اسی سے ڈھونڈتے ہم تجھ کو بونکلی  
گھروں سے سنگ سے بے طفل خو بونکلی  
دیا حسن میں یہ سوچتے ہیں ہم جا کر  
ابھی ہوں شوق سے عشاق سرکھٹ حاضر  
شب وصال یہ ارمان مجھے کتا ہو  
و نور حسن سے عشاق دم میں ہوں ہمیش  
جو بخت بلبل گلشن سے زمزمون کی ہوئی  
ہمیں ہو باوہ کشی سے یہ شوق احوال  
چمن میں بلبل زار و نجف کہتی ہو  
کسی کے مصحف مارض کے بوسے لیتیں  
فلک بھی آپ بھی دونوں عروس عاشقین  
ہماری جان نکلتی ہو یوں جوانی میں  
اسی کی مجھ کو شب و روز فکر ہو سطوت



یہ انتشار پڑھ کے مجھ کو نہ ہیوش ہو گئی کنیز و نئے ہان ہان کر کے سنبھالا گو دین لیکر کوٹھے سے  
 اتریں چھپر کھسک پات دیا تلوے سہلائے لگین نخلہ وغیرہ سنگھا یا ملکہ نے آنکھیں کھولیں سر اٹھا کر  
 دیکھا اس خیال سے کہ سامنے وہ جوان ہو گا جب اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا تو ایک آہ سرد دل  
 پر درد سے کھینچی اور پھر آنکھیں بند کر لیں کترین گرد چاؤن چاؤن کر رہی ہیں کوئی کستی ہو یا  
 سناٹا ہوا تھا سخت کسی دیو یا پری کا جاتا تھا کوئی کستی ہو میں دیکھ چکی ہوں کہ کوٹھے پر شہید مرد  
 رہتے ہیں کل شب کو میں نے دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ سفید کپڑے پہنے ٹہل رہے ہیں میں  
 دیکھ کر بھاگ آئی کسی سے ذکر نہیں کیا اس وقت میرے منہ سے نکل گیا کوئی کستی ہو یا اس شباب  
 میں یہ پھولوں کا دیور پہنے رہتی ہیں کسی کا سایہ ہو گیا اپنے اپنے طور کی باتیں کر رہی ہیں ملکہ نے  
 سب کی باتیں سن کر جواب دیا صاحبو تم کیا جانو میرا تو یہ حال ہے نظم

تھا دل میں آج آہ کی تاثیر دیکھے نالوں کی ہر بار میں تاثیر دیکھے اب کیا دکھائیگی بہن تقدیر دیکھے اک نوجوان کے عشق میں درد پھر اچکا ابرو پہ اٹکی بل ہو خدا خیر ہی کرے کوئی بتا دے اُنکو نشان یا دگر نہ ہو تقدیر اگر بدی نہ کرے تو نصیب ہو واراں لگائیے کہ یہ قصہ کہیں ہو پاک آیا نہیں ہو بہر عیادت وہ ایسے مجبور ہم بہن عشق سے دل مانتا نہیں دست سے اٹکوا ابرو و لدا کا عشق میری طرف سے پھیر لیا منہ جو آپ نے بولی زبان موج دکھا کر حباب کو سطوت ہمارے ولین بھری ہو یہ آنکھ	وہ بن بلائے اگے تقدیر دیکھے صدموں سے خم ہوا فلک پیر دیکھے بگڑا ہو مجھے وہ بت بے پیر دیکھے اب کیا دکھائیگا فلک پیر دیکھے کس پر چلے گی آج شمشیر دیکھے یہ ہو مزار عاشق و گسیر دیکھے کرتے ہیں اُنکے وصل کی تدبیر دیکھے مین سر جھکائے ہوں نہ شمشیر دیکھے کیا حال زار عاشق و گسیر دیکھے کیونکر نہ اُسکی چاند سی تصویر دیکھے کیونکر نہ چاند دیکھے شمشیر دیکھے برگشتہ مجھے ہو گئی تقدیر دیکھے دنیا سے بے ثبات کی تصویر دیکھے چل کر مزار حضرت شہید دیکھے
--	--



کینزین یہ اشعار عبرت آثار شکر خاموش ہو رہیں مگر وزیر زادی شبنم نے زین پوش نے کہبت  
 چست و چالاک ہو کلام میں بھی بے باک ہو عرض کی واری یہ تو ہم سمجھے کہ حضور کسی پر مائل ہوئیں  
 مگر اُسکے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یا میں جو سمجھی ہوں وہ عرض کروں ملکہ نے کہا ہاں شبنم کو نہ  
 تمہاری عقلندی کا امتحان ہو تم خود بتاؤ شبنم کو نہ نے کہا جسوقت سے حضور نے جمال جہان آرا  
 ایرج نوجوان دیکھا اسیوقت سے اضطراب کو ترقی ہو ملکہ نے کہا اے شبنم کو نہ خوب سمجھی حقیقت  
 میں بقول شاعر فردا میں است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را بہم اندازگر تا ب نظر ہست کسی را  
 کیون شبنم کو نہ تجھ کو میرے سر کی قسم سچ کہنا ایسا جمال جہان آرا کسی مرد کا دیکھا ہو سطوت صولت رب  
 و بدہر شجاعت چہرے سے ظاہر و باہر ہو یہ بھی تم نے سنا کہ میرے باپ جو فنون سپاہگری میں طاق  
 و شہرہ آفاق ہیں صد ہا کاروان لوٹ لیے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے زیر ہوئے  
 مگر اُس شہر یار بادقار نے پہر بھر میں اُنکو زیر کر لیا کچھ زور نہ چلا کیون شبنم کو نہ اُس شہر یار سے  
 کیونکر ملاقات ہو باغ میں جا کر رہوں شبنم کو نہ نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور چاکر باغ میں رہیں  
 تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ کسی فطرت سے میں اُنکو بلا لاؤنگی جسوقت حضور کا جمال جہان آرا  
 دکھیں گے بیتاب ہو جائیں گے میمونہ نے کہا اے شبنم کو نہ شرم بھی تو دامنگیر ہو پروردگار مالک  
 ہو جسکا مذہب جلیل اختیار کیا ہو وہی مدد کرے گا شب بھر اسی طرح میمونہ تڑپی وزیر زادی سے  
 باتیں رہیں کوئی تدبیر ذہن نشین نہ ہوئی صبح کو جو اٹھی رنگ رو متغیر کسی کام میں دل نہیں لگتا  
 گھبرا کر کہا مادیان بحری تیار کر دو ہم واسطے شکار کے جاؤنگے کینزین مادیان تیار کر کے لائیں  
 ملکہ نقاب چہرے پر ڈال کر سوار ہوئی برائے شکار چلی صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگی پندون سے  
 نخل خالی کر دیے یہاں ایرج نوجوان بیٹھے بیٹھے بارگاہ میں گہرا نے کہا اے سلطان  
 سالہا سال گزرے جنگ کرتے ہوئے ملت نہیں ملی آج جی چاہتا ہو کہ حرا میں جا کر شکار  
 کھیلین شاہ پور بھی ڈھونڈھتا ہوا آگیا ہو سلطان نے کہا حضور یہاں کے صحرا پر شبنم کو نہ  
 ایرج نے کہا دور نہ جائیں گے سلطان نے کہا حضور کو اختیار ہو پہلے و قراول طلب کیے  
 اُسے حکم دیا کہ شاہزادے کو شکار کھلا لاؤ مگر دور نہ جانے دینا ایرج سوار ہو کر چلے خواجہ کو بھی ساتھ  
 لیا بلکہ خواجہ خود ساتھ سے اس خیال سے کہ فرزند ان صاحبقران ہیں شاید کسی مقام پر کچھ



نفع ہو ایمرج سوار ہوئے صحرائین اگر طبل باز پر چوب پڑی نظم چور نالیدن آمد بلک باز  
 در آمد مرغ صیدا فلک پر پرواز رہا شد بر ہوا باز سبک پر ہما جہان شد خالی از کبک و کہوتر  
 باز بہری جہ ترمی بہلیون نے چھوڑین طائران ہوائی شکار ہونے لگے تھوڑے عرصے میں  
 بہلیون نے عرض کی حضور شکار سے ارا بے بھر گئے اب واپس ہو جیے ایمرج نے کہا ہلکو شکار  
 کا لطف نہیں ملا کوئی آہو یا نیل گاؤ وغیرہ شکار کر لین تب واپس ہوں کہ ہر کار و دن نے آکر  
 عرض کی تھوڑی دور پر دھانوں کا کھیت ہو وہاں کئی سو آہو چرا کر رہے ہیں ایمرج نے اشارہ  
 کیا سب سردار بڑھے آکر اس کھیت کو گھیرا دیکھا کئی سو مادہ آہو ہیں بیچ میں ایک نرسید لکیر  
 پشت پر ان آہو دن پرستی کر رہا ہو ایمرج نے اشارہ کیا کہ گھوڑے بڑھاؤ اگر اس نر کو ہم شکار  
 کریں گے یہ کیکے گھوڑے ڈالے سم مرکب کے کڑا کے کی صدا سنکر وہ آہو بھاگے مگر وہ نرساٹنے  
 سے ایمرج کے بھاگا ایمرج نے اسپر گھوڑا ڈالا سردار متفرق ہوئے ایمرج عقب آہو چلے  
 ہر مقام پر چاہتے ہیں کہ پہلو پاؤں تو تیر ماروں کئی کوس وہ آہو آیا پسینے پسینے ہو گیا ایک مقام  
 پر چوڑی بھولا ایمرج نے تیر مارا سمند سے کود کر اسکو بفرانی پہونچا یا چاہتے ہیں کہ شکار بند  
 سے باندھ کر پٹون کہ سامنے سے بونڈ لا کر دکا اٹا ایمرج نے دیکھا کہ ایک آہو تیر خور وہ بھیا  
 ہوا آتا ہو ایمرج نے اس آہو کو بھی تیر مار دیا وہ بھی گرا خنجر کھینچا چلے تھے کہ اسکو بھی ذبح  
 کر دن کہ سامنے سے پھر گرداڑی دیکھا کہ ایک نقا بدار مرغ پویش تیر و کمان ہاتھ میں  
 گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اپنے آہو کو جو شکار دیکھا نہایت عرصہ آیا قریب آکر کہا او جوان  
 تو نے ہمارے شکار کو کیوں شکار کیا ایمرج نے منہ سکر کہا سامنے آگیا تیر مار دیا کیا خطا  
 کی نقا بدار نے کہا میں تجکو شکار کر ڈلگا یہ کیکے ہاتھ تلوار کا مارا ایمرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 کلائی میں نرمی پائی دل بھر بھرا گیا کہ مار کر تلوار حسین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر غور کیا نقا بدار کو  
 قاش زین سے اٹھا لیا ہاتھ پر بلند کیا کہ جو پڑا بند نقاب چہرے سے لٹا زمین میں ہاتھ پڑ گیا  
 صاف ثابت ہوتا تھا کہ پردہ ابر سے متا بن نکل آیا ایمرج نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک حسین  
 و غریب کبک رفتار شیرین گفتار ماہ پیکر سمن بر جو منظر نہایت حسین و جمیل ہو بقول شاعر نظم  
 جبین مطلع صبح ایجا حسن بھوین دست و بازوے جلا حسن ہا جمل کا مکان گوشہ چشم میں



قیامت نہاں گوشہ چشم میں بہ جمال بے مثال دیکھ کر ایرج کے ہاتھ پانوں میں رشتہ آیا ہاتھ جو  
کانپا وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی ایرج غش کھا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ میمونہ غزال چشم کو  
منظر رہا کہ تنکا رگاہ میں ملاقات کرونگی اس طرح ملاقات ہوئی معشوق کو جو بیہوش پایا بالین  
پر کھڑے ہوئے یہ اشعار پڑھے نظم

تیرا کو چہ یون ہر مجھ کو اوبت پر فن عزیز ہو چکا ہر باد ہر سون ہی ہوا سے عشق میں ہائے اُس یوسف لقا چرب سے میں عاشق ہوا مدتوں سے ہو مجھے شوق شہادت ہمدرد آج کل اخوان دنیا ہین یون ہی میرے درد ڈر بھی ہو بوسہ عارض کہیں عاشق نہ لے حسن خالق نے دیا ایسا مرے محبوب کو خامت شاہی کی اسطوط کردن کیون آرزو	جس طرح بلبل کو فصل گل میں ہو گلشن عزیز میری مٹی ایتھو کر شد احوال من عزیز ہو گئے اسدن سے میری جان کے دشمن عزیز خنجر قاتل سے ہو کیونکر مجھے گردن عزیز جس طرح سے حضرت یوسف کے تھے دشمن عزیز اسلئے اُنکو ہو اپنی زلف کی ناگن عزیز مثل یوسف کے اُسے رکھتے ہین مردوزن عزیز مجھ فقیر مست کو ہوا پناہ پیرا ہن عزیز
--	--

پھر یہی اشعار لکھ کر سر جانے ایرج کے رکھ دیے منظور ہوا تھا کہ بیٹھوں سراسر شہر بار کا گود میں  
لوں عمرو کو جو آتے ہوئے دیکھا شرم دانگی رہی پر چہ اشعار سر جانے رکھ دیا آخر میں لکھا  
تھا کہ باغ عنبر فشان میں آئیے وہاں ملاقات ہوگی اب مادیان پر سوار ہوئی اور طرف باغ  
کے روانہ ہو گئی خواجہ نے اگر ایرج کو جو اس حال میں دیکھا چونکہ ایرج کو پرورش کیا ہو قریب  
بیٹھ کر ملوے سہلائے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی بیتاب و بیقرار ہو کر کہا قبلہ و کعبہ  
زندگی اب نہوگی خواجہ کی اُس کاغذ پر نگاہ پڑی کہا اے فرزند دیکھو آنے والا کاغذ رکھ گیا، سو  
ایرج نے جو اُس کاغذ کو پڑھا مضمون مذکور نکلا ایرج نے کہا کیون عمر نامدار باغ عنبر فشان  
کمان ہو خواجہ نے کہا اے نور نظر میں تلاش کرو نگاہ گر بہت کچھ خرچ ہو گا ایرج نے کہا قبلہ  
و کعبہ جان تک حاضر ہو دل کا عجب حال ہو قلب پر هجوم غم و ملال ہو اب جلد تشریف لے جائیے نظم

آئی ہو موت حسرت دیدار یار میں جیسی کہ آب و تاب ہو دندان یار میں	آنکھیں کھلی زمین کی ہماری ہزار میں ایسی چمک کمان ہو ذرا بہار میں
--	---



پر زے اڑاے پہنے کفن کے مزارین  
 کیا کیے اپنا دل نہ رہا اختیار میں  
 بہر عیادت آئے تھے وہ احتضار میں  
 نکلا وہ بے نقاب جو شہاے تار میں  
 پہونچا دے تو اڑا کے مجھے کوئے یار میں  
 دل جا کے پھنس گیا ہو جو گیسوے یار میں  
 سچ ہو بڑا مزہ ہو شب انتظار میں  
 عادت ہو کیا بڑی فلک کج مدار میں  
 رہتا ہوں رات دن میں اسی کشتار میں  
 مطلق ہو بھرا نہیں خنجر کی دھار میں  
 پر زے ہوا ہو اپنا گریبان بہار میں  
 ہو انتظار موت شب انتظار میں

وحشت ہوئی جو آدھ فصل بہار میں  
 پہلو سے اٹھ کے شب کو جو وہ ماہوش چلا  
 مہلت کہاں تھی موت سے جو دیکھتے تھیں  
 روشن ہوا جہان رخ پر نور یار سے  
 میں ہوں نحیف جا نہیں سکتا ہوں اصحاب  
 الجھن ہو چچ و تاب ہو راتوں کو ہجر میں  
 دیکھا بنا بنا کے تصور میں یار کو  
 معشوق کو دکھاتا ہو یہ کج ادائیگان  
 تسبیح نیرے نام کی جپتا ہوں احو صنم  
 قاتل ترا ادب یہ دم فوج بھی رہا  
 شاید اسے بھی داسن گل کی ہوا لگی  
 سطوت ہوئی ہو آئیے اُسکے جو ہمو یاس

خواجہ نے جو ایرج کا جوش و خروش دیکھا سمجھے کہ یہ نوجوان ہلاک ہو جائیگا آخر وعدہ کیا اسی  
 نور نظر تم تامل کرو میں جا کر پتہ لگاتا ہوں ایرج جانتا ہو کہ خواجہ لالچی ہیں کہدیا کہ قبلہ و کعبہ کی  
 خدمت گزاری بھی کرونگا خواجہ نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو میں پتہ لگا کے آتا ہوں یہ سنکر  
 خواجہ چلے پھرتے پھرتے قریب باغ عین فشان کے پہونچے ایرج نے جیسے مرکب کا پتہ دیا  
 تھا دیکھا ویسا ہی مرکب دروازے پر ایک کنیز ٹھلا رہی ہو خواجہ راہ گیر بنکر قریب اُس کنیز کے  
 آئے پوچھا یہ مرکب کسکا ہو کنیز نے کہا ہارمی مالک ملکہ میمونہ غزال چشم دختر سلطان قزاق  
 کا ہو شکار کو گئی تھیں ابھی تشریف لائی ہیں خواجہ نے یہ سنکر اُس کنیز کو بہوش کیا اُسکی صورت  
 پر اندر آئے یہاں یہ حال گذرا کہ ملکہ جو اندرائیں کنیزوں نے پوچھا واریسی آپ گھبرائی ہوئی  
 کیون ہیں ملکہ نے کہا صابو میں شکار کو گئی تھی اُس ظالم سے ملاقات ہوئی یقین ہو کہ انہیں  
 باغ کو ذرا آراستہ کرو کنیزوں نے سب حال پوچھا ملکہ نے سب کیفیت بیان کی کہا ایک عیار کو  
 آتے ہوئے دیکھا اُسکے حجاب سے میں پچی آئی نہیں معلوم اُنکا عیار ہو یا کوئی اور شخص ہو کہ خواجہ



اگر پونچے ملک سے کہا اسو ملک عالم گھوڑا تو نخل میں باندھ آئی لیکن حضور بہت گھبرائی ہوئی ہیں ملک  
 نے کہا اس ظالم سے ملاقات ہو گئی لیکن شکر ہو کہ اُسے بھی محکوم پسند کیا جیسے ہی دیکھا وہ بے ہی ہوش  
 ہو گئے میرا ارادہ ہوا تھا کہ میں ہوشیار کروں اپنے بیمار کا سر زانو پر رکھ لوں کہ عیار کو آتے  
 ہوے دیکھا میں چلی آئی لیکن کاغذ لکھ کر رکھ آئی ہوں یقین تو ہو کہ تلاش کریں عمرو نے کہا کہ  
 ذرا کنارے چلیے تو میں حال کہوں ملک کنارے آئیں عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہا حضور نے  
 اپنے غلام کو نہیں پہچانا میں نے ایرج کو پرورش کیا ہو اسکا جو حال ابتر دیکھا تلاش میں نکلا  
 فکر کرتا ہوں کہ آپ تک پہنچ گیا اب میں جا کر انکو لاتا ہوں ملک نے شرا کر سر جھکا لیا خواجہ ملک  
 سے وعدہ کر کے باغ سے نکلے ملک نے مسند وغیرہ بچھوائی کنیزوں سے کہد یا جو وقت وہ یہاں  
 آویں تو کہدینا کہ یہاں کا باغ نہیں ہو پھر میں بارہ درمی سے نکل آؤنگی پہلے میرا سامنا منہو نے  
 پائے تم سب سامنے کھڑی ہو جانا یہ ککے دروازے پر آکر کھڑی ہوئیں کنیزوں نے کہا داری  
 آپ تو سامنے کھڑی ہیں کہا میں آمد دیکھ لوں تو ہٹ جاؤنگی کہ دیکھا سامنے سے گرد آڑی ایرج  
 گھوڑا دوڑاتے ہوئے آتے ہیں اب ملک کا ارادہ ہوا کہ سامنے سے ہٹ جاؤں کہ پھر صحرا  
 سے گرد آڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار جوان آ رہا ہو اُسے  
 ایرج کو جو آتے ہوئے دیکھا ساتھ والوں سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہو ایک  
 سوار نے آکر پوچھا ایرج نے کہا باغ عنبر فشان میں جاتے ہیں اُس سوار نے کہا آپ کو باغ  
 عنبر فشان سے کیا کام ہو ہمارا آقا تہمتن فیل زور ملک میمونہ کا منگیتر آیا ہو واسطے لینے کے جاتا ہو  
 ایرج نے کہا انکی شامت آئی ہو جا کر کہدو کہ ملیٹ جاؤ اگر باغ کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھو گے  
 تو بہت پریشان ہو گے سوار نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑ کر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا  
 کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوئے تہمتن نے جو یہ سرکشی دیکھی کل فوج کو اشارہ کیا کہ اس  
 جوان کو گرفتار کر لو دس بارہ ہزار جوانوں نے ایرج پر بڑھ کیا یہ شیر صولت تلوار کھینچ کر جا پڑا خواجہ  
 نے حقہ ہائے آتش بازی مارے ایرج لڑتے بھڑتے سامنے تہمتن کے پہنچے مگر ملک بے قرار  
 ہو رہی ہیں کنیزوں سے کہتی ہیں ارے صاحبو جا کر تہمتن کو سمجھاؤ کہ اُسے کیوں لڑتا ہو سلطان  
 سے جا کر کلام کر کے کنیزیں عرض کرتی ہیں داری اب تو اُس شہر پار کو گھیر لیا خدا انکی جان بچائے



جب ملکہ نے دیکھا کہ ایرج مجمع میں گھر گئے ہیں یہ تو فنون سپہ گری میں طاق شہرہ آفاق تھی نقاب  
چمکے پر ڈال کر باغ سے نکل آئی کئی سو کنیزیں پشت پر آکر لغزہ کیا کہ منم نقابدار گلگون پوش سواروں  
کو قتل کرنا شروع کیا ایرج نے اتنی مہلت جو پانی لڑنے بھڑنے قریب تھمتن کے پہونچے تھمتن  
نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ کو بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اسے گھبرا کر ساتھ والیوں سے کہا اُس ملعون  
نے وار کیا خدا انکا انکو بچائے اور ایرج نے تلوار کو تلوار پر رد کا ملکہ اچھل پڑی ساتھ والیوں  
سے کہا اگر ایسے نمونے تو میرے باپ کو کیونکر زیر کرتے اُنھوں نے اُسکو مارا اب اُنکے ہاتھ سے  
نہیں بچ سکتا ایرج نے وار اسکا روک کر ہاتھ تیغ و دودھ سکندری کا بلند کیا خبردار خبردار کہکے  
ہاتھ مارا تھمتن نے سپر کو بلند کیا مگر وہ تیغ کب رکنا ہو سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا  
مع گینڈے تھمتن کے چار ٹکڑے ہوئے ملکہ پھر اچھل پڑی پکار کر کہا ماشاء اللہ کیا ہاتھ مارا ہو  
ایرج لڑتے ہوئے قریب ملکہ کے آئے کہا اے نقابدار بہادر تنے کیوں ہماری مدد کی تھے کیا  
واسطہ ہو ملکہ نے کہا اب باغ میں تشریف لیجیے ایرج ساتھ ملکہ کے باغ میں آئے ملکہ نے نقاب  
اُتاری ایرج نے کہا اے شہنشاہ خوبی و احو سر و باغ محبوبی جرات میں بھی تنے خوب دخل پیدا  
کیا ہو تمھارے آنے سے اسقدر مہلت ملی کہ میں اُس تک پہونچا ورنہ فوج نے گھیرا تھا نہیں معلوم  
کیا انجام ہوتا ملکہ تقریضیں کرتی ہوئیں ایرج کو ساتھ لیکر مقام صدر پر آئیں مسند پر جگہ دی کنیزوں  
سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لا کر رکھا گیا جب گائنین آئیں تو ایرج نے ملکہ سے اشارہ کیا  
کہ چند اشعار خواجہ سے سنو یہ اس علم کے کامل ہیں ملکہ نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اوج  
عیاری اگر مناسب ہو تو چند اشعار گائیے خواجہ نے کہا کچھ دلو ایسے ملکہ نے چند کشتیاں جو اہرات  
کی سامنے خواجہ کے پیش کین خواجہ نے ساز و دست کیا یہ اشعار عاشقانہ گانے گئے نظم

شکر خدا کہ آج تو درجہ نہیں  
مجھ پر وہ تیری لطف و کرم کی نظر نہیں  
یار و کیسی رات ہو جسکی حسد نہیں  
ثابت ہوا فلک مرے بالائے سر نہیں  
کتنا ہو کون اُس گل نر کی کمر نہیں

آزاد مجھے وہ بت بیداد گز نہیں  
مدت ہوئی نگاہ کو پہچانتا ہوں میں  
گھبرا کے کہ رہا ہوں ہر اک سے شب فرقی  
پھیلا ہوا ہو دو رنگ آہوں کا یہ دھون  
باندھے ہوئے ہو ڈاب لگائے ہوئے ہوتی



ہم اپنے دل کے شیشہ میں فوراً اُٹھارتے  
خط جا کے کس طرح سے بھلا دیگا نامہ بر  
روتا ہوں رات دن تری فرقت میں اچھٹم  
تسلطوت زیادہ رنج ہو سب آگاہین

محفل میں اُس پہری کی غضب ہو گز نہیں  
اُس تک سنا ہو میں نے کسی کا گز نہیں  
کسوقت آفسودن سے مری چشم تر نہیں  
مرنے میں جسکے بحر میں اُسکو خبر نہیں

یہاں باغ میں تو ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو کہ چند ہر کارے دوڑے ہوئے سلطان قزاق کے  
سامنے آئے عرض کی اے شہر یار باغ ملک پر نہایت کشت و خون ہوا آقاے نامدار ایرج نوجوان  
نہیں معلوم کس خیال سے سامنے باغ کے پہنچے تھمتن نے اگر گھیر لیا اُسے ارادہ کیا تھا کہ  
باغ میں چلا جاؤں ملک پر دست انداز ہوں شہر یار کو بہت ناگوار ہوا آخر تھمتن مارا گیا اب  
ایرج نوجوان باغ میں ملک کے ہیں سلطان یہ حال سنکر بہت بیقرار ہوا کہا کہ یہ باغ میں ملک  
کے کیوں گئے یہ اُسکو کیا جانیں یہ کیکے مرکب طلب کیا ساتھ والوں نے کہا اے شہر یار کیا ارادہ  
ہو سلطان نے کہا میرا ارادہ ہو کہ میں جا کر شہر یار سے پوچھوں کہ آپ نے ناموس میں کیوں  
رخنہ اندازی کی سب نے کہا وہاں نہ جائیے جب یہاں تشریف لائیں تو دریافت کیجیے سلطان  
خاموش ہو رہا یہاں ایرج نوجوان چند ساعت پاس ملک کے بیٹھے کہا اے ملک عالم اب رخصت  
ہوتا ہوں تمہارے والدنا مدارا انتظار میں ہونگے کہد یا تھا شکا رکھیل کے جلدی آئیے گا ایسا  
نہو کہ کسی کو براے خبر بھیجیں مجھے بڑا حجاب ہو ایسا نہو کہ سلطان پوچھے کہ آپ میرے ناموس  
میں کیوں گئے تو میں کیا جواب دوں گا یہ کیکے اُٹھے ملک نے کہا اب کیونکر ملاقات ہوگی ایرج  
نے کہا انشاء اللہ اب سلطان سے کھڑا دینگے ہو کہ تمہارا بڑا خیال ہو لیکن اب یہاں زیادہ  
ٹھہرنا مناسب نہیں اگر سلطان اعتراض کرے گا تو مجھ کو بڑی شرمندگی ہوگی ملک نے کہا یقین ہو  
کہ سلطان کے خلاف ہو ایرج نے کہا ہم تو سرور بار اُس سے کہیں گے اگر نہ قبول کرے گا  
تو میں دباؤ ڈالوں گا اس طرح کی ملک سے باتیں کر کے ایرج نوجوان رخصت ہوئے خواہر  
نے چلتے چلتے ملک سے موتیوں کا مالہ لیا دربار میں سلطان کے پہنچے سلطان نے جو صورت  
دیکھی بہت خلاف ہوا کہا اے شہر یار کہاں گئے تھے میں نے سنا کہ آپ باغ عنبر فشان میں تشریف  
لیگے تھے ایرج نے کہا لوگوں سے تعریف باغ عنبر فشان کی سنی تھی براے سروہان گئے



تھے تہمتیں پنا سے پہلوان آیا تھا کہ ملکہ پر دست انداز ہو وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا باغ میں  
جو گیا تو ملکہ نے بہت خاطر کی سلطان نے کہا آپ اندر کیوں گئے ایرج نے کہا معاف فرمائیے  
خطا ہوئی مگر اب مناسب ہو کہ منگیترا سکا قتل ہوا اسکو میرے ساتھ منسوب کر دیجیے سلطان  
خاموش ہو رہا منظور ہوا کہ انکو گرفتار کر کے پاس بقراط کے پہونچا دوں شراب میں بیوٹی  
ملائی یہ تو خوب جان چکا ہو کہ جرات میں اسے سر بر نہونگا جام پیش کیا ایرج بے اندیشہ انجام  
جام پی گئے جام پیتے ہی گھبرائے اپنے مقام سے اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ اس شراب میں کیا تھا  
کہ کلہ جیل گیا سلطان نے کہا حنورا ٹھکرتھلین نشہ کم ہو جائیگا ایرج جو اٹھے بیوٹی اپنا کام  
کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیوش ہو گئے سلطان نے آواز دی آہنگروں کو بلاؤ خواجہ نام  
آہنگروں کا شکر بارگاہ سے سلطان کی نکلے روتے ہوئے طرف باغ کے چلے یہاں ملکہ  
منتشرا خواہ اس بیٹھی تھی کہ خواجہ اگر پہونچے کہا اے ملکہ عالم باپ نے تمہارے ایرج کو گرفتار  
کر لیا انکا ارادہ یہ ہو کہ قید شاہراہ کے کی پاس بقراط کے روانہ کر دیں ملکہ نے کہا آپ  
نہ گھبرائیے میرے باغ کے سامنے سے راستہ ہو میں قید نہ جانے دوں گی نقابہ اربکر لڑو گی خدا  
چاہے گا تو انکو رہا کر لوں گی کنیزوں کو حکم دیا خبر تو جا کر لاؤ کہ سلطان نے کیا کیا کنیزیں براے  
خبر گنیں جا کر دیکھا کہ ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ہوا جو ایرج ہوشیار ہوئے تو سلطان  
سے گفتگو ہونے لگی سلطان نے کہا میں تو دل سے آپ کا مطلع تھا مگر آپ نے میرے ناموں  
میں رخنہ اندازی کی اب آپ کا دشمن ہوں ایرج نے کہا ادھیجا جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر  
خدا سے مابزرگ ست وہ معبود بے نیاز مدد کرے گا میں سراسر بے قصور ہوں میں نے ملکہ کی  
انگلی کو بھی مس نہیں کیا ہم مسلمانوں میں دستور نہیں ہو کہ بغیر رضا مندی والدین اور بغیر عقد  
کسی عورت پر دست انداز ہوں سلطان نے ان باتوں کا خیال بھی نہیں کیا اور ایرج کو  
ارابے پر سوار کیا بارہ نہر اسوار ساتھ لیکر چلا کنیزوں نے جا کر ملکہ کو خبر دی کہ قید یہ ہوئے  
سلطان آتا ہو ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزوں سے کہا تیار ہو بارہ سو کنیزوں نے  
سلاح آراستہ کیے ملکہ مادیان پر سوار ہو کر بامہر نکلیں انتظام کر رہی تھیں کہ سامنے سے گرد آڑی  
دیکھا سلطان سب کے آگے بیچ میں ایرابے پر ایرج کی قید ہو دیکھتے ہی ملکہ نے غرہ کیا ملو اور



کھینچ کے جا پڑی ایرج نے پہچانا کہ اُس حریق آتش اشتیاق کو صبر نہ آیا آپڑی ایرج زنجیر بن  
 پاتے لگا سلطان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو قتل کرو میں نقابدار کو روکے لیتا ہوں ایک  
 سوار نے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے ہاتھ اپنے اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا ایک  
 سوار کو مار کر مرکب اسکا لیا اسی کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ایرج بھی لڑنے لگے مگر سمجھ گئے  
 تھے کہ ملکہ لڑ رہی ہیں لڑتے بھڑتے قریب سلطان کے پہنچے سلطان نے پشت پر سے  
 آکر ہاتھ مارا ایرج نے جو چمک تلوار کی دیکھی پٹ پڑے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا  
 سلطان کی کمزین ہاتھ ڈاکر اٹھا لیا سلطان نے فریاد کی کہ اے شہر یار میں وہی تا بعد ارم ہوں  
 اور سلمان ہو چکا ہوں ایرج نے ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا اے سلطان یہ کیا حرکت تھی سلطان  
 عذر کرنے لگا کہا اے شہر یار مقدمہ ناموس کا نازک ہوتا ہوا سوجھ سے غلام اپنے ہوش میں  
 نہ رہا غلام سے بے ادبی ہوئی مگر شکر کرتا ہوں کہ حضور کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا اب آپ کو اختیار  
 ہو میں نے میمونہ کو حاضر خدمت کیا حضور کی کینر ہو منگیتر اسکا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کا  
 رقیب تھا مارا گیا ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر باغ میں آئے سلطان نے ملکہ کو سامنے کیا کہا حضور  
 یہ خدمت میں دیتا ہوں ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر بارہ دری میں آکر بیٹھے شراب کا دورہ ہوا  
 سلطان بیرون باغ آکر بٹھرا اس انتظار میں ہو کہ جب آفا کونج کرین تو میں بھی ساتھ جاؤں  
 لیکن ایرج پاس ملکہ کے بیٹھے ہیں صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو خواجہ سامنے بیٹھے ہوئے یہ  
 اشعار عاشقانہ گار ہے ہیں نظم

میرے مر جانے کا غم اٹھو ہوا ہو کہ نہیں  
 پر یہ معلوم نہیں ہوئے وفا ہو کہ نہیں  
 ان حسینوں میں بھلا قحط وفا ہو کہ نہیں  
 گذر اُس جاترا اے باد صبا ہو کہ نہیں  
 ذات حق کو ہو بقا سب کو فنا ہو کہ نہیں  
 آزماؤ نگاہِ ری آج قضا ہو کہ نہیں  
 جال سے اٹکی بتا حشر بہا ہو کہ نہیں

رنج پہ گیسوے دو تا سوگ میں وا ہو کہ نہیں  
 بلبل دل مرا اُس گل پہ ہوا ہو عاشق  
 جھوٹ کتنا نہیں میں دل کو لگا کر دیکھو  
 کو چہ یار میں پہونچا دے اٹا کر مری خاک  
 فاختہ پڑھ کے مری قبر پہ وہ کتے ہیں  
 جا کے بس خنجر قاتل پہ گلا رکھ دو نگا  
 مردے زندے ہوئے اور مر گئے زندہ عاشق



ساتھ اغیار کے بیخوف جو تم پھرتے ہو  
دل جو اک طفل برہمن پہ مرا آیا ہو  
دل ہی مانگا تھا فقط جان بھی دیدی تھنے  
حسن خالق نے حسینوں سے سوا تجکو دیا  
مل کے تلوون سے مرے دکو وہ فراتے ہیں  
کثرت حسن جو ہو پوچھتے ہیں خال سیاہ  
کر بلا جانے کا پھر قصد کروا تو سطوت

مجبو تولا و تھین پاس حیا ہو کہ نہیں  
صاف ناقوس کی نالون میں صدا ہو کہ نہیں  
اب بھی کیا جانیں وہ محبوب خدا ہو کہ نہیں  
اے صنم دیکھ لے یہ شان خدا ہو کہ نہیں  
سچ بتا مجھ سے یہی اسکی سزا ہو کہ نہیں  
تل بھی دھرنے کی رخ یار پہ جا ہو کہ نہیں  
ہند کی دیکھو مضر آب ہو اہو کہ نہیں

نہنگا مدحیش و نشاط گرم ہو کہ چند کینزین دوطری ہوئی آئین کما اے شہر یار بیرون باغ تلووار  
چل رہی ہو تہمتن جو مارا گیا بھائی اُسکا جوشن پوش چالیس ہزار فوج لیکر آ پڑا سلطان  
لڑ رہا ہو مگر کہ رہا ہو کہ شہر یار کو خبر کر وایرج تلوار لیکر اٹھے ملکہ نے دامن تمام لیا کما اے  
شہر یار یہ پہلوان نہایت زبردست ہو اسکے مقابلہ میں نہ جائیے ایسا نہو کوئی چشم زخم شہنشاہ  
حنور کو پہنچے ایرج نے کما خدا مالک ہو یہ ککے ملکہ سے دامن چھڑا کر بیرون باغ آئے  
دیکھا جوشن پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہو سلطان زخمی ہوا یقین ہو کہ لڑ بھڑ کر اپنی  
جان دے کہ ایرج نے اپنے نام کا لغو کیا لغو ایرج ملک ایرج آن آفتاب میرا کہ صاحب قہر  
و آفاق گیر، لغو کر کے جا پڑے ملکا رتے ہوئے کہ او پہلوان اگر دعویٰ جرات ہو تو میرے  
مقابلہ میں آ اُس زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ برسی طرح پیش آؤنگا قاتل تیرے بھائی کا میں ہوں  
جوشن پوش نے جو ایرج نو جوان کا جمال دیکھا آئینہ دار حیران و مثل زلف پر نشان ہو  
پکار کر آواز دی اے نو جوان معشوق وضع میں نیرا مشتاق ہوں مجکو بڑا تعجب ہو کہ تہمتن تیرے  
ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایرج نے کہا امتحان کر لے تب اطاعت میری کرنا جوشن پوش نے  
قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر ملاحظہ سے ہاتھ تلوار کا مارا ہو اس خوف سے کہ ایسا نہو اس  
جوان پر کوئی چشم زخم پہنچے ایرج نے کلامی تمام لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا گرد  
چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ پڑیاں اسکی چور چور ہوں جوشن پوش نے آواز دی کہ اے  
شہر یار میں دست سے مسلمان ہوں اور آج سے آپ کا تابعدار ہوں دل و جان سے آپکی اطاعت



کر ونگا پٹنگر جوش پوش کو ایرج نے رکھ دیا وہ قدموں سے لپٹ کر تصدق ہوا ان سب کو  
لیکرا ایرج پٹے در باغ پر لا کر اتارا سلطان کی زخم دوزی ہوئی دوسرے دن ایرج نے  
نشو و نکست تمام طرف بقراط کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوئے تا بقصر  
مروارید نگار انکا پہونچنا اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و

### ساقی نامہ مصنف

کہ آئی ہر پھر رنگ پر داستان  
نئے طور سے ہو بیان طرز جنگ  
کہ میخواری کا اب ہر موسم چلا  
نہ آنا ترا مجھ پہ بیدار ہو  
کہ مضمون نو پھر ہوئے ہیں ہم  
قمر طبع کا ہو گیا امتحان  
کہ لایا ہر نخل خوشی پہ بخشہ  
ترا ذکر عاشق کو افسانہ ہو  
کہ عاشق ترا اب لب گوہر  
کہ سب وجد میں آئیں پیرو جوان

پلا سا قیا جام آتش نشان  
لکھون حال صاحبقران بے درنگ  
چل اے ساقی خوش ادا خوش لقا  
ترے آنے سے دل بہت شاد ہو  
چل اے تو سن کلک شیرین رقم  
پھر آئی نئے رنگ پر داستان  
نہال تمنا ہوا بار و بار  
ترے دم سے آباد مینا نہ ہو  
ترے آمد آمد کا اک شور ہو  
لکھون داستان مرصع بیان

چہرہ رہنوردان منازل جرات و مرحلہ پیمایان باد یہ نشو و نکست اس داستان جلالت عنوان کو  
اسطرح تحریر فرماتے ہیں شعر مرصع خیال فصاحت ادا بہ چین مے نگار روز کلک و فاب کہ  
صاحبقران زمان کئی دن برابر پڑے رہے خواجہ نے اگر حال ایرج بیان کیا صاحبقران  
نے فرمایا خواجہ نور الدہر کے سامنے ہونا مجھ پر شاق ہو دل جنگ کا مشتاق ہو ہیں آج شب کو  
کوچ کر ونگا نور الدہر کے پاس بروقت آ جاؤنگا انشاء اللہ اور مقام پر مقابلے پڑیں چھتیر



بھی بڑھ بڑھ کے لڑے یہ بہت خلاف ہو کہ انکے ساتھ مثل سرداروں کے پڑا رہوں  
 ہر چند کہ وہ اس طلسم کا فتاح ہو مگر پھر میں اسکا بزرگ ہوں خواجہ نے بہت سمجھایا کہ نور الدین  
 نے صحرا سے آہواں کو طو کیا ہوا اب آگے بڑھیں گے حضور بھی انکے ہمراہ پہنچ جائیگے  
 مگر امیر نے قبول نہ کیا رات کو اشتہار کیا صرف خواجہ عمر و ساتھ ہوئے مگر لندھو رنے  
 یہ خبر سن لی تھی عین وقت پر حاضر ہوئے کہنا غلام کو بھی ساتھ نہ لے چلیے گا امیر نے کہا لا لندھو  
 اب کسی اور کو خبر نہ دو تم میرے ساتھ نکل چلو یہ ذکر تھا کہ مالک بھی آگے بھاڑا ام بھی آئے ان  
 سب کو ساتھ لیکر صا جبقران رات ہی کو نکل گئے صبح کو شہرنگ نے نور الدین کو خبر کی کہ  
 صا جبقران کوچ کر گئے نور الدین کو بڑا اطلاق ہوا کہا امی شہرنگ افسوس یہ ہو کہ ایسا نہو  
 صا جبقران کسی بلایں بھینس جائیں متعلقات قصر مروارید دور تک ہو دیکھے کیا رنگ ہو  
 اب میں بھی کوچ کرونگا دیکھوں تو کیا عجائب و غرائب یہاں ہیں نور الدین تو اس خیال میں  
 ہیں مگر صا جبقران جو کوچ کر کے چلے تو ایک صحرا سے وحشت خیز میں پہنچے بوندے گرد  
 کے اٹھ رہے ہیں ہر طرف سے آواز زانغ و زغن کی آ رہی ہو اور سامنے ایک کوہ دیکھا کہ اس  
 شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں صا جبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب کوہ کے آئے  
 یکایک ایک دنا ہوا ایک ساحر صیب بشکل عجیب درہ کوہ سے نکلا پکارتا ہوا آئے والے  
 ردھرنہ آنا یہ درہ عجائب و غرائب سے ملبوہ صا جبقران نے فرمایا ہم عجائب و غرائب شانے  
 والے ہیں اس ساحر نے سحر کیا ہوا ہے تند چلی طاہر زمرہ سرائی کرنے لگے ایک طاہر کلان  
 اڑتا ہوا قریب سر صا جبقران آیا چرخ مارنے لگا صا جبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا کہ  
 پہلو سے آواز آئی امی شہر یار غلام جلا جاتا ہو جلد تشریف لائے صا جبقران نے پٹ کر دیکھا  
 کہ لندھو رہن سعدان بیچ آگ میں کھڑے ہوئے ہیں ہر سر سو و ہر بن مو سے شعلہ ہائے  
 آتش نکل رہے ہیں امیر کو لندھو ر پکار رہے ہیں کہ امی شہر یار حرز ہیکل عجبو دیجیے کہ میں نجات  
 پاؤں صا جبقران نے بیکرا رہو کر ہیکل گئے سے اتاری طرف لندھو ر کے پھینک دی  
 لندھو ر نے ہیکل کو روکا اور ہاتھ میں لیکر رومال میں لپیٹ لی اور پکار کر آواز دی کہ منم  
 سنگین جا دو واد حمزہ دیکھا تو نے کہ اسم اعظم بند کر لیا اور حرز ہیکل چھین لی اب امیر نے



پلٹ کر دیکھا کہ جہاں سرور گرفتار ہو گئے سنگین نے آکر امیر کو بھی گرفتار کیا ان سب کو گرفتار کر کے  
 پہلا اپنے قصر میں لایا اس قصر میں لاکر سب کو قید کیا قید کر کے مسند پر بیٹھا جو چند رفیق خدمت میں  
 حاضرین کو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا سنگین نے کہا صاحبزادی آئی ہیں کہ ابراہیم بھٹا تخت پر  
 ایک نازنین نہایت حسین وریاے جو اہرمن غوطہ زن پاس سنگین کے آئی سنگین نے کہا  
 کیونکہ اور نور نظر اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شہلاے فرگسی چشم نے عرض کی میں نے  
 سنا تھا کہ صاحبقران اس سرحد میں آگئے لہذا آپ نے انکا کیا بندوبست کیا سنگین نے  
 کہا میں نے سب کو گرفتار کر لیا کل بند مست خداوند روانہ کرونگا شہلاے نے کہا اے والدہ مادر  
 میں نے سنا تھا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم محترم و مختشم صاحب حرز ہیکل ہیں یہ انتظام  
 آپ نے کیونکر کیے سنگین نے کہا میں نے اسم اعظم بند کر لیا یہ شیشہ موجود ہو دیکھ لو کہ حرز ہیکل  
 گلے میں شیشہ کے پٹی ہو بڑا کمال میں نے یہ کیا کہ عمر و کو بھی گرفتار کر لیا ہو وہی باعث فتنہ و فساد  
 ہو بڑے بڑے ساحر اس کے ہاتھ سے مارے گئے مگر اب کوئی زندہ نہ بچے گا کل سامنے قدرت  
 کے لیجا کر قتل کرونگا شہلاے نے کہا اگر حکم ہو تو میں قید خانہ میں جاؤں صاحبقران کی بہت  
 تعریفیں سنتی ہوں سنگین نے کہا بیٹا دیکھ آؤ تمھارے قیدی ہیں جو کہ وہ انتظام ہو شہلا اٹھی  
 نکلتی ہوئی قید خانہ میں آئی دیکھا وہ مکان تنگ و تاریک شہلاہاں صاحبقران سے روشن  
 ہو رہا ہو رنگ ہو گئی جی میں کہتی ہو کیا چہرے پر روشنی ہو مکان روشن ہو رہا ہو اور سرور  
 سرنگوں بیٹھے ہیں مگر صاحبقران زنجیریں ہلا رہے ہیں شہلا دیکھ کر ایسی بہوت ہوئی کہ پسینے  
 پسینے ہو گئی قید خانہ سے پلٹ آئی کہ حال پریشانی صاحبقران نہ دیکھا گیا باپ سے آکر کہا یہ کیا ضرورت  
 ہو کہ سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کیجیے یہ بڑی بات ہو کہ عمر و بھی ساتھ قید ہو اسی وقت قتل کیجیے ایسا  
 نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے تو کیسی مشکل ہو سنگین نے نگہبان قید خانہ کو حکم کیا کہ قیدیوں کو لاؤ شرچاؤ  
 کہ نگہبان قید خانہ تھا صاحبقران و عمر و و لندہ و مالک و بہرام کو سامنے لایا سنگین نے  
 دیکھ کر آواز دی کہ یا صاحبقران زمان اب بقراط کو سجدہ کیجیے اور اپنے فرزند سے جا کر اڑیے  
 تو قید سے رہا کروں ورنہ ابھی قتل کرتا ہوں صاحبقران نے فرمایا جو تجھے ہو سکے وہ قصور  
 نہ کر خدا کے مابزرگ است فردوس غنی ہجیم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید ہر صرمن یا نصیب + ہا اگر قضا



لیکرائی ہو تو کوئی مال نہیں سکتا اور اگر موت نہیں ہو تو کسی مجال ہو کہ کسی کو قتل کرے اب  
 شہلا سے ترگس چشم نے باپ کو منع کیا کہ حمزہ کو نہ قتل کیجیے قدرت کے سامنے پرانکا قتل  
 موقوف رکھیے ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہیں کہ جسکا تمام دنیا میں نام ہو بلکہ میں نے  
 سنا ہو کہ تاہر پر وہ قاف اس شخص کا نام ہو نچا پوتی حضرت سلیمانؑ کی آسمان پر سی اکبر  
 عاشق ہوئیں بڑی دھوم سے شادی ہوئی کہ جسکے بطن سے قریشہ سلطان ایسی بیٹی پیدا  
 ہوئی کہ جس نے پر وہ قاف کا بلوہ نبھالا یہ شکر سنگین جاوے کے کہا بیٹی بچہ کستی ہو اس شخص کو  
 لہجا کر قید کر و شہلا و ہائے اپنی بھولیوں میں آئی بیٹھ کے رونے لگی ساتھ والیوں نے پوچھا  
 کیوں واری کیسا مزاج ہو شہلا نے کہا ہماری موت قریب آگئی ہو اس سے انتہا کا پس پیش  
 ہو کنیزوں نے گھبرا کر کہا واری آپ کی زندگی سے ہم سب کی زندگی ہو اگر خدا نخواستہ آپ کے  
 دشمنوں پر کوئی زوال آیا تو ہم لوگوں کو کون پوچھے گا ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو صدمہ پہونچے ارشاد  
 تو فرمائیے کیا ملال ہو جو مجھے ہو سکے وہ بجالائیں کہ آپ کو رنج و ملال نہ پہونچے ملکہ نے کہا صاحبو  
 عجب اتفاق ہوا کہ صاحبقران آکر قید ہوئے ہیں میری شامت جو آئی میں نے اُنکو بلوا کے  
 دیکھا انسان ہو کہ فرشتہ آنکھیں دام تنخیرا بر و کبھی ہوئی شمشیر جب سے اُنکو دیکھا ہو پریشان ہو رہی  
 ہوں کہ اپنے ہوش میں نہیں ہوں اب تک دیکھو دل دھڑک رہا ہو کوئی کان میں کہ رہا ہو کہ  
 اپنی جان دیدے یا اُنکو قید سے رہا کر لفظ

ظلم کرنے سے ہوا وہ بت قاتل عاجز فوج کے بعد جو پہرون نہ مراد م نکلا کم سنی ہو اسے پیغام زبانی بھیجوں جوش و حشمت میں ہوا سر کا اٹھانا شکل جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا تیری آہوں سے جو امی قیصل رے ہیں پردہ حور کا ذکر بھی کرنے نہیں پاتا سطوت	پر ہوا اسکے ستم سے نہ مراد دل عاجز سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز خط کے پڑھنے سے ہو وہ حور شہانل عاجز طوق آہن سے نقاہت میں ہو دل عاجز تیری فرقت میں ہو واجب کہ مراد دل عاجز کس قدر رنج میں ہو صاحب محل عاجز برگمانی سے ہو اس شوق کی کیا دل عاجز
--	---

کنیزوں نے کہا واری اگر حکم ہو تو انکی رہائی کی تدبیر کریں تشریف اچلیے اسم اعظم و حرز ہیکل را لکھیے



وزار بائی آئی ہو جائیگی شہلا نے کہا میں اسم اعظم کا شیشہ و حزن ہیکل چڑالاؤنگی کینزون نے  
 کہا وہی شیشہ حسین اسم اعظم بند ہو کسی طرح توڑ ڈالے یقین ہو کہ اُنکے جسم میں قوت آئے شہلا  
 نے اسی وقت تیاری کی اسباب سحر جسم پر درست کر کے آمادہ ہوئی کہ جا کر شیشہ کو چڑالاؤن  
 باغیچہ سنگین جادو بارگاہ میں بیٹھا ہو عرضی بخدمت بقراط روانہ کر چکا ہو کہ میں نے حمزہ  
 کو گرفتار کیا جب حکم ہو روانہ کروں شیشہ آٹھ پہر سامنے رکھا رہتا ہو یکا یک آسمان سے ایک  
 بھر گرا کہ شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کے جو ہاتھ پانوں میں طاقت آئی فرمایا اے  
 وار اے ہند و غیب شریک حال ہوئی کہ اسم اعظم یاد آیا اب میں قید توڑتا ہوں سنگین  
 حیران بیٹھا ہو کہ یہ پتھر کہاں سے آیا شیشہ کیونکر ٹوٹا کہ اندر سے قید خانہ کے نگہبان بھاگے کتے  
 ہوے او شہر بار حمزہ عرب نے قید توڑ ڈالی وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں سحرانیر تاثیر نہیں  
 کرتا سنگین جادو اپنے مقام سے اٹھا کہ اٹھا کہ سحر کردن سحر یاد نہیں آتا حیران ہو کہ کسے  
 مہری زبان بند کر دی سزا اٹھا کر دیکھا کہ شہلا سے نہ کسی چشم بر روئے ہوا اڑ رہی ہو اور  
 سحر کر رہی ہو سنگین نے لگا کر او کیسو بریدہ تو ہی نے پتھر پھینکا کہ شیشہ اسم اعظم ٹوٹا یہ کیلے  
 سحر کیا کہ شہلا تھرائی قریب تھا زمین پر گرے کہ صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سنگین  
 کے پہنچے عمرو غل مچانے لگا کہ آقا میں قید میں بیٹھا رہوں لندھو نے بڑھکے تنکڑی خواجہ  
 کی کاٹ دی خواجہ نے اپنے کو قید سے رہا کیا پہلو پر آ کے صاحبقران کے نعرہ کیا اب سنگین جادو  
 طرہ امیر کے متوجہ ہو مگر کہتا ہو کہ گھر سے آگ لگی بیٹی نے شیشہ اسم اعظم توڑا اب میں اُسپر سحر کروں  
 کہ حمزہ کو روکوں جب صاحبقران قریب پہنچے سنگین نے ہاتھ تلوار کا مارا شہلا نے  
 جو اتنی فرصت پائی تڑپ کر گری حزن ہیکل اٹھا کر امیر کے گلے میں پنجا دی اب امیر نے ہاتھ  
 تلوار کا روک کر تلوار ماری کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوئے اور جادو گر جو باقی رہے وہ سحر  
 کرنے لگے شہلا نے موتیوں کا مالہ پھینک مارا وہ سب جادو گر کھلائے یہ اشعار مشتاقانہ پڑھے نظم

ہو جس طرح بہار میں بلبل چمن سے خوش  
 ہم خوش ہیں کوئے بار سے بلبل چمن سے خوش  
 رہتے ہیں ہجر پار میں رنج و محن سے خوش

دل ہر بشر کا یوں ہو ہمیشہ وطن سے خوش  
 پروانے گرہین بزم میں شمع لگن سے خوش  
 کیون ہوں نہ عیش و عشرت دنیا سے ہم لول



ہم کو رہا علاقہ دنیا سے کچھ نہ کام  
بلبل چین سے شمع سے پروانے شادین  
داغ جنوں جو الفت گیسو میں ہو عیان  
اغیار کو دیا نہ جواب سوال وصل  
ترجیحی نظر سے غیر کو تو نے کیا ہلاک  
ظلم و ستم ہر ایک پہ کرتا ہر بے شمار  
اقرار کر کے جام نہ اُس نے دیا ہین  
میں نے پڑھے ہین حسن کی تعریف میں جو شعر  
مستطوت غم حسین کا پایا عجیب حالہ

اس بات پر حد میں ہین دزد کفن سے خوش  
انجم فلک سے ہم ہین قری انجمن سے خوش  
بو اسلمین صاف آتی ہو مشک ختن سے خوش  
اس بات پر تو ہم ہوئے اُس کم سخن سے خوش  
اے ترک ہم ہوئے ترے اس بانگین سے خوش  
کوئی نہیں جہان میں چرخ کمن سے خوش  
اسپر بھی ہم ہین ساقی پیمان شکن سے خوش  
وہ اپنی بزم میں نہیں اہل سخن سے خوش  
خوش ہے نچین ہوئے ہم نچین سے خوش

جب سب ساحر قتل ہو چکے کچھ تو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوئے باقی کو شہلا نے  
دیوانہ کر کے مارا شہلا زمین پر اتر آئی صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ملکہ عالم بھاری  
وجہ سے رہائی پائی شہلا نے کہا آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہو پھر آسمان سے گرا بقول سننے  
سنگین پر آفت آسمانی گری میری کیا مجال تھی کہ میں حضور کی مدد کرتی یہ سب آپ کا اقبال تھا  
کہ اسم اعظم رہا ہو گیا آپ صفت شکن تیغزن ہین کس زور و شور سے قید کو توڑا جرات و شوکت  
اسی کا نام ہو آپ کی غفلت سے اسم اعظم بند ہوا اگر آپ پڑھتے رہتے تو کسی مجال تھی کہ اسم اعظم بند  
کر سکتا صاحبقران نے فرمایا سرحد غیر میں کیا کیا تکلیفیں نہ پہنچیں گی مگر عافیت حقیقی بچاؤ کا سب  
جگہ وہی نگہبان ہو اسی کی مدد شامل ہوتی ہو شہلا نے لا کر صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی  
خواجہ نے تمام مکان لوٹ لیا شہلا نے کہا خزانہ کیا ہو گیا عمر و نے کہا خزانہ سحر کا تھا جب  
سنگین مارا گیا تو مال اڑ کر غائب ہو گیا شہلا نہیں پڑین کہا خواجہ خزانہ بھی کہیں سحر کا ہوتا ہو  
امیر نے فرمایا یہ ساربان زادہ ہر مقام پر اپنے جھگڑے نکالتا ہو خزانہ بیت المال اسکی زمین میں  
جمع ہو دیکھے یہ کون لیگا عمر و نے کہا ایک جہ بھی نہیں ہو مجھے بدنام نہ کرو میں مفلس ہوں قرض  
نے اس قدر پریشان کیا ہو کہ کچھ بھلا نہیں معلوم ہوتا شہلا پہلو میں بیٹھی ہر تیار می جلسہ کی کر رہی ہو  
کبھی اٹھ کر کمرے میں گئی کبھی پھر باہر آئی تو دنیاں سامنے صاحبقران کے بیٹھی ہوئی یہ اشعار



عاشقانہ بصد ناز وادوا بتا کر گارہی ہین فظلم

جلتی ہو صورت مقراض زبان واعظ موی پرست آئے ہین سننے کو بیان واعظ موی پرستون کا اگر دہر جہان میں ہوگا موی کا مہر چھارت سے اگر لیگا نام میکشی خوب ہو جی بھر کے جلا ئیں اسکو منع کرتا ہو مجھے عشق بتان سے ہر روز صورت تابدہ عمامہ ہو صبا مثل کفن مست ہوں دیکھ کے مین چشم ہارین صنم گرم رہتا ہو جو بازار ترے مستون کا دختر ز کی ندمت سے کیا دل ٹکڑے مذہب بد ہو ریالی ہو عبادت ساری	خاک سمجھے کوئی رندون میں بیان واعظ آج سب خاک میں ملجائیگی شان واعظ پھر نہ آئیگا نظر نام و نشان واعظ نہیں رندون سے بچے گی کبھی جان واعظ تیرے مستون کو جو ملجائے مکان واعظ میں سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ دیکھے مہر پہ کوئی شوکت و شان واعظ میکشی کا ہو غلط مجھہ گمان واعظ ایک مدت ہوئی ہو بندو کان واعظ قطع ہو جاے کہیں جلد زبان واعظ خاک اسطوت کو پسند آئے بیان واعظ
---	---

ملکہ شہلا سامنے سے صاحبقران کے اٹھیں پہلو میں کمرہ تھا اُسمین گئیں کہ عطر وغیرہ لاؤن  
کہ کنیزون نے غل مچایا کہ امیر نے جھپٹ کر دیکھا کہ گوشے سے کمرے کے  
ایک مارسیاہ پیدا ہوا وہ جسم شہلا سے لپٹ گیا امیر نے جو یہ شعبدہ دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے  
مگر اُس مارسیاہ کے پر پرواز پیدا ہوئے شہلا تو بیہوش ہو گئی مارسیاہ اسکو لیکر اڑ گیا صاحبقران  
دیکھ کر رگئے کنیزین رونے لگیں صاحبقران نے فرمایا شاید کوئی عزیز دار ملکہ کا ایسا تھا کہ جو  
آکے لینگیا کنیزون نے عرض کی سامنے قلعہ ہوا اُسمین اڑو راتش فشان جادو بھالی سنگین  
کار ہوتا ہو شاید اُسی نے یہ حرکت کی ہوگی اور مارا جانا سنگین کا ضرور اُسپر شاق ہوا ہوگا  
اُس نے یہ حرکت کی ہو تو مجب نہیں صاحبقران نے فرمایا اب تو وقت شب ہو صبح کو قلعہ اڑو ر  
پر جاؤ نکا ملکہ کو رہا کر کے لاؤ نکا کنیزین خاموش ہو رہیں مگر اڑو راتش فشان جو ملکہ شہلا  
کو اٹھا کر لینگیا اپنی بارگاہ میں آیا اُسی بیہوشی میں ملکہ کی زبان میں سوزن دی قفس میں بند  
کر کے ہو شیا کر گیا کہا کیوں او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا یہ نہ جانتی تھی کہ بھالی اُسکا



قیامتین برپا کر لگا آج تجھ کو لایا ہوں کل اُنکو بھی لے آؤنگا دو دن کو ساتھ قتل کرونگا دیکھو  
تو کیسے صاحبقران ہین میرے سحر سے کیونکر بچیں گے ملکہ نے جواب دیا کہ اے عمناء ار میری  
کیا خطا ہو شیشہ اسم اعظم کا سنگ آسمانی سے ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی  
اڑائی میں سنگین مارا گیا میں نے کیسے کیسے سحر کیے کچھ زور نہ چلانا چار ہو کر اطاعت کی تھی کہ پردہ دوستی  
میں قتل کرونگی لیکن آپ جا پونچے آپ نے جلدی کر کے مجھ کو گرفتار کر لیا اب میں مجبور و ناچار  
ہوں اثر در نے کہا اومکارہ میں دیکھ رہا تھا کہ تو بدل و جان کام کر رہی ہو جب تو میں تجھ کو اٹھا  
لایا شہلا نے کہا پھر آپ کو اختیار ہو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشے اثر در نے نفس ملکہ کا لٹکا دیا  
ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہو کہ کیوں صاحبو میرے نزدیک شہلا سر اسر کر کرتی ہو کہ کس طرح  
رہائی پاؤں اور پاس صاحبقران کے جاؤں میں اسکو قید سے نہ چھوڑ دوں لٹکا ہو پھر  
صبح کو دربار میں آکر بیٹھا ہو صلاح کر رہا ہو کہ شہلا کو قتل کروں یا چھوڑ دوں سردار عرض  
کرتے ہین حضور ہم تو اسکے قتل کو کبھی نہ کہیں گے یہ آپ کے بھائی کی نشانی ہو تمام طلسم ہین  
شہرہ ہو کہ حسن و جمال میں بے مثل و بے نظیر ہو اگر یہ باقی رہیگی تو آپ کے بھائی کا نام رہیگا  
کہ چند ہر کارے دوڑے ہوئے آئے دست بہتہ ہو کر عرض کی کہ صاحبقران آپ کے  
قلعہ پر آتے ہین اثر در گھبرا کر اٹھا بالائے قلعہ سے دیکھا کہ سرداران صاحبقران سامنے  
آکر کھڑے ہوئے ہین کمر بن باندھ رہے ہین صاحبقران کی آمد کا ذکر ہو رہا ہو اثر در نے  
گھبرا کر سچ کیا کہ ایک دیوار سنگی سامنے قلعہ کے حائل ہو گئی سرداران صاحبقران نگاہوں  
سے چھپ گئے اب اسنے فوج سے کہا کہ تو میں درست کرو وہاں صاحبقران جو آکر پہنچے  
دیکھا ایک دیوار پتھر کی سامنے قلعہ کے حائل ہو صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا دیوار  
پر جو ہاتھ رکھا دیوار گر گئی معلوم ہوا پانی کا صباب تھا کہ چشم زون میں مٹ گیا صاحبقران  
دیوار گر کر پشت مرکب پر آئے گرز سام بن نریمان ہاتھ میں لیا مرکب کو مہیز کر کے چلے  
سرداروں کو ہر اہی سے روکا اور فرمایا تم لوگوں کو اسوجہ سے منع کرتا ہوں کہ اثر در ضرور  
سحر کرے گا میں اسم اعظم پڑھتا ہوا جاؤنگا تم لوگوں کو تکلیف نہ سب سردار دماغین دینے لگے  
ہر ایک کا قول تھا کہ خدا حضور کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے آپ کو ہم غلاموں کا خیال نہوگا



نہ پھر کسو ہوگا صاحبقران اشقر دیوزاد کو بڑھائے ہوئے جاتے ہیں اثر در نے جو  
بالائے قلعہ سے دیکھا گھبرا کر دوسرا سحر کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قلعہ آنکھوں سے غائب ہو گیا  
پھر دیکھا ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا ہے چند کنیزیں در باغ پر کھڑی ہوئی گارہی ہیں نظم

چاک رہتا ہے ہر اک گل کا گریبان باغ میں  
سرو جل جل کر بنے سرو چراغان باغ میں  
بہر سیر آیا جو وہ سرو خرامان باغ میں  
پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ میں  
دن کو خندان ہے ہر اک گل شب کو گریان باغ میں  
یا د آتا ہے جو ہکو کوئے جانان باغ میں  
کیفیت ہو کر میر ہو یہ سامان باغ میں  
فصل گل دو چار دن ہو اور همان باغ میں  
جبکہ پڑھتا ہے وہ گل سطوت کا دیوان باغ میں

بلبلین اس وجہ سے رہتی ہیں نالان باغ میں  
یاد قدیم آہ سوزان کی جو میں نے رات کو  
شرم کے مارے زمین میں گر گئے شمشاد سب  
معجزہ دیکھا جو اس گل کے لب جان بخش کا  
باغبان ثابت ہے شبنم کے قطروں سے ہمیں  
صورت گل ہم بھی کرتے ہیں گریبان چاک چاک  
میں ہوں وہ ہو منہ برستا ہو شراب ناب ہو  
اسقدر رنخوت نہ کراؤ باغبان پچتا لے گا  
شنتے ہیں گل کان و صر کے بلبلین ہوتی ہیں مست

کنیزوں نے اس رنگ سے یہ غزل پڑھی کہ صاحبقران ٹھہر گئے مگر ساتھ ہی کان میں  
آواز آئی کہ اسم اعظم ورد زبان رہے صاحبقران نے پٹ کر دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال  
چہکارے مار کر یہی فقرات کہہ رہی ہے امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ جو بانوں کی طاقت  
زائل ہونے لگی تھی پھر قوت آگئی آگے بڑھے اثر در نے جو دیکھا کہ جو سحر میں صاحبقران  
پکرتا ہوں وہ فوراً باطل ہو جاتا ہوا سنے گولہ انداز دن کو اشارہ کیا کہ بان یارو گولے مارو  
گولہ انداز دن نے توپوں کو سیدھا کیا نہیں معلوم توپوں کے کانوں میں کسی نے کیا پڑھ کے  
پھونکا کہ کڑکین اور گر جین اور آگ اُگلنے لگیں مگر صاحبقران نے گرز سام بن نریبان  
اٹھایا جو گولہ سامنے آیا اسپر تا پنجہ گرز کا مارو یا گولہ اٹھا پٹ کر خندق میں جا کر گرجا جب اثر در  
نے دیکھا کہ صاحبقران زمان اس دریائے آتش کو مثل سمندر آتش طو کرتے ہوئے آتے  
ہیں دونوں ہاتھ اٹھا کر طرف خندق کے اشارہ کیا خندق سے پانی جوش مار کر نکلا دم بھر  
میں گرو صاحبقران کے دریا موج مارنے لگا ہزار ہا مچھلیاں و نہنگان خون آشام منہ



کھول کر صاحبقران پر حملہ کرتے ہیں صاحبقران تینو عقرب سلیمانی چلا رہے ہیں کہ پھر  
 آواز آئی یا صاحبقران زمان اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ابکی مرتبہ آواز اس طوطی  
 زرین بال کی کان میں اثر در کے پڑی اور دیکھا بھی کہ یا تو صاحبقران حیران کھڑے  
 دیکھ رہے تھے کہ سب طرف سے دریا موج مار رہا ہو اور نہنگ منہ پھیلائے ہیں مچھلیوں کی  
 ماہیت سے کوئی آگاہ نہیں اور مچھلیوں کا یہ حال ہو کہ ٹپ کر صاحبقران پر گرتی ہیں  
 بعض گرد صاحبقران پھرتی ہیں یا طوطی زرین بال کی صدا سے صاحبقران پھر ہوشیار  
 ہوئے اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا مچھلیاں تلوار سے قلم ہونے  
 لگیں جو مچھلی کٹ کر دریا میں گری اُس مقام کا پانی خشک ہو گیا اثر در آتش فشان نے بنگاہ  
 ہر طرف طوطی زرین بال کے دیکھا اُس نے چاہا اُڑ کے نکل جاؤں مگر اثر در نے منہ سے شعلہ  
 آتش چھوڑا وہ شعلہ آتش بھڑکتا ہوا سر پر اُس طوطی کے پہونچا ہر چند اُس طوطی نے پر مارے  
 مگر شعلہ اُس پر گرا شعلہ گرتے ہی وہ طوطی زمین پر گری غلطک مارنے لگی ایک نازنین مہجین  
 کی شکل ہو گئی صاحبقران نے پہچانا کہ یہ تو عندلیب خوشنوا وزیرِ زادی ملکہ کی ہو صاحبقران  
 نے چاہا گھوڑا بڑھا کر جاؤں اور عندلیب خوشنوا کو بچاؤں مگر اثر در آتش فشان  
 بلا کا ساحر ہو کر ٹپ کے گرا عندلیب کو اٹھا لیکر قفس میں بند کیا کہا کیوں او عندلیب  
 تو نے حمزہ کو کئی بار ہوشیار کیا کچھ ہمارا خوف نہ آیا میں کیا حمزہ سے ڈرتا ہوں اول تو  
 بیرون قلعہ روکوں گا اگر نہ روکے اور قلعہ میں آگئے تو تین لاکھ ساحر باحر بہا سے سحر بیٹھے ہیں  
 آگ برسا دیں گے عندلیب نے کہا اموشن شاہ آپ نے میری مالک کو قید کیا وہ بیخدا ہیں  
 ہم اُنکے راز دار ہیں ابھی تک اُنکے دامن عصمت پر گرد و عصیان نہیں پڑی اور ابھی عفت  
 پر حرف نہیں آیا مجھ کو منظور ہوا کہ اپنی جان لگاؤں اپنی مالک کی رہائی کی تدبیر کروں  
 سوار اسکے اور کیا تدبیر تھی کہ صاحبقران کو آگاہ کرتی رہوں کہ اگر وہ اسم اعظم پڑھیں گے  
 تو کوئی سحر تاثیر نہ کریگا اثر در نے کہا تم دونوں سے سمجھو نگا اس طرح قتل کروں کہ ماہیان دریا  
 و برغان ہوا تمھارے مال پر روئیں اور مجھے ترس نہ آئے حمزہ کو خاموش کر کے اسم اعظم  
 بند کر لیتا وہ اُسی مقام پر رک گئے تھے مگر تو نے اُنکو ہوشیار کر دیا یہ کیکے قفس آہنی میں عندلیب



کو بھی قید کیا جس مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا ہوا اسی مقام پر قفس عندلیب کا بھی لٹکا دیا ملکہ شہلا عندلیب کو قید دیکھ کر رونے لگیں کہا اے عندلیب تو نے اپنے کو کیوں پھنسا یا میرا تو اب یہ حال ہے نظم

کیا جو آج اُنھیں حال دل سنانے کو بگڑے آج مرے گھر سے ہیں وہ جانے کو یہ بات کی ہو فقط خلق کے دکھانے کو وہ آئے میری عیادت کو تو یہ فرمایا چھڑا کر زلف ہی کھون میرے دکھ بھینک دیا سب اُنکے عاشق صادق جو در پہ جمع ہوے بہت تمھاری وفات سے بےید ہو یہ بات ہلاک کر کے مجھے ہجر میں ہوے نہ نخل زیادہ ہوتا ہے جب شوق حج بیت اللہ شب وصال میں شانے کی احتیاج نہیں جفا یں ہم سے تہوں کی سہی نہیں جاتیں یہ عید گاہ میں عشاق کی تواضع کی کسی میں بوسے محبت نہیں رہی سطوت	کہا کہ آئے کہاں تم مرے ستانے کو رقیب خوش نہوں کیونکر قضا ہو آنے کو وہ اُنکے بیٹھے ہیں لاشہ مرا اٹھانے کو یہ حال اپنا بنایا مرے دکھانے کو یہ سر چڑھایا تھا کیا آپ نے گرمانے کو کہا یہ کون ہیں کیوں آئے نعل چمانے کو نہ آئے قبر پر دو پھول بھی چڑھانے کو نشان قبر کا اب آئے ہو مٹانے کو تو دیکھ آتا ہوں اُس بت کے آستانے کو ہمارے ہاتھ ہیں زلفیں تری بنانے کو کلیجہ چاہیے پتھر کا دل لگانے کو جھکی ہو تیغ تمھاری گلے لگانے کو عجیب طرح کی گردش ہوئی زمانے کو
---	--

عندلیب باتیں سن کر ملکہ کی رونے لگی کہا واری دعا مانگیے کہ پروردگار صاحبقران کو منظور  
منصور کرے ملکہ نے بال کھولے اور پکارا اٹھی کہ اے خالق ارض و سما و امور رب یکتا نظم

خداوند اشہم را روز گردان بشی وارم سہ چون بخت امید توئی یاری دہ منہ یاد ہر کس	چو روز اندر جہان فیروز گردان درین شب رو سپیدم کن چو خورشید بہ فریاد من فریاد کن رس
--	--

اے خالق بے نیاز و امور بکار ساز جمال جہان آراے صاحبقران دکھا دے کہ روح کو  
راحت ہو قلب کو قوت ہو مگر صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بر لب خندق  
ہوئے خندق نے کئی مرتبہ جوش مارا مگر صاحبقران نے اسم اعظم الہی پڑھا پانی ہٹ گیا



او پر سے قلعہ کے ہوا بان پڑ رہے ہیں تیل کے کڑھاؤ ملا زمان اثر در چپٹیک رہے ہیں اثر در کیے  
کیسے سحر کر رہا ہو مگر آواز سے صاحبقران کی کسی سحر کا رنگ نہیں جتنا امیر نے برابر خندق کے آکر  
گھوڑے کو جواڑ کی مرکب باد رفتار خندق کو قرا گیا جیسے ہی برابر پھاٹک کے پہونچے پھاٹک پر  
گر زمار تیسری ضرب میں پھاٹک گرا اندر سے لاکھوں ساحر نکلے دروازے پر لڑائی ہونے لگی  
صاحبقران مرکب کو مہینہ کر رہے ہیں تیغ و عقرب دہنے ہاتھ میں بلند ہو بائیں ہاتھ میں سپر  
گر شاسپ کی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے صحن قلعہ میں پہونچے اثر در نے جو دیکھا کہ صاحبقران  
صحن قلعہ میں آگئے ایک تخت پر سوار ہوا نقیبوں کو اشارہ کیا بان یار و آوازیں لگاؤ کئی سحر  
نقیبان خوش آواز سرود چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگے نظم

عاقلان باغ یمنین دلکش اس چمن کی ہوا سے بہمن و دوح خاک جب ہو گئے قدر عتنا لالہ رودل پہ لگے جب داغ جب مٹے میکشان محصل درد جب ہوئے خاک صاحب کاکل مر گئے سب ہزار غنچہ و ہان گل ہوا جب چراغ عارض یار زرگسی چشم ہین جو دفن ہسین شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن عندلیبون کے ہین یہی الحان خاک میں گل رخان جو سوتے ہین دیکھ کر بے شباتی عالم جب ہوا صرصر خزان کا ڈور اسی اندوہ میں کرو جو قیاس	جسکو دیکھو وہ ہر پریشان و ش آستین زن چراغ عقل پہ ہو تب ہوا سرو خوش غما پیدا تب ہوا لالہ زیب محصل باغ جعفری نے دکھایا تب رخ زرد تب نظر آئے گسو سنبل ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان تب گلستان میں گل ہوا اظہار چشم زرگس جھکی ہو سوئے زمین کسی محبوب کا ہو سیب ذوق خافلوکل من علیہا فنان باغ میں آبشار روتے ہین ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم خاک اڑانے لگی نسیم سحر گل سوسن کا ہو کہو و لباس
--	---



یہ گلستان نہیں ہو قابل سیر | کر سے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو نقیبوں نے پڑھے کل ساحرون نے چار جانب سے صاحبقران کو گھیر لیا  
 سحر بھی کرتے ہیں حربے بھی لگاتے ہیں صاحبقران پریشان ہو رہے ہیں کہ اتنے لوگوں نے  
 کیونکر بچو لگا احو کریم کار ساز رحم اپنا شریک کر دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے قضاے کار  
 نقا بد از زرین پوش تخت پر سوار کئی لاکھ ترہ ہا سے دیو ہمراہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا اس  
 زور و شور سے جاتا ہے عیار طرار پشت پر گیس رانی کر رہا ہے آواز گیر و دار سنکر نقا بد ار نے  
 دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے غضب ہوا کہ صاحبقران گھر سے ہوئے ہیں جلد تخت زین  
 پر رکھو مگر دیو زادوں سے حکم کیا کہ تم لوگ شریک جنگ نہونا بارہ ہزار سردار جو میرے ہیں  
 انکو کاندھوں پر سے اتار دو تم سب الگ ہو جاؤ دیو زادوں نے سوار و نکوائے کاندھوں  
 پر سے اتار امر کبوں پر انکو سوار کر دیا امیر نے دیکھا سا حزن غفلت کرنے لگے نقا بد ار نے  
 ملو اگر کھینچ کر دو چار حملے ایسے کیے کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ سا حرقل ہوئے دریا خون کے بگلے اب  
 اثر در گھبرایا ساتھ والوں سے کہا یا رو میں نکل جاؤں تم بھی فرو آؤ اٹکل آنا سب نے کہا  
 حضور نکل جائیں ہم بھی نکل آؤ گئے نقا بد ار نے تو زمین کو ہلا دیا ایک طور سے لڑتا ہوا آتا ہے  
 مگر نقا بد ار شوکت صاحبقران دیکھ کر حیران ہو کہ اس سن میں یہ جرات و شوکت مثل  
 انکا کون ہو عیار سے کتنا ہو پیرانہ سالی میں تو یہ جنگ ہو شباب میں کیا کیا ہوگا عیار نے عرض  
 کی وقائع ملاحظہ فرمائیے نو شیر وان ایسے بادشاہ کو در بدر خاک بسر کیا تاج و تخت چھین لیا  
 کوئی آج تک انکا ہم نبرد نہیں ہوا اب صاحبقران نے فرمایا اے نقا بد ار بہادر بادشاہ اللہ  
 کس لطف سے جنگ کر رہے ہو نقا بد ار آواز صاحبقران سنکر قریب آیا کہا اے شہر پار  
 ہر چند کہ آرزو آپ سے مقابلہ کی رکھتا ہوں مگر آپ کی شمشیر زنی دیکھ کر حیران ہو جایا کرتا ہوں  
 سبحان اللہ کیا جوش و خروش آپ کا ہر تین لاکھ میں آپ اکیلے لڑے اور جسم پر زخم نہیں  
 آنے دیا میں تو بعد دیر کے حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا اے نقا بد ار بہادر ہر چند کہ تم  
 مسخر کن بھر و بر ہو مگر مجھے جسدن مقابلہ پڑ گیا ہم تم دونوں نوبت بجان و کار ویرا سخوان  
 ہو جائیگے اے نقا بد ار بہادر بانہاے صاحبقرانی منبطل ملین گے نہیں معلوم یہ سودا تمھارا



دماغ میں کیوں ہوا ہی کوئی امتحان تجویز کرو ایک اوناسی بات ہو کہ میں نے قاف کے اٹھارہ  
 پر دے فتح کیے تم ابھی تک تین پر دون میں بھی نہیں پہنچے ایک ہی پر دے پر مقابلہ  
 پڑتا ہی تھا بدار نے کہا اسی شہر یا ر جہان جہان قہقہہ بھاگ کر گیا وہاں میں بھی پہنچا یہ  
 آرزو رکھتا ہوں کہ قہقہہ کو قتل کروں امیر نے فرمایا اسکا پر دہ ظلمات میں دخل ہو وہاں  
 وہ بھاگ جاتا ہی بسبب تاریکی کے ہم لوگ رہ جاتے ہیں جس روز یہ خیال ہوا کہ جو کچھ گزرے  
 پر دہ تاریک میں بھی داخل ہو جائیں انشاء اللہ گھس پڑینگے صاحبقران تو نقابدار  
 سے باتیں کرنے لگے اثر و آتش فشان نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران نقابدار سے  
 باتیں کرتے ہیں سو چار اس عرصے میں نکل جاؤں حمزہ گرفتار نہو گا فوجیں لڑ چکیں سحر انتہا کا  
 کر چکا کسی سحر کو حمزہ نہیں مانتا اب نکل چلنا ہی بہتر ہو یہ سوچ کر شانوں پر سحر کیا پر پرواز  
 پیدا ہوئے ساتھ والوں سے کہہ دیا میں قطعہ قرا طاق پر جاتا ہوں قرا طاق جادو کہ  
 میرا معین و مددگار ہو اور ساحر با عمل ہو وہ بڑی کد و کوشش کر یگا تم سب وہیں آنا فوج  
 اُس سے لیکر خروج کرو نگارہ میں حمزہ کو روکو نگا ناک میں دم کرو نگا یہ کیلئے اٹا جیسے ہی  
 باند ہوا عیار نقابدار نے پکار کر کہا اسی شہر یا غضب ہوا کہ افسر نکلا جاتا ہی نقابدار نے فوراً  
 کمان کیا تی کاندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا صاحبقران نے بھی کمان رستم  
 کاندھے سے اتاری اور تین پھال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا دونوں نے برابر تیر مارے  
 نقابدار کے تیر سے تو اثر و رجا گر عقاب تیر صاحبقران سینہ پر اثر و ر کے پڑا تو ریکر پشت  
 کو پار گذرا لاشہ اثر و ر گر امرنا اثر و ر کا کہ اندھیرا ہو گیا لاکھوں جادو گر اُسی نہنگامہ میں نکل  
 گئے نقابدار کو حجاب ہوا کہ افسوس میرے تیر سے اثر و ر نہ مارا گیا صاحبقران طعنہ دینگے  
 مجھ کو حجاب ہو گا دیو زادوں کو اشارہ کیا دیو زاد تخت سامنے لائے نقابدار اُچک کے  
 سوار ہوا اپنے رفقا کو ساتھ لیکر روانہ ہو گیا بعد بھوٹمی دیر کے آواز آئی کشتی مرانا مہن  
 اثر و آتش فشان بردبارتی جو ساحر رہے تھے و در و مال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے  
 امیر نے سب کو مطلع کیا پشت مرکب سے اُڑے فصر میں آئے ملکہ قفس کے اندر سجدے  
 میں رو رہی تھی صاحبقران نے آکر فرمایا اسی ملکہ عالم پر در و گار نے دعا تمہاری قبول کی



مین آپہونچا قریب اگر سر ملک کا اٹھا یا زبان سے سوزن نکالی وزیر زادی کو بھی رہا کیا دھون  
 ہنسی ہوئیں قفس سے نکلیں کہا شوہر یا آپ کو بڑی مشقت پڑی صاحبقران نے فرمایا  
 انشاء اللہ تعالیٰ ہر مقام پر یہی جرات رہی مین مجبور ہو جاتا ہوں جب اسم اعظم بند ہو جاتا ہو بعد  
 اسم اعظم کھانے کے کیونکر دل کو تاب ہو کہ تم قید میں رہو اور مین کہ وکاش نہ کروں مگر ملک نے دیکھا  
 کہ صاحبقران دریا سے خون مین نہاے ہوئے مین ہاتھوں سے خون پوچھنے لگیں امیر  
 فہر مین آکر بیٹھے خواجہ تمام مکان کو لوٹتے پھرتے مین اب سرداران صاحبقران بھی آگئے امیر  
 قلعہ اژدر مین بیٹھے ملک پہلو مین آکر بیٹھیں مگر چند ملازمان اژدر جو لاشہ اژدر کا اٹھا لیگئے تھے  
 قلعہ قراطاق مین پہونچے سانسے قراطاق جادو کے لاشہ اژدر کا پیش کیا قراطاق برل  
 اژدر بہت رویا کہا مقام امنوس ہو کہ اژدر نے مجھ کو خبر نہ کی ورنہ مین جا کر زمین ہلا دیتا یہ کیکے  
 فوج کو جمع کیا سات لاکھ ساحر کی فوج ہو سب سے پکار کر کہا صاحبجو جس سے ہو سکے وہ کوشش  
 کرے یقین ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کر لو گے کئی سحر اسی فکر مین چلے صاحبقران قلعہ  
 مین بیٹھے تھے کہ عمر و نے خبر دی چند نازنینان مہچیں آپ کے لشکر مین آئی ہن سارے لشکر  
 مین گاتی پھرتی ہن ادھر یہ اشعار در زبان مین نظم

وہاں بھی دل نہیں لگتا تو پھر کھشن مین آتا ہوں  
 چلے آئیں وہ شاید آج قسمت آزماتا ہوں  
 نہیں جب مانتا دل دور ہی سے دیکھ آتا ہوں  
 عوض اشکون کے آنکھوں سے جو خون لہاتا ہوں  
 کہ کیسا مل کے غیروں سے ترے دلوں جلاتا ہوں  
 مین وحشی جب کبھی صحرا مین جا کر خاک اڑاتا ہوں  
 کسی دن مین نہیں آنکھوں کیلا گھر مین پاتا ہوں  
 وہ آتا ہو تو مین زیر قدم آنکھیں بچھاتا ہوں  
 تجھے مین یاد کروں کے اشک آنکھوں سے بہاتا ہوں  
 پھنس مین گی بلبلیں بچندار گیل کا بناتا ہوں

نہیں بھاتی جو سیر باغ تو صحرا مین جاتا ہوں  
 شب فرقت مین پرتا تیرا ہن لب پہ لاتا ہوں  
 نہایت حسن کا مشتاق اس کو چے مین جاتا ہوں  
 لب رنگین کسی کے آج مجھ کو یاد آئے ہن  
 ہوئی تقصیر کیا وہ شعلہ رو کتا ہو جو مجھ سے  
 گان مجنون کو ہوتا ہو کہ آئی دشت مین آدھی  
 کون را در محبت کیا سناؤں حال دل کیونکر  
 کف پاکی خا کا جیسے ہو منگو زلفنا رہ  
 مرا خط دیکھے امیر قاصد زبانی یہ بھی کہدینا  
 مرا صیاد ہو کیا شونخ کتا ہو گلستان مین



مراد دل تاک کروہ صیدا فکن منہس کے کہتا ہو  
حسین ابن علی کا حال جب سنتا ہوں آخر سطوت

ابھی تیر نظر سے یہ نشانہ میں اڑاتا ہوں  
گر بیان چاک کر کے سر پہ اپنے خاک اڑاتا ہوں

صاحبقران بہ خبر وحشت اثر شکر اپنے مقام سے اٹھے مگر ایک نازنین گاتی ہوئی قریب دربار کا  
لندھو پر پہنچی لندھو نے اس نازنین کو اندر بلا لیا خدنگا رو دروازے پر کھڑے ہیں کہ  
ارشویون پر نیا دہ خبر شکر آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ لندھو نے ایک نازنین کو اندر بلا لیا  
ارشویون شرمناک دروازے پر پھٹ گیا بعد تحوٹھی دیر کے آواز دی کہ امی قبلہ و کعبہ میں بھی اندر  
آؤں آواز نہ آئی ارشیون اندر گیا لندھو کو نہ پایا اور نہ اس نازنین کو دیکھا حیران ہو گیا  
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہی سانحہ مالک پر بھی گذرا کہ صاحبقران باہر تشریف لائے فرمایا ان نازنینوں  
کو ہمارے سامنے لاؤ ہر کارون نے جا کر ڈھونڈھا کسی کا نشان نہ پایا ہر کارون نے اگر  
عرض کی امی شہر پار لندھو و مالک بارگاہوں سے غائب ہوئے ان عورتوں کا پتہ نہیں  
کہ کہاٹے آئی تھیں اور کہاں گئیں صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑا غضب ہوا کہ لندھو  
و مالک غائب ہوئے اسکی فکر کرو و عمر و نے اگر دریافت کیا حال مذکور معلوم ہوا ارشیون پر نیا دہ  
شہانتا ہوا آتا تھا کہ جا کر صاحبقران سے قبلہ و کعبہ کا غائب ہونا عرض کروں کہ ایک خجہ  
آسمان سے گرا ارشیون کو اٹھا لیا امیر نے بڑا افسوس کیا ہر کارون نے اگر عرض کی  
کہ ارشیون کو بھی کوئی اٹھا لیا صاحبقران نے سب سرداروں کو اپنے پاس بلا لیا سایے  
میں اپنے رکھا فرمایا اب زمانہ احتیاط ہی آپ لوگ میرے ہی پاس رہیں خواجہ عمر و دریافت  
کر کے برائے خبر سرداران مذکور چلے صحرا صحرا جاتے ہیں کہ راہ میں دیکھا ایک جادوگر جاتا  
گھبرا یا ہوا پسینے پسینے خواجہ نے ساحر بنگر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا پھٹ جاؤ و خوب  
بڑی پڑ رہی ہو ابھی دو آدمی لون کھا کر گرے تھے مردمان قصبہ انکو اٹھا لیگئے لندھو نے جادو  
وہ ساحر پھٹا عمر و نے پوچھا کہاں جاتے ہو اس ساحر نے کہا ملک گلگونہ جادو لندھو کو  
اٹھا کر لائی ہیں اور انکی بہن ریحانہ جادو مالک کو لائی ہیں دونوں پر دونوں عاشق ہیں  
اپنے معلم مفتاح جادو کو بلایا ہو میں انکو بلانے جاتا ہوں خواجہ نے باتوں میں لگا کر اسکو  
بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اسکو گوشے میں ڈال دیا آپ اسکی صورت بنگر چلے برابر ایک



فقر کے پہونچے دیکھا چند جادوگر ٹہل رہے ہیں عمرو کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی  
 کہ اسی سیما ب جادو و مفتاح کو بلا کر لائے عمرو سمجھ گیا کہ مفتاح جادو کا یہ مکان نہیں ہو کما  
 بھائیو میں نے بہت تلاش کیا مکان نہیں ملا سب نے کہا اس صحرا کے بائیں پر خلیستان ہو  
 اسی کے پہلو میں قصبہ ہو وہاں قصر مفتاح کا ہو عمرو پھر اسید طرف چلا قصبہ میں آیا مفتاح  
 کا مکان دریافت کیا لوگوں نے پتہ دیا کہ سامنے مکان ہو دروازے پر مفتاح بیٹھے ہونگے  
 عمرو نے آکر نامہ دیا مفتاح نے نامہ پڑھ کر کہا کہ اسی سیما ب آج شب کو رہ جاؤ کل میں  
 چلوں گا خواجہ نے کہا بہت اچھا مگر ذرا گوشے میں چلیے کچھ باتیں راز و نیاز کی ہیں وہ تنہائی  
 میں عرض کر دنگا مفتاح کنارے آیا خواجہ نے باتوں میں لگا کر مفتاح کو بیہوش کیا دماغ  
 پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا آپ اُسکی شکل بگر باہر نکلے پکار کر آواز دی  
 چند ساحر رفقا حاضر ہوئے عمرو نے کہا بھائی مجھ کو قتل گلو نہ وریحانہ پر لیچو ان ساحروں  
 نے کہا حضور سحر نہ کریں گے مفتاح نقلی نے کہا میں نے قسم کھائی ہو کہ مسلمانوں پر سحر کر دنگا  
 اور جب تک مسلمانوں کا خاتمہ نہ ہو گا کسی کام کے لیے سحر نہ کر دنگا ان سب نے عمرو کو سوار  
 کیا جانتے ہیں کہ ہمارا افسر مفتاح ہو تخت اُٹھتا ہوا جاتا ہو ساحر سحر کرتے ہوئے لاتے  
 ہیں بعد تھوڑی دیر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ساحران ہمراہی نے عرض کی امیر شہنشاہ  
 ساحران میں باغ گلگونہ وریحانہ ہو دیکھیے وسط باغ میں بیٹھی ہیں عمرو نے کہا تخت اتارو  
 ساحروں نے تخت لا کر اتارا گلگونہ وریحانہ بیٹھی ہیں لند صورت و مالک مسلسل سامنے  
 بیٹھے ہیں اُنسے سوال وصل کر رہی ہیں وہ دونوں انکار کر رہے ہیں مفتاح کو جو آتے  
 ہوئے دیکھا دونوں نے اُٹھ کر سلام کیا مفتاح نقلی نے کہا امیر فرزند و مجھ کو کیوں طلب کیا ہو  
 گلگونہ وریحانہ نے عرض کی امیر اُستاد والا نذاذ قرا طاق نے حکم دیا تھا کہ لند صورت و  
 مالک کو لاؤ ہم گئے جا کر اُنکو لائے لیکن اُنکے جمال دیکھ کر عاشق ہوئے ہر چند ہم اپنی طرف اُنکو  
 مائل کرتے ہیں مگر یہ دونوں نہیں قبول کرتے ایسا سحر کیجیے کہ یہ ہم کو قبول کریں مفتاح نقلی  
 نے کہا ابھی جلسہ آراستہ کرو میں چند شعر گاؤں ابھی یہ دونوں مہبوت ہو جائیں گلگونہ و  
 وریحانہ اُٹھیں شراب منگا کر رکھی خواجہ نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار شقانہ شروع کیے



نا تو ان ہوں کفن بھی ہو ملکا  
تیرا دروازہ کیا ہو صندل کا  
صاف عالم ہو آسمین جنفل کا  
ہو نشان گو رگام اول کا  
سایہ رہتا تھا سپہ بادل کا  
نکمت گل و صوان ہو شعل کا  
چھوٹنا شاخ گل سے کوئل کا  
وہ موحد ہوں روز اول کا  
سرمہ ہو جائے چشم احوال کا  
ہو سیا ہی میں طور کا جہل کا

دے رو پٹہ تو اپنا مل کا  
درو سرین جو سر رگڑتا ہوں  
ہو جو محبوب خو برو بد خو  
کتنے ہیں سالکان منزل عشق  
مثل برق اسپہ بقرار ہونہین  
کیا اسی گل کی یہ سواری ہو  
بڑھنا اس طفل کا دکھاتا ہو  
جز صنم کچھ نظر نہیں آتا  
ایک آئے نظر جو میرا غبار  
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ

گلگونہ وریحانہ کتنی ہیں استاد والا نذاذ ملکوں گانے میں بڑا دخل ہو عمر و لے کہا احوال زندہ  
لاکھوں روپیہ اپنا خرچ کیا گویوں کو مکان پر اتارا تب اس قدر آیا ہو لیکن ایک کمال مجب کو قدرت  
نے دیا ہو چاہتا ہوں اسکو بھی صرف کروں گلگونہ وریحانہ نے پوچھا استاد وہ کمال کیا ہو  
استاد نے کہا بیٹا وہ ساتی گرمی کروں کہ جو آج تک نہ دیکھی ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چکی  
دیکھا کہ ایک ساحرہ ارشیوں کو پنجے میں دباے ہوئے آکر ہو پونجی گلگونہ نے کہا احوال تنگ  
یہ کسکو لائیں کہا بواشکر صا جبقران میں گئی تھی جب تم لندھور و مالک کو لایکین تو میں نے  
اسکو اٹھا لیا منظور یہ ہوا تھا کہ کوئی سردار صا جبقران کا باقی نہ رہے کہ جو گرفتار نہو اس ظالم  
کو جو لیکر گئی میری طبیعت اسپر مائل ہوئی مگر یہ ظالم اٹھا کر کرتا ہو گلگونہ وریحانہ نے کہا بواجل تنگ  
یہ مسلمان ہو کوثر اجانتے ہیں انکو گمان یہ ہو کہ انکے سن زیادہ ہیں بزور سحر نازنین کم سن بنی ہوئی  
ہیں اسوجہ سے توجہ نہیں کرتے اور ہم پر یہ گمان غلط ہو جو صورت ظاہر میں ہو وہی باطن میں ہو  
انکے دل سے کیونکر یہ گمان نکالیں مفتاح نقلی نے کہا احوال تنگ بیٹھو ہم ابھی انکو قہر مائل  
کیے دینے ہیں جلت رنگ بھی بیٹھی عمرو نے پہلے گھنگرو باندھے خوب گت ناچی کہ تھنوں جادو گریبان  
خوش ہو گئیں سب نے کہا استاد سبحان اللہ کیا کمال پیدا کیا ہو عمرو نے جام لبریز کر کے پہلے



گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام ریچا نہ کو دیا وہ بھی پی گئی تیسرا جام طرف جلت رنگ  
کے بڑھا یا جلت رنگ نے کہا اُستاد میرا دل دھڑکتا ہو عمرو نے کہا امی فرزند باعث یہ ہو کہ  
مشوق بزار سامنے بیٹھا ہوا سوجہ سے تمہارا دل دھڑکتا ہو اسی دم سب ہول تمہارے  
دل سے نکل جاؤ گئے ایک جام پی لو پھر مشوق پر قبضہ کر وین ابھی راضی کر دوں گا جلت رنگ نہ  
بہنی تھی خواجہ نے دبر دستی پلا یا جیسے ہی جلت رنگ بھی جام پی چکی خواجہ نے کہا وہ مارا گلگونہ اپنے  
مقام سے اٹھی یہ لکڑی کہ اُستاد کسے مارا کوئی حریف تو سامنے نہ تھا کسکو آپ نے فرمایا عمرو  
نے کہا تم سب کو مارا اب کیا کسی کو زندہ چھوڑتا ہوں تینوں جا دو گر نیاں اپنے اپنے مقام  
سے اٹھیں جلت رنگ نے کہا میں تو شراب نہ پیتی تھی مجھے زبردستی پلائی مفتاح نے کہا بس  
اب کیا کر سکتی ہو اپنے مقام سے تو اٹھو تینوں تڑپ کر حلیں بیوشی تاثیر کر چکی تھی تینوں لڑکھرا کر  
گرین لندھو رومالک و ارشیون کہ اپنی جان سے بزار بیٹھے تھے کہنے لگے خواجہ انکو قتل  
کر دو کہ ہم رہائی پائیں اگر انکے قتل میں دیر ہوئی تو ہلکے خوف ہو کہ کوئی اور ساحر نہ آجائے  
تو باعث خرابی ہو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران	مرے نام سے کانپتا ہو جان	تراشندہ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں	مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہانگرد و طرار ہوں
جہانگیر عالم کا عیار ہوں	عمرو نے نعرہ کر کے تینوں کو قتل کیا تینوں سرداروں کو ساتھ	

لیکرا را دہ چلنے کا کیا نگر واضح رہے کہ باغ سارا لوٹ لیا فرش تک نہ چھوڑا لندھو نے منع  
بھی کیا کہ خواجہ فرش نہ اٹھاؤ عمرو نے کہا ہمارے پاس سے جو صرف ہوا ہو وہ اسی جاندار  
سے نکلے گا اسکو گڈی بازار میں بیچ کین گے مالک نے کہا احوالندھو رقم خواجہ کی طمع سے  
آگاہ ہو وہ بھلا فرش چھوڑینگے غرض کہ تھوڑی دیر کے بعد تینوں کو ساتھ لیکر باغ سے باہر  
نکلے کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور آواز آئی کہ منم ہوا اے جادو او ساربان زاوے غضب کیا  
تو نے کہ میری تینوں بیٹیوں کو مار لیا ہے میں بے اولاد ہو گئی گنہگار تینوں ایک ہی مقام پر جمع  
ہو گئیں تیرا خیر بدعت چل گیا تینوں سحر و ساحری میں طاق حسن میں شہرہ آفاق تینوں انکو قتل



کرتے تھے جھکوا فسوس نہ آیا عمر و نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر فی سامنے سے آتی ہو سر جھاڑ  
منہ پہاڑ لٹکا رتی ہوئی عمر و نے چاہا کہ وہ دیکھ لے لندھو و مالک نے قبضون پر ہاتھ ڈالے  
ہوا سے سحر کیا کہ تلوارین ہاتھوں سے گر گئیں زمین نے پانوں تھام لیے ہوا تلوار کھینچ کر قریب آئی  
چاہا عمر و کو قتل کروں لندھو و مالک دارشیون دعائیں مانگ رہے ہیں نظم

خداوند ملک جهان کار ساز	خدا کا رفرا و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست	نبا شد از وہیج پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا امر بانی کند	در فیض او بہت ہر وقت باز
چو خواہد گس را ہمارے کند	کب بخشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مال دار	گد ار او ہد مسند عز و ناز
ہے بخشد بد ریوزہ گر مملکت	کند صاحب ملک و سامان و ساز
کے را بخواند بقرب وصال	رہا ساز و از بند زندان از
دہد دار و درویدار را	ہے بیچارہ بخشد دوا چارہ ساد
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پندیرد و زہر بندہ راز و نیاز
بہر نیلہ حق کار سازی کند	بہر بندہ بندہ نواز سی کند

جب ہوا اسے جادو قریب خواہہ عمر و کے آئی تو خواہہ نے کہا امی ملکہ عالم میری کیا  
خطا ہے جو آپ مجھے قتل کرتی ہیں جو کچھ خطا کی وہ ان تینوں نے کی انکو قتل کیجیے لندھو و  
نے اشارہ کیا کہ خواہہ کون پائیے آپ تو قتل کر اتے ہیں اب آپ کے اختیار میں ہمارا قتل اور  
جان بچانا ہے مگر خواہہ یہی کہے جاتے ہیں کہ امی ملکہ عالم ان تینوں کو قتل کیجیے اگر وہ انکو نہ ہاتھ  
تو میں کا ہے کو آنا مفتاح جادو و انکا استاد آیا نے سارا مناد بڑھایا اس بڑے میں میرے  
چھپا بیٹھا ہوا اس سے پوچھ لیجیے یہ کون عمر و نے زمین کی گھنڈیاں کھولیں کہا امی ملکہ عالم ملاحظہ  
فرمائیے مفتاح جادو و بیٹھا ہوا آپ کو طلب کر رہا ہے ہوا اسے جادو و حیران ہو کر اتنے سے بڑے  
میں انسان کیونکر بیٹھ سکتا ہے سر جھکا کر دیکھنے لگی دیکھا ستر کین بنی ہیں لوگ راستہ چل رہے ہیں  
ایک جانب دریا سے قمار بہ رہا ہے بھرے و جہاز آتے جاتے ہیں کوئی اترتا ہو کوئی جہاز پر



چڑھ رہا تو ہوا اے جادو دیکھتے دیکھتے گھبرا گئی حیران ہو کہ سب مطیع عمرو کے پھر رہے ہیں  
 ہر طرف بھی ذکر ہو کہ خواجہ عمرو کے ہم سب تابعدار ہیں جہاں والے بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم سب  
 عمرو کے تابعدار ہیں ہوا اے جادو دیکھتے دیکھتے نصف جسم اپنا زنبیل میں ڈال دیا خواجہ  
 نے چوڑی میں ہاتھ دیکر ہوا اے جادو کو زنبیل میں ڈال دیا جبے ہی ہوا اے جادو زنبیل میں  
 گری کالی کالی لونڈیوں نے آکر گھیر لیا ایک حبش نے دوڑ کر کہا اری کپڑے اتار دے ہلکو  
 حساب سمجھا نا پڑیگا شہنشاہ ہمارے ہر مہینے میں حساب لیتے ہیں اور دیکھ لے یہ سامنے کنارے  
 پر دریا کے پشتہ بند رہا ہو تجکو بھی مزدوری کرنا ہوگی ہوا اے جادو گھبرا گئی جاہتی ہو  
 کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر کوئی سحر یا دھنیں آتا اپنی بوٹیاں کاٹ رہی ہو جی میں کہتی ہو  
 اے ہوا اے جادو تجکو کیا ہو گیا ایسا سحر جانتی تھی کہ جس معرکے میں گئی اُسکو سر کیا کبھی کسی مقام  
 پر پلک نہیں چپکی مگر آج مجکو کیا ہو گیا کہ بالکل سحر فراموش ہوا آخر کینیز میں پکڑ کر لگئیں ایک لنگوٹی  
 بندھوا دی کپڑے اتر واپس باورچی خانے میں چھوڑ دیا کہا ابھی دیکھیاں دھویا کر پھر جیسا حکم  
 خواجہ صاحب دینگے وہ کام تجھے لیا جائیگا ہوا اے جادو تو اس کام میں مصروف ہوئی  
 خیال کر کے دیکھا سیکڑون جادو گر نیاں کا نوردوئیں کی کام کاج کر رہی ہیں بہت سے جادوگر  
 چاہہ ماراں وام الجہاں کے مثل چاکران کترین باورچی خانہ میں کام کر رہے ہیں ہوا اے  
 جادو حیران ہو کہ یہ لوگ تو اس مصیبت میں پھنسے ہیں دیکھیے مجھ پر کیا گزرے مگر خواجہ نے لندھو  
 و مالک و ارشیون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے چلے یہاں صاحبقران زمان انتظار میں تھے  
 کہ خواجہ عمرو ابھی پلٹ کر نہیں آئے نہیں معلوم ان پر کیا گزری آخر گھبرا کر پشت مرکب پر سوار  
 ہوئے طرف حوالے کے چلے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا درخت کے سایہ میں ایک پیر زمین گیر  
 تسبیح خوانی کر رہا ہوا میر کو دیکھ کر اسے سلام کیا کیا یا صاحبقران زمان آپ کا مزاج تو اچھا ہے  
 امیر حیران ہو سکے شخص کون ہو میں نے کبھی نہ سیکو نہیں دیکھا اس نے مجھے کیونکر پہچانا بیٹک یہ پیر  
 روشن ضمیر ہو یہ سوچ کر صاحبقران نے بھی سلام کیا گھوڑے سے اتر کر پاس بیٹھ گئے ہاتھ ہراے  
 مصافحہ بڑھاٹے پیر زمین گیر نے کہا یا صاحبقران زمان میں آپ سے معاف کرؤ گا صاحبقران  
 اٹھ کھڑے ہوئے وہ پیر صاحبقران کو پٹ گیا خوب خوب چٹایا اسی پٹنے میں حوزہ بیکل کاٹ لی



جب حرز ہیکل لے چکا تب صا جقران کو چھوڑا پیچھے ہٹ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر نکالا  
اُسکو چھوڑا طائر نے گرد صا جقران چرخ مارا اور پکار کر کوازدی یا صا جقران دیکھو یوں  
حرز ہیکل لے لیتے ہیں منہم فتاح و لفریب امیر نے دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہو ریش و غیرہ ندارد  
آتا مردی غائب صا جقران حیران ہوے چاہا اس عورت کو گرفتار کر لے فتاح و لفریب  
کوڑک کر گری صا جقران کی کمر میں بچہ دیا لے اڑی عمرو جو بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا خالی  
اشقر کھڑا ہو عمرو نے زبان جتی میں اشقر سے پوچھا اشقر نے زبان جتی میں سمجھا یا کہ فتاح و لفریب  
نامے ایک ساحر تھی وہ امیر کو لیگی عمرو نے اشقر کو تسلی دی اور کہا بیٹا تم تو لشکر میں چلو میں  
تلاش میں آقا کی جاتا ہوں اشقر طرف لشکر کے چلا عمرو جست و خیز کرتا ہوا آگے بڑھا یہاں  
قراطاق جادو دربار میں اپنے بیٹھا ہوسب ساحر جمع ہیں خبریں دے رہے ہیں کہ صا جقران  
آئے ہیں بھنے چاہا تھا کہ سحر اپنا دکھائیں پر یزاد بکرا امیر کا سامنا کر میں تخیر کر کے صا جقران کو  
لائن مگر امیر کو اسم اعظم سے ہوشیار دیکھا حوصلہ ہمارا نہ پڑا قراطاق کا یہ حال ہو کہ گفت افسوس  
مل رہا ہو کتنا ہو کہ یارو میں کیا تدبیر کروں تھیں لوگ میرے ہاتھ پاؤں ہو جب تھسے کچھ نہیں ہو سکتا  
تو میں کیا کروں اب ارادہ ہو کہ میں خود جاؤں سردار کہہ رہے ہیں حضور ابھی تامل فرمائیں جو جو  
ساحر گئے ہیں وہ پلٹ کر آئیں تب آپ کو اختیار ہو یہ فکر تھی کہ آسمان پر مفرہ ہوا موشت شاہ ساحر ان  
منہم فتاح و لفریب کیا کار نمایان کر کے آئی ہوں صا جقران کو دام فریب میں پھنسا لائی پگھے  
زمین پر اتری قراطاق نے جو صا جقران کو دیکھا خوش ہو گیا سرداروں سے کہنے لگا کہ دیکھو  
فتاح و لفریب نے کیا کار نمایان کیا حمزہ کے اوپر کوئی ہاتھ نہیں ٹھال سکتا تھا اسنے بڑا کام کیا  
کیونکہ امی فتاح کس رنگ میں حمزہ کو لیا فتاح نے کہا میں ایک بڑھے فقیر کی شکل بنی معافہ کو کے  
حرز ہیکل لی اسم اعظم طائر چھوڑ کر بند کیا کوڑک کے گری اٹھالائی مگر امی قراطاق اب ایسا انتظام  
کرو کہ شخص قتل ہو جائے عیار اسکا عمرو جسکا نام ہو بلاے روڈ گا رنج گزار طرار و فرار ہو ساحر  
کو پایا اور سارے لالہ ہزار بہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سامری نامہ ملاحظہ فرمائیے سامری  
و جہشید نے خبر کیا ہو جا بجایا ہی لکھا ہو کہ عمرو کی موت ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو اے بند و میرے  
اپنے کو اسکے ہاتھ سے بچانا اگر اُسکو قید کرو گے کل جائیگا مقابلہ میں ہاتھ نہ آئیگا اسکے پاس ہیکل



نہایت طرار و فرار و عقیل ہر ہزار با ساحر اُسکی زنبیل میں قید ہیں کس حال خراب سے اُسکی زنبیل  
میں رہتے ہیں سحر فراموش و سیاہے صیرت کا جوش ہو جاتا ہو غرقیان بندھی ہوئیں دن بھر  
مزدوری کرتے ہیں تب شام کو مزدوری ملتی ہو اتنی مزدوری عمرو دیتا ہو کہ اچھی طرح اٹکا پیٹ  
نہیں بھرتا ہو بند و میرے اپنے کو زنبیل سے بچانا نام اُسکا لکھنا بادولت کو ناگوار ہو ساربان زادہ  
بڑا ہوشیار ہو لڑا اُس سے ہمیشہ خائف رہتا اُسی کی شان میں یہ رباعی ہو سامری و جمشید نے

اپنے ہاتھ سے لکھی ہو رباعی	دزدیت کہ زہر از دہن مار بدزد	خالی ز رخ زنگی پنب تار بدزد
پاپوش بیزدوز پئے پیک دوندہ	نفل از قدم اسر ہو ار بدزد	دیگر دزد سے کہ نسیم را بدزد
وز کعبہ گلیم را بدزد	چون دست بہ فاتحہ بر آرد	رحمان و رحیم را بدزد

قرطاق حیران ہو گیا کہا اوفتوح تو خوب آگاہ ہو میرا بھی یہی قول ہو کہ فوراً اس شخص کو  
قتل کرو دن اب صلت نہ دون قرطاق نے کہا اوفتوح دلفریب سحر تو صاحبقران پر  
سے اُتار و ذرا اپنا حال تو دیکھیں سب سردار فتاح کی تعریفیں کر رہے ہیں کتنے ہیں اوفتوح  
کیا کار نمایان کیا خوب تدبیر کی اب شاہ کو مناسب ہو کہ تھو شطرم ریاست کریں بلکہ ملکہ مروارید  
کو لکھا جائے کہ آپ کی اقلیم میں ایک ساحرہ ہو جس نے صاحبقران کو گرفتار کیا کیا مزے سے حیرت  
لی پھر اسم اعظم بند کیا اوفتوح یہ تمہارا ہی کام تھا کسی مجال تھی کہ مثل تمہارے کام کر سکتا  
فتاح بھولی ہوئی بیٹھی ہو کر ہی ہو کہ میں بقراط سے بھی ملاقات کرونگی اور کوئی کہ خداوند بگڑھے  
تھے تقدیر کرنا نہیں جانتے طلسم کو برابر کیا بھگو شطرم کرو تو طلسم آباد کروں سب مرحلے بنا دوں ایسے  
ساحر سب جگہ پر مقرر کروں کہ کسی کی کہ اُن مرحلے جات پر آسکے یا زبان ہلاکے یہ ککر  
فتاح نے صاحبقران پر سے سحر اُتار صاحبقران ہوشیار ہوئے اپنے کو گرفتار پایا اگر کڑ کر  
اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ سلام میرا سپر ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو اور دین  
پیغمبر کا قائل ہو اہل دربار بل کرنے لگے قرطاق نے سب ساحروں کو منع کیا کہا صاحبو بقول  
شیخ سعدی ہر چہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید۔ اب جانتا ہو کہ میری جان نہ بچے گی  
تو ایسی باتیں کر رہا ہو ارے جلاؤ کو بلاؤ جلاؤ پہلو سے حاضر ہوا اُس نے اگر گردن پر کولے کا خط دیا  
صاحبقران نے جو یہ نہنگامہ دیکھا دعائیں مانگنے لگے کہ اوفتوح خالق بے نیاز و مورب کار ساز نظم



بہاں شوق اگر مرغ دل کند پرواز چو حق بہ بندہ خاکی عطا کند اعزاز بسوز در و محبت ہر آن کہ گشت گداز محبت است کہ مجنون اسیر لیلی گشت خدا افضل و عنایت مدام شایان است بچار سوے جہان بحر فضل حق جاری ست بغرب محفل جانان اگر رسی ہندی	رسد با وج فلک از زمین بصورت ہاز در امید کند بر رخسار زہر سو ہاز صدائے عشق بگوشش رسد ز ہر یک ساز محبت است کہ محمود شد عنایام ایاز خدا بلطف و ترحم بود ہمیشہ محباز روان ست چشمہ فیضش بہر نشیب و فراز ہمیشہ باش قدم بدس مثل پا انداز
---	---

جلا و شکنجین لگا رہا ہوا و ازوے رہا ہوا و سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا و چلیست بہ مرغ را  
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چلیست بہ تیغہ باڑہ دار رکھتا ہوں ہاتھ پڑت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے  
قلم کرونگا حکم اول ہو سمجھو بوجھ کے دیجیے گا بعد قتل زندہ کرنا دشوار ہو پیدا کرنے والے مر گئے  
وہ سامری و جمشید تھے انکی قدرت میں بڑے بڑے بھید تھے کیا کیا کار رہاے نمایان کر گئے  
آجک ان تھنجات میں تاثیر ہو قراطاق کتا ہو میں نے خوب سمجھ لیا تو ہاتھ ماروے اگر  
اسکے فرزند چار جانب سے حملہ کر گئے وہ سحر کر ونگا کہ کوئی سانے قلعہ کے نہ آسکے فتاح و لغریب  
موجود ہو سب جنگوں کو سحر سے ملو کر دیگی اسکے فریب سے کوئی نہ بچے گا ایسی ساحرہ کل طلسم میں  
نہیں ہو اور بہاری اقلیم میں تو وحید ہو اسکی عقلندی کے ہم فائل ہیں جسکا ارادہ کرے اسکو  
جان بچا نا شکل ہوا ایسے شخص کو گر قمار کیا کہ جو صاحب اسم اعظم تھا اب کوئی ایسا نہیں ہو صرف  
طلسم کشا پوتا اسکا کہ صاحب تھنجات ہو اسپر بھی سحر نہیں تاثیر کرتا مگر اسکے بھی سب تھنجات چھین  
لیگی ملت نہ دیگی عجب طرح کا اس دربار میں نہکا مہ ہو کچھ ساحر کانپ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب  
کیونکر ہو خون نہ وہ شخص قتل ہوتا ہو کہ جسکا لواے شوکت از دنیا تا پردہ قاف سرفراز ہو  
بڑے بڑے دیونا دون کو اس شخص نے مارا بڑے بڑے طلسم فتح کیے آج مجبور و ناچار مٹیجا ہوا نقل  
فلکی سے سب کو ڈرنا چاہیے نطنم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہو	نہ سکندر ہو نہ آئینہ حیرت افزا کہ سلیمان کا جو باد ہوا تخت ہوا
--	---



سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے  
 کسی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال  
 وہ گل تازہ نہ اس باغ میں بنتے دیکھا  
 اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم  
 لیے پھرتی ہو صبا و دوش پہ آج انکے غبار  
 ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں

گر دھڑکتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا  
 جسکو گل کز گئی جنبش و امان قضا  
 ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جبکے لیے صبا  
 کھٹ افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا  
 جنکی رفتار سے ہر کام تھے فتنے برپا  
 اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

کوئی ساحر و رورہا ہو مگر قراطاق خوش و مخلوط بیٹھا ہو حکم دے رہا ہو جلا دسر پر صا جعفران  
 کے کھڑا ہو صا جعفران دل سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم رحم اپنا  
 شریک کر افسوس ہو کہ قتل بقراط کی ہوس رنگینی یہ تو یقین کامل ہو کہ فرزند ہمارے زمین پھان کی  
 ہلا دینگے قراطاق کو خاک میں ملا دینگے مگر بقول شاعر فردوس میں کیا جو تربت پہ میلے رہے پتہ خاک  
 ہمتو اکیلے رہے یا صا جعفران افسوس یہ ہو کہ اس تکیسی اور بے بسی سے ہماری موت تھی  
 کہ ہمارے سر دھلی پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار نے اگر چرخ مارا اگر پھٹا  
 آسمین سے ایک تخت نکلا اسپر ایک مہر جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن سین سر پا خوب محبوب  
 مرغوب بیٹھی ہو قراطاق نے کہا لو ہماری صا جزادی گلگونہ گوہر پوش بھی آپو نہیں وہ مازن  
 تخت سے اتر ہی سب اہل دربار کھڑے ہو گئے گلگونہ نے آکر باپ کو سلام کیا قراطاق بیٹی کو  
 دیکھ کر مہوت ہو گیا ہاتھ بڑھا کر گے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا گلگونہ نے شرم کر سر جھکا لیا کہا اے والد  
 نامدار بوسہ نہ لیا کیجیے مجھ کو ناگوار ہوتا ہو قراطاق نے کہا اے نور نظر اس وقت کہاں سے آتی ہو گلگونہ  
 نے کہا اپنے باغ میں تھی دام سحر برانے حمزہ بچھا یا ہو جب اُدھر سے آئی گئے فوراً پھنسیں گے  
 قراطاق نے کہا اے فرزند مختاری دائی امان قتاج و لفریب حمزہ کو گرفتار کر لائیں یہ دیکھو  
 نشہ اسم اعظم رکھا ہو حزمہ بیکل شیشہ کے گلے میں لپی ہو گنگنا روہ سامنے بیٹھا ہو پلٹ کر گلگونہ نے  
 دیکھا جمال بے مثال صا جعفران پر نگاہ پڑی دیکھا بڑی بڑی آنکھیں ابرو سے خدا رکھنی  
 ہوئی تلوار سینہ چوڑا خوب صورت کی تیاری حسین و جمیل رعب و بد بہ سطوت صولت چہرے سے  
 ہویدا و ظاہر گلگونہ کے ہاتھ پاؤں میں ریشہ آگیا پسینے دل و دھڑکنے کا قلب شل ماہی بے آب



پھر کئے لگا سر جھکا لیا سوچنے لگی کیونکر بچاؤن قراطاق نے کہا کیون بی بی کیون چپ ہو گئیں  
 گلگونہ نے کہا اے والد نامہ دار تمام عزیز و اقارب ہمارے اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے  
 جی چاہتا ہو اسکی بوٹیاں کاٹن آئیں اسکی نکال کر تلوون سے لوہن تب دل کو چین آئے  
 مگر مجھکو بڑی حسرت ہو کہ آپ کیون اسکو خفیہ قتل کرتے ہیں جو اب اس شخص ہو کہ جسکا نظیر نہوا اسکو  
 مجمع عام میں قتل کیجیے کہ کل ساحر و کھین اور خوشیاں کریں کہ ہمارا دشمن مارا گیا دربار میں کیون  
 قتل کرتے ہیں یہ کہہ ہاتھ ہلا دیا جلا دکا سراڑا گیا قراطاق نے کہا بی بی یہ کیا کیا گلگونہ نے  
 کہا یہی مصلحت وقت تھی اے قراح دلفریب تنے بھی یہ مضمون نہ سمجھا یا جب کل ساحر جمع ہوئے  
 تو تمہارے کمال کو رونق ہوتی سب تعریف کرتے کہ قراح دلفریب ساحرہ بے مثل و بے نظیر  
 ہو جس شخص کے ہاتھ سے ہزار ہا ساحر مارے گئے اسکو کس آسانی سے گرفتار کیا قراح دلفریب  
 نے اٹھ کر گلگونہ کی بلائیں لین درازی عمر کی دعائیں دین کہا اے قراطاق میری صاحبزادی  
 نے کیا معقول بات کہی میں بھی عرض کرتی ہوں چار پہر میں کیا حرج ہوگا اشتہار چسپان ہوں  
 سب ساحروں کو خبر کیجائے مجمع عام میں اسکو قتل کیجیے یہ تجویر مجھکو بھی پسند آئی میرے کمال  
 کو بھی سب ساحر جانیں کہ قراح دلفریب نے سب کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے  
 یہ اقلیم بھی تباہ ہو جاتی اشتہار میں یہ سب مضمون ہو قراطاق نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ قید خانہ  
 میں امیر کو لیجاؤ لیکن خیشہ اسم اعظم مع حذر سہیل میرے سر ہانے رکھو گلگونہ صاحبزادان کو  
 قید کر کے تدبیر رہائی سوچتی ہوئی اٹھی اپنے باغ میں آئی سر جھکا کر بیٹھی کنیزوں نے پوچھا کہ  
 واری خیر تہ ہو مزاج کیسا ہو گلگونہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میری تو عجب صورت ہو  
 بیان نہیں ہو سکتی جو میرے دل کی حالت ہو نظم

جان ہم تجھ پہ دیا کرتے ہیں	نام تیرا ہی لیا کرتے ہیں
چاک کرنے کے لیے اعوان	ہم گر یہ بیان سیا کرتے ہیں
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست	مرد و پیر پیا کرتے ہیں
زندگی زندہ ولی کا ہو نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں
سنگ اسود بھی ہو بھاری پتھر	لوگ جو چوم لیا کرتے ہیں



آج زرجو کہ دیا کرتے ہیں  
مہر و مہ کسب دنیا کرتے ہیں  
سبزے کو مہر گیا کرتے ہیں  
زر کو وہ خاک کیا کرتے ہیں  
جو عبادت میں دیا کرتے ہیں  
قبرین ہم چوم لیا کرتے ہیں

کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی انھیں  
تیرا کیا ذکر مرے داغون سے  
خط سے یہ ماہ ہیں محبوب قلوب  
ملنے ہیں تلوون سے گلگشت بین گل  
آنسے ہیں مخفی عصیان بہتر  
دفن محبوب جہان ہیں ناسخ

کیزون نے کہا واری لونڈیاں یہ معائنہ ہیں گلگونہ مارے شرم کے گڑی جاتی ہو دل سے  
کہتی ہو یہ اشعار کیوں انکے سامنے پڑے ایسا منہ اصل مطلب سمجھ جائیں اور راز طشت از بام  
افتادہ ہو سوزش عشق زیادہ ہوا گلگونہ لطف یہ ہو کہ مثل شمع انجمن اپنے تئیں گھلا کر خاتمہ کرو  
فل پر وانی کے جل جاؤ مگر سوزش عشق ظاہر نہ ہو کوئی ہمارے حال عشق سے ماہر نہ ہو چکر  
کیزون سے کہا ہم تم کو کیا بتائیں کنارے جا کر بیٹھو ہمارے پاس نہ آؤ سر میں خلل ہو پنڈا بھی  
بھبکا ہو ہمارے پاس کوئی نہ آئے یہ کہکے لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی بارہ درمی میں جا کر پردے  
چھوڑ دیے چھپر کھٹ پر لٹی سوچ رہی ہو کہ ہاے قید خانہ میں صا جقران پر کیا گزرتی  
ہو گی قراطاق نے اب ودانہ بند کیا ہو تڑپ رہے ہونگے ایسا جلیل اسپر یہ مصیبت اس خدائے  
نادیدہ تجھے التجا کرتی ہوں کوئی ایسی بات تعلیم کر کہ جا کر صا جقران کو رہا کروں اسی بارہ دری  
میں لاؤں مسند پر وہ ٹھہرے میں پہلو میں ہوں تو دل کی آرزو پوری ہو جب زلف لیلے شب  
کر سے گزری یعنی دو پہر رات ہو گئی گلگونہ گھبرا کر اٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا خیال میں آیا  
کہ یا اپنی جان دوں یا صا جقران کو رہا کروں فقط دو پہر رات باقی ہو جو اگر اسپرین کچھ انتظام  
ہو گیا تو فہماور نہ سرمیدان جان دوں گی جب جلاد انکو قتل کرنے لگے گا اپنے کو اس شہر یا رہا  
گرا دوں گی مقام افسوس ہو کہ میں زندہ رہوں اور وہ شہر یا اس مصیبت میں قید ہو ایسے  
دشمنوں کا صید ہو دل سے یہ باتیں کر کے غرق زمین ہوئی نقب سحر کا تھی ہوئی چلی اس بارگاہ  
میں آئی جہان قراطاق سور ہا تھا ملکہ نے اسپر کیا کہ زیادہ غافل ہو گیا اب ملکہ نے طاق سے  
نیشہ اسم اعظم مع حرز ہیکل اتارا حرز ہیکل تو نکال لی اور شیشے کو توڑا یہاں صا جقران جو قید خانہ



میں بیٹھے تھے یکا یک اسم اعظم یاد آیا ہاتھ پاؤں میں طاقت پائی گئی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تمام قید سحر ٹوٹ کر گری امیر قید خانہ سے نکلے نگہبانوں کا افسر سالار جادو لاکھ راکھ اوقید کی کہان آتا ہوا میر نے نفرہ کیا نفرہ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپر کمال	سمند و نریشیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	سالار نے بڑھ کر ہاتھ تلوار

کا مارا اور سحر بھی کیا کہ امیر یہ آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر سالار کا باطل ہوا تلوار اسکی چھین لی اسی تلوار سے اسکو قتل کیا سالار جادو کہ سب کا افسر تھا جب یہ مارا گیا سب ساحر صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگے دربار گاہ قراطاق پر آئے ہر چند غل مچاتے ہیں کہ اے شہنشاہ ساحران اٹھئے قیدی چھوٹ گیا قراطاق بوجہ سحر گلگونہ کے بیہوش پڑا ہوا کر دھنن لیتا آخر کئی ہزار ساحر جو دروازے پر اترے ہوئے تھے وہ بڑھ کر کے چلے گلگونہ نے باہر نکل کر پھولوں کا مار گلے سے اتارا ان ساحروں پر کھینچ مارا سب ساحر دیوانے ہو گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہیں	سرو کو صدقے میں آزاد کیا کرتے ہیں
زلف شہرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہیں	شب تاریک میں فریاد کیا کرتے ہیں
کوچہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہیں	جا کے گلزار میں فریاد کیا کرتے ہیں
رشتک سے نام نہیں لیتے کہ سن لے کوئی	دل ہی دل میں اسے ہم یاد کیا کرتے ہیں
گذرے ہیں کوچہ کاکل سے صبا کے چھونکے	نکست گل کو جو ہر یاد کیا کرتے ہیں
پھونک دین نالہ سوزان سے اگر چاہیں	ہم فقط خاطر صبا یاد کیا کرتے ہیں
ہوتی ہر آفت جان قر خدا سے نازل	یہ صنم ہمہ جو بیدار کیا کرتے ہیں
ملک الموت سمجھتا ہوں میں اس کے ابرو	قتل بے تیغ پر یزاد کیا کرتے ہیں
انتقام اسکا کین لے نہ فلک ڈرتا ہوں	جھوٹے وعدے جو وہ شاد کیا کرتے ہیں
تیرا دیوان ہو کیا سامنے اس کے ناسخ	جو کہ قرآن پر ایراد کیا کرتے ہیں



تمام ساحر گلگونہ سے بکلا رہے ہیں صاحبقران لڑتے ہوئے آ رہے ہیں جو ساحر سامنے  
آیا لعنت شمشیر ابدار ہوا ہزار ہا ساحر صاحبقران کی شمشیر زنی سے راہی ملک عدم ہوئے مارے  
تلواروں کے ہر طرف حملہ ٹوٹا دیا ہوا آخر چند ساحر بارگاہ قراطاق میں گھس گئے پہلے تو بہت بھارا  
جب اُسے جواب نہ دیا تو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا قراطاق پانگ سے زمین پر گر پڑا آنکھیں کھولیں  
مگر گلگونہ سے بہت دور رہا ہوا کہ ایک ساحر نے اسمائے سحر پانی پر دم کر کے دو تین چھینٹے  
منہ پر مارے اب قراطاق نے گھبرا کر پوچھا یا رو میں نے کیا خطا کی ہو جو مجھ کو سوتے ہیں ستاتے  
ہو سب نے کہا آنکھیں کھولے قیدی چھوٹ گیا قراطاق نے کہا ارے فتاح دلفریب کو  
بلاؤ وہی دام سحر میں پھنسا نیکی دوسرے کمرے میں فتاح سو رہی تھی اٹھی مگر لڑکھرائی ہوئی  
اسیے کہ گلگونہ نے تمام مکان کو خوب سحر بند کر دیا تھا مگر فتاح تو بڑی ہوشیار رہا نہ پکار کر  
آواز دی کہ اے قراطاق کسی کے سحر میں ہم تم مبتلا ہیں کوئی سحر کرو کہ میرے ہوش درست ہوں  
قراطاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے کچھ اپنے اوپر ڈالے کچھ فتاح پر  
پھینکے فتاح کے ہوش درست ہوئے صاحبقران لڑتے ہوئے بارگاہ میں گھس آئے  
گلگونہ پہلو بہ پہلو تھی اب اس نے حرز ہیکل بھی پھا دی صاحبقران نے سامنے قراطاق کے  
اگر نگرہ کیا کہ او مکار اب اگر سحر کر کہ فتاح سامنے آئی سر بلاتی تھی مگر جب صاحبقران اسم اعظم  
پڑھتے تھے سحر فتاح کا باطل ہو جاتا تھا فتاح نے قریب آکر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی  
پکڑ کر تلوار چھین لی ایک تانچہ مارا کہ سراسر چنبر گردن سے اڑ گیا فتاح کا لاشہ گرا قراطاق  
نے لاشہ فتاح کا جو دیکھا بہ حواس ہو گیا جی میں کہتا ہوں کہ اے قراطاق اب کیونکر جان بچاؤ گی ایسی  
ساحرہ مکارہ قتل ہو گئی کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسکے دام فریب سے صاحبقران کیونکر بچے  
بیٹی کو دیکھا کہ مع وزیر زادی لڑ رہی ہو جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا سر ٹکرا نے لگا کوئی جا کے  
جھیل میں گرا غرق دریا سے لعنت ہوا کسی نے پہاڑ سے سر ٹکرایا کوئی دیوانہ وار وحشی شمال  
دیر نخل بیٹھا معشوق کے حسن کی تفریبت کر رہا ہو صاحبقران زمان شہزادہ لڑ رہے ہیں جس ساحر  
نے سحر کیا اسم اعظم پڑھو دیا سحر اٹھا پٹا سینہ کو اُسکے توڑ کر پار گزارا ہوا ساحر سر ٹکراتے پھرتے  
میں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا دریا سے خون بہ رہا ہوا قصد ہوا کہ لڑ بھڑ کر کل جاؤں پھر خیال کرتا ہوں کہ



اکیسے کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہیں ہوا بلکہ فوج و لہ ہی نہیں کرتے ورنہ صا جبقران ابھی گرفتار  
 ہو جائیں یہ سوچنا ہے دو گروہ کو ترغیب دیتا پھرتا ہو کہ بار و گمیر کر صا جبقران کو مار لو اب  
 بھی تم لوگ ہزاروں ہو ایک شخص پر زور نہیں چلتا سا حرکتیں ہیں آپ ہمارے بادشاہ ہیں آپ  
 بڑے تو ہم بھی بڑے صین گھیر کر حربہ ہائے سحر کرنا ہمارا کام ہو مگر اے شہنشاہ سحر تاثر نہیں کرتا  
 جو سحر کیا وہ اٹھا ہو گیا لیکن آپ سحر کریں اور بڑے صین تو ہم لوگ بھی بلوہ کریں کیا عجب ہو کہ  
 گرفتار کر لیں ہنر قراطاق بڑا صا بارہ چودہ ہزار ساحروں نے بلوہ کیا صا جبقران نے  
 جو دیکھا کہ سب ساحر بلوہ کر کے آتے ہیں لپشت مرکب پر جم کر بیٹھے تینو مقام کو جو نیام انتقام  
 سے کھینچا تھا چمکا یا شمشیر زنی کرنے لگے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صا جبقران پر چار جانب  
 سے بلوہ ہوا بڑا صکر ہاتھوں سے گھرے پھولوں کے اتارے پھینکنا شروع کیے اور پکاری  
 کہ اے چھپن آرا ان ساحروں کو لینا جیسے ہی وہ گھرے ٹوٹے جیسے پھول گرا آپس میں لڑنے لگا  
 بعض بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

آنسو و نین میں ہو یہ نقشہ اپنے جسم زار کا گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو مثل یوسف سیکڑوں شیرین میں ہیں خود فروش جو ہری بازار کا تو نام ہو کبج و ہن خاکساروں کو نہ دے اندا کہ ظالم ایک ہو برگ گل کو دیکھ کر کہتے ہیں ہم اے عندلیب سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر زخم دامن دار کا خلعت کیا مجھ کو عطا مثل ہیج ہو جو انگیکا وہ پاویگا دلا	بنگیا ہو صاف طور اموٹیوں کے ہار کا چاندنی پرشبہ ہو گا سایہ دیوار کا قید والوں میں ہو عالم مصر کے بازار کا کو چاگیسولقب ہو رشک کے بازار کا ہاتھ اٹھانا پائوں سے پامال کرنا خار کا یہ پوچھا ہو ہمارے دیدہ خونبار کا کعبہ عاشق ہو مقرر ابرو سے خمدار کا میرے سر پہ چاہیے طرہ تری تلواری کا بخت بیدار آشنا ہو دیدہ بیدار کا
--	---

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھتے ہوئے سر ہلکراتے پھرتے ہیں اب قراطاق اس فکر میں ہو کہ نکل  
 جاؤں اب ٹھہرنا بہتر نہیں پہلو پر لشکر کے آیا بازو وں پر سحر کیا پر پر واز پیدا ہوئے اڑ کر چلا  
 صا جبقران نے دیکھا اور ملک نے آگاہ کیا کہ وہ بانی فساد جاتا ہو صا جبقران نے کہا کہ کیا



کاندھے سے اتاری تین پچال کا تیز کمان بن پوست کیا تاکہ اگر اراک قراطاق کے سینے کو  
 نوڑ کر پار گزار قراطاق کا لاشہ زمین پر گرے اور آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود  
 ملک نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو کیوں اپنی جان دیتے ہو اس شہر یار کی اطاعت کرو سب  
 ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے آئے بارہ چودہ ہزار ساحر تھے افسرون نے بدل و جان اطاعت  
 کی صاحبقران ان سب کو لیکر قلعہ قراطاق میں آئے بارگاہ آراستہ ہوئی صاحبقران اگر  
 مقام صدر پر بیٹھے ملک پہلو میں خواجہ عمر و سامنے موجود ہیں ذکر کر رہے ہیں کہ تاہم مروارید جانا  
 آپکو ضرور ہی ہر کارون نے مجھ کو خبر دی ہو کہ قلعہ مروارید نگار پر کئی لاکھ جادو گرو جمع ہو چکے ہیں  
 اور فوجیں چلی آتی ہیں بقراط کا ارادہ ہو کہ ایک مرتبہ اور جنگ عظیم کروں اگر مارلیا طلسم کشا کو  
 تو بہتر ہو ورنہ طلسم سے ہاتھ اٹھاؤں اور کسی مقام پر نکل جاؤں زعفران گوہر دندان جادو  
 جو مالک طلسم زعفران زار ہو کئی نامے اُسکے آچکے ہیں کہ یا خداوند مجھے سرفراز کیجیے میں آپکی  
 مقتدیوں کیا مجال ہو کہ انتظام میں فرق کرنے پائے اٹھ پر قدرت کی خدمت گزاری کرونگی یہ  
 طلسم فتح نہیں ہو سکتا بقراط نے جواب لکھا کہ اے قوت بازو و اعز زینت پہلو قدرت تیرا بڑا مرتبہ  
 کرینگے آنجکوں نائب اپنا قرار دینگے اگر ہو سکے تو اپنے کو در بند مروارید نگار پر پہنچاؤں میں چاہتا  
 ہوں کہ اس مقام پر ایک بہت بڑا مقابلہ طلسم کشا سے پڑے میں اور تم مل کر سر کر دو کہ طلسم کشا  
 کو عاجز کر دو و تحفہ جات محبین لو اور اگر شاید صورت شکست ہوئی تو تمہارے ساتھ طلسم زعفران زار  
 میں ضرور پہنچاؤں گا میں نے بھی سنا ہے کہ طلسم زعفران زار حکماءے اشرافین نے بنایا ہے اہل طلسم  
 کو ناز ہے کہ ان در بندوں پر کوئی نہیں آسکتا لوح اسکی ایسے مقام پر ہو کہ جہاں ہوا کا گزر نہیں  
 آئندہ جیسا اتفاق ہو اور یہ کتاب سامری میں میں نے دیکھا ہے کہ اہل طلسم زعفران زار  
 بڑے سکار و غدار ہیں نہایت ہوشیار ہیں ان ساحرون کو دعویٰ ہے کہ ہمارے طلسم میں کوئی  
 قدم نہیں رکھ سکتا ہو اگر آئے تو دیوانہ گردین لاشوں سے میدان بھر دیں صاحبقران نے  
 فرمایا خواجہ مجھے بھی فکر ہے کہ اپنے کو جلد پہنچاؤں مروارید سے مقابلہ پڑے یہ قلعہ تو اتنا قلعہ  
 مالا لیکن خدا نے فضل کیا کہ مظفر و منصور ہوا صبح کو کوچ کر دو برابر قلعہ مروارید نگار کے پہنچو  
 نور الدہر کو بھی معلوم ہو کہ ہر چند صاحبقران طلسم کشا نہ تھے مگر وقت پر پہنچے اگر صاحبقران



آئے تو لڑائی فتح نہوتی لشکر میں تیاری ہونے لگی صبح کو صاحبقران نماز پڑھ کے اٹھے ارادہ ہو کہ سوار ہوں کہ صحرا سے گرداڑی ترکان فیل در نامے پہلو ان چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ صاحبقران میں اتر چلا امیر سے کھلا بھیجا کہ یا تو یہاں سے پٹ جائیے یا آمادہ حرب و پیکار ہو جیسے ہکو ملک مروارید جادو نے بھیجا ہو سر میدان مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے ایلمچی کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ اُس سے کٹنا اور معزور جو تجھ سے ہو کے وہ معزور نہ کر خدا سے ما بزرگ است ترکان کو جو یہ خبر پہونچی طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہر کارون نے خبر دی کہ ترکان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گزر کر وہ وقت آیا کہ نظم نم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لا جو ردی ہوا
موزن اذان سے ہوئے بہرہ مند	ہوئی بانگ اشد اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہاں	اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں

صاحبقران زمان بعد نماز صبح سوار ہوئے میدان کارزار میں آئے کہ سامنے سے گرداڑی ترکان فیل در گینڈا چمکاتا ہوا میدان میں آیا دونوں طرف کی فوجیں ہمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا ککرہٹے ترکان نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکر آواز دی کہ امر فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دارا سے ہندوستان لندھو بن سحران نے مرکب بڑھایا ہر چند صاحبقران نے منع کیا مگر لندھو نے نہ مانا مقابلہ ترکان میں آئے ترکان نے بعد گفتگو نیزہ مارا لندھو نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنوں کے لندھو نے نیزہ کالترکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا لندھو نے ہاتھ بچا کے کالائی پر ہاتھ ڈالا ترکان لپٹ پڑا دونوں جوان گینڈے اور گھوڑے سے کودے آپس میں کشتی ہونے لگی ترکان دو پہر کامل لندھو سے لڑا جب دو پہر چلی لندھو دونوں مونڈھے سٹھام کرے دوڑے ترکان پانچ چار قدم ہٹ کر رکا قصد کیا کہ لندھو کو لے دوڑوں لندھو نے قدم آگے بڑھایا وہاں پر موٹخانہ تھا لندھو کے دو تون پانوں موٹخانہ میں جاتے رہے ترکان نے کہہ مارا کولہ لندھو کا اتر گیا اسی حال



میں اُسے لندھو کو گرا کر کچھ پیوستی کا بھی خیال دیکھا مشکین باندھ لین پہلو افزون سننے چار جانب  
 سے آواز دی اور ترکان یہ کیا قابو پرستی کرتا ہو ترکان نے کچھ جواب نہ دیا لندھو کو باندھ کر  
 لگیا صما جعفران ملول و حنین پٹے خواجہ سے فرمایا ہکو د مہدم کی ضرورت دینا کہ ہمارے عاشق  
 صادق پر کیا گزری محبو بظاقلق ہو سب نے دیکھا کہ لندھو کو کولہ اتر گیا اُس بھیاسے کچھ خیال  
 دیکھا اور مشکین باندھ کر لگیا انشاء اللہ دربار میں اُسکے دریا سے خون بہاؤنگا اپنے جانشین کو  
 لاکر کے لاؤنگا عجم و سنے ہر کارون کو حکم دیا کہ آقا نے فرمایا ہو د مہدم کی خبر ہو چنانا صما جعفران  
 دربار میں آکر بیٹھے مگر ترکان ہو لندھو کو گرا کر دیکھے لگیا ساتھ والوں سے کہتا ہو میرا یہ  
 رفیق کامل ہو گا مثل حمزہ کے اسکو جانشین کرونگا دربار میں مروارید کے رونق ہو گی  
 محکومین تھا کہ ملازمان حمزہ بڑے بڑے جرمی و بناور ہیں دریا سے جراث کے بے بہادر  
 ہیں مگر یہ رفیق حمزہ تو کچھ بھی باور نہ کھاتھے ملکہ مروارید نے بھی کہا تھا کہ اسی ترکان لشکر  
 حمزہ میں سے ایسے ایسے رفیق پاؤگے کہ نہال ہو جاؤگے آج روز اول ہو اُسکا ظہور ہو  
 غرض کہ دربار میں لا کر کولہ بٹھایا کما لیجا کر قید کر وکل دربار اسکا سمجھونگا ملازمون نے جا کر لندھو  
 کو قید کیا جب آب و طعام گیا تو لندھو نے کہا اُس دعا باز سے کہتا کہ ہم نامردون کا کھانا  
 نہیں کھاتے ترکان یہ خبر سنکر بہت جھلایا کما صبح کو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا اگر میرا کہنا نہ مانا  
 تو فوراً قتل کرونگا رفقا نے کہا حضور اُسکو انتہا کا غصہ ہو کہ کولہ اترنے پر آپ نے مشکین باندھ  
 اہل اسلام سا کھسے کی جراث رکھتے ہیں ان باتون کو نا جائز جانتے ہیں اور یہ لوگ لندھو و  
 مالک و مہرام وغیرہ سرداران قدیم ہیں حمزہ کی رفاقت میں انکو مدت گزری بڑے اُسکے  
 نام ہیں مشہور ہو کہ ان لوگون نے اس طور سے حمزہ کا ساتھ دیا کہ سلطنت نو خیر و ان کو ٹھایا  
 آج تک وہی رفاقت ہو ترکان نے کہا اب میرے ساتھ رہیں گے اور نہ مانیں گے تو پچپانگے  
 میں حمزہ کو بھی زیر کرونگا تب احوال کھلے گا نہ کولہ اترتا تو بھی میں زیر کرتا سب تعریفین کر رہے  
 ہیں ترکان مغرور بیٹھا بیدار ہو اپنی جراث کی تعریفین خود کر رہا ہو خوشامد خورے عرض  
 کر رہے ہیں کہ اب حضور کا کوئی مثل نہیں ہو ملکہ مروارید کے دربار میں آپ افسر اعلیٰ ہیں  
 رات بھر تو ان باتون میں گزری صبح کو ترکان دربار میں آیا اور حکم دیا کہ قیدی کو لاؤنگے بان



لندھو کو لینے چلے ہر کارون نے امیر کو خبر دی کہ ترکان دربار میں آیا ہو لندھو کو بلوایا ہو صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سردار اٹھنے لگے امیر نے منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے میں یکہ و تنہا دربار میں ترکان کے جاؤنگا لندھو کو خبر دی چھڑاؤنگا بیکے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے یہاں ترکان نے لندھو کو بلوایا ہو لندھو کو برمزاج ہو کلام مردانہ وار کر رہا ہو کہ احوال ترکان تو نامرد و مجبور ہو کولہاڑ گیا اور تو جھگو گنہار کر لایا سپر سوال مذہب کرنا ہو میرا قاسے نادر وہ بہادر ہو کہ جسے پردہ قاف میں جا کر عفریت کو مارا ارچنگ آہن شلخ کو لگا رافقہ شہی کہ چار چار لاکھ نہ ہاے دیو لیکہ آیا مگر ہمیشہ میرے آقا کے ہاتھ سے شکست کھائی پردہ ظلمات میں بھاگ جایا کیا ترکان کر رہا ہو یہ سب کہانیاں ہیں دیو زادوں سے کیا لڑ سکتے ہیں یہ ذکر تھا کہ دربار گاہ پر پہنچا ترکان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لوگوں نے کہا حمزہ نے آکر درگہ سالار کو مارا اور بارگاہ میں آئے ہیں ترکان تلوار ٹیک کر اٹھا دربار گاہ پر آکر آواز دی اد حمزہ کیا ارادہ ہو صاحبقران نے فرمایا اپنے سردار کی فکر میں آیا ہوں بہتر اسی میں ہو کہ اُسکو میرے حوالے کر دے ورنہ مقابلہ کر ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار سپرد کا آپس میں تلوار چل رہی ہو لندھو نے جو دیکھا کہ صاحبقران سے بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہو غصے میں اگر نعرہ کیا نظم شعار شمشیر تھان شمع جگر سوز من  
بر سردار فنا خاٹہ غوغاے من  
خاٹہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق  
گرمی باز از عشق از قف خون من است  
باک ندارم ز دار چوب ستون من است  
بشکنم این بند را وقت جنون من است  
تید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا عرض کی احو آقا قاسے نادر ہر اسے خدا آپ ہٹ جائیے میں اس معزور سے سمجھ لوں گا صاحبقران گرمی جنگ میں کب سنتے ہیں جھناتا تلواروں کا بلند ہو چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں لندھو نے چاہا بیچ میں جا پڑوں ترکان سے پیٹ پڑوں یہ بھی جانے کہ بہادر ایسے ہونے ہیں لندھو قریب جو آئے صاحبقران نے جھڑکا فرمایا کہ احو لندھو را لگ رہا سو وقت قریب نہ آنا کہ آسمان پر ایک لکڑا بدغایان ہوا اس ابر سے تین چنے گرے ایک نے امیر کو لیا ایک نے ترکان کو ایک نے لندھو کو



سب دیکھ کر گئے آپس میں کہتے تھے یہ کیا معرکہ ہوا کون حریف لگا ہوا تھا کہ ان دیروں کو لیگیا  
 گر عمر و ساتھ آیا تھا اشقر پر سوار ہو کے بھاگا لشکر میں جو آیا مقبل نے اگر مرکب سمجھا لا سب  
 مردار بقیار یان کرنے لگے عمر و نے سب کو سمجھا یا کہ بار و نہ گھبراؤ یہ کام کسی دوست کا ہو یہ کہنے  
 اشقر کے لیے حکم دیا کہ لیجا کر تھان پر باندھو مقبل اشقر کو تھان پر لایا اور حسب دستور باندھ دیا وہاں  
 صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعہ بلور میں پایا اور دیکھا آسمان پر سی تخت پر بیٹھی ہیں ملکہ  
 قریشہ سلطان چھپر کھٹ پر زخم دار و میقرار ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ امی ملکہ عالم کیوں مجھے  
 طلب کیا آسمان پر سی رونے لگی کہا امی شہر یا قلعہ زرین حصار مجھے چھوٹ گیا قلعہ چشمی  
 اس مرتبہ بڑے سامان اور عظیم و شان سے آیا آپکی دختر قریشہ سلطان نے نکل کر مقابلہ کیا  
 مگر زخمی ہوئی قلعہ نے بڑھ کر دیا لشکر شکست ہوئی گلستان ارم سے بھاگی شہر زرین حصار  
 میں آئی وہاں بھی اُسے نہ تھنے دیا آخر قلعہ بلور میں آئی اُسے یہاں بھی اگر گھیرا ہوتا تب میں نے  
 تندک کو بھیجا کہ جس حال میں صاحبقران ہوں اُنکو لاؤ تندک اور چند دیو زادوں کو ساتھ  
 لیکر گیا آپ کو لایا دوسرا آپ کا حریف ایک پہلوان کہ جس سے میں نہیں واقف ہوں اسکو  
 بھی لیتا آیا اسکو تو میں نے قید کیا لندھو ر حاضر خدمت ہوتے ہیں سلاسل پر سی اُنکو لباس  
 پنھا نے لیگی ہو صاحبقران نے فرمایا اس پہلوان کو بھی لاؤ وہ میرا حریف ہو مقابلہ دیو زادان  
 کما فی سمجھا تھا اب اپنی آنکھ سے دیکھ لے ملکہ نے حکم کیا ترکان و لندھو ر بھی آئے ترکان  
 نے جو دیو زادوں کو دیکھا یعنی سرداران آسمان پر سی دیو اوتال سیاہ سیاہ کلاہ ارشد  
 جنی وغیرہ تمام حاضرین دربار کو دیکھ کر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ امی ترکان کیوں  
 کانپ رہا ہو میرا یہ دستور نہیں کہ پہلوان کو ذلیل کروں اگر ایک دیو کو حکم دوں تو تجکو کھالے  
 مگر میں اسکو معیوب جانتا ہوں اب قلعہ سے نکلو گا چار لاکھ مزد ہائے دیو قلعہ کو گھیرے ہوے  
 ہیں شمشیر زنی میری دیکھ لینا تو نے غزو میں کما تھا کہ انسان دیو زاد سے مقابلہ نہیں کر سکتا یہ  
 فرما کر ترکان کو نکل دیا ترکان پہلوان صاحبقران کے بیٹھا ہو مگر ڈرا جاتا ہو سرکشان  
 قاف امیر سے حالات پوچھ رہے ہیں بجز کلام کہتے ہیں ملکہ آسمان پر سی صاحبقران کی  
 بلائیں لے رہی ہیں کہتی ہیں کیوں اور عرب طوطہ چشم بھی مہک بھی یاد کرتا ہو صاحبقران فرماتے ہیں



کہ اور ملک عالم جنگ کا فرمان سے ملت نہیں اپنی اب مدت سے طلسمات پر مقابلے میں بقراط تانی  
 ساحر زبردست ایک طلسم خیال سکندری ہو اس سے سالہا سال گزرے مقابلہ پڑ رہا ہو  
 اور بہ عنایت پروردگار نورالدین ہر نامدار اس طلسم کا فتاح ہو بشوکت تمام چلا آتا ہو میں بھی  
 اسی فکر میں تھا کہ تا بہ نورالدین ہر پونچھون کہ یہ سپواں میرے مقابلے میں آگیا لندھو رکھو کو گرفتار  
 کر کے لگیا میں برائے رہائی گیا تھا کہ دیوتندک پہونچا مجھ کو اٹھا لایا یہ فرما کر امیر نے نیچہ  
 سہرا بیل ہاتھ میں لیا ایک دیو کو آسمان پر پی نے اشارہ کیا وہ دیو شکل مرکب تیار ہوا  
 ترکان بہ حیرت دیکھ رہا ہو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو حمزہ بہادر بکیتا ہو صاحبقران سوار ہو کہ  
 پہلے لندھو رکھو گزر لیکر ساتھ ہوے امیر نے فرمایا کہ اور ترکان اگر تماشہ دیکھو ترکان قدموں  
 پر گر پڑا متین کرتا ہو کہ اور شہر یار میں اس تماشہ سے باز آیا امیر نے فرمایا بالائے قلعہ سے  
 ملاحظہ کرو جب ترکان نے دیکھا کہ حمزہ مجھ کو بالائے قلعہ روانہ کرتا ہو دل کو مضبوط کر کے کہا  
 میں آپ کے غضب میں رہونگا یہاں مقدمہ نے کل فوج کو تیار کیا چوبہ دست گران سنگ ہاتھ میں  
 لیکر سامنے قلعہ کے ایسا سلاسل پر پی بالائے قلعہ بیٹھی ہو کہ مقدمہ نے پکار کر آواز دی کہ اور سلاسل  
 عہمت کیوں اپنی جان دیتی ہو قلعہ سے نکل آؤ میں دم بھر میں قلعہ فتح کر دوں گا آسمان پر پی کو لوٹا  
 اور قریشہ کو قتل کر دوں گا آج نمودار عشق ظاہر ہو گا میں نے نجات میں آسمان پر پی کی برٹے بٹ  
 حد سے اٹھائے راہین توپ کے گزاری ہیں میرا یہ حال ہو کہ قلب پر هجوم غم و ملال ہو طلسم

ہو زمین کیسی ہی ٹھنڈی ہی ٹھنڈی ہی کھون اشعار گرم  
 پھینک دی قابل نے ایسی ہو گئی تلو گرم  
 وہ صنم ہوتا ہو مجھ پر دن میں سو سو بار گرم  
 ہو رہا ہو داغ حسرت سے دل افکار گرم  
 ایسے اُس آتش کے پر کالے کے ہیں خضار گرم  
 آتش شوق زلیخا سے ہوا بازار گرم  
 سوز غم سے اس قدر رہتا ہو جسم زار گرم  
 بھٹیوں سے ہو رہے ہیں غار خمار گرم

ہیں مضامین عذار آتشیں بار گرم  
 سوز غم سے ہو گیا ہو آگ سب میرا لہو  
 پارہ ہائے ابر میں ہو جسطح سے آفتاب  
 میں شب فرقت میں کب کا ہو چکا ہوں مر کے سرد  
 موے آتش دیدہ بنتا ہو مرا تار نگاہ  
 تھی خریداری متاع حسن و حسن کی کے  
 خون ہو مجھ کو کہ جل جاوے نہ مثل تار شمع  
 اٹھتا ہو زار مسجد میں جاڑے سے عہت



پانپ غم ہو کہ ناسخ میں جو لگ بیٹھون کہی  
 مثل آتش خانہ ہو جائے دہن دیوار گرم  
 سلاسل پر می نے پکار کر آواز دی کہ امیر قہقہہ کیا آسمان پر می کا لینا آسان سمجھا ہو اُنکے شوہر  
 آگئے اب بھاگتے راستہ نہ ملے گا قہقہہ نام صاحبقران کا شکر بھرا گیا ایک ایک پھاٹک قلعہ کا  
 کھلا آگے سب کے صاحبقران پشت پر کل سردار لندھو رہی گرز خوردی و مردی بیے  
 ہوئے ہمراہ ہیں ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پشت پر صاحبقران کے مگر الگ  
 الگ اسلئے کہ فوج دیوان دیکھ کر کانپ رہا ہو ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہیں کہ امیر ترکان  
 کیون گھبرائے ہو تم دو سے تماشہ دیکھنا اس قدر نہ گھبراؤ دل کو اپنے مضبوط کرو تمہارے مقابلہ  
 میں کوئی دیو نہ آئیگا امیر نے قلعہ سے نکلتے ہی نعرہ کیا باشا و قہقہہ کیا سمجھ کے لشکر کشی کی ستم زلزلہ  
 قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ صاحبقران

امیر عرب حمزہ شیر دل	کز و گشتہ سہراب و رستم نجل
امیر عرب ضیفم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و مقام نام	یکے تیغ عقر بیکے ذوالحجاء
بن کا فرمان از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

یہ فرما کر میدان میں آئے قہقہہ جو ہر اسے مقابلہ صاحبقران آیا ترکان کا اپنے لگا کتا ہو  
 ایوار اسے ہندا اپنے آقا کو بچاؤ دیکھو اُس نے چو بدست اٹھائی اس پہاڑ کو کون روکیگا لندھو  
 کہنے ہیں امیر ترکان میری کیا حقیقت ہو کہ میں آقا کو بچاؤں وہی اس پہاڑ کو روکیں گے یا  
 ضرب اسکی غالی و نیگے پھر مقابلہ ہو گا اب تماشہ دیکھو قہقہہ نے چو بدست لگائی صاحبقران  
 نے پتیرا بدل کر غالی دی چو بدست زمین پر پڑی کہ انتہا کی خاک اڑی قہقہہ نے ہر قہقہہ مارا  
 کہا وہ صاحبقران کو مارا ترکان روئے لگا کہا ایوار اسے ہند غضب ہوا صاحبقران  
 کے اعضا ریزہ ریزہ ہو گئے ہونگے لندھو کی بھی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے قصد کیا کہ بڑھون  
 کہ دل گرد سے آواز آئی او قہقہہ کسے مارا اور کسے قتل کیا میں حریف تیرا موجود ہوں گرد چہرے  
 کی جھاڑنے ہوئے دل گرد سے نکلے قہقہہ نے دوسرا وار کیا امیر نے تیغ عقر ب سے دار کو  
 قلم کیا قہقہہ نے ڈنڈا کہ پھینک مارا امیر نے غالی دیکر جست کر کے ہاتھ مارا کہ شانہ قہقہہ کا جھیل



پڑا قلعہ نے پکار کر آواز دی کہ یا رودیکھ رہے ہو حمزہ کو مار لو چار لاکھ نرہ ہاے دیو چتھاق  
چادریں دکھلا دے لے لیکر امیر پر آپڑے آسمان پر می نے اپنے سرداروں کو اشارہ کیا  
دو لون لشکر آپس میں مل گئے صاحبقران سب کے آگے بڑھے ہوئے بجرات تمام شمشیر زنی  
کرتے ہوئے طرف قلعہ کے جاتے ہیں دیو زاد مر مر کر گر رہے ہیں ہوا پر تلوار چل رہی ہو دیو  
اقوال و سیاہ کلاہ وغیرہ جم کر لڑ رہے ہیں صاحبقران جب غرہ کرتے ہیں  
قلعہ بھاگتا ہو آسمان پر سی تخت پر سوار دعائیں مانگتی ہیں کہ اے پروردگار میرے وارث  
کو بچانا اے سمیع و علیم و اعز و جیم و کریم مجھ کو بیوہ نہ کرنا نظم

خداست خداست خداست خداست نما بد اور رخ روشن ہوستان ہر روز نہر خطاب و نہر نام و نہر نشان ہر روز رود نہر ارا دین شہر کاروان ہر روز ز شمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز رقم بصفہ عالم شود ہسان ہر روز مطیع حکم جهان و جہا نیان ہر روز بمجد حضرت خلاق و جهان ہر روز	خداست خداست خداست خداست گئے زرنگ گہ از بو گئے ز طلعت خوب بنخاص و عام خود را از ذات او معلوم ہزار قافلہ آید درین سرا ہر دم درین چین ہمہ اوقات تازہ گل خند نوشت روز ازل ہر چہ کاتب قدرت بنخاک عجز فلک سر نہادہ در ہر حال ہزار لشکر کہ مشغول بندہ ہندی ست
---	---

امیر لڑتے بھڑتے پھر قریب قلعہ پہنچے اور نیچے سہرا بیل کا دار کیا سر پر اس خود سر کے  
ایسا زخم کاری آیا کہ قلعہ تیور اگر گرا شکست فاش حاصل ہوئی اہل فوج قلعہ کو لیکر بھاگے  
امیر لڑتے ہوئے چلے دو دن و رات پیچھا کیے ہوئے چلے گئے قلعہ زرین حصا ر لیا  
اور گلستان ارم پر بھی قبضہ کیا قلعہ کو جو شکست فاش ہوئی تھی ہر مقام پر جا ہتا تھا کہ کون گھر  
کب جم سکتا ہے جس مقام پر کوا صاحبقران و ہین پہنچے اور پھر لشکر کو شکست دی کئی  
افسر کلان ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے حرکان و جدین ہو کتا ہو اے دارا سے ہند  
حمزہ کا کوئی مثل و نظیر نہیں مین نے ایسی جگہ بھی نہ دیکھی تھی لہذا صورتوں نے کہا اب صاحبقران  
سے مقابلہ کرو گے ترکان نے کہا میں بدل و بان تا بعد ار ہو امیری کیا مجال ہو کہ میں اُسے



اوسکون لیکن خدمت میں رہو نگا اور صاحبقران سے فنون سپہ گری کچھ لگا شاید کچھ ایامت  
 پیدا کر دن میری کیا حقیقت ہو کہ صاحبقران کو جواب دوں یا انکی ضرب روک سکوں  
 ایسے دیو کو زخمی کیا جو چار لاکھ دیوزادوں میں وحید عصر تھا و قلعوں پر قبضہ کیا کسی مقام پر نہ  
 برکے میں نودل و جان سے عاشق ہوا اسے ہندو صاف تو یہی کہ اگر تمھارا بھی کولہ  
 اتر جاتا تو میں کیا تمپر غالب آتا عاجز ہو رہا تھا کہ عین وقت پر تمھارا کولہ اترائیں نے غنیمت  
 جانا اب میں انصاف کرتا ہوں کہ میں تمھارا بھی ہمسر نہیں ہوں اور حمزہ تو دیو بند و دیو کش  
 ہیں جو نہ کرتے کیا تھا میں اُسکو کھانی سمجھا تھا اب یقین کامل ہوا کہ بے شک حمزہ نے کل پردہ  
 قاف فتح کیا ہو گا آج کی جنگ تھی کہ کارنامہ تھا مجھے ڈر تھا کہ میں بیہوش ہو جاؤنگا جرات  
 حمزہ نے مجھکو دیوانہ کر دیا لا شہا سے دیوزادان سے میدان کارزار بھر دیا کئی لاکھ دیو مارا گیا  
 پھر کیا کیوں دار اسے ہند یہ فقہ کمان بھاگ کر گیا کہ صاحبقران پٹ پڑے لندھور نے  
 کہا پردہ ظلمات اس کے قبضے میں ہو جب یہ وہاں بھاگ جاتا ہو تو صاحبقران پٹ پڑتے  
 میں انشاؤ اللہ جس روز قصد کریں گے پردہ تاریک کو بھی تیغ کر لین گے کیا پردہ تاریک  
 اسنے بچے گا ضرور صاحبقران تشریف لیجائیں گے پردہ قاف کے چھتیس برس میں نہیں  
 یہ ایک پردہ باقی ہو اس کو بھی تیغ کر لینگے اکناف کے دیوزاد قتل کیے بڑے بڑے دیوزادوں  
 سے مقابلہ پڑا مگر صاحبقران کہیں رُکے نہیں جب عفریت بھاگا ہو اور صاحبقران نے  
 پیچھا کیا ہو تو اترکان آقا سے نامدار کوہ زہر مرہ پر پہنچے وہاں عجب معاملہ تھا کہ جب  
 صاحبقران پہاڑ پر جا کر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ سامنے قلعہ ہوا میں عفریت بیٹھا ہو  
 اور جب پہاڑ سے اترتے تھے تو قلعہ معدوم ہو جاتا تھا صاحبقران حیرت میں تھے کہ کیا  
 کروں یہ نیا معرکہ ہو کہ جب زیر کوہ آتا ہوں تو قلعہ چھپ جاتا ہو مقام ہی نہیں معلوم ہوتا کہ  
 کمان پر قلعہ ہو سات مرتبہ پہاڑ پر چڑھے اور پہاڑ سے اترے اٹھوین مرتبہ پہاڑ پر اس  
 خیال میں آئے کہ اپنے کو پہاڑ سے گرا دوں اُسوقت خواجہ عبدالرحمن جنبی آکر پہنچے لوح  
 طلسم میونہ لاکر صاحبقران کو دی صاحبقران لوح جو لیکر اترے اترکان اُسوقت قلعہ  
 نظر آیا اکیلے اُس قلعہ میں گئے صاحبقران کا دل پھر کا ہو جو معرکہ درپیش ہوا اُسین قدم رکھا



پھر اس مجلس میں دیو عفریت کو عجب عجب رنگ میں پایا ہر مقام پر جرات کو کام فرمایا  
 کسی مقام پر نہ کہ نہیں پھیرا جب عفریت کو اس نے تھے عفریت پھر ظاہر ہوتا تھا آخر امیر  
 نے مرحلہ بات فتح کیے اور عفریت کو مارا جس وقت صاحبقران نے عفریت کو مارا ہو تو میں نے  
 دیو سفید کو برابر کوہ رنگارنگ کے مارا میرے فرے کی آواز صاحبقران نے سنی اور  
 میں نے فرما امیر کی صدا سنی میں سمجھا سو اسے میرے پر وہ قاف میں کون آیا کسی خواجہ غفر  
 کی آواز ہوگی صاحبقران بھی یہی سمجھے جب مدت کے بعد میری انکی ملاقات ہوئی اور میں نے  
 ذکر کیا تو صاحبقران نے تمام حال بیان کیا تب ہم دونوں کو یقین ہوا اترکان جرات  
 صاحبقران کا کیا حال بیان کروں نوشیروان ایسے بادشاہ کی سلطنت میں لی نوشیروان  
 در بدر خاک بسر ہوا آخر کو نوشیروان نے ترک سلطنت کی اسکے بیٹوں نے خرچ کیا بختیارک  
 ان شاہزادوں کو ساتھ لیکر لڑنا بھڑکانا بہ باختہ ہو چکا دیر قیلول لقا ستر لاکھ فوج فروکش تھی  
 ہم لوگوں کو یہ گمان تھا کہ جس وقت غلو ہوگی ہم لوگ پامال ہو جائیں گے مگر اس بارہ لاکھ فوج  
 سے صاحبقران ستر لاکھ سے مقابلہ کرتے تھے اور ہیشہ فتح کر کے پلٹے تھے کیسے کیسے سرداران  
 لقا مارے گئے اترکان یہ وہ معرکہ ہیں کہ میں سات دفتر لکھے گئے میان فیضی صاحب  
 انکے مصنف ہیں اترکان صحبت ہوگی تو حال کو نکاترکان کہتا ہو کہ اترکان اسے ہند  
 جی چاہتا ہو کہ تم بیان کرو اور میں گوش ہوش سنوں لندھو رنے کما اترکان اگر اتفاق  
 پڑے اور زبانی قمر صاحب کے تم سنو تو نقشہ اصلی آنکھوں کے نیچے پھر جائے داستان رستم و  
 سہراب نگاہوں سے گر جائے ایسا صحیح بیان کرنے والا ہفت اقلیم میں نہیں ہو ہوشیار  
 کو کیا اوج و یاکس لطف سے لکھا بعد ختم ساتویں جلد کے بقیہ ہوشیار کی دو جلدیں اس تکلف  
 سے لکھی ہیں کہ ناظرین اسکے لطف سے آگاہ ہیں یہ کہ لندھو ر خاموش ہوئے صاحبقران  
 لڑ بھڑ کر پلٹے ترکان قدموں سے لپٹ گیا عرض کی اترکان قاسے نادر و اترکان قاسے قد شناس میں  
 دل و جان سے آپ کا تا بعد اترکان امیر و اترکان کہ غلام کو اپنی خدمت میں رکھے کلمہ طیبہ فرما کر  
 غلام کو مسلمان کیجیے میں نے پڑنے و سو خداوندوں پر لعنت کی یہ پوچھنے و سو خداوند سب نکار و  
 حیل ساز و شہیدہ باز تھے اہل دنیا کو دام مکر میں لیا لوگوں نے شہیدے انکے دیکھ کر ان جیادوں



کو سجدہ کیا آج راہ راست پر پہونچا صا جبقران نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا صا جبقران نے از سر نو  
سلطنت آسمان پر سی قاعلم کی کئی دن میں قریشہ کا علاج کیا جب قریشہ نے صحت پائی تب  
صا جبقران آسمان پر سی سے رخصت ہوئے آسمان پر سی کتنی تعجبیں اور عرب طوطہ چشم کجگو  
ہماری محبت نہیں اب تو دو چار مہینے بیان رہو صا جبقران نے فرمایا اے ملکہ عالم میں برسہ جنگ  
طلم خیال سکندری ہوں میرے مقام پر کجگو پہونچاؤ ملکہ نے کئی دن تک حیلہ و حوالوں میں رکھا  
جب صا جبقران رنجیدہ ہونے لگے تب آسمان پر سی نے عالمان تخت کو بلایا دیو اکوان دیو  
کیوان دیو برق دیو برقان تخت لیکر حاضر ہوئے امیر و ترکان و لندھو و سوار ہوئے  
طرت پر وہ دنیا کے چلے ناگاہ تخت صا جبقران کا شکار گاہ سلیمانی میں پہونچا دیکھا نقابدار  
یا قوت پوش و زمر و پوش باہم آپس میں جنگ کر رہے ہیں زمر و پوش تشریف بدیع الزمان  
کر رہا ہو یا قوت پوش اوصاف قاسم بیان کرتا ہر بڑے سے زور و شور سے مفلوہ ہو رہی ہو  
صا جبقران نے تخت سے نفرہ کیا کہ او جاہلو بدیع الزمان و قاسم نو جوان یہاں کہاں ہیں  
جکی طرفداری پر تم لڑ رہے ہو دونوں نقابدار زخمی بھی ہو چکے تھے نفرہ صا جبقران کی صدا  
نکر طرف صحران کے بھاگے صا جبقران نے عالمان تخت سے فرمایا بس اب طرت پر وہ دنیا  
کے چلو مگر یا قوت پوش و زمر و پوش زخم دار تھے ایک صحرا میں آکر اترے اُدھر سے بھاگا  
ہوا قہقہہ سے چشمی آتا تھا فوج نقابداروں کو دیکھ کر اگر ادولون نقابدار مصروف جنگ ہوئے  
گرفوج قہقہہ جیسا ب ہو دونوں نقابداروں کے زخموں کے ٹانگے ٹوٹ گئے اس قدر خون بہا  
کہ خوف گرفتاری ہوا دما بین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے ہمیں ہاتھ  
سے قہقہہ کے بجائے لفظ

مکاندار مکان لا مکانی	نشاندار نشان بے نشانی
خدا کے لا شریکی بے نظیری	کہ در وحدت اندار و دخل ثانی
خدا حاکم بہ اقلیم خدائی	خدا مالک ملک جاد و دانی
خدا موجود و جملہ خلق معدوم	خدا باقی ہمہ مخلوق فانی
زمینی تابع حکمش شب و روز	نگون سرور اطاعت آسمانی



خدا سے واحد از کثرت بہ وحدت گئے گوہر شود گہ بجز موج گئے رنگین نہال باغ گرد و ز ہر صورت خدا صورت نماید	کند افشا چو اسرار نہانی ز مرد گاہ گہ یا قوت کانی گئے مصروف اندرون خوانی نقاب از چہرہ انور کشاید
--	--

نقابدار بقرار دعائیں مانگ رہے ہیں قہقہہ کی شورش بڑھتی جاتی ہو مگر نقابداروں نے جو تہ دل سے دعا کی تھا اسے کا تخت صاحبقران نامدار اس مقام پر پہونچا امیر نے حالت نقابداران دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ قہقہہ سہ چشمی جست و خیز کرنا ہوا آتا ہو کہ دونوں کو قتل کروں ایک چو بدست مار دوں امیر نے آسمان سے نعرہ کیا کہ باش او کا فرخا سر اگر ایک موسے جسم انکا میل ہوا تو پردہ تاریک میں کس آؤنگا وہاں بھی نہج کو رہنا مشکل کردونگا قہقہہ نے جو آواز صاحبقران سنی سر اٹھا کر دیکھا کہ صاحبقران آسمان سے آتے ہیں فوج کو اشارہ کیا کہ بھاگو یار و غضب ہوا کہ یہاں بھی حمزہ آگیا اس ظالم کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی عین وقت پر پہونچتا ہو میں نے کس کو دشمن سے قلعہ گلستان ارم و قصر زرین حصار خالی کرایا تھا دو دن کا راستہ طو کہ کے آیا تھا اور قلعہ بلور کو گھیر لیا تھا کہ قلعہ لبازنگا مگر اسی صبح کو یہ ظالم آگیا بشتت شائع ہوئی اب یہاں میں نے چاہا کہ ان نقابداروں کو گھیر کر مار لوں یہاں بھی حمزہ آیا عین وقت پر مجھ کو ستا یا بس یار و اب فرار پر قرار کر و ترکان نے دیکھا کہ بدوون جنگ قہقہہ بھاگ نکلا صاحبقران نے اتر کر نقابداروں کو سنبھالا انکی زخم دوزی کی بخوبی سمجھایا کہ کیوں یار و آپس کی جنگ کا مزہ دیکھا اگر صحیح و سالم ہوتے تو قہقہہ کیوں دباؤ ڈالتا خبردار اب کبھی آپس میں جنگ نہ کرنا دونوں نے ہاتھ باندھے کہ اب کبھی ایسی خطا نہوگی امیر نے دونوں کو آپس میں ملوایا سردن پر انکے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائیں فرمایا سامنے قصر سلیمانی ہو تم اس میں جا کر اتر و بعد صحت اختیار ہو جہاں دل چاہے جانا دونوں نے جھک جھک کر سلام کیا دونوں نقابدار جا کر قصر سلیمانی میں داخل ہوئے امیر تخت پر سوار ہو کر طرف پردہ دنیا کے چلے ایک مقام سے گزرے تھے کہ صدائے فریاد کان میں آئی سامنے دیکھا کہ ایک قلعہ پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہو اور ایک دیو خونخوار ہاتھ میں چماق چادر بارہ ہزار نہ ہائے دیو



ہشت پر بلوہ کیے ہوئے قلعہ پر جاتا ہوا وہ بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہوا میر نے جو یہ معاملہ دیکھا  
دہن سے فخر کیا باش او دیو خوشخوار آگے نہ بڑھنا فخرہ صاحبقران

امیر عرب حمزہ شیر دل	کز و گشتہ سہراب و رستم نجل	امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء
بن کا فرمان از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	اُس دیو خوشخوار نے جو تخت

صاحبقران آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ منم دیو را حیل آہن شاخ ملازم  
مقیمہ ہوں وہ حکم دے گیا تھا کہ راہ میں قلعہ برادران اکوان و حمران کا ہر مالک و ہانکے  
ریحان و افغان ہن اُس قلعہ کو پامال کرتا ہوا آتا ہن انکو زندہ نہ چھوڑو گا یہ کلمے چوبہست  
ہلانے لگا صاحبقران غصے میں تخت سے کود پڑے ترکان تو کانپ گیا مگر صاحبقران  
جو زمین پر آئے دیو را حیل نے جنگل مارا کہ توڑ مڑ کر کھا جاؤں صاحبقران نے کلائی  
پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو را حیل منہ کے بھل جھکا او پر سے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر دیو  
را حیل کا پھٹ گیا ساتھ والے اُسکے امیر پر آپڑے ریحان و افغان نے جو دیکھا کہ  
صاحبقران نے دیو را حیل کو مارا فوج اُسکی امیر پر آپڑی ہو بس اپنی فوج لیکر نکلے ہشت  
پر صاحبقران کے لڑنے لگے آخر ہراہیان را حیل شکست فاش کھا کر بھاگے ریحان و  
افغان نے اگر امیر سے ملاقات کی عرض کی آج تو غلاموں کو سرفراز فرمائیے دعوت ہماری  
نوش فرمائیے کل سرکار کو اختیار ہے صاحبقران ناچار ہوئے لندھو و ترکان کو ساتھ لیکر  
قلعہ ریحان میں آئے شب کو سامان دعوت ہوا پر یزادین خوب خوب ناچین خوب خوب  
گائین امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا براے آسمان پری نامہ لکھا کہ اے محبوب جانی و  
ایار جاودانی راہ میں دو مقام پر قیمتہ سے مقابلہ پڑا آخر بھگوڑا شکست کھا کے بھاگا  
اکوان و حمران کو معلوم ہو کہ تمھارے بھائیوں کا قلعہ جو راہ میں ہو دیو را حیل نے اگر انکو  
گھیرا تھا بہ عنایت پروردگار اُسکو مارا اب طرف پر دہ دنیا کے جاتا ہوں اپنی ضرورت عافیت  
سے آگاہ کرنا یہ نامہ لیکر روانہ کیا اور صاحبقران سوار ہوئے حاملان تخت تخت کو لیے ہوئے  
جائے ہن ایک بیشہ میں گذر ہوا کہ نہایت سبز و خرم تھا صاحبقران نے فرایا اے حاملان تخت



شام ہو چکی ہو اسی بیشہ میں تخت اتار و ترکان نے عرض بھی کی کہ اے شہریار یہ سناٹے کا مقام  
 تو میان کیونکر رات بسر ہوگی لندھو نے جواب دیا کہ آقاے نادار آرام فرمائینگے ہم جاگتے  
 رہیں گے اس طرح رات بسر کرینگے غرض کہ صاحبقران اتر پڑے زمین پوشش بچھا کر بیٹھے  
 صاحبقران نے فرمایا دن بھر کی تحکیم سے نیند کا غلبہ ہو اے لندھو سو رہا تو سوتے ہیں اور اے  
 ترکان تم بھی سو رہو ترکان و صاحبقران نے آرام کیا لندھو نے تیند لیکر بیٹھے دوپہر سے  
 رات گزری تھی کہ ایک غول جو بدست گران سنگ لیکر پیدا ہوا اُسے چاہا کہ امیر پر حربہ کرے  
 لندھو نے لکارا وہ غول بھاگا امیر کی آنکھ کھل گئی پوچھا اے درار اے مہم کیا ہو عرض کی  
 کہ آقا ایک غول آیا تھا وہ چاہتا تھا حضور پر حربہ کرے میں نے لکار دیا وہ دیکھے بھاگا ہوا  
 جاتا ہے مگر دور جا کر وہ غول پھر پلٹ پڑا صاحبقران غرہ کر کے اُسے کہ باش او غول بیابانی  
 کمان جاتا ہے مجھ پر حربہ کر امیر اشقر پر سوار ہوئے نقاب میں غول کے چلے ترکان نے کہا کہ  
 آقاے نادار آپ کمان جاتے ہیں امیر شے اور فرمایا اے ترکان تم بھی دین اسکو مار کر ابھی  
 آتا ہوں غول بھاگتا ہوا قریب درہ کوہ کے پہونچا وہاں جا کر ایک چنچ ماری گئی ہزار غول درہ کوہ  
 سے پیدا ہوئے صاحبقران اُسے لڑنے لگے جب کئی سو غول قتل ہوئے تو غلغلہ کرتے ہوئے  
 بھاگے امیر درہ کوہ میں آئے روئے کی آواز کان میں آئی امیر نشان پر آواز کے چلے درہ  
 کوہ میں آکر دیکھا کہ ایک جوان حسین چہت پڑا ہوا ہے اور ایک پتھر اُسکی چھاتی پر رکھا ہے اُسکے  
 صدے سے وہ فریاد کر رہا ہے صاحبقران نے قریب آکر وہ پتھر بٹایا وہ جوان اُٹھا جھک  
 جھک کے سلام کرنے لگا کہا آپ شاید صاحبقران زمان ثانی سلیمان ہیں میں نے خواب میں  
 دیکھا تھا کہ صاحبقران تجھ کو آکر رہا کرینگے صاحبقران نے فرمایا تیرا نام کیا ہوا اُسے کہا شہریار  
 غلغلہ مغربی میرا نام ہوا اسلئے شکار کے نکلا تھا یہ غول مجھ کو گرفتار کر لائے کئی عینے سے اس  
 مقام پر قید تھا جب بہت بیقرار ہوا ایک بزرگ میرے خواب میں آئے فرمایا کہ اے غلغلہ مغربی  
 نہ گھبرا صاحبقران آتے ہیں تجھ کو رہا کرینگے نکھر ہو کہ آج مراد پوری ہوئی آپ نے آکر رہا کیا  
 شب کو ایک ساحرہ آتی ہے کہ وہ نہایت کریمہ منظر ہے وہ سوال و صل کرتی ہے ایسا نہ کہ وہ آتی  
 ہو تو بڑی مشکل ہوگی صاحبقران نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر ساحرہ آئیگی تو وہ بھی قتل ہوگی



فرما کر صا جبقران غلغلہ مغربی کا ہاتھ تھام کر باہر نکلے تھوڑی دور چلے گئے کہ دیکھا سامنے  
 ایک قصر ہوا ایک ساحرہ اُس میں بیٹھی ہو اس نے جو غلغلہ مغربی کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اسے  
 حید زبون کہاں جاتا ہو صا جبقران نے فرمایا اولعونہ قریب آئیں نے اس کو رہا کیا ہو  
 بظاہر محکوم سزا دے کہ میں اس کا رہا کرنے والا ہوں وہ ساحرہ قصر سے کو دی ایک گولہ مارا  
 کہ امیر پر آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا امیر تو محفوظ رہے مگر غلغلہ مغربی کے پانوں  
 زمین نے تھام لیے اس نے پکار کر آواز دی کہ احو آقاے نامدار غلام پھر گرفتار ہوا امیر نے آکر  
 اسم اعظم پڑھا غلغلہ کو بھی رہا کر لیا جب تو وہ ساحرہ جھپٹی بہکتی ہوئی کہ امیر شخص تو نے بھی  
 کچھ سحر سیکھا ہو کہ میرے قیدی کو رہا کر لیا اور یہ جاتا ہو میں نہ جانے دونگی بہکتی ہوئی قریب  
 امیر کی آئی جا ہا ہا ہا تھتلوار کا مارون امیر نے تیغے کو جنبش دیکر وار کیا ہاتھ اس کا قلم ہوا وہ  
 سامنے سے بھاگی یہ کہتی ہوئی کہ امیر جو اب تار و ز قیامت اسی صحرائین رہیگا محکوم تو بیکار  
 کیا کیا تو بچے گا یہ کہہ کر ساحرہ تو بھاگ گئی اسی قصر میں جا کر چھپی صا جبقران نے دیکھا  
 میرے گرد ایک دیوار کھینچی ہوئی ہو امیر نے قریب دیوار آکر اسم اعظم پڑھا وہ دیوار گر گئی  
 اور آگے بڑھے مقام قیام پر آ کے دیکھا لندھو رو ترکان نہیں ہیں غلغلہ مغربی سے کہا  
 کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں آتا ہوں یہ کہہ کر صا جبقران طرف قصر کے چلے جب در قصر پر  
 پہونچے تو پہلو سے آواز آئی کہ یا صا جبقران ہو شیار رہنا اسم اعظم نہ فراموش ہو امیر  
 اسم اعظم پڑھتے ہوئے قصر میں آئے دیکھا وہی ساحرہ ایک زنگی سے ہم آغوش ہو امیر نے  
 لٹکا رکھا کہ اولعونہ یہ کیا حرکت ہو وہ زنگی اپنے فعل سے باز آیا طرف صا جبقران کے چلا امیر  
 نے سامنا کیا اس زنگی نے کہی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے اس کے وار روک کر اس کو قتل  
 کیا ساحرہ رونے لگی کہا امیر جو ان تو نے میرے جنت کو قتل کیا میں تجھ کو اب نہ جانے دونگی  
 اس طرح سرگردان کروں کہ ماہیان دریا و مرغنان ہوا تیرے حال پر روئیں لیکن محکوم ترس  
 نہ آئے ایسے کلمات کہہ کر بھاگی اب صا جبقران اس قصر میں پھر رہے ہیں جس طرف جاتے  
 ہیں راستہ نہیں مانتا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ احو آقاے نامدار ہم اس مقام پر قید ہیں  
 امیر نے آکر دیکھا کہ ترکان و لندھو رو مقید بیٹھے ہیں مگر امیر اسم اعظم پڑھے جانے ہیں



امیر نے دو یون کو رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز آئی اور آدم زاد ہمارے قیدیوں کو کمان  
بجائیگا دیکھا ایک دیونی چوہ بست ہاتھ میں بے ہوش آتی ہو قریب امیر کے آکر وار کیا امیر  
نے وار اسکا خالی دیکر قتل کیا دیونی کے قتل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرانام من  
عفریتہ خوشخوار بود امیر نے پھر اپنے کو ایک باغ میں پایا لندہ صورو ترکان پھر غائب  
ہوے باغ میں دیکھا کہ بڑے بڑے درخت ہیں سٹھائے انکے بنے ہوئے پانی سب میں  
بھرا ہوا ہوا امیر حیران کہ اس مقام پر پانی کسے پہونچا یا کہ پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران  
زمان حیرت نہ کیجیے طلسم خیال سلیمانی ہوا ایسے ایسے عجائب یہاں بہت ملین گے امیر نے  
پلٹ کر دیکھا حضور علی نبینا وعلیہ السلام آواز دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں یا صاحبقران  
سلیمہ جا دو گرنی یہاں بادشاہ ہر جب تک وہ قتل نہ ہوگی تب تک اس مکان سے آگے نہ بھاٹی  
غیر ممکن ہوا امیر نے چاہا اور یافت کردن کہ وہ ساحرہ کس مقام پر ہو حضرت خضر علیہ السلام  
غائب ہو گئے امیر اس مکان میں پھرنے لگے ایک مقام پر جو پہونچے مکان تنگ و تاریک  
تھا معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھ پکڑتا ہوا امیر نے جھٹکا مارا اور اپنا ہاتھ بھی بڑھایا ایک دیو کے  
ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ پلٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی امیر نے کشتی میں دیکھا کہ جویج میں اسپر  
باندھتا ہوں میرے ہاتھوں میں تھکایان پڑی جاتی ہیں تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ وہ  
دیو تو غائب ہو گیا مگر صاحبقران نے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زنجیر کو چاہتے ہیں توڑ ڈالوں  
زنجیر نہیں ٹوٹتی بہت ناچار ہوئے پروردگار سے دعا میں مانگنے لگے کہ رحیم و کریم کس بلا میں  
آکر پھنسا ہوں تو رہائی دیکھا تو رہائی حاصل ہوگی نظم

ساکنان راہ دین را در صواب انداختی	اہل دنیا را بزدان عذاب انداختی
فرہ را نسبت تو بخشیدی بہ جرم آفتاب	آب و تاب بحر در جسم حساب انداختی
ذوق و شوق خود عطا کردی دل بیتاب را	لذت و دیدار در چشم پڑ آب انداختی
حق پرستان را تو قرب خویش خود کردی عطا	عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی
خرم آن مردے کہ بفضل تو شد کارش تمام	واسے آن شخصیکہ کہ اورا در حساب انداختی
بندہ سہمدی شد اندر دین و دنیا سرفراز	چون نظیر دی تو احرار علیحساب انداختی



صاحبقران دعائیں مانگ رہے ہیں اُدھر یہ معرکہ گذرا کہ جب لاکہ آسمان پر ہی کو نامہ پہونچا تو ملک نے اپنی دختر قریشہ سے کہا تیرا باپ بڑا بے مروت ہو جی چاہتا ہو کہ پردہ دنیا میں جاؤں جا کر اُس سے ملاقات کروں اور کہوں کہ اگر ایک حدیث ہمارے بیان رہ جاتے تو کیا نقصان تھا یہ کہلے تخت پر سوار ہوئیں خواجہ عبدالرحمن جنی نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلے گا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ صاحبقران پردہ دنیا میں نہیں پہونچے ابھی اندر سرحد پردہ قاف کے ہیں ملک آسمان پر ہی عبدالرحمن کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئیں تخت اُڑتا ہوا چلا اس مقام پر پہونچیں کہ جہان صاحبقران قید ہیں زنجیریں ہمارے ہیں آسمان پر ہی نے جو آواز بخیر کی سنی کہا اس وزیر اعظم کوئی آدم زاد بخیرین ہلا رہا ہو عبدالرحمن نے کہا صاحبقران قید ہیں آپ یہاں اُتر اے انکو تلاش کیجئے آسمان پر ہی رونے لگیں اور اپنے بال کھول دیے چونکہ امیر پر عاشق ہیں حال قید جو سنا بیقرار ہو گئیں یہ اشعار دروان گنر بعد سوز و گداز پڑھنے لگیں نظم

پیدا ہوں بو تراب تو کیا بول لب زہے  
نکلا جو اُسکا سبزہ خطا کھیت اب رہے  
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے  
اسفل رہے جہان میں نہ اعلیٰ نسب رہے  
بوسے کے انتظار میں ہم جان لب رہے  
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا میں سب رہے  
راحت میں عمر بھر مرے پاسے طلب رہے  
گو یا کہ ہم جہان میں بس ایک شب رہے  
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

شان آگے خاکسار کے مکرش کی کب رہے  
ماند و اندہ خاک میں ہم مدون رہے  
ریگ روان بنی ہو ہمارے جسد کی خاک  
اس باغ میں ثبات ہو گل کو نہ خار کو  
مردے جیسا کیے لب جان بخش یا رے  
انسان دل میں کہتے ہیں حیرت سے مرتے دم  
ہر موج پوریا رگ خواب گراں ہوئی  
کی ہو خیال زلف میں سب زندگی بسر  
تاسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہو اور رسم

کہ صدائے گریہ آسمان پر ہی کان میں صاحبقران کے پہونچی اس قدر بیقرار ہو رہے تھے کہ پکار کر آواز دی امو ملک عالم اس طرف آؤ خواجہ عبدالرحمن آسمان پر ہی کو ساتھ لیکر اس طرف پہونچے آسمان پر ہی نے صاحبقران کو مسلسل و مطلق دیکھا بیقرار



ہو گئی دوڑ کر گری متھکاڑیوں پر آنکھیں رگڑنے لگی کتنی تھی اسی ماہ اوج صاحبقرانی میں کس  
 حال میں آپ کو دیکھتی ہوں صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عبدالرحمن میں اس مقام پر  
 آکر محبت میں بھنپس گیا خواجہ عبدالرحمن نے کہا اسم اعظم پڑھیے تو آپ کی رہائی ہو  
 صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا قید ٹوٹ کر گری کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او  
 آدمزاد تجھے کسے قید سے۔ ہا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ چند دیوزاد آئے صاحبقران  
 پر رہ کر نے لگے امیر نے تلوار کھینچی ان دیوزادوں سے لڑنے لگے کئی دیوزادوں کو  
 قتل کیا آخر وہ دیوزاد تڑپ کر گرے ایک آسمان پر ہی کو اٹھا لیا ایک نے عبدالرحمن  
 کو لیا آسمان پر ہی نے بیزار ہو کر آواز دی کہ اے شہر یار کینز کو بچائیے امیر بھیچے اُس دیو  
 کے چلے ایک قصر میں جا کر دیو داخل ہوا دروازہ قصر کا بند کر لیا امیر نے بقوت صاحبقرانی  
 دروازہ اُکھٹا اندر آ کے دیکھا کہ آسمان پر ہی ایک تخت پر سلسل بیٹھی رو رہی ہیں امیر نے  
 جو آسمان پر ہی کو اس حال میں دیکھا جھپٹ کر زنجیریں توڑیں کہ پہلوے قصر سے دیوار  
 شق ہوئی ایک ساحرہ صیب بصورت عجیب و غریب دیوار سے نکلی تڑپ کر گری کہ آسمان پر ہی  
 کو اٹھا لون امیر نے کلائی اُسکی پکڑ لی ایک جھٹکا مارا کہ ساحرہ منہ کے بھل گری ایک چیخ ماری کہ او  
 ظالم چھوڑ دے امیر کب چھوڑتے ہیں وہ ساحرہ لپٹ پڑی امیر ہر چند چاہتے ہیں کہ اسکو زیر  
 کریں مگر لنگر اُسکا نہیں اُٹھتا وہ ہر مرتبہ چاہتی ہے کہ چھڑا کر نکل جاؤں صاحبقران کو خیال آیا  
 کہ اسم اعظم پڑھوں جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا ساحرہ امیر کو چھوڑ کر بھاگی دور جا کر  
 کھڑی ہوئی کتنی تھی او آدمزاد تو نے کیا الفاظ کہے کہ میرے جسم میں آگ لگ گئی یہ سحر بجو کسے  
 تعلیم کیا یہ ککر ساحرہ نے نعرہ کیا کہ منم سلیم فردا ر خوار اب صاحبقران سمجھے کہ یہی بادشاہ  
 طلسم ہو جب اسکو قتل کرونگا تو رہائی ہوگی تلوار چمکاتے ہوئے چلے ساحرہ نے آواز دی  
 ارے یارو اسکو لینا چند دیوزاد پہلوے قصر سے نکلے امیر پر حملہ آور ہوئے امیر دیوزادوں  
 سے لڑنے لگے اسم اعظم پڑھے جاتے ہیں جب کئی دیو امیر نے قتل کیے تو اُس ساحرہ  
 نے ایک دو ہٹ زمین پر مارا ایک عقاب بلند پر واز زمین سے نکلا گرد صاحبقران پھرنے  
 لگا امیر خاموش ہوئے تھے کہ زبان میں لکنت آئی اسم اعظم فراموش ہوا وہ ساحرہ ناب



ہو گئی اب صاحبقران حیران کھڑے ہیں کہ پہلو سے دیکھا چارون حاملان تخت روئے ہوئے  
آئے عرض کی اموشہ ریا رہم قید تھے قید سے تو چھوڑے مگر کلچے جل رہے ہیں ہر اعضاء سے  
شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں ذرا حزیں ہیکل بکودیکھے کہ اپنے اپنے سینوں پر رکھیں امیر نے  
حزین ہیکل اتار کر دیدی وہ چارون حاملان تخت سامنے سے بھاگے امیر پھر اس مقام پر  
مقید ہوئے ہتھکڑیاں بڑیاں پہنے بیٹھے ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ پروردگار اس مشکل  
کو آسان کر اپنا فضل و کرم اس گنگا رکے شامل حال فرما نظم

گل شود ہرگز نہ از بار طمع  
مے کند ہر کس کہ انظار طمع  
دوستدار مطلب و یا طمع  
ہر علیل حرص و ہما طمع  
بندہ نادان گرفتار طمع  
بر فگن از دوش خود بار طمع  
ہر کہ باشد بندہ زار طمع  
شد چو دامن گیر از طمع  
مشغول گردد اگر نا طمع  
ہمکہ دید از دیدہ دیدار طمع  
ہر کہ شد ہند می طلبگار طمع

نشگند درد ہرگز از طمع  
می شود بے عزت و خوار و ذلیل  
در میان دوستان ہرگز مباحث  
نہیں مرض ہرگز نمیکند خلاص  
مخلصی یا بد نہ تا وقت اخیر  
حرص مال و جاہ از دل دور کن  
سرنگون پیش خدا کے میشود  
بہر طامع زندگی مشکل بود  
دین و ایمان را بسوزد در زمان  
چشم حق بنیش سراپا کو رشد  
در جہان فائز بطلب کر شود

لیکن سلیمہ مردار خوار شیشہ اسم اعظم و حزیں ہیکل لیکر اپنے قصر میں آئی بیٹی اسکی کلیمہ  
مردار خوار برق چمکاتی ہوئی آئی کہا امی مادر مہربان آج کیا ہو کہ طلسم میں بہکا منہ پڑا ہو  
سلیمہ نے کہا امی نور نظر جد طلسم کشا آگیا مگر میں نے اسم اعظم بند کیا یہ شیشہ رکھا ہو حزیں ہیکل  
اسمیں لپٹی ہوئی ہو کلیمہ نے کہا امی مادر مہربان جد طلسم کشا کون شخص، و سلیمہ نے کہا زلزلا قاف  
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شوہر آسمان پر ہی بی آسمان پر ہی قید ہیں خواجہ  
عبدالرحمن کو بھی میں نے پکڑ لیا کوئی صورت ایسی نہیں کہ جد طلسم کشا رہائی پائے کلیمہ



نے کہا اے مرد مر بان میں جد طلسم کشا کو دیکھ آؤن مدت سے اس شخص کا ذکر سنتی ہوں سلیم  
نے کہا اے فرزند جمال صا جفران اسحر سے مملو ہو جس نے اسکو دیکھا دیوانہ ہوا میں مناسب  
نہیں جانتی کہ تم جا کر اسکو دیکھو ایسا نہو عاشق ہو جاؤ کلیم نے کہا اے مرد مر بان آپ جانتی  
ہیں کہ مجھ کو مرد کے نام سے نفرت ہے میری کیا شامت ہو کہ عاشق ہو کر اپنی جان کو مصیبت  
میں ڈالوں میں سن چکی ہوں کہ عشق کر نیوالے ہمیشہ ذلیل رہتے ہیں لفظ

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہیں بے گسونا  
عشق وہ شاخ ہے کوئی جبین نہ پتہ دیکھا

فقط دیکھ کر چلی آؤنگی سلیم نے کہا اے نور نظر جاؤ مگر بہ نگاہ محبت نہ دیکھنا کلیم مرد و ارخوار  
مٹلتی ہوئی پہلے اس قصر میں آئی جہاں آسمان پر سی و خواجہ عبدالرحمن جنتی قید ہیں  
دیکھا ملکہ آسمان پر سی پڑی تڑپ رہی ہیں یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں لفظ

دی آگ اُٹنے پر نورخ سے شراب کو  
بد جانتا ہو چل سے زاہد شراب کو  
بھولوں وصال یار میں کیا اضطراب کو  
ابر و جد صحر کو ہل گئے بجلی سی گر پڑی  
واجب نہیں نماز بھی مستی میں زاہدا  
اس چشم مست کے ہوں بقور میں وہ کش  
جام شراب پیتے ہی چمکا ہو حسن یار  
اس دل کے ہاتھوں چپے گزارا ایک دن  
محشر کے روز دامن تر کام آئیگا  
میتا ہر دم میں صفحہ عالم سے نام بھی  
پنی شب وصال ہوئی صبح شام سے  
نکھے نہ یار جلوہ صبح شب فراق  
ناخن نہیں ہر کام مجھے اور غیر سے

شرمندہ جام مر سے کیا آفتاب کو  
دیکھا ہو شہرہ نے کبھی آفتاب کو  
دریا میں ہو قرار کمان موج آب کو  
رکھتا ہو وہ کمان میں تیر شہاب کو  
کیا مرتبہ دیا ہو خدا نے شراب کو  
کیونکر کروں گزک نہ ہرن کے کباب کو  
نور آفتاب سے ہو ملا ماہتاب کو  
پیری میں یا د کیا کروں عہد شباب کو  
رکھا ہو آفتاب کی خاطر سحاب کو  
کھدوار ہے ہو قبر یہ کیا تم کیا خطاب کو  
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو  
کردے سحاب چشم نہاں آفتاب کو  
بس جانتا ہوں بعد نبی بو تراب کو



کلیمہ نے جو آسمان پر می کو بقرار دیکھا کما اسی شہنشاہ پروہ قاف آپ قوم کی پر می داد ہین  
 انسان کے واسطے اس قدر بقرار کیوں ہین بلکہ نے کما اور ساحرہ صاحبقران وہ انسان ہین  
 کہ جس عورت نے دیکھا آپ سے باہر ہو گئی اور ہین تو مدت سے دلدادہ ہون کلیمہ بھلاتی ہوئی  
 اُس قصر ہین آئی کہ جہان صاحبقران قید ہین دیکھا تمام مکان شغشعہ نور جمال سے منور و  
 نورانی ہو رہا ہو بنگاہ غور جو صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محمودیدار ہوئی سراپا  
 دیکھنے لگی غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری یوسف زندان شوکت و صولت دید صاحبقرانی  
 چہرے سے ہو پیدا اور ظاہر ہو دیکھ کر عاشق ہو گئی اور آواز دی کہ ادا دمراد تو نے یہ کیوں  
 بے ادبی کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوا اب تو بہ کر کہ میں تجھ کو رہا کر ادون صاحبقران  
 نے فرمایا جب تک سلیمہ کو قتل نہ کر ونگا طلسم سے ذلکونگا کلیمہ نے کما قتل سلیمہ نہایت دشوار ہو  
 صاحبقران نے فرمایا اگر اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو تو قتل ہو جائیگی اور اگر میری قضا  
 لیکر آئی ہو تو فروسرنمی بچیم زشمشیر حبیب ہر چہ آید ہر سرمن یا نصیب ہ کلیمہ حیران ہو گئی  
 کہ اس قید و بند میں یہ خیال ہوا اسی کلیمہ انکو کیونکر رہا کروں مقام تاسف ہو کہ جہاں آسمان پر  
 عاشق ہو وہ ایسی مصیبت میں رہے یہ جفا سے یہ سوچتی ہوئی پٹی سامنے سلیمہ کے آئی  
 کما اسی مادر مہربان اب اس جوان کو قتل کیجیے کتابوں میں لکھا ہو کہ یہی جوان فتاح طلسم ہوا اتفاق  
 سے آپ کے قبضے میں آگیا ابھی بلا کر قتل کیجیے ایسا نہ ہو کہ رہا ہو جائے اسکے صد ہا بدگار  
 ہین سلیمہ نے حکم دیا ارے حمزہ کولاؤ دیو زاد لیکر صاحبقران کو سامنے سلیمہ کے لائے  
 ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسکو کھالے وہ دیو شکل بڑھا کر چلا کلیمہ نے شیشہ اٹھا لیا طرف  
 صاحبقران کے چلی سلیمہ نے کما اسی نور نظر اُس طرف شیشہ نہ لیا و اگر ٹھیس لگے گی ٹوٹ جائیگا  
 مگر کلیمہ کب مانتی ہو اسی طرف چلی جاتی ہو صاحبقران بھی دما ئین مانگ رہے ہین کما اسی  
 خالق بے نیاز و اسو رب کار ساز یہ میرے قریب آجائے تو شیشہ توڑ ڈالوں اسم اعظم رہا  
 ہو کہ صورت میری رہائی کی پیدا ہو طلسم

فتاد ویدہ و دانستہ ادبجاد ویرغ  
 حاصل خویش نکر د آدمی نگاہ ویرغ

نکر د تو بہ گنگار اد گناہ ویرغ  
 بہ زندگانی دور وزہ شہ قبان مغرور



دشت مرد گنگار و بندہ عاصی	ز آب دیدہ خود نامہ سیاہ دریغ
جبین نہ سودنجاک نیاز نہ شرب درو	نکر و سجدہ بہر شام و ہر کچاہ دریغ
ہمند باد ہوامی پرور زامن خوش	بکوبہ و دشت و بیابان بشکل گاہ دریغ
دریغ مہر درخشندہ در زوال آمد	ہر بر چہرہ روشن نہفت ماہ دریغ

کلیمہ نے شیشہ اسم اعظم صاحبقران پر پھینکا مارا امیر نے ہاتھ بار دیا شیشہ ٹوٹا حیرت انگیز ٹھکانا  
گلے میں ڈالی نعرہ اپنے نام کا کر کے اٹھے نعرہ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب پہر کمال	سمند و نریشیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	سلیمہ نے جو دیکھا کہ کلیمہ نے

بدی بد صاحبقران کو رہا کر دیا غصے میں آکر ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ کلیمہ کے دو  
ٹکڑے ہوئے بیٹی کا لاشہ دیکھ کر رونے لگی غصے میں صاحبقران پر جا پڑی کتنی تھی او آذر  
تو نے مجھ کو بہا کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب میں کیا تجھ کو زندہ چھوڑ دوں گی صاحبقران  
کے ہاتھ میں تلوار نہیں ہو مگر اسم اعظم پڑھنے ہوئے بڑے سلیمہ نے سحر کیا کہ امیر پر آگ  
برسنے لگی مگر بسبب پڑھنے اسم اعظم کے امیر پر آگ نہیں گرتی قریب سلیمہ کے پہنچے سلیمہ  
نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھک مارا کہ سلیمہ منہ کے بھل گری امیر نے  
اوپر سے گھونسا مارا کہ سلیمہ کا پھٹ گیا اندھیرا ہو گیا بیرغل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من  
سلیمہ جاو و بادشاہ طلسم خیال سلیمانی بود افسوس ایسی ساحرہ کو مارا جسکا مثل و نظیر  
پر وہ قاف میں نہ تھا اب یہاں آبادی نہیں رہی کسی مجال ہو کہ اس طلسم کو آباد کرے  
صاحبقران نے بڑھ کر آسمان پر سی و عبد الرحمن جنی کو رہا کیا ایک گونٹے میں آکر  
لندھو و ترکان کو پایا انکی بھی قید توڑی آسمان پر سی نے جو سخت تکلیف اٹھائی تھی  
پٹ کر صاحبقران سے رونے لگی کہا صاحب میں نے بڑی جفا اٹھائی خدا تم کو سلامت  
رکھے یہ امید تھی کہ اب اس قید سے رہائی ہوگی مگر آپ پر تائید خدا ہو کہ دختر ساحرہ  
نے رہا کر دیا مان نے اُسکی جھلا کر اُسکو مار ڈالا لیکن اب بندہ پر وہ دنیا جائے اور میں



طرت پر وہ قاف کے جاتی ہوں یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی  
 نقادار زرین پوش سیر کرتا ہوا جاتا تھا صاحبقران کو دیکھ کر اتر آیا امیر کو بادب تمام  
 سلام کیا امیر نے دماغے جان دراز دیکر فرمایا امیر باد کھائے آتے ہو اور کہاں جاتے ہو  
 زرین پوش نے عرض کی میں سیر کرتا ہوا درہ ظلمات پر پہنچا ایسا صحرا سے سبزہ زار  
 تھا کہ تماشا دیکھنے لگا طارون کی زمزمہ سرائی نکلے خور و کی رعنائی یکایک ہنگامہ  
 ہوا یہ حقیر آپ کا گھبرا کر اٹھا کہ شاگردان عیار نے خبر دی مقدمہ ششمنی شکست خوردہ آتا ہے  
 زخم دار و بیکر ہر چند کہ شکست خوردہ ہو مگر چار لاکھ زہ ہائے دیو ہمراہ ہیں عیار میرا  
 ہمیشہ ترغیب جنگ کرتا رہتا ہو مگر اسوقت کہا کہ برائے خدا نکل چلے آپ کے ساتھ لوگ کم  
 ہیں ایسا نہ ہو کہ پھنس جائے رگ مروی جنبش میں آئی عیار کی بات ناگوار ہوئی میں نے کہا  
 کہ امیر یار و فادار تو ہمیشہ جنگ کی ترغیب کیا کرتا تھا آج کیا کلمہ نامردی کہتا ہو عیار نے کہا  
 امیر یار اُسکے ساتھ فوج بہت ہے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ ہزار جوان ہیں مگر  
 فدوی تو آپ کی جرات دیکھے ہوئے تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر سر راہ آیا کہ مقدمہ پیدا ہوا  
 اسنے جو مجھ کو بارہ ہزار جوانوں سے دیکھا ساتھ والوں سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو  
 یہ ہمیشہ درپڑا زار رہتا ہے میں گھوڑا اڑا کر جا پڑا بارہ ہزار جوان ہمراہی میرے جانباز و سرفرو  
 ہیں سب نے ایسا حملہ کیا کہ بارہ ہزار زہ ہائے دیو مارے مگر ہم سب گھر گئے اسوقت میں نے  
 بیکر ہوا اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی کہ امیر کریم و رحیم و امیر سمیع و علیم کسی بدکار  
 کو بھیج دے کہ وہ آکر مجھ کو اس بلا سے نجات دے **طلسم**

خدا مطلع جلوہ ناز و نور  
 خدا در حجاب و خدا و حضور  
 زہر پر وہ حق می نما بد ظہور  
 بہر جن و انسان و وحش و طہور  
 گراز بھر و حدت کند کس عبور  
 عبت میر و بندہ نزدیک و دور

خدا خالق و رازق مار و مور  
 خدا باطن است و خدا ظاہر است  
 خدا جلوہ بخشد زہر آئند  
 ز نور خدا روشنی مے رسد  
 ز گرداب آفت بسا جل رسد  
 خداست مانند دل در بعل



گئے صورت شب گئے شکل روز	گئے شکل سایہ گئے شکل نور
ہر آن کس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوہ حق ضرور
زہر پردہ تابندہ نور خداست	زہر چہرہ روشن ظهور خداست

ہو نہ غلام کی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ صبح سے گرد آڑی نقابدار زمر پوش و یاقوت پوش  
 آپسین بکرا رین کرتے ہوئے آتے تھے ایک ماہ نام بدیع الزمان اور ایک شیفہ جمال  
 قاسم نوجوان اس دور و شور سے اگر گھر کے لشکر مقدمہ کو نہ دبا کر دیا میں نے جو اتنی  
 محنت پائی جنگ کرتا ہوا سامنے مقدمہ کے پہونچا اُس نے وار کیا میں نے وار کر کے تیغ سلیمانی  
 مارا کہ زخم سر مقدمہ چو پارہ ہو گیا آپ کے تصدق سے چیخ مار کر بھاگا جب اُس کے پانوں اُٹھے  
 پھر کیا تھا دو ہزار دون کو رول لیا دو لاکھ دیو فریب پر وہ ظلمات مارے گئے میں نے  
 نقابداروں سے ملاقات کی وہ دونوں مجھے انصاف چاہتے تھے زمر پوش کتنا تھا  
 بدیع الزمان بے مثل و بے نظیر ہین یاقوت پوش کا قول تھا کہ قاسم نوجوان کا  
 مثل نہیں میں نے یہ انصاف کیا کہ دونوں جرمی و بہادر ہین تب وہ دونوں آپس میں لڑنے  
 لگے کیونکہ امر شہر باریہ دونوں نقابدار کون ہین صاحبقران نے فرمایا کہ میں ان کے نام نہیں  
 جانتا اتنا جانتا ہوں کہ ایک طرفدار بدیع الزمان ہو دوسرا طرفدار قاسم نوجوان لیکن  
 بھی جنگ کرتے ہین پر وہ قاف میں بھی جنگ کرتے پھرتے ہین بڑے بڑے سرکشان  
 دونوں کے ہاتھ سے مارے گئے نقابدار نے کہا میں اُسی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہوں مگر حضور  
 سے بالجماع عرض کرتا ہوں کہ مجھے فساد نہ بڑھائیے ہانٹ لے صاحبقرانی مجھ کو دیکھیے میں چاہتا  
 ہوں میرے آپ کے مقابلہ نہو ایسا نہو کہ غلام سے کوئی بے ادبی سرزد ہو صاحبقران  
 نے فرمایا کہ امون نقابدار بہادر یہ ہانٹ لے صاحبقرانی بڑی جستجو سے پائے ہین بدون امتحان  
 زور بازو نہ دوں گا جب مزاج میں آئے امتحان کر لو ویر تک نقابدار صاحبقران کو سمجھایا  
 کیا مگر میرے یہی جواب دیا کہ بدون امتحان زور بازو نہ دوں گا نقابدار نے کہا اب رخصت  
 ہوتا ہوں ابکی جو آؤں گا تو امتحان کروں گا صاحبقران نے فرمایا میں تو ابھی موجود ہوں  
 جس فن میں تم کو زیادہ ناز ہو اُسی کا امتحان کرو حال کھل جائیگا نقابدار ناچار ہو کر تخت پر



سوار ہوا اگر بے غصہ کہ گیا کہ ابکی جو آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کر دنگا دیوزاد نقاہر کو لیکر روانہ ہو گئے صاحبقران نے ترکان و لندھو کو ساتھ لیا حاملان تخت نے تخت صاحبقران اٹھایا یہ تو طرف پر وہ دنیا کے چلے مگر امیر کے نہونے سے لشکر صاحبقران میں مالک و بہرام وغیرہ پریشان ہیں بارگاہ میں بیٹھے ہیں پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے ہیں خواجہ عمر و سامنے بیٹھے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گارہے ہیں دل سب کا ہلا رہے ہیں نظم

نہیں یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی میں جو پانی ہر وہی میں ہوں یہ فرق اعتباری ہر ڈبو دو نگاہ میں سبب اشک میں اپنے رقیبوں کو پڑے پر تو اگر مثل ہلال ابرو سے قاتل کا	ہمارے دیدہ گریبان کی ہر تصویر پانی میں زبان موج کرتی ہر یہی تقریر پانی میں سوا ہر چشمہ خورشید سے تنویر پانی میں نظر آنے لگے ہر موج شمشیر پانی میں
---	--

ہنگامہ عیش و نشاط گرم تھا کہ صحرا سے گرد آڑی ایک پہلوان مغرور و حکیم گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر مقابلہ میں آکر اتر آکھلا سمجھا کہ آپ لوگ یہاں سے اٹھ جائیں ورنہ سب کو قتل کرونگا مالک نے ایلیچی کو نکلوا دیا کہا جا کر کہہ دو کہ جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر اگرچہ مالک ہمارا بہانہ پر نہیں جو نہیں معلوم انکو کون اٹھا کر لے گیا مگر لازم اُنکے موجود ہیں میدان میں آئیگا تو جواب پائیگا قحطان اژدر چشم یہ جواب سخت شکر بہت جھلا یا اسی وقت طبل جنگی بجوا دیا میمان سروران متمن نے آپس میں صلاح کر کے جواب میں طبل جنگی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیار یان ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم

یلاک ہوا وان سحر کا ظہور ہست گرم خواور روشن گاہ کیا وید بہ خلق پر آشکار	اڑا آشیانے سے طاؤس نور سپہ کی علامت سپید ہوا کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار	وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ نشان آگے آگے خط صبح کا دونوں لشکر میدان کا رزار
---	---	--

میں آئے صفین جہیں نقیبوں نے نقابت کی کو کیت کر کا لکھ رہے قحطان اژدر چشم نعرے کرتا ہوا میدان میں آیا گینڈے کو ہمیں کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو جتنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ میں آئے فروگران ہر کرا بار سر بر تن است ۛ حکیم علا جیش بہت من است ۛ قحطان نے جو یہ نعرہ کیا مالک اژدر نے اویان کو بڑھایا سرداروں







شہنشاہ زرین پوش مع فوج منیا و شعاع تخت زبردیدی فلک پر آکر جلوہ فرما ہوا قحطان جو شان  
 و خروشان میدان میں آیا اور دھڑے اہل اسلام میدان میں آکر جبے قحطان زور و ن پر چڑھا  
 ہوا میدان کا رزار میں بلبلا کر پکار رہا ہو کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عبد الجبار حلبی نے مرگ  
 اپنا نکالا نصرت ہو کر میدان میں آیا قحطان قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے جھوم رہا ہو جیسے ہی  
 عبد الجبار سامنے آکر پہونچا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا عبد الجبار نے فوراً بہ آسیب  
 سپر تلوار کو رد کیا اور عوض میں ہاتھ تلوار کا مارا قحطان نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اور زہر دار  
 زہر دار کے پھر ہاتھ مار دیا عبد الجبار نے سپر کو اٹھا یا سپر کٹی سر پر زخم لگا عبد الجبار زخمی  
 ہوا عبد القہار نکلا بھائی کو پھیر دیا سینہ سپر کر کے مقابل ہوا قحطان نے دوسری ضرب  
 میں اُسکو بھی زخمی کیا اور سردار نکلے مثل نعمان بن منذر وغیرہ کے مگر سستی طالع سے سب  
 زخمی ہونے جو سامنے آیا وہ زخمی ہوا یا سیار گلشن جنان ہوا جب آٹھ نو سردار زخمی ہوئے  
 اور دوسرے سردار سیار گلشن جنان ہوئے تو شام ہو گئی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے لگھاڑ  
 کہ قحطان نے سات دن میدان داری کی بہت سے سرداران صاحبقران زخمی ہوئے  
 اور دس بارہ جوان سیار ملک عدم ہوئے آٹھویں دن قحطان جو طبل جنگی بجا کر میدان میں  
 آیا لگا رہا ہو مگر کوئی مقابلے کے لائق نہیں پراہل اسلام کا بندہ کچھ کہید ان و رسالہ  
 نکلے وہ قحطان کے ہاتھ سے مارے گئے قحطان بلبلا رہا ہو پکار رہا ہو کہ اگر اب کوئی میرے  
 مقابلہ میں نہیں آتا تو میں خود آتا ہوں سب کو گرفتار کر لوں گا عمرو نے جو یہ منہکا مہ دیکھا کلاہ نمئی  
 سر سے اتاری پکار اٹھا کماؤ رحیم و کریم و اعو سمیع و علیم رحم اپنا خریک کر اس آفت سے لشکر  
 کو بچالے کسی معین و مددگار کو بھیج نظم

<p>آدم و جن و ملک زو حوز و غلمان از دوست          اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از دوست          رونق نازہ بہر موسم درین بستان از دوست          مہر زو پر تو فغن روشن مہ تابان از دوست          در میان سینہ روشن جلوہ عرفان از دوست</p>	<p>ہر چہ ہست اندر وجود عالم امکان از دوست          خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از دوست          جلوہ گرد در باغ سرو و شہیل در بجان از دوست          در زمانہ انقلاب گردش دوران از دوست          گہند گردندہ صبح و شام سرگردان از دوست</p>
---	---



پر تو افکن بر وجود خاک نذر جان از دست	اشتعال آتش ہر سینہ سوزان از دست
کلاک گوہر بار بر کاغذ گہرا ہشتان از دست	شاعر ہندی شناخوان اندرین دیوان از دست

مظہار گینڈا امین کر رہا ہو دسبدم پکارتا ہو کہ اسی فرقہ خدا پرستان آج کوئی میرے مقابلہ میں نہ آئیگا معلوم ہوا کہ سب ڈر گئے خوف جان سے کوئی قدم نہیں بڑھاتا یہ سب غلط شہرہ تھا کہ مسلمان بڑے بہادر اور جری ہیں میں نے تو کسی کو بھی بہادر نہ دیکھا اب میں خود وہاں آکر مغلو بہ کرونگا بارگاہین لوٹ لونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دوں گا اہل اسلام جو اب دیتے ہیں اور مفرور جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے ما بزرگ است اگر موت ہماری تیرے ہاتھ سے ہو تو مجبور و ناچار ہیں ورنہ کسی مجال ہو کہ بدو ن حکم خدا قتل کر سکے مغلو بہ کو حکم دے ہم بھی جائون پر کھیلین گے یہ کہہ کر ہندیوں نے گھوڑے چمکا کر بڑھائے پکار کر آواز دی کہ او بیجا جو تجھے ہو سکے وہ کر کیوں تا مل کرتا ہو ہم جو اتنا ہندی ہیں وہ تلوار چلے کہ دنگ کر دیں سپر کو گھونگھٹ جانتے ہیں یہ کیا جرات ہو کہ بار ایک مزدور کا جسم پر لدا ہوا ہو حمل کے انگر کھون پر اہل ہند تلواریں کھاتے ہیں کبھی حریت سے منہ نہیں پھیرتے یہ کلام جو قحطان نے سنے اور زیادہ بلبلا یا فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں یارو سب جم کر آؤ چار جانب سے مسلمانوں کو گھیر لو آج وہ کشت و خون ہو کہ خون کے دریا بہ جائیں اہل ہند کو ابھی دعویٰ جنگ ہو مگر ہندی آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے ہیں رنگین دوپٹے گلون میں پڑے ہوئے ہیں چھوٹی چھوٹی کلاہیں اور مانگ کھلی ہوئی لہل کے انگر کھے شروع کے کھٹے تلواریں ہاتھ میں گھوڑے چمکا رہے ہیں قحطان نے قصد کیا کہ بلوہ کر کے جا پڑوں گے کہ سب کو قتل کروں مسلمانوں کو بڑا دعویٰ ہو سب دعویٰ آج شادون گردا سپر کا ہاتھ میں لیا تیغہ چمکا یا گینڈا بڑھایا ادھر عمر و نے بیتاب ہو کر آواز دی کہ اسی کس بکیساں و امرد کار غریبان و امرد ستگیر فتادگان تو بھولی ماہر ہو کہ ہمارے آقاے نامدار کو کوئی اٹھا لیگیا اگر آقا موجود ہوتے تو اس زبان دراز کو جواب دیتے اے رحیم و کریم تیری مدد کے امیدوار ہیں بندے تیرے مجبور و ناچار ہیں فرزندوں میں صاحبقران کے بھی کوئی نہیں بادشاہ اسلام کا بھی سر پر سیا نہیں کون اس مفرور کو جواب دے بلکہ کر جو عمر و نے دعا کی اپنے دیکھا کہ تخت صاحبقران آسمان سے پیدا ہوا لندھو رو ترکان عہدہ صاحبقران نے جو



شکر کو منتشر پاؤں سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشندای کا فران بیجا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند  
دہر کہ داند بشناسد مہم زار کہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ صا جبقران

امیر عرب حمزہ شیر دل	کر و کشتہ سہراب و رستم نجل	امیر عرب ضیفم روزگار
حکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء
بن کا فران از جهان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	نعرہ صا جبقران کی آواز

بارہ کوس تک جاتی ہو زمین میدان کارزار تھرائی قحطان گھبرا کر گینڈے پر اچھل پڑا سر اٹھا کر  
دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل ہو خود زرین بالائے سر زرہ و او دی زیب جسم نیمچہ سہراب  
بل ہاتھ میں جرأت بات بات میں دو جوان دیو بند و دیو کش مسلح و مکمل سلاح جنگی سے آراستہ  
لگس رانی کر رہے ہیں صا جبقران زمین پر آئے سرداروں کو زخمی دیکھا بیقرار ہو گئے پشت  
اشقر پر سوار ہوئے ترکان دوڑ کر قدموں سے پٹ گیا عرض کی اے آقا سے نامدار وای  
مولا سے قدر شناس و فلک اساس اس وقت تو میری ایک عرض قبول کیجیے کہ مجھ کو مقابلہ میں  
اس مغرور کے جانے دیجیے صا جبقران نے فرمایا کہ اے ترکان تم ایسے ہی جری بہادری  
مگر اس وقت میرا ہی جانا مناسب ہو صا جبقران نے جو ذرا غصہ سے کہا ترکان تو تھرا کر  
پچھے ہٹا مگر لندھو رنے تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی کہ آقا سے نامدار اگر مجھ کو رخصت نہ کیجیے گا  
تو قدموں پر سر کو تھار کر ونگا صا جبقران نے فرمایا کہ اے ہند وای جانشین من سات  
دن سے یہ میدان داری کر رہا ہو کل سردار لشکر کے زخمی ہیں کوئی تو کمال یہ رکھتا ہو مالک بھی زخمی  
ہیں لندھو رنے کہا اے شہریار جا کر ایک گرز مار دو گنگا مع گینڈے پیوند زمین ہو جائیگا اسی  
وجہ سے میں اور بھی میدان میں جاتا ہوں کہ ہم چشم میرا زخمی ہو چکا ہو اب اس وقت جرأت  
کا مزہ ہو یہ کیلے لندھو ر آگھین قدموں سے ملنے لگا اور چشم سے اشک حسرت ٹپکانے لگا  
امیر کو کچھ بن نہ پڑا لندھو ر کو اجازت دی لندھو ر نے مرکب بڑھایا اٹھا رہ سو من کا گرز  
کاندھے پر رکھے ہوئے مقابلہ قحطان میں آئے لکڑے کہ او تا مرد ایسا اہل اسلام کو بکس  
و بے بس سمجھا ہو میں نے آقا سے نامدار کو نہیں آنے دیا میں اُنکا لازم زیر کردہ تیرے مقابلہ  
میں آیا ہوں دیکھو تو کیسا نامدار ہو کیسا تلوار کا وار ہو کہ سب سردار تیرے ہاتھ سے زخمی ہوئے



اب مزہ شجاعت کا ملے گا وہ گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون قحطان نے گینڈا پیچھے  
 ہٹا کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھو رہے گرز آگے کر دیا گرز کیا تھا ایک پرچہ کوہ تھا اُس پر جو تلوار  
 پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے قبضہ ہاتھ میں باقی رہ گیا وہ قحطان نے کھینچ مارا لندھو رہے  
 خالی دیا گرز دو دستی اٹھا یا صاحبقران نے پکار کر آواز دی کہ امی جانشین تین مروت شہزاد  
 دو دستی گرز نہ لکانا مگر لندھو رہا ایسا غصے میں تھے کہ صدائے صاحبقران نہ سنی اور دو دستی  
 گرز مار دیا قحطان نے گرز کو گرز پر روکا مگر ضرب دست لندھو رہا سعدان کب رکنتی ہی  
 گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ قحطان کا کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا سر پر پڑا کہ سر گردن میں گردن سینے  
 میں تمام جسم جسم میں گینڈے کے ٹکڑے خون کا تھا لاہو کر رہ گیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا یہ حال  
 دیکھا تلوار میں کھینچ کر لندھو رہا پڑے یہاں نولاکھ ہندی ملا زمان لندھو رہا جو بیتاب کھڑے  
 تھے تلوار میں کھینچ کر جا پڑے سرداران لندھو رہا عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان  
 اور رنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ اور دونوں  
 فرزند ان لندھو رہا شیون پریزا دو فرہاد خان یک ضربی نوراً جا پڑے زیر تلوار  
 کا فزون کو رکھ لیا ایک طرف گرز لندھو رہا چل رہا ہوا ایک طرف فرہاد خان کی چوہ دست  
 گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو زور و شور سے چل رہی ہی بڑھ بڑھ کر افسران  
 فوج کو مارا وسط لشکر میں فرہاد خان لڑ رہا ہوا ان ہندی زور و شور سے لڑ رہے ہیں  
 نقیبوں نے بڑھ کر آوازیں نکائیں سرود بجائے اُن میں یہ صدا تھی نظم

تا بہ کہ حسرت فرزند وزن و شہر و دیار  
 ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزرا  
 جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار  
 عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر بازار  
 ارغنون و ارسدا گونجتی تھی صوت ہزار  
 کبھی گل مندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار  
 واہ ری تیری تنگ ظرفی ہاں عز و وقار

ای مقیمان تہ سقف سپر و وار  
 آئی فاعتبر وایا اولی الالبصار پڑھو  
 اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا  
 رات دن چلپین رہا کرتی تھیں سردار و نین  
 شلخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام  
 بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم میں  
 واہ نیزنگ فلک آفرین سبحان اللہ



جن پہ پڑتا تھا پر نیرادوں کے جھومر کا عکس نصر کو جانے دو باشندوں کو دانکے دیکھو چیلین منڈلائی تہیں اٹھتے ہیں گیونے ہمت سینہ لبریز تمنا و لب لب ٹھہر سکوت نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمارا نہیں	آج کل وہ لب جو چند کا ہو آئینہ دار تکیمہ گورو گورن آج ہو ہر اک کا مزار ہو خیابان مین پر زراغ و زرخن کے انبا نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دا کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو طاقت نطق کہاں سانس بھی مساز نہیں
---	--

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ہندو یون کے نقشہ جرات بڑھے چمک چمک کے لڑنے لگے جو  
کافر سامنے آیا ہاتھ تلوار کا مار دیا سر اسکا اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اس طرح سرداران  
نامی جنگ کر رہے ہیں کفار کو تنگ کر رہے ہیں آخر کل لشکر قحطان شکست فاش کھا کر بھاگا لیکن  
امیر نے قنات کو منع کیا تب سردار کے مگر سرداران ہندوستان ایسے لڑے کہ قدم  
کافروں کے اٹھا دیے دریائے خون بہا دیے لندھو ربا فتح و فیروزی پٹے صاحبقران  
نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے جانشین من مانشا و اندکس زور و شور سے لڑے ہو لندھو رنے  
کہا چونکہ یہ عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار زخمی ہوا تھا میں نے اسکا بدلہ لیا دم بھر میں  
لشکر اسکا تہ دبالا کیا اب تو ہوا داری قاسم کا نام نہ لین گے امیر نے فرمایا یہ ہونے لے  
نہیں جاتی ایسا نہ کہ وہ بگڑ جائیں لندھو ر نے عرض کی اپنے اوپر آپ بگڑینگے ہمارا وہ کیا  
کرنیکے امیر لندھو ر کو لیکر بارگاہ میں آئے پہلو میں اپنے جگہ دی ترکان جرات صاحبقران  
دیکھ کر بل و جان مطیع و منقاد ہوا دربار راستہ ہو صاحبقران نے سرداروں سے سب حال  
بیان کیا کہ راہ میں کئی معرکے پڑے جا بجا لڑے طلسم خیال سلیمانی فتح کیا بے فوج کا طلسم  
تھا جا بجا مرحلہ جات تیار تھے مگر یہ عنایت پروردگار سب مقام فتح ہوئے بخیر و عافیت  
تم لوگوں میں پہونچے مگر خواجہ اب لشکر تیار کرو کہ قریب نورالدین ہو چنچن انکو بھی معلوم ہو  
کہ دادا جان آگئے خواجہ نے لشکر کو تیار کیا صاحبقران سوار ہوئے چاہتے ہیں لشکر بڑھائیں  
کہ علمدار و غیرہ رک گئے قدم نہیں اٹھا سکتے عرض کرتے ہیں اے شہر یار قدم زمین نے تھام  
لیے بڑھ نہیں سکتے امیر نے فرمایا خواجہ خبر تو لو یہ کسا شہدہ ہو خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے



ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے قریب کو وہ پہونچے دیکھا ایک جادوگر نی بیٹھی ہوئی زمین کھود رہی  
 ہو اُس پر سحر کرتی جاتی ہو کبھی اپنے نام کا لغزہ کرتی ہو کہ منہ زمین شکافت جادو دیا سامری و  
 جمشید لشکر حمزہ آگے نہ بڑھے جو جون یہ سحر کرتی ہو لشکر کا حال ابتر ہوتا ہو ہر طرف سے  
 یہی صدا آتی ہو کہ اسی شہر یا ر قدم نہیں اُٹھتے خواجہ ساحر بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھنے لگے اور پکار کر  
 آواز دی اے ملک عالم میں ہوں فرستادہ خداوند بقر اطمینانی ساحرہ نے زمین کا کھود ناموقوف  
 کیا اہل فکر صاحبقران کسی قدر مطمئن ہوئے وہ ساحرہ بلائے گئی کہ اسی ساحر میرے قریب  
 آئیں دیکھوں کیا حکم لایا ہو خواجہ قریب جادوگر نی کے پہونچے اُس ساحرہ نے کہا اسی ساحر  
 کیا حکم لایا ہو عمر و نے ایک نام نہ نکال کر جھولی سے دیا اُس ساحرہ نے پڑھا مضمون یہ لکھا تھا  
 کہ اسی زمین شکافت ہے تمہاری کارگزاری کو ملاحظہ کیا گیا خوب سحر کیا ہو کہ کل لشکر حمزہ رگ  
 گیا منزل نہیں ملو کر سکتا اور رہنے آج سے تجکو اپنا نظر کر وہ کیا تجکو نائب قدرت کرینگے  
 بشارت جادو نامہ لیکر آتا ہو جو سحر تعلیم کرے سیکھ لینا کل لشکر حمزہ کا غائب ہو جائیگا مراد تمہاری  
 برائیگی ساحرہ نے نامہ پڑھ کر کہا اسی بشارت جادو کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہو ساحر  
 نے کہا آگ روشن کیجئے لوبان دیا ہوا قدرت کا میرے پاس ہو تم آگ سلگاؤ تو میں لوبان دون  
 ساحرہ نے انگلی تھنی نکالی آگ اُسمیں روشن کی لوبان خواجہ نے نکال کر زمین شکافت کو دیا کہا یہ  
 لوبان آگ میں ڈالو زمین شکافت نے وہ لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھواں لہر لہر نکلا زمین شکافت  
 کے منہ پر بڑا جھوم کر گری خواجہ نے اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ خواجہ عمر و

عمر و ہوں میں خیار صاحبقران	مرے نام سے کا پتا ہو جہان	تراشندہ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں	مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکر میں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	خواجہ نے خنجر نکالا کہ ساحرہ
کا سر کاٹ لون کہ تڑپ کر آسمان سے بچے گرا خواجہ و زمین شکافت کو اُٹھا لیکیا با بحث یہ ہوا کہ		
شوہر زمین شکافت کا آسمان پر واز آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ ایک ساحر میری زوجہ کو قتل		
کرتا ہی تڑپ کر گرا زوجہ کو اور عمر و کو اُٹھا لیکیا راہ میں خواجہ نے پوچھا کہ اسی ساحر تو کون ہو		
جو تجکو لیے جاتا ہو اُسے کہا شوہر زمین شکافت کا ہوں میں نے دیکھا کہ تو میری زوجہ کو قتل		



کرتا ہی میں تڑپ کر گرا دو نون کو اٹھا لیا اب اپنے باغ میں جا کر بجگو قتل کرونگا عمر و توج ہوا سے  
 بیوش ہو گیا جواب دے سکا آسمان سیر خواجہ کو یہ ہوئے اپنے باغ میں آیا زوجہ بھی رکی  
 بیوش ہو عمر و کو ہوشیار کیا کہا کہ اوسا حر تو کیوں میری زوجہ کو قتل کرتا تھا عمر و نے کہا اے آسمان سیر  
 تو بڑا بے غیرت ہی تیری زوجہ ایک ساحر سے فعل شنیع کر رہی تھی مجھ کو وہ دیکھ کر بھاگا میں نے اسکو سحر  
 کر کے بیوش کیا اسی جرم پر چاہتا تھا کہ اسکو قتل کروں یہ کہہ چکی تھی کہ میں زوجہ آسمان سیر  
 ہوں تمہارے باپ سے مجھے ملاقات تھی تمہارا نام سنکر مجھ کو افسوس ہوا کہ ایسے ساحر جلیل کی ہو  
 سرباز ار ایسا فعل کر اے تو میں قتل کرتا تھا تم مجھ کو اٹھا لائے اب جی چاہے اسی ساحرہ سے پوچھ لو  
 کہ میں نے کیوں قتل کا ارادہ کیا تھا آسمان سیر نے جھلا کر تلوار کھینچی چاہا زوجہ کو قتل کروں عمر و  
 نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے آسمان سیر سو اسے بدنامی کے اور کوئی قتل سے تیجہ نہوگا اسکا بگڑا کیا ہو جائے  
 دو تمہارے پاس سوئے گی اگر اسکو قتل کر دو گے تو پھر کیونکر آرام ملے گا آجکل سردی میں کیسے  
 پریشان ہو گے اسکو ہوشیار کر کے حال تو پوچھو دیکھو کیا کہتی ہو آسمان سیر نے زوجہ کو ہوشیار  
 کیا زوجہ نے اٹھتے ہی شوہر کو ایک دو ہتھڑ مارا کہا لگوڑے مجھ کو کیوں اٹھا لیا عمر و نے کہا خوب  
 کیا یہ اسی لائق ہو آسمان سیر نے دو ہتھڑ کھا کر ایک تانچہ مارا خواجہ منہس رہے ہن اور فرماتے  
 بین اے زمین شکاف شوہر کو مار ڈالو تو پھر بخوف ہو جاؤ جو چاہو وہ کرتی پھر کوئی نہ پوچھے گا  
 ان باتوں پر عمر و کی آسمان سیر اور زیادہ جھلاتا ہو ہر مرتبہ تلوار لیکر بڑھتا ہو زوجہ اپنے کو بچاتی  
 ہو کہ ایک مقام پر عمر و نے پکار کر کہا اے زمین شکاف میری جانب دیکھو وہ طرف عمر و کے  
 بٹی آسمان سیر نے تیغ کا ہاتھ مارا زمین شکاف کے دو ٹکڑے ہو گئے عمر و نے کہا خوب  
 کیا ایسی قاحشہ کو مار ڈالا اسکے زندہ رہنے سے تمہاری بڑی بدنامی تھی آسمان سیر لاشہ زوجہ  
 کا دیکھ کر رونے لگا کہا اوسا حر مجھ کو کیونکر معلوم ہوا کہ زمین شکاف کیا کر رہی ہو عمر و نے کہا میں  
 محبت خداوند میں بیٹھا تھا خداوند نے خبر دی کہ اے ریشا رت جا دو جاؤ زمین شکاف کو مارو  
 وہ فعل شنیع کر رہی اے زمین فوراً آیا ساحرہ زبردست تھی قدرت نے سحر ساٹھ کر دیا تھا میں نے  
 اگر وہی معاملہ ہوتے ہوئے دیکھا مگر قدرت کا سحر تبلا ہوا جو کیا یہ بیوش ہوئی ساحر مجھ کو دیکھ کر  
 بھاگ گیا میں قتل کرنے کو تھا کہ تم آگئے اب تمہاری فکر کرتا ہوں کہ تم کو بھی قتل کروں قدرت نے



ارشاد فرمایا تھا کہ آسمان سیر کو بھی قتل کرنا جو میرے پاس بٹوا ہوا سین قدرت نے کرامت  
 اپنی بھر دی ہو ذرا اسکو ملاحظہ کیجئے تو آپ کو حال قدرت بقراط ثانی کھلے یہ لکھ خواجہ عمرو نے  
 چوراسی گھنٹیاں کھولیں کہا ذرا اسکو دیکھو ساحر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کئی شہر آباد ہیں مائے  
 لڑ رہے ہیں پہلوان یلغریے ہوئے جاتے ہیں ہر طرف روپیہ کا انبار لگا ہوا جن بیٹھے پر کھ  
 رہے ہیں کھوٹے کھرے الگ الگ چُن کے رکھ رہے ہیں آسمان سیر حیران ہوا کہ اس ذرا سے  
 بٹوے میں کیا کیا بھرا ہو کہ شہروں کا تماشہ معلوم ہوتا ہو جب یہ خوب دیکھنے میں مصروف ہوا  
 خواجہ نے اسکو اندر زنبیل کے گرد دیا گرتے ہی ملازموں نے کپڑے اُتر والیے مزدوری کرنے لگا  
 خواجہ آسمان سیر کو زنبیل میں ڈال کر کوہ سے اُترے طرف لشکر صاحبقران کے چلے دیکھا لشکر  
 صاحبقران آتا ہوا علمائے رنگاری کے پھر رہے کھلے ہیں عمرو نے جا کر صاحبقران سے  
 سب حال بیان کیا کہ یکا یک لشکر میں پھر ہنگامہ ہوا آسمان سے آگ برسے لگی کئی ہزار ملازمان  
 صاحبقران جل گئے عمرو نے کہا امیر آقا سے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجئے کہ یہ آفت دفع ہو  
 امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ بر سنا موقوف ہوئی لشکر آگے بڑھا مگر خواجہ چار طرف  
 دیکھتے ہوئے جاتے ہیں کبھی زرنہ نخلستان میں چھپے کبھی میدان میں آکر سر اٹھا کر دیکھا یکا یک نظر  
 پڑی دیکھا ایک ساحرہ نخل پر بیٹھی ہو سحر کر رہی ہو مگر حیران ہو کہ آگ برسنا کیوں موقوف ہوئی  
 عمرو نے جو ساحرہ کو دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی امیر ملکہ عالم قدرت نے مجکو بھیجا ہو  
 اور ارشاد فرمایا ہو کہ اُس ساحرہ کو جا کر وہ سحر تعلیم کرو جس سے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائے  
 وہ ساحرہ درخت سے اُتر می خواجہ نے کہا دیکھو وہ سامنے قدرت بیٹھے ہیں جیسے ہی وہ ساحرہ  
 پلٹی عمرو نے خجرا را کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر کا حال سنئے کہ بقراط قلند  
 مروارید نگار میں بیٹھا ہو مروارید آفت خیر پہلو میں بیٹھی ہو پوچھتی جاتی ہو کہ کس ساحر نے  
 کیا کیا بقراط بیان کرتا ہو کہ زمین شگاف قتل ہوئی ہر چند کہ آسمان سیر زندہ ہو  
 مگر اس آفت میں ہو کہ موت اپنی طلب کر رہا ہو شاہزادیاں قصر شہشت پہل کی جو ساتھ آئی  
 ہیں وہ ڈھول بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں **نظم**

کیا گذر اُس کے دہان تنگ سے ہو بات کا

گھل گیا رستی سے رستہ بند ہر ظلمات کا



باغ میں سنکر شکستہ غنچہ گل کی صدا  
روتے روتے ہم ذرا تڑپے تھے بالائے زمین  
فرقت محبوب میں اندھیر سا اندھیر ہو  
گاہ روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں اپنے حال پر  
ہریان میری سگ جانان کو پہونچا دے کوئی  
لفظ اپنی کرے پہلے بعد اثبات نفی

یا د آ یا مجھ کو اگل لطف تیری بات کا  
کہتے ہیں سب مہر تھا وہ زلزلہ برسات کا  
دن شب تاریک ہو پوچھو نہ عالم رات کا  
کوئی بھی ہو گا نہ دنیا میں مری اوقات کا  
بعد مردن بھی ہو لازم بھینچنا سو غناست کا  
ہر عیش یہ شغل تاسخ نفی اور اثبات کا

بقراط یہ اشعار سنتے سنتے یا تو تنہا رہا تھا یا زانو پر ہاتھ مار کر افسوس کرنے لگا مروارید  
نے پوچھا اے شہنشاہ کیا افسوس ہوا اظہار کیجیے بقراط نے کہا شاخسار جادو کو بھی عمرو  
نے مارا لاشہ اُسکا بے دفن و کفن پڑا ہو لیکن اے منقار جادو تو اپنے کو جلد پہونچا  
تو کیا عجب ہے کہ عمرو کو پا جائے منقار جادو اپنے مقام سے اٹھی اڑتی ہوئی چلی اُسوقت  
پہونچی کہ خواجہ عمرو شاخسار کے کپڑے اُتار رہے تھے منقار نے آسمان سے سحر کیا  
کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرسے منقار تڑپ کر گری عمرو کو اٹھا لیا اڑتی ہوئی چلی خواجہ بیوش  
ہو گئے تھے کچھ بات نہ کر سکے منقار اڑتی ہوئی جاتی ہے کہ قریب ایک بلخ کے پہونچی اسنے  
دیکھا کہ ایک جوان تاجدار مسند پر بیٹھا ہو جام ارغوانی چل رہا ہے صدائے ہوشا ہوش  
نوشا نوش بلند ہو منقار اُس صحبت کو دیکھ کر وجد میں آئی آسمان سے اُتری اُس تاجدار  
کو اگر سلام کیا تاجدار نے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہو شخص جو بیوش ہو یہ کون ہو اسنے  
کیا خطا کی جو اسکو گرفتار کیا منقار نے کہا یہ دشمن خداوند ہو عمرو عیار اسکا نام ہو تاجدار  
نے کہا اُسوقت اسنے کیا خطا کی منقار نے کہا اسکے ہاتھ سے صد ہا ساحر مارے گئے  
تاجدار نے کہا اسکو ہوشیار کرو منقار نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھلتے ہی جو وہ  
جلسہ دیکھا ہمیشہ دل بر سجان کہتے ہوئے اُٹھے تاجدار نے پوچھا اے شخص تو کون ہو عمرو  
نے کہا آپ کا میرا فی گوتیا ہوں رات بھر اسنے گانا سنا صبح کو سوا سیرا جرا دیتی تھی میں نے  
انکار کیا مجھے کہا تجھ کو سامنے بقراط کے چل کر الزام قتل ساحران لگا دنگی اور قتل کر دنگی  
اسوجہ سے مجھ کو لیے جاتی ہے تاجدار نے کہا کیوں منقار تو تو اور کچھ کہتی تھی منقار نے کہا



یہ ساربان زادہ جھوٹھا ہے آپ ہی اسکو قتل کیجئے عمرو نے کہا امرتا جدار بہادر آپ غور  
فرمائیں کہ مجھ ایسا نالو ان اور خشک اندام تنہا آدمی صد ہا سارون کو کیونکر قتل کر سکتا ہے یہ  
بات خارج از عقل ہے اگر آپ کو اور کچھ خیال ہو تو آپ دریافت کر لیں بقراط تالی مفصل بتا  
دینگے اگر زبردستی ناحق مجھ کو قتل کرنا منظور ہے تو اختیار ہے تاجدار نے کہا امرتا زمین اس قلعہ کا  
قیدی بھی رہا نہیں ہوتا مجھے تم عمرو کو دیکر چلی جاؤ میں قید کروں گا قید خانہ میں تڑپ تڑپ کر  
مر جائیگا مگر جا کر بقراط کا نامہ بھیج دو عیار ہے پھر میں سمجھ لوں گا منتقار نے ناچار عمرو  
کو اسی مقام پر چھوڑا آپ قصر مردار پر ننگا زمین آئی مروارید آفت خیز سے کہا آپ کا  
خراج گزار جو افغان تاجدار ہے اسے قید عمرو کی سکھائی اور عمرو وہاں بائیں بنارہا ہوا  
جاؤ چلی کہ میں افغان کو سمجھاؤں گی کہ عمرو کو قتل کرے اسے صد ہا سارون کو مارا ہے منتقار  
نے کہا آپ نہ جانیے نامہ اپنا روانہ کر دیجئے مروارید نے نامہ لکھا کہ امرتا افغان تاجدار  
جس شخص کو منتقار جاؤ سے جمنے لے لیا ہوا وہ عمرو عیار ہے خواہ اسکو قتل کرو خواہ قید رکھو  
مگر بہت ہوشیار رہنا یہاں عمرو نے اپنا رنگ جمایا ہے سامنے افغان تاجدار کے یہ اشعار

عاشقانہ گارہا ہے نظم

ہر کونسا مقام کہ امرجان تو نہیں  
ساقی ہمارے ہاتھ میں دست بہ نہیں  
لبریز اگر شراب نہیں آبرو نہیں  
موجہ میں شراب کی ہن قبا پر تو نہیں  
گلگشت میں جو آج مرے ساتھ تو نہیں  
گھماے باغ میں تو مرے گل کی نہیں  
برائے جو کبھی وہ مری آرزو نہیں  
جو خوب رو نہیں وہ کبھی رشتہ نہیں  
یکساں کیسا ایسا کمینہ نہیں  
کم نشے کے گلے سے کچھ اپنا گلہ نہیں

دشت میں پھر رہا ہوں مری جو نہیں  
بیٹھے رہیں خار میں سر پکڑے کب تک  
میناے مری سے کم نہیں ہمیشہ کا حال  
مستی چپک رہی ہے سر پائے یار سے  
کیا رنگ باغ ادب شیریں ادا ہوا ہے  
کس گل کی یاد میں ہیں یہ سینہ خراشیان  
کیا ہاتھ اٹھاؤں بہر دعا سوے آسان  
بد ہو وہ جسکے ظاہر و باطن میں فرق ہو  
چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا  
بچو دہن ہم تو منہ میں چو اساقیا شراب



یاں چاک جیب صبح ہو کار رفتونین  
جز اشک مثل ابر بدن میں نمودین

پیری میں ہو گیا ہو جنون ہکو کیا علاج  
تاسخ فراق یار میں آئی جو بشکال

خواجہ نے رنگ اپنا جما لیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ میں گویا ہوں افغان تاجدار نے قصد کیا تھا کہ اسکو چھوڑ دوں کہ نامہ مروارید کا پہونچا اسکا مضمون دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کہا اور ساربان زادے تیرا مکر چھپر کھلا تو نے دام مکر پھیلا یا تھا دیکھ مروارید نے نامہ لکھا ہو عمرو نے کہا منقار اُسکی نوکر ہوا اپنے نوکر کی خاطر سے نامہ لکھ کے بھیج دیا افغان نے حکم دیا اسکو لیجا کے قید کرو عمر و بہت رویا پٹا مگر افغان نے کچھ نہ سنا ایک جادوگر موسوم بہ حسرت جادو عمر و کو کھینچتا ہوا پچلا عمر و نے راہ میں کہا امی حسرت جادو اب کیا میں زندہ نہ بچونگا حسرت نے کہا ہمارے تاجدار صاحب ایسے بد مزاج ہیں کہ فوراً قتل کا حکم دیتے ہیں ہر وقت جلا و موجود رہتے ہیں تو نے فریب کیا وہ اُنپر شاق گذر تیری قید کا حکم دیا عمرو نے کہا کچھ روپیہ میرے پاس ہو وہ ملے لیجئے میری نذر و نیاز کر لیجئے گا ہم لوگوں میں دستور ہو کہ بیچہ دسوان بیوان چالیسوان ضرور ہوتا ہو اگر یہ نہیں ہوتا تو بیچ بھگتی پھرتی ہو تمھارا احسان ہو گا حسرت سوچا کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کرے گا جو روپہ دیتا ہو لیلو اور اسکو قید کر و کہا قید خانہ میں چکر روپیہ لوگا یہ کمر عمر و کو ایک قصر میں لایا کہا لا روپیہ دے میں تیرا بیچہ وغیرہ کر دو گا کوئی رسم باقی نہ رہے گی عمرو نے ایک پٹلی نکال کر دی حسرت نے گئے تین سو روپیہ تھے دو تین پٹلیاں نکال کر دین آخر میں ایک ڈبہ نکالا کہا اس میں جواہرات ہیں اسکو نہ کھولنا حسرت نے کہا میں دیکھ تو لون عمرو نے کہا اسکے کھولنے میں جان جائیگی مگر حسرت نے نہ مانا ڈبہ کھولا جیسے ہی ڈبہ کھلا بیہوشی اڑی حسرت بیہوش ہو کر گرا عمرو نے حسرت کو اپنی شکل بنایا گلے میں گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اوس آپ اُسکی شکل بنکر محفل افغان میں آئے کہا امی شہنشاہ اسکو میں نے قید کیا مگر وہ بیہوش پڑا ہو کر وٹ تک نہیں لیتا معلوم ہوتا ہو مر گیا اگر حکم ہو تو لاش اُسکی پھینک دوں افغان نے کہا ابھی رہنے دو جب دو چار دن میں لاش سڑ جائے تو پھر تمکو اختیار ہو حسرت نے کہا امی شہنشاہ سا حراں اسوقت ایک تیا معر کہ ہوا جب میں



عمر کی قید لیکر چلا تو دیکھا کہ زیر نخل بقراط ثانی کھڑے ہیں مجھے فرمایا کہ میں تجھ کو علم موسیقی عطا کرتا ہوں یہ کہلے میرے گلے پر ہاتھ پھیرا کہا تو خوش آواز ہوا پھر سر پہ ہاتھ پھیر دیا کہا تو ساقی گری خوب کر لگا لہذا امیدوار ہوں کہ امتحان کیجیے دیکھیے ساقی گری کر سکتا ہوں پانوں سے ناچوں ہاتھ سے تپاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں یہ مضمون سنکر افغان بہت خوش ہوا کہا یہ فخر مجھ کو حاصل ہوا کہ قدرت میرے باغ میں آئے مگر تو نے مجھے ملاقات نہ کرائی ایسی خدمت کرتا کہ قدرت رضا مند ہوتے آکر محفل میں بیٹھتے انکے سامنے ساقی گری ہوتی تو لطف تھا حسرت نے کنجی لی میخانہ میں آکر آواز دی کہ ہاں یا رو آج ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہے لوگ دوڑ کر شراب اٹھا اٹھا کر لے گئے پی پی کر بیوش ہوئے عمر و نے چالیس گلابیان پہ تکلف آراستہ کین اور سب میں بیوشی ملائی محفل افغان میں لیکر آئے افغان نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقہ سے شراب لایا ہو کہ اگر زائد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے ارادہ ہو کہ شراب پیوں عمر و نے سامنے آکر گھنگرو پانوں میں باندھے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ہجرین ناؤ جا بکاہ ہو آہنگ نہیں  
اندون کیا نظر آتا ہی جنون بے رونق  
بل گیا آج وہ ساقی تو ملا فخر ہمیں  
سلطنت مجھ کو جوتیا ہو فلک کتا ہوں  
سارے عالم سے لڑا کرتی ہیں تیری آہن  
پڑ گیا عکس تو چلنے سے رہا آب روان  
رنگ لالے میں اگر ہو تو نہیں نام کو بو  
کیا مصفا ہیں وہ ابرو جو کیا میں نے خیال  
بوے گل ہوں ابھی چاہوں تو ہوا ہو جاؤں  
جائے خون آتش سودا ہو تمام اعضا میں  
تار تار سا پنا گر بیان کروں مثل سحر

بط محر کا ہو لو بادہ گل رنگ نہیں  
غول لڑکون کے مرے ساتھ نہیں رنگ نہیں  
ساغر آب بقا ہو قدح تنگ نہیں  
بندہ ہو خاک نشین قابل اور رنگ نہیں  
صف شرکان ہو بھلا کب جو صف جنگ نہیں  
تیری صورت سے فقط آئینہ ہی رنگ نہیں  
یاسمن میں توے پنڈے کی ہو لوزنگ نہیں  
ابر میں تیغ مہ لو کو غم رنگ نہیں  
باغ عالم میں درختوں کی روش رنگ نہیں  
کون سی رنگ ہو ہماری جو رنگ رنگ نہیں  
آج پھر ہاتھ میں وہ گیسو شیزنگ نہیں



خون عشاق سے یہ بیفتہ پیکان نہیں لال  
دھوم عالم میں مچی ہر تری بد نامی کی

فندق انگشت صنم میں گل اور نگ نہیں  
ہاسے ناسخ تجھے کچھ عار نہیں ننگ نہیں

یہ اشعار گاکر خواجہ نے جام بلورین لبریز کیا سر پر رکھ کر سامنے افغان کے آئے دونوں  
ہاتھ بڑھا کر افغان نے جام لیا تعریفیں کرتا تھا کہ امی حسرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا اگر عمرو  
نہ مرا ہو تو اسکو بھی قتل کرنا افغان تا جدار سے خوشی خوشی وہ جام پی لیا پیتے ہی پسپا آنے  
لگا گھبرا کر کہا امی حسرت اس شراب میں کیا تھا کہ کلجہ جل گیا کیونکر سنبھالوں کوئی آسمان پر  
بے جاتا ہو عمرو نے کہا امی تا جدار جلیل یہ شراب نوکشید تھی اسنے گرمی کی ذرا کھڑے ہو کر  
ٹہلے افغان تا جدار اٹھا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر کھینچ کر اہل محفل کو قتل  
کرنا شروع کیا افغان تا جدار بیہوش پڑا ہی جیسے ہی عمرو کے اسکو خنجر مارا ایک دن اٹھا ہوا  
آواز آئی کہ اوسا ربان زادے تو نے یہاں بھی آکر دام مار پھیلایا منہ صراحت جادو  
ایک ساحرہ تڑپ کر گری خواجہ کو اٹھا لگی چلتے وقت باران سحر برسا یا اور ایک پہ چہ  
لکھا ڈال گئی کہ امی افغان تا جدار تمکو سا ربان زادہ قتل کرتا تھا میں اسکو ایسے جاتی ہوں  
لیکن تم بہت ہوشیار رہنا اگر مزاج میں آئے تو میری ملاقات کو آنا اور نہ مناسب ہو تو  
نہ آنا صراحت تو عمرو کو لیکر نکل گئی افغان جو ہوشیار ہوا دیکھا کہی سولاشے پھڑک رہے  
ہیں اسباب تمام لٹ گیا حیران تھا کہ یہ معرکہ کیا ہوا کہ وہ پرچہ پایا اب جو اٹھا کر پڑھا سننے  
لگا کہتا تھا بیشک صراحت کو مجھے محبت ہو اسی نے بچا یا ورنہ عمرو نے مار ہی لیا تھا  
میں اسکی ملاقات کو جاتا ہوں تم لوگوں کے اگر مزاج میں آئے تو آنا کنیزوں نے یہ کہہ سوار ہوا  
طرف قصر صراحت کے چلا صراحت جادو آکر بانع میں بیٹھی ہو تمام بانع سحر سے جلو ہو  
سب طاؤز مزہ سرائی کر رہے ہیں کہ اُنکے زمزمون سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہیں نظم

دیکھنا تاثیر میرے نالہ جانکاہ کی  
رہتے ہیں عشق و قن میں اشک آنکھوں سے روان  
حد سے گزری پستی طالع تو کیا سمجھا ہوں میں  
اول و آخر میں یکسان ہیج کا کیا اعتبار

میں نے اس ہیرم نے بے اختیار اک آہ کی  
دیکھنا بھوٹی ہو سوت اگر کمان اس چاہ کی  
آسمان نے گنج قارون پر مری سنو آہ کی  
ہو حقیقت اکین نظر دن میں گدا و شاہ کی



<p>حسن ارباب فنا دیکھو کہ لب چلنے کے ساتھ چہرہ خورشید کا غارہ بنایا چرخ نے ای مصور موقلم کے بدلے ہوں خط شعاع ہر طرف بادل میں بجلی کو ندی پھرتی نہیں رات دن ایسا فراق یار میں روتا ہوں میں پست طالع ہوں پر آنسو عرش پر میں موج زن سجدہ کرتا ہوں جو بت کو طعن ای زائد نہ کر</p>	<p>برگ گل سے بھی ہر رنگت سرخ برگ کاہ کی گرداؤں ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی صفیٰ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی کاغذ ابری پہ ہر تصویر تیری آہ کی اب مرا کمرہ نہیں کوٹھی ہو گدھا چاہ کی کیا عروج آب کو مانع ہو پستی راہ کی یاد ہو نما سنج کو آیت خم و صبر اللہ کی</p>
---	--

صراحت نے عمر و کو ہوشیار کیا کہا کیوں ای ساربان زادے افغان کو کیوں قتل کرتا  
تھا عمر و نے کہا ہمارا دستو یہی ہو کہ جب ساحر کو پا یا قتل کر ڈالا خنجر ہمارا خون ساحر کا  
پیا سار ہوتا ہو اب تمھاری صحبت میں آئے ہیں تم کو بھی قتل کرینگے صراحت نے کہا اس  
ساربان زادے کا کلیجہ تو دیکھو میں ابھی اس کو قتل کرتی ہوں دیکھو تو اس کو کون بچاتا ہو اگر  
جلاؤ کو بلاؤ اسی صحبت سے ایک رنگن ملو رکھینچ کر اٹھی عمر و کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گردن پر کویلے  
کا خط دیا عمر و دعائیں مانگنے لگا کہ اے خالق یکتا دای مالک ارض و سما اس مصیبت سے بچالے  
تیرے نزدیک سب آسان ہوتیرا سر بندون پر احسان ہو نظم

<p>باشد آن مردولی شایان شان معرفت رنگ و بوے آن گل رنگین شناسد در چمن چہرہ روشن مثل مہ سینہ چو آئینہ صفا آفتاب اوج عرفان پر تو افکن جا بجا ست عارفنا اولیست خم دار و ہمیشہ در سجود عنوط زن در ورطہ فدا کرا کی غوطہ زن مثل خورشام و سحر سر گرم شود در بندگی خون دل چون لالہ از جام محبت نوش کن صاحب حقیقی از روضہ حقیقت واقف است</p>	<p>آن کہ در خاک وجودش ہست جان معرفت ہر کہ باشد عند لیب بوستان معرفت حق عطا کردہ است بہر عارفان معرفت چار سو جاری است دریاے روان معرفت سر نہ بردارد ز خاک آستان معرفت گو ہر ہی حاصل کن از بحر دان معرفت تا شود از چہرہ امت ظاہر نشان معرفت تا شود روشن دل از دلغ منہان معرفت دانند این نکتہ کہ باشد نکتہ دان معرفت</p>
--	---



سفرہ الہوان نعمت پیش تو گسترده اند | ہندیا بردار یک لقمہ زخوان معرفت  
خواجہ بقیار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں جانتے ہیں کہ موت بہت قریب ہے زنگن خنجر کو  
چمکا رہی ہے عمر و کوڈر رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی صراحت نے دیکھا کہ افغان تاجدار  
آکر پہونچا صراحت کے قدموں کو بوسہ دینے لگا کہا امولکہ عالم مدت کی محبت کا آج  
ظہور ہوا کہ تنے میری جان بجائی جلد سی اس ظالم کو قتل کرو صراحت نے کہا یہ عیار  
تو بڑا گستاخ ہو رو برو کتا ہو کہ جہان ساحر کو پاتا ہوں قتل کر ڈالتا ہوں یہ ذکر تھا  
کہ دروازے پر ہلٹا ہوا ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ ملکہ سیما سے اختر پیشانی عیار حضور  
کے باپ کی گھبرائی ہوئی آئی ہو کھتی ہو ملکہ صراحت کو خبر کرو کہ بجکوساٹے بلوائین  
کچھ امور ضروری عرض کرونگی صراحت نے کہا ارے بلا لو اسکو کیون روکا ہو کنیز بن  
کنین خواجہ نے دیکھا کہ ایک عیار رہ چست و چالاک فنون عیاری میں بیباک چہرہ  
آفتاب عالم تاب حسن میں لاجواب کمندین بازوون پر بندھی ہوئیں دو نیچے دو  
طرف حائل جست کرتی ہوئی سامنے صراحت کے آئی خواجہ اسکی چالاک دیکھ کر عاشق  
ہوے پسینے پسینے ہو گئے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں کہ اس عیارہ نے آکر صراحت  
کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ امولکہ عالم آپ کے  
والد نادر غلطان کو ہر بار نے جو دریائے سحر واسطے روکنے طلسم کشا کے بنایا تھا  
وہ دریامت گیا طلسم کشا و ہائے گزر گئے اب کوئی شعبدہ باقی نہیں صحرائے آہوان  
کو طو کیا دریائے غلطان سے گزرے اب جو کوچ کرینگے تو سامنے قلعہ مروارید کے  
پہونچ جاوینگے آپ کے والد نے کہا ہو کہ بیٹا جلد آؤ آکر کوئی شعبدہ بناؤ کہ طلسم کشا  
رک جائے صراحت گھبرا گئی کہا اموا فغان تاجدار یا تو تم بیان کا انتظام کرو میں جاتی  
ہوں یا تم جاؤ ہمارے احسان کا بدلہ کرو کہ طلسم کشا کو روک لو اسی مقام دریائے  
غلطان پر کچھ ایسا سامان کرنا کہ طلسم کشا کو حیرت ہو آگے نہ بڑھ سکے کل میں بھی  
آؤنگی افغان تاجدار بہت خوب کہہ کر اکٹھا تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا کہ اسکا ذکر  
وقت پر ہو گا مگر سیما سے اختر پیشانی نے صراحت سے پوچھا امولکہ عالم یہ گنہگار



کون ہی جو زیر تیغ ٹھجایا گیا ہو صراحت نے کہا اسی کا نام ہو قتل ساحران سے اسکو کام ہو  
فلک خنجر گزاری عمر و بن امیہ ضمری اسی کا نام ہو قتل ساحران سے اسکو کام ہو  
سیمانے جو نام عمر و بن امیہ ضمری اسی کا نام ہو قتل ساحران سے اسکو کام ہو  
چاہ الماس میں گھسکر سرامہ جاو و دختر و مامہ کو مارا وہ یون قتل ہوتا ہو کہا اسی ملک عالم  
آج تو میں بعد مدت حاضر ہوئی ہوں میں نے اسکے گانے کی بڑی تقریب سنی ہو اگر حکم  
دیکھے تو گانا سن لوں پھر اسکو قتل کیجئے صراحت نے کہا کہ خواجہ ہماری عیاری کی تھارے  
گانے کی مشتاق ہو یہ سکر خواجہ نے کہا ملک ہمارے ہاتھ بیکار ہیں سحر چھپرے اتار لیجئے تو میں  
سنادوں صراحت نے سحر جسم خواجہ سے اتارا عمر و نے فی زنبیل سے نکالی اسکو ہونٹھون  
پر رکھ کے پھونکا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

کام اتر رہی در جدائی میں	کاسے ٹکھاتا ہو گھر جدائی میں
ہو عدم کا سفر جدائی میں	چلے دو چار منزلین تو کیا
آنکھیں رہتی ہیں تر جدائی میں	ساقیا خشک ہو جو میری زبان
ہو غضب و رومر جدائی میں	کاش کر دے کوئی بدن سے جدا
روئے تھے بوالبشر جدائی میں	بشریت سے میں بھی ہوں معذور
کبھی امونا نہ بر جدائی میں	ہاتھ سے خط جدا نہیں ہوتا
اشک خونی سے تر جدائی میں	خشک لب رہتے ہیں بجائے شراب
کیا کہیں شعر تر جدائی میں	خشک غم سے لہو ہوا ناسخ

سیمانے دیکھ رہی ہو کہ عمر و کس زور سے فی بجار ہا ہوا اور پہاڑ جانب منہ پھیر پھیر کر دیکھتا  
جاتا ہو پہلے صراحت سے آنکھیں ملا کر فی بجائی پھر سیمانے کی طرف متوجہ ہوے اور آنکھ  
ملا کر کہا اسی شہنشاہ امج عیاری یہ چند شعر تو سن لیجئے بہت عمدہ شعر ہیں یہ کہلے دو  
چار شعر سامنے سیمانے کے گانے جبکہ مصنون یہ تھا نظم

اے چہرہ زیبائے تور شک بتان آ زری	ہر چند و صفت میکنم در حسن زان بالا تری
من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر



اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے سامنے سیما کے گائے سیما دل و جان سے گانے پر عمرو کے عاشق ہو گئی اب نیک کے ذریعہ سے خواجہ نے بیہوشی اڑائی یہاں تک کہ سب انکے قابو میں آ گئے نیک بجا کر عمرو نے سب کو بیہوش کیا سیما کو خوب لپٹا یا پیار کیا سیما بیہوش پڑی ہو صراحت جادو کو برہنہ کیا کپڑے سب لے لیے ساری محفل کو لوٹ لیا سب کنیزوں کو برہنہ کر کے منہ سب کے کالے کیے ایک کو ایک کے پہلو میں سلا دیا ایک کو مرد بنایا ایک کو عورت رہنے دیا ایک پر چہ کھکھڑا پس سیما کے ڈال دیا معنوں یہ تھا کہ اموشمنشاہ خوبی و احوال و باغ محبوبی میں تیرا عاشق زار ہوں تیرے نصدق میں سب کی جان بخشی کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا تیرے خیال سے سب کو زندہ رہنے دیا مگر احوال جان جہاں آج تو بالائی مزے وصل کے لوٹے مگر تمھارے دامن عجمت کو ہاتھ نہیں لگایا کہ شاید معشوق کے خلاف ہو اگر مزاج میں انصاف ہو تو سیدھی چلی آتا ورنہ تم کو گرفتار کر لیا ڈنگا اگر دعویٰ عیاری ہو تو سر میدان مقابلہ کرو مگر اب کوئی پردہ نہیں رہا میں نے دولت حسن کو خوب لوٹا دل و جان سے تیرا عاشق زار ہوں تیرے ہجر میں بقرار ہوں یہ پرچہ کھکھڑا دل یا محفل کو خوب درست کیا عورتوں پر وہ مضحکہ کیا کہ جب بیدار ہو گئی تو بہت بقرار ہو گئی خواجہ تو نکل کر روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے آنکھ صراحت کی کھلی صبح ہو چکی ہو جب دھوپ منہ پر آئی تو اُسکی گرمی سے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوان خوب صورت میرے گلے میں ہاتھ ڈالے لپٹا ہوا وزیر میں بالکل برہنہ ہوں نشے کے جوش میں خوب لپٹی وہ اُسکی وزیر زادی تھی اُسکی جو آنکھ کھلی کہا بان احوال عالم یہ کیا دل لگی ہو مجھ کو برہنہ کر ڈالا یہ بھی اب آپ کو شوق ہوا بس ہٹے اب مجھ کو ناگوار ہوتا ہو صراحت نے کہا احوال میں بھی برہنہ تو بھی برہنہ اب ہتک حرکتیں کیا تامل ہو یہ کھلے لپٹنے لگی وزیر زادی نے ایک لات ماری خوب آپس میں جوتی پزار ہوئی تب حال کھلا کہ میری وزیر زادی ہوا اور کنیزوں کی جو آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے پہلو میں ایک ایک مرد پایا کسی نے کسی کو مارا اسنے بھی اُسکی چٹپٹا نوچی سیما کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو میں ایک جوان کو پایا ایک لات



ماری کہ او نگوڑے تو کون ہو میرے پاس تو کیون لیٹا ہو دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہوں  
 غلطان گوہر بار کی عیارہ ہوں جس وقت وہ نہیں گئے کہ میری شاطرہ کے ساتھ  
 یہ فعل ہوا یقین ہو کہ تجھ کو قتل کرین یہ کہنے پھر ایک لات ماری صراحت نہیں رہی ہو  
 پکار کر کہا احوالی سیمانہ یا وہ ہٹ نہ کر و تمھاری عصمت میں فرق نہیں آیا وہ بھی عورت  
 تم بھی عورت سیمانہ اٹھ بیٹھی وہ پرچہ خواجہ کا لکھا ہوا جو پڑھا غصے میں کانپنے لگی کہا  
 ارے یہ ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا میری عصمت کو ہاتھ لگا یا وہ آفت برپا  
 کرونگی کہ وہ بھی خوب یاد کر یگا بی صراحت صاحب اب میں رخصت ہوتی ہوں  
 غلطان کے پاس جاؤنگی سردار ان امیر کو گرفتار کر کے اسکے پاس پہنچاؤنگی  
 یہ کمر اٹھی صراحت سے رخصت ہوئی صراحت نے کہا تم چلو میں بھی آتی ہوں  
 باہر احسان کی مدد کرنا آج کل بہت ضرور ہو وہاں جا کر سحر تیار کرونگی سیمانے کہا آپ  
 فقط اپنے باپ کے پاس آئیے اور کنارے بیٹھیے پھر میرا رنگ آپ دیکھئے گا تو سہی کہ  
 ساربان زادہ ساری عیار می بھول جائے اور جہان اسکو گرفتار کرونگی سب پر  
 حال میری عیار می کا کھل جائیگا یہ ساربان زادہ بھی آگاہ ہو کہ عیار می اسکا نام ہو  
 یہ کمر اٹھی بانہاے عیار می لگا کر چلی اسکے جانے کے بعد صراحت تخت پر سوار  
 ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی غلطان کو دیکھا کہ پریشان بیٹھا ہو صراحت نے  
 حال پوچھا غلطان نے بیان کیا کہ میں نے ایک دریاے سحر بنایا تھا وہ تحفہ جات  
 سے طلسم کشا کے مٹا وہ سامنے دیکھو خاک اڑ رہی ہو پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا  
 تین کوس پر سیمانے لشکر طلسم کشا اُترا ہو یہ ذکر تھا کہ سیمانہ آکر پہنچی غلطان سے  
 سب حال بیان کو کے ہر غصہ کہا کہ اب آپ کچھ سحر وغیرہ نہ کیجئے میں سب کو گرفتار کر کے  
 لاتی ہوں غلطان نے کہا احوالی سیمانے اختریشانی اگر تو طلسم کشا کو لائے تو ہم سب کی  
 جان بچائے ملکہ مروارید تجھ کو سرفراز کرینگی سیمانے کہا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا  
 یہ کہنے بانہاے عیار می جسم پر آراستہ کیے تین کوس پر لشکر طلسم کشا تھا ایک ضعیفی  
 شکل جگر لشکر میں آئی دیکھا سردار وں کی بارگاہ میں استادہ ہین مگر طحاس بن عنقول دیو پود



کہ کل لشکر کا سپاہ سالار ہوا انتظام کرتا پھر تاج پہن کر دیکھا کی جب شام ہوئی تو پشت بارگاہ  
 طماس پر آئی ایک گوشے میں بیٹھ کر نقب دینے لگی دو پہر رات گئے مرد نقب کا بارگاہ  
 طماس میں توڑا طماس پڑا ہوا سوراہا تھا سیما نے بیہوشی داغ میں پہنچائی طماس  
 کا پشتارہ باندھا ہر چند چاہتی ہو اٹھاؤن طماس بڑے قد کا جوان ہوتا تھا رہ نہیں اٹھتا  
 کھینچ کھا چکر نقب تک لائی بیرون نقب دو کنیزیں چھوڑ گئی تھی انکے ساتھ ملکر پشتارہ  
 طماس کا اٹھایا صبح ہوتے سامنے غلطان کے لائی غلطان نے طماس کو سلسل و  
 مطوق کیا طماس کو قید خانہ میں بھیجا سیما پھر چلی یہاں صبح کو جو نور الدہر آٹھے بارگاہ  
 میں آئے سب سردار برائے سلام آئے پوچھا آج ہمارا رفیق قدیم کہاں ہو ملا زمان  
 طماس روتے ہوئے آئے عرض کی نقب لگی ہوئی ہو طماس کو کوئی چرا لگیا نور الدہر  
 شہزنگ پر بہت خفا ہوئے فرمایا کہ خیال نہیں رکھتے ہو یہ تو کسی عیار کا کام ہو شہزنگ  
 نے کہا غلام دریافت کر لگا نور الدہر بہ مزاج بیٹھے ہیں شہزنگ پر غصہ کر رہے ہیں کہ  
 ہر کارون نے عرض کی کہ خواجہ آتے ہیں نور الدہر واسطے استقبال کے آٹھے خواجہ کو  
 بارگاہ میں لائے پوچھا خواجہ آپ پریشان کیوں ہیں خواجہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا  
 اسی نور نظر کیا حال پوچھتے ہو عجب حال ہو قلب پر جو غم و ملال ہو نظم

مشک لے آئی ہو شاید بچکر کا نور صبح چہرہ ساقی چکنا ہو بزرگ آفتاب آگیا جو میکشو بجو صبحی کا خیال ہجر میں ہو آج میری جان کو دیو سفید وقت بیوقت آگیا ہو بیشتر وہ آفتاب کہنے ہیں مردے کسی کی حسرت دیدار میں بھاگتا ہو مرہم کا نور میرے داغ سے میری آنکھوں میں کہاں ٹھہرا چراغ آفتاب دیکھا اسی سوئی تجلی روز سانس محبوب کی	آج فرقت میں بزرگ شام ہو بے نور صبح بادہ گلگون شفق ہو ساغر بلور صبح بن گیا میناے موی ہر دانہ انگور صبح وصل میں کل گوری گوری تھی بزرگ نور صبح ہو گئی ہو بارہا شام شب و بجور صبح کرشب تار لحد کو اسی صداے صور صبح جس طرح خورشید نکلا ہو گئی کا نور صبح ہو شب فرقت سیاہ آنے میں ہو معذرت صبح طور کا شعلہ ہو خورشید درخشان طور صبح
--	---



ہجرت میں ظاہر سب آثار قیامت ہو گئے  
تیری الفت میں سراپا ہو سفید آفتاب  
شہرہ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہیں  
وہ بلا ہی شب فرقت کہ جسکے ہول سے

برودہ شب میں رہی تابیہ کو مستور صبح  
دم کی جو نہان اسی سے ہر نقطہ بخوج  
گرچہ ہی عالم میں روزِ حشر کی مشہور صبح  
بادِ مشرق سے کو سون بھاگتی ہی صبح

نور اللہ ہر نے گھبرا کر کہا چھوٹے دادا جان آپ کہیں عاشق ہوئے عمر و نے کہا اے فرزند  
جس وقت سے اُسکو دیکھا ہر دل بیقرار ہو آنکھیں اشکبار ہیں ہر عضو بکا رہا ایک بڑی  
بے ادبی ہوئی کہ معشوق کو عالم غش میں پیار کیا یقین ہو کہ اُس سرکش کو یہ ناگوار ہوا  
ہو اگر سامنا ہو تو غدر کروں میں اب فکر میں اُسکی جاتا ہوں اور طماس کا بھی پتہ لگاتا  
ہوں یہ ککے خواجہ دلا کھڑا ہے ہوئے اٹھے لشکر سے باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا  
ایک نخل کے نیچے وہی معشوق زہرہ بدن غنچہ دہن رشک چمن شاخ نخل پہ ہاتھ رکھے  
کھڑی ہو مگر اپنے سایے کو بھی دیکھ کر بھڑکتی ہو خواجہ نے مضطر و بیقرار ہو کر آواز دی کہ  
اے جانِ جہان و اے آرامِ دل مشتاقانِ فرد و تیز گاہ مست تو دانی کجا نشست و بر دل  
نشست و خوب نشست و بجا نشست و دیگر زلفِ معنبر بر مہرِ رویت تیرہ شب است و  
وادی موسیٰ و جامہ صبر و رکعتِ عشق و امنِ یوسف و دست زلچا و یہ اشعار جو عمر و نے  
پکار کر پڑھے سیمائے اختریشیانی نے جو نگاہ اٹھا کر خواجہ کو دیکھا جست و خیز کرتی  
ہوئی پلٹی کنارے پر لشکرِ قلعطان کے خیمہ سیماکا استاد ہو کنتیزین جست و خیز کر رہی ہیں  
آپس میں عیارِ ریان مکارِ ریان صرف ہو رہی ہیں اپنی مالک کو جو آتے ہوئے دیکھا سب  
جم کر کھڑی ہو گئیں پوچھا حضور کیون ملیٹ آئیں سیمائے کما وہی مکار و غدار سامنے آگیا  
میں پلیٹ آئی دیکھا اگر ٹھہر ونگی تو کلمات ناشائستہ کہے گا ابھی اُس نے کئی شعر اس دامن میں  
پڑھے کہ دل بیقرار ہو گیا خانہ دل غم و الم سے بھر گیا یہ ککے اندر گئی پکار کر کہا گائین حاضر  
ہوں ایک کنتیز دوڑی کہ گلگونہ خوش آواز کو بلاؤں خواجہ نے اُس کنتیز کا پیچھا کیا راہ  
میں آکر اُسکو روکا باتوں میں لگا کر بیوش کیا اُسی کی شکل بکر مکان پر گائے کے آئے پیغام  
دیا کہ لی گلگونہ چلو کنارے لیجا کر اُسکو بھی بیوش کیا گلگونہ کی شکل بکر تانگے پر سوار ہوئے



راہ میں جو نکلے جو جہان پر کھڑا تھا آواز سے پھینکنے لگا کوئی پکارتا ہی میان جانیا لے  
 ذرا ادھر دیکھو ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں خواجہ جواب دیتے ہیں گھوڑے گھوڑے والوں  
 کی آنکھیں پھوٹیں جہان ان گھوڑوں نے نگاہ ڈالی پنڈا پھیکا ہو جاتا ہے سر میں خلل پیدا ہوتا  
 ہے سب سے پھکڑاڑتے ہوئے بارگاہ سیماء پر پہنچے تا نگے برسے اترے پانچے سنبھالتے  
 ہوئے اندر آئے جھک کر سلام کیا سیماء نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا کہ کیوں گلگونہ اچھی رہیں عرض کی  
 دعاے دولت میں مصروف رہتی ہوں سیماء نے کہا اے گلگونہ دل گھبراتا ہے کچھ اشعار عاشقانہ  
 گاؤ خواجہ نے سامنے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے لفظ

ہوا ہوں کر سکے کیا مشتِ خس بند ہوئی یاں آمد و رفت نفس بند غبارِ دشتِ مجنون کیا ہے سرمہ سہا پگانہ دستوں میں بھی مطلب شبِ فرقت میں ہم پھرتے ہیں نالان کمان و ہاوی جنوں صحرانوردی میں فریادی نہیں افسانہ خوان ہوں	ابھی اڑ جاؤں رہ جائے نفس بند قبا کے اس قدر ظالم نہ کس بند کہ ہو جاتی ہو آوازِ جرس بند ہوئے القاب میں تو صرف دس بند زبان ہوئی نہیں مثلِ جرس بند ہوئے زندان میں ہم ابکے برس بند کر لگا خوابِ چشم وادرس بند
--	--

اس رنگ میں یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ سیماء اختریشیائی تھوٹے لگی کہا اے گلگونہ  
 کیا غضب کا گاتی ہو کہ دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے ایسے اشعار ڈھونڈھکر نکالتی ہو جو شاعر  
 نے چوٹی کے کئے ہوں مگر ذرا میرے قریب تو آؤ جیسے ہی خواجہ قریب پہنچے سیماء نے  
 کہا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہے جیسے ہی خواجہ پلٹے سیماء نے چند حلقے کند کے مارے کہ  
 خواجہ کندوں کے حلقے میں پھنسے جیسے ہی گرے سیماء نے اٹھکر خواجہ کو گرفتار کر کے کہا  
 کیوں خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ جو تھے وقوع میں آئی ہنر منع کیا تھا کہ ہماری طرف نہ آنا تھے  
 ہمارا کہنا نہ مانا اب تشریف لانے کا کچھ مزہ اٹھایا ہو شہزادہ کو قتل کروں مگر خواجہ علم عیاری میں  
 وحید عصر ہوا سوجہ سے تھوکید کرونگی ایک کینز اسی مجمع میں سے اٹھی کہا واری مجھے دیکھیے میں  
 اسے لجا کر قید کروں ملکہ نے سر اکند کا جیسے ہی کینز کے ہاتھ میں دیا اس کینز نے پیچھے ہٹ کر



پشتابہ دوست پر لگایا اور پکار کر کہا اُستانی صاحب میرا آداب قبول ہو منم ہتر برق فرنگی  
 لغزہ کر کے مثل چھلا وہ کے نظرون سے غائب ہو گیا چند کینزین تعاقب میں برق کے گئیں  
 مگر تپ نہ پایا لغزہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ہا منم بلکہ لیکن گراں بر تہرار ہوا خواجہ کو برق  
 لے بھاگا سیما بست جھلائی کہا یہ نگوڑا بھور یا پہلے ہی سے آ بیٹھا تھا بڑا دھوکہ دیکھا خیر اس سے  
 بھی سمجھو گی مگر برق نے صحرائین لاکر خواجہ کو کھولا کہا اُستاد مجھ کو بڑا تردد تھا کہ آپ اس ظالم پر  
 عاشق ہیں اور یہ نہایت چست و چالاک ہے ایسا نہ تو اُستاد کو تکلیف پہونچائے میں پہلے ہی  
 سے کینز کی شکل بنکر جا بیٹھا تھا باتین کر رہا تھا کہ آپ تشریف لائے کس چالاکی سے آپ کو  
 لے نکلا ہوں خواجہ نے کہا بس بس خاموش رہو بڑا کام کیا ایسی عیار بیاں لڑ کے کرتے  
 ہیں اب سب عیاروں میں جا کر ذکر کرو گے برق نے کہا کیا مجال کہ جو زبان سے بھی  
 نکالوں خواجہ نے کہا جس کینز کی شکل بنکر بیٹھے تھے اُسکے کپڑے اور اُسکا زیور بھی تو لائے برق  
 نے کہا اُستاد وہ کینز زیور نہیں پہنے تھی اگر زیور اُسکے پاس ہوتا تو میں پاتا خواجہ نے کہا  
 جاؤ جاؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو میرے مقدمہ میں دخل نہ دیا کرو یہ کمر برق کو ہٹایا آپ  
 پھر بیٹے صحرائین پہونچے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ملکہ سیما سے اختر پیشانی جست و  
 خیز کرتی ہوئی آتی ہے خواجہ نے جو آئے ہوئے دیکھا کلیجہ تھام لیا ایک گوشے میں چھپ گئے  
 کندین خس پوش کین سیما جست و خیز کرتی ہوئی وہاں پہونچی جب دس پانچ قدم پر وہ  
 مقام باقی رہا ٹھہر گئی پکار کر آواز دی کہ اوسا ربان زادے کیوں مجھ پر بیٹھا ہے  
 نکلا مجھے مقابلہ کر خواجہ نے جو یہ آواز سنی سمجھے کہ شاید اسے مجھ کو دیکھ لیا ہے نکلا مقابلہ  
 کروں مگر پھر سوچے کہ شاید عیاری کر تی ہو سیما نے کئی مرتبہ پکارا جب خواجہ نہ نکلا  
 تو سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسکے گلے میں دیکر اُسی زرنہ کی طرف مارا قریب زرنہ وہ پتھر  
 آکر گرا اب خواجہ سوچے کہ چھپے رہنا بیکار ہے نکلا مقابلہ کرو یا قدموں پر سر رکھو شاید  
 معشوق کو رحم آجائے مگر پھر سوچے کہ ذرا تو اور تامل کرو ابکی جو پتھر سیما نے مارا یہ پتھر  
 دور جا کر گرا اب خواجہ سوچے کہ عیاری کر تی ہو دیر تک سیما چینی بیٹی غل مچا یا کی پتھر بھی  
 پھینکے مگر خواجہ نہ نکلا زرنے میں چھپے بیٹھے رہے سیما سوچی کہ ناحق کو دل دھڑکنا ہر جست



کر کے حلقہ ہائے کندین آئی خواجہ نے شیر کی آواز دی جی میں کہتی ہوا میما یہاں شیر بیٹھا  
تھا اسوجہ سے دل دھڑکتا تھا رکی خواجہ نے جھپکا مارا کہ میما گری جست کر کے سینہ پر  
سوار ہوئے میما نے مسکی بھری کہا ارے کیسا عاشق فاسق ہو میرے کنکر چٹھہ گیا خواجہ  
نے گھٹنہ ڈھیلا کیا دونوں ہاتھ زیر کمر سے نکال کر میما نے دس جاب منہ پر عمر و کے  
اردیے خواجہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے میما نے پشتارہ باندھا پشتارہ لیکر ہنستی  
ہوئی چلی جی میں کہتی ہو کہ اب وہ بھوریا کہاں گیا اُسے بھی تو احوال معلوم ہو ایک مرتبہ  
اتفاق تھا کہ دھوکہ کھایا کہ سامنے سے گرداڑی میما نے دیکھا سلیمہ پاؤ پاؤ زبردازی  
میری آتی ہو پکار کر کہا کہ اے ملکہ عالم کس فکر میں گئی تھیں میما نے کہا اے سلیمہ عمر و کو پٹر لائی  
سلیمہ نے کہا داری ایک بڑی مشکل پڑی ہو کہ آپ کے خیمے پر کئی سو پیک بچے آٹھسے ہیں  
کبترون کو قتل کر رہے ہیں پشتارہ مجھے دیکھے درہ کوہ میں جا کر چھپاؤں آپ چلکر  
اس بلوے کو روکیے آپکے پہونچتے ہی عیار بھاگ جائینگے آپ پکار کر فرمائیے گا کہ عمر و  
کوین نے گرفتار کیا تھا وہ چھوٹ گیا میما خوش ہوئی کہ میری وزیر زادی خیر خواہ  
ہو جو پشتارہ لیکر جاتی تو عیار چھین لیتے اسی کی وجہ سے آکر لڑے ہیں کہ اپنے استاد کو رہا  
کرین مگر غیر بات تنگئی چل کر عیاروں کو روکون کہا اے سلیمہ یہ پشتارہ لے کر ایسے مقام  
پر چھپانا کہ کوئی نہ پائے سلیمہ نے کہا داری ایسے مقام پر چھپاؤں کہ ہوا بھی نہ پائے نہ کوئی  
اس مقام تک پہونچ سکے پشتارہ لیکر سلیمہ سامنے سے بھاگی پکار کر میما نے کہا کہ اری  
ادھر کہاں جاتی ہو سلیمہ نفلی نے پکار کر آواز دی اے مادرمہربان معاف فرمائیے گلر خطا  
تو مجھے ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کر کے لیجا منم بہتر بن مہتر جا لا کہ بن عمر و فرزند چالا

بچشم دشمن اندازم کف خاک

بہ عیاری من انم چیت و چالاک

خلیفہ اولم جا لا کہ نامم

نہ آید با دگر تنہا گامم

یہ کہتا ہوا چالاک بھاگا میما ناچار ہو گئی بڑا افسوس کیا کہا یہ سب گویا لگے رہتے  
ہیں اب رات کو جا کر طلسم کشا کو چیرا لاؤنگی اور سب سرداروں سے غلطی ان کو سر بار  
سمجھ لیں گے ایک سحرین سب اکو دیوانہ کر دینگے کوئی سردار نہ بچ سکے گا یہ سوچتی ہوئی



پلٹی چالاک نے صحرا میں آکر خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ چالاک سے بگڑنے لگے کہا اور  
 بیچیا تو نے کیوں دخل کیا میری معشوقہ مجھ کو کا ندھے پر لاد کے لیجلی تھی محفل میں لیجا کر پہلو  
 میں بٹھا کر چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ وہ بلاے روزگار ہو دشمنوں کو قتل کرتی وہاں  
 کون پہونچتا جب آپ کو گرفتار کیا تو میں نے دور سے دیکھا چھٹ کر لشکر میں پہونچا کہ  
 کو بیہوش کر کے ڈال دیا اسی کی شکل بنکر آیا خواجہ نے کہا وزیر زاوی معشوقہ کی بہت سا  
 زیور پہنے تھی وہ آپ نے کیا کیا چالاک نے کہا اُسکے پاس زیور بٹھا تھا خواجہ نے کہا  
 تلاشی دیجیے کمزور چالاک کی کھولی کڑے وغیرہ نکلے ہر چند چالاک چنچا پٹیا مگر خواجہ کب  
 مانتے ہیں سب اسباب نے لیا اور کہا کہ اب کبھی دخل نہ دیجیے گا خواہ وہ مجھ کو گرفتار کرے  
 خواہ قتل پر آمادہ ہو آپ لوگ بچانے نہ آئیے گا مگر میں سمجھ گیا برق نے بھی ایک عیاری  
 کی تھی اسی نے تم کو خبر دی ہوگی اسی خیال پر تم آئے برق فرنگی جھوٹا ہو اُسکے کہنے کا  
 کبھی خیال نہ کرنا ورنہ تم کو لشکر سے نکال دوں گا جاؤ خدمت میں صاحبقران کی تم جاؤ  
 سب حال اُن سے بیان کرنا وہ تم کو انعام و شیکے گردن میں تمہاری ہاتھ ہو گا تب تم کو کیفیت  
 معلوم ہوگی چالاک روتا ہوا روانہ ہوا رات کو لشکر نور الدہر میں آئے نور الدہر  
 نے پوچھا کیوں چھوڑے دادا جان معشوقہ ملی خواجہ نے کہا امی فرزند معشوقہ دو مرتبہ ملی مگر  
 چالاک و برق ایسے نالائق ہیں کہ دل نازک پر معشوقہ کے صدمہ پہونچا یا مجبور ہا کلائے  
 مجنوں از حد ناگوار ہوا میں نہیں چاہتا کہ اُسکو صدمہ پہونچے جو حکم دے وہی بجا لاؤں اور  
 میرا تو یہ حال ہو کہ قلوب پر ہجوم غم و طلال ہو طلسم

یہ آدمی ہو کہ برسوں جمال رہتا ہو یہ چمک رہا ہو مرا جسم آتش غم سے کبھی نہ آئندہ دیکھا ہے خود آرائی ہوا ہوں خیال رخ یار دیکھ کر حیران ہر فیض خاک شبنون سے سر بلندوں کو یہ رنگ سینہ خراشتی سے اب ہوا زن کا	وگر نہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہو کہ طوق بھی مری گردن میں لال رہتا ہو یہ بیشالی کا اُسکو خیال رہتا ہو سیاہ آگ میں کیونکر نہ گال رہتا ہو کہ سبز پانی سے ہر اک نہال رہتا ہو کہ جیسے سرخ شفق میں ہلال رہتا ہو
--	--



از ترک صحبت احباب کچھو تا سحر | اگر اجہ برگ شجر پائمال رہتا ہے

نورالہیر نے عرض کی خدا آپ کی شکل آسان کرے خواجہ نے کہا امی نور نظر امروز فردا  
میں فیصلہ کرتا ہوں گرفتار کر لاؤنگا اب کیا بچے گی آپ کے اس حقیر کی جیسے نگاہ پڑی وہ  
مشتوقہ قبضے میں آئی سیما خدنگا رہی کھڑی ہو سب باتیں خواجہ کی سن رہی ہو جب عمر مرنے  
کا دو چار دن میں گرفتار کر لاؤنگا تو سیما نے بڑھکر کہا امی شہنشاہ اوج عیاری ملو خوردن  
را روئے باید ابکی تھکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالو گی یہ کھلے جست کر کے بھاگی خواجہ نے پیچھا  
کیا جب لشکر سے سیما نکل گئی اور دیکھا کہ خواجہ آتے ہیں تو پٹ پڑی اور کہا کہ اوسا ربان  
زاوے چلا ہی آتا ہو کیا مجھ کو حلوا سمجھا ہو قریب آکر ایک نیچہ مارا خواجہ نے غم ہو کر خالی دیا  
مگر خواجہ اپنے نیچے پر نگاہ نہیں ڈالتے معشوق کے وار روک رہے ہیں فرماتے ہیں امی  
جان جہان وامی آرام دل مشتاقان ذرا بٹھرا جاؤ میں ہاتھ گردن میں بٹھاری حائل کر لون  
تب نیچہ مارو کہ میری بھی آرزو پوری ہو سیما کستی ہو کر اوسا ربان زاوے قیری قضا لیکر  
تجگو آئی ہو اب کیا تجکو زندہ چھوڑ دو گی بے قتل کیے نہ جانے دو گی خواجہ نے سیما کے اس قدر  
وار روکے کہ سپر پرزے پرزے ہو گئی اب سیما نے کمر بتا کے سر پر نیچہ مارا خواجہ کے  
نیچہ پڑا اوچھا زخم آیا دو بارہ سیما نے نیچہ سامنے چمکایا اس نیچے میں حباب دیا تھا خواجہ  
زخم کا خون پونچھنے لگے سیما نے حباب مارا خواجہ چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے سیما نے  
چاپا پشمارہ باندھون کہ صحر سے گرد آڑی سیما سمجھی کہ کوئی عیار آتا ہو بغور جو دیکھا تو ایک  
مادہ آہوا آتی ہو جست و خیز کرتی ہوئی تھنوں میں دو دھ بھرا ہوا جب وہ سیما کے قریب  
پہونچی چاپا جست کر کے قریب سے سیما کے نکل جاؤن سیما نے پٹ کر حباب مارا مادہ  
آہو چرخ مار کر گری سیما نے چاپا چھاتی پر خواجہ کی چڑھ کے مشکین باندھ لون اتفاقاً اس  
مادہ آہو کے تھنوں پر اسکا گھٹنہ پڑا دو دھ کی دھار نکلی وہ دھار سیما کے دماغ پر پڑی  
کہ سیما بھی بیہوش ہو کر گری اب اس صحرا میں خواجہ اوسیما اور آہو تینوں بیہوش پڑے  
میں قضا سے کار چالاک جو پھرتا ہوا اس طرف آیا دور سے دیکھا جی میں کہتا ہوں جان  
قبلہ و کعبہ بھی بیہوش اور بیہوش کرنے والی بھی بیہوش اور مادہ آہو بھی بیہوش مگر یہ مادہ



آہو کون ہی یہ سوچ کر قریب آیا زہر شکم مادہ آہو کے دیکھا گھنڈیاں لگی ہوئی ہیں چالاک  
نے گھنڈیاں کھولیں کھال آتاری جب کھال آتاری تو دیکھا کہ ہستہ برق فرنگی میں چالاک  
نے برق کو ہوشیار کیا کہا اس برق خوب عیاری کی برق سے کہا خلیفہ صاحبین  
سمجھا تھا کہ مار کر گرفتار کر لگی مگر اس نے باب مار دیا میں بھی بیہوش ہوا مگر اس چالاک  
تم تو جاؤ میں استاد کے ساتھ ایک مضحکہ کر دینا چالاک تو چلا گیا برق نے خواجہ کو  
قاعدے سے بٹھایا دونوں پاؤں سیما کے گود میں خواجہ کی رکھ دیے ایک ہاتھ  
سے قبیلہ دفع بیہوشی سیما کو اور ایک ہاتھ سے استاد کو سنگھایا خواجہ کو چھینک آئی چپ  
قطرات گندیدہ دماغ سے نکلے ہوشیار ہوئے اور سیما کی جو آنکھ کھلی خواجہ کو ایک  
لات ماری کہ خواجہ الگ گرے سیما جست کر کے نکلی برق نے جھک کر سلام کیا  
کہا اُستانی صاحب آپ کے مزاج میں بڑی بے شرمی ہو خیمے بارگاہ میں موجود ہیں  
وہاں تشریف لیجیے سیما گالیان دینے لگی کمتی تھی نگوٹے بڑا مسخرا ہو تیرے استاد کی  
میرے ہاتھ سے قضا ہو آج تو نے بہت پریشان کیا خواجہ نے برق کو جھڑکا کہا کیوں  
بیوقوف بزرگوں کے ساتھ مسخرہ پن کرتا ہو ہم نے منع کیا تھا کہ ہماری مدد کو نہ آنا مگر تجو  
کب آرام ہو فوراً اپنے کو پہونچاتا ہر لے جاؤ سامنے سے دفع ہو برق تو ایک جانب  
چلا گیا سیما طرف اپنی بارگاہ کے گئی غلطان سے جا کر سب حال بیان کیا کہا اس غلطان  
اصل یہ ہو کہ عمرو کے شاگرد بلاے روزگار میں طبل جنگی بجو ایسے میں سر میدان عمرو  
کو ٹوکونگی میدان سے گرفتار کر کے لاؤنگی کہ سب دیکھیں سیما نے یہ کام کیا خواجہ پٹ کر  
بارگاہ نور الدہر میں آئے نور الدہر نے پوچھا کیوں چھوٹے دادا جان کیا معرکہ گزرا  
خواجہ نے سب حال بیان کیا سب برق کی تقریف کرنے لگے خواجہ نے کہا آپ  
کیا جانیں وہ بڑا مسکار ہو یہ کوئی عیاری نہ تھی کہ مادہ آہو بن کر چلے آئے اگر وہ آہو کو نہ  
گرفتار کرتی یا آہو کے تھن پر اسکا گھٹنہ نہ پڑتا تو میان برق کیا بنا لیتے یہ کیسے کہ معشوقہ  
نے کچھ اسکا خیال نہیں کیا اب یہ بھی اسکو معلوم ہو گیا کہ میان برق مادہ آہو بن کر آئے تھے  
اب کبھی دھوکہ نہ کھائیگی اپنے کو ہر آنت سے بچائیگی مگر ای فرزند میری عجب کیفیت ہو اہل



میں میرے دل بیکار کی بہ صورت ہو لاکھ

موج موج بجاے خط پیشانی ہو  
ہر پری چہرہ کو دعوائے سلیمانی ہو  
جو ستارہ ہو سواک دیدہ قربانی ہو  
مثل آئینہ یہاں عالم حیرانی ہو  
دیکھنا چشمہ خورشید میں بھی پانی ہو  
رنگ سیما کو اورنگ سلیمانی ہو  
کہ ہر اک تلخ خروش افسر سلطانی ہو  
جو ہر تیغ و ہاں دیدہ قربانی ہو  
تھا میں دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہو  
اب تصور میں جو وہ چہرہ نذرانی ہو

دہر میں غرق گنہ گون مرا تانی ہو  
لشکر مورچہ خط ہو کہیں جو شکن  
نور کا نام شب تار جدائی میں نہیں  
لکھلی لگ گئی جس سمت ہوا منہ اپنا  
چشم جانان سے مرے حال پائوس میں  
سوز غم سے نہیں ہرگز دل بیتاب کو رنج  
اس قدر کر گئی پرواز زمانے سے تیر  
کام شمشیر نگہ کرتی ہو جس مقتل میں  
گور زنجیروں سے ڈھاپوں عوض چادر گل  
کلم شب مہر سے شب تار نہیں ہو تاسخ

سب سردار حال پر خواجہ کے افسوس کرنے لگے مگر نور الدہر نے کہا برق و چالاک  
کو جڑا نہ کیسے انھوں نے وقت پر مدد کی کیسے کیسے مقام پر بچا یا عمرو نے سب کو قائل کیا  
کہ آپ لوگ شیوہ عیاری کیا جانیں برق اپنے نزدیک بڑا کام کرتا ہو مگر میں اسکی مدد  
نہیں چاہتا وہ میرے مقدمہ میں دخل نہ دے وہاں سیما کے اختر پیشانی نے غلطی  
سے کہا کہ آج کے دن طبل جنگی اور نہ بچو ایسے میں آج طلسم کشا کو ضرور چڑاؤنگی تدبیر کر چکی  
ہوں ہر چند غلطان نے کہا کہ ملکہ سر میدان مقابلہ کرو مگر سیما نے کہا آج کی شب اور دیکھ  
لیجئے پھر کل آپ کو اختیار ہو جو مناسب جائیے گا وہ کیجئے گا غلطان خاموش ہو رہا مگر سیما  
باتھائے عیاری لگا کر چلی لشکر نور الدہر میں آکر دیکھا کہ ایک طرف چالاک و برق  
پھر رہے ہیں اور ایک طرف خواجہ بازار میں موجود ہیں دو کا نذار دن کو جگاتے پھرتے  
ہیں سوچی کہ یہ وقت نہیں ہی ہلٹی خواجہ نے دور سے دیکھا کہ ایک ضعیف آئے آنے لگے دیکھا  
پلٹ گئی خیال کیا کہ شاید وہی ظالم نہو بڑھکر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہر سیما نے پلٹ کر  
کہا اوسا زبان زادے کیوں دیوانہ ہوا ہو آج تیری قضا ہو میدان میں تو آخواجہ صحت



پلے سیما جنگل میں آکر ٹھہری خواجہ بھی سامنے سے آئے آپس میں نیچے چلنے لگا مگر وہی کیفیت ہو کر خواجہ دار روکتے ہیں اپنا وار نہیں کرنے کہ شاید کوئی نیچے معشوق پر پڑ جائے تو باعث بدنامی ہو لوگ کہیں گے کہ معشوق پر کیوں ہاتھ اٹھا یا غرض کہ دیر تک آپس میں نیچے چلا سیما کے اختر پیشانی نہایت چست و چالاک ہو گھس گھس کے نیچے مار رہی ہو ایک مقام پر اُسے حباب پیلے پر نصب کر کے اس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ خواجہ کے دماغ پر حباب پڑا خواجہ بیہوش ہو کر گرے سیما بہت خوش ہوئی کہتی تھی کہ اوسا زبان زادے تو نے بہت ہی پریشان کیا چار جانب دیکھ رہی ہو کہ اسکا کوئی حمایتی نہ آتا ہو جب دیکھا کسی طرف سے کوئی نہیں آتا تو خواجہ کا پشتارہ باندھا ایک ہاتھ گردن کے نیچے دوسرا زیر کمر دیکر چا ہا پشتارہ اٹھاؤں کہ کمر سے ایک ڈبیا گرمی سیما فقہہ مار کر تنہی اور کہا بڑا مرد طماع ہو مال اپنا کمر میں رکھتا ہو جان کا خوف اسکو نہ ہو گا ماں کے واسطے بہت روٹکا میں پہلے اسکو تو قبضے میں کر لوں پشتارہ کندون میں بندھا ہوا زمین پر رکھ دیا ڈبیا کو اٹھا یا دیکھا تو یا قوت احمر کی ڈبیا ہشت پہل کیسی خوبصورت بنی ہوئی ہو سوچی کہ اسکا اندر ہیرے کے بڑے بیش قیمتی نگ ہونگے نہیں معلوم کسکو لوٹ کر لایا ہو گا اور کیا عجب ہو کہ لعل بے بہا اسمین ہوں ملک باختر سے یہ چیزیں دستیاب ہوئی ہونگی لقمانے بڑا مال جمع کیا تھا اور جو اہر وہاں بھیا ب تھا وہیں سے یہ لوٹ مار کر لایا ہو آخر شوق پیدا ہوا کہ اسکو کھول کر دیکھوں کہ دل میں تردد نہ رہے نہستی جاتی ہو اور ڈبیا کو ہاتھ میں لیے ہوئے ہو چاہتی ہو کھولوں پھر رک جاتی ہو جی میں کہتی ہو کہ اسی سیما جسوقت یہ ہوشیار ہو گا اور ڈبیا کمر میں نہ پائیگا تو بہت گھبراؤنگا یہ باتیں سوچکر ڈبیا کو کھولا جیسے ہی ڈبیا کھلی اسمین سے بیہوشی اڑی سیما بھی بیہوش کر گری اب دونوں بیہوش پڑے ہیں اور صحرا میں سناٹا پڑا ہوا ہو قضاے کار پہلے یہ معاملہ گذرا کہ شہر نگ نے جو طلا یہ ہر سے دیکھا تھا کہ قبلہ و کعبہ پھر رہے تھے ایک ضعیفہ کے نقاب میں گئے ہیں سوچا کہ چکر خبر تو لون پھرتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا خواجہ کا پشتارہ بندھا ہوا زمین پر رکھا ہو اور ایک طرف سیما بیہوش پڑی ہو جی میں کہتا ہوا شہر نگ یہ قبلہ و کعبہ ہی کا کام ہو کہ بیہوش ہو کے اسکو بیہوش کیا مثل



انکے کون عیار ہی زیر ہو کر دوسرے کو زیر کرنا یہ انھیں کا کام ہوا انھیں عیار یون میں جناب قباہ و کعبہ کا نام ہو مگر امی شبرنگ کوئی چالاکی کرو کہ مادر مہربان بھی یاد کریں یہ سوچ کر خواجہ کو قاعدے سے بٹھا یا سیما کے پانوں کو دھین خواجہ کی رکھے اور دونوں کو فقیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر شبرنگ تو ہٹ گیا یہاں دونوں کو چھینک آئی سیما نے جو اپنے کو اس کیفیت میں دیکھا بہت شرمائی ایک دولتی سینے پر ماری آپ جست کر کے دو رجا گھر ہوئی کہا اوسا ربان زادے اپنے مددگاروں کو ساتھ لیے پھرتا ہے کہ وقت پر وہ آجاتے ہیں تجھے بچا لیتے ہیں خواجہ نے پکار کر آواز دی اے جان جہان واسو آرام دل مشتاقان اب رحم کرو مجھے نہ بھاگو میں تمھارا عاشق صادق ہوں میرا عجب حال ہے نظم

خوشبو میں ہو دیا دہ سپینہ گلاب سے  
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے  
محروم ہو سوال ہمارا جواب سے  
سر کے جواستین ابھی چشم پر آب سے  
مدت ہوئی کہ مرچکے ہیں ہم حساب سے  
پھکھون سینہ پرین عیان و حساب سے  
کیونکر نہ نکلیں خط شعاع آفتاب سے  
کرتا ہوں غسل خنجر قاتل کی آب سے  
رستی کی طرح ہوگی قوی بیچ و تاب سے  
دشت خطا میں جا پڑے راہ تو آب سے  
امید ہے جناب رسالت آب سے

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سے  
اس روئے آتشین نے دیا ہی یہ داغ دل  
ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں  
دم میں تمام دامن صحرا محیط ہو  
جینا فراق کا نہیں ہرگز حساب میں  
دریا سے حسن گروہ پر پرو نہیں دلا  
خط ہو جو گرد عارض جانان عجب نہیں  
کبتک غبار جسم سے آلودہ میں رہوں  
کھا جائے بل کر جو نراکت سکھا عجب  
کرتے ہی میرے صف رخ زلف میں کھٹے  
اس حال میں شفاعت تاسخ ہو حشر میں

خواجہ نے اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی اے عمر و حقیقت میں علم ہو سبقتی کا تو بادشاہ ہو تیرا گانا شکر دل کو محویت ہوتی ہے عمر و نے کہا میں آپ کے ساتھ محفل میں چلون وہاں بہ اطمینان تمام گانا سنیں تو آپ کو خط ملے سیما نے کہا اوسا ربان زادے بگو میری محفل میں جگہ نہیں ہے یہ کہہ کر سیما تو نکل گئی مگر خواجہ پیچھے اس کے چلے ایک کینز کی شکل



بنکر محفل میں آئے اس زور و شور سے گائے کہ سیما جھومنے لگی کتنی تھی اس گلچہ حقیقت میں  
 تو کیا خوش آواز ہو اور گانے میں تیرے سوز و گداز ہو عمر و نے قریب آنکر بلائیں لیں  
 کہا امی حور طلعت حقیقت میں تیرا حسن عابد کش و زاہد فریب ہو عمر و نے جو اس محبت سے  
 کہا سیما کو شک ہوا کہ گلچہ تو ایسی خوش آواز نہ تھی فوراً کیونکر خوش آواز ہو گئی شاید  
 وہی ساربان زادہ ہو یہ سوچ کر کندھاری عمر و جست کر کے حلقہ ہائے کند سے نکلا  
 اور اپنے نام کا نذرہ کیا نذرہ عمر و

عمر و ہون میں عیا صاحبقران	مرے نام سے کا پتا ہو چھان	تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار گھر ہو قدم	صبا ٹھوکر بن کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہانگرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون	عمر و حلقہ ہائے کند کاٹ کر نکل گیا ہر چند کنیزوں نے	

چاہا روکین گر خواجہ کب رکتے ہیں سیما حیران ہو گئی کتنی تھی عمر و چھلا وہ ہی مگر جب  
 سر میدان اس سے مقابلہ پڑیگا تب تم لوگ میری چالاک کی دیکھنا وہ بھاگا میں اپنے  
 مقام سے نہ اٹھی اسی خیال سے کہ نکل جائے گرفتار کرنے سے کیا نفع کئی مرتبہ گرفتار  
 ہوا اسکے شاگرد آکر رہا کر لینگے مگر ابھی جو گرفتار کر ونگی ایک ہاتھ نیچہ کا مار دونگی کنیزوں  
 نے کہا واری اگر اتنا دل چاہتا تو قتل کر چکتیں سیما نے کہا انصاف کر وغیرہ انصاف  
 نہ کرو ایسا عیار طرار کہیں دنیا میں ہو جسوقت یہ مارا جائیگا تو صاحبقران زمان اپنی  
 جان و بدینگے اور بدلہ اسکے خون کا لیں گے جب صاحبقران کدو کاوش کرینگے  
 تو پھر میں زندہ بچ سکونگی شاگرد بھی اسکے جو ایک ایک بلاے روزگار ہو وہ کیا قاتل  
 کو زندہ چھوڑینگے کیا عمر و کا قتل کرنا آسان ہو کنیزوں نے پوچھا واری اسکے کتنے  
 شاگرد ہیں سیما نے کہا اخبار میں میں نے لکھا ہوا دیکھا تھا کہ ایک لاکھ چوہا سہ ہزار  
 بیک بچے اسکے شاگرد ہیں اور ہر عیار بلاے روزگار ہو یہ جو عیار ریان تھنے دیکھیں  
 ایک کو ایک سے زیادہ دعویٰ ہو مگر میں گرفتار کر لاتی ہوں یہ کیلے بانٹاے عیاری  
 جسم پر نگائے مٹا ش عمر و میں چلی قریب ایک نخل کے پہونچی وہاں ایک ساحر زین جا رہا



نامے مروارید سے دعویٰ کر کے آیا تھا کہ میں جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کیے دیتا ہوں  
لشکر نور الدہر دیکھا اسی مقام پر ٹھہر گیا سوچ رہا ہو کہ کیا فکر کروں کہ رنگ کی آواز کان  
میں آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شہداء جوالہ قنطور ہا سے زربتی سے آراستہ جست و خیز کرتی  
ہوئی آتی ہو جمال بیشال سیما دیکھا مر گیا دور سے جو سیما نے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہو  
خیال میں گذرا کہ مروارید کی طرف سے آیا ہو گا یا شاید کسی گانوں کا رہنے والا ہو جو کوئی  
ہو گا ہمارے نام سے ڈرے گا یہ سوچ کر اسی طرح چلی آتی ہو جیسے ہی یہ سامنے رذیل کے پہنچی  
اسنے سحر کیا کہ سیما گری مگر پکار کر آواز دی کہ اوجا دو گر یہ کیا حرکت کی نہیں جانتا کہ  
سیما سے اختریشیا فی میرا نام ہو غلطان گوہر بار کی معین و مددگار ہوں اگر اب تک  
میں دخل نہ دیتی تو عیاروں نے اُسکو مار لیا ہوتا مسلمانوں کے عیار بلا سے روزگار  
ہیں اُن عیاروں کو کون روک سکتا ہو جنہوں نے دامہ و شمش کو مارا صاحبقران  
کو وہاں لے پہنچے کہ جہان ہوا کا گذر نہ تھا ہر چند سیما چینی لیکن رذیل نے نہ سنا جست  
کر کے قریب آیا چاہتا ہو لپٹ جاؤں بوسہ لینے کو منہ بڑھا یا سیما اپنے کو بچا رہی ہو مگر  
اپنی جان سے بیزار ہو جی میں کہتی ہو اسی سیما اگر اس بازاری نے عصمت پر ہاتھ ڈالا تو کسی  
بدنامی ہوگی یہ سوچ کر چلا چلا کے رونے لگی کہتی ہو اوساحر واسطہ سامری و جمشید کا الگ  
رہ میرے قریب نہ آئے کیا حرکات ہیں قضاے کار خواجہ عمر و ایک نخل کے سایے میں  
بیٹھے تھے آواز جو سیما کی سنی بیقرار ہو گئے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام  
ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ سیما کا بوسہ لیلون سیما کبھی تانچہ مار دیتی ہو کبھی منہ پھیر لیتی ہو کبھی کہتی  
ہو کہ ارے تو کہاں رہتا ہو سب جگہ ملکہ مروارید کی عملداری ہو اپنا مقام تو ظاہر کر اپنے  
حال سے تو ماہر کر جہان تک عملداری ملکہ مروارید کی ہو سب ہمارے مطیع و متقاد ہیں تو کیا  
انکی عملداری سے الگ رہتا ہو اگر میرے ساتھ بے ادبی کریگا تو گھر و غیرہ سب لٹ  
جائیگا اہل و عیال قتل ہونگے زندہ نہ بچے گا رذیل جواب دیتا ہو اے جان جہان و امی  
آرام دل مشتاقان اس صحرائین کون دیکھتا ہو میں اپنا مطلب نکال کے چلا جاؤنگا پھر  
جو کبھی شجوا پاؤنگا مطلب نکال لوں گا سیما پھڑک رہی ہو نہ اٹھ سکتی ہو نہ نیچہ کھینچ سکتا ہو



عمر و سنے جو دور سے یہ دیکھا کہ ایک ساحر بازاری چاہتا ہے کہ معشوقہ پر دست انداز ہوں  
 کلچہ ہل گیا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر صاحب میں آتا ہوں میں اسکے  
 ہاتھ پکڑ لوں تم مطلب حاصل کرو پھر تم ہاتھ پکڑ لینا میں بھی مراد دلی حاصل کرونگا پھر اسکو  
 چھوڑ دینگے سہانے جو یہ سنا اور زیادہ گہرائی کہ اور غضب دیکھو دوسرا ساحر بھی ایسے  
 ہی مہلات کتا ہوا آتا ہو جب دو مرد ملکر میرے ہاتھ پکڑ لینگے تو کیونکر بچونگی بیقرار ہو کر پکار  
 اٹھی کہ اموشن شاہ اوج عیاری جلد اپنے کو پہونچاؤ تمھاری معشوقہ کی آبرو جاتی ہو تم کیونکر  
 گوارا کرو گے جلد آؤ اس ملعون کو مارو اور مجھکو اس آفت سے بچاؤ خواجہ یہ آواز سنکر  
 بیتاب ہو گئے سوچے کہ اسکے دل میں بھی جگہ تمھاری ہو جب تو وقت مصیبت تمھارا نام  
 لیتی ہو یقین ہو کہ اس احسان کو بہت مانگیں تو قبول کر لیگی یہ سوچا آگے بڑھے پھر پکار کر  
 کہا بھائی جادو گر جلدی نہ کرو میں آپہونچا مجھکو قریب تو آئے دو میں آکے مطلب نکال  
 لونگا تم بہت راضی ہو گے یہ عورت بڑی چست و چالاک ہو میں نے کئی مرتبہ سوال کیا  
 مگر اسنے جواب سخت دیا شاید اسکو یاد ہو میں قوم کا زمیندار ہوں میں نے اس سے کہا  
 تھا کہ سارا گانوں تیرے نام لکھ دوں گا مگر اس شغل نے نہیں مانا یہ کہنے ہوئے قریب آئے  
 دو لون ہاتھ پکڑ لیے اب سہا اور زیادہ بیقرار ہوئی لات و منات کے واسطے دینے  
 لگی عمر و سنے کہا ہاں بھائی تیار ہو میں تم دو لون سمجھ لوں جب رفیل جادو آما وہ ہو کر  
 بڑھا عمر و سنے کہا اے بھائی سامنے بھٹی ہو تھوڑی شراب لے آؤ کہ نشے میں اچھی طرح  
 مطلب ہو گا ہم بھی اسکو راضی کر لینگے آخر ان ہی جاہلیگی نہ مانے گی تو جبر کرینگے ہمارے دام  
 سے اب کہاں نکل سکتی ہو یہ سنکر رفیل دوڑا کتا ہوا کہ بھائی خوب یاد دلا یا شراب  
 زبردستی اسکو پلا لینگے نشے میں تو رضامند ہوگی رفیل دوڑ کر گیا ایک مٹی کے لوٹے میں  
 شراب خرد لایا کہا لو بھائی پہلے اسکو پلاؤ پھر ہم تم پین گے بھائی تمھارا نام کیا ہو عمر و سنے  
 کہا میں میان کا زمیندار ہوں صحرانورد زمیندار ہوں نام ہو دن بھر میں پھرتا ہوں ادھر  
 روز ادھر سے جاتی ہو میں دیکھا کلچہ تمھام لیتا تھا مگر اس کجخت نے کبھی نہ خیال کیا کہ یہاں  
 عاشق ہو آج میری تقدیر کہ تم آگے حصول مطلب ہوتا ہے یہ کہنے کہا بھائی پہلے تم پہلو کہ اول



مکوشقت پڑی گی جو چپگی تو اسکو بھی پلا ونگے اب سیما زار زار رو رہی ہو سوچتی ہو کہ بے نشہ  
 ڈانکا یہ حال ہو جب شراب پین گے تو کاہیکو چھوڑینگے عمر و نے جام لبریز کر کے رذیل  
 کو دیار رذیل پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کہ بدن میں  
 آگ لگ گئی عمر و نے کہا بھائی تم ہی لائے تھے میں کیا جانوں خیر ذرا اٹھلو نشہ کم ہوئے  
 و مطلب حاصل کرو جلدی نہ کرو یہ عیار رہ سچ نہیں سکتی آج ہمارا تمھارا دونوں کا مطلب ہو گا  
 رذیل ٹھٹھانے کو اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑاکے گرا عمر و نے نعرہ کیا نعرہ عمر و  
 عمر م کہ کلہ از سر قیصر برسم : رنگ از رخ بختک بد اختر برسم : در محفل خسروان چو گردم  
 ساتی : تینغ و سپر و سپو و ساغر برسم : عمر و نعرہ کر کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظر

ر شک و وزخ سینہ پر داغ ہو  
 جام می شیشہ کا استغراغ ہو  
 کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہو  
 کچھ خبر قاصد کی بھی ای زناغ ہو  
 خط میں مضمون دل پر داغ ہو  
 تل نہیں ہو لالہ بے داغ ہو

مثل جنت دور میرا باغ ہو  
 بحر میں کیا میں پیون موسا قیا  
 ہو یہ داغ اُس آستانے کا ترے  
 کیا پریشان غل سے کرتا ہو داغ  
 مگر گو قاصد لغافے پر نہیں  
 خط نہیں ہو رخ گل بے خار ہو

عمر و نے یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ گلے میں ڈال دیے اور خنجر کمر سے نکالا چھٹ کے اس  
 ساحر کو قتل کیا سیما دیکھ کر دنگ ہو گئی کمتی تھی کیا کار نمایان کیا سامنے جست و خیز کرتی  
 ہوئی بھاگی خواجہ ٹٹلتے ہوئے لشکر نور الدہر میں آئے راہ میں برق سے ملاقات  
 ہوئی پوچھا کیوں استاد کیا ہوا عمر و نے سب حال بیان کیا کہا اُستانی تمھاری اپنے لشکر  
 میں گئیں مگر بڑی بلا میں پھنس گئی تھیں میں نے جا کر اُس ساحر کو مارا تب انکو رہا کیا  
 برق نے کہا استاد میں دور سے دیکھ رہا تھا اور چلا تھا کہ جا کر اسکو ماروں بھلا میں  
 یہ گوارا کرتا کہ آپکی مشفقہ پر راہ گیر ہاتھ ڈالے جب آپ پہنچے تو میں رُک گیا پھر دیکھ  
 رہا تھا کہ اگر استاد پر کوئی افتاد پڑے تو اپنے کو پونچاؤن عمر و نے کہا او بھوریے  
 تو ہر وقت میرے زوال ہی کا امیدوار رہتا ہو برق سے خواجہ باتین کر رہے ہو



بارگاہ نورالدہرین آئے کرسی پر سر جھکا کر بیٹھے نورالدہرین نے کہا چھوٹے دادا جان  
 طہاس کی رہائی کی کوئی صورت نہ نکلی عمرو نے کہا انشاء اللہ اب رہا کر لاؤنگا یہاں سیما  
 گھبرائی ہوئی دربار میں غلطان کے آئی کہا احوشمنشاہ بہت تدبیر میں کین لیکن طلسم کشا پر  
 ہاتھ نہیں پہونچتا کئی عیار نگہبان ہیں ہر وقت پھرا کرتے ہیں طبل جنگی بجوائیے سر میدان عمرو  
 کو زیر کردگی غلطان نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر نام پر سیماے اختر پیشانی کے کل  
 عیاری کا مقابلہ سر میدان ہوگا ہم لوگ ساحر و خل نہ دینگے اسی وقت طبل جنگی پر چوب  
 پڑی ہر کارے خدمت نورالدہرین آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تاسیرہ رویدہ  
 باشد ہباغ ہ گل سرخ تا بد چوروشن چراغ ہ نگین سعادت بنام تو باد ہ ہمہ کار عالم کلام  
 تو باد ہ شہریار کی عمرو راز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلطان کو ہر بار نے طبل جنگی بجوایا  
 کل سیماے اختر پیشانی میدان میں نکلیں گی نورالدہرین نے کہا چھوٹے دادا جان  
 سوائے آپ کے کون میدان میں نکلے گا آپ کے نام پر طبل جنگی بجے عمرو نے کہا  
 نور نظر میری طبیعت سست ہو شہر نگ و غیرہ مقابلہ کرینگے نورالدہرین نے کہا بڑی خفت  
 ہوگی وہ آپکا نام لیکر پکاریگی عمرو نے کہا ناچار و مجبور ہوں کیا کروں جب قوت و  
 طاقت ہی نہ تو انسان سے کچھ نہیں ہو سکتا سرداروں نے کہا نام پر خواجہ کے طبل جنگی  
 بجوادیجیے ضرور مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا میں تو منع کرتا ہوں پھر کسیکے نام پر طبل جنگی  
 بجتا ہو نورالدہرین نے حکم دیا کہ نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجے عیاروں نے میدان دست  
 کرنا شروع کیا خواجہ اپنے مقام سے اٹھے لشکر غلطان میں آئے ہر مقام پر یہی فکر  
 سنا کہ کل مقابلہ سیماے اختر پیشانی کا ہوگا عمرو کو پکڑ لا ئیگی اگر کوئی دوسرا شخص دخل دے گا  
 غلطان سحر کرے گا گرفتاری پر عمرو کی بڑا ہنگامہ ہوگا عمرو سب کو عزیز ہو کون ایسا  
 سردار ہو کہ جیسرا حسان عمرو کا نہیں ہو خواجہ یہ سب باتیں سنتے ہوئے قریب اس قصر  
 کے آئے کہ جہان طہاس قید ہو دیکھا نگہبان بیٹھے ہوئے آپس میں ہنسی دل لگی کر رہے  
 ہیں عمرو وہاں سے ہٹا دربارگاہ غلطان پر آیا اندر سے چوہدار نے نکل کر آواز دی  
 کہ ارے کوئی مزدور حاضر ہو قید خانہ تک پتلا شراب کا لے چلے خواجہ ایک شہدے کی



شکل بنکر سامنے چو بدار کے آئے کہا حضور جو نے ایسا پریشان کیا ہو کہ جان و مال  
 سب ہار گئے چو بدار نے کہا ہمارا جیتنا تم لوگوں کا کام ہو مگر یہ پتلہ اٹھا لو تا بہ فتیہ خانہ لچا  
 شہدے نے کہا چار گنڈے لین گے چو بدار نے کہا جو مانگو گے وہی ملیگا شہدے نے  
 بہت خوب کہا پتلہ اٹھا لیا شہد انقلی چو بدار سے باتیں کرتا ہوا چلا کہ میان مرد ہے  
 صاحب آج کعبتین نے وہ رنگ ہکو دکھایا کہ جو عمر بھر نہ دیکھا تھا سب داؤن رنگ  
 کے ہارے اگر ہمارا رنگ گھڑی بھر کھیل جائے تو سلطنت جیت لین مگر آسمان پھٹ  
 پڑتا ہو کہ اٹھا داؤن نکل جاتا ہو اسی میں ہم لوگ ہر تے ہیں رنگباز مجھٹ پٹ ہار  
 جاتا ہو جب ہمارا رنگ آتا ہو تو جی چاہتا ہو جان بدین مگر کچھ زور ہی نہیں چلتا رنگ  
 حلال ہونے میں ہم بھی آج اسی میں ہارے کل تڑکے ہی جا کر بدینگے چو بدار ہان  
 مان کرتا چلا آتا ہو کہ راہ میں شہدے نے ٹھوکر لی زمین پر گرا فتیلہ بھی گل ہو گیا کہا مرد ہے  
 صاحب فتیلہ ذرا جلا لیجیے یہ اسی ہار کی جھل ہو کہ راستہ نہیں چلا جاتا چو بدار فتیلہ جلا نے  
 گیا خواجہ نے شراب میں بیہوشی ملائی پتلہ اٹھا کر لیچے در زندانخانہ پر آئے قیام جاو  
 دہان کا افسر ہو اُسے پکارا کون آتا ہو مرد ہے نے کہا تم بھون کے واسطے شراب  
 لائے ہیں ساحر اٹھ کر دوڑے پتلہ لیکر رکھا شہد اسب کے حقے بھرنے لگا قیام نے  
 کہا بھائیو اپنا اپنا حصہ لیلو کہ رات بھر جاگتا ہو گا شہد اکتا ہو آپ سب سو رہے گا ہم پرہ  
 دینگے قیام سننے لگا کہا میان شہدے صاحب بڑے خوش مزاج ہو جا کے کابلی مٹر  
 تو لے آؤ شہد دوڑ کر کابلی مٹر یا سب کا کام دوڑ دوڑ کر کر رہا ہو مگر اپنی باتیں کیے  
 جاتا ہو کتا ہو بھائیو صبح کو چکر ایک ایک روپیہ جو سے میں لٹاؤ مہینہ بھر کی خواہ پا جاؤ  
 سپاہی کہتے ہیں میان شہدے صاحب ہمارا یہ کام نہیں اگر ہار جائیں تو کیسے بدنام  
 ہوں بال بچے بھوکوں مرے شہد اکتا ہو بھائیو جو سے میں ہار نہیں ہر ہزار ہار روپیہ  
 جیت لیا ہو ہمارا دو روپیہ روز کا خرچ اسی پر ہو خواہ ہار میں خواہ جیت میں مگر خرچ نہیں  
 معلوم ہوتا شراب چلی جاتی ہو بعد از صاحب ایک دن کھیلے تب آپکو خزانہ پڑے  
 سامنے پر یان ناچا کرتی ہیں ہم لوگ مزے اڑاتے ہیں تماشہ دیکھتے ہیں کل تو جعدار صاحب



ضرور چلیے دیکھیے تو کیا صحبت ہو کون کون لوگ جمع ہوتے ہیں کون کون لوگ آتے  
ہیں کیسے کیسے نقد اس مضمون میں پھنستے ہیں غرض کہ سب نے شراب اپنے اپنے حصے  
کی لی جس نے پی وہ ناچنے لگا کوئی چو ترہٹ پڑا ہو کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہو کوئی اپنے مقام سے  
اٹھ نہیں سکتا تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوئے خواجہ نے سب کو قتل کیا قید خانہ میں  
آکر طہماس کو رہا کیا ساتھ لیکر چلے جب لشکر قریب رہا کہا اے طہماس تم تو لشکر میں جاؤ میں  
رضعت ہوتا ہوں طہماس نے کہا استاد کہاں جائے گا عمرو نے کہا سب لکڑی سیڑھی جان  
لیتے ہیں سیما سے اختر پیشانی جلا وہ نیچے بران لیکر میدان میں آئیگی میں اُس کا مقابلہ  
نہ کر سکو نگاہ میں تو خانہ کعبہ جاتا ہوں نور الدہر سے کہدینا اے نور نظر تمھاری ذات  
سے صاحبقران سے چھوڑے زندہ رہیں گے تو ملین گے صبح کو چالاک وغیرہ مقابلہ  
کرینگے یا اُس کا عبا رہبرنگ نکل کر مقابلہ کرینگا مجھے کیا غرض ہو کہ میں اپنی جان دون  
ہر چند طہماس نے روکا کہ استاد نہ جائیے پاس نور الدہر کے تو چلیے اُس سے کہا جائے  
کہ خواجہ مقابلہ کے لائق نہیں ہیں وہ ضرور آپ کو معاف رکھیں گے نور الدہر آپ سے  
کیسی محبت رکھتے ہیں خواجہ نے کہا بیٹا تم کیا جانو یہ سب فرزندان حمزہ میری ہی جان  
لینے کے خواہاں ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہو سکے تو مقابلہ کرو اور اگر نہ ہو سکے تو بھی لڑو میں  
اپنی جان کو غنیمت جانتا ہوں یہ کہہ کر خواجہ طرف صحرا کے روانہ ہو گئے طہماس راستہ  
بھٹک کر اور طرف جانے لگے اتنی رات صحرا میں پھرے جب ستارہ سحری چمکا اور لشکر  
نور الدہر کو دیکھا کہ میدان میں جاتا ہو طہماس بھی لشکر میں آئے نور الدہر سب کے  
آگے تھے طہماس کو دیکھ کر خوش ہو گئے آواز دی کہ اے ہر ہمیشہ کلنکان کیونکر رہائی  
پائی طہماس نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی کہ خواجہ عمرو نے  
جا کر رہا کیا نور الدہر نے پوچھا خواجہ کہاں ہیں طہماس نے کہا وہ طرف خانہ کعبہ کے  
گئے ہیں میں نے بہت بھجھا یا مگر نہ مانا سیما سے اختر پیشانی کوئی عبا رہہ ہو فرمانے  
تھے میں اس سے مقابلہ نہ کر سکو نگاہر چند کہا کہ آپ نہ مقابلہ کیجیے گا سامنے تو موجود رہیے گا  
انھوں نے نہ مانا روانہ ہو گئے نور الدہر کو بڑا غلٹی ہوا کہا اے شہزنگ تھے سنا کہ خواجہ



چلے گئے شیرنگ نے کہا گئے تو جانے دیجیے آپ کا غلام مقابلہ کر لگا کیا معرکہ رہا لگا  
مقابلہ و کعبہ نے اپنے نام کو بدنام کیا یہ خبر صا جعفران کو بھی پہونچے گی فرمائیں گے  
میں معلوم میرے عیار پر کیا دباؤ ڈالا کہ خواجہ طرف خانہ کعبہ کے چلے گئے آپ کو  
لوگ بدنام کرینگے نور الدین نے کہا اب دیکھو تھوڑی دیر میں لشکر آتا ہو وہ ظالم  
نکلے گی انہیں کو پکار لگی شیرنگ نے کہا غلام خواجہ کی شکل بنکر مقابلہ کر لگا کہ اتنے میں  
برق آیا اُس نے یہ حال سنا کہ امیر شیرنگ کیون گھبراتے ہو یہ بھی اُستاد کا فقرہ ہو  
دیکھ لینا وہی اکرم مقابلہ کرینگے کہ چالاک بن عمر و آیا اُس نے جب یہ کیفیت سنی منہ سے لگا  
کہا قبلہ و کعبہ کے یہ شعبہ ہنر اتنے فقیرے اکثر ہوئے ہنر مگر وقت پر آگئے ہنر یہ  
بائیں کرتے ہوئے میدان میں آئے کہ طرف سے لشکر غلطان کے گرد اڑی دیکھا  
سب نے غلطان کو ہر بار اسباب سحر سے آراستہ و پراستہ بڑے زور و شور سے  
میدان فار و زمین آکر پہونچا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا  
سب نے کہ سیمائے اختر پیشانی لباس عروسی سے آراستہ تخت پر سوار سات سو  
کنیزین گرد گھیرے دوپٹہ گلزار عمدہ زیب دوش پانچا سرخ اطلس کا جبین گوتا پٹھا  
لگا ہو پہنے ہوئے وزیر زادی پہلو میں اسباب سحر سے آراستہ اس لطف سے سواری  
سیمائے اختر پیشانی کی آکر پہونچی غلطان نے پکار کر آواز دی امیر طلسم کشا آج مقدمہ  
مقابلہ عیاری کا ہے ہم آپ تماشہ دیکھیں اگر آپ دخل دینگے تو سحر کر کے صفیں اُلٹ دوں گا  
بخم اختر شناس نے بڑھاکر آواز دی کہ او بھیا تیری کیا مجال ہو کہ لشکر اسلام کو بنگاہ کج  
دیکھ کے بادشاہ لشکر ہمارا مسکن رستانی ہو جسکے خوف سے بقراط ثانی بھاگا بھاگا  
پھرتا ہو ہم لوگوں کے جلال کا زمانہ گزر گیا اب اپنی جان بچاؤ اب زمانہ جلال طلسم کشا  
ہو بقراط پرستون کے لیے زوال ہو نور الدین فرما رہے ہیں امیر بخم تنہا اسکی بات کا  
جواب کیوں دیا حقیقت میں یہ سحر کیا کر سکتا اگر مقدمہ عیاران میں دخل دیکھا تو بہت  
بچتا لگا سہر میدان مارا جائیگا بلکہ اس سے تکرار کرو کہ جس سے مقابلہ عیاران موقوف  
رہے خواجہ چلے گئے بخم نے پکار کر آواز دی امیر غلطان کو ہر بار ہم امید دہیں



کہ کمال تمھارے سحر کا دیکھیں کہ کیسے کامل ہو لشکر پر کچھ سحر کر دو جواب بے غنجہ آرزو سے  
 ساحران کھلے یہاں پر تو یہ ذکر ہو رہا تھا مگر ہر کار سے لشکر کفار کے جو لشکر اسلام میں  
 موجود تھے خبریں لیکر بھاگے سامنے سیما کے آئے ترقی حسن و جمال کی دعا دے کر  
 عرس کی ای ملک عالم تمھاری عیاری کی شہرت نے یہ زور پکڑا کہ عمر و عیار خوف جان  
 سے بھاگ گیا لشکر میں غفلت ہو کہ عمر و طہماس کو چھڑا کر طرف خانہ کعبہ کے چلے گئے  
 ہر چند طہماس نے سمجھا یا مگر کہا کہ نیکو جان کا خوف ہو میں نہ بھٹکوں گا مگر ای ملک عالم  
 تمھاری یاد میں یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

عالم بالاتک اپنا بول بالا ہو گیا  
 سا قیا ان سکون سے محو کا استخار ہو گیا  
 نشے کے ڈورون کی جا آنکھوں میں جالا ہو گیا  
 اسی پر می مالہ سروہی کا یہ مالا ہو گیا  
 باغ میں آگے جو گل تھا وہ بھی لالہ ہو گیا  
 قہقہہ ہونٹوں ملک پہونچا کہ نالا ہو گیا  
 شیشہ سرٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا  
 یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہو گیا  
 حیدر کرار کا رتبہ دو بالا ہو گیا  
 جو ہرن تھا خشک ہو کر مرگ چھالا ہو گیا  
 آج وہ خود گور کے مٹھ کا نوالا ہو گیا

خوب موزون ہے وصف قہر بالا ہو گیا  
 باعث گریہ ہوئی فرقت میں مجھ کو میکشی  
 میکشی میں روتے روتے میں ہوا اسی بار کو  
 تیرا مالہ موتیوں کا قتل کرتا ہی مجھے  
 داغ حسرت کتنے تیرے عہد میں پایا میں  
 خوش ہوا بھولے سے گردل غم وہیں یاد گیا  
 محتسب پہونچا سکا کچھ بھی دستوں کو ضرر  
 وصف جو اس ماہ تابان کے کیسے میں نے تم  
 جبکہ دوش احمد مختار پہ رکھا قدم  
 غم ہوا اس درجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھ کر  
 کل ملک بے صرفنا سخ غم پہ غم کھایا گیا

یہ خبر جو ہر کار و ن نے ملک سیما کے اختر پیشانی کو سنائی قہقہہ مار کر نہی کہا صا جو  
 تم نے سنا اب طلسم کشا کیا جواب دینگے میں میدان میں باقی ہوں اور جا کے عمر و  
 کو پکارونگی آج تک جب اس سے مقابلہ ہوا ہر مرتبہ میں نے اسے گرفتار کر لیا مگر  
 اس کے شاگردوں نے اسے چھڑا لیا اسی خوف سے بھاگ گیا سمجھا کہ مقابلہ میں سربر  
 سنوٹکا مقابلہ میں گیا اور گرفتار ہوا ایسی باتیں کر کے تخت سے کودی کینز بن کہہ رہی ہیں



حضور آپ کیون میدان میں جاتی ہیں آپ کے مقابلہ میں کون آئیگا آج تو حسن و جمال  
حضور کا آفتاب پر طعنہ زن ہی اگر زائد صد سالہ دیکھے تو تسبیح توڑ ڈالے معلوم ہوتا ہو چاند  
چمک رہا ہو یا بھول گلاب کا کھلا ہو کیا حضور کی تعریف کریں یہ مطلع میان سطوت  
کا حضور کے حسب حال ہی مطلع آئینہ لیکے دیکھیے تو رخ کا نور آپ بہ بہتر کہیں ہیں جو  
دہری سے حضور آپ بہ کینز و ن نے ہر چند سمجھا یا تعریفیں بھی کیں عمرو کی دولت بھی  
بیان کی مگر سیمائے نہ مانا نیچہ ہاتھ میں لیکر مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی میدان میں آئی پکار کر  
آواز دی وہ سارے بان زادہ کہاں ہی میرے مقابلہ میں نہیں آتا عیار شرمندہ ہو رہے  
ہیں نور الدہر جھلا رہے ہیں شہرنگ سے فرماتے ہیں ای شہرنگ کیا کروں بلوہ  
کروں مفلوبہ ہونے لگے شہرنگ نے کہا ای شہر یار سب کہیں گے کہ عورت پر  
لشکر کشی کی سیما تو بھاگ جائیگی مگر غلطان حضور کے بلوے کو روکیگا معرکہ عظیم ٹوٹے گا  
غلطان شکست کھا کے بھاگے گا مگر اپنے مقام پر جا کر کے گا کہ عورت پر لشکر کشی کی  
نور الدہر فرماتے ہیں پھر ای شہرنگ کیا کروں وہ پکار رہی ہو کہ شا پور سامنے  
سے آیا عرض کی ای شہر یار غلام ٹپکل خواجہ بنکر مقابلہ کرے دعویٰ کرتا ہوں کہ سر میدان  
پڑاؤ لگا نور الدہر رضا مند ہوئے ہیں شا پور صورت عمرو کی بنا رہا ہو کہ اپنے  
باپ کی شکل بنکر میدان میں جاؤن سیمائے اختر پیشانی سے مقابلہ کروں جو اب  
روں کہ او شقتل کیا بکھتی ہو ہمارا نام ادب سے نہیں لیتی ہمارا تہہ اسٹے نہیں سمجھتی یہ  
سوچکر صورت بدل رہا ہو نور الدہر فرماتے ہیں ای شہر یار جلدی کر دکہ وہ لٹکار  
رہی ہو شا پور جلدی کر رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک کتا سفید و براق بال بڑے  
بڑے ٹپکتے ہوئے مثل برق کے چمکتا ہوا پٹہ سنہری گلے میں پڑا ہوا قفل پٹے میں لگا  
ہوا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو سیمائے جو سنگ برقی کو آتے ہوئے دیکھا دل میں سوچی  
کہ کسی رئیس کا کتا چھوٹ گیا ہو بن پڑے تو اسکو گرفتار کر لوں غلطان گو ہر بار  
بہت پسند کرے گا یہ سوچکر کتے کو چپکارا کتا جست کر کے فریب سیمائے کے آیا قدموں کو  
چومنے لگا کون کون کرتا تھا سیمائے جھکی پشت پر برقی لٹک رہا تھا پھیرا کبھی برقی کہا کبھی



برقی کہا کتے نے ہاتھ اٹھا دیے سیما نے گردن جھکائی کتے نے دونوں ہاتھ گردن  
میں ڈال دیے منہ سے منہ رگڑنے لگا جب منہ سے منہ ملا یا ایک پت کی آواز آئی دہن  
سے کتے کے ایک جانب نکلا داغ پر سیما کے پڑا کہ سیما بیہوش ہوئی کتے نے گھنڈیاں کھین  
کھال جسم سے انگ کی تڑپ کے جست کی سب نے دیکھا کہ عمر و نعرہ کرتا ہوا نکلا  
نعرہ خواجہ عمر و بن خواجہ امیر ضمری

کزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش عوہتل مجسم	باغ دین زکرتش آبیاری
جہان سرنگ و زنجیر گزاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمر و آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کر کے کھال اٹھا کر زمیں میں رکھ لی پشتارہ سیما کا باندھنے لگے کنیزیں جو کھڑی ہوئی  
تھیں بیکار ہو گئیں نیچے کھینچ کر وڑیں شاگردان عمر و کنیزوں پر جا پڑے ہر ایک نے  
ایک کنیز کو باندھ لیا عمر و نعرہ کرتا ہوا بھاگا سامنے نور الدہر کے لاکر پشتارہ رکھ دیا  
غلطان نے جو دیکھا کہ شاگردان عمر و کنیزوں کو لیے جاتے ہیں بڑھ کر سحر کیا کہ سب عیا  
گرے چاہا سب کو گرفتار کر لوں نور الدہر کو تاب نہ آئی نعرہ کر کے جا پڑے اگر لوح  
کو چمکایا عیاروں کو ہوش آیا پشتارے لیکر بھاگے جنگ مغلوب ہوئے لگی بچھنے بڑھکر  
سحر کیا کہ نہر راستارے گرے جیسر گرا وہ جل گیا ہما سے مرصع پوش نے بڑھ کر سحر  
کیا کہ کئی نہر اسرار سحر ٹکرائے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

پڑہیں نشیے تو جام خالی ہو	گردش آسمان نرالی ہو
منزل ماہ تیرے جلوے سے	سرخ دالان بھی ہلا لی ہو
آسمان پر نظر جو کی شب بھر	سمجھے ہم مقبرے کی جالی ہو
سفلوں سے پوچھتا ہوں غربت میں	کیسے کیسا مزاج عالی ہو
اسقدر ہو گیا ہوں زار و زبول	کہ مجھے خوف شیر قالی ہو
شعر رنگین مزے پڑھے اس سے	میری جان آج جانے والی ہو
بہر دندان یار روتا ہوں	ہر مژہ موسیٰ کی ڈالی ہو
باغ پامال کر دیا تو نے	ہر نہال امی صنم نہالی ہو



عاشق رند لافانی ہے

واعظا ہونہ در پئے ناسخ

ہنگامہ منلو بہ ہو رہا ہر طرف صدائیں بلند ہیں کوئی گریبان چاک کر رہا ہو کوئی پہاڑوں  
سے سرنگار رہا ہو کوئی غل مچا رہا ہو کوئی آمادہ ساحر می ہو غلطان بڑھ بڑھ کے حکم  
دیتا ہو اسے یار و مسلمانوں پر سحر کر و نقیب لشکر غلطان بڑھ بڑھ کے نقابت کر رہے ہیں نظم

نہ سکندر ہو نہ آئینہ حیرت افزا  
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا  
گرد آڑے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا  
جسکو گل کرنے گئی جنبش داماں قضا  
ٹھنڈھی سا نسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا  
کف افسوس ہر اک برگ ہو گلشن کا  
جنگی رفتار سے ہر کام تھے فتنے برپا  
اسی مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا  
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہو  
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے  
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال  
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں نہتے دیکھا  
اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم  
یہ پھرتی ہو صبا و دوش پہ آج اُنکے غبار  
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے چھین

ہر طرف یہی ہنگامہ ہو نقیبوں نے جو بڑھ کر یہ اشعار پڑھے ملازمان غلطان کو ہر بار  
علمدار کو اشارہ کر کے بڑھے مطلب یہ تھا کہ علمدار بڑھے تو ہم بھی بڑھیں علمدار نے علم سیاہ  
نشان کفر کا پھر ہر اکھولا ہاتھی کو بڑھایا اب ہمراہ علمدار ہزار ہا ساحران غدار گولے ترنج  
ناسخ لیکر بڑھے نور الدین ہرنے جو دیکھا کہ اسبب علمدار کے جنگ ہو رہی ہو مرکب طلسمی  
کو ہمیں کیا علمدار کے سامنے آئے لکارا کہ ادسیاہ رو کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہو علمدار  
نے ہاتھ تلوار کا مارا اور الدین ہرنے تلوار کو تلوار پر دو کاغذ بکیر کر کے ہاتھ مارا کہ مع علم  
و علمدار و ہاتھی کے تلوار نے کاٹ کر زمین میں بوسہ دیا نشان نفر جو گرافوج والوں کے  
پاؤں اٹھے اہل اسلام مارے ہوئے چلے غلامان کیسا کیسا روک رہا ہو آہ بڑھ کر  
سینہ سپر کیا مگر فوج کے پاؤں نہیں ٹکٹے پیچھے ہٹے جاتے ہیں غلامان نے آگ برساتی  
دریا سے سحر جاری کیا اُدھر سے لڑتے ہوئے سکندر شانی آئے تھے سکندر شانی  
نے جو دیکھا کہ دریا غراٹا مار رہا ہو طلسم کشا اس پار کھڑے ہیں ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہیں



کہ دریا کو فرا جاؤن مگر رک جاتے ہیں سکندر نے بڑھ کر گولہ مارا گولہ وسط دریا میں جا کر پھٹا دریا بچ میں سے شق ہوا ہزاروں مچھلیاں غلطان پر گرنے لگیں غلطان چند ہٹاتا ہو مگر مچھلیاں نہیں مانتیں آخر ناچار ہوا جھولی میں ہاتھ ڈال کر گولہ نکالا سحر کر کے گولہ دریا پر مارا دریا کو خشک کیا تب مچھلیاں موقوف ہوئیں سکندر و غلطان سے سامنا پڑا غلطان چاہتا ہو چھپے ہٹ کر بھاگ جاؤن مگر سکندر کب ہٹنے دیتے ہیں جب سحر کرتے ہیں غلطان کو معلوم ہوتا ہو کہ مچھلی بجلی گر گئی اور دو ٹکڑے کر دی گئی اسی مقام پر زمین میں عرق ہو جاتا ہو سکندر سحر کر کے اُسکو پھرنکا لیتے ہیں غلطان اس کشاکش میں ہو کہ نور الدہر لڑتے ہوئے سامنے آئے نعرہ کیا کہ او غلطان کہا تک بندگان خدا کو قتل کرانے کا یہ کئے لڑتے ہوئے برابر غلطان کے پہونچے غلطان نے جب اپنے قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا معاوضہ میں ہاتھ مار دیا کہ غلطان کے دو ٹکڑے ہوئے غلطان کا مارے جانا کہ اہل فوج فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے ہر چند کہ سکندر نہ قبول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ او شہر یا اس قلعہ کے لوگ مکار ہیں ایسا نو سرکار کے ساتھ کچھ بے ادبی کرین مگر نور الدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہو کہ یہ لوگ عذر کرین اور ہم پناہ نہ دین سب کی خطا معاف کی بارگاہین نیچے لوٹ لیے سب کو ساتھ لیکر داخل قلعہ غلطان ہوئے خواجہ عمر و رخصت ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلے سیما سے اختر پیشانی سے عقد ہو گیا اور یہ مسلمان بھی ہوئی نور الدہر نے قصد کیا کہ کوچ کرین تیار بان ہوئے لگیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان قید ہو کر نور الدہر کا سامنے بقراط کے پہونچنا اور ہنگامہ عظیم ہونا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف

کہ آئی ہو پھر رنگ پر داستان دکھاتا ہو ہر دم زمانے کا رنگ جو قطرہ طبیعت تھی جیون ہوئی

پلا سا قیا جام آتش نشان چھلا وہ ہو میرا قلم بے درنگ نثر زور پر طبع موزون ہوئی



چل اوسا قی بادہ کش لاجواب  
سراپا ہو شوشی سراپا ہوتا ز  
ہراک رند میخو اربے باک ہو  
گلابی بدست و نگہ بر حقیر  
ترے فیض سے آج ممتاز ہوں  
ہوے جمع زندان میخو اربے ہین  
پلا انگو جام شراب و لا  
ہراک رند ہوش سے ہوش بین  
کہ یہ مجمع رند میخو اربے ہے  
قمر مل گیا ساقی مو پرست  
نکھ اوی کلک جادو رقم سحر ساز

ترا چہرہ گل ہو دیا آفتاب  
مناسب ہو ہو رنگ مو سر فراز  
کہ ساقی مرا چست و چالاک ہو  
کہ سائل ہو یہ مو کا شکل فقیر  
تری بزم میں میں سرا فراز ہوں  
تری چشم میگون کے پیا رہیں  
کہ میخو ار کو لطف مو کا ملا  
یہ کدے مرے آکے تو گوش میں  
ہراک بادہ کش آج سرشار ہو  
کیا دخت رز کو بھی ہراک نے پست  
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ مقید ان سلسلہ رنج و مصیبت و رہائی یا فنگان زندان جرات و شوکت اس داستان  
حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شاعر مصنف گہرینج دریائے مرد و محبت و چین  
می نویسد ز کلک مروت کہ شاہزادہ نور الدین ہر بن بدیع الزمان نے بعد نصرت  
کرنے خواجہ کے سرداروں کو حکم دیا کہ لشکر جلد آراستہ کرو کل انشاء اللہ تا بہ قلمہ مروارید کا  
پہنچ جاوین شاید اس بقراط سے ملت پاوین مگر اس قلعہ میں ایک ساحر رہتی ہو  
کہ شبگونہ آتشبار اسکا نام ہو سید ان کا رزار سے جو پلٹ کر آئی اپنے مکان میں سب  
رفیقوں کو جمع کیا اُسے صلاح کر رہی ہو کہ کیوں صاحبو ملک مروارید کا تو حکم تھا کہ جہانک  
بن پڑے طلسم کشا کو قتل کرو غلطان نے کیا کیا تدبیر کی مگر بچارے کا زور نہ چلا آخر  
میدان میں ہاتھ اسے طلسم کشا کے مارا گیا اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مروارید کو خوش  
کرین سب نے کہا اوی ملک عالم ہم لوگ تو مجبور ہیں جو حکم دیجیے وہ بجالائیں سائے طلسم کشا  
کے جا کر لڑیں اپنی جان دین مگر ہماری جان دینے سے کوئی مطلب نکلے تو ہکو عذر نہیں  
شبگونہ یہ باتیں کر رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی اسنے سر اٹھا کر دیکھا افغان تاجدار و



صراحت جاو و اسباب سحر سے آراستہ اگر پہونچی کہا اور شبکو نہ ہم آئے تھے کہ لشکر طلسم کشا  
 سے جنگ کریں قلعہ میں آکر کشاکش سب مسلمان ہو گئے بادۂ محبت طلسم کشا سے مست ہیں ہر خیز کر اس  
 قلعہ میں بڑے بڑے ساحران زبردست ہیں مگر دم محبت کا طلسم کشا کی بھر رہے ہیں  
 صراحت جاو وئے کہا کہ میں شام سے آئی ہوں جملہ افسردن کے پاس گئی ہر ایک سے  
 صلاح کی مگر سب نے جواب دیا کہ ہم تو سکندر ثانی کی سلطنت چاہتے ہیں بقراط ثانی نے  
 ذی حق کو بے حق کیا اور صراحت چلی باؤ ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ تم کو گرفتار کر لیں میں سب کی  
 مدد سے مایوس ہو کر اب چلی تھی کہ راہ میں افغان جاو وئے ملاقات ہوئی انھوں نے  
 کہا کہ شبکو نہ سے ملاقات تو کر لو وہ مدت سے سامری و جمشید پرست ہو شاید ہماری  
 رائے کو قبول کرے اور ہماری شریک ہو بارے تم کو آ کے قاعدے سے دیکھا باقی جسکے  
 گھر پر گئے بتخانے ویران پائے تہجین ہاتھ میں لیے پڑے رہیں دعائیں مانگ رہے ہیں  
 ہر ایک کی زبان پر جاری ہو کہ اور خالق لیل و نہار سکندر ثانی کی سلطنت ہو بقراط ثانی  
 مارا جائے اب نہ تمھارے یہاں آکر بتخانہ آباد پایا دیکھا کہ تیرے برابر ہی طلسم کشا کر رہی ہو  
 اب جو کہو وہ کریں شبکو نہ نے کہا اور صراحت و افغان یہ تو ظاہر ہو کہ دل میں طلسم کشا  
 کے بالکل بقراط کا خوف نہیں ہر وقت یہی ذکر ہوا آٹھ پہر یہی فکر ہو کہ بقراط کو پائیں تو  
 قتل کر دیں وہ بیچارہ شکست خوردہ ملکہ مروارید کے پاس آیا انکے دامن میں پناہ لی  
 سارے طلسم میں مسلمان پھیلے ہوئے ہیں جہاں دیکھو لشکر مسلمانان فروکش ہوا افغان و صراحت  
 نے کہا ہمارے نزدیک سب سے عمدہ یہ ہے کہ اگر شبکو نہ تم دربار طلسم کشا میں جاؤ  
 کچھ خیر خواہی کی باتیں کرو جس مقام پر طلسم کشا آرام کریں وہاں سے اٹھا لاؤ طلسم کشا  
 کو لیکر نجد مت بقراط چلین قید طلسم کشا پیش کریں وہاں خود ملکہ مروارید موجود ہیں  
 اسی وقت طلسم کشا کو قتل کر بیگی تمھارا نام ہوگا یہ صلاح لشکر سب نے پسند کی کہا بیشک  
 یہ صورت غالب آگئے کی ہو جلد جاو و ہم لوگ سحر تیار کیے بیٹھے ہیں تم کو دیکھتے ہی لشکر پر  
 طلسم کشا کے آگ برساوینگے لشکر طلسم کشا کا تباہ کرتے چلین گے شبکو نہ اٹھی طرف دربار  
 طلسم کشا کے چلی یہاں وہ وقت ہو کہ طلسم کشا دربار میں بیٹھے ہیں سب معشوقان پر بچہ رہا



خدمت میں حاضر ہیں نازنینان پری پیکر حور منظر بہ اشعار عاشقانہ نگار ہی ہیں **نظم**  
 پر تو افکن جو تری زلف معتبر ہو جائے  
 منقلب ہجر میں ماہیت اشیاء ہوئی  
 چشم ساقی کا اگر دل میں تصور باندھوں  
 گرمی آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے  
 کل جو فرقت میں ہوئی چشم مری خون آلود  
 ماہ کنعان تجھے اسی ماہ جو عریان دیکھے  
 ساقیا اگر ترے پٹون کا تصور باندھوں  
 آپکی راست روی کے جو میں مضمون لکھوں  
 اثر سختی ایام سے ساقی ہویت میں  
 کر کے دو سرو کو تلوار سے قاتل نے کہا

شہر گلزار ابھی نظرون میں اثر در ہو جائے  
 کہ اگر ہاتھ میں لون پھول تو افکن ہو جائے  
 سب لہو میرے بدن میں محو ہو جائے  
 ہر شرر جا کے فلک پر ابھی اختر ہو جائے  
 سبز کا تر بھی نہ کیونکر مژدہ تر ہو جائے  
 پیرہن چاک کرے جائے سے باہر ہو جائے  
 طائر ہوش کی پرواز کو شہر ہو جائے  
 خود بخود صفحہ قرطاس پر مسطر ہو جائے  
 پنیہ بہر سرینا ابھی ہتھر ہو جائے  
 اب تو شاہ پدمرے قامت کے برابر ہو جائے

لیکن سکندر ثانی فرما رہے ہیں کہ اسے انجم اختر شناس آج شہر پار کی بہت حفاظت کرنا  
 ایسا نہ کہ کوئی ساحر قلعہ سے اگر دست اندازی کرے تو ساری فتح شکست ہو جائے  
 انجم عرض کر رہے ہیں میں نے جو خیال کر کے دیکھا سب افسران فوج موافق ہیں  
 کوئی باغی نہیں پایا جاتا یہ ذکر تھا کہ شبکو نہ آلی نور الدہر کو سلام کیا پہلو میں آکر بیٹھی  
 کہا اس شہر پار کو ح کی تیاری فرمائیے میں دس ہزار فوج کی افسر تھی پانچ ہزار تو مارے  
 گئے پانچ ہزار جو باقی ہیں وہ جلدی کر رہے ہیں کہ قلعہ مروارید نگار پر چلیے اگر حکم ہو  
 تو میں آگے بڑھوں لشکر بقراط میں کھل بی ڈالوں جنگ آغاز ہو آپ وقت پر آجائیے گا  
 سکندر نے جواب دیا کہ اسے شبکو نہ بقراط کو کیا سمجھی ہو بقراط ایک سحر میں قیامت برپا  
 کروں گا ایسا ساحر زبردست ہو کہ جسے سیکڑوں برس اتنے بڑے طلسم میں خدائی کی  
 اور سب پر غالب رہا اس دن کی اسکو خبر نہ تھی کہ آفت آسمانی آئیگی کیا کیا سامان کر کے  
 تھے آٹھ پہر عیش کیا کرتا تھا اب بھاگ کر قلعہ مروارید نگار پر آیا ہر چند کہ مروارید  
 بہت ناچار ہو رہی ہو مگر نہیں سوچتا کہ جا کر طلسم کشا کی اطاعت کروں جان بچے نصین ہو



کہ ساتھ بقراط کے قتل ہوگی ہم لوگ گئے اور اسکو گھیر لیا کہاں جائیگی تہ تیغ آئیگی کیونکہ  
 جان بچائیگی آخرین بچائیگی شبگونہ نے پوچھا آج حضور کہاں آرام فرمائیں گے نور الدہر  
 نے کہا وہی بارگاہ قدیم ارسطو سے تہائی بول اٹھے کہ ہم آج پہر اونیکے شبگونہ نے کہا  
 آپ افسران قدیم سے ہیں ہم لوگ ملازم نوہن آج ہم پہر اونیکے ہر چند سکندر نے منع کیا  
 مگر شبگونہ قدموں پر نور الدہر کے گر پڑی عرض کرتی تھی میرے ساتھ والے مجھے  
 بد اعتقاد ہونگے کہین گے تمھاری خطا نہیں معاف ہوئی کہ پہر تمھارا در دولت طلسم کشا  
 پر نہ مقرر ہوا میں شرمندہ ہونگی نور الدہر نے سکندر کو منع کیا کہ آپ خاموش رہیں  
 سچ کہتی ہو یہ راسخ الاعتقاد ہو آج اسی کا پہر اپنے مقرر کیا شبگونہ نے باہر آکر کرسی  
 بچھائی اسپر بیٹھی سحر جا بجا مقرر کیے ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو گرد  
 بارگاہ نور الدہر پہر ادا سے رہی ہو دوپہر سے شب گذری تھی کہ نور الدہر تشریف لائے  
 سب سردار پہونچا کر لیٹ گئے نور الدہر داخل بارگاہ ہوئے شبگونہ نے جا کر آرام  
 کرایا جب نور الدہر سو گئے تو شبگونہ اپنے مقام سے اٹھ کر آئی بغور دیکھا کہ کل تختہ جات  
 طلسمی جسم پر آراستہ ہیں اب حیران ہو کہ طلسم کشا کو ہاتھ نہیں لگا سکتی کیونکہ یجاؤن آخر  
 سوچتے سوچتے جھوٹی سے تین تپلے فولادی نکالے انکو چھوڑا تینون تپلے تین پانوں سے  
 لیٹ گئے ایک پائے پر شبگونہ نے خود ہاتھ ڈالا مع چھپر کھٹ نور الدہر کو اٹھا کر لیچلی  
 سحر سے اندھیرا کر دیا ہر قبہ بارگاہ کو توڑا لیکر مکان پر آئی صراحت اور افغان نے  
 کہا امی شبگونہ طلسم کشا کو قتل کرین شبگونہ نے کہا صابو خاموش رہو ایسا نہ کہ طلسم کشا  
 بیدار ہو جائے صراحت جادو و افغان تاجدار نے کہا امی شبگونہ اگر یہ خوف ہو  
 تو تم انکو لیکر چلو ہم آگ لشکر طلسم کشا پر برسا کر آتے ہیں شبگونہ نے اسی طرح چھپر کھٹ کو  
 اٹھا یا تین تپلے فولادی تین پانوں میں لیٹے ہیں ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالے ہوئے  
 اس طرح پلنگ لے جاتی ہو صراحت و افغان و ملازمان شبگونہ مکر اٹھے آسمان پر  
 آکر آگ برسانے لگے اہل اسلام میں فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی پکار رہے تھے امی  
 کریم اس آفت آسمانی سے بچالے بندوں کو اپنے صلت دے نظم



بر فگن از چہرہ انور نقاب	تا شود شرمندہ بود آفتاب
لا شریک و ہمیشہ ال ولا یزال	ذات پاک تست ای علی جناب
از تو آزاد است ہر پابند غم	از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ قوی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گر چہ پنهانی تو از دیدہ مگر	شکل می آید نظر از ہر حجاب

افغان نے ایک گولہ بارگاہ سکندر میں پھینک دیا بارگاہ جو جلی تو ملا زبان سکندر بھاگے پڑ جو ہوا آنکھ سکندر کی کھل گئی پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے کیا طلسم کشا کو کوئی لیگیا ساحرون نے عرض کی کہ طلسم کشا کا حال تو ہم کو معلوم نہیں مگر ہزار ہا ساحر آسمان پر اڑ رہے ہیں وہی اشیائے سحر پھینک رہے ہیں سکندر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جانب افغان تاجدار اور ایک جانب صراحت مکارہ اور کئی ہزار ساحر ان شبگونہ یہ سب سحر کر رہے ہیں سکندر نے صراحت و افغان کو پہچان کر لکڑا کہ اے نکو اموران بندگان خدا نے تمہارا کیا لیا ہے کہ تم انکو قتل کر رہے ہو یہ کئے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ افغان کے مع صراحت چار ٹکڑے ہوئے باقی ساحرون کو سکندر دیکھنے لگے پہچاناکہ یہ سب ہمراہیان شبگونہ ہیں خدمتگاروں سے کہا جا کہ شبگونہ کو خبر کرو کہ ملازم تمہارے لڑ رہے ہیں ایسا نہ کہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاوین تو تم شکایت کرو گی اگر ہاتھ ہلا دوں تو ایک سحر میں سب کو مٹا دوں مگر تمہارا پاس ہے کہ تم ہماری طرفدار ہو خدمتگار گئے جا کے دیکھا کہ مکان شبگونہ خالی پڑا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شبگونہ مکان کو خالی کر گئی دو چار ساحر جو وہاں موجود تھے جب انھوں نے پکارا تو انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا ہم خدمتگاران شاہی ہیں بادشاہ نے ہم کو بھیجا ہے آواز سکروہ سب بھاگے خدمتگاروں نے پلٹ کے سکندر سے سب حال بیان کیا سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق مدور گری کہ وہ جو سحر کر رہے تھے سب اُس میں گرفتار ہو کر سامنے آئے معلوم ہوتا تھا کہ ایک کمند میں سب بندھے ہوئے ہیں سکندر نے خدمتگاروں سے کہا جا کر طلسم کشا کو خبر کرو ان قیدیوں







گلا مقتل میں پہننے کیا مزہ لے لے کے کٹوایا  
کیا ہو اس سر پانور کو تحریر خط پہننے  
لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزے کا  
زبان دانتوں تلے دابی جو اسنے یہ نظر آیا  
صف مترکان میں اسکی چشم دشت زانین ناسخ

مگر گھولا ہو قاتل قند تو نے آب بنجر میں  
بجا ہو باندھے گر بازو مرغ منور میں  
نہیں معلوم کافی جھم چلی ہو آب کوثر میں  
کہ ہوا اک پارہ یا قوت بھی اس سلک گوثر میں  
کھڑا ہو کوئی آہو نیزہ بازو ن کے یہ لشکر میں

مروارید کہ رہی ہو یا خداوند آپ کو کچھ طلسم کشا کی بھی فکر ہو یا آنکھ پر گانا ہی سنا کرتے ہیں  
بقراط جواب دیتا ہوا ہر ملک عالم قدرت کو کیا فکر ہو جو ملازم کئے ہیں وہ فکر کر رہے ہوں گے  
اب آپ پر ثابت ہو گا کہ ہم نے بیٹھے بیٹھے کیا تقدیر کی ہماری یہی قدرت ہو کہ ظہور اسکا  
ثابت نہیں ہوتا باطن میں مٹانے کی طلسم کشا کے تدبیریں ہو رہی ہیں مروارید یہ  
جواب دیتی ہو آپ نے اسی غور میں طلسم مٹایا بقراط بیٹھے بیٹھے ہنسا کہا تو تقدیر پوری  
ہو گئی مروارید نے کہا آپ روز ایسا ہی فرماتے ہیں آپ کی تقدیر لٹی ہو گئی کوئی  
شعبہ نہیں پاتا بقراط کہتا ہو دیکھو ظاہر ہوا چاہتا ہوا مروارید مسلمان ہو برہمن  
میں فکر کرینگے قدرت وہ چشمزدن میں مٹا دینگے سب اہل دربار جس رہے ہیں بقراط  
نے غصے میں حکم دیا صابو گانا موقوف کرو اب وقت آگیا ظہور تقدیر قدرت ہوا چاہتا  
ہو یہ ذکر تھا کہ شبکو نہ چھپر کھٹ لیے ہوئے نور الدہر کا پونچھی سامنے بقراط کے  
لا کر رکھ دیا کہا یا خداوند اب طلسم کشا کو نبھالیے میں جان پر کھیل کے اٹھ لائی سب  
باتیں جو کرنے لگے طلسم کشا کی آنکھ کھلی آواز دی اسے کوئی حاضر ہو برائے وضو پانی  
لاؤ بقراط نے پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اپنے مرنے  
کا سامان کر تو قید ہو کر آیا ہو اب زیادہ باتیں نہ بنا نور الدہر نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ  
بقراط تخت پر بیٹھا ہو تمام دربار جمع ہو کئی ہزار افسران فوج بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے  
ہیں نور الدہر نے خیال کیا کہ مجھ سر تو ہیں ہو جب اپنے کو محفوظ پاتا تھا جات اپنے  
پاس پائے تیرے طلسمی لکیر اٹھے لغو کیا کہ او مکار آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو  
سب افسران فوج لینا لینا کھراٹھے چار طرف سے تلوار پڑنے لگی یہی غلط تھا کہ انکو



گرفتار کر لو اس قدر تلواریں پڑیں کہ نور الدہر خوب زخمی ہوئے مگر شمشیر زنی کر رہے  
ہیں کہ عین وقت پر شہرنگ پہنچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ جنگ مفلوج ہو رہی اور  
نور الدہر اس مجمع عام میں لڑ رہے ہیں جس پر انھوں نے دھڑکے کیے صد ہا لڑے  
پڑے پھڑک رہے ہیں شہرنگ یہ حال دیکھ کر گھبرا یا جی میں کہتا ہوا شہرنگ تمام  
افسوس ہو کہ آقا کیلے گھرے ہوئے ہیں کوئی سردار نہ پہنچا سکندرنے جو محکوم بھیج دیا  
میں کیا کروں میرے کیے کیا ہو سکتا ہے آقا کے نامدار کو خدا کے قہار نے نظر

جلوہ گر برادج خوبی نیر اکبر کے است

روشن اندر برج محبوبی مہ نور کی است

مالک وحش و طیور و والی جن و بشر

صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر کے است

موجد ایجاد موجودات عالم واحد است

بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر کی است

نور الدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں شہرنگ دیکھ رہا ہو کہ نور الدہر لڑتے  
ہوئے طرف تحت بقراط کے چلے یہ سمجھ گیا کہ آقا کا قصد ہو کہ بقراط کو جا کر ماروں  
مگر طرف سے نور الدہر پر بلوہ ہوا ایک پلوان دیو خصال پشت پر نور الدہر کے  
آیا اُس نے آکر ہاتھ مارا چمک تلوار کی دیکھ کر نور الدہر بیٹھے وہ تلوار سر پر پڑی زخم کاری  
لگا نور الدہر پیچھے ہٹے تھے کہ دوسرے کافر نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ زخم سر جو پارہ  
ہو گیا بس نور الدہر لہرا کر گرے بیچ بارگاہ میں پڑے ہیں بقراط غل مجاہد ہوا  
کہ یار و اس جوان کا سر کاٹ لو مگر نور الدہر پڑے ہوئے لٹکا رہے ہیں کوئی خوف  
سے قریب نہیں آتا ہر کافر ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں مگر کوئی نزدیک نہیں جاتا شہرنگ  
بیقرار ہو کہ کیا کروں کیونکہ آقا کو بچاؤن اب کئی کافر تلواریں تول کر بڑھے شہرنگ  
نے جو دیکھا کہ یہ کافر آتے ہیں اگر انھوں نے حملہ کیا تو آقا کیونکر بچیں گے ایک حقہ آتش بازی  
کا لکڑا غدا یا کئی کے منہ جلے اندھیرا ہو گیا کچھ حقہ آتش بازی کا اندھیرا کچھ مرنے کی سارون  
کی جو صدا بلند ہوئی اُسکا اندھیرا اب شہرنگ ٹٹول رہا ہو کہ آقا کو پاؤں تو لے بھاگوں  
مگر ہاتھ نہیں پڑتا بعد تھوڑی دیر کے آواز آلی کشتی مرانام من فایان ساحر بود روشنی  
ہو گئی بقراط نے دیکھا کہ نور الدہر اس مقام پر نثار د شہرنگ نے بھی دیکھا کہ



نور الدہر کو کوئی اٹھا لیگیا کلچہ پکڑ لیا جی من کتا ہوا اگر کوئی دشمن لیگیا تو غضب ہوا جان  
 بچا و شوار ہو گی اور اگر کوئی دوست لیگیا تو وہ علاج کرے گا کہ ہر طرف سے ہڑ ہوا کہ ارے  
 اس عیار کو مار لو اسنے کئی ساحر و ن کو مارا جب ساحر طرف شہرنگ کے حلقے  
 شہرنگ کے برابر ایک جادو گر کھڑا تھا اُسکو خنجر مار کے بھاگا لینا لیتا کتا ہوا نکل گیا  
 بقراط حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کون طلسم کشا کو لیگیا مجھ کو داغ دیگیا کہا اے مروارید  
 نے دیکھا کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا اسقدر زخمی ہوا کہ زمین پر پڑا تھا کسی کو بھی اتنی  
 جرات نہ تھی کہ سرکاٹ لیتا آخر کوئی اٹھا لیگیا اتنے ساحر جمع تھے کسی سے نہوسکا کہ طلسم کشا  
 کو کوئی روک لے مروارید نے کہا یا خداوند اصل مطلب یہ ہے کہ طلسم کشا سے سب  
 ساحر ڈرتے ہیں خوف جان سے قریب نہ گئے آپ جا بجانا مے لکھیے تگا بد کوئی ساحر  
 لیگئی ہو تو وہ قدرت کے پاس لے آئے اور تخریر میں انعام لکھیے کہ جو طلسم کشا کو لاگیا  
 وہ انعام معقول پائیگا جب ہم طلسم کشا کو قتل کریں گے تو اُسکو عمدہ نیا بت دیں گے بقراط  
 نے اسی وقت جا بجانا مے لکھے کہ جو طلسم کشا کو لیگیا ہو پاس قدرت کے لے آئے  
 کہ قدرت انعام معقول دیں گے ہمارے جو پاس ساحر و ن کے گئے بعض نے فوراً  
 جواب لکھا کہ یا خداوند ہم نہیں لائے ہم بروقت جنگ نہیں پہونچے بعض کے  
 جواب کا بقراط مشتاق ہو مگر شہرنگ روتا ہوا سامنے سکندر کے آیا سب  
 حال بیان کیا سکندر نے نجم سے کہا اے نجم ستارہ شناسی میں دیکھو کہ آقا کو دوست  
 لیگیا کہ دشمن لیگیا نجم نے قرعہ پھینکا بعد تھوڑی دیر کے بیان کیا کہ گھبرا ئے نہیں طلسم کشا  
 کو دوست لیگیا ہو دشمن نہیں لیگیا انشاء اللہ بخیر و عافیت آؤں گے یہ لوگ تو سب انتظار  
 میں نور الدہر کے ہیں مگر حال نور الدہر کا تخریر کرتا ہوں کہ ایک قلعہ ہے موسوم  
 بجواہر پری ملک جواہر پری وہاں کی حاکم ہین باپ انکے مغفور حبشی ہین نور الدہر  
 جواہر پری سے عقد کر کے آئے تھے یہ طلسم بالابا ختر میں بیان ہوتا ہے کہ جب  
 ملک آسمان پری نور الدہر کو ساتھ لیکر قلعہ جواہر نگار پر آئی ہین تو جواہر پری  
 کا عجیب حال تھا مان جواہر پری کی روتی ہوئی سامنے ملک آسمان پری کے



آئین کہا حضور بارہ برس کی دولت لٹتی ہو یہ کنیر آپ کی جواہر پری سے چھٹتی ہو  
اب آنکھیں اُسکی چھت کو لگی ہیں دم توڑ رہی ہو جب کبھی ہوش آتا ہو تو یہ اشعار  
حسرت بار زبان پر جاری ہوتے ہیں **طلسم**

لکھرا ایک جنون تو نے جو برباد کیا	سیکڑوں خانہ زنجیر کو آبا د کیا
ایک عالم ہو خریدار اسی خوش قد کا	سرو کو مول لیا کسے جو آزاد کیا
غیر کو نامہ ہو سرنامہ مرے نام کا ہو	مہربان زور یہ تمنے ستم ایجا د کیا
ضعف میں ٹوٹ سکا جب یہ جناب دریا	ہمنے تجو یز اسے بیضہ فولاد کیا
نکمت گل کی روشنی فلک نہا ہنجا	تو نے اس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا
نامے غیروں کو دیے رنگے وحشت زدہ ہم	ہاے قاصد کہ بھیجے نے ہمیں شاد کیا
ایک دل و کی رسائی ہو بھلا کیا ناسخ	خود فراموش ہوا میں جو اسے یاد کیا

ملکہ آسمان پری نے آکر نور الدہر سے ذکر کیا نور الدہر کل حکیم نہکر پاس جواہر پری  
کے آئے دیکھا آنکھیں بند دل دردمند پلنگ پر پڑی ہو نور الدہر نے پہچانا کہ یہ وہی  
معشوقہ ہو جسکے پاس عالم طفولیت میں دیو زاد لائے تھے اور عقد ہوا تھا یہ ہو چکر سر پہ  
بیٹھ گئے سر لیکر زانو پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم آنکھیں کھولو طالب تمھارا  
سرھانے حاضر ہو جواہر پری نے آنکھیں کھول دیں ہاتھ گلے میں ڈال دیے بوسے  
زلف عنبرین جو دماغ میں جواہر پری کے پہونچی تسکین قلب ہوئی نور الدہر نے  
سینہ سے لگا لیا عارض گل رنگ کے بوسے لیے جواہر پری کو ہوش آگیا اُسٹھ بیٹھی  
پر یزادون میں بلٹ ہوا کہ کیا عمدہ حکیم ہو کیا خوب علاج کیا سب عارضہ دفع ہو گیا  
مگر ملکہ قریشہ سلطان گوخے سے یہ سب باتیں سنتی تھیں خالہ سے کہا کہ اب مناسب ہو  
کہ انکا عقد ساتھ اسی حکیم کے کر دیجیے اور آگاہ ہو جیسے کہ یہ پوتے صا جقران  
کے ہیں جو میری مادر گرامی ملکہ آسمان پری کے شوہر ہیں مادر جو جواہر پری  
رضا مند ہوئیں بڑی دھوم سے شادی نور الدہر کی ہوئی آسمان پری سب کو  
ساتھ لیکر طرفستان ارض کے کسین راہ میں طلسم گوہر نگار ملا سب اس میں قید



ہوے نور الدہر نے اگر ان سب کو رہا کیا مکمل خان مسلمان ہوا بیٹا اسکا عجم و س  
جی ہر اسے نور الدہر سے بھائی چارہ کیا اور زوجہ مکمل خان ملک عظیمہ جنیہ نے  
نور الدہر کو بیٹا کیا ہر اسی وجہ میں طلسم فتح ہوا نور الدہر طلسم فتح کر کے پردہ دنیا  
چلے آئے ملک جواہر پری و فقور جہنی وغیرہ آکر اپنے ملک میں بسے ایک دیوہر کشن  
قاف سے کہ ہومان میخوار اُسکو کہتے ہیں اُسے شہرہ حسن جواہر پری سنا لشکر کو  
لیکر چڑھ آیا فقور کو آکر پیغام دیا کہ جواہر پری کی شادی میرے ساتھ کرو فقور  
نے نامہ پھاڑ ڈالا جواب دیا کہ یہ شانہزادی ہو صا جقران کی ہو مجھ کو کیا اختیار ہو  
کہ میں شادی کر دوں اُس دیوہر نے جنگ آغاز کی فقور زخمی ہوئے قلعہ میں بھاگ کر  
آئے دیوہر نے قلعہ گھیر لیا اور قسم کھائی کہ کل قلعہ فتح کر لوں گا جواہر پری نے کئی سے  
نرہ ہارے دیو تلاش نور الدہر میں روانہ کیے کہ اُس شہر یار کو ڈھونڈھ کر لاؤ وہی  
اس جیا کو جواب دینگے دیو زادوں نے پردہ دنیا کو تمام چھان ڈالا ایک دیو طلسم  
خیال سکندری میں پہونچا جا بجایا یہی ذکر سنا کہ اس طلسم کے نور الدہر قنار میں  
دیو ڈھونڈھتا ہوا دربار مروارید میں پہونچا دیکھا نور الدہر بیوش پڑے میں اٹھا کر  
لیکھا قلعہ میں جا کر پہونچا یا جواہر پری نور الدہر کو زخمی دیکھ کر پٹنے لگی فقور جہنی  
نے کہا بیٹا بیقرار نہو یہ زخم دار میں مر ہم سلیمانی لگا ڈٹانکے دیکر پٹیاں مر ہم کی چڑھان  
دوسرے ہی روز نور الدہر کو ہوش آیا زخم سب اچھے ہو گئے تھے دیکھا سب روز  
میں نور الدہر نے پوچھا کیا معرکہ ہو جواہر پری نے عرض کی اور شہر یار ہومان میخوار  
میرے لینے کو آیا ہو قلعہ گھرا ہوا ہو اُسے بلوہ کیا ہو نور الدہر اٹھے ایک دیو کی گردن  
پر سوار ہوئے ہومان بلوہ کیے ہوئے آتا تھا قریب خندق کے پہونچ چکا تھا کہ لڑے  
نور الدہر کی آواز لشکر بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا میدان میں آکر دو کا دیو پٹ پڑا  
چوبدست لگائی نور الدہر نے چوبدست قلم کی تیغ طلسمی سے دیو کو قلم کیا ساتھ والوں  
کو اُسکے شکست دی مال اسباب لوٹ لیا بفتح و فیروزی پٹ کر آئے جواہر پری نے  
جشن کیا اور مخز کرتی تھین کہ میرے شوہر نے آکر لڑائی کو فتح کیا اب کسکی مجال ہو کہ



میرا نام زبان پر لائے دیا مجھے ستائے میں نے مادر مہربان سے کہا تھا کہ اُسی شہر بار  
کو تلاش کر ایسے آخر اس تلاش کا انجام نیک ہوا کہ وہ سرکش مارا گیا ہنگامہ عیش و نشاط  
گرم ہو ساقی بچے حاضرین جام ارغوانی گردش میں ہوا اہل صحبت عیش و حبش کی صحبت  
میں ہین ملکہ جو اہر پری اس صحبت عیش سے اُٹھیں صحن بارگاہ میں آئیں کہ آسمان  
پر ابرسیاہ چھایا بوندیان پڑے لگین کنیزوں نے عرض کی حضور بارگاہ میں چلیں ملکہ  
پیشین کہ صحبت میں شاہزادے کے پاس جاؤں ساتھ والیوں سے کہتی ہین وہ شہزادہ  
جانے کی جلدی کر رہے ہین طلسم کی فتاحی کی ضرورت ہو فرماتے ہین کہ ہم کئی سال سے  
اس طلسم میں آوارہ ہین اب جائیں سامنے قلعہ مروارید نگار کے پہونچیں کہ مروارید  
کو قتل کریں اور بقراط پر ہاتھ پڑے کہ اس طلسم کا خاتمہ ہو سب مرحلے فتح ہو چکے ہین  
اب صرف قتل بقراط باقی ہو اور بعد قتل بقراط غروب یہ باختر پر لشکر کشی ہو وودہ زنگی  
بہت مغرور ہو بڑے بڑے پہلوان اُسکے ساتھ ہین مگر انشاء اللہ جب صاحبقران  
پہونچیں گے تب اُسکو حال جرات کھیلے گا لہذا کل شاہزادہ ضرور جا بیگا یہی مجھو مہول ہو  
کہ کیا کیکے شاہزادے کو روکوں یہ باتیں کرتی تھیں کہ ابر جو آسمان پر اُٹھا تھا وہ پھیلتا  
ہوا سر پر قصر کے آکر پھٹا اُسین سے ایک پنجہ گرا جو اہر پری کو اُٹھا لیکیا باہر ہوا  
کہ جو اہر پری کو کوئی لیکیا کنیز بن روتی ہوئیں سامنے نور الدہر کے آئیں اور رو کر  
عرض کی کہ ملکہ صحن میں کھڑی تھیں ایک ابرسیاہ آیا وہ قصر پر آکر پھٹا اُسین سے پنجہ  
گرا ملکہ کو اُٹھا لیکیا نور الدہر نے حکم دیا عبدالرؤف جنی برادر عبدالرحمن جو اس  
جزیرے میں ہین اُنکو لاؤ اُسے پوچھا جائے تو میں کوشش میں مصروف ہوں عبدالرؤف  
حاضر ہوئے نور الدہر نے سب حال بیان کیا عبدالرؤف نے قرعہ پھینک کر زاپٹ  
تیار کیا کہا اے شہر بلا عجب معرکہ گذر لاشہ اُس دیو کا دیو لیکر جو بھاگے پہلو میں اسی  
سحر کے ایک قصر ہو کہ اُسکو قصر ابیض کہتے ہین ملکہ بیضا وہ جاوہر اُس دیو  
کی رہتی ہو لاشہ بھائی کا دیکھا بہت روئی اور کہا میں جا کر ابھی جو اہر پری کو لاتی  
ہوں کہ اُچی کے سبب سے میرا بھائی قتل ہوا ابر تیرہ و تار اُٹھا کر لائی خود اُس ابر



میں مخفی تھی تڑپ کر گری ملکہ جواہر پری کو اٹھا لی گئی اسی قصر ابیض میں پہونچی لیکن اب اسکا ارادہ ہو کہ قصر البحرین میں لیجائے کہ وہاں کسی کا گز نہیں ہو سکتا حضور کو مناسب ہو کہ قصر البحرین میں تشریف لیجائیں وہاں پتہ ملکہ کا بیگا نور الدہر اسی وقت تیار ہوئے چند دیو زادوں کو غفور پد ملکہ نے حکم دیا کہ شانہ راوے کو قصر البحرین میں لیجاؤ و نجومی نے کہہ دیا کہ یا تو آپ کے جانے پر پہونچے گی یا آپ اسی مقام پر پاؤنگے یقین ہو کہ جنگ پڑے کہ وہ ساحرہ ہو نور الدہر نے کہا مجھ پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح محفوظ میرے گلے میں ہو دیو زاد تخت لیکر آئے نور الدہر اسی پر سوار ہو کر چلے چند ساعت میں قصر معلوم ہونے لگا دیو زادوں نے لاکر قصر میں نور الدہر کو اتارا وہ قصر وسیع ہو ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہر ایک قصر میں جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں ایک قصر میں جو پہونچے کان میں آواز آئی کہ کوئی درد رسیدہ یہ اشعار پڑھ کے رو رہا ہے نظم

درد ہو ایسا بھلا کا ہے کو تیرے دیس میں  
چشم بلبیل ہو جو بلبیل چشم ہر یان کھیس میں  
تاج شاہی اور خروس خانگی کے کیس میں  
کیسا گر پھرتے ہیں اکثر گدا کے بھیس میں  
شیشہ دل ٹوٹ جاتا ہے ذرا سی ٹھیس میں  
پھنس گیا ہوں حلقہ زہاد کا سہ لیس میں  
دیکھتا ہوں دیس کو دن رات میں پردیس میں

ای منہی سن مرے نالے ذرا پر دیس میں  
ہو تصور میں جو اپنے آج وہ گل پیراں  
چشم ارباب قناعت میں لغات کچھ نہیں  
خوار جو نکلا ہرین میں انکو حقارت سے نہ کہے  
میرے ساغر کو نہ سختی سے ڈھکیل امی فروش  
محبت زندان ساغر کش مجھے آتی ہو باد  
ہو سفر ظاہر میں ناسخ چشم باطن سے مگر

نور الدہر اس صدا پر متوجہ ہوئے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہو اس میں ملکہ بیٹھی ہیں مگر مسلسل و مطلق بال پریشان چہرہ اس عالم پاس تڑپ رہی ہیں نور الدہر نے آواز دی صاحب نہ گھبراؤ میں آپہونچا جواہر پری نے جو نور الدہر کو دیکھا شگفتہ ہو گئیں آغوش کو پھیلا یا کہا اے شہر یار آپ سے یقین تھا کہ کینز کی تلاش کیجیے گا بیضا وہ جادو یہاں لاکر قید کر گئی ہو جلد آئے مجھ کو رہا کیجیے نور الدہر بڑھے کہ جا کر ملکہ کو رہا کرین کہ ایک ہوا چلی دیکھا ایک دیوئی لٹکارتی ہوئی آتی ہو کہ او جوان خبردار تو میری قیدی کے



پاس نہ جانا یہ کیکے زمین پر آئی سحر کرنے لگی نور الدہر لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہیں سحر  
باطل ہو جاتا ہے جب کئی سحر اُسے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی دیو نے پکار کر آواز دی اور  
جو ان تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہوا ہے کہ تجھ پر سحر تاثیر نہیں کرتا یہ کیکے جھپٹی ملکہ کو فوراً  
اٹھا لیا لے بھاگی کنتی ہوئی کہ اب ایسے مقام پر پہنچاؤنگی کہ جہاں ہوا کا بھی گذر نہ ملکہ  
رور و کرکے لگین کہ اے شہر یار آپ سے جدا ہوئی دیکھیے اب کہاں ملاقات ہوگی فلک  
در پر آزار ہو یہ کنیز مجبور و ناچار ہو نور الدہر نے بھی کلمات حسرت کہے کئی تیر مارے  
ساحرہ نے جلا دیے تھوڑے عرصے میں نظرون سے مخفی ہو گئی نور الدہر نے دیوون  
سے کہا مجھ کو پہلوا اب چلکہ عبدالرؤف سے پوچھو کہ اب کہاں جاؤں وہ مقام  
بتاویگے یہ کہ نور الدہر سوار ہوئے قصر جو اس رنگارنگ زمین آئے ان ملک کی روتی  
ہوئی دوڑیں کہ اے شہر یار آپ کی کنیز کا پتہ ملا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ ساحرہ  
قصر البحرین سے اٹھا لیگئی عبدالرؤف کو بلاؤ بخومی صاحب نے پھر زانچہ کھینچا کہا  
آپ تنہا تشریف لے جائیں بائیں پر جو صحرا ہے اسی صحرا میں آپ کی کوشش سے مقام ملیگا  
مگر راہ میں تکلیف ہوگی نور الدہر اسی وقت روانہ ہوئے جنگلون میں پھر رہے ہیں  
جو مکان ملا اسمین جا کر تلاش کیا کہیں نشان نہ پایا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز  
آئی جنگل میں جا کر دیکھا کہ دیو ہومان بہت مشتعل سلیمانی کا مالک ایک گوشے میں بیٹھا  
ہو اور رہا ہے نور الدہر نے قریب جا کر پوچھا کہ اے ہومان خیر تو ہے ہومان نے جو  
نور الدہر کو دیکھا جانتا ہے کہ میرے آقا کے فرزند ہیں قدموں سے لپٹ گیا کہا اے  
شہر یار میں قصر سلیمانی میں عیش کرتا تھا ایک دن بیضاوہ حادو آئی کہ کوہ بیضا پر  
رہتی ہے اگر مجھ پر سحر کیا میں نے قصد کیا کہ میں اسکو مار لوں مگر اُسکے سحر سے مقابلہ نہ کر سکا  
بہت مشتعل کو اٹھا لیگئی کنتی تھی تو نے غضب کیا کہ کوچک سلیمان کا مطیع ہوا اب جو  
مسلمان ملیگا اسکو تباہ کر دوں گی یہاں تک کہ پردہ دنیا میں جاؤنگی اور کوچک سلیمان کو بھی  
اٹھا لاؤنگی محل لیکر چلی گئی میں اس صحرا میں آیا رور ہا ہوں مگر بشارت ہوئی تھی کہ تیرا  
مطلب پورا ہو گا خدا نے آپ کو پہنچایا نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا دیو ہومان



نور الدہر کو ساتھ لیکر چلا چند ساعت میں برابر کوہ بیضا کے پہونچا کہا اوی شہر یا رہی کوہ  
 بیضا ہر اسی پر اُس ساحرہ کا مقام ہر نور الدہر بالائے کوہ چلے ایک گھائی ٹل ہوئی  
 تھی کہ پہلو سے آواز آئی اوجوان تو کون ہو کہ بالائے کوہ جاتا ہو یہ مقام بیضا وہ جادو  
 کا ہو جانے کا ارادہ نہ کرنا نور الدہر نے پٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سامنے سے آتا ہو  
 نہایت قوی تن و قوی من ایک چو بدست کاندھے پر رکھے ہوئے آکر قریب پہونچا  
 کہا اوی جوان میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اسکو غنیمت جان ورنہ چبا چبا کر کھاؤنگا بڑیاں  
 تک سرمہ کر دوں گا یہ کہنے چو بدست لگائی نور الدہر نے جست گریہ کے خالی دی ہاتھ  
 لکڑے ٹکڑے ہو گیا دیو نے چنگھاڑ ماری اور کہا کہ وہ آدم زاد کو مارا نور الدہر نے  
 پہلو سے نعرہ کیا کہ اوی بھیا میں تیرا حریف موجود ہوں دیو نے چو بدست کو پھینک کر  
 چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ دیو جھکا نور الدہر نے ایک  
 گھونٹہ مارا دیو چپین مارنے لگا کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے نور الدہر نے پٹ کر  
 دیو کو دے مارا سر اُسکا کھینچ لیا دیو ہومان دور سے دیکھ رہا ہو تعریفیں کر رہا ہو  
 کہ فرزند ان کو چک سلیمان سب دیوکش ہیں نور الدہر دیو کو مار کر آگے بڑھے دوسرے  
 دیو نے آکر گھیرا اسکو بھی مارا سات دیو پڑ درپڑ آئے ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے  
 نور الدہر بالائے کوہ آئے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہو جو طائر آتا ہو کباب ہو کر گرتا  
 ہو نور الدہر نے لوح محفوظ کو گلے سے اتارا چمکاتے ہوئے طرف آگ کے چلے جون  
 جون قریب آگ کے جاتے ہیں شعلے بجھتے جاتے ہیں جب قریب اُس آتش کے پہونچے  
 ایک تڑاقا ہوا آگ کے اندر سے بیضا وہ جادو نکلی نعرہ کر کے نور الدہر پر جا پڑی  
 جاہتی ہوا اٹھالجاؤن نور الدہر نے لوح محفوظ کو چپکا یا بیضا وہ جادو کو معلوم ہوا کہ  
 شعلہ آتش سامنے آیا ہاتھ کھینچ لیا ہر مرتبہ سحر کرتی ہو سحر تاثیر نہیں کرتا آخر آواز دی  
 کہ اوی دیو رعد آواز اس جوان کو آکر کھالے پہلو سے کوہ سے ایک دیو نہایت بلند بالا  
 مثل رعد کے گرجتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا ہاتھ مارا نور الدہر نے کلائی پکڑ کے  
 کہنچا جیسے ہی جھٹکا مارا وہ دیو منھ کے بھل گرا نور الدہر نے گھونٹے مارنا شروع کیے



دیو پکارتا تھا کہ اے بیضا وہ جادو مجھ کو بچالے میں اس آدم زاد کے بچے سے کیونکر  
 رہائی پاؤں گا جب گھونسا مارتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ زپڑا دو تین ضربوں میں مر جاؤں گا اس  
 عالم کے ہاتھ سے ملت وہ پاؤں گا دو چار گھونٹے نورالدہر نے ایسے مارے کہ دیو رعد آواز  
 کا سر پھٹ گیا بیضا وہ جادو نے دوسرے دیکھا کہ دیو رعد آواز مارا گیا چچین مار کر  
 رونے لگی کمتی تھی او جو ان تو نے غضب کیا کہ میرے معین کو مارا یہ دیو اس کو ہبیضا کا  
 نگہبان تھا مگر تو جس واسطے آیا ہو وہ مطلب پورا نہ ہو گا جو اہر پری کو اس مقام پر نہ پانگ  
 میں نے جو اہر پری کو بالائے کوہ اورنگ پہونچا دیا وہاں تو نہ جا سکیگا یہ کیلئے اڑی  
 اورنگا ہون سے غائب ہو گئی ہومان نے بالائے کوہ آگے کھنکھایا اسی شہر یا تمام پہاڑ پر  
 تلاش کیجیے شاید قیدی مل جائے تمام پہاڑ کو چھانا جو اہر پری کا نشان نہ پایا دیو ہومان  
 نے سب مال اسباب وہاں کا لیا نورالدہر کو گردن پہ سوار کیا طرف کوہ اورنگ کے  
 پہاڑ راہ میں صحرا ہائے ویران بڑے بڑے خشک بڑے بڑے درخت ملے اکثر جا بجا  
 دیو زاد ملے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے دیو ہومان کہتا ہوا شہر یا آپ کے  
 تمام کے سب دیو زاد دشمن ہیں صاحبقران زمان اٹھا رہ برس ان جنگوں میں پھرے  
 بڑے بڑے دیو زادوں کو مارا جو نام آپکا سنتا ہو آپ کے ساتھ بغاوت کرتا ہو مگر  
 آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا ہو نورالدہر نے پوچھا باعث کیا تھا کہ صاحبقران ان  
 جنگوں میں آئے دیو ہومان نے کہا باعث یہ تھا کہ آسمان پری نہ چاہتی تھیں کہ  
 صاحبقران پر وہ دنیا پر جائیں کس کس نے نہیں ارادہ کیا کہ صاحبقران کو پہونچان  
 انتہا یہ کہ اپنے چچا کو لجا کر قید کیا بعد مدت بسیار جب صاحبقران کوہ نورستان پہونچا  
 بی بی آصفائے باصفاء اور حضرت خضر معین ہوئیں کہ میں آپ کو پر وہ دنیا پر پہونچا دوں گی  
 آسمان پری وہاں بھی پہونچیں ان بزرگ دین سے کلام سخت کرنے لگیں انھوں نے  
 خاک سجادہ پھینکی آسمان پری جلنے لگیں قریشہ سامنے آکر روئی کہ حضور معاف کریں  
 ہم ایسی حرکت نہو گی اور آسمان پری کو سمجھایا اسی مادر مہربان با واجان کو جانے دیجیے  
 نامہ و پیام رہیگا پھر بھی کبھی تشریف لاویں گے اب آسمان پری راضی ہوئیں پر وہ قاف



کے کل سخت مقام صاحبقران نے فتح کیے ان جنگوں میں کوئی راستہ چل نہ سکتا تھا ان  
 سب مقامات کے نگہبانوں کو صاحبقران نے رات بپروہ دنیا پہونچے راہ میں  
 بڑے بڑے معرکے پڑے مگر وہ تو صاحب اقبال تھے جس مقام پر پہونچے مدد فیضی  
 شریک حال ہوئی اُس مقام کو فتح کیا ہر مقام پر لڑتے بھڑتے پہونچے ہر مقام کو فتح  
 کیا نورالدین ہر حال شوکت جد عالی تبار کا سن سکر خوش ہو رہے ہیں فرماتے ہیں کہ جو  
 جو کارہائے نمایان دادا جان نے کیے وہ انسان سے ممکن نہیں ہومان نے عرض کی  
 کہ حضور سے جو جو کارہائے نمایان ظاہر ہوتے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ اُنکے پوتے ہیں  
 یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ہا ہوے دلیران کی صدا کاں میں آئی نورالدین نے سر اٹھا کے دیکھا  
 کہ ایک صحرا سے وسیع میں ہزار ہا نہ ہاے دیوتا بدار زرین پوش کو گھیرے ہوے  
 ہیں تلوار چل رہی ہو نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہو اگرچہ سر سے خون بہ رہا ہو مگر مصروف جنگ ہو  
 وہ باز جو سر پر سایہ فلک رہتا ہو سر پر تڑپ رہا ہو جس طرف نقابدار جاتا ہو اُسی طرف  
 وہ باز بھی جاتا ہو جیسے عکس ڈالتا ہو وہ جل جاتا ہو مگر بلوہ دیوون کا کم نہیں ہوتا نقابدار  
 عاجز ہو رہا ہو نورالدین نے ہومان سے کہا کہ ہٹ جاؤ میں براے مدد نقابدار جاؤں  
 کوئی فرزندون میں صاحبقران کے ایسا نہیں ہو کہ جبکی اسنے مدد نہ کی ہو لہذا ضرور ہو  
 کہ جا کر شریک جنگ ہوں یہ کیلئے تیو طلسمی کہینچا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشندامو کا فران  
 بیچیا وایو نابکاران پر دغا ہر کہ اندو اندو ہر کہ نداند بشناسد نعرہ نورالدین ہاے اموج  
 رفت شاہ باز عرصہ مردی کہ شایان نش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ پناہ لشکر اسلام  
 نورالدین کز ہمیشہ عدو در زنگاہش صد ہراں الامان خواندہ نعرہ کر کے نورالدین  
 چلے تھے کہ ہومان نے عرض کی غلام کو حضور ہٹاتے ہیں میں امیدوار ہوں کہ بشکل  
 مرکب بنجاؤں آپ مجھ پر سوار ہو جیسے مثل برق تڑپو نگا نورالدین نے منظور کیا ہومان  
 بشکل مرکب تیار ہوا نورالدین اُس پر سوار ہوے بڑے زور و شور سے گرے جس سردار  
 کا ارادہ کیا اُسی کے سر پر مرکب پہونچا اُسنے وار کیا نورالدین نے وار خالی دیکر ہاتھ مارا  
 کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے عین گرمی جنگ ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدین نے دیکھا کہ



نقا بدار ز مرد پوش و یا قوت پوش بارہ بارہ ہزار نرہ ہائے دیو ساتھ لیے اگر گریے  
فوج کوتہ بالا کردیا تھوڑے عرصے میں وہ سب دیو زاد بھاسگے نور الدہر لڑتے  
ہوئے قریب نقا بدار زرین پوش آنے جھاک کر ادب سے سلام کیا نقا بدار زرین پوش  
نے دعائے جان دراز دی نقا بدار نے عیار کو اشارہ کیا کہ بارگاہ کو استاد دکر او بارگاہ  
زرنگار استاد ہوئی نقا بدار نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے بحیرت پوچھا کہ اے  
شیر بیشہ صاحبقرانی تمہارا پردہ قاف میں کیونکر آنا ہوا نور الدہر نے حال بیان  
کیا نور الدہر نے پوچھا آپ پر یہ معرکہ کیونکر گذرایہ کون تھے جنہوں نے آپ کو گھیرا تھا  
نقا بدار نے کہا میں تسکار کھیل رہا تھا کہ دیو جا ماسپ کہ اسی کی سرحد میں یہ صحرا ہے  
خبر شنکر آپڑا میں اس وقت حیران ہو رہا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا تمہارے آتے ہی  
دونوں نقا بدار بھی آئے جگر تلوار چلی دیو جا ماسپ میرے ہاتھ سے مارا گیا تب لشکر  
پیشکست ہوئی دونوں نقا بدار تو رخصت ہو کر چلے گئے نور الدہر نے اپنا حال  
بیان کیا کہ میں قلعہ جو اہر نگار پر آیا تھا بیضا و ہ جادو ملکہ جو اہر پرمی کو گرفتار  
کر لائی ہو اسی کی جستجو میں نکلا ہوں اور مشعل ہومان بھی اسی کے قبضے میں ہو نقا بدار  
نے کہا اے ہومان ایک ہفتہ گذرا ہو گا کہ ہم تمہاری ملاقات کو آئے تھے بسب تو تم ہمیش  
و فرصت تھے ہومان نے کہا آپ کے جانے کے بعد یہ معرکہ گذرا نقا بدار نے کہا  
سامنے کوہ اورنگ ہر کل جو میں اُدھر سے گذرا تو کوئی بصد اسے غیبت و ضعیف یہ تھا  
عاشقانہ پڑھ رہا تھا میں سوچا کہ یہ مقام پر دُ قاف ہو کوئی دیو یا غول ہو گا ایسا نہ ہو  
کہ بھکاتا ہو مگر صاف یہ آواز آتی تھی نظم

ہو امین لوستے ہین خاک پر گل آج نعل سے  
صدا ہر دم یہ آتی ہو در اسے نالہ دل سے  
پے تحصیل ز رزا ہد خدا کا ذکر کرتا ہے  
مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیون گریزان ہے  
سرا پا وہ پرمی پیکر دلا چلے ہو جادو کا

گلستان قتل کا میدان ہو تیغ ناز قاتل سے  
نکل جائیگا اک دن بلی جان تن کی نعل سے  
لیا کرتا ہے یہ گویا ورم عقد انامل سے  
کوئی دریا نہیں کرتا کنارہ اپنے ساحل سے  
خیر نسکا ہوا کیا خاک و آب چاہ ابل سے



نفیحت سے منجم شاعرون کو کہتے ہیں اکثر  
یہ ہیں اشعار شور انگیز اک مطرب کی الفت میں  
درخشاں اگر ہو ہند میخوار واد و سر آؤ  
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو سمجھا

مرحل ہر شخص و نسبت نروسے یار کے تہ سے  
کہ اوراق اپنے دیوان کے مشابہ ہیں جابل سے  
بھر سے ہیں جام آنکھوں کے شراب تیشہ دل سے  
کہ لیلی جہا نکلتی ہو تھنہ نکالے اپنی محل سے

نور الدہر نے کہا اگر وہ مقام آپ کو معلوم ہو تو مجھ کو چکر تہا دیجیے نقابدار نے کہا آج  
شب کو اسی مقام پر رہیے کل میں آپ کے ساتھ چلوں گا وہ مقام تہا دوں گا نور الدہر  
نے وہ شب ہمراہ نقابدار بسر کی بوقت صبح نقابدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہ اورنگ کے  
چلے جب سامنے کوہ کے آئے تو نور الدہر نے دور سے دیکھا کئی ہزار زندہ ہاسے دیو گرد کوہ کے  
پیشے ہیں نور الدہر نے چاہا تلوار کھینچ کر بڑھون نقابدار نے منع کیا کہا میں جاتا ہوں اچھین  
تکرار ہوئی آخر دونوں تلوار کھینچ کر جا پڑے مجمع دیوان میں لڑنے لگے سب دیو بدحواس ہو کر  
اٹھے کئی سو دیوان و دونوں جوانوں کے ہاتھ سے مارے گئے دیو زادوں کو بھاگا کر نور الدہر  
طرف کوہ کے چلے نقابدار زرین پوش پشت پر ہر بالے کوہ پہنچے دیکھا بیضا وہ  
جادو بیٹھی سحر کر رہی ہواں دونوں پر سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی نور الدہر جھپٹ کر جا پڑے  
دیکھا سامنے ایک پتھر ہوا سمین جواہر پری قید بیٹھی ہیں جب بیضا وہ جادو کے  
قریب پہنچے بیضا وہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا نقابدار  
نے دور سے دیکھا کہ نور الدہر چاہتے ہیں کہ ہاتھ تلوار کا ماروں بیضا وہ بھاگ جاتی ہو  
نقابدار نے کمان کیا تانی کا ندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کر کے مارا سینہ پر  
بیضا وہ کے پڑا تو ذکر پشت کو پار گزرا بیضا وہ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا نور الدہر  
لوچ محفوظ کو چمکاتے ہوئے قریب پتھر کے پہنچے جواہر پری کو قید سے رہا کیا نقابدار  
نے ملازموں کو حکم دیا کہ ایک محافظہ زرین لاؤ محافظہ میں جواہر پری کو سوار کیا  
نور الدہر چلے کہا اے ملکہ عالم تم اب قلعہ جواہر نگار پر جاؤ میں اب رخصت ہوتا ہوں  
جواہر پری نے بہشت کہا کہ ایک شب کے واسطے قلعہ پر چلیے ہم آپ کو روانہ کر دینگے  
نور الدہر ہمراہ جواہر پری کے قلعہ جواہر نگار پر آئے جواہر پری نے محفل عیش و



جیش آریا جتگی پر یزادان در در گوش و مرصع پوشش یہ اشعار عاشقانه گانے لکین نظم  
 سودا ہو مجکو عشق خط سبز رنگ سے خوشبو یہ ہوتے وہن غنچہ رنگ کی لکھ لکھ کے حال اُسکے محل پر گرائے لڑے جو پانوں تو بھی جہان میں پھر امراض ہنجواب تو ہوا نہ کبھی مجھے ایک شب ہر امر میں خیال ہو مجکو مال کا گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو گل کر دیا چرخ ہمارے حیات کا گزرے جو باغ میں وہ سوار سمند ناز پہونچون میں ناتوان ہوا گر کوے یا ترک پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہو

رات بھر جلسہ عیش و نشاط رہا صبح کو نور الدہر چو اہر پری سے رخصت ہوے حاملان تخت آئے نور الدہر سوار ہو کر چلے جیسے ہی قلعہ سے باہر نکلے غلغلہ کی آوازی کی کہ اد جوان کہاں جاتا ہوتا ہے غضب کیا کہ بیضا وہ جادو کو مارا باپ بیضا وہ جادو کا دیو زرین پوش سا بیٹھ ہزار دیو زاد سے آپڑا نور الدہر بھی لڑنے لگے مگر بقرار و بقیاب جو اہر پری ہر چند دیو زادوں کو اشارہ کرتی ہیں مگر کوئی بخوف جان نہیں جاتا نور الدہر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق کون و مکان و امور رب دو جہان اس مشکل کو آسان کر

بود بجان و جگر طالب وصال حبیب	گر وہ صاحب سمت و دان نیک نصیب
چراست آدم خاکی اسیر حرص و ہوا	چراست بندہ ناچیز و پرتعزیب
ہر آنکہ اذول و جان ست عابد و ہود	سو عبادت حق نفس را وہ ترغیب
خداست آن کہ رساند بہندگان روزی	بہر بہانہ و ہر حیلہ و بہر ترکیب
خداست چارہ گر در دہر دل بیمار	ہر اسے دار و ہر لاد و خداست طبیب



ایک وجود در حسب واقعہ ترتیب  
بشر عجیب عجیب و اگر غریب غریب  
عجیب صورت و نقش عجیب و غلط عجیب  
ہنود و مسلم و آتش پرست و اہل صلیب  
خداست حامی و بادی و رہنما و ادیب  
غنی و صاحب مال و امیر و اہل نصیب

خداست خالق اکبر کہ چار عنصر را  
خداست آنکہ ز یک قطرہ میکند پیدا  
نوشت کاتب قدرت بلوح موجودات  
خداست آنکہ مرا و را خداے خود خوانند  
خداست خالق و بخشنده و رحیم و کریم  
خداست آنکہ درین دہر کردہندی را

بیقرار ہو کر دعا مانگ رہے ہیں دیو زادوں کا چار جانب سے بلوہ ہو مگر نور الدہر جنگ  
کر رہے ہیں کبھی طرف میمنہ اور کبھی جانب میسرہ چلے کرتے ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ  
جس طرح ہوا اپنے کو تباہ و برباد ہو چکا وہ نگرانی سردیوان سامنے نہیں آتا دور سے طرز  
جنگ نور الدہر دیکھ رہا ہو کہ جو دیو سامنے پہنچا ہاتھ سے شانہ زدے کے مارا گیا لاشے دیووں  
کے گر رہے ہیں دریائے خون جاری ہو اس عالم یاس میں نوبت و نقارے کی آواز  
کان میں آئی نور الدہر نے دیکھا کہ سامنے نقابدار زرین پوش ایک صحرا میں لشکر  
کھیل رہا ہو وہی بارہ ہزار جوان گرد نقابدار بہین قضاے کار عیار کی نگاہ نور الدہر  
پر پڑی نقابدار سے عرض کی کہ نور الدہر کو دیو زادوں نے گھیرا ہو جلد دیکھیے نقابدار  
نے جو پٹ کے دیکھا بسبب خون قرابت رگون میں خون دوڑنے لگا وہیں سے نفرہ  
کیا باشیدا محکا فران بیجا و امونا بکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش کشندہ  
دیوان قات صاحبقران عصر نقابدار نے جو یہ نفرہ کیا نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا  
جنگ کرتے ہوئے قریب نقابدار کے آئے فرمایا امی نقابدار بہادر یہ کلمہ کیا کہا  
خبردار دعوی صاحبقرانی نہ کرنا امی نقابدار بہادر فرزند ان صاحبقران کیا تم سے  
باہر ہیں یہ کلمے ہاتھ تلوار کا اٹھایا نقابدار نے کلائی پکڑ لی نور الدہر کو تعجب ہوا کہ  
کلائی ٹوٹ جائیگی نہیں کہہا کہ امی نقابدار بہادر میں سے جنگ کشتی چاہتا ہوں  
مجاہد حلوانہ جاتنا زور اپنا نہ دکھاؤ میں بھی کم نہیں ہوں نقابدار نے کہا اس جنگ  
سے فارغ ہو لیجیے پھر میرے آپ کے امتحان ہوگا یہ کلمے ہاتھ چھوڑ دیا اور خود جنگ



ہین مصروف ہوا نور الدہر آگے بڑھے ہوئے جاتے ہین نقا بدار چاہتا ہو ہین  
برابر دیو زریں پوش کے پہونچون اور نور الدہر چاہتے ہین کہ مین افسردیوان  
کو قتل کروں ہر چند کہ نقا بدار گھوڑے پر سوار ہو اور نور الدہر پیدل جنگ کر رہے  
ہین مگر جست و خیز کرتے ہوئے پہلے نور الدہر ہی برابر دیو زریں پوش کے پہونچے  
راہ مین کئی سو دیو قتل کیے دیو زریں پوش نے جو قریب اپنے نور الدہر کو پایا چو بدست  
گھا کر نگائی نور الدہر نے چو بدست قلم کی تینہ طلسمی دست زبردست نور الدہر کمر گاہ  
پر ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے نقا بدار نے بڑی تعریف کی قریب آ کر کہا  
ای شیر بیشہ صاحب قرانی! انشاء اللہ خوب جنگ کرتے ہو دیکشی مین طاق شہرہ آفاق ہو  
تھے کون رو سکتا ہو حقیقت مین دیکش اور دیو بند ہو بدیع الزمان کے فرزند ہو تھو آ  
نام کا پردہ قاف مین ڈنگا بج رہا ہو ہر سرکش تمھارے نام سے کانپتا ہو ملک جو اہریری  
نے جو خبر سنی کہ در قلمہ پر جنگ ہو رہی ہو مع فوج دیوان نکل آئین نور الدہر کو بیچ مین لیا  
نقا بدار نے کہا کیوں امی نور الدہر اب مقابلہ نہ کرو گے نور الدہر نے کہا مین موجود  
ہوں آپسے روگردانی نہ کرونگا نقا بدار سے وعدہ ہوا نور الدہر آ کر بارگاہ جو اہریری  
مین فر دکش ہوئے نقا بدار نے جاتے ہی بارگاہ استاد کراچی طبل جنگی بجوا دیا نور الدہر  
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر فرار رہے ہین کہ بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہو خدا  
اُسکے سامنے میری آبرور کھے مگر انشاء اللہ سر میدان یا تو میری قضا اُسکے ہاتھ سے  
ہو یا سر میدان کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لونگا جو اہریری نے جو تانہ ادا دے کو پریشان  
پایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی پر نیا دان در در گوش مرصع پوش بلائین وہ سامنے آ کر  
ہنا زداد ایہ اشعار عاشقانہ گائے لکین نظم

بزم مین سر خوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا	صاف رنگ چہرہ نور گلابی ہو گیا
منہ سے کہدین کیوں گل احمر گلابی ہو گیا	بعل لب کے سامنے آ کر گلابی ہو گیا
کس قدر خوش رنگ ہو ساقی موزکین عشق	شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
سرخ دامن سے جو میرے اٹک پونچے یا رنے	ہو غضب وہ جامہ احمر گلابی ہو گیا



جسمین لکھا حال تیرے عارض گلزنگ کا  
جس سے شیدا سے رخ گلزنگ کو زخمی کیا  
آنہ خانہ میں آیا وہ گلابی پوش جب  
دیدہ محمور کی زنگیت وہ آنکھوں میں کھبی  
اسکو خط لکھنے میں ٹپکے اشک خوئی اسقدر  
کون گلگون پیر بن تھا شب کو پہلو میں ہر بر

واہ ری تاثیر وہ دختر گلابی ہو گیا  
یا رکی اس تیغ کا جو ہر گلابی ہو گیا  
ایک بیک چاروں طرف وہ گھر گلابی ہو گیا  
روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا  
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا  
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

ساری رات عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نماز سحر پڑھ کر مصروف  
دعا ہوئے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کار ساز تجھ کو غالب کرنا سامنے نقابدار کے  
فنون سیاہ گری میں کم نہوں ہر فن میں غالب رہوں نظم

تا کے از ہجر نیجان باشم  
در غمت خون دل خورم تاکہ  
تا کے اندر زمانہ سرگردان  
کن کرم تاکہ زلفت دوران  
رہنا شو براہ صدق و یقین  
وہ فراغت کہ در میان جہان  
باشم اندر عبادت مشغول  
ہندیم گرچہ کن کرم یا رب  
ہر زمان بر زبان بود ذکر ت

زار و کمزور و ناتوان باشم  
دم بخود گنگ و بے زبان باشم  
روز و شب مثل آسمان باشم  
ہر شب و روز در امان باشم  
تا کہ خالی نہ ہر گمان باشم  
فارغ از فکر این و آن باشم  
تا کہ من زندہ در جہان باشم  
کہ ثنا خوان بہر زبان باشم  
روز و شب بدل نہان فکر ت

نور الدہر دعائیں مانگ رہے تھے کہ مغفور جنی نے ان کے عرض کی حضور اب دعا ختم  
کیجئے نقابدار میدان میں آگیا مرکب چمکار ہا ہر نور الدہر نے سجادہ پیشا سلج جسم پر  
آراستہ کیے باہر نکل کر ایک دیو کو اشارہ کیا وہ لوٹ کر شکل مرکب بنا اسپر سوار ہوئے  
جو اسپر پری تخت پر سوار ہوئیں مغفور جنی بھی ہمراہ ہیں مگر جو اسپر پری بہت بیقرار  
ہی دعائیں کر رہی تھی کہ اسی کریم کار ساز و اے بندہ نواز میرے وارث کی آبرو بچاؤ



نقا بدر کو زیر کر کے لائیں اپنے دل کی مراد پائیں نقا بدر کو بڑا غرہ ہو یا کوئی  
 باعث ایسا ہو کہ مقابلہ ہو نور الدہر مرکب اڑاتے ہوئے میدان میں پہنچے نگاہ  
 نقا بدر کی پڑی قصد ہوا کہ مرکب اڑاؤن مقابلہ نور الدہر میں جاؤن کہ ایک دیو  
 آسمان سے آیا اُسے ایک کتبہ ہاتھ میں نقا بدر کے دیا نقا بدر نے وہ کاغذ  
 پڑھا پڑھتا جاتا ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں جب تمام و کمال کاغذ پڑھا چکا  
 گھوڑا اڑا کر میدان میں آیا نور الدہر سے صاحب سلامت کی کہا امیر شہید صاحب جفرانی  
 میں مجبور ہوں ناموس نے نامہ لکھا ہو کہ مقدمہ شہیدی فوج کثیر سے چڑھا آیا ہوا ارادہ  
 ہو کہ قلعہ تسخیر کروں شاہزاد یوں کا ارادہ ہو کہ جان اپنی دیدہ بین آبروریزی نہ سردار  
 نے نچو لکھا ہو کہ اپنے کو جلد پہنچائے تمھاری اقبال مندی ہو کہ تمکو میرے ہاتھ سے  
 پروردگار نے بچایا لہذا میں رخصت ہوتا ہوں یہ کہنے مرکب پھیرا تخت پر سوار ہوا  
 دیو زادوں نے سائبان زلفتی سر پہ کھینچا باز سپید نے آکر سر پر سایہ کیا سب دیو زاد  
 سمٹ کر آئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس ساز و سامان سے نقا بدر روانہ  
 ہو گیا نور الدہر بیٹ کر سامنے جواہر پری کے آئے جواہر پری نے پوچھا اے  
 شہریار یہ کیا ہوا نقا بدر کیوں چلا گیا نور الدہر نے کہا مقدمہ شہیدی اُنکے ملک پر چڑھ  
 آیا ہوا اُسکے اتصال کو گئے ہیں اُس سے جا کر مقابلہ کریں گے جسے وعدہ کر گئے ہیں کہ  
 اب جس مقام پر سامنا ہو گا وہاں مقابلہ کریں گے لہذا اب وعدہ پختہ ہوا کسی مقام پر  
 آکر ضرور اُلجھے گا حقیقت میں بقول صاحب جفران کس دھوم سے یہ نقا بدر آتا ہے  
 کسی نقا بدر کو یہ شوکت نصیب نہیں ہوئی ہمارے قبیلہ و کعبہ زمر و پوش شکر آئے  
 تھے اور طلسم توڑا تھا مگر یہ عظیم و شان نہ تھا اب پروردگار اُسکے مقابلے سے ہم لوگوں  
 کو امان دے آج تک تو اسکا یہی ارادہ تھا کہ صاحب جفران سے رطون اب آج مجھے  
 بھی راضی ہوا اگر اس دھوی پر قائم رہا تو چچا جان ہمارے رستم پلٹیں و جہاںگیر  
 ہندیرہ سے بھی مقابلہ کریں گے مگر بلکہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں جکو دیر ہو گئی خال  
 تخت حاضر ہوئے نور الدہر سوار ہو کر چلے صحراے شکار گاہ سلیمانی سے گذر چکے



ہین کوہ بلور سامنے معلوم ہوتا ہو مثل برق چمک رہا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی  
کہ او ظالم کہاں جاتا ہو دیو ز زمین پوش کو تو نے مارا میں کیا تجھ کو زندہ جانے دو نگاہ  
کلیے کہاں کا ندھے سے اُتاری سوامن کا تیر جوڑا تاک کر سینہ بے کینہ نور الدہر پر مارا  
نور الدہر نے تیغ طلسمی سے اس کو قلم کیا لیکن سری جو کٹ کر گری پائی تخت ٹوٹا ایک دیو حامل  
تخت کا شانہ زخمی ہوا وہ دیو تخت چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا نور الدہر تخت سے گرے جس دیو  
نے تیرا راتھا رنگال آدمخوار اس کا نام ہو چھپٹا کہ دیو زادون کو گرفتار کر لون اور  
دیو زادون نے قصد کیا تھا کہ نور الدہر کو روکین لیکن بخوف جان سامنے سے رنگال  
کے بھاگے اب نور الدہر ہوا میں گرتے ہوئے آتے ہیں دل میں خیال کرتے ہیں  
کہ اے نور الدہر ہزار ہا گز کی بلندی سے گرتا ہوں یقین ہو کہ جس مقام پر رنگال استخوان  
چور چور ہو جائیں گے عرض کر رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز ہوا عورب کار ساز اس  
آفت سے بچالے رحم اپنا شریک حال فرما نظم

ہر زمان تازہ نقش نو تحریر  
خاک را لطف کردی نور منیر  
دولت علم و دانش و تدبیر  
رزق شان بے توقف و تاخیر  
سجد و عجز سے کند ہر پیر  
ہر زبان است لال از تقریر  
واقف و محرم و علیم و خیر  
حالت خلق یا سمیع و بصیر  
تو تباری دگر عدیل و نظیر  
یافتہ از تو صورت ہستی

می کند کلک قدرت تو قدیر  
آدمی را شرف تو بخشیدی  
مرحمت کردہ تو انسان را  
نیک و بد را تو مسکین تقسیم  
سزنگون ہر جوان بخاک درت  
خامہ عاجز شرح او صافیت  
ذات پاک تو ہست عالم غیب  
تو بدانی و بینی و شنوسی  
بے مثالی و لا شریک توئی  
عرش و فرش و بلند می و پستی

اسی بیقراری میں تھے کہ قضاے کار مر جائے جاو و ہوا پر اڑتی ہوئی جاتی تھی مکی  
جو نگاہ جمال نور الدہر پر پڑی جھپٹ کر نیچہ دیا لے اڑی نور الدہر بیہوش ہو گئے



تھے مرجانہ نور الدہر کو اپنے باغ میں لائی کہ باغ اسکا بیرون سرحد دیوار قلعہ پر بسکو  
 جبل اعلیٰ کہتے ہیں نور الدہر کو لا کر مسند پر بٹھایا شراب و کباب دیا کیسے نور الدہر ہر ہتھیار  
 ہوئے مرجانہ نے کہا اس جوان میری تجھ پر جان جاتی ہو وصل میرا قبول کر ورنہ اس حال  
 خراب سے مارو گی کہ ماہیان دریا و مرغمان ہوا تیرے سال پر روئین دیکھ وہ سامنے دیوار  
 قلعہ ہو اس طرف میری حکومت ہو جسکو چاہوں آنے دون جسکو چاہوں نہ آنے دون  
 بڑے بڑے دیوار میری اطاعت میں ہیں مجھے پوچھ کر راستہ چلتے ہیں تجھ کو حکومت پر دقت  
 کی دو گی نور الدہر نے خیال کیا کہ میرے تختہ جات میرے جسم پر آراستہ ہیں لوح محفوظ  
 گلے میں پڑی ہو ہاتھ پاؤں قابو میں ہیں اکثر کرا اپنے مقام سے اٹھے فرمایا اولو کو نہ کیا کتنی  
 میں تیرا وصل قبول نہ کرونگا بہتر یہ ہو کہ جان دون لیکن تیرا وصل نہ قبول کروں سیکو مرجانہ  
 نے کہی سحر کیے مگر تاخیر ہوئی نور الدہر تیغ کھینچے ہوئے قریب پہنچے تب مرجانہ  
 نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر تیغ طلسمی کا وار کیا مرجانہ کے دو ٹکڑے  
 ہوئے باغ میں دیکھا کہ کئی سوجوان بارہ درمی میں قید ہیں ان سب کو قید سے رہا کیا  
 وہ سب شاہزادے اور تاجر زادے تھے کلمہ پڑھ پڑھ کر سب بہ صدق دل مسلمان  
 ہوئے ہر شخص نے اپنی گرفتاری کی صورت بطرز نو بیان کی نور الدہر شکر حیران  
 ہوئے ان سب کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے طرف طلسم خیال سکندری کے کوچ کیا دن  
 بھر میں دس کوس راستہ طو کیا شام کو ایک صحرا میں اترے وہ جوانان رہا شدہ بارہ سوجوان  
 ہیں حفاظت کر رہے ہیں جب زلف لیلا سے شب کمر سے گذری یعنی دو پہر رات  
 گذر گئی تو صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آکر  
 گراٹنا بین خمیوں کی قطع کرنے لگا جو سامنے آیا وہ مارا گیا ہلڑ جو ہوا نور الدہر اٹھے  
 باہر آکر لشکر کا یہ حال دیکھا دل ٹھٹھے ہو گیا پکار اٹھے کہ امیو پروردگار بندے تیرے یوں  
 قتل ہو رہے ہیں تلوار کھینچ کر جا پڑے کئی سوجوان مار کر سامنے افسر کے پہنچے  
 اُسے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اسکا دوا  
 روک کر ہاتھ مارا کہ مسرا سکا زخمی ہوا وہ گبنڈا ہٹا کہ بھاگا نور الدہر اُسکے پیچھے چلے



گروہ جوان بھاگا ہوا جاتا ہر کتا نہیں سارا انکار اسکے پیچھے بھاگا جاتا ہر نورالدہر کیلے  
 لڑتے ہوئے جاتے ہیں جہاں اُس نے جا ہا کون وہیں پر نورالدہر نے نعرہ کیا اور  
 باڑے سے چند ہاتھ تار کے مارے پھر وہ لوگ بھاگے یہاں یہ حال گذرا کہ لشکر نورالدہر  
 میں ظہاس بن عنقویل دیو پرور کہ عاشق جمال نورالدہر ہے جب اس نے چند عرصت تک  
 نورالدہر کو نہ دیکھا بیمار ہو گیا صبح کو شبیرنگ کرسی کنارے پر صحرائے بچھا دیا ہر ظہاس  
 آکر بیٹھتا ہر جملہ شاہزادیاں اور سب سردار بھی یادمین نورالدہر کی اُسی مقام پر آکر  
 بیٹھتے ہیں ظہاس مایوس یادمین شاہزادے کے یہ اشعار رورور کر پڑھتا ہر نظم

شام ہوتی ہو اُدھر چھاتی اُدھوتی ہو  
 بات کرنے نہیں پاتا کہ زبان کھتی ہو  
 آسمان چرخ میں آتا ہر زمین کھتی ہو  
 میری پرچھائیں سے دیوار پرستے کھتی ہو  
 کیا تھا شاہی کہ پھر بھی نہیں جھپتی ہو  
 اُسی سامنے سے اسکے نہیں کھتی ہو  
 حضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹی ہو  
 وہ زبان ہو جو صنم نام ترار کھتی ہو  
 گنج قارون سے بھی اوقات نہیں کھتی ہو

کونسی شب ہو جو رورور کے نہیں کھتی ہو  
 صورت شمع ہوں ہر چند فروغ مغل  
 درودل سے کبھی نالہ جو کر گھٹتا ہونین  
 کسکی دیوار کے سایہ کا میں دیوانہ ہوں  
 لاش پر لاش نکلتی ہو تے کو چے سے  
 حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہر اکاہ  
 شب ہجران کی درازی کا گلہ کیا کہے  
 گوش دہ ہو جو سنا کرتا ہوا فضا حسن  
 سائل دولت دنیا ہونین ادا کتنی کیا

ظہاس کے رونے پر نجم اختر شناس واسطوئے ثانی دہماے مرصع پوش اور  
 شعلہ جوالہ وغیرہ بتاب و بقرار رویا کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کس ساعت سے  
 شاہزادہ گیا کہ آج تک پٹ کر نہیں آیا کون ایسا دشمن تھا جو شاہزادے کو اٹھا لیا کہ اتنا  
 پتہ نہ ملا دیکھے اب شاہزادہ کیونکر ملے پھر بھی ہمارا غیظہ آرزو کھلے ایک روز کا ذکر ہو کہ سب  
 سردار وغیرہ حسب معمول کنارے پر صحرائے بیٹھے یادمین نورالدہر کی رورہے ہیں  
 اور سب بیقرار و بچین دعائیں مانگ رہے ہیں کہ صحرائے گرواڑی ظہاس وغیرہ نے  
 دیکھا کہ ایک پہلوان زخمدار و بقرار بھاگا ہوا آتا ہو کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی



نعرۂ نور الدہر نیکر حمزہ صاحبقران بخشیم و بہ قمر شد ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر ہر جہاں  
و غیرہ نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ پہلوان ہاتھ سے شاہزادے کے زخمی ہو کر  
مع لشکر بھاگا ہو کیا جرات و شوکت ہو کہ اُس کے تعاقب میں آتے ہیں روم سے ان لوگوں  
نے بلوہ کیا وہ پہلوان گھبرا کر پٹا نور الدہر سے سامنا پڑا اس نے مجبور ہو کر ہاتھ تلوار کا  
ارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے  
سرداران نور الدہر نے فوج پر حملہ کیا فوج والے بھاگے نور الدہر نے کہا یہ لوگ  
جانے نہ پائیں سارا لشکر تعاقب میں چلا شہزنگ نے لاکر مرکب طلسمی حاضر کیا اُس پر  
نور الدہر سوار ہوئے دو پہر برابر وہ سب بھاگے ہوئے چلے گئے آخر ایک صحرا میں  
اگر سب کو گھیرا وہ سب عذر کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے سب مطیع  
ہوئے نور الدہر اسی مقام پر اتر پڑے صبح کو دیکھا سامنے سے گردِ عظیم بلند ہوئی  
لاکھوں فوج چلی آتی ہر دن بھر فوج آتی رات کو تانتا ٹوٹا جو جس مقام پر پہنچا تھا اسی  
مقام پر اتر پڑا نور الدہر حیران ہیں کہ یہ لشکر عظیم کہاں سے آیا افسر کا کون ہر شہزنگ کو  
حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ لشکر بے پایاں کسکا ہر شہزنگ گیا اور دریافت کر کے  
آیا عرض کی اے شہریار وہ پہلوان اول جسکو حضور نے قتل کیا اُسکا نام مغلول دیوکش  
تھا اُسکو بقر اٹھانی نے بھیجا تھا کہ فوج میں جیسا بجمع ہو چکی ہیں طلسم کشا کو لگا لاؤ وہ  
پہلوان زخمی ہو کر بھاگا جانتا تھا کہ طلسم کشا ضرور میرا تعاقب کرینگے آپ کے لشکر تک  
بھاگتا ہوا آیا اور حضور کے ہاتھ سے مارا گیا کیا اسے بارہ کوس پر قلو مروارید نگار ہوا  
بارہ کوس کے گرد میں فوجیں آچکی ہیں اور ساحرون کو بھی نامے بقر اٹھانی نے لکھے ہیں  
وہ بھی بروقت آئینگے بڑے غضب کا مقابلہ پڑیگا مروارید نے بقر اٹھانی سے کہا ہو کہ اتنا  
فوج ہو کہ طلسم کشا سے بلوہ نہ رک سکے گا ایسا مقابلہ پڑے کہ لشکر نور الدہر تباہ ہو جائے  
کوئی چالیس لاکھ فوج بتاتا ہو کوئی کہتا ہو اس سے بھی زیادہ ہو سرداروں نے عرض کی  
آنے دیجیے انشاء اللہ سب سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے نور الدہر باہر آکر بیٹھے کہ صبح سے پھر  
گردِ عظیم بلند ہوئی کہا بقر اٹھانی تخت پر سوار ہو مروارید آفت خیر پہلوان میں بیٹھی ہو



چالیس لاکھ فوج پشت پر علمہاے زرنگار کے پھر ہرے کھلے ہوئے اس شوکت سے  
 بقراط آکر مقابلہ نور الدہرین اتر نور الدہر فوج کثیر دیکھ کر گھبرا گئے فرمایا کہ بڑی فوجین  
 بہان جمع ہو گئیں سکندر ثانی نے عرض کی حضور فوج سے تردد نہ کریں یہ سیدہ فقط دیکھنے  
 کا ہو ایک سحر میں اسکو مٹا دوں گا کیا یہ لوگ بچ سکتے ہیں مگر غلام نے خبر سنی ہو کہ کل سے  
 فوجین اور آئینگی یہ لوگ تو جلوسی ہمراہ آئے ہیں نور الدہر بیٹھے دیکھا کیسے دن بھر فوج  
 آیا کی چار پہر دن اسی ہنگامہ میں گذرا شام کو نور الدہر اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئے سرداروں  
 میں بیٹھے ہیں یہی ذکر ہو رہا ہو کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی شہزنگ سے کہا نصیحت  
 تو کرو کہ اب یہ نوبت و نقارہ کیسا بجا شہزنگ نے عرض کی میں نے ہر کار سے مقرر کر دیے  
 ہیں خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے حاضر ہوئے عرض کی اس شہر پار ایک بادشاہ  
 موسوم بہ کیا دفیروزہ پوش سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا ہر رات بھر کتیا د کی فوج آیا  
 کی صبح کو نور الدہر پھر باہر آکر بیٹھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر  
 سوار چھ لاکھ فوج پشت پر جھولی بائیں ہاتھ پر پڑی ہوئی کتا ہوا آتا ہو کہ لشکر طلسم کشا  
 پر جا پڑو ابھی لشکر کو پامال کر دوں سب لشکر پر اگندہ ہو جائے کہ بقراط ثانی بارگاہ  
 سے نکل آیا کما امر رفیق و شفیق و امویہ سالار قدرت ابھی تامل کرو اور چند بادشاہ آئیکو  
 ہیں جو جو بادشاہ مسلمان ہونے سے باقی ہیں وہ سب آئینگے وہ بلوہ کروں کہ طلسم کشا  
 کو بھاگتے راستہ نہ ملے سالار اسکا نام ہو وہ کلام بقراط شکر اتر پڑا دو پہر تک چھ لاکھ  
 فوج آئی دو پہر بجے پھر گرد اڑی ایک بادشاہ گینڈے پر سوار پانچ لاکھ فوج پشت پر  
 علمہاے سیاہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے معلوم ہوا مفتون آفت خیر اسکا نام ہوسات  
 روز تک برابر اسی طرح کتنے ہی بادشاہ آئے اور سب آنکر اترے کل صبح فوجوں سے  
 بھر گیا نور الدہر حیران تھے کہ اس فوج سے کیونکر مقابلہ میں سربر ہو گا گھوڑے کا بڑھانا  
 مشکل پڑیگا فوج بھساب ہو اب دوسرا حال عرض کرتا ہوں کہ پھر صبح سے گرد اڑی دیکھا  
 صاحبقران زمان بہ فوج کثیر آکر پہونچے نور الدہر استقبال کر کے صاحبقران کو  
 کو لے آئے بارگاہ گوہر نگار نور الدہر میں صاحبقران آکر بیٹھے سب سردار ساتھ ہیں چند



جادوگر تیان ابرہہ پر سوار آئیں وہ بھی اکرا ترین نور الدہر آنے سے صاحبقران کے  
 بہت خوش ہوئے کہ دوسری گرد آڑی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان  
 سریر گردون شیر شہنشاہ باوقیر سعد بن قبا و والا خزاہ بشوکت تمام آکر پہنچے بادشاہ  
 کو بھی نور الدہر استقبال کر کے لائے بارگاہ نور الدہر میں آکر بادشاہ تخت پر بیٹھے  
 نور الدہر باہر کھڑے ہیں تاشہ آمد فوج بادشاہ کا دیکھ رہے ہیں کئی جادوگر تیان  
 بادشاہ کے ساتھ بھی آئیں وہ بھی آکر بیٹھیں نور الدہر نے دیکھا کہ بعد آنے بادشاہ  
 کے پھر گرد آڑی ایرج نوجوان بعد شوکت و شان آکر پہنچے صاحبقران خود  
 بارگاہ سے نکل آئے ایرج کو گھوڑے سے اتروایا مگر دیکھا تیور پر بل پڑے ہیں تیغہ  
 دودمہ سکندری کے قبضے پر ہاتھ ہر فرماتے ہیں کہ اگر ہم نہ آتے تو اس جنگ کا انتقام  
 نہوتا صاحبقران نے ایرج سے فرمایا باجنگ سخت ہو بقراط کے ساتھ بہت  
 فوجیں جمع ہو گئی ہیں خدا انجام بخیر کرے ایرج نے کہا دادا جان جب مردان عالم کی  
 تلوار کھینچے گی کافر نوک دم بھاگیں گے کہ پھر گرد آڑی شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر شوکت  
 تمام دہ نکلے مالا کلام آکر پہنچے بعد آنے جہانگیر کے آمد فوج موقوف ہوئی یہ سب  
 سردار مع چند اپنی اپنی ہمراہی جادوگر نیون کے آئے ہیں کہ ذکر جنگ کے مقامات گذشتہ  
 پر کچھ چکا ہوں ناظرین پر واضح ہو گا مگر میرا نور الدہر جو سامان ہو وہ کسی کے ساتھ  
 نہیں ہو سکندری ثانی ایسا بادشاہ عالیجاہ نجم اختر شناس ایسا رفیق شاہزادیاں چیدہ  
 جادوگر تیان منتخب جنین سے ہر ایک کو دعویٰ ہو کہ لشکر کے قدم اٹھا دینگے الغرض  
 جب بارگاہ نور الدہر میں سب سردار اکرم جمع ہوئے تو نور الدہر نے اشارہ کیا  
 شہرنگ بن عمرو نے ساقیان سمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر کیے  
 دور کجام گردش میں آیا نازنینان مہربین و مہجینان مہر تکمین بعد سوز و گداز یہ  
 اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

کہتے ہیں دست ماہ میں اب آفتاب ہو  
 لخت جگر جو گل ہو تو آنسو گلاب ہو

روشن چو عکس رخ سے یہ جام شراب ہو  
 تاثیر گلر خون کے تصور کی دیکھنا



حیرت سی ہر طلسم جہان دیکھ کر مجھے کتے ہیں زخم تن کہ لے بو سے کس قدر ایسا جنون میں روئے کہ دریا بنائے شہت آفاق حسن وان ہو یہاں زندگی تمام ہم میکشون کو غم نہیں مرنے کا محتسب زلفون کو قطع کر کہ ہین دشمن جہان یوسف کی طرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا اس سست نے جو کی سو دریا نگاہ گرم کسکو ہمارے یار کے نظارے کی ہر تاب ہر عشق اُس کے روئے کتابی سے بس مجھے	یارب مرا خیال یہ ہو یا کہ خواب ہو قاتل سے ہے حشر کے دن یہ حساب ہو زنجیر موج آباؤ پا حساب ہو پیری ہو اپنی یار کا عہد شباب ہو فردوس میں بھی سنتے ہیں نہ شراب ہو ساپون کے قتل کرنے میں ظالم خواب ہو ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہو پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہو خورشید جسکو کہتے ہیں اُسکی نقاب ہو ناسخ جو شوخ صاحب اُثم الکتاب ہو
---	---

رات بھر اس جلسہ میں بسر ہوئی نور الدہر سب کی خاطر کر رہے ہیں مگر امیرج کے  
تیور پر بل پڑا ہوا ہر مرتبہ فراتے ہیں بھائی صاحب طبل جنگی بجوائے میں مقابلہ  
کر ونگا نور الدہر جواب دیتے ہیں اے برا در تقدیم ہمارے یہاں جائز نہیں ہو اگر  
وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم جواب دینگے مگر بقراط دربار میں بیٹھا ہو تمام پہلوانان عذار  
دس احراں مکار جمع ہیں اس مجمع سے ایک پہلوان موسوم بہ قیلا ب خارہ شکن  
بل کرتا ہوا اٹھا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائے سر میدان طلسم کشا کو  
ٹوکونگا کیا میرے ہاتھ سے امان پاؤنگے سر میدان زید کردنگا طبل جنگی بجوائے بقراط  
نے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے نور الدہر کو خبر دی بیان بھی طبل جنگی بجادو دون لشکر  
میں تیار بیان جنگ کی ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

لباس فلک لا جو ردی ہوا  
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند  
اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں

رخ شمع مائل بزردی ہوا  
موزن اذان سے ہوئے بہرہ مند  
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان

نور الدہر نماز سے فراغت حاصل کر کے بیرون بارگاہ آئے سب سردار ساتھ ہیں



تخت شاہنشاہی سامنے آیا امیر خود نور الدہر کے ہمراہ ہین فرماتے ہین پروردگار  
اسکو منظر و منصور کرے اس طلسم میں بڑی تکلیف اٹھائی نور الدہر نے عرض کی  
حضور کا اقبال شریک تھا کہ تمام مرحلہ جات فتح ہوئے بیچ میں تخت شاہنشاہی نور الدہر  
سب سے آگے بڑھے ہوئے بدیع الزمان خوش ہین مگر قاسم کہتے ہین کہ دادا جان  
شوکت نور الدہر کی بڑھاتے ہین دیکھے ساتھ ساتھ آتے ہین شوکت پوتے کی خود  
بڑھاتے ہین سب صاحب سر میدان دیکھ لینگے کہ ایسے جوجوان کس عظم و شان سے  
آیا کہ اسکے آنے سے بقراط کو خوف پیدا ہوا نور الدہر شکر خاموش ہو رہے کہ سامنے  
سے گرد آڑی دیکھا بقراط تخت پر سوار مروارید پہلو میں باون لاکھ ساحران غدار ہمراہ  
ایک ایک ساحر اُبلایا ہوا چار سو تاجدار و افسران نامدار اپنی اپنی فوجوں کو ساتھ لیے  
ہوئے اس دھوم سے لشکر بقراط کا میدان میں آیا کہ اندھیرا ہو گیا بقراط نے تخت اپنا  
رو کا صفین آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا ککر ہٹے کہ قیلاب خارہن  
نے گینڈ اپنا بڑھا یا سامنے تخت بقراط کے آیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان بقراط  
نے کہا تجھ کو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا قیلاب گینڈا بڑھا کر میدان میں آیا سلحشوری  
دکھائی پھر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو ہننا مرگ کی ہو وہ نکلے نکل کر مقابلہ کرے  
سعید نوجوان سردار جہانگیر گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اجازت  
طلب کی بادشاہ نے فرمایا اے سعید نوجوان حریف زبردست سے مقابلہ ہو عرض  
کی اقبال حضور شریک ہو گا یہ کہلے سامنے قیلاب کے آیا قیلاب نے بعد گفتگو نیزہ مارا  
سعید نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنوں کے سعید  
نے نیزہ قیلاب کا نکالا قیلاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر نیزہ نکلنے سے بہت شرمندہ  
ہو ہاتھ تلوار کا مارا سعید نوجوان نے گھوڑا بڑھا یا کہ زیر بغل جا کر لیٹ پڑا  
مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے ہٹا گوشت سپر کو کاٹ کر تلوار تاد و ابو  
پہونچی قیلاب نے دوسرا ہاتھ مارا سعید نوجوان لیٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا یا قیلاب  
سمجھ گیا کہ سعید زبون ہرکشتی میں زیر کر لوں گا اب جو دونوں اترے سعید نوجوان لٹنے



لگا کر جہانگیر کو بڑا قلعہ ہو کر میرا سردار زخم داری میں لڑ رہا ہو خدا اسکو بچائے اور خالق  
بے نیاز و امیر رب کا یہ ساز میرے سردار کو بچائے زخم دار ہو رہا ہو طلسم

می کند ملک قدرت تو قدیر آدمی را شرف تو بخشیدی مرحمت کردہ تو انسان را نیک و بد را تو مے کنی تقسیم سرنگون ہر جوان بنجاک ورت خامہ عاجز نہ شرح اوصاف ذات پاک تو ہست عالم غیب تو بدانی دینی و دنیوی بے مثالی و لا شریک توئی عرش و فرش و بلندی و پستی	ہر زمان تازہ نقش نو تحریر خاک را لطف کردہ تو قیر دولت علم و دانش و تدبیر رزق شان بے توقف و ناہیر سجد و عجز مے کند ہر پیر ہر زبان است لال از تقریر واقف و محرم و علیم و خبیر حالت خلق یا سمیع و بصیر تو نداری دگر عدیل و نظیر یافتہ از تو صورت ہستی
--	---

آخر سعید نو جوان کے سر سے اس قدر خون بہا کہ بیوش ہو کر گرا قیلاب نے قصد کیا کہ  
گرفتار کر لوں جہانگیر کو تاب نہ باقی رہی جہانگیر نے مرکب اڑا دیا سامنے قیلاب کے  
پہنچے گھوڑے سے کود پڑے ایک گھوڑہ اس کے گینڈے کو مارا کہ سر پھٹ گیا قیلاب  
کو داجہانگیر نے کمر میں ہاتھ دیکر اٹھا لیا چاہا چرخ دیکر ماروں فوج والے دوڑ پڑے  
لڑائی ہونے لگی جہانگیر بھی زخمی ہوئے اور قیلاب ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر اس  
ہاتھ میں سعید گرفتار ہو گیا ہمراہی لشکر اسلام جاوگر نیاں جوہن انھوں نے قصد  
کیا کہ سحر کرین مگر بقراط نے جب دیکھا کہ ملازم قیلاب کو لے آئے اور سعید کو بھی  
گرفتار کر لیا طبل باز گشت بجا دیا دونوں لشکر پٹے لگ کر کئی لاکھ ساحران بقراط مارے  
گئے جب لشکر پٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے تو جہانگیر نے چاہکے کو حکم دیا کہ ہکو خیر  
پہونچا نا اگر سعید کے قتل کا ارادہ کرے تو مجھے خبر لے چاہکے واسطے خبر کے گیا  
قیلاب نے سعید کو لا کر اول زخم دوزی کرائی پھر قید خانہ بھیجا یا کہا صبح کو دربار بھونگا



چابک نے یہ خبر جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر نے حکم دیا کہ سویرے خبر یہ وینچاناکر قوت  
وہ دربار میں طلب کرتا ہو نور الدہر نے جہانگیر کو بد مزاج پایا کئی مرتبہ پوچھا عم  
نامدار آپ مول منون تدبیر رہائی سعید ہو جائیگی جہانگیر نے جھٹکا کہ جواب دیا کیا  
ہم پایا کئی کار کھتہ میں کسی کی معرفت رہائی ہو ہم آپ رہا کر لائیں گے نور الدہر خاموش  
ہو رہے مگر قیلا ب نے صبح کو دربار میں سعید کو طلب کیا سعید بل کرتا ہوا آیا قیلا ب  
نے کہا خداوند کو سجدہ کر سعید نے جواب دیا او نامرد تو نے کیا مجھ کو بھراؤت زیر کیا  
جو سوال نہ رہا کرتا ہو قیلا ب نے جھٹکا کہ جلا د کو بلا یا جلا د آیا کو ملے کا خطا گردن پر  
دیا چابک نے جہانگیر کو آکر خبر دی جہانگیر کیلے دربار سے اٹھے دربار سے نکل کر پشت  
مرکب پر سوار ہوئے لشکر بقراط میں آئے کسی نے بقراط کو خبر دی کہ فرزند حمزہ تنہا  
لشکر میں آیا ہو بقراط نے حکم دیا گرفتار کر لو چہا طرف سے فوج نے بلوہ کیا جہانگیر  
دو گھڑی کامل لڑے آخر مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا گھوڑے سے گرے از رو  
بلوہ کے کفار نے گرفتار کر لیا جب چابک نے دیکھا کہ جہانگیر گرفتار ہوئے روتا ہوا  
وسلار میں آیا صاحبقران نے پوچھا کیوں چابک خبر تو ہو عرض کی کہ آقاے نامدا  
برائے رہائی سعید گئے تھے گرفتار ہو گئے صاحبقران یہ سنکر نہایت پریشان ہو  
خواجہ عمر کو حکم دیا دریافت کرو کہ قیلا ب کا کیا ارادہ ہو اگر قتل کرنے کا اُسکا  
قصد ہو تو بہکو جلد خبر دو خواجہ عمر و برائے خبر گئے دریافت کر کے آئے کہ یہاں  
قریب ایک قلعہ ہو کہ اسکو قلعہ مفتون کہتے ہیں مفتون نیرہ دون نامے ایک پہلوان  
ہو کہ وہ وہاں کا حاکم و ناظم ہو قیلا ب نے جہانگیر و سعید کی قید وہاں روانہ کر دی  
صاحبقران یہ سنکر چاہتے ہیں کہ حکم دیں کہ جا کر رہا کر و نور الدہر اپنے مقام سے اٹھے  
کہا یہ بار تو غلام کے ذمہ ہو یہ کہہ کر باہر نکلے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوئے طماس نے  
جو دیکھا کہ آقا جاتے ہیں یہ بھی نکلے ہمراہ ہوا قیلا ب کا پہلوان مستور پیشہ نشین ساٹھ  
ہزار فوج سے قید لیے جاتا تھا کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ منم گل گلزا خلیل الرحمن  
خوردیدہ شومان و سلمانان نظم نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران خشم و بقرہ شہسار



حشم شاہزادہ نور الدہرہ ایک طرف سے نعرہ طہماس ہوا کہ منم نہر برقیہ کلنگان  
صاحب سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پروردون جو ان آکر  
گرے نور الدہرہ نے بڑھکر مستور کو قتل کیا جب مستور مارا گیا فوج والے بھاگے  
جا کر مفتون تیرہ درون کو خبر کی وہ کئی لاکھ فوج لیکر آیا نور الدہرہ آکر جہانگیر کو رہا  
کیا چاہتے تھے کہ مفتون آکر پہنچا حکم دیا کہ دونوں گھیر لو فوج نے آکر گھیرا جہانگیر نے  
جو دیکھا کہ طہماس و نور الدہرہ گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگے  
کہ اے کریم کار ساز و اے حاکم بے نیاز میری رہائی کی صورت نکالے کہ اس جنگ  
کو فتح کروں **نظم**

وہ بذات تو تصدق دین مایمان ما  
روشن از شمع جمالت کلبہ احزان ما  
حیف بر مجوری ما وای بر حرمان ما  
مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما  
عزت ما حمت ما عظمت ما شان ما  
چون نریر و اشک خون ملک گرافشان ما  
صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما  
وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما  
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بہستان ما  
با وجود قربت ہستم از بساط وصل دور  
بس توئی دردین و دنیا اے خبر گیر جہان  
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و عجز  
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم  
گرچہ سرتاپا گنگا کریم یا موئے لے مگر  
حین ہر مشکل فقط مشکل کشاے ما توئی

مگر نور الدہرہ لڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہنچے تھے کہ ایک طرف سے آکر  
طہماس نے گھیرا اب ارادہ ہوا کہ مفتون تیرہ درون کو مار لیں کہ ایک ابر آسمان  
پر آیا ابر میں سے ایک پنجہ گرا نور الدہرہ کو لیچلا نور الدہرہ نے دیکھا کہ ایک دیو خوشنوار  
جھکولے جاتا ہو گردن میں ہاتھ ڈال کے جھٹکا مارا اور گھونسا مار دیا کہ دیو کا سر پھٹ گیا  
نور الدہرہ زمین پر گرے مفتون نے آواز دی کہ یار و اب گرفتار کر لو چہار طرف  
سے فوج بلوہ کر کے چلی طہماس نے جنگ کر کے فوج کو روکا مرکب طلسمی تا بہ نور الدہرہ  
پہنچا یا کہا کون حضور کو لیچلا تھا نور الدہرہ نے کہا ایک دیو خوشنوار تھا مگر



میں نے اُسکو مار لیا وہ دیکھو صحرا میں لاشہ پڑا ہی یہ کیکے گھوڑے پر سوار ہو کر مصروف  
جنگ ہوئے لڑائی ہو رہی ہو نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہیں کہ سحر سے گرد اڑی دیکھا  
نقا بدار زرین پوش بصد جوش و خروش آکر پہنچا مصروف جنگ ہوا نور الدہر نے  
جو دیکھا کہ نقا بدار نے آکر جنگ کو روکا لڑنے بھڑتے قریب مفتون کے پہنچے مفتون  
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا میرے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تینہ طلسمی پر گانتھا  
پھر ہاتھ تینہ طلسمی کا مار دیا مفتون کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر و لے شکست کھا کے بھاگے  
نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا یہاں ایرج کو شاہ پور نے خبر دی کہ قید جہانگیر طرف  
قلعہ مفتون کے گئی ہو اور نور الدہر واسطے رہائی کے گئے ہیں ایرج کو بہت ناگوار ہوا  
فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے شاہ پور سے ہمراہ ایرج کو لیکر چلا ایرج اُس وقت پہنچے کہ  
نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا جاتے تھے ساتھ لیکر طہسین کہ نعرہ ایرج کی آواز آئی ایرج  
نے نور الدہر کو لٹکا رکھ کر کشتی گیر زادے تو نے بڑا فتور کیا کہ آکر جہانگیر کو رہا کر لیا کیا  
میں نہ رہا کر سکتا تھا اسی عہد نامہ دار آپ میرے پاس آئیے اس کشتی گیر زادے کا ساتھ نہ  
دیجیے مجھے شاق ہو کہ آپ کو یہ رہا کرے میں اگر خبر پاتا تو کیا برسے رہائی نہ آتا نور الدہر  
نے کہا بھائی تمہیں نے رہا کیا میں کب اسکا دعویٰ کرتا ہوں کہ جرات میں میں تم سے بہتر  
ہوں تم بڑے بہادر ہو میں کب تمہارا سامنا کر سکتا ہوں ایرج نے قریب آکر ہاتھ تلوار  
کا اٹھایا جب تو طہاس کو بہت ناگوار ہوا سا طور اٹھایا نور الدہر نے منع کیا کہ اسی طہاس  
خبردار سا طور نہ مارتا طہاس نے سا طور روکا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا طہاس کو  
دھنکی کیا جب طہاس زخمی ہو چکا ایرج طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے منع کیا  
کہ اے ایرج بس انتہا کی سختی کر چکے اب ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بہت پریشان کرونگا ایرج  
کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا پھر ایرج نے ہاتھ تلوار کا اٹھایا نور الدہر بھی مرکب اڑا کر  
سامنے آئے کہا اب میں مجبور ہوں کہ تمہیں سرکشی کی انتہا کر دی نقا بدار زرین پوش  
نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج و نور الدہر میں تلوار چلا چاہتی ہو گھوڑا اڑا کر بیچ میں  
آیا اور دونوں کو گھڑ کا کہ یہ کیا حرکت ہو دشمن دباؤ ڈالیں گے ابھی فوج بھاگ کر گئی ہو



اگر کوئی اور افسر آگیا تو کیا ہو گا نور الدہر نے کہا اور نقا بدار بہادر میرے سردار کو انھوں نے زخمی کیا میں نے اس پر بھی صبر کیا اب یہ مجھ کو کمزور سمجھے ہیں سراسر دبانے ہیں آپ ہٹ جائیے تماشہ دیکھیے کہ یہ میرا کیا کر لیتے ہیں نقا بدار نے منع کیا اور کہا میں نہ لڑنے دوں گا اور کسی وقت لڑ لینا یہ کیلئے دو دن کو الگ کیا اور نہ لڑنے دیا ایسج فوجوان جہانگیر و سعید کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے نور الدہر نقا بدار سے باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں کہ پہلے صحرا سے گرد آڑی مفتون کا بھائی جیچون اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر لشکر میں لاکھ فوج سے آپڑا نقا بدار و نور الدہر مصروف جنگ ہوئے مگر فوج کا زیادہ بلوہ ہوا ایسج کو اگر شا پور نے خبر دی کہ نور الدہر وغیرہ گھر گئے اور نقا بدار بھی گھر آئے دو دن جو ان مصروف جنگ ہیں گراں تھا کا بلوہ ہوا ایسج و جہانگیر و سعید بھی غرے کر کے آپڑے مگر نقا بدار زرین پوش لڑتا ہوا قریب جیچون کے پہونچا لڑکارا کہ او نامرد مجھے مقابلہ کر فوج کو کیا اشارہ کر رہا ہے جیچون نے جو نقا بدار کو دیکھا بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیچون کے دو ٹکڑے ہوئے پھر فوج پر آکر گرے یہ سب شیر جب مل کر لڑے فوج کی کیا تاب تھی کہ اسے لڑ سکتی آخر سب شکست کھا کے بھاگے نقا بدار نورخصت ہو گیا یہ سب جوان دریائے خون میں نہائے ہوئے لشکر میں آئے بقراط کو یہ سب خبریں پہونچیں کہ مفتون و جیچون و مستور مارے گئے ایسج و نور الدہر لڑائی فتح کر کے ابھی آئے ہیں صاحبقران علاج میں فرزند دن کے مصروف ہیں یہ لشکر قیلاب بہت جھلا یا مگر مفتون و جیچون کا مارے جانا لشکر حیران ہو کہ ایسے پہلوان زبردست مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا میں ان پر غالب نہ تھا دیکھیے میدان میں کیا گزرے بقراط سے عرض کی یا خداوند کسی ساحر کو بھیجے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے تو مطلب حاصل ہو جہنگ طلسم کشا نہ قتل ہو گا مطلب نہ پورا ہو گا بقراط نے طرف ساحر دن کے دیکھا ایک ساحرہ موسوم بہ گلشنان جاو و وہ ککڑ اٹھی کہ میں ابھی جا کر لشکر کو تباہ کرتی ہوں طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر کے چلی ایک نخل پر آکر بیٹھی ارادہ ہو کہ



سحر کردن کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا دیکھا ایک فیل مست چھوٹ گیا ہو وہ درختوں کو گراتا ہوا  
 آتا ہو ایک طرف سے دیکھا ایک جوان رعنا خفص گردن بلند ہا لاچرہ آفتاب عالم تاب  
 حسن میں لا جواب مرکب پر سوار ہاتھی کے تعاقب میں آتا ہو قریب ہاتھی کے آکر  
 لٹکا رہا کہ او ظالم کہاں جاتا ہو ہاتھی پلٹ پڑا اُس جوان نے گھوڑے سے کود کر ہاتھی کو  
 ایک گھونسہ مارا کہ ہاتھی چیخ مار کر پلٹا نیزہ داروں نے ہاتھی کو گھیر لیا ہاتھی آن کر تھان  
 پر بندھ گیا گلشنان جاو و بصورت مبدل لشکر میں اُتری ایک دوکاندار سے پوچھا  
 کہ یہ جوان کون تھا جسے ہاتھی کو گرفتار کرادیا دوکاندار نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند  
 امیر یا تو قیرین گلشنان جاو و کو فکر ہوئی کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کروں آخر  
 معلوم ہوا کہ اپنی بارگاہ میں گئے ہیں تعاقب میں چلی جب دربار گاہ جہانگیر پر پہونچی دیکھا  
 کہ ایک عیار طرار دروازے پر بیٹھا ہو گلشنان نے آکر چاہک کو سلام کیا کہا اپنے  
 آقا سے عرض کرو کہ ایک شخص آپ کا مشتاق ہو اندر بلوایئے چاہک نے دیکھا ساحر وضع ہو  
 باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے حباب مار دیا گلشنان ہیوش ہو کر گری چاہک نے  
 چاہا قتل کروں کہ زمین تھرائی ایک پتلی پیدا ہوئی اُس نے چاہک کو اٹھا لیا اور گلشنان کی  
 کمر میں بچہ دیکر وہ پتلی لے اُڑی گلشنان کا ایک باغ ہو اس میں لجا کر پتلی نے اُتارا  
 گلشنان ہوشیار ہوئی کہا کیوں عیار طرار تو نے بڑی تیزی کی مجھ کو ہیوش کیا میرے  
 ساتھ نگہبان مقرر ہو مجھ کو کوئی قتل نہیں کر سکتا تو اُس شہریار کا کون ہو چاہک نے کہا  
 میں شاطر ہوں تب گلشنان نے حال اپنے عشق کا بیان کیا چاہک نے کہا میری خطا  
 معاف فرمائیے میں آپ کے حال سے واقف نہ تھا ساحر وضع دیکھ کر آپ کے در پر آزا  
 ہوا اب آپ نہ گھبرائیے میں آپ سے آقا کو بلاؤں گا بیان بلا کے لاؤں گا گلشنان نے  
 چاہک کو بہت مطمئن کیا ایک موتیوں کا مالہ بھی دیا چاہک تو اس فکر میں چلا کہ شاہزادہ  
 کو بلا کر لاؤں ایسی ساحرہ زبردست ہو اگر یہ شریک ہوگی تو بقراط کو بڑے ملال ہو چینگے  
 وہاں بقراط نے بیٹھے بیٹھے زرافہ پر ہاتھ مارا شاہزادیاں جو گارہی تھیں اُنھوں نے  
 پوچھا یا خداوند باعث رنج و ملال کیا ہو بقراط نے کہا گلشنان ہاتھ سے جاتی ہو کوئی ساحر



ایسا ہو کہ اسکو گرفتار کر لائے کہ میں اسکو سزا دوں ابھی ابھی قتل کروں کہ وہ جہانگیر پر شوق ہو گئی ہو بھائی اسکا بیچ چنار اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا کھا یا خداوند میں ابھی اسکا سر لاتا ہوں یہ کیلے چلا اسباب سحر تیار کر لیا اسوقت پہونچا کہ گلشنان جاو و محفل آراستہ کر رہی ہو کنیزین حاضرین کنیز چنار آکر پہونچا آسمان سے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا گلشنان نے سر اٹھا یا بیچ چنار نے ایک گولہ مارا گولہ آکر پھٹا آسمین سے دھواں نکلا گلشنان بیوش ہوئی کنیزین جا بجا گرین بیچ چنار اتر کر گرفتار کر کے لیجاؤں کہ زمین سے پتلی نکلی چاہا گلشنان کو اٹھا لیجاؤں بیچ چنار نے پتلی پر گولہ مارا سینہ پر پتلی کے گولہ پڑا توڑ کر رشت کو پار گذرا پتلی کے مرتے ہی گلشنان کی زبان میں سوزن دی اور نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلشنان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا کہ بیچ چنار سامنے کھڑا ہو لٹکا رہا ہو کوڑا لیے ڈرا رہا ہو گلشنان نے کہا او دیوانے میں نے کیا خطا کی کہا صحبت کیوں آراستہ کر رہی تھی گلشنان نے جواب دیا میرے یہاں ہمیشہ جلسہ رہتا ہو بموجب قاعدہ قدیم درستی صحبت کر رہی تھی اب بیچ چنار کچھ جواب نہیں دے سکتا آخر اسنے کہا کہ امی ہشیرہ قدرت نے مجکو حکم دیا ہو مگر میں نے تمہارے یہاں جلسہ میں کسی کو نہ پایا اور قدرت نے فرمایا ہو کہ فرزند حمزہ پر عاشق ہوئی ہیں وہ فرزند حمزہ یہاں کہاں ہو میری نظروں سے تو نہاں ہو قصد کیا کہ بہن کو رہا کروں مگر وہاں چاہک جو پہونچا جہانگیر کو شکار گاہ میں پایا تمام کیفیت آکر عرض کی جہانگیر چاہک کے ساتھ چلے جب باغ تھوڑی دور رہا چاہک نے کہا آپ اس مقام پر پھریے میں پہلے ہواؤں یہ کہہ چاہک بڑھا جب قریب باغ کے آیا دیکھا تو ایک کنیز کھڑی رو رہی ہو اس سے جو پوچھا اسنے حال گرفتاری گلشنان بیان کیا چاہک نے اس کنیز کو بیوش کیا اسکی شکل بگرا نہ آ یا دیکھا گلشنان بندھی ہو اور ایک ساحر عذر کر رہا ہو چاہک نے سامنے آکر سلام کیا بیچ چنار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک کنیز ہو بہ چین پری طلعت خوبصورت سینہ ابھرا ہوا حیران ہو کر پوچھا اری تو کون ہو کہا میں حضور کی راز دان ہوں میرے ساتھ چلیے میں اس مسلمان کو گرفتار کر دوں ایک



کمرے میں چھپا بیٹھا ہوا چنار سا تھ چلا باقی کینزین اسی مقام پر ٹھہری رہیں اور صبر  
جا بک نے ایک مقام پر آکر کہا دیکھیے وہ سامنے فرزند حمزہ بیٹھا ہوا چنار نے کہا مجھے کوئی  
نہیں معلوم ہوتا جا بک نے کہا گو لہ پھینکیے اور گیر کی آواز دہیے پانڈن اُسکے زمین پڑے  
پھر چل کر قتل کیجیے مگر منہ سے جاتی ہو بیچ چنار کو لپٹی جاتی ہو بیچ بہت بہتر رہا ہوا جھولی سے  
گو لہ نکالا کتا تیرے کہنے پر سحر کرتا ہوں یہ کہکے گو لہ پھینکا جا بک نے جو دیکھا کہ بیچ کا منہ  
پھر اپٹ کر خبردار کہ شکم چاک فقہ پاک بیچ کے مرنے ہی جا بک نے جھپٹ کر گلشنان  
کو رہا کیا گلشنان نے رہا ہونے ہی پوچھا کہ متر صاحب تم کیونکر آئے جا بک نے کہا  
شاہزادے کو لایا ہوں تھوڑی دور پر باغ کے ٹھہرا آیا ہوں اگر آپ حکم دین تو بلا لاؤں  
گلشنان نے کہا کہیں جلدی لاؤ جا بک جہانگیر کو بلا کر لایا گلشنان نے استقبال کر کے  
مسند پر بیٹھا یا کینزین کو اشارہ کیا ایک شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اُس پری رخسار پر پھپتی کہی ہو حور کی  
آہ پڑ جائے الکی تجھ مجھ مخمور کی  
دور سے دیکھی جھلک جو عارض پر نور کی  
جان بچنے کی کوئی صورت نظر آتی نہیں  
جسم کو چھوڑا نہیں میں نے وطن آیا قریب  
گردن ساقی کی ہو کیسی صفائی میکشو  
پڑ گیا ہو عکس جو ساقی کے حسن سبز کا  
جائے خون ہو جسم ساقی میں شراب لعل گون  
دست زنگین اور تیرے ساعد سیمین نہیں  
گھر چارا بھر میں تار یک ہو مانند گور  
کیا برستی ہو بجائے ابر رحمت بکیسی

بیچ تو یہ ہر بات سو جھی ہو مجھے کیا دور کی  
مخسب تو نے صراعی موی کی چکنا چور کی  
بام جانان پر نظر آئی تجلی طور کی  
پہلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی  
روح نے اپنے بدن سے گرد غربت دور کی  
کیون نہ غم ہو جائے گردن شیشہ بلور کی  
قطرہ مومین ہو رنگت دانہ انگور کی  
آنکھ سا غز کی ہو گردن شیشہ بلور کی  
شعلے ہیں یا قوت کے شمعین ہیں یہ کافور کی  
ایک حالت ہو شب ماہ شب دیو کی  
ہو یہی تربت مقرر ماسخ مغفور کی

صحبت عیش و حبش آراستہ ہو نگاہ عیش و نشاط گرم ہو زبان بقراط عصبے میں بیٹھا ہو کہ  
ایک طائر آیا اُس نے اپنی زبان میں کچھ کہا بقراط نے کہا لو غضب ہوا بیچ چنار بھی مارا گیا



ابو وہ گیسو بریدہ دھکڑے کو لیے بیٹھی ہو غرض کہ بقراط نے پکار کر آواز دی تم میں کوئی  
 ایسا ہو کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر کے لائے بر حبس جا دو یہ لکڑاٹھا کہ میں ابھی دو وزن  
 کو لاتا ہوں یہ کہنے اڑتا ہوا چلا یہاں صحبت کا یہ رنگ ہو کہ کلفشان جا دو پہلو میں جہانگیر  
 کے بیٹھی ہو آپس میں اختلاط ظاہری ہو رہا ہو کنیز میں پھر رہی ہیں مگر چاہک ہو شیار ہر طرف  
 دیکھ رہا ہو کہ بر حبس جا دو اگر پہونچا اسنے آسمان سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ فرزند حمزہ پہلو  
 میں بیٹھا ہو وہیں سے تھپ کر نگرہ کیا کہ باش او پسر حمزہ کہاں جائیگا یہ کہنے گرا ہاتھ میں  
 اسباب سحر تھا پھینک مارا جہانگیر تو گر کر بیہوش ہوئے کنیز میں جا بجا گرین مگر کلفشان  
 جا دو نے اپنے اوپر سحر نہیں آنے دیا اٹھ کر نگرہ کیا کہ اونا ہنہار بد کردار یہ کیا حرکت کی یہ  
 کہنے گولہ مارا بر حبس نے گولہ کاٹا کئی سحر آپس میں رد و بدل ہوئے یکایک بر حبس نے  
 ایک دو ہتھ زمین پر مارا کہ دھوان نکلا وہ منہ پر کلفشان کے پہونچا کلفشان بیہوش  
 ہو کر گری بر حبس جا دو چلا کہ کلفشان کو گرفتار کر لون اور جہانگیر کو قتل کر دن چا  
 نے دور سے دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہیں ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی  
 میان بر حبس صاحب وہ عیار یہاں چھپا ہوا بیٹھا ہو چلے اُسکو اگر گرفتار کر لیجئے جو میں  
 ہمراہ ہوا مگر جمال جان آراے کنیز دیکھ کر لٹو ہو گیا کہ ایک نازنین ہو کم سن حسین و جمیل سنہ  
 پر ابھار باتیں بیقرار نہی جاتی ہو نازنین نے اگر ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب میرے  
 ساتھ چلو میں اُسکو بتا دوں تم اُس مکار کو گرفتار کر لو بر حبس پوچھتا چلا آتا ہو کہ وہ کس  
 مقام پر ہو کنیز نے بتلایا وہ سامنے درخت کی آڑ میں بیٹھا ہو بر حبس نے سر اٹھا کر دیکھا  
 کوئی سامنے نظر نہ آیا نازنین نے کہا گولہ مارے زمین اُسکے پاؤں تھام لے تب چل کر  
 گرفتار کر لیجئے بر حبس نے منہ پھیر کر گولہ مارا چاہک تو قریب کھڑا تھا اسنے خنجر مار دیا  
 کہ شکم چاک فقہ پاک بر حبس کے مرتے ہی کلفشان کو ہوش آیا جہانگیر نے چاہک  
 کی بہت تعریف کی کما حقہ برا اور بڑا کمال کیا ورنہ یہ گرفتار کر کے لیجاتا کلفشان نے کہا  
 اب نکل چلیے اب یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں بقراط کو معلوم ہو گیا اسنے ساحر و ناکار باندھ  
 دیا ہو بہت سے ساحر اُسکی صحبت میں ایسے ہیں کہ اُنکو اپنے سحر بہ ناز ہو اگر انہیں سے



کوئی آگیا تو جان بچنا دشوار ہوگی جہانگیر نشیت مرکب پر سوار ہوئے چابک نے بھی  
یہی صلاح دی کہ نکل چلیے گلشنان نے ابر بنایا اسمین چھپ کر چلی جہانگیر و چابک  
جاتے ہیں ابر سر پر لہا رہا ہو گلشنان ہوشیار جاتی ہو چہار جانب دیکھتی ہوئی کہ اگر  
کوئی آئے تو میں اسکو روکوں جہانگیر مرکب مہینہ کیے ہوئے جاتے ہیں چابک بھی  
کتنا ہو جھٹ پٹ نکل چلیے مگر بقراط دربار میں بیٹھا تھا کہ پھر طائر نے اگر صدا دی بقراط  
نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیا کجخت غافل ہیں کہ دام میں عیار کے آجاتے ہیں غضب ہوا  
کہ بر جیس بھی مارا گیا ایک پہلوان بیٹھا ہو کہ مہتاب اسکا نام ہو یہ کہہ اٹھا کہ خداوند  
مجبو حکم ہو کہ میں پسر حمزہ کی مشکین باندھ کر لاؤں بقراط نے حکم دیا مہتاب باہر آیا  
تین لاکھ فوج کا افسر ہو ان سب کو ساتھ لیکر چلا جہانگیر ایک صحرائین آکر ٹھہرے ہیں  
کہ سامنے سے گرد اڑی مہتاب تین لاکھ فوج سے پیدا ہوا آتے ہی کل فوج کو حکم دیا  
کہ پسر حمزہ کو چہار جانب سے گھیر لو جہانگیر بھی نعرہ کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی  
گلشنان کہ ابر میں چھپی ہوئی ہو اسنے چونکا اٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا ابر سے  
اُترتے اُترتے ایک گولہ مارا کہ پھول برسے لگے کئی سرجوان مہوت ہو کر یہ اشعار  
عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

مرو میدان ہو تو نکلے دن کو میدان میں چراغ  
رکھ دیا ہم نے بجا کر طاق نسیان میں چراغ  
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان میں چراغ  
ہو گئے روشن شب دلف پریشان میں چراغ  
باغبان گھی کے جلاتا ہو گلستان میں چراغ  
اسقدر مونگے نہ اک سرو چراغان میں چراغ  
شیر کی چربی سے جلاتا ہو نستان میں چراغ  
حسن یوسف نے کہا روشن جو زندان میں چراغ  
میری مٹی کے جلین گے کوئے جانا میں چراغ

سا منا کرتا ہو کیا اسکا شبستان میں چراغ  
جب نہ دیکھا شمع و یون کے زرخدان میں چراغ  
شمع مینا سے ہو ساقی شہر میں بھی روشنی  
روشنی کی اس کے حلقوں میں جو روئے یار نے  
کو نسا بلبل پھنسا ہو دام میں صبا دے کے  
کیا لکھوں کتنے مرے تن پر ہیں داغ آتشین  
داغ دل کی روشنی ہو پوریاے فقر پر  
ہو گیا اسپر زلیخا کو یقین فانوس کا  
عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہو گا فروغ



پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان میں چراغ میں جلاتا ہوں تو آتش راہ مہمان میں چراغ	خاک کا پیوند ہو لگا جب میں تیرہ روزگار واسطے اپنے نہیں منظور مجھ کو روشنی
کئی ہزار جوان سر ہلکا کر مرے مگر جہانگیر کو سحر کرنا گلشن کا بست ناگوار ہوا ادھر مہتاب نے بھی پکار کر کہا امی فرزند صاحبقران ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو جہانگیر نے گلشن کو منع کیا کہ امی گلشن سحر نہ کرو ہمارے بدنامی ہو گلشن رک گئی جہانگیر جنگ کر رہے ہیں چاہے دیکھتا ہو کہ آقا گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں مقبرا ہو کر دعائیں مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ امی خالق کار ساز و امی بندہ نواز اس مشکل سے آقا سے نادر کو بجائے لفظ	
کن بہ کنز ارجیت مثل بلبل شور و غل صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل	در گلستان جان یک رنگ شو مانند گل نوش کن ہر دم زمیناے محبت جام تل
ایک زبان بانیک و بدیک دل بہر دو مار باش	
ساز با خلق کو خلق جہان را یا رخویش مثل خور و روے زمین کن روشن از انوار خویش	نیک و بد را در جہان کن خوش دل از کردار خویش دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش
اسا یہ گستر و جہان چون ابر گوہر بار باش	
چاہے دعائیں کر رہا ہو کبھی حقہ پائے آتش بازی مارتا ہو اپنے آقا کو بچار ہا ہر قضاے کار نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے آئے تھے شہرنگ نے خبر دی کہ جہانگیر کو ایک پہلوان نے گھیرا ہو نور الدہر آڑے دو چار سی جوان ساتھ تھے مصرف جنگ ہوئے نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مہتاب کے پہنچے مہتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا قاش زمین سے مہتاب کو اٹھا لیا مہتاب نے کہا الامان نور الدہر نے جواب دیا امان بشرط ایمان مہتاب بصدق دل مسلمان ہوا نور الدہر مہتاب و فوج کو ساتھ لیکر چلے وہاں بقراط کو از روئے علم سحر کے معلوم ہوا کہ مہتاب مسلمان ہو گیا جھلا کر کہا یار وجو جاتا ہو وہ مسلمان ہوتا ہو یا مارا جاتا ہو اب خود قدرت جانتے ہیں کئی پہلوان	



اپنے مقام سے اٹھے یہ کہہ کر کہ قدرت تکلیف نہ فرمائیں ہم جا کر نیرہ حمزہ کو سزا دیتے  
ہیں تین پہلوان سفاک تیرہ درون و بیابک فوج کش و نمناک خارہ سنگاں  
تین تین لاکھ فوج کے افسر تھے یہ تینوں سردار اپنی اپنی کل فوج لیکر چلے نوبت و نقارے  
بجاتے ہوئے صاحبقران کے کان میں آواز نوبت و نقارے کی جو پہونچی سر  
اٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج کہاں جاتی ہو کہ ہر کارون نے آکر خبر دی  
کہ تین افسر نولاکھ فوج لیکر برائے گرفتاری نورالدین ہر جلتے ہیں ہر چند کہ وہ واسطے  
فشار کے گئے تھے مگر راہ میں جنگ پڑی جہانگیر کو بلوہ سے بچایا مہتاب کو مسلمان  
کر لیا اٹھو پلے ہوئے آتے ہیں یہ نولاکھ فوج اٹھو روکنے جاتی ہو امیرج نے جو یہ سنا  
کہا دادا جان میں جا کر ان سرداروں کو روکوں امیر نے کچھ جواب نہ دیا امیرج و  
قاسم اپنے مقام سے اٹھے گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے چلے سرداران امیرج بھی  
ساتھ ہیں نیلم و قیلیم وغیرہ اور ایک طرف سرداران قاسم ہیں مثل قیماں خان  
خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ رستم کو جو معلوم ہوا کہ بیٹا اور پوتا ہمارا نورالدین  
کو بچانے جاتا ہے یہ بھی اپنے مقام سے اٹھے پشت استر بالا کبود پر سوار ہوئے سردار  
سب ساتھ ہیں گھوڑے کو بڑھا یا سامنے ان تینوں سرداروں کے آکر نفرہ کیا کہ  
باشیدامو کافران بچیا و امونا بکاران پر دغا منم رستم پلٹیں و سلکین نفرہ کر کے جا پڑے  
جنگ ہونے لگی قاسم نے جو خبر سنی کہ قبلہ و کعبہ جا پڑے جنگ ہو رہی ہو قاسم نے  
مرکب کو بڑھا یا امیرج کو آگے کر لیا امیرج نے آتے ہی نفرہ کیا نفرہ امیرج ملک  
امیرج ان آفتاب منیرہ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیرہ یہ تینوں شیر لڑ رہے ہیں فوج  
بھاگتی پھرتی ہو ادھر سے نورالدین ہر آتے تھے اٹھو جو معلوم ہوا کہ میری گرفتاری کو  
فوج بقراط نے بھیجی تھی اُسکو امیرج و قاسم و علم شاہ نے گھیرا ہے یہ بھی نفرہ  
کر کے جا پڑے ان تینوں سرداروں نے آپس میں صلاح کی کہ فرزند ان حمزہ کو  
گھیر کر مار لو پہلے سب کے سفاک تیرہ درون و مقابلہ نورالدین میں آیا چند بے  
آپس میں رد و قسح ہوئے نورالدین ہر نے تیغ خارہ سنگاں سے سفاک کو مارا سفاک



کو مار کر بڑھے بیباک فوج کش نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا غصے میں کانپنے لگا اول اس نے نور الدہر پر تیر مارا نور الدہر نے تیر کو خالی دیا بیباک نے کئی تیر مارے نور الدہر قلم کرتے ہوئے قریب پہنچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغ طلسمی کو کھینچا اُس کے وار کو گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مار دیا بیباک کے دو ٹکڑے ہوئے نمناک خارہ شگاف نے جب دو بھائیوں کا لاشہ دیکھا خوف جان سے بھاگا اُدھر سے ایسج آتے تھے ایسج کو معلوم ہوا کہ دو بھائی ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے کرہ بن اختر کو بڑھا کر مقابلہ نمناک میں آئے نمناک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایسج نے وار خالی دیکر کلائی تھام لی کمر میں ہاتھ دیکر اٹھا لیا نمناک بصدق دل مسلمان ہوا اب تو کل فوج نے لڑنا موقوف کیا جو مارے جانے سے بچے تھے وہ بصدق دل مسلمان ہوئے رستم سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے ہر چند کہ ایسج نو جوان چاہتے ہیں کہ نور الدہر سے مقابلہ کروں مگر رستم جب بہ نگاہ فر طرف ایسج کے دیکھتے ہیں تو ایسج کو یقین ہوتا ہے کہ دادا جان کے خلاف ہو گا تلوار تول کر رک جاتے ہیں ہر کاروں نے یہ سب خبریں صاحبقران کو پہنچائیں کہ آپ کے فرزندوں نے جا کر لڑائی کو فتح کیا نمناک خارہ شگاف مسلمان ہوا رستم سب کو ساتھ لیکر آتے ہیں صاحبقران یہ خبر سنکر خوش ہوئے خود واسطے استقبال کے اُٹھے فرمایا کہ رستم ایسا ہی دلیر ہے جس جنگ پر رستم جائے وہ لڑائی فتح نہو یہ کہتے ہوئے راہ میں آکر ٹھہرے رستم کو گلے سے لگا لیا ایسج و نور الدہر کو دیکھا کہ نور الدہر چاہتے ہیں ایسج سے کلام کریں مگر ایسج بہ غصہ جواب دیتے ہیں امیر نے قریب آکر ایسج کو نور الدہر سے بفلکیر کرایا اور فرمایا کہ آپس میں چشمک نہ رہے سب سرداروں کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ آج ہمارے فرزند نے بڑی لڑائی فتح کی صحبت عیش آراستہ کرو خواجہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے کیا کچھ مجھ کو بھی لگا امیر نے فرمایا کہ اچھا کچھ تو گاؤ خواجہ سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لکھیں

برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہیں چنگاریاں  
کیا اسی کی یاد میں کرتے تھے شب بیداریاں

برق کو اسپر عیث کرنے کی ہیں تیاریاں  
موت کے آتے ہی بھکو خود بخود نیند آگئی



احو خط اُسکے گورے گالوں پر تونے کیا کیا  
خندہ گل سے صدائے نالہ آتی ہو مجھے  
خاک کا تپلہ بھی آہن سے ہو سختی میں فزون  
خوف خالق ہو وگرنہ محسب کیا مال ہو  
کچھ بہن خالی نہیں کرتے ہیں یہ دیر خراب  
حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو

چاندنی راتیں یکا یک ہو گئیں اندھیا ریاں  
خون لبیل سے گرے چہین گئی ہیں کیا ریاں  
جسم پر انسان کے تلواریں ہوئی ہیں آریاں  
خانہ قاضی میں جا کر کیجیے میخواریاں  
کر گئے ہیں یار اپنی اپنی یون ہی باریاں  
خوب لگے کر گئے گرم اپنی دکان داریاں

مقام صدر پر نور الدہر بیٹھے ہیں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو ہر کار سے جو واسطے خبر کے  
حاضر تھے خبر میں لیکر سامنے بقراط کے پونچے بعد دعا کے عرض کی کہ آج لشکر حمزہ میں  
بڑا عیش و جیش ہو سب کیفیت ہر کاروں نے سامنے بقراط کے بیان کی بقراط نے  
یہ شکر جواب دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سب سردار آمادہ ہوئے کہ کل  
ایسی جنگ کریں کہ مسلمانوں کو عاجز کر دیں لشکر اسلام کے ہر کاروں نے یہ خبر صاحبقران  
کو پہنچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجا دو لڑو لشکروں میں تیاریاں  
ہونے لگیں مگر خواجہ عمرو دو پہر رات گئے صورت بدلے ہوئے لشکر بقراط میں آئے  
اتنا بڑا لشکر ہو کہ اس سے اس سے سرے تک جانا دشوار ہو مگر ٹلے ہوئے خواجہ  
سامنے بارگاہ بقراط کے پونچے دیکھا ایک ساحر زبردست بارگاہ سے نکلا ساتھ والوں  
سے کہتا ہوا کہ یارو چہا ر طرف سے لشکر مسلمانان پر سحر کر دو کہ مسلمان شکست کھائے بھاگیں  
اور ہمارا مطلب پورا ہو منم کا شان جادو خواجہ نے جو اس ساحر کو آمادہ دیکھا اُسی کے  
ساتھ ہو لیے ایک مقام پر آکر سلام کیا کا شان جادو نے پوچھا ارے تو کون ہو عمرو  
نے کہا آپ ہی کے لشکر میں رہتا ہوں جو ارادہ آپ کا ہو وہی ارادہ میرا بھی ہو اگر حکم ہو  
تو سحر کروں کہ سب لشکر سر ٹکرانے لگے کا شان جادو نے کہا اور ساحر تیری کیا حقیقت  
ہو میرے ساتھ بڑے بڑے جادو گر ہیں جو موت یہ سحر کرینگے تو زمین لشکر طلسم کشا کی  
ہلاوینگے کج کوئی زندہ نہ بچے گا آج میں ارادہ کر کے نکلا ہوں عمرو نے کہا اچھا کنارے چلے  
تو میں آپ کو آگاہ کروں کہ کیا کمال رکھتا ہوں کا شان جادو کو خواجہ ایک درہ کوہ میں



لے گھسے باتین کرتے کرتے کاشان جادو کو بیوش کیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلے ساتھ والوں  
سے کہا ہاں صا جو سحر نیا رکرو سب ساحرون نے اپنے اپنے لکھ ہائے ابر اڑائے عمر و سنے  
کہا سنا منے جو لشکر ہو اُسپر سحر گراؤ سب نے عرض کی یہ تو لشکر خداوند ہر عمر و سنے کہا ہمارا یہی  
کمال ہو کہ اس طرف سحر کرینگے اور ادھر لشکر طلسم کشا ویران ہوگا سب ساحرون نے لکھ  
ابر لشکر بقر اٹھ پر گرائے تیر برسنے لگے کئی لاکھ جادو گر مارے گئے کسی کے سحر سے آگ  
گری کہ ہزاروں خیمے جلنے لگے کسی کے سحر سے بندہ برسا جیسر قطرہ گرا وہ دیوانہ ہو گیا اہل  
لشکر فریاد کرنے لگے خواجہ تو یہ سحر کرا کر نکل گئے بقر اٹھنے جو صدائے فریاد سنی گھبرا  
گیا باہر نکل کر کہا اونا لا تقویہ کیا کیا سب نے کہا ہمارے افسر نے حکم دیا ہو کہ اسی لشکر پر  
سحر کرو ہم اپنے مالک کا حکم بجالاتے ہیں ہر چند بقر اٹھ منع کرتا ہو کہ ان مانتا ہو بقر اٹھ  
نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا برق چمکی کہ کئی ہزار کے سر اڑ گئے رات بھر لشکر میں تلاطم رہا صبح کو  
بقر اٹھ سوار ہوا ادھر سے نور الدہر نے طرف سکندر کے دیکھا سکندر نے نجم کو اشارہ کیا نجم نے  
طرف سے بقر اٹھ کے نکلا میدان میں آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ  
کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے طرف سکندر کے دیکھا سکندر نے نجم کو اشارہ کیا نجم نے  
جا کر اُس ساحر کا سحر روکا آپس میں سحر چلنے لگے نجم نے بہ علم اختر شناسی دریافت کر کے  
ایک چوٹی دار ناریل مارا سر مایہ جادو ناریل چٹکے ہی دیوانہ ہو گیا پکار پکار کے یہ

اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

<p>غم نہیں ثابت قدم کو گو جہان گردش میں ہو جیف ہو بے نشہ اس میخانہ میں انسان رہے تیغ ابرو جب قدر چاہے برش پیدا کرے پار اترے کیا سلامت بجز اُلفت سے کوئی گرد پھرنے کا ترا سودا ہوا ہو ہم کو یار دائرے میں عشق کے جس نے کہ مارا ہو قدم خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہیں</p>	<p>قطب کو جنبش نہیں ہو آسمان گردش میں ہو روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش میں ہو چشم فتان یار کی مثل فسان گردش میں ہو سیکڑوں گرد آب اس کے درمیان گردش میں ہو ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش میں ہو صفیہ ہستی میں وہ پر کارسان گردش میں ہو تمکنت میں یہ زمین وہ آسمان گردش میں ہو</p>
--	--



جستجو میں تیرا نجم کی طرح اسی ماہ حسن  
گنبد گردون سے نکلے جس طرح سے ہو سکے

نورہ و ترہ ہو کے خاک عاشقان گردش میں  
ڈر ہو کر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش میں

سرمایہ جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے اشارہ کیا کہ سر بقراط کا لا  
سرمایہ جادو اپنے ہوش میں نہ تھا فوراً جا پڑا بقراط کو گالیان دینے لگا ہر مرتبہ پکارتا  
تھا او بیخیا خداوند بکر بیٹھا ہو تجھے کیا ہو سکتا ہو بقراط نے ہر چند منع کیا مگر سرمایہ  
نہیں مانتا لڑتا ہوا چلا آتا ہو کئی ہزار ساحر مارے جب تو بقراط جھلایا بڑھ کر سحر کیا کہ  
سرمایہ پر پھول برسے سحر آ کر گیا بقراط کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہ یا خداوند خطا معاف  
کیجیے میں اپنے ہوش میں نہ تھا بقراط نے کہا نجم کا سر لاؤ سرمایہ پھر مقابلہ نجم میں آیا  
چاہا نجم پر جا پڑون نجم نے ایک دستک دی کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سرمایہ پر حملہ  
کیا سرمایہ نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن مگر شیر نے مہلت نہ دی چیر بھاڑ کر کھا گیا اس طرح  
کئی ساحر مقابلہ نجم میں آئے مگر نجم نے قتل کیا بقراط نے جھلا کر کہا کہ یار و نعم میں کوئی  
ایسا نہیں کہ نجم کو گرفتار کر لائے ترکش جادو چلا کر دوڑا کتا ہوا کہ یا خداوند نجم وہ  
شخص ہو جسے سحر خوب حاصل کیا مگر میرے سامنے کا بچہ ہو گردون پکڑ کے لاؤ لگا قدرت  
کو سجدہ کر اؤ لگا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا میدان میں آیا نجم نے دستک دیکر صحرا  
سے شیر بلا یا شیر نے ترکش پر حملہ کیا ترکش نے شیر کو ہلاک کیا کئی جانور ان درند آئے  
مگر ترکش نے سب کو قتل کیا انھیں جانور دن کا خون لیکر نجم پر پھینک مارا بدن میں  
نجم کے آبلے پڑ گئے ترکش نے بڑھ کر نجم کو گرفتار کر لیا سامنے بقراط کے لایا کہا بقراط  
کو سجدہ کر نجم نے کہا ہرگز سجدہ نہ کرو لگا کئی مرتبہ بقراط نے کہا کہ اے نجم چاہتا ہوں تیری  
خطا معاف کروں نجم نے جھلا کر جواب دیا کہ میں نے تیری خطا کیا کی وجہ سے ہو سکے قصور  
نہ کر خدائے مابزرگ است بقراط نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ پر ہول جادو  
اسکا نام ہو وہ تلوار کھینچ کر فریب نجم آیا آ کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے جو سامنے  
کھڑے تھے قصد کیا کہ جا پڑون اور نجم کو رو کر لون سکندر ثانی نے تخت سے اتر کر  
عرش کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائی میں ابھی جا کر نجم کو لاتا ہوں یہ کھلے تخت سے کر دکا بلند



ہو کر نعرہ کیا پر مہول جاو و پر برق گری کہ پر مہول کے دو ٹکڑے ہوئے مار کر پر مہول  
کو جو سکندر گرے اول ایک گولہ طرف بقراط کے مارا کہ اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے  
میں نجم کو اٹھا لیا بقراط نے دیکھا کہ سکندر نجم کو لیے جاتا ہو جمولی پر ہاتھ ڈال کر گولہ  
نکا لا سکندر پر کھینچ مارا سکندر نے خالی دیا اور چاہا بلند ہون بقراط نے جب دیکھا کہ  
گولے نے تاثیر نہ کی ہاتھ اپنا کاٹا خون پھینک مارا خون جو سکندر پر پڑا سکندر کے ہاتھ  
سے نجم چھوٹا نجم خود ساحر زبردست ہو چھوٹے ہی اڑنے لگا اس قدر آگ برساتی کہ کئی ہزار  
ساحر کچلے بقراط نے جو یہ نہ گامہ دیکھا تڑپ کے تخت سے اٹھا عقاب بنکر نجم پر اڑا  
سکندر نے دور سے دیکھا کہ نجم گرفتار ہوا چاہتا ہو ران کو چاک کیا خون چلو میں لیکر  
عقاب پر پھینک مارا اب بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے پر گرنے لگے اس قدر پر گرسے کہ سکندر  
چھپ گئے سکندر نے چاہا ان پر ون کو دفع کروں دور سے سب نے دیکھا کہ سکندر  
طاؤرون کے بیچ میں گھرے ہوئے ہیں اور طاؤر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں زمزمہ بہرائی  
میں یہ آواز ہو جیسے یہ اشعار پڑھ رہے ہیں سکندر کو بڑھ بڑھ کے سناتے ہیں نظم

قاتل تری تلوار نہیں بال ہما ہو  
ہر ایک گولہ پے تعظیم اٹھا ہو  
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ ہوا ہو  
جو رات ترے ہجر میں ہو کالی بلا ہو  
کتے ہیں غلط سنگ سے آئینہ بنا ہو  
گو یا مرے خون میں اشرا ب بقا ہو  
گلشن میں جو ہر شاخ گل اک دست دعا ہو  
سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہو  
ہوتا ہو زمانے کو یقین رنگ حسا ہو  
یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہو  
جسدن سے مرا مر ترے قبو نشے جدا ہو

عاشق کی سعادت ہو جو سرا سکا جھکا ہو  
جب وادی وحشت میں گزر میرا ہوا ہو  
نادان ہیں ہوتا ہو گان جنگ و شفق کا  
جو دن ہو سو ہو دیوسفید اپنی نظروں میں  
وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھ سے  
ممکن نہیں تا حشر جو کم ہو غم خو نخواستار  
کر آکھی پامال کہ اس شوق میں دذرات  
دعوائے خدائی جو ہو نہ پھر و دور  
خالق نے یہ سرخ اسکے کھن پا کو بنایا  
گر سودا الماس نہ تھا لو ان چھڑکتا  
ہر دم ہو تما کہ کہیں تن سے جدا ہو



عالم نظر آتا ہو ترے عشق میں بیمار  
کیسے جو طویل اسکو سزاوار ہونا سخ

عشق اسکو نہ کیسے یہ زمانے میں دربار  
جس بحر میں اس زلف کا مضمون نہ تھا

طاہر و ن نے جو یہ اشعار پڑھے سکندر جھوم گئے بقراط نے اور طاہر و ن کو زور دیا سب  
طاہر و ن نے سکندر کو گھیر لیا ہر طرف سے گھر گھر کر آتے ہیں سکندر کو صورت دکھاتے  
ہیں کوئی پر مارتا ہو کوئی منتقا رمار دیتا ہو آخر سکندر کو گھیر کر سامنے بقراط کے لائے بقراط  
نے سکندر کو گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دی پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان  
اسپر تمکو بڑا ناز تھا اب اسکو لیا کر قتل کرونگا نجم نے جب دیکھا کہ سکندر گرفتار ہو گئے  
تو یہ لڑتا ہوا نکل آیا نور الدین نے کہا اے نجم اب سکندر کی تدبیر رہائی کرنا چاہیے نجم  
نے کہا حضور کوئی دربار میں بقراط کے نہیں جاسکتا اُس نے اپنے سامنے قید کیا ہو کسی  
محال ہو کہ اُس کے سامنے جائے اور سکندر کو رہا کرے بقراط طبل باز گشت بجا کر بیٹ گیا  
آج لشکر کفار میں بڑی خوشی ہو کہ بادشاہ لشکر نور الدین گرفتار ہوا بقراط نے بارگاہ میں  
آکر سکندر کو قفس میں بند کیا وہ قفس سامنے لٹکا دیا اور کہتا تھا بعد ایک دن کے اسکو  
قتل کرونگا یہاں دربار نور الدین میں یہی باتیں ہو رہی ہیں کہ خواجہ اپنے مقام سے  
اُٹھے کہا اے طلسم کشا سب سردار موجود ہیں اور مجھے قرضہ چڑھنا ہوا اگر سردار میرے  
قرضہ کی تدبیر کریں اور کچھ کچھ دین تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج ہی سکندر کی رہائی  
ہوگی نور الدین نے دس توڑے منگو اُس کے سامنے خواجہ کے پیش کیے نجم نے دو ہزار  
روپیہ دیے ارسلو نے بھی دو ہزار دیے سب شاہزاد یوں نے تھوڑا تھوڑا دیا مبلغ  
خیلی جمع ہو گیا خواجہ نے سب اٹھا کر نذر نبیل کیا اور بارگاہ سے نکلے طرف لشکر بقراط  
کے چلے یہاں وہ وقت ہو کہ بقراط دربار میں بیٹھا ہو سب شاہزادیاں جمع ہیں یہی ذکر  
ہو رہا ہو کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا رہائی سکندر کی تدبیر کریگا یا خداوند ایسی تقدیر ہے  
کہ ساربان زادہ نہ آسکے بقراط بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر نہایت پیش پسند ہو شاہزاد یوں  
کو اشارہ ہو کہ قدرت کے سامنے گاؤنا اذیتان مہ جبین و مہ جبین بعد سوز و  
گداز یہ اشعار عاشقانہ گاہی ہیں نظم



ترے گلگون ہین امونگین ادا باد بہاری سے  
 ہنسی آتی ہو اس گل کو ہماری اشکباری سے  
 فراق یارمین نفرت ہو مجکو بادہ خواری سے  
 پس از مردن چلا ہون سوے جانان بقبراری سے  
 ترے آگے چمن ہو پانی پانی شرمساری سے  
 گریزان وہ سی قد کیون ہو میری اشکباری سے  
 جو دعوائے ہدایت ہو گذر عالی وقاری سے  
 فراق یارمین آئی اجل ابر بہاری سے  
 مریض عشق ہون جبے ہوئی نفرت زمانے کو  
 جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت کا  
 نظر آتا ہو شیشہ سرور یہ ہجر ساقی مین  
 دلیل اسپر ہو کیا جو حکم کرتا ہو نجاست کا  
 شہادت پائی ہو جو عشق زلف یارمین پہنے  
 تنزل مین ترقی کرتی ہو افتادگی ناسخ

بنائین غارہ رخسار گل گرد سوار سی سے  
 تشگفتہ ہوئے ہین گل جس روش ابر بہاری سے  
 کمین زاہد نہ کردے متھم پر ہیز گاری سے  
 مشابہ ہو گیا ہو کفیدہ مرقن عمار سی سے  
 روانی مین مشابہ رنگ گل ہو خون جاری سے  
 کہیں شمشاد بھی کرتے ہین وحشت نہ جاری سے  
 ہوئے نقش قیم قصر بیابان خاکساری سے  
 ہر اک بوندی نہیں کم مجکو بوندی کی کٹاری سے  
 گریزان حسب طبع ہوتے ہین سب امراض ساری سے  
 وہ ہین ہمدرد میرے جھکوت پائی ہواری سے  
 شراب ارغوانی کم نہیں ہو خون جاری سے  
 کہ مو گردش مین زاہد کم نہیں ہو آب جاری سے  
 ہوا نقشہ عیان مار سیہ کا خون جاری سے  
 کہ معراج شجر پانی نے پائی خاکساری سے

بقراط مست بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ کیا مجال ہو جو میرے دربار مین ساربان زادہ آئے  
 جلا کر چھونک دونگا قدرت کی کرامت آج تم سب نے دیکھی کہ سکندر ثانی ایسے شخص  
 کو گرفتار کر لیا اب ساربان زادہ کیا آسکتا ہو شرہ سو ساحر بیٹھے ہوئے ہین سب دست  
 کہ رہے ہین بقراط غور نشہ شراب مین بلبل رہا ہو کہ آسمان پر دناٹا ہوا ایسی خوشبودار  
 مین آئی کہ سب مجھونے لگے بقراط نے ہنس کر کہا شاید میرا کوئی بھائی آتا ہو کہ نفرہ ہوا منہم  
 جمشید برادر سامری بقراط نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص جسکے چار ہاتھ اور دوسرے  
 ہین اونچے کا دھڑ مثل گدھے کے ہو تخت اڑاتا ہوا آتا ہو برابر آواز دیتا ہو کہ منہم خداوند  
 جمشید بقراط تخت سے اٹھا کہا بھائی صاحب آئیے مروارید نے کان مین بقراط  
 کے کہا یا خداوند ہوشیار رہیے گا شاید ساربان زادہ منو جمشید نے کہا او مروارید کیا



برگمانی کرتی ہر بہاری صورت کوئی بن سکتا ہو آنکھ ذرا ملا سر اٹھا تب تجھ کو معلوم ہو ہم دون  
کا حال جانتے ہیں یہ جو جمشید نے کہا مروارید کا پنے لگی دست بستہ عرض کی یا خداوند  
مجلو گمان ہوا تھا کہ آپ آگاہ ہو گئے حقیقت میں آپ پھر اسے خداوند ہیں ہلوگ بندگان  
فرانبردار ہیں جمشید نے کہا اور بقراط تجھ خبر ہو کہ آج کیا ہوگا جھکو فرشتوں نے خبر دی  
کہ ساربان زادہ تیری فکر میں آئیگا اور سکندر کو رہا کر لیجا ئیگا اس واسطے مابدولت تشریف  
لائے کہ جا کر بقراط کو بچائیں شراب کے قریب منگو او القاب سامری میں پڑھو  
تم سب ایک سانس میں ایک ایک جام پیو دو دوسو برس عمر میں بڑھ جاؤ گی اب تو سب ساحر  
جمشید کے گرد آئے ہر ساحر کہتا ہو کہ یا خداوند میری عمر بڑھا دیجیے قرابے شراب کے  
لا کر رکھے گئے جمشید نے قرابوں پر ہاتھ رکھا کچھ پڑھنا شروع کیا چھو چھو کر کے اشارہ  
کیا کہ سب ملکر پیو ایک جام سے زیادہ کوئی نہ پیے ہر ایک جام میں دو دوسو برس کی  
عمر بڑھ گی اب تو ساحر بڑے بڑے جام ڈھونڈھ کر لائے قرابوں پر هجوم کیا جس طرح سبیل  
پر پیاسے گرتے ہیں ہر طرف سے ہلٹ ہو کہ ہمیں جام پلاؤ ایک ایک پی رہا ہو آخر سب  
جھومنے لگے بقراط نے دو جام پیے تھوڑے ہی عرصے میں وہ قرابے شراب سے  
خالی ہوئے بقراط نے کہا بھائی صاحب فوج والے محروم رہے جاتے ہیں ایک مرتبہ  
القاب اور پڑھ دیجیے جمشید نے منہ سرکہ کہا وہ سب ہمارے بندے ہیں بھلا ہم ان کو  
محروم رکھیں گے دو ٹکے اور آئے ان پر بھی جمشید نے چھو چھو کی فوج والے دوڑ کے  
اندر آئے وہ ٹکے اٹھا کر لینگے بعض نے جب دیکھا کہ شراب ہو چکی تو ٹکوں کو توڑ کر ٹھیکر  
انکے پانی سے دھو دھو کر پینے لگے کتنے تھے یہ کرامت کی چیز ہو دھوون بھی خالی از کرامت  
نہوگا الغرض تھوڑے عرصے میں بقراط بیٹھے بیٹھے بلبلا یا تخت سے اٹھا پکارا بھائیو آؤ  
جمشید نقلی نے پوچھا کہ کون ہو بقراط نے کہا سب بھائی آئے ہیں مجھے اشارے  
کر رہے ہیں جمشید نقلی نے کہا سب کی ٹانگ لو بقراط ہنستا ہوا اپنے مقام سے اٹھا  
جا با بڑھوون کہ بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اسکے گرتے ہی  
سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوئے خواجہ نے اپنے نام کا



## نعرہ کیا نعرہ عمر و عیار بن امید منبری

عمر و ہون میں عیار صاحبقران  
زمانے کا مکار و غدار ہوں  
اڑا دوں صبا کے بھی مین ہوش کو  
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

مرے کرے کا پتا ہی جہان  
مرا تیز رفتار گر ہوت دم  
نہ پائے مری گرد پا پوش کو

تراشندہ ریش کفار ہوں  
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر دم  
دوندہ جہانگرد و طرار ہوں

نعرہ کر کے اول قفس کو کھولا سکندر نے نکلتے ہی ارادہ کیا  
کہ بقراط کو قتل کر دے عمر و نے منع کیا مگر بقراط کی ریش تراشی ایک بال ریش کا باقی  
رکھا اسمین ایک گھنگرو باندھ دیا اور پھر ایک پرچہ کاغذ کا لکھ کر گلے میں باندھ دیا اسکا  
مضمون یہ تھا منہ ہر سپہری و قطب فلک خنجر گزاری او بیچیا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیجاتا  
مگر وعادے صاحبقران کو کہ انکی منافقت ہو کہ بیہوشی میں کسی بادشاہ جلیل کو قتل نہ کرنا  
تیری قضا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہو میں سکندر کو لینے آیا تھا لیے جاتا ہوں تیرا علاج اسقدر  
کافی تھا جو کیا گیا او مغرور کو کتا تھا کہ عمر و نہ اس کے گادیکھا کہ ہم کیونکر اسے سکندر کو لینے  
اب سر میدان مقابلہ کرنا ایک تاجدار کو عورت بنا کے اس کے پہلو میں لٹا دیا اسباب وہاں کا  
لوٹ لیا ہر چند سکندر نے چاہا کسی کو قتل کر دے مگر خواجہ مانع ہوئے کہ کسی کے قتل کرنا  
موقع نہیں سکندر خواجہ کو لیکر نکل گئے صبح کو بقراط ہوشیار ہوا دیکھا پہلو میں ایک حسین  
سورہی ہوا اس تاجدار کی آنکھ کھلی اس نے دیکھا کہ ایک واڑھی منڈا مجھ کو لپٹاتا ہوا ایک تانچہ  
مارا بقراط نے کہا ایوان جہان و امیر آرام دل مشتاقان کیا تمکو رقم نہیں پہونچی اسمین او  
لوگ بھی بیدار ہوئے اپنے اپنے حال کو دیکھ کر بہت شرائے بقراط نے وہ پرچہ دیکھا  
بہت جھلایا منجھ پر ہاتھ پیر کر کہا دیکھنا اس فیضیت کا کیا بدلہ کرتا ہوں وہاں واڑھی ندارد  
پانی گھسونگر و چھن سے بولا اب تو بہت شرایا کہنے لگا کہ ابھی عمر و کو لاتا ہوں شاہزادیوں  
نے کہا یا خداوند ایسا نہو آپ کسی بلا میں پھنس جائیں تاجداروں نے بھی منع کیا کہ قدرت  
کا ابھی جانا بہتر نہیں ہو کسی خلاف وقت ارادہ کیجیے گا مگر بقراط کو آٹھ پہر ہی خیال ہو  
کہ عمر و کو گرفتار کر کے لاؤں اور منراے معقول و ون یہاں خواجہ سکندر کو لیکر آئے  
نور الدہر بہت خوش ہوئے صاحبقران نے بھی عمر و کو کچھ دیا سرداران صاحبقران



نے بھی سلوک کیا سکندر نے عمرو کو بہت کچھ دیا مگر ہر کاروں نے خواجہ کو خبر دی کہ بقراط  
آپ کی فکر میں ہو گرفتار کرنے آتا تھا مگر سرداروں نے اُسکو روکا نہیں آنے دیا اپنے کو  
پچا پیے گا عمرو نے اسکا خیال کیا بصورت مبدل لشکر بقراط میں آیا ایک کمیدان کو پیش  
کیا اُسکو اپنی صورت بنا کے چھوڑ دیا وہ لشکر میں پھرنے لگا بقراط نے دور سے دیکھا کہ  
عمرو و ہارے لشکر میں پھر رہا ہو جھپٹ کر اٹھا گرفتار کر لیا اور بار میں آکر ستون سے  
باندھا سب سردار مارنے لگے وہ کمیدان موسوم بہ سرشک جادو و غل مچاتا ہو کہ یا خداوند  
میں عمرو نہیں ہوں بقراط نے کہا اور مزہ دیکھیے انکار کرتا ہو کہ میں عمرو نہیں ہوں جب  
بہت مار پڑ چکی کہ منہ وغیرہ اُسکا سوچ گیا بلک کر کہا کہ یا خداوند تقدیر کیسے مجھ کو پچا پیے میں  
سرشک جادو و ہوں عمرو نے مجھ کو گرفتار کر لیا تھا بھائی اسکا زرشک جادو بیٹھا تھا  
اپنے مقام سے اٹھا کستا ہوا کہ کل سے میرا بھائی نہیں ملتا ہو یا خداوند اسکا منہ دھلوا بیٹے  
بقراط نے کہا نہیں قتل کرو آخر ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سراٹ گیا جب سرشک  
قتل ہو گیا تو مرنے کے ساحر کی علامت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرانام من سرشک جادو  
بود بقراط نے منہ پیٹ لیا زرشک یہ لکڑاٹھا کہ میں ابھی عمرو کو لاتا ہوں میرے بھائی  
کو قتل کرایا سر بارگاہ یہ ذلت ہوئی مگر یا خداوند آپ کیسے خداوند میں کہ عمرو کو پچان نہ سکے  
اور میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہر چند لوگوں نے روکا مگر زرشک نے نہ مانا روتا ہوا  
چلا باہر جو نکلا ساتھ والوں نے پوچھا کہ کیوں اسیا فرمایا ہوا زرشک نے کہا بھائی میرا  
سرشک جادو کیسا جرمی و بہادر تھا اُسکو عمرو نے اپنی صورت بنا کے قتل کرایا میں نے  
ہر چند خداوند سے کہا کہ اسکا منہ دھلوا بیٹے نہ مانا اور قتل کر ڈالا اب میں عمرو کو لینے جاتا  
ہوں شاگردان عمرو یہاں موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے خواجہ کے آئے اور سب  
حال بیان کیا کہ آپ کی عیاری کی یہ تاثیر ہوئی کہ زرشک جادو بھائی اُسکا آپ کی گرفتاری  
کو آتا ہو اپنے کو پچا پیے خواجہ نے کہا میں خود اُسکی فکر میں جاتا ہوں یہ لکڑاٹھا کہ وہ  
بھرا میں آکر کچھ تیر کی زرشک جادو و غصہ میں آتا ہو ایک مقام پہ آکر دیکھا کہ زرشک نے  
ہر اسی میں عمرو چھپا ہوا بیٹھا ہو زرشک جادو و نے کھڑے ہو کر خوب پچا نا کہ شک



عمر و بیٹھا ہو خوب سحر کیا جب سمجھ لیا کہ ہاتھ پانوں اس کے زمین نے تمام لیے ہو گئے  
تب جھپٹ کر گرفتار کیا کھینچا ہوا لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک گنوار جو اپنے کھیت سے  
دیکھ رہا تھا دوڑا ہوا آیا کہا اے تاجدار یہ کون شخص ہو کل اس نے میرے لڑکے کے کڑے  
اتار لیے تھے میں تلاش میں اس کی تھا مجھے دیکھ کر کہ میں اس کو قتل کروں نہ رشک نے  
کہا میرے ساتھ چل سامنے خداوند کے چکر قتل کرنا وہ گنوار ساتھ ہوا جیسے ہی دربار میں  
آکر پہنچے سب سردار خوش ہو گئے کہا اے رشک بڑا کام کیا اس ظالم کو کہاں پایا  
رشک نے کہا کہ ایک جنگل میں چھپا تھا میں نے وہاں سے گرفتار کیا دیکھنا کس طرح اس کو  
قتل کرتا ہوں یہ ٹھاکر صاحب بھی ساتھ ہیں انکے لڑکے کے کڑے اتار لیے تھے  
یہ کہتے ہیں میں قتل کروں بقراط نے خوش ہو کر کہا جس طرح چاہو جلد قتل کرو جلا و جمع  
ہوے عمر و کو سامنے بقراط کے بٹھایا جلا و خنجر کھینچ کر سر پر آیا جیسے ہی خنجر مارا وہ گنوار  
فقہ مار کر ہنسا کہا یا خداوند بڑے شخص کو آپ نے قتل کیا یہ تو لدھیانے کا بھڑبھو نجا تھا  
زنبیل میں عمر و کی رہتا تھا آج اس کی قضا تھی آپ کے سامنے مارا گیا یہ کلمے جھپٹ کر قریب  
بقراط کے آیا کہا دیکھو وہ عمر و کھڑا ہو جیسے ہی بقراط اُدھر بٹھا گنوار نے ایک دھول  
گنسر لگائی تاج بقراط کا اتار لیا اور نعرہ کر کے بھاگا نعرہ عمر و

کزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل جسم	بباغ دین زکمرش آبیاری
جہان سرنگ درخیز گزاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمر و آن شاہ عیاران عیار

او بقراط اب تیری قضا قریب ہو انشاء اللہ سرسیدان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا  
اور رشک جادو سے تو سمجھ لو نگاہ کیلے جست کی سراپا بارگاہ کا چاک کیا باہر بارگاہ کے  
جا کر بھاگے بہت جادوگر دوڑے کسی نے عمر و کو نہ پایا مگر رشک جادو کو کہ اس نے  
بیچھا نہ چھوڑا دوڑا ہوا چلا آتا ہے جب خواجہ نے دیکھا کہ میں جنگل میں پہنچ گیا اور وہ جلا ہی  
آتا ہے تب خواجہ پٹے رشک نے سحر کیا پانوں عمر و کے زمین نے تمام لیے رشک  
قریب آیا اور تلوار کھینچی خواجہ دعائیں مانگنے لگے کہ اے کار ساز بے نیا ز رحم اپنا شریک  
اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نہات دے ظلم



عقل و علم و ذکا عطا کر دی  
عاصیان را گناہ بخشید می  
گر و کلفت ز آئینہ شستی  
لطف و احسان بر اہ و لداری  
گاہ کر دی درون دل مسکن  
گاہ کر دی فقیر سلطان را  
گاہ خواندی بقرب دوران را  
ہر چہ کر دی بعالم ایجا و  
نیست تاب فرشتہ یا انسان

مرحمت گنج بے بہا کر دی  
حق بخشش چہ خوش ادا کر دی  
دل اہل صفا صفا کر دی  
بر سر خلق بار پا کر دی  
گاہ در عین دیدہ جا کر دی  
صاحب ملک را گدا کر دی  
گاہ موصول را عبد کر دی  
عین حق کر دی و بجا کر دی  
دم ز ندیش حکمت ای رحمان

خواجہ کے دعائیں مانگتے مانگتے ذہن میں آیا کہ ایسا نو بہ ملعون ہاتھ تلوار کا مار دے  
نہسکر کہا آپ تماشہ دیکھیے گا دیکھیے اس میرے بٹوے میں کیا چیز ہو جو مال چاہیے  
اٹھالیجے میں عذر نہ کرونگا زرشک حیران ہوا کہ بٹوے میں کیا تماشہ ہو کہا خواجہ  
اسے کھولو خواجہ نے زنبیل کی چوڑی گھنڈیاں کھولیں کہا ملاحظہ فرمائیے زرشک نے  
جھک کر دیکھا چار طرف روپیوں کا انبار لگا ہوا بڑے بڑے قلعہ جات اور مکان بنے  
ہیں گھبرا کر سر نکال لیا کتنا تھا خواجہ یہ کیا مقام ہو عمر و نے کہا اچھی طرح تماشہ دیکھیے  
زرشک پھر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا جہاز چلے آتے ہیں شاہزادیاں اتر رہی ہیں جب  
یہ خوب تماشے میں مصروف ہوا تو خواجہ نے زرشک کو زنبیل میں ڈال دیا جیسے ہی  
زرشک زنبیل میں گرا حیران کھڑا تھا کہ میں کس مقام پر آیا کہ لوگوں نے اگر گھیر لیا ایک  
کتا ہو کپڑے اُتار رکھو حساب دینا ہو گا ایک ٹوکری دے رہا ہو کہ یہ ٹوکری سر پر رکھٹی  
ٹھوکنارے دریا کے چبوترہ بن رہا ہو وہاں ٹوکریاں مٹی کی دن بھر ڈال ورنہ شام  
کو کھانا نہ بیگا زرشک نے بگڑ کر کہا کیا میں مزدور ہوں کہ ایک جوان قوی ہیکل نے  
آکر دو دھولیں مار دیں اور کپڑے اُتروائیے ایک غرق بنی گئے کو دی زرشک مٹی  
ٹھونے لگا سحر یاد کرتا ہی سحر یاد نہیں آتا حیران ہوا کہ سحر میرا کیا ہوا یہاں بقرا ط نے جو



خیال کیا معلوم ہوا کہ زرشک کو عمر و سنے قید کر لیا ہو چکا کہ کہا یار و دیکھتے ہو عمر و کیا  
غضب کر رہا ہو جو گیا مارا گیا زندہ پٹ کے نہیں آتا اسکو عمر و نے قید کر لیا ہوا اب کوئی  
نہ میں ایسا ہو کہ عمر و کو گرفتار کر کے لائے یا میں خود جاؤں کسی ساحر نے جواب نہ دیا  
بقراط خود اپنے مقام سے اٹھا تلاش میں عمر و کی چلا بیان خواجہ پٹ کر آئے ہیں  
چالاک سے باتیں کر رہے ہیں کہ آج خدا نے بچا یا میں گرفتار ہو گیا تھا چالاک نے  
کہا اب ہوشیار رہیے ہر کئے چالاک ہٹا بقراط نے جو عمر و کو دیکھا تڑپ کے گرا  
پہنچے میں دبا لیا عمر و نے ہٹا کر آواز دی کہ یار و مجھ کو بے جاتا ہو چالاک نے پٹ کر  
دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام قبلہ و کعبہ کو پہنچے میں دبا لے جاتا ہو ایک جانب چھٹا بقراط  
نے راہ میں دیکھا کہ ایک صحرا میں ایک مہر جبین نہایت حسین و جمالی دے رہی ہو کہ  
یا خداوند میری مدد کو پہنچے میں ہر وقت آپ ہی کو یاد کرتی ہوں آپ ہی سے فریاد کرتی  
ہوں بقراط دیکھا بقراط ہو گیا سوچا کہ یہ مہر جبین کون ہو کہ میرا نام لیکر فریاد کر رہی ہو آسمان  
سے اتر آیا قریب آکر پوچھا اری تو کون ہو اس نازنین نے کہا میں سو اسے خداوند کے  
کسی سے بات نہ کر دوں گی بقراط نے کہا وہ خداوند میں ہی ہوں جبکو تو یاد کرتی ہو جب بقراط  
نے اپنا نام بتایا تب وہ نازنین قریب آئی عرض کی یا خداوند میرا شوہر نہایت بد وضع ہو  
مجھ کو مار کر نکال دیا اسیدوار ہوں کہ اسکو سزا دیجیے جبکو بچا لیجیے بقراط نے دیکھا کہ تھوڑی  
دور پر ایک جوان سونٹا ہاتھ میں لیے کھڑا ہو اور گالیاں دے رہا ہو کہ اٹھ قتل ۛ تیرا  
دھکڑا ہو نازنین نے کہا دیکھیے خداوند وہ شوہر میرا کیا بقراط بڑھا کہ اسپر سحر کروں  
اپنے پاس کھینچ لوں جیسے ہی آگے بڑھا اس نازنین نے حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے  
اور نعرہ کیا نعرہ چالاک ۛ عیاری من آنم چست و چالاک ۛ ہچشم دشمن اندازم کفت  
خاک ۛ نہ آید باد گرد تیز گامم ۛ خلیفہ اولم چالاک ناہم ۛ جھکا مار کر حباب مار دیا کہ بقراط  
بیہوش ہوا چالاک نے چاہا اسکا سر کاٹ لوں عمر و نے کہا اے فرزند ایسا نہ کرنا ۛ ملک  
طلسم خیال سکندری ہو رگ و ریشہ میں اسکے ساحری بھری ہو یہ ہاتھ سے طلسم کشا  
کے قتل ہو گا میں اسکے سحر میں ہوں اٹھ نہیں سکتا چالاک نے پتھر ۛ خواجہ کا لیا ہوا



اور لے بھاگا تھوڑے عرصے میں زمین سے ایک تیلی پیدا ہوئی اُس نے بقراط کو ہوشیار کیا بقراط نے اُسے اٹھتے ہی چہار جانب دیکھا عمر و کو نہ پایا تیلی سے پوچھا تیلی نے کہا اُسکا بیٹا اُسکا پشتارہ باندھ کر لے گیا بقراط پر شکر بہت جھلایا اس فکر میں ہوا کہ عمر و نکل گیا پھر جا کر اُسکو لاؤں تیلی تو غائب ہو گئی بقراط جنگل میں کھڑا سوچ رہا ہوا کہ اب کیا کروں کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی بقراط پٹا دیکھا ایک زرنہ درختان کے قریب ایک عورت بیٹھی رو رہی ہے بقراط قریب آیا پوچھا اے نازنین تو کون ہو اُس نے کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ میں آوارہ دشت اودار غیب کیفیت میں ہوں میری یہ صورت ہے

سورفہ جن کیا نہیں اے زاہد و قرآن میں  
ساز کا پردہ ہوا پردہ ترے دالان میں  
نامہ جانان جو آیا جان آئی جان میں  
ہوں بیابان میں مگر ہر کوئے جانان و صیان میں  
کیا تڑپتے ہم اگر ہوئے کسی میدان میں  
ہو کہیں تلواریں تیزی زیاد اس سان میں  
کشتی درویش ڈوبی اشک کے طوفان میں  
سینہ صد پاک چلمن ہو ترے دالان میں  
حسن پیدا کر دیا ہر لون کے اعلان میں

کیا گنہ ذکر پر می ہو گر مرے دیوان میں  
راگ سے بہر کہیں آواز آئی کان میں  
یہ اثر دیکھا نہیں سمجھنے کسی تعذیب میں  
ہو گمان روزن دیوار چشم غول پر  
ہجر جانان میں اجل آئی سیہ خانہ ہونگ  
چشم کی گردش نے مارا شکوہ ابرو میں  
کوئی دیتا ہو کسی کو اے بھیل ایسا جواب  
ہو بجائے شمع روشن یہ دل سوزان مرا  
یہ زمین اچھی نہ تھی ناسخ ولیکن فکر نے

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے بقراط اشعار دور و آئینہ شکر میٹھ گیا اور کہنے لگا اے حسین تیری باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو دور و رسیدہ اور آفت دیدہ ہو اُس نازنین نے ٹھنڈھی سانس کھینچی اور کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ ورنہ صدمہ ہوگا بقول شاعر شہر و محفل خود راہ  
مہ چھو منے را بہ افسردہ دل افسردہ کندا بھنے را بہ میں جا ہتی ہوں کوئی شیر بھیڑ یا آکر مجھ کو  
کھا جائے کہ میں اس کشاکش سے نجات پاؤں بقراط نے پوچھا ایسی کیا مصیبت ہو جس پر  
جان دینا گوارا کرتی ہو نازنین نے کہا میرا باپ شہنشاہ تاجران تھا اس راہ سے جو نکلا قراق  
آپڑے مال لوٹ لیا باپ کو گرفتار کر لیا سامنے میرے لیگئے بن بھاگ کر یہاں چھپی میں



دن گزرے ہیں کہ اسی جنگل میں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہوں کوئی شیر بھیڑ یا نہ آیا کہ مجھ کو  
کھا جاتا اُس نازنین نے اس درد سے اپنا حال بیان کیا کہ بقراط بقرار ہو گیا چاہتا ہو  
بلائیں لوں اسکے گرد پھروں نازنین نے باتیں کرتے کرتے بغل سے گلابی نکالی چند  
قطرے پیے بقراط نے کہا کیوں صاحب یہ کیا ہو نازنین نے کہا سہارا زندگی کا ہوتین دن  
میں اسی کی وجہ سے جان بھی اسکے نشے میں اپنے کو بہلاتی ہوں یوں جان بچاتی ہوں  
بقراط نے کہا چند قطرے بہیں بھی دو نازنین نے کہا میری جان کیونکر بچے گی بقراط  
نے کہا شکے شراب کے متیا کرونگا مجھے تمہیں نہیں پہچانا میں خداوند بقراط ہوں تم کو  
وہ اختیار دونگا کہ کئی ہزار شاہزادیاں تمہاری خدمت میں مصروف رہیں یہ شکہ وہ نازنین  
ہنسی کہا یا خداوند آپ اگر ایسے ذمی اختیار ہیں تو شراب حاضر ہو مگر مجھ کو گلابی منگو ادھیجے گا  
بقراط نے کہا ایک گلابی کیسی شکے کے شکے اتنا رکرونگا جب اُس نازنین نے بغل سے  
گلابی نکال کر دی لیکن عرض کی کہ یا خداوند میری خوش نصیبی کہ آپ تک پہنچی لیکن سب  
شاہزادیوں کا افسر کچھے گا شراب منگو ادھیجے گا بقراط نے کہا اتفاق سے میں اس مقام  
پر تنہا آ گیا ہوں گر سب کچھ کر سکتا ہوں کہو تو ابھی یہ صحرا پھولوں سے بھر جائے سب طرح  
پر صاحب اختیار ہوں ہر چند کہ مسلمانوں نے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کہ ظلم قدیم  
برباد کیا مگر اب بھی کسی بات میں عاجز نہیں ہوں تم کو آسمان پر لیچو نگاہشت و دوزخ  
دکھاؤنگا یہ کہکے شراب پی گیا پیتے ہی لڑکھڑایا کہا کیوں صاحب اس شراب میں کیا تھا  
نازنین نے کہا سکھیا ملی تھی بقراط جھپٹا کہ اس کو گرفتار کر لوں بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر  
گرا بیہوش ہوا برق نے نفرہ کیا نفرہ برق

مرانا نام ہو برق خنجر گزار	کہ استاد ہیں خواجہ نادر	تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کہے کون مکار و غدار ہوں	کر وں سیکڑوں کوس کی راہوں	ارسطو سے ذمی علم شاگرد ہو
بہ زیر قدم غزب ہو شرق ہو	پھلا وہ ہو نہیں نام بھی برق ہو	یہ کہکے جھپٹا کہ سر کاٹ لوں
کہ زمین کا پانی ایک تیلی پیدا ہوئی لٹکارتی ہوئی کہ ادھیار مکار خداوند پر ہاتھ نہ اٹھانا برق نے جو تیلی کو دیکھا بھاگا اُس تیلی نے بقراط کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ ایسے دھوکے		



کھاتے ہیں ابھی اسی طرح کی عیاری عمرو کا بیٹا کر چکا تھا پھر اسی عیاری پر آپ نے  
 اُسکے شاگرد سے دھوکھا کھایا آپ کو یہ کیا ہو گیا ہو ہر مقام پر عیاری پھرا کرتے ہیں نئے  
 نئے شعبہ سے دکھاتے ہیں نئی نئی صورت سے سامنے آتے ہیں نکل جائے جا کر بارگاہ  
 میں بیٹھے بقراط اسی تپلی کے کاندھے پر سوار ہو کر بارگاہ میں آیا سب ساحر و نر نے  
 پوچھا یا خداوند عمرو کو لائے بقراط نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار ہو کہ در  
 بارگاہ پر ہنگامہ ہوا بقراط نے پوچھا کہ یہ کیسا ہلڑ ہو ہر کاروں نے عرض کی کہ ایک  
 عیاری بھی آئی ہو نہایت چست و چالاک پوچھتی ہو کہ قدرت کمان میں مروارید نے  
 کہا شاید شعلہ شمشیر زن ہو گی ہماری عملداری میں رہتی ہو معلوم ہوتا ہو اُس نے خبر لی ہو  
 بقرار ہو کر آئی ہو اب عمرو کو شکل چڑگی یہ ذکر تھا کہ پر وہ بارگاہ کا اٹھا سب نے دیکھا  
 کہ ایک عیارہ بیابک نہایت چست و چالاک ہو فتورہ زربفتی و پتیا وہ سقر لاطی سے آرتا  
 و پیراستہ و نیچے حائل ابرو سے خدا کی بھی ہوئی تلوار زلفین چہرے پر بل کر رہی ہیں معلوم  
 ہوتا ہونا گنیاں اوس چاٹنے آئی ہیں یا بخت سیاہ کا سامنا ہو یا شب بھر عاشقان ہو یا یہ  
 بات ہو کہ راہ پر وہ ظلمات ہو کل اہل دربار جمال اُس میں حسین کا دیکھ کر بقرار ہو گئے  
 کوئی ٹھنڈی سانسین کھینچتا ہو کوئی کلیچہ کپڑے بیٹھا ہو بقراط بھی زانو بدنے لگا پیشانی  
 پر پسینہ آگیا قلب تھر گیا اُس نازنین نے آکر سجدہ کیا مروارید کے سامنے ہاتھ بڑھ کر  
 کھڑی ہوئی کتنی تھی امو ملک عالم کیا رنج ہو سب خیر یا بچی کر شکر مسلمانان میں کوئی عیارہ  
 اسکو عیاری پر اپنی بڑا ناز ہو مروارید نے کہا اے شعلہ شمشیر زن کئی عیارین چالاک  
 بیٹا عمرو کا برق فرنگی شاگرد عمرو کا عمرو و نواب بڈھا ہوا اگر ان سب کا استاد ہو شعلہ  
 نے کہا یا خداوند جاتی ہوں اگر بنتا ہو تو برق کو گرفتار کر کے لاتی ہوں یہ کیلے چکتی ہوئی  
 چلی برق فرنگی بعد جانے بقراط کے حیران کھڑا ہو کہ میں نے بقراط کو نہ مارا بے حیا  
 قبضہ میں آکر نکل گیا کیونکر دربار میں اُسکے جاؤں اس خیال میں کھڑا تھا کہ طرف سے  
 لشکر بقراط کے گرد اڑی برق دیکھنے لگا دامنگر و پشاد دیکھا کہ ایک عیارہ نہایت  
 چست و چالاک عیاری میں بیابک میں جمیل چست و خیر کرتی ہوئی آتی ہو برق نے



کچھ کپڑا لیا اور پکار کر آواز دی اسی جان جہان وادی آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی  
دیکھو تو فقط نظارے کے مشتاق ہیں اسیر طرہ گیسو و فوج خنجر ابر و تمھارے بھر میں بیقرار  
ہیں اپنا تو یہ قول ہو نظم

سرخ نھدی سے نہیں اُس بت خوشوار کے ہاتھ نیچان دل ہو طلبگار سلوک شمشیر نہیں بوجہ یہ ابر و سے اشارے اُنکے رو سے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ توڑیے اسی شجر حسن لبون کے عتاب کام جسکا ہو اسی سے ہو تعلق رکھتا وعدہ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا نہ جلاے نہ تو گاڑے کوئی ہکو آتش	دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ آبر و اپنی ہو اب ابر و خدا ر کے ہاتھ عشق بازون کو بتاتے ہیں یہ تلوار کے ہاتھ قد ر اس شو کی نہیں جو گئی دو چار کے ہاتھ ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے پیار کے ہاتھ پاؤن کی طرح سے زیبا نہیں رفتار کے ہاتھ قتل کر ہاتھ پہ اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ
--	--

برق یہ اشعار پڑھا کر طرف اُس عیارہ کے بڑھا اُس عیارہ نے آواز دی ارے  
تیرا کیا نام ہو تو عمر و کا کون ہو برق نے کہا شاگرد نام شاگرد شعلہ شمشیر زن نے  
نیچے کھینچا برق پر جا پڑی نیچے آپس میں چلنے لگا مگر برق وار نہیں کرتا کھتا جاتا ہوا  
جان جہان وادی آرام دل مشتاقان میرے ہاتھ حائل گردن ہوں تب نیچے پڑے کہ بار  
جسم سے اُتر جائے مگر شعلہ شمشیر زن نیچے مار رہی ہو بجلی ہو کہ چمک رہی ہو برق خالیان  
دے رہا ہو اپنے کو بجاتا ہو شعلہ شمشیر زن بلاے روزگار و فرار و مکار و غدار اس  
حسن سے لڑ رہی ہو کہ برق عاجز ہو رہا ہو کہ پہلو سے گرد آڑی کئی کنیزیں اس عیارہ  
کی نیچے کھینچے ہوئے آئیں شعلہ شمشیر زن نے آواز دی اس بھوریے کو گھیر لو وہ کنیزیں  
چار جانب سے نیچے کھینچ کر گرین برق تو انکی طرف متوجہ ہوا خالیان دینے لگا شعلہ شمشیر زن  
نے پشت سے آکر نیچے مارا کہ برق زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ایک جست کی کہ دور جا کر کھڑا ہوا اور  
پکار کر آواز دی کہ لو صاحب جاتے ہیں جمال جہان آرا کے مشتاق رہے در و قلب لیکر چلے  
امیدوار ہوں کہ پھر بھی جمال جہان آرا دیکھوں شعلہ نے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہی میں



تیرے استاد کی فکر میں آئی ہوں بڑھے کو بچاؤ اس سے جا کر نھر کر دک ملکہ شعلہ شمشیر زن  
تیرے مقابلے کو آئی ہوں برق نے کہا اب وہ تجھ پر توجہ نہ کرینگے کہ اٹکی ہو چھری اگر ایسا  
نہو تا تو تجھ سے چکی پیوائے شعلہ یسکر جھپٹی برق بھاگ کر لکل گیا شعلہ شمشیر زن  
نے کنارے اگر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیف عورت کی شکل بن کر تیار ہوئی  
گرمین خم گاڑھے کی چدر یا میلی اوڑھے ہوئے لٹھیا ہاتھ میں جھریان پیشانی پر بڑی ہون  
اس حال سے لشکر میں آئی جا بجا پھرنے لگی ہر ایک سے پوچھتی ہو بارگاہ طلسم کشا کو کسی ہو  
ایک طرف سے چالاک آتا تھا اس سے جو شعلہ نے پوچھا چالاک نے کہا بڑی بی کیا  
مطلب ہو مگر چالاک سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیارہ ہو قبلہ و کعبہ کی فکر میں آئی ہو چالاک نے  
ہاتھ تھام لیا کہا بڑی بی میرے ساتھ چلو میں بارگاہ طلسم کشا دکھا دوں بکا طلسم کشا فقرا  
کو خیرات تقسیم کرتے ہیں روپیہ اشرفیان وغیرہ بھی دیتے ہیں میرے ساتھ چلو میں تمکو کچھ  
دلو ابھی دو لگا شعلہ چالاک کے ساتھ چلی جب تھوڑی دور گئی چالاک نے کہا وہ دیکھو  
طلسم کشا کھڑے ہیں جیسے ہی شعلہ لپٹی چالاک نے حلقہ ہائے کند مارے گردن میں  
حلقے پچی ہوئے چالاک نے جھٹکا مارا شعلہ گرمی چالاک نے حباب مار کر بیوش کیا  
اپنے مقام پر لا کر گرم پانی منگوایا منہ دھلوا یا رنگ و روغن جو چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک  
مہجبین شعلہ رخسار قمر غدا حسین و جمیل ہو چالاک صورت زیبا دیکھنے لگا کہ سامنے سے  
دیکھا برق فرنگی زحمدار آتا ہو اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بقرار ہو رہا ہو نظم

یوسف کو کب زلیخا روئے برابر می ہو  
کھتا ہوں حال اپنا سب اسکو رطب و یابس  
کھتا ہوں وصف شرکان ترکش ہو آفلد ان  
پتیا ہوں سا غرمو ساقی جو میں پیالہ  
یہ ہو جمال جانان یہ ضعف چشم گرمیاں  
ہیرے ہیں اس کے دندان یا قوت لعل خندان  
دشت جنوں میں میلی مجنون ہی مجکو سمجھی

اس ماہ کا جہان میں جو ہو سو مشتری ہو  
ہونٹوں پہ یان ہو خشکی آنکھوں میں گرمی ہو  
نوک قلم ہو پیکان ناسے قلم سری ہو  
صد چاک اس الم سے زاہد کی سا غری ہو  
عینک نگاہ کو یان سدا سکندری ہو  
دور سے چمک دو چندان تشخیص جو ہری ہو  
ایسی مرے بدن کی زور و نہ لا غری ہو



مانند شاخ گل ہر شمشیر دست قاتل  
ناسخ جو اس صنم کو ہو دعویٰ خدائی

ڈھال اُسکے عکس رخ سے پھولوں کی ٹوکری ہو  
اُسکے پیام بر کو لاف پیبر می ہو

دور سے دیکھا کہ عشوق پنجے میں چالاک کے گرفتار ہو پکار کر آواز دی اور برادریہ  
تھار می بھاویں ہوا سکوز یادہ نہ ستاؤ رہا کر دو چالاک نے جو برق کو بقرار دیکھا  
رہا کر دیا شعاع شمشیر زن جست و خیز کرتی ہوتی چلی مگر کہ گئی کہ اس چالاک تجھے سمجھو گی  
چالاک نے جواب دیا میرا بھائی تمہارا عشق ہو جو چاہو سزا دو ہم سزا کئے سختی میں شعلہ  
جست و خیز کرتی ہوئی نکل گئی برق بھی چھپے شعاع شمشیر زن کے چلا چالاک نے برہم  
ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اس ظالم کے چھپے کہاں جاتے ہو قاتل عالم ہو ایسا نمود و شمنون کو تلے  
برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا برق تڑپتا رہ گیا شعاع شمشیر زن نکل گئی بعد تھوڑی دیر  
کے برق بقرار ہوا آتش میں شعلہ کی چلا اول دربار گاہ بقراط پر آدیاں خبر سنی کہ ملک عالم  
اپنے باغ میں ہیں برق درباغ پر پہونچا چند کنیزیں جو ٹہل رہی تھیں ایک کو برق نے  
بیوش کیا کہ اُسکا شکوفہ نام تھا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہو گلا  
رنگارنگ سے پیراستہ ہو عند لیبان خوشنود درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہی ہیں نہروں میں  
آب صاف و شفاف بھرا ہوا ہے حساب شناسوری کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ معشوق شعبہ بانہ  
کی آنکھیں گردش میں ہیں برق سیر دیکھتا ہوا وسط باغ میں آیا دیکھا مسند شاہانہ بھی ہو  
شعاع شمشیر زن مسند شاہانہ پر بہ غرور و تکبر بیٹھی ہو گرد کنیزان زرین پوش ہیں ایک گائٹن  
شوخی و تنگ موسوم بہ خوش رنگ یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہو نظم

خار مطلوب جو ہوئے تو گلستان مانگون  
خاک میں بھی جو ملوں میں تو کسی صحرا میں  
بخت و اثر و نئے زباں کو یہ اثر بخشا ہو  
خانہ دل میں کروں داغ محبت کو طلب  
بادشاہی سے فقیری کا ہر پاپہ بالا  
ریج سے عشق کے ہر راحت دنیا بدتر

بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون  
تمسے مٹی بھی نہ اس گبر و مسلمان مانگون  
تلخی مرگ مزہ دے جو نمک دان مانگون  
روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون  
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون  
زخم خندان ہوں اگر میں گل خندان مانگون



عاشق دست نگارین ہوں عجب کیا اسکا جامہ جسم بھی رکھے گانہیں دست جنون آلتی ہو مانگنے سے باغ جہان میں جو مراد کب سے در پر ترے سائل ہوئیں آتش کی طرح	بہ یک دریا سے اگر چہ مرجان مانگون پیر ہن خاک میں دیوانہ عریان مانگون گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامن مانگون وہ ملے نچو جو کچھ اوشہ خوبان مانگون
--	--

برق فرنگی تشکو فہ بنا ہوا گانے والی کے پہلو میں آ بیٹھا ٹپٹے والی سے طلبہ لیا تڑپ  
تڑپ کے بجائے لگا وہ وہ ٹکڑے باندھ رہا ہو کہ سا زندون کو وجد ہو گانے کو رونق  
ہوئی شعلہ شمشیر زن نے سراٹھا کر دیکھا آنکھ لاکر نگاہ پہچانی قریب بلا کر کہا اری او  
تشکو فہ ذرا میرے پاس تو آ برق تڑپ کے قریب آیا شعلہ شمشیر زن نے کہا دیکھ  
گانے والی کیا کنتی ہو جیسے ہی برق پٹا شعلہ نے حلقہ سے کندارے برق کی گردن  
میں پڑے برق گرا شعلہ نے حباب مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کتیرے کہا واری یہ  
کون ہو شعلہ نے کہا وہی برق فرنگی کتیرے کہا واری اسکو ستون سے میں باندھ  
دون شعلہ نے کہا باندھ دے ذرا اپنا حال دیکھے اُس کتیرے پشاورہ لیا اور شعلہ شمشیر زن  
سے آنکھ لاکر کہا کہ او مکارہ آگاہ ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم جہان سر ہنگ در خنجر گزاری	سرا پا دانش و عقل مجسم بہر کشور بلاے جان کفار	بباغ دین زکریا ش آبپاری عمرو آن شاد عیاران عیار
--	--	--

تیری کیا مجال ہو کہ میرے فرزند کو گرفتار کر کے دیکھ یوں آنکھوں میں خاک ڈال کر لیجائے  
میں شعلہ شمشیر زن نے دیکھا کہ خواجہ پشاورہ لیکر جست جو کرتے ہیں سراچہ بارگاہ کے اُس پار  
پہونچے کنیزین لینا لینا لکھ دوڑیں مگر خواجہ کو کون پاسکتا ہو جنگل میں اگر خواجہ نے برق  
کو ہوشیار کیا کہا او بیوقوف ایسی ظالم پر تو عاشق ہوا ہو اُس پر غفلت جب تو گیا ہو میں نے  
تجھے بیقرار دیکھا سوچا کہ یہ مفتوق کو دیکھنے جاتا ہو پہلے سے جا کر بیٹھ رہا جو گمان تھا وہی ہوا  
کہ اُس نے بلایا اور تم بخوف سامنے چلے گئے اے برق بہت سمجھ کر کام کیا کرو برق نے کہا  
اُستاد میرے تو جو اس درست نہیں ہیں چاہتا ہوں کہ سامنے جا کر جان دوں میرے  
دل پر چھریان چل رہی ہیں تمام عالم آنکھوں میں تاریک معلوم ہوتا ہو نظم



خرام نازنین شمشیر تیران کی روانی ہو  
ہر اک شعرا پنا معشوقوں کو پیغام زبانی ہو  
وہ ایسا کونسا معشوق ہو جسکو نہیں چاہا  
ترقی حسن کی کھینچے نہیں دیتی شبیہ اسکی  
خوش الحان نازکش مجھسا نہو گا باغ عالمین  
مٹا لے چار دن مجھکو گیا جس روز جنت میں  
خیال آیا ہو ہکوارندون مضمون گیسو کا  
جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہوا سکو  
فقیر مست ہوں نعمت مری حاضر ہو جو چاہے  
نہیں ملنے کا سودا ہکوارس بازار عالمین  
لگہ پھرتی ہو اسکی یک بیک دیوانہ ہو نیگا  
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہوا پناہ و آتش

ترسی پا پوش امو ترک ستمگر سیفت ثانی ہو  
دلیل اسپر ہاری نظم کا کاف بیانی ہو  
یہ فردین جتنی ہیں اسپر ہاری بھی نشانی ہو  
ادھر بہر ادعا جڑ ہو ادھر محبوب رمانی ہو  
غذا میری دونان گندم داؤد خانی ہو  
کہان پیری وہی مین ہوں وہی میری جوانی ہو  
زمین شعر ہر نازل بلا سے آسمانی ہو  
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہو  
کباب نرگسی ہو یا شراب ارغوانی ہو  
عداوت کی ہو ارزانی محبت کی گرانی ہو  
پری سمجھا ہو دل جسکو بلا سے ناگمانی ہو  
موافق ہو فلک اس ماہ رو کی مہربانی ہو

خواجہ نے دیکھا برق بہوت ہو رہا ہوا بات نہیں سنتا کہا امو برق ہکوار بڑا افسوس ہو  
کہ تمھاری جان جائیگی ہر چند کہ تمھارے گانے نے اسکو بھی بے قرار کیا ہو مگر وہ بڑے ربط و  
ضبط کی ہو تمھارا خیال نہیں کرتی سر میدان مقابلہ کی تدبیر کرین میدان میں سمجھ لو گے یا نہیں  
دیر تک خواجہ برق کو سمجھا یا کیے مگر برق وحشت کی باتیں کرتا ہو خواجہ ناچار ہو سے  
برق کو چھوڑ دیا مگر چالاک سے اگر کہا کہ برق کی فکر رکھنا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ  
میں ہر وقت اسکی فکر میں رہتا ہوں مگر برق جنگل میں حیران کھڑا ہو چاہتا ہو اسی کے  
خیمے میں جاؤں کہ چند کنیزیں خیمے سے شعلہ کے نکلیں شعلتی ہوئی صحرا میں آئیں ایک کنیز  
کو برق نے پھر بیوش کیا اسکا نام گلشن تھا گلشن کی شکل بکر بارگاہ میں شعلہ کی گیا  
جھک کر سلام کیا بلائیں لینے لگا کتا تھا امو لکڑی عالم آپ کا شعلہ حسن قلب کو جلاتا ہو شعلہ  
نے جو دیکھا کہ آج گلشن کو کیا ہوا ہو کہ سراپا کی بلائیں لیتی ہو آنکھ ملائی آنکھ ملتے ہی اس نے  
پہچانا باتوں میں لگا یا باتوں میں لگا کر حلقہ سے کندہارے برق گرا شعلہ نے حباب



مار دیا برق بیوش ہوا ایک کنیز چھپٹ کر اٹھی کہا ملکہ مجھے دیجیے میں اسکو ستون سے  
 باندھ دوں شعلہ چونکی کہا کیوں گلزار کیا ہو دیکھ مجھے کون دیکھ رہا ہو جیسے ہی گلزار  
 پٹی شعلہ نے حلقہ مارے کند مارے یہ حقیقت میں کنیز تھی گرتے ہی اسنے کہا کہ واری سنبھلے  
 میں آپ کی پرانی کنیز ہوں شعلہ بہت شرمائی مگر کہا اسکا منہ دھلاؤ گلزار کا منہ دھلا یا  
 وہی صورت اصلی تھی اب چاؤن چاؤن ہونے لگی کوئی کتھی ہو واری آپ نے خیال نہ  
 کیا شعلہ نے کہا اسی فقرے پر عمر و لیکیا تھا مجھ کو دھوکہ ہوا ایک کنیز اور چمک کر سامنے  
 آئی کہا واری اب دھوکہ نہو گا میں اسکو قید کروں یہ کیکے پشتارہ اٹھا لیا اور آنکھ ملا کر  
 شعلہ سے نفرہ کیا نفرہ چالاک بہ عیاری من آنم چست و چالاک بہ بچشم دشمن اندازم  
 کف خاک بہ نہ آید باوگر دینز گامم بہ خلیفہ اولم چالاک نامم بہ امی بھابھی صاحب تھارے  
 عشق میں یہ بہوت و بقرار ہو ورنہ یہ وہ بلا سے روزگار ہو کہ تھاری مشکین باندھ کر  
 لیجا بیگا معشوقہ اپنی بنائیگا یہ کیکے جست کی برق کو لیکر نکل گیا شعلہ بہت جھلائی کتھی تھی  
 کہ یہ نگوڑے ہر وقت موجو رہتے ہیں جسر دھوکہ ہوا وہ کنیز اصلی نکلی کیا طرار و فرار ہیں  
 کیا عید عیاری کرتے ہیں مگر میں اسکو گرفتار کر کے لاتی ہوں دار پر کھینچ دوں ساری عیاری  
 بھلاؤن یہ کیکے چست و چالاک ہو کر چلی چالاک نے برق کو لا کر جھنگل میں چھوڑ دیا  
 بہت سمجھایا کہ بھائی ہوشیار رہو وہ تھاری فکر میں ہو برق نے کہا سمجھا جائیگا چالاک  
 تو چلا گیا برق حیران کھڑا ہو چار جانب دیکھ رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کس فقرے سے جاؤں  
 نظارہ جمال جہان آرا تو کروں کہ قلب کو شکین ہو کہ سامنے سے گرد و اڑی دیکھا شعلہ شمشیر زن  
 بننا ز معشوقانہ جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو اسنے جو برق کو کھڑے ہوئے دیکھا وہیں سے  
 ناکارہ کہ او عاشق فاسق تیری قضا لیکر آئی ہو یہ کیکے جھپٹی برق سیدھا کھڑا ہو شعلہ نے  
 آکر نیچہ مارا برق کستا جاتا ہو ملکہ عالم سمجھ کے وار کر وایسا نہو کہ میں زخمی ہو جاؤں تو میں  
 کو صدمہ ہو گا شعلہ کتھی ہو نگوڑے میں تیرے مار ڈالنے کی فکر میں ہوں اور تو زخمی ہونے  
 کو کستا ہو میں تیرے قتل کے درپہ ہوں لڑتے لڑتے برق نے ایک مقام پر حلقہ مارے  
 کند مارے شعلہ لڑ کھڑا کر گری برق جست کر کے چلا کہ سینہ پر چڑھ کے شکین باندھوں



شعلہ نے دس صاب منہ پر مارے برق نے پانچ دفع کے پانچ منہ پر پڑے کہ برق  
 لڑکھڑا کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین پستارہ لگا کر چلی مگر سوچتی جاتی ہو کہ کوئی اسکاتین  
 آتا ہو گا کہ سامنے سے گرداڑی خنجر باز نا مے کینز کو دیکھا کہ جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو  
 پکارتی ہوئی کہ وارمی غیب ہوا آپ کے لشکر پر عیار آ پڑے کئی سو عیار بچان قتل ہوئیں  
 لائے پستارہ مجھے دیجیے آپ لشکر میں چکر لڑیے بلوے کو نبھالیے ورنہ خیمہ لٹ جائیگا  
 شعلہ نے جو آنکھ لائی تو سچا نا کہ چالاک ہو نیچہ کھینچ کر آواز دی اونا عیار دور رہنا میرے  
 پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا چالاک سمجھا کہ بچان گئی چالاک پیچھے ہٹا مگر بقرار ہو کہ کیا  
 تدبیر کروں شعلہ جست و خیز کرتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی برق کو ایک ستون سے  
 باندھا ہوشیار کیا برق کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا پکار کر کہا امولکاء عالم میں اسیر  
 طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوں نطفہ

<p>رنگ جو جو کچھ کہ چاہیں لائیں بن میں آبلے          چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھیں          برگمانی سے عبث پھرتے ہیں گلچیں میرے ساتھ          کوئی سرگردان نہیں ہو جستجو سے یار میں          آدمی کی بے شعوری ہو طلب راحت کی یان          پانوں کے چھالے تو نذر خار صحر اکر چلے          تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر          خار بھی میرے نصیبوں کا بیا بان میں نہیں          اس قدر مجھے زما نے کی ہوا ہو بر خلاف          حالت بیکانہیں کوئی زما نے میں شریک          اڑیاں رگڑیں نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا</p>	<p>پاے بوسی کو ترستے تھے وطن میں آبلے          اک رفیق حال ہیں رنج و محن میں آبلے          ڈھونڈ مٹے آئے ہیں کانٹوں کو چمن میں آبلے          پڑ گئے ہیں پاے شیخ و بہمن میں آبلے          داغ ہیں یہ خانہ چرخ کمن میں آبلے          پھوڑیے اب چل کے دل کے انجمن میں آبلے          دیکھتا ہوں اپنے زخموں کے دہن میں آبلے          کیا شریک حال ہو ونگے کفن میں آبلے          کیا عجب باد صبا ڈالے بدن میں آبلے          جسم سان ممکن نہیں ہوں پیرہن میں آبلے          مثل مجنون تھے نہ پاے کو کہن میں آبلے</p>
--	--

رور و کر یہ اشعار برق نے جو سامنے شعلہ کے پڑے شعلہ کو رحم آگیا کہا ای برق کچھ  
 عیاری کا بھی زور ہو جس طرح زبان چلتی ہو اس طرح کچھ کام بھی تو کرو برق نے کہا



ملکہ عالم ایسی عیاری کردن کر رہا ہو کر چلا جاؤں مگر آپ کے خلاف نہ گذرے شعلہ نے  
 کہا کیونکر عیاری کر لگا برق نے کہا یہ خنجر جو میری کمر میں لگا ہوا سمین یہ کہاں ہو کہ اگر میں  
 کسی سے مار دوں تو دو ٹکڑے کروں اور پتھار سے ہاتھ سے یہ خنجر نہ کاٹے گا شعلہ نے کہا  
 اے برق دیوانہ ہوا ہو اگر تو نے چورنگ کاٹنا سیکھا ہو تو مجھے بھی چورنگ کاٹنا سیکھا ہو  
 ایسا خنجر ماروں کہ نوہے کے بھی دو ٹکڑے ہوں برق نے کہا میرا ہاتھ کھول دیجئے میں  
 سر جھکا کر بیٹیوں خنجر مارے اگر میرا سر اڑ جائے تو میں نے خون اپنا معاف کیا اور اگر نہ کٹا تو  
 پھر میں لگاؤں لگاؤں لگاؤں لگاؤں کوئی بکری یا کتا لانا اسپر ہاتھ لگاؤں لگاؤں شعلہ نے کہا اسکی نوبت  
 نہ آئیگی ایک ہی ہاتھ میں دو ٹکڑے کر دنگی یہ کہکے خنجر اٹھا لیا برق کو رہا کر دیا کہا اے برق  
 خنجر لگاتی ہوں برق نے کہا میں نے خون اپنا معاف کیا شعلہ نے خنجر اٹھا لیا کہا اے  
 برق لگاتی ہوں یہ کہکے خنجر کھینچا خنجر نیام سے باہر نکلا ایک دھوان نیام سے نکلا شعلہ  
 غش کھا کر گرمی بیہوش ہوئی برق نے نفرہ کیا خنجر اپنا اٹھا لیا جست کر کے بھاگا کثیروں  
 نے ملکہ کو بیدار کیا شعلہ اٹھی جھلا کر کہا یہ بگڑے عجب عیار بیان سوچتے ہیں عجب  
 چالاکی کر گیا اسی غصے میں بیٹھی تھی کہ مروارید کا چوہا ر آیا کہا ملکہ عالم آپ کو ملکہ مروارید  
 نے بلایا ہو شعلہ چوہا ر کے ساتھ ہوئی دربار میں مروارید کے آئی مروارید نے کہا  
 اے شعلہ شمشیر زن کیا معرکہ گذرا شعلہ شمشیر زن نے سب حالات بیان کیے مروارید  
 نے سنکر کہا آخرا ب کیا ارادہ ہو شعلہ نے کہا طبل جنگی بجا لیے مروارید نے حکم دیا کہ طبل جنگی  
 بنام شعلہ شمشیر زن بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کار سے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے  
 خبریں لیکر خدمت صاحبقران میں آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مروارید  
 نے طبل جنگی بجا لیا ہو نام پر شعلہ شمشیر زن عیارہ کے کل وہ میدان میں نکلے گی برق فری  
 کو لکارے گی امیر طرف برق کے متوجہ ہوئے فرمایا کہ متر صاحب سنتے ہو کل میدان  
 میں مقابلہ ہوتے مقابلہ پڑ لگا برق رونے لگا کہا آقاے نامدار میرا تو ہاتھ اسپر نہ اٹھے گا  
 عمرو نے اٹھکر ایک دھول لگائی کہا اے گدھے عاشق ہوا ہو مقابلہ نہ کر لگا تو معشوق  
 کیونکر پایگا برق نے کہا استاد بھگوانا لے مگر معشوق کے سامنے گستاخی نہ کر و لگا خواجہ



خفا ہو رہے ہیں برق اپنی کے جاتا ہو کہ چالاک اپنے مقام سے اٹھا کہا قبلہ و کعبہ آپ  
 اُسے کیوں حیران کرتے ہیں ہم اسکی طرف سے لڑینگے خواجہ نے کہا لومیاں برق یہ  
 تمہارے دو گارہیں کہ جنگو آج تک یہ نہیں معلوم کہ عیاری کیا چیز ہو اور عیاری کسکو کہتے  
 ہیں یہ تمہاری طرف سے لڑینگے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریاں  
 ہونے لگیں عیاروں نے بھی میدان میں جا کر تیاریاں کرنا شروع کیں مگر برق فرنگی  
 رات کو بہت بیقرار ہو آخر پریشان ہو کر اٹھا گریبان چاک چہرے پر خاک یہ اشعار  
 پڑھتا ہوا طرف صحرا کے چلا ٹٹنم

<p>بے سبب کیونکہ کہوں ہر گل ہو خندان باغ میں          یوں تصور ہو دل پر داغ میں اُس چال کا          جوش رونے کا ہوائے کوے جانان کو خلیں          دیدہ قمری اگر روشن ہو نیرے نور سے          بحر میں ہو عندلیبوں پر سمندر کا گمان          نکست زلف صنم کے سونگھنے والے ہیں ہم          وان ہزاروں ہیں گریبان چاک یاں گل ہنثار</p>	<p>کچھ تو دیکھا ہو جو یوں نرگس ہو حیران باغ میں          جس طرح سے کبک ہوتے ہیں خرامان باغ میں          آتی ہو برسات تو جاتے ہیں انسان باغ میں          سرو و بنجائیں ابھی سرو چراغان باغ میں          ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ میں          بوسے گل سے ہو داغ اپنا پریشان باغ میں          محکوبہ آتا ہوا ناسخ کوے جانان باغ میں</p>
---	---

منظور ہو کہ رات ہی کو گرفتار کر لوں یہ سوچتا ہوا جاتا ہوا ہاں شعلہ شمشیر زن کو کب چین ہو  
 یہ بھی تلاش میں برق کے نکلی ہو دور سے دیکھا کہ برق فرنگی جنگل میں ٹھل رہا ہو کنارے  
 آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک طفل خوب صورت کی شکل بنکر چلی برق نے دیکھا  
 کہ ایک طفل حسین آتا ہو پکار کر آواز دی کہ میان صاحبزادے کہاں جاتے ہو وہ رو کا پلٹا  
 کہا میان برق کی تلاش میں جاتا ہوں برق نے کہا میں برق کو تلاش کر دوں مگر کیا  
 مطلب ہو طفل نے کہا میں شعلہ کا غلام ہوں انکی ایک کینز ہو گلبدان اسپر عاشق ہوا اللہ  
 کو جو معلوم ہوا انھوں نے اس جرم پر محکوم کیا میں آج قید سے نکل کر بھاگا ہوں خیبر  
 میں نے سنی ہو کہ برق سے اور اُسے مقابلہ ہو میں سوچا کہ پاؤں برق کے جاؤں  
 اُسے لکر ملکہ کو گرفتار کر دوں برق نے کہا میں ہی برق فرنگی ہوں طفل نے کہا میرے



ساتھ چلیے مین ملکہ کو گرفتار کرادون برق اُس طفل کے ساتھ ہوا طفل ہر مقام پر دیکھتا ہوا  
آتا ہو کہ برق کسین غفلت کرے تو مین گرفتار کروں ایک مقام پر نخلستان ملا ہیر پھیر کا  
راستہ تھا طفل نے جھکائی دیکر حلقہ ہارے کندار سے برق نے اشارہ دیکھ لیا جست  
کر کے الگ ہوا حلقہ ہارے کندگے مین نہ آئے برق نے الگ آکر کہا اے جان جہان  
مین نے پہچانا شعلہ شمشیر زن لڑنے لگی برق ہر مرتبہ منتہین کرتا ہو کہ اے ملکہ عالم مین آپ سے  
مقابلہ کرنا نہیں چاہتا مین سر جھکاؤں آپ سر کاٹ لیجیے شعلہ کب مانتی ہو نیچے مارے جاتی  
ہو برق نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دی جیسے ہی شعلہ کی برق نے حلقہ ہارے  
کندار سے گلے مین شعلہ کے پڑے برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے جھپٹ کر  
چاہا گرفتار کرادون شعلہ نے کہا ہاں اسے مارے برق سمجھا کوئی اور عیار بھی آگئی دوسری  
طرف پٹا شعلہ تڑپ کر اٹھی کندین کاٹ کر پھر لڑنے لگی دو گھڑی برابر نیچے چلا برق  
نے کسی مقام پر شعلہ کو غافل نہ پایا آخر جست کر کے بھاگا شعلہ نے دوتاک پیچھا کیا  
برق جا کر ایک جھاڑی مین چھپا کند کو خس پوش کیا جیسے ہی شعلہ اُس مقام پر پہونچی  
برق نے شیر کی آواز دی شعلہ کی برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے چاہا  
جست کر کے چھاتی پر سوار ہون مشکین باندھ لون مگر شعلہ نہایت تیز و طرار ہو دو لون  
ہاتھون مین حباب لیے ہوئے تھی برق پر پھینک مارے برق نے کئی رو کے  
ایک منہ پر پڑ گیا برق بیوش ہو کر گرا شعلہ نے مشکین باندھ مین لیکر چلی کہ اسکو قتل  
کر ڈالوں جب کنارے پر لشکر کے پہونچی دیکھا کہ کئی عیار بچیان آتی ہین پکارتی ہوئیں  
کہ اے ملکہ عالم غضب ہوا کہ عیار آپ کے لشکر پر آپڑے چالاک نے کئی عیار بچپون  
کو قتل کیا سب بھائی برق کے آپ کو ڈھونڈ رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ہمارے  
بھائی کو قتل کرے اور ہم بیٹھے دیکھا کرین اسوجہ سے آپڑے ہین شعلہ نے جو اپنا نام  
سنا کہ مجھے تلاش کر رہے ہین گھبرا گئی ایک کنیز نے کہا پتارہ مجھے دیجیے آپ چکر لڑائی  
رو کیے شعلہ نے پتارہ کنیز کو دیا جیسے ہی کنیز نے پتارہ پایا جست کر کے الگ ہوئی آواز  
دی اے شعلہ منہم چالاک بن عمرو یہ کہے بھاگا شعلہ ناچار ہو کر بلٹی مگر نہایت سوچ مین ہو



کہ صبح کو کیا ہو گا خود میدا نہیں آئی جا بجا کندین لگائیں کہیں غار کھدوایا رات بھر ترکیب کرتی  
رہی برق فرنگی اگر سورہا اس خیال میں کہ صبح کو سمجھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ظلم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل سخن دل کش برکشیدند	سحاف خنجر از رو در کشیدند
سمن از آب بنم روئے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست
علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خا در سپر گر و ہوا	رونق تخت لا جو رد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار	مہرا انجم سپاہ رو بہ فرار

دیگر

صبح کا ہونا صدائے اذان بلند ہوئی جا بجا گھنٹ و ناقوس بجے شعلہ آتش شیراز دربار  
میں مروارید کے آئی گلزار جوڑا پہنے ہوئے زیور میں پھولوں کے آراستہ عطر وغیرہ  
لے ہوئے مگر بقراط نے جو شعلہ کو دلمن بنے ہوئے دیکھا زانو بد لئے لگا کما اور ملکہ عالم  
آئیے شعلہ نے جو دیکھا کہ مجھ کو نہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو چھے ہٹی بقراط نے کہا اور ملکہ عالم  
اگر آج تھے برق کو مار لیا تو تمہارا بڑا نام ہو گا عمرو کی کمر ٹوٹ جائیگی ایسا شاگرد جاننا  
سرفروش اگر گرفتار ہو گیا تو عمر و جیتے جی سر جائیگا یہ ہر مقام پر چالاکی کرتا ہو شعلہ نے  
کہا یا خداوند وہ عیاری کروں کہ عیاروں کے ہوش اڑ جائیں رات کو بھی میں نے  
گرفتار کیا تھا مگر چالاک رہا کر لیگیا میدان میں بھی گرفتار کر لوں گی بقراط نے کہا اب  
سوار ہو جیسے شعلہ جست کر کے ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزوں نے تخت اٹھا لیا کئی سو  
عیار بچیان گرد گھیرے ہوئے مگر بقراط نہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو ہر مرتبہ اپنا تخت اسکے  
تخت سے لٹا دیتا ہو شعلہ تخت اپنا بڑھا دیتی ہو غرض کہ نوبت نقار سے بجاتے ہوئے اس  
شوکت و شان سے میدان کارزار میں آکر پہونچی ادھر سے لشکر اسلام آیا صاحبقران  
زمان پشت اشقر پر سوار بادشاہ جہاں تخت پر سوار نورالدین ہر سب کے آگے بڑھے  
ہوئے ایک طرف عیاران اسلام ہیں خواجہ صندوق عیاری پر ہترقران نامدار صندوق  
کے پائے پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک پچہ چار جانب سے خواجہ کے



صندوق کو گھیرے ہوئے برق ایک جانب مگر سرنگون کلیجہ خون آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا نظم

بعد مدت کے جنون قاصد محبوب آیا تنگ آکر مری بالین سے تو اُٹھا پھرتا رات ہو لی کی جو آئی تو لہو رو رو کر عشق ہوتا ہر حسینوں کو نظر باز دن سے دور سے جھکو جو آئے ہوئے دیکھا نلکھ	جیب کے ٹکڑے اُڑے جب کہیں مکتوب آیا قاصد اسچ تو یہ ہوا آپ مین مین خوب آیا راہ جانان سے عجب رنگ مین مین ڈوب آیا دمی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا ساک دشت جنون بولے وہ مجذوب آیا
---	--

شعائر شمشیر زن نے جو برق کو اس حال پر ملال سے دیکھا بقراط سے کہا دیکھئے گورکھ  
نے کیا مکاری سے حال اپنا بنایا ہو مین جانتی ہوں کہ یہ عیاری ہو مین ان باتوں کو  
کب مانتی ہوں گورکھ اچا ہوتا ہو عاشق بنکر عیاری کروں وہ نیچماروں کہ سرکٹ کر دھڑ  
سے گرے عمر و کے کلیجہ پر صدمہ پہونچے بیان میدان آراستہ ہونے لگا مگر صاحبقران  
کو بڑا خیال ہو فرما رہے ہیں اے برق کیا تدبیر کی برق عرض کرتا ہوا قاصد نامدار  
سامنے معشوق کے تدبیر کیا سر جھکا دینگے کہ قتل کر ڈالے خواجہ فراتے ہیں اے برق  
اگر آج تم ہارے گئے تو کل دن خلاف پڑا ہو کئی دن کے بعد تیرے ہو گا کون کون پھول  
اٹھائیں گے برق کتنا ہوا ستا و آپ کو اختیار ہو یہی سب بھائی بند میرے ہر تقریب مین  
شریک ہونگے میری آبرو ہو جائیگی مگر معشوق کو بلوائیے گا اگر وہ پھول اٹھائے تو بڑا  
آرام لے غنچہ آرزو کھلے دل تنگ رہے عمر و نے کہا بھلا وہ سرکش کا ہے کو آئیگی برق  
نے کہا آپ لوگ ضرور لاوینگے ہمارے مہربان چالاک شتین کر کے لاوینگے ہماری  
روح کو شاد کرینگے اتنے عرصے مین صفتیں جبین برق نے نقیبوں کو اشارہ کیا شاگردان  
عمر و میدان مین آئے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے کہ جنکا مطلب یہ تھا نظم

اے مقیمان تہ سقف سپر غدار آیہ فاعبر وایا اولی الالبصار پڑھو اسن مکان مین کبھی دربار ہا کرتا تھا	تا بہر کو حسرت فرزند وزن و شہر و دیار ہو خرابے مین اگر قصر فریون کے گزرا جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغ و وقار
---	---



رات دن چلیں رہا کرتی تھیں سردار نوین  
شلاج گل زمرہ سنجون کی نشیمن تھی مدام  
بار تھا وان نہ خزان کو بھی کسی موسم میں  
قصر کو جانے دو باشندو مکودان کے دیکھو  
نہ وہ چلیں نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو

حیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار  
ارغنون وار سدا گوشتی تھی صوت ہزار  
کبھی گل منحدی کا عالم کبھی لالے کی بہا  
تکیہ گور و گوزن آج ہو ہر اک کامزار  
کنج تار یک ہو اور عالم تنہائی ہو

یہ اشعار جو یقیون نے پڑھے برق خوب رویا کتا تھا یا رویہی نوبت ہماری بھی ہو گی گھڑی  
دو گھڑی میں ہمارا بھی کوچ ہو سب بھائی سمجھانے لگے کہ امی برق نہ گھبراؤ تم غالب آؤ گے  
مشتوق کو گرفتار کر لاؤ گے جب نقیب نقابت کر کے ہٹے شعلہ شمشیر زن تخت سے کودی  
جست و خیز کرتی ہوئی میدان میں آئی شلنگین لگانے لگی نیچہ چمکا کر آواز دی وہ نگوڑا  
عاشق فاسق کمان ہو عمر و نے کہا بان بیٹا جا کر مقابلہ کرو مگر یہ خیال رہے کہ ہمارے  
شاگرد رشید ہو سمجھ کے مقابلہ کرنا برق نے کہا استاد و معشوق کے سامنے بے ادبی کرنا  
طریق عاشقان سے بعید ہو اب غلام رخصت ہوتا ہو دعا سے خیر سے غلام کو یا د فرمائیگا  
گا ہے گا ہے مزار غریبان پر کیسے گا یہ لکھ برق خوب رویا قدموں سے خواجہ کے جدا  
ہو کر چلا تھو ارکین بھینکی خنجر کہیں بھینکا کندین الگ ڈال دین تھیا رسب بھینک دیے مہتر  
چالاک نے پکار کر آواز دی کہ امی برادر یہ کیا کرتے ہو برق نے پٹ کر کہا کہ بھائی  
صاحب تم اس میں دخل نہ دو میں جان اپنی نثار کرنے جاتا ہوں چاہتا ہوں کہ مردانہ وار  
جان دوں اور ہاتھ باندھ کر عرض کروں کہ امی عروس شوخ و شنگ ہم حسرت و یاس لیکر  
پردہ دنیا پر سے چلے قبر پر آکر فاتحہ خیر ضرور پڑھنا بیت چوائی بے مروت بعد مردوں  
بر مزار ماہ بہ استقبال تو مستانہ بر خیزو غبار ماہ بلکہ قبر سے آواز آئیگی سننے والے سنیں گے  
یہ صدا ہو گی فردا شوہر گور غریبان پہ آنکل ہ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب  
میں نہ یہاں قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں راہ عشق گم گشتگان وادی ہجر کو بتاتے ہیں نظم

ایست بے باک اپنا ہے خدا سے لیا  
خط کے بدلے ثواب کا ایک آدھ پڑا ہے لیا

گالیاں کھاتے ہیں گالوں کا جو بوسا لیلیا  
جب مرا قاصد چلا تیری طرف امی تیغ زن



جبکہ باز ارجحیت میں ترا وحشی گیا  
اے قمر ملک بقا کا ہو سفر دریش اب

چپن کے عشق زلف کا آخر کو سودا لے لیا  
بہر تو نہ آخر اپنے ساتھ کیا کیا لے لیا

اے برادر میں تو جان اپنی دینے کو جاتا ہوں برق فرنگی یہ باتیں کر کے روتا ہوا طرف  
میدان کے چلا کل سلاح جسم پر کے پھینک دیے شعلہ نے جو برق کو اس حال سے  
آئے ہوئے دیکھا گو بچپن سر سے کھولا کلاہ گو بچپن میں پتھر دیکر مارا برق فرنگی بیٹھ گیا  
پتھر سر سے نکل گیا دوسرا پتھر شعلہ نے نیچا مارا برق نے جست کر کے خالی دیا جو پتھر  
شعلہ مارتی ہو برق اسکو خالی دیتا ہوسات پتھر شعلہ نے مارے برق نے خالی دیے  
جب برق قریب پہونچا تو شعلہ نے کندین مارنا شروع کین برق کندون کو بھی  
خالی دے رہا ہو رو کر کہتا جاتا ہو کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میں ہاتھ  
گلے میں ڈالون تب نیچے مارو کہ کوئی حوصلہ مجکو باقی نہ رہے میری عجب طرح کی کیفیت ہو  
راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین روئے سحر نہ دکھائی دیتا تھا موزن اذان کو بھی نہ  
اٹھتا تھا طائران سحر خیز بھی غائب ہو گئے تھے تڑپ تڑپ کے راتین کاٹین جب نیر اعظم  
بلند ہوتا تھا تب معلوم ہوتا تھا کہ سحر ہوئی ورنہ اپنی یہ کیفیت تھی لفظ

ایک دم پاتا نہیں چین اپنے گھر میں آئے  
گھب رہا ہو سب حسینوں کی نظریں آئے  
دیکھ لیتا ہوں میں اپنی روقی صورت نشین  
مجکو جو حیرت تصور میں ہو لکھ سکتا نہیں  
ہو گیا وہ مست عکس چشم میگوں دیکھ کر  
اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال  
جب نہ تب مجھ دیکھ لیتا ہو وہ قاتل کھینچ کر  
قدر بتیابی سے ہونا سخ دل عشاق کی

محو ہو نظارہ رشک قمر میں آئے  
دیکھو ہو طاؤس کے ہراک پر میں آئے  
جا بجا اشکون کا تھا لا ہو سفر میں آئے  
دون بجائے نامہ دست نامہ بر میں آئے  
ساغر موم سے سوانکلا اثر میں آئے  
بنگیا سیلاب اپنی چشم تر میں آئے  
یہ کٹاری ہو دیا اسکی کمر میں آئے  
گر نہو سیلاب کب ٹھہرے نظریں آئے

شعلہ نے جھلا کر کہا اوبے حیا نیچے اٹھائے تو بھی وار کر برق آغوش تمنا کھولے ہوئے  
ہو آخر شعلہ نے نیچے کھینچا جیسے ہی نیچے مارا برق نے خالی دیا دو وار خالی گئے تیسرا نیچے



جو اسنے مارا برق کے سر پر پڑا کہ زخم کاری آیا برق زخم کھا کر سامنے سے شعلہ کے  
بھاگا کنیز ان شعلہ نے ہار کیا وہ سجان اللہ اسی منہ پر دعوائے عشق تھا ایک دھم کھا کر  
بھاگا جاتا ہوا عشق نہ تھا یہ عیاری تھی کہ جہین سب جانیں کہ میان برق عاشق ہیں مشوق  
کے ہاتھ کا زخم کھا کر بھاگتا اسی نامرد کا کام ہو عیار و ن کو بھی بہت ناگوار ہوا چالاک  
نے پکار کر کہا اے برق اگر زخم کی تاب دے تھی تو کیوں زخم کھا یا مقابلہ کیا ہوتا برق  
کسی کو جواب نہیں دیتا بھاگا ہوا جاتا ہوا مگر شعلہ تعاقب میں جاتی ہو برق جست و خیز  
کرتا ہوا چلا جاتا ہو کہ ایک صحرا میں جا کر غائب ہوا شعلہ لمبی طرف عیار و ن کے دیکھ کر  
کہا کیوں صابو برق کیسا عیار تھا تم لوگوں کو دعویٰ تھا کہ برق بڑا عیار طرار ہو مگر  
ایک زخم کھا کر بھاگا اب جسکو تنہا مرگ کی ہو وہ نکلے چالاک نے قصد کیا کہ جا پڑ و ن  
خواجہ نے منع کیا کہ دیکھو تو اس بھاگ جانے میں شاید کوئی مطلب ہو چالاک نے کہا  
اسکا لکارنا ناگوار ہوتا ہو عیاری کی آبرو گئی عمرو نے کہا اسقدر عیار کھڑے ہیں جہین  
کو آبرو کا بڑا خیال ہو آج تو جو گذرا وہ گذرا کل مقابلہ کرنا آج میدان میں نہ جاؤ شعلہ نے  
کئی آوازیں دین جب کوئی مقابلے میں اسکے نہ آیا نیچے تانے ہوئے میدان میں ٹہلنے  
لگی کہ صحرا سے گرداڑی دیکھا کہ ایک مادہ آہو زرنہ نخلستان سے نکلی بدحواس آتی ہو شعلہ  
سمجھی کہ یہ مادہ آہو اپنے مقام پر بیٹھی ہو گی کسی نے ستا یا جو بدحواس آتی ہو راہ پر کھڑی  
ہوئی مادہ آہو گھبرا لی جا ہا جست کر کے نکل جاؤ ن مگر شعلہ نے گھبر کر حلقہ سے کند  
ارے گلے میں مادہ آہو کے پڑے مادہ آہو گر کر ٹپنے لگی شعلہ نے جست کر کے سینہ پر  
گھٹنہ رکھا چاہا باندھ لوں مادہ آہو جو تڑپی پستان دبی و دھڑکی دھار نکلی منہ پر شعلہ  
کے پڑی شعلہ بیوش ہو کر گرمی اندر سے کھال کے بجمت تمام تڑپتا ہوا برق فرنگی  
نکلا اور اپنے نام کا لغزہ اسطرح کیا لغزہ برق

مرانا نام ہو برق خنجر گزار	کہ استاد ہیں خواجہ نامدار	تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کہے کون مکار و غدار ہوں	کردن سیکڑ و ن کوس کی راہ طو	ارسطو سے ذلیل شاگرد ہوں
ہر قدم غم غم ہو شرق ہر	چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق ہوں	ابو عیار و ن میں ہار ہوا



کہ اس برق سبحان اللہ کیا عیاری کی ہو برق بشارہ لیکر بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑ میں  
 عیاروں نے دیکھا کہ برق اکیلا ہوا ایسا نہ سب عیار بچیان لگا رہے عیار عیار بچیان پر  
 اچڑے ایک ایک نے ایک ایک کتیر کو اٹھا لیا برق کو گھیر کر بیچ میں لے لیا برق  
 تنہا ہوا سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے برق کیا کار نمایان کیا  
 یہ ککے شعلہ کو خیمے میں پہونچا یا شعلہ نے بھی اس عیاری کی بڑی تعریف کی اور کلمہ  
 پڑھ کر بصدق دل سلمان ہوئی مگر بقراط نے جو دیکھا کہ عیار خوشی خوشی پلٹے اور برق  
 شعلہ کو خیمہ میں بٹھا کر باہر آیا ہر جل گیا پہلو میں بقراط کے ایک جادوگر کھڑا ہو شقیل جادو  
 اسکا نام ہو کیا اے شقیل برق کو اٹھا لایا میں اسکو سزا دوں گا میرے سامنے گستاخی کر گیا  
 شقیل چپٹا پر پر واز پیدا کر کے آسمان پر گیا ٹپ کے گرا برق کو اٹھا لیا مگر سکندر  
 ثانی پہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے جیسے ہی شقیل نے برق کی کمر بن بچہ دیا چاہا لیکر بلند  
 ہون سکندر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ شقیل کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے شقیل کا  
 کہ برق چھوٹا سکندر نے تخت اپنا بڑھا یا ساحر بھی دوڑ پڑے کل جادوگر اور کل  
 شاہزادیاں مثل ہمارے مصرع پوش وغیرہ لشکر بقراط پر جا پڑیں سحر چلنے لگا مگر سکندر  
 نے کج ایسی جواغروی کی کہ بقراط کے سحر باطل کیے جو سحر بقراط نے کیا سکندر نے  
 دفع کر دیا ایک مقام پر بقراط جم گیا سکندر پر سحر کرنے لگا آگ برساتی پانی کا دیا بتایا  
 مگر سکندر نے سب کو مٹا یا بقراط نے حیران ہو کر نشتہ نکالا پیشانی پر مارا خون اپنا لیکر  
 سکندر پر پھینک مارا سکندر نے خون اپنی پیشانی کا لیکر تھیلی پر رکھا خون بقراط  
 اس خون میں مل گیا سکندر نے وہ سب خون بقراط پر کھینچ مارا بقراط کے بدن میں  
 آبلے پڑ گئے آخر بقراط سامنے سے بھاگا ایک طرف سے نور الدین ہر کو بھی آتے ہوئے  
 دیکھا تھا آخر نہ ٹھیرا طبل امان بجا کہ پٹا لشکر صا جقران اپنی جانب پٹا بقراط دربار  
 میں آیا کہنا یارو آج تو سکندر نے بڑی جرات کی کہ قدرت سے مقابلہ کیا اسکو گمان ہو  
 کہ میں سحر میں طاق ہوں لیکن ابکی جو مقابلہ پڑا تو سر میدان قتل کروں گا یارو تم استغافر  
 بیٹھے ہو کسی سے نہیں ہو سکتا کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے پھر مجھ کو خوف نہ رہے سکندر کو گھیر کر



مار لون دیکھون تو اسکا سحر کیا کرتا ہر قضاے کار ایک ساحرہ اسکی صحبت میں بیٹھی ہو کہ بڑی مکار  
اور بلاے روزگار ہوا اپنے مقام سے اٹھی سیمائے آسمان سیر نام ہو کہا یا خداوند میں وعدہ  
کرتی ہوں کہ طلسم کشا کو قید کر لاؤنگی یہ کہنے روانہ ہوئی سارے لشکر کو چھانا کوئی موقع نہ ملا  
سامنے بارگاہ نور الدہر کے آئی ایک حسین عورت کی صورت بنکر بارگاہ کو دیکھ رہی ہو کہ  
نور الدہر بارگاہ سے نکلے ارادہ ہو کہ دربار عام میں جاؤں اب تو سب سردار آگئے ہونگے  
جیسے ہی باہر نکلے نگاہ اس مکارہ پر پڑی اُن کر کے دل پکڑ لیا پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کر  
آواز دی کیون نازنین کس فکر میں کھڑی ہو یہ رونے لگی کہا حضور میرا باپ تاجر تھا اسکو قراق  
پکڑ لیکن کل سے بھوک پیاسی ماری ماری پھرتی ہوں حیران ہوں کہ کہاں جاؤں اور کہاں بیٹھکر  
بسر کروں اسی حیرت میں کھڑی ہوں نور الدہر چاہتے تھے کہ جواب دوں کہ شہزنگ بھی  
آپو نچا تیور نور الدہر کے دیکھ کر سراپا اس مکارہ کا دیکھا یہ بھی سی سمجھا کہ کوئی تاجر زادی ہو  
مگر گرفتار رنج و الم ہو مبتلاے دام غم ہو چہرہ اُترا ہوا ہونٹھ سوکھے ہوئے آنکھوں میں آنسو  
بھرے ہوئے شہزنگ نے قریب آکر کہا بی صاحب خیمہ میں آؤ نہیں جانتی ہو کہ یہ سارا  
لشکر انھیں کا ہو اس لشکر کے مالک یہی ہیں وہ مرتبہ تمھارا ہو گا کہ دیکھنے والے رشک کرینگے  
سیمائے شہزنگ کے ساتھ ہو لی شہزنگ نے سیمائے کو خیمہ میں پہونچا یا نور الدہر کو بھی انتہا  
کا اشتیاق تھا پٹ پٹے کما اب اسوقت دوبار نہ جائیں گے اپنے خیمے میں آکر بیٹھے بارگاہ  
گوہر نگار سلیمانی کو سیمائے نگاہ حیرت دیکھ رہی ہو کہ کل سامان سباہین بارگاہ مثل عروس شب اول  
آساتے ہو نور الدہر آکر مسند پر بیٹھے محبت آمیز باتیں کرنے لگے سیمائے ایک مکارہ ہو موافق  
سوال کے جواب دیتی ہو دل بھاری ہو نور الدہر اسکی باتوں پر پسے جاتے ہیں شہزنگ  
کو اشارہ کیا کہ اسکو شراب پلاؤ شہزنگ نے جام بریز کیا کہا لو ملکہ بیوا سنے انکار کیا کہ مجھکو  
عادت نہیں ہو شہزنگ نے کہا یہ شراب کم نشے کی ہو تب سیمائے نے چند گھونٹ پیے شراب  
پیکر پھر اپنے اپنے ہاتھ سے جام بریز کیا نور الدہر کی طرف اشارہ کیا سر جھکا کر کہا آپ بھی  
نوش فرمائیے نور الدہر نے اسکی خاطر سے جام لے لیا پھر اس خیال سے کہ نہیں معلوم اسکا  
نہیب کیا ہو جام شراب شہزنگ کو دیدیا شہزنگ پی گیا اب سیمائے چاہتی ہو کہ شہزنگ بھی



باہر جائے تو میں انکو گرفتار کر لوں مگر شہزنگ کب ملتا ہو مثل ہزار کے پاس بیٹھا ہوں  
 جو زیادہ چڑھا سکندر نے کہا آج کیا سبب ہو کہ شہر یا تشریف نہیں لائے آدمی دریافت  
 کو بھیجا جائے کہ کیوں نہیں تشریف لائے ہمارے مرصع پوش اٹھی کہ میں جا کر دریافت  
 کرتی ہوں سکندر نے کہا ادب کے خلاف ہو میں خود جاؤں گا ہر چند سرداروں نے روکا  
 مگر سکندر نے نہ مانا جب سکندر چلے تو کل سردار ساتھ ہوئے بچم بھی ساتھ ہیں اور سطلو  
 بھی ہمراہ ہیں کل شاہزادیاں بھی ہمراہ چلین یہاں نور الدین ہر سہا کے باتیں کر رہے ہیں  
 سہا جاہتی ہر شراب پلا کر بیہوش کر دے ہر کاروں نے خبر دی حضور سکندر ثانی تشریف  
 لائے ہیں نور الدین واسطے استقبال کے اٹھے سہا نے کہا امیر شہر یا بادشاہ لشکر تشریف  
 لاؤینگے انکے ساتھ صاحب بھی ہونگے لہذا یہ کنیز کسی پر دے میں بیٹھے شہزنگ نے ایک  
 طرف اشارہ کیا سہا چھپ کر بیٹھی کہ سکندر بارگاہ میں تشریف لائے نور الدین ہر نے  
 مقام صدر پر جگہ دی سکندر نے بیٹھتے ہی پوچھا آج حضور بارگاہ میں کیوں نہیں تشریف  
 لائے نور الدین ہر نے کہا میں نے قصد کیا تھا مگر کچھ دل نہ چاہا اسوجہ سے رک گیا لہذا میرے  
 پہر کو دربار ہو گا سکندر نے زیادہ کہنے کا موقع نہ پایا چند ساعت ٹھہرے اور اٹھ کر چلے  
 گئے ہمارے مرصع پوش نے جو ایک طرف پردہ پڑا ہوا دیکھا سکندر کو اشارہ کیا کہ یہ  
 پردہ کیسا ہر ذرا دریافت تو کیجیے سکندر سبب حجاب کے نہ دریافت کر سکے سیدھے چلے  
 گئے نور الدین ہر نے شہزنگ کو حکم دیا کہ کنارے پر صحرائے ایک خیمہ استاد کرو ہم شام کو  
 وہاں جا کر نشست کریں شہزنگ نے بہت خوب کھرا سامان شروع کیا کنارے پر صحرائے  
 خیمہ استاد کیا گلابیان شراب کی رکھیں پردن رہے نور الدین ہر بارگاہ میں آئے سکندر  
 وغیرہ سے ملاقات کی تھوڑی دیر بارگاہ میں بیٹھے بعد اُسکے دربار پر خاست کیا سکندر اٹھا کر  
 اپنی بارگاہ میں آئے سب شاہزادیاں بھی ہمراہ آئیں سکندر نے سب کی طرف متوجہ ہو کر  
 کہا کہ آج شاہزادے کا مزاج کچھ بے لطف ہو صبح کو تشریف نہیں لائے آخر وقت جو آئے تو  
 چند ساعت بیٹھ کر اٹھ گئے ہمارے مرصع پوش نے کہا میں نے خبر سنی ہو کہ کوئی عورت آئی ہو  
 اُسکی محبت میں مصروف ہیں سکندر نے کہا میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا ہمارے مرصع پوش



نے کہا میں نے آپ کو اشارہ کیا تھا کہ بارگاہ میں ایک طرف پردہ پڑا ہوا ہے آپ نے کچھ جواب نہ دیا میں خاموش ہو رہی سکندر نے کہا مقام تردد کا ہو نجم اختر شناس کو بلاؤ ایسا نہو بقراط نے کچھ فتور کیا ہو نجم حاضر ہوا سکندر نے یہ حال بیان کیا نجم نے اور اق نکالے فقہ مار کر کہا اس شہر یا آپ نے جلد خبر لی سیما کے آسمان سیر فرستادہ بقراط آئی ہو رنگ اپنا جا رہی ہو سکندر نے کہا میں ابھی جا کر اسکا رنگ مٹائے دیتا ہوں یہ کیلئے اسٹھے نجم بھی ساتھ ہوا سب شاہزادیاں اشتیاق میں چلین نور الدہر آکر بیٹھے ہیں سیما چاہتی ہو کہ اگر شاہزادہ گرفتار ہو سکے تو تحفہ جات ہی لیکر نکل جاؤں مگر پھر دل سے کہتی ہو اتنی مشقت کی اور طلسم کشا چھوٹ جائے مگر شہرنگ بن عمر و شاہزادے کے رضامند کرنے کو یہ اشعار گارہا ہی نظم

بنگیا خم ساقیا گویا شراب ناب کا  
خط میں ہو جاتا ہو عالم ماہی بے آب کا  
بنگیا رد مال کو ناچار رہتا ب کا  
جبکہ اپنے خلق سے اترے نہ قطرہ آب کا  
نالہ پچان جو ہر اک سانپ ہو سیما ب کا  
ہو مو گلگون میں ساقی جو مزہ خوشاب کا  
ہیں یقین خورشید پر بھی کر مک شب تاب کا  
سب کو میری چشم تر پر شبہ ہو گرداب کا  
صاف ہو کر آئینہ محتاج ہو سیما ب کا  
پوچھنے والا ہوں بس دروازے کی محراب کا  
ہر گڑھا دریا میں ہو ناسخ سبب گرداب کا

جوش ہو کیا تیرے آتے ہی دل بیتاب کا  
کوئی لکھتا ہوں اگر مضمون دل بیتاب کا  
اُس نے جو پونچھا پسینہ روئے عالم تاب کا  
ذکر کیا ہو ہجر ساقی میں شراب ناب کا  
عشق گیسو میں یہ عالم ہو دل بیتاب کا  
کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پر خون ہو گیا  
کم نہیں ہو شام سے صبح شب فرقت سیاہ  
پڑ گئے ہیں نالوائی سے جو حلقے اندون  
ہو صفا حاصل تو بنیائی بھی ہو اس دل ضرور  
میں نے اسکا طاق لہر تو کبھی دیکھا نہیں  
بستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہو ہمیں

نور الدہر خوش بیٹھے ہیں معشوقہ پہلو میں سیما اپنا رنگ جا رہی ہو چاہتی ہو شراب پلاؤں  
اور لے بھاگوں اگر تحفہ جات بھی لمجائیں تو پھر کیا کہنا ورنہ تحفہ جات یہیں رہ جائیں گے  
تو کیا حرج ہو پھر لیجاؤنگی مقدم طلسم کشا کا قتل ہو لیجاوے ہی قتل کر دنگی دم بھر کی ہمت



نہ دو گئی کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو بلا  
 اطلاع کون آتا ہو کہ سامنے سے سکندر ثانی نمودار ہوے پشت پر سب شاہزادوں  
 نجم اختر شناس ارسطوے ثانی سیما سب کو دیکھا گھبرائی نور الدہر سے کہا انکو  
 منع کیجیے کہ یہاں نہ آئیں میرا پردہ فاش ہوتا ہو مگر سکندر ثانی بلا تکلف چلے آئے آتے ہی  
 کہانیک بخت تو کون ہو نور الدہر کچھ کہنے کو تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی حضور  
 اس میں دخل نہ دین نور الدہر نے پھر کہا کہ آپ انکا حال نہ پوچھیں میں آپ سے کہہ دوں گا مگر  
 سکندر ثانی نے سیما کا ہاتھ تھام لیا جیسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھا سیما نے ایک چیخ ماری کہ اے  
 شہر یار ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے نجم نے قریب آکر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی نجم نے ہاتھ پر ہاتھ  
 پھیرا وہ صورت تبدیل ہو گئی دیکھا ایک جادوگر نی سن رسیدہ ہو بال سفید چہرے پر جھریاں  
 پڑی ہوئیں سکندر نے کہا اولکاتہ نہیں جانتی کہ ہم یہاں موجود ہیں نور الدہر نے جو  
 صورت کر یہ دیکھی نفرت ہوئی سکندر نے حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرو شاہزادوں نے  
 گرفتار کیا مگر سکندر نے کہا اسکی کیا خطا ہو بقراط نے اسکو بھیجا ہو اگر حکم ہو تو اسکو روانہ  
 کر دین جا کر بقراط کو ستائے سب نے اس راے کو منظور کیا سکندر ثانی نے گلے سے  
 موتیوں کا مالہ اتارا گلے میں سیما کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی سیما کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں  
 ابل آئیں بیودہ باتیں کرنے لگی ہاتھ باندھ کر سامنے سکندر کے کھڑی ہوئی کہتی تھی جو  
 حکم ہو وہ بجالاؤں سکندر نے کہا بقراط کا سر لاؤ سیما بہت خوب کھڑی چلی صحن میں آکر  
 پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی یہاں بقراط دربار میں بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ سیما پہنچ گئی  
 طلسم کشا کو لا یا چاہتی ہو کہ سب نے دیکھا سیما اڑتی ہوئی آئی ہو بقراط نے کہا شاید طلب  
 نہوا کے نیل مقصود پہنچی ہو سیما آکر پہنچی سامنے بقراط کے کھڑے ہو کر عرض کی یا خداؤ  
 چلیے آپ کو سکندر نے طلب کیا ہو اگر تامل کیجیے گا تو میں زبردستی لیجاؤں گی مروارید آفت خیز  
 جو پہلو میں بیٹھی ہو اسکو بہت ناگوار ہوا کہا کیوں سیما قدرت سے زبان درازی کرتی ہو  
 کلمہ سخت کستی ہو سیما نے کہا میں آپ سے خوف نہ کروں گی اور قدرت کو پکڑ کے لیجاؤں گی سائے  
 سکندر کے پہونچاؤں گی مروارید نے کہا ہٹ سامنے سے بقراط ہمارا عمان ہو ہم اسکو اسط



کرد و کاوش کر رہے ہیں کہ طلسم کشا کو قتل کریں ان کے مقام پر انکو پہنچا دین یہ پھر جا کر  
 آباد ہون سیمائے گے بڑھی ہاتھ بڑھایا کہ بقراط کی گردن پاڑ لوں مروارید نے ہاتھ  
 ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ سیمائے کے دو ٹکڑے ہوئے سیمائے کو مار کر حکیم کیا کہ لاشہ اسکا پھینک  
 دو بقراط نے کہا اے مروارید تم نے اسے مار ڈالا یہ نہ دریافت کیا کہ کس کے سحر میں تھی  
 مروارید نے کہا اُس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا کہ گردن آپکی پکڑ لے میں کیونکر گوارا کرتی ہوں  
 اسکی ہوشیار مکارہ روتی ہوئی اپنے مقام سے اٹھی کہا یا خداوند سیمائے نے جو خطا کی اسکی سزا  
 پائی مگر میں جا کر طلسم کشا کو لاتی ہوں بڑا کمال اسنے کیا تھا مگر سکندر کے سحر میں دیوانی  
 ہو کر آئی مناسب یہ تھا کہ سحر اسپر سے اتار دے کس بے بسی سے بہن میری قتل ہوئی اسکے  
 خون کا بدلہ لو لگی طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤنگی اور فوراً قتل کرونگی ہر چند مروارید نے  
 منع کیا مگر ہوشیار مکارہ نے نہ مانا کہا مجھ کو کیونکر گوارا ہو کہ بہن میری یون قتل ہو جائے اور  
 میں بیٹھی دیکھا کروں یہ کہا کر چلی لشکر طلسم کشا میں آئی جا بجا پھرنے لگی فقیرنی بنی پھر ہی ہو  
 ہر جگہ سوال کرتی ہو لشکر نور الدہر آباد ہو دوکاندار سپہ روپیہ دیتے ہیں ہوشیار لیتی پھرتی  
 ہو ایک بازار میں پہنچی وہاں شہزنگ بھی تھا ہوشیار نے جو شہزنگ کو دیکھا پکار کر  
 کہا میان شاطر صاحب میں یہ چاہتی ہوں کہ سامنے طلسم کشا کے پونچھون اپنی غربت کا  
 سوال کروں کچھ ایسا ملے کہ غربت کٹے شہزنگ نے دیکھا تو اسے پہچان لیا شہزنگ  
 تو اس فکر میں ساتھ ہوا کہ راہ میں اسکو دھوکہ دیکر گرفتار کر لوں گا ہوشیار اس فکر میں ہو  
 کہ راہ میں اسپر سحر کر دے ایک نخل کی آڑ میں پہنچی شہزنگ تو پیچھے ہٹا کہ حلقہ سے گند  
 ماروں مگر ہوشیار نے سحر کیا کہ شہزنگ لڑکھڑا کر گرا ہوشیار نے شہزنگ کو ایک  
 درہ کوہ میں ڈال دیا اور سحر سے اپنی صورت تبدیل کی شہزنگ کی صورت بکریا ہوئی  
 طرف بارگاہ نور الدہر کے چلی یہاں نور الدہر بارگاہ سے اٹھے ہیں طرف اپنی بارگاہ  
 کے جاتے ہیں کہ شہزنگ نقلی سامنے آیا نور الدہر نے پوچھا آج بوقت دربار کیون نہیں  
 آئے شہزنگ نقلی نے جواب دیا انتظام میں بازاروں کے مصروف تھا نور الدہر  
 خاموش ہو رہے نجم ہمراہ ہو چال چلن شہزنگ کا دیکھا کان اسکے کھڑے ہوئے قریب



نور الدہر کے آکر عرض کی حضور خدا خیر کرے میرا خیال غلط ہو شبرنگ کے کچھ عجب  
 طریقے معلوم ہوتے ہیں ہم سب سے بہ خلق و محبت ملتا تھا آج کیا ہوا کہ جسے صاحب سلامت  
 ہم نہیں کرتا نور الدہر نے کہا یہ عیا رہیں انکی باتوں پر خیال نہ کرو کسی فکر میں ہو گا  
 بخم خاموش ہو رہا سمجھ گیا کہ آقا ہیج فرماتے ہیں مگر شبرنگ نقلی ساتھ نور الدہر کے  
 بارگاہ میں آیا اب رنگ اپنا جمار با ہو کبھی گاتا ہو کبھی کہتا ہو بقراط کو پڑلاؤنگا میں نے  
 فکر کی ہو نور الدہر کہ رہے ہیں امیر شبرنگ اگر بقراط کو پڑلائے تو بڑا نام ہو گا ہکو  
 بھی یہ خیال ہو کہ اگر بقراط گرفتار ہو کر آجائے اور شاید اطاعت دین اسلام کرے تو بڑے  
 نطف کی بات ہو جان کہین ساحرون سے مقابلہ ہو تو اسکو نامہ لکھیں یہ اگر قیامتیں برپا  
 کریگا ہوشیار رہنے جو اب دیا امیر شبرنگ یار اُسے برسوں خدائی کی ہوا اب وہ کاہیکو اطاعت  
 کریگا اگر میں تدبیر کر رہا ہوں قضاے کار شاپور شیردل عیار ایسج نو جوان کا نام  
 کو جو پھر نے نکلا درہ کوہ میں آیا دیکھا کہ شبرنگ بیوش پڑا ہو شاپور نے چاہا ہوشیار  
 کروں وہ سحر میں ہوشیار کے تھا بیدار نہوا شبرنگ کو اٹھا کر بارگاہ نور الدہر میں  
 لایا بخم کو بلا یا سب حال کہا بخم نے شبرنگ کو سحر کر کے ہوشیار کیا حال پوچھا شبرنگ  
 نے بیان کیا کہ راہ میں ایک فقیر نیلی گروہ ساحرہ تھی اُسے مجھ کو بیوش کیا شاید فکر میں آقا  
 کی گئی ہو شاپور نے کہا اپنے کو جلد پونچاؤ مگر سمجھ کے کام کرنا شبرنگ نے کہا میں  
 قاعدے سے جاؤنگا یہاں ہوشیار نے گلابی اٹھائی ہو جام بریز کیا ہو کہ طلسم کشا  
 کو پلاؤن اور بیوش کر کے بے بھاگوں کہ شبرنگ نے سراپہ چاک کر کے دیکھا میری  
 صورت پر ایک ساحرہ بیٹھی ہو شراب پلایا چاہتی ہو شبرنگ نے نہایت پھرتی سے پشت  
 پر آکر حلقے کندارے ساحرہ کندون میں پھنسی شبرنگ نے حباب مار کر گرفتار  
 کر لیا نور الدہر حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک شبرنگ نے ایک شبرنگ کو گرفتار  
 کیا جب شبرنگ گرفتار کر چکا تو عرض کی کہ اے آقا اے نامدار یہ ساحرہ ہو آپ کی فکر  
 میں آتی تھی یہ ذکر تھا کہ بخم بھی آکر پونچا بخم نے کہتے ہی اسکو قتل کیا اور لاشہ بیرون  
 لشکر چھوڑا دیا ہر کارون نے بقراط کو خبر دی کہ ہوشیار قتل ہو گئی بقراط نے کہا طلسم کشا



صاحب اقبال ہو کیسی کیسی آفتون سے بچتا ہو گوشیار مکارہ میری بہن سیمائی یہ کہلے اٹھی  
کہ ہیشیرہ نے بڑا کام کیا تھا مگر اُنکے مصاصیون میں جو نجم ہوا اب اُسکو گرفتار کیا جاوے  
تو اُسکی صورت پر بہت دھوکھا کھا وینگے نجم پر کوئی ہاتھ نہ ڈالے گا ہر شخص اُسکے دام  
میں پھنس جائیگا اگر نجم دستیاب ہوا تو طلسم کشا کیسا سکندر تک کو لاؤں اور رفتہ رفتہ  
سب کو لے آؤں یہ کہلے بہ صورت مبدل چلی لشکر میں آکر پھرنے لگی پھرتی ہوئی دربار گاہ  
نجم پر پہونچی نجم بیرون بارگاہ بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک عورت حسین و جمیل حیران حیران  
پھر رہی ہو نجم نے پکارا کہ ارے ذرا دھرا تو کون ہو جو حیران حیران پھر رہی ہو گوشیار  
نے بڑھکر کہا امی شہریار آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار پریشان پھر رہی ہوں  
چاہتی ہوں کوئی قتل کر ڈالے تو بہتر ہو میرا باپ تاجر جلیل تھا لشکر کفار میں مرا لوگوں  
نے سب مال لوٹ لیا اور مجھ کو نکال دیا فریادی آئی ہوں طلسم کشا سے فریاد کروں  
کہ میری داد ملے نجم نے رحم کھا کر بلا لیا جیسے ہی یہ خیمے میں آئی شراب کو دیکھ کر رونے لگی  
کہ آج کئی دن گزرے کہ اس کجخت کا سامنا نہیں ہوا نجم نے کہا لو پیو اسنے ایک جام آپ  
پیا اور ایک جام نجم کو دیا نجم نے بخوف پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوا گوشیار نے خوب اپنے  
سحر میں مبتلا کیا ایک صندوق میں نجم کو بند کر دیا آپ شکل نجم نکلی قریب بارگاہ سکندر تھی  
پہلے بارگاہ سکندر میں آئی سکندر نے کہا امی نجم آؤ اسوقت خلافت وقت آنے کا کیا باعث  
ہوا گوشیار نے عرض کی اسوقت دل گھبرا یا کہ چلکر حضور کی زیارت کروں بلا تکلف  
چلا آیا سکندر نے بیٹھنے کو جگہ دی نجم نے عرض کی اسوقت غلام کے بیان شراب نہ  
تھی خاص اس واسطے آیا سکندر نے کہا امی نجم شراب کباب سب کچھ حاضر ہیں بیٹھو شراب  
پیو کباب کھاؤ ہم سب طرح موجود ہیں کھانا منگو آئیں کھاؤ اسوقت تمہاری بدحواسی  
سے پریشان ہوا کہ بے وقت آئے نجم نقلی نے کہا فقط شراب کی خواہش سے آیا یہ  
کہلے گلابی اٹھائی ایک جام آپ پیا اور ایک جام سکندر کو دیا سکندر بھی بے اندیشہ  
انجام پی گئے شراب پیتے ہی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا سکندر گھبرا کر اٹھے گر کر بیہوش  
ہوے ققائے کار شہزنگ بن عمرو پھرتا ہوا قریب بارگاہ نجم پہونچا خدشہ گاروں سے



پوچھا کہ نجم کیا کرتے ہیں خد متکاروں نے کہا کہ ایک عورت آئی تھی اُس سے کچھ باتیں کر کے برائے ملاقات سکندر گئے ہیں شبرنگ کو کھٹکا ہوا طرف بارگاہ سکندر کے دوڑا یہاں اتنے عرصے میں گوشیار نے سکندر کو بیہوش کر کے اٹھایا چاہتی ہو لیکن چلن اور اسکو قید کر کے پھر اسی کی شکل بنکر جا کر طلسم کشا کو دھوکھا دینا شبرنگ نے آکر دیکھا کہ ایک جادوگر فی سکندر کو اٹھایا چاہتی ہو شبرنگ نے لکارا کہ خبردار شہر یار کو نہ اٹھانا گوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ زمین پر گر کر ہزار غل مچائی مگر کوئی اسکی مدد کو نہ پہونچا گوشیار نے دونوں کو اٹھالیا سوچی کہ اب راز کھلے گا سکندر و شبرنگ کو لیکر بلند ہوئی شبرنگ نے غل مچایا کہ یارو دوڑو سکندر کو اور مجھ کو ساحرہ لیے جاتی ہو ارسطو سے ثانی دربار گاہ پر اپنی بیٹھے تھے آواز شبرنگ کی سنکر لکارا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر گوشیار نے زور کی اڑتی ہوئی چلی ارسطو نے پیچھا کیا وسط میدان میں آکر گوشیار کو گھیرا آپس میں سحر چلنے لگا قضاے کار بقراط ثانی دربار گاہ پر کھڑا تھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا سامنے آیا کچھ آواز دی بقراط خود چلا اُس وقت پہونچا کہ ارسطو نے سحر کیا ہو گوشیار خاموش کھڑی ہو ارادہ ہوا ارسطو کا کہ سکندر و شبرنگ کو رہا کروں کہ نعرہ بقراط کی آواز آئی لکارا کہ او ارسطو خبردار گوشیار کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی تجھ کو قتل کر دنگا منم بقراط ثانی ارسطو نے جو بقراط کو دیکھا گھبرا گیا بقراط نے جھپٹ کر ارسطو کو بھی گرفتار کیا تینوں کو گرفتار کر کے لیجا گوشیار فرخ کر رہی ہو کہ یا خداوند میں ایسی تدبیر سے پہونچی کہ پہلے نجم کو گرفتار کیا نجم کی شکل بنکر سکندر کو لیا شبرنگ عین وقت پر آیا میں نے اُسکو بھی بیہوش کیا ارسطو نے پیچھا کیا تھا آخر یہ بھی گرفتار ہوا اب ان تینوں کو چکر قتل کیجیے بقراط خوشی خوشی سکندر و ارسطو و شبرنگ کو لیے ہوے بارگاہ میں آیا سکندر کو دیکھا نشانہ ادا پان خوشیاں کرنے لگیں کہ یا خداوند بڑا شخص گرفتار ہوا اب اسکو قتل کیجیے بقراط نے زبان میں سکندر کی سوزن دی تینوں کو نفس میں بند کیا ہو شیار کر کے پوچھا کہ کیوں امی سکندر اپنے کو کس حال میں پاتے ہو سکندر نے مردانہ وار جواب دیا کہا کیا بیہودہ کہتا ہو جو تجھ سے ہو سکے تصور نہ کر خداے مابزرگ است



اگر تجھ نامرو کے ہاتھ سے قضا ہو تو مجبوری و ناچاری ہو اور اگر ابھی رشتہ حیات نہیں قطع ہوا  
 ہو تو تیری کیا مجال ہو کہ ہکو قتل کر سکے اب سکندر نے جو مردانہ کلام کیا بقراط نے حکم دیا  
 کہ جلا دون کو بلاؤ انکو قید نہ کرو نگاہان جلا و جلا و کا ہلڑ ہو شاہرا دیان ڈھول بجا رہی  
 ہیں بقراط کو خوش کر رہی ہیں اور اشعار عاشقانہ گارہی ہیں جلا و دن کی طلب ہو سکندر  
 خوش بیٹھے ہیں ارسطو کو سمجھا رہے ہیں کہ اموار سٹو خوف نہ کرنا افشاہ اشد اگر آقا کو خبر  
 ملیگی تو فوراً تشریف لاؤ گے شاہرا دیان ہلڑ کر رہی ہیں اور یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

ہوا ہر دست خالی بے ثمر شاخ  
 بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ  
 ہر ن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ  
 پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ  
 نکالی اُس شجر نے شاخ و تر شاخ  
 ہر اک میوہ ہو رکھتی اُسکی ہر شاخ  
 ہری ہوتی نہیں پھر سوکھ کر شاخ  
 لگائی جاتی ہو دان شاخ پر شاخ  
 درخت عود کی ہوتی اگر شاخ  
 سرے پن سے ہر مشتاق تر شاخ  
 ملیگی جھک کے آتش بار و تر شاخ

لگا دے پھر وہی اوی گنج زر شاخ  
 چمن کی سیر کو مویلی کے چلیے  
 یہ خوش چشمونکے سود میں ہوں سوکھا  
 قدم سے تیرے اموار کرامت  
 کھڑے سائے تلے جسکے ہوئے تم  
 تماشہ نخل ہو نخل تو کل  
 جو انی کو غنیمت جان غافل  
 نہال حسن جوئے کما ہے  
 سراے یار کی منقل میں جلتی  
 وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جسکی  
 مفدر میں اگر ہر میوہ چکھنا

یہاں صحبت بقراط میں تو ہنگامہ ہو سب سردار چلے آتے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ  
 گوشیار نے آج بازو طلسم کشا کا توڑ دیا اب انکو زندہ نہ چھوڑیے کیون میان  
 ارسطو طلسم کشا کے بڑے خیر خواہ تھے کیسے گرفتار ہوئے اب طلسم کشا کہاں ہیں  
 تمہیں آکر بچائیں ارسطو دعائیں مانگ رہا ہو کہ اوی پروردگار رحم اپنا شریک کر دینا  
 کے طعن و تشنیع نہیں سنے جاتے انکے طعن و تشنیع سے بچالے آج بڑا غریب ہو اس ہنگامے  
 سے تو ہی بچائیگا طلسم کشا سے بخیر و عافیت ملائیگا نظم



ہست پیش ہر نظر نور خدا بر جبین خویر و پان جهان برگدا سائل بباب دولت وام و دود و وحش و طیور و انش و جان در ثنا خوانی کشادہ ہرزبان عاشقان اندر محبت می کنند ہر کرا نور نظر آدمی و ہر سینہ اہل صفا از ہر غبار خاکسارش را نابا شد در جهان دائما خدا را گردن در سجود	امثل خور زیر و نہ بر جلوہ نما جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا خاک بوس بارگہ ہر بادشا مستعد و ر بندگی صبح و مسا در دعا گوئی دامن خلق و ا جان و مال خویش بر جانان فدا بیند او را در خلا کو در ملا مثل آئینہ صفا باشد صفا خوایش دولت نہ فکر کیمیا کن عبادت کن عبادت ہندیا
--	---

در بارمین جلا دہائے جا رہے ہیں مگر لشکر میں ہلڑ جو ہوا نور الدہر بارگاہ سے  
نکل آئے پوچھا یا ر و خیر تو ہو سب نے عرض کی ایک ساحرہ نجم کی صورت بنکر  
سکندر کو لیچلی اور ایک بچہ میں شہرنگ تھا اسے سلوے ثانی اسکی فکر میں گئے پٹ کر  
نہیں آئے نہیں معلوم انپر کیا گذری نور الدہر پریشان کھڑے ہوئے ہیں کہ شاپور  
سائے آیا نور الدہر نے پکار کر کہا اے مہتر والا اگر دربار کفار سے خبر تو لاؤ کہ سکندر  
پر کیا گذری شاپور دوڑا تھوڑی دیر میں واپس آیا مگر روتا ہوا پہونچا عرض کی اے شہر یا  
سامان قتل سکندر ہو رہا ہو مگر سکندر ثانی مردانہ وار گفتگو کر رہے ہیں اب تک تو انکے  
چہرے پر ہراس نہیں ہو مگر حضور جلدی کر میں یہ خبر نور الدہر کو دیکر بھاگا اگر ایسج  
سے اطلاع کی کہ اے شہر یا ر اب یہ وقت احسان ہو نور الدہر تحفہ جات جسم پر آراستہ  
کرنے لگے مگر ایسج فوراً سوار ہوئے عقب میں سر وار چلے و ر بار بقراط میں جلاؤ  
شلنگین لگا رہے ہیں سکندر زیر تیغ بیٹھے ہیں کہ ایسج کے نعرے کی آواز آئی کہ ہاشید  
اے کافران بچیا و اے ناکاران پر دغا نعرہ ایسج

ملک ایسج آن آفتاب منہرا	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیرا	اگر تیغ گین بر شمش از غلاف
-------------------------	---------------------------	----------------------------



تزلزل فتد در میان مصاف | اگر تیغ بر سنگ خارہ زخم | از گاو زمین بیخ و بن برکنم  
ایسج لڑتے ہوئے طرف سکندر کے چلے بقراط نے کہا انکے پاس کوئی تحفہ نہیں  
ہو جسکا جی چاہے انکو روک لے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ایسج اسی مقام پر  
گئے زمین نے پانوں تھام لیے سرداران ایسج منہ کے بھل گئے بقراط نے کہا  
سب کو گرفتار کر لو سب گرفتار ہو گئے ہتھکڑیاں بٹریاں پھا کر بٹھایا شاپور نے جو باہر  
سے دیکھا کہ ایسج جا کر گرفتار ہو گئے اور جلاد انکے سر پر تلوار کھینچ کر آیا بقراط کہتا ہوں  
پہلے اسی کو قتل کرو ایسج حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہیں شاپور خدنگار شکر  
اندر آیا جلاد کی صورت بنا خنجر کھینچ کر قریب جلاد کے آیا کہا تو ہٹ جا میں قتل کرونگا جلاد  
نے انکار کیا شاپور نے جلاد کو خنجر مارا طرف ایسج کے دوڑا بقراط نے کہا ارے یہ  
کون ہو اسکو مار لو ایک ساحر نے اٹھ کے سحر کیا کہ شاپور بھی لڑکھڑاکر گرا شاپور کو بھی  
ہتھکڑیاں بٹریاں پھا دیں شاپور دعائیں مانگ رہا ہوں کہ اے خالق بے نیاز و امور ب  
کار ساز ہم سب کو ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے نظم

بروز صورت خورشید و مثل ماہ بہ شب  
کہ دوست موجد ہر دین و ملت و مذہب  
چہ ہند و سند و چہ ایران و روم و شام و عرب  
وسیلہ گردد و پیدا کند ز غیب سبب  
روز خاطر غمناک و روز ورنج و تعب  
ز خاک سبزہ بر آرد ز چوب خشک طب  
بہر آرب و ہر مدعا و ہر مطلب  
کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب  
کہ ہست جلوہ ذاتش ز ہر قریب اقرب  
بہ آب جوش و خروش و بہر شور و شغب  
گئے بہ روز کن این کار نیک گاہ بہ شب

بود ہمیشہ متور بدیدہ جلوہ رب  
بد پر و کعبہ بود ذات و احدش موجود  
بہر دیا رہمقیم ست حضرت قیوم  
برائے روزی ہر روز حضرت رزاق  
بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید  
بباغ دہر گل از خارے کند پیدا  
بدوست طالب حق را رجوع دل بایہ  
برائے بندہ فقط بندگی بکار آید  
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد  
بہر کرد عطا نور لایزال خدا  
بحمد خالق عالم گزار ہندی عمر



جلاد سر پر کھڑا ہوا ہوا بقراط سے کہ رہا ہو یا خداوند حکم ہو تو قتل کروں یہاں نور الدین  
 بن بدیع الزمان تحفہ جات جسم پر آراستہ کر چکے ہیں شاہزادہ یان خبر سنکر آئین سب نے  
 مجمع کیا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ دربار بقراط میں چل کر خون کے دریا بہائیں گے  
 سکندر کو چھڑائیں گے نور الدین کہتے ہیں کہ تم لوگ نہ چلو میں اکیلا جاتا ہوں انشاء اللہ  
 قتالے جاتے ہی سکندر کو رہا کر ونگا یہ کہہ کر حکم دیا مرکب لاؤ مرکب طلسمی آیا شاہزادہ  
 سوار ہوا ہر چند کہ منع کیا تھا مگر شاہزادہ یان کب مانتی ہیں سحر اپنے اپنے تیار کر کے  
 چلیں سب عاشق جمال نور الدین کب گوارا ہو کہ شاہزادہ اکیلا جائے دربار  
 بقراط ایسے مکار کا ہو جسکی اب حیلہ و حوالہ پر اوقات ہو جرات تو چھوڑ چکا آٹھ پر  
 یہی خیال ہو کہ مکر سے نور الدین کو گرفتار کر لوں برابر شاہزادہ یان بلند ہوئیں لگتا ہے  
 ابر کڑکتے ہوئے پھول ابروؤں سے برس رہے ہیں جیسے ہی جلاد نے ایمرج پر ہاتھ  
 اٹھایا شاہزادہ ہلک گیا کہ امکار ساز و امی بندہ نواز میرے آقا کو بچالے ایسا نہ ہوا  
 تلوار کا پڑ جائے ہاے میں نے پہلے نہ سوچا خیال نہ رہا کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج ہیں خبر سنتے ہی  
 جا پڑینگے افسوس آقاے نامدار کو کوئی ایسا تحفہ نہ ملا کہ جس پر سحر تاثیر نہ کرتا مگر کیا دل گردہ ہو کہ  
 ساحروں پر آپڑے بارگاہ میں گھسکر لڑے آخر سحر سے ناچار ہوئے نورحیم و کریم ہو جلاد نے  
 جیسے ہی خنجر مارا ایمرج نے تو آنکھیں بند کر لیں مگر آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا  
 بقراط نے پکار کر کہا ارے دوسرے جلاد کو بلاؤ اتنے عرصے میں فریاد فریاد کی آواز آئی  
 نور الدین نے باہر آتے ہی شمشیر زنی شروع کی لوح کو جو چمکا یا ساحر نابینا ہونے لگے بقراط  
 نے جو ہلڑنا گھبرا کر تخت سے اٹھا ہر کاروون نے خبر دی کہ طلسم کشا آپڑے بقراط کے  
 ہاتھ پانوں میں ریشہ آگیا سرداروون کو حکم دیا ارے باہر جا کر سحر کر و طلسم کشا کو اندر نہ  
 آنے دو چند سردار باہر نکلے دیکھا نور الدین ہر لوح چمکاتے ہوئے آتے ہیں سب سرداروون  
 نے لکر سحر کیے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا تحفہ جات جسم پر آراستہ تیغہ طلسمی ہاتھ میں  
 کھنچا ہوا بوتیا رجا و وکئی ہزار ساحروں کا غول ساتھ لیکر ترغیب جنگ کرتا ہوا بڑھا ہو  
 کہ طلسم کشا کو از روئے بلوے کے گرفتار کر لوں کتا ہو ہان یا روجم کہ جنگ کر و شعلہ و حوالہ



نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ ہو گجرہ پھولوں کا ہاتھ سے اتار کر پھینکا بوتیار  
جھوٹا بدحواسی میں یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دے خوشی اور دکھ کو ای گردون بہین غم چاہیے  
وہشیوں کو ماورائے عرش اعظم چاہیے  
ہوں میں آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے  
جو غنی بالذات ہو کیا اسکو خاتم چاہیے  
یا سلیمان ایک دم کو آج خاتم چاہیے  
کہتے ہیں زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے  
مجھ کو ہر داغ فرقت آج مرہم چاہیے  
ہو اگر محراب مسجد بھی اُسے خم چاہیے  
چشم ترکھو نہ ہو کعبہ میں زمزم چاہیے  
ہر مینے کے عوض ماہ محرم چاہیے

باغ ہستی میں بہین بس نخل ماتم چاہیے  
تنگ اس عالم میں ہوں اب اور عالم چاہیے  
فرقت محبوب میں جاری کروں سیلاب اشک  
سارے عالم کے بخیلوں سے محبت ہو مجھے  
اک پر سی اندام کو تسخیر کرنا ہو مجھے  
ایک دم فرصت نہیں مجھ کو بتوں کی یاد سے  
سو دھاماس کی جراح کرتے ہیں تماش  
دے جسے رفعت خدا اسکو تواضع ہو ضرور  
ہیں ترنی محراب ابرو کے تصور میں صنم  
سال بھر ناسخ غم شاہ شہیدان کیجیے

شعلہ جوالہ نے جو یہ سحر کیا بوتیار جاو و کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے بلبلاتا ہوا  
چلا شعلہ جوالہ آسمان سے اُتر می سامنے بوتیار کے آئی بوتیار ہاتھ باندھنے لگا کہتا  
تھا اوشہنشاہ خوبی و اوسر و باغ محبوبی میں تا بعد از ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں  
شعلہ نے کہا بقراط کے لشکر کو قتل کرو بوتیار سب ساحرون کو ساتھ لیکر فرج بقراط  
پر جا پڑا نور الدہر نے جو ملت پائی طرف بارگاہ کے لڑتے ہوئے چلے وہاں بارگاہ  
میں بقراط گھبرا رہا ہو کہتا ہو کیا غضب ہوا کہ کوئی قتل نہیں ہوتا ہاے میں نے کیا کیا  
مروارید آفت خیز نے سامنے اگر کہا کہ یا خداوند نہ گھبرا ئیے وہ جنگ پڑے کہ طلسم کشا  
عاجز ہو جائے بھاگتے راستہ نہ ملے اس رنگ سے جنگ ہو رہی تھی کہ نعرہ صاحبقران  
کی آواز آئی صاحبقران نے جو خبر سنی کہ نور الدہر گئے ہیں بارگاہ سے نکل کر اشقر  
پر سوار ہوئے اسوقت پہنچے کہ نور الدہر دربار گاہ بقراط پر لڑ رہے ہیں ساحرون  
کا بلوہ ہو نور الدہر لوح چمکا رہے ہیں جب لوح چمکی دو دو ہزار ساحر نابینا ہوئے ہتھ



کے بھل گر رہے ہیں امیر نے نور الدہر کو جو مصروف جنگ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ  
باشید امیر کا فران جیسا واسو تا بکار ان پر دغا منم کو چاک سلیمان نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بشتہ شیر چلے	ایکے تیغ صمصام و مقام نام
ایکے تیغ عقرب ایکے ذوالحجاء	بن کا فران از جهان پاک کرد	سر سرکشان جہاد در خاک کرد

دست راست سے نعرہ لندھو رہوا نعرہ لندھو رجنیرہ ہاے دریا را اگر فتح تا بہ  
ہندستان ۴ اگر نامم نمیدانی منم لندھو رہن سعدان ۴ بائیں طرف سے مالک کا نعرہ  
ہوا نعرہ مالک منم مالک اثر و خشکین ۴ سپہ دار و لشکر اہل دین ۴ پھر تو جلد سرداران  
تہمتن و فرزند ان صف شکن کے نعرے ہوئے مثل بدیع الزمان و قاسم و چوگان  
بن حمزہ و شاہزادہ فرخ بخت فرزند فرخ شہسوار سب سردار اگر گرے جنگ ہونے  
لگی نور الدہر نے جو فرصت پائی پلٹ کر دیکھا کہ ہر برہنہ کلنگان صاحب سا طور گران یعنی  
صف شکن و صفد طماس بن عنقویل دیو پرور لڑتا بھڑتا برابر پہونچا ہو نور الدہر گھوڑے  
سے کودے گھوڑا طماس نے سنبھا لالڑتے ہوئے اندر پہونچے دیکھا ایرج سزنگون  
بیٹھے ہیں جلاد سر پر کھڑا ہو نور الدہر نے بڑھ کر جلاد کو مارا قریب آکر لوح کا عکس ڈالا کسا  
بھائی اٹھو کر سے نکال کر تلوار دی ایرج نے چاہا قید کو توڑ دوں مگر وہ قید سحر تھی نہ ٹوٹی ایرج  
نے بھلا کر زنجیر پر سر دے مارا نور الدہر نے ہاتھ تھام کر کہا امی برا اور اس جہالت سے  
کیا فائدہ سحر پر کیا زور ہو کہ ایک طرف سے لڑتی ہوئی ہمارے مصعب پوش پہونچی اسنے  
جو دیکھا کہ ایرج تو جوان قید میں مبتلا ہیں کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق کڑک کر  
گرمی کہ سب قید دور ہو گئی نور الدہر نے لوح کا عکس ایرج پر ڈالا ایرج لڑنے ہوئے  
قریب قفس سکندر کے پہونچے قفس سے لپٹ گئے مگر قفس نہ ٹوٹا سکندر منتہین کرتے ہیں  
کہ حضور تکلیف نہ کریں کہ نور الدہر اگر پہونچے نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا کہ قفس  
ٹوٹا ایرج نے زبان سے سکندر کے سوزن نکال لی سکندر نے کہا امی شہر یار بجان شد  
نور الدہر نے اشارہ کیا کہ وہ آتشو شعلہ مزاج ہو کوئی کلمہ طعن و تشنیع کا نہ کہنا ابھی گڑجائے گا  
سکندر نے اُسکھتے ہی وہ آگ بر سائی کہ کئی ہزار ساحر جلے کئی شعلے بقراط پر گرے دریائے



آب نے جوش مارا کئی ہزار ساحر ڈوبے مچھلیاں نکل کر طرف بقراط کے چلین بقراط نے ہاتھ ہلا دیا مچھلیاں جل گئیں نور الدہر نے شہر رنگ و ارسطو و شاپور کو بھی رہا کیا شاپور و شہر رنگ رہا ہوتے ہی حقہ آتش بازی مارنے لگے ارسطو ٹپ ٹپ کر گرنے لگے آخر بقراط تخت سے کود کر بھاگا کتا ہوا کہ لوح طلسمی سحر جلائی ہو نور الدہر کی تلوار کی پناہ نہیں ایک طرف صا جبقران جنگ میں مصروف ہیں سرداروں کو کون روکے کسی کے روکے سے کب رکتے ہیں ایک طرف سے بادشاہ لڑتے ہوئے آتے ہیں ہزار ساحر سحر کرتے ہیں مگر بادشاہ کے گلے میں نقش دفع سحر پڑا ہوا ہے جو سحر قریب آیا باطل ہوا تین شیر اس طرح کے ہیں جنہر سحر تاثیر نہیں کرتا ایک طرف سے صا جبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوئے ایک طرف سے نور الدہر بن بدیع الزمان لوح چمکاتے ہوئے ایک سمت سے بادشاہ حجاہ نقش دفع سحر چمکاتے ہوئے دروازے پر بقراط کے لڑ رہے ہیں آخر بقراط نے سرداروں کو اشارہ کیا کہ طبل بازگشت بجاؤ فوجوں کو جدا کر لو نور الدہر قریب تخت کے پہنچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی امیر نے نور الدہر کا ہاتھ تھام لیا فرایا ہمارے قاعدے کے خلاف ہوتا ہے اب وہ امان مانگتا ہے اپنا کام کر چکے پلٹو مگر سکندر نے وہ آگ برسائی ہو کہ ہزاروں ساحر جل گئے ہزاروں بھاگتے پھرتے ہیں بعض منہ کے بھل گرتے ہیں صا جبقران نور الدہر کو ساتھ لیکر باہر نکلے سکندر بھی امیر کو دیکھ کر ڈر کے سحر کرنا موقوف کیا امیر نے کہا خبردار اب کوئی تلوار نہ کھینچے جب صا جبقران نے اس طرح فرمایا سب سرداروں نے تلواریں نیام میں کیں بفتح و فیروزی پلٹے بقراط تخت پر بیٹھا پھر بلبلانے لگا کتا ہو کیوں پاروتنے دیکھا میں نے حمزہ کو پھیر دیا اب اگر لڑتے تو سب کو گرفتار کر لیتا سردار تعریفیں کر رہے ہیں کہ یا خداوند آپ خوب بھاگے ہم دیکھ رہے تھے کہ رنگ روے قدرت متغیر تھا ہر سرکش متحیر تھا خوب جلدی طبل بازگشت بجا دیا خوب مسلمانوں کو دھوکھا دیا بقراط نے بیتاب ہو کر کہا یار و تم میں کوئی ایسا نہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے کئی ہزار جادوگر جمع تھے مگر سب نے سر جھکا لیے تب بقراط اپنے مقام سے خود اٹھا کہا خود قدرت جاتے ہیں



جا کر طلسم کشا کو لائین گے اب تو سردار پریشان ہوئے کئی جادو گر یہ ککر اٹھے کہ قدرت  
تکلیف نہ کریں ہم لوگ جاتے ہیں جو بن پڑیگا تو طلسم کشا کو لیکر آؤینگے ورنہ اپنی جان  
دینگے کہ توئی بات اٹھا رکھیں گے تب بقراط خاموش ہوا چار جادو گر چلے نہنگ و  
پتنگ و کلنگ و سرننگ یہ چاروں سحر میں یگانہ آفاق ہیں مگر وحید میں طاق ہیں  
جا کر شکر نور الدہر میں پھرنے لگے نور الدہر شب بخیمہ شعلہ جوالہ آتے ہیں شعلہ جوالہ  
بیٹھی ہوا انتظار کر رہی ہو کنیز دن سے کہتی ہو کہ صابو کیا تدبیر کروں آج طلسم کشا نہیں  
آئے کئی شاہزادیاں ایسی سدرہ ہوتی ہیں کہ رک جاتے ہیں ایک کنیز نے عرض کی  
کنارے چلیے تو میں عرض کروں شعلہ جوالہ ساتھ اس کنیز کے گوشے میں آئی وہ  
کنیز نہنگ جادو ہو باتوں میں لگا کر یہ فقرہ کہا کہ آج خیمہ ہمارے مرصع پوش ہیں  
گئے ہیں آپ کے یہاں نہ آؤینگے یہ شکر شعلہ جوالہ بھڑکی کئے لگی بی ہمارے مرصع پوش  
سے مجھے فساد ہو گا میں منع کرونگی کہ میرے یہاں آنے میں سدرہ نہوا کیجیے نہنگ  
نے ادھر ادھر کی باتوں میں لگا کر سحر کیا جام شراب پلایا شعلہ جوالہ بیہوش ہوئی  
شعلہ کو ایک صندوق میں بند کیا آپ شکل شعلہ جوالہ آکر بیٹھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر  
عرض کی کہ شاہزادہ آتا ہو نہنگ نے بڑھکر استقبال کیا جیسے ہی شاہزادہ آیا مسند پر  
بیٹھا یا کنیز سے اشارہ کیا کہ ہاں کچھ گاؤ کنیز گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ساقیا جلد آ ہوا بدلی  
ہر شجر نے بھی اب ضیا بدلی  
آکھ تیری جہان ذرا بدلی  
تیری عاشق ہو ساقیا بدلی  
نام لوگوں نے رکھ دیا بدلی  
تیری رنگت نہ اسو حنا بدلی  
بھیدے جلد اسو خدا بدلی  
دور سے دیتی ہو صدا بدلی

آتی ہو آج جا بجا بدلی  
برگ تر آئے برگ خشک گرے  
رنگ چہرے کا یاں بدلنے لگا  
تار آتشین گر اتی ہو  
ہر دھواں تیری آتش موکا  
اثر دست پاؤں سے برسوں  
دھوپ میں سیکشی کا لطف نہیں  
رند میخوار جب پکارتے ہیں



یہ اشعار نور الدہر نے سنے چاہا اختلاط ظاہری کر دین نہنگ نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر مناسب ہو تو تحفہ جات الگ کر ڈالیے نور الدہر نے لوح وغیرہ اتار کر رکھی نہنگ حیران ہو کر گیا کروں ایک کنیز نے اگر تحفہ جات اٹھالیے کہا حضور انکو داخل خزانہ کر دوں یہ نہنگ جادو ہو ایک نے اگر نہنگ سے اشارہ کیا کہ اب نہ گھبراؤ گرفتار کیسے لیتے ہیں۔ کلنگ جادو ہو چاروں نے گھیر کر نور الدہر پر بلوہ کیا ایک نے تو تحفہ جات کو اٹھالیا تھا ایک نے اُن اشیا کو اپنے قبضے میں کیا دوسرے پہلو پر سے سحر کیا نور الدہر بیہوش ہوئے چاروں نے ملکر سب کنیزوں کو بیوش کیا نور الدہر کو لیکر روانہ ہوئے مگر خواجہ عمر و پھرتے ہوئے بارگاہ نور الدہر میں آئے دیکھا سب کنیزیں بیوش پڑی ہیں نور الدہر نڈار دسب کو ہوشیار کیا پوچھا آقا کہاں گئے سب نے کہا ہم لوگ بیوش ہوئے مگر طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی ساحر یا جادوگر فی صحبت میں آکر آقا کو گرفتار کر لیکنی خواجہ نے تلاش کیا شعلہ جوالہ کو ایک صندوق میں پایا زبان میں سوزن تھی خواجہ نے سوزن نکالی تب شعلہ کی آنکھ کھلی اتفاق سے نجم اختر شناس بھی آئے خواجہ شعلہ جوالہ سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ گذرا شعلہ جوالہ نے سب حال بیان کیا کہ میں نہیں سمجھی کہ کیا افتاد پڑی نجم اختر شناس نے پوچھا اموشن شاہ اموج عیار می یہ مضمون سمجھ میں نہیں آتا آخر نجم نے اوراق نکالے اوراق دیکھ کر نجم رونے لگے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو جادوگر لگئے جا کر دریافت تو کرو کہ طلسم کشا کہاں ہیں خواجہ بے قرار ہو کر دوڑے نجم بھی ساتھ آئے دیکھا خدشگار رو رہے ہیں خواجہ نے آکر پوچھا سب نے کہا تین چار کنیزیں ملکر اندر گئیں اب جو چہنے جا کے دیکھا آقا کو نہ پایا عمر و نے کہا تحفہ جات تو دیکھو تلاش جو کی تحفہ جات نہ ملے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ تحفہ جات بھی گئے اور طلسم کشا کو بھی لیا اب تو دم بھر میں سارے لشکر میں خبر ہو گئی سکندر ثانی و شاہزادیاں دوڑی ہوئی آئیں سکندر نے کہا بارگاہ بقراط کی بلاد و نگا جو وہ جیسا سوچا ہو وہ نہوگا طلسم کا خاتمہ ہوا ہم لوگ کیا ہاتھ میں منجھدی لگائے ہیں یہ ذکر تھا کہ صاحبقران تشریف لائے صاحبقران کے لشکر بیوش اڑ گئے غصہ میں کانپنے لگے فرمایا کہ یہ جیسا کیا



سمجھا ہو سکندر نے کہا اموشہ یار جن ساحرون پر اسکو دعویٰ تھا کہ وہ روک لینگے وہ تو مارے گئے اب مکر و حیلہ سے کام لیتا ہو ساحران مکار و عذار جمع ہیں ایسے ایسے چلے کر رہے ہیں صاحبقران نے فرمایا اموشہ سکندر اب کیا صلاح ہو تحفہ جات بھی اسکے قبضے میں گئے اور طلسم کشا کو بھی لیگیا سکندر نے کہا خواجہ جاوین اور خیر لادین غلام ابھی چلتے ہیں دربار میں اسکے دریاے خون بہا دینگے آقا کو نہ قتل ہونے دینگے کیا طلسم کشا بے وارث ہیں غلام کیا بیکار ہیں سب شاہزادیاں تڑپنے لگیں سب سے زیادہ شعلہ جو الہ کو انتشار ہو گئی ہوا اموشہ یار یہ معاملہ میری ذات سے ہوا پہلے مجھی کو بیہوش کیا کو نہ اس شہر یار اک جاؤن خواجہ اسی وقت روانہ ہوئے طلہاس دیوانہ ہو گیا ہو شعلہ جو الہ بقراری میں یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہو غلام

پیشتر نشہ ایجا دے سے بیہوش ہوں میں  
حسرت وصل میں دریا کی طرح بہتے ہیں اشک  
ناز سے خنجر قاتل نہیں ہوتا عریان  
قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سبھی قلم  
نہیں ممکن غم گردون میں ٹھہرنا میرا  
ہمہ تن وصف سراپاے صنم میں ہوں زبان  
یار آتا ہو عیادت کو نہ تو آتی ہے  
اپنی آواز سے یہ انس ہو مجکو نا سخ

غم گردون بھی نہ تھا جیسے کہ مینوش ہوں میں  
مثل ساحل بہمن غم سے ہم آغوش ہوں میں  
ہوس قتل میں مدت سے کفن پوش ہوں میں  
تو سبکدوش ہوا کیوں نہ سبکدوش ہوں میں  
مستی عشق سے وہ بادہ سر جوش ہو نہیں  
ایک وصف دہن تنگ میں خاموش ہو نہیں  
تیری خاطر سے بھی اموت فراموش ہوں میں  
مثل دف بزم جہان میں ہمہ تن گوش ہو نہیں

ہمارے مرصع پوش نے شعلہ جو الہ کو گلے سے لگایا اشک پاک کیے کہا بوا کیوں  
روتی ہو ہم سب کی جب جان جائیگی تب اپنا تحہ ڈال سکے گا اموشہ یار چلیے سکندر  
نے کہا خواجہ پٹ کے امین تو ہم سب چلتے ہیں مگر خواجہ بصورت مبدل اسوقت دربار  
میں پہنچے کہ چارون جادوگر مع تحفہ جات سامنے بقراط کے پہنچے بقراط نے سب  
تحفے اپنے قبضے میں کیے تخت پر سامنے رکھ لیے نور الدہر کو ہوشیار کیا پکار کر کہا کیوں اموشہ  
نبیرہ حمزہ تو نے اقبال ہمارا دیکھا ہم کئی سو برس سے دنیا میں خدائی کرتے ہیں دیکھا کیا



تقدیر کی نور الدہر نے کہا اوجھکوڑے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا سب  
مرحلہ جات فتح ہو گئے ساحرون نے کیا کر لیا اب جو جھگو بن پڑے وہ کر کریم کار ساز  
مالک ہو غرہ کہ بقراط کے سب سردار اگر جمع ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یا خداوند  
اب کلام نہ کیجیے جلد انکو نہیر تیغ بٹھائیے ایسا نہو سکندر وغیرہ آجائیں بقراط نے کہا  
اگر سکندر آوین تو وہ سحر کردن کہ بارگاہ میں نہ آسکیں باہر کل لشکر کو حکم دید و کہ تیار  
رہے سب لشکر کمر بندی کر رہا ہو مروارید نے کہا یا خداوند فرج سے آپ بخون رہیے  
بیالیس ہزار فرج اب بھی موجود ہو اور سات سو افسرین سب آمادہ حرب و بیکارین  
افسرون کو بقراط نے رخصت کیا کہا جا کر فرج کا انتظام کرو اب خواجہ دیکھ رہے  
ہیں کہ صرف بقراط تخت پر بیٹھا ہو اور نور الدہر سامنے بیٹھے ہیں تحفہ جات تخت پر  
رکھے ہیں نور الدہر سے کلام ہو رہا ہو مگر نور الدہر کسی مقام پر کلام میں کمی نہیں  
کرتے جو بقراط نے کہا اُسکا جواب سختی سے یہی دیا کہ جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر بقراط  
حکم دے رہا ہو کہ جلا و کو بلا و جلا و کا ہٹ ہو خواجہ نے چار جانب دیکھا تو معلوم ہوا  
کہ چالاک و شہرنگ و شاپور و غیرہ بہ صورت مبدل حاضر ہیں اور شہرنگ تو  
حقہ آلتبازی ہاتھ میں لیے کھڑا ہو چاہتا ہو جا پڑون تحفہ جات اٹھالون یا اپنی جان  
دون خواجہ نے آنکھ سے اشارہ کیا خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خرابی واقع ہوگی بقراط  
نے جلا و کو طلب کیا جلا و کو جو شہرنگ نے دیکھا بقرار ہو گیا دعائیں مانگنے لگا عرض کرتا  
تھا کہ امی کریم کار ساز میرے آقا سے نامدار کو بجائے نظم

چون کشفیرون خزان از بلغ پائے عندلیب	بوم شوم آید درین گلشن بجائے عندلیب
گل شود در خانہ گلچین چراغ زندگی	گر قبول افتد پیش حق دعائے عندلیب
بہر آوازی ست پیش باغبان وقت بہار	از دعائے عندلیب و التجائے عندلیب
باغبان اندر قفس دار و چراغ اناحق اسیر	چیت غیر از عشق گل دیگر خطائے عندلیب
در شنائے گل چو بلبل ہند یا بکشانہ بان	تا شود موزون صدایت چون صدائے عندلیب
شہرنگ تڑپ رہا ہو جان دینے پر آمادہ ہو کہ ہر کارے و دوشے ہوئے بقراط	



کے سامنے آکر عرض کی کہ صاحبقران دسکندر لشکر تیار کر رہے ہیں ایسا نہو آپرین بقراط نے حکم کیا کہ جلد طلسم کشاکش کو قتل کر دجلا دخنجر کھینچ کر بڑھا نورالدہر نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر تیری رحیمی اور کرمی سے سارا طلسم فتح کر چکا ہوں کیا قتل بقراط میرے ہاتھ سے مقدر نہیں ہو کیا مجھے قضا لیا آئی ہے اور رحیم و کریم وقت آخر ہو اس حقیر کا بھی احوال ظاہر ہو مجھ عاجز پر رحم کر طلسم

چور و زاندر جہان فیروز گردان

خداوند اشیم را روز گردان

درین شب رو سپیدم کن چو رشید

شبے دارم یہ چون بخت امید

اے خالق بے نیاز و اے رب کار ساز اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نورالدہر نے بتیاب ہو کر دعا کی خواجہ دیکھ رہے ہیں کہ بقراط جھلار ہا ہر کتا ہو کہ او جلا و جلدی کہ جلد سر کاٹ لے کہ لکڑا برگلنا آسمان پر اٹھا ہزار ہا طائر نر و نرانی کرتے ہیں خوشبوے مشک و عنبر آرہی ہو بقراط ابر کو دیکھ کر زانو بٹنے لگا کتا ہو ملک سردار حسینان آتی ہیں کہ وہ لکڑا ابر اگر پٹا سب نے دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار ہو نہایت حسین و جمیل کہ چھوٹ حسن کی زمین پر پڑ رہی ہو تخت پر گر دکنیزین مثل ستارگان بیچ میں وہ ماہ تابان تخت اُترا بقراط کھڑا ہو گیا کہا اے سردار حسینان ہم پر یہ آفت پڑی اور تم کو خبر نہیں سردار حسینان نے سر اٹھا کر نورالدہر کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل مسلسل و مطوق بیٹھا ہو مگر چہرہ آفتاب عالم تاب حسن میں لا جواب و انتخاب سردار حسینان دیکھ کر دنگ ہو گئی پوچھا کہ یا خداوند گنگار کون ہو بقراط نے کہا اسی ظالم کے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا ان لوگوں نے یہاں بھی چھپا نہ چھوڑا اے ملک سردار حسینان یہ لوح رکھی ہو یہ تحفہ جات سب اس شخص کو ملے سردار حسینان نے کہا یا خداوند جو میں عرض کروں اُسکو بخیاں سنئے آپ اس شخص کے ہاتھ سے بہت مجبور و ناچار ہوئے اور آپ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے ہیں تمام طلسم میں مشہور تو ہو بقراط نے کہا اے ملک عالم تم نے تو کج بعد خرابی بسیار صورت دکھائی ہے بڑے بڑے رنج و غم اٹھائے سردار حسینان نے عرض کی کہ یا خداوند میرا کلام



تو تمام ہونے دیجیے جو میں عرض کروں اُسکو سماعت فرمائیے یقین ہو کہ کلام کشمیر کا پسند ہو گا بقراط نے کہا احوال ملک عالم میں چار ستا ہوں کہ تمکو طرہ پہنچیری دون اور نائب اپنا کروں یقین ہو کہ خوب انتظام کرو گی سرور احسیناں جمال بیشال نور الدہر دیکھ کر بقرار ہو رہی ہو ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہو ہر مرتبہ جمال بیشال پر نگاہ ڈالتی ہو اور زانو پر ہاتھ مارتی ہو دل سے کہہ رہی ہو افسوس ایسا جو ان بیشال اس مصیبت میں مبتلا ہو آخر و فور بقراری میں یہ اشعار جبرست آثار زبان سے نکل گئے نظم

<p>بسا دُن نافہ مشک ختن موبات کیسویں جھکی رہتی ہیں آنکھیں بہر سجدہ طاق ابروین چمکتا ہو سنہرا رنگ ایسا اُس پہی رو کا ترا کو چہ وہ گلشن ہو کہ جب اُس کا خیال آیا جو میزان خرد میں ہیں برابر اسفل و اعلیٰ دکھایا لکھنیاں میں جلوہ قوس قزح ہمکو عوض افسون کے جادو گر مرے اشعار پڑھتے ہیں خطر خسار جانان کے تصور میں جو روتا ہوں کہاں وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو دکھا کسی مسجد میں خم ہوتا نہیں مانند گلہ ستہ سنہرا روں پانہر نجیر اُسکے یہ پابند ہیں اب بھی کسی میں زکسی میں سنگ یہ بھی چھپریت کا</p>	<p>لگا دُن سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو میں لکھا ہو آئی سجدہ مقرر صفو رو میں کہ ہو جزو بدن سونے کا تو نڈا سکے بازوین زیادہ ہو گئے سب داغ دل بچو لون سے خوشبو میں ہمیشہ سنگ و زر ہوزن ہو دیکھو ترازو میں کئی رنگوں کے جب تو نڈا باندھے اُسے بازوین کہ وقت فکر دل رہتا ہو اُسکی چشم جادو میں تو ہر درجن کی طرح مو ہر ایک آنسو میں برنگ زلف گوبل پڑ گئے ہیں شاخ آہو میں جھکا ہو سر مرا جب سے تری محراب ابروین تفاوت ہو قد و بچو میں اور سر و لب جو میں برابر گر چہ ناسخ دو وزن تے ہیں ترازو میں</p>
---	---

بقراط نے کہا احوال ملک عالم یہ اشعار کیسے پڑھ رہی ہو سرور احسیناں نے ہوشیار ہو کر جواب دیا کہ یا خداوند خود بخود دل گھبرا یا اسوجہ سے یہ اشعار پڑھ دیے شاعر نے عجب رنگ کے یہ اشعار کہے ہیں میرا کہنا یہ قبول ہو کہ اس جو ان کو قید کیے اور اشتہار چسپان کر لئے ڈھنڈھو رائے کل رعایا کو خبر ہو سب آکر جمع ہوں اُسی مقام پر اُسکو قتل کیے سب دیکھیں کہ ہمارا دشمن قتل ہوا سب کو اپنی جان بچنے کا خیال ہو گا سب کو اپنے اپنے



گھروں میں خوشی ہو کہ اب جان بچی ایسے شخص کو آپ نہائی میں قتل کرتے ہیں بقراط  
 نے کہا اوسردار حسینان ہو خوف یہ ہو کہ ایسا نہو عیار اگر اسکو رہا کر لیجائیں اکثر ایسا  
 ہوا ہو پینکے سردار حسینان اپنے مقام سے اٹھی کہا یا خداوند میں اسکی حفاظت کرونگی  
 کیا مجال ہو کہ کوئی قدم رکھ سکے میں اٹھ پہر جاگوں گی اتنا دن اور اتنی رات بسر کیجیے کل صبح  
 کو میں میدان خونی میں لیکر آؤں گی وہاں قتل کیجیے کہ سب کو معلوم ہو بقراط نے کہا اوسردار  
 حسینان اگر تم حفاظت کرو تو میں البتہ قبول کروں شاہزادیان اس جو ان  
 پر عاشق ہیں بروقت قتل اسکے تلوار چلیگی وہ ہنگامہ عظیم ہوگا کہ خون کے دریا بہ جاویں گے  
 سکندر ثانی ایسا زبردست ساحر اسکے لشکر کا بادشاہ ہو سردار حسینان نے کہا  
 یا خداوند وہ سحر کروں کہ سکندر دیوانے ہو جائیں کوئی آنے سکے آپ نے کیا میرے  
 سحر کو فراموش کیا زمین کو جنبش ہوگی اگر حکم دیجیے تو آسمان کو زمین پر کھینچ لوں ایسا  
 سحر کروں کہ سب کی زبانیں بند ہو جائیں آخر بقراط راضی ہوا وہ یہ ہو کہ بقراط حسن  
 و جمال سردار حسینان پر مدت سے عاشق ہو اسکے قول کو رد نہ کر سکا اور گھبرا کر کہا اوسردار  
 حسینان تمہارے حکم میں دخل نہیں دے سکتا مگر میرا دل و مہر کتا ہو لیکن یہ  
 تحفہ جات کسکے پاس رکھوں سردار حسینان نے سب چیزیں اٹھالیں جھولی میں کھین  
 اپنے مقام سے اٹھی سر زنجیر فوراً لے کر ہر کو تھا ماساٹے قصر تھا آسمین شاہزادے کو  
 قید کیا خود کرسی بچھا کر بیٹھی بقراط نے کہا سب لشکر کو حکم دیدیا جائے کہ وہ سب تیار  
 رہیں ہر وقت کمر بندی میں بسر ہو جو وقت سلمان قصد کریں تو انکو سب ملکر روک لیں  
 سردار حسینان نے کہا لشکر کو حکم پہنچ گیا کہ میں حکم پہنچاؤں بقراط نے کہا اب تمکو اختیار  
 ہو جس طرح مناسب جانو انتظام کرو سردار حسینان نے باہر نکل کر افسران فوج کو بلا کر  
 حکم دیا کہ صابو تیار رہو اگر اہل اسلام آئے گا قصد کریں تو انکو روکو ہمارے لشکر تک  
 نہ آنے پائیں سب افسروں نے عرض کی کہ اوس ملک عالم ہم لوگوں کو جان و دل سے خیال ہی  
 کیا مجال ہو کہ سلمان آسکیں ایسا بڑھکر لڑیں کہ انکے دانت کھٹے کر دیں سب سے زیادہ  
 شاہزادیوں کا خیال ہو سردار حسینان نے کہا ان سب کو تو میں دیوانہ کر دوں گی دیکھنا



اس شب کو کیا ہوتا ہی مگر تم لوگ آمادہ رہو بقراط بنس رہا ہوا شاہزاد یون سے کہتا ہو کہ یہ معشوقہ قدرت ہو دیکھو کس طرح دل سے انتظام کر رہی ہو مگر بڑی سرکش ہو گئی سال گذرے کہ میں نے اسپرنگاہ ڈالی مگر اس نے انکار ہی کیا میں مجبور رہا اب اسکو لالچ دی ہو کہ تجھ کو اپنا نائب کہہ دوں گا طرہ پیغمبری عطا کروں گا اگر اسکو قدرت کا خیال نہیں ہو تو یہ انتظام کیوں قبول کیا اصل یہ ہو کہ یہ شاہزادی سحر و ساحری میں طاق حسن میں شہرہ آفاق ہو اسکے سحر کا کوئی جواب نہ دے سکے گا بچپن سے اسکو سحر سکھنے کا شوق رہا و مامہ جادو کی نواسی ہو اور شمش کی پوتی دو لون سے اس نے سحر حاصل کیا ہو شمش و مامہ نے اسکو کامل و اکمل کر دیا سکندر سے تو میں خود مقابلہ کروں گا شاہزاد یون پر سحر سردار حسینان کر لیگی بیشک تنکے چنوا دیگی سب ہاتھ باندھ کر سامنے آئیں گی جو حکم ہو دیگی وہ بجالائیں گی سب سرداران بقراط خوشیاں کر رہے ہیں مگر خواجہ عمر و یہ معاملہ دیکھ کر باہر نکلے سامنے صاحبقران کے آئے سب عیار بھی پٹ آئے مگر شہرنگ چچین مار مار کر روتا ہو خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا امی فرزند کیوں پریشان ہوتا ہو کیوں بلک بلک کے روتا ہو صورت رہائی کی پروردگار نے پیدا کی شہرنگ نے پوچھا وہ کیا بات ہو خواجہ نے کہا تو نے تیور نہیں دیکھے یہ شاہزادی سردار حسینان جو آئی ہو وہ تمہارے آقا پر عاشق ہو گئی اسی نے تو بچایا کہ قتل معطل رہا خود حفاظت کو بیٹھی ہو امی سکندر رات کا خیال رکھنا اسکے تیور سے ہم کو معلوم ہو گیا کہ رات کو بلوہ کر لیگی جس وقت لشکر کفار میں بٹو ہو تم لوگ بھی جا بڑنا شعلہ جوالہ یہ کہہ اٹھی کہ اس کام پر میں رہو نگی فوراً خبر ہو چلائی وہ وقت ضالائے آقا کو لڑتے ہوئے دیکھو نکلوا کر خبر کروں یہاں تو یہ صلاحین ہو میں سب شاہزادیاں اسباب سحر سے آراستہ سامنے سکندر کے موجود ہیں ہر ایک کا یہ قول ہو کہ لڑائی پڑے تو بقراط کو گھیر لیں نجم نے اوراق دیکھ کر کہا اس جنگ میں لڑائی فتح ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بیجا بقراط ثانی جو دعویٰ خدائی کا کر کے بیٹھا ہو اور سب کے دھوکہ دینے کو تقدیریں گجھار کرتا ہو اسی لڑائی کے انجام پر ضرور ضرور طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوگا اور اسی شاہزادی سردار حسینان کی کوشش سے ہمارے آقا کی رہائی ہوگی



صاحبقران نے فرمایا اے کاہن نجم اختر شناس جیسا تم کہتے ہو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسا ہی کرے لیکن میرا دل گھبراتا ہے یہ پہاڑ سی رات مجھے تڑپ تڑپ کے بے پروا ہوگی یہاں یہ حال گذرا کہ سردار حسینان جو در قید خانہ پڑ بیٹھی ہو جمال نور الدہر کو دیکھتی جاتی ہو آپس میں اشارے ہو رہے ہیں نور الدہر اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ذرا یہاں تک آؤ کہ جمال جہان آرا دیکھیں کچھ بات چیت ہو سردار حسینان اشارے کر رہی ہو کہ تامل فرمائیے رات ہونے دیکھے نور الدہر آپ کی رہائی کی ہوگی تحفہ جات میرے پاس ہیں پھر رات گئے بقراط نے دربار برخواست کیا شملتا ہوا سامنے سردار حسینان کے آیا کہا کیوں اے چہین ہوشیار بیٹھی ہو میں تمکو دیکھنے آیا ہوں سردار حسینان نے جواب دیا کہ آپ جا کر آرام فرمائیے آپ کو حال کھل جائیگا جو شب کو معرکہ گذریگا وہ آپ کو خبر ہوگی اب میں سحر تیار کر رہی ہوں گرد و لشکر کے حصار کر دوں گی کہ کوئی نہ آ سکے کنارے پر آکر سب رک جائیں آگے نہ بڑھ سکیں بقراط بہت خوش ہوا اپنی خواہ گاہ میں آکر سو یا سردار حسینان شملتی ہوئی اندر آئی نور الدہر کے پاس بیٹھ گئی نور الدہر بھی جمال بیٹھال دیکھ کر دنگ ہو رہے ہیں دل سے کہ رہے ہیں کہ ہمارے معشوق ن میں کوئی ایسی حسین نہیں ہو عیشق انجام ہو سردار حسینان نے کہا میں آپ کو نکال لیچوں نور الدہر نے کہا مثل چورون کے نہ جاؤں گا تحفہ جات مجھ کو دو میں لڑتا ہوا نکلوں سردار حسینان نے تحفہ جات جھولی سے نکالے نور الدہر نے لوح محفوظ گلے میں ڈالی لوح طلسمی اپنی سلاح طلسمی زیب جسم کیے سب قید سحر دفع ہو گئی اب جو شاہزادے نے سلاح جسم پہاڑ راستہ کیے سردار حسینان جمال بیٹھال دیکھ کر وجد کر رہی ہو کہتی ہو اے شہریار ایک امیر کی کنیز امیدوار ہو کہ معشوقان شاہی سے میرا مرتبہ زیادہ رہے میں و مامہ کی نواسی شمش کی پوتی ہوں حسب و نسب میں میرا کوئی مثل نہیں لہذا مرتبہ بھی سب سے زیادہ رہے میں عجائب و غرائب دکھاتی مگر اسکا موقع نہیں ہو وقت بہت تنگ ہو خدا آپ کو بخیر و عافیت تابش کرے پوچھائے قضاے کار شعلہ جوالہ غرق زمین ہو کر آئی ہے سب باتیں سن رہی تھی زمین سے سر نکالا کہا اے

کمال



ملکہ عالم ہم اپنی ذات سے تمھاری کینیز ہیں کہ تنے شہریار کی رہائی میں کہ و کوشش کی ہم سب  
 تمھارے ممنون احسان رہیں گے کبھی قد مبوسی سے سر نہ اٹھائیں گے تنے ہم سب پر احسان  
 کیا خاطر جمع رکھیے سب سردار انتظار میں ہیں انکے نعرے کی صدا بلند ہوئی اور نور اسب  
 آپڑے سکندر کے دل کو لگی ہو شاہزادیاں تڑپ رہی ہیں صاحبقران نے خاصہ نوش  
 نہیں کیا بارگاہ سلیمانی میں سب جمع ہیں طہماس دیوانہ ہو گیا ہو نور الدہر نے فرمایا اگر  
 شعلہ جو الہ لشکر کو تیار رکھنا اور طہماس ہمارا عاشق صادق ہو اُسے جو میری تکلیف  
 مٹنی دیوانہ ہو گیا انشاء اللہ ہماری آواز سنکر اُسکے ہوش درست ہو جائیں گے اے  
 شعلہ جو الہ جاؤ لشکر میں خبر کرو اب میں نکلتا ہوں یہاں بھی سب ساحر تیار ہیں میرے  
 نکلتے ہی بلوہ ہوگا سب افسروں نے لشکر تیار کیا ہو یہ کہہ کر نور الدہر نے تیغ طلسمی پر  
 قبضہ کیا اور قید خانہ سے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ اے ساحران غدار آگاہ ہو جاؤ کہ میں  
 رہا ہوا منہم گل گناہ خلیل الرحمن و نور ویدہ مومنان و مسلمانان برہم نہ تندہ زمرہ  
 بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرہ نور الدہر

نظیر حمزہ صاحبقران بخشیم و بہ قمر	شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر
ز طفلی بچرات ہنداشتم	لقار ایک دست برداشتم
ظفر بریلان عرب یافتہم	شہ نوجوانان لقب یافتہم
نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک گوشے سے سردار حسینان دیکھ رہی ہو جب دیکھا کہ نور الدہر پر زیادہ بلوہ ہو کچھ ماش کے دانے پھینک مارے کبھی زیور پھولوں کا گلے سے اتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر دیوانے ہو گئے ہر طرف ہنگامہ ہو کہ ہم سب سردار حسینان کے عاشق صادق ہیں اگر حکم دے تو جان دین کہ طبل سکندری پر چوب پڑی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ صاحبقران	
امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ مصام و قہ مقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد



ایک طرف سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی نعرہ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم بہار  
گلستان کا دس وچم ایک طرف سے سکندر ثانی آکر گرا ایک طرف سے نجم واسطو سے ثانی  
اور ایک طرف سے سب شاہزادیوں نے آکر سحر کیا لاکھوں ساحر سحر کرنے لگے زبان پر یہ اشعار تھے

کس قدر نازک ہیں میرے سیمبر کی ایڑیاں  
اور گوری گوری کا نور سحر کی ایڑیاں  
رات بھر میں لاکھ بار اُس بجنہ کی ایڑیاں  
گھس گئی ہیں ہاے مجھ خستہ جاگر کی ایڑیاں  
نرم ہیں اُن سے زیادہ اُس سیمبر کی ایڑیاں  
چھو گئیں ناسخ نہ شاہ بحر و بر کی ایڑیاں

نقشبہ تھیں پر ہون جھانوسے سے زر کی ایڑیاں  
چوٹی اُس کا فر کی ایڑی تک ہو بیشک شام ہی  
جبکہ سو جاتا ہو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں ہم  
موتوں آنکھوں پہر تڑپا ہوں کو سے یارین  
کب ٹھہرتے ہیں نظر میں عارض حور و پری  
مسجد اقصیٰ سے پہونچا عرش اعلیٰ تک براق

سکندر نے آگ بر سادی ہو شاہزادیاں جہم جہم کے سحر کر رہی ہیں ادھر کنیزوں نے  
جا کر بقراط کو جگایا بقراط نے جو آواز نعرہ نور الدہر کی سنی پوچھا یا رو یہ کیا ہوا ہے  
طلسم ٹٹتا ہو شاہزادیوں نے عرض کی بی سرور احسینان صاحب جمال طلسم کشا  
عاشق ہوئیں جس شاہزادی نے جمال دیکھا وہ اُنکی خیر خواہ ہوئی اُسی طرح سے بی  
سرور احسینان بھی پھنسیں نور الدہر کو رہا کر دیا تحفہ جات زیب جسم کر دیے اب وہ مصروف  
جنگ ہیں سب سردار بھی آپڑے خوب زور و شور سے مغلوب ہو رہی ہو بقراط یہ  
شکر آنکھیں ملتا ہوا اٹھا تخت پر سوار ہوا باہر نکلا دیکھا لاکھوں جادوگر دیوانہ وار وحشی  
مثال چیتے پھرتے ہیں بعض بھاگ کر نکل گئے بعض فرج بقراط کو قتل کر رہے ہیں لشکر  
بیدل ہو رہا ہو صاحبقران و بادشاہ مجمع ساحران نامی مین لڑ رہے ہیں صد ہا ساحر  
ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے صد ہا کو بادشاہ نے قتل کیا سکندر نے جو  
نور الدہر کو آتے ہوئے دیکھا تخت سے کود پڑا حماس نے جو سنا کہ آتے رہے رہائی  
پائی غصے میں سا طور لیکر نکلا آکر شریک جنگ ہوا نور الدہر کو مرکب پہونچا یا پہلو پر  
نور الدہر کے لڑنے لگا جسکو سا طور مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے یکا یک بقراط نے تخت  
سے دیکھا کہ سرور احسینان ایک گوشے میں کھڑی ہو کبھی کبھی مائش کے دانے پھینک



دیتی ہو ہزاروں جاوگر بھاگنے لگتے ہیں اسنے جھلا کر آواز دی کیون بی سردار حسینان  
تمنے ہمارے عشق کا بھی پاس نہ کیا دشمن کی شریک ہو گئیں سردار حسینان نے کچھ  
جواب نہ دیا بقراط کی طرف سے متھ پھیر لیا مگر نور الدہر لڑتے ہوئے طرف بقراط  
کے چلے بقراط چاہتا ہو حصار کروں سردار حسینان اُسکو دفع کر رہی ہو رنگ سحر  
بقراط نہیں جمتا ہر چند بقراط نے کدو کوشش کی مگر نور الدہر نہ رُکے طماس وغیرہ  
ساتھ ہیں سردار حسینان نے یہ بھی سحر کر دیا کہ بقراط بھاگ کر نہ نکل جائے جب  
آسمان پر سر اٹھاتا ہوا اندھیرا معلوم ہوتا ہو جدھر نگاہ اٹھاتا ہو پہاڑ معلوم ہوتے  
ہیں نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب بقراط کے پہنچے بقراط نے کئی سحر کیے مگر تاثیر  
نہوئی جب نور الدہر قریب آئے اور ہاتھ تلوار کا اٹھایا تب بقراط نے تیغ اٹھا کر  
مارا نور الدہر نے تیغ طلسمی پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا بقراط نے  
بہت اپنے کو بچایا ہزار ہزار تدبیر کی کہ طلسم کشا کا وار مجھ پر نہ پڑے لیکن کوئی سحر کام  
نہ آیا چمک کے تلوار جو گری بقراط کے دو ٹکڑے ہوئے برابر تخت بقراط کے  
گبران قیل کن وزیر اعظم اسکا کھڑا تھا مرنے پر بقراط کے رونے لگا مگر اندھی  
سیاہ اٹھی ہزاروں پہاڑ اڑ گئے دریا خشک ہو گئے گبران یہ نگامہ دیکھ کر بھاگا بعد  
اسکے نکل جانے کے ساحروں نے جو اپنے سر پرستی نہ پایا فریاد کرتے ہوئے  
قریب صاحبقران کے آئے امیر نے ہاتھ روکا سب کو سرفراز کیا اب دیکھا کہ  
مروارید چاہتی ہو کہ اڑ کر نکل جاؤں سردار حسینان نے ہاتھ ہلا دیا کہ مروارید  
کے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران سب کو امان دیکر داخل قلعہ مروارید نگار  
ہوئے تمام طلسم اسلام آباد ہوا نور الدہر کے نام پر فتاحی قرار پائی نذرین گذر رہی  
ہیں خواجہ سب سے انعام لے رہے ہیں جو کچھ ملتا ہو اُسکو قبضے میں کرتے ہیں اور کہہ رہے  
ہیں کہ امواقائے نامدار مجھ کو کچھ ملنا چاہیے روپیہ سب طرف سے نہیں ملتا کہ نور الدہر  
نے سکندر سے جھک کر کہا چند شاہزادیوں کو بھیجے کہ سردار حسینان کو استقبال  
کر کے لائیں سکندر یہ کہہ اٹھے کہ ہم خود براے استقبال جائے ہیں اسنے آپ کی



جان بخشی کی ہم سب پر احسان ہو سکندریا ہر گئے سردار حسینان حیران کھڑی تھیں  
 کہ کس فریغ سے اندر جاؤں کہ سکندریا نے آکر ہاتھ مقام لیا کہا ہاں عالم چلیے میں  
 آپ کے استقبال کو آیا ہوں سردار حسینان خوش ہو گئی ساتھ سکندریا کے  
 بارگاہ میں آئی کلمہ پڑھ کر سحر سے توبہ کی صاحبزادان نے اول عقد سردار حسینان  
 کا ساتھ نورالدہر کے کیا پھر اور شاہراہ دیون کا عقد نورالدہر سے کیا اور جو جو  
 سردار مشتاق عقد تھے اُن سب کے عقد پڑھے گئے کل افسروں کو ملے تدر مراتب  
 ہر ایک کے انعام تقسیم ہوا خلعت دیے گئے چالیس روز تک جشن رہا لاکھوں  
 روپے فقیر و ن کو خیرات دیے گئے

تقریظ کلاک جواہر ساک نشی اشتیاق حسین صاحب ہیل خلعت الصدق  
 نشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق ارض و سما و نعمت جناب محمد مصطفیٰ و منقبت حیدر کرار غیر فرار قاتل عمرو  
 و عنتر کفندہ درخیز روج زہراے اطربہ شہر و شیر حقیر تقصیر عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ  
 و کعبہ کی سیفت در بانی کیا تحریر کروں شاید ناظرین باتمکین اپنے مقام پر کہیں کہ بٹیا باپ  
 کی تعریف کرتا ہو اس خیال سے زبان نہیں کھول سکتا جاے خوض و غور ہو کہ اول  
 آخری تین جلدیں ہوشربا کی لکھیں اُسکے بعد فتنہ نور افشان تین جلدوں میں ایسا  
 تحریر کیا کہ ناظرین نے پسند فرمایا اُسکے بعد بقیہ ہوشربا کی دو جلدیں لکھیں کہ ناظرین  
 نے خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمایا اُسکے بعد تین جلدیں طلسم ہفت پیکر کی لکھیں  
 بعد ہفت پیکر کے طلسم خیال سکندری کی تین جلدیں لکھیں یہ چودہ جلدیں جہم معقول  
 بازار میں ہین ناظرین ملاحظہ فرمائیں یقین ہو جس کتاب کو دیکھیں نظر نہ ہٹے یہ نہ جی چاہے  
 کہ کتاب کو ہاتھ سے رکھیں صفت شاری بھی دکھائی کہ آخر جلد فتنہ نور افشان میں  
 ایک نثر مقدمہ و لاہت با سعادت جناب اشرف انبیا علیہ التجتہ و الثنائین تحریر فرمائی



قطعہ تاریخ کتاب ہذا در صنعت توشیح مصنف و مصنف کتاب ہذا ایک  
یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند تا سال طبع ۱۳۱۸ پیدا کرد

مرصع نگاران فرخندہ پور قمر کو جو ظاہر ہوا ہر ملا لکھا صنع توشیح میں بے ریا کہ بندرت طراز ان شیرین سخن تاریخ ہر سال کی ہر ملا تاریخ لکھی بصد کثرت و فر الہی مراد ما ہو حصول	خیال سکندر کی تاریخ ہو تو تاریخ لکھنے کا سامان کیا طلسم سکندر بھی آسان ہوا مرصع خیال ان با علم و فن نہال ثنا ثمر لاکے گا رہے مع طبع قمر بے ہنر اسے سب پڑھیں اور کرین قبول
--	---

۱۳۱۸ ہجری

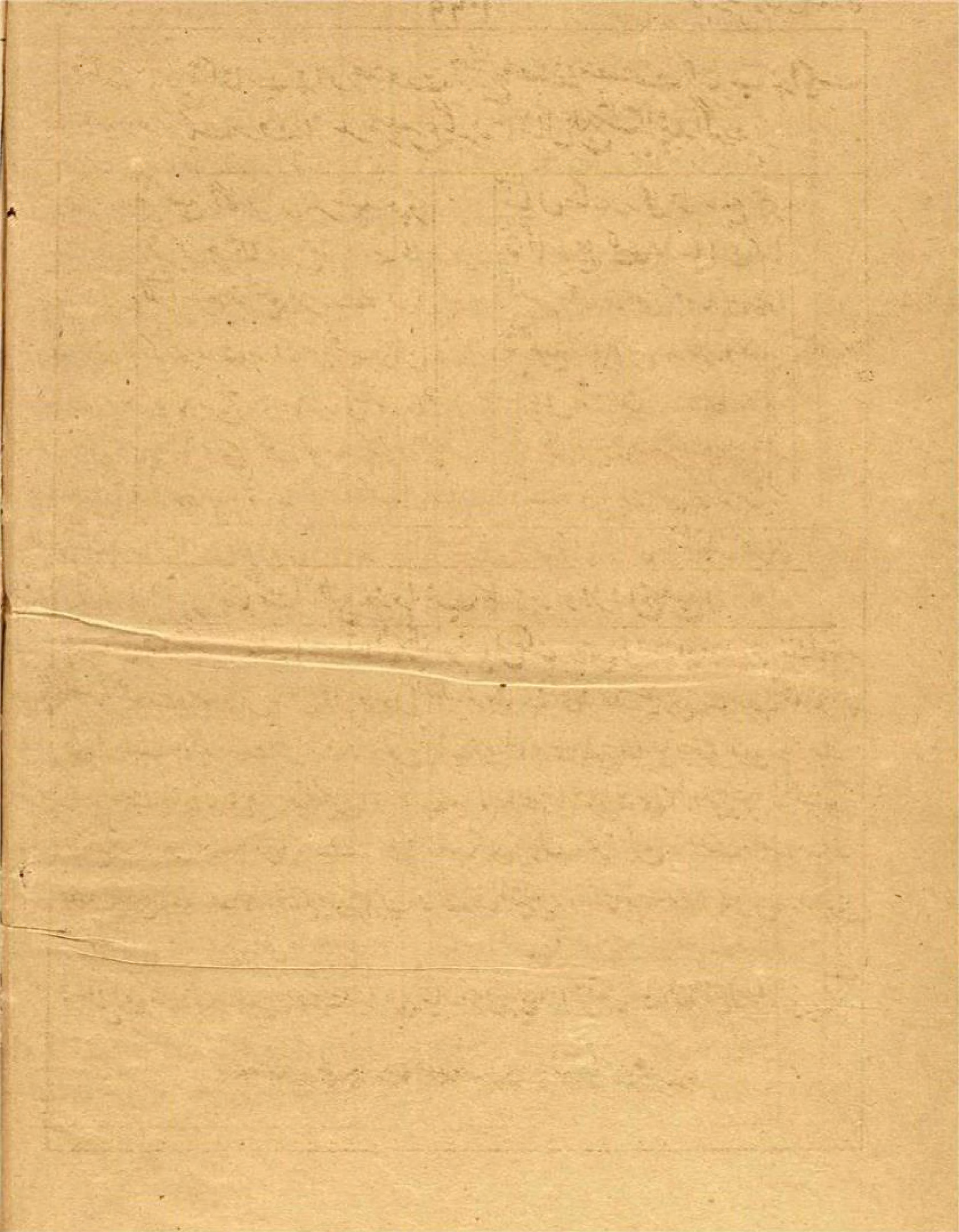
### خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ باری تعالیٰ کہ طلسم خیال سکندری کی تینوں جلدیں منفہ استاد  
مسلم الثبوت ماہر کامل مداح آل رسول الثقلین جناب منشی احمد حسین صاحب مخلص بہ  
قمر سلمہ ابدال اکبر بصوت مصنف ممدوح چھپ کر اشاعت پذیر ہوئیں۔ منجمدان ہر جلد  
کے دو جلدیں سابق طبع ہو گئیں اور اب یہ جلد سوم بھی مطبع نامی و گرامی منشی نو لکشور  
واقع لکھنؤ میں بعلی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پرگنہ رائے صاحب دام اقبالہ  
مالک مطبع موصوف سنہ ۱۳۱۸ء میں چھپ کر تندر شائقین والا مقام و مقبول خاص و عام ہوئی

اعلان۔ چونکہ یہ جلدیں بصر کثیر مطبع تیار ہوئی ہیں لہذا حق تصنیف انکا بحق نو لکشور پریس محفوظ ہے









قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	بہت شوق تھا۔ اُنکے ہمسایہ میں داستان	۱۳۔	طلسم ہوش ربا جلد ششم۔
	امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے	۱۴۔	جلد ہفتم۔
	آخر انھوں نے چند اجزا ایک قصہ نازہ	۱۵۔	بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول از
	کے تصنیف کو کہے اُس محفل میں سنائے	۱۶۔	منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر۔
	لوگوں نے بہت پسند کیے جب اس	۱۷۔	ایضاً حصہ دوم۔
	قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی	۱۸۔	صندلی نامہ دفتر ششم۔
	میں طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے	۱۹۔	تویح نامہ جلد اول دفتر ہفتم
	ممتاز ہوئے اور بہ تعین موابہ مناسب	۲۰۔	داستان امیر حمزہ۔
	حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے	۲۱۔	لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔
	دیا۔ یہ کتاب دربار شاہی میں پڑھی جاتی	۲۲۔	ایضاً جلد دوم۔
	تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ	۲۳۔	طلسم فتنہ نور افشان جلد اول جسکی
	رفتہ بوجہ ترقی اردو سے مٹنے کے اسکا	۲۴۔	خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔
	رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ میں کہ سوائے	۲۵۔	جلد دوم۔
	اردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم	۲۶۔	جلد سوم۔
	بلکہ کالعدم ہو تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی	۲۷۔	کامل جلد کمبشت کے لیے۔
	ہی زبان میں شائع ہونا مناسب تھا	۲۸۔	ترجمہ داستان امیر حمزہ بالخصوص۔
	لہذا ان اجلاؤں کے ترجمے اور طبع کرانے	۲۹۔	ہر چار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی
	میں کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر	۳۰۔	عبداللہ و نظرتانی مولوی سید تصدق حسین
	کیا وہ انظر من الشمس ہے پہلے دہلی میں	۳۱۔	بوستان خیال مصنفہ محمد تقی خان۔
	خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر	۳۲۔	آنکو میر تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندہ گجرات
	چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے	۳۳۔	یہ اکمال بعد سلطنت محمد شاہ بادشاہ
	کرتے اُنکا پیا نہ عمر لبریز ہو گیا۔ اصل کتاب	۳۴۔	دہلی میں وارد ہوئے آنکو قصہ گوئی سے



قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۴ روپے	فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر۔ کاغذ خانی گندہ الف لیله با تصویر۔ کامل ہر چار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۳۹۷ھ	۱ روپے	۱۔ جلد حمدی نامہ۔
۱۵ روپے	۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۲ روپے	۲۔ جلد دو حہ الا بصار موسوم بہ معزالدین نامہ۔
۱۳ روپے	۲۔ کاغذ رسمی سفید	۳ روپے	۳۔ جلد ضیاء الا بصار موسوم بہ جمشید نامہ۔
۲ روپے	قصہ سند باد و چهارزی۔ ماخوذ از قصہ الف لیله۔	۴ روپے	۴۔ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔
۲ روپے	کا مریپ کا جاوہ۔ اردو کاغذ سفید۔	۵ روپے	۵۔ جلد مطلع الانوار۔
۲ روپے	جاوہ تختی۔ قصہ دلچسپ مصنف نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	۶ روپے	۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔
۴ روپے	فسانہ عجائب متوسط قلم از مرزا حبیب علی بیگ سرور مرحوم۔	۷ روپے	۷۔ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔
۱۳ روپے	ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۸ روپے	۸۔ جلد شرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔
۵ روپے	سروش سخن با تصویر۔ سبواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۹ روپے	۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معزالدین نامہ۔
۳ روپے	ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۱۰ روپے	الف لیله با تصویر۔ دو کالمین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہی اسکا ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوبہ عالم بیخان مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان تخلص چسما۔
۵ روپے	طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۱۱ روپے	موا تصاویر۔ کاغذ سفید۔
۳ روپے	باغ و بہار معروف بہ قصہ چار درویش با تصویر	۱۲ روپے	فسانہ عجائب جلی قلم با تصویر۔ بعبارت رنگین و نگین از مرزا حبیب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔
۳ روپے	ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۱۳ روپے	



